اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو -

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی اور اُسکے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرجہ ذیل ہی	

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد	نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲	۵	طلسم ہوش ربا	۷
۲	کوچک باختر	۱	۶	صندلی نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۷	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۸	لعل نامہ	۲

ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی امرا اور سلاطین نے دربارون مین داستان گوون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہا - چونکہ شہو نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہی -

نام کتاب	قیمت
۱ - نوشیروان نامہ جلد اول -	عہ/ ۲
۲ - ″ جلد دوم -	عہ/ ۲
۳ - ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم جدید الطبع -	صہ/
۴ - کوچک باختر -	عہ/ ۲
۵ - بالا باختر -	عہ/ ۲
۶ - ایرج نامہ جلد اول -	عہ/ ۲
۷ - ″ جلد دوم -	عہ/ ۲
۸ - طلسم ہوش ربا جلد اول -	عہ/
۹ ″ جلد دوم -	عہ/
۱۰ - ″ جلد سوم -	عہ/
۱۱ - ″ جلد چہارم -	ے/
۱۲ - ″ جلد پنجم کا حصہ اول -	عہ/ ۴
۱۳ - ″ حصہ دوم -	عہ/ ۴
۱۴ - ″ جلد ششم -	ے/ ۴

فہرست مضامین نفس کتاب طلسم نوخیز جمشیدی جلد سوم

بعون صانع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
بلبل شاخسار فصاحت ثمر نورس نخل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری
موسوم بہ
طلسم نوخیز جمشیدی
جلد سوم
نتیجۂ کلک گہربار سخنور روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
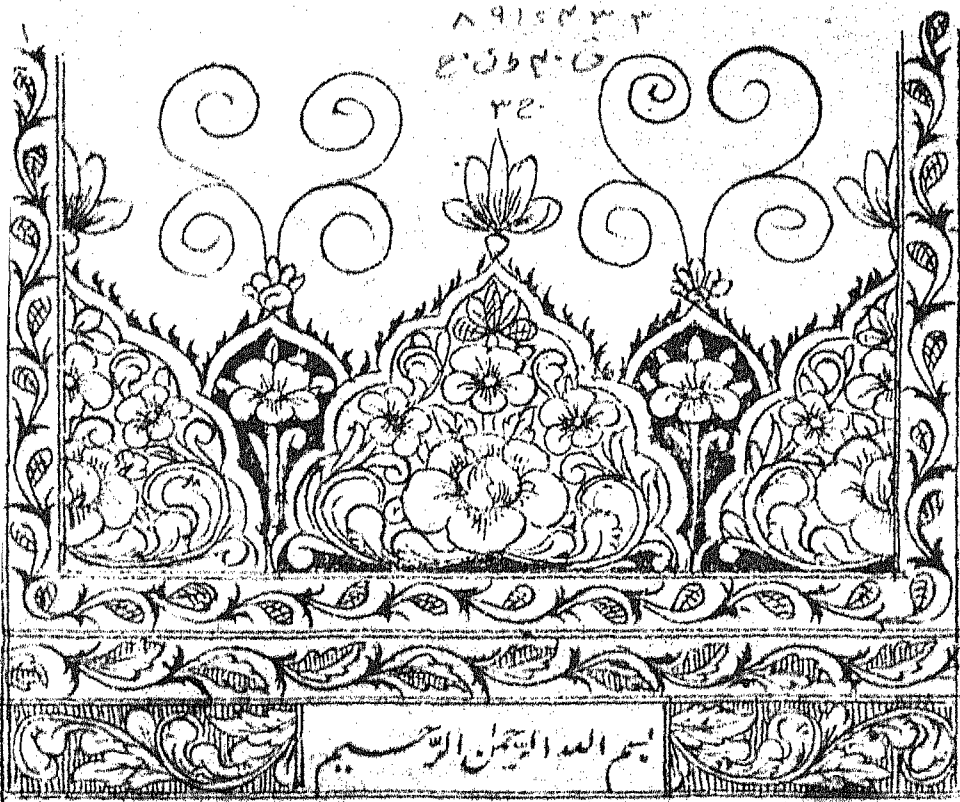
حمد خدا سے زمان و زمین بانی بناے اولین و آخرین کو کیا شرف ظاہر کیے چاند سورج
رونق روز و شب ہر شے سے ایک مطلب اگر مہر انور بر آمد ہوا تو روز روشن ہو گیا
جب چاند نکلا تو رونق شب ہوئی ثوابت و سیارگان رونق آسمان ہر ستارے کو
گردش ہوا انتظام دنیا کی کوشش ہی باغ عالم میں یہ رنگ دکھاے رنگ رنگ کے
پھول کھلاے عندلیب خوشنوا نالہ روے لگا گوش گل پہ آواز فریاد بلبل سبزہ
زمرد نگار ہر پھول کی سے طور کی بہار طائروں کی چمن میں پکار کھلا سے شگفتہ کا زیر
نخل انبار بلبل کا تڑپنا ہوا کا سنکنا برق کا تڑپنا طائروں کا چہکنا عجب کیفیت ہی اے
معبود تیری عجب قدرت ہی کبھی موسم خزاں پھولوں کی بربادیاں گلچیں کی شادیاں
صیاد و دام پر دوش گرفتاری طائراں کا جوش کیا میری مجال ہی کہ ایک نکتہ حمد خدا کا
لکھ سکوں وہ وحدہٗ لاشریک ہی ہم سب لوگوں کا یہی اعتقاد بہت ٹھیک ہی از نظم

کیے جس نے دو حرف کن سے عیاں	یہ شیر تنگ پست و بلند جہان
شاء سے زمین و زمان ہو رہی	عزیز دل انس و جان ہو رہی

ہر اک اُسکا محتاج وہ بے نیاز — ہر اک خاطی اُسکا وہ عفو باز

وہی جسکو چاہے کرے نونہال — وہی جسکو چاہے کرے پائمال

نگاہ کرم سے وہ دیکھے جدہر — ملے خاک کو گنجہٴ سیم و زر

جسے بخت سے وہ کرے شادکام — رہے دین و دنیا میں وہ نیکنام

عجب اُسکی قدرت کے انداز ہیں — سمجے نہیں ہیں چھپے راز ہیں

ہیں آگ میں سبز گلزار ہو — کوئی باغ ہو اسکے فی النار ہو

اُسی سے ہو روشن چراغ کنشت — اُسی سے ہو رنگ بہار بہشت

وہی اپنے بھیدوں سے آگاہ ہو — جہاں دیکھو اللہ ہی اللہ ہو

بس اب نعت میں ہو طبیعت لڑی — یہ مشکل بڑی تھی مگر آ پڑی

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا شفیع امم مالک حدوث و قدم یعنی جناب محمد مصطفیٰ شفیع روز جزا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

خوشا مرتبہ جناب اشرف انبیا پروردگار عالم نے کس عظم و شان سے بالائے عرش اعظم طلب فرمایا کل پیغمبروں سے مرتبہ بڑھایا قریب پردہٴ قدرت عاشق و معشوق سے راز و نیاز ہوئے در رحمت باز ہوئے کفار قریش ہرچند کہ دشمن تھے مگر کیا کر سکے خانہ کعبہ میں جا کر بتوں کو گرایا کفار سے کچھ نہ ہو سکا آخر اطاعت قبول کی بعض بے دین مکر سے مسلمان ہوئے بعض اپنا مکر ظاہر کیا مگر پروردگار نے ہر مکر سے اُنکے اپنے حبیب کو ماہر کیا لڑائیاں فتح کیں وصی پروردگار نے جری و بہادر عطا فرمایا کہ جسکا کوئی نظیر نہ تھا جب ذوالفقار کھینچی جسم میں دشمنوں کے تھرتھری پڑ گئی جس راہ سے آپ چلتے تھے وہ راستہ خوشبو ہو جاتا تھا جس کنوئیں میں لعاب دہن ڈالا وہ پانی شیریں ہو گیا ابر سر پہ سایہ کرتا تھا کوئی حضرت سے آگے نہ گذرتا تھا کیا معجزات ظاہر کیے ادنیٰ معجزہ یہ ہو کہ مسجد میں وعظ فرما رہے تھے کہ یکایک در مسجد پر ہلہ ہوا لوگ بھاگنے لگے حضرت نے دریافت فرمایا

کیا ہو سب نے کہا ایک اژدر مہیب آتا ہو حضرت نے سب کو تسکین دی فرمایا کہ بیجا خوف نہ کرو شہنشاہ جنات کا فرستادہ ہو میرے پاس مسئلہ پوچھنے آیا ہو مگر وہ لوگ کہ جنکے اعتقاد باطل تھے وہ گھبرا رہے تھے مومنان کامل مطمئن بیٹھے رہے کہ اژدہا آیا قریب آکر وہین اپنا گوش حضرت سے لگایا حضرت نے آپکی زبان مین جوابدیا اژدہا پلٹ کر چلا گیا کل زبانون سے آپ ماہر تھے سب حال آپ پر ظاہر تھے لوگون نے استفسار حال کیا کہ یا حضرت اژدہا کون تھا حضرت نے فرمایا کہ شاہ جنات کو ایک مسئلے کی ضرورت پڑی اُسنے اپنے ایلچی کو بھیجا تھا مین نے اُسکو جواب باصواب دیدیا ایسے ایسے معجزات ہزار در ہزار ہین مجھ حقیر کی کیا زبان کیا بیان مگر درود پڑھون آپپر اور اُنکی آل پر

نظم

ہی عرش بریں مکان احمدؐ　　فردوس ہی بوستان احمدؐ
ہی قصر فلک مکان احمدؐ　　خورشید ہی تابدان احمدؐ
جبریل سے بلکہ انبیا سے　　تشبیہ ہی کسر شان احمدؐ
عاجز رہے سیکڑون قوی دست　　ہرگز نہ کھینچی کمان احمدؐ
خورشید سے ہی کہین زیادہ　　ہر ذرۂ آستان احمدؐ
ہی پایۂ عرش نام جسکا　　ہی زینۂ نردبان احمدؐ
جتنے ہین رسول سب وہ ہونگے　　محشر مین تہ نشان احمدؐ
کشتے تھے عدو بیان سنکر　　تھی تیغ خدا زبان احمدؐ
ہم مدح کرین زبان کہان ہی　　اللہ ہی مدح خوان احمدؐ
اعجاز نما ہین سب ائمہ　　بے مثل ہی خاندان احمدؐ
اعجاز مین ہی کلیم ثانی　　ہر کودک بے زبان احمدؐ
ایمان کی ہوئی جو پہلے دعوت　　حیدر ہوئے میہمان احمدؐ
حیدر ہین نگین خاتم شرع　　اس نام سے ہی نشان احمدؐ
احمد ہین جو قدردان علی کے　　اللہ ہی قدردان احمدؐ

مین کان اسیر کان یاقوت		سنتا ہون مین داستان احمد	

منقبت حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار زوج زہرا سے نامدار
باب شبیر و شبر کنندہ در خیبر زور بازوے پیغمبر قاتل عمرو عنتر

سبحان اللہ امام برحق وصی مطلق دست زبردست کبریا وصی حبیب خدا غازی و مجاہد
راکع وساجد صاحب انواع کرامات مقبول بارگاہ خدا نیک ذات عالی درجہ
والاصفات کیا کیا معجزے دکھائے کہ دشمن ہمیشہ عاجز رہے عدالت آپکی کتابون
مین مرقوم ہو آپ کی شجاعت کی معلوم ہی اکثر فیصلے حاکمون نے بھیجے آنکو بہ حکم
خدا فیصل کر دیا بڑے بڑے پہلوانان عرب کو مارا جنگ خندق مین عمرو بن عبدود اتنا بڑا
پہلوان جب خندق پھاند کر آیا لشکر مین حضرت کے غل ہوا حضرت نے اصحاب سے
فرمایا کہ تم مین کون ایسا ہو کہ جا کر اسکو روکے ایک صاحب نے جواب دیا حضرت
یہ بڑا صاحب طاقت ہو ایک قافلے مین مین بھی تھا اور یہ بھی تھا شب کو قزاق لوٹنے
لگے یہ جو بیدار ہوا اسکے ہاتھ مین سپر نہ تھی اونٹ کو بجاے سپر اٹھا لیا
قزاق اس طاقت کو دیکھکر بھاگ گئے مال اہل قافلہ نہ لیجا سکے مگر حضرت نے کچھ
اس کلام پر اعتبار نہ کیا اور اپنے مقام سے اٹھے عرض کی یا حضرت اگر حکم ہو تو
مین جا کر جان کو نثار کر دون رسول مقبول نے بسبب فرط محبت کے جواب نہ دیا
پھر اصحاب سے سوال کیا سب نے سر جھکا لیے تب ہمارے حضرت نے اپنے دست
حق پرست سے عمامہ سر حیدر کرار پر باندھا کل سلاح جنگ جسم حیدر کرار پر آراستہ
کیے جبکہ علی مرتضی نکلکر چلے اور خیمے سے نکل گئے تو حضرت نے فرمایا آج کل کفر و
کل اسلام کا مقابلہ ہو مراد ارشاد حضرت یہ تھی کہ کل اسلام جناب حیدر کرار اور کل
کفر وہ افسر اشرار جاتے ہی حضرت نے للکارا کہ او عمرو بن عبدود آگے نہ بڑھنا منم حیدر
کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار جناب رسول خدا نے عمامہ سر سے اتارا
عرض کرتے تھے اے پروردگار علی کو مظفر و منصور کر تا دعا حضرت کی قبول درگاہ

رب العزت ہوئی عمرو بن عبدود ویر تک حضرت سے لڑا اور سچ کہتے ہو کہ بہتر ضربیں رد و قدح ہوئیں آخر میں حضرت نے نعرہ کیا کہ او کافر ہوشیار ہو جا کہ اب ضرب ذوالفقار پڑتی ہی یہ کہکر حضرت نے ہاتھ مارا کہ سر عمرو بن عبدود دور جا کر گرا تمام لشکر کفار اس طاقت کو دیکھکر بھاگا جنگ احد میں سوا ے حضرت کے کوئی ہمراہ رکاب جناب اشرف انبیا نہ رہا حضرت امیر حمزہ اسی جنگ میں شہید ہوئے میری کیا مجال ہی کہ ایک شمہ بھی عدالت و سخاوت و شجاعت میں لکھ سکوں عنان قلم کو پھیرتا ہوں کیا کیا صفت لکھوں شاہ دلدل سوار جیسے ذوالفقار خدا نے دی رسول مختار نے دختر عطا کی بقول شاعر نظم

عرش اعلیٰ سے سوا رفعت بام حیدر
تاب قوسین بھی ادنیٰ ہو مقام حیدر

جسکی ہر وہ ہو آیات خدا کی تفسیر
ترجمہ مصحف رب کا ہو کلام حیدر

جسکی طرف ہو گذر شاہ معطر ہو مشام
روش نکہت گلشن ہو خرام حیدر

سبزہ کیونکر نہ اگے خاک سے ہم شکل زبان
قوت نامیہ بھی لیتی ہو نام حیدر

صورت اشک گرے آب بقا آنکھوں سے
خضر پائے جو کوئی جرعۂ جام حیدر

استخوان توڑتے ہیں صفت سگان دنیا
آنکے کھانے کا نہیں مغز کلام حیدر

کیا تعجب ہو جہنم سے اگر بچ جائے
منہ سے کافر کے نکل جائے جو نام حیدر

حسن تقریر سے ہو جاتے تھے کافر مسلم
کلمہ پڑھتے تھے سخن سن کے کلام بادشاہ

پر تو چہرہ نہیں پر تو خورشید سے کم
صبح سے بھی کہیں پر نور ہو شام حیدر

چشم بد دور وہ آقا سے دو عالم ہیں امام
آنکھ پوسف سے ملاتا ہو غلام حیدر

واہ کیا حق نے عطا کی ہو انہیں قدر بلند
صفحۂ عرش پہ مرقوم ہو نام حیدر

اے تکبیر ہیں دکھاتے ہو مجھے کیا آنکھیں
تمکو معلوم نہیں ہو میں غلام حیدر

دشمن و دوست کے کام آتے ہیں وقت مشکل
ہر زمانے پہ عیاں بخشش عام حیدر

پانوں کیسے ہیں جو دوش نبی پر رکھیں
پا سکے کون زمانے میں مقام حیدر

آسمان تک ہو وقار شہ ذیشان روشن
ہو خمیدہ مہ نو بہر سلام حیدر

دو گل تازہ محمد کے نواسے ہین اسیر		آجتک جنسے معطر ہے مشام حیدر

اُس وصی خاص کی کیا حمد و ثنا لکھون میں امام عالی مقام وصی خیر الانام ہے اب ناظرین کو جانا سعد شہریار کا مرحلۂ چہارم پر سناتا ہون

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جانا سعد بن قباد کا مرحلۂ چہارم پر وحالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام عشرت پسند	کہ پھینکون فلک پر خیالی کمند
مجھے جام صہبائے اُلفت پلا	لکھون سعد جمجاہ کا ماجرا
طبیعت کو حاصل ہو کچھ تو خوشی	کہ ہر مرحلے پر مصیبت بڑی
عمرو وہ جو مکار و غدار ہے	زمانے کا اپنے وہ عیار ہے
نگہبان اسکا ہے سعد کا	کہ لوح طلسمی ہے حیرت فزا
خبر دیگی ہر نیک و بد کی یہی	کہ ہیں قتل ساحر بہ لطف و خوشی
کرین سحر آ کے شیطان پرست	ہین سب اسکے ہمراہ ایمان پرست
ہر اک سحر دل خار مغیلان ہوا	قیامت کا ہر جا پہ سامان ہوا
جہان کا یہی ہے نشیب و فراز	کبھی سوز ہے اور کبھی رنگ ساز
تو مصر حال شاہ جہان بھی لکھو	بس اب داستان مرصع کہو

یاقوت رقم نادرہ کشایان ماضی و حال و طرز کنندگان جادۂ بے مثال اس داستان شگوفہ بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف تہور شعار و جلالت نشان یاقوت رقم مکیند حال این داستان ہا بعد فراغ مقدمۂ شمشیر سحر نگاہ و جنگ عیاری عمرو و سعد بن قباد نے ابعد ساز سحر لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا بعد فتح مرحلۂ سوم مرحلۂ چہارم پر اسطرح جاؤ کہ صبح کو اٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھتے ہوئے صحرائے نیرنگ مین جاؤ عجائب وہانکے ملاحظہ کرو و سیوم لوح کا دیکھنا بہتر ہوگا سعد نے صبح کو اٹھکر صاحبقران سے عرض کی کہ غلام مرحلۂ چہارم پر جاتا ہے حاکم

وہانکا شہباز بلند پرواز ہی غلام اُسکے قتل کو جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای
نور نظر مین بھی ساتھ چلونگا تمھاری تنہائی سے دل بیقرار ہی بادشاہ نے عرض کی
ای جد عالی تیار رقیبہ لگی ہوئی ہی کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی نہ ہو حضور نے تو اکثر
طلسمات فتح کیے ہین آپ قاعدے سے بخوبی آگاہ ہین صاحبقران ناچار ہوے
مگر خواجہ سے فرمایا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری سعد کی مدد کو تم جاؤ جہانتک
ہوسکے تعاقب کرو خواجہ عمرو باتہا ہے عیاری لگاکر سعد سے الگ روانہ ہوے
مگر بادشاہ اسم حاشیہ پڑھتے ہوے جب صحراے نیرنگ مین پہونچے اور لوح
کو دیکھا نوشتہ پایا کہ فلان اسم پڑھو بادشاہ نے وہ اسم وردزبان کیا کہ آسمان
پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ آسمان سے اُترا بادشاہ اُسپر سوار ہوے
عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ جاتے ہین گلیم اوڑھکر پشت بادشاہ پہ
طائر پر سوار ہوے طائر بہت تڑپا مگر سعد نے لوح کا عکس ڈالا طائر اُڑتا ہوا
چلا تھوڑی دور جاکر منھ پھیر کر طائر مثل انسان کے گویا ہوا بادشاہ سے کہا کہ ای
طلسم کشا آپ کے ساتھ اور کون ہی بادشاہ نے فرمایا مین خود حیران ہون
نہین معلوم کسنے ساتھ دیا مگر آنکھ سے کچھ معلوم نہین ہوتا کہ کون ہی بادشاہ
ہرچند پوچھتے ہین مگر خواجہ کب جواب دیتے ہین آخر طائر جاکر ایک باغ مین
اُترا عمرو پہلے ہی کود کر علحدہ ہوا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھا مگر وہ طائر بادشاہ
سے گویا ہوا کہ ای شہریار مین رخصت ہوتا ہون مگر آپ ہوشیار رہیے گا یہ کہکر
وہ طائر رخصت ہوا عمرو دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ جمجاہ حیران کھڑے ہین گلہاے
رنگارنگ کی سیر کر رہے ہین مگر جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی شاہزادیان بھی
خدمت مین حاضر ہین اشعار گا رہی ہین کہ ایک طائر نے چہکارا مارا جمشید
نے زانو دونون پر ہاتھ مار لیا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کیا سبب ہی کہ متفکر ہو
جمشید نے کہا طلسم کشا مرحلۂ شہباز پر گئے میر منشی کو بلاؤ آکر نامہ لکھے شہباز
کو نامہ بھیجا جاوے غرض میر منشی نے آکر نامہ تیار کیا مضمون نامہ وقت پڑھا

ہوگا ایک جادوگر ہی کہ نام اُسکا صراسم جادو ہی اُسکو نامہ دیا صراسم نامہ لیکر چلا
شہباز اُسوقت محل مین تھا زوجہ اسکی طیران زرین بال بیٹھی ہی اور دختر اسکی
ملکہ مشک افشان کہ ساحرۂ بے نظیر ہی باپ سے باتین کر رہی ہی کہ صراسم جادو
نے آکر نامہ دیا شہباز نے پڑھا جمشید نے لکھا تھا کہ ای بندۂ من آگاہ ہو کہ اب
سعد تمہارے مرحلے کی جانب آتے ہین لہذا وہ تدبیر کرو کہ لوح طلسمی چھین لو اور
طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کرو شہباز یہ نامہ پڑھکر بہت ہنسا جب زوجہ اسکی
مضمون نامہ سے آگاہ ہوئی تو اُسنے کہا کیون صاحب اگر حکم دو تو مین جاکے
تدبیر کرون شہباز نے کہا صاحب تمہارا جانا بہتر نہین دختر نے عرض کی ای باپ
مین جاؤن شہباز نے کہا تم گھر سے بھی نہ نکلو چند شاہزادیان حیلون سے گئین اور
جاکر سعد پر عاشق ہوئین گھر بار اپنا ویران کیا اب انھین کے ساتھ ہین ایسا
نہ ہو کہ تمپر کوئی زوال آئے مشک افشان نے کہا ای والد نامدار وہ سب
شاہزادیان بیوقوف تھین کہ اپنے کو آفت مین ڈالا ہمکو عشق و الفت سے کیا
کام اگر حکم ہو تو جاکر آفت برپا کرون شہباز نے کہا مین اور ساحر کو بھیجتا ہون
یہ کہکر شہباز نے حکم دیا چلاپرداز کو بلاؤ کہ پہلو سے قصر کے ایک ساحرہ آئینہ
ہاتھ مین لیے ہوے حاضر ہوئی عرض کی کیا حکم ہوتا ہی شہباز نے کہا ای چلاپرداز
تو نے خبر سُنی طلسم کشا میری فکر مین آئے اور باغ نیرنگ مین پہونچ گئے اور
یاقوت جشی باغ دلکشا مین پہونچا گیا ہی اب وہ وہین باغ مین ہین چلاپرداز
نے کہا وہ رنگ کرون کہ دیوانہ بنادون یہ کہکے چلی یہان بادشاہ نہایت حیران
و پریشان باغ ملاحظہ فرما رہے ہین ہر روش کو ملاحظہ فرماکر حیران ہو رہے
ہین کہ ایک طرف سے گانے کی آواز آئی سعد نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ پہلو سے
باغ سے ایک نازنین نہایت حسین و جمیل اور کئی سو شاہزادیان پشت پر یہ اشعار
عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہین

نظم

نہ دیکھنے پائی آنکھ انکو اگر اٹھی بھی نقاب عارض	ہوئی نگاہ ہونکی اتنی کثرت کہ بنگئین تیغ ہو حجاب عارض

کسے دکھاتے ہو انجمن میں جمال آئینہ تاب عارض
کہاں یہ بوئے سنبل چمن میں کہاں یہ نکہت گل چمن میں
بہی ترے حسن کی ہو گرمی تو ڈر رہا ای نازنین مجھکو
بہار جا کے ڈھونڈتے ہیں مگر کہاں پائیں چمن میں
اٹھے ہیں لطف وصل کا جب تم اٹھا دو وصال آج شب
غرور جوبن پہ انکو ناحق ہمیں جدائی پہ ناز بیجا
پسند اگر زلف نے کیا دل پسند رخسار نے کیا تل
یہاں ہی پیش نگاہ ہر دم یہی سفید و سیاہ عالم
ہماری تربت پہ رو یا گلرو تو ہو گئی ساری قبر خوشبو
نظارہ بازو ملتے ہو مقابل تو سات پردے بھی ہوں حجاب
چمک چکا آفتاب محشر چھپکے اس سے بھی دیدۂ تر
نہ بھولتا ہوں جمال انکا نہ بھولتا ہوں جلال انکا

یہاں تو حیرت ہوئی وہ عارض کہ ہو گئی جو حجاب عارض
انھیں کا گیسو مثال گیسو انھیں کا عارض جواب عارض
کہیں پسینے کی طرح رخ سے گرے ٹپک کر نہ آب عارض
وہ نرگس فتنہ خیز جانان وہ سبزۂ محو خواب عارض
حیا کا پردہ غرہ کی چلمن حجاب دیدہ نقاب عارض
نہ معتبر حسن عارضی ہی نہ اعتبار شباب عارض
یہ نقطۂ انتخاب گیسو یہ نقطۂ انتخاب عارض
سواد گیسو بیاض گردن صحیفۂ خط کتاب عارض
جب آپ کے عارض پہ ڈھلکے آنسو تو ٹپکا پسینے گلاب عارض
جھلک دکھا جائے اپنی ای دل وہ شیخ دیدہ ہو تاب عارض
شعور آؤ تم سامنے چمک کر دکھاؤ اب آفتاب عارض
نظر میں ہر اک جلال انکا وہ جلوہ پر عتاب عارض

سعد نے جو دیکھا پسینہ آ گیا دل سے مائل ہوے اُس نازنین کو اشارہ کیا اُسنے خود قریب آ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا اور کہا کہ ای شہریار آپ تھکے ہوے آئے ہیں سواری طائر کی خلاف پڑی ہو گی چلکر بارہ دری میں تشریف رکھیے سعد کو لاکر بارہ دری میں بٹھایا کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزوں نے لاکر گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی موجود کیں اب وہ نازنین بیٹھی باتیں کر رہی ہی مسکرا مسکرا کے کہتی ہی کہ ای شہریار جو آپکے لیے بہتر ہو وہ فرمائیے میں تدبیر کروں سعد نے فرمایا مجھکو منظور یہ ہی کہ تا بہ شہباز پہونچوں اور تمھارا نام نامی کیا ہی اُس نازنین نے کہا میرا نام حیرت افزا ہی امیدوار ہوں کہ مجھکو اپنی کنیزی میں قبول فرمائیے سعد شہریار خود دل دادہ و دل فریفتہ ہو رہے ہیں فرمایا کہ ای دلفریب میں چاہتا ہوں کہ اسی باغ میں رہوں اور تم پاس رہو اُسنے کہا میں ہر وقت حاضر رہونگی اور اس باغ کی رعنائی آپنے ابھی نہیں دیکھی اس کو نیرنگ دلکشا کہتے ہیں حضور بہت آرام پاینگے

اور ہین حاضر رہونگی مگر یہ حضور گلے مین کیا پہنے ہین سعد نے فرمایا یہ لوح طلسمی ہو اسکی
فتاحی طلسم ہوتی ہو اُسنے کہا ذرا ہمین دیکھون سعد کو منظور ہو کہ لوح طلسمی دیکھون اور
احکام سے آگاہ ہون مگر اُس مہجبین کی باتون مین مصروف ہین حیرت افزا ہر مرتبہ
لوح مانگتی ہو سعد حیلہ کرتے ہین آخر یہ سنکر اُسنے کہا کہ آپ کو جیسے یہ تختی عزیز ہو سعد نے
لوح آتا ہی چاہا دیدون دیکھا سامنے ایک درخت ہو اُسپر عندلیب خوشنوا بیٹھی ہوئی
زار زار روتی ہو مثل انسان کے کہتی ہو کہ مقام افسوس ہو لوح کو نہین ملاحظہ
کرتے کہ حال کھلجائے دیکھیے خدا انجام بخیر کرے سعد اُس طائر کو دیکھکر رک سے گئے
چاہا تھا لوح نہ دیکھون اور دیدون لیکن اُس طائر کے کہنے سے دل دھڑکا ہاتھ کو
روک لیا حیرت افزا نے کہا کیون شہریار کیا کھٹکا ہوا اس طائر کے کہنے پر نجائیے
یہ باغ دلکشا ہو سب طرح کے جانور رہتے ہین جب محل پاتے ہین بہکا دیتے ہین آپ
اپنے کو اس تردد مین نہ ڈالیے سعد نے کہا صاحب یہ لوح طلسم ہو اگر یہ پاس سے
نکلجائیگی تو میرے واسطے خرابی ہو اُسنے کہا مین لوح لیکر کہان جاؤنگی پاس ہی بیٹھی
رہونگی آپ ابھی لے لیجیے گا پھر ملاحظہ فرمائیے گا اِتنا احسان کیجیے کہ تھوڑی دیر کو
دیدیجیے سعد نے ناچار ہوکر ہاتھ بڑھایا کہ وہ طائر جو درخت پر تھا پرون سے
سر پیٹنے لگا اور بیقرار ہوکر کہتا تھا کہ واے افسوس اپنے کو کس بلا مین پھنسایا مگر
سعد نے کچھ خیال نہ کیا لوح حوالے کردی بس وہ نازنین جھپٹ کر اُٹھی کہا اے شہریار
مین رخصت ہوتی ہون اب آپ باغ کی سیر کیجیے سعد نے ہاتھ بڑھاکر کہا یہ تختی تو
دیتی جاؤ اُسنے کہا یہ تختی شہباز بلند پرواز کے پاس جائیگی مین آپ کو نہ دونگی
سعد نے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو نے مکر سے مجھسے تختی لے لی مین نہ جانے دونگا
سعد اپنے مقام سے اُٹھے کہ لوح اسکے ہاتھ سے لے لون مگر وہ تڑپ کے ہٹی اور
سحر کیا کہ تمام باغ آتش بہار ہوگیا ہر طرف آگ جلنے لگی وہ نازنین تڑپ کر بلند ہوئی
اور پکار کر کہا یہ باغ آپ کو بہت پسند آیا تھا اب اسی مین رہیے دیکھون تو کیونکر
آپ کو نکالتا ہو یہ کہتی ہوئی چلی گئی اُسکے جاتے ہی سعد نے دیکھا کہ سب طرف

دیوار مین آتش کی ہین شعلے بھڑکتے ہین مگر پاس سعد کے نہین آتے کہ لوح محفوظ
گلے مین ہی چاہتے ہین یہان سے نکلون لیکن نکاسی کی کوئی صورت نہین جسطرف
جاتے ہین وہی دیوار آتش شعلہ ہائے سرکش گلا بیابان شراب کی کشتیان کباب کی
جو رکھی تھین اُنہین آگ لگ گئی فرش تک جلکر خاک ہوا مگر سعد کے پاس آگ نہ آئی
حیرت افزا لوح کو لیے ہوے پاس شہباز کے آئی کہا ای شہنشاہ مین باغ دلکشا
مین اُنکو قید کر آئی مگر نہین معلوم کیا باعث ہی کہ آگ اُنکو نہین صدمہ دیتی شہباز نے
کہا تمنے بڑی خطا کی کہ لوح طلسمی لے لی اور لوح محفوظ چھوڑ دی جبتک وہ لوح
اُنکے پاس رہیگی آگ اُنتک نہ پہونچیگی جادوگرنی نے کہا ای شہنشاہ سبو کے پیاسے
تو مرینگے مگر مین کیا عرض کرون مین نے کلیجے پر پتھر رکھ لیا اُس شہر یار کی صورت پر
دل فریفتہ ہی اِس نگاہ سے مجھکو دیکھا کہ دل ٹکڑے ہو گیا یہی دل چاہتا تھا کہ
لوح حوالے کر دون اُنکو اختیار ہو جہان چاہین جائین مگر آپکی نمکخواری کے خیال
سے اُنکی صورت کا کچھ خیال نہ کیا شہباز کہ رہا ہی صورت اُنکی سحر مجسم ہی کسکی مجال ہی
کہ اُنکی صورت دیکھے اور مائل نہ ہو تو نے بڑا کام کیا مشک افشان نے پوچھا
کہ کیون ای حیرت افزا صورت مین کیا تکلف ہی یہ بھی کوئی زبردستی ہی کہ صورت پر
مائل ہو جائین دل اپنا اختیار مین نہ رہے اپنے کو روکنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ خرابی
درپیش ہو وہ شاہزادیان بیوقوف تھین کہ جنھون نے گھر بار اپنا تباہ کرایا اور
مسلمان سے میل کیا یہ نہ سمجھین کہ انجام اِسکا برا ہی یہ شخص قاتل ساحران ہی ہمارا خاندان
قتل ہو جائیگا پھر کہا لوح طلسمی ہم بھی دیکھین حیرت افزا نے کہا واری یہ لوح طلسمی ہی اِسکا
دیکھنا مناسب نہین ہی نگوڑا یاقوت حبشی ایک طائر بنا ہوا بیٹھا تھا اور سعد کو
منع کرتا تھا کہ لوح نہ دیجیے مگر وہ بالکل مبہوت ہو رہے تھے مجھسے کہتے تھے کہ یہ مقام
ہمکو بہت پسند ہی اب یہین رہین گے مین چلتے وقت کہ آئی کہ اِسی باغ مین رہیے
آپکو بہت پسند ہی شہباز نے کہا یاقوت حبشی کو مین لاتا ہون یہ کہکے شہباز چلا
اور حیرت افزا سے کہا تم جاکر آگ تیز کرو کہ طلسم کشا جل بھن کے خاک ہو جائے

یہان سعد بن قباد اندران دیوارہاے آتشین کے کھڑے ہین تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہی مگر یاقوت جنی کہ جسپر سعد سوار ہوکے آئے ہین اسکو سعد سے بالمحبت ہی وہ قطع جسپر سوار ہوے تھے وہ تو بنائی ہوئی اہل طلسم کی تھی مگر طائر خرد بنکر آیا تھا سعد کو ہوشیار کیا مگر سعد ہوشیار نہ ہوے اور لوح حیرت افزا کو دیدی جب یاقوت نے دیکھا کہ دیوارین آگ کی حائل ہوگئین مگر لوح محفوظ انکے پاس ہی بچے رہین گے چاہا بلند ہوکر آسمان سے آوازدون درخت سے اٹھا آگ سے بلند ہوگیا سعد کو دیکھا اسی مقام پر کھڑے ہین شعلے بھڑک رہے ہین مگر انکے پاس وہ شعلے نہین آتے لوح محفوظ ہاتھ مین ہی اسکو چمکار رہے ہین مگر گرمی سے آگ کی انکو پیاس کی شدت ہی دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس بلا کو دفع کر اس آگ سے نجات دے اب شدت تشنگی سے کلیجہ جل جائیگا یقین ہی گھبراکر دم نکل جائے گا

نظم

جا بجا گردید از نور خدا روشن چراغ ۔ گشت اندر دار دل زان دلربا روشن چراغ
نور وحدت گشت چون در خانۂ دل جلوہ گر ۔ شد تن خاکی از ان سر تا بپا روشن چراغ
نیر وحدت چو شد بر اوج کثرت آشکار ۔ گشت از لمعان نورش جا بجا روشن چراغ
شرق و غرب و زیر و بالا پیش و پس ارض و سما ۔ شد ز انوار جناب کبریا روشن چراغ
ہر کسے گر باشد اندر راہ حق ثابت قدم ۔ می شود اندر رہش آن رہنما روشن چراغ
گل نمی گردد ز صرصر اندرین بستان سراے ۔ در دل ہر کس کہ بنہاد خدا روشن چراغ

یاقوت جنی نے جو اس حال پر ملال مین بادشاہ کو دیکھا بیقرار ہوگیا آواز دی کہ ای شہریار اب تو ہوشیار ہو جیے خوب طلسم کشائی کی لوح کھوئی اب غفلت کا وقت نہین ہی سعد نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل لباس عمدہ پہنے ہوے آواز دے رہا ہی بادشاہ نے چاہا اس سے کلام کرین کہ ایک طرف سے دندناتا ہوا آواز آئی کہ منم شہباز آسمان سیر یاقوت نے قصد کیا بھاگون مگر شہباز بلاے روزگار ہی تڑپ کر گرا آخر مین یاقوت کو پھنسا لیا یاقوت چاہتا ہی اس

حال مین بھی بادشاہ کی مدد کرون اور مطلب کی بات کہدون مگر آواز نہین نکلتی ہی
زبان بند دل درد مند اشارے کر رہا ہی مگر شہباز نے یاقوت کو ایک تمانچہ مارا
اور منھہ پہ ہاتھہ پھیر دیا یاقوت کو سوجھنا بھی مفقود ہوا اور مشکین باندھکر
بٹھلا مشک افشان کا یہ حال ہی کہ جسوقت سے حیرت افزا لوح دیکھہ گئی ہی اور
حال بادشاہ سنا ہی دل کو بیقرار رہی ہی آنکھون سے اشکبار رہی ہی خاموش بیٹھی ہی کسی سے
کلام نہین کرتی مصاحبین پوچھہ رہی ہین کہ آپ کو اداس پاتے ہین ہم لوگ گھبراتے
ہین مشک افشان کہتی ہی ہمارے والد کے مزاج مین بڑی سختی ہی حیرت افزا
نے بڑا ستم کیا کہ صورت بناکر دام مین طلسم کشا کو پھانسا اور لوح لے لی دیکھیے اسکا
کیا انجام ہو کئی پہر گذر چکے کہ آگ مین وہ پھنسے ہین تشنگی کی شدت ہو گی کس قدر
آگ مین حدت ہو گی یاقوت جنی کہ قوم جنات سے ہی مدت سے طلسم مین رہتا ہی
مگر اس سے نہ دیکھا گیا چاہتا تھا آگاہ کر دون مگر وہ ایسے مبہوت تھے کہ آگاہ نہ ہوئے
اب یاقوت جنی کو گرفتار کرنے گئے ہین خداے نادیدہ اُسکو بچاے کنیزون نے
کہا واری آپ کو خداے نادیدہ سے کیا مطلب ہی مشک افشان نے کہا تم
لوگ کیا جانو ذرا خیال تو کرو کہ مسلمان کیا دلیل لاتے ہین یہی اُنکا قول ہی کہ یہ
سامری و جمشید کیسے خداوند تھے کہ مر گئے کچھہ زور نہ چلا جمشید ثانی سحر کے زور
مین خدائی کرتا ہی اور مسلمان کہتے ہین کہ ہمارا خدا ان سب باتون سے بری ہی
مین بھی اسی کو یاد کرتی ہون کنیزین کہتی ہین واری بات معقول ہی لیکن باپ دادا
ہمارے بیوقوف نہ تھے مشک افشان نے کہا جاؤ دور ہو جہالت کی باتین مجھسے
نہ کرو مین نہین معلوم کس فکر مین بیٹھی ہوئی ہون خداے نادیدہ یاقوت جنی کو
بچاے یہ باتین تھین کہ شہباز یاقوت کو لیے ہوے آیا ایک قفس آہنی مین
یاقوت کو بند کیا ایک قفل سحر لگا دیا لوح کو جھولی سے نکالا سامنے صندوق
رکھا تھا اُسے کھولا اُسمین لوح کو رکھا دو طائر بناکر پہلو صندوق مین بٹھا دیے
اور یہ کہدیا کہ ہوشیار رہنا مشک افشان دیکھا کی حیران ہی کہ کیا کرون دل مین

کھانا نہ کھایا ہرچند کنیزون نے کہا واری کھانا نوش کیجیے ملکہ نے کہا مجھے بھوک نہین ہے
دل نہین چاہتا دن بھر تو اسی تصور مین گذرا شام کو شہباز نے شراب پی پلنگ پر
لیٹا سو گیا مشک افشان اپنے مقام سے اٹھی طرف صندوق کے چلی جیسے ہی
عکس اُسکا صندوق پر پڑا وہ طائر ان پر پھڑکنے لگے مگر مشک افشان نے کچھ
خیال نہ کیا جب قریب صندوق کے پہونچی تو ایک طائر تڑپ کر اُڑا شہباز پر
جا کر گرا اُسکے منھ پر آکے منقار ماری کہ شہباز نے آنکھین کھولدین دیکھا کہ طائر نے
آکر مجھکو جگایا مشک افشان سحر کر رہی ہے مگر قفل صندوق نہین کھلتا شہباز نے
للکارا کہ او گیسو بریدہ کیا کرتی ہے مشک افشان نے جو باپ کو بیدار دیکھا فوراً
کانپ گئی مگر شہباز نے ایک دستک دی کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک برج شیشے کا
آکر مشک افشان پر گرا مشک افشان نے دیکھا کہ کوئی صورت نکاسی کی
نہین وہ گنبد سب طرف سے بند ہے سر جھکا کر بیٹھ رہی شہباز نے پکار کر کہا کہ اری
شوخ دیدہ دیکھ صبح کو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر پھر سو رہا مشک افشان اُس
گنبد مین شیشے کے تڑپ رہی ہے ادھر خواجہ عمرو گوشے مین باغ کے جو چھپے تھے اُنھون
نے یہ سب سحر دیکھا گھبرا رہے ہین دل سے کہتے ہین کہ خواجہ بڑا غضب ہوا کہ
حیرت افزا پھر آکر کڑکی آگ مین گھس گئی ہرچند شعلے چمکاتی ہے مگر کوئی شعلہ قریب
سعد شہریار کے نہین جاتا کہتی ہے یا سامری و جمشید آپ کے نام مین تاثیر نہ رہی
یہ سب سحر کرتی ہے اور کہتی ہے یہ وہ سحر ہے کہ جنگلون کو جلا دے مگر افسوس طلسم کشا
پر تاثیر نہین کرتا خواجہ نے جب دیکھا کہ دیوارین حائل ہین سعد نہین دکھائی
دیتے تو ناچار ہو کر گوشے سے نکلے حیرت افزا نے دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا لانبا
گوشے سے نکلا ہے اور آگ کو دیکھ رہا ہے تو تصویر عمرو زنبیل سے نکالی صورت مشابہ
پائی سوچی کہ یہ قدرت خداوند جمشید ثانی ہے کہ عمرو عیار معلوم ہوتا ہے جیسے ہی
خواجہ ایک طرف چلے حیرت افزا کڑک کر گری عمرو کی کمر مین پنجہ ڈالکے لے چلی
ہرچند خواجہ چیخے پیٹے مگر اُسنے خیال نہ کیا حیرت افزا خواجہ عمرو کو لیے جاتی ہے

راہ مین کوہ حیران ہی حیران جادو وہان کی حاکم پہاڑ پر بیٹھی ہی کنیزین گرد جمع ہین
جلسہ آراستہ ہی حیران نے جو دیکھا کہ حیرت افزا کسی کو لیے جاتی ہی پکار کر آواز دی
کیون بی حیرت افزا ہمارے کوہ کے سامنے سے جاتی ہو اور ہماری صحبت مین
نہین آتی ہو حیرت افزا نے کہا لو اسوقت ایک کار ضروری ہی اور وقت مین
آؤنگی حیران نے کہا مین تو نہ جانے دونگی آکر بیٹھو ایک دو جام شراب کے پی لو
پھر اختیار ہی حیرت افزا ناچار ہوئی زمین پر آئی عمرو کو ایک طرف اتار دیا حیران
نے پوچھا کیون لو یہ کون ہی حیرت افزا نے کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی عمرو عیار یہی
ہی مین اسکو گرفتار کرکے لیے جاتی ہون پاس یاقوت جنی کے قید کرونگی حیران
نے کہا یاقوت نے کیا خطا کی حیرت افزا نے کہا طلسم کشا کا دوست ہی ہمارا تمھارا
دشمن ہی شہباز اسکو گرفتار کرکے لائے ہین ایک قفس آہنی مین اسکو بند کیا ہی
وہ قیدی ہی اب اسکو بھی لیجاکر وہین قید کرونگی حیران نے کہا کیون لو یہ وہی
عمرو عیار ہی جسنے رامسہ و ششمش کو مارا حیرت افزا نے کہا سنتی تو یہی ہون کہ اگر یہ
نہ ہوتا تو زبرجد نگار کبھی فتح نہ ہوتا یہ سنکر حیران اپنے مقام سے اٹھی قریب آکر
کہا کیون نگوڑے تو نے رامسہ کو مارا عمرو نے کہا پھر آپ کو کیون ناگوار ہوا
وہ ہماری نوکر مین تھی اسکی ہمنے تدبیر کی حیران نے ایک تمانچہ مارا انڑا سے کی
آواز ہوئی خواجہ تڑپ گئے ایک تین کروٹین لین دم نکلگیا حیرت افزا نے
کہا لو یہ تمنے کیا کیا اگر شہباز پوچھے گا تو مین کیا جواب دونگی یہ وہ شخص تھا کہ
جسکا کشتہ رامسہ جادو ان نام تھا چاہ ماران و ام الجبال وکاشمیر وکاشغر اور
عنطلی آباد و زبرجد نگار وغیرہ اسی کے ہاتھ سے برباد ہوے شہباز تو ضرور
پوچھیگا کہ عمرو کو گرفتار کرکے کیا کیا تو مین کیا جواب دونگی دیلا بتلا تا نیا اور
بڑے کشتون کا مارا ہوا اسپر جو تمانچہ پڑا تڑپ کے مرگیا حیران حیران ہوئی ہی
کہا بڑے ہاتھ کا تمانچہ گویا تمانچہ ملک الموت کا تھا اتنے بڑے شخص کا مارنا
تمام عالم مین مشہور ہوگی کہا لو حیرت افزا میری خطا کو چھپا لو اور لاش اسکی کہین

جنگل میں پھینکدو شہبانو سے ذکر نہ کرنا میں آکر کہدونگی کہ جنگل میں پھر رہا تھا ایک شیر نے
اُسکو مار ڈالا کوئی کچھ نہ کہہ سکیگا ورنہ بدنامی ہوگی فرمائینگے کہ ہم سب ساحروں کو
جمع کرتے جمع میں عمرو قتل ہوتا تو سب یاروں کو خوشی ہوتی اب کوئی کیفیت نہ ہوئی
سب ساحر اپنا اپنا سحر کرتے ہر طرف سے اسیر ہوجاتا یہ ہوتی حیرت افزا نے کہا جاکر
پھینک آؤ کنیزوں کو اشارہ ہوا کنیزیں ٹانگ پکڑ کر عمرو کو کھینچتی ہوئی لے چلیں مگر
خواجہ دل سے کہتے ہیں کہ ایسی عیاری نہ کیا کرو وہ نوجوان جاتا تو قفرہ تھا اب اصل
میں جان جاتی ہے سر ٹھکراتا ہوا تمام بدن غربال ہوگیا ہے مگر ضبط کر رہے ہیں گھسیٹتے
ہوئے چلے جاتے ہیں راہ میں ایک کنواں ملا کنیزیں نوجوان ہنستی ہوئی قہقہے
مارتی ہوئی ایک نے کہا لو مسلمانوں میں دستور ہے کہ نہلاتے بھی ہیں ایک غوطہ
اس کنوئیں میں دے لیں دوسری نے عمرو کو ڈھکیل دیا خواجہ پانی پر جاکر گرے
سوچے کہ خواجہ یہ نوجوانیں تمکو مار ڈالیں گی اب نہ نکلو ایک پتھر اُٹھا کر رسی میں
باندھ دیا اور آپ کنوئیں میں چھپ رہے کنیزیں جو کھینچتی ہیں تو ٹھٹھے مار رہی ہیں
ایک کہتی ہے لو ہلکا ہوگیا دوسری کہتی ہے بالکل بوجھ نہیں معلوم ہوتا آخر جب رسی
کو اوپر کھینچا تو دیکھا ایک پتھر بندھا ہے کنیزیں توبہ توبہ کرنے لگیں پکارتی ہوئی چلیں
کہ یا خداوند صدقے آپ کے کیا کمال کی بات ہے کہ آپ کو جو یہ مسلمان بُرا کہتے ہیں
مرنے کے بعد پتھر کے ہو جاتے ہیں اب صلاح ٹھہری کہ چلکر بی حیران کو دکھاؤ اور
بیان کرو کہ ہمنے جو عمرو کو نہلایا نگوڑا اسے ایمان پتھر کا ہوگیا اب اِس پر جوتیاں مارو
اِس نگوڑے کے منھ پر تھوکو سب خواصیں ہنس رہی ہیں اور پتھر کو دیکھ دیکھ کر کہتی
ہیں کہ خوب گول پتھر بنا ہے قدرت نے خوب کرامت دکھائی مرنے کے بعد بھی قدرت
میں کرامت باقی ہے ایک نے کہا لو اقدرت کا مرنا جینا کیسا چولا تبدیل کر گئے دنیا
کے لوگ کہتے ہیں مر گئے اُنکا وہی جاہ و جلال ہے دیکھو ابھی تو انسان تھا ابھی پتھر
ہوگیا یہاں حیران و حیرت افزا بیٹھی ہیں کہ ایک کنیزیں ہنستی ہوئیں نظر آئیں
حیران نے پکار کر پوچھا اری شفتلو کیا ہنستی ہو کیا دیکھا کیا پڑا پایا ایک نے کہا

و اری کرامت ہمارے مذہب کی ظاہر ہوئی آج معلوم ہوا کہ بعد مرنے کے مسلمان
پتھر کے ہو جاتے ہین قدرت کو بُرا کہنے کا یہ مزہ پاتے ہین اپنی زندگی مین جو کچھ کیا بعد
مرنے کے اسکا پھل پایا ایک نے کہا ارے دیکھو لنگوٹا منھ چڑاتا ہی دوسری نے کہا
ارے حرامزادے یہ سزا تیری مکاری و غداری کی ہے جو کچھ اس سے نہ ہو تعجب ہی جیران نے جھلا کر
کہا ارے حرامزادیو یہان کیون لائین مگر آج یہ نیا عذاب دیکھا جو لوگ کتاب لکھتے
ہین انکو لکھو کتاب مین لکھ دین کہ بعد مرنے کے مسلمان پتھر ہو جاتے ہین اس
پتھر کو میرے پہاڑ سے دور پھینکو میرے سامنے نہ لاؤ مجھکو ہول آتا ہی کنیزون نے
پتھر دور جا کر پھینکا ایک آنکھون سے اُچھلتی ہوئی صحرا کی سیر کرنے لگی مگر بعد کنیزون کے
جانے کے خواجہ نکلے سر سہلاتے ہوئے چلے دور سے ایک کنیز کو دیکھا آتے جنگل
مین پھر رہی ہی جوانی کا زمانہ پھول توڑتی پھرتی ہی کچھ پھول انگیا مین رکھے کچھ جوڑے
مین رکھ لیے کچھ پھول ہاتھ مین گاتی ہوئی جاتی ہی کہ مسلمان بعد مرنے کے پتھر کے
ہو جاتے ہین خواجہ یہ فقرہ سنکر بہت ہنسے گلیم زنبیل سے نکالی سارا بدن گلیم مین
چھپایا دونون ہاتھ اور سر کھلا ہوا رکھا اور ہاؤ کر کے دوڑے کنیز نے جو دیکھا
دو ہاتھ اور ایک سر دوڑا ہوا آتا ہی چیخ مار کر بیہوش ہو گئی خواجہ نے آکر اسکے
کپڑے اتارے زیور تو اُتار کر نذر زنبیل کیا وہی کپڑے پہنکر صورت بدلی ہنستے ہوئے چلے
چپکا ر کے کہتے ہوئے کہ آپ پتھر بنے مین آتی ہون وعدے کے خلاف ہونگا
تمھارا کہنا بھی مانونگی جیران و حیرت افزا نے دیکھا کنیز ہنستی ہوئی آتی ہی جیران
نے پکار کر کہا کیون شعلہ خیر تو ہی کس سے وعدہ کرتی ہی شعلہ بھڑک کر قریب آئی آکر
جیران کے سامنے گر پڑی کہا بی بی عجب معرکہ گذرا مین جنگل مین آتی تھی کہ ایک
طرف سے آواز آئی ہوا شعلہ ٹھہرو آگے نہ بڑھو مین نے پلٹ کر دیکھا جمشید ثانی
سبت دخیر کرتے ہوئے آتے ہین جب مین ٹھہری تو قریب آئے مجھکو گلے لگا لیا
منھ پر منھ رکھنے لگے مین نے کہا کیون خداوند کیا ارادہ ہی میرے گلے پر ہاتھ
رکھدیا اور کہا جا تجھکو کمال علم موسیقی دیا اور بہت سے کمال عمرو عیار کے تجھکو دیے

مگر ذرا گوشے مین جاؤ مین کچھ کہونگا یہ ہنستی ہوئی بھاگی انھین سے کہتی ہوئی آئی تھی کہ تم ٹھہرے رہو مین آتی ہون آخر کھڑے کھڑے چلے جائینگے مگر میرا امتحان تو لیتے ہین توبہ آوارہ ہون کبھی غزل ٹھمری نہین گائی اب امتحان کرتی ہون یہ کہکر بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگی ایک کنیز گانے والی بیٹھی تھی اُسنے کہا بوا ٹھیکہ تو تم خوب بجا رہی ہو شعلہ نقلی گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ باآواز بلند گانے لگی نظم

پھینکو کبھی تو یون تیر بلا ترچھی نظر سے — برماتا ہوا دل کو نکل جائے جگر سے
واقف نہین اب تک مرے نالونکے اثر سے — ہو تو سہی دل پکڑے نکل آئیے گھر سے
حیران ہین سہا دو زدی آنکھون کے ہنر سے — دونون نے مجھے مار لیا ایک نظر سے
یہ شعلہ عذار آپ نکل پڑتے ہین گھر سے — کس طرح رہا جاتا ہی پتھر مین شرر سے
کیون مانع ترغیب ہو وصلت کی لڑائی — اِس معرکے مین ضبط تو مشکل ہی بشر سے
اللہ مجھے جان کے بھی پڑگئے لالے — کچھ دل تو سوا ہوگیا سوزش مین جگر سے
شہد لب سے کا مشتاق ہی دیدار کی آنکھین — دیکھو تو مری جان نکلتی ہی کدھر سے
کیا جانیے کیا بات ہی اِحیین کہ سر بزم — دیکھا کیے وہ مجھکو محبت کی نظر سے
جینے جیسے مجھے دل مین جگہ دی تو عجب کیا — احباب چھپاتے ہین حسینون کو نظر سے
کیا ہوتا یہ قدرت مجھے اللہ جو دیتا — آنکھون کو بدل لیتے ترے روزن در سے
یہ اشک محبت ہین غنیمت انھین سمجھو — لڑکون کو بچائے رہو لوگون کی نظر سے
کیا سیر گلستان سے ہون عشاق شگفتہ — بجھتی ہی کہین دل کی لگی بھی گل تر سے
ٹکسال مین ہم بھی ہین صفیر سخن آرا — تاریخ کے مقلد ہین تلمذ ہی سحر سے

اِس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے ہر ایک کہتا ہی بی شعلہ تم ہمیشہ سے گرما گرم ہو قدرت تمہیر عاشق ہوے شعلہ نے کہا مین فرمائشین کرونگی قدرت سے کہونگی کہ مجھکو آسمان پر لے چلیے وہان جاکر دیکھون کیا عجائب وغرائب بنا ہی ہین کہونگی فرشتون کو بھی دکھا دیجیے بہشت کا راستہ بتا دیجیے جہنم کی آگ بجھا دیجیے کنیزین ہنس رہی ہین اور حیران جادو کہتی ہی شعلہ تو تو آپ سے

باہر ہوگئی کہا واری اب مین کیا آپ کی کنیز دن مین رہونگی خداوند سے ملک کی سلطنت
مانگونگی کہ مجھکو ایک ملک کی سلطنت دیجیے آپ سے ملاقات رہیگی جب آپ کی ملاقات
کو آؤنگی تو تمام جنگل فوج سے بھر جائیگا حیران کہتی ہو شعلہ زیادہ غرور نہ کرو ایسا
نہو قدرت آزردہ ہوجائین کہا واری میخانے کی کنجی عنایت فرمائیے مین ساقی گری
کرون شاید یہ بھی کمال ہوسکے اور جو ناقص رہا تو قدرت سے شکایت کرونگی
حیرت افزا حیران و پریشان بیٹھی ہو دل سے باتین کر رہی ہو کہ آج یہ نئی بات ہوئی
کہ شعلہ پر قدرت عاشق ہوسکے ہمارے بزرگ اس طلسم کے منتظم رہے کیا کیا کام
کیے خیر خدا یہان بھی اسطرح کین کہ ہمارے مرحلے تک کوئی نہین آیا پہلے ہی مرحلے
پر گرفتار کر لیا گیا اب دیکھون انجام کیا ہو اگر ساقی گری بھی اسنے کر لی تو بیشک
ظہور قدرت ہو وہ کمال تو خاص عمرو کے واسطے ہو مگر آج اُس شخص کا خاتمہ ہوا
کہ جسنے ہزارون جادوگرون کو مارا ملک کے ملک ویران کر دیے کاش کرین
یہان نہ ٹھہرتی میرے پیچھے سب کچھ ہوتا پھر دل مین کہتی ہو کہ اُسی کے مرنے کی یہ
خوشی قدرت نے کی اب شعلہ کے بڑے مرتبے ہونگے یقین ہو شہباز اسکو اپنا
سرتاج بناوے ہر شخص اسکا پاس کریگا یقین ہو کہ یہ منتظم طلسم ہو شعلہ بڑے مرتبے
پائیگی یہان حیران نے کنجی از راہ بناوٹ کھول سامنے شعلہ کے پھینکدی کہا لو
بی شعلہ تمکو اختیار ہو میخانے کو برباد کر دو شعلہ نے کنجی اٹھالی میخانے مین آکے
آواز دی ہان صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے جسکا جتنا جی چاہے
شراب لیجائے سب کنیزین دوڑین کسی نے قرابہ لیا کوئی کہتی ہو مین خُم اُٹھا لیجاؤن
ایک غل ہوگیا عمرو نے سب کو شراب بانٹ کر چند گلابیان درست کین کہ اُن مین
تو ارغوانی بھری کٹورے آبخورے تمامی ست بانٹے ایک کشتی مین لگا کر محفل مین لائی
حیران نے کہا دیکھو صاحبو کیا قدرت کی عنایت کی برکت ہو کس سلیقے سے شراب
لائی ہو کہ خواہ مخواہ جی چاہتا ہو کہ شراب پی لو میرے لیے بڑا مرتبہ ہوا کہ میری
کنیز پر قدرت عاشق ہوئے اب مجھکو کسی کی پروا ہی ہر امر مین شعلہ سے کہونگی

کہ قدرت سے کہدے کہ یہ کام کردین اسی وقت وہ کام ہوجائیگا ظاہر ہین لوگون کو تو
معلوم ہوا کہ عمرو مرگیا مگر یہ اسی کے مرنے کی خوشیان ہین جو قدرت نے کی ہین حقیقت یہ ہین
آج عجب دن ہی جو گھمنڈ کرون وہ جاسے ہو کہ میری کنیز کو یہ مرتبہ ملا کہ نظر کردہ خداوند
ہوئی اب جو چاہے گی قدرت سے کہیگی کہ یا خداوند سب مسلمان غارت ہوجائین
اب طلسم بچ گیا اب تک لوگون کو یہ خیال تھا کہ طلسم فتح ہوجائیگا اب طلسم فتح نہین ہوسکتا
ہر مقدمے مین تشریف لائینگے پھر پکار کر کہا کیون بی شعلہ یہ تو بتاؤ تم وعدہ کرکے آئی تھین
اور وعدہ پورا نہین کیا شعلہ نے کہا بی بی جیتو قدرت آئین گے گھڑی بہین گے
جب مجھے فرصت ہوگی تب جاؤنگی روز آیا کرینگے جب گھڑی دو گھڑی انتظار کرینگے
تب مین جاؤنگی حیران کنیزون سے کہتی ہو دیکھو صاحب کیا گھمنڈ ہو قدرت کو انتظار
کرائینگی مگر کیون شعلہ قدرت کلان تھے یا خداوند کرو تیرے شعلہ نے کہا جمشید ثانی
تھے میرا ہاتھ پکڑا مین نے جھٹک دیا آخر قدرت سے وعدہ کیا اب آتے ہونگے
جنگل مین پھر رہے ہونگے ملکہ حیران دل مین کہتی ہو حقیقت مین ظہور قدرت خداوند
ہو مین کہانتک فخر کرون کہ میری کنیز کو یہ مرتبہ ملا اب مین دعا مین مانگونگی کہ مجھکو اونہ
مرتبہ عطا کیجیے شعلہ کہتی ہو مین آسمان پر جاؤنگی مین اس سے سب حال وہانکا پوچھونگی
کہ آسمان پر کون کون رہتا ہو سورج کہان جاکر چھپتا ہو چاند کیونکر پیدا ہوتا ہو اور
تارونکی کیا بنا ہو ہمارا ستارہ کس برج مین ہو گھر فیض خداوند کس درج مین ہو سب کچھ
حال معلوم ہوجائیگا جب یہ دریافت ہوگا کہ ہمارا ستارہ فلان برج مین گیا پنڈتون
سے پوچھ لین گے کہ اب کیا کرین پنڈت بتا دین گے کہ آج یہ کام کرو تباہی دنیا کی آج
ہم تک نہ آئیگی بڑے چین سے بسر ہوگی جو کام چاہین گے شعلہ سے کہکر کرا لین گے
الغرض شعلہ نقلی نے گھنگرو پاؤن مین باندھے سازندون نے ساز ملائے شعلہ نقلی نے
گت ناچنا شروع کی

نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا	دیکھ کر سب کے لگا [illegible]
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل	[illegible] دل

جسکی جانب بتا کے سسکی لی	دیگر	جان اسنے سسک سسک کر دی
قوالۂ آسمان کا تھا قول		ایسا نہ تھا پار بد بھی لا حول
کھینچکے مرقد مین تان سین کی روح		تڑپی مانند طائر مذبوح

کل اہل محفل کی عجب گت ہوئی ہے نگاہ غور دیکھ رہے ہین اور تعریفین کر رہے ہین کہ ای
شعلہ کیا گرما گرم ہو کبھی آجتک ایسی گت نہ دیکھی تھی ہم لوگون کی بڑی گت ہو تمھاری
کیا قسمت ہو کہ قدرت عاشق ہوسے یہ کمال دیا ہے اب تمھارا کون مقابلہ کر سکتا ہو
شعلہ نے جھک کر جام اٹھایا اس مین شراب لبریز کی دیکھنے والے کہ رہے ہین کہ
اب کمال شعلہ کا ٹھنڈا ہوا چاہتا ہو مگر شعلہ نے جام سر پر رکھا اور ٹھوکرین لیتی
ہوئی چلی اور سامنے حیرت افزا کے آئی مسکرا کر کہا ایسی بی بیون کو سر سے شراب
پلانا چاہیے حیرت افزا نے خوشی خوشی جام لیا اور پی گئی پلٹ کر شعلہ نے دوسرا
جام بھرا اسی طرح ٹھوکرے لیتی ہوئی جست و خیز کرتی ہوئی سامنے حیران جادو کے
آئی اور یہی کلمہ کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حیران جادو
مثل آئینہ حیران ہو کر جام پی گئی اب تو شعلہ و نقلی نے دورہ باندھا کل اہل محفل کو شراب
پلائی جو کنیزین کہ شراب اٹھا کر لے گئی ہین وہ بھی اپنے مقام پر پی رہی ہین کہ
محفل مین ہنگامہ ہونے لگا دست درازی شروع ہوئی کسی نے کسی کا دوپٹہ نوچا
کسی نے بہ نگاہ غور دیکھا اور کہا کمیدان صاحب آپ کی مونچھ پر کوا بیٹھا ہوا ہی
کمیدان نے کہا اس حرامزادے نے کیا اڈا مقرر کیا ہو دیکھنے والے نے کہا آپ
بیٹھے رہیے مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکر ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کر ایک جھٹکا مارا بس
کمیدان نے آہ کر کے کہا بھائی غضب کیا مونچھین نوچ لین جھٹکا دینے والے
نے جواب دیا کوا اڑ گیا پونچھ میرے ہاتھ مین ہو دوسرے نے کہا کیا پوچ و لچر
اسطرح جابجا کوئی کسی کو دھول مارتا ہو کوئی اچک رہا ہو کوئی کہتا ہو آؤ تجھے اڑا
ہین کسی سے کمتر نہین ہون جب زیادہ ہلڑ ہوا تو حیران جادو نے برہم ہو کر
کہا صاحبو میری محفل کو بازار بنایا ہو یہ کیا ہنگامہ ہو قاعدے سے بیٹھو ورنہ سب کو

سرا دونگی یہ کہتی ہوئی اٹھی لڑکھڑا کر گری حیرت افزا بھی اٹھکر گری کہتی تھین لینا لینا کہکر اٹھین پر
جو اٹھا بر لب فرش ہوا تھوڑے عرصے مین ساری محفل بیہوش ہوئی خواجہ نے
جب سب کو بیہوش پایا تن کر نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
ڈرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و عیار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھاتے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
درندہ جہان گرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے اول تو خواجہ نے سب کا زیور اتار لیا بعض کا لباس جو بھاری دیکھا
وہ بھی لے لیا اب سوچ رہے ہین کہ کیا کرون آخر حیران جادو کو اٹھایا زبان مین
سوزن دی ایک ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا اب جو حیران کی آنکھ کھلی دیکھا
کل اہل محفل بیہوش پڑے ہین اپنے کو بندھا ہوا پایا اور عمرو کوڑا لیے کھڑا ہوا ہی
کہہ رہا ہی ای حیران سامری و جمشید پر لعنت کرو خداے نادیدہ کو سجدہ کرو ورنہ یہ
سمجھ لینا کہ مارے کوڑون کے کھال اڑا دونگا دیکھا تمنے کسطرح پہونچا ہون مقام
افسوس ہی کہ طلسم کشا قید ہین اور لوح شہباز نے لے لی بی حیرت افزا کا بھی
علاج کرونگا خیال کرو کہ پروردگار نے زمین و آسمان بنائے بہشت و دوزخ
چاند و سورج اگر سامری و جمشید خدا ہوتے تو موت انکو کیون آتی دیکھو یہ
جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی سحر کے زور مین خداوند بنکر بیٹھا ہی بس ایسے ادیان
باطلہ کا اعتقاد کر بیٹھنا سراسر حماقت ہی خالق لیل و نہار ہمارا تمھارا پروردگار
ہی اسکا اعتقاد کرو سامری و جمشید پر لعنت کرو اسطرح عمرو نے سمجھایا کہ زنگ کفر
آئینۂ دل سے دور ہوا حیران کے قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے
نکالیے مین بدل اطاعت کرتی ہون عمرو نے زبان سے حیران کی سوزن نکالی
حیران جادو نے تبیہ کو اپنے جسم سے دور کیا اور کہا کیون خواجہ اب کہو کیا

طلسم کو سزاوارون خواجہ سے کہا آپ کا چہرہ روشن ہو یہ کہکر ہاتھہ بلا با حباب مار کر پھر جیران
کو بیہوش کیا کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا جیران سمجھہ گئی کہ یہ کامل و اکمل ہی اور مذہب
بھی اسکا کامل ہی تو مین ہرگز بڑی کہا خواجہ مین جان و دل سے حاضر ہون جو
حکم کیجیے وہ بجا لاؤن عمرو نے کہا مجھکو دربار شہباز مین پہونچا کر ان سب کو یون ہی
پڑا رہنے دو جیران نے کہا چلیے کس صورت پہ چلیے گا عمرو نے کہا وہی شعلہ کنیز بنکر
چلونگا انشاء اللہ رہائی سعد کی تدبیر نکالونگا اور یہ بھی سنا ہی کہ یاقوت جنی کو شہباز
پکڑ لے گیا اسکی بھی رہائی کی تدبیر کرونگا شاید پروردگار اپنا فضل کرے ورنہ اپنی
جان دونگا آج دو دن گذر رہے ہین کہ سعد شہریار باغ مین بے آب و دانہ ہین
شہباز کا ارادہ یہ ہی کہ انکے قریب سحر تو نہین جا سکتا مگر تاثیر پہونچے جیران نے کہا
حیرت افزا کو قتل کیجیے آگ دہانکی برطرف ہو جائیگی کیا تعجب ہی کہ عین وقت پر وہ
بھی دربار مین آ جائین عمرو نے کہا یہ بات خوب بتائی پس عمرو نے حیرت افزا کو
قتل کیا قتل سے حیرت افزا کے ہنگامہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نامم حیرت افزا بود
سعد شہریار کہ دو دن سے بے آب و دانہ تھے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے
خالق بے نیاز و اے رب کارساز کیا سبب کا پیدا سامر نا تھا اس مشکل کو آسان کر

زہے کریمی و زہے کارسازی نظم

تو ئی کافریدی زیک قطرہ آب　　گہرہای روشن تر از آفتاب
پدید آوری از لطف گوہر پدید　　بہ جوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را　　تو بر روئے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نگوئی ببار　　زمین نا ورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی　　برون زان کہ یاری گرے خواستی
چہ گرمی و سردی و از خشک و تر　　سرشتی بہ اندازۂ یکدگر
جہان برکشیدی و بستی نگار　　کہ بیرون نبارد خرد در شمار

کہ بغیر عبادت مراد پر پہونچا دیوار مین آگ کی گری روشنی ہوئی سعد شہریار نے شکر

پرورد گار کیا کچھ پھل وغیرہ جنگل کے توڑ کر کھائے اُس باغ پُر آفت سے نکلے باغ
سے نکلتے ہی دیکھا کہ سامنے ایک قصر ہی دروازے پر اُسکے چند جادوگر بیٹھے ہین بادشاہ
طرف اُس قصر کے چلے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالے ہوئے مگر شہباز بلند پرواز اپنے قصر
مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ حیرت افزا پلٹ کر نہین آئی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
حیران جادو اور ایک کنیز بڑی شوخ وشنگ پھولون کی پنکھیا جھلتی ہوئی ساتھ
ساتھ حیران کے ہی تخت آکر زمین پر اُترا حیران نے سلام کیا وہ کنیز بھی بجا لائے
تسلیم خم ہوئی شہباز نے پوچھا ای حیران اسوقت کہان چلین کیونکر اتفاق آنے کا
ہوا حیران نے کہا ای شہنشاہ آج عجب معرکہ گذرا منظور ہوا کہ آپکو بھی دکھاؤن
ہمارے سامری وجمشید بڑے صاحب کرامت ہین یہ کنیز میری بہ سر کوہ پھر رہی
تھی کہ آسمان سے ایک تخت اُترا اُس تخت پر سامری بیٹھے تھے اسکو پکارا یہ پہلے تو
یہ ڈری مگر جب قدرت نے تسکین دی تب قریب گئی گلے پر اسکے ہاتھ پھیر دیا اور
یہ فرمایا کہ ہمنے علم موسیقی تجھکو عطا کیا اور کچھ بھی اس سے کہا مگر اسنے خوف سے
نہ مانا فرماگئے کہ بہت سے کمال ہمنے تجھکو دیئے تھوڑی دیر کے بعد میرے سامنے
آئی اور مجھسے سب حال کہا مین نے کہا امتحان کرو ایسے مزے سے اسنے ایک
غزل گائی کہ مین بیقرار ہوگئی پوچھا مین نے اس سے کہ اور کمال کون سے ہین
اسنے کہا ساقی گری وغیرہ امیدوار ہون کہ آپ بھی سماعت فرمایئے شہباز نے کہا کیا
مضایقہ ہی کیون بی شعلہ کیا چاہیے ہی شعلہ نے کہا کنجی میخانے کی دیجیے شہباز نے
کنجی دی شعلہ نقلی نے میخانے مین آکر شراب باٹی چند کنٹر الماس نگار کے لیکے
محفل مین آئی اور گت ناچی اور یہ اشعار ہما شنتا نہ بہ آواز بلند گانے لگی نظم

بدلی جو آئی باغ مین اس خوش ادا کے ساتھ — حوریں ہزاروں لپٹ گئیں کس ادا کے ساتھ
دشمن ہو میری جان کے تم عشق غیر مین — کچھ اور تو نہ کھلا وہ وفا کے ساتھ
اس اک نگاہ دیکھتے ہی مین نے جان دی — الفت کی انتہا بھی ہوئی ابتدا کے ساتھ
پریون کی بزم مین تجھے دیکھا نہ جائے گا — سب دیکھ لے نہ چل مجھے آنکھون لگا کے ساتھ

کیوں جان دے کے کیا تمھیں بدنام کر دیا
ڈرتا ہوں میں کہیں تمھیں غم اسکی ہو نہ جائے
اے دل وصال یار کی لذت ہے عجب سے
یارب دعا یہی ہے کہ کٹ جائے اپنی عمر
رندو چمن میں رنگ جماؤ شراب کا
اپنے سخن کے لطافت کا دیوانہ ہر صفیر

پھر کبھی یہ نہ چھیڑ کسی آشنا کے ساتھ
اچھا نہیں ہے ربط بڑھانا جفا کے ساتھ
نادان زندگی کا مزہ ہے فنا کے ساتھ
مثل شب وصال کسی مہ لقا کے ساتھ
اڑتی ہوئی بہار وہ پہونچی گھٹا کے ساتھ
غنچے ہیں کرتے چاک گریبان صبا کے ساتھ

اور جام اپنے پر کرکے سر پر رکھا سامنے شہباز کے آکر سر جھکایا یہ کہکر کہ ایسے شاہ نیکو سیرت شراب پلانا چاہیے شہباز نے جام ہاتھ میں لیا کچھ چپکے چپکے پڑھنے لگا انہو خواجہ گھبرا کے کہ خداوند خیر کیجیو مگر شہباز نے کچھ پڑھکر جام پر پھونک دیا کہ شراب چیخ مارکر مشتعل خون ہو گئی اور اڑ گئی جام ٹوٹا شہباز نے کہا تو کون خواجہ نے چاہا جست کرکے نکل جاوے مگر شہباز نے گیر لیکے ایک دو تھپڑ مارا کہ خواجہ گرے جیران جادو نے جو یہ معاملہ دیکھا چاہا نکل جاوے شہباز نے کہا او فتنہ پرداز تو کہاں جاتی ہے یہ کہکر سحر کیا کہ جیران بھی گری جیران کو گرفتار کرکے ایک قفس میں بند کیا اور عمرو کے منہ پر اپنا ہاتھ پھیر دیا کہ رنگ و روغن اڑ گیا عمرو کو دیکھکر پہچانا کہا او ظالم میں تیری فکر میں تھا تو نے اسکو تسخیر کیا جیران کے ساتھ آیا اب کہاں بچیگا سب اہالی محفل تعریفیں کرنے لگے اور رہا ہوا عمرو گرفتار ہوا شہباز نے کہا میں اسی فکر میں تھا کہ یہ ساربان زادہ آئے تو اسکو قتل کروں نہیں معلوم ہے کہ حیرت افزا پر کیا گذری کہ پلٹ کر نہیں آئی آج دو دن گذرے ہیں کہ طلسم کشا بے آب و دانہ ہیں پھر آپ ہی کہنے لگا کہ وہ اب خاتمہ کرکے آئیگی جسوقت بھوک پیاس سے بیہوش ہوکر گر جائینگے اوج حفظ اتاریگی سر کاٹ کر لائیگی ارے جلاد کو تو بلاؤ ایک زنگی سیاہ رو پہلو سے قصر سے تھا ہوا آیا کہتا ہوا کیا ارشاد ہوتا ہے کہا اس ساربان زادے کا سر کاٹ لے جلاد نے کوے کا خط گردن پر دیا اور خنجر چمکانے لگا خواجہ بیقرار و بیچین ہوکر پکار اٹھے اے معبود حقیقی و اے رب حقیقی

بیرے تیر سے دم سے بین فرق آتا ہو آج تو ملک الموت کا سامنا ہوا ہو رب بے نیاز
وائے خالق کارساز اس مشکل کو آسان کر۔ نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب است
چو عاجز شود خواندت ای خدا
ہر کس بہ یکے ناز و ما را تو یکے

دیگر

دعائے کہ تا ہین گہ مستجاب
در این عاجزی چون نخواندم ترا
اس پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

جلاد سنگین اگا رہا ہو وہ صاحب ضرب کرتا ہو کہ تیغہ باڑھ صدار رکھتا ہوں باز و بہ قوت
ایک ہاتھ میں سر کو تن سے جدا کرتا ہوں ای شہنشاہ شہباز ذرا حکم ہو کہ دیکھیے گا
شہباز نے کہا ارے بیبا یہ دولت کو ڈرتا ہی کل طلسم کشا کا بھی سر آجائیگا حمزہ کو خود
جاکر قتل کرونگا مسلمانون کو دم نہ لینے دونگا ایک ایک کو اسطرح قتل کرون کہ
ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے یہ وہ ظالم ہی
کہ جسنے گھر کے گھر ساحرون کے مٹا دیئے ملک کے ملک خالی ہوے ہزار ہا قریہ
کھو کے تصویرین خداوندون کی گردیون مین پڑی ہین آج کئی دن کا زمانہ ہوا
کہ اُڑتا ہوا جاتا تھا میرا گذر عنظلی آباد مین ہوا جس مقام پر وہ بہ خداوندی تھا
دیکھا وہ کھدا پڑا ہو مسجدین جا بجا بنگئین مسلمان غل مچا رہے ہین وہ لفظین کہتے
تھے کہ میرے کان مین جو آواز آئی مجھکو سحر فراموش ہونے لگا جلدی سحر کرکے اُس
سرحد سے گذرا کاشمیر و کاشغر کا ویرانہ دیکھا تصویرین قدرت کی ٹھوکرون مین
پڑی ہین ہرچند کہ بہت ناگوار ہوا مگر سواے صبر و ضبط کے کیا چارہ تھا گھر پہ
آکر دیر تک رو یا پکارتا تھا یا خداوندا آپ نے مسلمانون کو کیون پیدا کیا انہیں
انکو مٹائیے جادوگرون کی شان و شوکت بڑھائیے اسکا یہ ظہور ہوا کہ لوح
طلسمی آدمی یہ [illegible] ان زادہ گرفتار ہوا او جلاد بہ خنجر مارنے جا دشنتا ہوا جلا
[illegible] تھا وہ ان کے [illegible] پہ بارگاہ کے باہر ہوا اور آواز آئی نعرہ شاہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم
تجلی دہ بزم اسلامیان

بہار گلستان کاؤس و جم
نہال گلستان صاحبقران

شہباز نے جادو کو اشارہ کیا ٹھہرا اور ایک مصاحب سے کہا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہو
رہا ہے کی آواز ہی خونخوار جادو شہباز کا ہم پہلو باہر نکلا دیکھا بادشاہ اسلام
لڑ رہے ہیں جادو ساحروں کو مار کر ڈالدیا ہی اور اندر بارگاہ کے آتے ہیں خونخوار
نے بڑھکر سحر کیا وہ گولہ اسی مقام پر گرا کچھ سحر نے تاثیر نکی جھلا کر اسم سحر پڑھتا ہوا تلوار
کھینچکر بڑھا سعد کے ہاتھ میں تیغہ طلسمی علم ہی جیسے ہی خونخوار نے ہاتھ مارا شاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا الٹے ہاتھ سے ہاتھ نکالا سر کو بتا کر کمر پہ ہاتھ مار دیا خونخوار
کے دو ٹکڑے ہوے آگے بڑھکر قرق زنجیر توڑتی پر دست کو تو چاک پھینکا شہباز نے
دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری کوکب شش جہت افروز جہانداری سامنے سے
آتے ہیں تیغہ خون آلود ہاتھ میں شہباز کے ہوش اڑ گئے مگر ناچار سحر کرنے لگا
سحر تاثیر نہیں کرتا مصاحبوں کو اشارہ کیا کہ ہان یارو مار لو ہائے کیا غضب ہوا
یہ جوان یہانتک کیونکر آیا نہیں معلوم حیرت افزا پر کیا گذری کہ یہ یہانتک
آسکے کسکو بھیجوں کون جاکر خبر لاسکے کئی ہزار مصاحب و خدمتگزار سعد شہریار پر
جا پڑے سحر کرنے لگے مگر سعد لوح محفوظ کو چمکا رہے ہیں سب کے سحر باطل ہو رہے ہیں
جسکو ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوے تمام ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہیں
بعض کہ رہے ہیں جان بچاکر نکل چلو بعض کہتے ہیں انکی اطاعت کرو جب شہباز
نے دیکھا کہ ساحروں سے سعد نہیں رکتے میری طرف آتے ہیں اور تو کچھ نہ بن پڑا
کچھ خاک زمین سے اٹھا کر شانوں پر ڈالی کہ پر پرواز پیدا ہوے اڑ کر بلند ہوا
عمرو نے آواز دی اے فرزند یہ جانے نہ پائے سعد نے بڑھکر کمان کیانی کاندھے
سے اتاری تو قصد کیا کہ تیر ماروں مگر شہباز بلند ہو گیا تھا ہاتھ روک لیا سعد نے
کہا طلسمی خدا ہوتی تو کہاں جاتا سردار وغیرہ فریاد کرنے لگے کہ ہم اطاعت کرتے ہیں اکثر
ساحر آکر قدموں پر گرے شاہ نے گلے لگا لیا سب ساحروں نے اطاعت اسلام
قبول کی حیران جادو بھی رہا ہوئی شاہ نے آکر صندوق کھولا لوح طلسمی نکالی
عمرو نے کہا یا قوت جنی و ملک مشک افشان سامنے کمرے میں قید ہیں انکو رہا

بیچے بادشاہ نام مشک افشان سنکر حیران تھے کہ یہ شاہزادی کون ہی مگر جب یاقوت جنی
کو قفس سے نکالا تو یاقوت نے کل کیفیت ظاہر کی کہ اپنے باپ سے حضور کا ذکر سنکر
وہ مائل ہوئی رات کو آئی کہ لوح نکالون شہباز تو بڑا ہوشیار ہی فورًا جاگ پڑا سعد
شہریار نے مشک افشان کو نکالا مشک افشان شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے
نکلی جمال جہان آرا دیکھکر گرد پھرنے لگی صبر نہ ہوسکا عرض کرتی تھی خدا آپ کو سلامت
رکھے کس زور و شور سے آپ پہونچے ہین جب آپ کی خبر آکر شہباز نے کہی اور
یاقوت کو گرفتار کرکے لایا تب مجھ سے صبر نہ ہوسکا قصد کیا کہ لوح نکال لون اور
جاکر حیرت افزا کو مار دون ساعت بری تھی گرفتار ہوگئی سعد نے فرمایا شکر ہی کہ
مجھکو خدا اسنے یہانتک پہونچایا چار سو جادوگر مطیع اسلام ہوئے ہین عرض کر رہے
ہین کہ حضور ربانی فساد نکل گیا ضرور آفت برپا کریگا بڑا مکار و حیلہ ساز ہی بہت بڑا
شعبدہ باز ہی حضور غافل نہ رہین غلام جاکر اسکو تلاش کرتے ہین دیکھکے آتے
ہین مشک افشان نے کہا ای شہریار مجھکو اپنی جان کا خوف ہی اب اسکو قلق ہوگا
کہ بیٹی بھی اس مقام پر رہی یاقوت جنی بھی رہا ہوگیا میرے قصر پر سعد شہریار نے
قبضہ کیا چلکر ان لوگون کو گرفتار کرون اگر حضور کی صلاح ہو تو مین دربار جمشید
مین جاؤن یقین ہی کہ وہین گیا ہوا اب اس سے صلاح کرکے تدبیر کریگا سعد نے
کہا ای مشک افشان ایسا نہ ہو کہ تم گرفتار ہوجاؤ تو مجھکو بڑا قلق ہوگا تمھاری
انسانیت پر طبیعت کو وجد ہی مشک افشان نے کہا جب حضور ایسا معین و
مددگار موجود ہی تو مجھے کیا خوف مین قفس مین سے دیکھ رہی تھی جب خواجہ عمرو
گرفتار ہوئے تو مجھکو یاس ہوئی کہ عمرو نے اتنی بڑی عیاری کی اور وہ خالی گئی
دل سے باتین کرتی تھی اور ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی مگر خدا نے فضل کیا مجھکو بڑا
قلق تھا کہ خواجہ قتل ہوتے ہین حضور کو کیسا قلق ہوگا یہ تصدق پروردگار
آپ عین وقت پر پہونچے حضور نے کیونکر رہائی پائی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای
ملکۂ عالم مین تو لٹ گیا کئی صندوقچے جواہرات کے کمر مین تھے وہ گر پڑے اب

مہاجن مجھے ذلیل کرینگے مگر خدا میرے فرزند کو سلامت رکھے یہ تدبیر کرینگے تو آبرو
بچیگی اس بیان پر عمرو کے مشک افشان رونے لگی اور کڑے اپنے ہاتھ سے
اتار کر پیش کیے خواجہ نے لیکر تہ زنبیل کیے اور فرمایا اے ملکۂ عالم یہ تو عشر عشیر
بھی نہیں ہے مہاجن اسکو لے لین گے اور مجھکو قید کرینگے مشک افشان اور زیور
اتارنے لگی بادشاہ نے فرمایا اے مشک افشان انکے نقرات کا خیال نہ کرو اگر
عالم کی سلطنت انکو دیدوگی تو قرضہ ادا نہ ہوگا یاقوت حبشی نے گھبرا کر عرض کی کہ
حضور اس مکان مین شہباز کا خزانہ ہے ہرچند کہ سعد نے اشارے سے منع کیا مگر
یاقوت نے قصر بتا دیا خواجہ دوڑے اندر قصر کے گھس گئے دیکھا خم ہاے
خسروی زر وجواہر سے مملو ہین خواجہ نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور یہ
کہکر پھینک مارا کہ اے جال جنجال ہوکر گر یو کوئی پیسا باہر نہ جانے پائے سب خزانہ
کھینچکر زنبیل مین رکھا اور زنبیل سے کچھ کوڑیان نکالین اُس مقام پر پھیلا دین
باہر نکلکر کہا اے یاقوت یہان تو حبہ بھی نہیں ہے کچھ جھنجھی کوڑیان پڑی ہین سعد
نے کہا اب آپ کا قدم اندر گیا اب وہان کیا ہوگا خزانہ بیت المال مین پہونچا
اب کسکو ملسکتا ہے عمرو نے کہا اے فرزند تم تو ایسی باتین نہ کرو باپ تمھارے بڑی
مہربانی فرماتے تھے جب فرنگستان سے آئے ہین تو کئی لاکھ روپے مجھکو دیے
کہ سود سب ادا ہوگیا تھا مگر کئی ساحر تلاش مین شہباز کی چلے بعد جانے ساحرونکے
مشک افشان نے کہا مین بھی جاتی ہون جاکر شہباز کو لگا کر لاؤن آپ کے ہاتھ
سے قتل کراؤن یہ کہکر مشک افشان بھی روانہ ہوئی مگر جمشید ثانی اپنے قصر
ہفت رنگ مین بیٹھا ہے شاہزادیون سے اختلاط ظاہری کر رہا ہے کہ آسمان پر
برق چمکی جمشید نے دیکھا کہ شہباز گھبرایا ہوا آیا جمشید نے پوچھا کہ کیون شہباز
خیر تو ہے شہباز نے عرض کی یا خداوند سب سامان ہوگیا تھا مگر خدا نے ناز یدہ
نے انکی مدد کی کہ سعد کی رہائی ہوئی وہ لڑائی پڑی کہ غلام بھاگ آیا اگر نہ آتا
تو قتل ہوجاتا جمشید کو سناٹا آگیا پکارا اے شہباز تم پر بڑا گمان تھا کہ تم پوچ لیلیگے

اسنے کہا کہ اور بڑا غضب یہ ہوا کہ مشک افشان ہاتھ سے گئی ہین اسکو گرفتار کر آیا تھا اب رہا ہو کر سعد کے پہلو مین بیٹھی ہو گی جمشید نے کہا مشک افشان کون ہی کہا کنیز حضور دختر جنفیر نام مشک افشان کا سنکر جمشید پوچھنے لگا کہ اسنے کہین سعد کو دیکھ لیا شہباز نے کہا حیرت افزا جو لوح لیکر آئی اور تمام حال بیان کیا اس بد نصیب سے بھی سنا بد جو اس ہو گئی مین نے اسی وقت دیکھا کہ اسکے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین اسوقت تو کچھ زور نہ چلا رات کو آئی تھی کہ لوح لے جاؤن مین نے اٹھکر اسکو گرفتار کیا کیا جانتا تھا کہ سعد آجائین گے ورنہ قتل کر ڈالتا مجھکو بڑا اس بد نصیب کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر نحیف و ضعیف تخت پر سوار فوج بیشمار پشت پر آکر پہونچا جمشید نے جو اس ساحر کو دیکھا کہا لو صاحبو وہ ساحر آیا ہی کہ زمین کو ہلا دیگا پیران سحر طراز اسکا نام ہی برسون خدمت ساحری مین رہا ہو سوئین کا انتظام کرتا تھا بزرگان دین کی آنکھین دیکھی ہین مکر کا پتلہ ہی شیطان کا چھوٹا بھائی ہی چند مصاحب جائین اور اسکو استقبال کر کے لائین یہ فکر کر لیگا چند مصاحبون نے جاکر استقبال کیا پیران سحر طراز سامنے آیا جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے پوچھا اے پیران کیونکر آنیکا اتفاق ہوا پیران نے کہا یا خداوند مین نے خبر سنی ہی کہ مرحلہ چہارم پر طلسم کشا پہونچ چکا اور بڑے بڑے ساحر مارے گئے کچھ ساحر شریک ہوے آپ کے سامنے مقابلہ پڑا کچھ نفع نہ ہوا منظور ہوا کہ چلکر صفائی کر دون لاش ہاے مسلمانان سے جنگل بھر دون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار چھایا پھول برسنے لگے مشک کی خوشبو آئی جمشید نے کہا اے شہباز یہ کون آتا ہی شہباز نے کہا یا خداوند طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ مشک افشان آتی ہین جمشید نے کہا تم تو اسکو باغی بتاتے ہو پیران نے کہا یا خداوند شہباز طفل مکتب ہی اسکو سحر مین کیا دخل ہی جو دل مین آیا وہ کہدیا اگر باغی ہوتی تو یہان کیون آتی اے شہباز تم کلام نہ کرنا مین باتین کر کے مطلب حاصل

کر لونگا کر ابر بیٹھا اور مشک افشان جادو تخت پر سوار چند کنیزین گرد گھیرے
ہوئے مجھ سے سب کے ہاتھوں مین آئی مشک افشان نے آتے ہی جمشید کو سجدہ
کیا جمشید نے جو نوجوان شاہزادی کو دیکھا پسینے پسینے ہو گیا پشت پر ہاتھ پھیرنے
لگا ادھر پیران سحر طراز جمال جہان آرا سے مشک افشان دیکھکر بیقرار ہوا
جمشید چاہتا ہی گلے لگا لون اور کہتا جاتا ہی ای بنا ہی قدرت آجتک ہماری صحبت
مین نہ آئین کہ پیران سحر طراز نے اٹھکر ہاتھ مشک افشان کا پکڑ لیا کہا ملکہ آؤ
بیٹھو تم پر بڑی جفا گذری ہم بخوبی پہچان گئے کہ جمشید ثانی کی پرستار ہو مسلمانونکی
دشمن ہو تمکو دوست مسلمانان کے وہ بیوقوف ہی ای شہباز مین برائے مقابلۂ
سعد شہریار جاتا ہون مشک افشان کو میرے ساتھ کردو اسی کے ہاتھ سے
سعد کو قتل کراؤنگا تب حال دوستی و دشمنی کھلیگا شہباز نے پوچھا ای مالکۂ عالم
تجھے کیونکر رہائی پائی مشک افشان نے کہا آپ کے چلے آنے کے بعد سب ساحر
تو مطیع اسلام ہوئے مجھکو سعد نے رہا کیا جب مین رہا ہوئی تو مین نے قصد
کیا کہ گرفتار کر کے انکو لیجاؤن لیکن نہ بن پڑا عمرو نگاہداشت کر رہا تھا میرا زور
نہ چلا آخر مین بھاگ کر نکل آئی خداوند جمشید ثانی نے میری آبرو بچالی جمشید
گہرریزی زبان کی سنکر بیصورت ہو رہا ہو چاہتا ہو نہ جانے دون اپنی صحبت مین
شریک کرون ادھر پیران بیقرار ہو رہا ہو چاہتا ہو اپنے ہمراہ لون اور
مقابلۂ سعد مین جاؤن وہان جاکر اسکو رضامند کر لونگا کیا انکار کر سکیگی ورنہ
سحر کرونگا کہ بیہوش ہو جائے پھر دیکھیے چین نہ آئے گی یہ سوچکر اپنے مقام سے
اٹھا کہا کیون ای شہباز تمہاری خوشی ہو کہ مین انکو ساتھ لیجاؤن اور سعد کو
قتل کراؤن کہ سب کو آرام ملے شہباز نے کہا ای پیران تم جاؤ اسکو یہین
رہنے دو مین اس سے اور کام لونگا پیران نے گھبرا کر کہا ای شہباز کیا بکتے
احمق جانتے ہو تمہاری دختر میری بجائے فرزند کے ہی دل مین کہتا ہو فرزند
کہتے کیا نقصان ہوتا ہو ساحری نے بھی اپنے زمانے میں ایسا ہی کیا تھا لیکن وہ

خداوند تھے انھین کون تو کتا کہا ای شہباز اسکے ساتھ ہونے سے روح کو راحت
قلب کو قوت ہوگی جمشید نے پریشان ہو کر کہا ای شہباز کیا نقصان ہی ملکہ کو ساتھ
اسکے جانے دو کچھ تدبیر کرکے شاید سعد کو گرفتار کرلے مشک افشان حیران ہو
کر دیکھیے اس دشمن خدا کے ساتھ جانے سے کیا ہو تیور تو بہت بُرے ہین مگر کیا
کرون آخر ناچار ہو کر شہباز نے بھی حکم دیا کہ ای نور نظر ساتھ پیران کے جاؤ پیران
نے ملکہ کو تخت پر سوار کیا آپ طاؤس پر سوار ہوا اسی قدر لشکر لایا تھا سب کو ساتھ
لیکر کوچ کیا منزل در منزل جاتا ہی جب لشکر شام کو کسی مقام پر اُترتا ہی تو مشک افشان
الگ بارگاہ مین چلی آتی ہی پیران جادو رات بھر تڑپتا ہی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر
ہر وقت جاری رہتے ہین نظم

اُٹھا کے صدمۂ داغ فراق ماہ چلے — جہان سے آرزوے وصل لیکے آہ چلے
فراق یار مین دی جان عاقبت ہمنے — زبان سے جو کہ کہا تھا اُسے نباہ چلے
طریق عشق سے باہر کبھی قدم نہ دھرا — جو سالکون نے بتائی ہمین وہ راہ چلے
عدم سے آئے جو ہستی مین یہ ہوا حاصل — کہ لیکے پیٹھ پہ پشتارۂ گناہ چلے
گذر ہوا پس مردن صراط پر اپنا — کہ بال سے بھی جو باریک تھی وہ راہ چلے

صبح کو جو اٹھتا ہی غصے مین کسی سے کلام نہین کرتا خدمتگار پوچھتے ہین کیون حضور
مزاج کیسا ہی ٹھنڈی سانس بھر کر کہتا ہی یارو کچھ نہ پوچھو یہ شب فراق عجب آفت
لائی رات کو دیو شب غم کا سامنا تھا یقین تھا کہ کھا جائیگا شمعون کے شعلون سے
لو نکلتی تھی پروانے جل جل کر خاک ہوے جب دم لبون پر آیا تب صداے مرغ سحر
بلند ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا زاہدون نے غل مچایا میرے کلیجے پر چھریان
پھر رہی ہین مجھسے نہ پوچھو کہ میرا کیا حال ہی ایک شب اپنے چند ملازمون کو اُسنے بھیجا کہ
جاکر ملکہ مشک افشان کو بُلا لاؤ خادمون نے آکر کہا مشک افشان نے کہا
جاکر عرض کرو کہ مین نہین حاضر ہو سکتی پیران جادو جھلا کر اُٹھا کہتا تھا یہ کیا بات
ہی کہ ہم بلاتے ہین تشریف نہین لاتین ہمکو ملال ہوتا ہی ہم جاکر پوچھین کہ کیا باعث

کیون نہین تشریف لاتین مشک افشان بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ ظاہرا
معلوم ہوتا ہی کہ پیران جادو بر سر فساد ہی یہ ذکر تھا کہ پیران جادو آکر پہونچا مگر غصے
مین بھرا ہوا بیٹھ گیا کہنے لگا کیون ملکۂ عالم آپ شب کو تشریف نہین لائین مین نے
آپ کو دیر تک یاد کیا اور آپ نے سرفراز نہ فرمایا مشک افشان نے کہا کہ اے
پیران جادو مین اسواسطے تمھارے ساتھ آئی ہون کہ چلکر لشکر اسلام پر سحر کرو
مین بھی سحر کو زور دون اسواسطے نہین آئی ہون کہ تمھاری مصاحبت کرون خواہ
اسمین خلاف ہو خواہ غیر خلاف ہو پیران جادو نے کہا پھر چار گھڑی شب کو بھی اگر
بیٹھیے کہ مجھکو تسکین رہے ایسا نہ ہو کہ مجھکو جنون ہو جائے مشک افشان نے انکار کیا
پیران جادو کو کچھ بن نہ پڑا اسوچا کہ ساحرہ زبردست ہی آفت برپا کریگی جان بچانا
مشکل ہوگی کہا جس طرح آپ کے مزاج مین آئے پھر اُس منزل سے کوچ کیا سعدبن
قباد کے ساتھ وہی چار سو ساحر ہین جو شہیار کے ہمراہی مسلمان ہوے ہین پھر دن
تیسرے بارگاہ استادہ کرائی ہی اسمین آکر بیٹھے ہین قبیروزہ بن عمرو بھی آگیا خواجہ ایک طرف
بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ آپ کے پاس آتے ہین ہمارا بڑا نقصان ہوا حمزہ سے
جاکر سمجھونگا سعد فرماتے ہین کہ خزانہ تو آپ نے کل لے لیا اور پھر محروم رہے کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ پیران سحر طراز برائے
دغا بلا حضور آیا ہی مشک افشان تخت پر سوار ہین اور پیران جادو پایۂ
تخت پر ہاتھ دھرے ہوے آکر پہونچا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ آج رات کو سحر کرے
بادشاہ نے فرمایا خواجہ ذرا خبر تو لو عمرو نے کہا مین باہر نہین نکلسکتا اگر نکلونگا تو
مہاجن گرفتار کر لینگے سب سردارون نے کچھ روپے دیئے تب خواجہ برائے
خبر چلے راہ مین جاتے تھے کہ دیکھا ایک جادوگر آسمان سے اُڑا ہوا آیا اور
چشمے پر پانی کے اُترا چاہا کہ پانی پیوے خواجہ نے آواز دی او ساحر کیا کرتا ہی
خبردار پانی نہ پینا ورنہ پانی ہو کر بہ جائیگا یہ کہتے ہوے بشکل ساحر سامنے آئے
آکر کہا بھائی اس چشمے مین اژدہا پانی پیتا ہی سارا کمت اُسکا اس مین پڑا ہی پیتے ہی

پانی ہوکر بہ جاؤگے کہان سے آتے ہو کہان جاؤگے مین اس صحرا کا نگہبان ہون جو
کوئی آتا ہو اُسکو منع کرتا ہون کہ پانی نہ پینا ساحر نے کہا مین خداوند کا نامہ دار ہون
سرفراز جادو میرا نام ہو مین نامہ لیکر بخدمت پیران جادو جاتا ہون شہباز نے
بھی بمقدمۂ حفاظت مشک افشان لکھا ہو کہ مین نے تمھارے کہنے سے ساتھ
کر دیا ورنہ مین گوارا نہ کرتا کہ مشک افشان تمھارے ساتھ جائے خواجہ نے
دریافت کر کے اُس ساحر کو پانی پلا یا اور پانی پلا کے بیہوش کیا اور نامہ نکال لیا
سرفراز کی شکل بنکر چلے جادوگر کو ایک گوشے مین ڈالدیا مگر جیب لشکر پیران جادو کا
آکر ہو پہنچا تھا تو ملکہ تخت پہ تھین سعد بن قباد کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے آنکھ
جو مشک افشان سے ملگئی تو مشک افشان نے اشارہ کیا کہ نہ گھبرا ئیے گا اسکو
یہ سحر کریگا مین مٹاؤنگی جہانتک ہو سکیگا آپ کو بچاؤنگی سعد خاموش ہو رہے
مگر خواجہ جو پہونچے پہلے خیمہ مشک افشان کا ملا ملکہ نے پکار کر آواز دی ای سرفراز
کیونکر آنیکا اتفاق ہوا پہلے ہمارے پاس آؤ خواجہ اندر گئے کہا نامہ خداوند کا
لایا ہون لیکن آپ سے کچھ تنہائی مین کہنا ہو کنارے لا کر مشک افشان کو بیہوش
کیا سامنے صندوق تھا اُسی مین بند کر دیا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ملکہ
مشک افشان کی صورت بنے باہر آکر جوڑا اچھا ری نکالکر پہنا زیور عمدہ سے
آراستہ ہو کر کہا مین بہ اسے ملاقات پیران جادو جاؤنگی پیران کو ہرکارون نے
خبر دی کہ آج ملکہ بڑے ٹھاٹھ سے آتی ہین پیران جان و دل سے مائل تھا بارگاہ سے
نکل آیا آنکھین فرش کرنے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی آپ نے آج
سرفراز کیا عمرو نے ہاتھ اسکا تھام لیا کہا ای پیران جادو مین خود تشنہ دیدار و دل دادہ
ہون لیکن تم جلدی نہ کرو تمھارا مطلب پورا ہوگا پیران جادو نہال ہو گیا آنکھ
آنکھون کو فرش کرتا ہوا عمرو کو لیکر بارگاہ مین آیا کہا ای ملکۂ عالم مین جانتا ہون کہ
آج روز عید ہو کہ آپ نے سرفراز کیا مین نیاز مند ہون جو حکم کروگی وہ ضرور
بجالاؤنگا مشک افشان نقلی نے کہا ای پیران مین یہ تدبیر کر رہی ہون کہ ہمیشہ

کیونکہ تمہارے ہی پاس رہنا ہو تم جلدی کرکے کام کو خراب کرتے ہو پیران خوش ہوگیا
ملکہ نے کہا ای پیران جادو شراب منگاؤ تمہارے ساتھ پیین پیران نے خادمونکو
اشارہ کیا گلابیان شراب کی لاکر رکھین پیران جادو نے جام بھر کیا ملکہ نے کہا
مین پہلے نہ پیونگی تو یہ تم پی جاؤ اور گوائی سے پیڑیا بیہوشی کی ملائی جام پیران کو دیا
پیران کو کھٹکا ہوچکا ہو اس خیال مین کہ آج کیا ماجرا ہو کہ ملکہ آئین ورسم نکالتی ہو پیشتر
آئین تسکین بھی دی اقرار بھی کیا شراب کبھی پایا رہی ہاں ایسا نہ ہو کچھ فتور ہو جام
ہاتھ مین لیکر اسم سحر پڑھنے لگا ملکہ نے جب دیکھا اسم سحر پڑھتا ہو کہا ای پیران جادو
ہمکو معلوم ہوا کہ تمکو ہمسے شک ہو ہم نہ پئینگے یہ کہکر اٹھین پیران نے جو دیکھا
کہ ملکہ اٹھی جاتی ہین منتین کرتا ہوا ساتھ چلا مگر سرفراز جادو جسکو خواجہ نے جنگل
مین ڈالدیا تھا کاہ فروشون نے اسکو بیدار کیا وہ وہان سے اٹھکر دوڑا سامنے
آکر آواز دی ای پیران جادو ہوشیار رہنا کسی نے مجھکو بیہوش کرکے ڈالدیا تھا
ناسد نکال لیا یہ کون ہو تم جسکی منتین کرتے ہوے آتے ہو خواجہ نے جھپٹ کے
ایک خنجر سرفراز کو مارا اور بھاگے سرفراز کے مرنے سے اندھیرا ہوگیا خواجہ
اُس اندھیرے مین بھاگ کر نکل گئے پیران جادو حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ
کیون بھاگ کر نکل گئین خیمہ مشک افشان مین آیا آکر صندوق سے ملکہ کو نکالا
پوچھا ملکہ یہ کیا معرکہ ہوا کون آپ کو بیہوش کرکے ڈال گیا یہ کہکر اوراق جمشیدی
نکالے انکو پڑھکر اپنے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو غضب ہوگیا ارے وہ عمرو عیار تھا
پہلے اُسنے سرفراز کو بیہوش کیا پھر اُسی کی شکل بنکر پاس ملکہ کے آیا ملکہ کی شکل بنکر
میرے پاس پہونچا تھا سرفراز جادو نے اپنی جان دی اور مجھکو آگاہ کردیا مگر
سارا یان زادہ نکلگیا اگر مین جانتا کہ یہ عمرو عیار ہو تو گرفتار کرلیتا یہ کہکر کہا ای ملکہ عالم
مین بالا سے کوہ جاتا ہون جاکر سحر کرتا ہون کہ سعد بن قباد کو تکلیف پہونچے اور
ساتھی اُسکے پراگندہ ہوجائین مشک افشان نے کہا ای پیران جادو بالا سے
کوہ تم جاؤ اپنی بارگاہ مین بیٹھکر سحر کرو مین یہان سے سحر کو رد کرتی ہون غرض

پیران جادو نے اپنی بارگاہ مین آکر سحر کیا کہ ایک لکہ ابر آسمان پر پیدا ہوا سعد بیٹھے
تھے کہ ابر آکر گھر گیا برق چمکنے لگی رعد کی گرج پیدا ہوئی جو قریب سعد کے بیٹھے تھے
وہ اپنے اپنے مقام سے اٹھے بادشاہ سے کہنے لگے او شہریار یہ تمہین اطاعت اپنے
نہین کی کر جائین دین برتین جو گرین گی سو آدمی ہمارے زخمی ہوئے دیکھیے برق گرتی
ہی بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ او فتاح طلسم واہ سیاح این مجیا ثابت اگر
ابر آسمان پر آئے تو خوف نہ کرنا لوح کو چمکانا ابر دفع ہو جائیگا یہ سحر پیران جادو
کا ہو اس سے اپنے کو بچانا بادشاہ نے لوح کو چمکایا ابر پھٹ گیا ٹکڑے ٹکڑے ہوکر
ابر غائب ہوا مگر پیران جادو نے جو دیکھا کہ ابر جا کر پلٹ آیا حیران ہوا کہ یہ کیا سحر
ہی پھر اوراق نکالے معلوم ہوا کہ او پیران جادو طلسم کشا صاحب لوح ہین پس
انھون نے لوح کو چمکا دیا سحر تمھارا پلٹ آیا سعد پر کوئی سحر تاثیر نکریگا جو سحر جائیگا
پلٹ آئیگا ایسا سحر کرو کہ بادشاہ لشکر سے نکل جائین اور جنگل مین جا کر کسی آفت مین
پھنسین پیران جادو نے مخفی سحر کیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا بادشاہ نے یہان بیٹھے
بیٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ میرا دل گھبراتا ہی مین ہوا سے شکار کو جاؤنگا فیروزہ نے
اسی وقت سامان شکار مہیا کیا سعد سوار ہوے ہوا سے شکار کو چلے جیسے ہی صحرا
مین پہونچے آہوان دشت بھاگنے لگے ایک آہو کے پیچھے بادشاہ نے گھوڑا
ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی بادشاہ اسکے تعاقب مین گھوڑا اڑائے ہوے جاتے
ہین قریب ایک باغ کے آہو پہونچا باغ مین گھس گیا بادشاہ بھی اسکے پیچھے باغ
مین آئے دیکھا کھلا ہے رنگا رنگ شگوفہ ہے بوقلمون سے باغ پر بہار ہے طایران
زمزمہ سرا کی پکار نہیں شجر پھولون سے لدا بادشاہ تماشا دیکھتے ہوے چلے آتے
ہین کہ ایک شجر سے ایک طائر اڑا اگرچہ باغ مین جا کر غائب ہو گیا کان مین شاہ
کے گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ پکار کر گا رہا ہی مطلع

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت	مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ	دکھلاؤ ہمین سیر گلستان محبت

پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے | چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
اک دام مین صیاد کے اک طوق بہ گردن | قمری و عنادل ہین اسیران محبت
یاد ابروے دلدار کی رہتی ہی قمر کو | ہی ورد زبان مصرع دیوان محبت

بادشاہ یہ آواز سنکر اوسی طرف چلے گوشۂ باغ مین آکر دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اور
ایک شاہزادی حسین و جمیل اوس خیمے مین بیٹھی ہی گائن گا رہی ہی کنیزین گرد حاضر ہین
بادشاہ کو جو اوس نازنین نے دیکھا اوٹھ کھڑی ہوئی اور کہا اے شہریار آپکے پیران نے
مجھکو حکم دیا تھا کہ سعد کو گرفتار کر کے لاؤ مگر مین نے حضور کو صحرا مین شکار کھیلتے
دیکھا سرکار پر مائل ہوئی یہ باغ گل خیز میرے باپ نے میرے نام کا بنوایا تھا یہان
خیمے مین آکر بیٹھی اس خیال سے کہ حضور ضرور تشریف لائین گے شکر ہی کہ آپ آگئے
مین حضور کو پیران جادو تک پہونچا دونگی جبتک پیران نہ قتل ہوگا آپ کو
آرام نہ ملیگا سو طرح کے مصائب ہونگے بادشاہ تو بیٹھکر اوس نازنین سے باتین
کرنے لگے پیران جادو خوشی خوشی پاس مشک افشان کے آیا آکر کہا اے
ملکۂ عالم مین نے سعد کو ایسے مقام پر پہونچا دیا کہ اب وہان سے نہ اوٹھین گے
گل بہار میری کنیز ہی اوسکو مین نے بھیجا ہی اوسنے جا کر شاہ کو دام تزویر مین پھنسایا
ہی بہ خاطر اونکو بٹھایا ہی اب مین ان سب کو تباہ کرنے جاتا ہون اگر پا جاؤن تو
عمرو کو بھی گرفتار کرون مشک افشان نے کہا جلدی جاؤ اے پیران ایسا
نہو بادشاہ ہوشیار ہوجائین پیران باہر نکلا اور ایک گوشے مین آ کے سحر
کرنے لگا آسمان پر ابر آیا آگ برسنے لگی مشک افشان نے جو اپنی بارگاہ سے
دیکھا کہ لشکر اسلام پر آگ برس رہی ہی بیقرار ہو کر اوٹھی اپنے خیمے سے نکل گئی
خاک قبر جمشیدی اپنے پاس سے نکالی پڑھکر گرد لشکر اسلام پھینکی یا تو ہمراہیان
سعد بن قباد گھبرا کر اوٹھے تھے کہ نکل جائین اس آگ سے اپنی جان بچائین لیکن
تاثیر خاک جمشید سے آگ برسنا موقوف ہوئی لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے رہے
مشک افشان لشکر کو بچا کر ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف باغ گل خیز کے

چلی یہان اُس نازنین نے گلابی اُٹھائی ہو جام لبریز کیا ہو چاہتی ہو سعد کو پلائے اور
سعد بھی ایسے مبہوت ہو رہے ہین کہ ہاتھ بڑھا دیا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا اور
چاہا نوش کرین کہ رونے کی آواز کان مین آئی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا مشک افشان
ایک نخل پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہو جیسے ہی سعد نے آنکھ ملائی پکار کر آواز دی کہ
اے شہریار یہ کیا غضب ہو کہ آپ شراب اسکے ہاتھ سے نوش کرتے ہین اسی جام کو
اسپر پھینک مار دیجیے حال کھلجائیگا سعد نے جام شراب اُس نازنین پر پھینک مارا
ایک شعلہ چمکا رنگ و روغن سحر کا اُڑ گیا دیکھا ایک ضعیفہ گالون پر جھریان پڑی
ہوئی کمر مین خم ہنس رہی ہو کہتی ہو اے شہریار آپ نے شراب مجھپر کیون پھینکی سعد
نے فرمایا سامنے سے دور ہو اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ پنجہ کمر مین دیکر لے اُڑون سعد
نے ہاتھ سنبھال کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اور آواز آئی کشتی مرا نام من
دلفریب جادو بعد مرنا اُس جادوگرنی کا کہ باغ وغیرہ سب غائب ہو گیا اور ملکہ
مشک افشان اُترکر زمین پر آئی آکر کہا اے شہریار اگر ایسی غفلت کیجیے گا تو
لوح پھر قبضے سے نکلجائیگی اسکے مرتبہ اگر لوح نکلی تو پھر اُسکا ملنا دشوار ہوگا کد و
کوشش بیکار ہوگی ملکہ مشک افشان سعد سے یہ باتین کر رہی ہین سعد جواب
دیتے ہین کہ اب مین بہت ہوشیار رہونگا انشاء اللہ تعالی جاکر شہیار کو مارتا
ہون مشک افشان نے کہا اب تو پیران جادو سے مقابلہ ہی مین رخصت ہوتی
ہون سعد نے فرمایا ملکہ چند ساعت بیٹھ جاؤ پھر ہمکو رخصت کرینگے نہ گھبراؤ تم عین
وقت پر آئین آج تمنے بڑا احسان کیا مشک افشان نے جواب دیا کہ یہ شراب
زہر آلود تھی پیتے ہی حضور بیہوش ہو جاتے تاکہ سر کٹ کے گرتا اُس حال مین
دو لوحین لے لیتی نہین معلوم کیا صدمہ پہنچتی اگر مین دیر کر کے آتی اور دشمنان
حضور کو زندہ نہ پاتی سر پٹک پٹک کے مرتی اپنے کو مشہور اور بدنام کرتی
جو سنتا وہ کہتا کہ یہ معشوق عاشق کش ہو مگر پیران جادو لشکر اسلام پر پہنچ کر کے
پلٹا سمجھا کہ اب آگ برسے گی سب جلکر رہ جاوینگے وہان گرد لشکر خاک تیر جمشیدی

مشکـ افشان ڈال گئی تھی اُسکے سبب سے آگ نے تاثیر نہ کی پیران جادو نے
خیال کیا کہ مین اب سحر کامل کر چکا کوئی زندہ نہ بچیگا سوچا کہ چلکر باغ گلفشان کی خبر
لون کہ وہ تقریب سے کیا کیا یقین ہی کہ طلسم کشا کا خاتمہ کیا ہو سب کیفیت بھی ظاہر
ہو جائیگی یہ سوچکر اُڑتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ مشکـ افشان کو سعد نے
آغوش مین لیا ہی بوسہ بازی کر رہے ہین پیران جادو نے آواز دی کہ او مکارہ
او گیسو بریدہ مین تیرے مطلب کو سمجھا یہی مطلب تھا کہ مجھسے الگ رہتی
تھی اس شہر پناہ کی خود امان تھی اسے یہ مسلمان ہین سحر سے توبہ کرائین گے تیرا
مرتبہ گھٹائین گے اور ہماری نسبت مین سحر کو کمال ہوگا وہ سحر سکھاؤن کہ جس جلسے
مین جاسکے اور اُن سحرون کا ذکر کرے تو کاملین جواب دین کہ ایسے سحر نہین دیکھے
سب کو حیرت ہو میرے بھی دل کو قوت ہو تو نے شہباز کا نام بدنام کیا ملکہ
مشکـ افشان نے جو پیران جادو کو دیکھا گھبرا گئی مگر اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھی
کہ او پیران جادو سحر تو کر آج مجھکو معلوم ہو کہ جو اسکا نام ہی پیران جادو زمین
پر آیا قصد کیا کہ سحر کرون سعد تلوار کھینچکر دوڑے پیران جادو پیچھے ہٹا ملکہ
مشکـ افشان نے گولہ مارا پیران جادو نے اُس گولے کو معدوم کر دیا اور
جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک چیتہ دندان فیل نکالا وہ پھینک مارا آسمان پر گرج
ہوئی ایک گنبد شیشے کا آسمان سے اُترا اُس مین مشکـ افشان بند ہوگئی
سعد نے جو مشکـ افشان کو اس حال مین دیکھا بڑھکر لوح چمکائی لوح کے
چمکتے ہی وہ گنبد شیشے کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا پیران جادو نے پکار کر آواز دی
کہ کیون مشکـ افشان اس سحر کو نہ دفع کیا دھگڑے کے بھروسے پر مقابلہ
کرتی ہو مشکـ افشان نے بڑھکر ایک گولہ طرف صحرا کے پھینکا اور آواز دی
کہ او گلفروش اس پیرنا باغ کو پست تو کر دے کہ ٹھنڈی ہوا چلی اسطرح کی
بوے خوش دماغ مین پیران کے آئی کہ جھومنے لگا اور ایک آواز کان مین
آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا نظم

درد سر کی مرے دوا کیا ہی
خاک پا کے سوا بھلا کیا ہی

نہین کھلتا ہو ماجرا کیا ہی
دل دھڑکتا ہی کیون ہوا کیا ہی

ابھی کمسن ہین وہ نہین واقف
ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہی

ای مسیحا بتا تو دے للہ
درد تنہائی کی دوا کیا ہی

کس گنہ پر ہلاک کرتے ہو
یہ تو کہدو مری خطا کیا ہی

جان لیتی ہی کیون شب فرقت
مین نے اسکا گنہ کیا کیا ہی

زہر لادے ہجر مین کھالین
اور اس درد کی دوا کیا ہی

مین نے چھیڑا تو کس ادا سے کہا
جان کی خیر ہی ہوا کیا ہی

محتسب گر نہین ہی شیشۂ مے
یہ بغل مین ترے چھپا کیا ہی

کیون ہر بار آہ و نالہ کرتے ہو
خیر تو ہی تمھین ہوا کیا ہی

پیران جادو نے جو سر اُٹھایا دیکھا شاخ نخل پر ایک طائر بیٹھا ہوا اُسکی منقار
سے یہ صدا نکل رہی ہی جس مین کہتا ہی کہ ای پیران جادو یہ طائر کس چمن کا ہو کہ
جسکو مثل انسان کے اشعار گانا آتے ہین پھر مشک افشان نے اور سحر کو ندر
دریا پہلو سے غول کے غول اور غٹ کے غٹ شاہزادیون کے سمایان ہو کے
رنگ کھیلتی ہوئین آتی ہین اور نعرے مارتی ہوئین اور آوازین دیتی ہوئین
کہ ای پیران جادو خانۂ رنگ آمیز مین تمھاری طلب ہی پیران جادو یہ سنکر پڑا
ملکہ نے سحر کو اور نذر دریا چند نخل جو باقی تھے وہ بھی جھومنے لگے اُن شہزادیون
نے آواز دی کہ ای پیران جادو تمکو ساتھ لیکر چلین گے پیران نے قصد کیا کہ
اُن سب کے ساتھ جاؤن کہ زمین سے دھوان نکلا ایک ساحرۂ نحیفہ اور
ضعیف نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ ای پیران اسقدر نہ گھبراؤ کہ ایک
طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے سر پر پیران کے سایہ ڈالا وہ جو ساحرہ زمین سے نکلی
تھی اُسنے ایک چیخ ماری جلکر خاک ہوئی خاک اُسکی اُڑکر پیران پر پڑی خاک
پڑتے ہی سحر اُتر گیا پیران ہوش مین آیا للکار کر آواز دی کہ ای مشک افشان

اب اور کوئی تازہ سحر تیار کرو دیکھا تمنے کس طور سے مین نے سحر کو دفع کیا اگر مین اپنے
ہوش مین نہ رہونگا تو میرے سحر ایسے تیار ہین کہ جب مین بیہوش ہو جاؤن تو پھر اگر
تدبیر کرین اور مجھکو گرفتار نہ ہونے دین مین کسی بات مین کمی نہین رکھتا ہون یہ
کہکر طرف مشک افشان کے چلا مشک افشان ہٹی سعد شہریار سامنے آئے
سعد شہریار نے جو لوح چمکائی پیران پیچھے ہٹا پکار کر کہا کہ اے شہریار آپ دخل
نہ دیجیے فقط تماشا دیکھیے سعد ہٹے مشک افشان و پیران سے سحر ہونے لگے
یہ تو بخوبی دل مین پیران کے خیال ہے کہ اگر مین غالب آؤنگا تو سعد نہ لیجانے
دینگے خواہ مخواہ بڑھکر روکین گے اینپر میرا سحر تاثیر نہین کر سکتا یہ صاحب لوح ہین
یہ میری مجال نہین ہے کہ لوح کو باطل کرون مگر مشک افشان کے سحر کا جواب
دے رہا ہے آپس مین دھماکے اور سناٹے ہو رہے ہین کبھی آگ برستی ہے کبھی پانی
برستا ہے ایک سحر کو ایک روک رہا ہے ایک مقام پر مشک افشان نے
سحر کیا کہ چند طائر پیدا ہوے چاہتے تھے کہ منقار کھولین زمزمہ سرائی کرکے
بولین کہ جھپٹ کر پیران قریب مشک افشان کے آیا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا
اور پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا میرا سحر دیکھا مین نے کیونکر مشک افشان
کو لیا اب تم کمان کو کاندھے سے اتارتے رہو مجھتک تیر نہ آئیگا گوشے مین جاکر
بیٹھو چلایا کرو یہ کہکر نکل گیا سعد نے دیکھا کہ وہ طائر جو بنے آئے تھے وہ مرکر گرے
تڑپ تڑپ کر جان دی سعد نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اگر پیران
مشک افشان کو لیجائے تو مناسب یہ ہے کہ باغ سے باہر جاؤ جو شے ملے اور
سامنے آئے لوح کو دیکھکر کام کرو یہ نوشتہ دیکھکر سعد باغ سے باہر نکلے لیکن
پیران جادو جو مشک افشان کو لیکر چلا سوچا کہ اگر جمشید ثانی کے پاس
لیکر جاؤنگا تو وہ خود اسپر جان دیتا ہے شہباز بھی ضرور دخل دیگا بیٹی کی رہائی
کی کوشش کریگا مجھکو مشکل پڑیگی ایسے مقام پر لیجا کر قید کرون جہان کسیکا خیال
نہ جا سکے یہ سوچکر طرف دریا کے چلا وسط دریا مین ایک مقام پر پانی خشک ہے

مثل تاپو کے ہو اُس مقام پر آکر اُترا ایک گنبد بنا یا مشک افشان سے کہا کہ
اے ملکۂ عالم مجھکو قبول کرو ورنہ اِس گنبد مین قید کرونگا عمر بھر رہائی نہ ہوگی اور
یہان سے جاکر لشکر سعد کو تباہ کرونگا اُس لشکر پر جاؤنگا جہان صاحبقران ہین
اور سعد کو بھی بھٹکا آیا صحرا مین پھرتے ہونگے اُس صحرا سے نہ نکل سکین گے وہ
سحر سامری کیا ہو جس مین لوح سے حکم نہ نکلے مشک افشان نے جواب دیا
کہ اے پیران جادو اگر تجھکو جان لینا منظور رہی تو ایک ہاتھ مار دے کہ خاتمہ
ہو جا دے میرا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو جینا وبال ہو نظم

غیر کے ہاتھ مین شراب ہو آج ۔ رشک سے دل مرا کباب ہو آج
روے جانان جو بے نقاب ہو آج ۔ شرم سے زرد آفتاب ہو آج
بروز یہ غل ہو اِس خرا سے مین ۔ اِسکا کوچ اُسکا پا تراب ہو آج
ہجر مین جاؤن کیا مین رہ یا پر ۔ تیغ ہر ایک موج آب ہو آج
اے صنم روز عید قربان ہو ۔ ذبح کرنا مرا ثواب ہو آج
کل تو بوسے پہ بوسہ دیتے تھے ۔ جان کسکا تمھین حجاب ہو آج
یہ مرا دود آہ چھایا ہو ۔ آسمان پر نہین سحاب ہو آج
تو نرگس گل کے ساتھ سویا ہو ۔ کہ پسینہ تر اگلاب ہو آج

اے پیران جادو اگر تو مجھکو قتل کرے تو دل سے راضی ہون مین نے خون
اپنا بحل کیا قتل کر ڈال مگر یہ کلمات زبان سے نہ نکال جب تجھکو معلوم ہو کہ تو
مجھکو قتل کرے اور مین بھی کلام کیے جاؤن یہ سنکر پیران جادو نے مشک افشان
کو اُس گنبد مین قید کیا زبان مین سوزن دیدی اور سر گنبد پر ایک ابر بنا دیا کہ
اُس سے برق چمک رہی ہو یہان سعد شہریار اُس جنگل مین پھر رہے ہین جسطرف
جاتے ہین راستہ نہین ملتا پھر بھٹک کر اُسی مقام پر آتے ہین پیران جادو
یہ مضبوطی کرکے پلٹا طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان وہ وقت ہو کہ امیر
مقام صعد رہ پر ہین کل شاہزادیان و بیشاق کوہ گردان حاضر خدمت ہین امیر نے

جو تخت کو خالی دیکھا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ کیون ای میثاق کیا سبب ہوا
کہ بادشاہ کا حال معلوم نہ ہوا اور ہرکارون نے خبر دی ہی کہ پیران جادو جسوقت
سے گیا ہی پلٹ کر نہین آیا نہین معلوم اسنے کیا آفت برپا کی ہو میثاق نے کہا غلام
برائے تلاش جاتا ہی سعد شہریار کو تلاش کرونگا جس مقام پر ہونگے مصروف خدمت
ہونگا اور ہدایت کرونگا کہ حضور لوح کو دیکھین اور اوسی کے حکم پر کام کرین
مشکل آسان ہوگی یہ طلسم عجب بلاخیز ہی پیران جادو وہ آفت کا ساحر ہی کہ
مکاری جس کا شیوہ ہی اور سعد شہریار جری بہادر صف شکن تیغ زن وہ
مکر وحیلے کو کیا جانین اسکے مکر مین آگئے ہونگے یہ کہکر میثاق چلا صاحبقران نے
فرمایا خدا انتظار احافظ ہی پروردگار وہ سامان کرے کہ تم سعد کو پاجاؤ یہ سنکر
میثاق بیرون بارگاہ آیا پر پرواز پیدا کر کے اڑتا ہوا چلا کوئی دو کوس نکلا تھا
کہ سامنے سے برق چمکی دیکھا کہ پیران جادو چپکے چپکے اسی طرف آتا ہی میثاق
نے للکار اکر او پیر نابالغ کہان گیا تھا کہان سے آتا ہی پیران جادو نے گولہ مارا
میثاق نے گولے کو موم کر دیا دونون زمین پر اترے آپس مین سحر ہونے
لگے مگر میثاق نے ایک ڈنک دی اور پکار کر آواز دی کہ او گھر بار تمھارے
آنیکا وقت ہی اسوقت مین کمی نہ کرنا کہ ایک طرف سے ابر تیرہ وتار اٹھا پیران
نے جو ابر کو دیکھا گھبرا گیا کہا او میثاق اپنو جاؤ پھر تمسے سمجھ لونگا یہ کہکر بھاگا وہ
ابر سر پر میثاق کے سایہ فگن ہوا بعد بھاگنے پیران کے میثاق نے ابر کو اشارہ
کیا ابر ایک طرف چلا میثاق سایہ مین ابر کے چلا آتا ہی چہار جانب دیکھتا
ہوا اکہ کان مین آواز آئی کہ سعد شہریار گریہ کر رہے ہین ابر بھی اسی مقام پر
ٹھہرا اب جو میثاق نے سر اٹھایا دیکھا کہ ایک صحرائے وحشتناک مین سعد
شہریار پھر رہے ہین وہ جنگل پر خس وخاشاک ہی جب بونڈے گرد کے اٹھتے ہین
تو فرماتے ہین کہ یہ ہمارے استقبال کو آئے ہین اگر گرد کے بونڈ لو اپنا تو یہ
حال ہو کہ مثل خاک اڑا تا جو تیرا باد پیچا آیا ہو غل ہوا شہر مین جنگل سے بگولا آیا ہو

اے مشک افشان جادو نگو وہ دشمن خدا کہاں سے گیا اور کس مقام پہ جا کر چھپ
گیا کیونکر تجھکو تلاش کروں کس طرف جاؤں میثاق نے جو بادشاہ کو سرگردان دیکھا
پیچ و تاب میں آگیا قلب مضطر ہو گیا جی میں کہتا ہے کہ ہمارے شہریار اس آفت میں مبتلا ہیں
انکی رہبری کروں انکو آفت سے نکالوں یہ سوچکر میثاق آسمان سے اتر آیا
سعد کو سلام کیا سعد نے پوچھا اے میثاق کیونکر آنے کا اتفاق ہوا میثاق نے عرض کی
صاحبقران آپکے واسطے بیقرار ہیں اسی خیال میں نکلا کہ حضور کو معلوم ہوا
پیران جادو سے راہ میں مقابلہ پڑا میں نے بھی ابر گہر بار کو طلب کیا اس ابر
کو دیکھکر وہ بھاگا میں حضور تک پہونچا ابر گہر بار نے رہبری کی کہ یہاں تک آیا
مگر یہاں نہ ملتا یہ سحر خاص اسی واسطے ہے کہ جو کوئی غائب ہوا اسکا نشان بتانا
ہو دیکھیے کس پر مقرر ہے بادشاہ نے فرمایا اے میثاق اس ابر سے کہو کہ یہ ہی بالکہ
مشک افشان کا پتہ لگائے میثاق نے پکارا کہ اے ابر گہر بار جلد نشان
مشک افشان بتا کہ کس مقام پر ہے ابر کو جنبش ہوئی چرخ مار کر ایک جانب
چلا میثاق نے کہا اے شہریار آپ اسی مقام پہ تامل فرمائیے میں ابر کے ساتھ
جاتا ہوں اور پتا ہے تو مشک افشان کو لاتا ہوں بادشاہ تو اسی مقام پر
بیٹھے میثاق کوہ گردان زیر ابر چلا جب زیادہ بلند ہوا تو ایک جانب دیکھا
کہ ایک ابر سرخ رنگ چھایا ہے برق اس سے چمک رہی ہے اور ہر مرتبہ آواز
آتی ہے کہ اے آیندہ و روند خبردار اسطرف نہ آنا مگر میثاق ابر گہر بار کو اشارہ کرتا
ہوا طرف اس ابر سرخ کے چلا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ دو دریائے زخار ہیں
بیچ میں ایک مقام پر ٹاپو بنا ہے اسمیں ایک گنبد ہے اسپر ایک ابر چھایا ہوا ہے اور
اسمیں سے آواز آتی ہے کہ اے فلک جفا کار و اے گردون غدار یہ کیا ظلم ہے جو تو نے
دکھایا ہے اے پروردگار ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے اب
زندگی گوارا نہیں ہے

نظم

اب آئینہ پر تمناؤں کی چوٹ ہے
دل پہ رنگ مرغ بسمل لوٹ ہے

چھپتے ہین شہ رگ سے ہی او دل قریب — گو بہ ظاہر آنکھ سے وہ اوٹ ہی
کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون مین — اُس قمر کے پائینچے کی گوٹ ہی
صورت فرہاد سر پھوڑون نہ کیون — بات جو انکی ہی اک سر چوٹ ہی
دونون جانب سے برابر عشق ہی — لوٹ اُس پر ہون وہ مجھ پر لوٹ ہی
وصل کی شب بے حجابی چاہیے — ای پری آنکھون کا پردہ اوٹ ہی
کیا تمھارے گورے گورے پیٹ پر — ای حسین کرتی کی جالی لوٹ ہی
اٹھ نہین سکتا نوالہ ہاتھ سے — ضعف سے روٹی کا ٹکڑا روٹ ہی
نور آئے کس کھرے مین سے کہا — قلب مین کھوٹون کے ہوتی کھوٹ ہی

بیثاق نے آواز پہچان کر کہا کہ ای ابر گہر بار یہ صدا سے دردناک تو مشک افشان کی ہی ابر گہر بار کو اشارہ کیا ابر گہر بار اٹھ ابر سرخ سے بلند ہوا موتی برسانے لگا ابر سرخ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گنبد پر سے ہٹا بیثاق زمین پر آیا دیکھا پوچھ بات کرنے کا نشان ہی کسی نے سامنے گنبد کے چوکا دیا ہی بیثاق نے جھککر وہانکی خاک اٹھائی ایک پتلا بنا کر پوچھا کہ تو کسکا سحر ہی پتلے نے ہنسکر کہا مین سحر ہون پیران جادو کا اس مقام پر چھوڑ گئے تھے کہ کوئی آنے نہ پائے مگر تمنے ایسے موتی برسائے کہ دل کو وجد ہوا ہم تمھارے مطیع ہین بیثاق نے پوچھا اس گنبد مین کون ہی پتلے نے کہا صاف صاف ظاہر ہی کہ مشک افشان کو یہان قید کر گیا ہی جا کر دروازہ کھولیے بیثاق دروازے پر آیا ہر چند چاہتا ہی دروازہ کھولون مگر دروازہ نہین کھلتا آخر ابر کو اشارہ کیا ایک نازنین سونیون کے بالے پہنے ہوے ابر سے نکلی آتے ایک ٹکر ماری کہ دروازہ کھلگیا بیثاق نے دیکھا کہ مشک افشان سرنگون بیٹھی ہوئی رو رہی ہی زبان مین سوزن ہی ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان شدت تشنگی سے زبان منھ سے نکلی ہوئی بیثاق کو جو دیکھا پانی کا اشارہ کیا بیثاق نے گہر بار جادو سے کہا کہ ابر سے پانی لاؤ اور لاکر مشک افشان کو پلاؤ وہ نازنین جسنے دروازہ کھولا

نخل جستجو کرکے ابر مین گئی جام بلوریں کو پانی سے بھر کر لائی سامنے مشک افشان
کے پیش کیا مشک افشان نے جام پیا تو جان مین جان آئی اشارہ کیا کہ اے میثاق
سوزن ہماری زبان سے نکالو تو ہم کلام کرین میثاق نے بڑھکر سوزن زبان نکالی سوزن
نکلتے ہی مشک افشان نے شکر کیا کہ تب جہنم سے دور ہوئی میثاق نے مشک افشان
کو ساتھ لیا پوچھا اے ملکۂ عالم تمپر یہ کیا آفت پڑی کہ تم یہان آکر پھنسیں مشک افشان
نے تمام کیفیت بیان کی میثاق نے مشک افشان کو ساتھ لیا طرف سعد کے
چلے مگر پیران جادو جو بھاگ کر اپنی بارگاہ مین آیا آتے ہی گھبرا کر رفیقون سے
کہا کہ سہمناک جادو کو بلاؤ تو مین تدبیر آوارگی سعد شہریار کرون چند ساحر گئے
تھوڑی دیر مین ایک ساحرہ آئی سر جھاڑ منہ پہاڑ آتے ہی کہا کہ اے پیران جادو
خیر تو ہے مجھکو کیون طلب کیا ہے پیران نے کہا اے سہمناک اسواسطے تجھکو بلایا ہے
کہ جا کر سعد شہریار کو اس جنگل مین ایسا آوارہ کرو کہ منزل مقصود پر نہ پہونچ سکین
سہمناک نے کہا اے پیران جادو بیٹی میری گل اندام کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق
ہے ہر کمال مین مشتاق ہے اسکو روانہ کرون کہ وہ جا کر ایسا آوارہ کرے کہ بھوکے
پیاسے تڑپ تڑپ کر مرین اور لوح نہ دیکھین پیران نے کہا تمکو اختیار ہے اب
جسطرح چاہو انتظام کرو تم آکر خبر دو کہ سعد آوارہ ہوئے تو مین لشکر حمزہ پر جا کر
سحر کرون کہ جب سعد پلٹ کر آوین لشکر کو تباہ پاوین تب راضی ہوئی سہمناک
پیران سے باتین کر کے پلٹی مکان مین آئی گل اندام بیٹھی تھی کنیزین گرد آگے کھیل
رہی تھی کہ سہمناک گھبرائی ہوئی آئی کہا اے نور نظر پیران جادو پر وقت پڑا ہے
صحرائے وحشت خیز مین جاؤ اور سعد کو آوارہ کرو مگر خبردار آگے ہرگز بات نکرنا
گل اندام نے کہا ابھی جاتی ہون ابھی جا کر آوارہ کرتی ہون ایسا آوارہ کرون
کہ راستہ نہ پاوین ادھر سے گل اندام چلی وہان سعد شہریار کہ صحرا مین حیران
بیٹھے تھے گرد برد جادو کہ جو اس صحرا کی حاکم ہے کنیزون نے اسکو خبر دی کہ آج کچھ
جنگل مین طلسم کشا مارے مارے پھرتے ہین گرد برد نے کئی سو کنیزون کو ساتھ

ساتھ لیا طرف صحرا کے چلی دور سے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز
جہانداری ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں طرف آسمان کے دیکھ رہے ہیں کبھی
گھبرا کر فرماتے ہیں کہ دیکھیں اس صحرا سے کیونکر رہائی ہو یا قضا لیا اس جنگل میں لائی
تو بڑی مصیبت اٹھائی ہو دیکھیں اسکا انجام کیا ہو لوح میں تو کچھ حکم نہیں نکلتا گردبرد
نے جو سعد کو اس حال میں دیکھا رحم آگیا کنیزوں سے کہا بارگاہ استادہ کرو پھر
اونکو روشنی کے پردے میں چھوڑ کر آپ بھی داخل بارگاہ ہوئی ایک کنیز سامنے
کھڑی تھی کہ شعلہ رخسار اسکا نام تھا کہا اے شعلہ رخسار ذرا جا کر شہریار کو بلا لاؤ
کہنا آپ کے لیے خلعت ہوگی پھر اس صحرا سے نکال دینگی شعلہ رخسار چلی سامنے
سعد کے آئی جمال بے مثال دیکھ کر حیران جمال و شیدائے جمال ہوئی جھک کر سلام
کیا کہا اے شہریار آپ کس فکر میں ہیں سعد نے فرمایا اے مہ جبین آج کئی دن گذرے
ہیں کہ اس صحرا میں آوارہ و سرگردان ہوں راستہ نہیں ملتا لوح بھی خبر نہیں دیتی
حیران جادو و بلا میں پھنسا گیا ہوں شعلہ رخسار نے کہا بی گردبرد جادو آپ پر
عاشق ہوئی ہیں بناؤ کرکے بیٹھی ہیں اپنے کو دلہن بنا لیا ہے سعد نے کہا میں تو
نہ جاؤنگا شعلہ رخسار نے آکر گردبرد کو جواب دیا کہ بی بی وہ نہیں آتے ہیں
فرماتے ہیں اس صحرا سے نہ نکلیگا ہمارا خیر خواہ سردار کامل مشتاق گیا ہے
وہ آتا ہوگا دیکھیں کیا رنگ دکھاتا ہے یہ سنکر گردبرد خود اٹھی اور چند کنیزوں کو
ساتھ لیکر چلی آکر شاہ کو سلام کیا کہا اے شہریار آپ دھوپ میں کیوں بیٹھے ہیں
وہاں چلکر آرام سے بیٹھیے گردبرد نے اس نزاکت سے کہا کہ سعد شہریار خود بخود
اٹھ کھڑے ہوئے گردبرد جادو نے احتشام تمام سعد کو ساتھ لیے ہوئے اپنی
بارگاہ میں آئی سعد کو تمام مسند پر جگہ دی آپ ایک طرف بیٹھی کنیزوں نے
اشارہ کیا کنیزیں یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں

نظم

دونا فروغ یار کا حسن جمال سے — ہوتی ہے یاد لونگی مشق کمال سے
جز رنج کچھ حصول نہیں قیل و قال سے — کیا فائدہ حضور جواب و سوال سے

بکر کر رہی ہے اور یہ ایسے سبب سے سپاہی ہیں کہ اس صورت نا آشنا پر فریفتہ ہیں میں نہیں
چاہتی کہ اس شہریار کے لیے جدائی ہو اس بلا سے نکل جاویں انکا خدا انکو مظفر و
منصور کرے میں بھی اس مکارہ کی دشمن ہوں گل اندام نے جھولی پر ہاتھ ڈالا
گردبرد سمجھی کہ یہ اب سحر کریگی ایک ترنج جھولی سے نکالا گل اندام پر پھینک مارا
گل اندام نے اشارہ کیا کہ اُس ترنج نے تاثیر نہ کی مگر سینے پر پڑا کہ چوٹ لگی گل اندام
کو بڑا غصہ آیا کارد سحر جھولی سے نکالی آواز دی کہ ادبکا تا اسکو تو روک کہ احوال
کھل جائیگا کون ایسا ہے کہ اس سحر کو روکے یہ وہ سحر ہے کہ اگر سامری ہوں تو اسکو
کشتہ کرے ہر چند کہ وہ خود بنا گئے ہیں مگر توڑ اسکا نہیں بتایا یہ کہکر کارد کھینچ ماری
سینے پر گردبرد کے پڑی کہ توڑ کر پشت سے پار گذری مرتے ہی گردبرد کے بارگاہ
بھی جلکر خاک ہوئی چند کنیزیں جو سحر کی بنی ہوئی تھیں وہ بھی جلیں مگر شعلہ رخسار
بہت خوش ہوئی کہتی تھی حضور کیا کہنا آپ نے ایک بندۂ خدا کو آفت سے
بچایا کہ جلد کسی بات میں انکار نہیں گردبرد جاکر بلا لائی سبب سے چلے اُنے اب
اسکار ادہ تھا کہ شراب پلا کر یہ جیں لوں شاید شہباز نے اسکو لکھا تھا کہ اگر
لوح طلسمی لینا تو لوح محفوظ نہ چھوڑنا اگر لوح محفوظ بھی اُنکے پاس رہیگی تب بھی
سحر تاثیر نہ کریگا مگر گل اندام مسکراتی ہوئی سامنے سعد شہریار کے آئی مگر الگ
بیٹھ گئی بال کھولدیئے بوسے زلف معنبر جو دماغ میں شہریار کے پہونچی صورت
زیبا کو بصد حیرانی و پریشانی دیکھنے لگے ملاحظہ فرمایا صاف معلوم ہوتا تھا کہ
ماران سیاہ بل کر رہے ہیں یا گھٹا گھنگھور اٹھی ہے یا شب فراق کو دن پایا کہ پردۂ
ظلمات سے مثال دون دونوں عارض انور رشک شمس و قمر ہیں مائل خود بینی
لب لعلیں مسیحا ہیں کہ جن میں ہزار طرح کی مسیحائی بھری ہے اگر مردہ صد سالہ کو قُم
کہیں تو وہ زندہ ہو وہم محبت بھرے نرگس شہلا چشم حق بین سرو قد خورشید خد
شیریں عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیریں گفتار لباس پر بہار رعنائی و زیبائی
آشکار بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا برابر اپنے بٹھایا پوچھا صاحب تمہارا نام کیا ہے

ملکہ نے سر جھکا کر کہا مجھکو گل اندام کہتے ہین دختر سہمناک ہین آئی تھی کہ آپ کو آوارہ کرون مگر آپ صاحب اقبال ہین کہ ہین نے اس مکارہ کو مارا سعد نے فرمایا تمنے سراسر احسان کیا ہم تمہارے ممنون ہوے گل اندام نے کہا ہمارے دل نے یہ کام کرایا اے شہریار مجھے ہمیشہ سے مرد کے نام سے نفرت ہی ملازمون کو بیٹھا قتل کیا کرتی تھی جہان مین صبح کو سیر کرنیکو آنکھین ملتی ہوئی باہر آئی ملازمان مادر مہربان چھپتے پھرتے تھے اگر کوئی سامنے آگیا ہاتھ ہلا دیا اُسپر برق گری وارث اُسکے مادر مہربان سے فریاد کرتے تھے تو مادر مہربان جواب دیتی تھین کہ کیون تم لوگ اُسکے سامنے آئے تم لوگ جانتے ہو کہ اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہی لہذا مین معلوم ہوا کہ یہ شاہزادی مرد مار ہی مگر آپ کو دیکھتے ہی خود بخود دل کو محبت ہوئی اور خواہش ہوئی کہ بدعت ساحران سے آپ کو بچائیے سعد فرمارہے ہین کہ مہربانی تمہاری مجھکو تمنے بے تلوار قتل کیا گل اندام ہنس رہی ہی کہتی ہو آپ کو ایسے مقام پر پہونچاؤن کہ آپ قصر شہباز کے قریب پہونچ جائیے اسی مقام پر پیران جادو بھی ہونگا سب ایک ہی مقام پر آپ کو بلجا دینگے جسطرح لوح خبر دے اُسیطرح اُسکو قتل کیجیے آگے مرحلہ بجم ہی سفاک سینہ زور وہان کا حاکم ہی وہان بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہی قدم بقدم مکر کا سامنا ہی اگر ذرا بھی غفلت کیجیے گا تو گرفتار ہوجائیے گا مین آپ کے ساتھ رہونگی مکر سے آن مکارون کے آگاہ کرتی جاؤن گی یہ باتین تھین کہ سامنے سے لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا گل اندام نے کہا اے شہریار ذرا ہوشیار ہوجائیے کوئی ساحر زبردست آتا ہی سعد نے کہا مین ہوشیار ہون کہ وہ ابر آکر پھٹا دیکھا میثاق و مشک افشان ایک تخت پر سوار ہین سعد کو مقام صدر پر دیکھا اور ایک شاہزادی حسین وجمیل کمسن پہلو مین بیٹھی مسکرا رہی ہی یہ دیکھکر مشک افشان نے کہا اے میثاق دیکھو تو خیال کرکے کہ یہ شاہزادی کون ہی میثاق نے کہا اے مشک افشان سعد شہریار مؤید من اللہ ہین معلوم یہ ہوتا ہی کہ اس صحرا کے حاکم کی دختر قتل کرنے کو آئی تھی مگر آکر دام عشق مین پھنسی مشک افشان نے

شرما کر کہا مین تو سامنے نہ جاؤنگی سعد شہریار کو حجاب ہے جو بیثاق سے کہا مین تو جاؤن
ایسے کہ مین انکار نہین ہون مشنک افشان نے کہا بسم اللہ آپ جائیے اگر سعد تم
دیکھیےگا تو جھک جائیگا یہ کہکر مشنک افشان باہر ٹھہری بیثاق کوہ گردان اندر
آیا سعد بیثاق کو دیکھکر خوش ہو گئے فرمایا اے بیثاق کوہ گردان مشنک افشان
کا بھی پتہ ملا عرض کی کہ اے شہریار سپہران یاد وسے جا کر ایک دریا کے کنارے مین ذبح کیا
تھا مگر ایک گھر پار ہنے دیتی مین پہونچا یا بیثاق نے جا کر رہا کیا اگر حکم ہو تو آئین سعد نے
کہا آنکو آپ نے کسے منع کیا ہے ہم تو انکے انتظار مین تھے گل اندام نے گھبرا کر پوچھا اے
شہریار وہ کون صاحب ہین سعد نے کہا مشنک افشان جادو و دختر شہریار زرتشت تمہاری
وہ بھی خیر خواہ ہو گئی تھی مگر بیثاق کوہ گردان نے جا کر رہا کیا گل اندام
نے کہا ضرور بلائیے ہم بھی قدمبوسی کرین بیثاق نے مشنک افشان کو بلایا وہ جو
سامنے آئی گل اندام صورت مشنک افشان دیکھکر شرما گئی جی مین کہنے لگی ایسی
شاہزادیان اس شہریار پر مائل ہین ہم سب مین ذلیل رہونگی مشنک افشان بھی
باہم سلام کرکے بیٹھ گئی مگر شرمائی ہوئی گل اندام کو دیکھکر مشنک افشان کو بھی
خیال ہوا کہ یہ صاحب جمال ہے حقیقت مین بادشاہ کیا اقبالمند ہین کہ ان شاہزادیون نے
بدل و جان اطاعت کی ہے کہ آسمان پر سے ناگاہ پھول برسنے لگے بیثاق کوہ گردان
نے کہا ہمارا اعجاز بیان آتی ہین مشنک افشان حیران ہو گئی کہ ہمارا اعجاز بیان
و سردار حسینان دنیا ہمین رنگین پوش ہے سب شاہزادیان دل و جان سے مطیع
اسلام ہوئی ہین چپکے سے بیٹھی ہے مگر یہ ثابت قدم رہین کسی مقام پر نہین
دینین بھی قبول یا کہ خود جان جائے خواہ رہے اس محبت سے ہاتھ نہ اٹھاوینگے
جمشید نے کیا کیا دباؤ ڈالے مگر ان شاہزادیون نے الفت اسلام نہین چھوڑی کہ
اب پہنچا ہمارا اعجاز بیان ظاہر ہوئین سعد کو جو مجمع حسینان مین بیٹھے ہوئے دیکھا
نہال ہو گئین بہشتی ہوئی بارگاہ مین آئین کہا اے شہریار سب شاہزادیان آپ کی
تلاش مین نکلی ہین شکر ہے کہ آپ کو پا لیا حضور ان بہت بیقرار ہین خود آتے تھے

ہم سب نے روکا کہ آپ کا تکلیف فرمانا مناسب نہیں ہی ہم لوگ تو ساحر ہین تلاش کرینگے آپ نہ پہونچ سکینگے تب صاحبقران نے کہا کہ اے شہریار اب مناسب ہی کہ آپ مقام شہباز پر جا بیٹھے ہم لوگ بھی پہونچ جاوینگے جبتک عنایت طلسم پڑیگی پیران جادو بھی اسی مقام پر ہو فوج اسکی مقابلہ صاحبقران مین آتی ہی بادشاہ نے طرف گل اندام کے دیکھا گل اندام نے کہا سامنے صحرا ہے اژدران ہی جب حضور جاوینگے تو وہ سب اژدرہ آپ کا قصد کرینگے کچھ خوف نہ کیجیے گا جو اژدہا دہن کھولے اسکے دہن مین داخل ہو جیے پہلو سے قصر شہبازہ مین پہونچیے گا سعد شہریار اسیطرح سنتے تھے اور شاہزادیان و بیثاق کو وہ گردان قصد کرتے ہین کہ ہم اڑتے ہین اور اپنے کو بپا بادشاہ کے پہونچاتے ہین وہان سہمناک بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا جاکر خبر تو لاؤ کہ گل اندام نے جاکر کیا کیا کنیزین گئین اور جاکر دیکھا کہ سعد شہریار و بیثاق وہمارا اعجاز بیان اور ملکہ مشک افشان ان سب کے ساتھ گل اندام کھڑی ہنس رہی ہی اور بتلا رہی ہی بتا رہی ہی کہ اژدرون سے بالکل خوف نہ کیجیے گا جو اژدہا دہن کھولے اسم جاشیر پڑھکر اسکے دہن مین پھاند پڑیے گا کنیزین یہ دیکھکر بھاگین سامنے سہمناک جادو کے آئین آکر عرض کی واری غضب ہوا بی گل اندام جاکر طلسم کشا پر عاشق ہوئین اور کئی شاہزادیان ہین اور ایک مرد جادوگر یہ سب طلسم کشا سے باتین کرتے ہین اور آپ کی صاحبزادی قصر شہبازہ کا پتہ دے رہی ہین سہمناک یہ سنکر جل گئی کہا لو غضب ہوا یہ گیسو بریدہ جاکر طلسم کشا پر مائل ہوئی میرا کچھ خوف نہ کیا مین ابھی جاتی ہون گرفتار کرکے اسکو پاس شہبازہ کے پہونچاے دیتی ہون کہونگی کہ اب آپکو اختیار ہی خواہ قتل فرمائیے خواہ بخشیے کیون صاحب یہ وہی گل اندام ہی کہ مرد کے نام سے نفرت کرتی تھی سیکڑون بندگان سامری مارے اور کہتی تھی اسنے مرد قتل کرونگی کہ عورات کو مرد ممکن نہ ہون اسنے کچھ بھی میرا پاس نہ کیا اور خوف نہ آیا وہ آفت برپا کرون کہ طلسم کشا بھی حیران ہو جاے یہ کہکر سہمناک چلی ادہر سعد شہریار طرف صحراے اژدران کے روانہ ہوے بیثاق پہ پروانہ پیدا کرکے چلا اور ملکہ

بہار اعجاز بیان نے گلدستہ پھینکا ابر گلفشان ظاہر ہوا اُس میں چھپ کر چلی ملکہ
مشک افشان ایک جانب چلی گل اندام اکیلی رہگئی قصد کرتی ہو کہ جاؤں کہ سامنے
سے نعرہ ہوا کہ سمہناک جادو او خانہ خراب تونے اپنے کو خوب مطعون کیا
اب میں کسکو منھ دکھاؤنگی یہ منھ دکھانے کے لایق نہیں رہا عجب طرحکا ظلم سہا
گل اندام سنکر چاہا تھا کہ روان کہ سمہناک نے جھولی سے ایک بچہ خوک نکالا اُسکو
ذبح کرکے خون پھینکا گل اندام کی زبان بند دل درد مند سرنگون کھڑی ہوئی ہو
اور زار زار رو رہی ہو کہ اُس ساحرہ نے آکر گل اندام کو گرفتار کیا زبان میں
سوزن دی کمر میں پنجہ دیکر لے اڑی کہتی ہوئی کہ کیوں او گل اندام اب بھی توبہ کر
گل اندام کہتی ہو اے مادر مہربان میری کیا خطا ہے میں کو نکلتی تھی آج کیوں آپ اسقدر
برہم ہیں سعد شہریار کو ڈھونڈھا نہ پایا یہاں آکر ٹھہر گئی اب آپ مجھپر یہ جرم مقرر
کرتی ہیں میں سعد کے نام کی دشمن ہوں جہاں پاؤنگی سرکاٹ کے لاؤنگی یہ سنکر
سمہناک نے کہا تو دشمن خداوند ہو تجھکو زندہ نہ چھوڑونگی پاس شہباز کے میں
ضرور لے جاؤنگی گل اندام نے کہا آپ کو اختیار ہو سمہناک کہتی ہو وہ شاہزادیاں
کہاں گئیں انکو بھی اگر پاؤں تو سزا دوں اور وہ شاہزادیاں کون ہیں اور بی
مشک افشان نئی نئی بگڑی ہیں جا کر طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہیں شہباز وہ
سزا دیگا کہ جواب نہ دے سکینگی یہ کہکر بیٹی کو لے چلی گل اندام نے جھلا کر کہا اے
مادر مہربان جو آپ سے ہوسکے وہ کیجیے میں سعد پہ کیا تنہا عاشق ہوئی تمام حسینان
طلسم نیپر مائل ہیں بہار اعجاز بیان و سرو ارحسینان و دیگر شاہزادیان کہ جن پر
خداوند خود جان دیتے تھے نکل آئیں اور سعد کی شریک ہوئیں ہیں بھی ان سب کا ساتھ
دونگی جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے آپ میری ماں نہیں ہیں میری دشمن ہیں یہ
سنکر سمہناک جھلائی ہوئی گل اندام کو لیے ہوے قصر شہباز میں آئی شہباز نے
گل اندام کو اس حال میں دیکھا گھبرا کر کہا او سمہناک اسے کیا خطا کی سمہناک نے
جھلا کر کہا ... حضرت انہوں صاحبزادی کی تو خبر لیجیے بی مشک افشان سعد کے ساتھ ہیں

اب قصر بچانے کی تدبیر کیجیے ان مفسدون نے پتہ بتا دیا جب مین پہونچی ہون تو سعد جا چکے تھے کنیزون نے جا کر دیکھا کہ سعد و مشک افشان وغیرہ فکر قصر مین نکلے ہین اب آپ تدبیر کیجیے شہباز نے قصر سے نکلکر حکم دیا کہ سب لشکر تیار کرو اور خبردار آمادہ رہو جب آتے ہوے کسی کو دیکھو تو فوراً اچاپڑو و زندہ نہ چھوڑو یا مشکین باندھ لو لا کھ جادوگر جو گرد قصر کھڑے تھے مسلح ہو کر کھڑے ہوے انتظار مین ہین کہ طلسم کشا آئے تو اُسکو مار لین لیکن سعد شہریار سب سے رخصت ہو کر اسم حاشیۂ لوح پڑھتے ہوے دو کوس راستہ طے کر چکے تھے کہ صحراے اژدران مین پہونچے دیکھا صدہا اژدر وہان پھر رہے ہین اسقدر شگفتہ ہین کہ ٹہلتے پھرتے ہین ایک طرف ایک اژدر کلان منھ کھولے ہوے سعد سے اشارے کر رہا ہی کہ اِسطرف آیئے درختون پر طائر خوش و خرم غل مچا رہے ہین جنکی آوازون سے یہ ثابت ہوتا ہی **نظم**

مستان شب مستی در میخانہ نہ بندند
در را بہ رخ محرم و بیگانہ نہ بندند

تا راز نہان دل او فاش نگردد
او دل دہن شیشہ و پیمانہ نہ بندند

در بزم طرب شمع اگر نور نہ بخشد
خاکستر من بر پر پروانہ نہ بندند

ارباب سخن عمر گرامی بہ تعب رفت
تا کی سخن پوچ بہ افسانہ نہ بندند

تا عہد وفا صورت نقصان نہ پذیرد
مخفی بہ تو ہم عہد بزرگانہ نہ بندند

یہ صدائین سُنکر سعد کو بھی وجد ہی مگر وہ اژدر جو دہن کھولے بیٹھا تھا ہو اُسطرف چلے اور اژدہے بڑھکر روکنے لگے سعد جب لوح چمکا دیتے ہین تو وہ اژدہے ہٹ جاتے ہین جب سب اژدہون نے قصد کیا وہ اژدر جو دہن کھولے ہوے ہو اُسنے مثل انسان کے آواز دی کہ منم خاموش جنی اونا الُقو یہ طلسم کشا ہین اگر جان کا خوف ہی تو سد راہ نہ ہو طلسم کشا کو مجھتک آنے دو کہ مین اُنکو تا بہ قصر شہباز پہونچا دون جب یہ پکار کر اُس اژدر نے کہا تو سب اژدر ہٹ گئے بادشاہ قریب خاموش جنی کے پہونچے تو دیکھا کہ اژدر نہین ہی ایک طائر پرندہ ہی کہ پر کھولے بیٹھا ہوا ہی سعد بحکم لوح اُسپر سوار ہوے وہ طائر اُڑتا ہوا اچلا بلندی پر سے سعد نے

دیکھا کہ لاکھ ساحر ایک قصر کے گرد پرا باندھے کھڑے ہین اسباب سحر ہاتھ مین پہرہ
شمشیر بھی لیے ہوے ہین شہباز قصر سے حکم دے رہا ہی کہ یارو سحر کرنا بادہ کرکے گرفتار
کر لینا ایک طرف پیران جادو آمادہ کھڑا ہی مگر شہباز کہہ رہا ہی کہ کیون ای پیران یہ تو
بتاؤ کہ یہانتک انکو کون پہونچائیگا کونسی سواری انکے پاس ہی پیران کہ رہا ہی کہ
خاموش جنّی اسی خدمت پہ مقرر ہی مین زبان سے خداوند مردہ کی سن چکا ہون
کہ خاموش جنّی طلسم کشا کو پہونچائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ سعد شہریار
پشت پر ایک طائر کی سوار طائر اڑتا ہوا آتا ہی سب ساحر ہوشیار ہوگئے مگر طائر نے
سعد کو لاکر بیچ مین ساحرون کے اتارا سعد کے ایک ہاتھ مین لوح اور دوسرے
ہاتھ مین شمشیر برہنہ یعنی تیغۂ طلسمی آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیباد ای نابکاران
پُر دغا اب کہان جاؤگے نعرۂ سعد

شہنشاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس رجم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

ساحرون نے چہار جانب سے بادہ کیا مگر سعد شہریار لوح چمکا رہے ہین اسی
لوح کو کبھی مثل سپر چہرے کی پناہ کرتے ہین سب ساحر نابینا ہوتے جاتے ہین بعض
آپس مین لڑنے لگتے ہین بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا مگر قتل کرکے
ہوشیار ہوا چلا رہا ہی کہ ہاے ای فرزند نوجوان تو میرے ہاتھ سے مارا گیا قرطاس جادو
کہ پہلوان بھی ہی اور سحر مین بھی دخل کامل رکھتا ہی ہتھ ہتھ کرتا ہوا بڑھا کہتا ہوا کہ
یارو ٹھہر جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون گینڈا بڑھا کر قریب آیا للکارا کہ ای سعد میرے
ہاتھ سے زندہ نہ بچوگے مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے میری ضرب خالی نہین
جاتی اگر رستم اور اسفندیار ہوتے تو حلقۂ غلامی میرا گوش جان مین ڈالتے کفن مین
منھ چھپا کر قبر مین پڑ رہے اب تمسے مقابلہ ہی خداوند لکھ گئے ہین کہ ای قوت بازو
دا ای زینت پہلوی روز جنگ قدم نہ ہٹانا یہ مقام شہباز ہی یہان سے بچنا دشوار ہی
جرأت بیکار ہی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا اسعد نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے کے

ہاتھ نکالکر خنجر دار خنجر دار کٹتے ہوئے سر کو بنا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ اُس مغرور کے دو ٹکڑے
ہوئے تمام ساحر خنجر اُسکے آپس میں کٹتے تھے کہ وہ ساحر مارا گیا کہ جیسا تھا نہ رہا یہی شکل تھا
مگر بادشاہ پر وہ بلوہ ہوا کہ بادشاہ کو جنگ دشوار ہوئی جب ساحروں کا بلوہ دیکھا تو شاہ نے
دست دعا بلند کیے کہا اے کردگار خالق بے نیاز اور سب کا کارساز اے بندہ نواز
اس مشکل کو آسان کر

نظم

خداوند ملک جہان کارساز — خدا کاربفرما و بندہ نواز
بہرحال دانا و بینا خداست — نباشد از و ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند — در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد کسی را ہما میکند — بہ کنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مالدار — گدا را دہد مسند عز و ناز
بہ بخشد بہ دریوزہ گر مملکت — کند صاحب ملک و سامان و ساز
کسی را بخواند بہ قرب وصال — رہا سازد از بند زندان آز
دہد دارو و درد بیمار را — بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول — پذیرد ز ہر بندہ ناز و نیاز
بہرحیلہ حق کارسازی کند — بہر بندہ بندہ نوازی کند

جیسے ہی بادشاہ نے بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان سے
آواز آئی صنم میثاق کو وہ گرز ان آتے ہی میثاق نے ایک گرز مارا کہ جادوگر ہم
ٹکرانے لگے سہمناک جادو قریب تھا کہ صنم گل اندام کھڑی ہوئی اور کہہ رہی ہے کہ دیکھو تیرا
دھگڑا اب مارا جائیگا گل اندام جواب دیتی ہے کہ انکا خداوند مدد کریگا کہ میثاق آکر
گرز شیر انداز جادوگروں میں لڑ رہا ہے جب گولہ مارتا ہے تو جادوگر سر ٹکرانے لگتے ہیں کہ
دوسری طرف سے ابر کالا پیدا ہوا آتے ہی ابر پھٹا شہباز نے دیکھا کہ اب ملکہ
بہار اعجاز بیان آتی ہیں آتے ہی پھول برسانے لگیں جس پر پھول پڑا وہ جلکر خاک
ہوگیا شہباز و پیران و سہمناک کس کس طرح پر روکتے ہیں مگر بہار اعجاز بیان کا

سحر عالم گیر ہی قتل ساحران کی تدبیر ہی مگر جادوگر گھبرے ہوے ہین بہار اعجاز بیان جست کرکے ان مین سے نکلتی ہی جیب گلدستہ مار دیا ایسے پھول برسنے لگے اسقدر پھول برسنے کی ترقی ہی کہ پھولون کا جا بجا انبار ہی اور ساحرون کو راستہ چلنا دشوار ہی بعض نے پھول اٹھا لیے ہین آنکھو سونگھتے پھرتے ہین دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے ہین گل اندام قفس سے دیکھ رہی ہی کہ بہار اعجاز بیان ومیثاق کوہ گردان کس زور وشور سے لڑ رہے ہین شہباز وپیران کا سحر دفع کر دیتے ہین اور اپنا سحر غالب کرتے ہین کہ پیران جادو کا سر زخمی ہوا شہباز کے سامنے روتا ہوا آیا کہا اے افسر مین تو زخمی ہوگیا دل مین ہول ہی کہ کہان جاکر چھپون ان دونون ساحرون نے قیامت برپا کر دی طلسم کشا جس جانب گیا صفون کو درہم وبرہم کر دیا سحر اپنی تاثیر نہین کرتا جادوگر رنگ سحر سے آگاہ ہین جنگ شمشیر سے ناواقف آواز دو کہ دور سے تیر اندازی کرین شاید کوئی تیر پڑ جاے یہ سنکر شہباز نے آواز دی کہ اے تم لوگ سعی کرو تیر اندازی کرو حریف پر زوال ہی سب جادوگرون نے تیرون کی بوچھار کی جب ہزارہا تیر گوشون سے چلتے ہین تو ایک نہ ایک تیر جسم پر بدھ کے پہنچا تا ہی جسم سے جو سراسر خون کے بلند ہوے گل اندام بیقرار ہوگئی اور دل سے دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز واے رب کارساز شہریار کو اس آفت سے بچا لے اور ان تیر اندازون کے تیر خطا کرین اسکے جسم تک نہ پہنچین لیکن میثاق نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا گیا اڑتا ہوا قریب سعد شہریار کے آیا اسطرح کی پر تین چمکائین کہ سب تیر قلم ہوگئے پھر ان سے پکار کر کہا او نامرد وبلید کب گرفتار کر لو کیا ایک مرتبہ سب کو مار ڈالین گے سب جادوگرون نے ملکر یلغار کیا ملکہ بہار ومیثاق لاکھ لاکھ کوشش کرتے ہین مگر اسقدر فوج کا بلوہ ہی کہ کسی کا زور نہین چلتا یہی سب چاہتے ہین کہ سعد کو گرفتار کرلین کمندین مار رہے ہین چاہتے ہین گھوڑے پر سے اتار لین خوب فوج کا بلوہ ہی مگر سعد شہریار شیرانہ جنگ کر رہے ہین جسپر ہاتھ تلوار کا مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوے کبھی لوح کو چمکایا مگر کوئی چالاکی نہین

چلتی عاجز ہو رہے ہین عرض کرتے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز بلوے سے ان ساحرون کے بچالے اگر موت قریب ہی تو حکم دے ملک الموت کو کہ قبض روح کرے یہ بلوہ نہین سنبھلتا **نظم**

تو گوئی سر انکس کہ در رنج و تاب
چہ عاجز رہا شندہ در انجم ترا
ہر کس بہ کسے ناز دو مارا تو بسے

دیگر

دعائے کند من کنم مستجاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا
من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

بیقرار ہو کر جو بادشاہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا کہ بائین طرف سے ابر یاقوت رنگ پیدا ہوا بہار اعجاز بیان گھبرائین کہ اب کس کی آمد کا نشان ہو کہ ابر آکر پھٹا سامنے سے دیکھا سب نے کہ ملکہ مشک افشان گوہر بار طائوس زرین بال پر سوار آکر پہونچین آتے ہی دیکھا کہ شہریار والاقدر بیچ مین ساحرون کے گھرے ہین بہار اعجاز بیان و میثاق کوہ گردان سحر کر رہے ہین چاہتے ہین بلوے کو مٹائین مگر دس ساحر ہٹ جاتے ہین تو پچاس اسی مقام پر آتے ہین ہر طرف یہی غل ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لو مگر بادشاہ اس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ لاکھون ساحر بھاگتے پھرتے ہین مشک افشان نے آتے ہی ایک دستک دی کہ خوشبو آئی ہزارہا طائر درختون پہ پیدا ہوے زمزمہ سرائی کر کے یہ اشعار عاشقانہ بصد سوز و گداز سنانے لگے **نظم**

نکالے خوب لعاب تیغ مین نے حوصلے دل کے
دہان زخم نے بوسے لیے شمشیر قاتل کے

غضب ہو کر جو دیکھا آج اس سفاک نے مجھکو
ہوئے تیغ نگہ سے صاف دو ٹکڑے مرے دل کے

اگرچہ تم نہ اپنے ہاتھ مین شیشے سے نازک ہو
مجھے ڈر ہی نہ ہو جائین کہین ٹکڑے مرے دل کے

نہایت ناز ہی صاحب کو اپنی خوش بیانی پر
ذرا گلشن مین چلکر چہچہے سنیے عنادل کے

فشار قبر سے تو ای زمین ایذا نہ دے ہمکو
ذرا تو چین لینے دے تھکے ماندے ہین منزل کے

غضب آیا حسن لیلی دیکھکر مجنون کو صحرا مین
قیامت ہی ہوا سے اڑ گئے پردے جو محمل کے

شریک بزم ہون اک لحظہ پر یونکی یہ حسرت ہی
ہوے ہین قاف سے تا قاف شہرے انکی محفل کے

روان رہتا ہو دریا آنسوؤن کا چشم گریان سے | گمان ہین آشنا ئون کو مری گزران پہ ساحل کے
مبارک ہو مبارک ہو زیارت کا سفر سلطان | گئے ہین اپنے احباب اقربا آ کے گلے مل کے

یہ اشعار پڑھ ہو پڑھکر طائر آشیانون سے اڑے سرون پہ ساحرون کے چرخ مارنے
لگے جسپر سایہ پڑا وہ جلکر رہگیا ہزارہا ساحر جلکر گرے اور مشک افشان جہان
جہان وشکین ریتی ہین ہزارہا طائر اڑتے ہوے آسمان سے آتے ہین اور گرد
فوج چرخ مار رہے ہین بہار اعجاز بیان نے مشک افشان سے حیران ہوکہین
بیثاق سے کہنے لگین کہ مشک افشان کا سحر عالمگیر ہو قتل ساحران کی کیا خوب
تدبیر ہو حقیقت مین کس لطف سے سحر کر رہی ہین کہ ہزارہا ساحر پامال ہوگئے بیثاق
نے کہا او بہار اعجاز بیان تم مشک افشان کو نہین جانتین مگر سعد شہریار
اڑتے بھڑتے قریب پیران جادو کے پہونچے للکار اکر او نامرد گل اندام کو تو
چھوڑ دے اسی مین خیر ہو ورنہ بہت پچھتائیگا اگر ایک موے جسم گل اندام کا کم
ہوا تو سب ساحرون کو قتل کرونگا ہر چند کہ مین زخمی ہون مگر ان ساحرون کے
روکے نہ رکونگا پیران جادو نے دیکھا کہ سعد ساحرون کو قتل کرتے ہوے آتے
ہین شیر صحرائی رمزگو سمند ان پہ گرا ہو پرے کے پرے پامال کر دیے لیکن ملکہ
مشک افشان نے تو ساحرون کو دیوانہ کر دیا ہو باہم سب لڑ رہے ہین ایک
کو ایک ٹوکتا ہو افسر پڑھکر پھونکے کو روکتا ہو شہباز لاکھ غل مچا رہا ہو کہ یارو تم
بہت ہو طلسم کشا پہ گھیرا ڈالو ساحر جواب دیتے ہین کہ آپ افسر اعلیٰ ہین آپ
تشریف لائیے اگر ان شیر کو روکیے ہمارے روکے سے نہین رکتے ہین اور ملکہ
مشک افشان کے سحر سے تو بچائیے ان تینون ساحرون کے سحر نے گھیرا ڈالا ہو
ہوش رہا اس پراگندہ ہین سحر فراموش ہو شمشیر کی جنگ کو ہم کیا جانین پیران
قفس پھینک کر بھاگا سعد نے بڑھکر قفس پر لوح کا عکس ڈالا اور زبان سے
گل اندام کی سوزن نکالی گل اندام تڑپ کر نکلی نکلتے ہی ایک پتھر اماش کے دانتوں
مارا کہ کئی سو ساحر جلکر گرے پھر سمناک کو آواز دی کہ اماجان آئیے امتحان

امتحان کمال ہو آپ کا کیا حال ہو شریک جنگ نہین ہوتے سہمناک کیسا جل رہا ہو چاہتا ہو کہ گل اندام کو گرفتار کرون مگر گل اندام برق جہندہ ہو کبھی مشرق مین کبھی مغرب مین کبھی جنوب مین کبھی شمال مین جیسے غول مین پہونچی تہلکہ ڈالدیا بعض ساحر سحر سے گل اندام کے دیوانے ہو رہے ہین یہ اشعار پڑھ رہے ہین **نظم**

رشک گھٹا ہلال کا سارے جہان مین	اُس مہ نے پہنی سونے کی بجلی جو کان مین
جام شراب جلد پلا بھر کے ساقیا	کانٹے پڑے ہوئے ہین ہماری زبان مین
مانند سرو سبز ہوا ہاتھ مین قلم	مصرع لکھا جو اُس قد موزون کی شان مین
اُس بت کے در پہ آکے گدا بادشہ ہوا	بخشا ہو کیا خدا نے اثر آستان مین
عاشق کا دل وہ کرتے ہین غربال ہر گھڑی	تیر مژہ چلا کے بھوؤن کی کمان مین
کالی گھٹا ہین منھ کا نہین ہو گیا گمان	جھالے جو پہنے زلف کے پاس آ گئے کان مین
سطوت ہر ایک مصرع ترا موج آب ہو	دیکھی نہین ہو ایسی طراوت زبان مین

یہ اشعار پڑھ پڑھکے سر ٹکراتے پھرتے ہین گل اندام سحر کرتی ہوئی ایک نخل کے سایے مین جا کر ٹھہری تھی کہ سہمناک نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جائیگی للکارتا ہوا چلا تھا کہ بیثاق نے دور سے دیکھا للکارا او نامرد اُس عورت پہ کیا جاتا ہو ہمسے مقابلہ کر یہ کہکے بیثاق جست کرکے آیا سہمناک نے گولہ مارا بیثاق نے گولہ کاٹا آپس مین دو چار سحر ہوئے بیثاق نے غافل کرکے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری سر سہمناک کا زخمی ہوا گل اندام نے پڑھکر موتیون کا مالا مارا موتی جو ٹوٹے ہزارہا پتے درخت سے گرنے لگے معلوم ہوتا تھا فصل خزان آگئی ہر نخل کے سایے مین پتون کا انبار ہو ساحرون کا جو ادھر گذر ہوا پتون مین سے بچھو نکلے جسے ڈنک مارا وہ گر پڑا اور لوٹنے لگا دوسرے بچھو نے آکر ڈنک مار دیا ساحر تڑپ تڑپ کر تمام ہوا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی عقرب پیدا ہوئے اب ساحر ڈر کے مارے قریب درختون کے نہین جاتے چاہتے ہین بھاگ کر نکل جاوین کسیطرح جان بچا وین کوئی صورت نہین معلوم ہوتی کہ اسکے سحر سے جان بچے

پیران جادو سعد کے سامنے سے بھاگ کر ایک نخل کے سائے مین پہونچا تھا کہ
بچھو نے آکر گھیر لیا اتنے ڈنک مارے کہ پیران جادو پانی ہوکر بہہ گیا مرنا پیران کا
ہنگامہ عظیم ہوا اجنکو کل اندام اور زیادہ تڑپ تڑپ کر لوٹنے لگی ابھی تھوڑی دیر کے
آواز آئی کشتی مرا نامم مین پیران جادو بود وشہباز جادو نے جب یہ آواز سُنی کہ
پیران مارا گیا سر پیٹنے لگا کہتا تھا یارو میرا قوت بازو مارا گیا ابتک مجھے امید
تھی کہ پیران جادو لڑ بھڑ کر مطلب نکالے گا مگر طلسم کشا کا بڑا اقبال ہو جو ساحر ایسا
زبردست ہوکر ساحران بنگالہ نے کبھی سامنا نہین کیا جب وہ لوگ آئے اور
اُنسے جا کر سحر کیا سب بھاگ گئے کسی مقام پر نہین رُکے آج اسکو کیا ہو گیا کہ
بچھوؤن سے نہ بچا بے موت مارا گیا ساحر زبردست تھا سلیقہ دار سحر مین کامل
و اکمل مدتون خدمت گزار سامری رہا کیا بڑا اقبال طلسم کشا ہو سمناک نے کہا
یارو جو کتاب مین لکھا ہو اُسکو قدرت جھوٹا کرسکتے ہین اُنکو منا سب یہ تھا کہ جب
طلسم کشا آئے تھے اور قدرت طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے اُس
طلسم مین نہ آتے اور کہین چلے جاتے مگر آج مین اُنکی خدمت مین جاؤنگا عرض کرونگا
کہ یا خداوند آپ کسی طرف نکلجایئے مسلمان آپ کو زندہ نہ چھوڑینگے ساری خدائی
کرنا بھول جائیے گا دیکھو صاحبو کس تدبیر سے مسلمان آئے ہین ہر طرف سے ہر ایک
جنگ کرتا ہوا آیا در بند دن کو تسخیر کیا پھر طلسم مین داخل ہوے اب مرحلہ جات
پر لڑائیان پڑی ہوئی ہین یہ وہ مرحلے ہین کہ ایک زمانے مین سامری و جمشید نے
چاہا کہ ہم سیر کرین ہم لوگون نے اُنکو نہ آنے دیا سحر کرکے بھگا دیا اور کسی کی کیا
مجال تھی کہ اس طلسم مین قدم رکھے یا اس طلسم کا یہ حال ہوا کہ سب در بند تسخیر ہوے
طلسم نوخیز جمشیدی بنایا ہوا جمشید کا کہ صدہا حکیم جمع کیے اور اُنسے آراستہ کرایا
ایک ایک قدم پر ہزارون بلائین مقرر کین یہ مرحلہ کیسا سخت و صعب تھا
مگر طلسم کشا کے ساتھ کچھ نہ کیا در وازے پر حملہ اب چل رہی ہو یہ تم لوگون کو امید نہ تھی
ابھی کئی مرحلے باقی ہین سمناک نے کہا او شہباز قدرت کو سمجھاؤ کہ بھاگ کر نکل جاوین

شہباز نے کہا مسلمان چھپا نہ چھوڑینگے حمزۂ عرب وہ جری بہادر ہی کہ جسنے کل پردۂ قاف کو تسخیر کیا عفریت ایسے سرکش کو مار اسمندون انھین کے ہاتھ سے قتل ہوا طلسم حیران سلیمانی کہ جس سے قاف کی رونق تھی سب شیاطین پرست اُسی مین رہتے تھے کس زور وشور سے حمزہ نے اسکو فتح کیا اور وہ یادگار ان ساحری نہ جمشید کس مصیبت سے مرے ہین کہ اُنکا نٹپنا وپھڑکنا آخر مین مار اجانا کسی کا زور نہ چلا حمزہ نے طلسم مین سحر بین بنوا دین کسی دیو کا نام نہ رہا سب تصویرین خداوندون کی جابجا ٹھوکرین کھا رہی ہین مسلمان آباد ہین جو آج کی جنگ سے مین بچا تو قدرت کو بہت سمجھا ونگا ابہی کہونگا کہ نکل جائیے ایسا نہ ہو کہ مسلمان آپ کو گھیر لین پھر نکل نہ سکیے گا ابھی ہم لوگ لڑتے ہین ایسے وقت مین نکلجائیے فطرت سے اپنی جان بچائیے قصر ہفت رنگ کو آپ نے کیا سمجھا ہی جب وقت لڑائی پڑی شکست ہی ہوئی کبھی فتح نصیب نہ ہوئی مگر میثاق نے آکر شہباز کو گھیرا ایک طرف سے بہار اعجاز بیان نے آکر گلدستہ مارا شہباز سحر کو میثاق کے روک رہا تھا کہ بہار کا گلدستہ چلا ایک طرف سے گل اندام جادو نے آکر زیور اپنا پھینک مارا اب شہباز دیوانہ وار وحشی مثال سب کے سحرون کو روک رہا ہی کبھی بہار کے سحرون کو روکتا ہی کبھی میثاق کو جوابدیا ایکطرف سے مشک افشان نے آکر کارد سحر کھینچ ماری شہباز نے خالی دی اور پکار کر آواز دی کہ کیون او گیسو بریدہ میتنے تجھکو اسی دن کے لیے پرورش کیا تھا اور یہ سحر سکھایا تھا ہم سمجھے تھے کہ ہمارے کام آئیگی مگر وقت پر تو نے دھوکا دیا کیسی صاف نکل گئی عین گرمی جنگ ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا میثاق وغیرہ نے دیکھا کہ ایک ساحر نوجوان عقاب پر سوار نعرے کرتا ہوا آتا ہی کہ منم اشجار بیچکن باشید اے مسلمانان شہباز کو ایسلیے وارث سمجھا ہی مین اُسکا داماد ہون سبکو مٹا دونگا یہ کہکے غول مین آیا شہباز کو سلام کیا شہباز نے گلے لگا لیا کہا اے اشجار میرے باغ مین خزان آئی مشک افشان تمھاری منسوبہ نکل گئی

وہ دیکھو سامنے لڑ رہی ہو اگر ہو سکے تو لیجاؤ مجھے رخصت کرنے کی ضرورت نہیں ہو
لیکن اسطرح کرنا کہ طلسم کشا کو خبر نہ ہو اگر طلسم کشا سے سامنا پڑ گیا تو کوئی سحر کام
نہ آئیگا بڑے بڑے ساحر ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے اشجار نے جو یہ حال سنا
کانپنے لگا کہتا تھا ای والد نامدار آپ جیسے بزرگ کچھ نہ دیکھے ہیں ہوس کو لیے جاتا
ہوں اور جا کر دھوم سے شادی اپنے ملک میں کرونگا بڑا دبدبہ صرف کرونگا
شہباز نے گھبرا کر کہا ای فرزند تمکو اختیار ہو جو مناسب سمجھو کرو میں اپنی جان
سے عاجز ہو رہا ہوں یہ سنکر اشجار تڑپا اور مشک افشان پر اس زور سے
گرا کہ مشک افشان خاموش ہو کر کھڑی ہو رہی اشجار کہیں پیچھے دیکھ کے اڑا
مشک افشان نے پکار کر آواز دی ای شہریار کمینہ کو یہ لیے جاتا ہو یہ بڑا جلاد ہو
زندہ نہ چھوڑیگا بادشاہ نے گھوڑا اٹھایا بیثاق نے بھی گرز مارا مگر اشجار نے
اسکے گرز کو نہ مانا ملکہ مشک افشان کو لیکر نکل گیا شہباز نے جب دیکھا
مشک افشان کو اشجار بیخ کن لے گیا تو افسروں سے اشارہ کیا کہ اب
طبل بازگشت بجوا دو سرداروں نے اشارہ کیا طبل بازگشت پر چوب پڑی مگر
بیثاق نہ مانتا تھا بادشاہ نے ہاتھ روک لیا فرمایا قاعدے کے خلاف ہو اگر
دوا جان نہیں گے تو فرمائینگے کہ ہماری زندگی میں ہمارے قواعد کو ترک
کیا تمکو کیا عاجزی کیا نا چاری تھی دشمن جب عاجز ہوتا ہو تب طبل امان بجواتا ہو
دشمن چاہیے طبل امان کو نہ مانے ہم اہل اسلام ہیں ہمکو ضرور چاہیے کہ جو بزرگان
دین نے کہا ہو اسکے پابند رہیں بیثاق کو سمجھا کر بادشاہ نے پھیر اگل اندام و
بہار اعجاز بیان و بیثاق کوہ گردان اور چند مالازمان شہباز کہ اس جنگ
میں مطیع ہوے وہ بادشاہ کے ساتھ ہیں بادشاہ پلٹے شہباز لشکر کو لیکر آگے بڑھا
اور حکم دیا کہ میرے فرزند اشجار بیخ کن کو نامہ لکھو کہ ای فرزند تمنے خوب کیا کہ
اس گیسو بریدہ کو لے گئے ہمنے بھی نوری پھیر نا موقوف رکھا اب تمکو اختیار ہو
جنگ سے مہلت پا کر ہم بھی آوینگے اس نالائق کو سمجھا دینا کہ اگر اسکے مزید جدائی کی

تو قتل ہی کر ڈالونگا میر منشی نے یہ نامہ اشجار کو لکھا وہیں ان جادوگر کو نامہ دیا کہ جاکر اشجار کو دینا اور زبانی کہنا کہ مشک افشان پر تمکو اختیار ہی اے فرزند مین تمسے بہت راضی ہوا تمنے عین وقت پر آکر مدد کی تمھارے آنے سے شکست فاش ہی بیجے وہ جادوگر نامہ لیکر چلا مگر بادشاہ ساحران مذکور کو ساتھ لیکر جاتے ہین دیکھا جنگل مین ایک کنوان ہی اسپر خواجہ برہمن بنے ہوے بیٹھے ہین مسافرون کی خبر سناتے ہین جو اسطرف سے نکلا اُسے لوٹ لیا بادشاہ نے خواجہ کو پہچانا گھوڑا بڑھاکر سلام کیا میثاق وغیرہ نے کہا بھی کہ حضور اس برہمن کو کیون سلام کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا یہ برہمن نہین ہی ہمارے چھوٹے دادا جان ہین اپنے قرضداروں کے خوف سے یہان آکر چھپے ہین مسافرون کو لوٹا کرتے ہین خواجہ نے پوچھا اے فرزند کہان سے آتے ہو سعد نے کہا چھوٹے دادا جان ہین تو آپ کی فکر مین تھا خواجہ نے فرمایا بیٹا تم بادشاہ لشکر اسلام ہو تمنے مجھکو خوب پہچانا مین قرضدارون کے ڈر سے یہان بھاگ آیا ہون ورنہ مہاجن پکڑ لیجاتے نہین معلوم کیونکر پیش آتے بادشاہ نے فرمایا خواجہ کچھ آپ کو ملیگا اشجار نے کس مشک افشان کو لیگیا ہی اُسکا تعاقب کیجیے اگر مشک افشان کو لائیے گا تو دو ہزار روپیہ دونگا خواجہ نے کہا کیا خوب بھلا دو ہزار روپے مین میرا کیا ہوگا ایک ماہ کا سود بھی مہاجنون کا نہ ہوا اور چار مہینے کا سل ہو ہین ایک حبہ بابت سود کے مہاجنون کو نہین پہونچا ہی کاشکے اسقدر تو وصول ہو جائے کہ ایک دو ماہ کا سود مہاجنون کو پہونچ جائے بادشاہ نے فرمایا جو مانگیے گا وہی دونگا مشک افشان سے سب کو محبت ہی سب آپ کی خدمتگذاری کرینگے خواجہ اُٹھے فرمایا یہ تو بتائیے کہ اشجار کسطرف گیا ہی میثاق نے اشارے سے بتایا خواجہ اُدھر چلے دوپہر کے بعد ایک جھیل ملی وہان آکر ٹھہرے کہ ایک جادوگر آسمان سے اُترا چاہا کہ جھیل پر پانی پیوے خواجہ نے للکارا کہ او بدبخت خبردار پانی نہ پینا منع کرتے ہوے قریب آئے آکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو اُس

جادوگر نے کہا کہ نام میرا ویران جادو ہی شہباز کا نامہ لیکر پاس اشجار پیچ کن کے جاتا ہون خواجہ نے پوچھا کہ اشجار کہان رہتا ہی اُسنے کہا اس صحرا کے بعد دوسرا صحرا ملیگا پہلو مین جزیرہ کہ شجر ہی وہان اُسی کی عملداری ہی وہ وہانکا حاکم ہی ساحر بھی زبردست ہی خواجہ نے ویران سے کہا مین یہان کا نگہبان ہون اس جھیل مین پانی اژدہے پیتے ہین مین تمھین پانی پلاتا ہون یہ کہکر درۂ کوہ سے جاکر پانی لائے اور پانی پلاکر اُسے بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسی طرف چلے راہ مین چلے جاتے تھے کہ پہلو پر دیکھا دروازہ باغ کا ہی اور چند کنیزین متصل رہی ہین ایک کنیز کو خواجہ نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزون مین ملے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ نسترن جادو اس باغ مین رہتی ہی معشوقہ اشجار آج اُسکی ملاقات کو جاتی ہی خواجہ اندر آئے نسترن کو سلام کیا اور بیٹھنے لگے نسترن نے پوچھا کیون شمعرو کس بات پر ہنستین خواجہ نے جواب دیا کہ اشجار پیچ کن اپنی زوجہ کو لیکر آیا ہی اب اسکے ساتھ مصروف عیش ہوگا آپ سے محبت کم کریگا نسترن نے کہا اے شمعرو مجھپر وہ جان دیتا ہی اگر ہزار عورتین لائیگا تو میرا ہی زور رہیگا مین ابھی چلتی ہون یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی شمعرو نقلی کو بھی تخت پر سوار کیا تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی بعد دو گھڑی کے ایک باغ دکھلائی دیا دیکھا کہ وسط باغ مین ایک چبوترہ پر اشجار پیچ کن بیٹھا ہی شمعرو نقلی نے کہا چلیے نسترن نے تخت اُتارا اشجار نے جو نسترن کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم آئیے مین تو آپ ہی کا منتظر تھا نسترن نے کہا کیون صاحب کیا ہی آج تمھارا چہرہ اُترا ہوا ہی گانے والیان کہان ہین اشجار نے کہا صاحب کیسا گانا کیسا بجانا مین عجب انتشار مین ہون کئی سال کا زمانہ گذرا کہ مشک افشان سے منسوب ہی اگر اس زمانے مین مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہی طلسم کو فتح کر رہے ہین شہباز جادوگر مالک مرحلۂ پنجم ہی اُسکے قصر پر لڑائی پڑی تو مین مدد کے لیے گیا مین نے وہ معرکہ دیکھا کہ ہوش درست نہ رہے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ ساحرون کو

قتل کر رہی ہو شہباز نے مجھسے بیان کیا کہ طلسم کشا پر مائل ہو اسکی جوش پر یہ حرکتین
کر رہی ہو مجھکو تاب نہ آئی مین گرفتار کر لایا آج دوسرا دن ہو کہ تمتین خوشامدین کرتا
ہون ہزیرے کی سلطنت دیتا ہون مگر وہ محبت مین طلسم کشا کی مبہوت ہو رہی ہو
یہی کہتی ہو کہین نہ جاؤنگی لنتری نے کہا لو صاحب ہم تو جاتے ہین ہمسے صورت
نہ دیکھی جائیگی چھوٹیون بھر اکیا ب ہمکو نہین پسند یہ کہکر اٹھی چاہتی تھی کہ تخت پر
سوار ہو کہ اشجار نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکۂ عالم تمھارے سامنے کیسکی
کیا حقیقت ہو ایک تو وہ مجھسے ناراض ہو دوسرے صورت مین کبھی تمسے بہتر نہین ہو
ارے قفس تو لاؤ چند ساحر گئے قفس کو لیکر آئے خواجہ نے دیکھا کہ ملکۂ عالم
کی زبان مین سوزن ہو اور سرنگون بیٹھی رو رہی ہو اشجار نے کہا ای مشک افشان
دیکھو میری یہ معشوقہ ہو لنتری گلگون پوش کہ جسکے سامنے ماہتاب شرماتا ہو یہ سنکر
مشک افشان نے سر جھکا کر کہا کہ حقیقت مین بہت عمدہ صورت ہو تمکو یہ تمھاری
معشوقہ مبارک ہو اشجار نے کہا اگر تم قبول کرو تو ابھی تمکو حاکم کرون لنتری
نے جھلا کر ایک تمانچہ مارا اور کہا او بیہودہ کیا بکتا ہو مین اس شکل کی ماتحت
رہونگی جیسا سوتا ہے کی سونگی اشجار نے کہا ای لنتری فقط اسکے راضی کرنے کو
یہ کلمہ کہا تھا تم کیون بگڑ گئین لنتری نے کہا ایسے سفلہ مزاج سے مجھکو نفرت ہو میرے
چاہنے والے بہت ہین جہان چاہون بیٹھ رہون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک ساحر تاجدار تخت پر سوار اڑتا آتے ہوئے تخت جاتا تھا لنتری کو
دیکھکر اتر پڑا آ کر لنتری کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب کہان تھین باغ میں ہمارے مین
آج دعوت کا سامان ہو تم بھی چلو جو ساحر آئیگا اپنی معشوقہ کو بھی لائیگا مین تمکو
پہلو مین لیکر بیٹھون کہ محفل کی رونق ہو اور سب دیکھکر کہین کہ گلفام تاجدار
کی معشوقہ سب سے زیادہ خوبصورت ہو لنتری اٹھی کہ ساتھ گلفام کے جاؤن
اشجار نے کہا صاحب کہان چلین مین نہ جانے دونگا دو دن سے بے آب و دانہ
ہون تمھارے چلے سے دو نوالے کھا لونگا گلفام نے کہا ای اشجار سنج کن

کیا بیہودہ بکتے ہو میرے سامنے ایسے کلام نہ کرو نشترن نے بھی کہا اے اشجار
ہمارے چاہنے والے دیکھیے اپنی زوجہ کو ہمارے واسطے آتشخدن نے مار ڈالا
تمہاری طرح پر بیہودہ نہیں ہیں کہ زوجہ کو جیو لائے تو ہمسے باغی ہو گئے ہم اب
اسکے ساتھ بسر کرینگے تمکو چھوڑا اشجار نے کہا میں نہ جانے دونگا گلفام نے کہا
تمہاری کیا مجال ہے کہ تم روک سکو دونوں میں تکرار ہوتے ہوتے آپس میں گولہ
دشترنج چلنے لگا خواجہ نے دیکھا گلفام و اشجار سے سحر چل رہا ہے اور نشترن
کھڑی دیکھ رہی ہے قفس مشک افشان الگ رکھا ہے خواجہ نے قریب قفس
آکر کہا اے ملکۂ عالم اس غلام کو پہچانا میں خواجہ عمرو قفس کھولکر تمکو نکالتا ہوں
یہ تو آپس میں لڑ رہے ہیں تم سحر کرکے نکل جاؤ مشک افشان نے ہنسکر کہا کہ اے
شہنشاہ اوج عیاری اسطرح نکلوں کہ اگر یہ دونوں قصد کریں تو نہ روک سکیں
خواجہ نے فوراً قفل قفس کا توڑا اور زبان سے مشک افشان کی سوزن
نکالی خواجہ تو الگ ہو گئے محفل کا اسباب لوٹنے لگے گلابیاں اٹھا کر زنبیل
کیں لالٹینیں اٹھالیں جسطرف اسباب دیکھا دوڑکر پہونچے اسکو اٹھالیا زنبیل
میں رکھا وہ دونوں اسطرح سحر میں مصروف ہیں کہ انکو کچھ خبر نہیں نشترن کا نام
لیکر لڑ رہے ہیں گلفام کہتا ہے نشترن کو میں لونگا اشجار کہتا ہے میں نہ جانے دونگا
کہ مشک افشان جادو قفس کو توڑ کر نکلی چلتے چلتے ایک دستک دی اور آواز
دی کہ اری گلپوش ان دونوں کی فکر کر یہ کہکر وہ بلند ہوئی اشجار نے جو دیکھا کہ
مشک افشان جاتی ہے کہا اے گلفام ذرا ٹھہر جا معشوقہ کو روک لوں تو پھر
تجھسے لڑوں یہ کہکر منتر پھیر ا قصد کیا کہ مشک افشان پر جا پڑوں گلفام نے
جو حریف کو اُدھر رنگ میں پایا کارد سحر جھولی سے نکالکر ماری کہ اشجار کے
سینے کو توڑ کر پار گذری گیر و دار کی صدا بلند ہوئی کالی آندھی اٹھی اس سے یہ
آواز آئی کشتی مرا نام من اشجار نیچ کن بود گلفام نے نشترن کا ہاتھ تھام لیا
تخت پر سوار کرکے لے چلا خواجہ نے جو دیکھا کہ عورت زیور بہت پہنے ہوئے ہے

اور رقص ہاتھہ سے جاتی ہی قریب آکر کہا کہ ای ملکۂ عالم اب کہان جائیے گا ذرا میرا گانا تو سن لیجیے جا بجا ذکر کیجیے گا کہ ہماری کنیز ایسا گاتی ہی یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

گل امید سے بھرنے کو تھا دامن میرا — مجھسے چھوٹا ہی عجب وقت پہ گلشن میرا
ہر شنم دوست بھی کرتا ہو مرے حال پہ رحم — او جفا جو کوئی تجھسا نہین دشمن میرا
مجھ سیہ کار کی بے شمع جو تربت ہو تو ہو — ای خدا اشک ہو ترے سامنے روشن میرا
سنتے ساری خدائی ہو زیارت کیلیے — کون کرتا ہی یہ آراستہ مدفن میرا
چونک اٹھونگا مین ابھی خواب عدم سے صاحب — نام لیکر تو پکارو سر مدفن میرا
کہتے ہین مرکے بھی یہ شخص یہان سے نہ گیا — دیکھتے ہین پس دیوار جو مدفن میرا
نالے کرتا ہون تو صیاد تڑپ جاتے ہین — باغبان روتے ہین سنتے ہین جو شیون میرا
دیکھ لوگے جو کبھی گھاؤ جگر کا میرے — خود کھوسکے کر بھرو تو ہم کے دامن میرا
جامہ اس در پہ فقیری کا جو پہنا ہو سر پہ — بادشہ ڈھونڈتے ہین گوشۂ دامن میرا

یہ اشعار اس طور سے خوش الحانی سے گائے کہ نسترن نے گلفام سے کہا کہ صاحب اسکو ملازم کر لو صحبت مین رہا کرے اسکے رہنے سے دل بہلے گا بہت خوش آواز ہی حقیقت مین کیا خوب گاتی ہی ہر لفظ کو کس کس طور سے بتاتی ہی کہ دل کھنچا ہوتا ہی گلفام نے کہا صاحب تمھین اختیار ہی ایسی کہو مین سو کنیزین لاکر جمع کر دون شاہزادیان لاکر خدمت مین چھوڑ دونگا آج تو تمنے مجھکو نہال کر دیا کہ یہ اسنے اپنے عاشق کو قتل کروایا اور کچھ افسوس نہ آیا اب مین عمر بھر خدمت گزاری کرونگا میرے ملک کا تمکو اختیار ہی نسترن نے کہا تم مین اور راشجار مین مقابلہ پڑا لیکن ملکہ مشک افشان نکل گئین عجب معشوقہ ہی وہ طلسم کشا پہ مائل ہی اور صاحب مین نے سنا ہی کہ طلسم کشا پہ کئی شاہزادیان عاشق ہین جو انپر عاشق ہوئی وہ گھر چھوڑکر انھین کی خدمت مین پہنچی و نیز اعتقاد خدا و ند بیشاق کو وہ گردان کے بہی خیر خواہ دولت تھا مگر قدرت سے پھر اسے ہوا کہ شہر کسی سمت شہر یار رستہ ہوا ہی

سنتی ہون وہ ایسا لڑا کہ جمشید کو پریشان کر دیا یہ کہکر پھر قصد کیا کہ سوار ہون
خواجہ نے گلفام کے چٹکی لی اشارہ یہ تھا کہ ایک جام شراب کا ہمارے ہاتھ
سے پی لو تب اختیار ہی گلفام سمجھا کہ شمعرو مجھپر عاشق ہوئی بیٹھہ گیا لنسترن سے کہا
کہ صاحب ٹھہر جاؤ چلتے ہین آج کی صحبت بہت نایاب ہوگی قدرت بھی ہونگے تمام
تاجدار آوینگے اور تذرین ہونگی اور معشوقین سب کے ساتھہ ہونگی مگر
تمہارے حسن کو جو دیکھیگا وہ دنگ ہو جائیگا یقین ہو قدرت بھی تمپر توجہ کرین
اگر شاید تمسے کہین تو جواب صاف دینا کہ مین متعلق گلفام تاجدار ہون کہین
رہ نہین سکتی اور نہ کوئی مجھکو رکھہ سکتا ہو اگر سامری و جمشید اس زمانے مین ہوتے
تو وہ انتظام کرتے جمشید ثانی ابھی کمسن ہی جبھی تو ایسی حرکتین کر رہا ہو اپنے آغاز
و انجام کا کچھہ خیال نہین کہ مسلمانون سے لڑائی پڑی ہو تو ہفت رنگ مین بیٹھا
ہو یہی چاہتا ہو کہ اب مین پڑے اسنے ساحرون کو قتل کراؤن اور مین چین سے اپنے
انتظام پر بیٹھا رہون جادوگرون کو کیا ضرورت ہو کہ اسکا حکم بجا لاوین اور اپنی
جان دین لنسترن نے کہا ای شمعرو آج تم بھی جلسے مین چلو ایسا جلسہ کبھی طلسم مین
نہین ہوا انکو گوئین گے سننے والے بڑا لطف اٹھاوینگے خواجہ نے کہا مین تو
ضرور چلونگی گلفام تاجدار تخت پر سوار ہوا لنسترن کو پاس بٹھا لیا پایہ تخت تھامکر
خواجہ بھی ایک گوشے مین تخت کے آکر بیٹھے باتین ہنس ہنسکر بناتے ہوے چلے
کبھی گنگنا کر تان مار دیتے ہین کبھی کہتے ہین کہ یہ جنگلہ ہی یہ پیلو ہی یہ بہار رنگ ہی اور کبھی
کہتے ہین یہ بھیرو ہین بیوقت ہی دونون کا دل لبہاتے ہوے ہین تخت اڑا ہوا جاتا تھا
کہ راہ مین ایک کوہ ملا اسپر ایک شاہزادی موسومہ بہ گلگون پوش بیٹھی ہوئی
لطف صحبت اٹھا رہی ہو گرد کنیزین جام زعفرانی گردش مین صدا ہوشا ہوش و نوشا نوش
بلند ہو کہ گلگون کی یکایک نگاہ پڑی کہ گلفام تاجدار و لنسترن تخت اڑاے ہوے
جاتے ہین پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ گلفام سفام تعجب ہو کہ ہمارے کوہ کے
سامنے سے جاؤ اور ہمسے نہ ملو چند ساعت ٹھہر جاؤ گلفام نے کہا وقت جلسہ کا قریب آ

گلگون پوش نے کہا میں بھی چلتی ہون ذرا تخت روک لیجیے گلفام نے تخت کو روکا گلگون پوش بھی تخت پر سوار ہوئی گئی تو کنیزون کو ساتھ لیا اور ہمراہ گلفام کے چلی خواجہ عمرو صورت کنیز ایک ایک کو بھانپ رہے ہین اور دل مین حساب کر رہے ہین کہ سو کنیزین ساتھ ہین اگرچہ زیور انکے حقیر ہین مگر کچھہ نہ کچھہ مل ہی جائیگا اس مہینے کا سود تو ادا کر دینگے گلگون پوش سے باتین کرنے لگے کہ اے ملکۂ عالم آپ نے میرا حال نہین سُنا میری کیفیت یہ ہوئی کہ سامری و جمشید میرے خواب مین آئے مجھکو علم موسیقی دیگئے دیکھیے عرض کرتی ہون یہ کہکے گنگنائے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے **نظم**

یہ عشق وہ ہی کہ بس خاک مین ملا دیگا ۔۔۔ تپاک اس سے نہ رکھو کہ یہ مٹا دیگا
رہا ن قبر سے کہتے ہین ساکنان عدم ۔۔۔ کہ سب کو خاک مین اکدن فلک ملا دیگا
وہ مجھسے کہتے ہین قید جنون مین حسرت سے ۔۔۔ کہ تیرا نالۂ زنجیر دل ہلا دیگا
کسے خبر تھی کہ لیلی کے ساتھ مکتب مین ۔۔۔ پڑھا لکھا ہو جو مجنون نے سب بھلا دیگا
خدا سے پائیگا اسکا عوض تو ہاتھون ہاتھ ۔۔۔ جو ساقیا مرے چلو سے خُم لگا دیگا
مجھے یہ خوف ہی رہتا ہی دور ساغر سے ۔۔۔ محل بزم ہون ساقی مجھے اُٹھا دیگا
غم فراق جو ہر دم لحد جھنکاتا ہی ۔۔۔ یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک مین ملا دیگا
خدائی بھر قیامت سمجھکے لرزیگی ۔۔۔ نقاب چہرے سے جس روز وہ اُٹھا دیگا
تنگ ہو کے یہ غنچون سے بلبلون نے کہا ۔۔۔ کہ غم رسیدونکا نالہ جگر ہلا دیگا
ہنر بہ دل مین بٹھا لو عروس اُلفت کو ۔۔۔ تباہ کرنے کا سامان تمھین خدا دیگا

اسطرح عمرو نے یہ اشعار گائے کہ گلگون پوش تڑپ گئی نسترن سے کہنے لگی کیون بی بی شاہزادی یہ کنیز تمنے کہان سے پائی یہ تو عجب دولت لازوال ہی خداوند اسکو نظر بد سے دور کرے گئی نسترن نے کہا مین نے یہ حال نہین سُنا تھا عمرو نے بیان کیا کہ واری میرے خواب مین سامری و جمشید آئے اور میرے گلے پر ہاتھ رکھکے کہا کہ ہمنے کمال علم موسیقی تجھکو دیا اسوقت سے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ اگنیان ساتھ کھڑی ہین ایک کہتی ہی ہم آئین اور دوسری کہتی ہی کہ ہم اپنا رنگ

خداوندا اب طلسم نوخیز کو چھوڑیے اور کسی ملک مین چلکر خدائی کیجیے جہان جائیے گا مفت
جمع ہو جاوینگے اب یہ طلسم نہ بچیگا ہرچند کہ شہبانہ نے طبل امان بجوا کر اپنی جان بچائی ہو
لیکن طلسم کشا خواہان ہین کہ شہباز کو قتل کرون لوح طلسمی پاس موجود ہو کل احکام
بتائیگی کون صورت ہو کہ شہباز کی جان بچے اس سے بہتر یہی ہو کہ جو تاجدار باقی
ہین اُن سب کو ساتھ لیکر نکل چلیے اور مقام پر چلکر شان خدائی ظاہر کیجیے شمعرو نے
کہا صاحبو ناحق کو یہ باتین بناتے ہو قدرت نے مجھسے کہا تھا کہ اے شمعرو اب تجھی کو
منتظم طلسم کرینگے جو تیری اطاعت نہ کرے اُسکو طلسم سے نکالدینگے جسقدر شاہزادیان
صحبت مین ہین اُن سب کی تو افسر ہو دیکھیے آج محفل مین کیا ذکر ہو مگر صاحبو قدرت
کے سامنے ذکر نہ کرنا کہ شمعرو کو نظر کردہ کیاہی قدرت شرمائین گے بلکہ انکار کرینگے
جو اُنکے خیال مین ہوگا وہی کرینگے کسی کا کہنا قبول نہ کرینگے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ
کتاب سوانحات کو منسوخ کر دیا اب نئے احکام جاری ہونگے کوئی جادوگر ایسا
آئیگا کہ لوح وغیرہ چھین لیگا اور سب مسلمانون کو قتل کریگا مسلمانون کا اس طلسم
پر قبضہ نہ ہوگا اور شاہ قدرت مین فرق نہ پڑیگا سب تاجدار کہتے ہین صاحبو شمعرو
سچ کہتی ہو اگر قدرت کے سامنے ذکر ہوگا تو ضرور یہ فرماوینگے عمرو نے سب کو منع
کر دیا کہ فقط یہی کہنا کہ شمعرو کا گانا سنیے یہ ذکر نہ کرنا کہ یہ نظر کردہ ہوئی قدرت ضرور
شرماوینگے تم سب سے آنکھیں چھپاوینگے دس بارہ تاجدار چند شاہزادیان گرفتہ
نشتر بجلی جارہی ہین اور خواجہ بصورت شمعرو باتین بنا رہے ہین مگر حیران
ہین کہ اے عمرو آج اتنا بڑا جلسہ ہو دیکھیے وہان کیا گذرے کیونکر یہ تاجدار بچے اگر بن
پڑے تو آج جمشید کو پکڑ لو اور زنبیل کی انکو سیر کراؤ اور سامنے حمزہ کے انکو تم
گرفتار کرکے لیجاؤ وہ صاحب اسم اعظم ہین کیا عجب ہو کہ اسکو قتل کر سکین طلسم کشا
تو مرحلۂ حیات پر ہین مگر اسکا قتل اُنھین کے ہاتھ پر موقوف ہو انکو ڈھونڈھ لونگا
یہ سوچتے ہی رہے تھے کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک باغ وسیع گرد اُسکے
بارگاہین استادہ ہین لاکھون جادوگر پھر رہے ہین ہر طرف یہی ہُلّڑ ہو کہ آج قدرت

بھی آ دینگے چند تاجدار برائے استقبال آئے اور گلفام تاجدار و یاقوت تاجدار و
الماس تاجدار وغیرہ کو لیکر باغ میں داخل ہوئے سب تاجدار جمع ہیں خواجہ بھی اُس محفل
میں آئے دیکھا محفل بڑی ہو گئی ہے تاجدار و شاہزادیاں جمع ہیں بیچ میں مسند بچھی ہے
آپس میں صلاحیں ہو رہی ہیں کہ کیوں یارو قدرت کو کیا صلاح دیں اگر قدرت
طلسم سے نکل گئے تو مسلمان قبضہ کر لینگے پھر ہم لوگ اس طلسم میں نہ آسکیں گے
ایک مرتبہ تو بھلا ایسی جنگ کرو کہ مسلمانوں کے دانت کھٹے کر دو مگر بادشاہ جمجاہ
کے ساتھ میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ وہ وہ ساحر
جمع ہیں کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہیں دے سکتا اگر قدرت اقرار کریں کہ ان سب
ساحروں کو ہم روک لیں گے تو اور کسیکی کیا حقیقت ہے خواجہ خاموش ہیں مگر
سوچ رہے ہیں کہ خواجہ کیا کروں ہزارہا تاجدار ہیں ان سب کو بیہوش کرنا بھلا
کیونکر ہوگا سب تاجدار کہہ رہے ہیں کہ اے شمعرو تمکو بڑا مرتبہ ملا ہم سب تمہارے
گانے کے مشتاق ہیں اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ عمرو نے کہا ابھی ٹھہرو قدرت کو تو
آلینے دو پھر گانے کا تار باندھ دونگی گرد میرے سب راگ حاضر ہیں راگنیاں
بن ٹھن کے آئی ہیں مجھے اشارے کر رہی ہیں کہ اے شمعرو ہمکو ضرور بلانا ہم اپنے
اپنے رنگ جمائیں گے سب کو محظوظ کرینگے مگر وقت کی چیز گانا ہے اگر ان کو دیکھو تو
سب اسی پردے سے حاضر ہیں کہ آپ جسکا نام لیں وہ راگ خود حاضر ہو میں کسی سے
باہر نہیں ہوں وہ رنگ جماؤں کہ تم لوگ یہ کہو کہ ایسا گانا کبھی نہیں سنا سب
تاجدار خوش و محظوظ بیٹھے ہیں کہ گانے کی آواز آئی کہ چند خوش آواز بصد سوز و
گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہیں نظم

کوہ کن مر گیا ٹکرا کے جو سر پتھر سے
شیشۂ دل کو مرے توڑ کے پروا نہ ہوئی
سوز پنہاں کی یہ تاثیر ہوا اے جان جہان
آنسوؤں کی مرے آنکھیں جو شباہت پائی

سوزش غم سے نکلتے ہیں شرر پتھر سے
ان بتوں کے بخدا کیا ہیں جگر پتھر سے
دل سے تو آہیں نکلتی ہیں شرر پتھر سے
اُس ستمگار نے برسائے گہر پتھر سے

لب کو آقد اہل سخن لعل جو کہتے ہین کہین
ہین نہ دونگا کبھی تشبیہ مگر پتھر سے

کوہ پر جاتا ہون فرہاد کے سمجھانے کو
سر نہ ٹکرا سے کہین بار دگر پتھر سے

سنگ ریزونکی طرح لعل پڑے رہتے ہین
اُسکے کوچے مین ہین بیقدر گہر پتھر سے

سخت جان ہون مین نہین خوف مجھے کچھ بیداد
تو چھری تیز جو کرتا ہی تو کر پتھر سے

کچھ نہین دولت دنیا کی تمنا ہی ہنر بر
اپنی نظرون مین ہین سب لعل و گہر پتھر سے

سب دیکھنے لگے دیکھا کہ ایک برگ لالہ سرخ مارتا ہوا چلا آتا ہی اور اُسی ابر سے آواز گانیکی آرہی ہی شمعرو نے کہا صاحبو تم سمجھے کہ یہ کیا معرکہ ہی وہ شاہزادیان جو خدمت قدرت مین رہتی ہین یقین ہی کہ وہ آتی ہون سب نے کہا اے شمعرو ٹھیک کہا خوب تمنے کلام کو روشن کیا کہ وہ ابر باغ پر آکر پھٹا سب نے دیکھا حقیقت مین چالیس پچاس شہزادیان ایک تخت پر سوار ڈھول بج رہا ہی وہ سب شاہزادیان گاتی ہوئی آتی ہین سبنے اُنکا استقبال کیا اور شاہزادیان بھی آکر اُتری ایک طرف آکر ٹھہرین دو پہر رات گذر چکی ہی کہ ایک ابر سرخ پیدا ہوا بڑے قہر و غضب سے ابر آتا ہی سب نے دیکھا کہ کئی سو طائر وغیرہ سرخ زیر ابر پر سے پر ملائے ہوے چہکارتے آرہے ہین وہ شاہزادیان جو گاتی ہوئی آئی ہین اُنھون نے کہا صاحبو ہوشیار ہو جاو قدرت کی آمد ہی وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا جمشید ثانی تاج زمرد سر پر رکھے ہوے گرد چند کنیزین جیسے ہی جمشید نے سب کو دیکھا سب تاجدار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے جھک جھک کے سجدے کرنے لگے جمشید کا تخت بروے زمین آیا سب تاجدار جمشید کو ساتھ لیکر بارگاہون مین آئے جمشید آکر تخت پر بیٹھا تاجدارون سے کہا ایہا الحاضرین سوچو تو کیا کرون نوشتہ قدیم کو مٹایا احکام نورروشن کیا اب تم سب کی کیا صلاح ہی سب نے کہا یا خداوند ہم سب کی تو یہ راے ہی کہ ہم سب جمع ہوکر آدین اور مسلمانون سے جمکر جنگ کرین چند ساحر جو نامی ہین اُنکو آپ روکیے پھر ہم سب سے سمجھ لین گے مسلمانون کو مہلت نہ دینگے ایسی جنگ کرین کہ مسلمان دنگ ہو جاوین نگر میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان

وسر دار حسینان وغیرہ کو آپ روسیہ پھرہم سمجھ لینگے آج ہم لوگون کی تقدیر نے رسائی کی کہ یہ جلسہ عشرت خیز آراستہ ہوا اور آپ تشریف رکھتے ہین عیش و عشرت کیجیے بعد اسکے جیسا فرمائیے گا وہ بجا لاوینگے طلسم کو نہ چھوڑین گے یہ ذکر تھا کہ ناگاہ ابر سیاہ پیدا ہوا سب نے دیکھا کہ ایک جادوگر تخت پہ سوار ایک قفس آگے رکھا ہوا اُس قفس مین مشک افشان جادو زبان مین سوزن گرفتار رنج و محن سر جھکائے بیٹھی ہی اور وہ جادوگر کہتا ہوا کہ ای افسر حسینان مجھکو غلامی مین قبول کرو کل مسلمانون کو درہم و برہم کرونگا جسطرح تمکو اُٹھا لایا اسی طرح سب کو اُٹھا لاؤنگا مشک افشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہی کچھ جواب نہین دیتی کہتی ہی کہ او بیحیا اب سامنے دربار خداوندی ہی دیکھین وہ بیحیا کیا کہتا ہی ہر وقت تقدیر مین جد و کد کرتا ہی یکتائی پر مرتا ہی اُسی کا تو یہ انجام ہوا کہ چہار طرف سے بلوہ ہی جان بچاتا پھرتا ہی مگر جان نہ بچیگی سامری و جمشید سب حال کتاب مین لکھ گئے ہین جمشید ثانی کہتا ہی کہ مین کتاب کو منسوخ کر چکا ذرا تصور کرو اُسی کتاب کے احکام ہو رہے ہین جو جو کچھ لکھ گئے ہین وہی ہوگا کہ جمشید نے کہا ہان صاحبو اشتغال جادو کا استقبال کرو معشوقہ قدرت کو لایا اشتغال نے سامنے لا کر قفس مشک افشان رکھدیا کہا یا خداوند جب جنگ بڑی بلوہ ہو رہا تھا مین اُس جنگ سے اسکو اُٹھا لایا مگر طلسم کشا پر مائل ہی کہتی ہی مجھے قتل کرو وصل کا نام نہ لو دو دن مجھکو گذرے ہین کہ آب و دانہ ترک ہوا اُٹھو پھر اُسکے سامنے [illegible] طلسم کشا کی جو رہے ہین [illegible] ہوا ایک ہی [illegible] زبان پہ ہی کہ [illegible] کرڈالو مگر میری آبرو کا نام نہ لو جمشید نے کہا او اشتغال [illegible] اپنے واسطے [illegible] اب میرے واسطے [illegible] اشتغال نے کہا [illegible] ایسا [illegible] پھر جان جاتی ہی اگر اسکا وصل حاصل ہوگا تو اپنی جان [illegible] جمشید نے کہا او بیحیا یاد رکھ قدرت کے سامنے ایسی باتین کرتا ہی ہان صاحبو تم لوگ سمجھاؤ کہو کہ او مشک افشان

قدرت تجھکو سرفراز کرینگے جتنے اہل طلسم ہین سب تجھکو سجدہ کرینگے خدائی مشہور ہوگی
اور قدرت وعدہ کرتے ہین کہ جو تم تقدیر کروگی وہی تقدیر مین بھی کرونگا یہ طلسم بھی از
سر نو آباد ہو ہر ساحر دل شاد ہو اگر خوش ہو جاؤن تو وہ تقدیر کرون کہ جسکو کوئی نہ
مٹا سکے ہر چند کہ مسلمانون نے ارادہ کرکے در بند فتح کر لیے مگر اب بھی کئی سو ملک
باقی ہین کہ جنکے حاکم یہان حاضر ہین جب یہ سب ملکر سحر کرینگے تو کون روک سکیگا یقین ہے
کہ طلسم کشا لوح کو پھینک دین اور بادولت سے عذر کرین کہ جو گذرا سو گذرا اب
معاف فرمائیے جمشید یہی کہہ رہا تھا کہ چند تاجدار اُٹھے عرض کی یا خداوند کیا خوب
آپ نے تجویز کیا مگر مشک افشان نہین مانتی یہی کہتی ہے کہ چاہے مجھکو قتل کرو مین
شہریار کے جمال کی مشتاق ہون مبتلاے رنج و فراق ہون جمشید نے کہا اے اشتقال
تو نہین سمجھاتا اشتقال نے کہا یا خداوند مین زبان سے کیونکر نکالون کہ اے مشک افشان
قدرت کو قبول کرو میری زبان سے نہین نکلتا جمشید نے جھلا کر کہا او نامنصف
اسکا خیال نہین کرتا کہ جب قدرت اپنی معشوقہ کو پہلو مین بٹھائینگے تجھکو اور ملکون پر حاکم
کرینگے معشوقہ بہم پہنچا دینگے اشتقال نے کہا یا خداوند میرے اور آپ کے ملال
ہوگا اس معشوقہ کا ذکر نہ کیجیے میرا ارادہ تھا کہ مین محفل مین نہ جاؤن مگر آپ نے
نامے مین لکھا تھا کہ اس صلاح کے بعد صلاح نہ ہوگی جو نہ آئیگا وہ بہت پچھتائیگا
اسوجہ سے مین حاضر ہوا آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین مین اب جاتا ہون اور نقش
ملکہ لیے جاتا ہون اگر یہ نہ مانیگی تو ایک جلسہ قرار دونگا اُس مین شاہزادیون کو
جمع کرونگا اُن سب کے سامنے پہلے اِسکو قتل کرونگا پھر اپنی بھی جان دونگا جمشید
نے کہا او ناہنجار بدکردار ہمارے کہنے کے خلاف کرتا ہے فرشتگان عذاب کو حکم
دون کہ تجھکو جہنم مین ڈالدین اور گرزہاے آتشین سے تیری خاطر کرین اشتقال نے
نقش پر ہاتھ ڈالا کہ لیکر نکلجاؤن جمشید نے منع کیا کہ اے اشتقال تو نہین مانتا ہے
دولت اِس معشوقہ سے ہاتھ نہ اُٹھا دینگے اشتقال نے کہا یا خداوند مین ہرگز
نہ دونگا معشوقہ کو نہ دونگا جمشید نے جھلا کر کہا کہ اے آتش افروز اِسکو جلا کے

خاک کر پھر مین نہ زندہ کرونگا ایک شعلہ بھڑک کر آسمان سے گرا کر اشتقال جلکر خاک
ہوا تمام اہل محفل کانپ گئے کہتے تھے یارو غضب خداوندی سے ڈرنا چاہیے جمشید
اول انکو وراثت اپنی دے گئے ہین جمشید نے حکم دیا کہ لاش اسکی اٹھا کر پھینکدو
ملازمون نے لاشہ اشتقال کا اٹھا کر جنگل مین پھینکدیا جمشید نے قفس اٹھا کر سامنے
مسند کے رکھ لیا کہا او مشک افشان کیا قدرت سعد شہریار سے تم بڑے ہین
دیکھو اتنی تنا ہزاد یان خدمت مین رہتی ہین اور سب سرفراز ہوتی ہین جو بدنصیب
ہین وہ اپنی تقدیر کو روتی ہین تم مجھکو قبول کرو مشک افشان نے کہا کہ یا خداوند
آج اس باغ مین آگ برسیگی اور زمین تلے اوپر ہوگی یقین ہے میرے وارث
میرے واسطے کد و کوشش کرینگے ان باتون پر جمشید اور جلگیا کہا صاحب کہتے ہو
سعد کی محبت پر اسکو بڑا گھمنڈ ہے کیا مجال ہے کہ اس صحبت مین کوئی آسکے کہ شمعرو
اپنے مقام سے تڑپ کر اٹھی اور سامنے جمشید کے آئی کہا قدرت نے مجھکو پہچانا
حقیقت مین آپ نے مجھکو بڑا مرتبہ دیا آسمان پر بلا بھیجا مین قریب پردے کے
پہونچی کیا کیا کرامتین دیکھین بڑے بڑے فرشتے پھر رہے تھے ہر ایک کا یہی قول
تھا کہ قدرت نے ہمکو سرفراز کیا ہے ہم سب عبادت کیا کرتے ہین بعض دریا پر قائم
ہین بعض جنگلون مین رہتے ہین قدرت کو یاد کیا کرتے ہین ان باتون پر جمشید
بہت خوش ہوا کہا او نازنین کیا چاہتی ہے کہ تمہکو سرفراز کرون اور مشک افشان
کو جلا دون کیون مشک افشان جلنا قبول ہے اور یہین نہین قبول کرتی ہو
مشک افشان نے کہا تیری کیا مجال ہے کہ مجھکو جلائے کہ شمعرو نے پلٹ کر قفس
پر ہاتھ رکھا اور اشارے سے کہا کہ نہ گھبرانا مین آپہونچا تمکو رہا کرونگا کس کی
مجال ہے کہ تمکو روکے مشک افشان خوش ہوگئی جی مین کہتی ہے کہ میرا مدعا
تخت نشین ہوا کہ عمرو مجھے پیشتر آگیا شمعرو نے عرض کی کہ یا خداوند پھر آسمان
پہ جاؤنگی اور بہشت کی سیر کرونگی جہنم نہ دکھائیے گا ورنہ اسکی ہیبت سے
مر جاؤنگی وہ شعلے اٹھتے ہین کہ فرشتے کہتے ہین ان شعلون کی گرمی سے شہر ا

راہ تک پہونچتی ہی کون اس سے بچ سکتا ہی بڑے بڑے دعویدار پڑے ہوئے مثل ہیزم خشک جل رہے ہین کوئی انکی خبر بھی نہین لیتا فرعون و نمرود یکس طرح آگ مین پڑے ہین یا خداوند مین نے سب کو دیکھا سب توبہ توبہ کر رہے ہین فرشتے آتشگرز مارتے ہین اور کہتے ہین کہ او بیحیاؤ تمنے دعوی خدائی کیا تھا اسکا نتیجہ دیکھا کہ آتش جہنم مین جل رہے ہو مگر زمین مین ہڈیان تک تو تپیا سے سر بسر ہوجاتی ہین اب کنیز کا گانا سنیے اور اشارے سے کہا کہ یا خداوند مشک افشان کو مین راضی کرونگی قدرت بہت خوش ہوگئے جمشید باتون پر شمعرو کی ہنس پڑا سب نے کہا یا خداوند شمعرو کا گانا سنیے حقیقت مین یہ کامل و اکمل ہی دل اسکی آواز پر شیدا ہوا اسکے لحن سے عجب نکہت پیدا ہی جمشید نے اشارہ کیا خواجہ بیچ مین بیٹھے مگر گھبرا رہے ہین کہ ایسا نہو کوئی ساحر خیال کرلے اور مجھکو گرفتار کرے تو کیسی مصیبت ہی ہر ایک کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین سازندون نے ساز ملائے

خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

گلرخون کے ہجر مین کرتا ہون شیون ای صبا / کسطرح مجھکو خوش آسکے سیر گلشن ای صبا
آمد آمد کس شہ خوبان کی ہی کھلتا نہین / آج جو آراستہ ہی صحن گلشن ای صبا
پھر بہار آئی گریبان وحشیونکے پھٹ گئے / چاک تو بھی کر قبائے گل کا دامن ای صبا
باغ مین دیکھے جو اس گل کے مسی آلودہ لب / کیا لہو مین کسقدر ہی شرمائی سوسن ای صبا
بارش اشک عنادل نے کیا شاداب اسے / دیکھنا ہی کسقدر سرسبز گلشن ای صبا
میکشون کو دے مبارکباد پھر آئی بہار / آج کچھ بدلا ہوا ہی رنگ گلشن ای صبا
کیا خزان گلزار مین آئیگی جائیگی بہار / بلبلین گلشن مین کیون کرتی ہین شیون ای صبا
مستی ہونٹون پر لگائی ہی جو بیرے یار نے / ہو گئے ہین اسکے گرد ہین برگ سوسن ای صبا
دیکھ لے بدلے گلونکے جابجا کانٹونکے ڈھیر / ہین خزان کے ہاتھ سے برباد گلشن ای صبا
جھومتا ہی ہر شجر آئی ہی مستانہ بہار / ٹپکتا پڑتا ہی سرخ ہر گل سے جوبن ای صبا
خاک تو کیونکر اڑائیگی محافظ ہین مالک / کربلا کی ہی زمین سطوت کا مدفن ای صبا

اس رنگ سے خواجہ یہ اشعار گا رہے ہین اور جمشید کی تعریفین کرتے جاتے ہین
کہ آپ کی خدائی خداے گذشتہ سے بہتر ہی جو آپ نے انتظام کیے وہ اُنسے نہوے
تھے ایسے فرشتے دیکھے کہ پانون اُنکے تحت الثریٰ پر اور سر اُنکے آسمان پر ہمنے
کتاب مین دیکھا کہ جمشید مردہ کے وقت مین یہ فرشتے نہ تھے فرشتے خود اقبال کرتے
ہین کہ ہم اس زمانے مین پیدا ہوے قدرت نے بڑی مشکل سے بنائے ہین
ہم لوگ نگہبان دنیا ہین جمشید شاد ہو رہا ہی خود کہنے لگا کہ تو ہماری نظر کردہ ہی
ہم تجھکو بہشت کا تماشا دکھائینگے وہان کے لوگون سے حکم کرینگے کہ شمرو
کو نذر دو کہنا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی اور پھول برسنے لگے جمشید ثانی نے کہا
گلفشان تاجدار آتا ہی ای شمرو ٹھہر جاؤ جب یہ آکر بیٹھے تب یہ کرامتین بیان
کرنا شمرو کبھی زانو پر جمشید کے ہاتھ رکھدیتی ہی کبھی ہنستی ہی کہ یا خداوند آپ کہان
گئے تھے مغرب مین پہاڑ ہی اُسپر جاکر پہونچے ایک جانور کہ وہان پیاسا تھا آپنے
اُسکو پانی پلایا مصیبت سے بچایا اور پھر یہان چلے آئے کہ وہ ابر چھٹا اور ایک ساحر
پھولون کے دریا مین ڈوبا ہوا آکر پہونچا عمرو کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا اور کہا
یا خداوند یہ کون ہی جمشید نے کہا منظور نظر خداوند ہی ابھی مین کوہ مغرب پر
گیا تھا شمرو نے دیکھا اور کسی کو نہین معلوم دیا ایک طائر وہان پیاسا تھا
مین نے اُسکو پانی پلایا پھر جو اُسکی آنکھ کھلی تو اُسنے مجھکو ایسے مقام پر پایا ہمنے
اُسکی آنکھ سے پردے اُٹھا دیے مین اُس جادوگر نے کہا کہ ای خداوند ذرا اپنے
ہوش مین آیے بہت نہ گھبرائیے یہ عمرو عیار ہی عمرو گھبرا کر اُٹھا کہ یا خداوند مین
اب جاتی ہون مجھکو اسنے عمرو کہا وہ ساحر کہ رہا ہی کہ یا خداوند اسکو جانے نہ دیجیے
یہ بھاگ جائیگا عمرو نے ایک جست کی دور جاکر گرا گلیم اوڑھ لی جمشید نے کہا
او نادان تو نے میری معشوقہ کو کھویا گلفشان نے کہا یا خداوند وہ معشوقہ
نہ تھی جلاد طلسم تھا کیسے کیسے ساحر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے غلام رخصت ہوتا
ہو فقط یہی کہنے آیا تھا ہرچند جمشید نے کہا اور جادوگر بھی بجد ہوے مگر گلفشان

نہ ٹھہرا اسی طرح ابر میں مخفی ہو کر روانہ ہو گیا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ یا خداوند
میں بھی آؤں کہ آپ کو فرصت ہو اہل دربار کو حیرت ہوئی سب نے یہ آواز سنی لیکن
جمشید نے پکار کر کہا کہ آؤ سب نے پوچھا کہ یا خداوند یہ کس نے آواز دی جمشید نے
کہا کہ ظاہر ہو جائیگا کہ یکایک ایک دھماکا ہوا سامنے ایک نخل کلان تھا اس سے
شعلے گرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سب نے سنا کہ اسی درخت سے چھم چھماہٹ
کی آواز آئی اب جو دیکھا تو ایک پریزاد بہر یاقوت احمر کے بازوؤں پر لباس
زمردنگار تاج یاقوت احمر سر پر ہاتھ میں ایک ڈالی اس میں عمدہ میوے رکھے
ہوئے کہ ان میوؤں کو دیکھ کر ہی دل چاہتا ہے کہ دیکھا ہی کریں خراماں خراماں بصد
ناز و انداز جھومتی چلی آتی ہے قریب مسند کے آکر اتری جمشید کو سجدہ کیا کہا یا
خداوند آپ کی خدائی کا شہرہ پردۂ قاف میں ہے سب دیوزاد و پریزاد آپ ہی کو
سجدہ کرتے ہیں کوہ گلگون جو مشہور ہے جس پہاڑ میں راس الشیاطین کی تصویر
ہے وہاں ایک دن اشتہار ہوا کہ خداوند جمشید ثانی آوینگے اور تصویر شیطان کو توڑینگے
ہم سب دیوزاد و پریزاد آکر جمع ہوئے بعد تھوڑی دیر کے آسمان پر برق چمکی اور
آپ آسکے کئی ہزار فرشتے آپ کے ساتھ تھے کہ جھکے ہاتھ زمین پر سر آسمان سے
ملے ہوئے کوئی سجدہ کرتا تھا کوئی جھکا ہوا کھڑا تھا کوئی آپ کا نام جپتا تھا آپ
درۂ کوہ میں گھس گئے دیر تک قیں چیں کی آواز آئی سننے والے کہتے تھے کہ
معلوم ہوتا ہے آج دیر میں سور لڑ رہے ہیں بعد تھوڑی دیر کے آپ برآمد ہوئے
دریائے خون میں نہائے ہوئے سر شیطان کا ہاتھ میں پکار کر فرشتوں نے
آواز دی کہ لو صاحبو مبارک ہو شیطان مارا گیا اب پلٹ چلو یہ سنکر سب کے سب
دیوزاد و پریزاد نے سجدہ کیا اس دن سے آپ کی خدائی جاری ہے کوئی بھی
شیطان کا نام نہیں لیتا میرا ایک باغ سیب تھا کہ اسی پر میری وجہ معاش
تھی اتنے سیب ہوتے تھے کہ کل قاف کے دیوزاد آکر خریدتے تھے ایک زمانہ
میں ایسی گرم ہوا چلی کہ باغ میرا خشک ہو گیا میں کوہ سیاہ پر گئی اور رنذر رمائی

کہ یا خداوند اگر یہ باغ پھر ہرا ہوا اور پھل لاوے تو مین قدرت کے پاس لیجاؤنگی
انکو اپنے ہاتھ سے یہ پھل کھلاؤنگی جمشید قہقہہ مارکر ہنسا پکار کر کہا صاحبو تمنے
ہمارے کمالات سُنے کہ کیا کیا رنگ ہین جہان جہان یہ باطل لوگ خدائیان کرتے
ہین انکو جاکر مارا اور خلقت کو معتقد کیا دیکھو پردۂ قاف کا قصہ سُنا شداد و نمرود
کو بھی مٹایا انکا بھی دل دکھایا سب جھک جھک کر سجدے کرنے لگے اور کہتے تھے
کہ یا خداوند آج آپ کی بڑی کرامت ظاہر ہوئی کہ پریزاد نذر مانگ آئی پریزاد نے
ڈالی مین سے سیب نکالا اور اسکی قاش کاٹی طرف جمشید کے اشارہ کیا جمشید
نے منہ کھولدیا وہ قاش سیب منہ مین جمشید کے دی وہ عورتین کہ جو جمشید کے
ساتھ رہتی ہین اور رنگا رنگ کرتی ہین وہ یہ حال سُنکر ہنس رہی ہین اور آپس مین کہتی ہین
کہ یہ پریزاد جھوٹی ہے قدرت کسدن سے ہم لوگون سے جدا نہین ہوے اگر
جاتے تو ہمسے کہکر جاتے ایک نے کہا بوا چپ رہو قدرت کا رنگ جمتا ہے لیکن
اُس پریزاد نے جمشید کو سیب کھلا کر ہاتھ بڑھایا کہا آپ لوگ بھی تناول فرماوین
مین نے نذر مانی ہے یہی مانا تھا کہ قدرت کے ساتھ والون کو بھی کھلاؤنگی تب
مجھے آرام ہوگا اسی سال وہ باغ اسقدر پھلا اور اسقدر سیب پکے کہ ہم امیر
ہو گئے غرض اُس پریزاد نے ایک ایک قاش سب کو کھلائی جسنے وہ قاش منہ
مین رکھی خوش ہوگیا جمشید بھی مبہوت بیٹھا ہے خود اچنبہ ہے یہ شکل پریزاد باتین بنا رہی
ہین جمشید کہتا ہے اس پریزاد نے سب حالات خدائی کے دیکھے ہین جو جو بیان
کر رہی ہے یہ سب سچ ہے حقیقت مین قدرت نے جتنے عجائب و غرائب ہین وہ سب
آسمانات پر بنا رکھے ہین زمین کے عجائب اور طرح کے ہین بڑے بڑے جنگل بڑے
بڑے صحرا پانی لا انتہا جسکو سمندر کہتے ہین اور آسمانون پر چاند و سورج اور
ستارے ایک ایک ستارہ اتنا بڑا ہے کہ اگر زمین پر گرے تو تمام روے زمین
کو ڈھانپ لے یہ بھی قدرت کی جلوہ نمائی ہے زمین کی آبادی کے لئے عناصر ہین آسمان کی [illegible]
[illegible] فرشتے ایسے پیدا کیے ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین اتنے بڑے قد ہین کہ

پانچون زمین مین سر آسمان پر ایک پر مشرق مین ایک پر مغرب مین وہان فرشتونکی ذات سے رونق ہی تم لوگ کیا جانو کہ کیون زمین کو اور طور سے آسمان کو اور طریقے سے آراستہ کیا اگر یہ نہ کرتا تو پھر کیا کرتا سب نے کہا یا خداوند آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین حقیقت مین کوئی آپ کا سامنا نہین کرسکتا جمشید ثانی اور بھول رہا ہی ان تعریفون پہ آپکو بھول رہا ہی کہ تاجدارون مین دست درازی ہونے لگی ایک نے ایک کا تاج اُچھال دیا دوسرے نے اسکی گردن پکڑی بعض نے تلوار کھینچی اور کہا کہ یا خداوند بچیے ایسا نہ ہو کہ آپ زخمی ہوجاوین تو کرامت کون دکھائیگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے طرف جمشید کے چلے جمشید یہ کہکر اُٹھا کہ تم سب کو جلادونگا خاک مین ملادونگا سب نے کہا اوبچیا تو دروغ گو ہی خلاف بکتا ہی جمشید جھپٹ کر چلا اسکا ارادہ ہوا کہ ان بادشاہون کو پکڑلون مگر بیہوشی نے تاثیر کی کہ جمشید لڑکھڑا کر گرا سب شاہ بھی گرے اور سبکے سب بیہوش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہی جہان

تراشندہ ریش کفار ہون
زمانیکا مکار وغدار ہون

سراتیز رفتار ہوگر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

اگر اڑدون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

درندہ جہانگرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے عمرو نے سب کے پہلے مشک افشان کو قفس سے نکالا سوزن زبان سے لگائی مشک افشان نے کہا خواجہ نکل چلو خواجہ نے کہا تم جاؤ مین ابھی دو چار کوڑی کا روزگار کرونگا کیا اس محفل کو یون ہی چھوڑ دونگا حمزہ کے سامنے گواہی دینا کہ عمرو کا بہت کچھ زر کثیر صرف ہوا اگر کچھ انعام ملیگا تو تمھارا احسان ہوگا مشک افشان نے کہا مین عرض کرونگی یہ کہکر مشک افشان تو نکل گئی مگر خواجہ نے سب کے تاج لیے کسی کا لباس اُتار لیا ایک ہنگامہ ڈالدیا

سب کو قطار سے بٹھا یا ہاتھوں مین اُنکے جوتیان دیدین اور ساری محفل کو
لوٹ لیا لباس تک نہین چھوڑے سازندون کو اُلٹا لٹکا دیا مگر دل مین
یہ خیال آیا کہ خواجہ اب نکلو جمشید کو ایک جوان کی شکل بنایا اور ایک
تاجدار کو ایک رنڈی کی شکل بنا کر پہلو مین جمشید کے لٹا دیا خواجہ صحیح اور
سلامت نکل گئے نشترن کو بھی وہین چھوڑا خواجہ طرف لشکر کے روانہ ہوے
یہان صحبت مین ایک تاجدار ہی کہ مغیث تاجدار اُسکا نام ہی شراب مین زہر
ملا ملا کر پیا کرتا ہی تب اُسکو نشہ ہوتا ہی کہ اسکی آنکھ کھل گئی اور کچھ نشہ کم ہوا تو
اُسنے دیکھا کہ سب پڑے سو رہے ہین اور قدرت کے پہلو مین ایک رنڈی
لیٹی ہی ساری محفل خراب کچھ تاجدار سر برہنہ لباس ندارد حیران و پریشان
پڑے ہین بعض بیٹھے ہوے حالت نشہ مین اُچک رہے ہین اور آپس مین
ٹھٹھے لیان کر رہے ہین اور یہ شعر پڑھ رہے ہین بیت لڈو مین نہ پیڑون مین
نہ اولون مین مزا ہی + جو مرد مجرد کے ٹھٹھولون مین مزہ ہی ++ مغیث تاجدار
نے جو محفل کا یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ
ایک تاجدار بیدار ہوا تھا اُسنے سب کا حال دیکھکر پھر آنکھین بند کرلین دل مین
کہہ رہا ہی کیا خواب پریشان دیکھا قدرت کو دیکھو کہ عورت کو لیے پڑے ہین
ساری خدائی بھول گئے مگر جمشید کی جو آنکھ کھلی اپنے پہلو مین ایک عورت کو
دیکھا کروٹ بدل کر لیٹنے لگا وہ تاجدار حیران و پریشان ہو کر کہنے لگا یا خداوند
ہوش مین آئیے جو آپ ہین سو مین ہون میرے ہاتھ نہ لگائیے ایسا نہ ہو کہ
مین بھی نشہ جوانی سے بیدار ہو جاؤن جو لوگ کہ قطار سے بیٹھے تھے ہاتھ
اُٹھا کر چاہا کہ منھ پر ہاتھ پھیرین جوتی ترسے پڑی جھلا کر کہا یہ کیسا جوتی مار کر
کیسا چپکا بیٹھ رہا اُسکو جوتی ماری اُسنے آنکھ کھولکر کہا مردود ہار جوتیان مارتا ہی
آپس مین جوتی چلنے لگی وہ جوان جو رنڈی بنا ہوا تھا وہ سامنے سے جمشید کے
[illegible] تاجدار کو پکڑ کر دے مارا تاجدار نے گھبرا کر کہا

کہ مین بھی مرد ہون جمشید نے حیران ہو کر کہا ارے تو کون ہو اُسنے اپنا نام بتایا جمشید
نے چھوڑ دیا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند لات و منات آپ نے میری خدائی کو
دیکھا مین نے کتنی جلد عورت سے مرد بنایا جمشید ایسی ایسی باتین نشے مین بکر رہا ہو
چہار طرف کو دوڑتا پھرتا ہو تاجدارون مین جوتی چل رہی ہو باہر خادم خدمتگار وغیرہ
بلوہ کر رہے ہین کسی ساحر کا قول ہو کہ ہمارا عصا کیا ہوا ایک کہتا ہو تو نے میری
ٹوپی اُتار لی دوسرا کہتا ہو بھائی مین تو خود بیہوش تھا جہانتک نگاہ کام کرتی ہو کل
جلسے کا یہی حال ہو کچھ لوگ باہر سے آئے کہ وقت پر صحبت مین نہ تھے بہرہ عیش سے
محروم رہے تھے انھون نے آکر جو سب کو اس پریشانی مین دیکھا پانی لا کر اُنکے منھ
دھلائے تب وہ لوگ ہوش مین آئے جمشید نہایت شرمندہ ہو جھلا کر کہا کیون
اے وسیع جادو تمنے اسی واسطے صحبت کی تھی کہ یہ حال ہو ایک کو ایک ذلیل
کرے قدرت ایسے پریشان ہون کہ رنڈی کے مقام پر تاجدار کو باوین شرمندہ
ہو جاوین جمشید نے کہا یارو یہ تو دیکھو کہ مشک افشان کہان گئی اور شمعرو
خواص کو دیکھو اور اُس پریزاد کا بھی پتہ لگاؤ کہ مجھکو معلوم ہو کہ یہ کیا سحر کہو تھا
سب تاجدار اُٹھ اُٹھکر چلے ایک تاجدار کہ جیحون تاجدار اُسکا نام ہو جی مین کہتا ہو
ابھی زیادہ دو چار کوس نہ گئی ہوگی اگر راہ مین ملجائے تو گرفتار کروں مطلب حاصل
کر کے یہان لے آؤنگا میرا اچھوٹا قدرت پاوین شوق سے کھاوین یہ سوچتا ہوا
چلا مگر مشک افشان یہان سے نکلکر ایک پہاڑ پر ٹھہری ہو چہار جانب سر اُٹھا
اُٹھا کر دیکھ رہی ہو کہ لشکر اسلام مین کسطرف سے جاؤن کہ دور سے جیحون نے
دیکھا سوچا کہ اسکو گرفتار کروں وہین سے سحر کرنے لگا مشک افشان نے خیال
کیا کہ کیا سحر کہو ہوا کہ پانوٗن مین رعشہ آگیا ہاتھ بھی تھرا رہے ہین آنکھون سے کم
معلوم ہوتا ہو یہ سوچکر اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی جیحون تاجدار نے آکے
مشک افشان کو گرفتار کیا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا کہا کیون اے ملکہ
مشک افشان اب کہو کیا کہتی ہو میرے قبضے مین ہو اب نکل نہین سکتین بہتر ہو

کہ مجھکو قبول کرو جانتا ہون کہ تم ساحرۂ زبردست ہو اگر نجات پاؤگی تو فساد ضرور
برپا کروگی اسی واسطے مین نے سوزن دیدی جب سوزن زبان مین رہیگی تو سحر
نکر سکوگی پھر اسی مصیبت مین پھنسوگی یہ سوچکر پشتارہ باندھا کاندھے پر لگاکے
لے چلا مشک افشان یہی جواب دیتی ہو کہ اے جیحون اگر تو مجھپر ہزار بدعت کریگا مگر
مین برضامندی نہ قبول کرونگی جیحون کہتا ہو اے مشک افشان اب تمھاری تو
رہائی دشوار ہو یہ انکار آپکا بیکار ہو مشک افشان نے کہا میرا تو عجب حال
ہو کہ دل تڑپ رہا ہو کلیجہ پھڑک رہا ہو یہ سنکر جیحون جلگیا کہا ای مشک افشان اپنے
ہوش مین آؤ انکار نکرو اپنو راہ پر آؤ مین قدرت سے رخصت ہوکر آیا ہون
ایسا نہو کوئی تاجدار آتا ہو اور دیکھے یا قدرت آجاوین تو باعث خرابی ہو
مین قدرت کو کیا جواب دونگا انتقال ایسے جادوگر کو مار لیا میری کیا حقیقت ہی
ایسا نہو کہ مجھپر غصہ کرین یہ ذکر تھا کہ ابر سرخ رنگ نمایان ہوا اور زیر ابر ہزارہا
طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے جمشید اندر ابر کے منھ چھپاے ہوے کہ ریش
فش ندارد و موچھون کا کہین نام نہین بھوین بالکل منڈی ہوئین وہین سے للکارا
کہ اے جیحون خبردار کوئی اورارادہ نکرنا ورنہ مار ڈالونگا ہمنے تجھکو ڈھونڈھنے کو
بھیجا تھا یا یہ حکم دیا تھا کہ اگر پاجانا تو بیٹھکر اپنا رنگ جمانا جیحون گھبرایا کہا اے
مشک افشان تو غضب ہوا قدرت آگئے اب کیا کہون یہی عرض کرتا ہون
کہ مشک افشان کو دیکھ پایا تھا چھپکر سحر کیا تب یہ گرفتار ہوئی اب ارادہ تھا کہ
خدمت مین لیکر آؤن جمشید نے جواب دیا کہ اے جیحون تیرا وہ مرتبہ کرونگا کہ سب
تاجدار رشک کرین اور ہر ایک کی زبان پر ہو کہ جیحون کو مرتبۂ اعلی ملا کیون نہو
قدرت نے سرفراز کیا ہو جیحون نے جواب دیا یا خداوند مین آپکا تابعدار
ہون جو میرے حق مین مناسب جانیے وہ کیجیے مین اسی فکر مین تھا کہ کسیطرح
ہی مشک افشان کو لیکر آؤن مشک افشان کو راضی کر رہا تھا کہ قدرت
سے انکار نکرنا بڑے مرتبے پاؤگی خدائی کہلاؤگی مگر یا خداوند وہ راہ پر نہین

آتی اپنی ہی کے جاتی ہی جمشید زمین پر آیا جیحون سے کہا کہ تم جاؤ مین اسکو سمجھاؤنگا
جیحون کوہ سے اُتر کر چلا مگر یاد مین محبوب کے یہ کہتا ہوا جاتا ہی بقول شاعر نظم

قدِ صنم جو بڑھا نورِ آفتاب گھٹا — رخِ عروسِ فلک پر ہوئی نقاب گھٹا
جو ایک گوشۂ دامن نچوڑ دوں مین اپنا — تو صورتِ کفِ دریا ہو آب آب گھٹا
یہ کسکے سوگ مین ہین گیسوئے صنم یارب — برنگ دود جو کھاتی ہی پیچ و تاب گھٹا
کشش جو ابروئے خمدار کی نظر آئی — ہلال بنگیا دم مین یہ ماہتاب گھٹا
چمن مین بادہ کشی کا ہی قصد ساقی کا — فلک پہ چھائے الٰہی کہین شتاب گھٹا
چلے شراب کہ موقع ہی بادہ خواری کا — اُٹھی ہی کعبے کی جانب سیاہ تاب گھٹا
صفائے عارضِ انور کو کھو دیا خط نے — زمانہ حسن کا اے نور کیا شباب گھٹا

مگر جمشید ثانی مشک افشان کی منتین کر رہا ہی اور مشک افشان جواب
نہین دیتی سر جھکا لیتی ہی گھبرا کر کہتی ہی کہ یا خداوند قتل کیجیے مگر وصل کا نام نہ لیجیے
قضائے کار جیحون جو راہ مین جاتا تھا آنکھون سے آنسو جاری خواجہ ایک
درۂ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک تاجدار اُس جلسے کا روتا ہوا جاتا ہی خواجہ
نے ایک جادوگر کی شکل بنکر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ یہ آواز
سُنکر جیحون ٹھہر خواجہ درۂ کوہ سے نکلے جیحون کو بہ نظر غور دیکھا کہا حقیقت
مین یہ اُسی محفل مین کا تاجدار ہی قریب آکر کہا کیون میان تاجدار تم کیون اتنے
ملول و حزین ہو جیحون نے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو قدرت کی زبردستی دیکھو
کہ معشوقہ کو چھین لیا مشک افشان جادو نہایت حسین و جمیل ہی آنکھون کے
نیچے سراپا پھر رہا ہی مگر طلسم کشا کیا صاحب نصیب ہی کہ ایسی شاہزادیان اُن پر
عاشق ہوتی ہین مین نے آکر پہاڑ پر گرفتار کیا راضی کر رہا تھا مگر وہ یادِ بادشاہ
مین مبہوت ہو رہی ہی مین جون جون کہتا تھا وہ انکار کرتی تھی کہ قدرت آگئے
مجھسے چھین لیا اپنی صورت تو دیکھین وہ اُنکو کب مانیگی جان دیگی مگر قبول نکریگی
عمرو نے پوچھا کہ وہ کوہ کہان ہی جیحون نے کہا وہ سامنے جو دکھائی دیتا ہی ابھی تو

اُسی پہاڑ پر بیٹھے ہین عمرو نے باتین کرتے کرتے جیحون کو بیہوش کیا کپڑے اُسکے
اُتار لیے وہی کپڑے آپ پہنے تاج اُسکا سر پر رکھا جیحون کی شکل بنکر چلے جب
سامنے کوہ کے پہونچے تو جمشید نے کہا ای جان جہان وہ شقی پھر آیا ہو دیکھیے
اب کیا کہے مگر جیحون پہاڑ پر چڑھ آیا جمشید کے قدمون پر گر پڑا کہا یا خداوند
مین آپ سے بمنت عرض کرتا ہون کہ مشک فشان کو مجھے دیدیجیے اور آپ جا بیٹھے بعد
ایک ہفتے کے اسکو رضامند کر کے آپ کی خدمت مین لاؤنگا جمشید ثانی نے
جھڑک دیا کہا جا دور ہو پھر وہی جھگڑا لایا کیون پلٹ آیا کیا باعث ہوا آنے کا
جیحون نقلی نے کہا یا خداوند مین جاتا تھا کہ راہ مین قدرت کلان آئے مجھے
پوچھنے لگے مین نے درد دل بیان کیا کہ مین مشک افشان پر عاشق ہون
مگر قدرت نے چھین لیا ہو فرمایا کہ جاؤ مینے اسکو سمجھا دیا ہو وہ دیدیگا جمشید نے
کہا مجھکو تو سمجھانے نہین آئے عمرو نے کہا تمھارے باپ بھی بڑے بیہودہ ہین
کہ مجھے لغو یہ کہا اور تمھین خبر نہ کی مزاج مین بچپن ہو یا پیر نابالغ ہین جمشید نے
کہا ایسے ایسے فقرے انکو بہت آتے ہین بندے کو جھٹکا دیتے ہین اب جیحون تم
چلے جاؤ عمرو نے باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے وہ خداوند کلان آئے سن لیجیے کہ
کیا فرماتے ہین جمشید پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر
بیہوش کیا مشک افشان سے کہا کہ تم تو نکلجاؤ لشکر ہی مین جاکر ٹھہرنا مین انکو
زنبیل کی سیر کراتا ہون مشک افشان تو نکل گئی مگر خواجہ نے قصد کیا کہ اب
جمشید کو اٹھا کر زنبیل مین رکھون کہ پہاڑ تھرایا ایک جادوگر نے سر نکالا
اور پکار کر آواز دی کہ او عمرو یہ کیا ستم کرتا ہو قدرت پر ہاتھ ڈالتا ورشید
کوہ کو آدمخوار کہلاتا ہو قدرت کا نگہبان ہو تجھکو کھاجائیگا عمرو نے کہا آپ کا
اسم شریف اُس جادوگر نے کہا کوہان بن کوہین عرف سنگبار جادو بس بہتر
اسی مین ہو کہ بھاگ جا عمرو نے کہا پہاڑ نے منہ کھولا ہو تمھین کو نگلا چاہتا ہو
پشت پر دیکھو کون آیا سنگبار پلٹا عمرو نے جال مار کر چاہا کہ جمشید کو اٹھا لون

گر سنگبار نے سحر کیا کہ عمرو کے پانوٗن پتھر مین غرق ہو گئے خواجہ لاکھ اُٹھتے ہین لیکن نکل نہین سکتے سنگبار نے قریب آکر قصد کیا کہ عمرو کو قتل کرون عمرو بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اس آفت سے بچا لے اور اس ظالم کی بدعت سے نجات دے نظم

چو نمود از حجاب جسم و جان آن جانِ جان صورت ۔ شد از بے صورتی در عالم صورت عیان صورت
نماید آن یکین اندر مکان و لامکان صورت ۔ نظر آید ہمان اندر زمین و آسمان صورت
ز ہر نقشہ بہ دنیا تازہ نقشہ بینند و پیدا ۔ ز ہر صورت بعالم تازہ بیگر و عیان صورت
کہ از مہتاب تابان جلوہ گر ہنگام شب گردد ۔ گہ از مہر درخشان روز بنماید ہمان صورت
ہر آن صورت کہ بدر و پوش اندر پردہ وحدت ۔ بروئے کثرت آخر کار شد ظاہر ہمان صورت

قضا ے کار مہتر برق فرنگی ایک جادوگر کو مارکر اُس جنگل مین بھاگا ہو کہ گذر اُسکا اُس مقام پر ہوا دور سے اسنے دیکھا کہ ایک جادوگر اُستاد کو قتل کیا چاہتا ہے اور جمشید ثانی بیہوش پڑا ہے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ اے جادوگر خبردار قتل نہ کرنا مین آکر بتا ے دیتا ہون یہ وہ شخص ہے کہ جسنے ملک کے ملک ویران کر دیے سنگبار ٹھٹک گیا برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا اُچھلا بالاے کوہ آیا دیکھا وہی ساحر خنجر لیے کھڑا ہے برق نے کہا کیون بھائی اسے کیونکر پایا سنگبار نے بیان کیا کہ اسنے میرے پہاڑ پر آکر قدرت کو بیہوش کیا اور ارادہ تھا کہ لے بھاگون مگر مین نے سر نکالکر منع کیا تب اسنے مجھکو بھی دھوکا دیا مین نے سحر کرکے اسکو گرفتار کر لیا ہے مین بھی جانتا ہون کہ یہ بلاے روزگار ہے قتل ساحران اسکا کار ہے لیکن مین اسکو قتل کرونگا برق نے کہا بھائی مین بھی اسیواسطے آیا کہ اس ظالم کو قتل کرون مگر یہ بہتر نہین اسکو مکان پر لے چلو تنہائی مین اس سے حال پوچھو کہ تو نے قدرت کو کیونکر پایا اور وہ عورت کہان گئی اگر صاف صاف بتائے تو فبہا ورنہ اسے قتل کرو مگر یون قتل کرو کہ ایک دن اشتہار دو جب ہزارہا جادوگر آکر جمع ہون تب اسکو بعذاب الیم قتل کرین پہلے ہاتھ کاٹین پھر پانوٗن قلم کرین جب تڑپے تب

سرکاٹ لیین ہزارہا جادوگرون کا خون اسکی گردن پر ہی اُس جادوگر نے کہا میرا اسکا
دور ہی اس پہاڑ پر پرے سیر آتا ہون تمھارے مکان پر چلیون برق نے کہا
پہاڑ سے اترو درۂ کوہ مین چلکر بیٹھو شراب پیین نشے مین اسکو دق کرین اسی حالت
مین اسکو قتل کر ڈالین سنگبار نے یہ قبول کیا طرف درۂ کوہ کے چلا لیکن برق
پہاڑ سے اتر کر بھاگا کا بھٹی پر سے شراب لایا ایک دمڑی کی کابلی کچی بیلی لاکر سامنے
رکھی سنگبار نے کہا بھائی شراب کہان سے لائے برق نے کہا سامنے بھٹی ہی
مجھکو بڑی خوشی ہی اسکے ہاتھ سے میرے بھائی اور میرے باپ مارے گئے آج
اُن سب کا بدلہ لونگا برق نے جام لبریز کیا کہا لو بھائی پیو کہ نشے مین اسکا کام
تمام کرین اپنی سرہنگی کو یاد کرے کہ کیسے کیسے جادوگر بے بس کرکے مارے ہین
کتابون مین حالات لکھے ہین دمامہ جادو کا قتل ہو جانا کیا چھوٹی بات ہی پھر
ششمش کو مارا دریاے قلزم مین وہ چھپا تھا مگر یہ ظالم دریا مین پہونچا اور وہان
جاکر اُسکو پچھاڑا اور دریا سے نکالکر مارا اندر جید نگار کیسا تباہ ہوا ہفت دربند فرعونیہ
کیسا لیا ایسا مقام تھا کیسے کیسے جادوگر نامی و نامور آدر بہرور بند پر مارے ہین ایکدن
میرا اُسطرف جو گذر ہوا اللہ مقام ویران دیکھکے کلیجہ منھ کو آگیا مگر آج اُن سب کی
روحین خوش ہونگی برق سے جام لیکر سنگبار نے پیا جیسے ہی شراب حلق سے
اتری کہا بھائی صاحب اس شراب مین کیا تھا کہ دل اندر سے کانپ رہا ہی اور
یہ معلوم ہوتا ہی کہ بدن مین آگ لگ گئی برق نے کہا شراب نوکشیدہ تھی اُسنے
گرمی کی ذرا اُٹھکر ٹہلو کہ نشہ کم ہو جائے برق نے جو یہ کہا سنگبار ٹہلنے لگا چند
قدم راستہ طے کیا تھا کہ پانؤن لڑکھڑاے منھ کے بل گرا برق نے خنجر کھینچا اور اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار — کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون — سکھے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے — ارسطو سے تعلیم شاگرد ہی

بہ زیر قدم غرب اور شرق ہے	چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

نعرہ کرکے برق نے خنجر مارا کہ سنگ پارہ کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے رہائی پائی برق
تو بھاگا کہا اُستاد نکلیا ہے خواجہ طرف کوہ کے چلے مگر سنگ پارہ کے مرنے کا جو ہنگامہ ہوا
جمشید کی آنکھ کھلی اپنے قریب کسی کو نہ پایا سوچا کہ باعث کرامت تھا کہ مجھکو عمرو نے
بیہوش کیا اور قتل نہ کرسکا ہے جمشید اب مجھپر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا میرے باپ
اور چچا بھی تقدیر کر گئے ہیں کہ مجھکو کوئی قتل نہ کرسکیگا یہ باتیں سوچکر جمشید کا اور بھی
غرور بڑھا ابر پر سوار ہوکر طرف قصر ہفت رنگ کے چلا مگر مشک افشان جو
خواجہ سے جدا ہوئی ایک نخل پر آکر ٹھہری چند طائر کہ نخل پر بیٹھے تھے وہ سب
مشک افشان کو دیکھکر اُڑے مشک افشان نے کچھ اُسکا خیال نہ کیا یکایک
پہلوے نخل سے ایک ساحر نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ ہم شاخسار جادو او
زن حسینہ تو اسطرف کیونکر آئی یہ مقام ہماری عملداری کا ہے یہاں کسی کی مجال نہیں
کہ جو آوے اور آئے تو ہماری اطاعت کرے مشک افشان نے چاہا اُڑکے
نکلجاؤں کہ اُس جادوگر نے نخل کو پکڑ کر ہلا دیا چند طائر سبز رنگی سے اُڑے اور گرد
سر مشک افشان چرخ مارنے لگے مشک افشان لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی
شاخسار نے مشک افشان کو عالم غشی میں دیکھا کہ سینے پر اُبھار چہرہ آفتاب
عالمتاب کل اعضا لاجواب سناٹا آگیا پسینے پسینے ہوا پہلو میں نخل کے ایک چھپرا
پڑی ہے اُس میں اُٹھا کر لایا دبان میں سوزن دیکر بیدار کیا اور ہاتھ باندھکر کھڑا
ہوا کہتا تھا میں غلام ہوں مجھپر رحم کیجیے ایسا نہ ہو کہ مجھسے گستاخی سرزد ہووے
مشک افشان نے کہا کہ او مردک تجھکو کیوں شامتیں آئی ہیں خدا بادشاہ جمجاہ کو
سلامت رکھے کسکی مجال ہے کہ مجھپر ہاتھ ڈال سکے اگر جبر کریگا تو اُسکا بدلہ پائے گا
شاخسار نے چاہا ہاتھ بڑھا کر گلے میں ڈالدوں مشک افشان نے ایک
طمانچہ مارا کہ تڑاقے کی آواز ہوئی پہلو سے چھپر پا کے اور ایک جادوگر پیدا
ہوا اُسنے پکار کر آواز دی بھائی ہم بھی شریک ہیں مگر مشک افشان نے

اپنے کو سنبھالا لگر سحر سے مجبور رہی دونون جادوگر قدمون پر گرتے ہین کہ ہمین قبول کیجیے ورنہ ہم زندہ نہ رہین گے کیونکر جفا سہین گے اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی اپنا تو یہ حال ہے کہ جینا محال ہے

نظم

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہ گیا
آگ کا شعلہ سا اک دل مین بھڑک کر رہ گیا

پر تو خالِ رخ پر نور شام زلف مین
کرمک شب تاب کی صورت چمک کر رہ گیا

یاد آئی صندلی رنگت جب مجھکو یار کی
رات کو مین پہلوون سے سر ٹپک کر رہ گیا

باغ مین اُس گل کے یاد آئے جو عارض لال لال
قطرۂ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہ گیا

یاد اُس بحر لطافت کی جو آئی ہجر مین
پر مین دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہ گیا

کتنے ہین آوازہ لاغر حد سے پاکر وہ مجھے
پھر مری آنکھون مین کانٹا سا کھٹک کر رہ گیا

اُس پری تمثال کے یہ حسن کی شہرت اڑی
آشیان مین طائر سدرہ پھڑک کر رہ گیا

نور عاشق ہی نہین مجھسا زمانے مین کوئی
جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہ گیا

دونون ساحر لاکھ لاکھ منتین کرتے ہین مگر مالکہ مشک افشان کا یہ قول ہے کہ او ظالمون چاہے قتل کرو چاہے بخشو مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ مجھکو زندہ نہ پاؤگے ایک آہ مین اپنی جان دونگی اگر جان لینا منظور ہو تو ہاتھ لگا کر دیکھ لو کہ مین کیا کرتی ہون تھم تو ایک گنوار جادوگر ہو جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی کیسی کیسی منتین کرتا تھا مگر یہی جواب دیا کہ او بیحیا وہ شاہزادیان کہ جو صاحبان عفت و عصمت ہین اگر کسی کے ساتھ منسوب ہوئی ہین اور اُسنے جام زہر پیا تو یہ شاہزادیان اپنی عمریون ہی کاٹتی ہین اگر کسی نے کچھ کہا تو یہ جواب دیا کہ اگر خدا کو منظور ہوتا کہ ہم صاحب شوہر رہین تو یہی منسوبہ ہمارا زندہ رہتا اگر دوسرا بھی مرجائے تو کیا کرین اس سے صبر بہتر ہے بیسیون شاہزادیان دیکھین کہ اسی حال مین اُنھون نے عمر اپنی کاٹی مگر دوسرا امر قبول نہین کیا بڑھون نے اگر بہت سمجھایا تو ہار کر اُسکا یہ جواب دیا کہ یہ اقرار کرو کہ یہ شخص میرے سامنے نہ مرے گا زرگون نے جواب دیا کہ بیٹا امر [illegible] ہے کسکو اختیار ہے کہ اسطرح ہمارے مقدمے مین کسی کو اختیار

نہین ہم جسطرح دنیا مین آئے ہین اسی طرح اُٹھ بھی جاوینگے جب بزرگون نے کہا کہ بیٹا اپنے کو نگاہ بازی سے بچانا تو اُنھون نے جواب دیا کہ اگر کسی پر ہم نگاہ ڈالین تو آنکھین نکال لیجیے گا مین تو خدمت مین اُس شہریار کی رہی صحبت مین بیٹھی اختلاط ظاہری ہوے مین دوسرے مرد کو نہ قبول کرونگی شاخسار نے کہا اے گوشہ نشین تم ہٹ جاؤ تو مین اسپر سحر کرون بیہوشی مین وصل ہوجائیگا گوشہ نشین نے کہا اے شاخسار تمھین ہٹ جاؤ مین چند پھول بنا کر سنگھا دونگا جب بو پھولون کی دماغ مین پہونچیگی تو میری محبت کا دم بھرنے لگے گی مین نے اکثر اس سحر کو آزمایا ہے سامری کے یہان خدمتگارون مین نوکر تھا اُنھون نے ایک دن فرمایا کہ اگر شیطان کا نام لیکر کوئی پھولون پر دم کرے تو جسپر دم کریگا وہ اطاعت مین رہیگا مین نے کئی مرتبہ امتحان کیا مہینون رنڈیون کے پاس گیا جب جاتا تھا پھول سنگھا دیتا تھا وہ خود خواہش کرتی تھین اور رکھتی تھین کہ آج یہین رہجائیے شاخسار نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہے جبر سے کہین مطلب نکلتا ہے آخر جب ہوش مین آئیگی اور اپنے حال پر خیال کریگی تو کیسی بگڑیگی جان دینے کا ارادہ کریگی آخر آپس مین یہانتک تکرار ہوئی کہ تلوارین کھینچکر لڑنے لگے ایک چاہتا ہے دوسرے کو مار لون مگر وہ بھی کمی نہین کرتا مشک افشان حیران و پریشان دونون کا تماشہ دیکھ رہی ہے اور دعا مانگ رہی ہے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس مصیبت سے بچا لے اے رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر نظم بطور مخمسہ

طالب علم شریعت را تو ہستی پیشوا ۔ سالک راہ طریقت را تو ہستی رہنما
واقف راز حقیقت را تو ہستی مقتدا ۔ صاحب خلق و محبت را تو ہستی آشنا

سیکنی پاک از کدورت خاطر اہل صفا

بر خلایق اے خداوند جہان بخشش کنی ۔ بر ہمہ نیک و بد و خرد و کلان بخشش کنی
بیزبانان را بلطف خود زبان بخشش کنی ۔ نیمجانان را بفضل خویش جان بخشش کنی

ناتوانان را توان دے بے نوایان را نوا

تنگ دستان از تو دولت در جہان حاصل کنند	منصب ملک و حکومت بندگان حاصل کنند
طالبان مطلوب خود در یک زمان حاصل کنند	از خیانت مال و دولت مفلسان حاصل کنند

گنج گوہر بے نوایان خاکساران کیمیا

مگر ساحر اول نے کہ جسکا شاخسار نام ہی ایک مقام پر جلدی کرکے ہاتھ مار دیا کہ
اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے وہی تیغہ خون آلود چمکاتا ہوا سامنے ملکہ کے
آیا کہا اے ملکہ مشک افشان جرأت میری دیکھی میں اِس صحرا کا حاکم ہوں یہاں
بیٹھکر حکومت کرو خداوند طلسم عہدہ بڑھا دینگے جو مطلب مانگو گی عنایت فرما دینگے
ہر سال حکم آتا ہی کہ صحرا کو آباد کرو مگر مجھسے آباد نہیں ہوتا تم ساحرہ زبردست معلوم
ہوتی ہو خواہ سحر سے آباد کرو خواہ لوگوں کو لاکر بسا دو کہ صحرا آباد ہو جائے اِس جنگل میں
منگل مناؤ مشک افشان نے جواب دیا کہ اب طلسم فتح ہونے پر ہی کیسی آبادی
جو ملک آباد ہیں وہ برباد ہو رہے ہیں ساحر مارے مارے پھر رہے ہیں لیکن
بس خیر اسی میں ہے کہ مجھ تک نہ آنا ورنہ بہت پچھتائیگا خواجہ عمرو جو بھاگے ہوئے آتے
تھے آواز انسان کی سنکر دیکھا کہ ایک ساحر نے مشک افشان کو گرفتار کیا ہی
اور زبردستی پر آمادہ ہی خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک جادوگر کی
شکل بنکر آواز دی ہاں بھائی ہم بھی شریک ہیں کچھ تمہارا حرج نہ ہوگا ہمارا ابھی
مطلب نکلا جائیگا اکثر ہمارے صحرا میں بھی عورتیں آتی ہیں ہم اسکا بدلہ کر دینگے
آج ہمارا کہنا مان لو ہمارے تمہارے یہی رسم رہیگا شاخسار نے پلٹ کے
دیکھا کہ ایک جادوگر گنوار وضع بلبلاتا ہوا آتا ہی قریب آکر مشک افشان پر
گرنے لگا شاخسار نے کہا او گنوار یہ وہ ظالم ہی کہ میں نے اپنے دوست کو مار ڈالا
مگر یہ ظالم اپنی ہی کہے جاتی ہی نہیں مانتی خواجہ نے کہا ہم شراب لادیں خود بھی
پئیں اِسکو بھی پلائیں نشے میں خواہ مخواہ خواہش کریگی شاخسار نے کہا بھائی
یہ صحرا وہ ویران ہی کہ انسان تک کا ٹھکانا نہیں راہگیر اِدھر راستہ نہیں چلتے
یہیں شراب یہاں کہاں ممکن ہی مہینوں شراب کو ترستے ہیں عمرو نے کہا بھائی

نہ گھبراؤ میرے پاس ایک بوتل موجود ہے پہلے تم پیو جو باقی رہیگی تو مین پیونگا مین
تمھین ناراض نہ کرونگا شاخسار تو شراب پینے پر مرتا ہی تھا کہا بھائی بوتل نکالو یہ
سنکر عمرو نے کمر سے بوتل نکالی اور جام لبریز کرکے پیش کیا شاخسار نے جام پیا
پیتے ہی گھبرا گیا کہتا تھا کیون بھائی صاحب یہ کیسی شراب ہے کہ دل گھبرانے لگا اعضا سے
چنگاریان نکل رہی ہین عمرو نے کہا شراب تو کشید تھی ذرا ٹہلو تو نشہ کم ہووے
شاخسار اُٹھا اور لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

کز ان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین ز فکرش آب یاری	جہان سرسنگ در خنجر گذاری
بہر کشور بلائے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

مشک افشان نے جو نعرۂ عمرو کی آواز سُنی شگفتہ ہو گئی کہتی تھی خواجہ سبحان اللہ
کیا کار نمایان کیا مین حیران تھی کہ کیونکر آبرو بچیگی وہ کہتا تھا پھول سنگھا کر مین اپنا
مائل کرونگا مگر وقت پر خدا نے تمکو بھیج بچایا عمرو نے مشک افشان جادو
کی زبان سے سوزن نکالی مشک افشان نے اُٹھتے اُٹھتے ہاتھ ہلا دیا ایک
برق چمک کر گری کہ شاخسار کے دو ٹکڑے ہوے مشک افشان نے
کہا خواجہ اب ہم تم ساتھ چلین عمرو نے کہا مین بیچارہ محتاج مفلوک کچھ دو چار
کوڑی کا روزگار کرتا ہوا چلتا ہون لہذا تم بڑھو مین بھی آتا ہون مشک افشان
چلی تھوڑی دور آکر ایک نخل کے سایے مین ٹھہری کہ سامنے سے گرد اُڑتی
دیکھا ایک جادوگرنی بھاری جوڑا پہنے تخت پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین
شکار کھیلتی ہوئی آتی ہے پشت پر کئی ہزار سوار و پیدل جلیبے قراول اسباب
شکار سب کے ہمراہ اُس ساحرہ نے جو دور سے مشک افشان کو دیکھا پس
فوراً تخت سے کود پڑی سلام کرتی ہوئی قریب آئی ساتھ والون سے اشارہ
کیا کہ سب اسی مقام پر ٹھہر جاؤ بارگاہ استادہ کرو مشک افشان نے پہچانا کہ
یہ تو میری خالہ زاد بہن ملکہ سیمتن ہے گلے سے لگا لیا اور پوچھا کہ بہن کہان سے آئی ہو

سیمتن نے کہا بہن بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا برائے شکار چلی آئی مگر تمھارے نام
کی بڑی بدنامی مشہور ہی قدرت نے مجھکو بلاکر کہا کہ ای سیمتن بی مشک افشان تو
نکل گئیں جسطرح ہو سکے اُنکو لاؤ تو ہم سرفراز کریں کیون ہمشیرہ بڑے تعجب کی
بات ہی کہ قدرت تمپر توجہ کرتے ہین اور تم اپنے کو یون بدنام کیا ہی کہ ہر شخص
برا کہتا ہی مشک افشان نے کہا ای ہمشیرہ انصاف تو کرو تم لوگ ظاہر کرتے
ہو کہ ہوتے دو سو خداوند ہین بھلا سمجھو تو کہ اگر ہوتے دو سو ہوتے تو احکام
مین فرق ہوتا انتظام مین اختلاف ہوتا اور مسلمان کہتے ہین کہ ہمارا خدا ایک
نادیدہ وحدہٗ لاشریک ہی اُسکا کوئی شریک نہین ہی کل مذہبون کی تردید کرتے
ہین لہذا مین نے مذہب حق اختیار کیا یہ تو ضرور ہی کہ پروردگار فرما چکا ہی کہ جو
زندہ ہی وہ ضرور مریگا کل من علیہا فان لکھا ہی لہذا مرنے کی فکر ضرور ہی ایسا ہو
کہ انجام کو خرابی ہو تو بہن سیمتن مین نے اپنا انجام پاک کیا لوگ مشہور کرتے
ہین کہ عشق مین سعد کے مبہوت ہین یہ سراسر غلط ہی مین انجام کے خیال مین
ہون سیمتن نے کہا کیون بوا تمھاری بات کا جواب نہین مگر ایک سوال ہم
کرتے ہین اسکا جواب دو کہ باپ دادا ہمارے تمھارے بیوقوف تھے کہ اس
مذہب کو اختیار کیا سامری و جمشید کی پرستش کی مشک افشان نے جواب دیا
کہ اُس زمانے مین کوئی ہادی نہ تھا صاحبقران نے جاری ہونے مین مذہب
حق کے وہ کوشش کی کہ ملک کے ملک مسلمان ہوے مذہب حق کا رواج
ہوا سیمتن نے کہا بوا مین تقریر تو نہین کرتی مگر یہ جانتی ہون کہ مذہب سامری و
جمشید صحیح ہی مجھکو حکم خداوند ہی کہ مشک افشان کو میرے پاس لاؤ تو بہن تمھین
لیچلونگی اور یہ وعدہ کرتی ہون کہ قدرت سختی نہ کرینگے تمھاری بات کا جواب دینگے
مذہب کے سوال کرینگے جو عہدہ تمھارا تھا اُس سے زیادہ عہدہ تمکو ابکی ملیگا
مشک افشان نے کہا بہن تو سامنے اُس جعلساز کے نہ جاؤنگی وہ جعلساز
شعبدہ باز اُسکی بات کا کیا اعتبار ہی سیمتن نے کہا مین اب تمکو نہ جانے دونگی ضرور

سامنے خداوند کے لیچلونگی مشک افشان پریشان ہو کر اس کمبخت کو کیا جو ایدون
مین یہ جاتی تو اسطرف نہ آتی اب اِسکے ساتھ جادوگرنیان بہت ہین کیونکر اِسکے دام
کرے نکلون اِس فکر مین حیران بیٹھی ہو اور سیمتن و مبدم کہتی ہو کہ بوا میرے ساتھ
چلو اور خداوند سے صفائی کرو مشک افشان کہتی ہو کہ بوا اگر فساد کروگی تو مین
اپنی جان دونگی اور تمھارے ساتھ نہ جاؤنگی سیمتن کہتی ہو مین تمکو ضرور لیچلونگی مگر
خواجہ نے کہ عقب مین مشک افشان کے چلے تھے ایک بلندی سے چڑھکر دیکھا
کہ ایک مقام پر بارگاہ استادہ ہو جادوگرنیان ٹہل رہی ہین خیال مین گذرا خواجہ مینا
تمام ہوا اب مہاجن سود مانگین گے لہذا اس لشکر سے کچھ فکر کرو رنگ و روغن
عیاری کا لگا کر ایک پیر کرامت کی شکل بنے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر یہ اشعار آبدار
عاشقانہ بجا کر گانا شروع کیے

نظم

جذبے نے کربلا کے بچایا فشار سے
ہو گیا عجب تصور مژگان یار سے
سچ مچ وفا جو وعدہ فردا ہو یار سے
طاقت ہو روز حشر بھی کم جسم زار سے
کیا آگہی طبیب کو میرے بخار سے

نقال لے اڑے کے مجھے کنج مزار سے
دریائے خون بہے رگ سنگ مزار سے
بدلون مین روز حشر شب انتظار سے
حسرت نکل رہی ہو ہمارے مزار سے
بیکل ہون بار گرمی آغوش یار سے

آواز خواجہ کی جو بلند ہوئی کنیزین چہار طرف سے دوڑین دیکھا کہ ایک بڈھا نے
بجا رہا ہو اور طائر درختون سے اتر ے ہین گانا سن رہے ہین آہوان صحرا جست
کرتے ہوے آئے اور اسی مقام پر بیٹھ گئے باز کے پہلو مین گنجشک بیٹھی مگر وہ
آواز سے ایسا تسخیر ہو کہ شکار پر نگاہ نہین ڈالتا کنیزون نے آکر سیمتن سے اطلاع
کی کہ ایک گویا صاحب کمال آپ کے لشکر کے سامنے بیٹھا گا رہا ہو کہ جانوران
صحرائی تسخیر ہین سیمتن نے کہا اُسے بلا لاؤ کنیزین دوڑی ہوئی آئین آکر کہا بڑے میان
صاحب تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہین عمرو نے کہا میرے پاؤن مین طاقت نہین جہان
بیٹھ گیا وہان بیٹھ گیا کوئی مجھکو لے چلے کنیزین جوان جوان کہا بڑے میان ہم تمکو لیچلینگے

وہ دونوں ہاتھ پکڑے ۔ وہ پانوں پکڑ کر اٹھا لیا گھسیٹتی ہوئی لے چلیں عمرو
چیخنے لگا کہ ارے نوجوانو مجھ بڈھے سے تمہارا مطلب دلی نہ نکلے گا نوجوان مرد سے
ملو کہ مطلب حاصل ہو وہ کنیزیں قہقہے مارتی ہوئی عمرو کو سامنے سیمتن کے لائیں
لاکر ڈال دیا سیمتن نے پوچھا کہ ارے اسطرح کیوں لائیں عمرو نے کہا یہ جوانی کی
گلنار و دوپٹہ اوڑھنے کھڑی تھیں یہ بہر سے بلانے کو گئیں میں نے کہا میں جانے
سے مجبور ہوں ایک جوان آیا انسے انکو اشارہ کیا یہ گوشے میں گئیں اور اپنے
دوپٹے کی آڑ کی وہ جوان تو چلا گیا یہ ہانپتی ہوئی آئیں میں نہیں جانتا کہ پردے
میں کیا ہوا سیمتن نے کہا کہ اوشقل ہر مقام پہ تجھے خواہش ہوتی ہے آشناؤں کو تو
بلاتی ہے اور اپنا رنگ جماتی ہے تیرے جسم میں آگ بھری ہے چین نہیں لینے دیتی
وہ کنیزیں ہنسنے لگیں کہا واری یہ بڈھا چھوڑتا ہی سیمتن نے کہا اسکو تجھسے کیا دشمنی ہے
کہ جو ایسا کچھ کہتا ہے خواجہ نے کہا حضور بجانے دیجیے اب گانا سنیے میں آپ کا قصور
دور کروں گا نا سناؤں کہ آپ بھی یاد کیجیے دیکھیے کیسا رنگ جماتا ہوں ملکہ نے کہا
اچھا بڑے میاں گانا سناؤ خواجہ نے نے نکالی پہلے نے بجائی پھر یہ اشعار عاشقانہ
زمین نئے طور سے شروع کیے

نظم

رہتا ہوں میں مدام طلبگار آفتاب ۔ دکھلا دے ساقیا مجھے دیدار آفتاب
الله رے حسن یار ٹھہرتی نہیں نگاہ ۔ ہے مثل برق جلوہ رخسار آفتاب
اس خاکسار کی بھی خالق سے ہو دعا ۔ ذرے کو بھی نصیب ہو دیدار آفتاب
وہ رشک ماہتاب اگر بے نقاب ہو ۔ ہو جائے سرد گرمی بازار آفتاب
خورشید کو وہ زہرہ جبین دے جو سیم خام ۔ گردون پہ مشتری ہو خریدار آفتاب
کوتاہ اس سے عقل ہوا اور اس سے توہم ۔ بیکار ماہتاب ہو وہ کار آفتاب
اس مہ کو بیٹھے دیکھتا ہوں رات کو شراب ۔ شب کو نصیب ہے مجھے دیدار آفتاب
تصویر ابروؤں کی ہے جو ہلال کا ۔ رخساروں کی شبیہ ہے رخسار آفتاب
تارے تھے پیچ خطوط شعاعی کو دیکھکر ۔ چمکے جو نوک نیزۂ خونخوار آفتاب

سیمتن نے کہا بڑے میان تمنے تو دل بیقرار کر دیا عمرو نے کہا ایک کمال مین اور
رکھتا ہون اگر آپ اس کمال کو دیکھین گی تو اس کمال کو بھول جاوینگی سیمتن نے
پوچھا بڑے میان صاحب وہ کیا کمال ہی عمرو نے کہا کہ پانؤن سے ناچون ہاتھ سے
بتاؤن سر سے لاکر شراب پلاؤن تب آپ کو کیفیت ظاہر ہو کنیزین آپس مین یہ
کہہ رہی ہین کہ اس نگوڑے کے پانؤن تو بیکار رہین کیونکر ناچیگا ایک نے کہا یہ
سو انچھو سمجھا ہی فقرہ دیتا ہی ہم لوگ لٹکا کے لائے آسنے پانؤن نہ اُٹھایا اب ناچنے کا
دعوی کرتا ہی دیکھو مکر اسکا کھلجائیگا سیمتن نے کہا بڑے میان صاحب نام تو اپنا
بتاؤ عمرو نے کہا نام میرا اُستاد خر دبر دہی اور مشک افشان سے اِشارے
کر رہے ہین کہ نہ گھبراتا ہین تمھاری رہائی کی تدبیر کرتا ہون مشک افشان حیران
ہو کہ یہ بڈھا مجھسے کیا اِشارے کر رہا ہی مین اِسکو پہچانتی بھی نہین مگر دیکھیے کیا ہوتا ہی
ان اِشارون سے کیا مطلب نکلتا ہی خواجہ نے کہا ملکۂ عالم کنجی میخانے کی مجھے
دیجیے تو مین گھنگرو باندھون گلابیان درست کر کے لاؤن سیمتن نے کنجی دی خواجہ
میخانے مین آئے شراب کو خراب کیا چند گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لائے
سیمتن نے کہا دیکھو کس سلیقے سے بڈھا شراب لایا ہی کہ دل کو خواہش ہوتی ہی اور
میخانہ خواجہ نے لٹا دیا کنیزین و اہل فوج شراب اُٹھا کر لے گئے جا بجا بیٹھکر پینے لگے
سارے لشکر مین شراب پھیل گئی جسنے پی وہ اوک رہا ہی کوئی ڈکارتا ہی کوئی گاتا ہی
کوئی ہاتھ چمکاتا ہی خواجہ عمرو نے پانؤن مین گھنگرو باندھے اول چند اشعار
مضمون شراب کے گائے پھر جام لبریز کر کے سر پہ رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے
سامنے سیمتن کے آئے عرض کی ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
سیمتن نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر پی گئی دوسرا جام خواجہ نے
مصاحبون کو دیا جسکے سامنے جام لیکر جاتے ہین اشعار عاشقانہ گاتے ہین اور
سر جھکا دیتے ہین ہر شخص تعریفین کر رہا ہی کہ بڑے میان صاحب سبحان اللہ کس
تکلف سے شراب لاتے ہو تھوڑے عرصے مین عمرو نے سب کو شراب پلائی اور

سامنے بیٹھ گئے کہا ملکۂ عالم میں تو تھک گیا سیمتن نے کہا اُستاد بیٹھ جاؤ خواجہ عمرو
بیٹھے کر سیمتن نے سر اُٹھایا کہا بڑے میاں صاحب خداوند جمشید ثانی تمھارے
اشتیاق میں آئے ہیں دیکھو تخت پر بیٹھے ہیں تعریفیں کر رہے ہیں خواجہ نے کہا
اُنکو بھی بلا لیجیے انکی بھی ٹانگ لیجیے سیمتن مسند سے اُٹھی ہاتھ چمکاتی ہوئی چلی کہ
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی خواجہ نے جو دیکھا
کہ سب بیہوش پڑے ہیں مشک افشان سے کہا کیوں حضور آپ نے مجھکو پہچانا
مشک افشان نے گھبرا کر کہا میں نے تمکو کہیں دیکھا نہیں خواجہ نے کہا ایسا
نہ سمجھو لو سنو مہر سپہر عیاری مجھکو معلوم ہوا کہ سیمتن تمپر دباؤ ڈالتی ہے میرے خیال
میں آیا کہ تمکو اسکے دام سے نکالوں مشک افشان دعائیں دینے لگی اور بارگاہ
سیمتن سے نکلی پرپرواز پیدا کر کے چلی خواجہ نے یہاں سیمتن کو مارا سب کے
کپڑے اُتار لیے برہنہ سب کو چھوڑ کر نکل گئے بعد جانے خواجہ کے یہ لوگ جو
بیدار ہوئے آپس میں خوب جھگڑے ایک نے دوسرے کو پکڑا کہ ہمارے
کپڑے کیوں اُتارے دوسرا کہتا ہے میری پگڑی کیا ہوئی غصے بردار چھینتے پھرتے
ہیں کہ ہمارے کپڑے کیا ہوئے مگر مشک افشان کئی کوس پر جا کر اُتری سامنے
دیکھا ایک پہاڑ ہے اُسپر جلسہ جمع ہے ایک شاہزادی حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہے
گانا ہو رہا ہے مشک افشان نے قریب آکر دیکھا کہ یہ تو عنبر ہے عنبر فام جادو
وہاں کی حاکم و ناظم بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہے مشک افشان کو جو آتے ہوئے
دیکھا پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم آپ کے خلق سے بعید ہے کہ اس صحرا میں آپ
تشریف لائیے اور ہمیں نہ سرفراز کیجیے آج دمبدم آپ ہی کا ذکر ہو رہا تھا آئیے
تو ہمیں آپ سے حال کہوں مشک افشان کا دل نہ چاہتا تھا مگر عنبر فام اُٹھ کر
آئی اور ہاتھ تھام لیا ناچار مشک افشان ساتھ عنبر فام کے محفل میں آکر بیٹھی
اور عنبر فام نے گائن کو کچھ اشارہ کیا گائن نے ساز وغیرہ درست کر کے یہ اشعار
عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

دم گھٹ رہا ہی چشم سیہ کے خیال مین
گردن ہی طوق حلقۂ چشم غزال مین

الجھا رہا مین زلف سیہ کے مثال مین
ہون پیچ کا ٹھکانہ آیا خیال مین

ای عشق کون لے غم دلدار کی خبر
ں اپنے حال مین ہی جگر اپنے حال مین

کیا غم کیا جو قید عزیزون سے ای جنون
ہری بندھی نہین مرے پاے خیال مین

دل میرا بعد میرے حسینون مین بٹ گیا
دہا شریک ہوتے ہین قرقی کے مال مین

تمنے نگاہ قہر جو کی مین غیظ مین ہاہا
ن نیل ہو کے رہ گیا چشم غزال مین

یارب برا ہو ذکر زمان فراق کا
ذر رہی شب وصال اسی قیل و قال مین

قید ون سے ٹوٹتا نہین وحشت کا سلسلہ
یری پڑی نہین مرے پاے خیال مین

اللہ ری صغیر کی رنگین خیالیان
نوا بنتو پھول جھڑنے لگے بول چال مین

ملکہ مشک افشان ہر مرتبہ یہی کہ رہی ہین کہ لو بوا رخصت ہوتے ہین عنبر فام جام پیش کرتی ہی مشک افشان انکار کرتی ہی کہ بوا مین شراب نہین پی سکتی ہون عنبر فام نے جھلا کر پوچھا کہ بوا کیا باعث ہی کہ شراب نہین پیتی ہو شاید یہ خیال ہی کہ تم مطیع اسلام ہوئین ہم لوگ ساحر ہین ہماری شراب نجس ہی مشک افشان نے کہا بوا یہ بات نہین تم وہی لوگ ہو کہ جنھین مین نے پرورش پائی آجتک تم سب کے ساتھ رہی اب آج بیگانی ہوئی مگر تم لوگون سے دل سے محبت ہی اگر تمکو برا جانتی تو تمھارے پاس آکر کیون بیٹھتی بوا ہمکو خبر نہ تھا تو مگر اب رخصت کرو مین ایک کار ضروری کو جاتی ہون عنبر فام نے کہا مین ابھی نہ جانے دونگی بعد تھوڑی دیر کے جانا کیا کوئی تمکو قید کرتا ہی مشک افشان خاموش ہو رہی محفل مین صدا ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی عنبر فام جادو ملکہ مشک افشان کی خاطر کر رہی ہی کئی گلابیان اپنے ہاتھ سے اٹھا کر لائی اور جام لبریز کر کے مشک افشان کو دیا مگر مشک افشان نے نہ پیے عنبر فام کو بھی ضد ہی کہ انکو شراب پلاؤن مگر کسیطرح مشک افشان شراب نہین پیتی کہ سامنے سے چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا واری مبارک ہو کہ قدرت تشریف لاتے ہین سامنے جو صحرا ہے پر بہار ہی وہان

آئے تھے وہان سے جب اُٹھے تو فرمایا ملکہ عنبر فام سے ملاقات کرکے جاؤنگا اونسا
پیدل آتے ہین ابر وغیرہ بھی ساتھ نہین مشک افشان گھبرا کر اُٹھی کہا ابھی مین جاتی
ہون عنبر فام نے ہاتھ تھام لیا کہا ابھی نہ جانے دونگی اسی لیے تو تمکو ٹھہرایا تھا
قدرت سے ملاقات ہوجائے و قدم بھالین گے مشک افشان نے ہرچند
چاہا کہ ہاتھ چھڑا کر نکلجاؤن مگر عنبر فام نے نہ چھوڑا مشک افشان ناچار ہوکر
بیٹھ گئی کہ دیکھا سامنے سے جمشید ثانی آیا عنبر فام نے بڑھکر استقبال کیا اور اشارے
سے کہا کہ بی مشک افشان بیٹھی ہین یہ تو آپ کے منتظر تھے اوہین نے بمشکل
انکو روکا ہے جمشید نے کہا اے عنبر فام تمنے بڑا کام کیا اب مین کیا انکو جانے دونگا
ہر طور سے روکونگا یہ کہتا ہوا آکے مسند پر بیٹھا عنبر فام نے جام پلایا جام پیکر
دوسرا جام مانگا عنبر فام نے جو جام دیا اُس جام کو طرف مشک افشان کے
بڑھایا مشک افشان نے کہا مجھکو معاف فرمایئے مین نہ پیونگی جمشید نے بگڑکر
کہا کیون ملکۂ عالم ہمکو ایسا برا جانتی ہو کہ جام نہین پیتی ہو مشک افشان نے
کہا ہم آپ سے جدا ہوے شریک طلسم کشا ہوئے اب آپ کے ہاتھ سے شراب
کیونکر پیین حقیقت مین جو مذہب ہمنے اختیار کیا ہے اُس مذہب کے طور سے مناسب
نہین ہے کہ تمہارے ہاتھ سے شراب پیین جمشید نے بگڑکر کہا ہم تو تمہین شراب
پلاوینگے اور پہلو مین بٹھاوینگے مشک افشان نے کہا آپ کا خیال خام ہے ہم تو
نہ پیین گے نہ آپ کی صحبت مین بیٹھین گے جمشید نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالکر انکو اپنے برابر
بٹھا گھمنڈ ہو مگر کیا مجال ہے کہ میرے سامنے کچھ چون وچرا کر سکو ای مشک افشان آج تمکو
قصر ہفت رنگ مین لے جاؤنگا مشک افشان نے کہا مین نہ جاؤنگی جمشید
نے منہ پر ہاتھ پھیر دیا کہ زبان مشک افشان کی بند ہوگئی اور آواز دی کہ اے
لسان جادو اسکا خیال رہے کہ مشک افشان اپنے ہوش مین نہ آئے زبان
نہ کھلنے پائے غرضیکہ مشک افشان کی یہ کیفیت ہوئی تو سرجھکا کر خاموش بیٹھی جمشید ثانی
نے کہا اے عنبر فام مین تو جاتا ہون تم مشک افشان کو ساتھ لیکر آنا عنبر فام

نے کہا یا خداوند یہ میرے لانے سے نہ آئیگی جمشید نے کہا اب تکرار نہ کریگی زبان
نہ اسکی بند ہی جسوقت تم اشارہ کروگی تمھارے ہمراہ چلی آئیگی مین نے تدبیر مناسب کردی
لسان جادو ایک ساحرہ ہی کہ اسکو اسپر تسلط کیا کیا مجال ہی کہ کسی بات مین انکار
کرے جب تم چلوگی اور ہاتھ پکڑکر کہوگی کہ قصر ہفت رنگ مین چل یہ فوراً ساتھ
تمھارے ہو لیگی یہ کہکر جمشید تو چلا گیا عنبر فام نے مشک افشان کو شراب
پلائی مشک افشان حیران بیٹھی ہی مگر خواجہ عمرو جو راہ کو طے کرتے ہوئے آتے
تھے قریب ایک کنوئین کے پہونچے دیکھا کہ ایک شخص پانی بھر رہا ہی خواجہ نے
قریب آکر اسکو کنوئین مین ڈھکیل دیا مال و اسباب اسکا لیکر نذر زنبیل کیا چاہتے
تھے کہ کنوئین سے آتی ہین کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او ساربان زادے غریب کو مارکر
کہان جاتا ہی خواجہ نے دیکھا کہ پانوْن زمین نے تھام لیے حیران ہوگئے کہ خواجہ
اب کیا کرون کہ یکایک کوئین سے ایک جادوگرنی نکلی اسنے نعرہ کیا کہ منم لسان
جادو او ساربان زادے مین آج کئی دن سے تیری تلاش مین تھی اکثر خداوند کے
نامے آئے جا بجا ڈھونڈھا مگر تجھے نہ پایا خواجہ آج ہی تو پھنسے ہو دیکھون تو کیونکر نکلتے ہو
عمرو نے کہا اے لسان جادو مجھکو نہ ستاؤ اپنی گویائی نہ جتاؤ مجھے نکلجانے دو ایسا
نہ ہو کہ تمپر زوال آجائے یہی میرا دستور ہی کہ جہان پکڑا گیا گرفتار کرنے والے کی
موت آئی مجھسے تکرار کرنا بہتر نہین لسان جادو نے کہا کیون مجھے ڈراتا ہی
مین ابھی چلکر تجھے قتل کرتی ہون مین بیوقوف نہین ہون کہ تجھکو قید کرون کہ تو
نکلجائے یہ کہکر عمرو کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اڑی ایک باغ مین آکر اتری کنیزون
نے عرض کی واری قدرت نے مشک افشان پر آپ کو مسلط کیا ہی کہ وہ عنبر
نے آواز دی کہ اے لسان جادو ہوشیار رہنا لسان نے کہا تجھے دوسرا شرف
حاصل ہوا کہ دشمن ساحران کو گرفتار کرکے لائی ہون جلاد کو بلا اسکو قتل کرے
عمرو نے کہا اے ملکہ عالم میرا گناہ تو سن لو لسان نے کہا او ظالم مین جانتی ہون کہ
تیرا گناہ تیرا اختر ہی کون اپنے کو بلا مین پھنسائے اور تیرا گناہ سنے اب مین [illegible]

کرتی ہون کہ تا روز قیامت یاد کرو گے ساحرون کے قتل کرنے کا یہ انجام ہوا قمر بین بھی تڑپ گئے ارے قتال جادو جلد آ خواجہ نے دیکھا کہ گوشہ باغ سے ایک زنگی جلاد بانی پیدا ہو سامنے خنجر برہنہ کھینچے ہوئے آیا عرض کی حضور کسے قتل کرون عنبر فام نے اشارہ کیا کہ اس ساربان زادے کا سر کاٹ لے جلاد نے گردن پر خواجہ کی کوسے کا خط کھینچا عمرو کی بیقراری فریاد وزاری دعا مانگ رہا ہے کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اپنا فضل شریک حال کر ان دشمنون کے ہاتھ سے مجھ ناچیز کو بچا لے نظم

بست پیش ہر نظر نور خدا
بر جبین خوبرویان جہان
ہر گدا سائل بباب دولتش
دام و دد وحش و طیور و انس و جان
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان
عاشقان اندر محبت میکنند
ہر کرا نور نظر او میدہد
سینہ اہل صفا از ہر غبار
خاکسارش را بنا شد در جہان
و اسما خمدار گردن در سجود

مثل خورشید و زہرہ جلوہ نما
جلوہ گر ہست آن جمال جان فزا
خاک بوس بارگاہ ہر بادشاہ
مستعد در بندگی صبح و مسا
در دعاگوئی زبان خلق وا
جان و مال و خویش بر جانان فدا
بیند او را در خلا و در ملا
مثل آئینہ صفا باشد صفا
خواہش دولت نہ فکر کیمیا
کن عبادت کن عبادت ہمدیا

لسان جادو کھڑی ہوئی حکم دے رہی ہے کہ ارے جلد سر کاٹ لے اس نگوڑے کو مہلت نہ دے اسنے آن جادوگرون کو مارا کہ جنکے مرنے سے نام سامری و جمشید کا مٹ گیا ایسے جابجا مسلمانون کا ذکر ہو رہا ہے کہ کھڑے ہوئے ہیں اور تصویرین خداوندون کی نالون میں پڑی ہیں مقام افسوس ہے کہ ہم لوگ زندگی میں یہ مصیبتیں دیکھتے ہیں مگر آج وہ شخص ہم نے پایا ہے کہ جسکے قتل سے سامری و جمشید خوش ہونگے فریاد جنکے آج ہماری بندی قدرت نے اُس شخص کو مارا کہ جسکے نام سے ساحر بھاگتے تھے ارے جلاد قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا قضا سے کار راجہ روس جن بیٹا

امکلل خان کا آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا کہ اسنے آسمان سے دیکھا کہ اسنا د قتل ہوا چاہتے ہین ایک جادوگرنی کھڑی حکم دے رہی ہی اجرو س نے پہاڑ سے کئی من کا پتھر اٹھایا اور لا کر پھینک مارا السان جادو پر اٹھا ہوگئی کنیزین چیخ مار کر بھاگین اجروس نے آکر خواجہ کو رہا کیا حال پوچھا خواجہ نے سب کیفیت بیان کی اجروس نے کہا مین بھائی صاحب کو دیکھنے جاتا ہون مادر مہربان نے فرمایا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر کی خبر لاؤ اسی واسطے نکلا ہون عمرو نے کہا وہ لشکر صاحبقران مین ہین وہین جاکر ملاقات کر لینا جب اجروس چلا گیا تو خواجہ نے باغ کو لوٹا جو پایا وہ زنبیل مین رکھ لیا باغ تمام جلگیا طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے وہ جل جلکے گرے ملکہ مشک افشان کے پاس عنبر فام کے بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے اٹھی عنبر فام نے کہا کیدون ملکہ کہان چلین مشک افشان نے کہا سر کوہ سے صحرا کو دیکھتی ہون عنبر فام خاموش ہو رہی ملکہ مشک افشان ٹہلتی ہوئی ایک نخل کے سامنے مین آکر ٹھہرین وہان لسان قتل ہوئی تھی ملکہ مشک افشان لڑکھڑا کر گری اور بیہوش ہوگئی اب جو ہوشیار ہوئی زبان کھلگئی سحر یاد آیا پہ پہ وانہ پیدا کر کے چلی عنبر فام نے دیکھا کہ مشک افشان نکل گئی دوڑی ہوئی قصر ہفت رنگ مین آئی دیکھا جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہو اتقدیرین بگھار رہا ہی چند شاہزادیان خدمت مین حاضر ہین خدمت اسکی کر رہی ہین جمشید کہتا ہی اب تھوڑے ہوے مین معشوقہ آتی ہوگی مین نے جلدی کی ورنہ اسپہ ساتھ ہی لاتا کہ آسمان پر ایک برق چمکی عنبر فام نے آگے سجدہ کیا جمشید نے پوچھا خیر تو ہی عنبر فام نے کہا مشک افشان مثل ستارے کے آسمان پر جاکر چمکی مین نے جو آواز دی تو اسنے جواب دیا کہ بس اپنے مقام پر جاکر ٹھیرو ہم نہ آوینگے جمشید نے کہا مین نے وہ ساحر بلایا ہی کہ ایک دن مین سب کا خاتمہ کریگا بی مشک افشان کو نکل جانے دو مین اب وہ تدبیر کرتا ہون کہ ایک دن مین سب مسلمان تباہ ہوجاوینگے غربال دام زن کو بلایا ہی جسطرح مچھلیون کو گرفتار کر لیتے ہین اسیطرح وہ سب کو گرفتار کر کے لیجائیگا

اسکے سحر کا مثل نہین ہی بلاے روزگار ہی اُسکو سامری وجمشید نے تعلیم کیا ہی بات بات
مین سحر تازہ بتیار کرتا ہی لہذا اب مین مطمئن ہو کر بیٹھونگا وہ آکر کوشش کریگا اُسکی کوشش
خالی نہ جائیگی عنبر فام تو جمشید سے رخصت ہوئی طرف اپنے پہاڑ کے چلی یہان جمشید
مغرور بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند ایک گرد عظیم
بلند ہوئی ہی کوئی ساحر آتا ہی جمشید نے شاہزادیون کو حکم دیا کہ جاؤ جا کر استقبال
کرو بہ اعزاز تمام اُسکو لاؤ یہ وہ جادوگر ہی کہ سامری وجمشید نے اسکو سکھایا ہی
کتابین اپنی اسکو دی ہین اور یہ کہا ہی کہ ای غربال چند روز مین وہ وقت آئیگا کہ بڑے
بڑے لوگ اس طلسم پر نگاہ ڈالین گے اُس وقت تو جا کر مدد کرنا چنانچہ شاہزادیان
روانہ ہوئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک جادوگر نحیف وضعیف آکر پہونچا
جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور کہا ای فرزند ہم تمھارے پرستار ہین بیراگ لوگ کہ گئے
تھے کہ وقت سخت آئیگا ہم اُسی کے مشتاق تھے نامہ تمھارا پہونچتے ہی آئے بتلاؤ
دشمن کہان ہی جمشید ثانی نے کہا سامنے صحرا ہی اُس مین اُترے ہوے ہین مگر ای
غربال بہت سمجھ بوجھ کے جانا بڑے بڑے جادوگر مارے گئے ای غربال آج
تمھاری دعوت ہی اب کل جانا جانتے ہی سحر کرنا سب مسلمانون کو گرفتار کر لینا
مجکو بڑا اندیشہ ہی کہ ایسا نہ ہو تمپر کوئی زوال آئے غربال نے کہا یا خداوند
کلان تقدیر کر گئے ہین مجکو کوئی نہین مار سکتا جو ارادہ میرے قتل کا کرے وہ خود
قتل ہو بجلی آسمان سے گرے خداوند کہ گئے تھے کہ ہم ہمیشہ تمھاری حفاظت کرینگے
اور ہر مقام پر تمھاری مدد کو پہونچین گے تو ای فرزند مجھے کوئی قتل نہین کر سکتا
جمشید ثانی نے کہا آپ بجا ہے مگر نادار سکے ہین آپ کی حفاظت چاہتا ہون
شاہزادیون سے اشارہ کیا کہ تیاری کرو چچا جان کی دعوت کرونگا اور شاہزادیان
کو نامے لکھو کر آکر حاضر ہون پھر مین رخصت کرونگا چاہتا ہون کہ چچا جان کو
اسطرح روانہ کرون کہ دل مسلمانون کے دہل جائین انکی آمد انکا ارادہ جانین پھر
مقابلہ کیا کرینگے شاہزادیون نے نامے لکھے ملازمون کو نامے دیئے ملازم نامے

لیکر چلے مگر خواجہ عمرو ایک جنگل مین بیٹھے تھے کہ ایک نامہ دار کا اُدھر سے گذر ہوا
خواجہ نے اُس سے پوچھا اُسنے ذکر آمد غربال کیا خواجہ سوچے کہ اِس جلسے مین
جانا ضرور چاہیے دیکھیں لوگ میان غربال کون ہین آخر تو اُسنے مقابلہ پڑیہی گا یہ سوچکر
طرف قصر ہفت رنگ کے چلے دیکھا بڑی بڑی شاہزادیان تاجدار ہر طرف سے
چلی آتی ہین ایک بارگاہ آکر جنگل مین استادہ ہوئی اور ایک شاہزادی اُس بارگاہ
مین آکر اُتری خواجہ عیاری کرکے پہونچے اور اُسکا نام پوچھا معلوم ہوا کہ اُسکا
مشتعر جادو نام ہی اُسکو بیہوش کیا اور آپ جادوگرنی کی شکل بنکر کنیزون کو پکارا کہا
ہمکو دربار خداوندی مین لے چلو کنیزون نے عرض کی وہ اری اب آپ پہونچی
ہین یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہی وہ دیکھیے سامنے قصر ہفت رنگ معلوم ہوتا ہی
اب تھوڑی دیر مین اندرون قصر داخلہ ہوگا دیکھیے وہ سامنے راستہ لگا ہی سب
شاہ و شہریار چلے جاتے ہین کنیزین تخت اُڑاتی ہوئی چلین تھوڑی دور راستہ
طی کیا تھا کہ خواجہ نے دیکھا صدہا بارگاہین استادہ ہین کیسی کیسی شاہزادیان ٹہل
رہی ہین جسنے دیکھا وہ آکر لپٹ گئی کہتی تھی لو مشتعر قدرت نے آج وہ جلسہ کیا ہی
کہ ہمنے تمکو دیکھا اور تمنے ہمکو دیکھ لیا آیندہ دیکھیے فلک کیا دکھاے ہر چند کہ قدرت
نے غربال جادو کو بلایا ہی کہ جو کبھی اپنے ملک سے نہ نکلتا تھا اُسنے یہ تکلیف قبول
کی قدرت نے اُسکی دعوت کی ہی حقیقت تو یہ ہی کہ غربال کا سحر مثل سامری و جمشید
کے ہی اُسکے سحر کو کون روکیگا مشتعر نقلی نے کہا لو اِسنے عورتون کی مثل بنی ہی کہ سوپ
تو سوپ چھلنی بھی بولی جسمین ہزار چھید عمرو تو وہ عیار ہی کہ جسنے دماسہ کو مارا وہ
غربال کو بھی ضرور دام مین پھنسائیگا میان میثاق سحر کرینگے بی بہار اعجاز بیان
و سرو آزاد جسینان و یاسمن رنگین پوش سب نے کہا بی مشتعر یہ سب جادوگر وہ
ہین کہ جو سامنے غربال کے پیدا ہوے غربال اِنکے سحر کو نہ مانیگا اِشارے مین
اِنکو تسخیر کریگا کیسا خوف عمرو عیار کا ہی مشتعر نقلی نے کہا لو اب اندر قصر کے چلو
جو کچھ ہوا وہ دیکھا اور جو ہوگا وہ دیکھین گے مگر یہ جانتے ہین کہ یہ ملاقات اخیری ہی

شاید کوئی زمانہ ایسا ہو کہ پھر ملاقات ہوجائے تم ہمکو دیکھ لو ہم تمکو دیکھ لین خواجہ عمرو
سب شاہزادیون کے ساتھ چلے جیسے ہی خواجہ نے قصر مین پانون رکھا غربال جادو
نے جمشید سے کہا کہ اے فرزند کوئی غیر بھی آتا ہے میرے پیر مجھکو خبر دے رہے ہین جمشید
نے کہا اے عم نامدار یہان کوئی نہین آسکتا جنکے پاس نامے گئے ہین وہی شاہزادیان
آتی ہین غربال نے کاندھے سے جال اتارا جیسے ہی خواجہ شاہزادیون کے ہمراہ
داخل قصر ہوے غربال نے جال پھینکا سب شاہزادیان تو ہٹ گئین مگر خواجہ
اُس جال جنجال مین پھنس گئے جیسے ہی جال جسم سے مس ہوا رنگ و روغن عیاری کا
اڑ گیا غربال نے پکار کر کہا اے فرزند تمنے دیکھا کہ یہ کون شخص ہے جمشید نے جو عمرو کو
دیکھا اچھلنے لگا کہا عم نامدار یہ وہ شخص ہے جسنے مشمش کو دریاے قلزم مین جا کر مارا
اور کچھ خوف نہ کیا اب اسکو قتل کیجیے اگر اسکو مار لیا تو طلسم کشا کی قوت جاتی رہیگی
اسنے اس طلسم مین بھی کار ہاے نمایان کیے جو ارادہ کیا وہی کر گذرا اسکا تاکا ہوا
نہین بچتا جادوگر تو گویا اسکی خوراک ہین راہ چلتے چلتے مسافر بنکر جادوگرون کو
مارتا ہے غربال نے کہا مین سمجھ گیا مین اسکو ایسے مقام پر روانہ کرتا ہون کہ جہان کا
قیدی کبھی رہا ہی نہین ہوتا مین نامہ لکھتا ہون کون یہ قید لیکر جائیگا جادوگرون نے
کہا اے شہنشاہ ساحران ہمکو خوف معلوم ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ راہ مین یہ بھاگ جاوے
اور ہماری بھی جان سے ہم مین تو کوئی ایسا نہین ہے کہ اسکو لیکر جائے آپ اپنے
ملازمون کے ہاتھ اسکو روانہ فرمایئے غربال نے کہا مین تم سب کے بھروسے پر
نہین آیا ہون مین یہین رہون اور قید اسکی پہونچ جائے یہ کہکر قفس آہنی منگوایا
اور نامہ لکھکر گلے مین عمرو کے باندھا اور قفس مین عمرو کو بند کرکے ایک سحر کیا کہ
گرد قفس کے دھوان ہو گیا ایک شعلہ زمین سے بھڑکا اُس شعلے نے قفس کو
اٹھا لیا اور قفس چلا غربال نے پکار کر آواز دی کہ اے شعلہ زن کوہ سیماب پر
سامنے سیماب جادو کے اس قید کو پہونچا نا کچھ خوف نہ کرنا وہ شعلہ بھڑکتا ہوا چلا
قفس خواجہ شعلے پر قایم دھوان گھیرے ہوے اسطرح قید خواجہ جاتی ہے مگر

سیماب اتر در سوار بالا سے کوہ سیماب بیٹھا تھا کہ سامنے سے شعلہ دکھائی دیا
سیماب نے کہا یہ نشان شہر غربال ہی اور جادوگرون نے کہا حضور کسی نے کسی پر
سحر بھیجا ہی سیماب نے کہا دیکھو حال کھلا جاتا ہی کہ وہ شعلہ زمین پر اترا قفس
خدا جانے کا زمین پر آیا دفعۃً ان شعلہ بنکر غائب ہوا سیماب نے دیکھا ایک شخص قفس مین ہی سیماب
نے کہا یارو نامہ تو اسکے گلے سے کھول لو نامہ جو کھولکر پڑھا سیماب اچھلنے لگا کہا
یہ وہ شخص گرفتار ہوا ہی کہ آپکی خوشی کا آج وہ جشن کرونگا کہ روح سامری شاد ہو قدرت
فرماوینگے ہمارا دشمن کامل قتل ہوتا ہی یارو ابتو دن کم باقی ہی ورنہ مین ابھی اسے
قتل کرتا غربال جادو نے بڑی بڑی تاکید لکھی ہی مگر اب کل صبح کو قتل ہوگا تم مین
کوئی ایسا ہی کہ اسکی قید کو رات بھر رکھے صبح کو میدان خونی مین لائے سب ساحر
کانپنے لگے جواب دیا کہ ای شہنشاہ ہمکو خوف ہی ایسا نہو کہ ہم اسے رکھین اور یہ
قید سے نکلجائے تو کیسا باعث خرابی ہوگا اور میان غربال صاحب نے بھی کسی
ساحر کے ہاتھ روانہ نہین کیا اپنے سحر سے بھیجا سیماب نے جھلا کر کہا کہ صاحبو مین
کیا تمھارے بھروسے پہ ہون میری دائی امان حمالہ نیش زن کو بلا کر لاؤ چند
کنیزین گئین عمرو حیران ہی کہ یہ حمالہ کون ہی جسکو بہ فخریہ اسنے بلایا ہی تھوڑی دیر نہ
گذری تھی کہ کنیزون نے آکر عرض کی حضور ملکہ حمالہ آئی ہین بعد تھوڑی دیر کے
عمرو نے دیکھا کہ ایک فرتوت جسکے سر پہ ایک بال نہین کھوپڑی چمک رہی ہی منھ
دانتون سے خالی کمر مین خم ایک لٹھیا ہاتھ مین اس مین گھنگھرے بندھے ہوے
جوتی مین باندھ بندھے ہوے نیلی چدریا سر پہ پانون مین نیلا پائجامہ پہنے ہوے
سامنے آکر پہونچی سیماب نے اٹھکر سلام کیا اس ضعیفہ نے بلائین لین کہا بیٹا آج
کیا تھا جو اس دائی بندی کو یاد کیا سیماب نے کہا آپکے فرزند کلان غربال جادو
براے مدد خداوند گئے جاتے ہی عمرو کو گرفتار کیا سب کتابین اُسکے مکر کی لوگ
پڑھ چکے ہین تو کوئی قید اسکی نہین رکھتا اب مین نے آپ کو بلایا ہی کہ آپ اسکی
قید رکھیے حمالہ نے کہا ای فرزند یہ بہت بڑی بات ہی یہ وہ مکار ہی کہ جسنے دماغ کو

مارا شمشش کو دریاے قلزم مین جاکر مارا غنطلی آیا والیتہ لکا کو تباہ کیا کیسے کیسے
ساحر مارے کہ جنکا آجتک ذکر ہی کوئی ایسا ہی کہ جو اسکے ہاتھ سے بچا ہو ایک خیال ہی
کہ اگر رات کو کوئی قید مانگیگا تو مین نہ دونگی سیماب نے کہا دالی اماں آپ کیون
اقرار کرتی ہین کون کہیگا کہ قید دیجیے صبح کو سید ان خونی ہین خود دلا دیگا حمالہ نے
خوب اقرار کیے کہ صبح کو قید لیکر آؤنگی بیچ مین اگر کوئی مانگیگا تو نہ دونگی یہ کہکے
قفس اٹھایا لیکر چلی عمرو کے ہوش اڑ گئے کہ دیکھون اس ضعیفہ سے کیا گذرے
یہ تو بلاے روزگار ہی سیماب سے کیا کیا اقرار کیے ہین ہزار طرح سے اسکے تنگ
ہین اسپر کیا نقرہ چلیگا مگر حمالہ قفس لیے ہوے گلی کوچون کو طے کرتی ہوئی اپنے
مکان مین پہونچی عمرو نے دیکھا کہ ایک مکان خام بنا ہی جسمین چھپر پڑا ہی
دروازے مین کنڈی دی ہوئی دونون پٹ باندون سے بندھے ہوے
بڑھیا نے دروازہ کھولا عمرو نے دیکھا کہ مکان دھوئین سے سیاہ ہو رہا ہی
اس مین ایک چولھا بنا ہوا چولھے مین تنکے کوڑے کے رکھے ہوے ہین کالی
ہانڈیان مٹی کی چولھے پر رکھی ہین ایک توا لوہے کا رکھا ہی کہ جسمین صدہا چھید
عمرو کے ہوش اڑ گئے کہ عجب بلا کا سامنا ہی خدا اسکے شر سے بچائے ضعیفہ نے
قفس لاکر اسی چھپر مین ٹانگ دیا چند تنکے سینکیدن کے پڑے تھے اُنسے جھاڑو
دینے لگی کوڑا سمیٹ کر کنارے کیا ایک گھڑے مین سے ماش کی کھچڑی نکالی وہ
پانی سے دھوکر چولھے پر چڑھا دی سینکے جلا کر کھچڑی پکائی ایک کونڈے مین نکالکر
رکھی چراغ طاق مین رکھا تھا اُسکا تیل لیکر اُنڈیل دیا اور بیٹھکر کھانے لگی جب
کونڈا بھر کھچڑی کھا چکی تب صحن مین آئی ایک چبوترہ وہان بنا ہوا تھا اسپر ایک
گدا بچھا ہوا جسکی روئی جا بجا سے نکلی ہوئی پیوند لگے ہوے اُسپر بیٹھی اُسی چھپر سے
ایک بوتل نکالکر لائی اور ایک پیالہ مٹی کا لاکر رکھا شراب انڈیل انڈیلکر پینے لگی دم بھر مین
ساری بوتل پی گئی اب نشہ جو ہوا اُسی چھپر سے ایک طنبورہ نکالا جس مین بہت سے
کاغذ کے پیوند جا بجا لگے ہوے تار موٹے موٹے چڑھے ہوے بیٹھکر تنبورہ

چھیڑنے لگی جسمیں بھائین بھائین کی آواز آتی تھی اپنے مزاج کے موافق تنبورہ ملاکر ترانے
لگی کچھ سامری کی تعریف کچھ جمشید کی تعریف کبھی لات و منات کا نام لیتی ہی اسطرح ٹھمریان
گا رہی ہی جب دو پہر رات گذری اور خواجہ نے دیکھا کہ یہ خوب گانے مین مصروف
ہی جیون جیون رات گھٹتی ہی خواجہ کا خون گھٹ رہا ہی دلمین کہ رہے ہین کہ خواجہ بہت
برے پھنسے صبح کو صید ان خون کا سامنا ہی اے کریم کارساز تو ہی بچانے والا ہی اگر
رات گذر گئی تو غضب ہوا اگر ضعیفہ کو دیکھا کہ الاپ رہی ہی معلوم ہوتا ہی ارنا کچھ بنا
اتر رہا ہی خواجہ نے سوچتے سوچتے ایک تان ماری بجلی چمک گئی ضعیفہ نے
ہاتھ روک لیا تنبورہ بجانا موقوف کیا چہار جانب دیکھنے لگی سوچی کہ کہین سے
آواز آتی ہوگی مگر اہ حمالہ کیا آواز تھی کہ جسنے دل چھین کر دیا خواجہ نے دیکھا
اسپر اتنی تاثیر تو ہوئی کہ یہ مشتاق ہوئی اب دوسری تان ماری وہ ضعیفہ ادھر
ادھر دیکھنے لگی کہ یہ آواز کہان سے آرہی ہی پھر تنبورہ بجانے لگی خواجہ نے ابکے
مرتبہ پورا شعر گایا ضعیفہ کی نگاہ پڑ گئی اٹھ کھڑی ہوئی سیخچہ آہنی اٹھا کر عمرو کو کوچا
دیا کہا کیون نگوڑے یہ تانین تو نے لگائین تھین عمرو نے کہا ہین تو آپ کا گانا
سُن رہا ہون آجتک کبھی ایسا گانا نہ سنا تھا کیا آپ خوش آواز ہین آوازہین کیا
سوز و گداز ہی ضعیفہ نے اور ایک سیخچہ مارا کہا نگوڑے مجھے باتون مین لگاتا ہی
عمرو تڑپ گیا مگر خاموش تھر درویش بجان درویش دلمین کہا خواجہ اسکی باتین سہو
کچھ نہ کہو مگر حمالہ نے کہا مین تنبورہ بجاتی ہون انھین اشعار ون کو گا خواہ کوئی
ٹھمری نکال عمرو نے کہا مین گانا نہین جانتا حمالہ نے پھر سیخچہ چبھو دیا عمرو آہ کر کے
رہگیا تڑ صبا نے کہا کہ ہان خواجہ گاؤ نہین تو ابکی یہ سیخچہ آگ مین گرم کر کے تمھارے
پنڈے پر رکھدونگی خواجہ عمرو ڈرے کہ اس حرامزادی سے ڈرنا چاہیے یہ ضرور
سیخچہ گرم کر کے رکھدیگی تو اسکا کوئی کیا کریگا ناچار و مجبور ہوکر خواجہ گنگنانے
لگے اور یہ اشعار گانے لگے نظم

زلف پر خم مین کیا پھنسا ہی	ٹک ٹک کے صفیر بولتا ہی

غیروں سے تفقد ہو رہا ہے | ہم پہ ظالم یہ کب کیا ہے
آنکھوں میں جو تیری گھر کیا ہے | اے شوخ یہ طالع جیسا ہے
کیا جان کہوں تمھیں بُرا ہے | کہتے ہیں کہ جان بے وفا ہے
حاجت مرے کی تجھکو کیا ہے | یہ بھی یاروں کا تو تبیا ہے
جو کچھ ہو بُرا ہو یا بھلا ہے | عاشق تیرا تیرا آشنا ہے
تو مجھسے اگر پھرا تو کیا ہے | اے بت بندے کا بھی خدا ہے
ہم میں غیروں میں فرق کیا ہے | اچھا اچھا برا برا ہے
کہنے کی ہے جو صفیر محراب | وہ ختم رسل کا نقش پا ہے

پر صبا سمد بھر رہی ہے خود ابھی جان توڑ توڑ کر گا رہے ہیں مگر قضاے کار ریحان
کی چھوٹی بیٹی سمہ پارہ وہ بحر نہیں جانتی بارہ برس کا سن ہے شب ماہ کی چاندنی جو پھیلی تو
باغ میں بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزوں سے کہا مجھے نیند نہیں آتی ہے چلو شہر کی سیر
کریں یہ کہکر نکلی ہر طرف پھرنے لگی قضاے کار اسطرف بھی گذر ہوا علم موسیقی
میں نہایت دخل رکھتی ہے گانے کی آواز کان میں آئی ساتھ والیوں سے کہا
ارے یہ تو کوئی بیجا گانا گا رہا ہے نہایت ہی خوش آواز ہے کنیزوں نے کہا آپکی
دودی اماں کے گھر سے آواز آتی ہے دروازے پہ کھڑی ہو کر سنا کی کنیزوں نے
دروازہ دھب دھبایا اور پکار کر آواز دی کہ دائی اماں دروازہ کھولیے
حمالہ غیش زن نے جواب دیا کہ اری تم کون ہو کنیزوں نے کہا بی سمہ پارہ آپکی
پوتی صاحب آئی ہیں یہ سنکر حمالہ نے دروازہ کھولا عمرو نے دیکھا کہ ایک نازنین
نہایت حسین وجمیل بیشتر معیان گندمی ہاتھوں میں ہیکلیں پہنے ہوے بازوؤں پر جوشن
شہری اور اسپر نام ساحری وجمشید کا لکھا ہوا لگر ڈھنگے ہوے حمالہ نے جھلا کر
کہا کیوں بیٹی اس رات کو کہاں پھر رہی ہو یہ بات اور یہ سن یہ کہکر کنیزوں کو
برا بھلا کہنے لگی کہ کیوں شفلو تمھاری کیوں شامتیں آئی ہیں کہ تم اسوقت میں
بچی کو لیکر نکلی ہو ابھی کوئی سایہ سکہ ہو جائے تو باپ اسپر جان دیتا ہے پھر وہ کیا

کریگا مہ پارہ نے کہا دادی امان زیادہ خفا نہ ہوجیے نیند نہین آتی تھی مین خود اسوجہ سے نکل آئی آپ کے یہان کون گا رہا تھا حمالہ نے کہا بیٹا یہان کون شخص گانے والا ہی یہ ہی آواز سنی ہوگی مہ پارہ نے کہا آپ کی آواز تو کچھ ایسی نہین ہی یہ تو کسی کامل واکمل کی آواز تھی لہذا مجھے بتائیے حمالہ نے کہا بیٹا مین بھلا کیسے بتاؤن میرا ہی گانا تمنے سنا ہوگا مہ پارہ نے کہا آپ اپنا ذکر نہ کیجیے آپ کو تو مین نے ہزار مرتبہ سنا ہی مین کیا آپ کی آواز پہچانتی نہین ہون آپ کا گانا بے نظیر ہی عمرو نے پکار کر کہا اے ملکۂ عالم مین گا رہا تھا حمالہ نے جھلا کر کہا دور ہو ہوے تو کیون بولتا ہی لاؤن پنچہ تیرے سینے کو مہ پارہ نے کہا دادی امان یہ کون شخص ہی حمالہ نے کہا بیٹا یہ عمرو عیار ہی جسنے ملک ساحرون کے برباد کیے ششہ و دامہ کو مار اعتدال آباد کو لوٹ لیا کس کس ملک کا نام لون دل ٹکڑے ہوتا ہی تمہارے بڑے بچا نے گرفتار کرکے اسکو بھیجا ہی باپ نے تمہارے میرے سپرد کیا ہی مہ پارہ نے کہا چند ساعت کے واسطے یہ قفس مجھکو دیجیے حمالہ نے کہا بیٹا تم ابھی بچہ ہو دنیا کے نشیب و فراز سے واقف نہین ہو یہ بڑا اچالیہ ہی اسنے بڑے بڑے جادوگرون کو فریب دیے ہین جو اسکے دام مین پھنسا وہ مارا گیا بیٹا تم یہ ارادہ نہ کرو یہ موا نگوڑا ابول اٹھا کہ مین گاتا تھا اب تم سید ھارو تو مین اسکو سزا دون مہ پارہ نے کہا دادی امان یہ تو کچھ خطا کی بات نہین ہی اسنے کہدیا کہ مین گاتا تھا اس مین آپ کا کیا نقصان ہی ہر چند مہ پارہ نے کہا مگر حمالہ نے جھلا کر جواب دیا کہ چھوکری کچھ دیوانی ہوئی ہی مین زہر کیونکر تیرے ہاتھ مین بھلا دیدون صبح کو یہ میدان خونی مین جائیگا مہ پارہ نازک مزاج بادشاہ کی بیٹی یہ کلمے کبھی کاہے کو سنے تھے یہ سنتے ہی رونے لگی اور بال اپنے نوچنے لگی حمالہ نے کہا جو حال اپنا چاہے کرو مگر مین اسکو نہ دونگی مہ پارہ نے بہ منت کہا کہ دادی امان فقط اتنا عرصہ گذریگا کہ یہ غزل جو گا رہا تھا اس سے گوا کے لکھ لونگی پھر قفس آپ کے پاس پہونچا دونگی حمالہ نے کہا مین ہرگز نہ دونگی

کنیزون نے کان مین کہا واری آپ اس سے کیون کہتی ہین اپنے باپ سے چلکر کہیے وہ
ابھی بلاکر دس جوتیان مارینگے اور فریاد ہین یہ بھی کہیے کہ انکو قیدی دیا قید کرنے
کے واسطے یا گانا سننے کے لیے اگر وہ نہ سنتین تو میرے کان مین کیونکر آواز آتی یہ
سنکر سمہ پارہ کنیزون کو لیکر پلٹی روتی ہوئی محل مین آئی مان نے جو بیٹی کو بیزار
دیکھا گھبرا کر اٹھی کہنے لگی میری بچی کو کسنے ستایا اور کسنے رولایا سمہ پارہ نے سب
حال رو رو کر کہا کہ بی حمالہ بڑی خیرخواہ ہین باواجان نے قیدی جو دیا ہے اسکا گانا
سن رہی ہین ہنسنے جو کہا کہ ہمین غزلون کا شوق ہے چند ساعت کو اسکو لیجاوینگے
غزل لکھوا لیوینگے اور پھر قیدی کو بھیج دینا اسپر کلمات سخت کہے اور مارنے کو اٹھین
اے مادر مہربان ہین اپنی جان دیدونگی مان نے جاکر سیماب کو ایک دو تھپڑ مارا
کہا صاحب اٹھو میری تیرہ برس کی کمائی لٹتی ہے کون سی مصیبت پیدا کی ہے جو اس بیٹی سے
بھی زیادہ ہے سیماب آنکھین ملتا ہوا اٹھا سمہ پارہ کو دیکھا زار زار مثل ابر بہار
رو رہی ہے چیخین مار مار کے کہتی ہے نہ کھانا کھاونگی اور نہ پانی پیونگی جبتک حمالہ کا
سر بریدہ نہ دیکھونگی سیماب نے گود مین اٹھا لیا لاکھ بہلاتا ہے مگر سمہ پارہ نہین مانتی یہی
کہتی ہے مجھے قیدی کو دلوا دیجیے تو زندہ رہونگی ورنہ جان دیدونگی آپ حمالہ کو کہلا
بھیجیے ہم تو آپ کے دشمن ہین کہ قیدی کو لیجاکر چھوڑ دینگے بی حمالہ خیرخواہ ہین
ہم باپ کے دشمن ہین مان نے پشت پر سے آکر دوسرا دو تھپڑ سیماب کو مارا
کہا صاحب میری بچی رو رو کر جان دیئے دیتی ہے دو گھڑی مین کیا نقصان ہوجائیگا
جاکر قیدی کو دلوا دو سیماب ان خوبی کے وقت وہ خود بھی بیکل سیماب کو کچھ
نہ بن پڑا بیٹی کو گود مین لیکر چلا یہان حمالہ دروازہ بند کرکے سو رہی ہے سیماب نے
آکر ایک لات ماری کہ دروازہ گرا جب دھماکا ہوا تو حمالہ کی آنکھ کھلی کہتی ہوئی اٹھی
کہ یہ رات کو کیا آفت ہے سیماب نے کہا وائی امان قفس قیدی کا دیدو حمالہ
نے کہا او سیماب بڑا دھوکا کھاتا ہے اگر یہ نکل جائیگا تو پھر دستیاب نہ ہوگا اس
چھوکری کی کیا حقیقت ہے سیماب نے کہا او سمہ پارہ سنتی ہو کہ دائی امان کیا کہتی

ہین مہ پارہ نے کہا انکو بڑھیس لگا ہی سو کیتے ہین میرے باغ مین ہین دروازے پر سپاہیون کا پہرا ہی قفس مین یہ شخص بند ہی پھر کیونکر نکلجائیگا کیا پرپیدا کر لیگا سب اسکے گرد رہین کے قفس سے اسکو نہ نکالین گے فقط غزل لکھ لین گے سیماب نے کہا دائی امان تم سنتی ہو جمالہ وہی کہے جاتی ہی کہ اے سیماب لاڈلی بیٹی چینال ہوتی ہی یہ مجال نہین کہ تم ڈانٹو اور پہرہ مانگے سیماب نے کہا جو کچھ ہو چھوکری جان دیئے دیتی ہی دیکھو اسکی تو ہچکی لگی ہوئی ہی قفس لیکر مہ پارہ کے ہاتھ مین دیا کہا بیٹا بہت ہوشیار رہنا مہ پارہ نے کہا باواجان جب میدان خونی کی تیاری ہو جاسے تو کسی کو بھیجدیجیے گا وہ اس قیدی کو لیجائیگا چاہے قتل کیجیے چاہے بخشیے آپ کو اختیار ہی مہ پارہ قفس لیکر چلی خواجہ صورت زیبا کو دیکھتے ہوے جاتے ہین جی مین کہتے ہین کہ کیا معشوقہ ہی فرزندان حمزہ کے ہاتھ پہونچیگا پروردگار نے ایک سبب تو نکالا سیماب تو محل مین گیا جمالہ نے دروازہ بند کر لیا مہ پارہ قفس لیے ہوے اپنے باغ مین آئی باغ مین آکر مسند آراستہ کرائی بیٹھکر کہا کہ خواجہ گاؤ عمرو نے کہا کہ اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی انصاف کرو کہ مین کس حال مین ہون جو کچھ یاد ہی وہ بھی بھولا جاتا ہون مجھے رہا کر دو اور مین تمسے اقرار کرتا ہون کہ بدون تمھارے حکم کے کہین نہ جاؤنگا مہ پارہ نے کہا خواجہ مین بھی تمسے عہد کرتی ہون کہ تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہی پہلے حیلہ حوالہ کرکے تمھین بچاؤنگی آخر مین جو کچھ ہو باپ سے فساد کرونگی اور کہونگی کہ اس قیدی کو ایک ہفتہ رہنے دیجیے بعد ایک ہفتے کے انتظام ہو جائیگا یہ کہکر قفس کھولا خواجہ قفس سے نکلکر بیٹھے تو نکالی نے کو ملا کر یہ اشعار عاشقانہ نئے طور سے گانے لگے نظم

گلریز ہو وہ دہن ہمیشہ — غنچے سے کھلا چمن ہمیشہ
وہ کرتے رہے سخن ہمیشہ — نایاب رہا دہن ہمیشہ
ہم تم ملنے نہ پائین اک روز — نہ تھا بت و برہمن ہمیشہ
پچھتائین گے یہ لیفی زلف والے — ہین ناک مین رانہران ہمیشہ

دور و زہ کا ہو گلبدن کا جوبن		بڑھتی ہو تری پھبن ہمیشہ

مہ پارہ بیقرار ہو گئی کہتی ہو اے شہنشاہ اوج عیاری آپ اس فن کے کامل و اکمل ہین آپ کا کوئی مثل نہین ہو خواجہ فرماتے ہین اے ملکۂ عالم دل پر چھریان چل رہی ہین کیونکر جان بچیگی اور ملکہ تمھارے سر کی قسم مین نے کوئی خطا نہین کی لشکر حمزہ کا ہر کارہ ہون غریب گیا تھا غربال نے مجھکو گرفتار کر لیا آج یہ زور و شور ہو کہ اسے جلد قتل کرو زندہ نہ بچے لہذا اب آپ کو اختیار ہو انھین باتون مین صبح ہو گئی خواجہ نے کہا مین پیشاب کر آؤن ایک نخل کے نیچے جا کر گلیم اوڑھ لی کنیزون نے کہا حضور عمرو غائب ہو گیا پتہ نہین ملتا ملکہ نے حکم دیا سارا باغ چھانا کہین پتہ نہ ملا مہ پارہ رونے لگی کہتی تھی کیسا مردہ ہو مجھے وعدہ کر کے چلا یا مجھکو دھوکا دیا جب مہ پارہ رونے لگی تو خواجہ نے جو اسی مقام پر لیٹے تھے گلیم اتار کر کہا اے شہنشاہ حسن وجمال مین کہان چھپ کر کہان جاؤنگا اگر جاتا تو بھاگ جاتا مگر آپ کا حکم ہو تو جان دونگا آپ کے قدمون کو نہ چھوڑونگا ملکہ نے کہا خواجہ میری جان بھی تمھارے ساتھ ہو یہان صبح کو کل میدان خونی کی تیاری ہوئی سیماب میدان مین آیا دو جادوگر مصاحب اسکے گل جادو و دل جادو آئے کہا جاؤ یہ سوغات میری بیٹی سے کہنا کہ اے پارۂ جگر قفس حوالے کرو ایسا نہو کہ وہ آزردہ ہو دونون جادوگر در باغ ملکہ پر پہونچے خواصون نے جا کر کہا کہ دو جادوگر حاضر ہین آپ کے والد نامدار نے قیدی کو مانگا ہو ملکہ نے عمرو سے کہا آپ قفس مین بیٹھیے تو مین ان دونون کو بلاؤن خواجہ کو قفس مین بٹھا کر دونون جادوگرون کو بلایا کہا دیکھو تم خود اپنی آنکھون سے قیدی قفس مین بیٹھا ہو بابا جان سے کہنا کہ کل وقت تنگ ہو گیا تھا رات کم باقی تھی مین ایک غزل بھی لکھنے نہ پائی آج دن بھر کی اور رات بھر کی اور مہلت دیجیے کل مین اسکو میدان خونی مین لیکر آؤنگی دونون ساحرون نے آپس مین کہا یار و ملیٹ چلو سیماب کی یہ لاڈلی بیٹی ہو ایسا نہو کہیں خفگی آئے

وہ خود آکر طلب کرلیں گے دونوں جادوگر بہت خوب کہکر پلٹے آکر سیماب سے کہا
کہ ملکہ نے کل کا وعدہ کیا ہی ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ عمرو قفس میں بیٹھا ہی وہ باہر
نہیں نکلا آب و دانہ مانگتا ہی ملکہ نے کچھ کھانا پینا کبھی نہیں دیا ہی بھوک کے مارے
اُسکا عجیب حال ہی ایک خدمتگار کو سیماب نے حکم دیا کہ جاکر ملکہ سے کہو کہ بیٹیا
جب قتل کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ کیا خواہش ہی لہذا قیدی کو کھانا پانی ضرور
دینا خدمتگار نے آکر ملکہ کو اطلاع کی ملکہ نے کہا اب باپ نے حکم دیا ہی ضرور
کھانا دونگی خدمتگار کو بھی دکھا دیا کہ دیکھو تو قیدی قفس میں بیٹھا ہی مجھے ارشاد
قبلہ و کعبہ کا بڑا خیال ہی میں نے قیدی کو بڑی تکلیف پہونچائی اب دن کو کھلا کے
سنونگی غزل لکھوا لونگی کل سرکار کو اختیار رہی یہ سنکر خدمتگار چلا گیا جاکر سیماب سے
اطلاع کی کہ صاحبزادی نے آپ کی بڑا انتظام کیا ہی ہمارے سامنے قیدی قفس
میں تھا اب اُسکو کھانا پانی ملیگا ناحق کو رات کو عمر کیا سو بہتر ہے اگر قید رہتی
تو وہ گانا سنتیں یقین اور غزل کے دس بارہ شعر اُسکا لکھنا کتنی بڑی بات تھی یہاں
ملکہ نے بعد جانے خدمتگار کے دروازہ باغ کا بند کرا لیا خواجہ قفس سے نکلے باغ میں
پھر رہے ہیں اگر چلے جائیں تو کوئی روکنے والا نہیں مگر خواجہ دمبدم سامنے آتے
ہیں کہتے ہیں ملکہ میں حاضر ہوں دیکھیے اگر چلا جاتا تو کون دیکھتا ملکہ کہتی ہی کہ
خواجہ نہ گھبراؤ دو تین دن حیلہ حوالہ کرونگی آخر کہونگی کہ ایک ہفتہ کی مجھے مہلت
دیجیے تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہی مگر افسوس ہی کہ میں نے سحر نہیں سیکھا
یہاں خواجہ نے شام کو گانا سنانے فرمایا کہ اے ملکہ عالم آج چاہتا ہوں
کہ ایک کمال آپ کو اپنا دکھاؤں ملکہ نے کہا سوا گانے کے اور کیا کمال ہی
عمرو نے کہا ساقی گری خوب کرتا ہوں کہ پاؤں سے ناچوں ہاتھ سے بتاؤں
سر سے شراب پلاؤں ملکہ نے کہا خواجہ یہ تو بہت دشوار ہی خواجہ نے کہا
آپ کو آنکھوں سے دکھا دوں جام سر پہ رہے کیا مجال کہ قطرہ گرنے پائے
ملکہ راضی ہوئیں خواجہ نے کنجی میخانے کی لی کل شراب میں بیہوشی ملائی پکار کر کہا

ہان صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین دوڑین گلابیان اٹھانے لگین
خادم خدمتگار کنیزین سب نے شراب لی خواجہ نے چند گلابیان الماس نگار کی جھاڑین
اُس مین نوار مغوانی بھری کلمڑے اُنکے تمامی سے باندھے جب لیکر محفل مین آئے تو ملکہ
نے کہا دیکھو صاحبو عمرو کس سلیقے سے شراب لایا ہو کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے
عمرو نے لا کر گلابیان رکھین پہلے گت ناچی پھر جام لبریز کیا سر پر رکھکے سامنے ملکہ کے
آئے ملکہ کہتی ہو اے صاحبو دیکھو کیا کمال ہو کہ سر پہ جام بھرا ہوا رکھا ہو کیا مجال ہو کہ ایک
قطرہ گرنے پائے کسکی مجال ہو کہ یہ کمال دکھا سکے مین اسکو اپنی مصاحبت مین رکھونگی
خواجہ نے قریب آکر سر جھکایا کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
ملکہ انعام دے رہی ہین خواجہ کہتے ہین اے ملکۂ عالم یہ انعام رکھا رہجائیگا اور
ہم قتل ہوجائینگے سپارہ کہتی ہو خواجہ تمھین کون قتل کرسکتا ہو مین سوچلے
کرونگی آخر مین کہہ دونگی کہ یہ میری مصاحبت مین رہیگا باواجان اگر قبول نہ کرینگے
تو مین صاف صاف کہہ دونگی کہ مین اپنی جان دونگی میری جان جانا وہ نہین گوارا
کرینگے کہدونگی اسکی جان بخشی کیجیے ضرور میرا کہنا مان جاوینگے مین تمکو اپنی مصاحبت
مین رکھونگی خواجہ تم نہ گھبراؤ دیکھو آج بچا لیا کل دوسرا فقرہ کرونگی یقین ہو کہ میرے
باواجان میری خاطر شکنی نہ کرینگے مین عرض کرونگی اسکو کون برا کہتا ہو چچا جان نے
گرفتار کرکے بھیجا ہو باغ مین پڑا رہیگا کھانا ملجائیگا دن بھر ہنسی دل لگی مین بسر کرتا ہو
اسکی ذات سے رنج نہ آنے پائیگا عمرو نے سر جھکایا ملکہ نے جام پیا کنیزون کو بھی
اشارہ کیا کہ ارے تم انڈیلکر پیو کیا سب اس کی مشتاق ہو کہ تمکو بھی سر سے پلاوے
خواجہ نے کہا ٹھہر جا۔ لیجیے مین ان سب کو پلاؤنگا ہر ایک خواص کو بلا کر بٹھلا لا
ہو شراب دے رہے ہین کنیزین کہتی ہین واری اگر یہ مصاحبت مین رہے گا
تو بڑی چہل پہل رہیگی دیکھیے آج دن بھر کیسا ہنگامہ رہا اسی طرح یہ شخص ہر روز
دل لگی کریگا آپ کے پاس غم نہ آئیگا خواجہ نے تھوڑے ہی عرصے مین سب کو
شراب پلائی کنیزون مین دست درازیان ہونے لگین کوئی کہتی ہو بوا تمھارے

سر پر کوا بیٹھا ہی کوئی کہتی ہو تیری پشت پہ سانپ دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی کہتی ہو لوا
مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی دیکھو سامری جمشید بھی آگئے ہین وہ
اشارے کر رہے ہین کہ ہمکو بھی شراب پلاؤ اگر قدرت کو نہ پلاؤ ینگے تو وہ آزردہ
ہو جاوینگے قدرت کی آزردگی کون گوارا کریگا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھین
پکارتی ہوئی کہ یا خداوند آئیے شراب پیجیے اٹھتے ہی بیہوش ہو کر گرین اور کنیزین بھی
لینا لینا کہکر دوڑین جو اٹھی وہ گری دم بھر مین سب بیہوش ہوئین خواجہ عمرو نے
مہ پارہ کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور مہ پارہ کی شکل بنکر مسند پر دوشالہ تان کر
سو رہے کنیزین بھی سو رہی ہین نشے مین شراب کے بیہوش پڑی ہین چار پہر رات
اسی حال مین گذری وہ وقت آیا کہ طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آشیانون سے
نکلکر شاخون پر بیٹھے مرغ سحر نے آواز دی اور ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ایک
خواص کی آنکھ کھلی دیکھا ملکہ سو رہی ہین اور عمرو کا پتہ نہین قدمون پر ہاتھ رکھکر
ملکہ کو جگایا کہا وارے عمرو بھاگ گیا یہ سنتے ہی ملکہ رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا
مجھے تو اسکی جدائی بہت شاق ہی اور باپ سے کیسی شرمندہ ہونگی صاحبو تمکو یاد
ہوگا کیا کیا غزلین گاتا تھا کل رات کو یہ غزل کس لطف سے اسنے گائی تھی **نظم**

یون مرے گھر سے الٰہی شب یلدا نکلے — جسطرح صبح کو بیمار کا صدقا نکلے
ساقیا رند بہت روزون پہ ہین آنکلے — آج تو کوئی ابلتا ہوا شیشا نکلے
باغ ہی بارہ ہی شغل مے و مینا سے فلک — آج تو ابر دھوان دھار برستا نکلے
مثل یوسف ہو تو بازار مین آنا کیا تھا — کیا ہو کوئی جو خریدار تمہارا نکلے
چاندنی روزن در سے جو شب ہجر آجاے — جگنو بن بن کے مرے گھر سے اجالا نکلے
سحر وصل ہی جاتے ہین وہ گھبرا ای دل زار — دم جو ایسے مین نکلجاے تو اچھا نکلے
دہاندست ہون ایذا پہ جو پہنچے ایذا — نہ کبھی منہ سے مرے ایک کا شکوا نکلے
کل انھین مین نے کہا تھا کہ تمہین دل دونگا — آج ہی کرتے ہوے گھر سے تقاضا نکلے
ہم وہ پیراک ہین طوفان الم مین نہ رکے — صورت موج روان کاٹکے دریا نکلے

ہم بھی آمادہ ہین نوک سر مژگان کی قسم | آپ سے چھیڑ نکلتی ہو تو اچھا نکلے
کھلکھلا جانے برانداز و نیچال اپنا صفیر | باندھکر جیب در و لب سے ادا نکلے

یہ غزل جب اُسنے گائی ہو تو ہمین سنے بڑی تعریفین کین اور تھیلیون کا مال لا دیا عمرو
میرے ساتھ سے اعتنائی کر گیا جان کا خوف تو تھا ہی پھرتا ہوا جی مار سے وہ بھاگا کہ
جان نہ بچیگی ادھر سے جاؤ باغ مین چہار جانب تلاش کرو کنیزین دوڑی دوڑی پھرتی
ہین کہین پتہ نہین ملتا درختون مین دیکھا جھاڑیون مین دیکھا کمرون مین ڈھونڈا مگر
جب کہین عمرو کا نشان نہ پایا تو ساشہ آکر رونے لگین کہا ارے ہیہات عمرو
نکلگیا چالا چلاک پکا آکر اور نیچ بیٹی مین سر پار رونے کہا اسے غضب ہوا اب تو منہ
دکھانے کے لایق نہ رہی یہ کہکر اپنی بال پریشان کر دیے کہا ہاے مین کنوئین
مین گر کر اپنی جان دونگی ماں باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ فرماوینگے ہمارے دشمن
کو کھو دیا اور سب سے زیادہ انکی دائی اماں صاحبہ فساد دیا ویگی کہینگی کہ چھوکری
یو دم دیکر عمرو نکلگیا تو مین کیا جواب دونگی یہی بہتر ہو کہ اپنی جان دیدون یہ کہکر
طرف کنوئین کے دوڑی خواصین لپٹ گئین اپنے کو زمین پر گرا دیا کپڑے پھاڑ ڈالے
منھ پر تماچے مار رہی ہو کہتی ہو کہ صاحبو مجھکو چھوڑ دو کہ مین اپنے کو کنوئین مین
گرا دون خبردار یہ خبر باہر نہ جانے کہ عمرو غائب ہوگیا وہان سیماب نے میدان
خونی کی تیاری کی آتشین دو داؤن جادوگرون کو بھیجا کہ جا کر بیٹی سے کہنا کہ آج تو
قیدی کو لیکر میدان خونی مین آؤ کہ مین سر آشکار وار کرون کہ غربال کو خوشی ہو
جادوگر جو دروازے پر آئے سنا کہ باغ مین ایک بلا ہو کنیزین پیٹ رہی ہین
کہ صاحبو غضب ہوتا ہو ملکہ اپنے کو کنوئین مین گرا دیتی ہین ہم لوگ روک
رہے ہین جادوگرون سے کنیزون نے کہا ارے جاکر انکے باپ کو اطلاع کرو
کہ جلد آئیے آپ کی صاحبزادی جان دیتی ہین ایسا نہ ہو کہ دشمنون پر کچھ گذر جائے
اپنے کو گرا دیا ہو زمین مین پچھاڑین کھا رہی ہین ہم لوگ لاکھ روکتے ہین وہ
نہین رکتین اگر باپ انکے آوین تو شاید انکے روکے سے رکین محل مین بھی

خبر کر دینا ماں اُنکی تاکید کرکے اپنے شوہر کو روانہ کرینگی جو کچھ ہوا اُنکے سامنے ہو ورنہ
ہم لوگ گنہگار ہونگے جادوگر یہ خبر سنکر بھاگے پہلے دروازے پر محل کے آئے مخلدار
نے کہا صاحبزادی کی ماں سے اطلاع کردو کہ عمرو تو بھاگ گیا بلکہ اپنی جان دیئے
دیتی ہیں مخلدار نے جو جاکر کہا ماں بلک بلک کر رونے لگی کہتی تھی صاحبو غضب
ہوا وہ بڑی نا حسیب بغیرت ہو عمرو پر جان دیگی ہائے میری تیرہ برس کی مشقت جاتی
ہو یہ کہکر دروازے کیطرف چلی مخلدار نے کہا آپ کہاں جاتی ہیں کہا صاحب میں باہر
نکل جاؤنگی پردہ کیسا میری دولت لٹتی ہو میں جاکر اُسکے باپ سے اطلاع کروں
کنیزوں نے کہا وا ابھی ہم جاتے ہیں اور جاکر اطلاع کرتے ہیں محل میں ہلڑ ہو گیا
کہ عمرو دغا دے گیا صاحبو جان کا خوف بڑی چیز ہو اسی مارے بھاگا کہ میں قتل
ہو جاؤنگا اُنکے باپ کو اطلاع ہو کہ وہ جاکر سنبھالیں نگوڑا قیدی بھاگ گیا تو
بلاسے وہ قیدی کے واسطے جان دینگی یہاں وہ دونوں جادوگر پاس سیماب کے
آئے اطلاع کی کہ حضور عمرو بھاگ گیا بی سیماپارہ مارے شرم کے اپنی جان دیئے دیتی ہیں
کہ میں ماں باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی سیماب کو سناٹا آگیا کہ ایک طرف سے رونیکی
آواز آئی سیماب نے دیکھا کہ چند خواصیں میری جورو کی پیٹتی ہوئی آتی ہیں سامنے
سیماب کے آکر کہا کہ حضور نے کچھ سُنا عمرو تو بھاگ گیا آپ کی صاحبزادی اپنی
جان دیئے دیتی ہیں اور محل میں سیماپارہ کی ماں بھی بگڑی ہوئی سر پٹک رہی ہیں اور
پچھاڑیں کھا رہی ہیں کہتی ہیں کہ جلد جاؤ میری بچی کو لاکر مجھسے ملاؤ ورنہ میں اپنے کو
کوٹھے پر سے گرا دونگی سیماب گھبرا گیا طرف باغ کے چلا مصاحب سب پشت پر
جلاد وغیرہ رخصت ہوسے کہتے تھے اب کسے قتل کریں قیدی تو بھاگ گیا
سیماب جادوگر گھبرایا ہوا اور باغ پر پہونچا دیکھا باغ سے ایک ہلڑ کی آواز
آرہی ہو خواصیں چلا رہی ہیں کہ لو صاحبو غضب ہوا بی سیماپارہ گرتی پڑتی حوض
تک پہونچی ہیں کنیزیں بمشکل پکڑ رہی ہیں سیماب اندر آیا دیکھا سیماپارہ
بحالت زار کنیزوں میں پانوں لٹکائے بیٹھی ہو اور کنیزیں لپٹی ہوئی ہیں سیماپارہ کہتی ہو

مجھے چھوڑ دو ایسا نہ ہو بادا جان آجاویں تو میں اُنھیں کیا منھ دکھاؤنگی کہ سیماب نے
آکر کہا ای نور نظر تم کیوں جان دیتی ہو عمرو کہاں بھاگ کر جائیگا جلد اری کو وہ سیماب
کی روح تنگ ہو میں ابھی جادو گردن کو دوڑاتا ہوں کہیں چھپا بیٹھا ہوگا جادوگر
پکڑ لاوینگے وہ مکار یہاں سے نکلکر کہاں جاویگا میری بیٹی کو دھوکا دے کر چلد باہر
مہ پارہ و نقل نے جب باپ کو دیکھا چاہا کنوئیں میں گر پڑے کنیزیں دوڑ کر لپٹ گئیں لیکن
باپ نے آکر گود میں اٹھا لیا مہ پارہ سر اپنا اونچے لگی کہتی تھی کیوں حرامزادیو تمنے
اسی لیے مجھکو روکا تھا میں باپ کو صورت نہ دکھاتی کنوئیں میں گرتی میرا جنازہ
دیکھتے تو فرماتے کہ تیرہ برس کی مشقت ضائع ہوئی تھا یہ ماں کو بھی افسوس ہوتا
میرا ابھی جنازہ آج ہی اُٹھتا یہ تو لوگ کہتے کہ غیرت دار تھی بڑا حجاب ہوا کہ اپنی جان
دیدی یہ کہکر چلا چلا کر رونے لگی سیماب نے نہ چھوڑا حکم کیا ارے محافہ لاؤ میں اسکو
محل میں پہونچاؤں ای بیٹا ایسی بات نہ کرو قیدی تھا بلا سے بھاگ گیا تمھاری کیا خطا
تم ناحق اپنے کو پراگندہ کرتی ہو مہ پارہ کہتی ہی بادا جان وہ حرامزادی طعن و
تشنیع کریگی کہ بیٹی کو چھوکری تو عمرو نے دھوکا دیا کس طرح نکلگیا مجھے یہ طعن و تشنیع ہرگز
نہ سہے جاوینگے سیماب کہتا ہی ای پارہ جگر مجال کو کیا دخل ہو کہ تم پر طعن و تشنیع کرے اُسکی
ذات کا سارا فساد ہو اگر وہ نہ لگاتا نشتی تو یہ آفت کا ہنگامہ برپا ہوتی محافہ آیا بیٹی کو محافے
میں لیکر سوار ہوا ڈیوڑھی پر آکر محافہ پہونچا ماں بیٹھی ہوئی نکل آئی کہتی تھی ہای میری
بچی کو ایسی غیرت آئی کہ جان دینے کو آمادہ ہو خواصوں نے کہا واری اگر ہم لوگ نہ لپٹ
جاتے تو کنوئیں میں گر پڑتیں کیسی آفت برپا ہوتی ہم لوگ کیا منھ دکھاتے ماں نے
دوڑ کر بیٹی کو گود میں لیا کہا بیٹا اب شرم نکرو تمھارے چچا اُس عیار کو پھر گرفتار کرکے روانہ
کرینگے سیماب نے کہا صاحب غربال کیسا میں ابھی گرفتار کرا کے منگواتا ہوں میری
صاحبزادی ناحق شرمندہ ہیں ماں گودی میں لیکر بیٹی کو محل میں آئی مگر مہ پارہ کا رونا
کم نہیں ہوتا ہی سکتے جاتی ہو کہ میں نے تم سب کو منھ دکھایا حرامزادی خواصوں نے
مجھکو کنوئیں میں نہ گرنے دیا میرا خاتمہ ہوتا تو ماں باپ کو معلوم ہوتا غیرت دار تھی

کہ اپنی جان دیدی مجھکو زندہ کیوں رکھا باپ ماں دونوں لپٹے ہوئے ہیں دائیں
دائیاں انائیں سب کہہ رہی ہیں کہ بی بی تمہارے باپ کو سامری و جمشید سلامت
رکھیں انکی عملداری بہت وسیع ہے اب وہ ساحروں کو بھیجکر گرفتار کرا منگائیں گے
تم عمرو سے پوچھنا کہ کیوں بھاگ گیا شفا سہ پارہ نے کہا میں تو قفس سے اُس کو
نکالتی تھی اور ہر وقت جاگا کرتی تھی اتفاقاً میں سوگئی اور یہ سب خواصیں بھی بیٹھے بیٹھے
سوگئیں آخر کو یہ انجام ہوا کہ وہ بھاگ گیا میں زندہ نہ رہونگی تڑپ تڑپ کے اپنی
جان دونگی اناجی یہ خیال تو کرو کہ دو پہر رات گئے ہیں اُدھر سے گذری تو بی جمالہ
گا نا سن رہی تھیں مجھ کمبخت کو بھی شوق ہوا کہ اسکا گانا سنوں اُس شوق نے یہ
نوبت پہنچائی کہ میں ماں باپ سے شرمندہ ہوئی میں نہیں چاہتی تھی کہ یہ لوگ میری
صورت دیکھیں بلکہ میرا جنازہ انکے سامنے آئے ماں کہتی ہے بی بی دمبدم جنازے کا
نام نہ لو میرا کلیجہ پھٹتا ہے ایسا نہ ہو کہ میرا دم نکلجائے سہ پارہ کہتی ہے او مادر مہربان
مجھ بدنصیب کو مرجانے دیں اگر اسکو جمالہ سے نہ لاتی تو کیوں یہ آفت برپا ہوتی ماں کہتی
ہو کہ بیٹا بس اب صبر کرو عمرو گرفتار ہو جائیگا کہاں بھاگ کر جائیگا ہزارہا ساحر اُسکی
تلاش میں نکلے گا جہاں کہیں ہوگا وہاں سے گرفتار ہو جائیگا میں سمجھا لونگی سارا
دن اسی ہنگامے میں گذرا کہ لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پہ ڈالی مجنون روز
بہ صد سوز داخل نجد مغرب ہوا مگر رونا سہپارہ کا نہیں کم ہوا سیماب نے اپنی
زوجہ سے کہا کہ صاحب اسکو لیکر لیٹو شاید سو جائے ماں نے گلے سے لگا لیا اور
پلنگ پر لیکر لیٹی سیماب نے بھی اپنا پلنگ قریب بچھوایا کہتا تھا صاحب ایسا نہو
کہ ہم لوگ غافل ہوجاویں اور یہ اُٹھکر اپنی جان دیدے محل میں جو اندر دکنواں
ہو اُسکو تو بند کر دو کنیزوں سے کہا ہوشیار رہنا مگر ماں نے گلے لگا کر تھپکیا
تو سہپارہ سوگئی ماں نے اشارہ کیا کہ او صاحب سامری و جمشید نے عنایت کی
کہ سہپارہ سوگئی اب محل میں کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر جاکر
لیٹو صاحب تم بھی پلنگ پر لیٹو دن بھر بلا کے [illegible]

اپنے پلنگ پر لیٹا ماں مہ پارہ کی مہ پارہ کو سلا رہی ہو جب دیکھا کہ بیٹی گہری خراٹے
لینے لگی تب اپنے بھی تکیے پر سر رکھا سیماب جادوگر دن بھر کا تھکا ہوا تھا لیٹتے ہی
سو گیا خواجہ بھی اپنے اپنے مقام پر جا لیٹیں جو لیٹی وہ سو گئی دو پہر رات گئے محل
میں سناٹا ہوا خواجہ نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ ایک طرف سیماب لیٹا ہے لیکن خراٹے
لے رہا ہے خواجہ نے بیہوشی سونگھا سیماب کو اٹھا کر زنبیل کیا آپ سیماب کی
شکل بنا پلنگ پر بیٹھے رات بھر اسی سناٹے میں گذری صبح کو سیماب کی آنکھ کھلی
زوجہ کو جگایا کہا ارے بتلا تو میری بیٹی کہاں گئی ماں جو اٹھی بیٹی کو نہ پایا پیٹنے لگی
سیماب نے کہا او قحبہ بتا میری بیٹی کو تو نے کھو دیا میں تجھ کو قتل کرونگا ماں نے ملکہ
مہ پارہ کی منگنی لیا شور ہے آہا صاحب لو مجھے قتل کر دو جانتی تھی کہ شوہر میرا
مجھے بہت چاہتا ہے جب میں خود کہونگی تو قتل نہ کریگا مگر سیماب نے بال پکڑ کے
ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ زوجہ کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار کھینچے ہوئے چلا کہا
ہائے مہ پارہ کا پتا نہ لگا تو میں خاموش نہ ہوں قیامت برپا کرونگا
اور لوگوں نے دیکھا کہ سیماب کو ایسا غصہ ہے کہ زوجہ کو اپنی مار ڈالا اب کنیزوں
کو اپنی قتل کر رہا ہے خوف سے بھاگ بھاگ کر جا بجا چھپ رہی ہیں سیماب نقلی تلوار
کھینچے ہوئے دروازے پر آیا چوبدار کھڑا تھا اٹھ کے سلام کیا سیماب نے ایک ہاتھ
تلوار کا مارا اور کہا ہم تو بیٹی کے غم میں ہیں اور تو ہمیں سلام کرتا ہے چوبدار کے
دو ٹکڑے ہوئے جو سپاہی کہ پہرے پر تھا وہ کانپتا ہوا اٹھا سیماب کو سلام کیا
سیماب نے ہاتھ تلوار کا مار کہا او بے ادب ہم تو بیٹی کے غم میں ہیں اور تو ہمکو
سلام بھی نہیں کرتا جو سامنے آیا اسے قتل کیا دربار میں وزرا امرا جمع ہیں اور
کہ رہے ہیں کہ سیماب کا قلب الٹ گیا اپنی زوجہ کو مار ڈالا دربار میں لاؤ اسے
سمجھا کر حضور تامل کریں ہم لوگ مہ پارہ کو ڈھونڈنے جاتے ہیں تمام سرحد کو
چھانتے ہیں سیماب کہتا ہے ہائے نہیں معلوم میری دختر کہاں چھپی ہو گی کہیں جنگل
میں پھرتی ہوگی یہی کہتا ہوا دربار میں آیا کہ آج کل سلطنت کو مٹا دونگا تخت پر چلا

کہا کیون صاحبو انصاف تو کرو کہ یہ فساد کسکی ذات سے برپا ہوا اگر حمالہ اُسکا گانا
نہ سنتی تو وہ نادان کیون مشتاق ہوتی چند ساحر جادو بن اور حمالہ کو کھینچے ہوے لائین
وہان حمالہ سو کر اُٹھی ہی منھ وغیرہ دھو رہی ہی کہ خبر سُنی عمرو بھاگ گیا صدپارہ بھی
کہین نکل گئی سیماب نے اپنی زوجہ کو مار ڈالا اب دربار مین آیا ہی حمالہ نے کہا
ہم تو جانتے تھے کہ عمرو کی قید آئی ہی کچھ آفت ضرور برپا ہوگی آخر نکل گیا ناشن چھوکری کی
کیا حقیقت تھی اُسکو دم دیکر بھاگا ٹھہرے بڑے ساحر تو اُسکے دام فریب مین پھنسے
ہین وہ چھوکری نادان کیا فریب کو سمجھتی کہ چند ساحر آکر پہونچے کہا بی حمالہ چلو تمکو
سیماب بلاتے ہین حمالہ لٹھیا تھام کر اُٹھی بڑبڑاتی ہوئی چلی کہتی ہوئی کچھ سیماب
دیوانہ ہوا ہی دشمن نے زوجہ کو کیون مار ڈالا کیا مجھکو بھی قتل کریگا مین اُسکے
سامنے سر جھکا دونگی کہدے اِس دائی کو بھی قتل کرو ورنہ مجھے حکم دے کہ مین عمرو و صدپارہ
کو ڈھونڈھکر لاؤن یہ خوب سمجھ لے کہ وہ تیری سرحد سے نہین نکل سکتا جنگل مین وہ
بھٹکتا پھرتا ہوگا اور یہ صاحبزادی جو نکل گئی ہین کسی کے گھر مین جا بیٹھی ہونگی مین
ڈھونڈھکر لے آؤنگی جادوگر کہتے ہین بی حمالہ چلیے تو سہی سیماب بڑے غصے مین
بیٹھا ہوا ہی مصاحبون پر یہ قہر جھلا رہا ہی کہ حمالہ بکتی جھکتی دربار مین آئی سیماب کو
دیکھا تخت پر بیٹھا ہی اور تیغ برہنہ آگے رکھا ہی جیسے ہی حمالہ کو دیکھا اُسنے کہا
کیون دائی امان تمنے یہ آفت برپا کی تمکو قید کرنے کو دیا تھا کہ گانا سُننے کو نہ تم اُسکا
گانا سنتین نہ چھوکری اُسکی مشتاق ہوتی تمھاری ہی ذات سے آفت برپا ہوئی اگر تم
نہ گانا سنتین تو یہ آفت کاہے کو ہوتی حمالہ نے کہا بیٹا مین نے بتیس دھار دودھ
تجھکو پلایا ہی جب تو نے پرورش پائی اگر مین خطاوار ہون تو میرا سر کاٹ لے
یہ کہکر سر جھکا دیا سیماب نے تلوار اُٹھائی اور کہا دائی امان تمھین کیا مین زندہ
چھوڑونگا یہ کہکر ہاتھ مارا کہ حمالہ کے بھی دو ٹکڑے ہوے حمالہ کو مار کر طرف
مصاحبون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو تم یہی چاہتے تھے کہ اپنی دائی امان
کو مار ڈالون تمنے مجھکو نہ سمجھایا یہ کہکر داہنی طرف اِشارہ کیا کہ بائین پہ جو مصاحب

بیٹھا ہو اسکا سر کاٹ لے داہنی طرف سے اُٹھکر ایک ساحر نے دوسرے ساحر کا سر کاٹ لیا
سیماب نے کہا دیکھو صاحبو یہ ساحر ایسا اسکا دشمن تھا کہ کہتے ہی اسکا سر کاٹ لیا ہان
صاحبو اسکا بھی سر کاٹ لو فرداً فرداً کر کے اسیطرح سب مصاحب قتل کیے چند
ساحر جو باقی رہے اُنسے کہا کہ ایک چولھا بناؤ اُس مین آگ روشن کرو اور ایک
کڑھاؤ اُسمین بہت سا تیل ڈالکر چولھے پر چڑھا دو مین بھی اپنی جان دونگا کیونکہ
بعد زوجہ کے اور ایسی بیٹی کے زندگی بیکار ہے سب ساحرون نے جلدی جلدی
چولھا بنایا آگ سلگا کر کڑھاؤ اُسپر رکھا تیل اُس مین بھر دیا اسقدر آنچ ہوئی کہ
تیل اُچھلنے لگا سب سے کہا باہر جاؤ اب مین اپنی جان دیتا ہون سب ساحر باہر
گئے آپس مین کہ رہے ہین یہ ظالم بھی اپنی جان دے تو جھگڑا پاک ہو سیماب نے صدہا
کو مار ڈالا سب لاشے پڑے ہین مگر سیماب نقلی نے دروازہ بند کر لیا اور
سیماب اصلی کو زنبیل سے نکالا زبان مین سوزن دیدیا ہے سیماب کی جو آنکھ کھلی
اسنے دیکھا کہ ساری بارگاہ مزیدار انصاحبان بنی ہو اور میری شکل کا دوسرا جوان تیغ کھینچے
کھڑا ہو گھبرا گیا کہ میرے مصاحبون کو کسنے مارا عمرو نے کہا اے سیماب آگاہ ہو منم
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری سب کا خاتمہ کر چکا اب تمھین اس تیل مین
ڈالونگا دیکھا تمنے میری قید کے آنیکا مزہ اُٹھایا سیماب تڑپا جی مین کہتا ہو کسکو
پکارون عمرو نے تو سب کا خاتمہ کر دیا یہ کیا شعبدہ تھا کہ بیٹی غائب ہوئی اور یہ
ظالم حاکم بنکے بیٹھا حمالہ کا بھی لاشہ پڑا ہے دائی امان وہ ساحرہ تھین کہ اگر لڑائی
پڑتی تو لاکھ ساحرون سے لڑ سکتین مگر اس ظالم نے کیا کیا کہ اُنکا بھی سر کاٹ لیا
مگر عمرو نے سیماب کو اُٹھا کر کڑھاؤ مین ڈالدیا ایک دھماکا ہوا عمارتین جو ایکے
سحر کی تھین وہ گرین باہر جو جادوگر کھڑے تھے اُنھون نے آپس مین کہا کہ لو
صاحبو خاتمہ ہوا سیماب نے بھی اپنی جان دی اب دروازہ کھولکر اندر چلو
اندر جو آئے دیکھا سیماب تخت پر بیٹھا ہو تلوار کھولے ہاتھ مین ہر ایک کا قول ہے
کہ یہ ظالم تو زندہ بیٹھا ہی مگر کچھ کہہ نہین سکتے جانتے ہین کہ ساحر زبردست ہو اگر ایسی

بوہین گے تو یہ سب کو قتل کر ڈالیگا کوئی اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا عمرو نے پکار کر
آواز دی کہ یارو تم مجھکو کیا جانتے ہو مجھے بھی پہچانتے ہو سب نے کہا آپ ہمارے
مالک ہین ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم دیجیے وہ بجا لاوین ہمین بھلا کسی بات مین
عذر ہی عمرو نے کہا آگاہ ہو کہ تم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار صاحبو تمنے دیکھا مین نے سب مفسدونکو مار ڈالا اگر
چاہتا تو تم سب کو بھی قتل کر ڈالتا مگر تمکو غریب جانکر چھوڑ دیا اب کہو تمھاری بھی فکر
کرون سب نے کہا ہم تو تابعدار ہین تب عمرو نے سہ پارہ کو زنبیل سے نکالا
سہ پارہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا تمام دربار مزبلۂ قصابان بنا ہوا ہے اور جمال کا لاشہ
پڑا ہے عمرو بصورت اصلی تخت پر بیٹھا ہے سہ پارہ کو عمرو نے تخت پر بٹھایا اور تمام رعایا
کو جمع کیا کہا صاحبو یہ تمھاری بادشاہ ہین جاکر غربال کی فکر کرون جاتے ہی اُنکی
گردن توڑونگا کہ بڑے ساحر زبردست ہوا اب کہو کہ کیا ہوا کو وہ سیماب تباہ ہوگیا
سیماب و جمال سب مارے گئے رعایا نے سلطنت سہ پارہ قبول کی عمرو سہ پارہ
کو بادشاہ کرکے سیماب کی شکل بنا ایک سر کو بصورت سر عمرو بنایا اور نیزے پر
اُسے رکھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ عمرو کو قتل کیا اور اب مین
اپنے بھائی کی ملاقات کو جاتا ہون راہ مین جو شخص سُنتا ہے وہ حیران ہوتا ہے
اور ساحر خوشیان کرتے ہین کہ قاتل ساحران مارا گیا اب فراغت ہوگئی اب
کون ساحرونکو قتل کریگا وہ شخص مارا گیا کہ جسکا مکاری مین مثل نہ تھا راہ مین
جو قریہ و قصبہ ملتا ہے وہ لوگ دعوتین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اے سیماب تمنے
کیا کار نمایان کیا ہے کہ عمرو ایسے شخص کو مارا نام سامری و جمشید دنیا مین رہگیا ورنہ
چند سے مین کوئی نام نہ لیتا کہ سامری و جمشید کون تھے اب پتہ انکا مذہب رہگیا
غرضکہ جابجا دعوتین کھاتے ہوئے لوگون سے انعام و اکرام لیتے ہوئے قریب
لشکر غربال کے پہونچے مگر صاحبقران کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے دیکھا کہ
سر عمرو کا نوک نیزہ پر رکھا ہے یہ دیکھکر بیقرار ہوگئے فریاد یا مددو غضب ہوا اسے عیار

بھی رونے لگے گر سماک و چالاک و برق یہ کہکر نکلے کہ یا اپنی جان دینگے یا اپنے باپ
کے خون کا بدلہ لینگے کوئی جادوگر بنکر چلا کوئی خدمتگار بنا داخل لشکر سیماب ہوے
جب غربال کو خبر پہونچی کہ بھائی صاحب سر عمرو لیکر آئے ہین بارگاہ سے نکل آیا دیکھا لوگ
نیزہ پر عمرو کا سر ہو جب سیماب سامنے آیا غربال نے کہا کیون بھائی صاحب جس
شخص کو مین نے گرفتار کر کے بھیجا تمنے قتل کیا سیماب نقلی نے جواب دیا کہ بھائی
گھر گھر شادیان ہو رہی ہین سب جادوگر تمکو دعائین دیتے ہین اور کہتے ہین کہ غربال
نے مذہب سامری بچا لیا ورنہ تھوڑے دنون مین کوئی نام بھی سامری کا نہ لیتا مگر
چالاک و سماک و برق بہ شکل مبدل ساتھ ہین پکار پکار کر کہتے ہین کہ اے غربال
تمنے وہ کام کیا کہ جو کسی سے نہ ہو سکا تھا ایسے شخص کو مارا غربال خاموش ہو کچھ سوچ
رہا ہے سیماب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا سیماب نے کہا اے برادر مین نے کئی دن
سے کھانا نہین کھایا ہے غربال نے خدمتگارون کو آواز دی کہ ہان صاحبو دسترخوان
بچھاؤ بھائی صاحب کو کھانا کھلاؤ جب دسترخوان بچھا اور غربال نے اشارہ کیا
کہ بھائی صاحب کھائیے عمرو نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ بھائی صاحب تم بھی شریک ہو
غربال بیٹھا تو مگر چپ کا ہو رہا ہے اور سیماب کو دیکھتا ہے کہتا ہے بھائی مین کھانا
نہ کھاؤنگا عمرو نے کہا تمہارے بغیر مین نوالہ منھ مین نہ ڈالونگا یہ کہکر نوالہ بنا یا چاہا کہ
منھ مین غربال کے دون غربال نے ہنسکر کہا بھائی صاحب آپ کھائیے میرا اس وقت
دل نہین چاہتا عمرو نے کہا بس اب باتین نہ بناؤ میرے ہاتھ سے نوالہ کھاؤ جب
عمرو نے نوالہ اٹھایا کہ منھ مین غربال کے دون تب غربال نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا
او ساربان زادے تو بڑا گستاخ ہے یہ بتا کہ وہ سیماب پر کیا کیا عمرو نے کہا سب کو
مارا غربال نے عمرو کو پھر ایک قفس مین بند کیا اور چیخین مار مار کر رونے لگا کہتا تھا
کہ یارو عمرو نے میرا ملک برباد کر دیا بھائی صاحب کو مارا انکی شکل بنکر مجھے دھوکا دینے آیا تھا
والون سے کہا یارو تم تو یہان ٹھہرو مین کوہ سیماب پر ہو آؤن جا کر وہان کا حال
دیکھون کہ کیسی تباہی ہوئی اس ظالم نے بڑا غضب کیا کل رات کو دل گھبراتا تھا

بھائی سیماب کو خواب مین دیکھا ہے مین جلدی چلا آؤنگا تم لوگون کو زیادہ تکلیف نہ ہوگی سب نے کہا آپ کو اختیار ہے اُسی وقت غربال سوار ہوا عمرو کا قفس گھوڑے پر رکھ لیا کہا اب اس سے غافل نہ ہونگا آنکھ پھر اسکو دیکھا ہی کرونگا حقیقت مین پھلا وہ ہے مین نے تو قید کرکے روانہ کیا تھا وہان جاکر کیونکر چھوٹا کہ یہ آفت ہرپا کی مساحب کہتے ہین نہ گھبرایئے سب کو زندہ پایئے گا یہ اِسکی مجال نہ تھی کہ سیماب کو مارتا راہ مین جو چھوٹا یہ صورت بنکر آیا غربال کہتا ہے یار و میرے دل کو آگاہی ہے کہ کوہ سیماب تباہ ہوا کوئی عزیز زندہ نہین بچا وہین چلکر عمرو کو قتل کرونگا خون اسکا ششدالون پر چھڑکونگا کہ روح سامری رضامند ہو قدرت فرمائینگے غربال نے بڑے شخص کو مارا ہمارے مذہب کا نام بچا لیا ورنہ کوئی سامری پرست دنیا مین نہ رہتا جب کوئی ساحر نہ ہوتا تو سامری کا نام کون لیتا مگر واہ رے غربال تو نے بھی ایسے شخص کو مارا کہ جسنے دامہ و مشمش کو قتل کیا کہ جو خداوند ساحران کہلاتے تھے وہ مارے گئے بس نام خداوندگون لے اُن لوگون کی ذات سے مذہب سامری کا عروج تھا غربال دلمین یہ خیال کرتا ہوا ہنسی خوشی جاتا ہے تھوڑا لشکر ساتھ ہے سب ساحر خوشیان کررہے ہین کہ سامنے ایک قریے کے پہونچے دیکھا کنارے پر قریے کے ایک نخل ہے وہان سب گنوار جمع ہین ڈھول وغیرہ بج رہا ہے پھول و ہار چڑھا رہے ہین جو اُس مجمع سے نکلتا ہے وجد کرتا ہوا کہ کیا مذہب سامری ہے اور کیا کرامت اس مذہب مین بھری ہے کالی جی زمین سے پیدا ہوئین ایک کہتا ہے پہلے مین نے دیکھا مین اشنان کرکے آیا تھا کہ دور سے دیکھا زیر نخل روشنی ہے جب قریب آیا تو دیکھا کالی جی سر نکال رہی ہین مگر کالی جی کا ایک ہاتھ نہین نکلا دوسرے نے کہا اس مین بھی کچھ مصلحت ہوگی رفتہ رفتہ نکلیگا غربال نے جو یہ ذکر سنا گھوڑے سے اُترا قفس عمرو ہاتھ مین لیے ہوے طرف مجمع کے چلا یہ کہتا ہوا کہ کالی جی مین تمھارا اپوجا کرونگا اور تمھارا متھ بنواؤنگا اِسی قریے مین رہوگی کہ کوہ سیماب پر چلوگی کالی نے سر ہلایا گنواروں نے کہا میان غربال صاحب

آپ بادشاہ ہین کالی جی نے ہم غریبون کے یہان ظہور فرمایا ہو جانے کے نام سے انکار کرتی ہین غربال قریب آیا جیسے ہی قریب پہنچا کالی نے ہاتھ اٹھایا اور غربال کو اشارہ کیا غربال جھکا کالی نے ہاتھ اپنا غربال کی گردن پر رکھدیا غربال نے سر جھکا کے قدمون پر رکھا بس کالی جی نے منھ کھولا اور ربال غربال کے پکڑ کر ایک بغدہ مارا کہ سر غربال کے ہزارون ٹکڑے ہوے نفس ٹوٹ گیا عمرو چھوٹ گیا جادوگرون نے جھوآوازسنی کہ کشتی مرا نام من غربال جادو بود سب نے بلوہ کیا عمرو نے حقہ آتشبازی مارے جادوگر جلنے لگے قران نے بغدہ کھینچکر ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا چالاک و برق وسمک جو ساتھ تھے تیغے کھینچکر لشکر ساحران پر گرے کمندون سے اور حباب بیہوشی سے ساحرون کو مار رہے ہین مگر وہ ساحر ابھی نہین چھوڑتے ہین جانتے ہین کہ ان عیارون کو پکڑ لین مگر عیار بلاے روزگار ہین اگر کسی نے چالاک پر سحر کیا اور چالاک گرا تو برق نے جھپٹ کر اس ساحر کو تیغچہ ماردیا ایک کی ایک مدد کررہا ہے غرض قران کا نعرہ بلند ہے ہر ساحر رد ہوتا ہے نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سرہنگ و زرنجر گزاری
بمیدان اژدہا آتش فشانم | منم منتر قران شیر ژیانم

ایک طرف سے خواجہ نعرہ کر رہے ہین نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران | مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
تراشندہ ریش کفار ہون | زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم | صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو | نہ پاے مری گرد پاپوش کو
رونده جہانگرد طرار ہون | جہانگیر عالم کا عیار ہون

ایک طرف چالاک نعرہ کر رہا ہے نعرہ چالاک

بعیاری منم چست و چالاک | بچشم دشمن اندازم کف خاک
نزاید بادگر دیزنگ کا مہ | خلیفہ اولم چالاک نامم

ایک طرف سے برق فرنگی نعرہ کر رہا ہو نعرۂ برق

مرا نام ہو برق خنجر گزار ‖ کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون ‖ کسے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے ‖ ارسطوسے ذی علم شاگرد ہو
بہ زیر قدم غرب ہو شرق ہی ‖ چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

یہ چارون عیار قیامتین برپا کر رہے ہین ایک کی ایک مدد کرتا ہی ادھر جادوگرنے سحر کیا ادھر عیار نے جاکر اُسے مار الاشون کے انبار کردیے خون کے دریا بہادیے یہ سب جاتین اڑا رہے ہین مگر جادوگر پیچھا نہین چھوڑتے اسوقت عمرو نے بیقرار ہوکے طرف آسمان کے ہاتھ اٹھائے پکار اُٹھا کہ اے کریم و رحیم واے سمیع و علیم اس مصیبت سے بچالے ان کافرون سے امان دے

نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام ‖ خدا را پرستش کند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق ‖ کہ ہم نام او نیست در دہر نام
بہ یاد خدا ہر کہ عادت کند ‖ بماند بہ ہر دو جہان شادکام
نباید بہ ہوش آنکہ اندر جہان ‖ زمینا ے الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست ‖ بہ ذکر شب و روز فکر دوام
قدم ہر کہ اندر طریقت نہاد ‖ کند طرہ حق رسی در دوگام
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد ‖ شود خادمش خلق و عالم غلام
بحق ہست آن جام آغاز حق ‖ از و ابتدا او بود اختتام
خدا وحدہ لاشریک است و بس ‖ کسے را دریں نیست جاے کلام
خدا بے مثال و خدا بے نظیر ‖ خدا منظہر بہ قلیل دکثیر

خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی ادھر سے گرد اُٹھی ایک تاجدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار بادلہ پوشون کے آکر پہونچا ایک حملے مین سب کو ہٹاتا ہوا نکل گیا خواجہ نے بڑھکر پکارا ابھی کہ اے معین و مددگار نام تو اپنا بتادے کہ ہم جاکے

امیر سے تیری ہی تعریف کریں مگر افقا بدار نے کچھ جواب نہ دیا لڑتا بھڑتا نکل گیا یہ سب
عیار مال کفار لوٹنے لگے چھینے جو لوٹا خواجہ نے اُس سے مانگ لیا قرانی نے سب
جادوگروں کے کپڑے اُتار لیے سامنے خواجہ کے رکھے مگر بہتر برق فرنگی کہ بلائے
روزگار ہو رہے اگرچہ کا چھلا اُتار لیا اور خواجہ نے کہا میں دیکھوں تو برق نے ہنسکر
کہا اُستاد اپنا اپنا نام اپنا اپنا کام سب آپ ہی کو دے رہے ہیں میں بہت پریشان
ہوں سب لوٹ خرچ ہو گئے ہیں اگلی مہینے میں بنک گھر میں کچھ جمع نہیں ہوا چالاک
کہتا ہے کیوں برق تو سود کھاتا ہے برق نے کہا سود کفار کھاتے ہیں ہم منافع لیتے
ہیں مگر لشکر غربال جو سنتا بادشاہ صاحبقران میں اُترا ہوا تھا یکایک ان سب کے
کان میں جو آواز آئی کہ شتی مرا نام ہے غربال جادو ہو سب جادوگر یہ آواز سنکر
گھبرائے آپس میں صلاح کی کہ نکل چلو سب نے کہا بہتر سارا لشکر بے لڑے بھڑے
بھاگا اہل اسلام نے جو دیکھا کہ لشکر غربال بھاگ گیا آکر مال پر گرے لوٹنے لگے
بارگاہیں اُکھڑ والیں خزانے پر قبضہ کیا صاحبقران حیران بیٹھے ہیں فرماتے
ہیں کہ اے داور اے خداوند مقام افسوس ہے کہ غربال عمرو کو گرفتار کر کے لے گیا
اور کوئی اُسکی مدد کو نہیں گیا کہ اُسکو تسکین ہوتی کل وہ آئیگا تو شکایت کریگا کہ
ہماری مدد کو کوئی نہ آیا کسی نے ہمکو نہ بچایا ہر چند کہ وہ ارسطوئے فطرت اور لقمان
حکمت ہے لندھور نے کہا غلام ابھی مدد کو جاتا ہے حقیقت میں حریف کو ایک خون
تو ہوگا یہ کہا لندھور اُٹھے دس ہزار جوان ساتھ لیکر چلے جب بارہ کوس لشکر سے
نکلے تو دیکھا جنگل سے خواجہ عمرو و مہتر قران و برق و چالاک دھمک بلدائی
چلے آتے ہیں لندھور نے سب سے ملاقات کی سبب رہائی خواجہ پوچھا برق نے
سب احوال بیان کیا لندھور نے کہا آپ لوگ چلیں میں شکار کھیل کر آتا ہوں
عیار طرف لشکر کے چلے لندھور جنگل میں آکر شکار کھیلنے لگے شکار چرند و پرند
خوب کھیلا دور سے دیکھا ایک پودھا مختصر سا ہے مثل گلدستے کے اُسپر ہزار ہا
طائران خوشنوا بیٹھے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اُن زمزموں سے اُنکے یہ ثابت

ہوتا ہی کہ یہ اشعار عاشقانہ اپنی زبان مین کہہ رہے ہین نظم

تقریر مین معذور نہ عاجز ہی سخن مین ——— حجت شعرا کو ہی عبث تیرے دہن مین
اسطرح کا ایسا نہین دیکھا ہی سخن مین ——— سب ایک زبان ہین ترے اوصاف ہین مین
کسطرح سے تم وصل کا اقرار کروگے ——— اک بات سماتی نہین تنگی سے دہن مین
سچ سچ تو یہ ہی کیا شعرا بول سکین گے ——— گنجایش تقریر نہین تیرے دہن مین
کیا زہر کی نظرون سے مجھے یار نے گھورا ——— باقی نہ رہا قطرۂ خون بھی مرے تن مین
کیا آب حیات آب دم تیغ ہی قاتل ——— ہر رگ ہوئی مثل رگ جان پیکر بدن مین
الہام ہین الہام صفیر آپ کی غزلین ——— شاہین پہ جبرئیل ہی سیرا ن سخن مین

اِن آوازون کو جو لندھور نے سُنا تو ایک ہیبت ہوئی بیچ مین اُن طائرون کے دیکھا کہ ایک طائر کلان بر ابر طاؤس کے رقص کر رہا ہی لندھور نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر اُس طاؤس کو مارا طاؤس پر جو تیر پڑا اُسنے ایک چیخ ماری اِتنا غبار اُڑا کہ سب ملازمان لندھور اُس مین چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے غبار دفع ہوا دیکھا کہ لندھور مرکب پر نہین ہین الیاس ہندی کہ ہمراہ تھا اُسنے یہ دیکھکر مرکب کو تل دوڑ رہا ہی غل مچانا شروع کیا کہ یارو غضب ہوا آقا غائب ہو گئے سب روتے پیٹتے ہوے خدمت مین صاحبقران کی آئے صاحبقران نے بیقرار ہو کر فرمایا کہ خواجہ جاکر خبر تو لو عمرو نے کہا اے شہر یار اِس سفر مین میرا بڑا نقصان ہوا اور آپ نے کچھ نہین دیا کچھ مرحمت فرمایئے تو قرضدارون کو سمجھا دون امیر نے فرمایا آپ کسکے قرضدار ہین عمرو نے کہا مین اُن لوگون کو نہ بتاؤنگا وہ یون ہی کہا کرتے ہین کہ تم صاحبقران کے نوکر ہو پھر دبا اُڑا لیتے ہو اصل مین نہ دو مگر سود تو دیا کرو صاحبقران نے کہا ہم اُسنے وعدہ کر لیتے خزانے کے خزانے تمنے پائے اور پھر قرض نہ ادا ہوا عمرو نے کہا خزانے تو آپ لیتے ہین مجھکو کچھ جہاڑن جھوڑن ملجاتا ہی اُس سے کہین قرضہ ادا ہوتا ہی اب کچھ دلوایئے تو مین تلاش لندھور مین

جاؤن یہ کہکے چادر بچھادی اور پکار کر کہا یارو غریب فرزندار نے چادر بچھائی ہو سب صاحب کچھ کچھ دیوین سب سردارون نے انگوٹھیان چھلے روپے کے توڑے ڈالنا شروع کیے خواجہ سب روپے نذر زنبیل کرکے تلاش لندھور مین چلے اسی جنگل مین آئے دن بھر پھرے کچھ نشان نہ پایا شام کو ایک درخت پر چڑھ کے بیٹھے جب رات زیادہ گئی تو دیکھا کہ آسمان سے شعلے گرنے لگے سب درخت روشن ہوگئے خواجہ دیکھ رہے ہین کہ چند کنیزین آئین اُنھون نے فرش بچھایا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک محافہ زرین اُسکے پیچھے لندھور بن سعدان دیوانہ وار وحشی مثال آکر پہونچے وہ محافہ برابر فرش کے اُترا ایک نازنین نکلی مسند پر آکر بیٹھی لندھور سامنے آکر بیٹھے منتین کر رہے ہین کہ مجھکو بھی اپنے پہلو مین جگہ دیجیے ایک کنیز نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ صحرا نشین دیکھیے آپکے عاشق کا کیا حال ہو اُسنے منھ پھیر کر کہا ایسے عاشق کا کیا اعتبار ہو سب باتین جھوٹ کی ہین جب ہوش مین آئے اور اسی طرح منت کرے تب مین جانون کہ میرا عاشق ہو اب ثابت ہوگیا کہ یہ فتور کرتا ہو کنیز نے کہا آپ مالک ہین دیکھیے محافے کے پیچھے پھرتا ہو صحرا نشین نے کہا اِسکو یہ اسے ملاقات حکیم فیلقوس لیجاؤ وہ اسکا علاج کرینگے کنیزون نے کہا اے دل آرا سے یہ سامنے جنگل ہو یہان ہین اُسکے قصر ہو اُس مین حکیم فیلقوس رہتے ہین جاکر اُنکو نبض دکھاؤ وہ تمھارا علاج کردینگے لندھور ناچار ہوکر اُٹھے طرف صحرا کے چلے عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا آگے گائن کو بیہوش کیا سامنے صحرا نشین کے بیٹھکر نے بجانے لگے اور روز مین نے طور سے یہ اشعار گانے لگے

نظم

ہستی نے میرا نام ونشان تک مٹا دیا	خوش ہو گئے جو خاک مین مجھکو ملا دیا
کیا جانے تجھنے کونسا فقرہ سُنا دیا	سوتے ہوئے کو خواب لحد سے جگا دیا
کہتا ہو حسن کے میرا پیام طلب وہ شوخ	کیون آئین ہم کسی کا کچھ چھینے لیا دیا
پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی تنگی سے	جب پاس آکے بیٹھ گیا مین اٹھا دیا

فرقت میں تھا قیامت کبری کا سامنا | نالوں سے خفتگان لحد کو جگا دیا
اللہ ری حرارت سوز فراق یار | ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا
موسیٰ وفور نور سے غش کھا کے گر پڑا | تم نے جب اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا

یہ اشعار عمرو نے ذہن گائے اور زور سے بیہوشی اڑائی صحرا نشین مع کنیزوں کے بیہوش ہوئی خواجہ خنجر کھینچکر اُٹھے چاہا کہ قتل کرون ایک طرف سے آواز آئی کہ او ساربان زادے یہ کیا کرتا ہے عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ لندھور بن سعدان تلوار کھینچے ہوے آتا ہے نعرے کرتا ہوا کہ خبردار اسپر ہاتھ نہ ڈالنا اگر میری معشوقہ قتل ہوگئی تو چیر کر پھینکدونگا ایک تماچے مین تمھارا کام ہوگا عمرو نے دیکھا کہ لندھور اس ارادے سے آتا ہے کہ مجھکو قتل کرے عمرو کود کر بھاگا لندھور نے آکر اس نازنین پر پانی چھڑکا وہ نازنین ہوشیار ہوئی اُسنے پوچھا او دارا ہند یہ کیا معرکہ ہو لندھور نے کہا عمرو نے تمکو بیہوش کیا تھا چاہتا تھا قتل کرے مین نے للکارا کہ خواجہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا اگر اسکا موے جسم میلا ہوگیا تو زندہ نہ چھوڑونگا تب عمرو بھاگا اگر ٹھہرتا تو مین اُسکو قتل کرتا سامنے جو جنگل ہو اُس مین بھاگ کر گیا ہو صحرا نشین نے کہا ای دارا ہند یہ تمنے ایسا کام کیا کہ میرے دل مین تمھاری جگہ ہوگئی اور گمان غالب ہوا کہ تم مجھپر بدل عاشق ہو مگر میرا مہر ادا کرو لندھور نے پوچھا مہر کیا ہو صحرا نشین نے کہا مہر میرا بہت آسان ہو کہ لندھور نے پوچھا وہ کیا ہو صحرا نشین نے کہا ہم لشکر تمھارے ساتھ کرتے ہین لشکر کو لیکر مقابلہ حمزہ مین جاؤ حمزہ کا سر کاٹ لو تو ہم تمھین صحبت مین سرفراز کرین ہمین یقین ہوگیا کہ تم دل سے ہمپر عاشق ہو مکر نہین ہو کہ عمرو ایسے کے ہاتھ سے ہمکو بچا لیا لندھور نے کہا جسطرح ارشاد ہو وہ بجا لاؤن سر حمزہ لاؤن وہ پھر مین اُسکو زیر کرونگا اور ہندوستان مین جو حمزہ سے ساتھ دن لڑا وہ زمانہ کمسنی کا تھا اب دو پہر مین حمزہ کو زیر کرونگا صحرا نشین نے کنیزون سے کہا کہ فوج صحرائی بلاؤ لندھور کو روانہ کرو کہ ہمارا مہر لے آوین تاکہ مجھکو

اور ہمارے کو دونون کو تسکین ہو کنیزون نے باہر نکلکر آواز دی کہ ای فوج صحرائی بہت جلد
حاضر ہو ملکہ صحرا نشین طلب فرماتی ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ساٹھ ہزار فوج
نیزے و تلوارین باندھے ہوے ایک مرکب کوتل سب کے آگے اس کر و فر سے
آکر پہونچے صحرا نشین اپنے مقام سے اٹھی لندھور کو لباس پہنایا سلاح بدن
پر آراستہ کیے پشت مرکب پر سوار کیا افسرون سے کہا یارو انکی نگہبانی رکھنا
ایسا نہ ہو وہ ساربان زادہ کوئی عیاری کرے لندھور اسی وقت روانہ
ہوگئے عمرو یہ حال دیکھکر بہت گھبرایا جی مین کہتا ہو کہ ای عمرو اگر لندھور مقابلہ
صاحبقران مین پہونچا ہر چند کہ حمزہ جنگ لندھور سے عاجز نہین ہو مگر بڑی مشکل
پڑیگی لندھور بڑے زور و شور سے لڑیگا مگر مین تو صحرا نشین کی فکر کرون شاید
کوئی مطلب نکل آئے یہ سوچکر اسی جنگل مین پھرنے لگے یہان صاحبقران لشکر
مین اپنے اترے ہوے تھے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ لندھور بن سعدان
ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچا مقابلہ صاحبقران مین اترا اور امیر سے کہلا
بھیجا کہ مین صحرا نشین پر عاشق ہون مجھکو حکم ہوا ہو کہ مہر مین سر صاحبقران
کا لاؤ اگر آپ بہ سہولیت سر اپنا حوالے کرینگے تو خیر ورنہ میدان مین سر
کاٹونگا صاحبقران نے کہلا بھیجا جو تجھسے ہو سکے قصور نکر سردارون نے
عرض کی کہ لندھور اپنے ہوش مین نہین ہو جس جادوگرنی کا نام لیتا ہو اسی کے
سحر مین ہو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی امیر
نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو صاحبقران زمان
میدان مین آئے ادھر سے لندھور بن سعدان جوشان و خروشان میدان
مین آکر پہونچا ساتھ والون سے کہ رہا ہو اب مین حمزہ کا سر کاٹنے جاتا ہون انکے
سردار اور فرزند لوٹ پڑینگے تم ان سب کو روکنا مین اتنی دیر مین سر کاٹ لونگا
لندھور نے مرکب اپنا میدان مین نکالا اور للکار رہا ہو کہ یا صاحبقران
آئیے قاسم کہ رہے ہین کہ دادا جان مین اس ہندی کے مقابلے مین جاؤن

جسطرح قبلہ و کعبہ نے گلشن چھارہ پر اس ہندی کو مع ہاتھی اٹھایا تھا اسی طرح آج
مین کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لون رستم عرض کرتے ہین کہ مین جاؤن صاحبقران فرماتے
ہین تم لوگون کے جانے سے میری بدنامی ہی یہان تو یہ حال ہی کہ لندھور بیٹھا ان
کارزار مین ہین صاحبقران قصد کرتے ہین کہ مقابلۂ لندھور مین جاؤن لیکن
فرزندان نامدار و سرداران عالیوقار نہین جانے دیتے وہان عمرو جنگل مین پھر
رہا تھا کہ دیکھا ایک مسافر آتا ہی مگر کمر سنبھالتا ہوا اشرفیان کمر مین بھری ہین اُنکو برابر
سنبھالتا ہوا جاتا ہی خواجہ نے جو اُس مسافر کو دیکھا پانی منہ مین بھر آیا سوچے کہ
خواجہ اگر اشرفیان ملجاوین تو کئی مہینے کا سودا ہو جائیگا یہ سوچکر مسافر کو
پکارا کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مجھے تمسے کچھ کہنا ہی مسافر ٹھہر گیا خواجہ
قریب آئے کہا بھائی دھوپ بڑی ہی اس دھوپ مین نہ جاؤ مسافر نے کہا بھائی
نوکری بُری چیز ہی ملکہ صحرا نشین نے بھیجا ہی اور نامہ لیکر پاس حکیم فیلقوس کے
جاتا ہون اگر دیر لگیگی تو حکیم صاحب خفا ہونگے عمرو نے پوچھا حکیم صاحب کہان رہتے
ہین مسافر نے کہا وہ سامنے قصر ہی اسی مین مطب کرتے ہین کئی مکان بنوائے
ہین تمام اس قریہ کے لوگ انھین کا علاج کرتے ہین کسی سے کچھ لیتے نہین
بلکہ چند دوائیان بنی ہوئی اپنے پاس سے دیتے ہین صبح سے دس بجے تک وہ
بیٹھتے ہین آخر وقت چار بجے سے شام تک تو بھائی مین ٹھہر نہین سکتا چاہے
دھوپ ہو اور چاہے مینہ ہو مجھے وقت پر پہونچنا ضرور ہی خواجہ نے باتون
مین لگاکر حباب مارا کہ وہ ساحر بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے اُس مسافر کو بیہوش
کرکے کمر جو کھولی تری اشرفیان پائین بہت خوش ہوے کہتے ہین کیا مبارک قدم
مسافر ہی کتنے دنون مین اسنے جمع کی ہونگی مگر خواجہ اسکو بڑا قلق ہوگا کیا تدبیر
کرون خیال مین گذرا جو کچھ ہو سو ہو سب اشرفیان لیکر نذر زنبیل کین چاہا
مسافر کو قتل کرون کہ زمین شق ہوئی اسی جادوگرنی نے جسنے لندھور کو بھیجا ہی
سر نکالا اور آواز دی کہ او ساربان زادے اب کہان جائیگا یہ کہکے آواز گیر دی

زمین سے پاؤن عمرو کے تھام لیے اُس جادوگرنی نے نکل کر عمرو کی مشکین باندھین
اور پکار کر آواز دی اے گلعذار جلد آ آواز کے ہمراہ ایک کنیز پہلو سے نخل کے پیدا ہوئی
حاضر حاضر کرکے سامنے آئی عرض کی داری کیا حکم ہوتا ہے صحرا نشین نے کہا اے گلعذار
آج مین نے ایک مسافر بناکر بھیجا تھا کہ یہ ساربان زادہ ضرور اُسپر ہاتھ ڈالیگا سحر کی
اشرفیان بھی بنادی تھین آخر یہ مکار اُسی مکر مین پھنسا اسکو لیجا کر باغ مصیبت خزان
مین قید کر تین دن سے زیادہ وہان قیدی نہین رہتا تڑپ تڑپ کے مرتا ہے وہ
کنیز خواجہ کو لے چلی راہ مین چلتے چلتے خواجہ نے کہا کہ بوا مجھکو پیاس لگی ہے کنیز نے
ایک تمانچہ مارا کہا نگوڑے مجھکو حکم نہین ہے کہ مین تجھکو پانی پلاؤن تمانچہ کھاکے
خواجہ گر پڑے اور کنیز نے دیکھا کہ کمر سے عمرو کی ایک ڈبیا گری کنیز نے وہ ڈبیہ اُٹھالی
تو دیکھنے لگی یقین ہے اس مین جواہر ہے یہ سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی کھولا
اُس مین سے بیہوشی اُڑی گلعذار بیہوش ہوکر گری خواجہ اُسکے بیہوش ہونے
کے بعد اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھکر کنیز کو قتل کیا لباس اُسکا اُتار لیا پھر طرف
صحرا کے بھاگے مگر خیال مین ہے کہ خواجہ یہ صحرا نشین بڑی مکارہ ہے مسافر کو
بناکر بھیجا کہ مین اُس مکر سے گرفتار ہوا اب بھی مکر کریگی یہ سوچتے ہوئے اُسی جنگل
مین آئے درخت پر چڑھکے بیٹھے شام کو وہین روشنی ہوئی فرش بچھا دیکھا وہی محافہ اُس
نازنین کا آیا مسند پر آکر بیٹھی خواجہ سوچے کہ آج بصورت اصلی اس سے ملاقات
کروں یہ سوچکر بصورت اصلی سامنے صحرا نشین کے آئے جھک کر سلام کیا کہا
اے ملکہ عالم آپ نے غلام کو پہچانا صحرا نشین حیران ہوگئی کہ بصورت اصلی عمرو
آیا ہوا ہے مین کیا مراد ہے دیکھکر آواز دی کہ خواجہ اُس کنیز کے ساتھ کیا کیا عمرو
نے کہا اُسے مارا جو مین قید کریگا ہم اُسکو زندہ نہ چھوڑینگے صحرا نشین کا رنگ
اُڑ گیا جی مین کہتی ہے کہ اسکا کلیجہ دیکھو صاف کہہ رہا ہے خواجہ نے کہا مین اسواسطے
حاضر ہوا ہون چاہتا ہون کہ میرے آپ کے دشمنی نہ ہو صحرا نشین نے کہا خواجہ
اگر تم میرے ساتھ دشمنی نہ کرو تو مین بھی دشمنی نہ کرونگی نہین کچھ لشکر کا بھی حال

معلوم ہو لشکر صور نے طبل جنگی بجوا کر کئی سرداران صاحبقران زخمی کیے اب کل کی
میدان داری بین اختتام ہو خود صاحبقران نکلین گے اور آپس مین مقابلہ ہوگا
عمرو نے کہا مین خوش ہون اگر حمزہ ذلیل ہو ایسا سر اٹھایا ہو کہ روز لڑائی رہتی ہو جسکو جہان
سنا وہان چڑھ گئے ای صحرا نشین مین تو اپنی جان سے بیزار ہون اگر پیٹ کو روٹی
ملے تو گوشے مین بیٹھ رہون عیاری کا نام نہ لون حمزہ کی محبت نے مجھے بدنام کیا
آپ لوگ میرے دشمن ہو گئے اگر مجھکو اپنی خدمت مین رکھیے تو جسطرح بنے حمزہ
کو قتل کرون اور سردارون کو اُسکے مٹاؤن خزانہ لوٹ لون خانہ کعبہ مین جاکر
اُسکے باپ کو قتل کرون دیکھون تو کیا کرتے ہین یہی باعث خرابی ہو مجھکو آپ لوگ مطلق نہین
کرنے یہان کا بادشاہ یا تم میری دستگیری کرو تو سب کو قتل کرون تمکو بادشاہ
کرون مگر خرابی یہ ہو کہ آپ لوگون کو ہماری بات فریب معلوم ہوتی ہوگی یہ بتاؤ
کہ مجھے کوئی پا سکتا ہو صحرا نشین نے کہا کہ تمھارے ساتھ جبتک مکر نہ کرے جبتک
تمکو کوئی نہین پا سکتا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم تمنے یہ ایسا مکر کیا کہ مین اُس مکر مین
پھنس گیا مجھکو ن مرتا تھا اشرفیان دیکھکر بیقرار ہو گیا حقیقت مین آپ کی عقل کی
بڑی رسائی ہو جب مجھ ایسے کو گرفتار کر لیا تو تمھارے مکر سے کون بچیگا صحرا نشین
نے کہا خواجہ مین سحر بھی خوب جانتی ہون جو ارادہ کرے میرے ہیر مجھکو خبر دیتے
ہین مین اُس شخص کو گرفتار کر لیتی ہون عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم اول زبرجد نگار
دہشت دربند فرعونیہ پر قبضہ کرو پھر عنظلی آباد لو جاکر ان حمزہ کو مین اٹھادونگا
جس زمانے مین بگڑا تھا کوئی تم ایسا معین نہ ملا تین برس حمزہ کا ناک مین دم
کر دیا آخر حمزہ نے کنارے بلا کر قدمون پر میرے سر رکھا کہا خواجہ معاف کرو
تب مین نے ناچار ہو کر میل کر لیا دہشت زبرجد نگار شہر پرستون کے آگے ایک
ملک ملتا ہو کہ وہان کے بادشاہ کی بیٹی عیارہ تھی سب سرداران حمزہ کو پکڑ کے
لیگئی بڑے بڑے عیار و سردار تھے مگر کسی کے کیے کچھ نہ ہو سکا مین ایک تکیے
پر فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا حمزہ نے جاکر مجھسے ملاقات کی اور حمزہ پھر قدمون پہ گرا

اور کہا کہ خواجہ خطا معاف کرو اُسی شب کو میں نے جا کر اُس عیارہ کو گرفتار کیا
تو اے ملکہ ایک معین چاہیے آپ میری اعانت کیجیے اگر کیجیے تو کل جمشید کو گرفتار
کرا لاؤں جس بادشاہ کو حکم دیجیے کیجیے زن و شوہر کو لڑوا دوں وہ فتنہ ڈالدوں
کہ بیٹا باپ کو مارے اور باپ بیٹے کا دشمن ہو جاوے سرداران حمزہ کو قتل کروں
آپ کے پاس اسی واسطے آیا ہوں کہ مجھکو اپنے سایۂ امن میں پناہ دیجیے یہ سنکر
صحرانشین نے کہا خواجہ تمھاری بات سے دلکو خوف آتا ہے اگر آپ ایسا کریں
کہ میری مدد کریں تو وہ سامان جمع کروں کہ جسکا دنیا میں مثل نہ ہو عنطلی آباد وہ
مقام تھا کہ جہاں سترہ لاکھ جادوگر رہتا تھا اب حمزہ نے اپنا ناظم مقرر کیا ہے
عمرو نے کہا حمزہ کے ناظم کو میں اٹھا دوں گا کسکی مجال ہے کہ میرے حکم کو نہ مانے
جو نہ مانے اُسکی گوشمالی کروں تمام ملک حمزہ کے میں نے چھین لیے تھے ملازمان
حمزہ میرے نام سے بھاگتے تھے صحرانشین نے کہا خواجہ یہ بتاؤ کہ تمھیں مذہب
میں کسکا اعتقاد ہے عمرو نے کہا میں خداوند لقا کو مانتا ہوں کہ وہ جاگتی جوت
کا خداوند ہے سامری و جمشید میں یہ لیاقت نہیں میں ہی نے قیسطول پر جا کر
ایذا رسانی کی اور صحیح و سالم چلا آیا مہتر گردمرد کا ناک میں دم کر دیا آخر
بیٹا اُسکا خردک میرا شاگرد ہوا تب میں نے جا کر لقا کا پیچھا چھوڑا اب ملکوں
ملکوں پھر رہا ہوں ایک مرتبہ جا کر اُنکی پھر ایذا رسانی کرونگا وہ مجھسے راضی رہتے ہیں
اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تم دعوی خدائی کرو مثل جمشید ثانی بنکر بیٹھو میں منتظم
سلطنت ہوں اور ساحر بڑے بڑے ملازم کرو اسی جنگل کو طلسم بناؤ دربند
آراستہ کرو حکیموں کو جمع کرونگا فوجوں سے یہ میدان بھر دونگا وہ فوجیں
جمع کروں کہ گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکے تم اسی جنگل میں ایک برج بنا کر بیٹھو
برق چمکایا کرو سب آ کر اطاعت کرینگے جمشید ثانی سے بھی سجدہ کراؤں جمشید
کے کیا جمشید کو قدرت ہے تمھاری خدائی کا تمام زمانے میں شہرہ ہو جمشید پرانے
پرانے خداوند گذرے ہیں اُنکی تصویریں بنا کر لگا دوں دیکھنے والے دیکھیں

کہ اگر یہ سب متفق نہیں ہیں تو زیر گنبد کیوں بیٹھے ہیں اسطرح خواجہ نے یہ مضمون
بیان کیے کہ صحرا نشین جو سننے لگی کہنی لگی خواجہ میں مردے کو زندہ کروں اور
زندے کو مردہ کروں جو کمال کہو وہ دکھاؤں تمھیں جو نائب بنکر بیٹھو گے تو بڑا مطلب
نکلیگا عمرو نے کہا میں اپنے کمال دکھاؤں یہ کہکر گلیم اوڑھلی صحرا نشین حیران ہوئی
کہ عمرو کہاں گیا بیقرار ہو کر پکارنے لگی خواجہ نے گلیم اُتار کر اپنی صورت دکھائی کہا
ملکہ اور بہت سے کمال ہیں اسی حال میں تمکو قتل کر ڈالتا تخت زبرجدی میرے
پاس ہے یہ کہکر تخت نکالا اسپر سوار ہوکے تخت کو بلند کیا اور پھر زمین پر لائے
کہا اے ملکہ عالم اگر ساحر سحر سے بلند ہو جائے تو اسی تخت پر سوار ہو کر ماروں یہ سنکر
صحرا نشین کے ہوش اُڑ گئے جی میں کہتی ہو کہ حقیقت میں بلاے روزگار ہے
کیا کیا تحفے اسکے پاس ہیں عمرو نے کہا آپکو تکلیف ہوگی ورنہ جو جو تحفے میرے
پاس ہیں اگر ان سب کو دکھاؤں تو بہت عرصہ ہوگا اب آپنے منظور فرمایا
کہ میں خدمت میں رہوں اب جی چاہے اس طلسم کی سلطنت کو ادا فرمایئے
یا دوسری جگہ چلیے صحرا نشین نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری تم تو اس لایق
ہو کہ تمکو اپنی آنکھوں پر رکھوں وہ قدر کروں کہ تمھارے برابر کوئی نہ ہو لیکن
میرے حکم کے تمھارا حکم ہوگا جسکو حکم دو وہ رہے اور جسکو نکال دو وہ نکلجائے
اس طلسم پر کیا موقوف ہے جہاں کہوگے وہاں چلونگی اور سامان خدائی کے
ظاہر کرونگی مجھمیں بھی بڑے بڑے کمال ہیں جو سائل آئے اُسکی آرزو پوری کروں
اگر کوئی مردہ آئے تو اُسکو زندہ کروں زندے کو مردہ کروں جیسے خواجہ عمرو
تمھارے پاس کمال ہیں اُسی طرح مجھے بھی سحر آتے ہیں جب دیکھو گے بہت خوش ہوگے
مگر یہ بتاؤ کہ جمشید ثانی کیونکر تسخیر ہو خواجہ نے کہا میں جاکے پکڑ لاؤنگا اور
اُسکو تمھارے سامنے باندھ دونگا اور کہونگا کہ یہ صحرا نشین منظور نظر خداوند
سامری ہے تمیں دعوی خدائی سے توبہ کرو صحرا نشین کو سجدہ کرو یقین ہے گھبرا کے
فدویہ اطاعت قبول کرے صحرا نشین نے کہا خواجہ حقیقت میں جان آ گئی

چیز ہی جب اُسکو یقین ہوگا کہ مین قتل ہوتا ہون تو ضرور اطاعت کریگا ورنہ اُسکو
مار ڈالنا عمرو نے کہا مین گرفتار کر لاؤنگا قتل اور عدم قتل کا تمکو اختیار ہی صحرا نشین
نے عمرو کو گلے سے لگا لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری حمزہ کا عظم وشان تمھاری
ذات سے ہی اگر تم قدم نہ مارتے تو یہ دن حمزہ کو نصیب نہ ہوتا عمرو نے کہا جب
حمزہ پردۂ قاف گیا ہی تو مین اٹھارہ برس برابر نوشیروان سے لڑا نیا قلعہ تسخیر
کرتا تھا اور مہرنگار کو وہان لیجاتا تھا نوشیروان پر وہ وہ شبخون مارے کہ
نوشیروان اپنی جان سے بیزار تھا موت مانگتا تھا اور اُسکو موت نہ آتی تھی
بعد اٹھارہ برس کے جب صاحبقران آئے ہین تو کل اپنے سردارون کو زندہ
پایا سب کو اُنکے ملوا یا تب نوشیروان سے مقابلہ پڑا اور نوشیروان بھاگ
بھاگا پھرتا تھا آخر نوشیروان کی یہ نوبت ہوئی کہ ترکستان پہنچا کر صاحبقران
سے اصلاح چاہی پھر نوشیروان کے بیٹون نے خروج کیا اُنکو بھی ایسا عاجز کیا
کر لقا کے ساتھ بھاگے بھاگے پھر رہے ہین لقا ایسے شخص کو جسکو سب خدائی
مانتے ہین کیسا عاجز کیا اور اپنے کو بالا سے قبطول پہونچایا اور وہان جاکر اُسکو
بیہوش کیا اور اُسکی ریش تراشی کی کہ آجتک میرے نام سے کانپتا ہی صحرا نشین نے
کہا خواجہ مین نے تو تمھاری اطاعت کی عمرو نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا خدائی
مبارک بعد اتنیاب تو ساحرہ تھین آج سے آپ کو خداوندی کا مرتبہ ملا یہ سنکر
صحرا نشین نے کہا خواجہ تمھاری مہربانی سے سب کچھ ہو جائیگا عمرو نے کہا
مین جان لڑا دونگا مگر اتنا خیال رہے کہ مین قرضدار بہت ہون اگر آپ نے قرضہ
ادا کر دیا تو پھر مجھے کوئی ضرورت نہ رہیگی صحرا نشین نے کہا خواجہ قصر ہفت
رنگ مین وہ خزانہ ہی کہ جسکی انتہا نہین وہ سب تمھین سے لینا جب تو قرضہ ادا
ہو جائیگا خواجہ نے کہا جب وہ خزانہ دیکھون تب جب اب دون یہ مجال نہین
ہی کہ آپ کو زیادہ تکلیف دون سب کنیزون نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ کی
اقبالمندی ہی کہ ایسا شخص آپ کی نوکری کرتا ہی خواجہ نے ڈنگالی کہا کہ مین

مبارک باد لوں گا اون کہ میرے دل کو تسکین ہو یہ کہکر خواجہ نے براے تفریح خاطر
صحرا نشین نو بجا کے نئے طور سے یہ اشعار عاشقانہ نوبین گانا شروع کیے نظم

نقاب رخ پہ ہی لطف شراب کیا ہوگا
ابھی سے قہر ہی فتنہ ہی اک قیامت ہی
ابھی نگاہ ٹھہرتی نہیں ہی گالوں پر
بہ رنگ زلف الجھنے سے فائدہ ای دل
کروگے مست کسے آج کسکو تاکا ہی
فراق یار میں تنکے چنے وطن چھوٹا
بھلا بجھنا ہی اہی سوز رشک حسرت سے
ہو غرق بحر خجالت ہو بات کرنے سے
نہیں ہی ڈر ہمیں روز شمار کا ای نور

پڑا نہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا
ہی کمسنی میں یہ عالم شباب کیا ہوگا
عروج حسن میں وہ آفتاب کیا ہوگا
خموش رہ ہنت حاضر جواب کیا ہوگا
طلب جو شیشے ہیں شغل شراب کیا ہوگا
اب اور ای دل خانہ خراب کیا ہوگا
لذیذ دل کے برابر کباب کیا ہوگا
شب وصال میں وہ حجاب کیا ہوگا
حساب پاک ہی اپنا حساب کیا ہوگا

اس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ صحرا نشین جھومنے لگی اب ارادہ ہی
صحرا نشین کا کہ عمرو کے لیے تخت بچھاؤں اور عمرو کو تخت نشین کروں کہ آسمان
پر برق چمکی ایک جادوگر تاج زرین سر پر رکھے ہوے آکر ہمیو بجا آتے ہی کہا
کہ کیوں ملکۂ عالم مجھسے کیا خطا ہوئی کہ کئی دن سے مجھے سرفراز نہیں کیا رانین
مجھکو انتظار میں گذریں کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ خدمت میں حاضر ہوں اس خیال
میں تھا کہ ایسا نہو میں ادھر سے جاؤں اور آپ ادھر سے تشریف لاوین اور
مجھکو مکان میں نہ پاوین تو کیسی پریشان ہونگی راتوں کو تارے گن گن کے صبح کی
صحرا نشین نے کچھ جواب نہ دیا مست بیٹھی ہی مگر خواجہ نے وہ باتیں کی ہیں کہ
اپنے کو یہ جانتی ہی کہ میں جمشید کی خالہ ہوں مجھکو سجدہ نہیں کرتا جب اس ساحر
نے کہ جسکا نام خیل جادو ہی کئی مرتبہ شکایت شب ہجر کی کی اور صحرا نشین نے کچھ بھی
جواب نہ دیا تو اسنے مجبور ہوکے کہا کیوں ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی میں نے جو عرض
کیا کیا سماعت نہیں فرمایا صحرا نشین نے کہا ای خیل اگر اپنی بہتری چاہتا ہی تو مجھکو

ہمارے پاس آتی تھیں رات بھر انتظار میں رہا دن کو جلسہ آراستہ کیا کنیزون نے سامنے میرے اشعار عاشقانہ گائے

نظم

حسن روز افزون کی نیرنگی سے کیا کیا ہوگیا | ہان محبت چھو گئی وان ناز دونا ہوگیا
پہلے صرف اک دل تڑپتا تھا یہ اب کیا ہوگیا | انکے آنے سے تو کل اعضا میں رعشا ہوگیا
مرتبہ ہو دیدۂ و بیدار جو کا ہوگیا | طور منظور نظر ہونے کو سرما ہوگیا
زیر خنجر کس ادا سے رقص بسمل نے کیا | دیکھکر قاتل جسے محو تماشا ہوگیا
روح جب نکلی مری گھبرا کے وہ کہنے لگے | اسکی بو کیا ہو گئی اس پھول کو کیا ہوگیا
آبدیدہ ہو کے کہتے ہیں وہ مجھکو میرے بعد | چاہنے والا خدائی میں وہ یکتا ہوگیا
بعد مجنون خاک اڑتی تھی نگہ پہونچے جو ہم | وہ جنون چمکا دو چند آباد صحرا ہوگیا
جب چلا وہ فتنۂ محشر قیامت آ گئی | جسطرف رکھا قدم اک حشر برپا ہوگیا
دیکھنا جسپر پڑا اس ترک کا تیر نظر | تھام کر دل دونون ہاتھوں سے وہ ڈھیرا ہوگیا
بستہ لبننہ اب مضامین کیون نہ حاضر ہون ہر گھڑی | کشورستان سخن میں دخل اپنا ہوگیا

جب کنیزون نے یہ اشعار گائے تو بیقراری کو ترقی ہوئی کنیزون سے کہا کہ تم لوگ جلسہ آراستہ رکھو میں آتا ہون ملکۂ عالم کو بلا لاؤن صحرا نشین نے کہا اے سیاہ فام جادو دیکھ وہ لاشۂ خیل کا پڑا ہوا ہے ابھی قدرت نے اسکو مارا ہے ملک الموت آکر روح قبض کر لے گئے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کر ورنہ تیرا بھی حال ہوگا سیاہ فام نے کہا او صحرا نشین تو کچھ دیوانی ہو گئی ہے ایسے لفظ منھ سے نکالتی ہے خداوند سن لیں گے تو غضب ہوگا اسی وقت تجھکو مار ڈالیں گے پھر تجھسے کچھ نہ بن پڑیگا آج کیا تجھکو وحشت ہے کہ ایسی بیہودہ باتین کرتی ہے صحرا نشین مار کر خیل کو اور زیادہ مغرور ہو گئی ہے کہا اے سیاہ فام بس اب دیر نہ کرو واسطے سجدے کے جھکو مگر سیاہ فام بہت سمجھدار ہے سوچا کہ آج کسی نے اسکو بھڑکا یا پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا تا نتیا بیٹھا ہوا ہے اور صحرا نشین کو اشارون سے منع کرتا ہے کہ کچھو ملک بہت زیادہ نہ گھبراؤ سنبھلکر بات کرو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی تمہارا آشنا ہے جا بجا

پوچھتی ہوئی نقال نے جو اس مہ جبین کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا پکار کر آواز دی کہ ای محبوب مطلب تو کون ہی اور کسنے تجھکو زخمی کیا کہا صاحب کیا پوچھتے ہو عمرو عیار سمار یان زادہ آج یہان آیا ملکہ صحر انشین کو ایسا سمجھایا کہ اُنکے دل مین غرور سمجھ گیا دعوی خدائی کر بیٹھین سات آشنا قتل کیے مگر تمنے خوب ہوشیاری کی کہ وہین سے سحر کر دیا عمرو یہان سے اُٹھکر بھاگا مین ایک کونے مین جا کر چھپی تھی اُسنے مجھکو تیغ مارا مجھکو زخمی کرکے صحنچی مین جا کر چھپا ہی بہروپ اپنا بدل رہا ہی تم اگر صحر انشین کو قتل کروگے تو وہ عیاری کرکے تمکو مار لیگا پہلے جا کر اُسکو گرفتار کرو اگر عمرو کو تمنے مار لیا تو سامری و جمشید بھی خوش ہونگے فرمائینگے نقال نے ہمارے دشمن کو مارا دہ سامنے دیکھو صحنچی مین بیٹھا ہی لنگا پہن رہا ہو کرتی پہن چکا ہی نقال نے کہا مجھے نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہی اُس نازنین نے بیٹے پکڑ کر گورے گورے ہاتھون سے تمانچہ مارا اور کہا نگوڑے سامنے عمرو بیٹھا ہی اور تجھکو نہین سوجھتا ہی مناسب یہ ہی کہ ناک اپنی کٹوا ڈال آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک اگر تم کو نہین دکھائی دیتا نہ دکھائی دے سحر پڑھکر ایک گولہ پھینکو اور آواز گیر دو یہ سنکر نقال جادو نے گولا نکالا اور گیر کہکر پھینکا جیسے ہی سنمہ اُٹھایا پھیر اخواجہ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ او نقال منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری دیکھا تونے کہ عمرو کہان بیٹھا ہی یہ کہکر جھٹکا مارا اسباب مار کر بیہوش کیا لپیٹ کر خنجر مارا نقال کا شکم چاک قصہ پاک ہو جیسے ہی نقال مرا صحر انشین اُٹھ بیٹھی اور کہا خواجہ کیا کمال کیا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم تمھارے تو آشنا بہت ہین کیونکر جان بچاؤگی دعوی خدائی کے وقت یہ سب جمع ہونگے اور تم پر دعوی کرینگے اور اگر اُنکا کہنا نہ مانوگی تو فساد برپا کرینگے ہر طرح تمکو مشکل پڑیگی اسکے مرتبہ مین نے دیکھا کہ نقال نے آسمان ہی سے سحر کیا مین بھاگ کر چھپ رہا اسیطرح ہمیشہ خدمتگزاری کرونگا کسکی مجال ہو کہ تم پر ہاتھ ڈالے یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی

نظم

بعد مردن بھی نہیں گلشن رضوان کی تلاش | ابتلک روح کو ہی کوچۂ جانان کی تلاش
جستجو دل کو کسی کے قد بالا کی رہی | کی جنان مین بھی اسی سرو خیابان کی تلاش
گلشن دہر مین دیکھا کبھی روئے بھی | خار دیتی ہی رہی سیب زنخدان کی تلاش
آرزو مین رہین لیلی کی قد سبز سی کی | برسون مجنون کو رہی بیسرے بیابان کی تلاش
آئے ہین حلقے کے پھولون کی مسہری لیکر | روز فرشتون کی ہو اب گور غریبان کی تلاش
سکرانا مرے زخمون کا جو دیکھے بلبل | پھول لکر بھی نہ کرے پھر گل خندان کی تلاش

دیکھا عمرو نے کہ پہلو سے باغ سے لندھور بن سعدان جھومتا ہوا آتا ہی ہر قدم پر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا عمرو نے کہا اے ملکہ عالم یہ کیا بات ہی صحرا النشین نے کہا میرا گذر طرف لشکر اسلام کے ہوا اسکو لگا لائی عمرو نے کہا اب آپ اسکو رہا کیجیے مسلمانون سے جھگڑا نہ پھیلایئے صحرا النشین نے کہا اب نہ جاؤنگی اور کسی سردار کو نہ لاؤنگی ورنہ میرا ارادہ تھا کہ ایک ایک سردار کو یون ہی لگا لاؤن چند مین سب کا خاتمہ کردون مگر اسکو نہ چھوڑونگی اسپر مجھے توجہ ہے خواجہ تمنے دیکھا کہ میرے کتنے چاہنے والے ہین سات جو انکو مین نے مٹایا اور آٹھوان نقال آیا اسکو تمنے واصل جہنم کیا مگر اسپر میری طبیعت آئی ہی مین چاہتی ہون کہ دس پانچ دن تک اسی صحرا مین اسکو ہوشیار کرکے راہ پر لاؤنگی اگر یہ میری خدمت مین رہیگا تو اسی کے ہاتھ سے حمزہ کو زیر کراؤنگی عمرو نے ہاتھ تھام کر کہا بس اب یہ باتین نہ کرو چھکا شراب پیکر طبیعت کو فرحت ہو اور اس ہوریہ میوخوان سب کا تماشہ سے سر پیچ [illegible] ادہر یہ کہکر جام بھرا سامنے صحرا النشین کے پیش کیا مگر یہ کہدیا کہ ملکہ عالم ذرا خیال کرکے پینا ایسا نہو بیہوشی پڑ گئی ہو میری عادت ہی کہ بیہوشی ملا کر شراب دیتا ہون صحرا النشین نے کہا خواجہ مین تمسے مطمئن ہون تمنے ایسا کام نمایان کیا اگر نقال کو نہ مار لیتے تو وہ مجھے ضرور قتل کرتا مین اپنے ہوش مین نہتھی بھائی کا اسنے حیلہ کیا خدمت سے مجھپر وہ عاشق تھا مین ہمیشہ انکار کرتی رہی [illegible] اس سے محرم کم نہتھی مگر اسنے

آتے ہی سحر کیا اپنے دام سحر مین پھنسا لیا مگر تمنے وہ کار نمایان کیا کہ نقال کو مار لیا عمرو
نے جام شراب منھ مین لگا دیا صحرا نشین پی گئی عمرو نے دو تین جام صحرا نشین کو
پلائے مگر ناظرین کو یاد ہوگا کہ لندھور مقابل صاحبقران مین ہین یہ جو یہان آنے
صحرا نشین نے نمونہ اپنا سحر کا خواجہ کو دکھایا کئی دن مین لندھور نے چند سرداران
صاحبقران زخمی کیے ہین اور جو تھے روز جب میدان مین آیا تو صاحبقران کو
طلب کیا امیر نے جملہ سردارون کو منع کیا کہ آج مین اس ہندی کو سمجھا دونگا یا تو
میرا ہی خاتمہ ہو یا شاید لندھور راہ پر آجائے عمرو نے یہان صحرا نشین کو دو تین
جام متواتر پلائے صحرا نشین نے گھبرا کر کہا امی شہنشاہ عیاران حقیقت مین تمھارے
رہنے سے بڑا شرف حاصل ہوا کہ یوتے دو سو خداوند تخت پر سوار ہوکر آئے
ہین اشارے کر رہے ہین کہ خدائی کو روشن کرو عمرو نے کہا انکو بھی محفل مین
بلا کر بٹھایے مین شراب پلاؤن صحرا نشین اٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی عمرو نے
فوراً خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک اور جلدی سے سر بھی صحرا نشین کا کاٹ لیا
میدان مین وہ وقت ہو کہ صاحبقران مقابلہ لندھور کو چلے تھے کہ لندھور
گھوڑے سے گرا اور بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوا ایت ہاے
سنگی اپنے جسم پر آراستہ دیکھے بتون کو توڑ کر قدمون پر گرا عرض کی غلام
ہوش مین نہ تھا یہان عمرو نے دیکھا کہ جو لندھور بیٹھا شعر پڑھ رہا تھا وہ پانی
ہوکر بہہ گیا عمرو سمجھا کہ یہ نمونہ سحر صحرا نشین تھا اسباب وہان کا لیکر نذر زنبیل کیا
اور طرف لشکر کے چلا اسوقت لشکر مین آیا کہ یہان امیر لندھور کو لیکر بارگاہ
مین آئے ہین اور سب سردار خوشیان کر رہے ہین کہ عمرو نے لا کر سر صحرا نشین
پیش کیا اور صاحبقران سے تمام کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا کہ خواجہ خدا نے
بڑا فضل کیا کئی دن لندھور نے میدان داری کی اور جب مجھکو للکارا تو مین
بھی مقابلے مین چلا بس لندھور بیہوش ہوکر گرا معلوم ہوتا ہے کہ اسی وقت تمنے
اس ساحرہ مکارہ کو مارا بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین آگیا عذر کرنے لگا کہ مجھے

معاف فرمائیے اب مین اسکو لیکر لشکر مین آیا ہون اور جبر ارادہ ہو کہ گرد لشکر کے حصار اسم اعظم کر دون سب نے کہا بہت مناسب ہوگا۔ صاحبقران زمان نے شیشے منگوائے اسم اعظم پانی پر دم کرکے گرد لشکر چھڑکوا دیا مگر جمشید ثانی اپنے قصر مین بیٹھا تھا کہ چند جادوگرنیان روتی ہوئی آئین عرض کی یا خداوند صحرانشین نے بڑا سحر کیا تھا کہ لندھور کو لگا کرکے گئی اور صاحبقران کے مقابلے مین بھیجا چند سردار لندھور کے ہاتھ سے زخمی ہوئے حمزہ سے مقابلے کا خواہان تھا یہان عمرو نے صحرانشین کو مارا لندھور ہوشیار ہو گیا جمشید نے کہا ایک نامہ املاک گرازدندان مالک مرحلۂ ششم کو میری طرف سے لکھو اور فی الفور روانہ کرو کہ اے املاک خوب ہوشیار رہنا سعد بن قباد طرف تمہارے مرحلے کے آتے ہین جس وقت آوین فورًا گرفتار کر لینا نامہ لکھکر تیار ہوا بوتیبال جادو کو دیا گیا وہ نامہ لیکر طرف املاک کے چلا راہ مین خواجہ نے اُس نامہ دار کو فورًا گرفتار کیا کل حال مفصل پوچھ لیا اُسکو تو ایک درۂ کوہ مین بیہوش کرکے ڈالدیا آپ بوتیبال کی شکل بنکر طرف املاک کے چلے املاک گرازدندان کہ ساحر زبردست ہو اپنے قصر مین بیٹھا ہو کل رفقا جمع ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت پہ بوتیبال نامہ دار خداوند حاضر ہو املاک نے سامنے بلوایا عمرو نے آکر نامہ دیا املاک نے نامہ پڑھکر سر ہلایا کہا مین جانتا تھا کہ اب میرے مرحلے کی باری ہو طلسم کشا ارادہ تو کرے اے بھونچال جادو تم جاؤ جاکر سعد کو پراگندہ کرو بھونچال اکیلا اُٹھا املاک نے کہا کبھی کہ کچھ فوج تو ساتھ لو عمرو نے کہ بشکل بوتیبال تھا کہا اے بھونچال مجھکو بھی ساتھ لیتے چلو مین طرف خداوند کے چلا جاؤنگا بھونچال نے تخت پر سوار کر لیا خواجہ جو بھونچال کے ساتھ چلے تو راہ مین یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین بھونچال کو بھا رہے ہین نظم

جان لی پہلے تو وہ عالم دکھایا آپنے	پھر کیا تابوت پہ رحمت کا سایا آپنے
مگر پھر پوچھا نہ کیون ہمکو بنایا آپنے	عشق بازی مین کسے بے مثل پایا آپنے

غش پہ غش آنے لگے مجھکو کبھی سوتی کی طرح
جانِ جان صورت نہ کوئی میری آمرزش کی تھی
مجھکو دردِ عشق باری کی دوا اک بھی نہ دی
یہ تو کہیے نکلے تھے جسوقت سیر حشر کو
ربط اک جانِ دو قالب تھا جو ہمسے آپسے
خوش ہوئے دیکھا اثر آہ قیامت خیز کا
جو کوئی جیسا کرے ویسا ہی ملتا ہے اسے
دل نہ آنا تھا نہ آیا ہا تھہ ملکر بن خوب کہین
پھول کر اسنے نہ پوچھا درد و غم مین ای ہزیر

اس ادا و ناز سے جلوہ دکھایا آپ نے
قبر پر تلقین پڑھکر بخشوا یا آپ نے
مردہ صد سالہ کو اک شمہ جلایا آپ نے
کسکو ترسایا کسے جلوہ دکھایا آپ نے
کیون کیا ہمدر کہ جدا اپنا پرایا آپ نے
کیون دل مظلوم کو اتنا ستایا آپ نے
دل نے مجھکو دکھہ دیا دل کو ستایا آپ نے
لاکھہ چھپا ہا مگر قابو نہ پایا آپ نے
ہائے کس بے رحم سے دل کو لگایا آپ نے

پھو بچال کہتا ہی ای لوتیسال کیا کمال حاصل ہی مگر خواجہ دیکھتے ہین کہ بہت ہوشیاری سے جاتا ہی چہار جانب دیکھہ رہا ہی دمبدم کہتا ہی کہ لوتیسال مجکو تردد ہی کوئی آفت آنے والی ہی میرا دل دھڑک رہا ہی خواجہ کہتے ہین کہ ای پھو بچال بڑے شخص کی تدبیر مین پہلے یہی باعث ہی کہ دل کو بیقراری ہی ادھر سعد بن قباد لوح کو دیکھکر نکلے ہین اور شہباز جادو اپنے مقام سے اڑتا ہوا اس خیال سے آرہا ہی کہ سعد کو تباہ کرون پھو بچال نے جو شہباز کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی اور پوچھا کہ ای شہباز کہان جاتے ہو شہباز نے کہا مین فکر مین طلسم کشا کی نکلا ہون کہ انکو جاکر تباہ کرون دیکھو ابھی جاتا ہون یہ کہکے زمین پر آیا ایک آہو کی شکل بنکر چلا سعد جو کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے آہو کو جو آتے ہوے دیکھا کوئی برابر کھڑا تھا اسنے کہا لوح کو ملاحظہ کر کے تیر ماریے سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ بادشاہ مرحلۂ پنجم شہباز بلند پرواز آہو بنکر آیا ہی چاہتا ہی آپ کو سرگردان کرے لہذا بہتر یہ ہی کہ اسم حاشیہ پڑھکر تیر مارو تیر خطا نہ کریگا بادشاہ نے کمان کیا فی کاندھے سے اتاری اسم حاشیۂ لوح ورد زبان کیا تاک کر تیر مارا اگرچہ شہباز نے چاہا بھاگ جاؤن مگر پانوٴن مین زنجیرین پڑگئین تیر آکر پڑا کہ پہلو کو

توڑ کر پار گذر جست کریگے گر اتڑپ تڑپ کر جان دی ایک آندھی سیاہ اٹھی اور آواز آئی کشتی مرا نام سن شہباز بلند پرواز بو دبھوبنجال نے آسمان سے دیکھا کہ شہباز مارا گیا بڑا خوف پیدا ہوا کہا اے بوتیسال اب مین کیا کرون دیکھو شہباز ایسا جادوگر ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اب مین کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا سامنے ایک کوہ ہے آسپر چلکر ٹھہریئے تب بھی تمھارے ہمراہ مین شریک ہونگا سوچکر تدبیر کرینگے جو ہو سکیگا وہ بجا لاوینگے بھوبنجال اسپر راضی ہوا سامنے کوہ تھا اسپر آکر ٹھہرا تدبیرین سوچنے لگا کبھی کہتا ہے تا نہین بنکر جاؤن کبھی کہتا ہے طائر پرند بنکر سایہ ڈالون مگر ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو کہ تیر ماردین خواجہ نے کہا مین جاکر شراب لاؤن دو چار جام پیو اُسکے بعد پھر تدبیر کرو بھوبنجال نے کہا کہ اے بوتیسال شراب یہان جنگل مین کہان ملیگی ہرچند کہ ہم لوگ شراب کے عادی ہین شراب پی کر عقل زیادہ ہوگی تدبیر نکل آئیگی عمرو نے کہا سامنے بھٹی ہے مین وہان سے لے آؤنگا بھوبنجال نے کہا اے بوتیسال تمھارے ساتھ ہونے سے بڑا الفت حاصل ہوا اگلے تے ایسا ہو کر دلکو بیقرار کردیا اب شراب کی تقریب کر رہے ہو تم ہی ڈھونڈھکر لاؤ گے میرا یہ حال ہے کہ تمکو دیکھکر کانپتا ہون سوچتا ہون کہ کیا تدبیر کرون خواجہ بشکل بوتیسال پہاڑ سے اُترے چند گلابیان اپنے پاس سے نکالین ایک مٹی کا لوٹا لیا اُسمین اُس شراب کو بھر کر سامنے بھوبنجال کے لائے تا بعد جانے خواجہ کے بھوبنجال سوچ رہا تھا کہ کیا سبب ہے کہ بوتیسال کو دیکھکر دل کانپتا ہے اسی سوچ مین تھا کہ ایک طائر آسمان پر آیا اُسنے آواز دی کہ اے بھوبنجال قدرت نے مجھکو بھیجا ہے تجھکو اطلاع کرتا ہون کہ بوتیسال کے ہاتھ سے شراب نہ پینا ورنہ باعث خرابی ہوگا وہ عیار مکار ساربان تمھارا دشمن ہے اُسکو گرفتار کرکے مقام املاک پر لیجا وہ اُسکو سزا دیگا بھوبنجال مطمئن ہوا اب اسی فکر مین بیٹھا کہ عمرو آئے تو مین اُسے گرفتار کرون مگر خواجہ شراب لیے ہوئے آتے تھے دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک جادوگر

بیٹھا ہو اُسنے پکارا کہ میاں جانے والے ہمکو بھی تھوڑی شراب دو عمرو نے کچھ جواب
نہ دیا اُس جادوگر نے گبر کی آواز دی پانؤن عمرو کے زمین نے تھام لیے وہ
جادوگر اُٹھکر آیا شراب ہاتھ سے خواجہ کے لے لی اور بیٹھکر پینے لگا شراب
پیتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے زنبیل سے کمند نکالی اور کمر سے خنجر نکالا کھینچکر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک ایک آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام سن ہنکال جادو
بو دبھو بنچال جو بالاے کوہ بیٹھا تھا دل میں اپنے کہتا ہی کہ میرے بھائی کو کسنے
مارا کوہ سے اُٹھا پرواز پیدا کرکے چلا آسمان سے دیکھا کہ خواجہ بہ شکل
بوتیسال کپڑے ہنکال کے اُتار رہے ہین بھو بنچال کو بہت ناگوار ہوا وہین
سحر کیا کہ خواجہ بیہوش ہوکر گرے بھو بنچال نے آکر سحر کیا کہ رنگ و روغن چہرے
سے اُڑ گیا بہ صورت اصلی ہو گئے بھو بنچال نے کہا کہ کیون او ساربان زادے
تو میرے ساتھ کیون آیا تھا مین نے ایسے ایسے بہت فقرے دیکھے ہین دیکھا
تونے کہ مین نے کیسا گرفتار کیا عمرو نے کہا اے بھو بنچال مین تو تمھارا خیرخواہ
ہون مقابلہ سعد سے تمکو روکا اگر اُنکے سامنے جاتے تو بیشک قتل ہو جاتے
بھو بنچال نے کہا خواجہ تمنے بوتیسال کو کیا کیا عمرو نے کہا مین نے اسکو درۂ
کوہ مین ڈالدیا چلکر وہان سے لے لو بھو بنچال عمرو کو ساتھ لیے ہوے درہ
کوہ پر آیا بوتیسال کو ہوشیار کیا بوتیسال نے دیکھا کہ بھو بنچال اور ایک
شخص دبلا پتلا تا نبنا میرے قریب کھڑے ہین بھو بنچال کو اُٹھکر سلام کرنے لگا
بھو بنچال نے کہا اے بوتیسال ہمنے بڑا دھوکا کھایا تھا تمھاری شکل پر عمرو
دربار املاک مین پہونچا وہی نایب قدرت املاک کو دیا املاک نے مجھکو
روانہ کیا کہ جاکر سعد کو تباہ کرو یہ ظالم میرے ساتھ آیا درہ کوہ پر ٹھہرا تھا اس
ظالم نے مجھسے کہا کہ شراب لاؤن مین نے کہا کہ اچھا جاؤ راہ مین اسنے ہنکال کو
مارا اور اسکے مرنے کی آواز میرے کان مین آئی حیران تھا کہ کسنے مارا آخر پر
پرواز پیدا کرکے چلا جاکے دیکھا کہ یہ کپڑے اسکے اُتار رہا ہی مین نے گرفتار

کرکے سحر کیا رنگ درروغن عیاری کا اڑ گیا تم تو قدرت کے پاس جاؤ جاکر سب
حال بیان کرنا اور کہنا کہ بھوبنجال نے عرض کی ہی کہ قدرت نے مجھکو بچایا طائر کو
بھیجکر بتا دیا کہ بوتیبال عمرو عیار ہو اگر آپ میری فکر رکھینگے تو مین سعد کو
گرفتار کر لاؤنگا اپنے ہاتھ سے لکھکر ایک نامہ بھی دیا بوتیبال طرف قصر ہفت رنگ
کے چلا مگر بھوبنجال عمرو کو لیے ہوے آتا ہی خدا جانے کیسی تحسین کر رہے ہین کہ ای بھوبنجال
کسی مقام پر ٹھہر جاؤ مین اپنا سب حال سناؤن جو کچھ میرے پاس ہی وہ تمکو دون
بھوبنجال کہتا ہی مین رشوت سے باز آیا تھوڑی دیر مین دربار املاک مین پہونچا
کہا ای شہنشاہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا املاک نے کہا اسکو لیجاؤ اور لیجاکر اسکو
قصر تاریک مین قید کروا اور تاریک جادو سے کہنا کہ خیال رہے آب ودانہ
اسپر بند کر دینا جب یہ مر جائے لاش اسکی جنگل مین پھینک دینا مین اسکی برج
کا پیر بناؤنگا جہان جائیگا ایسا کام کریگا کہ کسی بات مین نہ رکیگا حقیقت مین ایسا
پیر کسے لیگا چند جادوگر عمرو کو لے چلے عمرو راہ مین روتا ہوا جاتا ہی کہتا ہو کہ
یارو مجھسے رشوت لے لو مگر مجھے چھوڑ دو وہ کہتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ
تمکو چھوڑین قصر تاریک مین چلکر تمکو قید کرینگے تاریک جادو اپنے مقام
پر بیٹھی تھی کہ اسکو خبر ہوئی کہ قید عمرو آتی ہی آنکھون مین آنسو بھرلائی سوچی املاک نے
غضب کیا کہ ایسے شخص کو میرے پاس روانہ کیا مین اسکو کیا کرون جو اسکو قید کرنا ہی
وہ اسی کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی یہ کہکر اٹھی عمرو کو ایک قصر تاریک مین آئی وہان
لاکر عمرو کو قید کیا مگر رنجیدہ کبیدہ اپنے مکان مین آئی بیٹھی اسکی بھتیجی تیز رو اسنے
پوچھا مادر مہربان آج کبیدہ کیون ہو مین دیکھتی ہون کہ رنگ رو اڑا ہوا ہی
تاریک جادو نے کہا ای نور نظر کیا بیان کرون عمرو عیار کو بھوبنجال گرفتار کرکے
لایا املاک نے اسکی قید یہان روانہ کی مین نے اسکو قصر تاریک مین قید کیا ہی
مگر حیران ہون کہ کیونکر جان بچیگی کتاب سوانحات مین صاف صاف لکھا ہی کہ جو
عمرو کو قید کریگا وہ اسی کے ہاتھ سے مارا جائیگا تو مین خیال کرتی ہون کہ اس

حوالی ہین کوئی ایسا دست اُسکا نہین کون اُسکو روکیگا لہذا مین نے اب وہ آہ
اُسپیر بند کیا ہی قبول کرکے روتا تھا کہتا تھا کہ مجھے رہا کرو مین نے جواب نہین
دیا اُسکو قید کرائی سمینہ نے یہ سُنکر کہا ای مادر مہربان یہ مناسب نہین ہو کہ قیدی
آپ کے یہان رہے اور اُسکو آب و دانہ نہ ملے اگر حکم ہو تو مین کھانا اُسکو پہونچاؤ
وہ دن تارہ ہک نے کہا ای نور نظر املاک نے یہی حکم دیا ہی کہ آب و دانہ بند رکھنا
کہ عمرو کو ایسا صدمہ پہونچے کہ تڑپ تڑپ کر مرے سمینہ خاموش ہو رہی تارہ ہک نے
کہا مین دربار املاک مین جاتی ہون اب کل آؤنگی تارہ ہک تو گئی مگر سمینہ تیز رفتار
کہ عیاری مین اسنے کمال پیدا کیا ہی عمرو کا نام سُنکر بیقرار ہو گئی کہ ایسا عیار اور یہ آپ
مصیبت مین پھنسا ہوا اور ہم اُسکی مدد نہ کر سکین کھانا لیکر سمینہ چلی قصر تارہ ہک مین
آئی ایسا سیاہ مکان ہو کہ خواجہ رو رہے ہین بیقراری مین عرض کرتے ہین کہ ای
کریم کارساز وای رب بے نیاز اِس مصیبت سے بچا لے عجب بلا مین پھنسا ہون
یہان کون مدد کرنے والا ہی تو اگر چاہیگا تو رہائی ہو جاوے گی **نظم**

زروے گل تو نمائی بگلشن چہرۂ زیبا	گہی ظاہر ز ہر سرو سہی حسن قد رعنا
تو از قامت بہر جانب قیامت کردۂ برپا	تو افگندی ز حسن دلربا اندر جہان غوغا
بحسن یوسف خود کردہ بودی گرم بازاری	تو خواندی سوے خود بہر خریداری زلیخا را
مسیحا را اندر روح خود دم جان بخش بخشیدی	بموسیٰ مرحمت کردی ز نور خود ید بیضا
چہ اسکندر چہ دارا چہ جمشید و چہ افریدون	کند چون و چرا در حکم تقدیرت کرا یارا
تراشیدہ ای تو از خاک مکدر صورت انسان	برآوردی تو از آب مصفا لولوے لالا
ز ہر آئینہ در چشم نہ یا نہ جلوہ گر گشتی	ز ہر شکل و ز ہر صورت تو بنمودی رُخ زیبا
منم از کمترین بندگانت بندۂ ہندی	بحال بندۂ خود یا الٰہ العالمین بخشا

یہ صدا سُنکر سمینہ بیقرار ہو گئی قصر مین آئی کچھ سوجھتا نہین کہ قیدی کس طرف ہی
آخر اسنے فلیتۂ عیاری روشن کیا خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین قمر عذار
فلیتۂ عیاری لیے کھڑی ہی اور ایک ہاتھ مین کھانا ہی سمینہ نے جو صورت عمرو کی

دیکھی نفرت کلی حاصل ہوئی کہ اتنا بڑا عیار اور ایسا بدصورت لیکن خواجہ نے گنگنا کر یہ چند اشعار گائے

نظم

جب دل بھر آیا چشم کے ساغر چھلک گئے
چین آگیا جو ہجر میں آنسو ٹپک گئے

ہرگز ہوا نہ انکی نصیحت سے فائدہ
ناصح بھی آکے محفل رندان میں بہک گئے

آواز بھی سنائی نہ تو نے ہزار حیف
ہم در پہ تیرے آکے بھی سر بھی پٹک گئے

پہلو میں آکے میرے جو بیٹھا وہ گلعذار
خار الم رقیب کے دل میں کھٹک گئے

گردش ہزار حیف نہ تقدیر سے گئی
پھرنے لگا سر اپنا اگر پاؤں تھک گئے

نکلا جو سیر کرنے وہ محبوب گلبدن
خوشبو سے سارے شہر کے کوچے مہک گئے

جام شراب اسنے دیا جب رقیب کو
اشکوں سے میرے چشم کے ساغر چھلک گئے

آیا جو دل میں رشک کے خار شب فراق
لینے کو میری آہ کے شعلے لپک گئے

خط دیکے بدگمان ہوے سطرت ہم اسقدر
قاصد کے ساتھ ساتھ در یار تک گئے

ان اشعار میں خواجہ نے اپنا حال سنایا خوش آوازی سنکر بھیمنہ کو بھی ایک عشق ہوا دل سے کہتی ہو اگرچہ بصورت ہو مگر کیا آواز رکھتا ہو دل پر چوٹ پڑتی ہو کوئی تو کمال ایسا ہو کہ ساحروں کو مارتا پھرتا ہو ہر چند کہ مادر مہربان نے قید کیا ہو مگر خوف سے کانپ رہی ہوں یہی خیال ہو کہ اس شخص کے ہاتھ سے کیونکہ بچوں اور ادھر طلسم لینا آیا چاہتے ہیں اگر وہ آگئے تو انکو کون روکیگا بیٹھ گئی کہا خواجہ حلق سے نیچے آب و دانہ بند ہو میں لیکر آئی ہوں اسکو نوش کرو حقیقت میں عجب مصیبت میں ہو کھانا نوش کرو میں تمھاری رہائی کی بھی تدبیر کرونگی عمرو نے کہا میں یہ کھانا کیونکر کھاؤں کافر کے گھر کا پکا ہوا ہو اطاعت اسلام کرو تو میں کھاؤں یہ سنتے ہی اس معشوق نے مسکرا کر کہا خواجہ اگر تمھارے مذہب کا اعتقاد نہیں کیا تو میں کیونکر آئی طبیعت کھینچکر لائی ہو جو کہو وہ قبول کروں اب تمسے کیا عذر ہو خواجہ نے اسے مطیع اسلام کیا خواجہ کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا تعریفیں کرتے جاتے ہیں کہ سبحان اللہ کیا حسن و جمال ہو مجھکو خیال ہو کہ ایسی صورت کبھی نہیں دیکھی

وہ سبحیبہ شرما کر سر جھکا لیتی ہے اور کہتی ہے خواجہ تمہاری عیاری کے شہرے ہیں عمرو نے
کہا اے ملکۂ عالم مجھکو دشمنوں نے بدنام کیا ہے میں ساحروں کا دوست ہوں سبحیبہ نے کہا
اے شہنشاہ اوج عیاری تمنے ایسے ایسے کار ہائے نمایاں کیے کہ تمام میں قاتل ساحران
کہلائے بڑے بڑے جادوگروں کو مارا ملک کے ملک برباد کر دیے ہیں مدت سے
تمہاری جویا تھی کہ خواجہ کو دیکھوں آج مادر مہربان نے جو ذکر کیا دل میں خیال
ہوا کہ اے سبحیبہ مقام افسوس ہے کہ خواجہ ہمارے قبضہ میں ہوں پھر کھانا نہ کھلا سکیں ماں سے
پوچھا انھوں نے منع کیا کہ بیٹا وہاں نہ جانا وہ بلائے روزگار ہے ایسا نہو کہ وہ
عیاری کرے تو باعث خرابی ہو وہ عیار ایسا زبردست ہے کہ اسکی بات بات میں
عیاری بھری ہے پس اے خواجہ مجھکو تمسے خوف معلوم ہوتا ہے خواجہ نے کہا اے ملکۂ عالم
تم مجھسے کچھ خوف نہ کرو سبحیبہ نے کہا میں تمکو ضرور رہا کر دونگی مگر تاریک کی خبر لینا
عمرو نے کہا بے قتل تاریک میں نہ جاؤنگا ایک فقرے میں مٹا دونگا اب تاریک
کیا بچیگی اسنے مجھے بے قصور قید کیا اور آب و دانہ بند کر دیا رزاق مطلق
نے تمکو مہربان کیا کوئی دنیا میں بے آب و دانہ نہیں رہ سکتا وہ رزاق رزق
پہونچاتا ہے سبحیبہ نے کہا میں رخصت ہوتی ہوں آج شب کو مادر مہربان سے
پوچھونگی کہ اگر کوئی ارادہ رہائی عمرو کا کرے تو کیا تدبیر کرے شاید کھلجائے عمرو نے کہا
اسطرح پوچھنے میں وہ گھبرائیگی صاف صاف نہ بتائیگی تم یہ کہنا کہ مادر مہربان
گرفتاری عمرو میں کوئی سختی بھی رکھی ہے ایسا نہو کہ کوئی عیار آکر رہا کر لیجائے
سبحیبہ نے کہا آج میں دریافت کر لونگی محل میں آکر بیٹھی مگر گانے کا عمرو کے بڑا
اشتیاق ہے جی میں کہتی ہے کہ عمرو کیا خوش آواز ہے اسکی آواز میں سوز و گداز ہے
اسی فکر میں بیٹھی تھی کہ تاریک آکر پہونچی سبحیبہ برائے تسلیم خم ہوئی تاریک نے
کہا کیوں بیٹا آج تم کیوں متردد ہو سبحیبہ نے کہا اے مادر مہربان جیسے آپ [illegible]
لیگئی تھیں مجھکو یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو عمرو کو کوئی رہا کر کے لیجائے تو آپکے
لیے بدنامی ہے میں بانہا سے عیاری لگا کر قریب قصر پہونچی گرد پھرا کی یہی خیال تھا

کہ ایسا نہ ہو کوئی عیار آئے اور یہ چھڑا کر اسکو لیجائے تو املاک گرانزوندران کیسا
برہم ہو گا اسکو کون سمجھائیگا اُسکا فقط تو غضب کا ہے کئی وزیروں کو مار ڈالا کتنے ہی
خدمتگاروں کو قتل کیا آٹھوں پہر برہم بیٹھا رہتا ہے کسی وقت اُسکو خوش نہیں دیکھا
مجھکو یہ خیال ہے کہ ایسا نہ ہو آپ سے برہم ہو آپ بھی آشفتہ مزاج اُسکی باتیں
آپ سے نہ سُنی جاوینگی خوب سمجھا کر سمینہ نے کہا تاریک نے جواب دیا کہ بیٹا
کسکی مجال ہے کہ عمرو کو رہا کر سکے بانیان طلسم نے وہ مکان ایسا بنایا ہے کہ اگر غیر اُس میں
جائیگا تو نشان قید کا نہ پائیگا اندھیرے میں ٹٹولتا پھریگا جا بجا مُنہ کے بھل گریگا
اول چاہیے یہ ہے کہ یہ شیشہ جو طاق میں رکھا ہے اس میں آب دمیدہ و ساحری بھرا ہے
پہلے اسکو لیجائے گرد قصر چھڑکے پھر اندر جائے سامنے عمرو کے اس شیشے کو جا
توڑے تب وہ قید سے رہا ہوگا پھر نکل جائیگا کوئی نہ روک سکیگا سمینہ خاموش
ہو رہی رات کو جب تاریک سو گئی تب سمینہ نے اُٹھکر وہ شیشہ اُٹھایا اور دوسرا
شیشہ اُسی وضع کا اُس مقام پر رکھدیا اور اُس شیشے کو لیکر باہر آئی قریب قصر
تاریک پہونچکر وہ پانی چھڑکا اور اندر قصر کے گئی اور وہ اندھیرا جو کہ سابق
میں دیکھا تھا اُسکو نہ پایا پھر وہ شیشہ سامنے عمرو کے توڑا تمام قید جسم سے کٹ کر
گری عمرو نے رہائی پائی جب قید عمرو کے جسم سے گر گئی تو سمینہ نے کہا کہ خواجہ
باہر نکلو خواجہ باہر نکلے ہمراہ ہو لیے خواجہ کو ایک فرحت حاصل ہوئی کہا اے ملکہ عالم
مدت سے یہ سیب میرے پاس رکھا ہوا ہے اسکو نوش کرو سمینہ نے بلا خوف لیکے
سیب کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے سمینہ کو اُٹھاکر نذر زنبیل کیا سمینہ
کی شکل بنکر قصر تاریک میں آئے تاریک جادو دوسرے روز جو دربار شاہ
سے آئی بیٹی کو دیکھا چھپرکھٹ پر سو رہی ہے پکار کر پوچھا کیوں نور نظر مزاج کیسا ہے
عمرو نے کہ بصورت سمینہ پلنگ پر لیٹا تھا جواب دیا کہ کنیز کو بڑا اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو
عمرو رہا ہو جائے اور آپ پر کوئی صدمہ پہونچے تشریف رکھیے خاصہ تیار ہے
تاریک جادو نے کھانا کھایا کھاتے ہی نیند غالب ہوئی پلنگ پر جا کر لیٹی

لیٹتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے خنجر گھسیٹا مگر پھر خیال آیا کہ ایسا نہ ہو معشوقہ کے خلاف ہو اور رو کے کہے کہ میری ماں کو کیوں مار ڈالا تو کیا جواب دونگا یہ سوچکر تاریک کی زبان میں سوزن دی ایک ستون سے باندھا اور سمینہ کو نکالکر بٹھا لیا کہا کہ اے ملکۂ عالم میں نے تمھاری ماں کو گرفتار کر لیا اگر اُسنے اطاعت کی تو خیر ورنہ فوراً قتل کرونگا تمکو تو ملال نہ ہوگا سمینہ رونے لگی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کہیں ہوسکتا ہے کہ ماں کا غم نہ ہو مہینوں یاد کرونگی رو رو کے جل تخفل بھرونگی عمرو نے تاریک کو مذہب اسلام کی ترغیب دی تاریک نے نہ مانا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم بیٹی تمھاری مطیع اسلام ہوچکی اب تم کیوں انکار کرتی ہو سوچو تو مذہب سامری و جمشید میں کیا بھلائی ہے مثل تمھارے وہ بھی جادوگر تھے اُنھوں نے دعوی خدائی کیا آخر موت نے اُنکو نہ چھوڑا اگر خداوند ہوتے تو موت کا ہے کو آتی خود ہی زندہ جاوید ہوتے جتنے زندہ ہیں وہ ضرور مرینگے اگر اطاعت نہ کرو گی تو ابھی تمکو قتل کرونگا فقط سمینہ کے خیال سے تمکو سمجھاتا ہوں ورنہ میرا دستور رہی کہ جہان جادوگر میرے قبضے میں آیا فوراً اُسے قتل کیا لاشے کو سگ صحرائی کھا جاوینگے یہ کہکے عمرو نے تیغ کھینچا سمینہ نے اُٹھکر خواجہ کا ہاتھ تھاما کہا تھوڑی دیر توقف فرمایئے میں بھی سمجھا لوں یہ کہکے قریب آئی کہا اے مادر مہربان خداوند کی جو کتاب سفر النجات ہے اُس میں صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ سعد بن قباد فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہیں بس جب طلسم ٹوٹا تو جمشید ثانی بھی قتل ہوگا یا بھاگ جائیگا مگر صاحبقران کا یہ دستور ہے کہ جو جادوگر گرفتار ہوکر آتا ہے اُسے سمجھاتے ہیں اگر وہ مسلمان ہوا تو بہتر ورنہ بحالت انکار فوراً قتل کرتے ہیں اگر جمشید ثانی بھاگ جائیگا تو صاحبقران تعاقب کرینگے کوئی تدبیر نہ اُٹھا رکھیں گے عمرو ایسا عیار وہ جمشید کو تلاش کر لیگا خداوند ضرور مارے جاوینگے اب زندہ نہ بچیں گے اپنی سلطنت نہ کھوئیے میں تو اطاعت کر چکی بلکہ کلمہ پڑھا اب بہتر یہ ہے کہ ادیان باطلہ پر لعنت کرو اور شریک اسلام ہو تاریک جادو نے اشارہ کیا کہ میری

زبان سے سوزن نکالو مین مسلمان ہوتی ہون خواجہ نے جیسے ہی سوزن نکالی
تاریک کے تیور بدل گئے خواجہ بھی سنبھلکر بیٹھے سمینہ کا عجب حال تھا گھبرا رہی تھی
کہ کیا ہوگا مگر تاریک نے خواجہ کی نگاہ بچا کر بچی کو اٹھا لیا اور لیکر بھاگی کہا
اسکو سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگی وہ اسکو سزا دینگے کہ تو نے غضب کیا خواجہ
اٹھکر ایک جانب بھاگے مگر حیرت مین ہین کہ سمینہ کو کیونکر رہا کرون اور تاریک
سمینہ کو لیے ہوے اڑتی ہوئی جاتی تھی کہ برابر قصر ظلمات کے پہونچی اسکی بہن
ظلمات جادو نے اپنے جو دیکھا کہ بہن میری تاریک میری بھانجی سمینہ کو پکڑے
لیے جاتی ہے پکار کر آواز دی اے ہمشیرہ خیر تو ہے تاریک اتر آئی ظلمات نے
مسند پر بٹھایا اور سمینہ کو اپنی گود مین بٹھا لیا کہا اے بہن اس نورچشمی نے کیا خطا
کی تاریک نے کہا اس فتنہ انگیز نے غضب کیا کہ عمرو کو رہا کر دیا مجھکو باندھا تھا
کہتی تھی مسلمان ہو جاؤ کیون اے ظلمات کیا بیہودہ ہی کہ پوجنے رب خداوند کو
چھوڑکر صرف ایک خداے نادیدہ کی اطاعت کرون مین نے دم دیکر اپنے کو
رہا کرایا اسپر تو ہاتھ نہ آئی الا وہ نگوڑا عیار بلاے روزگار تھا اسکو لیکر بھاگی
اب خدمت شاہ مین جاتی ہون کہ اسکو سزا دلواؤن پھر عمرو کو گرفتار کرکے
لاؤن اسکے مرتبہ لا کر اسکو تمھارے پاس تنبیہ کرون ظلمات نے کہا مین تو
اپنے قصر مین نہ رکھونگی مگر اس بچی کی بات پر غصہ نہ کرو کیون بیٹا سمینہ تم
ماں کی دشمن ہو گئیں کچھ افسوس نہ آیا سمینہ نے کہا مین تو برا سے نیکی سمجھاتی
تھی کہ طلسم اب نہ بچیگا ظلمات نے کہا کتاب سامری کی تحریر کا خیال نہ کرو
جمشید ثانی اسکو منسوخ کر چکے نئی کتاب بنائی ہے ابتدا مین بھی لکھا ہے کہ طلسم
کسی طرح فتح نہ ہوگا سعد بن قباد کی قسمت مین ہے ہاتھ سے ہے تاریک نے کہا
یہ ٹھیک ہے قدرت بڑی کوشش کر رہی ہے انکی کوشش خالی نہ جائیگی طلسم کو وہ
بچا لینگے سعد کو شکست دینگے سمینہ خاموش ہو رہی ظلمات نے گلے سے
لگا لیا کہا اے نورنظر اگر ایسا نہ کروگی تو مبتلاے بلا ہوگی سمینہ نے کہا مین تابعدار ہون

اگر حکم دیجیے تو عمرو کو گرفتار کر لاؤن جب تو میری خطا معاف ہوگی ظلمات نے کہا
بیٹا تمنے سحر نہین سیکھا عیاری پر قدم مارا اگر کوئی تو ہنر اپنا دکھاؤ عمرو کو تلاش کرکے لاؤ
مان کو راضی کرو سمیعہ کمند ہین لیکر کوہ سے اتری ایک جنگل مین آکر ٹھہری کہ سامنے
سے زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ خواجہ آتے ہین سمیعہ نے ملاقات کرکے کہا کہ ای
شہنشاہ اوج عیاری چلیے آپ کو قصر ظلمات مین لے چلون ظلمات و تاریک
ایک ہی مقام پر ہین عمرو نے کہا ٹھہرو مین عمرو کو ابھی دیتا ہون یہ کہکے جنگل مین گئے
اتفاقاً ایک مسافر جاتا تھا اُسے زبردستی گرفتار کیا اور اُسکو اپنی شکل بنایا اور آپ
ایک جادوگر کی شکل بنکر سامنے سمیعہ کے آئے عرض کی ای ملکۂ عالم لیجیے عمرو حاضر ہی
مین رخصت ہوتا ہون سمیعہ حیران ہی کہ یہ عمرو کیسا گرفتار ہوا خواجہ نے اشارے
سے کہا کہ عمرو مین موجود ہون یہ ایک مرد مسافر ہی اسکو لیجا کر قتل کراؤ تمھارا رنگ
جمیگا مان تمھاری راضی ہوجائیگی سمیعہ عمرو نقلی کا پشتارہ باندھکر جست و خیز کرتی
ہوئی چلی مگر جادوگر کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم شراب پلا کر سب کو بیہوش کرو دونو کو مارلو
پھر میرے ساتھ نکل چلو سمیعہ جواب دیتی ہی کہ ارادہ تو یہی ہی آیندہ خدا کو اختیار
ہی عمرو کو لیے ہوے قصر ظلمات مین آئی ظلمات نے پوچھا کہ ای نور نظر شیر یا
روباہ کہا آپ کے اقبال سے ہمیشہ شیر رہتی ہون عمرو جنگل مین جاتا تھا مین نے
کمند مین خس پوش کرکے اُسے گرفتار کر لیا مگر کچھ چالاک و چست نہین ہی فوراً
کمند دان مین آگیا اور جلدی سے مین نے حباب بیہوشی مارکر گرفتار کر لیا یہ سنکر
تاریک بہت خوش ہوئی پوچھا یہ جادوگر کون ہی سمیعہ نے کہا اسنے بڑا کام کیا
مجھسے تو عمرو لڑتا تھا اسنے سحر کرکے عمرو کو پکڑ لیا ورنہ گرفتار نہ ہوتا تاریک اپنے
مقام سے اُٹھی کہا ای سمیعہ اب عمرو کو زندہ نہ چھوڑونگی ظلمات بھی منع کرتی ہی کہ
ہمشیرہ ابھی ٹھہر جاؤ اب تو قبضے مین ہی جب چاہینگے قتل کر ڈالین گے مگر خواجہ
اس فکر مین ہین کہ ان دونون کو قتل کرون ورنہ معشوقہ کے لیے خرابی ہوگی
پھر مشکل ہوگی یہ دونون اسکی دشمن ہوجاوینگی یہ سوچ رہے ہین آخر چلا کر کہا کہ

صاحبو آپس مین باتین کرتے ہو دیکھو تو گنہگار کا کیا حال ہی ابتک تو بیہوش ہی
ایسا نہو ہوشیار ہو جائے ذرا تسکین کرو ہوشیار رہو گھبراؤ نہ جاؤ مین بھی اِس
ظالم کا دشمن ہون جب مین نے دیکھا کہ عورت سے بیڈر رہا ہی اور کسی مقام پر یہ
دبتا نہین تو مین نے قریب آکر چھو کیا کہ میرے تو رستے پہ سارہ بان زادہ لڑکھڑا کر گرا
ملک نے اپنا دم باندھا پھر کیا تھا جب باندھ چکین اور اسکو ہوشیار کیا تو فریب
کرنے لگا رستم کہتا تھا کہ یارو تمام افسوس ہی اسوقت میرا کوئی شاگرد نہین
آیا ورنہ تم سب کو مار کے مجھے چھڑا لیتا سمینہ نے کہا اُستاد تو اُنکا گرفتار ہوا شاگرد
آتا تو کیا ہوتا یہ کہکر سمینہ نے جماہی لی بیدبایکا ظلمات نے پوچھا بیٹا آج شراب تمنے
نہین پی ابھی وہ جادوگر بول اُٹھا کہ شراب منگوائیے جب عمرو سے لڑ رہی تھین
تو مین نے دیکھا تھا کہ آنکھون مین آنسو بھر آتے تھے مین نے جب پوچھا تو اُسکا
یہ جواب دیا کہ مین نے کئی دن سے کھانا پانی ترک کیا ہی اسی غم مین کہ مان وخالہ
سے چھوٹی ہون اسوجہ سے سب چیزین ترک کین تاریک نے اپنے مقام
سے اُٹھکر پیچھے مار اغمرو لقلی کا سر کاٹ لیا وہ جادوگر خوشیان کرنے لگا کہا حضور
اب تو دشمن کا کام تمام ہوا صاحبزادی کو شراب پلائیے ظلمات نے کہا میان ساحر
صاحب بیٹھ کے پیالا پیالہ رکھی ہین جتنی چاہو لیکر پلاؤ تمھارا گھر ہی ہم لوگ بلا تکلف
بیٹھے ہین جب سے ملے اُس سے ملے جسکے دشمن ہوئے اُسکے دشمن ہوے عمرو نے
جلدی سے پیالا پیالہ اُٹھایا مین جام لبریز کیا گھالی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالدی پہلے
جام تاریک کو دیا اُسنے کہا مین پیچکی اول صاحبزادی کو پلاؤ عمرو نے کہا آپ بزرگ
ہین پہلے آپ پیجیے پھر اُنکو بھی پلاؤنگا تاریک خوشی خوشی پی گئی ظلمات کو جام
دیا جب ظلمات بھی پی چکی تو میان ساحر نے بھی پی سمینہ کو بھی پلائی خوشی مین
میان ساحر یہ اشعار گانے لگے نظم

دل بھی خون ہو کے بہار لبین جو یکیان آیا — صاحب خانہ کا دم لینے کو مہمان آیا
یاد تجا رخ زیبا ترا ابجا ان آیا — جب کبھی تذکرہ یوسف کنعان آیا

دصوم محبوب الٰہی کی خدائی مین ہوئی
وحی بھیجی اُنھین اللہ نے قرآن آیا

دیکھنا دست جنون کی تو ذرا چالاکی
اُلجھا دامن سے نہ جب ہاتھ گریبان آیا

دل کو وحشت ہوئی یاد آگیا مجنون کا جنون
اُڑ گئے ہوش جہان ذکر بیابان آیا

تیری رحمت کہ چڑھانے کو مری تربت پر
پھول دامن مین بھرے خلد سے رضوان آیا

تیرے دیدار کی حسرت مین بہائے دریا
جوش پر جبکہ مرا دیدۂ گریان آیا

عمر بھر آرزوے نامہ و پیغام رہی
خط ہی آیا نہ کبھی قاصد جانان آیا

منزل جوش جنون کی جو مسافت طے کی
غل مچانے لگی زنجیر کہ زندان آیا

کیسلے شور قیامت یہ مچا رکھا ہی
فتنہ خیزی کو کہان یہ دل نالان آیا

اے نہ پر آنکھ ذرا کھول کے دیکھو تو سہی
لو مبارک ہو تمھین قاصد جانان آیا

ظلمات نے کہا میان جادوگر صاحب خوب گاتے ہو عمرو نے کہا میرے محلے مین گویے رہتے ہین اُنکا گانا سُن سُنکر اُڑا لیتا ہون تم خاطر جمع رکھو مین ہمیشہ آیا کرونگا یہ کہکر اُٹھے کہ مین جاتا ہون تاریک و ظلمات اُٹھین کہ مہمان کو رخصت کرین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوگئین سمینہ ہان ہان کرتی رہی مگر خواجہ نے دونو کے سر کاٹ لیے ایک ہنگامہ ہوا چند طائر پیدا ہوے منقارین مین لاشے اُٹھا کے لے چلے سمینہ و خواجہ اُس مکان سے نکلے اب سمینہ جب خواجہ کے ساتھ چلی تو مان کے واسطے رونے لگی کہتی تھی خواجہ بڑا ستم ہوا کہ مان میری قتل ہوگئی عمرو نے کہا اتنیک وہ زندہ رہتی تو فساد برپا کرتی تمکو چین نہ لینے دیتی اسوجہ سے اُسکو قتل کر ڈالا مگر جمشید ثانی کہ قصر مین بیٹھا تھا طائرون نے لاشے لا کر اُسکے سامنے ڈالدیے اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند انکو عمرو نے مارا اور ایک عمرو مرا ہوا پڑا ہی جمشید نے کچھ سوچکر جواب دیا کہ وہ عمرو نہین ہی عمرو سمینہ کو لے گیا ارے کوئی ایسا ہی کہ اُس فتنہ پرداز کو گرفتار کر لائے ہوا سے جادوگر بیٹھے ہین بیٹھا ہوا تھا تاریک کا مرنا اسکو بہت شاق ہوا ہی اپنے مقام سے اُٹھا اور کہا کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو غلام جاکر گرفتار کر لائے یہ مجال نہین ہی کہ میرے پنجے

سے نکل سکے جاتے ہی گرفتار کر لونگا جمشید نے کہا اے ہوا اے جادو بہت زور
شور سے نہ جانا اپنے کو مختصر رکھنا جب دیکھنا کہ سامنے پہونچ گئے تب زور دکھانا
جب قریب پہونچنا تو للکارتا ہوا اے جادو یہ اقرار کر کے روانہ ہوا مگر بعد جانے
ہوا اے جادو کے جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ایک نامہ املاک گرانہ دندان کو
لکھو کہ کیا خوب انتظام کیا ہے کہ تاریک اور ظلمات قتل ہوئی مگر تمنے خبر نہ لی
شاہزادیوں نے نامہ لکھا ایک جادوگر کو دیا وہ جادوگر نامہ لیکر چلا قضائے کار
اُس راہ سے گذرا کہ جس طرف سے خواجہ جاتے تھے اُس جادوگر نے جو دیکھا
کہ خواجہ سمینہ سے باتین کرتے جاتے ہین جگلیا جی مین کہتا ہے کہ کیا انقلاب ہے کہ بیٹی مان کو
قتل کر کے آشنا کے ساتھ جاتی ہے یہ خیال کر کے جادوگر نے ہاتھ بڑھایا سمینہ جست کر کے
آگے بڑھی وہ جادوگر خواجہ پر گرا اور خواجہ کی کمر مین پنجہ ڈالکر اُٹھا لے گیا خواجہ
نے سمینہ سے پکار کر آواز دی صاحب تم اپنے کو بچاؤ مجھکو جادوگر لیے جاتا ہے
کوئی مقام آج ویران ہونے کو ہے سمینہ اسباب عیاری سے درست ہو گئی کہ
ہوا اے جادو نے دور سے دیکھا کہ جدید جادو عمرو کو لیے ہوے جاتا ہے
یا طرف مرحلے کے چلا تھا یا طرف جمشید کے پلٹا پکار کر آواز دی کہ اے جدید
ذرا ٹھہر جاؤ مین تمسے کچھ کہونگا گھبراؤ نہین سامنے ایک پہاڑ ہے اُسپر ٹھہر جاؤ
جدید اُترا ہوا اے جادو بھی آیا مگر سمینہ ایک گوشے سے دیکھ رہی ہے کہ جدید کو
ہوا نے آکر روکا دونون باتین کرنے لگے ہوا کی مراد یہ ہے کہ مین مصاحبان
خداوندی مین ہون تم خدمتگار ہو لہذا بہتر یہ ہے کہ قیدی اسکی مجھے حوالے کر دو
جب خداوند سے انعام ملیگا تو مین تمھین بھی شریک کر لونگا جدید کہتا ہے مین
نہ مانونگا آخر ہوا اے جادو بگڑا کہا اے جدید مین نہ جانے دونگا خواجہ کو جدید
نے ڈالدیا اور آمادہ بہ جنگ ہوا یہی کہتا ہے کہ اے جدید ہم جو کہتے ہین وہ مانو اگر
خلاف کرو گے تو بہت پچتاؤ گے سمینہ حیران ہے کہ کیا تدبیر کرون آخر ایک قزاق
کی شکل بنکر بالا سے کوہ آئی کہا او نٹیرون آپس مین فساد کرتے ہو اور اس

غریب کو کیون باندھا ہی ہوا سے جادو نے کہا او میان قزاق صاحب تم اس مقدمے
مین دخل نہ دو ہمارے آپس کا مقدمہ ہی ایک دربار کے رہنے والے ہین ایک
خدمتگار ہی اور ایک سردار ہی خداوند ہمارا فیصلہ کریگی سمیٹ نے کہا بیٹھو جاؤ بیٹھکر
باتین کرو آپس مین فیصلہ کر لو تکرار نہ ہو ہوا سے جادو نے کہا جدید جادو مجھسے
کیا تکرار کر سکتا ہو جانتا ہو کہ مین مصاحب خداوند ہون ایسا ہو کہ اسکے خلاف
تقریر سے تو قدرت سے میری شکایت کرے ایک ذرا سے اشارے مین تو دیوانہ
ہو جائیگا جدید نے کہا کیا مجال تمھاری کہ مجھپر ہاتھ ڈالو سامنے خداوند کے ذلیل
کرا دونگا اور یہ بیان کرونگا کہ مین قدرت کے دشمن کو لاتا تھا انھون نے درمیان
مین فساد کیا اور اسکو رہا کر دیا ہی سمیٹ نے کہا یہ دونون میری علمداری مین
ہو تم میرے مہمان ہو مین شراب لاؤن پیو اور پی کر قدرت سے دریافت کرو
دیکھو کیا فرماتے ہین شرابی کے سامنے تو وہ فوراً آتے ہین یہ مجال نہین کہ ہم
بلائین اور وہ نہ آئین جدید نے کہا او میان قزاق صاحب یہ خوب کہی ہم تمکو
بھی قدرت سے ملوا دینگے سچ کہتے ہو کہ نشے مین شراب کے قدرت ضرور
آوینگے بتا جاوینگے لہذا میان قزاق صاحب شراب لاؤ سمیٹ نے کوٹھری مین
جاکر شراب لی دونون کے آگے لاکر رکھدی کہا لو پیو مین کباب لے آؤن یہ سنکر
ہوا سے جادو نے جام پیا جدید نے کہا دیکھیے آپ نے پھر صاحبت کی لی ایک
غیر شخص نے دعوت کی ہی تو آپ نے پہلے ہمکو دی ہوتی ہوا سے جادو نے کہا
کیون دیوانہ ہوا ہی ہمارے سامنے تو قدرت سے بات کر سکتا ہی ہم قدرت
سے کلام کرینگے تو بھی پی لے سمیٹ نے گوشے سے دیکھا کہ دونون مین تکرار
ہو رہی ہی ہوا سے جادو نے ایک دو تھپڑ مارا اکھڑا سے آواز گانے کی آئی
دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین وجمیل سامنے سے یہ اشعار عاشقانہ گاتی
ہوئی باناز و کرشمہ آتی ہی نظم

جلوہ رخ پر نور کا ہر سو نظر آیا	آئینۂ خورشید مین بھی تو نظر آیا

زیر صفت مژگان وہ نہین چشم فسونگر — تیرون کے نیستان مین آہو نظر آیا
آنکھون نے خیال لب جان بخش کھلایا — اعجاز سے بڑھکر ہمین جادو نظر آیا
پر تو جو پڑا گال کا خال سر مو مین — تابندہ چراغ شب گیسو نظر آیا
نشتر کے نہین دیدۂ مخمور مین ڈورے — یا ندے ہوے تلوار ہلا کو نظر آیا
اللہ رے تیر مژہ یار کا پلہ — سینے مین دل زار ترازو نظر آیا
دانتون کا پڑا عکس جو زیور پہ گلے کے — ہیرے سے جڑا یار کا جگنو نظر آیا
دھوکا ہوا خورشید پہ ظلمات کا مجکو — بکھرا ہوا عارض پہ جو گیسو نظر آیا
باز آیا مین مضمون سے بیتابی دل کی — عمدہ یہ وہم فکر جو پہلو نظر آیا
حاصل ہوئی ای نور خوشی عید کی دلکو — جسوقت ہلال خم ابرو نظر آیا

جدید جادو اُسکو دیکھا بہت بیقرار ہوا اُس نازنین نے آتے ہی جدید کا ہاتھ تھام لیا کہتی تھی ای جدید کیون اسقدر گھبراتے ہو میرے ساتھ چلو باغ گلنار مین تمھاری طالب ہو دیکھو تو کیا کیا نازنینان مہ جبین جمع ہین ایک ایک کو دیکھکر خوش ہوگے اور کہوگے کہ یہ شاہزادیان خدمت مین خداوند کے ہوتین تو جلسے کو رونق ہوتی جدید اُس نازنین کے ساتھ چلا ہوا سے جادو اُٹھا کہ نازنین سے کچھ پیغام کہون جدید پہ میرا سحر چلگیا ہے دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے اثر کیا لڑکھڑا کر گرا صحیفہ نے آکر اُسکو قتل کیا مگر وہ نازنین جو جدید کو لیکر چلی سامنے ایک باغ تھا اُسکے قریب جب پہونچی جدید سے کہا اندر تشریف لے چلو جدید جیسے ہی اندر باغ کے گیا اُدھر صحیفہ نے ہوا کو قتل کیا اُس نازنین پر ایک شعلہ گرا کہ جلکر خاک ہوئی جدید کو ہوش آیا کہتا ہو کہ مین یہان کہان آیا سوچا کہ ہوا سے جادو نے سحر کیا تھا یہ عورت بھی اُسی کے سحر کی تھی اُسکے مرنے کے بعد جنگل کی طرف کوہ کے چلا پہاڑ پر آکے لاشہ ہوا کا دیکھا بہت پریشان ہوا کہتا تھا ہوا سے جادو نے مفت مین اپنی جان دیدی افسوس ہو کہ اُسنے بیکار کے بہبے مجھسے تکرار کی آخر قدرت نے سزا دی حقیقت مین جہان شراب کا چرچا ہوا قدرت ضرور آتے ہین وہی اُسکو مار گئے

پھر تلاش مین عمرو کی چلا راہ مین دیکھا کہ سمینہ اور عمرو جاتے ہین آگے بڑھکر ایک
چھپر بنائی اُس مین ایک ضعیفہ بنکر بیٹھا عمرو و سمینہ جب پہونچے اُسنے پکارا کہ اے
بیٹا جانے والے ذرا میرے پاس ہوتے جاؤ عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ضعیفہ
بیٹھی ہوئی ہو بلا رہی ہو کہ بیٹا ذرا یہان آؤ پانی مجھے اُنڈیلکر پلاؤ خواجہ جھپٹ کر
آئے دیکھا ایک گھڑا پانی کا رکھا ہو عمرو نے آبخورے مین پانی بھر اُنڈیلا بیہوشی کی
ڈالدی کہا نانی امان تو جدید دعائین دینے لگا کہ بیٹا پھلو پھولو آباد رہو تمنے
اسوقت بڑا احسان کیا عمرو نے کہا تمھارا کام کردیا تم بہت راضی ہوگی جب
عمرو اور سمینہ باہر نکلے تو جدید اُٹھنے لگا کہ سحر کرکے عمرو کو پکڑلون بدن مین
رعشہ آیا لڑکھڑا کر گرا عمرو نے پلٹ کر اُسکا بھی سر کاٹ لیا سمینہ نے کہا خواجہ
اِسکو کیون مارا عمرو نے کہا جو جادوگر کم ہوگیا وہی کم ہوگیا اِسکو غنیمت جان لو
سمینہ نے بڑی بڑی تعریفین کین جب سر جدید کا کٹا تو صورت بدل گئی سمینہ نے دیکھا
کہ جدید جادو تھا خواجہ سے کہا کہ خواجہ تمنے خوب پہچانا یہ ہماری تمھاری فکر مین
آیا تھا نگرا املاک گرا ز دندان اپنے قصر مین بیٹھا ہو کہتا ہو کہ کیا غضب ہو کہ
عیارون نے میری اقلیم مین ہنگامہ ڈالدیا تاریک و جدید ایسے ایسے
ساحر آئین اور قتل ہوجائین اب دیکھیے بھوپچال پر کیا گذرتی ہو کہ وہ بیچارے
گرفتاری سعد بن قباد گیا ہو مگر سعد بن قباد شہباز کو مار کر ایک گوشے مین
آئے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ مرحلہ ششم کا اب سامنا ہو بہت سمجھکر کام کرنا لوح
کو قدم قدم پر دیکھنا دیکھیے کیا ہو مگر سامنے صحرا کے نخل ہی وہان بیٹھکر یہ اسم پڑھو
ایک طائر آئیگا وہ تمکو باغ گنجور مین لیجائیگا بے لوح کے دیکھے قدم نہ اُٹھانا
سعد نے صحرا مین آکر اسم پڑھا فراٹے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک طائر قوی الجثہ
آسمان سے اُترتا ہوا آیا زمین پر جیسے ہی قدم قایم کیے سعد جست کرکے اُسکی پشت
پر سوار ہوے اور فرمایا کہ باغ گنجور مین پہونچا دے وہ طائر سعد کو لے کر چلا
اُدھر سے بھوپچال آتا تھا اُسنے دیکھا کہ طلسم کشا پشت پر قیصور جن کی سوا

ہین اور طرف باغ گنجور کے جاتے ہین یقین ہی گنجور جادو اپنے دام مکر مین پھانس لیگی
مین چلکر الگ سے تماشا دیکھون مگر قیصور جن سعد شہریار سے باتین کرتا ہوا
جاتا ہو کہ ای طلسم کشا ہم چند جنات اس طلسم مین قید ہین اور بندگان خدا کو ایذا
پہونچاتے ہین ہم سب تمھارے ساتھ ہونگے جہانتک ہوسکیگا عجائب و غرائب
سے آگاہ کرینگے کسی کے دام مکر مین نہ پھنسنے دینگے جسکے باغ مین آپ چلتے ہین وہ
بلا کی مکارہ ہو اُس سے بچیےگا جس صورت سے بن پڑیگا مین آپ کے سامنے آجاؤنگا
اور آگاہ کرونگا یہ ذکر تھا کہ خوشبو پھولونکی دماغ مین آنے لگی قیصور نے حوض کے
لوح کو چھپائیے یہ باغ گنجور سے خوشبو آتی ہی گنجور نے سحر شروع کیا آپکی گر
فتاری ہو رہی ہی سعد نے جو لوح کو چھپایا بو آنا پھولونکی موقوف ہوئی اور
سامنے سے باغ دکھائی دیا ایک گوشے مین قیصور نے آکر بادشاہ کو آداب بجا
غلام رخصت ہوتا ہی جب ضرورت پڑیگی تو اسم مذکور پڑھیےگا غلام فوراً حاضر ہوگا
کسی مشکل مین مدد کرونگا یہ کہکر قیصور فوراً رخصت ہوا بادشاہ ایک طرف چلے
ہزارہا طائر جو درختون پر بیٹھے تھے منقارین کھولکر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

خط سے دونا ہوا رخسارۂ دلدار کا روپ — واقعی سچ ہو کہ سبزے سے ہو گلزار کا روپ
بار لانے سے ہو لطف شجر باغ شباب — نار پستان سے ہو سرو قد دلدار کا روپ
بانکپن ترک وفادار کو زیبندہ ہو — دست معشوق مین کیونکر نہ ہو تلوار کا روپ
ابر مین لطف ہو تارونکے نکل آنے سے — کیون نہ افشان سے ہو زلف سیہ کار کا روپ
دہن یار مین کسطرح نہ چمکین دندان — درج مین ہوتا ہو سلک دُر شہوار کا روپ
کیون خریدارونسے رونق ہو اُس یوسف کا — مشتری سے ہو فقط حسن کے بازار کا روپ
عکس رخسار سے عالم تھا عجب گیسو پر — نور سے شمع کے دونا تھا شب تار کا روپ
نور کیونکر نہ اسے نور علی نور کہے — کہ ہوا طرۂ دستار سے دستار کا روپ

طائرون نے اسقدر غل مچایا کہ گنجور پڑی ہوئی سو رہی تھی آواز سے طائرونکی
ہوشیار ہوئی بیرون بارہ دری آکر دیکھا کہ طائر غل مچا رہے ہین سمجھی کہ طلسم کشا

آگیا کنیزون سے کہا لو صاحبو تمنے سُنا طلسم کُشا ہمارے باغ مین آگیا طائر شغل مچارہے
ہین حقیقت مین قیصور جن بھی دوست ہوگیا سب اپنی مصیبت بھی بیان کی سعد
نے جواب دیا ہم تمھارے معین ہین ہر مقام پر تمھاری مدد کرینگے اگر خدا نے یہ
طلسم فتح کرایا تو تمکو تمھاری جلد اری دلوا دینگے اسپر قیصور خوش ہوا اے تم لوگ
کچھ تدبیر کرو کنیزون نے بناؤ کیے اور گنجور جادو ایک حسین کی شکل بنکر تیار ہوئی
سب کنیزین پشت پر آپ سب کے آگے آگے سیر باغ کرتی ہوئی چلی اودھر سے
سعد آتے تھے گنجور نے جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار آیئے مین مدت سے
آپ کی مشتاق تھی املاک گراز دندان اس مرحلے کا حاکم ہے آسکے قصر مین پہونچیا
دونگی یا اُسکو بلا بھیجونگی اگر آپ نے اُسکو قتل کیا تو چھٹا مرحلہ فتح ہوا یہ کہکے ہاتھ
مین ہاتھ ڈالدیے لیکر بارہ دری مین آئی سعد کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے اشارہ
کیا کنیزون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا سازندے و رقاص حاضر تھے اپنا
اپنا کام کرنے لگے گنجور نے جام ارغوانی لبریز کیا سامنے سعد شہریار کے لائی
کہا اے شہریار ایک جام نوش فرمایئے آپ نے بڑی تکلیف اٹھائی ہے سعد نے
جیسے ہی ہاتھ بڑھایا ایک آواز آئی کہ اے شہریار لوح کو ملاحظہ فرمایئے سعد نے
جام ہاتھ سے رکھدیا لوح کو ملاحظہ کرنے لگے لوح مین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم
واہ سیار این عجائبات اب مناسب یہ ہے کہ اسکی صحبت کو ترک کرو طرف باغ
جہان نما کے جاؤ سعد نے فوراً اسم پڑھا قیصور جنی بشکل طائر آیا سعد اسکی
پشت پر سوار ہوے جب چلنے لگے تو گنجور رونے لگی کہا اے شہریار افسوس کا
مقام ہے کہ بعد مدت کے یہ دن نصیب ہوا تو آپ طرف باغ جہان نما کے جاتے
ہین مجھے بھی لیتے چلیے ایسا نہ ہو کہ جہان نما سرکار کے ساتھ کچھ فتور کرے مین حضور
کو دمبدم آگاہ کرونگی لوح سے غافل نہ ہونے دونگی سعد نے فرمایا اے گنجور
مین مدد اپنے پروردگار کی چاہتا ہون کوئی کسی کی کیا مدد کریگا وہ حافظ حقیقی
ساتھ ہے اسکا دامن قدرت اور ہمارا ہاتھ ہے یہ فرما کر قیصور کو اشارہ کیا وہ

چاہتا ہے اڑ کر لپٹ لون کہ گنجور نے پھر جام اٹھایا کہا اے شہر یار اتنی تو میری خوشی کیجیے
کہ جام پی لیجیے سعد نے انکار نہ کیا جام لے لیا قیصور نے آہستہ سے کہا شہر یار
جام اسکو پھینک مارئیے میں تو یہ سمجھا تھا کہ اسکو چھوڑ کر نکل چلونگا اسکی قضا آ پہنچی
ہے سعد نے بموجب کہنے قیصور کے وہی جام گنجور پر پھینک مارا ایک ہی دفعہ جام
ٹوٹا اور شراب گنجور پر پڑی مثل ہیزم خشک جلنے لگا شعلہ بھی بلند ہوا جلکر خاک
ہوگیا تمام طائر جلکر گرے درخت بھی جلے شعلے گرنے سے میں باغ ویران ہوگیا
دیوارین باغ کی گر پڑیں قیصور جنی نے کہا حضرت قید سے چھوٹے ہو عرض کی اے
شہر یار اب داخل باغ جہان نما میں ہوگا وہاں بڑی آفت ہوگی بہت ہوشیار
رہیگا اسقدر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ جہان نما سے جادو نے آج دشمن
کیا ہو تمام جادوگر چہار طرف کے جمع ہیں ہر ایک رنگت سے ہوا ہے آپ بھی بے تامل
جا کے شراب سے مست ہوجیے گا اگر کوئی خورونوش نہ فرمائیے گا نہ شراب پیجیے گا ورنہ
گرفتار ہو جائیے گا سعد یہ باتیں سنکر پشت قیصور پر سوار ہوئے قیصور
سعد شہر یار کو ساتھ لیکر چلا راہ میں ایک صحرا سے ہولناک ملا ہر طرف اژدہان
آتش فشان دوڑتے پھرتے ہیں شیران صحرا اژدرون پر حملہ کرتے ہیں اور
اژدر شیروں کو جلا دیتے ہیں جب منہ سے آگ چھوڑتی سر پر شیروں کے شعلہ
پڑا شیر جلنے لگے ہزار ہا لاشہ جا بجا پڑا ہے آہوان صحرا کو وحشت بونڈون کی
گرد کو دہشت ہر طرف سائیں سائیں کی آواز آتی ہے جا بجا درختوں پر زاغ و
زغن جمع ہیں کائوں کائوں کر رہے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ باغ سے نکل جاویں
مگر اڑتے ہیں اور پھر اسی مقام پر بیٹھتے ہیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان سب کو جانیکا
راستہ نہیں ملتا ہے قیصور بادشاہ کو لیے ہوئے اس صحرا سے نکلا آوازیں آتی
تھیں کہ اے قیصور جنی تجھکو مدت رہتے ہوئے گذری آجتک کوئی تکلیف نہیں
پائی کیا باعث ہوا کہ اہل طلسم کا دشمن ہوگیا ذرا پلٹ کر دیکھ قیصور اور بھی تیز
روانہ ہوا جب وہ جنگل سے نکل گیا تب آوازیں موقوف ہوئیں جنگل سے دور

آکر دیکھا کہ کچھ غولان بیابان درہ ہاے کوہ سے نکلے اژدرون سے لڑنے لگے
جس اژدر کو غولون نے پکڑ لیا دبوچ کر آسے مار ڈالا سعد فرماتے ہین کہ بیشک
قیصور اس جنگل کے غول بہت زبردست ہین قیصور نے عرض کی یہ سب عجائب و
غرائب طلسمی ہین کوئی زبردست نہین ہو ابھی بڑے بڑے عجائب و غرائب آپ
ملاحظہ فرمایئے گا یہ مرحلہ تو حکومت املاک گر اژدران کا ہو ویسے ہی اسکے معین
ہین طلسم کشا کو ڈراتے ہین چاہتے ہین خوف سے ہین طلسم کشا باٹ جائے سعد نے
فرمایا اے قیصور اگر جان پر بھی بنے تو بھی نہ پلٹونگا جدہ تک گرفتار رہو تا اسقدر مشتاق ہو
کہ راتون کی نیند جاتی رہی ہے مجھے ہر وقت یہی خیال ہو کہ جن گرفتار ہو جاؤن
تک آسمان پہ بھی فکر اندیشہ کر رہا گراون انکی سلطنت ویران پڑی ہو سلاسل پڑی
نے ناسزا سنا کہ کربیت مین قہقہہ آتا ہو مین مجبور رہتا کیونکر جاتا فاتحی طلسم مین
مصروف ہون قیصور نے کہا حضور اب انکی رہائی کا زمانہ قریب ہو دو مرحلے
صرف اور باقی ہین یہ کہتا ہوا بڑھا صبح ہو چکی تھی کہ ایک صحرا سے پر بہار دیکھا
کہ شہزادہ باشاہزادیان زیر درخت بیٹھی ہوئی چہلین کر رہی ہین اور پکارتی ہین
کہ اے آئندہ و روندہ اس مقام پر آکر ٹھہرو ہم پر قبضہ کرو یہ صحرا مقام تیرا پراج کا ہو
مرد ہمکو نہین نصیب ہوتا تڑپ رہے ہین یہی شجر ہمارے واسطے مرد ہین کہ جسم کو
انکے بیخ سے مس کرتے ہین تو حمل قایم ہوتا ہو اتفاق دیکھیے کہ بیٹی ہی پیدا ہوتی ہو
دمبدم عورتین بڑہتی جاتی ہین سعد نے قیصور سے فرمایا کہ اے قیصور مجہی
انکے حال پر مجھکو رحم آتا ہو ذرا یہان ٹھہر جاؤ قیصور نے کہا اے شہریار یہ دام
مکر ہو یہان ٹھہرے اور گرفتار ہوئے یہ جسقدر عورتین بیٹھی ہین اور ظاہر مین
کمسن معلوم ہوتی ہین انمین جسکا سن سب سے کم ہو وہ دو سو برس کی ہو ورنہ تین سو
چار سو سال و ہزار ہزار سال تک کی عمرون کے انکے سن ہین عالم مکار ہی ہین
طاق سحر و شعبدہ بازی مین شہرۂ آفاق اس صحرا سے بھی سعد شہریار نکلے ایک
جنگل ملا دیکھا شہزادون شاہزادے آبلے پاؤن مین پڑے ہوئے برہنہ ایک

ایک غرقی باندھے جنگل میں دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں ایک سے ایک کہتا ہے کہ بھائیو پیاس جان لیگی مہلت نہ ملیگی سارے جنگل کو چھان ڈالا اور کہیں پانی کا نشان نہیں ملتا جنگل پھر میں کوئی کنواں نہیں کس مقام پر جائیں کیونکر پانی پاویں پھر سعد نے فرمایا اے قیصور جنی یہ کون لوگ ہیں کہ جو پیاس سے مر رہے ہیں قیصور نے کہا یہ مرحلہ طلسم ہے اسکو نہ دیکھیے جب آپ فتح پاوینگے تو یہ لوگ رہا ہونگے یہ سب لوگ آپ کی فتح کے خواہاں ہیں سعد قیصور سے باتیں کرتے ہوے جاتے ہیں کہ ایک صحراے عجیب ملا سعد نے دیکھا کہ دو طرف سے فوجیں آئیں ایک ایک پہلوان دونوں طرف سے نکلا مقابلہ ہونے لگا مگر ایک فوج جو بائیں جانب سے آئی ہے وہ بہت کم زور ہے اُسکے لوگ بہت مارے گئے قیصور نے کہا اے شہریار اِن شکست خوردہ کے مقدمے میں لوح ملاحظہ فرمائیے شاید انکی مدد آپ ہی کریں یہ لوگ جو قتل ہو رہے ہیں یہ مطیع اسلام ہیں ساحروں کی تہ تیغ ہے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ انکی مدد کرو فرمایا اے قیصور مجھے اُتار دے کہ میں ان لوگوں کی مدد کروں شاید آفت سے بچیں قیصور نے بادشاہ کو ایک طرف اُتار دیا سعد نعرہ کرکے میدان میں آئے سات پہلوان ہاتھ سے سعد کے مارے گئے ہراساں ہو گیا سعد ہر چند نعرے کرتے ہیں کہ کوئی میرے مقابلے میں آئے مگر کوئی نہیں آتا تب سعد نے اشارہ کیا کہ ہاں بھائیو ان سب کو گھیر لو فوجوں کے بلوے ہیں آپس میں دونوں لشکر مل گئے خوب تلوار چلی سعد شہریار نے کئی سو افسروں کو قتل کیا لڑتے ہوے وسط فوج میں پہونچے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار تھا آواز دے رہا ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لو یارو دیکھتے ہو کہ یہ مجھ پر حملہ کرتے ہیں سب طرف سے بادہ گرو ساحروں نے خوب خوب سحر کیے مگر سعد پر تاثیر نہ ہوئی آخر فوجیں بھاگیں وہ بادشاہ تخت سے کود کر بھاگا سعد نے چاہا پیچھا کروں کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے طلسم کشا بس بدبخت کو چھوڑو اب ادھر متوجہ ہو میں تمہارا ملک الموت ہوں چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا

سعد نے دیکھا کہ ایک عفریت خونخوار آہن کا وار اسکا ندیچے پر رکھے ہوئے سامنے آیا اور وار کا وار کیا سعد نے وار کو قلم کر دیا تب وہ دیو لپیٹ پڑا سعد نے اکبر کہکر مار اکر لتھے کا لٹھا گرا سعد کو دکر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا او سرکش شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے کہا مجھکو چھوڑ دیجیے تو مین اپنا حال بیان کرون جب بادشاہ اُسکی چھاتی سے اُترے تو اُس دیو نے کہا کہ مین ہمراہیان عفریت سے ہون جب عفریت مار اگیا اور صاحبقران طلسمات مین داخل ہوے تو مجھکو زیر کیا مین بصدق دل مسلمان ہوا اپنی حکومت پر قایم ہوگیا ایک روز سیر کرتا ہوا جاتا تھا کہ ایک پریزاد کو دیکھا شکار کھیل رہی ہی مین نے اُسپر قبضہ کیا وہ بھی مجھسے رضامند ہوئی مگر اس طلسم مین آکر قید ہوا بادشاہ طلسم کا حکم ہوا جو کوئی طلسم کشائی کے خیال سے آئے اُسکو قتل کرو آج مین آپ سے زیر ہوا ورنہ جو آیا اُسکو مٹایا میری ضرب کوئی روک نہ سکتا تھا اور وہ پریزاد میرے ساتھ رہتی تھی یہان سامنے کوہ ہی ایک دیو وہان رہتا ہی کہ اُسکو دیو سمندون کہتے ہین اُسنے پریزاد کو چھین لیا بادشاہ طلسم سے جو فریاد کی اُسنے جواب دیا کہ جب طلسم کشا آوینگے تب تمھاری داد ملیگی تو امیدوار ہون کہ میری معشوقہ دلوا دیجیے اور نام میرا دیو اضطراب ہی بادشاہ اُسکے ساتھ ہوے سامنے پہاڑ کے پہنچے آتے ہی نعرہ کیا کہ او سمندون میرے مقابلے مین آ پریزاد کو حوالے کر اندر سے کوہ کے ایک دیو بلند قد نکلا اُسنے پکار کر آواز دی کہ او جوان کہا لیتے گریبان تیرا پنجۂ اجل مین پھنسا ہی کشان کشان یہان لایا ہی سعد نے کہا مین تجھسے پریزاد کو لونگا پرائے ناموس پر کیون ہاتھ ڈالا اُس دیو نے کہا آ مجھسے لڑلے سعد نے اُسکو بھی زیر کیا چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا دیو سمندون رونے لگا کہا او شہریار باغ جہان نما مین میرا مدعا ہی اگر حضور باغ جہان نما مین جاینگے تو وہان ایک چشمہ بہت صاف شفاف ہی اُس مین سے ایک مچھلی نکلتی ہی وہ میری خوراک ہی اگر وہ کھاؤن تو کبھی بھوکا نہ ہون بادشاہ سنے فرمایا مین ضرور باغ جہان نما

مین جاؤنگا سمندون نے کہا مین ساتھ چلونگا بادشاہ نے تیجو دحیبی کو رخصت کیا
اور سمندون کے کاندھے پر سوار ہوے اور پریزاد آسمان سے لیکر دیو اضراب کو
دی اور نامہ دیا کہ یہ پرزہ قاف جاؤ قلعۂ سلاسل پریپیکر پہنچا کر یہ نامہ ہمارا دینا وہ
تمھاری حکومت تمکو دیگی زبانی کہنا کہ اے سلاسل پری پیکر مین نے انتظام اورنگ و
زمانہ بالای آسمان پری و قمر لیشہ کا قریب ہو اگر ہو سکے تو جواب اس نامے کا
لکھنا ہم طرف باغ جہان نما کے جاتے ہین لشکر صاحبقران جو ہراسے خرخارے ہین
اُترا ہو وہ تمھارے خط کا جواب لکھینگے دیو اضراب یہ نامہ لیکر روانہ ہوا اہو
طرف قلعۂ سلاسل کے چلا مگر سمندون بادشاہ کو کاندھے پر سوار کرکے طرف
باغ جہان نما کے چلا سمندون بہت خوش ہو کہتا ہوا ای شہریار آج مجھکو دولت
ملیگی کہ ہمیشہ کو سیر ہو جاؤنگا راستے کو طی کرکے طرف باغ جہان نما کے سے چلے
دروازے پر باغ کے دیکھا ہزارہا جادوگر جیبے لیے کھڑے ہین اور غلغلہ
کر رہے ہین کہ طلسم کشا آتا ہے ہم اُسے مارینگے باغ مین نہ جانے دینگے
بادشاہ نے یہ باتین سُنکر سمندون سے کہا مجھے اتار دے سمندون نے سعد
کو پشت سے اتارا بادشاہ نعرہ کرکے اُس فوج پر جا پڑے نعرۂ بادشاہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے لڑنے لگے مگر جب بادشاہ کا نعرہ ہوا تو دروازہ باغ کا بند ہو گیا جو
ساحر کہ لڑ رہے تھے وہ فریاد کرنے لگے کہ اے طلسم کشا الامان سعد نے جواب دیا
کہ امان بشرط ایمان آخر ایک افسر کلان مہ روز جادو رومال سے ہاتھ باندھکر
سامنے آیا کہا حضور یہ سب بخوشی مطیع اسلام ہوے جو آپ حکم دیجیے وہ بجا لاوینگے
یہی در باغ جہان نما ہے یہ سنکے سب تکبیر کہتے ہوے سعد مع دیو سمندون
اندر آئے اول وہ چشمہ بالا دیکھا کہ ایک ماہی کلان چشمے سے نکلی باہر بیٹھی ہوئی
ہے سمندون نے بیقرار ہو کر کہا کہ حضور یہ وہ مچھلی یہی ہے جسکی خواہش مجھے مدت سے ہے

سعد نے بڑھکر اُس مچھلی پر ہاتھ مارا وہ مچھلی تڑپ کر چشمے مین گری پانی اسقدر جاری
ہوا کہ تمام باغ عالم آب ہوگیا سمندون غل مچا رہا ہی کہ حضور اپنے کو بچائیے مین
کہتا تھا کہ یہ مقدمہ بہت سخت ہی مگر آپ نے میرا کہنا نہ مانا اب اپنے کو بچائیے بادشاہ
جست کر کے پیچھے ہٹے اور لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا وہ مچھلی تہ آب
مین پہونچی اپنے کو چشمے مین گرا دو تو شاید وہ دستیاب ہو سعد نے حسب حکم لوح پایا
فورًا چشمے مین پھاند پڑے دیکھا کہ ایک صحرا ہے پر آشوب ہی جسمین ہزارہا غول
بیابانی پھر رہے ہین اُن غولون نے جو سعد کو دیکھا چوبدستیان لیکر آ پڑے بادشاہ
سے تلوار چلنے لگی جب کوئی غول حربہ کرتا ہی بادشاہ ہاتھ تلوار کا مار دیتے ہین ایک
غول کلان ہٹو ہٹو کرتا ہوا سامنے آیا اُسنے آکر حربہ کیا بادشاہ نے اُسکی کلائی تھامکر
وہ غول لپٹ پڑا بادشاہ نے اُکھیڑ کر مارا کہ چار دن شانے چت گرا کودکر چھاتی پر
سوار ہوے فرمایا کہ او بیتا لک غول ماہی شکم سیہر کا پتہ دے غول نے کہا جو
نخل سامنے ہی اُسکو جاکر اُکھیڑ لیے تب پتہ مچھلی کا ملیگا گرفتار ہوتے ہی اُس غول
کلان کے سب غول بھاگ گئے مگر یہ غول کلان ساتھ ہی بادشاہ نے آکر وہ درخت
اُکھیڑا دیکھا کہ ایک چشمہ آب ہی وہ مچھلی چشمے سے منھ نکالے ہوے بیٹھی ہی سعد نے
ہاتھ مارا مچھلی کا سر ہاتھ مین آیا بادشاہ نے بزور کھینچا کہا ای سمندون لے سمندون
منھ پھیلا کر دوڑا جیسے ہی مچھلی پر منھ مارا غل مچانے لگا کہ ای شہریار یہ تو پتھر کی ہی
ہاے مجھے خوراک میسر نہ ہوئی سعد نے کہا کیون روتا ہی مین پتہ لگاتا ہون اُس
غول سے پوچھا کہ کیون بہکایا یہ کیا مکر تھا غول نے کہا ای شہریار اسی چشمے مین وہ
مچھلی ہی اب لوح کا عکس ڈالیے وہ قصد کریگی کہ لوح لیلیون آپ فورًا اُسے گرفتار
کر لیجیےگا بادشاہ نے قریب چشمے کے آکر لوح طلسمی کو لٹکایا عکس لوح جو پانی
مین پڑا عجیب صفائی پانی مین تھی کہ آب گوہر پانی بھرے مگر وہ مچھلی کہ تہ آب پر تھی
لوح کو دیکھکر تڑپی اور جست کر کے قصد کیا کہ لوح کو منھ مین لے لون سعد شہریار
نے لوح کو ہٹا لیا مچھلی پر ہاتھ مارا کہ سر اُسکا قبضے مین آیا ایسا وہ مچھلی لاکھ طرح

تڑپتی ہو کر اپنے کو چھڑاؤں مگر شمشیر کا قبضہ ہوا اب کب نکل سکتی ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای سمندوں نے سمندوں اُس مچھلی پر گرا کھا کر اُسکے ناچنے لگا کہتا تھا ای شہریار کیا نعمت آپ نے عطا فرمائی ہو کر ہمیشہ کو سیر ہو گیا اب کبھی بھوکا نہ رہونگا پروردگار آپ کو مظفر ومنصور رکھے اب میں صحرائے خونخوار میں جاتا ہوں خدمت امیر میں رہونگا کچھ نشانی دیجیے گا سعد نے ایک کاغذ پر اپنا نام لکھا اور یہ لکھا کہ فتاحی مرحلہ ششم میں مصروف ہوں امید وار ہوں دعا فرمائیے اور یہ سمندوں خدمت میں آتا ہو حاضر خدمت رہیگا لشکر کی حفاظت اس سے متعلق ہو امید وار ہوں کہ اسکو خدمت میں جگہ ملے یہ تحریر دیکر سمندوں کو روانہ کیا سمندوں طرف لشکر امیر کے چلا سعد نے پھر اُسی طرح اسم حاشیہ لوح پڑھا کہ قیصور جنی حاضر ہوا کہا ای قیصور باغ جہان نما میں پہونچا دے مگر یہاں جہان نما سے جادونے کہ زمانہ جشن کا قریب آیا رفقا سے کہا کہ سب خراج گزاروں تا کہو کہ بار و آکر نذر سامری میں شریک ہو ہر چند کہ وقت قریب ہو مگر اس مہلت کو غنیمت جانو یہ نامے لکھکر ساحروں کو روانہ کیا ساحروں نے جا کر نامے خراج گزاروں کو دیے جسنے نامہ دیکھا ساتھ ستر ہزار فوج ساتھ لی اور طرف باغ جہان نما کے چلا سعد کے سامنے سے اکثر تاجدار گذرے اُسنے دریافت جو کیا تو ساتھ والوں نے بیان کر دیا کہ زمانہ جشن نوروزی ہو سامری و جمشید ہدایت کر گئے ہیں کہ بعد سال بھر کے ہماری پیدایش کا جشن کیا کرو لیس ہمارے آقا نے بلایا ہو وہیں جاتے ہیں جب کئی تاجدار سامنے سے سعد کے گذر گئے تو قیصور سے فرمایا کہ ای قیصور ہمکو لے چلو قیصور ٹال رہا ہی سارا دن اسی بحث میں گذرا جب شام ہوئی تو قیصور جنی نے عرض کی کہ آپ تشریف لے چلیے ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہوگا بادشاہ قیصور کی پشت پر سوار ہوئے قیصور لیکر چلا سامنے شاہ نے دیکھا کہ اسی باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کھلا ہو اور گرد باغ کے صدہا بارگاہیں استادہ ہیں ہزارہا جادوگر پھر رہے ہیں گانیکی آواز بلند ہو کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

وصل مین نالۂ و فریاد و فغان بھول گئے
داستان سُنکے مرے عشق کی یہ محو ہوئے
محو الفت نہ جہان مین کوئی ہمسا ہوگا
لیلا مونے یہ جوانون کے اُڑائے اوسان
ابتو کچھ اور ہی انداز کی تقریرین ہین
وہ حسین تو ہو کہ ہم دیکھ کے تیری صورت
فاتحہ کے لیے کیا خاک سر قبر آتے
ہمسا عالم مین نہ ہوگا کوئی گم کردہ حواس
نور کہنے لگے اشعار وہ میرے سُنکر

عیش مین رنج ہم اور راحت جان بھول گئے
قصہ گو قصۂ الفت کا بیان بھول گئے
دل تمہین دیکے ہم اے جان جہان بھول گئے
بیخودی مین کرم پیر مغان بھول گئے
صبح کے ہوتے ہی وہ شب کا بیان بھول گئے
یوسف مصر کو اے جان جہان بھول گئے
تربت عاشق بیکس کا نشان بھول گئے
یہ نہین یاد کہ ہم دل کو کہان بھول گئے
حُسن بندش کے سوا لطف زبان بھول گئے

بادشاہ نے فرمایا اے قیصور رجنی یہ کون گا رہا ہے قیصور نے کہا کہ آپ صاحب اقبال ہین ایسے وقت پر پہونچے کہ صحبت ساحران گرم ہے حضور جاتے ہی اس مجمع کو متفرق کرین تاکہ ان ساحرون کو معلوم ہو کہ طلسم کشا آ گئے مگر پہلے جلسہ ملاحظہ فرمائیے سعد قیصور کو لیکر سر حد باغ مین آئے دیکھا کہ ایک شامیانہ تنا ہے اور ایک جادوگر نوجوان مسند پر بیٹھا ہے گرد ہزارہا تاجدار بیٹھے کہہ رہے ہین کہ اے جہان نما آج طلسم کشا ضرور آئیگا جہان نما کہتا ہے اگر اس مجمع مین آئیگا تو گرفتار ہوگا یہ سُنکر بادشاہ نے لوح گلے سے اُتار کر گریبان مین رکھلی کسی نے بادشاہ کو آتے ہوئے نہ دیکھا بادشاہ ایک طرف آکر بیٹھ گئے دیکھا کہ نازنینان مہجبین گا رہی ہین اور گل تاجدار نشے مین شراب کے بلبلا رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ اگر طلسم کشا آئے تو اُسکو زندہ نہ چھوڑینگے گھیر کر مار لین گے اے جہان نما تمنے بڑی جستجو سے جلسہ جمع کیا حصول اُسکا یہ ہے کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے اور لوح طلسمی دستیاب ہو تو قدرت بہت خوش ہونگے ہم سب کے پاس نامے پہونچے ہین کہ سعد بن قباد اکیلے آوینگے تم لوگون کی جرأت دیکھین کہ کیا کار نمایان کرتے ہو ایسا جمکر لڑو کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے اور قیصور رجنی کہ تم سب کا دشمن ہے اُسکے

ٹکڑے ٹکڑے اڑا دئے اتنے میں قیصور نے کہا کہ حضور اب نعرہ کریں اور اپنے کو ظاہر
کریں بادشاہ نے لوح گریبان سے نکالی زیب گلو کی اور نعرہ کیا کہ او شیدا او کافران
بے حیا و او نابکاران پر دغا منم طلسم کشا جتنے ہو سکے قصور نہ کرو یہ فرما کے
تلوار کھینچی تاجداروں میں باڑھ ہوا کر لو بار و قیصور نے عین وقت پر پہونچا دیا
ہم لوگ تماشا سے محفل بھی نہ دیکھنے پائے جہان نما نے پکار کر کہا کہ اب وقت
جنگ ہی یارو تامل نہ کرو چہار طرف سے ٹوٹ پڑو سب تاجداروں نے سعد پر
بلوہ کیا قیصور جنی بھی لڑ رہا ہی سعد لوح کو چمکا رہے ہیں جسپر عکس لوح کا پڑا وہ
جلکر خاک ہوا سعد ہزاروں جادوگروں کو مارتے ہوئے قریب جہان نما کے پہونچے
جہان نما ہاتھ باندھکر قدموں پر گر پڑا کہا او شہریار مجھکو معلوم ہوا کہ آپ طلسم کشا
ہیں جرأت میں بھی یکتا ہیں میں اپنی جان نذر دونگا آپ کی اطاعت کرونگا
یہ جلسا اسی واسطے آراستہ ہوا تھا کہ سعد کو گرفتار کر لو آپ کے پاس لوح طلسمی
ہی ساحر عاجز ہو رہے ہیں کچھ تاجدار بھاگ گئے اب بیرون باغ سناٹا ہی سعد
نے سر جہان نما کا اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ او جہان نما لوح نے یہی
خبر دی تھی کہ جہان نما اطاعت کریگا لہذا وہی ہوا تم مطیع اسلام ہوئے اب یہ مرحلہ فتح ہوا
جہان نما نے سعد کو مقام صدر پر جگہ دی اور قیصور سے کہا کہ او قیصور جنی تمکو
مناسب ہی کہ طرف قصر املاک کے جاؤ اور وہاں کی خبر لاؤ کہ دیکھو املاک
کیا کر رہا ہی اسکا کیا ارادہ ہی قیصور نے کہا میں ابھی خبر لاتا ہوں اور ایک
مژدہ آپ کو اور دیتا ہوں کہ میں جو یہاں آیا تھا تو مع فوج گرفتار ہوا تھا فوج نے
بھی رہائی پائی اب املاک گراز دندان کیا لڑ سکیگا فوج جنات پر اسکو بڑا
غرور تھا اب وہ لوگ اسکی اطاعت نہ کرینگے مجھکو دیکھکر سب خوش ہو جاوینگے
ہر ایک کا یہی قول ہوگا کہ افسر ایسا چاہیے کہ جسنے ہمارے واسطے کوشش کی
کہ ہم سب نے رہائی پائی اب فوج آئیگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ٹکڑا ابر سیاہ پیدا
ہوا اور وہ ابر پھٹا کئی لاکھ جنات آکر پہونچے قیصور کے گرد پھرتے تھے اور

شکریہ ادا کرتے تھے کہ اے قیصور ہم تمھاری افسری پر ناز کرتے ہین کہ تمنے ہماری
رہائی کی تدبیر کی املاک گرانہ دندان لشکرکشی کا سامان کر رہا ہے اُسکا ارادہ یہ ہے
کہ شہریار سے مقابلہ کرے ہم لوگ تو نکل آئے نہ روک سکا اب سعد شہریار طرف
باغ دلکشا کے تشریف لے چلین ہم سب ہمراہ خدمت ہین املاک بھی جانتے کہ
جنات مجھسے باغی ہوے اب کس بھروسے پر لشکرکشی کریگا یقین ہے کہ بھاگتا پھر
سعد نے فرمایا کہ اے جہان نما ہمیری تکلیف کا وقت ہے ابھی ایسا ممکن نہین ہے کہ
مین چلکے مین بیٹھون جہان نما نے کہا مین لشکر آراستہ کر رہا ہون جسوقت
حضور مقام املاک پر پہونچین گے مین کل جنات کو ساتھ لیکر حاضر ہونگا
ایسی تلوار چلے کہ املاک بھی یاد کرے کہ مین نے جو ارادہ کیا اُسکا انجام
یہ ہوا حضور بسم اللہ کہکر لوح کو ملاحظہ فرماوین سعد نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا
کہ سامنے جو درخت ببول ہے کانٹون سے بچکر اُسکو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑ دیجیے
راستہ قصر املاک کا ہے بادشاہ نے اُٹھکر درخت کو اُکھیڑا اگر کانٹے ہاتھون مین
چبھے کہ دست نگارین سے خون کے قطرے ٹپکے جہان نما نے بڑھکر کہا کہ اے
شہریار یہ خون آپ کا ہے جیب مین بغل کی دیکھیے کوئی شیشہ رکھا ہوگا اُس مین خون
اپنا جمع کیجیے بروقت جنگ کام آئیگا بادشاہ نے شیشہ نکالا ہاتھ کا خون اُسمین
جمع کیا اور شیشہ کمر مین رکھ لیا نقب پختہ بنی تھی اُس مین داخل ہوے اور
سیڑھیان طے کرکے سر جو نکالا تو ایک صحرا سے وسیع ملا دیکھا ہزارہا ساحر وہان
جمع ہین ایک جادوگر بلند بالا تاج سر پر تخت پر بیٹھا ہوا کہ رہا ہے کہ ہان یارو
آمادہ رہو طلسم کشا آتے ہین کہ سامنے سے سعد کو دیکھا غلغلہ ہونے لگا کہ طلسم کشا
آگیا چہار جانب سے ساحر بلوہ کرکے چلے سعد نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا
نعرہ کیا کہ او املاک گرانہ دندان کیون کد و کوشش کرتا ہے جہان نما نے اطاعت
کی املاک نے کہا اُسکی کیا حقیقت تھی ما بدولت کا خراج گذار تھا اگر مطیع ہوگیا
تو میرا کیا نقصان ہوا اگر وہ آپ کی اطاعت کریگا تو آپ کو کیا نفع ہوگا سعد نے

فرمایا او املاک تھوڑی دیر مین حال کھلجائیگا کہ جہان نما کے مطیع ہونے سے
کیا نفع ہوا سب ساحر بلوہ کر رہے ہین اور بادشاہ مصروف دعا ہین کہ اے کریم
کارساز اس آفت سے بچائے نظم

طالب ذات خدائے لایزال — از کسے در دل نمیدارد خیال
خاطر بےخطرہ اش باشد مدام — از گمان خالی و پاک از ہر خیال
ظاہر و باطن بیک حالت بود — بندۂ حق اہل حال و اہل قال
بیند از ہر پردہ در جلوہ گری — مرد بینا جلوۂ حسن و جمال
سرنگون باشد بہ شکل آسمان — پشت خم دارد دوتا مثل ہلال
محرم اسرار باشد دم بخود — زین بیان دارد زبان ہر وقت لال
باشد اش با فقر و فاقہ دوستی — دشمن مال است آن اہل کمال
صلح دارد در جہان با نیک و بد — مرد خوش خو صلح کل نیک خصال
مثل خود بر مطلع صدق و صفا — جلوہ اش یکسان بود ہر ماہ و سال
خاص با خاصان بود با عام عام — ہر زمان آن مرد عارف نیک فال

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا کہ صحرا سے گرد اٹھی
نوبت نقارے کی آواز آئی املاک نے دیکھا کہ جہان نما تخت پر سوار لاکھ
جنات تلوارین کھینچے ہوے پشت پر آمادۂ حرب و پیکار چلا آتا ہے آکر پہونچا
بادشاہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جناتون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ اے
قیصور حبشی اپنی فوج کو حکم دو کہ ہمراہ سعد شہریار جنگ کرین لو آؤ تخت پر سوار
ہو کسی مقام پر تامل نہ کرو یہی طلسم مین مشہور ہے کہ قیصور حبشی طلسم کشا کا دوست
ہو گیا ہے فوج کو بھی رہا کر لیا اب کیا تامل ہے قیصور نے بڑھکر نعرہ کیا کہ ہاں
یارو جو تکلیفین تمنے پائی ہین اسکا بدلہ لو یہ وہی ساحر ہین کہ جنکی تم قید مین
تھے آب و دانہ تمکو نہ دیتے تھے تم ان سب کو گھیر کر مار لو جنات نے یہ صدا جو
سنی فورًا بلوہ کیا ساحرون کو قتل کرنے لگے املاک نے جو دیکھا کہ جنات

مصروف جنگ ہوئے گھبرایا کہ اب کیا کرون پکار کر آواز دی کہ ہان اے ساحران نامی
و اے پہلوانان گرامی ان جناتون کو بھی مار لو تم زیادہ ہوا اور یہ کم ہین انکو تمنے بعض
ہو کر قید خانے مین آب و دانہ نہین ملا تم یہ خیال کرو کہ یہ ہمارے دشمن ہین قیدخانے سے
نکل گئے اب جسطرح چاہین جنگ کرین مگر ساحرون سے جنات کو تاب جنگ نہین
ہر ایک طرف سے قیچھو رجبی اثر کر رہا ہو کہ بھائیو تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی
اب اسکا بدلہ کرو کہ ان ساحرون کو مار لو مین تمھارے ساتھ ہون طلسم کشا بھی
تمھارے مددگار ہین علاوہ طلسم کشا کے خدا بھی مددگار ہو تو بیڑا پار ہی سمجھ لو
کہ دنیا ناپائدار ہو اسکا کیا اعتبار رہی وہ تدبیر کرو کہ ساحرون کو موقع بھاگنے کا نہ
ملے انسان کی کیا اصل و حقیقت ہو زندگی کی یہ کیفیت ہو کہ بڑے بڑے شاہان جہان
اس دنیا سے حسرت و یاس لیکر گزر گئے نظم

تخت جمشید خط جام ہوا نقش فنا / نہ سکندر رہا نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہو / کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے / گرد اٹھتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال / جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین پنپتے دیکھا / ٹھنڈی بھی سانسین نہ بھرے جسکے لب با پیدا
اس خیابان کا ہر ایک نخل ہو نخل ماتم / الف افسوس ہر ایک برگ ہو اس گلشن کا
لیے پھرتی ہو صبا دوش پہ آج انکے غبار / جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین / اے مکینان عدم حال کہو کیا گزرا

ان اشعارون کو سن سنکر جنات مصروف جنگ ہین تمام ساحر بھاگتے پھرتے
ہین ہر ایک کا قول ہو کہ ان لوگون سے کیونکر لڑین ہم سحر جو کرتے ہین تو زمین
مین چھپ جاتے ہین پھر نکلکر ساحر کو قتل کرتے ہین اسی وجہ سے ہزارہا ساحر مارے
گئے دیکھو کس زور و شور سے جنات لڑ رہے ہین جب ہمنے انکو ستایا تھا اب
یہ اسکا بدلہ اور غصہ ہمارے ساتھ کر رہے ہین ہر طرف سے ساحرون کے بلوے

ہین املاک گراز ونداں پکار رہا ہو کہ ہاں بھائیو کوشش کرو جنات کو بھگا دو
تمسے کیا جنگ کر سکتے ہین یہ وہی قوم ہو کہ جنکو تمنے قید کیا تھا اور تکلیف پہونچائی
تھی لہذا کوئی تامل نہ کرو کہ اس جنگ کا ذکر رہے خداوندا بھی فرما دیں کہ صحرائے
زرست وخیز ہین خوب تلوار چلی ہمراہیان املاک گراز ونداں خوب لڑے
فتح وشکست خدا کے اختیار رہی مگر تم ہمت نہ ہارو املاک جب پکارتا ہو تو ساحر بلوہ
کرکے بڑھتے ہین مگر قیصور نے اپنی فوج کو ایسا آراستہ کیا ہو کہ خوب جمکر لڑ رہے
ہین جسپر جا پڑے اور ہاتھ تلوار کا مارا اُسکو مٹا دیا ہزار ہا جادوگروں کا لاشہ
زمین پر تڑپ رہا ہو سعد بن قباد وتہنگا نہ لڑتے ہوے قریب تخت املاک پہونچے
املاک نے پکار کر آواز دی کہ او سعد میرے قریب نہ آنا ورنہ آگ لگا دونگا
میرے سحر سے کوئی بچتا نہین ہو میرا سحر قہر خداوند ہو جسپر سحر کیا اُسکو مٹا یا لیکن
بادشاہ لوح کو چمکاتے ہوے طرف املاک کے جاتے ہین جو افسر سامنے آیا
وہ نابینا ہو گیا لوح کو چرخ دے رہے ہین مگر املاک نے آگ برسائی آگ کے
جا بجا انبار ہو گئے ہر طرف سے ہنگامہ ہو کہ سعد بن قباد کو مار لو ہاں ساحرو
تمہاری فتح ہو ایسا نہ ہو جنات کے ہاتھ سے شکست کھاؤ قیصور نے آج بڑی
خطا کی کہ کئی سو برس طلسم مین رہا اور آب ودانہ یہاں کا کھایا مگر طلسم کشا کے آتے
ہی اُنکا شریک ہو گیا اسکی ذات سے باغ جہاں نما فتح ہوا ورنہ بادشاہ باغ
جہاں نما مین کیونکر پہونچتے اسی کے فتور سے یہ آفت برپا ہوئی اس ظالم نے
اہل طلسم کو بڑے صدمے پہونچائے اسکو گھیر کر مار لو یہ نکلکر نہ جانے پائے املاک
جب غل مچاتا ہو تو ساحر بلوہ کرتے ہین لیکن سعد بن قباد سب کے آگے لڑتے
ہوے جاتے ہین جس غول پر پہونچے اول افسر کو مارا بعد اُسکے فوج کو بھی
شکست دیکر آگے بڑھے مگر املاک نے دیکھا کہ بادشاہ لڑتے ہوے آتے ہین
ساحروں کو اشارہ کیا کہ بادشاہ کو روکو اگر یہ نزدیک آگئے تو آفت برپا کر دینگے
ساحر بیحد بڑھکے آتے ہین مگر ہاتھ سے شاہ کے مارے جاتے ہین کہ ایکطرف سے

سناٹا ہوا بادشاہ دیکھنے لگے دیکھا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ابر کا چرخ مارتا ہوا آتا ہے سامنے آکر ابر پھٹا دیکھا ملکہ لشترن رنگین پوش بہ صد جوش و خروش آکر پہونچین آتے ہی سحر کیا کہ انکے سحر سے آفت برپا ہوئی صحرا سے آواز آئی املاک کو معلوم ہوا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر گا رہا ہے

نظم

نہ داد ملتی تو پھر داد خواہ کیا کرتا — خدا کے سامنے عذر گناہ کیا کرتا
خلاف عدل عدالت پناہ کیا کرتا — نگاہ قہر سوے بیگناہ کیا کرتا
جو دل پہ رنج ہے اللہ خوب واقف ہے — فراق یار مین حالت تباہ کیا کرتا
ازل سے رنج شب ہجر تھے مقدر مین — بھلا مین شکوۂ روز سیاہ کیا کرتا
شہید کرتے ہین بے نشہ آنکھ کے ڈورے — چڑھا کے سان پہ تیغ نگاہ کیا کرتا
وہ ناتوان ہون نظر پہ چڑھا نہ قاتل کی — شہید جو سر تیغ نگاہ کیا کرتا
برنگ دانہ مجھے پیستا تھا پیس چکا — مین نالہ کش فلک کج کلاہ کیا کرتا
تو وہ حسین ہے کہ خورشید کو نہین نسبت — نکل کے رات کو گردش ماہ کیا کرتا
ہلا دیا دل جانان کو صورت گردون — بس اور توڑ بھلا تیر آہ کیا کرتا
عدو تھے تفرقہ پرداز عین صحبت مین — وہ نور لطف کی مجھ پر نگاہ کیا کرتا

یہ آواز جو ساحرون نے سنی کہا اے املاک ہم یہ گانا سنین گے جستجو کرینگے املاک نے کہا یہ کون وقت ہے کہ جاکر گانا سنو جنگ مین مصروف رہو کہ یہ وقت جانبازی ہے سب نے کہا یہ آواز دل کو بیدار رہی ہے کئی ہزار ساحر ملبوہ کر کے طرف صدا کے روانہ ہوے جو جو آگے بڑھتے ہین معلوم ہوتا ہے گانے والا آگے ہے کہ سعد بن قباد نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ لشترن رنگین پوش جنات خوب جنگ کر رہے ہین تم سحر نہ کرو ہم جنگ فتح کرینگے لشترن نے زانو پر اپنا ہاتھ مارا اور پکار کر کہا کہ اے شہریار گو کہ جناتون نے خوب جنگ کی ساحرون کے جی چھوٹ دیے مگر حضور ہوشیار رہین املاک اسی فکر مین ہے کہ دشمنون کو حضور کے گرفتار کر لے مین تھوڑے ہی عرصے مین ان سب کو بھگائے دیتی ہون حضور مصروف

جنگ رہین یہ کہکے ایک اگولہ پھینکا وہ گولہ جنگل مین جاکر پھٹا ساحرون کے کان مین
آواز آئی کہ اسطرف بھی کوئی گا رہا ہو کوئی سو ساحر اکٹھا ہوکر جستجو مین اُس آواز کی چلے
ہرچند املاک غل مچاتا ہو کہ بارو کہان جاتے ہو لڑائی سے منہ نہ پھیرو طلسم کشا کو
گھیر لو مگر کون سُنتا ہو یہی کہتے ہین کہ ہم تو گانے والے کو دیکھین گے دو تین سحر
نشترن رنگین پوش نے کیے تھوڑے عرصے مین میدان خالی ہو گیا مگر املاک
بہت پریشان ہو کہ اب کیا کرون کیونکر جان بچاؤن طلسم کشا بڑے زور و شور سے
لڑرہے ہین کون انکا مقابلہ کرسکتا ہو لوح کو گردش دے رہے ہین ساحر نابینا
ہوے جاتے ہین دیکھیے کیونکر بچین اب ان سب کا بچنا دشوار ہو ای املاک
کد و کوشش بیکار ہو جان بچاکے نکلجاؤن پھر تدبیر کرونگا یہ سوچکر پرواز کیا کیے
نشترن نے بالاے آسمان روکا زاغ و زغن کی شکل بنکر دونون لڑنے لگے
جب زاغ منقار مارتا ہو تو زغن کے پر گرتے ہین جب پر گرا وہ چلگیا زغن دبتی
جاتی ہو زاغ نشترن رنگین پوش بنی ہوئی املاک پر حملہ آور ہو جی چھڑوا دیے
ہین املاک چاہتا ہو نکلجاؤن مگر نشترن نہین جانے دیتی کہ آسمان سے ایک
برق گری کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوے مرتا املاک کانپتا کہ ہنگامہ ہوا اسعد بن
قباد نے دیکھا کہ میثاق کو وہ گردان سے آسمان سے سحر کیا کہ زغن قتل ہوئی
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ شتی مرا نام مین املاک گراز زندان بود اب جو
یہ دونون ساحر آکر گرے سب ساحرون کو بھگا دیا میثاق نے آکر قدمون کو
بوسہ دیا کہا اہو شہریار اب ایک مرحلہ باقی ہو میلاد خار دشکن وہانکا حاکم ہے
یہ سب فوج بادشاہ کو ساتھ لیکر اُسی مقام پر آخری جتنا تو ان نے بارگاہ استاد
کرائی بادشاہ داخل بارگاہ ہوے مگر میثاق نے عرض کی کہ اہو شہریار آپ کو
بڑی تکلیف ہوئی سعد نے فرمایا کہ جب ملکہ آسمان پری دختر لیشہ رہا ہون تب
مین جانون کہ کوئی کام کیا اگر انکو رہا نہ کیا تو کچھ نہ ہوا لشکر کی خبر لو کہو عرض کی کہ
صاحبقران زمان نے گرد لشکر حصار اسم اعظم کیا ہو ساحر اب وہان نہین جاسکتا ہی

ہین جاکر پلٹ آیا صاحبقران آرزو رکھتے ہین کہ آپ سے ملاقات کرین اے شہریار
اب پلٹیے کہ مرحلہ ہفتم مقام سخت وصعب ہے بادشاہ جہجاہ نے فرمایا کہ لشکر تیار کرو اور
کوچ کرو کہ جلد راہ اجازت سے ملین اسی دن لشکر تیار ہوا بادشاہ پشت مرکب پر
سوار ہے میثاق کوہ گردان داہنے پر رکاب کے ہاتھ رکھے ہوئے اور بائین
جانب نسترن زنگین پوش اور پشت پر قیصور جنی تمام جنات تیار ہین ارادہ ہے
کہ لشکر بڑھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ
لاکھ فوج سے آکر پہونچا اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ اے سعد پلٹ جاؤ ورنہ کل
لشکر کو تباہ کرونگا ان جنات کا بھروسہ نہ کرنا یہ سب میرے ہاتھ کے بھگائے
ہوئے ہین قیصور کا وہ حال کرون کہ اپنی بغاوت کو یاد کرے قصر نیلگون مین
لیجا کر اسکو قتل کرونگا بادشاہ نے ایلچی سے دریافت کیا کہ اس پہلوان کا کیا نام ہے
ایلچی نے کہا جیپور جنگ پسر اسکو کہتے ہین جس جنگ پر گیا اسکو سر ہی کرکے
آیا میلاد خارہ شکن نے اسکو اپنے مرحلے پر سے روانہ کیا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ
پلٹ جائیے ورنہ بہت خرابی ہوگی ان دو ساحرون پر غرہ نہ کیجیے گا میلاد نے
کہدیا ہے کہ کوئی ساحر تمپر سحر نہ کرسکیگا جو مقابلے مین آئیگا یا زخمی ہوگا یا مارا جائیگا
بادشاہ نے فرمایا جو اس سے ہوسکے قصور نہ کرے خدا سے ما بزرگ است فرد
سر شمع نہ پیچیم ز شمشیر حبیب ہرچہ آید بسر من یا نصیب ایلچی بگڑا کہا اے سعد تمکو
سمجھاتے ہین مگر تمھارے مزاج مین بڑا غرور ہے مین خالی ایلچی نہین ہون آپکو
کشان کشان لیجاؤنگا اور سامنے اپنے افسر کے پہونچاؤنگا سعد نے کہا او
مغرور دور ہو ایلچی نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی تھام کے
ایک تمانچہ مار دیا کہ ایلچی کا سر اڑ گیا لاشہ باہر پھنکوا دیا یہ خبر جنگ پسر کو پہونچی
کہ ایلچی میرا مارا گیا گویا بڑا غضب ہوا بڑا مشیر میرا قتل ہو گیا نہین معلوم کیا اسپر
افتاد پڑی کہ جو وہ مارا گیا اچھا سر میدان سمجھونگا ایلچی کے خون کا بدلہ سعد سے لونگا
اس نشے اور غرور مین آکر طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے سعد کو خبر دی یہان بھی

طبل جنگی بجا تیار یان ہونے لگین رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے اودھر سے جیپور جوشان وخروشان آکر پہونچا جب نقیب نقابت کرکے
ہٹے تو جیپور نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی کہ کون صاحب ہین جنھون نے
ایلچی کو مارا میرے مقابلے مین آوین تو احوال معلوم ہو سعد نے مرکب بڑھایا
میثاق نے عرض کی حضور یہ پہلوان سحر بند ہی مجھ کو بوجہ کے مقابل کیجیے گا یہ بھی مکر کریگا
بادشاہ نے فرمایا مین سب طرح ہوشیار رہون اسکی کیا مجال ہی کہ مکر کرے یہ فرماکر
مرکب بڑھایا مقابلہ جیپور مین پہونچے جیپور نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے
کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چند طعنون مین بادشاہ نے نیزہ
اسکا نکالا جیپور نے کہا اے شہریار معلوم ہوا کہ آپ سے جنگ مشکل ہی لیکن
ملاحظہ فرمایئے کہ آپ کے پیچھے میثاق سحر کر رہا ہی مین ساحر نہین ہون کہ سحر کو
اسکے روکون آپ منع فرمایئے کہ مجھ پر سحر نہ کرے بادشاہ پیچھے پلٹے جیپور نے
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بادشاہ کا زخمی ہوا جیپور نے غلغلہ کیا کہ ہان یارو بابدہ
کرکے مارلو اب مین نے بادشاہ کو زخمی کر دیا کل فوج لیفا لیفا کہکے آپڑی لیکن
جنات ادھر سے جا پڑے بادشاہ نے جب دیکھا کہ سر سے خون بہت جاری
ہوا ایسا نہ ہو کہ غش آجائے تو ساحر گرفتار کرین دونون ہاتھ گردن مین مرکب
کی ڈالے اور یہ فرمایا کہ اے مرکب اصیل لے نکل مرکب نے جو الکب کو سنت پایا
لے نکلا دولتیان مارتا ہوا جاتا ہی یہان خوب تلوار چلی قوم جنات جمکر لڑی
میثاق کوہ گردان نے جنگ کو سنبھالا فوج کو ذلیل نہ ہونے دیا آخر کو طبل
بازگشت بجے دونون لشکر پلٹ کر آتر ے مگر حال سعد بن قباد کا سنیے کہ مرکب
لیے ہوئے انکو ایک صحرا مین آیا کہ وہ صحرائے پر خار مشہور رہی خارستان جادو
وہان کی حاکم ہی اسکو خبر ملی کہ طلسم کشا زخمی ہو کر تمھاری حوالی مین آگئے ہین گھبرا کر
اٹھی کہ گرفتار کر لاؤن مسلسل و مطوق کرکے بخدمت خداوند بھیجون کہ بیٹی
اسکی گلپاش قمر طلعت کہ سحر مین بے نظیر ہی اُسنے پوچھا کہ اے مادر مہربان کیا خبر پائی

مجھسے تو بیان کیجیے خارستان نے کہا ای نور نظر طلسم کشا زخمی ہو کر آئے ہین ہمارے
جنگل مین پڑے ہین مین اُنکو گرفتار کرنے جاتی ہون ایسا نہ ہو کہ کوئی اُنکا دوست
پہونچ کر بچائے گلپاش نے کہا آپ تکلیف نہ فرمایئے مین جاتی ہون ابھی قید کر کے
لاتی ہون اسوقت مین اُنکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہو خارستان نے کہا پہلے
لوحین اُتار لینا گلپاش نے کہا ای مادر مہربان لوحین کیسی خارستان نے کہا
ایک لوح طلسم ہو اور ایک لوح محفوظ ہو اگر دونون تمھارے قبضے مین آگئین
تو پھر طلسم کشا کی کیا حقیقت ہو اور مجال ہو کہ ان پہلوانون سے لڑین اور تمھارے
سحر سے بچین خارستان نے بخوبی سمجھا کر گلپاش کو روانہ کیا گلپاش نے دور سے
دیکھا کہ ایک نخل کے نیچے آفتاب چمک رہا ہو مرکب کوتل باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا
ہوا اسصورت پھرا ہو کنیزین جو ملکہ کے ساتھ تھین اُنسے کہا کہ صاحبو آج دنکو آفتاب
کے عوض چاند چمک رہا ہو یا کوئی ستارہ ٹوٹ کر گرا ہو کنیزون نے کہا حضور یہی
طلسم کشا معلوم ہوتا ہو گلپاش ٹہلتی ہوئی قریب آئی دیکھا ایک جوان رعنا غنچہ دہن
گردن بلند بالاتن و مند خوبصورتی کی تیاری سینہ چوڑا آفتاب عالمتاب نرگس
شہلا بند ہین جس سے ثابت ہوتا ہو کہ نرگس بیمار ہو قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا بیہوش
پڑا ہوا ہو گلپاش کے منھ سے آہ نکل گئی سارا جسم پسینے پسینے رنگ متغیر و متردد
و متحیر جی چاہتا ہو کہ اس جوان کے لپٹ جاؤن یا بیدار کر کے اپنے قصر مین لیجاؤن
دونون لوحین سینے پر مثل ستارہ سحری چمک رہی ہین ملکہ نے زمین پر بیٹھ کے
سر زانون پر رکھ لیا مگر خارستان جادوگر بیٹی کے جانے سے بیقرار تھی بعد جانے
ملکہ کے یہ بھی چلی تھی آسمان سے دیکھ رہی ہو کہ بیٹی میری زمین پر بیٹھ گئی اور سر
سعد شہریار کا زانون پر رکھ لیا ہو ہر مرتبہ منھ پر منھ رکھدیتی ہو بوسے زلف عنبر
سونگھتی ہو یہی کہتی جاتی ہو

نظم

انکھین بدنامیونکا ڈر مجھے اغیار کا ڈر ہو	اُدھر دل اُنکا مضطر ہو اِدھر دل میرا مضطر ہو
یہ دور آخری مین یہ بھی ہو بزم عشرت کی	بسان ساغر یہ رات دن مستونکو چکر ہو

اجی جانے دو آرایش لبھاؤ اپنی بانو لٹے ۔ حسینون کے لیے ناز و ادا زیور سے بہتر ہی
پہلو بس کنگھی چوٹی ہو چکی سونے کا وقت آیا ۔ نگاہ منتظر کی طرح سے ہر تار بستہ ہی
سمندر جسکو سنتے ہین وہ اپنا ہی دل سوزان ۔ سمندر جسکو کہتے ہین وہ اپنا دیدۂ تر ہی
جو کہتا ہون تری سنگین دلی اب ظلم کرتی ہی ۔ تو ہنسکر کہتا ہی کیا کیجیے دل میرا پتھر ہی
صفیر آہین پریشانی کے مضمون اتنے لکھتی ہین ۔ مرے دیوان کی جو سطر ہی زلف معنبر ہی

گلباش جب ان اشعارون کو بحسرت پڑھ چکی تو کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو اٹھا کر لے چلو تو مین انکا علاج کرون کنیزون نے سعد شہریار کو اٹھایا ملکہ بھی اٹھانے مین شریک ہی خارستان یہ حال دیکھکر کہنے لگی دیکھیے اب کیا کرے اس ظالم نے تو بڑا ستم کیا سعد کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی عجیب حرکتین کر رہی ہی اپنے ہوش مین نہین ہی اب مین سخت حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکر اس بدنصیب کو اس ارادے سے باز رکھون کون اسکو سمجھا کر کہے کہ یہ طلسم کشا ہین بہت سی شاہزادیان انکے عشق مین ہو رہی ہین گھر بار ان کمبختون سے چھوٹا بری اپنی شہرہ ہوئی قدرت کی دشمن کہلائین کیا نفع ملا بدنامی بڑھیگی خارستان تو یہ سوچتی رہی مگر گلباش سعد کو اٹھا کر اپنے باغ مین لائی ٹانکے دلوائے تب سعد کو ہوش آیا آنکھین کھولتے ہی اول ہاتھ بڑھایا لوجین دیکھین تو مین اپنے مقام پر پائین دیکھا کہ ایک شاہزادی قمر عذار شیرین گفتار مشتری خصال آسمان حسن و جمال ابرو رشک ہلال عارض ماہ حسن و کمال دونون ہونٹھ ٹکڑے یاقوت احمر کے یا درج دہان کہ جس مین مروارید دندان مثل برق چمک رہے ہین سینہ وہ صاف و شفاف جسپر دو نارنگیان گلزار حسن کی قایم ہین بادشاہ دیکھکر اس نازنین کو بہت مسرور ہوئے مگر ضبط کر کے پوچھا کہ ای نازنین بین تیرا نام نامی کیا ہی میرے لانے کا کیا سبب ہوا ملکہ نے شرما کر کہا مجھکو گلباش قمر طلعت کہتے ہین اس صحرا کی حاکم ہیری بان خارستان جادوگر کار دو نے خبر دی کہ سعد شہریار زخمی ہو کر آپکی سرحد مین آئے ہین امان جان نے ارادہ کیا

کہ جاکر گرفتار کر لاؤن مگر ہرکارون نے اسطور سے بیان کیا تھا مجھکو اشتیاق ہوا کہ
اول مین جاکر دیکھون شکر ہو کہ وقت پر پہونچی سرکار کو اُٹھا لائی علاج کیا اب جب زخم
خشک ہوجائیگا تو آپ کو جانیکا اختیار ہو جہان رہیے بصحت وعافیت رہیے بادشاہ
نے یہ چند باتین کرکے پھر آنکھین بند کرلین گلریاش کو خوف پیدا ہوا کہ شاید کلام
کرنے مین تکلیف ہوئی پھر بیہوش ہوگئے کبھی قدمون پر ہاتھ رکھتی ہو کبھی سر پر ہاتھ
رکھدیتی ہو کبھی گھبرا کر کنیزون سے کہتی ہو کیون صاحبو تمھاری کیا راے ہو کنیزین
سینے پر ہاتھ رکھکر کہتی ہین کہ حضور سب طرح خیر و عافیت ہو مگر خارستان جادو
دیکھا کی کہ بیٹی میری سعد کو اُٹھا کر اپنے مکان پر لائی ایک کنیز کہ شعلہ جوالہ اُسکا
نام ہو ملکہ کے بہت منھ چڑھی ہو اُسنے پوچھا واری مین آپ کو بہت ڈھونڈھتی اس پائی
ہون آپ کہان گئین تھین اور کہان سے پلٹ کر آئین جسوقت سے آپ آئی
ہین کلام نہین کرتین خاموش بیٹھی ہین خارستان نے کہا اے شعلہ جوالہ عجب
معرکہ درپیش ہو جس سے مجھکو انتہا کا پس وپیش ہو جب ہرکارون نے آکر مجھکو خبر دی تو
کمبختون نے اسطرح بیان کیا کہ ایک ماہ تابان بلکہ آفتاب درخشان آپ کی سرحد
مین زخمی ہوکر آیا ہو مین نے قصد کیا کہ بڑا سے گرفتار ہی جاؤن مگر صاحبزادی نے
مجھسے کہا کہ مین جاکر گرفتار کر لاؤن مین کیا سمجھتی تھی کہ وہ یہ سنکر مشتاق ہوئی ہو مین نے
اجازت دیدی اور عقب مین مین نے جاکر دیکھا کہ اُسنے جاتے ہی سعد شہریار کا سر
اپنے زانوؤن پر رکھ لیا اور اپنے باغ مین اُٹھوا کر لیگئی ہو نہین معلوم وہان کیا
ہورہا ہو مجھکو بڑا خوف ہو کہ ایسا نہو قدرت آگاہ ہوجاوین تو میری بربادی
کرین حکومت چھین لین اور صاحبزادی کو تو زندہ نہ چھوڑینگے قتل کرنے کا ارادہ
کرینگے لہذا اے شعلہ جوالہ مین نے صرف تمسے بیان کیا ہو اور اس مقدمے کو زبان
سے نہین نکالا ہو یہان سے جاؤ اور صاحبزادی کو سمجھاؤ کہ سعد شہریار کو گرفتار
کرکے لے آؤ اور اگر اسکے خلاف کروگی تو مین ابھی آتی ہون وہ سزا دونگی
کہ عمر بھر یاد کروگی تڑپ تڑپ کر مروگی اگر یہ خیال ہو کہ اور شاہزادیان جو شہریک

ہو گئیں مین بھی شریک ہو جاؤن تو بین تمھارا پیچھا نہ چھوڑونگی وہ لوگ جو نکل گئے
اُنکے بزرگون نے گوارہ کیا شعلۂ جوالہ نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور سعد شہریار
کو گرفتار کر کے لاتی ہون خارستان نے خوب سمجھا دیا کہ اے شعلۂ جوالہ میرے
واسطے بڑی بدنامی ہو ساحر کہینگے کہ خارستان جادو صاحب قدرت ہو کر
یہ کیا کر بیٹھین کہ بیٹی نے اُنکی قدرت کے دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی اور علاج
بھی کیا شعلہ نے کہا مین بہت اچھی طرح سمجھاؤنگی یہ کہکر شعلہ چلی مگر شعلۂ جوالہ نے
گلپاش کو پرورش کیا ہو بڑی محبت رکھتی ہو دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی ہو کہتی ہو
کہ صاحبزادی نے غضب کیا عین شباب مین یہ آفت برپا کی ہم خارستان سے کہا
کرتے تھے کہ جلد اِنکو نکالو کہین شادی کر دو وہ جواب دیتی تھین کہ میری بیٹی بہت
خوبصورت ہو جبتک ایسا ہی بر مجھکو نہ ملیگا مین شادی نہ کرونگی اور یہ تو مشہور ہو
کہ سعد شہریار فرزندان صاحبقران مین سب سے زیادہ خوبصورت ہین کہ
باپ کی انکو سلطنت ملی اسی ذریعے سے یہ بادشاہ ہوے انتظام سلطنت تو
انھین کی ذات پر موقوف ہو مشہور ہو کہ پانچ ہزار یا پانچ سو کچھین سردار ہین اور
اُن سب کا سنبھالنا انھین کا کام ہو جب ایسا شخص آنکھون کے آگے آئے تو
عورت نوجوان کیون نہ رغبت کرے اے شعلہ بہت سمجھاؤنگی کہ بی بی اس محبت
سے ہاتھ اُٹھاؤ اگر مان لیا تو خیر ورنہ نا تو مین انھین کا ساتھ دونگی اور بی
خارستان کو سلام ہو جسکے گھر دیوان مین پالا مجھے کیونکر ہو سکیگا کہ میرے سامنے
قید ہو لیکن تدبیر کے ساتھ کرنا چاہیے یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی یہان وہ وقت
ہو کہ سعد شہریار کو ہوش آیا گلپاش نے کہا باہر چلکر بیٹھیے سعد راضی ہوے
بیرون بارہ دری فرش بچھایا گیا مسند جواہر نگار لگائی اُسپر سعد شہریار بیٹھے
پہلو مین گلپاش قمر طلعت بیٹھی باتین محبت آمیز ہو رہی ہین ملکہ بھی بہت خوش
بیٹھی ہو ایک نازنین کہ حسن مین بے نظیر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو

نظم

جان دینا پہ نہ ملنا بت ہرجائی سے　　تو مجبور رہون اس دل کی بیتابی سے

لب نازک پہ وہ لاکھے کو جما کر بولے　　رنگ بڑھکر نہیں ہوتا کوئی عنابی سے
وقت گلگشت جو عکس رخ پر نور پڑے　　رشک خورشید کو ہو باغ کی مہتابی سے
بے طلب سیکڑوں ہیں سیمبروں کو دیتا　　ہاتھ ملتا ہوں فقط زر کی ہیں نایابی سے
شب کو اُس ماہ نے آنے میں توقف جو کیا　　دل کو تھامے ہوے دوڑا گیا بیتابی سے
شب مہتاب میں وہ مہ جو چڑھا کوٹھے پر　　نور خورشید ٹپکنے لگے مہتابی سے
یاد اے نور جو اُس ابر کرم کی آئی　　برق کی شکل تڑپنے لگا بیتابی سے

ہنگامۂ عیش و انشاط گرم ہی کہ شعلہ اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی ملکہ نے جو شعلہ کو دیکھا سناٹا آگیا مگر خاموش بیٹھی رہی شعلہ نے آکر سلام کیا اور ملکہ کی بلائین لین پھر سعد کی بلائین لین کہا بی بی کچھ کہونگی ذرا الگ اُٹھو ملکہ صحبت سے اُٹھکر الگ آئین شعلہ نے کہا بی بی یہ تمنے کیا کیا جب تم صحرا مین گئی ہو تو مان بھی تمھاری عقب مین پہونچین اور تمھاری سب حرکتین دیکھ لین مجھسے جا کر سب حال کہا ابھی تک اور کسی سے نہین کہا والدی مین نے تمکو پالا ہی پرورش کیا ہی حقیقت یہ ہی کہ یہی شہریار تمھارے لایق ہی جیسی تم آفتاب ہو ویسے وہ مہتاب ہین تمھاری صحبت کے موافق ہین مان نے تمھاری پیغام بھیجا ہی کہ اونتک خاندان بہتر اسی مین ہی کہ سعد کو گرفتار کر کے لا اگر اسکے خلاف کیا تو زندہ نہ چھوڑونگی یہ نہ ہوگا کہ تم نکلجاؤ اور مین تمکو چین سے بیٹھنے دون آگ لگا دونگی قیامت برپا کرونگی میرا تو کلیجہ پھٹتا ہی مگر تمکو مٹا کے مٹونگی اور سعد شہریار اب یہان سے زندہ بچکر نہ جائینگے شعلہ نے جو یہ بیان کیا گلیاش کانپنے لگی شعلہ نے ہاتھ تھام کر کہا بی بی گھبراؤ نہین سمجھکر بات کا جواب دو ملکہ نے کہا تم میری مان ہو تمنے مجھکو پرورش کیا بتاؤ کہ کیا کرون اب مجھکو انتشار ہی کہ کیونکر جان بچیگی اور مادر مہربان تو کہتی ہین وہی کرینگی اُنکو میری جدائی نہ گوارا ہوگی جو تم کہو وہ کرون مگر یہ نہ کہنا کہ سعد کو چھوڑ دو مین اس شہریار کو نہ چھوڑونگی خواہ جان رہے خواہ جائے شکر اس بات کا ہی کہ وہ بھی مجھپر مائل ہین فرماتے تھے کہ سب شاہزادیون پر تمکو

افسر کرونگا اور کیا کیا مہربانیاں فرمائی ہین کہ انکو کہہ نہین سکتی اے شعلہ جو میرے بیٹے
مناسب ہو جواب دو جو تم کہو وہی کرون شعلہ نے کہا دادی آپ تو چین کرین اور
معشوق سے باتون مین مصروف رہین مین جاکر آپ کی والدہ کو سمجھاتی ہون اگر
اُنھون نے میرا کہنا مان لیا تو سبحان اللہ اور اگر نہ مانا تو مین پلٹ کر آتی ہون بیٹا
آپ کی بجان و دل شریک ہون اگر مان تمھاری کچھ فتنور کرینگی تو اُس مین بھی
شریک رہونگی اگر آپ کو قید کرلین گی تو رہائی کی جستجو کرونگی ملکہ تو آکر پاس سعد
کے بیٹھین مگر رنگ روا اُڑا ہوا چہرہ اُداس عالم یاس یہی خیال ہو کہ مان نے مجکو
دیکھ لیا اب دیکھیے وہ کیسا فتور کرینگی خدا اِس شہریار کو سلامت رکھے سحر تو آپپر
کر نہین سکتین لوح طلسمی و لوح محفوظ انکے پاس موجود ہی اگر لشکر کشی کرینگی تو لیا
جواب دونگی کسی طرح خاموش نہ ہونگی یہان شعلہ جوالہ پاس خارستان کے آئی
خارستان آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھی ہی بیٹی کی جدائی کے خیال سے رو رہی ہی
کہ شعلہ پلٹ کر آئی خارستان نے گھبرا کر پوچھا کیون شعلہ کیا ہوا کہا دادی مین
آپ سے عرض کرتی ہون کہ آپ بخوبی آگاہ ہونگی کہ عشق بلاے روزگار ہی کیسے
کیسے جوان و ضعیف اِس کوچے مین پھنسکر تباہ و برباد ہوے کسی نے بھی چین پایا
اب وہ جبروت ملکہ کے سر پر سوار ہی جو آپ کہتی ہین وہ تو دشوار ہی مگر انصاف
کیجیے کہ سعد شہریار صاحب حسب و نسب مانکی طرف سے ایسے کہ نوشیروان کے نواسے
باپ کی طرف سے رئیس خانہ کعبہ خوبصورت صاحب حشمت و شوکت ہم لوگون کی
کیا حقیقت ہی ساحر کہلاتے ہین مگر مقدمہ حسب و نسب وہ چیز ہی کہ جسکو سب
پسند کرتے ہین شوکت کا یہ ایک ادنی جملہ ہی کہ طلسم نوخیز جمشیدی فتح کرنے آئے
ہین اور لوح طلسمی پاگئے ہین حقیقت مین اُنکے برابر کون ہوگا اگر آپ رنجیدہ نہ ہون
تو مین عرض کرون خارستان نے جھلا کر جواب دیا مین طرز کلام کو تمھارے سمجھ گئی
اے شعلہ جوالہ سمجھ تو کہ سب اہل طلسم دشمن ہو جاوینگے شعلہ نے کہا پھر کیا کرسکین گے
طلسم کشا آپ کا سرپرست سب سے زیادہ زبردست صاحب ملک و مال و صاحب

جاہ و جلال جو شعبدہ پر چڑھیگا وہ مارا جائیگا سزا پائیگا اب کل اہل طلسم سعی کی فکر
میں ہیں تو کیا کر سکتے ہیں ابھی آگ میں آپ جل رہے ہیں دشمن اگر ہیں تو ہوا کریں
خود خداوند دشمن ہو گئے تو یہ انجام ہوا کہ بھاگے بھاگے پھرتے ہیں انکا کیا کر سکتے
ہیں میں نے سنا ہی کہ بادشاہ طلسم زعفران زار سے پیغام کیا ہی جب یہاں دباؤ پڑیگا
تو وہاں بھاگ کر چلے جاوینگے یہ وہ لوگ ہیں کہ اس طلسم کو بھی جا کر فتح کرینگے تو اے
ملکہ عالم مناسب یہ ہی کہ تم بھی جلد اور چلکر قدمبوسی کرو اور جو چاہو عہد و پیمان کر لو
جو کہوگی وہ قبول کرینگے تمھاری بیٹی کا اثر امر نہ ہوگا سب شاہزادیوں کی افسری ملیگی
یوں آیندہ تمکو اختیار ہی خارستان نے کہا او شعلہ دور ہو مجھسے اب بات نہ کریں
ابھی جا کر اس گیسو بریدہ کو پکڑ کر لاؤنگی اور مثل دشمنوں کے قید کرونگی مجھسے سرزد ہوگا
ایک بات مگر لاؤ کہ اسد شہریار طلسم سے ہاتھ اٹھا دیں اور جمشید کو سجدہ کریں
تو میں قبول کروں شعلہ نے کہا یہ بات تو آپ نے ایسی کہی کہ انکے غلام بھی نہ
قبول کرینگے ان خداؤں کو وہ باطل سمجھتے ہیں اگر انصاف کیجیے تو ولیعہد انکی
سب توڑتے ہیں ادنی سا سوال رکھتے ہیں کہ سامری و جمشید کیسے خداوند تھے کہ
مر گئے اپنے کو نہ بچایا اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ انکا خدا اسے نادیدہ برحق ہی مگر
انھوں نے زندگی میں جو چاہا وہ کیا مگر جب وقت موت آیا تو کچھ نہ بن پڑا مثل
شداد کے کہ ایسا زور سلطنت ہوا کہ بہشت بنایا اور جواہر کے مکانات تیار
کیے مگر وہ جو حاکم حقیقی ہی جب یہ باغ میں جانے لگے تو ملک الموت نے آکے
سلام کیا کہ اے شداد بس اب آگے بڑھنے کا حکم نہیں ہی ایک قدم اندر اور ایک
باہر اسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی کیوں حضور اگر وہ خداوند ہوتا تو
اندر باغ کے تو جاتا اس شوق سے تو بنایا مگر اندر باغ کے نہ جا سکا ان باتوں
سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا وہ ہی جسکو سب بات پر اختیار ہی یہ سب باطل تھے ایسی
سلطنتیں پائیں کہ کہ بیٹھے ہم خداوند ہیں مگر انجام میں کیا ہوا سب بھول گئے
کچھ نہ کر سکے اسی طرح یہ سامری و جمشید بھی ہیں کہ اپنی جان نہ بچا سکے اور جمشید تو

کھلا ہوا مکار و جعلساز ہو باپ کے مرتے ہی خداوند بن بیٹھا اب جو مصیبت پڑی ہو
تو اسکو جھیل نہیں سکتا اب آخر کو سعد کے ہاتھ سے قتل ہوگا ایسی ویسی باتیں شعلہ نے
بیان کیں کہ خارستان خاموش سن رہی ہو کچھ جواب نہیں دیتی جھلا کر یہ جواب دیا
کہ اے شعلہ بس جاؤ ہمارے سامنے خداوندوں کو برا نہ کہو ہمارے باپ دادا کیا
بے وقوف تھے کہ بے سمجھے سجدہ کر لیا شعلہ نے کہا واری اُسوقت کوئی ہدایت
کرنے والا نہ تھا اب صاحبقران زمان نے سب ملک اسلام آباد کر لیے
مذہب اسلام کا کیسا زور و شور ہو جسنے سنا وہ مسلمان ہوا آپ مجھپر غصہ نہ کریں
میں آپ کی خیرخواہ ہوں یہی چاہتی ہوں کہ آپ کے واسطے بہتر ہو ایسا نہ ہو
کہ سلطنت کو زوال ہو اور بندگان عالی کو ملال ہو خارستان نے کہا تم جاؤ اور
اُس گیسو بریدہ کو سمجھاؤ میں دو گھڑی اور منتظر ہوں اگر وہ آوے تو فبہا ورنہ میں خود
آتی ہوں شعلہ بہت خوب کہکر اٹھی مگر سوچتی ہوئی کہ کیا تدبیر کروں یہ سوچتی ہوئی باغ
میں آئی ملکہ نے پوچھا کہو اماں جان کیا کیا شعلہ نے کہا واری اہل طلسم کی عقل پر
پتھر پڑے ہیں لاکھ سمجھاؤ مگر وہ الٹی ہی سمجھتے ہیں مادر مہربان تمہاری آویگی اب یہ
باتیں سعد کے سامنے ہو رہی ہیں سعد نے کہا اے ملکۂ عالم اگر آئیگی تو آنے دو اگر
لاکھ ساحر لیکر آئیگی تو میں کبھی نہ کرونگا کیا مجال ہو کہ تمپر کوئی ہاتھ ڈالے ملکہ رونے لگی
کہا اے شہزادے [illegible] ہو کہ بندگان عالی پر کوئی مصیبت نہ پڑے میں قدموں پر
نثار [illegible] سعد نے فرمایا اے ملکۂ عالم [illegible] تمپر کوئی کچھ نہیں کر سکتا پروردگار
نگاہبان [illegible] رنج و غم [illegible] تو گرفتار ہوگی ورنہ خارستان کیا کر سکتی
ہو ملکہ تو [illegible] بیٹھی ہو سعد سمجھا رہے ہیں مگر شعلہ نے کہا کہ میں جاکر در باغ پر
[illegible] دیکھوں کہ خارستان کسطرح آتی ہیں ملکہ نے کہا اچھا اب [illegible]
[illegible] کہ مادر مہربان کیا کرتی ہیں وہاں خارستان نے تھوڑی دیر
انتظار کیا جب شعلہ پلٹکر نہ آئی کہا لو صاحب بی شعلہ بھی اس گرمی میں گئیں اسکی
شریک ہو گئیں میں نے کہا تھا کہ میں دو گھڑی انتظار کرونگی آکر جواب باصواب لائیگی

تو جیسا ورنہ مین اُسکے گرفتار کرونگی مدعے کا زمانہ گذر گیا شعلہ نے ملکہ کو یا لاہوتی
جوش مین وہ گئی ہی جاکر بیٹھ رہی اب وہ نہ آئیگی ملکہ کے ساتھ اُسکی بھی قضا ہی بارے
کوٹرون سے کھال گرادونگی اب کیونکر بچینگی ادھر سفاک جادو کو تو بلاؤ غرض
سفاک اُسکے لشکر کا سپہ سالار ہی وہ حاضر ہوا ملکہ نے کہا فوج تیار کرو سفاک نے
کہا بارہ ہزار آدمی موجود ہین اُنکو لاتا ہون خارستان نے کہا فوج کی چندان
ضرورت نہین ہی مگر فقط سپاہ دکھانا منظور ہی مین جا کے اُنکی گردن لونگی چین سے
بیٹھنے نہ دونگی سفاک نے کہا ملکہ سمجھکر کلام کرو ایسا نہ ہو وقت پر بیٹی کی محبت
آجائے خارستان نے کہا اے سفاک محبت کیسی اب تو ضرور مین اُسکے قتل کی
درپی ہون اُسنے میرا نام مٹایا مجھکو خوب بدنام کیا اب مین کوئی بات اُٹھا رکھونگی
تم لشکر لیکر جلد مین آتی ہون سفاک بارہ ہزار فوج سے چلا یہان شعلہ روانہ
پہنچی تھی اُسنے دیکھا کہ طرف سے خارستان کے گرد اُڑی اور دیکھا کہ سفاک
بارہ ہزار فوج سے آتا ہی شعلہ روتی ہوئی سامنے سعد کے آئی کہا اے شہریار
سفاک جادو بارہ ہزار فوج سے آگیا سعد تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا اگر وہ
آتا ہی آنے دو میری زندگی مین باغ مین نہین آسکتا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار
ہوے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار مجھکو پہلے قتل کیجیے تب جائیے اگر
خدانخواستہ آپ کے دشمنون پر کوئی افتاد ہو وے تو مین کدھر کی ہونگی یہان
دشمن ہوگئی مگر پروردگار مالک ہی اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر نظم بطور خمسہ

اے کہ اندر ابتدا اے ابتدا را ابتدا　　در مقام انتہا اے انتہا را انتہا
خالق خلقی تو اے فرمانده ارض و سما　　مالک ملکی تو اے شاہنشہ روز جزا
وا کیے لطف و عنایت صاحب جود و سخا

از تو میخواہد دوا اے درد دل ہر لا دوا　　چارہ جوید از تو ہنگام بلا ہر مبتلا
اہل حاجت را توئی در بیکسی حاجت روا　　وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکل کشا
مدعی حاصل کند از ذات پاکت مدعا

دادہ از دست درخشان روشنی خورشید را | ماہ را از چہرۂ تابان تو جمشیدی ضیا
شمع را اگر دی تو روشن در جہان ای مہ لقا | بیشک دلربا زیب دہ حسن و جمال جان فزا

دلربائے دلربائے دلربائے دلربا

ملکہ بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگی سعد نے فرمایا ای ملکہ کیون اپنے کو ہلاک کرتی ہو ابھی جاکر اس فوج کو شکست دیتا ہون سفاک کو معلوم ہوگا جو گرفتار کرنے آیا ہی خدا چاہے تو بھاگتا پھرے مگر ہٹو تم کنارے بیٹھو پروردگار سے ملتجی ہو کہ وہ رحیم و کریم ہو اگر وہ رحم کریگا تو کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ خارستان ضرور رفتہ رفتہ رنگ لاویگی وہی ہوا ان ہی کیونکر گوارہ کرے یہ فرما کے اٹھے تیغ طلسمی ہاتھ مین لیا سلاح طلسمی زیب جسم ہین سفاک جادو فوج لیے ہوے آتا ہی جاتا تھا کہ مجھے کون روکیگا یون ہی باغ مین گھس جاؤنگا ملکہ کو پکڑ لاؤنگا تک تو ہین بلا سے روندگا رہی ضرور ہاتھ پاؤن ہلائیگی مگر میرے سامنے کیا زور چلیگا یہی ہی کہ جسکے گھر مین کھلاتے تھے آج اسکو یہ گھمنڈ ہی سب گھمنڈ نکل جائیگا خارستان آتشین شعلہ مزاج ہو ایسی سزا دیگی کہ اپنی زندگی سے بیزار ہوجائیگی [illegible] وہ بیٹی کے نام سے بیزار ہو سفاک نے دور سے دیکھا کہ دروازہ باغ کا بند ہی ملکہ کوٹھے پر کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین پکارا کر آواز دی کہ بی بی تمھاری ذات سے یہ مصیبت اٹھائی کہ لشکر کشی کرنا پڑی اب بس چلی آؤ کہ مین یہ آبرو تمکو لے چلون ورنہ بہت پچھتاؤگی ابتک تو یہ خیال ہی کہ میری مالک کی بیٹی ہو یہ کہکر گھینٹا ایک اٹھایا اور آواز دی کہ جواب بھی نہین دیتی ہو خاموش کھڑی ہو ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی بات کا جواب دو کوٹھے سے اتر آؤ کہ ہم تمکو محافے مین سوار کرکے لے چلین ورنہ اگر بے لطفی ہوئی تو کیا نفع ہوا یہ کہتا ہوا سفاک بڑھتا آتا ہی فوج اسکے ساتھ آتی ہی کہ یکایک دروازہ باغ کا کھلا سفاک نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال پشت مرکب عربی پر سوار تیغۂ طلسمی ہاتھ مین لوح طلسمی

بجا سے سپر بائین ہاتھ مین نکلتے ہی نعرہ کیا کہ با شیدا ہی کا فران بھیجا وہ ہوتا بکارہ ان
پڑ وغا کیون لہو دکرتے ہوے آنٹے ہو ہنم شاہزادہ سعد بن قباد نعرۂ بادشاہ

ہنم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے کافرون پر جا پڑے سفاک نے گیندا اپنا ہٹا یا فوج کو اشارہ کیا
کہ سعد کو گھیر کر مار لو کل فوج نے سعد پر بلوہ کیا سعد اندر فوج کے در آئے جنگ
رستمانہ کرنے لگے افسران فوج بڑھ بڑھکے سحر کرتے ہین مارے جاتے ہین جس
افسر نے بڑھکر بادشاہ پر سحر کیا شاہ نے لوح کو چمکا دیا مگر سفاک فوج پر نعرے
مار رہا ہی کہ ہان یار و تم بارہ ہزار ہو وہ شخص اکیلا ہی گھیر کر مار لو جو افسر بڑھا وہ
شاہ کے ہاتھ سے مارا گیا کوٹھے پر سے ملکہ دیکھ رہی ہی کہ سعد بیچ فوج مین گھر ے
لڑ رہے ہین مگر بیتاب ہو رہی ہی شعلہ سے کہتی ہی کہ کیون شعلۂ جوالہ تمنے
خیال کرکے دیکھا کس زور و شور سے ماشاء اللہ لڑ رہے ہین جسنے مقابلہ کیا
وہ واصل جہنم ہوا مگر سفاک دور سے لپنا لپنا کر رہا ہی خود مقابلہ سعد بن نہین
آتا دیکھ رہا ہی کہ سعد شہریار کے ہاتھ مین تیغۂ طلسمی ہی جس غول پر جا پڑے اسکو
درہم و برہم کر دیا اور ڈھونڈھکر افسرہی کو مارتے ہین شعلۂ جوالہ نے کہا واقعی
آپ بڑی صاحب نصیب ہین عجب جری و بہادر سے سامنا ہوا ہی کہ جسکا مثل نہین
طرز جنگ تو دیکھیے پشت و پہلو سے کیسے ہوشیار ہین گھوڑا کیسا چوکنا ہو رہا ہی
جو پشت پر آیا اسے تلوار مار کر گرا دیا اور جو سامنے آگیا اسپر لوح کو چمکایا ساحر
کی زبان کٹ گئی اسپر ہاتھ مار دیا گرد مرکب سعد شہریار ساحرون کے لاشون کے
انبار ہین مرکب طرارے بھرتا پھرتا ہی جسطرف سے نکلا پرون کو پامال کر دیا سرون
کو ٹھکراتا پھرتا ہی کبھی دولتیان مارتا ہی کبھی کشتنک مارتا ہی جو سامنے آتا ہی اسکو
زخمی کرتا ہی کسیکا شانہ چبا لیا ہی کسیکا سر چبا لیا شعلہ کہتی ہی واری آپ بھی یہانسے
سحر کیجیے اور حکم ہو تو مین جاکر شریک جنگ ہون ملکہ نے کہا جانا بہتر نہین یہین سے

سحر کرو مین بھی سحر کرتی ہون تم بھی سحر کرو ایک غول مین شاہ پھنسے ہوے تھے کہ ملکہ نے ایک تلوار پھینکی اور آواز دی کہ اے سر ننگا ون لینا جانے نہ پائے اُس غول مین تلوارین برسنے لگین کئی سو جوان قتل ہوے سفاک نے سحر کرکے تلوارین روکین للکار رہا ہے کہ ہان یارو جمکر لڑو سوچ لو کہ دنیا ناپائیدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے قیامت آنا برحق ہے بقول شاعر

نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار — تابکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے ہین اگر قصر فریدون کے گزار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرو ارجمندین — عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام — ارغنو وار صدا گونجتے تھے صوت ہزار
بار تھا وان نو خزان کو کسی موسم مین — کبھی گل ہائے صدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ — واہ ری تیری تنک ظرفی باین عز و وقار
جنبش چشم تھا برباد ان کے جمع عکس — آجکل وہ لب جو چند کا ہو آئینہ دار
قصر کو جانے دو باشندونکو انکے دیکھو — تکیہ گور و گو زن آج ہر اک کا مزار
سینہ پر تمنا و لب مہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے — کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین — طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

یہ اشعار سن سنکر اہل فوج سعد پر بلوہ کرنے لگے ملکہ جو گھبرائی کو ٹھے سے اتر آئی در باغ پہ آکر سحر کرنے لگی مگر سفاک سحر کو ملکہ کے روک رہا ہے جب ملکہ نے سحر کیا سو دو سو کو مارا بادشاہ پر سے ہٹایا قضاے کار قیصور کر اسکو فکر ہوئی کہ مین جا کر سعد کی فکر کرون اسوقت آکر دیکھا کہ سعد گھرے ہوے ہین مگر جنگ رستمانہ کر رہے ہین قیصور جنی یہ معرکہ دیکھکر بھاگا فوج جنات مین آکر آواز دی کہ بارہ ہزار دو ہزار تیار ہوکر جلد بادشاہ گھر گئے ہین دو ہزار جنات کر تیار تھے قیصور

انکو ساتھ لیکر چلا اسوقت پہونچا کہ سعد لڑتے ہوے قریب سفاک کے پہونچے
ہین مگر سفاک ہٹتا جاتا ہی مقابلے مین سعد کے نہین آتا للکار رہا ہو کہ او سعد خوف
کر و اگر سحر کرونگا تو زمین ہلا دونگا یہ کلام کہ رہا تھا کہ جنات آکر گرے قیصور بھی تلوار
پکڑکے لڑنے لگا جنات کی لڑائی کا رنگ یہ ہو کہ ساحر کو مارا اور غرق زمین ہوگئے
دوسرے مقام پر جاکر نکلے ساحر پہ ہاتھ مار دیا جب جن غائب ہوجاتا ہی تو ساحر
حیران ہوتے ہین کہ یہ لوگ دکھائی نہین دیتے کس پر حملہ کرین اور کیونکر جان اپنی
بچا دین یہ لوگ تو بلا کے ہین قریب ہی کہ شکست کھاکے بھاگین کہ دیکھا ایکطرف سے
خارستان پیدا ہوئی اور ملکہ بھی دروازے پر خاموش کھڑی ہین خارستان
نے جو دور سے دیکھا کہ شکست فاش قریب ہی سفاک بھاگا بھاگا پھر رہا ہی سعد
سے اپنے کو بچاتا ہی کسی نے اسکو نہ دیکھا بلند ہوئی اور ٹرک کر ملکہ پر گری ملکہ کی
آنکھین بند ہوگئین خارستان نے کمر مین پنجہ دیا اور پکار کر آواز دی کہ بس او
سفاک ہٹ آؤ مین نے اِس بانی فساد کو پکڑلیا اب اِسکو لیے جاتی ہون خدمت
خداوند مین بھیجونگی کہ اسکو سزا ملجائے پھر سعد سے سمجھ لونگی دیکھون یہ جنات کیا
کرتے ہین ایک سحر مین سب کو سٹاؤنگی یہ جو پکار کر خارستان نے کہا او سفاک
نکل چلو سفاک نے جو خارستان کی آواز سُنی فوج کو لیکر بھاگا سعد شہریار قیصور
کو ساتھ لیکر پلٹے جب دربار پر آئے دیکھا شعلہ رو رہی ہی سعد نے پوچھا کیون
شعلہ خیر تو ہی شعلہ نے کہا حضور خارستان ملکہ کو لیگئی اگر آپ کی راے ہو تو
مین پاس خارستان کے جاؤن اور جاکر کچھ اصلاح کرون سعد نے فرمایا کہ اے
شعلۂ جوالہ شاید کچھ بن پڑے یہ کہکر شعلہ روانہ ہوئی سعد شہریار اُسی مقام پر
اُتر پڑے قیصور سے فرمارہے ہین کہ او قیصور دیکھیے شعلۂ جوالہ گئی ہی جاکر کیا کرے
یہان خارستان جادو ملکہ کو لیکر آئی ہی کنیزین سب جمع ہو گئی ہین کہتی ہی صاحبو
اِس بدنصیب کو سمجھاؤ کہ یہ کیا کر گذری سعد کو لیکر بیٹھی ہی مین نے لشکر کشی کی لشکر
بھی تباہ ہوا کئی ہزار آدمی مارے گئے قیصور جیسی کہ اہل طلسم کا دشمن ہو کیا اندھیر

برپا کیے جلدی فوج کو لیکر آیا آخر شکست فاش ہوئی اس کمبخت کو سمجھاؤ کہ محبت سے
سعد کی ہاتھ آ سکتا ہے میں جاکر اسکو گرفتار کر لائی سب کنیزیں ملکہ کو سمجھا رہی ہیں
کہ واری جو ماں کہتی ہیں اُسے قبول کیجیے انکی راہ پر چلیے حقیقت میں وہ اہل طلسم کے
دشمن ہیں اُنسے میل بہتر نہیں ملکہ خاموش بیٹھی ہی کچھ جواب نہیں دیتی کہ شعلہ جوالا آکر
پہونچی خارستان نے کہا ای شعلہ تم بھی جاکر بیٹھ رہیں شعلہ نے کہا واری آپ کے
مزاج میں بڑی جلدی ہی میرے آنیکا انتظار نہ کیا اور لشکر کشی کر دی خارستان نے
کہا میں نے تجھسے کہدیا تھا کہ میں دو گھڑی انتظار کرونگی پھر لشکر کشی کرونگی جو میں نے
کہا تھا وہ کیا شعلہ نے کہا واری میں سمجھا چکی تھی کچھ کچھ راہ پر آئیں تھیں یہی صلاح
ہو رہی تھی فرماتی تھیں کہ ایسا نہ ہو مادر مہربان مجھے سزا دیں تو میری کیسی حقارت
ہوگی میں کہہ رہی تھی کہ واری مطمئن رہیے کوئی آپ کو سزا نہ دیگا جو مرتبہ آپ کا ہی
وہی رہیگا یہ کسیکی مجال نہیں ہی کہ بلا وجہ آپ کو سزا دے سکے سعد نے یہ بھی ظاہر
کیا تھا کہ ہم لوگوں میں دستور نہیں کہ بدون عقد و نکاح فعل باطنی پر دست انداز
ہوں اور ملکہ کو یہ چاہیے ہوگا کہ اول سحر سے توبہ کریں جب طیب و طاہر ہو لیں
تب عقد ہو میں سمجھا رہی تھی کہ واری اس مقدمے کو بہت طول ہی لہذا کہانتک
انتظار کیجیے گا اسکے یہاں تو قید لگی ہی کہ بدون توبہ کیے سحر سے پاک نہ ہو جیے گا
یہ لوگ فسادی ہیں لہذا مناسب یہ ہی کہ ماں کا حکم مانیے ایسا نہ ہو کہ ماں کے
خلاف ہو کہ اس میں خبر پہونچی کہ فوج آگئی سعد شہریار تمام فوج لشکر سوار ہو کے
مصروف جنگ ہوے لہذا ای خارستان اب جو ہم کہیں وہ مانو کہ انکو اپنے
پاس رکھو میں سعد کو سمجھاؤنگی جب میں نے دیکھا کہ وہ لڑائی کو فتح کر کے پلٹے
تب میرے دل میں خیال آیا کہ میں جاکر ملکہ کو سمجھاؤں شکر کرتی ہوں کہ وقت پر
پہونچی کہ ابھی کوئی بے اعتدالی نہیں ہونے پائی خارستان چونکہ ماں ہی سرنگوں
جو ملکہ کو دیکھا دل بھر آیا رونے لگی کہا ای نور نظر جو تمھاری خوشی ہو وہ کرو میں
بھراؤ میں غصے میں جا پڑی تھی مجھکو خود صدمہ ہی کہ ایسا نہ ہو تمھارے دل پر کوئی صدمہ

کامل پہونچے اور تمام اپنی جان دیدہ و سوزن بھی زبان مین نہ دیا ایک گوشے مین بٹھایا شعلہ کو منتظر کیا کہ اب بہ اطمینان تمام سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ اسیر کو کئی صدمہ پہونچے شعلہ نے کہا مین اب سمجھا لونگی وہ جانتی ہین کہ مین وہی ہون کہ گود مین لیے پھرتی تھی رات کو انکو چھاتی پہ سلاتی تھی کیا کیا انکے ناز اٹھائے اب آج نام خدا جوان ہوئی ہین تو کیا میرا کہنا نہ مانینگی خارستان تو سامنے سے ہٹ گئی شعلہ نے اور کنیزون کو بھی ہٹا دیا ملکہ سے چپکے سے کہا ای ملکہ عالم اب نہ گھبرایئے شب کو آپ کو لیجاونگی پھر کسکی مجال ہی کہ آپ کو لا سکے خاصہ وغیرہ نوش فرما لیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای شعلہ وہ کیسے مکدر ہونگے مین کھانا کھاؤن اور وہ بھوکے رہین شعلہ نے کہا واری وہان قیصور رہینی ایسا خیر خواہ موجود ہی وہ سمجھا کر کھانا کھلا دیگا ملکہ نے بمشکل کھانا کھایا کہا ای شعلہ حوالہ کیا بیان کرون میرا تو یہ حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی

نظم

ہی کعبہ دل پر اسکے محبوب — ہی گھر مین خدا کے جاے محبوب
کیا حسن ہی کیا لقاے محبوب — ہی حور و پری خدا ے محبوب
پتھر تو نہین ہون آدمی ہون — کبتک مین سہون جفاے محبوب
ہی قلزم عشق بھی قیامت — کتنے ہین یہ آشناے محبوب
جبتک رہون زندہ ساتھ دیتا — ای عاشق باوفاے محبوب
دم ہی آسیر پھڑک رہا ہی — سو جان سے ہون فداے محبوب
شرمندہ شفق خجل ہی مرجان — خوش رنگ ہی کیا حناے محبوب
وہ حسن مین حور ہی پری ہی — کس منھ سے کرون ثناے محبوب
آنکھون کو نصیب دید رخ ہو — ہر کان سنے صداے محبوب
ہی نور وہ عین مصلحت ہی — جس بات مین ہو رضاے محبوب

شعلہ نے کہا واری دل کو سنبھالیے اور پکار کر کنیزون سے کہا کھانا لاؤ کنیزون نے جاکر خارستان سے کہا کہ بی شعلہ کھانا مانگتی ہین خارستان خوش ہو گئی کہا معلوم ہوتا ہی شعلہ نے سمجھا کر راضی کیا کھانا غلام گردش مین لگا کر دوار کیا شعلہ نے

دسترخوان بچھایا ملکہ کو کھانا کھلایا مگر ملکہ کا یہ حال ہے کہ جو لقمہ منھ میں ڈالتی ہے کہتی ہے
اے شعلہ جوالہ میرے حلق میں نوالہ پھنستا ہے معلوم ہوتا ہے اُس شہریار نے کھانا نہیں
کھایا شعلہ کہتی ہے واری یہ گمان نہ کیجیے قیصور جنی ایسا رفیق ہے وہ بے جیا ہیگا کہ سعد
کھانا نہ کھاوین وہ سمجھا کر کھلا دیگا حقیقت میں سب جنات نام پر شہریار کے جان دیتے
ہیں اسکے دادا کے تسخیر کیے ہوے ہیں انکو اپنا جان و ایمان جانتے ہیں ہر ایک کا
یہی قول ہے کہ ہم آپ کے دادا کے زیر کردہ ہیں آپ کے بردہ ہیں دو ہزار جنات
آکر کس خوبصورتی سے لڑے کہ بارہ ہزار ساحروں کو شکست دی اگر تھوڑی دیر
خارستان اور نہ پہنچتی تو شکست فاش ہو جاتی ملکہ کہتی ہے کہ اے شعلہ جوالہ میں
غافل کھڑی تھی مادر مہربان اٹھا لائیں اور جو میرا سحر چلتا تو انکی کیا مجال تھی کہ مجھکو
لا سکتیں اب سنبھلکر کھڑی ہوں مادر مہربان سحر کریں اور اول تو بڑی بات یہ تھی
کہ اگر میں انسے لوح محفوظ لے لیتی اور گلے میں اپنے وہ لوح پہن لیتی تو پھر کسکی مجال تھی
کہ مجھپر سحر کر سکتا جو سحر مادر مہربان کرتیں وہ خالی جاتا مجھپر تاثیر نہ کرتا انھیں باتوں میں
دن گذرا شعلہ جو اٹھکر آئی خارستان نے پوچھا کیوں بی شعلہ کیا کر آئی دکھائی شعلہ نے
کہا واری راضی کر چکی ہوں اب تھوڑا سا ٹھکانا اور باقی ہے یہ تو کہہ دیا کہ میں حکم سے
ماں کے باہر نہ ہونگی جو فرماوینگی وہ بجا لاؤنگی اب ایک اقرار باقی ہے مگر اب آپ آرام
فرمائیے صبح کو میں جواب صاف دونگی یہ مضمون سنکر خارستان خوش ہوگئی کہا کہ شعلہ
تجھسے یہی امید ہے ہمارے پرانے رفیق ہو تمھاری نیکی ہمکو کبھی بھولی نہ ہوگی شعلہ نے
کہا واری ہم گھر کے قدیم ہیں ہر وقت یہی چاہتے ہیں کہ آپ آباد رہیں وہ دن سامری و
جمشید دکھاوین کہ صاحبزادی کو دلہن بناویں اور دولہا برات لیکر آوے گالیاں
دیں اور گالیاں کھاویں تو یہ بات خوشی ہو خارستان تو شہر اپنے کو سدھاری مگر
شعلہ نے آکر کہا کہ واری محل چلیے ملکہ نے کہا اچھا چلو دونوں نے پیچھے وہاں سے
کنیزوں نے جو منع کیا اتنا جھڑک دیا یہاں سعد شہریار محل میں بیٹھے ہیں اور
قیصور جنی مصروف خدمتگاری ہے وہ بصد سلام عرض کرتا ہے کہ خاصہ نوش فرمائیے سعد

فرماتے ہین کہ اے قیصور نہین معلوم اُس ماہ تابان پر کیا گذری کہ خود بخود دردل گھبراتا ہے صبح کو اگر تمھاری صلاح ہو تو خارستان پہ چڑھ دوڑون قیصور نے کہا مین تو نہ عرض کرونگا کیونکہ پہ اسے مکان پر لشکر کشی کرنا اچھی بات نہین تمام خبر لائیگا اور سرکار کو خبر سے ملکہ کی آگاہ کریگا شعلہ جوالہ گئی ہے وہ خبر لیکر آئیگی حال کھلجائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سعد نے دیکھا کہ آگے آگے ملکہ اور پیچھے پیچھے شعلہ جوالہ دونون آکر پہونچین سعد ملکہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمانے لگے کہ ملکہ کیونکر آنا ہوا شعلہ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ ملکہ کو بیہرا اختیار ہے اور یہی خارستان بھی مانتی ہین مین نے جو جا کر سمجھایا فوراً راضی ہوگئین بالفعل تو قید کرتی تھین یا زبان بہت بہودی بھی ندی دن بھر مین نے وہان کا تماشا شام کو لے نکلی اب مناسب یہ ہے کہ اپنے لشکر مین نکل چلیے کہ آپ پر اسے طلسم کشائی بھی جا دینگے اور یہان ہم لوگ کسکے بھروسے پر رہینگے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آج رات ہو چکی کل یہان سے کوچ کرو سفر کرکے نکلیں غرض رات تو بسر کی صبح کو کوچ کیا جب چیپور پہلوان کو جو مقابلے مین اترا ہوا تھا یہ خبر معلوم ہوئی کہ سعد لشکر مین نہین ہین تو پیل جنگی بھجوا کر میدان مین آیا کئی پہلوانون کو زخمی کیا دو دن مین اسنے سب پہلوان زخمی کیے اور ہر روز یہی کہتا ہے کہ اے مسلمانون بہتر یہی ہے کہ سعد کو حاضر کرو ورنہ ایک کو زندہ نچھوڑونگا اہل لشکر کہتے ہین کہ اے چیپور سعد لشکر مین نہین ہین ورنہ یہ لوگ ایسے ہین کہ چھپکر بیٹھتے اور تیرے مقابلے مین نہ آتے چیپور کہتا ہے کسی کو مقابلے مین بھیجو پر اب تو ہو گیا ہے کوئی اسکے مقابلے مین نہین آتا چیپور گنبد اعظم کر رہا ہے کہتا ہے اب مقابلہ کرونگا سب کو لوٹ لونگا یہ بارگاہین اور خیمے سب اکھڑوا ڈالونگا تم لوگون کو آرام نہ لینے دونگا اہل لشکر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے مالک حقیقی دا اے رب تحقیقی رحم اپنا شریک کر

نظم

خدا اے حافظ و ناصر کند نگہبانی	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان چار سوے زمین	سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی

بحال بندۂ ناچیز رسیدم شب و روز — شود عنایت مولای و فضل ربانی
بہ شرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز — چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی
ببابِ دولت خدام بارگاہ اگر — کنند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خداست مالک و مملوک عالم و دنیا — خداست باقی و جن و بشر ہمہ فانی
چو شغل کاتب قدرت بدید حیران ماند — بہ شکل آئنہ از حسن خوبیش مانی
چو در عبادت معبود میکنند غفلت — شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا ہمدمی — ز مدح گوے و وصافی و ثنا خوانی

جیپور میدان مین گینڈا دوڑا رہا ہو اور پکارتا ہو کہ ای مسلمانان مین تمھاری
جان بخشی کرتا ہون مال سب حوالے کردو فقط جان لیکر چلے جاؤ کوئی تمکو روکیگا
اہل لشکر بیقرار ہین عرض کرتے ہین کہ ای خداے کریم و ای سمیع و علیم اس ظالم کے
ہاتھ سے بچالے اس آفت آسمانی سے نجات دے اس بیقراری مین دو پہر سے سب
لشکر اسلام ہو اور جیپور اُسی طرح کلمات غرور کہے جاتا ہو مگر اہل اسلام نے جو اس
حالت پریشانی مین دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا صحراے گرد اڑی جیپور
چاہتا تھا کہ پلٹ جاؤن کہ دیکھا سعد بن قباد لبشت مرکب پر سوار دو ہزار جنات
پشت پر قیصور حبشی رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے چلا آتا ہو سعد نے دیکھا کہ جیپور میدان
مین کھڑا ہو اور اپنے سرداروں کو دیکھا کہ سب زخمدار پیشیان مرہم کی سرون پر بندھی
ہوئی بیکس و بے بس حیران و پریشان کھڑے ہین سب کو جو پریشان دیکھا
دل دکھ گیا وہین سے نعرہ کیا کہ او جیپور مغرور کہان جاتا ہو تم سعد شہریار
نعرہ کرکے میدان مین آئے جیپور کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا چند سوار
جو اسکے قریب تھے اُنسے کہا کہ مسلمان بڑے صاحب نصیب ہین دیکھیے عین
شکست پر سعد آ گئے اگر نہ آتا پا کر و نگا تو وہ دبا کر ڈالین گے سردار انکے سب
زخمدار ہین امداد کرینگے کہ بلاوہ کرین سفاوہ ہوگی نہین معلوم کیا گذرے یہ کہتا
ہوا میدان مین آیا سعد نے کہا او پہلوان تعجب کا مقام ہو تو جانتا تھا کہ افسر

لشکر میں نہیں ہو اُسپر پہ دبا کر ڈالا خبر جیو گنڈہ اسد گنڈہ اب اطاعت کر اے جیپور ہم
نہیں چاہتے کہ تجھسا پہلوان مارا جائے مسلمان ہو کر ہمارے ساتھ رہو میں تمہارا مرتبہ
سب سے زیادہ کرونگا جیپور نے کہا یہ تو مشکل ہے کہ میں مذہب حضور اختیار کروں
اور اپنے دو سو خداوندوں کو چھوڑ دوں اگر آپ میری اطاعت کریں تو اپنے لشکر
کا بادشاہ کر دوں اپنے کو آپ کا نوکر قرار دوں بادشاہ نے فرمایا او دیو اسنے
کیوں وحشت ہوئی ہے یہ کیا بیہودہ بکتا ہے مناسب یہ ہے کہ میدان کارزار ہے زبان
تیغ و کلہ عمدہ سے کام کر لطافت جرات سے اُس روز تو نے مجھکو مکر سے زخمی کیا تھا میں
جان گیا کہ تو مکار ہے اب مکر تیرا نہ چلیگا جیپور نے جھپٹ کر نیزہ مارا اسعد نے نیزہ اُسکا
توڑ ڈالا جیپور نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
سعد نے بڑھ کر بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینک دی اور کمر میں ہاتھ
ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پہ مارا چاروں شانے چت گرا بادشاہ نے فرمایا
اکنون در شناخت پروردگار چہ میگوئی جیپور نے جواب دیا میری لاکھ جانیں
سامری و جمشید پر نثار ہیں سعد نے جیپور کے پیٹ پر پاؤں اپنا رکھا اور دونوں
ہاتھوں سے گردن پکڑ کر کھینچ لی مع نرخرے دھڑ سے سر الگ ہو گیا اہل فوج نے
جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر آپڑے اور ادھر سے سعد بن قباد کرب
پر سوار ہوئے نعرہ کر کے لڑنے لگے قیصور نے جو دیکھا کہ فوج حریف نے
آقا کو گھیر لیا ہے فوج کو لیکر آپڑا اول تو اُنکے سر پر سردار نہ تھا دوسرے جنات کی لڑائی
سخت تھی چند حملوں میں سب بھاگے لاشہ اپنے افسر کا اُٹھا لیا روتے پیٹتے طرف
قصر ہفت رنگ کے چلے یہاں خارستان جادو جو صبح کو اُٹھی دیکھا کہ بیٹی
نہیں ہے گھبرا کر کہا ارے شعلہ جوالہ صاحبزادی کہاں گئیں کنیزوں نے کہا حضور
رات کو دونوں نکل گئیں خارستان نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ جا کر باغ کو
دیکھ تو آ وہ کنیز گئی جا کر باغ میں دیکھا کہ سناٹا پڑا ہے اندر جا کر دیکھا کہ چند کنیزیں
جا بیٹھی تنہا رہی کر رہی ہیں یہی کہتی ہیں کہ ہم تنہا یہاں رہکر کیا کرینگے مالک تو ساتھ

سعد شہریار کے گئیں کنیز وہاں سے روتی ہوئی آئی آکر خارستان سے کہا کہ آپکی
صاحبزادی باغ سے بھی چلی گئیں خارستان جھلا کر اٹھی کہتی ہوئی کہ بہن انکو معرکے
کے پاس رہنے دونگی گردن پکڑ کے لاؤنگی یہ کہکر سحر سے صورت بدلی ایک کنیز کی
شکل بنکر طرف لشکر اسلام کے چلی کہ رونے کی صدا کان میں آئی ایک نخل کے
سایے میں ٹھہر گئی دیکھا کہ چند جوان آشنان وخیزان زخمدار و بیقرار ایک جنازہ
لیے ہوئے جاتے ہیں خارستان نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور یہ جنازہ کسکا
ہو سب نے کہا مالک ہمارا عجیبپور پہلوان براے مقابلہ مسلمانان گیا تھا پہلے تو
سعد کو زخمی کیا جانا میدان داریوں میں کئی سردار زخمی کیے پانچویں دن جو
میدان میں نکلا تو سعد آکر پہونچے سر میدان عجیبپور کو مارا ہم لوگ لاشہ لیکے
بھاگے اب خدمت خداوند میں جاتے ہیں کہ انسے اطلاع کریں دیکھیے کیا تدبیر
ہو خارستان سمجھ گئی کہ باغ سے جا کر اس پہلوان کو مارا حقیقت میں سعد بڑا
بہادر ہو کوئی اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا ان سب سے رخصت ہو کر لشکر اسلام
میں آئی یہاں وہ وقت ہو کہ بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے ہیں اور ملکہ کرسی پر بیٹھی ہیں
شغل جوالرحاضر ہو مصروف خدمت ہو خارستان دیکھکر جگلتی بڑبڑاتی ہوئی باہر نکلی
ایک ایک سے کہتی ہو صاحب تمنے گستاخی بی گلپاش کی دیکھی کہ ماں کے پاس سے
بھاگ آئیں بارگاہ میں سعد کی چین سے بیٹھی ہیں بہت خوش اور محظوظ ہیں مگر خیر
سمجھا جائیگا قضا سے کار فیروزہ بن عمرو جو کاروبار میں مصروف تھا باہر سے
آتا تھا کہ اسنے دیکھا ایک ضعیفہ بڑبڑا رہی ہو اسکا ماتھا ٹھنکا قریب آکر پوچھا
کہ بڑی بی صاحب کسے کہ رہی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا میں اس زمانے کی لڑکیوں کو
دیکھتی ہوں کہ کیا جھٹ پٹ میل کر لیتی ہیں بی گلپاش کیسی خوش بیٹھی ہیں ماں
جیسی ہی اگر ... کچھ پروا نہیں مگر بستر ملیگی خالی نہیں گی فیروزہ سمجھ گیا کہ یہ ملکہ
خارستان کی طرف دار ہو کہا دیکھو بڑی بی وہ کنیز کیا کہتی ہو جیسے ہی خارستان
اٹھی فیروزہ نے حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈالے بیضہ داب مار کر بیہوش کیا پشتارہ

باندھکر بارگاہ مین لایا کہا لو بی گلپاش دیکھو یہ ٹربیا کون ہو تمھاری تبرائیان کر رہی تھی گلپاش نے سحر کیا کہ صورت تبدیل ہوئی پہچانا کہ یہ تو خارستان ہو کہا جلد اسکی زبان مین سوزن دے فیروزہ نے زبان مین سوزن دیکر ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا خارستان نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ صاحبزادی بیٹھی ہین اور یہ مین بندھی ہوون کہا او نشوخ بدہ واو گیسو بریدہ دھگاڑے کو لیکر بیٹھی ہو اگر مین قتل بھی ہو جاؤنگی تو بصورت بنکر تجھکو ستاؤنگی چین نہ لینے دونگی سعد نے کہا او مکارہ کیون اُنھین بُرا تی ہو جو تجھسے ہو سکے وہ کرلینا اب بہتر یہ ہو کہ اطاعت اسلام کر ورنہ جلاد کھڑا ہوا ہو ابھی تجھکو قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا خارستان نے کہا او شہریار اگر میرا بند بند جدا کیجیے گا تو بھی جمشید ثانی کو نہ بھولونگی وہ ہمارا خداوند ہو فیروزہ خنجر لیکے چلا گلپاش نے جو یہ دیکھا بیقرار ہو گئی کہنے لگی او فیروزہ ٹھہر جاؤ مین ماں کو سمجھالون یہ کہکر اٹھی قریب آکر ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی کہا او مادر مہربان میری خطا معاف کیجیے مین نہین چاہتی کہ آپ کو آزردہ کرون ورنہ مین ابھی سر جھکاتی ہون میرا سر کاٹ لیجیے مین یہ نہین چاہتی کہ آپ کو ملال پہونچے مجھے اپنی جان دینا گوارہ ہو قضائے کار سرمست جادو کہ خارستان کا آشنا ہو آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اسنے جو دیکھا کہ خارستان بندھی ہو بیقرار ہو گیا تڑپ کر گرا خارستان کو اُٹھا لیا جبتک گلپاش اٹھے یہ بلند ہو گیا مگر فیروزہ پیچھے چلا سرمست جادو خارستان کو لیے ہوے سامنے ایک پہاڑ تھا اُسپر آکر اترا چونکہ خارستان متوحش ہوا سے بیہوش ہو گئی تھی چاہا جگاکر پوچھون کہ یہ کیا معرکہ تھا ناگاہ سامنے سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہو

نظم

بیٹھے ہوے رقیب ہین دلبر کے آس پاس — کانٹو نکا ہو ہجوم گل تر کے آس پاس

اللہ ری دشمنی جو وہ گل سویا رات کو — کانٹے بچھائے غیر نے بستر کے آس پاس

شب کو جو آئے فرط خوشی سے پھرا کیا — مثل تدرو اُس مہ انور کے آس پاس

غیرون کو خوف جان ہوا وقت امتحان — آیا نہ کوئی یار کے خنجر کے آس پاس

کہا تو نکلا بس مین تیغ سے کوچۂ رقیب کے	آیا جو اے حسین ترے گھر کے آس پاس
چھوڑا نہ ایک پل بھی کبھی تو رہین نے ساتھ	دایم رہا مین اُس مہ انور کے آس پاس

سرمست جادو نے خارستان کو وہین چھوڑا آپ پہاڑ سے اُترا دیکھا کہ ایک نازنین دیوانہ وار وحشی مثال اشعار مذکور گاتی ہوئی آتی ہے سرمست نے قریب آکر کہا کہ اے نازنین تو کون ہے اُس نازنین نے سرمست کو بہ نگاہ غور دیکھا اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئی اُسکے ہاتھ مین ایک پرچہ کاغذ کا تھا وہ زمین پر گر پڑا سرمست نے کاغذ اُٹھا کر دیکھا تو اپنی تصویر پائی حیران ہوا کہ اسنے مجھکو کہان دیکھا کہ میرے عشق مین بیقرار ہو کر نکلی اور یہ کیفیت ہوئی اے سرمست یہ معشوقہ پیچھے اور دل سے تجھپر مائل تیغ ابرو کی گھائل اسپر توجہ کرو کہ عنایت سامری ہے یہ سوچکر سر زانو پر رکھا تلوے سہلا کر جگایا کہا اے مہ جبین آنکھین کھول صاحب تصویر حاضر ہے اُس نازنین نے آنکھین کھولین سر جو اپنا اُسکے زانو پر پایا حیران حیران دیکھنے لگی کہتی تھی کہ اے تقدیر آج معشوق کے زانو پہ سر ہے کیا مرتبہ میسر ہے معشوق کی محبت سراسر ہے سرمست نے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین تابعدار ہون کبھی بے اعتدالی نہ کرونگا اُسنے سینے پکڑ کر دو تین طمانچے مارے کہا او ظالم مہینہ بھر سے مین اس جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون مگر آج لات و منات نے آرزو پوری کی کہ تجھکو دیکھ پایا کیا کہون کہ جو دل کو فرحت ہے یہی آرزو ہے کہ قدمون کو بوسہ دون تجھ ایسے معشوق کے گرد پھرون واہ کیا سیاہ چہرہ ہے اس چہرے کا عاشق ہمیشہ بیقرار رہیگا ناک کیسی چھوٹی سی ہے معلوم ہوتا ہے مینڈک کی بیٹھی ہے قد ہے کہ تاڑ ہے سارے اعضا مثل دیو بے نظیر ہین سرمست ان باتون پر مرا جاتا ہے کیونکہ آجتک تو کبھی کسی عورت نے بخوشی اسکو قبول نہین کیا نہ کہ ایسی چاہنے والی ملی نازنین نے کہا او لنگوٹے کہین سے شراب لاکر ایک جام پیون جمائیان آرہی ہین یہ سنکر سرمست نے کہا بیٹھو مین ابھی شراب لاتا ہون جب سرمست چلنے لگا تو اُس نازنین نے کہا دیکھ مروت ایسا نہ کرنا کہین جاکر بیٹھ رہنا مین گھبرا اُٹھونگی سرمست نے کہا مین دوڑا ہوا جاتا ہون

ابھی شراب لیکر آتا ہون یہ کہکر طرف صراحی کے چلا اٹھتے ہی پستے جا کر شراب لی لاکر سامنے
رکھی وہ نازنین شراب کو الٹ پلٹ کرنے لگی سرمست کہتا ہی اوجان جہان اس
کو نہ چھوو بڑی تیز شراب ہی مگر صاحب یہ تو بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہی اور یہ تصویر کیونکر پائی
نازنین نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ وحشت کہتے ہین باپ میرا وہان کا حاکم
ہی ایکروز ایک سوداگر گھوڑا بیچنے لایا اُسنے ایک صندوقچہ میرے ہاتھہ بیچا اور یہ کہہ گیا کہ اسمین
سب کچھہ ہی لہذا اسکو کھولکر دیکھنا ایک کاغذ کا پرچہ بھی پڑا ہی وہ تو واپس چلا گیا بعد
کمبخت نے وہ صندوقچہ کھولا کاغذ کا پرچہ نکلا کاغذ کو جو کھولا یہی تصویر تھی جسکو دیکھکر
دیوانی ہوگئی آٹھہ پہر اسکو دیکھا کرتی تھی ایک شب کو ایسی گھبرائی کہ تصویر لیکر نکل پڑی
ایک مہینہ کامل گذرا کہ اسی جنگل مین ہون آج ساحری نے اپنا فضل شریک کیا کہ تمھارا
آنا ہوا کیا ساحری و جمشید کا شکر کرون مگر جو بندہ وہ یابندہ مین اسی خیال سے نکلی تھی
کہ کہین تو وہ ظالم ملیگا یہ کہکر جام بھرا اور گلے مین ہاتھہ ڈالکر کہا لو صاحب یہ پی جاؤ مگر
ایسا نہ ہو کہ شراب پی کر مجھپہ پشت کر بیٹھو کہ برداشت نہین ہی جوش محبت کا تو یہ قول ہی
کہ جو سختی تمھاری طرف سے پہونچے وہ راحت ہی مگر دل نہین قبول کرتا یہ کہکر سرمست
کو جام پلایا جام پیتے ہی سرمست نے کہا کیون اے ملکہ عالم یہ کیسی شراب تھی کہ دل
اندر سے گھبرانے لگا ہونٹون سے آگ نکل رہی ہی اُس نازنین نے کہا کہ صاحب
تمھین شراب لائے ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ شراب تو کشید تھی اسنے گرمی کی
ذرا اٹھکر ٹہلو کہ گرمی دفع ہو مگر وہان خارستان جادو کوہ کے پہاڑ پر پڑی تھی ہوا لگنے
سے ہوش آیا اسنے پہاڑ سے دیکھا کہ سرمست جادو ایک نازنین سے باتین کر رہا ہی
اور سرمست اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی ٹہلنے کا ارادہ کیا بیہوشی نے تماچہ مارا یہ لڑکھڑا کر
گرا اپنی آنکھون سے خارستان نے دیکھا کہ اُس نازنین نے آواز دی منم قہر وزیرہ
بنت عمرو اور خنجر مارا کہ شکم سرمست کا چاک قصہ پاک ہوا خارستان حیران ہی کہ یہ
کیا معرکہ ہوا انہلا تو سرمست دربار شاہ سے اٹھا لایا تھا اور یہ کون تھا کہ جسنے اسکو
ہلاک کیا مگر قہر وزیرہ سرمست کو مارکر بالا سے کوہ آیا دیکھا کہ خارستان بیہوش پڑی ہی

فیروزہ نے آکر سلام کیا کہا اے خارستان مین نے تمکو بچایا ورنہ سرمست جادو اور
خیال سے بچے جاتا تھا بہت پریشان کرتا خارستان نے کہا اے فیروزہ میری دختر
شریک مسلمانان ہو چکی مین بھی چاہتی تھی کہ مین بھی اُنکے ساتھ ہو جاؤن مگر مقام
افسوس ہے کہ شاہ نے میری بات نہ پوچھی مجھکو سامنے باندھ دیا کہ اتفاق سے سرمست
تمکو وہان سے لے نکلا صاحبزادی نے قصد کیا تھا کہ اُسکو رد کرون مگر وہ ایسا
جلد بلند ہوا کہ سحر نہ کر سکین آخر ناچار ہو رہین انجام یہ ہوا کہ تمنے بچایا مین تمہارا کیا
شکریہ ادا کرون اب مین رخصت ہوتی ہون فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم انصاف
کرو کہ صاحبزادی جو تمہاری شریک ہوئین اُنکا بادشاہ نے کیا مرتبہ کیا ہے ہر چند کہ
کتاب سوانحات مین لکھا ہے کہ چالیس شاہزادیان نوجوان سحر مین طاق حسن مین
شہرۂ آفاق شریک سعد شہریار نامدار ہووین گی مگر اے خارستان ابھی اس حکم کا
ظہور نہین ہوا ہے مگر حقیقت ایسی ایسی شاہزادیان شریک ہوئی ہین اور ہوتی جاتی
ہین کہ اُنکے شریک ہونے سے طلسم کشا کو قوت ہو گئی جب لڑائی پڑیگی تو جمشید
حیران ہوگا اے ملکۂ عالم تمہین اپنے دل مین اسکو خیال کرو اور ماننے نہ ماننے کا تمکو
اختیار ہے چاہو بخدمت سعد شہریار چلو خواہ اپنے قصر مین جاؤ خارستان نے کہا
مین پہلے ملاقات جمشید ثانی جاتی ہون دیکھون وہ کیا حکم دیتے ہین اے فیروزہ
شاہ سے کہہ دینا کہ مین یہ چاہتی ہون کہ ایسے وقت مین شریک ہون کہ سرکار کی مین
مددگار کہلاؤن اور شگلپاش دختر سے ہماری کہہ دینا کہ اب مجھسے مطمئن رہین ہر چند فیروزہ
نے سمجھایا کہ چلکر شاہ سے ملاقات کر لو پھر جانا مگر خارستان نے نہ مانا فیروزہ سے
رخصت ہوکر دربار جمشید مین آئی جمشید ثانی تخت پر بیٹھا تھا جیسے ہی خارستان
نے سلام کیا جمشید نے کہا اے خارستان کہان سے آتی ہو خارستان نے کہا یا
خداوند مین اپنے قصر مین بیٹھی تھی آرزو ہوئی کہ چلکر زیارت سے مشرف ہون
جمشید نے حکم دیا کہ اس دروغگو کو گرفتار کرو شاہزادیون اور خواجہ سراؤن
نے گرفتار کر لیا جمشید نے حکم دیا کہ قتال جادو کو بلاؤ جب قتال سامنے آیا تو

جمشید نے حکم دیا کہ قصر ابیض ادرسان مین اسکو لیجاؤ اسنے بڑا غضب کیا ہو صرصر کو
قتل کرایا اور عیار شاہ سے باتین کرتی تھی طائران جہانگرد نے ہمکو خبر دی یہ نہ
کوئی جانے کہ ہم غافل بیٹھے ہین سب جہان کی خبر ہمکو ملتی ہی ای خارستان تمنے بڑا ستم
برپا کیا کہ بیٹی تمھاری طلسم کشا پر مائل ہوئی اور تمنے قدرت کو خبر نہ دی لشکر کشی کی
ہمنے تمکو تقدیر کرکے بچایا قتال جادو خارستان کو لیکر چلا مگر حیران ہی کہ کیا کرون
قصر ابیض ادرسان تو بہت دور ہی کیونکر وہان پہونچون گا یہ سوچتا ہوا ایک پہاڑ پر
آکر ٹھہرا وہان کی حاکم علامہ جادو اپنی صحبت مین بیٹھی تھی اسنے جو قتال کو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای قتال یہان آؤ ہماری صحبت مین شریک ہو قتال آکے بیٹھا
علامہ نے پوچھا کیون ای قتال خارستان سے کیا خطا ہوئی جو قدرت نے اسے گرفتار
کرکے بھیجا ہی قتال نے کہا اسکی صاحبزادی بادشاہ پر عاشق ہوئی اسمین قدرت کو ناگوار
ہوا قدرت فرماتے ہین کہ ہمسے کیون نہ اطلاع کی ایسی خود مختار بن بیٹھین کر جاکے
لشکر کشی بھی کی آخر ذلیل ہوئین قیصور جنی فوج جنات لیکر آیا پھر گرفتار ہوکر دربار
شاہ مین گئین جب سب انتظام کر چکین تب ہمارے پاس آئین قتال جادو کو مروا ڈالا
اب قدرت نے گرفتار کرکے قصر ابیض ادرسان مین روانہ کیا علامہ نے قتال جادو
کو بٹھایا جام بھر کر دیا ایک کنیز اندر آئی اسنے کہا ایک جام میرے ہاتھ سے پی لو
قتال کو نشہ تو ہو چکا تھا وہ جام بھی پی گیا وہ کنیز ٹہلتی ہوئی پاس خارستان کے
آئی چپکے سے کہا ای خارستان نہ گھبرانا مین فیروزہ بن عمرو تمھارے پاس سے
رخصت ہوکر یہان آیا فکر مین تھا کہ علامہ جادو کو مارون مگر علامہ بہت بڑی
ہوشیار ساحرہ ہی قتال کو تو مین جام پلا چکا خارستان نے اشارہ کیا کہ میری
زبان سے سوزن نکال لے مین نکلجاؤنگی فیروزہ نے زبان سے خارستان کی
سوزن نکالی خارستان تڑپکر بلند ہوئی اور برق گرائی کہ قتال کے دو ٹکڑے
ہوے علامہ نے چاہا کہ خارستان کو روکون مگر خارستان تیزی سے نکل گئی
علامہ نے دل مین سوچا کہ جاکر اسکی بیٹی کو لاؤن اور اسکو سزا دون تاکہ اسکو صدمہ پہونچے

پہونچکر چلی یہان ملکہ گلپاش برائے سیر لشکر اسلام نکلی تھین کہ علامہ نے تڑپ کر گری گلپاش کو
لے چلی ادہر سے خارستان آتی تھی اُسنے للکارا کہ او علامہ یہ کیا ستم برپا کیا اس
عاشق زار کو کہان لیے جاتی ہی علامہ نے پکار کر کہا او خارستان حقیقت مین تم
دشمن خداوند ہو اگر ٹھہر جاؤ تو تمکو بھی لون یہ کہکر علامہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک
گنبد شیشے کا نکالا وہ پھینک کر مارا اور آواز دی کہ اے گنبد نشین خارستان کو لیبا وہ
گنبد خارستان پر گرا خارستان اس مین بند ہوگئی علامہ نے آکر خارستان کو بھی
لیا گنبد اٹھا کر جھولی مین رکھا یہان فیروزہ بن ثمر و بعد جانے علامہ کے کنیزونکے
سامنے بیٹھا ہوا سب سے عذر این کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ سب کو بیہوش کر دون مگر
علامہ تو نکل گئی اگر وہ ہوتی تو اسکو بھی قتل کرتا اسی سوچ مین یہ اشعار گا رہا ہی نظم

یقین ہی مین بھی حاصل رتبۂ فقر و فنا ہوگا	اسیر بادشہ سے بڑھکے اپنا بوریا ہوگا
عزیز دل مرا ہر استخوان بعد فنا ہوگا	بھچیگا جو سگان یار سے نذر ہما ہوگا
بتا دیگا مرا دل خود رہ بار عشق کی راہین	کہ خضر شوق اس کوچے مین میرا رہنما ہوگا
رہ وحشی ہے طالب خون سبزۂ رخسار کا اپنے	دل بیتاب کو حاصل کمال کیمیا ہوگا
مئے سرجوش کی حدت جلا دیگی جگر اپنا	برنگ دانۂ انگور دل کا آبلہ ہوگا
خبر کیا تھی برنگ دانہ پیسیگا وہ چال اپنی	خرام ناز سے وہ اسطرح سنگ آسیا ہوگا
سعادت ہی جو قسمت مین تو ہوگی ہر طرح حاصل	تری دیوار کا سایہ مجھے ظل ہما ہوگا
ارے غافل عبث نازان ہی اس عمر دو روزہ پر	بچا گر آج لقمہ کل دہان گور کا ہوگا
خدا بحر محبت سے بچائے کشتی دل کو	تلاطم مین بھلا پھر کون کسکا آشنا ہوگا
مین حاضر ہون کرو تم شوق سے جور و جفا لیکن	خدا کے سامنے میرا تمہارا فیصلا ہوگا
خدا کی یاد آئی تو مجھکو بت پرستی مین	کوئی مجسا زمانے مین نہ مرد با خدا ہوگا

کنیزین بلا کر رہی ہین کہ علامہ آکر پہونچی سب نے کہا او ملکۂ عالم آج دیکھیے گلچہرہ
کو کیا ہو گیا ہی اشعار کس مزے سے گاتی ہی پوچھا تو کہتی ہی کہ ساحری خواب مین
آئے تھے وہ یہ کمال دیگئے ہین علامہ نے کہا بہن ان دونون ماں بیٹیون کو لائی

اب ان دونوں کو قتل کرونگی یا خارستان نے بڑی گستاخی کی کہ میرے مکان میں
قتال کو قتل کیا اگر قدرت سنیں گے تو کیا فرماوینگے یہی کہیں گے کہ علامہ نے
اپنے گھر میں بٹھا کے قتل کروایا جھک پکنے کی جگہ ہوگی کہ بی گلچہرہ نے سوزن نکالی
نہیں معلوم انکو کیا ہوا تھا اگر آسمانی مدد کسی زور و شور سے خارستان نکلی کہ
میں کچھ نہ کر سکی راہ میں ان سے جا گرفتار کیا گلچہرہ نے بڑھکر پوچھا کہ کیوں واری
کس سحر میں پھنسایا علامہ نے کہا میں نے گنبد سامری کرایا وہ سحر میرا اچھا ہوا ہی
جس کسی پہ کیا کبھی خالی نہیں گیا بی خارستان کی میں کیا حقیقت جانتی ہوں ایک
جنگل کی مالک میں میری سلطنت پہاڑ کی کہ کئی کوس تک قبضہ ہو انکی یہ مجال ہی
نہیں کہ مجھسے مقابلہ کریں قفس منگوا کر دونوں کو بند کیا نہ پاؤں میں سوزن دیدی
گلچہرہ نے عرض کی کہ واری آپ تھکی ہوئی آئی ہیں ایک جام میرے ہاتھ سے
پیجیے کہ مجھکو بھی ڈھارس ہو قدرت فرما گئے تھے کہ علامہ بڑی خدمتگزار رہی خوب
پوچھ پاچھ کرتی ہو او گلچہرہ تو انکا خیال رکھنا میں نے جام لبریز کیا ہو چند اشعار بھی
سنیے اور جام نوش فرمایئے دیکھیے مجھکو گانا آیا کہ نہیں آپ قدرت نے ایک لحظہ بھر
میں یہ سب کمال مجھکو تعلیم کیے آپ چلی گئی تھیں میں کنیزوں میں کھیل رہی تھی کہ
آپ تشریف لاویں تو کہا کہ میرا اٹھا ہوا سوچ سے میں نے شراب کو درست
کر رکھا ہی کہ حضور نوش فرمائینگی یہ کہکر جام لبریز کیا اور سامنے علامہ کے لائی
کہا یہ نوش فرمایئے علامہ نے جام ہاتھ سے لیا لبوں سے لگا کر پی گئی شراب
پیتے ہی زبان میں لکنت آئی کہا اے گلچہرہ کیسی شراب تھی کہ دل بیقرار ہو گیا جی
چاہتا ہی کہ گریبان چاک کروں گلچہرہ نے کہا اے ملکۂ عالم یہ شراب مقبول بارگاہ
سامری ہی قدرت پینے والے کو تماشہ دکھاتے ہیں یقین ہی کہ گت ناچنا آپ کو
آگیا ہو میں تال دیتی ہوں آپ گت ناچیے علامہ گھبرائی ہوئی اٹھی ہاتھ ہلاتی
ہوئی چلی گت لیتی ہوئی کہا اے گلچہرہ سامنے خدا دیکھی گئی سے میں میرے ناچ کو
دیکھکر ہنس رہے ہیں [illegible] کہ گھر گئی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے تماچہ مارا

علامہ گھبرا کر گر ہی گرتے ہی بیہوش ہو گئی گلچہرہ نے اور کنیزون سے کہا کہ قدرت کھڑے
فرما رہے ہین کہ شراب دل بھر کے پی لو یہ سنتے ہی سب کنیزین شراب پر گرین اور
گلچہرہ نقلی سامنے آ کے یہ چند اشعار گانے لگی

نظم

چھوٹی نہین ہے ہاتھ سے تیغ و سپر ہنوز — باندھے ہوئے ہے قتل پہ قاتل کمر ہنوز
میرا علاج کچھ نہ طبیبون سے ہو سکا — باقی ہے ہجر یار مین درد جگر ہنوز
آیا جواب خط جو نہ میرا سبب یہ ہو — پہونچا حضور یار نہین نامہ بر ہنوز
مہمان ہین کوئی دم کے ہم آئی ہے لب پہ جان — اس بے خبر کو جیسے نہ پہونچی خبر ہنوز
دل پر فراق مین نہ دوا نے اثر کیا — صندل سے بھی گیا نہ مرا درد سر ہنوز
پہونچا یار تک جو نہ قاصد نے خط مرا — اے نور نامہ بر ہے بیابان سفر ہنوز

تمام کنیزین بلا کر رہی ہین اور شراب پر گری ہوئی ہین آپس مین کہتی جاتی ہین کہ
جب قدرت نے حکم دیا تو کیون نہ پئین گلچہرہ نقلی کہتی ہو قدرت سامنے دیکھ رہے
ہین اور فرماتے ہین کہ ان سب کو شراب پلاؤ کنیزین کہتی ہین ہم خداوند کے قربان
جائین کہ ہمکو شراب کا حکم ملا ہم لوگ آج دل بھر کے پی لین خارستان جادو نقش
مین سے دیکھ رہی ہو کہ گلچہرہ نے سب کو بیہوش کیا سامنے کھڑی ہو اور سب کو بلا رہی
ہو جب سب بیہوش ہو گئین تو گلچہرہ نقلی یعنی فیروزہ بن عمرو نے نعرہ کر کے سبکو قتل کیا
اور دونون مان بیٹیون کو رہا کیا گلپاش نے تو مان سے کلام نہ کیا اتنا کہا کہ
دیکھیے ہمارے عیار نے آپ کو بھی قید سے رہا کیا ورنہ علامہ زندہ نہ چھوڑتی
نہین معلوم کیا قیامت برپا کرتی خارستان دوڑ کر بیٹی کے لپٹ گئی کہا اے نور نظر
مجھکو بھی ساتھ لے چلو اب مجھکو ثابت ہوا کہ طلسم نہ بچیگا جمشید کی عقل پر پتھر پڑے
ہین دوستون کو دشمن کرتا ہو مین نے کیا خطا کی تھی کہ مجھکو قتال کے سپرد کیا اب
مین تمہارے ساتھ چلونگی گلپاش نے کہا چلیے آپ کا گھر ہو یہ کہکر دونون چلین
فیروزہ ایک جانب چلا مگر پہاڑ پر سب لاشے پڑے ہوئے ہین کہ خاموش جادو
ہین علامہ کی اسطرف سے گذر رہی دیکھا تمام پہاڑ نہ بلا تھا بیابان بنا ہوا گیا علامہ کا

لاشہ پڑا ہوا اور چہار جانب کو لاشے سب کنیزوں کے بھی پڑے ہیں حیران ہو گئی
کہ ہم کو بیری کس نے مارا دیکھا کہ دو قفس ٹوٹے پڑے ہیں ان قفسوں کے نیچے کی
خاک لی اور پتلہ بنایا اس سے پوچھا کہ کون قید ہو کر آیا تھا لشے ان سب کا پتلے نے کہا
خارستان و گلپاش دونوں قید ہو کر آئی تھیں انھیں کے اشارے سے فیروز عیار
بادشاہ نے بشکل گلچہرہ کنیز علامہ کو اور سب کو قتل کیا یہ جو پتلے سے سنا چہار کر چلی کہ ابھی
جا کر لشکر سعد کو تباہ کروں گی بیری یہاں پر یہ آفت کی لشکر اسلام پر آ کر جھڑانی آتے ہی
سحر کیا کہ گرد لشکر آگ ہو گئی بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ فوج جنات میں غلغلہ ہوا
سب دعائیں مانگتے ہوئے سامنے آئے کہا کہ شہریار گرد لشکر کے آگ ہو گئی ہے سب زندہ
نہ بچیں گے سعد نے بیقرار ہو کر ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے اور پکارا اے کارساز

کریم و رحیم ان سب کو اس آفت سے نجات دو نظم

تو کہ بخشش مفلس گنج دینار و درم — میدہی راحت بہ مسکین وقت رنج و بیم و غم
چارہ گر ہستی پئے بیمار ہنگام الم — میکنی ای صاحب علم و عطا جود و کرم

بر گنہگاران عنایت بر خطا کاران عطا

ہست انعام تو عام اندر جہان ہر خاص و عام — جا بجا جاریست فیض وافرت ہر صبح و شام
خلق را حامی توئی در ابتدا و اختتام — میرسانی روزی ہر زندہ بے تاخیر مدام

عین بر موقع بہر یک مجرم و اہل خطا

ہر چہ میخواہی تو ای قادر بہ بحر و بر کنی — مالکا نہ دخل ای خالق بہ بخششہات [illegible] کنی
خاک را خواہی اگر در یک اشارہ زر کنی — ذرہ را خورشید انور قطرہ را گوہر کنی

صاحب گنجینہ مفلس را گدا را بادشاہ

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا خاموش ہوا چاہتی تھی کہ یہیں
سحر کرے کہ بجلیاں ان کے سامنے سے ملکہ خارستان اور گلپاش آئیں آگ دیکھتے ہی جھلکی
للکار کر آواز دی کہ کم بخت تمھاری بغاوت معلوم ہوئی اب کہاں جاؤ گی یہ کہکے سحر کیا
کہ ان سب پر آگ برسنے لگی خارستان نے سحر کرکے آگ کو ہٹایا خارستان جادوہ

اور خاموش سے سحر چلنے لگا گلپاش نے جو دیکھا کہ مان پہ ہجوم سحر ہو جیا کر جھولی پر
ہاتھ ڈالا اور ایک کارد نکالی اُس کارد پر خون اپنا ڈالا سحر کر کے کھینچ ماری کہ وہ
کارد خاموش کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذر ری خاموش کو مار کے
سر کاٹ لیا اہل اسلام پہ جو آگ چھائی ہوئی تھی وہ سب غائب ہوئی خارستان
نے کہا ای نور نظر اچھے وقت پہ پہونچے بادشاہ نے جو یہ خبر سنی باہر نکل آئے دیکھا
کہ خارستان اور گلپاش نے یہ سب آگ دفع کی گلپاش کو دیکھکر پکارے کہ ای
سجبین کیا کار نمایان کیا اب تم لوگ آؤ اور یہان بیٹھو خارستان کو لا کے کرسی پر
بٹھایا گلپاش بہت خوش ہو کہتی ہون سے کہ رہی ہو کر کیا عنایت پروردگار نہ ہوئی کہ
اور یہ یان بھی مطیع اسلام ہوئین بادشاہ نے اُس شب کو جلسہ آراستہ کیا فیروزہ نے
بیٹھکر نیچای رات بھر جلسہ رہا صبح کو بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ مرحلۂ
ہفتم پہ روانہ ہو جائے مگر بہت ہوشیار رہیگا جس بارگاہ میں بیٹھے ہو اور تخت
بچھا ہو تخت کو اٹھا دو اسم حاشیۂ لوح ورد کرو ایک طائر زمین سے نکلیگا اور آواز
دیگی ... بادشاہ نے بموجب حکم لوح انتظام
کیا اب چاہتے ہیں کہ نقب میں داخل ہون کہ آواز تنگ کی آئی دیکھا خواجہ لوٹتے
مارے خوف ہوش ... آئے ہیں ... راہ میں جو ساحر ملا اسکی خبر لی اور
اسکو قتل کیا اور مال اسکا لوٹ لیا بادشاہ نے فرمایا او شہنشاہ اوج عیاری میں
طرف مرحلۂ ہفتم کے جاتا ہون آپ بھی چلیےگا خواجہ نے کہا میں بہت پریشان
ہون اسکے ... ابھی نہیں پہونچا سب مہاجن بگڑے ہوئے ہیں لہذا میں تو
نقل نہیں سکتا بادشاہ نے فرمایا سیکڑون مسافر تیرے لوٹے مگر سود ادا ہو سکا
خواجہ نے کہا حضور سے پراگندہ روزی پراگندہ دل ہوں آپ کی طرح پر چھوٹے
ہون کہ صدہا ملک فتح کیجیے سب جگہ کے خزانے لیکر خرچ کیجیے اگر میں نے کسی مسافر
کو مارا بھی تو اسکے پاس ٹکا نکلا ابھی ایک مسافر کو مارا ہو اسکی ... کر ٹٹولی تو
دو چھیے ہو سٹے نکلے میں نے اسی کی چھاتی پر رکھ دیے آج صبح سے کھانا بھی نہیں کھایا

بادشاہ نے فرمایا صاحبو خواجہ کی خاطر کرتا ہون تو رخصت ہوتا ہون یہ فرما کر نقب مین
داخل ہوگئے مہ سیڑھیان پختہ تھین انکو طی کرکے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت
سبزہ زار ہی ہر طرف تماشا ہی دان کی بہار نخل سیب باردار زیر ہر نخل پھلون کا انبار بادشاہ
بہ تماشہ دیکھتے ہوئے جاتے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی افسوس کوئی بندۂ خدا ایسا نہین
کہ مجھکو اس آفت سے نکالے مہینون ہوچکے ہین کہ آفت مین مبتلا ہون اس جنگل
مین پڑا تڑپ رہا ہون بادشاہ نے بڑھکر دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ ایک نخل
کے سایے مین سر برہنہ بیٹھا ہی اور بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہا ہی مگر نہایت
مصیبت آنکھین بند دل دردمند بادشاہ نے قریب آکر فرمایا کہ ای جوان کیا خواہش تو
رکھتا ہی اور کیون بیقرار ہو رہا ہی اس جوان نے جو صورت شاہزادہ والاقدر
دیکھی قہقہہ مار کر ہنسا کہا آپ طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین بادشاہ نے فرمایا کہ بہ
عنایت پروردگار ارادہ تو یہی ہی کہ طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کرون اور جمشید ثانی
کہ ظلم و بدعت کا بانی ہی اسکو جہنم مین پہونچاؤن اس بیچارے کے دماغ مین بڑا غرور بھرا ہی
کہ دعوی خدائی کرتا ہی ایک قطرۂ نجس سے پیدا ہوا اسپر یہ غرور مگر پروردگار بدلہ لیگا
برابر اسکو شکست دیگا آخر بھاگ کر کہان جائیگا ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوگا
مگر تم اپنا حال بیان کرو کہ کس آفت مین ہو اس جوان نے کہا ای شہریار اسی صحرا کے
حاکم کا مین فرزند ہون باپ میرا قسیم تاج بخش کہ بر سر تخت ہی میرا نام نسیم نوجوان ہی
میرے باپ نے بڑی دھوم سے میری شادی کی اس صحرا سے قریب ایک قلعہ ہی
وہان کے حاکم کی دختر کو بیاہ کر بیت لاتا تھا اثنائے راہ مین قریب تین کوس کے
ایک صحرا ہی کہ وہان کوہ کلان ہی اسپر ایک قزاق رہتا ہی تیمور خارہ شکن اسکا
نام ہی وہ برات پر آپڑا میری برات کے لوگ یہ معاملہ دیکھکر بھاگ گئے مگر مین ایک
درے مین چھپ رہا اور سب معاملہ دیکھا کیا جب تیمور قزاق سب مال اور
اسباب لوٹ چکا تو قریب محافۂ زرین دلھن کے پہونچا اور چاہا کہ پردہ محافہ کا
اٹھا دے اسدم زوجہ نے میری رو کر کہا کہ او ظالم مجھکو بے پردہ نہ کر مین سر جھکانے

بیٹھی ہون میرا سر کاٹ لے اور تکلیف نہ دے ورنہ اپنا گلا خود کاٹ ڈالونگی
یہ کہکر اُس نے خنجر دکھایا قزاق ڈرا کہ ایسا نہو یہ اپنی جان دیدے تو باعث
خرابی ہو اور ساتھ والون نے بھی سمجھایا کہ جلدی نہ کیجیے اسکو اپنے مقام پر لے چلیے
وہان مان جائیگی آخر وہ قزاق اسکو بھی لے گیا مین اُسدن سے اسی جنگل مین بیٹھا
ہون باپ نے بہت تلاش کرایا مگر میرا پتہ نہ پایا فراق مین دن رات روتا ہون
اب مین آپ کا دامن تھامتا ہون کہ اُس سرکش سے میری زوجہ کو دلوا دیجیے
سعد نے فرمایا اٹھو وہ جوان گھبرا گیا کہتا تھا ای شہریار وہ قزاق بلاے روزگار ہی
سرکوہ پہ قلعہ ہی کہ کوئی اسکے پہاڑ پہ نہین جا سکتا اگر کوئی جائے توجو قزاق بالائے قلعہ
بیٹھے ہین وہ تیر مار کر اسکو مار لیتے ہین یہ مجال نہین کہ اُنکے حکم سے گردن تابی کرے مین
حضور کے ساتھ چلونگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی نسیم نوجوان نے دیکھا
کہ باپ میرا تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار سوار و پیدل فوج ساتھ لیے دل کے دل ایک
عیار طرار تخت پہ ہاتھ رکھے ہوئے تمام صحرا کو ڈھونڈتا دیکھتا ہوا آتا ہی کہ عیار
نے عرض کی وہ دیکھیے سامنے آپ کا فرزند ایک جوان آفتاب جمال سے کلام کرتا
ہی نسیم جب قریب آیا تخت سے کود پڑا مراسم تسلیم ختم ہوا سعد نے جواب سلام دیا
اور عیار سے فرمایا کہ ای عیار تیرا کیا نام ہی عیار نے کہا حضور میرا نام ظلم پیچ کشور کشا
ہی اپنے آقازادے کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا شکر ہی کہ اسکو اس صحرا مین آپکی ہمراہی
مین پایا باپ نے بیٹے کو گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تمھاری بیقراری نے ہمکو سخت
پریشان کیا ہی یہ بھی مقام تردد ہی کہ آج تمکو ہوش مین پاتا ہون نسیم نوجوان نے
کہا ای باپ مین نے خواب دیکھا تھا کہ طلسم کشا تشریف لاوینگے اُسوقت سمجھا جائیگا
اب شہریار کو اپنے قلعے مین لے چلیے انھین کے ساتھ لشکر کشی کرونگا اور جا کے
قزاق کو گھیرونگا باپ نے بیٹے کو تخت پہ بٹھایا اور سعد شہریار مرکب پہ سوار ہوکے
قلعے مین آئے تمام شہر والے انتظام کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارا
آقازادہ آتا ہی طلسم کشا اُسکے معین و مددگار ہین اب میان قزاق صاحب کہان

بھاگ کر جا وینگے مگر جنسے سعد کو دیکھا رعب و دبدبہ دیکھکر براے تسلیم خم ہوا سعد
سب کے سلام لیتے ہوے باغ مین تشریف لاے تمام کنیزین ایک جانب کو
جمع تھین بیٹی قسیم کی سلطانہ گوہر پوش کو ٹھے پر چڑھ گئی جب سعد تشریف لاے تو
سلطانہ دراڑین سے دیکھنے لگی جمال جہان آرا پر جو سعد شہریار کے نگاہ پڑی تو
کلیجہ اپنا تھام لیا سب سے کہتی ہو کیون صاحبو یہی جوان ہو کہ جنسے بھائی صاحب کو
تسکین دی ہو کنیزین کہ رہی ہین کہ ہان واری یہ پوتے صاحبقران کے ہین خدا
اِنکو سلامت رکھے کہ اِنکی ذات سے امید قوی ہے کہ فرزند ہمارے شہریار کا
اپنی زوجہ کو پاے اور آپ بھی اپنی بھاوج کو دیکھکر خوش ہون اسطرح کی باتین
ہو رہی ہو تین سلطانہ ہمراہ اپنی کنیزون کے اُٹھ گئی مگر ملول و حزین نہایت آزردہ
و غمگین اِدھر بادشاہ ساتھ قسیم و لنسیم کے قصر دار الامارۃ مین آے اُن دونون نے
عرض کی ہماری مجال نہین ہو کہ آپکے سامنے تخت پر بیٹھین حضور تخت پر تشریف
رکھین بادشاہ نہ بیٹھتے تھے مگر باپ بیٹے قدمون پر گر پڑے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ تاج و تخت اِنکے واسطے ہو بادشاہ لشکر اسلام سعد شہریار نام بادشاہ تخت پر
بیٹھے دونون باپ بیٹے بھی آکر متمکن ہوے شام کا وقت قریب تھا ناچ وغیرہ
کی تیاری ہوئی رات بھر جلسہ رہا دونون باپ بیٹے کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوے صبح ہوتے ہی بادشاہ نے فرمایا مرکب تیار کرو اور اے لنسیم نوجوان برا سے
مقابلہ قزاق چلو اسی وقت مرکب تیار ہو کر آیا سعد لنسیم کو ساتھ لیکر طرف کوہ کے
روانہ ہوے مگر تیمور خانہ شکن کہ بارہ ہزار قزاق اِسکے ملازم ہین بیٹھا ہوا اسباب
بانٹ رہا ہو تاجرون کو لوٹ کر آیا ہو کہ ہرکارے گھبراے ہوے آئے اور بعد دعا و
ثنا کے عرض کی لنسیم نوجوان سعد شہریار کو ساتھ لیکر براے مقابلہ حضور آیا ہی
قزاق نام شہریار سنکر بہت خوش ہوا کہتا تھا اب میدان کارزار مین دریا خون
کا بہا دونگا سعد کو قضا لیکر آئی ہو ہر چند کہ مین اِسکو لوٹ کر بہت شہریار کہ زوجہ کو
اُسکی لایا وہ مجھکو اپنے پاس نہین آنے دیتی کہتی ہو مجھکو ہاتھ نہ لگا نا تھبہر رہتی ہی

اسکو کیا کہکر سمجھاؤن لیکن اس معرکے مین جان کا خوف ہی سعد شہریار وہ بہادر
ہین کہ اس طلسم کے اکناف کو تباہ و برباد کر دیا اگر وہ نہ آتے تو نسیم نوجوان کی
مجال تھی کہ مجھ تک آنیکا ارادہ کرتا یہ کہکر اٹھا بارہ ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر زیر کوہ
آیا بارگاہ استادہ کرائی شام تھی اسکا نمناک تسبک رو حاضر خدمت ہی رسیدم پوچھتا
ہی کہ ای شہریار کیونکر مقابلہ ہوگا قزاق کہہ رہا ہی کہ ای نمناک سر میدان نکلکر قیمہ چیر کے
پھینک دونگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی قزاق نے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ تخت
پر سوار آ پہونچے نسیم و قسیم پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھے ہوے پشت پہ دس بارہ ہزار
آدمی ہین مگر قزاق سا بان سواری دیکھکر بہت شرمایا عیار سے کہہ رہا ہو کہ تجھسے ہوسکے
تو مین اسیوقت طبل جنگی بجواؤن اور رات کو تو انکو چھپالا عیار نے کہا آپ مطمئن
رہین مین لے آؤنگا قزاق نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے آکے
بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا ای نسیم نوجوان تم بھی طبل جنگی بجواؤ یہان
بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر نمناک جو چلا تھا
بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا پھرتا ہوا پشت بارگاہ پہ پہونچا ایک مقام پر
بیٹھکر نقب لگائی اور رہرو نقب کا بارگاہ مین توڑا اور بادشاہ کو بیہوش کرکے پشتارہ
باندھکر اسی نقب سے لے نکلا اٹھتا بیٹھتا ہوا جاتا ہو جب کسی کو آتے ہوے دیکھتا ہی
تو چھپ جاتا ہو اسطرح لشکر سے نکلا اب میدان پکڑا یہ تو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی
مگر ملکہ سلطانہ دختر قسیم جمشاہ کو دیکھکر عاشق ہوئی تھی رات کو ایسی بیقرار ہوئی
کہ صبر نہ ہوسکا آخر لباس سیاہ پہنکر محل سے نکلی خیال مین یہ ہی کہ جاکر شاہ کے قدمون
پر گرپڑون یقین ہی کہ رحم کرینگے اور سرفرازی فرماوینگے اس سوچ مین چلی تھی کہ صدا
زنگ کان مین آئی حیران ہوگئی کہ یہ کون آتا ہو دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش
جاتا ہی للکارا کہ او نابکار تو کون ہی اور کسکو لیے جاتا ہی عیار نے کہا سعد شہریار
کو چھپانے گیا تھا انکو لیکر جاتا ہون میرا مالک انکو قتل کرڈالیگا وہ قوم کا قزاق ہی
مار ڈالنا انسان کا اسکے نزدیک کتنی بڑی بات ہی یہ سنکر سلطانہ کا کلیجہ ہل گیا اپنے

جی بین کتنی ہی اور غضب دیکھیے شہر یار کو عیار لیے جاتا ہی کچھ جان کا خوف نہ کیا نیچہ
کھینچکر جا پڑی مگر وہ عیار جہاندیدہ کار آزمودہ یہ گوشے کی بیٹھنے والی ہرچند کہ جی داری
کر رہی ہی لیکن نمناک فکر مین ہی کہ اسکو بھی بیہوش کرون کہ جہریسے اسکے مبرقع ہٹ گیا
صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگیا چاہتا ہی کہ اسکو گرفتار کرکے لیجاؤن خاتون محل بناؤن
سلطانہ چاہتی ہی کوئی نیچہ مجھپر پڑ جاسے تو قدمون پر اس شہر یار کے نثار ہوجاؤن مگر
نمناک نے فقرہ دیا کہ تمھارے پشت پر کون ہی اسکو منع کرو سلطانہ گھبرائی جیسے ہی
پلٹی عیار نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اب قصد ہوا کہ دونون
پشتارے اٹھاکر لے چلون ہرچند اسنے بہت کوشش کی مگر پشتارے نہین اٹھے دونون
پشتارے زمین پر رکھے ہین آخر سوچا کہ عورت کو یہان چھپا دون اول سعد کو
لے جاؤن پھر آکر اسکو بھی لیجاؤنگا یہ سوچکر ملکہ کو ایک جھاڑی مین چھپا دیا اول
پشتارہ سعد کا لیکر چلا سناٹے بھرے ہوے آتا ہی در بیابان کی تاریکین شب ماہ بھرا
تمام روشن ہورہا ہی ذرے چمک رہے ہین جانور آشیانون مین چہک رہے ہین
گل خودرو مہک رہے ہین نمناک جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
دیکھا ایک جوان تیر وکمان ہاتھ مین لیے ہوے جویاے شکار ہی اسی طرف آتا ہی
عیار کو دیکھکر پکارا کہ او ناعیار کسکو لیے جاتا ہی نمناک نے کہا تیمور قزاق کا عیار
ہون سعد شہر یار کو لشکر قیصر سے چرا کے لیے جاتا ہون مجھسے متعرض نہ ہو وہ جوان
نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا کہا خبردار اب آگے نہ قدم بڑھانا ورنہ ایک نیزہ مارونگا
کہ تیرے سینے کو توڑ کر پار گذر رے گا ہرچند نمناک چیخا چلایا مگر اس جوان نے کچھ
نہ سنا نیزہ سینے پر نمناک کے رکھدیا اور کہا پشتارہ رکھدے نمناک نے کہا اے
جوان تیرا کیا نام ہی اس حوالی مین کوئی ایسا نہین ہی کہ جو میرے آقا کا نام سنکے
نہ گھبرا گئے بڑے بڑے شاہون کی اسنے ارسالین لوٹ لین اے جوان اپنے
نام نامی سے آگاہ کر اس جوان نے کہا مین ہمیشہ شیر کا شکار کرتا ہون رات کو
نکلتا ہون کہ جہان بیشے مین پاؤن وہین گھس جاؤن شدادمشقت زن میرا نام ہی

مگر سب لوگ مجھے شدّاد شیر شکار کہتے ہین شاید تو نے میرا نام نہین سنا بس بہتر اسی مین
ہو کہ پشتارہ رکھدے اور چلا جا ورنہ یہ سمجھ لے کہ تیری جان مفت جائیگی اور جو تو
تیمور قزاق کا نام لیتا ہو تو وہ مسخرہ کیا ہو جو مجھسے برابر لڑیگا ایسے ایسے بہت سے قزاق
میرے ہاتھ سے مارے گئے ہین بھلا اُس قزاق سے کیا خوف کرونگا شیر کو تو روک کر مار لیتا ہون شمناک آخر ناچار ہوا پشتارہ سعد کا رکھدیا اس خیال سے کہ انکو تو یہ
لیجائیگے مین جاکر ملکہ کو لاؤن جب پشتارہ رکھکر شمناک الگ ہوا تو شدّاد نے
پشتارہ بادشاہ کا اُٹھا کر مرکب پر رکھا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا اور شمناک چلا آئین
ملکہ کو لاؤن کہ چند کاہ فروش اُس مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک شاہزادی ایک جھاڑی
مین پڑی ہو ایک کاہ فروش نے کہا نہین معلوم اس شاہزادی پر کیا آفت پڑی کہ
یہان آکر چھپی بہر نوع اسکو اُٹھا کر لے چلو گھر مین چلکر خاطر کرینگے جیسے ہی کاہ فروش
نے چاہا تھا کہ اُٹھاؤن کہ ملکہ کی آنکھ کھلی ایک نیمچہ کاہ فروش کو مارا کہ کاہ فروش کے
دو ٹکڑے ہوے سب کاہ فروش بھاگے ملکہ طرف لشکر کے روانہ ہوئی جیسے ہی
قریب لشکر کے پہونچی تب سنا کہ بادشاہ کو کوئی گرفتار کرلے گیا اسنے کہا کہ بڑا غضب
ہوا شہریار گرفتار ہوے ناچار ہوکر پلٹی دیکھا ستارہ سحری چمک رہا ہو اب حیران
ہوئی اور اسی خیال مین ہو کہ اپنے بھائی اور باپ سے اطلاع کرون کہ تیمور
کا عیار شمناک تیز رو شہریار کو چرا لے گیا ہو یہ سوچکر پشت خیمہ پر آئی سراپچہ چاک
کرکے اندر پہونچی جاکر لیٹ رہی صبح کو بھائی و باپ جو آئے انھون نے خود کہا کہ
شب کو کوئی سعد شہریار کو چرا لے گیا اور اے سلطانہ تم یہان کہان آگئین یہ سنکر
سلطانہ نے سب کیفیت بیان کی کہ مین طرف لشکر کے آتی تھی اور شمناک شہریار کا
پشتارہ لیے جاتا تھا میرا حوصلہ نہ پڑا کہ مین اسکو روکتی دونون باپ بیٹے یہ خبر
سنکر بہت گھبرائے کہا کیا تدبیر کرین بابر آکر صحبت مین بیٹھے کہ دہیم عیار حاضر ہوا
دونون باپ بیٹے نے کہا اے دہیم تجھے سنا کر کیا آفت ادبڑی عیار قزاق کا شمناک
نامے سعد شہریار کو چرا لیگیا لہذا آنکی خبر لاؤ ایسا نہ ہو وہ قزاق انکو قتل کرڈالے دہیم

روانہ ہوا راہ مین قلعہ شداد دشت زن کا ملا خیال مین گذرا کہ شداد ہمارے بزرگونکا
دوست ہے اسکے پاس ہوتے چلین ویہیم یہ سوچکر قلعۂ شداد مین آیا بازار مین سنا کہ
بادشاہ اسلام یہان قید ہوکر آئے ہین حیران ہوا کہ یہان سے انکو کیا واسطہ ہے پہر
معلوم ہوا کہ عیار راہ مین جاتا تہا شداد نے اسکو روک کر پشتارہ چہین لیا سوچا کہ
ابتو آسان ہوا مین تو شداد سے بیان کرونگا کہ یہ مددگار قسیم ونسیم ہین قزاق سے
مقابلہ کرنے آئے ہین تم متعرض نہ ہو یہ سوچکر دار الامارۃ مین آیا دیکہا شداد تخت
پر بیٹہا ہے ویہیم کو دیکہکر اٹہہ کہڑا ہوا قریب اپنے بٹہا لیا مگر سب خاموش بیٹہے ہین
ویہیم نے کہا اے دوست صادق و اے محب واثق اسوقت خاموش کیون بیٹہے ہوگے
شداد نے کہا اے برادر عجب معرکہ گذرا کہ رات کو مین براے شکار نکلا تہا ایک عیار
کو دیکہا پشتارہ بدوش جاتا ہے پشتارہ اُس سے چہین لیا جب یہان قلعے مین پہونچا
تو مہرے انکی معلوم ہوا کہ طلسم کشا ہین مین نے رات کو مکان مین قید کیا کہ صبح کو دربار
مین سمجہونگا اب جو صبح کو دربار مین آیا تو نگہبان روتے ہوے آئے خبر دی کہ سعد
کو کوئی قید خانے سے چہڑا کر لے گیا مہرہ نقب کا لگا ہے ہتہکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی
پڑی ہین مجہے بڑا انتشار ہے کہ مین ناحق کو بدنام ہوا اس معاملے مین بڑا فساد ہوگا
انکے وارثان لشکر لیے ہوے اُترے ہین اگر سُن پاوینگے تو فوراً چڑہ آوینگے
اور فریاد دینگے کہ تو نے میرے فرزند کو ضایع کیا اسی وجہ سے متردد بیٹہا ہون
سو طرح کے خیال آتے ہین سوچ رہا ہون اس بارے مین عقل نہین لڑتی ویہیم نے
کہا شاید وہ عیار تمہارے پیچہے پیچہے آیا جب تم قید کرکے پلٹے تب وہ انکو چہڑا کر
لے گیا شداد نے کہا اے برادر یہ معاملہ نہین ہوا مین نے پلٹ پلٹ کر دیکہا کہ وہ
عیار اُسی طرف گیا مگر کوئی ہمارے قلعے مین اُسکا دوست تہا وہ چہڑا کر لے گیا ویہیم نے
کہا کہ اے شداد مین بہی اسیکی فکر مین آیا تہا وہ میرے آقا کا معین و مددگار ہے جب مین نے
خبر سُنی کہ تم راہ مین سے اُسکو لائے ہو تو مجہے خوشی ہوئی تہی کہ مین انکو سمجہا کے
مقید کو لیجاؤنگا یہان آکر یہ سُنا اگر قلعے مین ہین تو مین تلاش کرتا ہون شداد نے کہا

اے دیہیم اگر تم تلاش کرو تو مین تمھارے ساتھ روانہ کر دون مین کاہے کو اس جھگڑے مین پڑون دیہیم نے کہا مین ابھی جاکر تلاش کرتا ہون چونکہ یہ عیار ہے ایک ضعیفہ کی شکل بنا کچھ گڑیان وغیرہ لے لین ہر گھر مین گڑیان بیچنے کے حیلے سے جاتا ہے اور سعد کو تلاش کرتا ہے مگر کہین اُس شہریار کا پتہ نہین ملتا تیسرے دن تھک کر بیٹھا شداد نے پوچھا کیون دیہیم کیا ناچار ہوئے دیہیم نے کہا مین نے کوئی مکان نہین چھوڑا فقط پہلو پر ایک باغ ہے اُس مین تو نہین گیا کہ خبر سنی آپ کی ہمشیرہ اُس باغ مین رہتی ہین اور شہر مین کوئی مکان غریب و امیر کا باقی نہین ہے کہ جہان مین نہین گیا شداد نے کہا احتیاطاً اُس باغ مین بھی ہو آؤ کہ تسکین ہو جائے کہ قلعے مین نہین ہین تو اور طور پر تلاش کرین بیرون قلعہ نکلین اے دیہیم یہ ناحق کی بدنامی ہے تمام مسلمان دامنگیر ہونگے مجھے کچھ جواب نہ بن پڑیگا بہت شرمندہ ہونگا امیر کو کیا جواب دونگا شرمناک صاف صاف کہدیگا کہ شداد نے پشتارہ چھین لیا مین کیا عذر کرونگا سب سے لڑنا پڑیگا اے دیہیم اُس باغ مین بھی دیکھ آؤ اسوقت تمھارے کہنے سے دل کو انتشار ہوا آج صبح کو لالہ خونریز جو برائے سلام آئی تو مین نے اُسکو عجب حال سے دیکھا آنکھین پھٹی پھٹی مجھ سے منھ چھپاتی تھی شاید وہی لے گئی ہو میرے دل مین اسکو اسطرح دیکھکر خیال ہوا تھا اگر اُس گیسو بریدہ نے ایسا کام کیا ہے تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا زندہ نہ چھوڑونگا شام کو دیہیم اُٹھا ٹہلتا ہوا پشت باغ پر آیا آواز سنی کہ گانا ہو رہا ہے کمند پھینک کے دیوار پر چڑھا دیکھا پہلو مین ہمشیرۂ شداد کے سعد شہریار بیٹھے ہین اور سامنے ایک نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بیٹھی گا رہی ہے

نظم

سب بناوٹ ہے یہ اُلفت تیری　جھوٹ ہے ساری محبت تیری

حشر ہوتا ہے جو چلتا ہے تو　صاف ثابت ہے قیامت تیری

بلبل گل جو بہم دیکھتا ہون　کیا ہی یاد آتی ہے صحبت تیری

دیکھ لیتا ہون قمر کو اے مہر　یاد جب آتی ہے صورت تیری

مجھکو کچھ کام نہین جنت سے	ہو گئی غیرت جنت تیری
تجھپہ عاشق نہ تھے کچھ رنج نہ تھا	غم اُٹھاتے ہین بدولت تیری
بے طرح عشق ہوا ہے تیرا	خاک چھنوائیگی اُلفت تیری
کیا کھلین تجھپہ سنہری کپڑے	صورت مہر ہو رنگت تیری
جب مجھے دیکھتا ہو کہتا ہو	ہو مجھے شکل سے نفرت تیری
میرے آگے تو کرے اور یہ بات	تو را اتنی نہین طاقت تیری

دہیہیم نے دیکھا کہ لالہ خونریز پہلو مین سعد کے خوش خوش بیٹھی ہو اور یہی ذکر کر رہی ہو کہ جب آپ کو یہان لیکر آئے اور مین نے خبر سُنی کہ سعد شہر یار کو بھائی صاحب لائے ہین تو مین کوٹھے پر چڑھ گئی آپ کا جمال بے مثال دیکھا اور بھائی صاحب یہ بھی فرما رہے تھے کہ کل ہی صبح کو اسکو قتل کرونگا جب اُنھون نے آپ کو قید خانے بھیجا تو مجھکو افسوس ہوا کہ ایسا شہر یار قتل ہو جائے اور کوئی خبر نہ لے رونے کی جگہ ہی یہ کہکر مین رونے لگی سب کنیزین دوڑی آئین کہتی تھین واری کیون روتی ہو کچھ ہمسے تو حال بیان کرو تب مین نے کل کیفیت بیان کی کنیزون نے کہا حضور نقب لگا کر نکال لایئے مین جا کر آپ کو چھڑا لائی مگر اب دہیہیم کو حکم ملا ہو وہ مکار گھر گھر پھر رہا ہو مجھکو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو وہ یہان بھی آئے ایک کنیز نے کہا آپ پر کسی کا گمان بھی نہ ہوگا یہان نگوڑا آئے تو اُسکے ہاتھ پانون توڑ ڈالین آپ بہ اطمینان آرام کرین آپ کے یہان کوئی نہ آئیگا یہ سُنکر دہیہیم دیوار سے اُترا سویرے صبح کو سامنے شداد کے آیا کہا اے شداد مثل مشہور ہو کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ اُن کو چھڑا کر لے گئین اور باغ مین بے خوف گلچھرے اُڑا رہی ہین پہلو مین لیے بیٹھی ہین مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا فلان کنیزون نے نقب لگائی لیکن سعد گھبرا رہے ہین فرماتے ہین مین جسکے کام کو آیا تھا اُسکا مطلب رہا جاتا ہو اور بلکہ اب مین جاؤنگا مگر آپ کی ہمشیرہ نہین جانے دیتین سعد کہتے تھے کہ آخر یہ حال کھلیگا تو فتنہ برپا ہوگا یہ پردہ نہ رہیگا دیکھیے کیا ہو اگر فکر نہ کیجیے گا تو وہ

نکلجاوینگے پھر دیکھنا اب نہ ہونگے شداد نے کہا مین ابھی چلتا ہون دہیم نے کہا آخر
ارادہ کیا ہو شداد نے کہا لاالہ خوشہ بیز کو قتل کرونگا اور سعد کی مشکین باندہ کے
لاؤنگا دہیم نے کہا یہ مناسب نہین ہو تمہارے دوست کا مددگار ہو نسیم و قسیم
مقابلے مین قزاق کے اترے ہوئے ہین ایسا نہ ہو کہ قزاق طبل جنگی بجوا دے
اور انکو تباہ کرے بس اب مناسب یہ ہو کہ انکو مرکب پر سوار کرکے میرے ساتھ
کردو کہ مین انکو لیجاؤن اور تم اپنی بہن کو بھی سزا نہ دو اس رشتے کو غنیمت جانو
سعد سے بہن کو اپنی منسوب کرو وہ عقد کرکے لیجاوینگے شداد نے کہا اے دہیم تو
کچھ دیوانہ ہوا ہو مین کبھی اسکو نہ مانونگا شداد اسی وقت سوار ہوا اور تین ہزار
جوان ساتھ لیکر چلا مگر جب شداد روانہ ہوا تو دہیم سوچا کہ مین جاکر سعد شہریار
سے اطلاع کردون تاکہ وہ نکلجاوین یہ سوچکر پہلے سب کے روانہ ہوا یہان صبح کا
وقت ہو سعد شہریار پاس خوشہ بیز کے بیٹھے ہین پھر رہین اتری ہو کنیزین پھر رہی ہین اور
ایک ایک کا یہی قول ہو کہ ہماری ملکہ بڑی صاحب نصیب ہین کیا معشوق ملا ہو کہ
اندھیرے گھر کا اجالا ہو جب تو شاہزادیان عاشق ہوئین اور اپنا گھر بار چھوڑا
اور انکا ساتھ دیا کہ دہیم بلا تکلف باغ مین چلا آیا کنیزون نے دہیم کو گھیرا کوئی چھیکنی
لیکر دوڑی کسی نے دست پناہ اٹھایا کوئی کہتی ہو دیکھو بڑا جو رات کو ذکر تھا اسکا
سامنا ہوا اب یہ جاکر شاہ سے اطلاع کریگا ہر چند دہیم کہتا ہو کہ صاحبو مین سعد
سے کچھ عرض کرنے آیا ہون مگر اسکی کون سنتا ہو جب اسنے سعد سے آنکھ ملائی اور
پکار کر کہا کہ حضور نے مجھکو پہچانا مین نسیم قسیم کا عیار ہون حضور ہی کی تلاش مین
آیا تھا مین کچھ عرض کرونگا سعد نے کنیزون کو جھڑکا کہ ارے اسکو میرے پاس تو
آنے دو کنیزین ہٹین اور دہیم قریب آیا سعد نے پوچھا تاکہ نسیم و قسیم کا عیار ہو
فرمایا اے میرا اور تم یہان کیونکر پہونچے دہیم نے عرض کی حضور ہی کی تلاش مین
آیا تھا رات کو آکر حضور کو دیکھ لیا مین پہچانتا تھا کہ شداد دیو آتا ہو اپنا لشکر وہ
فوج لیکر آتا ہو سعد نے کہا آنے دو دہیم نے کہا کئی ہزار آدمی اسکے ساتھ ہین

بندگان عالی کو آزار پہونچائیگا میں سمجھا تھا کہ شہزادہ میرے کہنے کو نہ ٹالیگا بلکہ میں نے یہ بھی کہا کہ بہن کو اپنی ہمراہ شہریار منسوب کر دو اس پیوند سے بڑھکر نہ ملیگا اسکو غنیمت جانو مگر اسنے نہ مانا اب آپ تیار ہو جیے سعد نے فورًا ہتھیار لگائے ملکہ رونے لگی کہتی تھی اے شہریار آپ کنیز کو قتل کر کے جائیے سعد خفا ہوے اور یہ فرمایا کہ اے ملکہ تمام وہ بات کرو کہ جو لائق قبول کرنے کے ہو ملکہ بصد گریہ و بکا یہ اشعار کہنے لگی نظم

ناحق یہ ترا غیظ میں آنا نہیں اچھا — اے یار رقیبوں کا سننا نہیں اچھا
سنگھ افعی گیسو کو لگانا نہیں اچھا — موذی کو بہت سر پہ چڑھانا نہیں اچھا
کشتوں کے تمھارے ہیں نشان رہنے دو انکو — قبروں کو شہیدوں کی مٹانا نہیں اچھا
پریوں کی محبت ہی نہ کر ترک ملاقات — آپس میں سخن رنج کے لانا نہیں اچھا
پردے کو الٹ دینگے تمھیں دیکھ ہی لینگے — مشتاقوں سے مکھڑے کا چھپانا نہیں اچھا
دل توڑ نہ بانکے مری غم کی کہانی — منہ پھیر کے بولے یہ فسانا نہیں اچھا
نرگس کی نظر نرگسی آنکھوں کو نہ ہو جائے — گلشن کی طرف سیر کو جانا نہیں اچھا
بس روک لو شمشیر کو مریخ نہ ہو جاؤ — خون شہدا میں تو نہانا نہیں اچھا
جو تیر نظر سے جگر و دل کو اڑا دے — ایسے کی نگاہوں میں سمانا نہیں اچھا
اس ایک سے آنکھیں نہ لڑایا کرو صاحب — ہر اک کی نگاہوں میں سمانا نہیں اچھا
زلفوں سے محبت نہ شہریار کبھی کرنا — دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہیں اچھا

سعد نے فرمایا بس ملکہ خاموش رہو زیادہ انتشار نہ کرو گوشے پر سے آکر تماشہ دیکھو کہ انشاء اللہ کیا کرتا ہوں سپاہ شہزادہ اپنے دل میں کیا سمجھے ہیں شیر کا شکار کر کے ایسے مغرور ہو گئے کہ ہماری گرفتاری کو آتے ہیں سعد نے جو غصے سے کہا ملکہ ڈر گئی دامن چھوڑ دیا سعد سوار ہو کر نکلے مگر دیہیم پیدل بھاگا دوڑا ہوا سامنے شہزادہ کے آیا کہا اے شہزادہ وہ تو آمادہ حرب و ضرب ہیں کسی نے انکو خبر دیدی ہی گھوڑے پر سوار باہر نکلے ہیں شہزادہ نے کہا پہلوانان طلسمی نے ایسا بودا پن کیا کہ سعد کا حوصلہ بڑھ گیا یہ نہیں جانتے کہ ما بدولت شیر شکار ہیں جب شیر کو دیکھکر

مار ڈالتا ہون تو انسان کی کیا حقیقت ہی دو چار پہلوان مارے اور دو چار خوف
جان سے رفیق بنے اب اُنکا حوصلہ بڑھا ہوا ہی وہ سمجھتے ہین کہ ویسے ہی یہ بھی ہونگے
مین جاتے ہی آفت برپا کرونگا یہ خیال ہی کہ حوصلہ اُنکے دل مین نہ رہے مین کہونگا
کہ تم اپنے حملے کر لو ایسا نہو کہ کوئی حوصلہ تمھارا باقی رہجائے کہ نیزہ نہ مارا کوئی وار
تیر و شمشیر کا نہ کیا پھر تو مین دبوچ کر مار ہی ڈالونگا گردن پہ ہاتھ رکھدونگا تو پھر اُنگلیان
نہ ہٹینگی گوشت اور پوست مین پیوست ہوجائینگی تڑپ تڑپ کر جان دینگے ای
دیہیم ابھی کل کا ذکر ہی کہ صحرا مین جو پہونچا ایک شیر ببر کو دیکھا کہ اُٹھارہ ہاتھ کا کلہ
اُسکا مثل کلہ فیل بگرا ای دیہیم بادولت گھوڑے پہ سوار تھے جیسے ہی مین نے شیر کو
للکارا اور غرش کر کے چلا گھوڑا بیچین ہونے لگا چاہا پلٹون مجھکو بہت ناگوار ہوا
رانون مین مسلکر مرکب کو ڈالا اُس شیر کے سامنے کو دپڑا وہ گھوڑے کو چیرنے
پھاڑنے لگا مین نے دُم پکڑکر جھٹکا مارا وہ پلٹا مین نے گردن دبا دی پھر شیر نے
سانس نہین لی جانوران صحرائی کو بتاتا تھا سب جانور نکل پڑے اُسکا گوشت کھانے
لگے میرا منھ دیکھ رہے تھے گویا اپنی زبان مین کہتے تھے کہ آپ نے ہمارا مسکن امان
کر دیا یہ کسی کو رہنے نہ دیتا تھا بس ای دیہیم انسان کی کیا حقیقت ہی بیسیون پہلوان
میرے ہاتھ سے مارے گئے آجتک کوئی مجھسے سر بر نہین ہوا اور اب تو گینڈے پہ
سوار ہون ٹھوکر دون مین پہلے اُنکا مرکب مار ونگا پھر اُنسے سمجھ لونگا دیہیم نے کہا
ای شداد وہ جوان بھی بلا سے روزگار ہی جس قزاق کے مقابلے کو آیا ہو سنتا ہون
کہ تمھارا کچھ مال جاتا تھا اُسنے لوٹ لیا اور کئی آدمیون کو قتل کیا تم غصے مین جا
پہونچے وہ کمر باندھکر نکلا اُسی قزاق کے لوگ کہتے تھے کہ میان شداد بھاگے
یہ بات مشہور ہو شداد نے کہا دیہیم مین اُس روز بخار مین تھا اُسی گرمی مین
چلا آیا ساتھ والون نے کہا اب جانے دیجیے مال کا خیال نہ کیجیے کسی دن جنگل مین
ملیگا سمجھ لیجیے گا مین نے تامل کیا آجتک میرے خوف سے صحرا مین شکار کھیلنے
نہین آتا اگر دس کو مارا اور ایک کے مقابلے سے ہٹ آیا نہین معلوم کیا موقع

دیکھا مگر خوف تو اسپر غالب ہی دبہیم سے باتین کرتا ہوا جب شداد سامنے پہونچا ہی تو دیکھا کہ سعد بیرون باغ کھڑے ہین نیزہ گاڑ دیا ہی اسپر تکیہ کیے ہوے کہ رہے ہین کہ ای شداد مین تیرے مقابلے کو آیا ہون اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ

بہار گلستان کاؤس و جم	منم شاہ شاہان فریدون حشم
نہال گلستان صاحبقران	تجلی دہ بزم اسلامیان

شداد نے فوج کو اشارہ کیا کہ ہان یار دگھیر کر مار لو سعد نے فرمایا ای شداد تو تو شیر شکار مشہور ہی فوج کے بھروسے پر آیا ہی مین تیرے مقابلے کا خواہان ہون شداد نے گینڈا بڑھایا اہل فوج کو منع کیا کہا مین تو چاہتا تھا کہ اسکی جرأت کو دیکھون غرض ملکہ نے بالاے بام سے دیکھا کہ شداد جھومتا ہوا بڑھا بیقرار ہوگئی کنیزون سے کہنے لگی کہ صاحبو دعا کرو سب کنیزین پکارنے لگی کہ ای کریم و رحیم اپنا رحم شریک کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

حق بیان حق خواہ خق گو حق نیوش	ذات پاک تست یارب پردہ پوش
مال وجاہ وعلم وفضل وعقل وہوش	خاک انسان را تو کردی سرمست
عرض حال بندگان دارگوش	سیکنی باگوش قدرت ای سمیع
میزند سینہ بہ شکل دیگ جوش	عاشقانت را ز سوز عشق تو
ہر یکے داند برابر نیش ونوش	عیش وغم یکسان بود نزدیک شان
مردم گندم نما و جو فروش	یار کو یا بندہ و زر دربار تو
تا سبک گردد سران بار دوش	دور فرما از سرم بار گناہ
گاہ خاموش است گہ اندر خروش	بندہ در فکر مآل خویشتن
گاہ اندر بیہوشی گاہے بہ ہوش	گاہ در بیداری وگاہے بخواب
بر کمال فضل تو امید وار	ہست این ناچیز عاجز خاکسار

ملکہ بھی بال کھولے ہوے دعا مانگ رہی ہی کہ ای پروردگار اس دشمن سخت سے انکو بچالے مگر بہت بیقرار ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو یہ وہ شخص ہی کہ جس نے

اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اسنے شبیر کو پکڑ لیا تو اسکے پنجے سے نہین چھوٹا تڑپ تڑپکر
رہگیا شداد قریب آکر کھڑا ہوا کہا او سعد بڑا ناشناس مرہم کر دونگا تم اپنا حربہ تو کر لو کہ
حوصلہ نہ باقی رہے سعد نے کہا او شداد تم شیر شکار رہو جنے کبھی لومڑی کو بھی نہین
مارا اگر ہمارا دستور نہین ہو جب تمہارے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی
حملہ کرینگے یہ سنتے ہی شداد نے نیزہ اٹھایا گویا درخت تاڑ تھا کہ اسکو گردش دیکر مارا
سعد نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ شداد کا توڑ ڈالا ملکہ نے بالا سے بام سے کہا
کہ او صاحبو بڑا غضب کیا اب وہ اور زیادہ جھلا اٹھیگا مگر تعجب یہ ہے کہ ہاتھ نہین پڑتا
یہان شداد نے تلوار کھینچی شیشہ جوہر دار مثل تختہ دوکان عطار جوہر دار چمکتا ہوا خبردار
کہکر ہاتھ مارا سعد نے بار وہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شداد لپٹ پڑا دونون لپٹے
ہوے زمین پر آئے مگر شداد دونون ہاتھ کمر مین ڈالکر بادشاہ کو مسلتا ہو بادشاہ
کچھ خیال نہین کرتے بادشاہ نے بھی شداد کو پکڑ کر اپنی زور سے مسلا کہ ہوا
جانب اسفل نکل گئی سعد نے مسکرا کر فرمایا واہ میان شداد کیا ہوا بادی تھی
شداد نے کہا اپر کیا ہنستے ہو میرا کیا اختیار ہے ہوا سے بادی تھی نکل گئی اب
تمکو زیر کرونگا سعد نے کہا شرم کا مقام ہے سرمیدان گوزندگی ہوتا بڑا معیوب
ہے تجھے ضبط نہ ہو سکا او شداد تمکو اپنے زور پر بڑے غرور رہین جس پیچ پر تمکو بڑا
ناز ہے وہ پیچ اب تمکو یاد نہین معلوم ہے کہ ایسے پہلوان ہو شداد نے کہا بس
میرا ہی فن ہے کہ اپنی زور سے لیا اسی زور سے شیر کو مارتا ہون مگر نہین معلوم
کیا ہوا کہ آپ کو کچھ معلوم ہے ہوا سعد نے فرمایا بس اتنے ہی زور مین ساری باقی
کچائی نکلی اچھا اب میرا زور دیکھو یہ کہکر دونون مونڈھے پکڑ کر ریلکر لے
دوڑے شداد ہٹتا چلا آتا ہے چند قدم پر لاکر سعد نے بل مارا کہ دونون گھٹنے
اٹھتا ہے زمین پر ہوے سعد نے کمر زنجیرین ہاتھ ڈالا اور المدد اکبر کہکر زور کیا پہلے
زمین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا
داہنا پانون آگے بڑھایا اور بایان پانون پیچھے ہٹاکر شداد کو چرخ دیکر مثل

طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا جب سعد نے چاہا زمین پر مارون تو شداد
بیقرار ہو گیا اور چلایا کہ اے شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا امان بہ شرط ایمان یہ
سنکر شداد نے کہا مین مسلمان بھی ہوتا ہون اور ملکہ کو بھی لے لو اور جو چاہو سو
کرو سعد نے فرمایا ہم تمھاری اطاعت کے خواہان ہین یہ فرما کر کلمۂ طیبہ زبان معجز
بیان سے فرمایا شداد کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون نے پکارکر
آواز دی صاحبو مین نے اس شہریار کی اطاعت کی تم بھی سب کلمہ پڑھو اور مین
اپنے کیا عذر کرون ہ تو میرے عزیز قریب ہین جو کہونگا وہ قبول کرینگے میرے کلام
پر ایسا نہ فرما دینگے ہمین نے پہلے سے رنگ جما رکھا ہے سب ساتھ والے بھی
مسلمان ہوے سب آپس مین ہنستے تھے کہ کیسا بے غیرت ہو کر رشتے کو بیان کرتا ہے مگر
سعد شہریار کیا سمجھے ہین کہ ایسے دشمن مغرور نے جو کہا وہ مان لیا حقیقت مین یہ
لوگ وہ ہین کہ دشمن کے بھی دوست ہین ورنہ نہ قبول کرتے اور اسکو ہلاک کرتے
تو ہو سکتا تھا کسیقدر غرور کرتا تھا کہتا تھا کہ دبوچ کر مار ڈالونگا کچھ بھی نہ ورنہ چلا
کیسا جلدی زیر ہو گیا ایک مرتبہ ایک پتلا سا شہریار تھا اپنے کو شیر شکار مشہور
کر دیا مگر آج سب غرور نکل گیا یقین تو ہے کہ بہ صدق دل مسلمان ہو گئے یا شاید مکر
کیا ہو مگر ہم لوگ مکر مین شریک نہ ہونگے سعد شہریار ایسے جری و بہادر ہین کہ
جیسے ہی اسنے الامان کہا ہاتھ سے رکھدیا پھر زور نہ کیا اور اسکے اٹھانے مین انکو
کچھ تکلیف بھی نہین ہوئی یہان ملکہ نے دیکھا کہ شداد اپنے ساتھ لے چلا بیقرار
ہو کر کنیزون سے کہا ارے کوئی جا کر اطلاع کرو کہ اس مکار کے ساتھ نہ جاؤ ایسا
نہ ہو کچھ فتنہ کرے کنیزون نے کہا سعد شہریار نے جب آپ کا کہنا نہ مانا تو ہماری
بات کا جواب بھی نہ دینگے جانے دیجیے اب وہ ہوشیار رہین گے کیا کر سکتا ہے انکو
خود خوف ہے مگر شداد سعد کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا افسرون سے
اشارہ کیا کہ ایک جام شربت لاؤ اس مین سعد کا الماس ملا دو وہ افسر سب مین
کلان تھا اسنے کہا کہ اے شداد کچھ خوف خدا کرو انھون نے تمھارے ساتھ یہ احسان

کیا اور قسم اُنکے ساتھ مکر کرتے ہوبین اپنے ہاتھوں سے شربت نہ بناؤنگا شداد نے
کہا مین خود بنا لاؤنگا شداد تو محل مین گیا مگر وہ افسر قریب سعد آیا کہا او شہریار
ہم لوگ جبکے مطیع ہوے اُسکے مطیع ہوے آپ کی جرأت کے قائل ہوے اور
آپ کی جلالت پر مائل ہوے مگر شداد و مغرور چاہتا ہو آپ کو ضایع کرے تو مین
اطلاع کرتا ہون کہ وہ سودہ الماس ڈالکر شربت لائیگا جب وہ لاکے تو اُسی کو وہ
شربت پلائیے گا ہم سب آپ کے شریک ہین ہم لوگون سے کوئی خطا نہ ہوگی یہی
چاہتے ہین کہ قلعے مین آپ کی عملداری ہو اور ہم سب ہمیشہ خدمتگذار رہین کبھی
جو ادھر حضور کا گذر ہوگا تو ہم بھی زیارت سے مشرف ہوجا وینگے دوسرے
افسر نے کہا اگر یہان تشریف نہ لاوینگے تو ہم لوگ خود آوینگے اور قلعے پر تو
کیکی مجال نہین ہو کہ نگاہ ڈالے کسکو حاکم کیجیے گا سعد نے فرمایا اسکا اختیار ملکہ کو
ہو سب افسر تعریفین کرنے لگے سعد نے اُن سب کو پاس اپنے بٹھالیا اور سب شداد کی
باتین کرنے لگے کہا او شہریار ایک دن جو یہ بد اسے شکار گیا ایک شیر کئی دن کا
بھوکا پیاسا ہوا ہاتھا اسکے سامنے نکل آیا اسنے اُسے تیر سے مار لیا اُسکو شہر مین
لایا سب کو دکھایا کہ مین نے شیر کو مارا اب مجھے شیر شکار کہا کرو اُسدن سے یہ
شیر شکار مشہور ہوے یہی قزاق جسکے آپ مقابلے کے لیے آئے ہین اُسنے مال
لوٹ لیا زمین بھی اُسکی دبالی مگر کچھ بھی نہ کرسکے بلکہ اسے مقابلہ بھی نہ گئے کچھ لوگ
مارے گئے آخر دُم دبا کر بھاگ آئے کہتے تھے کہ جیسے قزاق پر رحم آگیا جنگل مین
اسکو گھیر کر مار لونگا وہ ایسا نچلا ہو کہ روز بار اسے شہر سار صحرا مین آتا ہو اور یہ اُسکے
مقابلے مین نہین جاتے ہم لوگون نے اکثر خبر دی کہ حضور قزاق پھر رہا ہو اور
زمین اُسنے دبالی اُسکا جواب دیا کہ اسکو بد یقین کرنے دو ایک دن بدلہ لونگا ایسی
سزا دونگا کہ قزاقی چھوڑ دے گا سعد سر ہلا رہے ہین کہ شداد محل سے آیا دیکھا کہ
سعد سب افسرون کے ساتھ باتین کر رہے ہین شداد نے کچھ خیال نہ کیا جام
شربت لیکر سامنے آیا کہا او شہریار یہ جام محبت ہو اسکو پی لیجیے غلام کو یقین ہوجا ئے

کہ آپ نے غلامی مین قبول کیا سعد نے فرمایا ہمکو تمسے صفائی ہی اپنا یہ دستور نہین کہ کسیکے
ساتھہ مکر کرین مگر یہ جام تمکو بخشا تمھین پی جاؤ شداد سب سردارونکا منھہ دیکھنے لگا مراد یہہ
کہ تم لوگ سفارش کرکے سعد کو جام پلاؤ سب نے اشارے سے کہا ہم لوگ نہ کہین گے
آپ کے عزیزدار ہین کیسا مضبوط رشتہ ہی کہ جسکو رشتۂ اندار بندی کہتے ہین شداد
سر ہلاتا جاتا ہی اور جام لیے سامنے کھڑا ہی ملکہ نے بیقرار ہوکر ایک کنیز کو بھیجا ہی
وہ بصورت مبدل دربار مین حاضر ہی شربت پر نظر اسکی رہی ہی سعد تو فرماتے
ہین کہ تم پیجاؤ اور شداد یہ کہتا ہی کہ مین نے حضور کے نام سے بنایا ہی حضور ہی
نوش فرماوین سعد نے ہاتھہ تھام لیا اور کہا کہ اے شداد کئی لاکھہ روپے کا نقصان
ہوا بازو پر جو تمہارے بکر تھا وہ کیا ہو گیا سینے کی بات سنکر شداد گھبرایا کہا اے شہریار
اگر مین نے توڑ ڈالا سعد نے فرمایا وہ اگر توڑ کر کیا کیا شداد نے کہا مجھسے خطا تو
ہوئی ہی کہ مین نے پیسکر اس شربت مین ملا دیا ہی اگر نہ پیجیے تو پھینک دون میری
خطا معاف فرمائیے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی سعد نے کہا تمکو پینا پڑیگا شداد
نے کہا حضور مین کیونکر پیون مین نے اپنے ہاتھہ سے سودہ الماس ملایا ہی سعد
نے فرمایا ہمکو پلاتے ہو اور خود پینے مین عذر ہی یہ کہکر جام ہاتھہ سے لیا اور فرمایا
کہ اے شداد اسکو پیو ورنہ ہم بری طرح پیش آوینگے شداد کانپنے لگا چہرے کا
رنگ فق ہو گیا کہنے لگا معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے آپ سے کہدیا ہین نے جاکر اگر توڑا
اور اسکو پیسا شربت مین ملا کر لایا ہون بھلا مین کسطرح پیون ابھی کلیجہ کٹ کر گر جائیگا
سعد نے فرمایا تو ہم پیجائین شداد نے کہا آپ کو اختیار ہی مین تو یہی چاہتا ہون
کہ آپ نوش کرین سعد نے فرمایا اب تم اسکو پیو ورنہ ہم حکم دیدینگے شداد
رونے لگا کہا اے شہریار آپ مجھپر جبر کرتے ہین مین کیونکر پیونگا یہ جام شراب پیتے ہی
مرونگا سعد نے فرمایا ہمکو پلانے لائے تھے ہم جو تمکو پلاتے ہین تو انکار کرتے
ہو سعد نے جو تیور بدلکر کہا شداد قدمون پر گر پڑا کہا برائے خدا میری خطا
معاف فرمائیے مین اسکو نہ پیونگا ورنہ کلیجہ کٹکر بہ جائیگا اب کبھی ایسی خطا نہ کرونگا

سعد نے جام پھینک دیا مگر شداد نگاہ سے اُتر گیا فرمایا تم بڑے بہادر ہو شیر شکار
تمھارا لقب ہے تم سے کون مقابلہ کرسکتا ہے تم نے یہان کی سلطنت ملکہ کے سپرد کی اور
تم ہمارے ساتھ رہو شداد نے کہا عورت کیا سلطنت کریگی مجھکو یہان چھوڑیے
مین خراج ہر سال بھیجونگا جسقدر روپیہ آئیگا وہ سب آپ ہی کو روانہ کرونگا اور
قزاق سے مقابلہ نکیجیے ملکہ کو لیکر چلے جائیے وہ قزاق بڑا زبردست ہے سعد نے کہا
خیر دیکھا جاویگا لیکن تمکو چاہیے ہو کہ اب اپنی تیاری کرو اور ہمارے ساتھ چلو ملکہ
سے کہلا بھیجا کہ نقاب ڈالکر باہر آؤ ملکہ کو تخت پر بٹھایا فرمایا یہ افسر موجود ہین جو تم
حکم دوگی وہ بجا لاوینگے اپنے ماتحت کو طلب کرنا روپیہ وصول کرنا تنخواہ ماہ بماہ
تقسیم کردیا کرنا یہ فرماکر سوار ہوے شداد ساتھ نجاتا تھا مگر سعد نے ساتھ لیا
ادھر جب خاموش قزاق نے یہ خبر سُنی کہ سعد کو میرا عیار لاتا تھا شیر شکار اُسکو چھین لیگیا
تو اُسنے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا نسیم نوجوان مقابلے مین نکلا ہاتھ سے
خاموش کے زخمی ہوا اور کئی افسر نکلے جو نکلا وہ زخمی ہوا کئی میدان داریون
مین سب سرداران کو زخمی کیا اور چوتھے دن یہ کہلا بھیجا کہ آج روز ہفتہ ہے مین بڑا
شکار جاتا ہون شکار سے جو پلٹ کر آؤنگا تو ایک کو زندہ نچھوڑونگا اے نسیم
وہ مددگار تیرے کہان ہین اگر وہ آتے تو مزا شجاعت کا ملتا دیہیم بھی پلٹ کر نہ آیا
یہ کہکر پلٹا کہ سامنے سے گرد اُڑی آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا دیہیم کشور کشا
جست وخیز کرتا ہوا آیا اور قسیم کو سلام کیا کہا اے شہریار عجب معرکہ گذرا کہ عیار
خاموش جو سعد کو چرا کرلے گیا تھا اُس سے شداد نے چھین لیا اور قید کیا اُنکو
ملکہ لاکر خونریز ہیبت شکوہ شداد چرا کرلے گئی مین نے شداد کو خبر دی اور سمجھایا کہ
امانت شہریار کرو اُسنے جواب دیا کہ مین شیر شکار ہون مین کسی سے نہین دیتا
یہ کہکر اُسنے جا کر باغ کو گھیرا سعد شہریار کو دیو بند و دیوکش مین باغ مین نہ بیٹھ
گھوڑے پر سوار ہوکر نکل آئے شداد کو اُٹھا لیا شداد مکر سے مسلمان ہوا
اپنی بارگاہ مین لے گیا جام شربت آغشتہ بہ سم دوالماس بناکر لایا لیکن اُسکے

افسرون نے سعد سے اطلاع کر دی سعد نے جام اُسکو واپس دیا کہ براو تحقین
پہونچے شدّاد قدمون پر شہریار کے گر پڑا اور کہنے لگا کہ میری خطا معاف فرمائیے
سعد اُسکو ساتھ لیے ہوئے آتے ہین اب میان قزاق کو معلوم ہوگا کہ بہادر ایسے
ہوتے ہین قسیم نے کہا آج تو وہ شکار کو جاتا ہے اب جو پلٹ کر آئیگا تو ہم پر یورش
کریگا وہیم نے کہا مین جاتا ہون اور سعد شہریار کو جلدی لاتا ہون مالک کو
اپنے خبر دیکر وہیم پھر پلٹا یہان خاموش قزاق جنگل مین شکار کھیل رہا تھا کہ ہمراہ کے
گرد اُڑتی دیکھا سعد شہریار پشت پر سب سردار سامنے سے جاتے ہین خاموش
ایک نخل کی آڑ مین کھڑا رہا سب کے پیچھے دیکھا کہ شدّاد آتا ہے للکارا کہ او نامرد تو نے
بڑی حماقت کی میرے ہتیار سے پیشتارہ سعد کا چھین لیا وہان جا کے تیری ہمشیر
اُنپر عاشق ہوئین اور تجھکو غیرت نہ آئی اب مجھسے مقابلہ کر کہان جائیگا شدّاد تلوار
کھینچکر آیا ہمین کے ذکر پر بہت جھلا یا ہاتھ تلوار کا مارا خاموش نے تلوار اسکی سپر پر
روک کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ شدّاد کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والے روتے
ہوے بھاگے سامنے سعد کے آئے عرض کی اے شہریار خاموش بڑا شکار
آیا ہے اُسنے شدّاد کو مار ڈالا اور کھڑا جھوم رہا ہے کہتا ہے اب جا کر سب کو قتل
کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سعد یہ خبر سُنتے ہی پلٹے کہ سامنے سے وہیم آیا
عرض کی اے شہریار خاموش نے بڑی آفتین برپا کین سب سردار زخمی ہوے
اب بڑا شکار آیا ہے سعد نے کہا اُسی کے مقابلے کو جاتا ہون اُسنے شدّاد کو
مار ڈالا وہیم نے کہا بھی کہ اب ساتھی نسیم و قسیم کے مقابلہ کیجیے گا سعد نے فرمایا
ہر چند کہ شدّاد سکا رشتہ تھا مگر ہمارے ساتھ تھا خاموش کو بڑا گھمنڈ ہے آج اُسکی جرأت
دیکھ لیتا ہون وہیم نے جب دیکھا سعد کو بڑا غصہ ہے قبضے پر ہاتھ ڈالکر بڑھے
وہیم دیکھتا ہوا آتا ہے سعد نے سامنے آکر نعرہ کیا کہ اے خاموش تو نے بڑی بدبختی
کی کہ شدّاد ایسے نامرد کو مار ڈالا خاموش نے کہا مین ہر سال اُسپر یورش کرتا
تھا دس پانچ کھیت دبا لیتا تھا مگر اُسنے کبھی میرے سامنے مین دخل نہین دیا

اگر آج ایسا گرمایا کہ ہاتھ تلوار کا مارا ہین نے روک کر جواب مین کمر پر ہاتھ مار دیا
اے شہریار جنگ مین یہی ہوتا ہے اب اسوقت مقابلہ موقوف رکھیے جب مین پلٹ کے
آؤنگا تو آپ سے مقابلہ کرونگا سعد نے کہا اے خاموش مین تجھکو نہ جانے دونگا
خاموش نے کہا بہت پچتائیے گا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیے گا یہ کہکے گینڈا
بڑھا اور نیزہ مارا سعد نے نیزہ خاموش کا توڑ ڈالا خاموش نے چھڑ کو پھینک کر دیا
کہا اے شہریار بس آپ کی خوشی ہوچکی اب مقام پر مقابلہ کیجیے گا سعد نے کہا کہ اب
تلوار کا وار کرو خاموش سے ناچار ہوکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی تھام لی
خاموش جھپٹ پڑا گھوڑوں سے دونوں اترے آپس مین کشتی ہونے لگی بادشاہ
فوراً خاموش کو پکڑ لائے دو تین گھسے ایسے مارے کہ خاموش کی زرہ پارہ
پارہ ہوگئی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے مگر ڈٹے جاتا ہے دو تین مرتبہ
بادشاہ پکڑ لائے خاموش بمشکل نکلا ہر مرتبہ یہی کہتا ہے کہ بس اب آپ کی خوشی
ہوچکی آپ مقابلہ موقوف رکھیے سعد فرماتے ہین کہ بیٹے زیر و زبر ہم نہ پلٹین گے
تمکو بھی تو معلوم ہو کہ بہادر ایسے ہوتے ہین خاموش کو سناٹا ہے کہ اب مین نہ
بچونگا مگر شکر ہے کہ صاحب خلق و مروت ہین کیا عجب ہے کہ مجھے غلامی مین قبول کرین
لڑتے لڑتے قدمون پر گر پڑا کہا غلامی اختیار کرتا ہون میری خطا کو معاف کیجیے
سعد نے فرمایا اے خاموش ہمین تجھسے کوئی دشمنی نہین مگر زوجہ النسیم نوجوان کو
حوالے کرو کہ وہ بہت بیتاب ہے تنہے اس سے وعدہ کیا ہے کہ تمھاری زوجہ کو ہم
دلوا دینگے خاموش نے کہا مین حاضر کرونگا کیا وجہ کہ کئی مہینے سے وہ قید ہے مگر
پابند شوہر ہے مجھکو نہین قبول کرتی مین نے بڑی بڑی امیدین کین آب و دانہ
بند کیا مگر وہ نہ راضی ہوئی کہتی تھی کہ جان لے لو مگر عصمت کو نہ ہاتھ لگاؤ مین ناچار
ہوگیا خاطر مین بھی کبھی دباؤ بھی ڈالا مگر وہ ظالم اپنی ہی کہتی رہی مین اسے ضرور
حوالے کرونگا مین خود بھی اسکا رکھنا نہین چاہتا اسکو ابھی بھیجیے بادشاہ جمجاہ
خاموش کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے اور اس عورت کو بلوا کر ہمراہ النسیم نوجوان کیا

نسیم نوجوان نے جو زوجہ کو اپنی پایا پا بادشاہ کے گرد پھرنے لگا اور ہنسنے لگے مین اور پری وش دم سے دعوت کی اور اپنی بہن سلطانہ کو سعد کے ساتھ منسوب کیا رات کو سعد سلطانہ سے ہم وصل ہوے صبح کو نہا دھو کر دربار مین بیٹھے ہین وہیم بھی خدمت شاہ سعد مین حاضر ہوئی چاہتا ہی کہ ہر وقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون بادشاہ کو وہیم سے محبت ہو گئی ہی بہت عزیز رکھتے ہین جب فیروزہ کا شاہ ذکر کرتے ہین تو وہیم عرض کرتا ہی کہ وہ میرے اُستاد ہین مگر خواجہ کا مین بہت مشتاق ہون بادشاہ نے فرمایا اے وہیم مجھکو افسوس یہ ہی کہ تم کلاہ زرین پہنے ہوا ور لباس زرنگار سے تمکو بڑی محبت ہی اگر خواجہ دیکھ پاوینگے تو اس کلاہ وغیرہ کو نہ چھوڑینگے کچھ آنکی نذر کے واسطے رکھ چھوڑو یقین ہی کہ آتے ہون اسوقت اُنکا ذکر ہو گیا ضرور آوینگے اے وہیم اُنکے ذکر مین یہ تاثیر ہی کہ جہان ایک مرتبہ نام لیا کہین ہون لیکن اُس محفل کے ضرور طالب ہوتے ہین جہان دوبارہ نام لیا اور محفل مین تشریف لا کر اُنکا آنا اور قیامت کا آنا برابر ہی لہذا صورت دیکھتے ہی نذر دینا ہین ثواب براے فتاحی مرحلہ جاتا ہون یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی اور خواجہ پریشان پریشان سامنے شاہ کے آئے شاہ نے پوچھا کیون خواجہ پریشان کیون ہو کہا حضور آج غضب ہو گیا مہاجن کا بہمن مجھکو پکڑ لے گیا گھر مین لیجا کر خوب مارا جو کچھ میرے پاس تھا وہ چھین لیا مگر اے شہریار یہ شخص جو کلاہ زرین پہنے ہین اور دم بدم آپ سے باتین کرتے ہین یہ کون صاحب ہین بڑے آپکے مصاحب ہین بادشاہ نے فرمایا وہیم کشور کشا عیار قسیم تاج بخش کا مسلمان ہوا ہی آپکی زیارت کا مشتاق تھا خواجہ نے کہا اے فرزند مین بھی یہی چاہتا ہون کہ کوئی عیار معقول ملے تم ایسا خوش پوشاک چست و چالاک عیار بے نظیر صاحب جاہ و توقیر ہو مین اُسے اپنا نائب کرون اولاد مین سب نا لائق ہین جو صاحب ہین وہ میری جان کے دشمن ہین یہی چاہتے ہین کہ بادامرہین تو زنبیل لین اور مین زنبیل کسی کو نہ دونگا دریا خضر پر لٹکا دونگا اور رعفر قزان کو نگہبان کرونگا اور

کہو ونگا کہ جو میری اطاعت کرے اور میرا خیرخواہ ہو اُسے زنبیل دیتا ہوں تمہین کو زنبیل
ملیگی مگر کلاہ تو اُتار دو مین ذرا دیکھون کیا عمدہ بیل بنی ہے مین بھی ایسی بنواؤنگا دہیم
نے کلاہ اُتار کر حاضر کی خواجہ نے کہا بیٹا کچھ نقد تمھارے پاس نہین ہی دہیم نے فوراً
جیب سے کچھ روپے نکالے اور پیش کیے خواجہ نے کہا ای فرزند آباد رہو مگر ایک کام
کرنا کہ سب عیارون کی پرورش کرنا ایک لاکھ چورا اسی ہزار میرے شاگرد ہین ایک
سے ایک بلا سے روزگار ہو اُن سب مین سمجھو برق فرنگی بڑا لالچی ہی کہ جو تنہا
کھاتا ہو مگر روپیہ بنک مین جمع کیے جاتا ہی کہتا ہی ابھی کئی لاکھ جمع ہین کرور کی نوبت
نہین پہونچی جب اپنی ولایت جاؤن تو کرور کے نوٹ تو لیجاؤن وہان ہماری
میم صاحب کیا رہی ہونگی نامہ آیا تھا کہ سات لاکھ کے نوٹ جمع کیے ہین تو ذرا
اُس سے بچتے رہنا مجھکو دھوکا دیتا ہی لیکن یہ لباس تمھارا کیا خوب ہی ذرا اُتار دو
تو مین ناپ لون دہیم نے لباس اُتار دیا خواجہ نے فرمایا بیٹا جیتے رہو تمسے
اگر حمزہ سے ملاقات ہو تو اُنکو بھی نذر دینا کچھ روپیہ باقی ہی دہیم نے کہا اُستاد ہنوز
ایک حبہ بھی نہین ہی فرمایا کہ بیٹا نہین نہ کرو نہین کے نام سے میرا دل دُکھ جاتا ہی
کسی سے قرض لیکر مجھے دکھاؤ کہ حمزہ کو یہ نذر دونگا ایسی باتین کرکے کپڑے بھی
دہیم کے اُتروا لیے اور سب نذر زنبیل کر لیے دہیم بھی ہنس رہا ہی کہتا ہی کہ
حضور ایسا ہی اُستاد چاہیے کہ شاگرد کو سرفراز کرے خواجہ نے فرمایا بیٹا کچھ
ہو رہوگے تم بہت تیز معلوم ہوتے ہو ماشاء اللہ جو خدمت کروگے تو خلعت
پاؤگے دہیم قدمون سے لپٹ گیا کہا اُستاد خدا کا شکر کرتا ہون کہ آپ کا شاگرد
ہوا فرمایا بیٹا مٹھائی منگوانا مگر نقدی اُسکی مجھے دیدو مین شیرینی تقسیم کردونگا
دہیم نے پانچ روپے نکالکر دیے فرمایا او بیوقوف ایک لاکھ چورا اسی ہزار کو اس
مقدار مین شیرینی کفایت کریگی جب ہم اُستاد کے شاگرد ہوے تھے تو پانچ سو روپے
کی مٹھائی دی تھی وہ بھی کم پڑی ایک ایک ڈلی بٹ گئی مگر اُستاد نے دعا بھی دی
تھی اُنکی عنایت سے مانگ کھاتے ہین مگر کیون ای سعد بن قباد تم آج کچھ نہ دوگے

سن لیا کہ ہم پکڑے گئے مہاجنون نے مارا بادشاہ نے فرمایا اُس مہاجن کا نام بتایئے
تو اُسکی کیونکر کھدوا ڈالون عمرو نے کہا معاذ اللہ جسکا قرضدار ہون اُسکا نام لون
بارگاہ مین اُسکو بدنام کرون وہ وہ شخص ہی جو کسی کو قرض نہین دیتا مجھسے ایسا اعتبار ہی
کہ اگر وہ پہر رات گئے جاتا ہون جو مانگتا ہون وہی لے آتا ہون دیہیم کو شاگرد کر کے
فرمایا کہ بیٹا مین تو برائے ملاقات صاحبقران جاتا ہون مگر تم سعد سے ہوشیار
رہنا مجھکو ایک لشکر ملا تھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کوہان بلند رکاب پہلوان
زبردست برائے مقابلۂ سعد آتا ہی عیار اُسکے ساتھ طوفان تیز رو بلائے روزگار
ہی کیا عجب ہو کر لشکر مین آیا ہو دیہیم نے کہا اُستاد کیا مجال اُس ہیچیا کی کہ ہمارے شاہ
پر ہاتھ ڈالے خواجہ تو اُسی وقت چلے گئے مگر بڑبڑاتے ہوے کہتے ہوے کہ
میان سعد بڑے مغرور ہو گئے ہین سمجھے تو یہ بیان کیا کہ مار کھائی اور وہ ہنسا کیے
یہ منھ سے نہ نکلا کہ دو لاکھ روپیہ انکو دیدو اگر ہمکو دیتے تو خزانے مین برکت ہوتی
لاکھ دیتے دس لاکھ آجاتے سُننے والے خاموش ہین کسیکی مجال نہین کہ خواجہ کی
بات مین دخل دیں لیکن سب جانتے ہین کہ سلطنت سعد ذات سے خواجہ کی ہی بادشاہ
فرماتے ہین کہ ہم کل برائے فتح مرحلہ جاوینگے اے دیہیم تم اس سب فوج کو ساتھ لیکے
خدمت صاحبقران مین چلے جانا وہ سب کو سرفراز کرینگے اسی ذکر مین رات ہوئی
سب سردار حاضر ہوے جلسۂ عیش ونشاط آراستہ ہوا دیہیم نے سامنے بیٹھکر
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

دل کا جب سے عشق ہی زلفِ بُت گلفام سے — صبح تک اُلجھن رہا کرتی ہی مجھکو شام سے
تذکرہ سُنکر مرا کس ناز سے کہتے ہین وہ — اور کچھ باتین کرو نفرت ہی اُنکے نام سے
رنگ لائین لاکھ کب مٹھی مین ہوتا ہی اسیر — طائر رنگِ حنا کو کیا غرض ہی دام سے
ہی شرابِ لالہ گون یا شربت عناب ہی — ساقیا جو لب جدا ہوتے نہین ہین جام سے
بے محبت بےمروت خودغرض نا آشنا — سابقہ خالق نہ ڈالے اُس بُتِ خودکام سے
دم پہ بن جاتی ہی پڑھکر نور خط اُس شوخ کا — کم نہین پیغام وصلت موت کے پیغام سے

دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا سعد اٹھکر براے آرام تشریف لے گئے سردار
بھی سب رخصت ہوئے دیہیم طلاے پر آیا جابجا سوار و پیدل مقرر کیے چار پہر رات
حاضرباش و ناظرباش مین گذری صبح کو دیہیم بارگاہ بادشاہ پر آیا دیکھا خدمتگار سب
رو رہے ہین دیہیم کو دیکھکر کہنے لگے کہ رات کو کوئی شاہ کو چرا لے گیا اُس مین اور
سردار بھی تشریف لائے یہ خبر وحشت اثر سنکر سب ملول و حزین ہوے سب کی صلاح
ہوئی کہ صاحبقران کو عرضی لکھین مگر دیہیم نے کہا نہ گھبرایئے مین براے تلاش جاتا
ہون خدا چاہتا ہو تو شہریار کو لیکر آتا ہون یا اپنی جان دونگا خالی نہ پلٹونگا اب تو
اُستاد نے پشت پر ہاتھ رکھا شیر جی کے روپ نقد لیے سب طرح کی عنایت فرمائی
لیکن اب پشت پر اُنکے ہاتھ رکھنے کی برکت ہو کہ اس شہریار کا پتہ ملے تو غنچۂ آرزو
کھلے یہ ذکر تھا سب سردار جمع ہین اپنی اپنی کہ رہے ہین کہ برق فرنگی آ کے پہونچا
برق نے جو یہ ذکر سنا فوراً اپنا سے عیاری سے آراستہ ہو کر براے تلاش چلا
بعد جانے برق کے دیہیم بھی روانہ ہوا مگر برق فرنگی نے کوئی دو کوس راستہ
طے کیا تھا کہ دیکھا ایک لشکر پڑا ہو بارگاہ کلان استادہ ہو ایک ضعیفہ کی شکل بنکے
لشکر مین آیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر کوہان بلند رکاب ہو اور جسکا عیار
طوفان تیز رو ہو یہ اُسی صورت سے پھرنے لگا جابجا دریافت کرتا ہوا ایک مقام پر
برق نے دیکھا کہ ایک اور بڑھیا بیٹھی رو رہی ہو برق نے پوچھا تاکہ یہ تو مہتر دیہیم
معلوم ہوتے ہین قریب آکر کہا کیون بڑی بی صاحب کیون رو رہی ہو بڑھیا نے
کہا مہتر صاحب سعد بن قباد غائب ہو گئے ہین اُسی فکر مین نکلی ہون بارے تم بھی
آ گئے اب برق و دیہیم ساتھ ہوے خدمتگارون کی شکل بنکر بارگاہ کوہان مین
آنے چاہتے ہین دریافت کرین کہ بادشاہ کہان قید ہین یہ تو سن چکے کہ طوفان
گرفتار کر لایا ہو اسی سوچ مین کھڑے تھے کہ چند سپاہی روتے ہوے آئے
عرض کی اے پہلوانان دوران جس خیمے مین بادشاہ قید تھے وہان نقب لگی ہو
سراچہ بھی چاک ہو کوئی آکر اُنکو لے گیا برق و دیہیم یہ خبر سنکر بارگاہ سے نکلے

باہر نکلکر برق نے کہا اے دیہیم یہ لوگ صاحب اقبال ہیں ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس شاہ
کی کوئی دختر یا ہمشیرہ ہے وہ آکر لے گئی اب میں پتہ لگا لونگا تم لشکر میں جاؤ سب کو مطمئن
کرو میں پتہ لگا کے آتا ہوں برق پھرتا ہوا دیہیم کو رخصت کرکے ایک خیمے کی
پشت پر آیا تو باہر سے یہ دیکھا کہ چند کنیزیں جا بجا کھڑی ہیں اور آپس میں کھسر پھسر
ہو رہی ہے برق ایک کنیز کی شکل بنا کر ان میں آ ملا ایک کنیز سے پوچھا کہ آج کیا معرکہ ہے
کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہیں اسنے کہا کچھ نہ پوچھو ملکہ نے بڑا غضب کیا کہ سعد بن قباد کو چرا لائیں
اور انکے پاس بیٹھی ہیں اختلاط ظاہری ہو رہے ہیں یہ تو فریفتہ ہیں اور وہ کہ رہے
ہیں کہ ایسا نہ ہو تمہارے والد کو خبر پہونچ جائے تو باعث خرابی ہے برق فرنگی یہ
کیفیت سنکے اندر آیا آکر دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہیں سعد بن قباد مسند پر بیٹھے ہیں اور فرما
رہے ہیں کہ اے ملکہ مقام افسوس ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ مثل چوروں کے رہوں اگر
تمہاری خوشی ہو تو بارگاہ میں اسکی جاؤں بہ حکم پروردگار تعلیم کروں اگر مسلمان
ہو تو جان بخشی ہو ملکہ نے گھبرا کر کہا کیوں گلرخسار تو اندر چلی آئی اور میں نے منع
کیا تھا کہ کوئی نہ آئے برق نے تڑپ کر کہا میں اسواسطے آئی ہوں کہ آپکا راز
فاش کروں تاکہ آپکے باپ کو خبر ہوجائے نہ خبر ہوگی تو میں خبر کرونگی اب تک تو
مجھے گمان تھا کہ جھوٹ ہے اب یقین کامل ہوا ابھی سب بیان کرونگی کیا دنیا کا لہو
سفید ہوا ہے کہ بیٹی کو باپ کا پاس نہیں ملکہ نے جھلا کر کہا اری گلرخسار کیوں تجھے سودا
ہوا ہے ہمارے روبرو یہ باتیں کرتی ہے اے شہریار اسکو سزا دیجیے سعد اپنے مقام
سے اٹھے چاہا چوٹی پکڑ لوں برق نے ہنسکر کہا کیا افسوس کی بات ہے کہ آپنے غلام
کو نہ پہچانا میں ہوں مشہور برق فرنگی سب حضور کے واسطے پریشان ہو رہے ہیں
بادشاہ نے فرمایا آؤ آج شب کو چلیں گے ملکہ نے بھی وعدہ کیا کہ میں بھی حضور
کے ساتھ چلونگی شمیم گیسو دراز ملکہ کا نام ہے یہاں تو بادشاہ و برق فرنگی رخصت
شمیم سے وعدہ ہوا کہ شب کو نکل چلیں گے مگر وہاں بلند رکاب بارگاہ میں اپنی
بیٹھا ہے کہ طوفان تیز رو آیا بادشاہ نے کہا اے طوفان تو نے سنا کہ [illegible] لگا تھا

وہ سعد کو لیگیا مین نے تامل کیا کہ ابھی نہ قتل کرون ورنہ رات ہی کو قتل کرتا مگر اب جو
کہین مل جائے تو فوراً قتل کرون طوفان نے کہا حضور یہ بچہ گیا ہون کہ جس جماعت
نے یہ چالاکی کی مگر زبان سے اُنکا نام نہین لے سکتا فکر مین ہون پتہ لگاؤنگا اور آپسے
عرض کرونگا پھر آپ کو اختیار ہے یہ کہکر طوفان پھر روانہ ہوا تمام لشکر مین خبر لیتا پھرتا
ہو مگر کہین پتہ نہین ملتا مگر یہ خوب سمجھ گیا ہو کہ لشکر ہی مین ہین کسی عیّار کا کام نہین ہو پھر رات
گئی تھی کہ اُسنے دیکھا طرف سے خیمے کے ایک نقابدار بادلہ پوش مادیان پر سوار
اور آگے آگے ایک جوان آفتاب جمال نگار سلیح و مکمل خنجر ایک ہاتھ مین سپر پشت پر
پھلیے ماہ تابان مین آفتاب النور پانچ سات کنیزین گھوڑیون پر سوار چپکے چپکے
پکارتی ہوئی آتی ہین کہ اری گلچہرہ تو نے ہماری گٹھری اُٹھالی یا وہین چھوڑ دی
وہ آواز دیتی ہو کہ او نرگس اندھی ہوگئی ہو مین پلٹ کر بارہ دری مین نہین گئی ادھر
چلی آئی اب جہان چلتے ہین وہ رئیس اعلی کا گھر ہو سب کچھ ملجائیگا طوفان نے بڑھکر
بادشاہ کو پہچانا یہ دیکھتے ہی بھاگا خدمت کوہان مین آیا کہا اے پہلوان دوران
اب عرض کرتا ہون مجھکو ثابت ہوگیا اور مین نے بچشم خود دیکھا آپ کی صاحبزادی
سعد شہریار کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بھاگی جاتی ہین یہ سنکر کوہان اُٹھا کہا کہ اے
طوفان لشکر تیار کر وہ جوان ایسا نہین ہو کہ چند شخص کے روکے سے رُکے
جرأت مین بے مثل و بے نظیر ہو مجھے اُس سے محبت ہوگئی ہو مگر یہ حرکت بات خطا
کی کہ مجھے دشمنی پیدا ہوئی یہ کہکر ہتھیار لگاکے کوہان تو باہر نکلا طوفان نے لشکر
مین فرمایا کرائی پلٹنین رسالے تیار ہونے لگے بادشاہ کنارے تک پہونچے ہین
کہ پشت پر سے نعرہ ہوا اے سعد کہان جاتے ہو تم کوہان بلند رکاب برق و بلک
نے کہا حضور گھوڑے کو بڑھاکر نکل چلیے بادشاہ نے فرمایا جرأت کے خلاف ہی
کہ حریف للکارے اور ہم جواب نہ دین برق نے کہا اندھیری رات مین کون
دیکھتا ہو مگر بادشاہ نے نہ مانا پلٹ پڑے نوجوان نے آکر شاہ کو گھیرا ایک سوار
اجل گرفتہ نیزہ ہلاتا ہوا قریب سعد کے آیا اور نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ قلم کر دیا

ہاتھ تلوار کا مارد یا پھیلا گھوڑے کے منھ پر پڑا اتھو تھنی جو مرکب کی کٹی گھوڑے نے
جست کی دوسرے سوار پر جا پڑا بیچارہ پانچ سوار اس گھوڑے سے پامال ہوئے لیکن
کوہان بلند رکاب دور سے یہ تیزی دیکھ رہا ہی کہ پادشاہ اسلام شیرانہ لڑ رہے ہین
جو سامنے آیا الف شمشیر آبدار ہوا کوہان پکار رہا ہی کہ یارو تم دس بارہ ہزار ہو ایک
شخص کا مار لینا کچھ بات نہین ہی کوہان کی آواز سنکر پلٹنین حملہ کرنے لگین ملکہ نے جو دیکھا
کہ بادشاہ پر فوج کا حملہ ہی کمان کیانی کاندھے سے آتاری تیر اندازی کرنے لگی اور
برق فرنگی نے حقہ ہائے آتشبازی مارے جب حقہ مارا دس بیس کو جلا دیا کنیزون
نے جو ملکہ کو تیر اندازی کرتے دیکھا یہ سب بھی تیر اندازی کرنے لگین اب تو ہر وار مین دس
بیس گرتے ہین اودھر کوہان غل مچا رہا ہی کہ یارو اگر قید سے نکلگیا تو تم سب کی صورت سے
بیزار ہو جاونگا چہار جانب سے گھیر لو کمندین مار کر گرفتار کر لو یہ جو کوہان نے کہا
سب اہل فوج جھپٹے سعد کو کمندون مین گرفتار کیا مگر سعد نے گرتے گرتے آواز
دی کہ اے برق فرنگی ملکہ کو بچانا برق نے جب دیکھا کہ بادشاہ گرفتار ہو گئے اور
سپاہی بڑھے گرفتاری ملکہ پر تو برق فرنگی نے چالیس حقے آتشبازی کے
نکالے اور فوج پر داغ کر پھینک مارے کئی سو آدمی جلنے لگے وہ تو سب بجھانے
مین مصروف ہوئے برق نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ آپ تو نکلجائیے ملکہ نے مادیان
کو بڑھایا پہلو پر لوگ کم تھے مادیان اڑ کر نکلی کوہان نے دیکھا کہ ملکہ نکلی جاتی
ہی آواز دی اے طوفان ملکہ نے بڑی چالاکی کی اگر ہو سکے تو بڑھکر روک لے یہ سنکر
طوفان بڑھا ملکہ نے تیر مارا کہ نشانہ طوفان کا نشانہ ہوا طوفان تو ٹھہر گیا ملکہ مادیان
بڑھا کر نکلگئین برق نے جب دیکھا کہ سعد تو گرفتار ہو گئے اور ملکہ نکلگئین یہ بھی
لڑتا ہوا نکلا طوفان قریب کوہان کے آیا کہا اے شہریار ملکہ تو کمال تیزی سے
نکل گئین مگر سعد کو قتل کیجیے آپ کا بڑا نام ہوگا اس شخص نے تمام طلسم کو درہم و
برہم کر دیا قدرت بہت خوش ہونگے فرمائین گے کہ کوہان نے سب کی جان
بچائی کل اہل طلسم آپ کے ممنون ہونگے کوہان سعد کو لیکر پلٹا ادھر ملکہ جو چلین

نسیم و قسیم تیار ہو کر چلے تھے کہ سامنے سے ملکہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہے
تو ملکہ سمجھ گئیں کہ یہ لوگ لشکر سعد شہریار کے ہیں پکار کر کہا اے سرداران تاجدار
میں بدنصیب ہوں شمیم گیسو دراز شہریار کے ساتھ نکلی تھی وہ تو گرفتار ہو گئے میں
نکل آئی نسیم و قسیم نے پہچان کر ملکہ کو ہمراہ لیا کہ برق بھی آکر پہنچا اسنے سب حال بیان
کیا سرداروں میں صلاح ہوئی کہ چاپڑ و دڑ بیٹھ کر شہریار کو رہا کرادو کہ دیہیم بھی آکے
پہونچا کہا غضب ہوا اب سعد کے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے طوفان نے بھی کوہان
سے کہا ہے کہ اگر انکو قید رکھیے گا تو یہ رہا ہو جائیں گے بہتر یہی ہے کہ انکو قتل کیجیے
اب میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہے یہ سنکے نسیم و قسیم نے فوج میں قرنا کرائی
کوہان بیچ لشکر میں بیٹھا ہے سب فوج تیار ہے ایک آمادہ حرب و پیکار ہے داریں استادہ
ہو رہی ہیں جلاد حاضر ہیں شالنگیں انگارے ہیں آوازیں دیتے ہیں فرد

سلطنت سلطان کند فرہاد بے جلاد چیست || مرغ را دانہ بلا شد طعمہ بر صیاد چیست

وہ وقت ہے کہ ستارہ سحری چمک چکا سلطان زرین پوش لباس زرین زیب جسم
کرکے تخت زبرجدی پہ جلوہ فرما ہوا کوہان اشارے کر رہا ہے کہ سعد کو قتل کرو
کہ صحرا سے گرد اٹھی ضمیران کوہی مع بارہ ہزار فوج کے آکر پہونچا کوہان برائے
تعظیم اٹھا ناگاہ ضمیران کی نگاہ جو سعد شہریار پر پڑی عاشق جمال ہو گیا پوچھا اے
کوہان یہ گنہگار کون ہے کوہان نے کہا اے برادر یہ وہ شخص ہے جس نے اس طلسم
نوخیز جمشیدی کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے اور بڑے بڑے پہلوان اس شخص کے
ہاتھ سے مارے گئے مگر میں نے اسکو زیر کیا گرفتار کرکے لایا ہوں اب [illegible]
ضمیران نے پوچھا نام اسکا کیا ہے کوہان نے کہا سعد شہریار نبیرہ صاحبقران
عالیمقدار یہ سنکر ضمیران نے کہا اے برادر مجھکو یقین نہیں آتا کہ تمنے اسکو گرفتار کیا
ہو دیکھو سلاسل در طوق بیٹھا ہے زنجیر میں الا رہا ہے تقدیر پر ہے اس نہیں ایسے جوان
کو تم کیونکر گرفتار کرسکے صاف صاف کہو کوہان نے کہا اے برادر کیا مجھکو کم جانتے
ہو میں نے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے ضمیران نے کہا میں اس جوان سے پوچھوں

کہ تمکو کوہان نے کسطرح گرفتار کیا ہی کوہان نے کہا پوچھیے ضمیران ٹہلتا ہوا قریب سعد
آیا کہا کیوں شہریار آپکو کوہان نے زیر کیا سعد نے فرمایا تمھارے کینڈے سے معلوم
ہوتا ہی کہ تم بھی پہلوان ہو یہ نامرد مجھکو کیا زیر کرتا کل فوج نے ملکر گرفتار کیا ہی یہ سنتے
کوہان جھلایا تلوار کھینچکر بڑھا ضمیران ہان ہان کرتا رہا مگر کوہان نے ہاتھ تلوار کا
مار دیا سعد نے ہاتھ اٹھا دیا جھکائی کہتی خالی زمین آکر سعد نے نعرہ کیا طلسم

شکار شمشیر شان تیغ سبکسر سوزمین
خانۂ تاریک وتنگ است بہ تیغ عشق
خلیل اللہ بسم اللہ بر گفت

گرمی بازار عشق از نفت خونین من است
بشکنم این بند را وقت جنون من است
بہ نعرہ او لیکن آن قیصر لشکست

نعرہ کرکے آگے بڑھے جو سردار سامنے سے بھاگا بادشاہ نے فرمایا ای
ضمیران دیکھو یہی نشان جرأت ہی کہ سامنے سے بھاگے جاتے ہین ضمیران نے
جھککر کہا اگر حضور کے خلاف نہ ہو تو مجھسے امتحان کیجیے مین کسیکو قریب نہین جانتا
کیا مجال ہی کہ حضور کے خلاف ہو بادشاہ نے ضمیران کا ہاتھ تھام لیا فرمایا بسم اللہ
جسطرح منظور ہو امتحان کرو ضمیران نے کہا مین اسطرح نہ لڑونگا چلکر میرے خیمے
مین تشریف رکھیے غلام کی دعوت قبول کیجیے اکھاڑہ تیار ہو پھر مقابلہ کیجیے بادشاہ
نے قبول کیا ضمیران بادشاہ کو ساتھ لیکر اپنے بارگاہ مین آیا مگر کوہان کو بہت ہی
ناگوار ہوا اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہی بھائی صاحب نے بہت ہی خلاف کیا صبح کو
اگلے سمجھونگا سردار کہ رہے ہین کہ ابھی وقت چلیے بارگاہ مین جاکر لڑیے کوہان
کہتا ہی اسوقت موقع نہین ہی صبح کو سمجھ لونگا اپنی جگہ پہ بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی اور بھائی
پر طعن وتشنیع کر رہا ہی کہتا ہی میرے قیدی کو زبردستی رہا کیا مجھکو بڑا قلق ہوا یہان
ضمیران نے شب کو سامان دعوت کیا تمام بارگاہ کو آراستہ وپیراستہ کرایا طائفے
طلب کیے روشنی کرائی شب بھر ہنگامہ رہا عیش وعشرت مین گذری صبح کو ضمیران
بادشاہ کو ساتھ لیکر باہر نکلا تمام خلقت مشتاق ہی ہر ایک کو یہی اشتیاق ہی کہ بادشاہ
اور ضمیران سے مقابلہ ہو دیکھین کیا ہوا اکھاڑے پر تمام خلقت کا مجمع ہوا ایک طرف

کو ہان کھڑا کہ رہا ہو ہرچند کہ بھائی صاحب نے میرے خلاف کیا مگر بادشاہ کو زیر کرینگے
ضمیران کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی اگرچہ مجھے زور رہا ہین نے ضمیران کا امتحان کیا
ہی نہایت بے ہیبت ہی ایکطرف مہتر برق فرنگی رو بہ ہم خدمتگار ہنسے ہوئے کھڑے ہین اور
لوگون سے کہ رہے ہین کہ سعد بن قباد کل فنون مین طاق ہین جرأت مین بھی شہرۂ
آفاق ہین ہمین بھی یقین ہی کہ ضمیران کو زیر کرلینگے وہ ایسے نہین ہین بادشاہ لشکر
اسلام پانچ ہزار پانچسو پچپن سردار انکے مطیع ہین کہ ایک ایک انجمن کا وحید زمانہ ہی
ایسے ایسے پہلوان سیکڑون زیر کیے انکے ہاتھ سے مارے بھی گئے آج سعد اعظم
ہو دیکھو کیسے شگفتہ آئے ہین ضمیران کے ساتھ ساتھ ہین تیور سے معلوم ہوتا ہی
کہ غالب آئینگے یہان تو یہ ذکر ہی مگر ضمیران بادشاہ کو چھوڑ کر جانگ لنگوٹ باندھکر
اکھاڑے مین کود ڈنڈ ون پر مٹی چڑھا کر اکھاڑے مین ٹہلنے لگا اور پکار کر آواز دی
او شہریار آئیے میرے آپکے امتحان ہو بادشاہ فوراً اکھاڑے مین کود پڑے
ضمیران نے کہا لباس اُتار دیجیے جانگ لنگوٹ حاضر ہو اسکو جسم پر آراستہ کیجیے بادشاہ
نے فرمایا یہ ہمارا دستور نہین ہی کہ سر میدان برہنہ ہون جو نذر عنایت پروردگار
ہو وہ صورت ہوگا یہ کہکر ضمیران کا ہاتھ تھاما کہا او ضمیران آ امتحان ہو جاوے
ضمیران نے گردن پر ہاتھ رکھا بادشاہ نے بھی گردن پر ضمیران کی ہاتھ رکھ کے
ایک جھٹکا مارا کہ سر ضمیران کا زمین سے ملگیا بمشکل سر اُٹھایا اُٹھکر بادشاہ سے
لپٹ پڑا بادشاہ نے کہا او ضمیران اب اپنے کو نکال ورنہ ابھی قابو ہوتا ہی
اُٹھاکر مارونگا ضمیران نے کہا او شہریار یہ گھوڑے کی سواری نہین ہی کہ آپ سمجھی
ہین مرد ہو یا یہ فن کشتی ہی آپ خود سنبھلیے غرض بادشاہ پکڑ لاتے ہین ضمیران بکل
کھاتا ہی سب تماشائی دیکھ رہے ہین کہ بادشاہ کس لطف سے لڑ رہے ہین کہ
ضمیران عاجز ہو رہا ہی ہر مرتبہ یہی چاہتا ہی کہ کیونکر جان بچاؤن کیونکر چھوٹکر
بھاگون نہین پھر کامل کشتی ہوئی پہر دن رہے ضمیران ہانپنے لگا دل مین تردد ہو کہ
دیکھیے کیا ہو حقیقت مین حریف سخت سے مقابلہ ہوا آخر پہر دن رہے جب ضمیران کی

کوئی زبردستی نہ چل سکی تب بادشاہ کو ریلکرے دوڑا پانچ سات قدم تک ریلکر لایا
وہان آکر ٹھوکر مارا پایان گھٹنا بادشاہ کا جھکا مگر بادشاہ نے تڑپ کر لنگر مارا اور پشت پا تک
غرق زمین ہوگئے ضمیران اوپر چھایا مثل دیو کے جھوم رہا ہے کمر بند پنجہ میں سنبھالکر ہاتھ
ڈالکر زور کیا مگر لنگر میں بادشاہ کے حرکت نہ پائی یہانتک کہ چہرہ سرخ ہو گیا انگلیوں
سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے آخر تھک کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا اب آپ کے زور کا
مشتاق ہون بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے دونون مونڈھے ضمیران کے تھام کر
لے دوڑے ضمیران ہر قدم پر چاہتا ہے کہ تھم جاؤن مگر رک نہیں سکتا مثل پرکاہ اڑا
ہوا جاتا ہے سترہ قدم بادشاہ ریلکر لائے سترہوین قدم پر ٹھوکر مار کر دونون گھٹنے
ضمیران کے آشنا بہ زمین ہوئے بادشاہ نے کمر بند پنجہ میں ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے
زور میں تا بہ گھٹنہ دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا چاہا
زمین پر مارون ضمیران پکارا ٹھہرا کہ میں اطاعت کرتا ہون امیدوار ہون کہ معاف
فرمائیے بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا مگر وہان کہ سامنے کھڑا ہے اسکو ہیبت نے گوارا ہوا
کہ بھائی صاحب نے اطاعت کی آواز دی کہ ہان یارو ان دونون کو گھیر کے مارلو
کل اہل فوج چلے بادشاہ نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا کہ یا شنیدہ اے کافران بیحیا
وائے نابکاران بیدوغا منم شیر بیشہ وغا بہ جرأت شکست دیکھنا نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس جم
تجلی دہ بزم اسلامیان — نہال گلستان صاحبقران

ای کافران بیحیا وای نابکاران بیدوغا کیا خوب شاعر کہتا ہے یہی رنگ پسند آیا ہے نظم

اگر تیغ کین برکشم از غلاف — تزلزل فتد در میان مصاف
دگر تیغ بر سنگ خارا زنم — زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ضمیران بھی ساتھ بادشاہ کے لڑ رہا ہے اپنے افسرون کو قتل کرتا پھرتا ہے بادشاہ لڑتے
مین گھرے ہوئے ہیں دیہیم و برق نے تمام لشکر میں خبر کی نسیم و قسیم کل اہل
لشکر تیار کھڑے تھے فوراً روانہ ہوئے یہان پہونچکر جو دیکھا کہ سعد شہریار نامدار

بلوے ہین گھرے ہوے ہین ایک طرف سے کفار وار کر رہے ہین مگر بادشاہ پشت د
پہلو سے خبردار جیسے وار کیا اُسکا حربہ روکا جواب مین ہاتھ مار دیا کہ افسر کے دو ٹکڑے
ہوے تاک تاک کے افسرون کو مار رہے ہین مگر کوہان فوج کو ترغیب دیرہا ہو
شور وغل مچاتا ہو کہ ہان یارو تم ہزارون ہو انکو گھیر کر مار لو ہر طرف سے اہل فوج
بلوہ کر رہے ہین نسیم و قسیم نے وہین سے نعرہ کیا کہ اے شہریار غلام آپکے آپہونچے
ان نامردون کی کیا مجال ہو کہ آپ سے لڑسکین او کوہان تیری آرزو پوری ہوئی
اب اور کوئی مکر کر لیکن تو کیا کر سکتا ہو یہ کہکر جا پڑے قسیم کو … دیکھا کہ پیچھے
… کوہان بیچ … ہاتھ تلوار کا مارا کہ قسیم کا سر زخمی ہوا نسیم نے
جو باپ کو اپنے زخمی دیکھا کوہان پر جا پڑا اُسکی ہاتھ تلوار کے مارے مگر کوہان نے
وار نسیم کے خالی دیکر تپاک کے سر پر ہاتھ مار دیا جو ان بھی زخمی ہوا کوہان نے
چاہا دونون کے سر کاٹ لون کہ دور سے سعد نے دیکھا رفیقون کا زخمی ہونا بہت
نالہ وار ہوا وہین سے للکارا کہ او قالبو پرست اگر ایک بھی میرا رفیق مارا گیا تو
قیامت برپا کر دونگا یہ فرما کر مرکب کو کڑا کیا گھوڑے کو اُڑا کر مقابل کوہان مین
آے نسیم و قسیم کو بچا کر پیچھے کر دیا کوہان نے جو سعد کو قریب پایا باہر چنا چیطے
… سعد کی جانب متوجہ ہوے جب کوہان نے دیکھا کہ بادشاہ دھوکا نہین
کھاتے تو ہاتھ تلوار کا مار دیا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ
نکالا ہاتھ مار دیا کہ کوہان کے دو ٹکڑے ہوے افسرون نے جو دیکھا کہ کوہان
مارا گیا دوڑ کر قدمون کو سعد کے بوسہ دیا عرض کی ہم تابعدار ہین مگر کیا کرین کہ
کوہان یہی چاہتا تھا کہ آپ کو ستاے مگر پروردگار نے آپ کو مرتبہ طلسم کشائی
عطا کیا ہو آپ سے کون لڑسکتا ہو سب افسر آکر قدمون پر گرے عذر تقصیر کرنے
لگے بادشاہ نے سب کو گلے سے لگایا سب بصدق دل مسلمان ہوے ضمیران
خوش خوش پھر رہا ہو کہتا ہو آج مجھے دولت کونین حاصل ہوئی کہ ملازمت مین
شاہ کی پہونچا یہی چاہتا تھا کہ خدمت شہریار مین پہونچون آج آرزو پوری ہوئی

سبحان اللہ کیا جری و بہادر ہیں جو دشت آتش قتل کیا اور جو باطاعت سکے خواہان ہوئے انہیں
شہریار نے پناہ دی کیا انکا شکریہ ادا کریں اب ہم ملازمان خاص ہوئے بندۂ اخلاق
ہوئے بادشاہ ضمیران کو ساتھ لیے ہوئے مع کل لشکر نئے افسر سب کو ساتھ لیکر
لشکر میں آئے ضمیران کو ایک مقام پر اترنے کے واسطے حکم فرمایا قیصم نسیم اپنی بارگاہ
میں بیٹھے ہیں یہ ہیم حاضر خدمت ہی یہی کہہ رہا ہو کہ بادشاہ نے وہ کام نمایاں کیا جو
بہادر دوران کا دستور ہے مگر کوہان کو بہت شاق ہوا اسکو بادشاہ سے بغض تھا آخر انجام یہ ہوا
کہ وہ مارا گیا بزبان ضرب شمشیر دو پرکالے ہوئے آخر مکر کا یہ بدلا ملا کیسا نفع حاصل
ہوا کہ لاش جنگل میں پڑی رہی افسران فوج نے عرض بھی کی کہ اگر حکم ہو تو لاش اس مردود
کی اٹھوا دیں ضمیران نے جواب دیا کہ وہ کفر میں مارا گیا ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے
کہ اسکی لاش کو اٹھائیں یا دفن کریں یا جلا دیں ہمارا تو مذہب اسلام ہے اگر دفن کریں
تو بہتر نہیں کیونکہ وہ کافر تھا مگر سعد کو جو یہ خبر پہنچی فرمایا اے ضمیران مردے کے
ساتھ دشمنی نہ کرنا اسکو دفن کرادو ہمیں بہت ناگوار ہو تب جاکر ضمیران نے لاش
اسکا جنگل میں پھنکوا دیا سب اہل لشکر کوہان کو برا کہتے تھے ہر ایک کا یہی قول
کہ کوہان نے اپنا انجام خراب کیا بادشاہ نے فرمایا اے قیصم تاجدار ہم اب بعد اسے
شکست مرحلہ ہفتم جاتے ہیں لشکر سے ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑے یہ
فرماکر لشکر کو اسی مقام پر چھوڑ کر ارادہ جانیکا کیا اور بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا
پایا کہ اے طلسم کشا حاکم مرحلہ ہفتم کا میلاد جادو رہ شکن ہے بڑے بڑے مکار اس کے
ساتھ جمع ہیں بہت سمجھکر جائیے گا بدون ملاحظہ لوح کے کوئی کام نہ کیجیے گا یہ احکام
ملاحظہ کرکے بادشاہ جہجاہ سرداروں سے رخصت ہوکے ایک صحرائے ہولناک میں
تشریف لائے ایک نخل کے سائے میں بیٹھکر اسم حاشیہ لوح پڑھا جیسے ہی اسم حاشیہ
لوح پڑھا دیکھا بادشاہ نے کہ قیصور جنی بصورت اصلی آکر حاضر ہوا کہا میرے کاندھے
پر سوار ہوجیے اور باغ لالہ زار میں چلیے لالہ زار جادو آپ کی مشتاق ہے یہ سنتے ہی
سب نشان ملبس کے بادشاہ جہجاہ کاندھے پر قیصور کے سوار ہوئے قیصور

بادشاہ کو لیکر چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او قیصور جنی
طلسم کشا کو لیے جاتا ہی مین روکنے آتا ہون دیکھا کہ ایک دیو دہاڑتا ہوا پیدا ہوا
قیصور نے جو دیو کو دیکھا پسینہ آگیا بادشاہ کو پشت سے اتار کر الگ کھڑا ہوا اُس
دیو نے آکر بادشاہ کو گھیرا اور وار لگائی بادشاہ نے تیغ طلسمی سے وار کو قلم کیا
دیو نے چنگل مارا بادشاہ نے کلائی تھام کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو منھ کے بل جھکا
بادشاہ نے ایک گھونسہ مارا دیو نے ایک چیخ ماری کہ او آدم زاد مجھے چھوڑ دے
مگر بادشاہ کب چھوڑتے ہین دو تین گھونسے ایسے مارے کہ دیو کی پسلیان ٹوٹ گئین
شاخ کو توڑ ڈالا خون کا پرنالہ منھ پر دیو کے بہا ہاتھ چھڑا کر بھاگا بادشاہ نے چاہا کہ
تعاقب کرین قیصور نے کہا پیچھا نہ کیجیے او شہریار ایسے ایسے مقام سخت وصعب ہین
کہ جہان سے گذرنا دشوار ہوگا مگر آپ میرے ہمراہ چلیے سامنے دیکھا کہ ایک درۂ کوہ
ہی دو ہاتھی سر سے سر ملائے ہوے راستہ درے کا روکے کھڑے ہین قیصور نے
کہا آپ اِس راستے سے نکلیے درۂ کوہ مین داخل ہوجیے اُس پار مین ملونگا بادشاہ
جھپاہ بیچ مین اُن ہاتھیون کے آگے دونون ہاتھ ماتھے مین لگا کر دونون ہاتھیونکو
ہٹایا اور بیچ مین سے آپ نکل کے فوراً درۂ کوہ مین داخل ہوے مگر ہاتھیون نے
آپس مین ٹکر سر پھاڑے جب دونون ہاتھی گرے تو بادشاہ نے درے مین آکر
دیکھا کہ ایک طرف فرش بچھا ہو اور ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو

نظم

اے جنون رکھ بیابان مین سواری تیار — آجکل چلنے کو ہی بادبہاری تیار
مجھکو مجنون سے بھی جسدقت کہ لاغر پایا — کشتی لڑنے کو ہوئی بادبہاری تیار
سرمہ انھیں حنا قہر تپ مست مستی — فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار
رزق ہر صبح پہونچتا ہو مجھے بے منت — خون دل لخت جگر کی ہو نہاری تیار
تیرے دیوانے کی وحشت ہو زیادہ ہر سال — بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار
تخت تابوت کہان جسکے غبار اُٹھ جاؤ — پاؤن کے گھوڑے کی آتش ہو سواری تیار

وہ نازنین اپنے مقام سے برائے تعظیم اُٹھی عرض کی اے شہریار آئیے بادشاہ نے
جو جمال بے مثال اُس مہ جبین کا دیکھا بیقرار ہوگئے مسند پر بیٹھے تو اُس نازنین نے
کہا حضور نے کنیز کو بھیجا نا لوح کو ملاحظ فرمائیے میرا نام لالہ چمن آرا ہی مین مدت سے
مشتاق تھی جب لوح دیکھیے گا تو میری خیر خواہی ثابت ہوگی بادشاہ نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اگرچہ جادوگرنی ہی مگر جو کچھ کہتی ہی وہ سچ کہتی ہی آپ اسکے ہمراہ جائیے یقین ہی
کہ ایسے مقام پر پہونچائے کہ آپ کو فتح حاصل ہو بادشاہ جمجاہ نے فرمایا اے لالہ جادو
مجھکو معلوم ہوا کہ تیرے مزاج مین فریب نہیں ہی جادوگرنی نے عرض کی کہ مین فقط
یہ خواہان ہون کہ جب آپ لشکرکشی کرین تو شاہزادیون کے ساتھ مین بھی ہون
اور جمشید کو بھی معلوم ہو کہ لالہ جادو نے اپنا رنگ جما لیا یہ تو حضور کو معلوم ہو گیا
کہ مین سکار نہین ہون میلاد خارہ شکن جو یہان کا حاکم ہی اُسنے ایک مقام قرار
دیا ہی کہ لالہ زار وہانکی حاکم ہی اول حضور کو مناسب یہ ہی کہ چلکر اسکو قتل کیجیے تب
میلاد کا پتہ ملیگا قیصور رجنی کہ کوہ کے اُس پار آیا بادشاہ کا انتظار کر رہا تھا جب عرصہ
ہوا تو گھبرایا کہ ایسا نہ ہو لالہ چمن آرا کوئی فریب کرے یہ سوچکر درے مین گھس آیا سامنے
آکر سلام کیا کہا اے شہریار کیا تدبیر ٹھہری لالہ نے کہا اے قیصور رجنی ہم کبھی فریب نہ کرینگے
دیدار کے طالب تھے بخوبی جانتے ہین کہ جو انکا ساتھ دیگا وہ سرفراز ہوگا اور جو
اُنکا ساتھ نہ دیگا وہ مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا قیصور کو اطمینان ہوا کہا اے شہریار
میری پشت پر سوار ہوجیے اور مقام لالہ زار پر چلیے بادشاہ جمجاہ طرف لالہ کے
متوجہ ہوے لالہ نے کہا بسم اللہ جو قیصور کہتا ہی وہی کیجیے لالہ اپنے مقام سے
اُٹھی بادشاہ کو ساتھ لیکر بیرون درہ کوہ آئی بادشاہ تو پشت پر قیصور کی سوار
ہوے چند قدم قیصور چلا تھا کہ لالہ نے آواز دی اے شہریار کنیز کو بچائیے بادشاہ
نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شیر صحرائی لالہ پر حملہ کر رہا ہی اور لالہ پیچھے ہٹتی جاتی ہی مگر شیر
منھ کھولے ہوے طرف لالہ کے آتا ہی لالہ غل مچا رہی ہی بادشاہ پشت قیصور سے
کود کے اور جست کر کے سامنے شیر کے آئے للکارا کہ او سگ صحرائی ہمارے

دوست پر ہاتھ ڈالتا ہو جو مطلب نکالتا ہو خبردار آگے نہ بڑھنا اُس شیر نے بادشاہ پر حملہ کیا
بادشاہ نے کلائی شیر کی پکڑکر ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا شیر زمین پر گرا شکم سے
اُسکے ایک طائر نکلا اُسنے نکلتے ہی منقار مین لالہ کو اُٹھالیا اور لیکر روانہ ہوگیا ہرچند
بادشاہ نے قصد کیا کہ تیر ماروں مگر طائر کب رکتا ہو فوراً لیکر بلند ہوگیا اور نگاہ سے
غائب ہوا قیصور نے کہا غلام تو رخصت ہوتا ہو آپ اول لالہ کو حاصل کرین بغیر اُسکے
مقام لالہ زار نہ ملیگا لالہ زار نے بڑے دام پھیلائے ہین اور لالہ رخ چین آرا مازدان
ہو یہ کہکر قیصور رخصت ہوا اسعد نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ وہ شیر صحرائی تھا
شعبدہ لالہ زار تھا اگر طائر لالہ کو لیگیا تو کوئی مقام تردد نہیں ہو سامنے جو پہاڑ ہو پہنچو
اُسکے قریب اپنے کو پہونچاؤ ایک اژدہا قلۂ آتشین پھینکتا ہوا چاہ سے پیدا ہوگا
تامل نہ کرنا اُسکے دہن مین اپنے کو گرا دینا مقام مقصود پر پہونچوگے بادشاہ لوح
دیکھکر قریب کوہ کے آئے دیکھا ایک اژدہا کنوین سے نکلے شعلہ ہاے آتش پھینکتے
رہا ہو بادشاہ قریب پہونچکر بے خوف کود پڑے کچھ گرنا نہ معلوم ہوا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ بلندی سے کودا ہون جب پانوٗن زمین پر ٹکے تو دیکھا کہ
صحراے ویران لق و دق میدان سارا جنگل سنسان بوٹے ترکے اُکھڑ رہے
ہین درخت سوکھے ہوے پتون کا ڈھیر غول ہاے بیابانی کہ آنکھین اُنکی آتش مشعل
کے روشن تمام جسم پر بال بادشاہ کو دیکھکر غلغلہ کرتے ہوے دوڑے پتھر
ہاتھون مین قصد تھا کہ بادشاہ کو مارین مگر بادشاہ شیر بیشہ جرأت کب ڈرتا ہو میان سے
تلوار کھینچکر غولون سے لڑنے لگے جسنے حملہ کیا بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا جب
دو چار غول مارے گئے تو وہ سب غلغلہ کرتے ہوے بھاگے بادشاہ اُنکے پیچھے
چلے سامنے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش طالب کھلا ہوا ہو وہ غول سب
باغ مین گئے بادشاہ بھی اُنکے پیچھے باغ مین آئے غولونکا نشان نہ تھا مگر باغ سر
سبز و شاداب نہرین لاجواب بلبل شیداے بہار سے گل مین چھپکر بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی
کررہی ہو کہ زمزمون سے اُسکے یہ آواز آتی ہو نظم

باعث گریہ خیالِ نرگسِ مستانہ ہی
دل مرا میناے مے ہی چشم تر پیمانہ ہی

دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہی
روح قالب مین نہین ہی بزم مین پروانہ ہی

نور رخسار صنم سے اور سبزہ کے عکس سے
شانہ تھا سو آئینہ ہی آئینہ سو شانہ ہی

کرتے ہین محرم رحمت ہی عبادت کا شمار
سبز کیا باران سے ہی تسبیح کا جو دانہ ہی

بال سلجھاتا ہی وہ دستِ حنائی سے جو آج
پنجۂ مرجان دلا ان گیسوون کا شانہ ہی

نام سرسبزی ہی جسکا بوستان دہر مین
ای نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہی

مجھکو حاجت ہی کبوتر کی نہ قاصد کی تلاش
یار میرا شمع ہی قاصد مرا پروانہ ہی

رات دن ہی جو تصور گیسوے شبرنگ کا
پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہی

بید مجنون میری تربت ہوا بویا جو تخم
استخوان سونگھا مرا جس سگ نے وہ دیوانہ ہی

بادشاہ اِن آوازون کو سن رہے ہین مگر حیران کہ یہ طائران چمن کیسی نغمہ سرائی کر رہے ہین کہ اشعار بخوبی ثابت ہوتے ہین مگر بادشاہ کو دیکھکر وہ طائر چونکنا ہوئے جس طرف سے بادشاہ گذرے طائر شاخون سے اُڑ گئے اور باغ سے نکل گئے بادشاہ یہ ماجرا دیکھتے ہوئے طرف بارہ دری کے چلے بارہ دری کے قریب آکر دیکھا کہ جلسہ جما ہوا ہی ایک تاجدار بیچ مین گرد خادم خدمتگار اُس تاجدار نے جو بادشاہ کو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا اور سلام کرکے عرض کیا کہ تشریف لائیے آپ نے مجھے سرفراز کیا مگر مین اِس مقام پر مثل قیدیون کے ہون امیدوار ہون کہ دشمن سے مجھے نجات دلوائیے بادشاہ نے فرمایا کہ دشمن تمھارا کہان ہی عرض کی کہ آفات جادو آتا ہوگا اُسنے کئی سال سے مجھے قید کیا ہی یہ مجال نہین کہ باغ سے نکلون ہر وقت جفائین کرتا ہی اور یہی کہتا ہی کہ اگر یہان سے نکلوگے تو مار ڈالونگا اب چندے سے یہ خادم وغیرہ مقرر کیے اُسکی جو زوجہ ہی وہ بلاے روزگار ہی اِس غلام سے آپ کے طالب وصل ہی لیکن ابتک تو مین نے قبول نہین کیا وہ انکار وصل پر بہت برہم ہوتی ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا ایک جادوگر تخت پہ سوار ایک تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوئے اور آواز دیتا ہوا کہ او رفیق تاجدار بڑا کام کرو اگر بادشاہ کو پہنا دو لیپا

منہ کر ہوشیار ہو جائیں رفیق نے اشارہ کیا کہ آپ آئیے ہین سنے باتون مین لگا کے
بٹھایا ہی وہ جادوگر اُترا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا اے آفات جادو کیون
بندۂ خدا پر اسقدر بدعت کرتا ہی آفات نے کہا کیون اے رفیق تو نے بادشاہ سے
میل کیا سنا یہ حال اپنا کہدیا جب تو طلسم کشا مجھے یہ کہتے ہین کہ بندۂ خدا پر کیون تو
بدعت کرتا ہی دیکھ تجھکو سزا دیتا ہون یہ کہکر کوڑا لیکر بڑھا بادشاہ نے فرمایا اے آفات خبردار
اگر کوڑا اسکے بدن سے چھو گیا تو قیامت برپا کرونگا مگر آفات نے نہ مانا بڑھکے
چاہا کوڑا ماردن کہ بادشاہ نے کلائی آفات کی پکڑ لی آفات نے ایک چیخ ماری
کہ صاحب جلدی آئیے مجھے طلسم کشا مارے ڈالتا ہی یہ جو آفات نے آواز دی آسمان پھٹ
سناٹا ہوا دیکھا ایک جادوگرنی کہ پہنے خلعت نیلی چادر اوڑھے ہوے ایک اژدہے پر
سوار آکر پہونچی اور بادشاہ پر برق تیار کرتی بادشاہ نے کلائی اسکی چھوڑ دی اور
جادوگرنی کو ایک تمانچہ مارا کہ سر اسکا اُڑ گیا آفات نے جو دیکھا کہ وجہ میری قتل ہوئی
جان کے خوف سے بھاگا رفیق تاجدار نے کہا او شہریار اگر یہ نکل جائیگا تو بڑے
فساد برپا کریگا کل شب سے یہی صلاح کر رہا تھا کہ اگر طلسم کشا آئین تو انکو دام کلام
مین گرفتار کر لینا مین نے حضور سے مفصل حال کہدیا جب سے مین یہان قید ہوا
کئی مرتبہ ایک بزرگ عالم خواب مین آئے اور فرما گئے کہ اے رفیق تو بدولت طلسم
کشا ہوگا راہ خدا مین جہاد کریگا اور سرداران نامی تیرے مرتبے پر رشک کرینگے
تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا لہذا شکر کرتا ہون کہ ملازمت نصیب ہوئی اور ظالم جادو قتل
ہوگئی مگر آفات نہ جانے پائے بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین
پھال کا تیر پیوست کیا اسم حاشیۂ لوح پڑھکر تیر مارا آفات نے چاہا بچ جاؤن مگر وہ تیر
کب خطا کرتا ہی سینے پر پڑا کر پشت کو توڑکر پار گذرا لاشہ آفات جادو کا زمین پر گرا
رفیق نے اٹھکر قدمونکو بوسہ دیا کہا حضور نے بڑے دشمن سخت کو مارا بادشاہ نے
رفیق کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے رفیق تاجدار تمہارے ملنے سے مجھے بڑی خوشی
ہوئی مگر لالہ نامے ایک نازنین کو ایک طائر گرفتار کرکے لایا ہی تمہین کچھ معلوم ہی

ہین اُسکی جستجو مین سرگردان ہون رفیق نے کہا سامنے جو قصر ہی اُسمین ایک جادوگر
نہنگ خرس طینت نامے آج دوسرا دن ہی ایک نازنین کو لیکر آیا ہی وہ فریاد کرتی
تھی کہ کیون مجھپر بدعت کرتا ہی مگر وہ خواہان وصل تھا شب کو بھی رونے کی آواز
آتی تھی عجب اشعار پردرد پڑھ رہی تھی کہ دل ہلتا تھا کسی سے سُنے نہین جاتے تھے
کرد چار اشعار اس حقیر کو بھی یاد ہین

نظم

آگئی موت شب ہجر مین ہیہات مجھے
اب کہان یار سے امید ملاقات مجھے

کبھی نالہ کبھی گریہ کبھی وحشت کبھی غش
کیا ہی او عشق کیا تو نے خوشی وفات مجھے

فرقت یار مین انسان ہون مین یا کہ سحاب
ہر برس اُسکے رُلا جاتی ہی برسات مجھے

ہے نن چشم ہو تارون سے ڈرانیکے لیے
تیری فرقت مین ہوئی دلبر برات سے مجھے

سی نعمت سے مین واقف نہین جز بادۂ تلخ
شد اید اب تو سمجھ تارک لذات مجھے

جتنے ادنی ہین سمجھتا ہون مین اعلی ناسخ
صاف خورشید نظر آتے ہین ذرات مجھے

شب کو جو مین نے یہ اشعار سُنے دل بیقرار ہو گیا کہ یہ کون دردرسیدہ ہی کہ جو اس
طرح کے اشعار پڑھ رہا ہی جب رات کو زوجۂ آفات آئی تو مین نے اُس سے
پوچھا کہ مفصل بتا یہ کسکی آواز ہی کہ صدا مین ایسا سوز و گداز ہی جس سے دل بیقرار ہوتا ہی
اُسنے بیان کیا کہ لالہ چمن آرا ایک شاہزادی آفتاب جمال ہی اُسکو نہنگ خرس طینت
گرفتار کرکے لایا ہی وہی شاہزادی بیقرار ہی اُسیکی آواز مین یہ سوز و گداز ہی کہ دل کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہین نہنگ خرس طینت بدعت کر رہا ہی مگر وہ شاہزادی
ایسی ثابت قدم ہی کہ بدعتین اُسکی گوارہ کرتی ہی مگر وصل اِسکا نہین قبول کرتی
بادشاہ یہ خبر سُنکر طرف اُس قصر کے چلے کہ ایک زنگی بام پر بیٹھا تھا تیغہ کھینچکر کود پڑا
اور آواز دی کہ اے طلسم کشا یہان آنیکا ارادہ نہ کرنا ناموس نہنگ خرس طینت
یہان موجود ہی اگر اُسپر ہاتھ ڈالا تو وہ قیامت برپا کریگا اِتنا بڑا جادوگر زبردست
ہی کہ زمین کو ہلا دیگا رفیق پکار رہا ہی کہ اے شہریار اس زنگی سے بچیے گا یہ زنگی بیابانی
بڑا شعبدہ باز ہی ایسا نہ ہو کسی فریب مین پھنسا لے تو باعث خرابی ہی مگر بادشاہ نے

پھر خیال نہ کیا مقابلے مین زنگی کے پہونچے زنگی نے ہاتھہ تلوار کا مارا بادشاہ نے
فوراً اوسکا روک کر ہاتھہ مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے دو زنگی اوسکے
بنکر تیار ہوے دونون نے شاہ پر حملہ کیا پھر شاہ نے ایک کو قتل کیا تھوڑے
ہوگئے مین اسقدر زنگی جمع ہوے کہ تمام باغ مملو ہوگیا حیران ہو رہے ہین اور
دعائین مانگ رہے ہین کہ پروردگار کیا کرون اس مشکل کو آسان کردے اپنا
رحم شریک حال پر ملال کر نظم

یارب توہی سامع الدعا ہی | یارب توہی غافر الخطا ہی
ہر جا ہی ترا ظہور قدرت | ہر شی مین ہی تیرا نور قدرت
تو واحد و رازق و امین ہی | تو وارث و باعث و معین ہی
حاکم عادل حکیم ہی تو | صادق راحم کریم ہی تو
توہی عزنوی توہی ہی قادر | توہی اول ہی توہی ہی آخر
لاعلم لنا علیم ہی تو | حادث ہم سب قدیم ہی تو
یوسف کی بچائی جان تونے | موسیٰ کو دکھائی شان تونے
ذوالکفل کی تونے کی کفالت | بخشی آدم کو تونے جنت
طوفان سے نوح کو بچایا | ادریس کو خلد مین بلایا
زیبا ہی تجھی کو کبریائی + | تو سب کا خدا تیری خدائی
تو باقی و قائم و توانا | تو فرد و الٰہ و کبیر و دانا
تو دونون جہان کا بادشاہ ہی | جو کچھ ہی یہان وہان ترا ہی

بادشاہ دعائین مانگ رہے ہین اور زنگیون کو قتل کرتے جاتے ہین تمام باغ
وصحرا زنگیون سے بھر گیا ہی کہ قیصور جنی اوڑتا ہوا آسمان پہ آیا پکارکر آواز دی
کہ ای شہریار لوح ملاحظہ فرمایئے اوستاد آپ کے پاس موجود ہی اوس سے ہدایت
نہین لیتے یہ شعبدہ اہالیان طلسم مین ایسا نہو کہ وہ ساحر آجائے یہ اوسکے
متعلقین مین اس زنگی نے وہ شعبدہ دکھایا کہ آپ عاجز ہوے بادشاہ نے

پہنکر شمشیر زنی کرتے ہوئے ایک نخل کے سائے مین پہونچے اور لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ سامنے قصر کے دیکھو پیل پایہ کی آڑ پکڑے ہوئے وہی زنگی کھڑا ہو اسکو تیر سے
مارو جبتک وہ نہ مارا جائیگا یہ بلا دہ کم نہ ہوگا بادشاہ لوح کو دیکھکر شگفتہ ہوگئے کمان
کیانی کاندھے سے اتاری طرف قصر کے دیکھا کہ وہی زنگی سحر کر رہا ہو اسکے سر سے زنگی
برستے جاتے ہین بادشاہ نے اسم حاشیۂ لوح پڑھکر تیر مارا وہ تیر پیشانی پر اس زنگی
کے پڑا کہ سر اسکا زخمی ہوا اور سر اٹھا خون کا بلند ہوگیا جس زنگی پر قطرۂ خون پڑا وہ جلکر
رہگیا منقوش سے جو تھے ہین سب زنگی جلکر خاک ہوئے لاشین بھی غائب ہوگئین زنگی
کو مارکر بادشاہ آگے بڑھے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہوا ہو اور کسی کی آواز آرہی ہو
کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم جھکو جمال بے مثال بادشاہ دکھا دے مگر بہت دشوار
ہو کہ جمال بے مثال دیکھون قلب کو تسکین دون بادشاہ یہ آواز سنکر بیقرار ہوگئے
دل سے فرماتے ہین یہ کون دردرسیدہ ہو کہ بلک بلک کر رو رہا ہو جسکی آواز سے
دل ٹکڑے ہوتا ہو متردد و پریشان قصر مین آئے دیکھا ایک قفس لٹکا ہو اس قفس مین
لالہ چمن آرا زبان مین سوزن ٹھنکر بان بیڑیان پہنے ہوئے سر ٹکرا رہی ہو ہر دم
عرض کرتی ہو کہ اے کریم و رحیم تو واجب التعظیم ہو رحم اپنا شریک کر بادشاہ نے پکارکر
آواز دی کہ اے لالہ چمن آرا کیون گھبراتی ہو پروردگار نے مجھکو پہونچایا لالہ نے جو
جمال بے مثال بادشاہ دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئی بادشاہ نے بڑھکر چاہا قفس اتارین
کہ پہلو سے آواز آئی اے جوان خبردار قریب قفس نہ جانا بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر
مہیب شکل بال چہرے پر پریشان للکارتا ہوا آتا ہو کہ خبردار آگے نہ بڑھنا مگر بادشاہ نے
کچھ خیال نہ کیا جاتے ہی قفس اتارا کہ پہلو سے اس ساحر نے تیغ کا ہاتھ مارا فوراً
بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روک کر ہاتھ مار دیا کہ اس ساحر کے دو ٹکڑے ہوگئے
اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین بعد اسکے آواز آئی کشتی میرا نام [illegible]
خرس طینت بود لالہ چمن آرا کی قید ٹوٹ کر گر گئی بادشاہ نے زبان سے سوزن
نکالی سوزن جو زبان سے نکلی لالہ نے تڑپ کر قفس توڑا نکلتے ہی قدمون پر گر گئی

تصدق ہونے لگی کہتی تھی اے بادشاہ نامدار آپ نے اس کنیز کو قید سے چھڑایا بڑی آفت
سے بچایا اب میں امیدوار ہوں کہ میرے ساتھ چلیے میں اُن مقاموں پر پہنچاؤں
اور حضور کو لے چلوں کہ جہاں حضور کے سب دشمن ہیں اگر حضور نے اُنکو مار لیا تو
رسائی آپ کی تا بہ میلاد خارہ شکن ہوگی جب وہ قتل ہوگا تب مرحلہ فتح ہوگا بادشاہ
نے لالہ چمن آرا کو ساتھ لیا اور رفیق تاجدار بھی ہمراہ ہوا اُس باغ سے باہر نکلے جاتے
تھے بموجب ہدایت اُس نازنین کے روانہ ہوں کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک
جوان نہایت حسین وجمیل پشت مرکب پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان جرار لیکن
بال سب کے بکھرے ہوئے ناخون بڑھے ہوئے لباس میلے اُس تاجدار نے جو دور سے
بادشاہ کو دیکھا گھوڑے سے اُترا سلام کرتا ہوا قریب آیا قدموں سے لپٹ گیا
عرض کرتا تھا اے شہریار حضور کے تصدق سے غلام نے رہائی پائی نعمان تاجدار
میرا نام ہے ہنگ خرس طینت نے مجھکو اور میری فوج کو ورطہ کوہ میں بند کر دیا تھا
اب وہاں تک نہ پہونچا تھا مگر قریب کوہ ایک باغ ہے اُس میں کوئی شاہزادی
رہتی ہے میں نے سنا ہے کہ نام اُسکا عدالت گستر ہے اُسنے یہ مقرر کیا ہے کہ قیدیوں کو
کھانا پہونچاتی ہے بعد کئی دن کے ملکہ عدالت گستر آئیں اور ہم سب کو کھانا کھلایا
اور فرمایا کہ گھبرانا نہیں روز تم سب کو کھانا پہونچیگا کیا کہوں ارشاد کروں اُسکی بھولی
بھولی باتیں صورت سے لیاقت پیدا ہے غلام اُسپر مائل ہے مگر چونکہ خود مقید تھا کچھ
ذکر نہ کیا چپکا تمام کر رہ گیا مگر وہ ہمیشہ اُنھیں دن آتی تھی اور کھانا مجھکو و سب کو
کھلاتی تھی آج جو حضور نے ہنگ خرس طینت کو مارا تو وہ ورطہ کوہ کھل گیا ہم
سب نے قید سے رہائی پائی اور ایک آواز آئی کہ اے نعمان تاجدار جا کر بادشاہ
جمشید کی قدمبوسی کر وہ غلام حاضر ہوا اب حضور کے ساتھ رہونگا لیکن اگر ہو سکے
تو اُس باغ میں تشریف لے چلیے بادشاہ ہمراہ نعمان تاجدار کے چلے تھوڑی دور
چلکر ایک باغ معلوم ہوا دروازے پر باغ کے چند کنیزیں ٹہل رہی تھیں نعمان کو
دیکھا جا کر ملکہ عدالت گستر سے اطلاع کی کہ نعمان تاجدار تشریف لاتے ہیں

عدالت گستر یہ کہکر کہ خدا سے آسمانی نے بڑا فضل کیا کہ وہ ظالم قتل ہوا جو بندگان خدا
کو آزار پہونچاتا تھا بہر استقبال بیرون باغ آئی نعمان کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ
کو سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کے دشمن جو تھے وہ مارے گئے حضور نے تجھکو سرفراز
کیا اندر تشریف لے چلیے نعمان تاجدار و سعد شہریار اور قیصور رجنی باغ مین گئے
باغ کو آکر دیکھا کہ بہار و نزہت مین لاجواب نہرین انتخاب پانی وہ صاف وشفاف
کہ آب گوہر پانی بھرے نخل ہر سبز و شاداب چمن ہاے طولانی لاجواب طائرون کی
زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی فوارے چھوٹ رہے ہین معلوم ہوتا ہے کہ موتی
لٹ رہے ہین یا مروارید کے خزانے لٹ رہے ہین بادشاہ نے جو باغ بہشت آئین
دیکھا بہت پسند فرمایا کہا اے عدالت گستر تمھاری رحم دلی نے اس مقام کو آباد رکھا
ورنہ یہان کے قیدی تڑپ تڑپ کر مرتے جتنے ساحر تھے ظالم بیدرد کبھی کسی پر رحم
نہ کرتے ملک نے کہا اگر حضور نے ایسے شخص کو مارا کہ یہ سرحد پاک ہوگئی بادشاہ نے
فرمایا مین یہی چاہتا ہون کہ بندگان خدا جو مصیبت مین ہین رہائی پائین قید سے چھوٹ
جائین عدالت گستر نے کہا اس حوالی مین کئی سو تاجدار مقید ہین بڑے بڑے
جادوگر انپر نگہبان ہین وہ تاجدار بدعت ساحران سے حیران ہین حضور فکر کرکے
انکو رہا فرمائین بادشاہ نے فرمایا مین خاص اسی واسطے آیا ہون یہ فرماکر لوح کو
ملاحظہ فرمایا مضمون دیکھا تو معلوم ہوا کہ زندان خانۂ طلسمی اسی سرحد مین ہے بادشاہ
باغ سے نکلے باہر آئے دور سے دیکھا ایک قصر سیاہ ہے آگے اس قصر کے کئی سو زنگی
تیغ بکف بیٹھے ہین بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھے اور للکار کر آواز دی کہ
اے طلسم کشا ادھر نہ آنا یہ مکان بلاخیز ہے گنہگار یہان قید ہین بادشاہ نے انکا کہنا نہ سنا
اور آگے بڑھے وہ سب زنگی تلوار کھینچکر بڑھے بادشاہ بھی تلوار کھینچکر زنگیون پر جا پہنچے
زنگیون سے تلوار چلنے لگی جس زنگی کو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے
مین کئی سو زنگی قتل کیے آخر سب بھاگنے لگے ایک زنگی بلند و بالا ہٹو ہٹو کہکر بڑھا
قریب بادشاہ کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکر کلائی اسکی

تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ مغفر کے بل جھکا بادشاہ نے ایک گھونسہ مارا کہ سر اُسکا
پھٹ گیا سر پھٹتے ہی ایک طائر سرخ رنگ زنگی کے دماغ سے نکلا اور صدائیں دیتا
ہوا چلا کہ اے نگہبانان طلسم آگاہ ہو کہ زندان خانہ فتح ہوتا ہے تم سب کو اطلاع کرنے کو
مین قفس دماغ سے نکلا جب طائر نے یہ آواز دی فضا سے کار طاؤس جادو جو یہاں کا
حاکم ہے اپنے قصر مین بیٹھا تھا گرد اسکے مصاحب و رفقا بیٹھے تھے اُسنے جو طائر کی آواز
سُنی کہا یارو غضب ہوا معلوم ہوتا ہے زنگی بلند و بالا نگہبان زندان خانہ بخدمت
سامری گیا طلسم کشا نے اُسے مار لیا ورنہ یہ طائر کیونکر نکلتا دیکھو صاحبو نگہبانی اسکا
نام ہے کہ زنگی کے مرنے کے بعد طائر آوازین دیتے رہا ہے قیصور حبشی اسکے ہمراہ ہے
سب نیک و بد ہوتا ہے اب وہ قید خانے مین ہونگے مگر یارو طائر سے پوچھو کہ کون
کون ہمراہ ہے مصاحبون نے نکلکر آواز دی کہ اے طائر راز دان طلسم کشا کے ہمراہ کون
کون ہے طائر نے آواز دی وہ شاہزادیان پری عدالت گستر و لالہ چین آرا و نعمان
تاجدار و قیصور حبشی اور کچھ کنیزین ہمراہ ہین ان سب نے آکر بادہ کیا ہے جا بستے ہین
قیدیون اور ساحرون مین سے جو دماغ سے زنگی بلند بالا کے دیکھا جیتے ہین ہو گیا آخر
نکلکر بلند ہو گیا اب آپ لوگ جو مناسب جانین وہ انتقام کرین طاؤس یہ کہکر
اُٹھا کر سب کو جا کر مٹاتا ہون اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاتا ہون رفقا نے کہا
ہم بھی چلین طاؤس نے کہا بہت بہتر آؤ یہ کہکر چلا ایک ابر سیاہ جو قصر کے
اوپر سایہ فگن تھا وہ ابر بہ طاؤس کے آیا ابر سے شعلے نکلتے ہوئے زمین پر
نخل جلتے ہوئے جس طرف سے نکلتا ہے وہان آگ لگ جاتی ہے تمام صحرا کو آتش بہار
کرتا ہوا اُس وقت پہونچا کہ بادشاہ اندر قید خانے کے ہین اور دیکھ رہے ہین
کہ کوئی تاجدار نوجوان سلاسل و طوق پہنے ہوئے ہین کہ جمال بادشاہ دیکھکر
سب خوش ہین کہ ہمارے چھڑانے والے آگئے اب ہماری رہائی ہوگی طلسم فتح ہوگا
دفعتاً یکبارگی باہر سے آواز آئی کہ اے شہریار غلامون کو بچائیے طاؤس نے آتے ہی آگ
برسادی بادشاہ نے آکر دیکھا کہ لالہ چین آرا و عدالت گستر وغیرہ کے شعلون کو

روک رہی ہین مگر نعمان تاجدار و قیصور جنی شعلون مین گھرے ہوے دعائین مانگ رہے ہین
کہ ای پروردگار رحم اپنا شریک کر **نظم**

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت	نمی پوشند ز چشم اہل دیدآن مہربان صورت
درین جا رہ سگے صورت ندیدہ دیدہ عالم	چنین حسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت
نقاب غیبت در دنیاست ثانی اہل صورت را	کہ این صورت نہ پوشند آخر از چشم جہان صورت
گر از چشم تعلق صورت اول شود غائب	دگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت

بادشاہ نے جو دیکھا کہ سب پر آگ برس رہی ہی دونون شاہزادیان اپنے کو بچا رہی
ہین شعلۂ آتش کو پاس نہین آنے دیتین ہین خوب جان توڑ توڑ کے سحر کو زور دے رہی
ہین کبھی لالہ چمن آرا سحر کرتی ہی کہ شعلے منتشر ہو کر ہٹتے ہین اور آن سب کو گھیرے ہوے
ہین شعلون کا بھی قصد ہی کہ ان سب کو جلا دین مگر پروردگار حامی و مددگار رہی یہی
بچا رہا ہی کوئی نخلستان کی آڑ مین چھپا ہی کوئی غار مین پوشیدہ ہی بادشاہ دیکھکر بیقرار ہوگئے
بڑھکر لوح طلسمی کو چمکایا عکس جو لوح طلسمی کا پڑا اسی دم شعلے پانی ہوگئے طاؤس جادو
یہ فعل دیکھکر گھبرایا دل مین کہتا ہی کہ طلسم کشا بڑا ساحر ہی کہ میرے سحر کو باطل کیا جلدی
مین دوسرا سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین مگر بادشاہ نے پھر لوح کو گردش دی ہاتھ
بلند کر کے چمکایا کہ عکس سے لوح کے تلوارین ٹوٹین اور جو کسی پر پڑ گئی تو کام نہ کیا
طاؤس سر پیٹ رہا ہی کہتا ہی کہ یا سامری جمشید یہ سحر تو آپ کے بنائے ہوے ہین آپ کے
سحرون مین بھی فرق آیا کہ پہلو سے ایک سردار نے آکر عرض کی اے طاؤس جادو
یہ طلسم کشا ہین جو لوح کو چمکا رہے ہین کوئی سحر تاثیر نہ کریگا کیسا ہی سحر کرو گے اسکے
عکس سے مٹ جائیگا کوئی سحر روشنی نہ دکھائیگا یہ سنکر طاؤس بہت گھبرایا اب سوچتا
ہی کیا کرون جس ساحر نے آکر خبر دی تھی اس سے کہا کہ ٹہلتا ہوا جا طلسم کشا پر وار
کرو ساحر نہ آتا تھا مگر طاؤس نے سمجھا کر بھیجا وہ جادوگر ترک کر گیا چاہا کہ بادشاہ کو
اٹھا لیجائے اس نے ورین گرا کہ بادشاہ کی آنکھین جھپک گئین جیسے ہی اسنے
کمر مین پنجہ دیا لوح کا عکس جو پڑا نابینا ہوگیا چاہتا ہی کہ بھاگون مگر یہ نہین سوجھتا

کہ کدھر جاؤن آخر بادشاہ نے لوح اسکے جسم سے مس کی یہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام ہن بہرام جادو بود طاؤس نے دیکھا کہ بہرام جادو مارا گیا کڑک کے نعمان تاجدار پر گرا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا اعدالت گستر نے پکارکر آواز دی اے شہریار غلام کو اپنے بچا لیجیے طاؤس لیے جاتا ہے بادشاہ نے جو دیکھا کہ حقیقت مین طاؤس کمر مین پنجہ دیئے ہوئے نعمان کو لیے جاتا ہے لوح کو چمکایا طاؤس زمین پر گرا بادشاہ نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا طاؤس کے دو ٹکڑے ہوئے مگر باز سحر بند زوجہ اسکی اسپنے قصر مین بیٹھی تھی گلے مین موتیون کا مالا پڑا تھا اُس مین ایک گوہر کلان تھا وہ ٹوٹا باز نے منھ پیٹ لیا کنیزون نے پوچھا کیون واری خیر تو ہے باز سحر بند نے کہا ارے غضب ہوا میرا شوہر مارا گیا مگر کیونکر دریافت کرون کہ کسنے مارا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اُسنے آکر آواز دی کہ اے باز سحر بند شوہر تمھارے طلسم کشا کے ہاتھ سے برابر زندان خانے کے قتل ہوئے لاشہ ابھی تک پڑا ہے کوئی لاش اُٹھانے والا نہین باز نے پوچھا کہ شوہر نے میرے کچھ سحر نہین کیا طائر نے جواب دیا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے کوئی سحر تاثیر نہین کرتا بڑی بڑی کوشش کی مگر کوئی کوشش کام نہ آئی لوح نے سب سحر مٹا کے آخر قتل ہوئے باز سحر بند اُٹھی کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو برباد کرونگی یہ کہکے چلی یہان لشکر سعد شہریار مین میثاق کوہ گردان و مہار اعجاز بیان و مہ رو جبین و نسرین رنگین پوش یہ چارون ساحران کامل نگہبانی لشکر کی کر رہے ہین اور چہار طرف پھرتے ہین میثاق کوہ گردان ایک مقام پر کھڑا تھا کہ اُسنے دیکھا ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا لشکر پر آکر چھایا میثاق نے زور علم افسون سے جانا کہ یہ کسی کا سحر ہے ایک گولا مارا گولا جو سحر کا پڑا ابر لختہ لختہ ہو گیا اندر سے ابر کے ایک ساحر سیاہ فام پیدا ہوئی کالی کالی صورت گویا کالی کی مورت عارض ہین کہ اُلٹا توا سیہ بختی آیت تھیہ ہے کہ دھنٹ پردۂ ظلمات یا شب فراق طالب و مطلوب بلکہ سیاہی کفر و عصیان جس سے محجوب ہاتھ مین کچھ اشیا سے تھے میثاق جادو نے دوسرا

گرز مارا کہ تخت اُس ساحرہ کا زمین پر آیا بہار اعجاز بیان نے دیکھا کہ وہ ساحرہ زمین پر آئی ہار جو پھولون کے گلے مین پڑے تھے ایک گجرا کھینچ مارا ہوا سے سر و چلی اور پھول برسنے لگے باز سحر بند نے جو دیکھا کہ طائرون کی پکار ہے اور بہت سے قریب پھولون کا انبار ہے کچھ پھول اُٹھا لیے اُنکو سونگھا جیسے ہی بو دماغ مین پہونچی چہرہ سُرخ ہو گیا آنکھین لال ہوئین بیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

تو ہی وہ گل ہے کہ تجھپر ہو فدا جانِ بہار ۔ اس چمن مین ورنہ ہر گل پر ہے احسانِ بہار
اُڑ رہے پھرتے ہین بھلا کیا رتبہ اوراقِ گل ۔ مصحفِ رخسار اُس گل کا ہے ایمانِ بہار
تو نہین جاتا چمن مین گل نے پھاڑا پیرہن ۔ بنگئی موجِ ہوا موے پریشانِ بہار
جوشِ گل اُس رشکِ گلشن کی جدائی مین نہین ۔ بلبلو آلودۂ خون ہے یہ دامانِ بہار
کیون خزان حسن مین دیکھون نہ خطِ سبز یار ۔ اسقدر دلکش کہان گلشن مین ریحانِ بہار
دیکھیے اُس گلگون قبا کو حسن وحشت زا اگر ۔ پُرزے پُرزے ہو برنگِ گل گریبانِ بہار
نظمِ ناسخ ہے جو مضمون ہاے رنگین سے چمن ۔ ہو گئے برگِ خزان اوراقِ دیوانِ بہار

ایسے اشعار رنگین پڑھکے باغ باغ ہو گئی اور مسکراتی ہوئی بڑھی بہار اعجاز بیان نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اپنے گلے کا ہار اُتار کے اسکے گلے مین پہنا دے اسی مین ہار جیت ہے وہ کنیز بڑھی اور گلے سے اپنے ہار اُتارا کہا اے ملکہ یہ ہار ملکہ بہار کا دیا ہوا ہے اسکو تم پہنو بڑا شرف حاصل ہوگا یہ سُنکر باز سحر بند ہنسنے لگی کہا یہ میرے لیے باعث فخر کا ہے ملکہ بہار اعجاز بیان کا دیا ہوا ہار اور نہ پہنون میری ہر طرح پر یا رہے اُنکے حکم کی بہار ہے کس چمن مین جاکر چھپون کیا اُنکی تعریف کرون اُنکی عنایت نے سرسبز و شاداب کیا چہرہ میرا رشکِ گلہاے گلاب کیا یہ کہکر ہار پہنا جیسے ہی ہار پہنا ناچنے لگی چاہتی تھی کہ جسطرح گائنین ناچتی ہین اُسطرح مین بھی ناچون مگر یہ تو مست و سرشار تھا لیکن ہاتھ ہلانے لگی آنکھین جھپکانے لگی بہار اعجاز بیان جو مسکرائین صحرا مین بجلی چمک گئی کہ درج دہان کھلا برق دندان چمکی تمام صحرا منور ہو گیا مگر سردار حسینان نے جو دیکھا کہ برق دندان بہار اعجاز بیان چمکی قہقہہ مار کر ہنسین اُنکے ہنسنے سے سب پھول

شگفتہ ہو گئے ادھر باز بحر بند اس ہوشی کو دیکھکر روتی ہوئی بڑھی قریب آکر عرض کی کہ اے
شاہزادی والا قدر عارض تمھارے خجالت دہ بدر ہین جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ
سردار حسینان نے سر اُسکا سینے سے لگا لیا کہا اے باز بحر بند تمکو تکلیف تو ہوگی مگر
جو ہو سکے تو قصر ہفت رنگ مین جا کر جمشید ثانی کا سر لاؤ باز بحر بند بہت خوب
کہکر پیچھے ہٹی اور اڑتی ہوئی چلی یہان بادشاہ جمجاہ نے طاؤس کو قتل کر کے تین سو
تاجدار قریب دو ہزار ملازم وغیرہ کے جو قید تھے ان کو سب کو رہا کیا وہ سب تاجدار
مسلمان ہو کر ساتھ ہوئے اسی قید خانے مین ایک کوٹھا تھا وہ جو کھولا ایک بارگاہ
زر بفتی نکلی بادشاہ نے اسی صحرا مین استادہ کرائی تاجدار ان کے ملازم سب مصروف
خدمتگزاری ہین شاہ کو دعائین دے رہے ہین کہ اس شہریار کے تصدق مین ہمنے
رہائی پائی ورنہ امید نہ تھی کہ اس زندان پرمحن سے ہم غریب الوطن رہا ہونگے مگر قربان بزرگان
دین کے کہ اُس عالم پناہ مین آکر مژدۂ رہائی دیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر جی چاہے تو
اپنے وطن جانا خواہ سعد شہریار کے ساتھ رہنا یہ تمکو اختیار ہے مگر سب دل چاہتا ہے کہ ایسے
بہادر کا ساتھ چھوڑین اور ہمراہ حضور رہین انشاء اللہ جنگ آخر جو جمشید سے پڑے گی
تو ہم لوگ بھی شریک جہاد ہونگے ساحرون کو بھگا دینگے جمشید ثانی کو بھاگتے راستہ
نہ ملیگا بے حیا ایسا بلبلا یا کہ دعوی خدائی کرنے لگا سب غرور نکلجائیگا آخر بھاگ کر
کہان جائیگا یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہو گیا
کہا اسے دریافت تو کرو کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ ملازم ہمارے فریاد کر رہے ہین جمشید
یہ کہہ رہا تھا کہ یہ پکارتے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی یا خداوند باز بحر بند طاؤس کی
زوجہ آئی ہے چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئی لشکر پہ تحیر کر رہی ہے کئی ہزار جادوگر مار چکی اور
آپ کے نام پر تو گالیان دیتی ہے یہی قول ہے کہ وہ دشمن خدا کہان ہے آوے کہ مین
اُسکا سر کاٹون جادوگرون نے سمجھا کر کہا اے ملکۂ عالم خداوند کو ایسی باتین نہ کہو
باز نے کہا چھوڑو دغا باز شعبدہ باز خداوند بنکر بیٹھا ہے اب حال کھلیگا کہ طلسم کشا آئے
ہین جب میرے شوہر کو مار لیا تو اسکی کیا حقیقت ہے میرے مقابلے مین آوے اپنی

ساحری دکھا دین کس گھمنڈ پر دعویِ خدائی کیا ہو سکتا وہ دغا باز کو اسدن کا خیال نہ تھا کہ طلسم کشا
آکر یار بیگانہ خبر جو جمشید نے سُنی زانو پر ہاتھہ مار کر کہا ہاے بہار اعجاز بیان کے شعبدون
نے مجھکو بہت پریشان کیا الٰہی شاہزادیان نکل گئین جو حملہ نہ کیا کہ جلسہ آراستہ کرون انکو
پہلو مین بٹھاؤن لطف زندگی اٹھاؤن مگر جو تقدیر کی وہ پلٹ گئی شاہزادیون نے
جو جمشید کو پریشان پایا سب شاہزادیون کی افسر حُسن و جمال مین سب سے بہتر ملکہ
گل اندام جو الزن تڑپ کر شاہزادیون کے زمرے سے الگ نکلی کہا یا خداوندا اس
سحر کا جواب دون جا کر بی بازسحر بند کو پلٹاؤن بی بہار اعجاز بیان کا سر لا دیجے یقین
ہو کہ کسی کا کچھہ زور نہ چلے جمشید نے کہا اے معشوقۂ قدرت اب سوا اسکے تمھارے کون
معین و مددگار ہی یہ سنکر وہ شاہزادی ہنستی ہوئی چلی آکر دیکھا کہ بازسحر بند جمشید کے
لشکر پر سحر کر رہی ہی پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم ہم مدت سے تمھاری ملاقات کے لیے
تھے قریب آؤ دوپٹہ بدلیں بہناپا کرین اور کبھی چند باتین کہنا ہین آج کوئی بات باقی
نہ رہے کہ ہمارے تمھارے رازونیاز نہ ہو سحر بند نے دیکھا ایک شاہزادی آفتاب
جمال خورشید مثال ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال بوٹا سا قد خورشید رخ قامت
مثل قیامت شیرین گفتار کبک رفتار رموز کمر عدم کی خبر سناتا ہو علی قدر حال دہن
بھی ایسے ہی راز دکھاتا ہو غنچۂ گل سوسن کہتے کیونکر خاموش رہیے درج دہن موتیون کا
خزانہ ہو سراپا دیکھکر بازسحر بند دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوئی اور پکار کر کہا اے شہنشاہ
حُسن و جمال و اے ماہ آسمان کمال کیا ارشاد ہوتا ہی گل اندام نے جواب دیا کہ تم کس
خیال سے آئین تھین کچھہ سوچکر باز نے جواب دیا اے ملکۂ عالم بہار اعجاز بیان کی مین
کنیز ہون انکے کہنے سے مین انکار نہین کر سکتی انھون نے حکم دیا تھا کہ جمشید کا سر لاؤ
مین آئی اور محروم رہی مجھکو حجاب ہی کہ کیا جواب دونگی گل اندام نے ایک سر کسی ساحر
کا اٹھایا اسکے منھہ پر ہاتھہ پھیر دیا وہ سر مثل سر جمشید ہو گیا کہا لو یہ سر جمشید کا حاضر ہی
مگر اب سر بہار اعجاز بیان لاؤ تم ہماری بہن ہو آج سے ہمارے تمھارے بہناپا ہو
ساحری و جمشید کے بھی تمھاری آبرو ہوگی جب قصد کرینگی اور جہان پر بلا لینگی

تو دہ آؤنگی بہار اعجاز بیان سے دبنا نہیں باز سحر بند نے کہا جب ہین نے جمشید کا سر
لے لیا تو بہار کی کیا حقیقت ہو ایک سحر مین دیوانہ کرکے آنکو لاتی ہون آپ خاطر جمع کیجیے
پہر بھی میری مجال ہو کہ اُنکا حکم بجا لاؤن اور آپ کے حکم کو بجا لاؤن یہ مجھسے نہ ہوسکیگا یہکہکر
چلی طرف لشکر سعد شہریار کے چلی یہان وہ وقت ہو کہ بیتاق کوہ گردان تلاش مین
بادشاہ کی نکلا ہوا ہے جابجا ڈھونڈھتا پھرتا ہو بہار اعجاز بیان شام کا وقت ہو ٹہلا یہ پھر
رہی ہین ایک گوشے پر آکر ٹھہری ہین کہ دیکھا باز سحر بند کہتی ہوئی چلی آتی ہو کہ ای بہار
تیرے شباب پر مجھکو بڑا افسوس آتا ہو کہ تیرا ابھی تک عمر بہر ہوا رشتہ حیات قطع ہوا آج
نہ غارہ ہو جیکی تختے گل اندام کو کیا ستایا بہار اعجاز بیان نے نسرین رنگین پوش کو
جو اپنے قریب کھڑی ہوئی دیکھا اشارہ کیا کہ یہ ابھی اس سحر کو تختے پہچانا تاکہ گل اندام نے
یہ شعبدہ کیا ہو فورا بڑھکر سحر کو اپنی جانب متوجہ کرو پھر ہین انکی تنبیہ کرتی ہون نسرین نے
بڑھکر آگ برسائی باز سحر بند نے فرو کرنا [illegible] غصے مین بہار اعجاز بیان نے اپنے
ہاتھون سے گجرا پھولون کا [illegible] باز سحر بند پر پھینک مارا وہ گجرا اڑتا باز کی
طرف نسرین کے متوجہ تھی ہوا سے [illegible] چلی اور طائرون سے آواز دی کہ آسمان سے
پھول برستے باز سحر بند نے کچھ پھول اٹھا کر سونگھے چند طائرون نے گرد سر چرخ مارا
باز سحر بند دیوانہ وار وحشی مثال پکار اٹھی کہ ای ملکہ عالم مین تابعدار ہون جو ارشاد
ہو وہ بجا لاؤن بہار نے مسکرا کر کہا ای باز سحر بند ہر چند کہ دشوار ہو مگر جاؤ جس طرح
بنے گل اندام جو الزمان کا [illegible] لاؤ مگر کہنا نہیں جس خیمے مین ہو بلا تکلف گھس جانا
جو کچھ پوچھے اُس سے کہدینا کہ بہار اعجاز بیان نے بھیجا ہو یہی اُنکا مدعا ہو کہ یا تو
سر [illegible] پاکی خدمت مین حاضر ہو تو خیر ہو ورنہ بہت پریشان ہوگی ایسا نہ ہو کہ ہمارا
سمجھانا بیکار جائے باز نے کہا ای ملکہ عالم جو آپ نے ارشاد فرمایا آنکھون اور سر سے
بجا لاؤنگی یہ کہکر سامنے کھڑی ہوئی بہار نے ایک انگوٹھی انگلی سے اُتار کر باز کو
پہنا دی انگوٹھی پہنتے باز سحر بند اور زیادہ مبہوت ہوئی اس بیدلی کی حالت مین
ناچنے لگی اور یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

ابہام جادو جو مسند پر بیٹھی ہوا اسنے سر اٹھا کر باز سحر بند کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ
بوا آؤ یہ بھی تمہارا گھر ہی باز سحر بند اتر آئی ابہام نے جو باز سحر بند کو بصورت دیکھا کہ
چہرہ سرخ ہو رہا ہی آنکھین ابلی ہوئی اور کلمات نادرست زبان سے نکل رہے ہین
سمجھ گئی کہ یہ کسی کے سحر مین ہی پوچھا بوا کہان سے آتی ہو باز نے جواب دیا کہ برائے
تماشا ہی لشکر اسلام گئی تھی مگر ہمارا اعجاز بیان نے ایسی محبت کی کہ مین سب کا خلق
بھول گئی پھول مجھ پر برسائے خود قریب آئین اور فرمایا کہ صحبت خداوندی مین گل اندام
ایک لونڈی ہی اسکا سر لاؤ اور مجھے پہنا پا گیا ہین اُنکا حکم پورا کرنے جاتی ہون
ہرچند کہ مجھ بیدلی ہون ہی مگر حکم اُسکا ناطق ہی کیونکر حکم اُسکا نہ بجا لاؤن ابہام جادو
کو سنتا آگیا مجھ مین کہتی ہی کہ باز سحر بند عجب آفت مین ہی گل اندام اسکو قتل کر ڈالیگی
مفت مین اسکی جان جائیگی اسکو بچانا مناسب ہی ساقی بچے کو اشارہ کیا کہ جام شراب
لاؤ جب جام شراب ہو آیا اُسپر کچھ اسم سحر پڑھا جھولی سے خاک نکالکر جام مین ڈالی وہ
جام سامنے باز سحر بند کے پیش کیا کہا بوا ایک جام تو پیو پھر گانا سنتا باز سحر بند وہ
جام پی گئی جام پیتے ہی چھینک آئی چند قطرات آب آنکھون سے گرے ایک غنودگی
سی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین ہو گئی آنکھ کھولکر دیکھا تو نیچہ ہاتھ مین تھا
یاد نیچہ نیام مین کر لیا ابہام نے پوچھا بوا کیسا مزاج ہی باز نے جواب دیا بوا کچھ
عجب طرح کی کیفیت ہو یا تو دل چاہتا تھا کہ جسطرح بن پڑے جا کر گل اندام کو ذلیل
اور اب دل مین یہ خیال ہی کہ گل اندام مصاحب خداوند ہی شریک صحبت رہتی ہی
ایسے کو ذلیل کرنا سراسر حماقت ہی اور وہ سحر مین طاق ہی علم مین شہرہ آفاق ہی ایسا
نہین ہو سکتا کہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہو جائے مفت مجھ پر عتاب آئیگی ابہام نے
ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر کچھ اشعار عاشقانہ گانے لگی کہ جس سے بہت
باز سحر بند خوش ہوئی دل لگا کر سن رہی ہو اُس کنیز نے بھی متوجہ ہو کر غزل ناسخ کی
استاد زمانہ مین عجیب طرح پر گانا شروع کی ہی کہ ہر سننے والے کا دل لوٹا جاتا ہی
جی چاہتا ہی سنتے ہی جایئے

نظم

آتش افشان گھر مین اُس محبوب کے رخسار ہین
روزن مہر بجاے روزنِ دیوار ہین

فصل گل مین ہو جنون زندان کو میرے انتظار
حلقۂ زنجیر بجائے دیدۂ بیدار ہین

زاہدا عقبیٰ مین ہوگا اُنکو دیدار خدا
جو کہ دنیا مین بتون کے طالب دیدار ہین

کیا صفائی ہو کہ میرے آنسوؤنکے عکس سے
اے پری تیرے گلے مین موتیونکے ہار ہین

مجھکو ننگا دیکھکر احسان قاتل نے کیا
گر نہین کپڑے بدن پر زخم دامن دار ہین

ضد سے اپنی روزنِ دیوار کر دیتا ہو بند
اُسلئے عشق جو ہمارے دیدۂ بیدار ہین

ان اشعار کو سنکر بازِ سحر بند نے کہا ابوالابہام تمنے اسوقت دل شگفتہ کر دیا مین اب پاس گل اندام کے جاتی ہون اُسکو آگاہ کرونگی کہ ابہام نے تمکو بچایا ورنہ میرے تمہارے فساد ہوتا وہ بہار سے جاکر بدلہ لیگی میرے تو نام کے سب مسلمان دشمن ہین میثاق نے باتون مین لگا کر رنگ بہار دکھایا دام آفت مین پھنسایا اب دیکھیے کیا ہو یہ باتین کر کے معبت ابہام سے اُٹھی ابہام نے کہا ابوالجو تم لشکرکشی کر کے جانا تو مجھکو بھی ساتھ لے لینا بازِ سحر بند نے وعدہ کیا کہ مین گل اندام کو لیکر آتی ہون یہ کہکر اُڑتی ہوئی چلی یہان گل اندام صبح کا وقت ہو دربار جمشید مین بیٹھی ہو اور سب شاہزادیان گا رہی ہین جمشید کے سامنے بتا رہی ہین گل اندام کہ رہی ہو کہ مین نے بازِ سحر بند کو بھیجا تھا کیون خداوند کچھ معلوم نہین ہوا کہ اُسپر کیا گذری کہ باز آکے پہونچی مگر اپنے ہوش مین نتھی گل اندام جیوالہ زن نے پوچھا کہ کیون بوا کیا گذری یہ سنکر باز نے سب احوال بیان کیا اور کہا ابوالابہام جادو کہ مالک کوہ موہوم ہو اُسنے اسوقت بچالیا ورنہ بہار نے وہ سحر کیا تھا کہ مین تمہارے قتل کو آتی تھی اُسنے شراب پلا کر سحر اُتارا تب مین ہوش مین آئی رات بھر وہان جلسے مین رہی جسوقت ستارہ سحری چمکا تب اُسنے رخصت ہوئی یہ سنکر گل اندام بہت جھلائی کہا یہی بہار کو بڑا گھمنڈ ہو گیا ہو مسلمانون کا ساتھ دیکر بہت جوش مین ہین یا خداوند مجھکو حکم دیجیے کہ جاکر بی بہار کا غرور نکالون جمشید نے منع بھی کیا کہ اے گل اندام تمہارا جانا بہتر نہین ہو ایسا نہو کچھ آفت پڑے گل اندام نے کہا یا خداوند مین کیا کسی سے

پا یہ کسی کار کٹھن ہوں آپ خاطر جمع رکھیے وہ سحر کروں کہ بی بہار کا قالب اُلٹ دوں جو حکم
کروں وہی بجا لائیں کیا مجال ہو کہ حکم کے خلاف کریں جمشید نے حکم دیا گل اندام تیاری
کرنے لگی بارہ ہزار کنیزیں و فوج ساحران کو حکم ہوا کہ گل اندام کے ساتھ جاؤ جو کچھ
ملکہ گل اندام حکم کرے وہی کرنا لشکر تیار ہوا روانگی کا انتظار ہوا

دو کلمہ داستان حیرت بیان روانہ ہونا گل اندام کا برائے مقابلہ ملکہ بہار اعجاز بیان اور ملکہ بہار کو صحرا میں پانا کہ برائے شکار آئیں تھیں و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ

بیا ای ساقی صیقل گر دل　　برنگ حباب گذر کن در بر دل
توئی ساقی توئی خضر رہ من　　گدائیت ہستم ای شاہنشہ من
بجام بیخودی سرشار گردان　　ز تقوی عاجزم میخوار گردان
برای میکشی چو آرزو دیدم　　معطر کن ز جام مشک بویم
بیا بنگر بحال دل کہ چون است　　بشوق جام و لبہ پر خون است
ز مدت ہاست شغل شب بروز　　چراغ آرزویم را برافروز
بیا ای ناخدای کشتی من　　فزون شد از فلک سرگشتی من
بعشق ساغرم پر غم فغانم　　بفریاد رس ای پیر مغانم
کرم کن ساغری صد مرا دہ　　شراب ابتدا و انتہا دہ

چہرہ ساحران شعبدہ باز و عجائب نگاران حیلہ ساز اس داستان شوکت بیان کو
زیب گوش سامعان زہوش کرتے ہیں شعر شناسان دریائے آتش فشان چنین
می نگارند این داستان کہ جمشید ثانی نے گل اندام کو بہت بہت سمجھایا لیکن
گل اندام نے نہ مانا فوج کثیر لیکر چلی بازیگر بند نے کہا میں بھی چلونگی باز بند بھی
ہمراہ ہوئی بارہ ہزار کنیزیں و چوبیس ہزار ساحر ساتھ جمشید نے بھی وعدہ کیا ہو کہ

ہین بھی وقت پر پہونچونگا گل اندام اس جاہ وحشم سے روانہ ہوئی لیکن ایک مقام پر آکر ڈیرا ہا ملا باز سحر بند نے کہا پیش روی لشکر کو بلاؤ مقدمۃ الجیش حاضر ہوا باز نے حکم دیا کہ طرف کوہ موہوم کے چلو اور ابہام جادو کو نامہ لکھا کہ ہمشیرہ ہم مع فوج آتے ہین مسلمانون پر لشکر کشی ہو تم بھی مع فوج تیار رہنا ہمارے ساتھ چلکے تماشہ دیکھنا عجیب طرح کا مقابلہ ہوگا کہ بی گل اندام وبہار سے سحر ہونگے یہ نامہ جو ابہام جادو کو پہونچا چالیس ہزار کا لشکر تیار کرکے پہاڑ سے اُتری سامان دعوت گل اندام کیا بارگاہین خیمے استادہ کرائے کہ صحرا سے گرد اُٹھی لشکر گل اندام بشوکت تمام پیدا ہوا ابہام نے بڑھکر استقبال کیا بشوکت تمام لیکر آئی بارگاہ مین لاکر اُتارا مسند بچھوائین تینون شاہزادیان آکر بیٹھین ابہام نے اشارہ کیا گائن خوش آواز بصد سوز وگداز بیٹھکر یہ اشعار بیان قمر مصنف کے گانے لگی نظم مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دلمین رہتے ہین　　گلِ لالہ مین مسکن ہی نہ کامل مین رہتے ہین
خیال مہ جبینان عاشقون کے دلمین رہتے ہین　　پہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین　　نہ اس عالم مین مسکن تھا نہ اِن منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پہ آکر بیٹھنے کے وہ کہتے ہین بغیر رستے　　قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی جام مئے ارغوانی گردش مین صدائے ہوشربا نوش ونوشا نوش بلند ہی اتفاقاً تاجدار کہ اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسکے کان مین گانے کی آواز پہونچی سر جھکا کر دیکھا کہ محفل عیش وعشرت آراستہ ہی ابہام جادو بھی بیٹھی ہین بیچ مین ایک شاہزادی آفتاب جمال بیٹھی ہی ایک طرف باز سحر بند جام ارغوانی چل رہا ہی عجب رنگ صحبت ہی تاجدار جادو کہ مدت سے ابہام جادو پر عاشق ہی سوچا کہ چلکے ابہام سے ملاقات کرون اور جسطرح بن پڑے اپنے ساتھ لیجاؤن آج تو پہاڑ سے اُتری ہین اب تو انکار نہ کرینگی اگر انکار کرینگی تو مین سحر سے لیجاؤنگا یہ سوچکر تخت سے اُترا محفل مین گل اندام کی آیا تاج کج کرتا ہوا گل اندام کو سلام نہ کیا طرف ابہام کے چلا گل اندام کو بہت ناگوار ہوا کہ یہ جب خدمت خداوند مین آتا تھا تو ہماری ہی

وجہ سے کرسی ملتی تھی آج سلام نہین کیا کیا اسکو غرور ہو مگر تاجدار نے ابہام سے
کلام کیا کہ اے ملکۂ عالم مین نے باغ آراستہ کرایا ہو کہ جسکا نام باغ گل بہار ہو آج پھولونکا
عالم بجا انبار ہو طائران نغمہ سرا کی چہکار ہو تشریف لے چلیے آج اُس باغ مین چلکر
جلوہ فرما ہوجیے ذرا التفات تو فرمایئے کتنا عرصہ ہوا کہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا
تھا اور پھر وعدے کو پورا نہ کیا آج آپ کو چلنا ہوگا ابہام نے کہا اے تاجدار دیکھ
رہے ہو کہ ہمارے یہان آج ملکۂ عالم کی دعوت ہو کیا فخر اپنا بیان کرون کہ مجھکو سرفراز
فرمایا ہو تاجدار نے کہا اے ملکۂ عالم آج ضرور تکلیف کرنا ہوگی ابہام نے کہا مین تو
نہین جاؤنگی پھر کبھی وعدہ پورا ہوجائیگا اب تو مین گل نڈام کے ساتھ جاتی ہون
اگر وہان سے زندہ پلٹی تو تمسے ضرور ملاقات کرونگی تاجدار نے کہا مین تو آج وعدہ
کرکے آیا ہون کہ ملکہ کو لاؤنگا وہان کے لوگ انتظار کر رہے ہونگے تھوڑی دیر کے
واسطے چلیے پھر مین پہونچا جاؤنگا ابہام نے کہا اے تاجدار اصرار نہ کرو اول تو تم
زنانی صحبت مین چلے آئے ہماری ملکۂ عالم کو ناگوار ہوا ہوگا وہ بہت نازک مزاج
ہین معشوقون کے سر کا تاج ہین بہتر یہ ہو کہ باہر نکل جاؤ ایسا نہو کہ ملکۂ عالم کچھ فرمائین
تو تمھارے خلاف ہوگا تاجدار نے ہاتھ بڑھایا کہ ابہام کو اُٹھالون گل نڈام
نے کہا اے تاجدار بڑے بے ادب ہو تمکو کچھ ہمارا خیال نہین بس باہر نکل جاؤ
ہمکو بہت ناگوار گذرا کہ شاہزادیان بیٹھی ہین اور تم چلے آئے بس باہر جاکر بیٹھو
تاجدار نے کہا اے ملکۂ عالم آپ خاموش رہیے ایسا نہو کہ مجھسے بے ادبی سرزد ہو
یہ جو تاجدار نے کہا گل نڈام نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو باہر پہونچا دو
بڑی بے ادبی کر رہے ہین ہماری صحبت مین اور یہ باتین گل نڈام نے جو کنیزونکو
اشارہ کیا چند کنیزین اُٹھین کہ تاجدار کو ہٹا دین تاجدار نے ایک کنیز کو مار ڈالا جب
تو گل نڈام نے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اسم سحر کا پڑھکر مار دیا موتی جو ٹوٹے
تاجدار پر گرے تاجدار جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوئین اشعار عاشقانہ پڑھنے
لگا کہتا تھا اے ملکۂ عالم عجب کیفیت ہو بموجب اشعار نظم مصنف

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثناخوان محبت — مکتب میں پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہیں کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ — دکھلا دو ہمیں سرو گلستانِ محبت
اک دام میں صیاد کے اک طوق بگردن — قمری و عنادل ہیں اسیرانِ محبت
پیراہن ہستی کو سبدل کیا میں نے — چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامانِ محبت
یاد ابروے دلدار کی رہتی ہے قمر کو — ہے وردِ زبان مصرعۂ دیوانِ محبت

گل اندام نے کہا اے تاجدار جادو یہان صحبت مین کیا بلبلاتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو جا کر لشکر سعد کو برباد کرو ہم بھی آتے ہین اسکو منظور رہے بی بہار کہ جا کے سمجھاؤن انھین کو للکارون تاجدار بلبلا باہر نکلا تلوار چمکاتا ہوا نشے مین سحر کے بدمست جھومتا ہوا جاتا ہے گل اندام نے کہا اے ابہام خبردار اس نامرد نے کبھی کلام نہ کرنا صحبت مین آنا کیسا وعدہ وعید کیسا اس کا بکنا مجھکو بہت ناگوار ہوا اب اسکو سزا ملجائیگی وہان بیثاق وغیرہ موجود ہین اور سردار حسینان وہ اسکو اور زیادہ دیوانہ کردینگے وہ لوگ ایسے نہین ہین کہ ایسے ساحر سے دب جائین یا ہمین پہ پھر پلٹ کر آئیگا یا وہان مارا جائیگا چار پہر رات ہنگامۂ صحبت رہا صبح کو گل اندام سوار ہوئی نئے نئے طور کے سحر کر رہی ہے یہین سے انتظام ہو رہا ہے تخت پر سوار اسم سحر پڑھتی ہوئی جاتی ہے یہان بہار اعجاز بیان دربار مین بیٹھی ہین کہ سرکارون نے آکر خبر دی کہ گل اندام جو الہ زن آپ پر لشکر کشی کر کے آتی ہے بہار گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی کہتی ہوئی کہ اے بیثاق لشکر سے ہوشیار رہنا میرا اسوقت بہت دل گھبراتا ہے پرائے شکار جاتی ہون بہت جلد پلٹ آؤنگی بیثاق نے کہا اے ملکۂ عالم ذرا اپنے کو سنبھالو اسوقت چہرہ تمہارا اداس ہے بہار نے جو ہار گلے مین پڑے ہوے تھے انکو سونگھا کہا اے بیثاق اسوقت اک نشہ سا تمہارا اتر گیا بیثاق نے کہا اے ملکۂ عالم معلوم ہوتا ہے کہ گل اندام سحر کرتی ہوئی آتی ہے ایسا نہ ہو صحرا مین آپ سے ملاقات ہو جائے تو باعث خرابی ہے بہار نے جواب دیا کہ وہ میرا کیا کر سکتی ایسے پھول برساؤن کہ سب کو دیوانہ کردون دس پانچ کنیزون کو ساتھ لیا بہار پرائے

شکار چلی تھوڑی دور پر آکر شکار کھیلنے لگی چھری ہاتھ میں ہو جو طائر سامنے آیا اشارہ
کر دیا وہ طائر گود میں گرا اسکو ذبح کرکے کنیزوں کے حوالے کر دیا کنیزوں نے عرض
کی سواری بس اب پلٹیے بہار نے کہا کوئی آہو نہیں ملا ایک کنیز نے عرض کی سواری
سامنے جو دھانوں کا کھیت ہو وہاں کئی سو آہو چرا کرتے ہیں چلکر ایک آدھ آہو کو
گرفتار کر لیجیے ارادہ پورا ہو جائے بہار نے طاؤس بڑھایا سامنے آکر دیکھا دھانوں کا
کھیت ہو اسمیں کئی سو آہو چرا کرتے ہیں بیچ میں ایک آہوے کلان مستی کرتا پھرتا ہو بہار
نے کنیزوں سے کہا اور سب کا شکار اختیار ہو مگر یہ آہوے کلان ہم شکار کرینگے کنیزوں نے
جو ہانکا کیا وہ وحشی بھاگے مگر وہ آہوے کلان جست کرکے سامنے سے چلا بہار نے
طاؤس اپنا بڑھایا تعاقب میں اُس آہو کے چلیں کنیزیں اور سرنیاں شکار کرکے
تلاش میں بہار کی چلیں یہاں جب بہار نے دیکھا کہ آہو ٹھہرا چوکڑی بھر لا تو اس نے
تیر مارا کہ آہو گرا بہار طاؤس سے اُتری قریب آکر آہو کو ذبح کیا منتظر رہی کہ
کنیزیں آجائیں تو اسکو اُٹھا کر لے چلیں کہ صحرا سے گرد اُڑی اور ایک ابر گلنار
معلوم ہوا کہ ہزاروں طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں بہار نے جو وہ ابر
دیکھا اور رنگ دیا بند ہوئی یقین ہوا کہ گل اندام آتی ہو پھولوں کا گجرا ہاتھ سے کھولا
اور ابر پر کھینچ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر گل اندام و باز سحر بند و ابہام جادو
پشت پر ہزارہا ساحر گل اندام نے جو بہار کو تنہا دیکھا فوج کو اشارہ کیا کل فوج
بہار پر آپڑی اور گل اندام و ابہام و باز سحر بند نے بھی سحر کرنا شروع کیا لیکن
بہار اعجاز بیان سب کے سحر دفع کر رہی ہو جب گجرا مارا اوس میں جادوگر گرے
اور پھول برسنے لگے گل اندام جادو دیکھ رہی ہو کہ بہار بلوے سے گرفتار نہیں
ہوتی مگر تاجدار جادو جو چلا تھا میثاق کو وہ گرد ان کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا
اسنے دیکھا کہ ایک جادوگر بلبلاتا ہوا طرف لشکر کے آتا ہو جیسے ہی لشکر کو دیکھا گولے
مارنے لگا میثاق نے پڑھکر گولے اُسکے روکے اور خود بھی سحر کرنے لگا ایک طائر
جھولی سے نکالا دیکھنے میں تو وہ کاغذ کا تھا اسکو ہاتھ پر رکھکر اُڑا دیا اُس طائر نے سر پر

تاجدار نے چرخ مارنا شروع کیا بعد کو ایک چیخ ماری منھ سے شعلۂ آتش نکلا وہ
جلکر خاک ہوا خاک جو اُسکی تاجدار پر گری تاجدار کا سحر بھولا دمبدم کچھ سوچ
رہا ہی بیثاق نے پکار کر پوچھا کہ تمھین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا تاجدار نے کہا مجھکو
ملکہ گل اندام نے بھیجا ہو کہ لشکر کو جا کر تباہ کردین خطاوار ہون بیثاق نے کہا کہ اے
تاجدار جہان لشکر گل اندام ہو اُسکو جا کر قتل کر دیہ سُنتے ہی تاجدار پلٹا سحر بحال
کرکے لے چلا جہان راستہ بھولتا ہی آواز آتی ہی کہ بائین پر جاؤ دا ہنے سے منھ پھیر
اُسی طرف تاجدار چلتا ہو یہان آکر دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی ملکہ بہار پر سب
جھکے ہوے ہین مگر بہار شیرانہ لڑ رہی ہی کئی ہزار کنیزون کو قتل کیا ہی کئی ہی جادوگر
مارا اب ابہام پر جو پھول برسے بیہوش ہوئی تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی گل اندام
نے پکارا بی ابہام کیا کرتی ہو مگر ابہام نے کچھ جواب نہ دیا اور تلوار گلے پر
پھیر لی سر کٹکر گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من ابہام جادو بود گل اندام
نے جو مرنے کی ابہام کے آواز سُنی بیقرار ہو گئی کہا اے بانو سحر بند بڑی بدنامی ہوئی
مین اسکو ناحق لائی لوگ طعن کرینگے کہ اپنے ساتھ لیجا کر قتل کروا ڈالا تو مین کیا جواب
دونگی یہ کہکر سحر کرتی ہوئی سامنے بہار کے آئی کہ ایک طرف لشکر مین بلڑ ہوا کہ ملکہ
بچایئے گل اندام نے پلٹ کر دیکھا کہ تاجدار جادو دیوانہ وار وحشی مثال فوج کو
قتل کر رہا ہی یہ دیکھکر تاجدار پر کچھ زیور پھینک مارا کہ سینے کو توڑکر پار گذر گیا خود
مارنا تاجدار جادو کا گل اندام کو اور زیادہ ناگوار ہوا طرف بہار کے چلی لیکن
نیمچہ کھینچے ہوے بہار نے جو گل اندام کو آتے ہوے دیکھا اِسنے بھی نیمچہ کھینچا اب
دونون مین نیمچہ چلنے لگا ایک مقام پر گل اندام نے کمر کو بتا کر سر پر نیمچہ مارا نیمچہ سحر
تھا اُسکا زخم سر پر بہار کے آیا سر مین زخم جو پڑا بہار پیچھے ہٹی اور گل اندام بڑھی
چاہتی ہی دوسرا نیمچہ مارون کہ سر بہار کا اُڑ جائے بہار نے تیغ نگاہ کا وار کیا کہ سر
گل اندام کا بھی زخمی ہوا دوبارہ اشارہ کیا کہ شانہ بھی گل اندام کا جھول پڑا گل اندام
نے عاجز ہو کر جھولی پر ہاتھ ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی وہ خاک اُڑا دی کہ بہار

بیہوش ہوکر گری گل اندام نے بہار کو گرفتار کیا کہا کیون صاحب تمنے دیکھا مین نے کیونکر اسے گرفتار کر لیا بڑا انکو اپنے سحر پر گھمنڈ تھا کسطرح پھنسین پڑے غرور مین گل اندام خوش ہوئی کہ رہی ہو کہ مین نے گرفتار کر لیا اب کیا تدبیر کرون بخدمت خداوند روانہ کرون قضائے کار عمرو عیار صحرا کرتے ہوئے مسافرون کی تلاش مین ادہر آ گئے اور خبر سنی کہ لشکر گل اندام آتا ہی بہار اعجاز بیان اسکے یہان قید ہو جا بجا پھرنے لگے ایک کنیز کو اشارہ کیا پاس اپنے بلایا جب وہ قریب آئی تو اسکو بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر بارگاہ مین آئے سامنے گل اندام کے آکر بیٹھے کہا ای ملکہ عالم آج عجب معرکہ گذرا کہ مین پڑی سو رہی تھی خواب مین خداوند آئے مجھسے دل لگی کرنے لگے مین نے کہا یا خداوند الگ بیٹھیے مگر قدرت نے میرا کہنا نہ مانا میرے قریب آکر بیٹھے اور فرمایا ای شعلہ رخسار ہم تجھے بڑے بڑے کمال دینگے مناسب یہ ہو کہ ہمارا خیال رکھنا ہم اکثر آئینگے مگر اب کے دفعہ ہم تمکو کمال موسیقی دیے جاتے ہین جسکے سامنے گانے کی وہ مبہوت ہوگا اور ساقی گری بھی خوب کروگی امیدوار ہون کہ امتحان کیجیے یہ کہکر بایان کھینچا اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

یہ تجلی ہو گل خورشید کہ شبنم ہو جاے … دیکھیے عالم جو ترا او رہی عالم ہو جاے

سوچتا دل مین ذرا مرتبۂ جام شراب … محتسب تو جو ہو ساقی تو ابھی جم ہو جاے

زاہد آئینۂ دریا سے کرم سے خم ہو … ایک قطرہ پیے ممسک تو وہ حاتم ہو جاے

ہو بہت شہرۂ دم تیغ صفاہانی کا + … ابروی یار اگر دیکھ لے بے دم ہو جاے

دیکھیے انکی گیسو کو جو لہرون سے مثال … چشمۂ آب بقا مین اثر سم ہو جاے

ساغر گل ہوے کیا خون ترے جو پکے جو … گل شبو بھی چمن مین ابھی شبنم ہو جاے

ساقیا جام دے پیاسا ہون مہینہ بھر کا … کہین شوال نہ اب جلد محرم ہو جاے

کاش وہ دم ہی سے کر جائے کبھی وعدۂ وصل … دل مضطر کو تو تسکین کوئی دم ہو جاے

کاہیکو باندھ کے احرام چلے کعبے کو … حرم دل سے جو ناسخ کوئی محرم ہو جاے

گل اندام نے کہا ای شعلہ رخسار آج تو تمنے خوش کر دیا ایسی گانی ہو کہ دل بیقرار

ہوتا ہی شعلہ رخسار نقلی نے عرض کی کہ واری یہ قدرت کی ساری مہربانیاں ہین اب امیدوار ہون کہ میرے دوسرے کمال کا بھی امتحان ہو گل ندام نے کہا اے شعلہ وہ دوسرا کمال کونسا ہی شعلہ رخسار نے عرض کی کنجی میخانے کی مرحمت فرمایئے مین ساقی گری کا سامان کرون گل ندام نے کنجی کمر سے کھولکر ازار بند سے دی خواجہ میخانے مین آئے شراب کو خراب کیا اور پکار کر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے یہ کہکر کئی سو گلابیان مئے ارغوانی سے بھرین ملکوطر سے آنکے تمامی سے باندھے کشتی مین درست کرکے محفل مین لائے گل ندام نے کہا دیکھو صاحبو شعلہ کس طریقے سے شراب لائی ہی کہ خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ شراب پی جیے اور سب خواہشمند شراب شراب لے گئے جا بجا پی رہے ہین یہی ہنگامہ بلند ہی کہ شراب مین کیا لطف ہی جا بجا صحبتین جمی ہوئی ہین عمرو نے چند اشعار رنگا رنگ گت شروع کی اہل محفل کی بری گت ہوئی ہر طرف سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہی ہر ایک کا قول ہی کہ اے شعلہ رخسار بیشک تجھکو قدرت نے کمال دیا ہی عمرو نے جام مئے ارغوانی لبریز کیا سر پر رکھکر ٹھوکرین لیتے ہوئے سامنے گل ندام کے پہونچے سر جھکا کے عرض کی ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے گل ندام نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا چاہا پی جاؤن مگر بہ نگاہ غور دیکھا کہ شراب چرخ مار رہی ہی یکایک ڈنا ٹا ہوا جام ٹوٹا شراب اڑ گئی گل ندام نے کہا ارے یہ کیا تھا شعلہ رخسار نے کہا واری کیا کہنا کیا آپ کی نگاہ کی تاثیر ہی کہ شراب اڑ گئی جام کا یہ انجام ہوا گل ندام نے ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا کیون او ساربان زادے یہ مکر میرے ساتھ مین ایسے شعبدے بہت جانتی ہون کسکی مجال ہی کہ مجھپر ہاتھ ڈالے خداوند نے سب سامان بتا دیے ہین فرما دیا تھا بروقت رخصت قدرت نے کہ عمرو کے مکر سے بچتی رہنا مجکو خیال تھا کہ ساربان زادہ ضرور آئیگا کھانے پینے کی چیزون کو مقرر کر دیا کہ جب میرے سامنے لاؤ تو نام سامری لیکر دو تو نے نام سامری نہ لیا جام ٹوٹا شراب اڑ گئی یہ کہکے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت

اصلی ظاہر ہوئی سب کنیزین ہلاکرنے لگین کہ واری یہ تو بن مانس یا مرچیا جن ہی یا شیطان دیو ہی عمرو نے کہا صاحبو نہ بھوت دیو ہین نو خاصا بھلا مانس ہون گل اندام سے کہا ای سکان جادو تم قید عمرو و بہار لیکر خدمت مین قدرت کی جاؤ اور جاکر اُن قیدیونکو پیش کرنا اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یا خداوند آپ کے اقبال سے بی بہار کو گرفتار کیا عمرو خود آکر پھنسا وہ کمال ظاہر کیے کہ جس سے پہچاننا ناممکن تھا مگر مین نے گرفتار کیا کنیزان بہار بعد گرفتار ہونے بہار و خواجہ کے افسوس کرتی ہوئی چلین کہتی تھین کہ صاحبو خواجہ عمرو کی عیاری قدرت پروردگار ہی راہ مین کنیزین آتی تھین کہ ترنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا فیروزہ بن عمرو بادشاہ کو تلاش کرتا پھرتا ہی کنیزان بہار کو دیکھکر ٹھہرا پوچھا کیون صاحبو کہان سے آتی ہو سب نے کہا ہماری ملکہ پراسے شکار گئی تھین راہ مین گل اندام آگئی اُس سے مقابلہ پڑا اُسنے ملکہ کو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو بھی برابر پہونچے اور جا ہارنگ جماؤن لیکن اُسنے پہچان لیا خواجہ بھی گرفتار ہوئے ہم سب ملکر جاتے ہین کہ میثاق کو خبر کردین یقین ہی کہ وہ ساحر کامل اکمل آکر اس گل اندام کو دیوانہ کرے فیروزہ نے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہرو مین جاکر تدبیر کرتا ہون اگر بن پڑے تو قبلہ و کعبہ کو جاکر رہا کر لون کنیزون نے کہا ای فیروزہ اسکا خیال رکھنا ہم لوگون خبر سُنی ہو کہ جب خواجہ نے شراب دی تو شراب اُڑ گئی فیروزہ نے کہا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوا ایک جنگل مین پہونچا تھا کہ دیکھا ایک مقام پر چشمۂ آب بھرا ہی پانی لہرین مار رہا ہی ایک ساحر آسمان سے اُترتا ہوا آیا منہ بھر جا ہا پانی پیوے فیروزہ نے ساحر کی شکل بنکر آواز دی خبردار کیا کرتا ہی او ساحر پانی نہ پینا ورنہ پانی ہوکر بہجائیگا وہ ساحر رُکا فیروزہ قریب آیا کہا ای برادر مین بہا کلانگسان ہون اس چشمے کا پانی اژدہی آکر پیتے ہین اگر ایک قطرہ حلق سے اُتر جاتا تو ابھی پانی ہوکے بہجاتے لیکن مجھکو خداوند نے حکم دیا ہی کہ ہمارے بندون کو بچانا وہ ساحر خوشامدین کرنے لگا کہتا تھا ای برادر تمنے بڑا احسان کیا کہ ہماری جان بچائی ورنہ حقیقت مین اس پانی کے

پناہ بالی مشکل ہوتی ہین نامہ دار خدا ونا ہون گل ندام کے واسطے قدرت بنفرا
ہو رہے ہین رات کو آرام نہین کیا فیروزہ نے باتون مین لگا کر نام پوچھا اُسنے کہا
فرنگ جادو مجھکو کہتے ہین جہان کہین نامے جاتے ہین مین ہی لیجاتا ہون اور ملکہ
گل ندام مجھکو خوب پہچانتی ہین فیروزہ نے باتون مین لگا کر اُس ساحر کو شراب
پلا کر بیہوش کیا اور نامہ جھولی سے نکال لیا نامہ لیکر طرف گل ندام کے چلا تھوڑا راستہ
طی کیا تھا کہ دور سے دیکھا کہ لشکر گل ندام اُترا ہوا ہو یہ بشکل فرنگ جادو لشکر مین آیا
کنیزون نے گل ندام کو خبر دی کہ فرنگ جادو نامہ لیکر آیا ہو گل ندام مسند پر بیٹھی
ہی دونون قیدی قفس مین بند ہین عمرو سے باتین کر رہی ہو خواجہ کہ رہے ہین کہ اے
ملکہ گل ندام تم ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری اس عیاری پہ مین نے
بڑے بڑے جادوگرون کو مار لیا مگر آپ نے کیا پہچانا ہو کہ مجھکو گرفتار کر لیا مین یہ
چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون گل ندام نے کہا اے عمرو تیری بات کا اعتبار
نہین آتا ورنہ تو مصاحب معقول ہو عمرو نے کہا مین آپ سے دغا نہ کرونگا وہ خدمت
کرون کہ آپ بھی رضامند ہون گل ندام نے کہا اے عمرو وہ مرتبہ تیرا بڑھاؤن کہ تمام
عالم تجھپر رشک کرے شاطر قدرت مشہور ہوگے ایک ملک کی سلطنت ملیگی تخت پر
بیٹھا کرنا حکم احکام جاری کرنا تمھارے سلطنت کا شہرہ ہوگا جب قدرت حکم دین تو
سب مسلمانون کو گرفتار کر لانا عمرو نے کہا مجھکو سب مانتے ہین ایک دن مین سبکو
گرفتار کر لونگا سیان بیثاق کی مشکین باندھکر لاؤنگا گل ندام نے عہد و اقرار لیکر
خواجہ کو قفس سے نکالا خواجہ عمرو باتین بنا رہے ہین اور بہار قفس مین بیٹھی
ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس ہر مرتبہ یہی خیال ہو کہ اے
بہار بڑا غضب ہوا کہ خواجہ گرفتار ہوگئے اب رہائی تو پائی شاید کوئی رنگ جمائین
کہ نامہ دار نے آکر نامہ دیا نامہ دار نے دیکھا کہ خواجہ قفس سے نکلکر باہر بیٹھے ہوے
باتین بنا رہے ہین گل ندام سے کہا اے ملکہ عالم اگر حکم ہو تو بی بہار کو بھی سمجھاؤن
راہ پر لاؤن گل ندام نے اشارہ کیا کہ سمجھایئے اگر بہار اطاعت کرے تو قدرت

بہت خوش ہونگے فرمائین گے کہ بہار کو بھی راہ پر لائین عمرو نے قریب قفس کے
آکر اشارہ کیا کہ ای بہار تم بھی اطاعت کروین تمکو رہا کرا دونگا شاید کوئی مطلب
نکل آئے مگر گل اندام نے جو نامہ پر معاطرت سے جمشید کے لکھا تھا کہ ای شہنشاہ خوبی
داو سرو باغ محبوبی تم کچھ دن سے نہیں ہو قدرت کو آرام نہیں بلکہ شب کو خاصہ
بھی نہیں نوش کیا ہر وقت تمہاری یاد مین رہتا ہون لہذا چلی آؤ تمہارے نہ
ہونے سے محفل مین سناٹا ہو گل اندام نے کہا قدرت کو تو جلد ہی ہو کر مین پہنچاؤن
تمکو منظور یہ ہو کہ میثاق وغیرہ کو بھی گرفتار کر لون تو سامان سے چلون اول تو یہ
بہتری ہوئی کہ عمرو نے گرفتار ہو کر اطاعت دین قدرت کی کی ایسا کام کسکے ہاتھ
سے ہوا صدہا مرتبہ عمرو گرفتار ہوا اور پھر رہا ہو گیا مگر اب کے مرتبہ اسنے میرے سحر کو
پسند کیا اور کہتا ہو کہ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہیں گذرا عمرو نے کہا ای ملکہ عالم وہ کیا
ہو کہ جب کچھ کھاؤ تو دو اشیاے خوردنی سامنے سے ہٹ جائے گل اندام نے کہا
خواجہ میری جھولی مین بیٹھے ہین وہ خبر دیتے ہین عمرو نے کہا ای ملکہ عالم جھولی اتار کر
رکھو تو مین کچھ گاؤن گل اندام نے جھولی اتار کر رکھی عمرو نے جام لبریز کیا اور کہا
ملکہ عالم ایک تو جام میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے گل اندام نے وہ جام پیا اور
فرنگ جادو نے کنیزون کو شراب پلائی ادھر گل اندام کی آنکھین بند ہوئی جاتی
ہین جھوم رہی ہو فرنگ جادو نے بھی اپنے کو ظاہر کیا تھوڑے عرصے مین خوب
دست درازیان ہونے لگین گل اندام گھبرا کر اٹھی کہتی ہوئی کہ یا خداوند آپ کو
چین نہ پڑا تشریف لائیے جیسے ہی اپنے مقام سے اٹھی لڑکھڑا کر گری سب کنیزین بھی
بیہوش ہوئین خواجہ نے بہار کو رہا کیا اور گل اندام کو اٹھایا پشتارہ باندھا اور
فیروزہ نے بازسحر بند کا پشتارہ باندھا پشتارے باندھکر رکھے ہین ارادہ ہو کہ
اسباب لوٹ لین تو بارگاہ سے نکلین نغمائے کار برجیس جادو کہ مصاحب ملکہ
گل اندام ہو برابر سے شکار گیا تھا اسوقت پلٹ کر آیا کہ دربارگاہ پر دیکھا چوبدار
و خدمتگار لڑ رہے ہین گھبرایا کہ یہ کیا سحر کہ ہو بلند ہو کر دیکھا کہ دو پشتارے بندھے

رکھے ہین اور دو عیار بارگاہ کو لوٹ رہے ہین دربار مین دریا سے خون جاری ہے جن
نبیزون کو قتل کیا ہے اُنکے لاشے پھڑک رہے ہین برجبیس جادو نے آسمان سے نعرہ کیا
منم برجبیس جادو مصاحب ملکہ گل اندام خواجہ عمرو فیروزہ لوٹ دیکر بھاگے پشتارے
نذ لے سکے ایک طرف نکل گئے اور برجبیس نے آکر گل اندام کو ہوشیار کیا باز سحر بند کو
بھی پشتارے سے نکالا بارا ن سحر برسا کے سب کو ہوشیار کیا گل اندام نے اُٹھتے ہی
پوچھا کہ عمرو کہان گیا برجبیس نے کہا عمرو بھاگ گیا ایک عیار اُسکے ساتھ اور تھا
دونون نکلکر بھاگ گئے ہین اُنکے پیچھے نہ گیا تا کہ مالک کو ہوشیار کرون اور بہار بھی
نکلگئی مجھکو بڑا قلق ہے کہ آپ نے کس مشکل سے گرفتار کیا اور وہ یون رہا ہو گئے ملکہ
گل اندام نے کہا خیر جو کچھ ہوا وہ بہتر ہے اب مین ابھی تلاش مین عمرو کی جاتی ہون اور
گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر اُٹھنے کو تھی مگر باز سحر بند نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمایئے
مین جاکر گرفتار کیے لاتی ہون ہرچند گل اندام نے روکا مگر باز نہ آئی یہی کہے گئی
کہ مین عمرو کو گرفتار کرونگی یہ کہکر اُٹھی بشکل ساحر چلی یہان خواجہ ایک نخل کے نیچے
آکر ٹھہرے مگر دل کو خوف لگا ہوا ہے کہ ایک طائر آکر شاخ پر بیٹھا شاخ نخل بہت
جھک گئی عمرو نے خیال کیا کہ اگر یہ طائر اصلی ہوتا تو شاخ نخل اسطرح نہ جھکتی زنبیل
سے ایک چھڑ نکالی اُس مین پھندا باندھا آپ آڑ مین بیٹھا طائر کے پانون مین وہ
پھندا اڑا لکر جھٹکا مارا طائر جو پھڑکا پھندا ٹوٹ گیا باز سحر بند خواجہ پر گری پنجہ کمر مین
دیکر لے اُڑی فیروزہ بن عمرو ایک مقام پر چھپا بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ باز سحر بند
قبلہ و کعبہ کو لیے جاتی ہے حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرون سوچنے لگا آخر گل اندام کی
شکل بنکر پکارا کہ اے میری مصاحب خیرخواہ تو نے بڑا کام کیا مگر تیرے آنے کے
بعد مجھے چین نہ پڑا مین تیری جانبازی دیکھ رہی تھی تو نے عجب کارنمایان کیا کہ
اپنے کو پھندے سے بچایا اور پھر عمرو کو گرفتار کیا یہ تیرا ہی کام تھا ورنہ دوسرا کیسا
ہی تیز ہوتا گھبرا جاتا تو نے بڑی ہوشیاری کی باز سحر بند نے جو گل اندام کو دیکھا
اور تعریفین اپنی سنین شگفتہ ہو گئی جی مین کہتی ہے آج مین نے ایسا کام کیا کہ ملکہ

گل اندام تعریفین کر رہی ہین باز سحر بند قریب آئی جھک کر گل اندام کو سلام کیا اور کہا اے
ملکۂ عالم سب کام آپ کی برکت سے ہوے مگر اب بھی سنا ہے ہو کہ پلٹ چلیے گل اندام
نقلی کہتی جاتی ہو کہ ابو ابون نہ جائین گے بیشاق و بہار کو گرفتار کرینگے تب سامنے
خداوند کے جائینگے تا کہ خداوند بھی جانین گل اندام کے جانے سے یہ مطلب حاصل ہوا
کہ ایسے باغی گرفتار ہوے باتون باتون مین باز سحر بند کو لیکر اشارہ کیا کہ دیکھو سامنے
خداوند بھی آتے ہین آخر چلین نہ پڑا انکو بہیری تکلیف کیونکر گوارا ہوتی جیسے ہی باز
پلٹی فیروزہ نے خنجر مار کر شکم چاک تمہ پاک ہوا خواجہ رہا ہو سر راہ ہوتے ہی
لباس اتار لیا جھولی بھی سے لی قصد ہوا کہ بھاگین یہان گل اندام بارگاہ مین بیٹھی ہوئی
یہی کہہ رہی ہو کہ بی باز گئی ہین اگر بخیر و عافیت آجائین تو مین جانون کہ بڑی بات
ہوئی دیکھو عمرو عیار نے مجھکو کیسا دھوکا دیا ایسا نہ ہو کہ عمرو کے کسی فریب مین وہ
پھنس جائین کہ سامنے بیر پگاہ دستہ ساختہ دست باز سحر بند رکھا ہوا تھا وہ جلنے لگا
گل اندام نے منہ پیٹ لیا کہا او صاحب غضب ہوا کہ باز قتل ہوئی یہ گلدستہ اسکے
ہاتھ کا بنا ہوا تھا اسکے مرتے ہی جل گیا ارے نوکرو جا کر خبر تو لو یہ سنکر چند کنیزین فورا
دوڑین صحرا مین جا کر دیکھا کہ لاشہ باز سحر بند کا برہنہ پڑا ہوا ہو اور خواجہ عمرو
و فیروزہ بھاگے جاتے ہین کنیزون نے ہر چند للکارا مگر یہ بھاگ کر نکل گئے کنیزین
لاش باز کی لیکر گل اندام کے سامنے آئین لاشہ باز سحر بند دیکھ کر گل اندام کو بڑا
افسوس ہوا کہا مین ابھی جا کر ساربان زادے کو لاتی ہون یہ کہکر خود چلی جنگل
مین آکر ڈھونڈھنے لگی تھنا سے کا دستہ برق فرنگی بشکل خواجہ ٹہل رہا تھا ملکہ
گل اندام تڑپ کر گری اور برق کو گرفتار کیا کہا کہ او ساربان زادے تو نے غضب کیا
باز کو مارا مین تجھکو قتل کرونگی برق رو دیا کہا اے ملکۂ عالم مین تو آپکا تابعدار ہون آپ کے
سر کی قسم ہو مجھکو گوارا نہ تھا کہ باز سحر بند قتل ہو مگر فیروزہ نے یہ حرکت کی مجھکو
چھوڑ دیجیے مین فیروزہ کو پکڑ لاؤن اور مین عمرو نہین ہون گل اندام نے کہا یہ
راز مخفی نہین ہو سکتا یہ کہکر برق کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا

آ گیا دیکھا ایک جوان فرنگی پتلون جاکٹ پہنے ہوئے سیاہ بوٹ پانوٴن مین سامنے
کھڑا ہی جھکا کر کہا ارے تو کون ہی برق نے کہا ای ملکۂ عالم مین عیار بادشاہ فرنگستان کا
ہون عمرو نے گرفتار کر کے اپنے ساتھ لیا ہی اب امیدوار ہون کہ اگر آپ مجھکو رہا
کر دیجیے تو مین ابھی عمرو کو گرفتار کر لاؤن گل اندام نے کہا تم لوگون کی بات کا اعتبار
نہین آتا برق نے کہا مین زبردستی سے عمرو کی پھنسا ہون مجھکو نوکر رکھ لیجیے اپنی
صحبت مین داخل کیجیے سب عیارون کو پکڑ لاؤن اپنے بادشاہ کا بدلہ لون ستم پیلتن
علمشاہ نوجوان نے دربار مین گھسکر تخت مرزوق الٹ دیا ان سب کو گرفتار کر کے
لاؤنگا آیندہ آپ کو اختیار ہی جو مناسب ہو کیجیے مین ایسی خدمت کرونگا کہ آپ بہت
خوش ہوجیےگا کوئی اہل سلام ایسا نہین ہی کہ مجھکو نہ مانتا ہو جب بارگاہ مین جاؤنگا
سب کو شراب پلا کے بیہوش کر لاؤنگا گل اندام نے کہا ای برق فرنگی جو کچھ تو کہتا ہی اگر
ہو کرے تو مین وہ مرتبہ تیرا کرون کہ کسی شاطر کو یہ دن نصیب ہوا ہو برق نے کہا
حضور ملاحظہ کرینگی اور اگر رہا کر دیجیے تو مین ابھی عمرو کو لاتا ہون گل اندام نے برق
کو رہا کر دیا برق طرف جنگل کے بھاگا ایک جادوگر راہ مین جاتا تھا اسکو بڑھکے
حباب مارا جب وہ بیہوش ہوگیا تو عمرو کی شکل بنایا پشتارہ باندھ کے لے چلا گل اندام
انتظار کر رہی تھی کہ عیار برق فرنگی عمرو کو لیے ہوئے آیا کہا لیجیے یہ تو حاضر ہی اسطرح
سب کو لاؤنگا گل اندام نے کہا ای برق فرنگی عمرو کہان ملگیا کہ اتنی جلدی تو لے آیا
برق نے کہا ایک مسافر کو لوٹ رہا تھا مین نے پکار کر آواز دی کہ استاد مین بھی
آیا تو عمرو کا یہ طریقہ ہی کہ جس مسافر کو لوٹتا ہی اسکو مار بھی ڈالتا ہی مین نے خنجر کھینچکر
ارادہ کیا کہ اس مسافر کو مار دون عمرو نے ہاتھ تھام لیا مین نے حباب مار کر عمرو کو
بیہوش کیا خدمت مین لایا گل اندام خوش ہوگئی کہا ای برق فرنگی اگر تو طلسم کو بچا
لیگا تو سب اہل طلسم تجھکو عزیز رکھینگے بادشاہ جمجاہ طلسم کشا مرحلۂ ہفتم پہ پہنچگئے ہین وہان
میلا دھار اشکون کیا گیا کہ کوشش کر رہا ہی مگر کوئی تدبیر نہین بنتی اگر تو بھی انکے
پیچھے ہین لایا تو ہم لوگ انکو گرفتار کرلینگے قدرت تجھسے بہت خوش ہونگے برق نے

کہا عمرو کو تو آپ لیجیے مین فکر مین سعد کی جاتا ہون گل اندام نے کہا کہ تم چلو مین بھی مدد
کو آؤنگی چند کنیزون کو دیا کہ عمرو نقلی کو لے چلو برق فرنگی بھاگا راہ مین خواجہ سے
ملاقات ہوئی عرض کی استاد ذرا اپنے کو مخفی کیجیے مین نے آپ کو گرفتار کرکے دیا ہو
اگر بن پڑا تو وہ عیاری کرون کہ گل اندام کو قتل کرون کیا عجب ہو کہ اسکی موت میرے
ہاتھ ہو یہ کہکر برق خواجہ سے رخصت ہوا خواجہ تو ایکطرف چلے مگر برق نے ایک
جنگل مین آکر ایک تاجدار کو دیکھا کہ شکار کھیل رہا ہے ایک فقیر بنکر اسکے پیچھے چلا تاجدار نے
ایک ہرن لشکر سے دور مارا گھوڑے سے اترا چھری ہاتھ مین منظور یہ تھا کہ آہو کو ذبح کرون
برق دعائین دیتا ہوا سامنے آیا کہتا ہوا کہ آپ کو ذات و صفات سلامت رکھین
یہ خدمت مجھکو سپرد ہو تاجدار نے کہا آپ فقیر ہین مین آپ سے کیا کام لون لیکن
برق نے جھٹ پٹ آہو کو صاف کیا اچھا اچھا گوشت نکالا کہا حضور مین کباب تیار
کردون یہ کہکر آگ سلگائی کباب درست کیے فورا کباب بنا کے نمک اپنے پاس سے
ملایا سامنے تاجدار کے پیش کیے وہ کباب کھانے لگا کھاتے ہی بیہوش ہوا برق نے
بٹھکا اس تاجدار کو بشکل سعد شہریار بنایا اور لیکر چلا یہان گل اندام نے عمرو نقلی
کو قید کرا دیا اور کنیزون مین بیٹھی کہہ رہی ہو کہ بڑا عیار دست ہوا ہے اگر اسکی چل گئی تو
سب گرفتار ہو جائین گے عمرو ایسے شخص کو ایسی جلدی گرفتار کر لایا کنیزون نے کہا
واہ ری بخت عمرو کو بہت مارا کہتا تھا مین عمرو نہین ہون گل اندام نے کہا وہ بڑا
مکار ہے اسکی بات نہ ماننا ورنہ بہت پچھتاؤگی لاکھ وہ کہے مگر اسے رہا نہ کرنا ورنہ
رہا ہوتے ہی آفت برپا کریگا بلا سے روزگار ہے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے
مارے گئے مشمشش و دمامہ کو قتل کیا میرا اقبال تھا کہ میرے سامنے آکر قید ہوا
اب بھلا مین اسکو چھوڑونگی اس حال سے قتل کرون کہ ماہیان دریا مرغان ہوا اسکے
حال پر روئین اور دیکھے رحم نہ آئے مجھکو تقرر دیکر جھولی اتروائی جب تو مجھے شراب
پلائی ورنہ مین بیہوشی ملی شراب پیتی شراب اڑ جاتی جام ٹوٹ جاتا مگر اس ظالم نے
پہلے ہی انتظام کر لیا باتین کیسی بھولی بھولی کرتا ہوا انھین فقرون مین تو ساحر کو پھنساکر

ع

وہ مکار مار لیتا ہو ماہ ایسی ساحرہ کو دام مکر مین لیا سب کنیزین کہہ رہی ہین حضور بہت بڑی
اقبالمند ہین کہ ایسا مکار آپ کے دام مین پھنسا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین بلا ہوا گل اندام نے
پوچھا ارے یہ کیسا بلا ہو کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور رسالہ یک ہو آپ کے
نام لکھا تھا کہ طلسم کو بچائیے منیر برق فرنگی طلسم کشا کو لیے ہوے آتا ہو سب اہل
لشکر خوشیان کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ بڑا زبردست عیار آپ کو ملا پہر ہجر
مین اسنے دو کار نمایان کیے اور وہ بھی کیسے سخت اول عمرو عیار کو گرفتار کر لایا ہو اب
طلسم کشا کو لاتا ہو آپ لشکر کشی کیجیے بیتاق وغیرہ پر دباؤ ڈالیے کہین ساحری نامے
مین نہین لکھا ہو کہ بی گل اندام کے ہاتھ سے طلسم محفوظ رہیگا آپ نے آتے ہی خاتمہ
کر دیا یہ باتین تھین کہ برق فرنگی آکے پہونچا پشتارہ سامنے لاکر ڈالدیا اور دو
تختیان بشکل لوح محفوظ و بشکل لوح طلسمی گل اندام کو نذر دین گل اندام نے وہ
لیکر جلدی سے جھولی مین رکھ لین اب جب گل اندام نے سعد شہریار کو دیکھا تو برق کو دس ہزار
روپیہ شگا کر دیے سب کنیزون سے برق نے انعام کے نام سے روپیہ پیسا لیا اور یہ کہکر
چلا کہ اب صاحبقران کو لاتا ہون کوئی مددگار نہ باقی رہے یہان گل اندام نے
سعد نقلی کو بھی قید کیا بہت خوش بیٹھی ہو کہہ رہی ہو کہ میرے نام انتظام طلسم تھا اب
خداوند بہت خوش ہونگے فرمائین گے کہ میری معشوقہ نے سب انتظام کر لیا کہ
نکلتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کیا حقیقت مین گل اندام بڑی ساحرہ ہو یہ باتین ہو رہی تھین
کہ عرضی ہوئی کہ نامہ دار رسیلا دخار شکن کا آیا ہو گل اندام نے بلا لیا نامہ دار نے
آکر نامہ دیا گل اندام نے پڑھا اس مین لکھا تھا کہ ای گل اندام بادشاہ اسلام نے
مرحلے پر قیامت برپا کی ہو ہر مقام پہ پہونچ رہے ہین بڑے بڑے ساحر مارے گئے
مین بدحواس ہو رہا ہون اسکی تدبیر کرو اور مین بھی تدبیر کر رہا ہون صبح و شام مین
مین خود نکلونگا جب کچھ کام کیا ہو تو ہمکو تحریر کرو ورنہ ہم تک سعد پہونچ جائین گے
دو جادوگرنیان شریک ہو گئین کہ ہر مقام سے آگاہ کرتی ہین لالہ چین آذر اور لالہ زرام
جابجا دورہ کرتی ہین اور یہی فکر ہو کہ ہم تک پہونچا ہین جسوقت بادشاہ ہماری سبت

ہین آگئے تو مین کیا کرونگا سحر اپنا تاثیر نہین کرتا یہ نامہ پڑھکر حکم دیا کہ نامہ دار کو قیدخانے
مین لے جاؤ سعد شہریار کی قید دکھادو اور عمرو کو بھی دکھادو کہ عمرو و سعد قید ہوگئے
اب جو امر ہونے والا ہو اسکو شمشیر سے نہین نکال سکتی ایسا نہو اسکی عیاری مین فرق
آجائے سامری وجمشید اُسکے نگہبان ہین یکہ وتنہا اتنے بڑے لشکر مین گیا ہو سوا اسے
سامری وجمشید کے کون اُسکا معین ومددگار ہو حقیقت مین بلا کا عیار ہو عمرو ایسے
شخص پر غالب آیا کہ تھوڑے عرصے مین پکڑ لایا مین نے قید کیا ہو اے نامہ دار کہہ دینا
کہ اے ہیلا دنہ گھبراؤ چند سے مین خاتمہ ہوتا ہو نامہ دار نے عرض کی اے ملکۂ عالم مقام
تعجب ہو کہ ہیرا طرف سے زندان خانے کے گذر ہوا دیکھا کہ سب ساحر لوگ مارے
گئے تاجدار ون نے رہائی پائی بارگاہ زر بفت اپنا دکھی بادشاہ بہ فرحت اُس مین
داخل تھے گل اندام نے کہا یہ کل کا سحر کہ ہو اور ہمارا عیار برق رفتار طرار و فرار
آج گرفتار کر کے لایا ہو اب جو جاؤگے وہان سناٹا پاؤگے تاجدار سب رو رہے
ہونگے نامہ دار نے کہا مین اُسی راستے سے جاؤنگا جا کر بادشاہ کو دیکھونگا ملکہ
گل اندام نے کہا اب وہان کسکو دیکھوگے قید خانے مین تمھین دکھا دیا تاجدار ونکی
بیقراری دیکھنا ہو تو جاؤ نامہ دار نے کہا مین ضرور اُسی طرف سے ہو کے جاؤنگا
گل اندام نے نامہ دار کو جواب دیکر جاؤ ہیلا دے کہہ دینا کہ اب بہ اطمینان بیٹھو
اب کوئی زوال کی صورت نہین ہوگی دمبدم آرام پاؤگے آج وہ شخص قید ہوگا
کہ جسکا تمام دنیا مین شہرہ ہو نام اُسکا نہ لونگی دیوار و در ہمگوش دارد ایسا نہو کہ یہ
مشہور ہو جائے اور اُسکی عیاری مین فتور پڑے اور وہ گرفتار ہو جائے تو میرا تو
زور اسی سے ہو وہ ایسے کمال کریگا کہ سب کو گرفتار کر لائیگا نامہ دار تو روانہ ہوا
گل اندام انتظار مین برق فرنگی کے بیٹھی ہو مگر برق جو جنگل مین پہونچا دیکھا کہ
ایک پہلوان شکار کھیل رہا ہو برق نے ایک طور کر کے اُس پہلوان کو بھی گرفتار کیا
اور صاحبقران کی شکل بنا کر لے چلا راہ مین خواجہ سے ملاقات ہوئی خواجہ نے
پوچھا کیون بھیدرے یہ کیا انتظام کرتا پھرتا ہو برق نے کہا اُستاد اپنا رنگ جماتا ہون

اپنا اعتبار بڑھاتا ہون حضور کو اور بادشاہ جمجاہ کو قید کرا چکا عمرو نے کہا اے فرزند
اسکا خیال رکھنا کہ جو کچھ مال ملے تو ہمین کو دینا ہم پر اعتبار رکھو چھوڑینگے جب تمکو
ضرورت ہوگی تو ہمسے لے لینا لندن سے نامہ آیا تھا تمھاری میم صاحب نے لکھا
تھا کہ غلے کی گرانی ہے ہمکو تکلیف پہنچتی ہے خرچ اکتفا نہین کرتا لہذا روپیہ تمھارا بنک
مین جمع کرا دینگے نوٹ روانہ کرنا وہان تمھاری نیک نامی ہوگی برق نے کہا استاد
ایسے ایسے کام کیے اور ٹکا نہین پایا خواجہ نے کہا بیٹا مجھکو سب خبر ہے میری گرفتاری
مین تو کچھ نہین ملا مگر جب سعد کو گرفتار کر کے لے گئے تو بہت کچھ ملا دس ہزار روپیہ
تو گل اندام نے دیے اور کنیزون نے بہت کچھ دیا تمھارے چہرے پر رونق ہے
برق نے کہا استاد وقت پر آئیےگا اگر مناسب ہو تو شریک ہو جائیےگا مین یہ
نہین چاہتا کہ آپکو تکلیف ہو اگر تکلیف گوارا ہو تو تشریف لائیےگا خواجہ نے اقرار
کیا کہ وقت پر مین آجاؤنگا برق سے وعدہ کر کے خواجہ تو ایک طرف چلے اور برق
پشتارہ صاحبقران نقلی کا لیے ہوئے لشکر گل اندام مین پہونچا لشکر مین غل ہوا کہ
برق فرنگی صاحبقران کو لایا لشکر کا غل گل اندام نے سنا پوچھا صاحبو کیا ہے سب نے
کہا حضور برق فرنگی صاحبقران کو لایا ہے سب اہل لشکر خوشیان کر رہے ہین یہ سنکر
گل اندام خود اٹھی آکر برق کا استقبال کیا اور موتیون کا مالا گلے سے اتار کے
برق کے گلے مین پہنا دیا برق نے جھک کر سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم اب میرا حال
کھل جائیگا آج بڑی بد اصاحبقران کو لایا ہون فیروزہ نے دور سے دیکھ لیا اور
ایک صاحب نئے مسلمان ہوئے ہین وہ بڑے خیر خواہ مسلمانان ہین راہ مین
اُنسے مقابلہ ہوا وہیم تیز رو راہ مین جو ملے تو مجھکو روکنے لگے مین نے کہا اے
وہیم مجھکو نہ روکو مین نہین معلوم کسکو لیے جاتا ہون اسی عیاری پر خاتمہ ہے
جب اُسنے یہ نگاہ سختی دیکھا تب تو مین نیچے لیکر سامنے ہوا اور مین نے کہا مین لڑونگا
پشتارہ نہ دکھاؤنگا سبان وہیم ناچار ہوئے مین نے یہ بھی کہدیا چلتے چلتے کہ اے
وہیم خیر خواہی پر مرتے ہو مسلمانون مین جاکر کوئی خوش نہین ہوا اب حال ہمارا

تمپر کھلیگا کہ مینے کیا کیا اور کیسی کیسی جانبازی کی ہوشربا مین کیا کیا عیار یان کین جس
جنسے ہوشربا بڑھا ہو اُن لوگون سے حال پوچھو مگر کیا فیض ہوا وہی تین روپیہ مہینا
ملتا ہو لوٹ مار کے اپنی اوقات بسر کرتے ہین صاحبقران نہین پوچھتے کہ تمپر کیا گذری
کیونکر بسر ہوتی ہو اسکا کوئی پوچھنے والا نہین یہ باتین برہمی سنکر ویہیم نے کہا کہ اے
مشتر برق فرنگی کیا تم مسلمانون سے باغی ہوے ہین نے کہا اب اسوقت تو جاؤ
آیندہ تجسے ملاقات کرونگا تو مفصل کہونگا ویہیم چلا گیا مگر اسکے تیور سے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ اگر مین ٹھہر کر سمجھاتا تو کیا عجب تھا کہ وہ ساتھ دیتا گل ندام نے کہا اے مشتر برق فرنگی
مین تمھاری حفاظت کو موجود ہون کیا مجال کسیکی جو تمپر ہاتھ ڈالے مگر صاحبقران
کو کیونکر لاسئے برق نے کہا صاحبقران واسطے عمرو کے بہت بیقرار تھے مین نے
جا کر کہا کہ مین عمرو کا پتہ لگانے جاتا ہون یہ کہکے گادری کھلائی بیہوش کرکے لے بھاگا
اور ملکہ عالم کا حال یہ ہوا کہ جب باہر نکلا تو خادمون نے پوچھا کہ پشتارہ کسکا لیے جاتے
ہو مین نے اشارہ کیا کہ خاموش رہو مین ایک ضرورت کو آیا تھا وہ کام کر چلا آیندہ
حال کھلیگا خادم خاموش ہو رہے مین پشتارہ لیکر بھاگا شکر سامری کرتا ہون کہ مین
آپ تک پہونچا یہ کہکر برق نے پشتارہ ڈالدیا کہا آہنگرون کو بلاسیے انکو مسلسل و
مطوق کیجیے ایسا نہو کہ ہوش آجائے گل ندام نے آہنگرون کو بلایا صاحبقران
نقلی کو مسلسل و مطوق کیا برق نے حکم دیا کہ انکو بھی قید خانے مین لیجا کر کنیزان نے
صاحبقران کو بھی پہونچا دیا برق فرنگی بیٹھکر باتین بنانے لگے کہتے جاتے ہین کہ
حضور آج مین نے بڑی مشقت کی اب اس مشقت کا صلہ یہ ہو کہ یہ تینون قتل ہوجائین
دیکھئے والیان کو عبرت ہو اپنے اپنے مقام پہ کہین کہ مسلمانون کا کارخانہ کیسا بنا
ہوا تھا ایک برق کے بگڑنے سے خاتمہ ہوگیا اب جی چاہتا ہو کہ اس قدر شراب
پیجیے کہ بیہوش ہوجائیے اور آپ بھی سب بیہوش ہون تب میرا کمال دیکھیے اور حکم
دیجیے کہ رات کو بیداد الخوفی کی تیاری ہوجائے کہ صبح کو اٹھتے ہی سامان قتل
ہو اب انکا زندہ رہنا بہتر نہین گل ندام نے کہا اے برق مجھے خود خیال ہو کہ اس

کام مین جلدی کرون گشتنی ہون کہ معین اُنکے آسمان سے پیدا ہوتے ہین انکا فیصلہ ہونا
دشوار ہی برق نے کہا لباس تبدیل کیجیے زیور وغیرہ پہنیے آج تو عروس شب اول بنکر
بیٹھیے گل اندام نے اُسی وقت معمولی اُتار کر بھاری جوڑا اُبھار ہی نکالکر پہنا دریا سے
جو آہر پہن خود یار ابرق کنیزون سے کہہ رہا ہی کہ بی گلبدن وغنچہ دہن وغیرہ لباس
بدل ڈالو اب مین گانا شروع کرتا ہون آج سب کو بیہوشی پلاؤنگا اور خود بھی پیونگا
نہین معلوم کس کسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی تم سب آراستہ ہو کہ دیکھنے والون کو
معلوم ہو کہ آج وہ جشن ہی کہ اگر روح جمشید دیکھے تو شرما جائے آج رات بھر جلسہ
رہیگا صبح کو اُنکے قتل سے تلوارین خون آلود ہونگی مگر مین عرض کرتا ہون کہ عمرو کو
مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اس ساربان زادے کے ہاتھ سے مجھے بڑے
بڑے صدمے پہونچے ہین اول تو پیشہ مکاری اگر کہین سے اینٹ مار کر لاسکے تو
عمرو نے چھین لیا اگر انکار کیا تو جواب دیا کہ بیٹا ہم رکھ چھوڑینگے جب مانگیگے
تب دینگے ابھی تھوڑے دن کا زمانہ گذرا کہ میم صاحبہ کا خط آیا کہ منجھلے لڑکے کی
مسلمانی ہی مین نے کہا اُستاد کچھ روپیہ دیجیے تو بھیجون اُسپر جواب دیا کہ مین نے
اسکے مہینے مین سود نہین ادا کیا مین خود ایک ایک پیسے کو حیران ہو رہا ہون آپ
جب چھوٹے کی تقریب ہوگی تب دونگا اگر میرا زور چلگیا تو جو نقدی عمرو کے پاس
ہوگا وہ لے لونگا گل اندام نے کہا ای برق تمکو سب طرحکا اختیار ہی برق نے
کہا تو عمرو کے کپڑے بھی لے لونگا یہ کہکے برق نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ شراب
کی گلابیان لاؤ کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر رکھین کشتیان کباب کی لگینا
برق نے سازندون کو اشارہ کیا انھون نے ساز درست کیے برق سامنے بیٹھکر
یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ملکے مستی رتبہ و اتقو کا بہت کم کر دیا
کیا غضب [illegible] کو نیلم کر دیا

زیست سے نظارہ یار ہے یکدم ممکن نہین
اُس [illegible] آدم کر دیا

بار ہا اُس بکش خود مین نے میرے سامنے
[illegible] کر دیا

گردن ساقی کے آگے بار ہا محفل مین رات
گردن مینا سے تو کو شرم نے خم کر دیا

سامنے آیا وہ گل جب مجھکو روتا دیکھکر
لخت دل کو پھول اور اشکونکو شبنم کر دیا

کیا فراق یار کو آتے ہین طور انقلاب
جب خوشی آئی مرے دلمین اسے غم کر دیا

رات گھٹتی ہی تو بڑھتا ہی فروغ آفتاب
حسن رخ چمکا جو اسنے زلف کو کم کر دیا

زخم دل کے بھر گئے ابروے قاتل دیکھکر
بخت نے میرے لیے خنجر کو مرہم کر دیا

کھانے کی حاجت نہین پینا ہو نہین جبسے شراب
مے فروشی نے خم مے کو بھی زمزم کر دیا

ہاتھ تیرا ہی جو اے ساقی برنگ شاخ گل
جام مے کو کر دیا گل مے کو شبنم کر دیا

برق نے یہ اشعار گاتے گاتے وہ پڑے بیہوشی کی لہر سے نکالے گل اندام سے کہا
ملکہ دیکھیے یہ بیہوشی ہی گل اندام نے کہا ہم سب کو نقصان کریگی برق نے ایک پڑیا
سے لیکر پھانکی کہا اے ملکۂ عالم یہ وہ بیہوشی ہی کہ ہوشیار کرتی ہی نشہ خوب گھلکر ہوتا ہی
آج ہی بنا بنا ہو کر یہی بیہوشی سب شراب مین ملاؤن یہ کہکر جام لبریز کیا اور بیہوشی
ملائی کہا ملکہ اسکو پیجیے آپ بیہوش ہون تو مین آپ کو قتل کرون گل اندام نے ہنسکر
کہا اے برق فرنگی تمھارے کہنے سے یہ جام پیتی ہون اب مجھے تمسے غیریت نہین ہی
اگر تم نے ملا دیا کھلا دو تو مین کھا لون مجھے تمھارا ایسا اعتبار ہوا کہ جو تم کہو وہ کرون یہ
کہکر جام پی گئی برق نے کنیزون سے کہا تم بھی پیو کنیزین خوشی مین کہتی جاتی ہین کہ
اے [illegible] ق ہمارے یہان بھی بیہوشی ملاؤ برق بیہوشی ملا ملا کر سب کو پلا رہا ہی
خادم سامنے کھڑے تھے برق نے کہا تم بھی پیو اگر تم سب ہوشیار رہوگے تو
بیہ انجام خراب ہوگا ہان صاحبو تم بھی شراب لیجاؤ سب خادم بھی لیکر پینے لگے برق
نے تھوڑے عرصے مین سارے لشکر مین شراب پہونچائی جب سب کو شراب پلا چکا
تو پھر [illegible] لگا ہنسکر بتاتا جاتا ہی اور رکتا جاتا ہی ملکۂ عالم بڑی دیر ہوئی کہ آپ
بیہوش نہین ہوئین ادھر کنیزون مین دست درازی ہونے لگی باہم جو بدار و خدمتگار
لڑ رہے ہین کسی نے کسیکی پگڑی اچھال دی کسی نے کسیکا گریبان پکڑا جوتی پیزار
ہو رہی ہی سارے لشکر مین تلاطم ہی ہر ایک کا ہوش گم ہی بیہوش ہو ہو کر گر رہے ہین

پردہ بارگاہ کا اٹھا ہوا ہی گل اندام جادو کہ رہی ہی ای مقتدر برق فرنگی دیکھو کیسے خادم خدمتگار بدحواس ہو رہے ہین برق نے کہا یہی حال حضور کا ہوگا گل اندام ہنس دیتی ہی اور کہتی ہی ای برق فرنگی آج تمنے بہت خوش کیا آج ایسا جلسہ جما کہ اگر قدرت بھی ہوتے تو بہت خوش ہوتے برق کہ رہا ہی اب تھوڑی دیر مین مر لیا چاہتی گل اندام ہنس رہی ہی برق فرنگی نے کہا ای ملکۂ عالم اب امیدوار ہون کہ مین ستار بجاتا ہون آپ رقص کرین تو دیکھیے کیسا طبلہ بجاؤن کہ آپ خوش ہوجائین گل اندام اچھا کہکر اٹھی ہاتھ چمکانے لگی برق ٹکڑے باندھنے لگا جیسے ہی گل اندام مسند سے نیچے اتری کہ داروے بیہوشی نے تماشا دکھایا لڑکھڑا کر گری کنیزین لپیٹا لپیٹا کہکر دوڑین سب گر کر بیہوش ہوئین اب جو برق نے سر اٹھا کر دیکھا کہ کل اہل بارگاہ و کل اہل لشکر بیہوش پڑے ہین برق نے نعرہ کیا لعرہ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار	اور استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	کسے کون مکار غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

وہ خنجر کھینچکر چلا کہ گل اندام کو قتل کرون ایک کنیز بیہوش پڑی تھی اسنے ہاتھ برق کا پکڑ لیا کہا ای برق یہ کیا کرتا ہی شمع سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار مین تمھاری نہاتین دیکھ رہا تھا حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا گل اندام زیور جواہرات پہنے ہوے تھی خواجہ سوچے کہ زیور خون مین خراب ہوجائیگا پہلے زیور آتار لین پھر قتل کرین برق نے کہا استاد یہ زیور وغیرہ تو ہمارا حق ہی عمرو نے کہا تمھارے پاس خراب ہو جائیگا مین احتیاط سے رکھونگا تم لیجا کر کہین گاڑ دوگے جواہرات خراب ہو جائیگا ہرچند برق تڑپتا ہی کہ گل اندام کو قتل کرون مگر خواجہ نہین چھوڑتے یہی فرماتے ہین کہ بیٹا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوگا مجھے بڑا افسوس ہی برق کہتا ہی استاد ایسا نہو کوئی آجائے تو پھر خرابی ہو

خواجہ زیور اتارنے لگے برق بھی کڑے چھڑے اتار اتار کر زمین میں دباتا ہے خواجہ
دیکھ کر نکال لیتے ہیں اور فرماتے ہیں اے فرزند چھپاؤ نہیں میں سب مال واپس کر دونگا
برق کہتا ہے استاد زنبیل میں جا کر کبھی کوئی شے نکلی ہے خواجہ کہتے ہیں بیٹا تمہارے واسطے
نکل آئیگی کس واسطے میری عیاری کی ہے تم میرے نائب ہو برق یہ سنکر پھول گیا سوچا کہ
استاد مجھکو اپنا جانشین کرینگے اس حیلے سے خواجہ نے کنیزوں کا زیور اتارا اور داخل
زنبیل کیا اب قصد ہوا کہ گلاندام کو قتل کرے قضائے کار مہیل جادو شاطر گلاندام
ہوا سے بالا دری گیا تھا پلٹ کر جو آیا دیکھا سارا لشکر بیہوش پڑا ہے گھبرا گیا جی میں کہتا
ہے کہ اے مہیل یہ کیا مکر ہوا معلوم ہوتا ہے کہ برق فرنگی نے رنگ اپنا جمالیا میں ملکہ کو
منع کرتا تھا کہ اس مکار کی رفاقت نہ مانیے میرا کہنا نہ مانا آخر یہ افتاد ہوئی اٹھتا بیٹھتا
طرف بارگاہ کے چلا سراچہ چاک کر کے دیکھا کہ عمرو و برق کنیزوں کو قتل کر رہے ہیں
زیور اتار کر لوٹ رہے ہیں مہیل نے ڈانٹا کہ او فرنگی خبردار ملکہ کو نہ قتل کرنا یہ کہکے
جست کی برق نے بھی خنجر کھینچا سینہ سپر کر کے مہیل کے سامنے آگیا مہیل برق سے
لڑ رہا ہے [illegible] کہ ملکہ کو ہوشیار کر دوں ملکہ کے قریب تو برق نہیں جانے دیتا
برق اپنی [illegible] میں کہتا ہے کہ استاد میری مدد کیجئے مگر خواجہ لوٹ رہے ہیں برق
کی بات کا [illegible] اب بھی نہیں دیتے ہیں جانتے ہیں کہ کنیزوں کو لوٹ لوں انگوٹھی
چھلا بھی نہ بچے پائجامہ کنیزوں کے اتار لیے گوٹا پٹھا نوچ رہے ہیں زیور اتار
اتار کر زنبیل میں رکھتے جاتے ہیں یہاں برق فرنگی مہیل سے لڑ رہا ہے لڑتے لڑتے
برق نے کہا ارے اسکا سر کاٹ لے مہیل سمجھا کہ میرے پیچھے کوئی آگیا پیچھے
مڑ کر دیکھا برق نے اس کی پشت پر ہاتھ مارا کہ مہیل کا سر کٹ کر دھڑ سے زمین پر گرا
[illegible] برق تو مطمئن ہوا مگر گلوئے بریدہ سے مہیل کے سر اٹھا خون کا جو جاری
ہوا [illegible] گلاندام کے منہ پر پڑا چھینٹ دماغ میں اتر گیا گلاندام کو چھینک آئی ملکہ
[illegible] دیکھا کہ تمام بارگاہ میں [illegible] الٹا ہوا ہے مہیل مرا ہوا پڑا ہے
برق خنجر لیے کھڑا ہے خواجہ جو بشکل کنیز تھے انھوں نے اپنے کو اس شغل میں گرا دیا ملکہ

گل اندام نے کہا ای برق یہ کیا کیا برق دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا اور چیخین مار کر رونے لگا
کہتا تھا ای ملکۂ عالم سامری و جمشید نے بڑا اپنا فضل کیا میان مہیل صاحب مسلمان ہو گئے
تھے بڑی خیر یہ ہوئی کہ مین نے بیہوشی کا جام نہین پیا مین غنودہ ہو کر گر اگر کنکھیون سے
دیکھ رہا تھا گوشۂ بارگاہ سے میان مہیل آئے جب آپ کی جانب ارادہ کرتے تھے
بیچ مین کنیز جاتی تھی اسکو ہاتھ مار دیتے تھے جب آپ کو قتل کرنے لگے مجھسے صبر نہ ہو سکا
اٹھ کھڑا ہوا مین نے نعرہ کیا کہ اوسکا یہ کیا کرتا ہی اسنے پلٹ کر ایک نیمچہ مارا مین اُس سے
لڑنے لگا آخر وہ بدکار دیکھو ہاتھ مار دیا کہ سر انکا اُڑ گیا کہتے تھے کہ مجھکو بڑا اشتیاق ہو کہ تو
شاہ طرف خداوند ہوگا بے مارے تجھے نہ چھوڑونگا گل اندام نے کہا ای برق فرنگی تیری
میرے دل مین بڑی جگہ ہو برق نے کہا اگر مجھے خلاف پائیے فوراً قتل کیجیے مین شکریہ
کرتا ہون کہ آپ میری قدر دان تو بیگی بین گل اندام نے کہا ای برق فرنگی میرے دل مین
شک تو ہوتا ہو کہ تیری بات کا کوئی تصدیق کرنے والا نہین کہ ایک کنیز تڑپ کر اٹھی کہ
خون کے قطرے جسم پر پڑے ہوئے چہرہ خون سے سرخ پکار کر آواز دی کہ واری
مین دیکھ رہی تھی مین نے نصف ہی جام پیا تھا جب ہم لوگ گرے تو مہیل گوشے سے
نکلا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ جسکو نیمچہ مارتا تھا برق فرنگی اُسے بچاتا تھا وہ پھر
دوسرے کو ہاتھ مار دیتا تھا آخر کو آپس مین تلوار چلی برق نے اُسکو مار لیا انصاف
تو کیجیے اگر اسکو اطاعت نہ کرنا ہوتا تو اپنے مالکون کو کیون پکڑ لاتا اُستاد اسکے خواجہ
تھے اُنکو بھی گرفتار کر لایا اور آپ کو تو اسنے بہت بچایا کئی مرتبہ مہیل نے ارادہ کیا
مگر برق نے للکار کر کہا او مہیل یہ معشوقۂ خداوند ہی آسمان سے شعلہ گریگا کہ جل جائیگا
تب مہیل برق سے لڑنے لگا ورنہ وہ بھی چاہتا تھا کہ پہلے آپ کو قتل کرے آیندہ
حضور کو اختیار ہو جو لونڈی نے دیکھا وہ بیان کیا حقیقت مین یہ بڑا خیر خواہ ہو کیا کیا
اسنے مہیل کو سمجھایا کہ ای مہیل اگر میرا دشمن ہو تو سر کاٹ لے مگر ملکۂ عالم کو نہ ہاتھ لگا
اُنکے دیدار سے میری آنکھین روشن ہوتی ہین تو اس نقشے کو مٹاتا ہو مجھکو خداوند
جمشید ثانی کا خوف نہین ایسا نہ ہو مجھکو گدھا بنا دین یا جہنم مین پھینکوا دین اسکا تو

خوف کر جب اسنے یون ڈرایا تب مہیل ڈرکا کہتا جاتا تھا ای برق بے قتل کیے مجھکو ہرگز
نہ چھوڑونگا مین چپکی پڑی سن رہی تھی مگر خوف سے نہ بولتی تھی کہ ایسا نہ ہو مجھپر بھی پیچھے کا وار
کرے گل اندام نے کہا او گلبدن تیرے کہنے سے اب مجھکو تسکین ہوئی حقیقت میں
جگہ رشک کی ہو کہ مین نے برق فرنگی کو موتیون کا مالا دیا انھین باتون پر جلا ہوگا
اور کنیزون کو بیدار کیا جس نے لاشہ مہیل دیکھا لاش پر اسکی تھوکنے لگین اتنی کنیز
واری آج بڑا انگھرام قتل ہوا ہم سب کو ستایا کرتا تھا بڑا بدنگاہ تھا ایک نے کہا ہوا
مجھکو معافی کہتا تھا ایک نخل کے نیچے مین کھڑی تھی ادھر سے یہ نگوڑا آیا دست درازی
کرنے لگا مین نے کہا ای تو مجھکو معافی کہتا ہو اور یہ ارادہ بیجا کرتا ہی تو نگوڑے نے
جواب دیا کہ جیسا موقع ہوتا ہو ویسا کہ دیتے ہین تم معافی کہنے سے خوش ہوتی ہین
اب تو سب کنیزین مہیل کی برائیان کرنے لگین وہ کنیز جسنے پہلے گواہی دی تھی اسنے
برق کے چٹکی لیکر کہا ای برق یہ موتیون کا مالا ضایع نہ کرنا برق نے کچھ جواب نہ دیا
بلکہ آنکھین پھیر کرکے لگا کہ اکثر یہ مالا لندن جائیگا وہانکے بنک مین رکھدیا جائیگا
کئی سو روپیہ بیاج ملیگا اتنی مدت مین ایک چیز بن ہو تو آپ اسے بھی تاکتے ہین خیر
اپنا رنگ جمائے خواجہ یہ کہکر بیٹھے برق نے حکم دیا ہان یارو بارگاہ کو صاف کردو
لاشے وغیرہ پھینکدو ایسا نہ ہو کوئی اور برائی درپیش ہو حضور میرا مرتبہ زیادہ
کرین ان لوگون کو رشک پیدا ہوتا ہو آج بڑی ساعت نیک تھی کہ حضور بچگئین
اب تو گل اندام نے بڑی برق فرنگی کی قدر کی کہا دیکھو صاحبو اتنی مدت کا نوکر اسکو
پھر رشک پیدا ہوا اگر قدرت نے تقدیر برکے ہاتھ سے برق کے قتل کرایا کنیزون نے
کہا واری قدرت کو ہر وقت خیال رہتا ہوگا کہ منظور نظر میری زبان ہو نہو اتنا قتل
کرڈالا مگر برق فرنگی پھر چٹک باتین بنانے لگا کہتا ہو ای ملکہ عالم اگر مہیل مجھسے
یہ سولہ بیت لیتا تو موتیون کا مالا اسی کو دیدیتا آپ سے اور لیتا اور اب کیا نہ لونگا
انصاف کیجیے کہ مین نے جان بچائی گل اندام نے یہ سنکر ایک یاقوت احمر کا زیب گلو تھا وہ اتار
برق کو دیا کہا ای برق فرنگی یہ تین لاکھ روپیہ کا ہو اگر لندن جائیگا تو وہان چار پانچ

لاکھ کو بکیگا برق ہنستا ہی اور خوشیان کرتا ہی کہتا ہی دیکھو صاحبو یہ ایسی شاہزادی کہ مجھ
ایسے فقیر کو نہال کر دیا مگر جی مین کہتا ہی کہ اُستاد اس کنٹھ کو چھیڑ رہینگے اتفاقاً معمار جادو مصاحب
جمشید کہ پہرا سے سیر نکلا تھا اسنے آسمان سے دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی بارگاہ زربفتی
اُستادہ ہوا ہی مین ملکہ گل اندام ٹہل رہی ہین اور مہتر برق فرنگی پیچھے پیچھے پھر رہا ہی معمار
گل اندام پر مدت سے عاشق ہی برق کو دیکھکر گھبرایا جی مین کہتا ہی یہ شاگرد عمرو ہی
اسکے گل اندام کے میل سے کیا کام ہی چلکر ملکہ کو سمجھا دون کہ اسکو صحبت مین نہ جگہ دیجیے
یہ فساد برپا کریگا اسنے ہوشربا کو تہ و بالا کر دیا تھا افراسیاب ایسا ساحر اپنی زندگی سے
تنگ تھا یہی چاہتا تھا کہ اسکو قتل کرون مگر نہ کرسکا آخر خود قتل ہوا فتنۂ نور افشان
مین حیرت جادو نے کیا کیا کوشش کی انہیں میان چالاک عاشق تھے طلسم سے
حیرت کو نکالا ایسی عیاریان کین کہ آخر حیرت بھی مسلمان ہوگئی اور خود اپنی زبان
سے اقرار کیا کہ چالاک سے میرا عقد کر دو انکی کیا حقیقت ہی یہ سوچکر اُترا گل اندام
کو سلام کیا پوچھا اے ملکۂ عالم کس کام کو آئی ہو گل اندام نے بیان کیا کہ برا سے مقابلۂ
مسلمانان آئی ہوئی ہون معمار نے پوچھا یہ عیار کون ہی گل اندام نے کہا اے معمار
یہ میرا جان بخش ہی طفیل میرا پرانا نوکر اسکو ایسا رشک ہوا کہ میرے قتل کرنے کو چلا
تھا مگر اسنے بچا یا اگر یہ نہ ہوتا تو میری جان نہ بچتی اور قدرت نے بھی تقدیر کی کہ
مین بچگئی معمار نے کہا اے ملکۂ عالم اس مین بھی کچھ مکر ہی مین اسکو گرفتار کرکے بخدمت
خداوند لیجاؤنگا آپ کے پاس اسکا رہنا بہتر نہین آپ نہین جانتی ہین یہ عیار بڑے
بڑے فتور کرتے ہین دوست بنکر دشمنی کرتے ہین اب آپ تامل فرمائیے مین اسکو
ضرور لے جاؤنگا مین نے جسوقت سے دیکھا ہی دل کانپ رہا ہی اور یہی خیال آتا ہی
کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کے ساتھ کوئی فتور کرے گل اندام نے کہا مین تو اسکو اپنے سے
جدا نہ کرونگی جا کر کرے مین دیکھو عمرو و سعد شہریار و صاحبقران نامدار سب کو
پکڑ کے قید کیا ہی بھلا ان لوگون پر کسی کی مجال تھی کہ ہاتھ ڈال سکے جبر جو معمار کہتا ہی ملکہ
سفارشین برق کی کر رہی ہین آخر معمار نے کہا مین حاضر رہونگا جو یہ مکر کریگا اُسکا

نشان آپ کو دونگا تب اسکو گرفتار کرونگا ملکہ نے کہا اے بہر تم کہین رہو مین تو خود
آمادہ ہون کہ یہان سے کوچ کرون اور رستہ بارہ میثاق مین جاؤن تاکہ میثاق گرفتار
ہو جائے کہ وہ سب ساحرون کا سرتاج ہے اور کل پرسون ان سبکو قتل کرونگی کہ یہ ایسے
دشمنان بزرگ دستیاب ہوئے ہین کہ جنکے قتل پہ خاتمہ ہے غرض معمار نے اپنی
بارگاہ استادہ کرائی اور بڑا اخیال یہ ہے کہ مین بات سے اسپہ عاشق ہوا ہون شاید طلب
مجھے اپنے رفقا سے یہ باتین کررہا ہے بعد جانے معمار کے گل اندام نے کہا اے برق
تمنے دیکھا کہ معمار کسقدر تاکید کرتا تھا برق نے کہا مین تو راضی ہون اگر کسی بات
مین میری خطا پایئے تو قتل کر ڈالیئے مین آپ کے ہاتھ سے قتل ہونگا تو میری نجات
ہوگی میرے واسطے شربت ہوگا بہشت مین چین کرونگا جس قصر مین جی چاہیگا رہونگا
جو کوئی اعتراض کریگا جواب دیلونگا بہشت والے بھی میری قدر کرینگے مجھکو یہ افتخار
حاصل ہوگا کہ معشوق قدرت نے مجھکو بھیجا ہے اگر حکم ہو تو معمار سے جا کر ملاقات کرون
مجھپر جو انکو غصہ ہے انکے دل سے گمان نکالون ایسا نہ ہو کسی وقت مجھپر کوئی الزام
رکھین گل اندام نے کہا اے برق فرنگی معمار تو صاحب خداوند ہے اگر خداوند بھی
کہین تو مین تمکو برا نہ جانون تمنے وہ کار نمایان کیا کہ میرے دل مین جگہ ہے برق
گل اندام کو راضی کرکے اٹھا قریب بارگاہ معمار آیا معمار کو خادمون نے خبر دی
کہ میان برق آتے ہین معمار بارگاہ سے باہر نکل آیا پکار کر کہا میان برق کدھر آئے
برق نے کہا اے معمار بڑے صاحب نصیب ہو دیکھئے کیا ہے معمار نے پوچھا کیا ہوا
برق نے کہا تمھارے بڑے مرتبے ہین تمھارے آنے کے بعد ملکۂ عالم نے فرمایا
کہ اب مجھکو کیا خوف ہے میرا عاشق صادق آگیا اب میرا کوئی کیا کرسکتا ہے مجھکو الگ
بلا کر کہا کہ اے برق فرنگی جو کام کرنا معمار سے پوچھ لینا وہ میرا خیر خواہ ہے معمار نے
کہا اے برق سچ کہو برق نے کہا ملکۂ عالم کے سر کی قسم کھاتا ہون معمار خوش ہوگیا
برق نے کہا یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہماری بارگاہ آج الگ استادہ ہو اور ایک بات
اور کہی ہے کہ اسکو سامنے نہین کہہ سکتا اگر اٹھ چلیے تو بیان کرون معمار تو مدت سے

گل اندام پر جان دیتا ہے یہ فقرہ سنکر خوش ہو گیا اپنی بارگاہ سے اٹھا برق لگا کہنے چلا
قدم بقدم بیان کرتا جاتا ہے کہ ملکہ آپ ہی کا ذکر کر رہی ہیں مجھسے یہ بھی فرمایا تھا کہ دربار
خداوندی میں میں نے کبھی اُنسے کلام نہیں کیا مگر اب یہ مقام معقول ملا ہے وہ دیکھو گوشہ
لشکر پر بارگاہ استادہ کرائی ہے اسی میں جلسہ ہوگا اگر جیو ملکہ سے وصل ہو تو ہمکو نہ بھول جائیگا
معمار بالا مال محبت ہے جواب دیتا ہے کہ اے مہتر برق فرنگی تمھارا وہ مرتبہ کروں کہ بڑے
بڑے شاہ رشک کریں قدرت کے سامنے تمھاری تعریف کرونگا میں نے جو تمھاری
برائیاں کہیں اُسکا برا نہ ماننا مجھکو منظور یہ تھا کہ میں بھی یہاں رہوں مدت سے جان
دیتا ہوں اور یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا برق نے کہا ابھی وہ خود آپ کے واسطے
بیقرار ہوا کرتی فرماتی تھیں آج کا دن پہاڑ ہو گیا دیکھیے کب شام ہو کنیزوں کو حکم مل رہا ہے
تنہائی کے شیشے میں گلاب پان وغیرہ لے چلو مجھسے پوچھا تھا کہ اے برق تمھارا آنا ضرور
نہیں سکے ہمارے عاشق کو خوب راضی کرنا میں نے نئی نئی غزلیں یاد کی ہیں آپکے
سامنے گاؤنگا گانا تو میں کیا جانتی ہوں مگر دل بہلاؤنگا ایک مقام پر گھبرا کر کہا او غضب
ہوا ملکہ خود آتی ہیں معمار پلٹا برق نے حلقہ کمند کے گلے میں ڈالدیے گر کے جھٹکے
دیا بے مار معمار چیخ کھا کر گرا برق نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا ہنگامہ ہو گیا
گل اندام بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ آواز آئی کشتی مرا نام من معمار خانہ ساز بود گھبرا اُسکے
گل اندام نے کہا ارے یہ کیا ہوا کنیزیں واسطے خبر کے چلیں دیکھا برق فرنگی لاشہ
معمار کا کھینچتا ہوا لاتا ہے گل اندام نے پوچھا کہ معمار کیوں مارا گیا برق نے کہا مجھسے
باتیں کر رہے تھے کہ درہ کوہ سے ایک شیر پیدا ہوا میں تو ہاتھ چھڑا کر بھاگ گیا
اُنسے کہا بھاگ چلیے مگر قضا اُنکی دامنگیر تھی میرا کہنا نہ سنا اور بلکہ رہا عالم نہیں معلوم کیا معرکہ
تھا کہ معمار نے سحر کیے مگر شیر نر کا جب قریب پہونچا تو اُنھوں نے چاہا کہ بھاگوں
وہ دوڑ کر کا مار کر آپہونچا ایک چنگل مارا کہ شکم چاک ہو گیا اور نہیں معلوم اُسکے
خون میں کیا بات تھی دستور ہے کہ شیر خون پی لیتا ہے مگر اُنکا خون نہ پیا چیر پھاڑ کر
اپنے اُسی درہ کوہ میں چلا گیا گل اندام نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ اُنکی قضا تھی لیکن وہ کسیکا

سحر تھا اُنھون نے کوئی سحر معقول نہ کیا اُسنے قریب آکر خاتمہ کر دیا برق نے کہا جب تھیلا
مجھکو افسوس آیا کہ ابھی تو یہ باتین کر رہے تھے ابھی جنگل مین مردہ پڑے ہین یہ شکل لاش
کھینچکر لایا لگا ای ملکۂ عالم بڑی خیر ہوئی اگر یہ دن کو نہ مارے جاتے تو رات کو حضور
کے ساتھ فتور کرتے مین نے جو دل دہی کر کے پوچھا تو یہ فرمایا کہ اس واسطے رہگیا
ہون کہ شب کو ملکہ پر دباؤ ڈالونگا گل اندام نے یہ سنکر جواب دیا کہ ای برق فرنگی
یہ شبیر نہ تھا قدرت کا سحر تھا نیت مین انکی بدی تھی قدرت نے تقدیر کر کے شبیر کو ردہ آ
کیا جو میرے ساتھ برائی کریگا ارادہ کریگا اُسکا یہی حال ہوگا برق توبہ توبہ کرنے
لگا کہا ای ملکۂ عالم اب انکی ارتھی بنوا لیجے تاری کو جلا دیجے گل اندام نے حکم دیا
ارتھی بنکر تیار ہوئی لاشۂ معمار ارتھی پر لٹایا ایک تافتہ بر رنگ زرد اُڑھایا چار بند
باندھکر کنیزون نے لاشہ اُٹھایا لیکن چلین برق نے آواز دی اس زر درد کو تو لیے
جاتی ہو کچھ منھ سے بھی بولو یہ سنکر کنیزون نے جو لات و منات کی بولی اور پکارکے
کہا یا سامری و جمشید یہ سوختہ جگر تمھارے پاس آتا ہے چند فاصلے پر کنارے ایک صحرا
کے لاشہ لیکر پہونچین جنگل سے لکڑیان وغیرہ چنکر مردے کو جلا کر واپس آئین اب برق
کو اطمینان ہوا کہ یہ بھیا عیاری نہ کرنیدیا ملکہ سے کہا ای ملکۂ عالم اب فرمایے کہ اسکا سوگ
رہیگا یا جشن ہوگا گل اندام نے کہا شمع پر سیکڑون پروانے جل جاتے ہین کون
سوگ رکھتا ہے ویسے ہی اس بھیا کے لیے بھی ہوا کہ اپنی آگ مین آپ جلا کہان
جاتا تھا کس فکر مین آیا شیر نے چیر پھاڑ کر پھینکدیا یہ معاملہ خداوند سے بیان کرونگی
قدرت بھی فرمائینگے کہ اُس بدنیت کے لیے شیر صحرائی کو حکم دیدیا کہ اسکو سزا
ملے لہذا خاتمہ ہوا برق نے عرض کی آج پہلو سے صحرا پہ بارگاہ و استاد کرایئے اور
جلسہ جایئے میرا گانا سنیئے مگر جوڑا بھاری پہنکر چلیے زیور سب مین لیجیے کہ جسمین
کوئی اچھی چیز گاؤن تو انعام دیجیے ایک خواص یہ سنکر بولی کہ میان برق فرنگی آج
مین بھی کچھ گاؤنگی مین سوتی تھی قدرت آکر کمال دیگئے اب گانا سنیے یہ کہکر وہ کنیز سامنے
بیٹھی برق فرنگی نے پہچان لیا کہ آشنا ہے دل مین کہا میرا بھیا نہین چھوڑنے یہ مال

وہ لینے دیکھنے مین سمجھا تھا چلے گئے گر موجب وہین خواجہ نے گنگنا کر تانین مارنا شروع کین
کچھ اشعار عاشقانہ اس طرح سے گانے لگے گل اندام بہت محظوظ ہوئی اور بہت کیفیت ہوئی نظم

دل تو کہتا ہی کہ چل کوچۂ جانان کیطرف
حکم وحشت یہ ہی کہ عزم بیابان کیطرف

ایسی نفرت ہو اگر خاک بھی ہو جاؤن مین
اڑ کے جاؤن نہ کبھی کوچۂ جانان کیطرف

گلعذار دیدہ ہوئی تجسے مجھے بیزاری
آنکھ اٹھا کر کبھی دیکھون نہ گلستان کیطرف

خشک ہو جائے خدایا دہن شانہ کیطرح
ہاتھ جائے جو مرا کاکل پیچان کیطرف

کور ہو جاؤن نظر آئے نہ پھر کوئی شی
جائے گر میری نگہ عارض تابان کیطرف

جادہ ہو جائے مرے پانون مین زنجیر جنون
گر اٹھاؤن مین قدم کوے حسینان کیطرف

ہر مژہ خار مری آنکھون مین ہو جائے یہین
گر مین دیکھون کسی محبوب کی مژگان کیطرف

قبض ہو جائے مری روح بھی یوسف کیطرح
دھیان آئے جو ترے سیب زنخدان کیطرف

ضعف سے طاقت رفتار نہین ہو ناسخ
دیکھون حسرت سے نہ کیون خار بیابان کیطرف

برق فرنگی گانے کی تعریفین کر رہا ہی اور خواجہ دل توڑ توڑ کے گا رہے ہین کہ یکایک
روشن چوکی کی آواز آئی گل اندام نے کہا معلوم ہوتا ہی ہمارے لیے خاصہ آتا ہی
برق نے گانے کو منع کیا خواجہ خاموش ہو رہے برق نے جھٹ پٹ دسترخوان بچھا
خوان کھانے کے دروازے پر موجود تھے فوراً منگوا کر دسترخوان پر چنے مگر چوری
چھپی آنکھ بچا کر بیہوشی ملا دی اسطرح کھانے کو درست کرکے چن دیا گل اندام آکے
بیٹھی ساتھ کی کھانے والیان بھی آئین برق سب کے آگے کھانا رکھتا جاتا ہی ملکہ بلا
تکلف کھانے لگین اور مصاحبین بھی کھا رہی ہین کھاتے کھاتے جو بیہوشی کی تاثیر
ہوئی ایک نے کہا بوا بڑے بڑے نوالے نہ کھاؤ اسنے جواب دیا کہ بڑا نوالہ تمھ کھاتی
ہو ایک نے دوسری کا دوپٹہ تھاما اسنے اسکے بال پکڑے آپس مین خوب کشتی ہوئی
دونون گر کر بیہوش ہوئین گل اندام جب کھانا کھا چکی تو جوش مین یہ کہتی ہوئی اٹھی
کدارے بیسن لاؤ کنیز نے بیسن دیا بیسن لیتے لیتے لڑکھڑا کر بیہوش ہو کر گری برق نے
نعرہ کیا خواجہ نے پھر بڑھکر ہاتھ برق کا تھام لیا کہا اے برق فرنگی گھڑی گھڑی ایسے

جمشید نے کہا کسی جادوگر کو بلاؤ کہ جا کر برق کو لاوے پھر کنیزین بموجب حکم کتاب لائین اُس مین
بھی دیکھا یہی مضمون تھا کہ کل تمام بہا ہے قتل مسلمانان جائیگی مگر دام مین برق فرنگی کے
پھنسنے کی آخر وہی قتل کریگا جمشید ثانی نے اُس ورق کو پھاڑ کر کہا ایسا بیہودہ نجومی تھا کہ
اُسی نجوم سے حکم لگاتا تھا مین علم کہانت کو دخل نہین دیتا تمام امورات تقدیر کر لیے پر موقوف
ہین تقدیر کے زور سے خدائی کرتا ہون یہ ذکر تھا کہ ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا جمشید نے کہا
لو رکن طلسم بہزاد قوی بازو آتا ہی کہ عقل مین بھی طاق ہی فنون سپاہ گری مین بھی مشتاق ہی
کہ ابر پھٹا ایک ساحر تخت پر سوار تاج زبرجدی سر پر رکھے ہوے بہ شوکت تمام آکے
پہونچا پشت پر کئی ہزار ساحر بہزاد نے آکر سلام کیا برا سے سجدہ جھکا جمشید نے پشت پر
ہاتھ رکھا پوچھا کہ ای بہزاد کیونکر آنیکا اتفاق ہوا بہزاد نے کہا یا خداوند جنگل مین شکار
کھیل رہا تھا ایک شیر صحرائی جنگل سے نکلا مین نے اُسکو تیر مارا نشانہ اُسکا نشانہ ہوا
شیر نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای بہزاد کیون سرکشی کرتا ہی برا ہے دفا بادشاہ مسلمانان
جا طلسم کا خاتمہ ہو رہا ہی غلام سمجھا کہ آپ کی تقدیر کی تاثیر ہی کہ شیر صحرائی مثل انسانونکے
باتین کر رہا ہی جمشید ثانی نے کہا ایسی تقدیرین تو قدرت بہت کرتے ہین ای بہزاد
تیرے نام پر فتح لکھی ہی میثاق کوہ گردان کہ میرا وزیر اعظم تھا شریک مسلمانان ہوگیا
وہ راستے بتاتا ہی بہزاد نے کہا مین سب سے سمجھ لونگا کچھ فوج اور دیجیے کہ مین شکار
کھیلتے مین پلٹ پڑا ہون اگرچہ فوج کی کچھ ضرورت نہین مگر حریف کو خوف ہوتا ہی جمشید نے
حکم دیا فوج بے حساب فوج کش ہی جسقدر چاہو ہمراہ لے لو اور دفاع بادشاہ حمزہ مین جاؤ کیونکہ
طلسم کشا تو آج کل فکر مرحلہ ہفتم مین ہین ساری فوج اسی مقام پر ہی حمزہ سب کا افسر ہی
بہزاد نے کہا مین جاتا ہون تین لاکھ فوج ساتھ لی لشکر کو خوب آراستہ کیا سپہ سالار اپنا
جنگ آزما و ساحران یکتا علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے منزل بمنزل
جاتا ہی ایک صحرا مین جا کر اُترا بارگاہ استادہ کرائی ٹہلتا ہوا باہر نکلا سیر صحرا دیکھ رہا ہی
چونکہ رات چاندنی کی ہی طائر اکثر آشیانون مین چہک اُٹھتے ہین گل خود رو کی بہار جنت ہی
حقیر پر تقصیر عرض کرتا ہی شعر طرح مشاعرہ مالک مطلع زشت جنون بین ہی گل خود رو

جمال کا مشتاق تھا اسطرف سے آیا میر لشکر سے کہدیا تھا کہ طرف سے کوہ فیروزہ کے
چلو میری خوش نصیبی کہ اسطرف آ نکلا زیارت سے آپ کی مشرف ہوا یقین ہو آپ اپنے
مشتاق کو سرفراز فرمایئے مین بھی کسی خدمت سے گردن تابی نہ کرونگا چاہتا ہون مجھے
چاکران کمترین مین تصور فرمایئے جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا کبھی کسی حکم سے منھ نہ پھیرون گا
فیروزہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ تو فرمایئے کہ کہانکا ارادہ ہو بہزاد نے کہا برائے
مقابلہ مسلمانان جاتا ہون اور سعد شہریار کی تلاش مین ہون فیروزہ نے کہا ای بہزاد
طلسم کشا سامنے آتے ہورہے ہین زندان خانۂ طلسمی فتح کیا ہو کئی سو تاجدار رہا کیے
سرکوہ سے دیکھو کہ قبۂ بارگاہ زربفتی معلوم ہوتا ہو میرا ارادہ تھا کہ جاؤن اور جا کے
گرفتاری کی تدبیر کرون مگر سرو ابرون نے منع کیا کہ زمانہ انقلاب مین ہو جانا بہتر نہین
اسوجہ سے جانا میرا معطل رہا مگر جب تم چلے ہو تو مین بھی تمھارے ساتھ چلونگی بہزاد
باغ باغ ہوگیا جی مین کہتا ہو یہ خوش نصیبی میری کہ ملکہ فیروزہ میرے ساتھ چلنے کو کہتی
ہین وہ نہین کہ بس کا جاتا کتنی بڑی بات ہو جاتے ہی طبل جنگی بجواؤنگا سحر سے زمین کو
ہلا دونگا مجھے کون اٹھا سکیگا اور فیروزہ پہ قبضہ کرلونگا وہ خاطر مین کرون کہ خود ہی راضی
ہو جاوے صاحب ملک و مال ساحرۂ زبردست اگر اسکے ساتھ تھوڑی پھر گئی تو پھر
سب مجھسے دبین گے مشہور ہو جائیگا کہ فیروزہ انکی زوجہ ہو اسلئے نہ بولو ورنہ اپنی
جورو سے کہدینگے تو قیامت برپا ہوگی دل سے باتین کرتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پھر
ساقی سیمبر نے لاکر جام و پیالے اندیشۂ انجام پی گیا جب دو چار جام پیے نشے مین
بلبلانے لگا یہی سوچ رہا ہو کہ ملکہ سے عرض کرون کہ مین تابعدار ہون آپ جانتی ہین
کہ کوہ تصویر میرے قبضے مین ہو کئی تاجدار مجھکو خراج دیتے ہین مگر جاہ و جلال ملکہ
فیروزہ کا دیکھکر نہ کہہ سکا خاموش بیٹھا ہوا اور گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہو ٹھنڈی سانسین
لیتا ہے کبھی عرض کرتا ہو اے ملکۂ عالم کوہ تصویر دیکھنے کے لایق ہو آجکل تو اس بہار پر ہو
کہ فصل برسات کھیت سرسبز و شاداب زراعتین لاجواب چشمے پانی سے بھرے ہوے
آبشاران سمت و خیر کرتے ہوے نکلتے ہین عجب کیفیت ہوتی ہو وہان شکار کھیلیے

آہو متعدد ملینگے اور دیگر شکار بھی بے حساب ہر جہت تا حد ارکے بیچ سے خراج گزارین
دہ جا بجا دوڑین کرینگے بڑی کیفیت ہوگی دو چار روز صحرا مین سیر کیجیے پھر کوہ تصویر
پر چلیے کوہ تصویر پر بڑی کرامت ہے ایک دیوتا ہے سامری کی آنکھین تمام پتھر کی تصویر
مثل انسان کے باتین کرتی ہے وہان چلکر مراد مانگیے یقین ہے کہ فوراً مراد حاصل ہوگی بلکہ
پہلے وہین چلیے پھر مقابلہ اسلامیان مین چلینگے فیروزہ نے کہا آپ نے کوہ تصویر کا
بہت مشتاق کیا ہے ضرور چلونگی پر اسے فتح جنگ قدرت سے عرض کرو دیکھو کیا حکم
ہوتا ہے مین بہت دنون سے اسکی مشتاق تھی کہ کوئی مقام مقبول ملے تو مین وہانکی زیارت
کرون اور فتح جنگ کی خواہش کرون اگر قدرت حکم دینگے تو لڑائی فتح ہو جائیگی ورنہ
مشہور ہے کہ جو ساحر مقابلہ اسلام مین جاتا ہے وہ ہاتھ سے سعد کے مارا جاتا ہے انکے پاس
لوح طلسمی ہے اور لوح کے نقطے آپ سمجھتا نہین کرتا تو ساحر کیا کرے جب قدرت حکم
دینگے تو اوسکی تدبیر ہوگی رات بھر یہی باتین رہین صبح کو بہزاد مسلح ہوا کہا ملکہ چلیے سوار
ہو جیے سب مرادین حاصل ہونگی طلسم کا بچانا ہماری تمھاری ذات پر موقوف رہا
اہل طلسم دعائین دینگے کہ ہم سب کو بچا لیا فیروزہ نے کہا ٹھہرو مین اسباب سفر درست
کرلون لباس کو تبدیل کرلون تو چلون دوسری بارگاہ مین جو فیروزہ آئی بہزاد نے
کہا واری تمنے جو خیال کر کے دیکھا تو بہزاد کا یہ ارادہ تھا کہ دم بدم کوہ تصویر پر پہنچے
جاتا ہے وہان جا کر سوال وصل کریگا فیروزہ نے جواب دیا کیا مجال ہے مین بھی اسکے
خیال کو سمجھے ہوے ہون کیا سہل بات ہے مجھسے کوئی سوال کرے اور مین جواب
نہ دون یقین ہے کہ سوال کر کے بہت پچھتائین گے ہین کیا کسی بات مین اسکے
ہم ہون اگر ایسا کرینگے تو بہت پچھتائین گے ہرچند کنیزون نے سمجھایا مگر فیروزہ نے
نہ مانا ... کنیزون ساتھ لین تخت پر سوار ہوئی بہزاد نے طرف کوہ تصویر کے اوج
لیا ایک قلعے کے روبرو پہنچا قلعہ دار وہانکا سرزنش جادو خبر سنکر نکل آیا بہزاد کو پیام
دیا کہ آج ... نوش کیجیے تو آگے بڑھیے بہزاد نے اقرار کیا سرزنش نے
خواصون کو حکم دیا کہ واسطے کل فوج کے کھانا تیار کرو آپ بارگاہ مین آیا سرزنش نے

فیروزہ کو دیکھا خادمون سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہین خادمون نے بیان
کیا کہ یہ بادشاہزادی کوہ فیروزہ کی ہین سرزنش پہلو مین آکر بیٹھا فیروزہ کو بہت ناگوار
ہوا بہزاد کے کان مین کہا کہ کیون ای بہزاد اسی واسطے ہمکو لائے تھے کہ تمھارا اغوا جگر آ
آکے ہمارے پہلو مین بیٹھ گیا بہزاد اپنے دل مین سمجھ گیا کہ ملکہ مجھپر عاشق ہین جب تو
مجھ سے فریاد کی یہ سوچکر سرزنش سے بگڑکر کہا کہ میرے پاس آکر بیٹھو ای سرزنش بڑے
بے ادب ہو یہ نہ سمجھے کہ کوئی شاہزادی بیٹھی ہے مین تمھارا املاک تمسے نکال لونگا سارا
ادب قاعدہ بھول گئے سرزنش نے جواب دیا کہ پہلے تو مین سمجھا تھا کہ ملکہ کو تمسے توسل
ہے بعد کو معلوم ہوا کہ براے سیر کوہ تصویر آئی ہین مین تو جہان بیٹھا وہان بیٹھا آپ کیون
بگڑتے ہین بہزاد نے کہا اسی مین بہتر ہے کہ ہٹ آؤ ورنہ فساد بڑھیگا سرزنش نہ اٹھا
بہزاد نے ہاتھ پکڑکر کھینچا سرزنش نے قبضے پر ہاتھ ڈالا آپس مین تلوار چلنے لگی فیروزہ
نے جو دیکھا کہ دونون مصروف جنگ ہین بہزاد چاہتا ہے سرزنش کو مار یون مگر سرزنش
چھوٹ نہین کھاتا فیروزہ تاجدار نے کارد جدولی سے نکالی سحر کرکے پھینک ماری کہ
سرزنش کے سینے کو توڑکر پار گذری بہزاد نے ملکہ کے ہاتھ چوم لیے کہا ای ملکہ عالم
کیا کار نمایان کیا ہاتھ پکڑکر ملکہ کو بٹھایا ساقی بچے آکر موجود ہوے دور جام چلنے لگا
بہزاد نے اشارہ کیا ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ سامنے آکے یہ
اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

ہو بجا گر خط غبار رو سے آتش ناک ہے — آگ مین پڑ جائے جو شی ایکدم مین پاک ہے
ہجر مین کیا باغ جاؤن دل مرا غمناک ہے — گل نظر مین شعلہ ہے گلبن خس و خاشاک ہے
آج تیرا جسم ہے اور کیسہ و لاک ہے — خاک مین گل جسم کیا سر آتشخوان بھی خاک ہے
گو بدلتا ہے لباس اپنا تو دن مین کتنی بار — گل کے اترنگی جو تیری آخر یہی پوشاک ہے
عشق اسکی جامہ زیبی کا ہے کچھ سود نہین — مثل گل یان جیب پیراہن جنون صد چاک ہے
آگے افتادون کے عالی منزلت ہوتے ہین پست — دیکھ ہریالی کے نیچے گنبد [illegible] ہے
عالم بالا سے ہم بدست پاتے ہین جو رزق — اپنے آگے آسمان ایک دار بستہ تاک ہے

تیرے آگے رنگ گلشن ہو گیا ایسا سفید / جیب ہر گل مثل جیب صبح صادق چاک ہو
سوسے مژگان ہوگئے پانی مین رہنے سے سفید / انتہا رونے کی کچھ اے دیدۂ نمناک ہو
گو بظاہر خاک کے پتلے ہین سب یکسان مگر / کوئی ہو اکسیر آئین اور کوئی خاک ہو
ہو یہی حسرت کہ پہونچون اڑکے کوے یار مین / بعد مردن خاک مین بھی مجھکو راحت خاک ہو
ہون سوار توسن معنی زمین شعر مین / صید مضمون جو ہو تازہ بستۂ فتراک ہو

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو بہزاد نے جھک کر کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین تمہارا تابعدار ہون سرزنش نے جو بے ادبی کی آخر یاد آگیا مین نہین چاہتا کہ آپ کو آزار پہونچے اب رات زیادہ آئی چلکر آرام فرمایئے مین پائون دبائونگا یہ نہین چاہتا کہ آپ کے پہلو مین بیٹھون تا آپ خود سرفراز کرینگی فیروزہ نے جھلا کر جواب دیا کہ کیون اے بہزاد تم اسیواسطے بہکا ساتھ لاے تھے دیکھو خبردار مین سمجھاتی ہون ایسا خیال کبھی نہ کرنا ورنہ مین چلی جاؤنگی یہ کہکر اٹھنے لگی بہزاد قدمون پر گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم آپ چلکر کوہ تصویر کی سیر کیجیے مین آپ کو جانے نہ دونگا اگر آپ کو ایسا خیال ہو تو مین آپ کی بارگاہ مین نہ حاضر ہوا کرونگا اب تو کوہ تصویر پر چلیے فیروزہ نے بہت جھلا کر کہا اے بہزاد خبردار جو خیال دل مین ہو نکال ڈالو یا شاید یہ ارادہ کرو کہ میرے سوتے مین آؤ تو مین سحر مین تمہے پابہ کمی کا نہین رکھتی جب کبھی تم دباؤ ڈالوگے تو مین سحر کرونگی تمہین دیوانہ کر دونگی بہزاد نے بہت عذر کیا اور دوسرے دن کوچ کیا دوسری منزل پر آکر اترا قلعۂ یلغار قریب تھا یلغار جادو خبر بہزاد کی سنکر قلعے سے نکلا سامان دعوت مہیا کیا رات کو آکر شریک صحبت ہوا سحر مین اپنے یلغارہ کو بڑا دعوی ہو اور پہلوانی مین بھی غرہ رہی یلغار جادو نے جو ملکہ فیروزہ کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا لوگون سے پوچھا یہ شاہزادی کون ہے جنہے کہا یہ شاہزادی کوہ فیروزہ کی ہو فیروزہ تاجدار نام ہو یلغار جہاندیدہ کار آزمودہ ہو اسنے دیکھا کہ فیروزہ خاموش بیٹھی ہو بہزاد سے بھی کلام نہین کرتی خاموش ہو رہا سوچا کہ اگر کچھ کہونگا تو بہزاد کے خلاف ہونگا اسوقت تو اٹھکر چلا گیا اپنے مقام پر آکر

سوچا کہ فیروزہ کو اُٹھا لاؤن پہر رات رہے طائر بنکر آیا قبہ بارگاہ کو چاک کر کے
دیکھا کہ فیروزہ پڑی سو رہی ہو گرد پلنگ کے گلدستے رکھے ہین کاغذ کے طائر بنے
ہوئے اُن گلدستون پر بیٹھے ہین منقارین کھول کھولکر ریچاتے ہین یلغار اُترا اور
سحر کرنے لگا طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی اسطرح غل مچایا کہ سحر یلغار کا کامل
نہ ہونے پایا تھا کہ فیروزہ کی آنکھ کھل گئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بد انجام
کھڑا سحر کر رہا ہی فیروزہ نے کہا ارے تو کون ہی یلغار کو کچھ نہ بن پڑا منھ اپنا چھپا کے
بھاگا فیروزہ سمجھی کہ کوئی فرستادہ بہزاد تھا لیٹی سو گئی یلغار نے پھر قبہ بارگاہ سے
دیکھا کہ فیروزہ غافل سو رہی ہو ابکے مرتبہ یلغار نے آکر پہلے طائرون پر سحر کیا کہ طائرون
نے منقار کھولنا موقوف کر دی یہ سحر کر کے قریب چھپر کھٹ کے آیا سوتے مین سحر کیا کہ
فیروزہ بیہوش ہو گئی یلغار نے کمر مین پنجہ دیا اور لے چلا اپنے قلعے مین آیا ایک
کمرے مین لا کر وہان مین فیروزہ کی سوزنی ایک قفس مین بند کر کے اُسی
کمرے مین بند کر دیا چند کنیزین جو رازدان تھین اُنکو اُسی کمرے مین چھوڑا کہا جب
ہوش آئے تو آب و طعام پہونچانا مین نے زبان مین اسکی سوزنی دیدی ہی سحر نہین
کر سکتی یہ خیال اپنے دل مین کر کے باہر نکلا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا وہان بہزاد جو
صبح کو اُٹھا کنیزان فیروزہ روتی ہوئی آئین کہا ای شہنشاہ عجب معرکہ گذرا کہ ہماری
بی بی کو کوئی اُٹھا لے گیا چھپر کھٹ خالی پڑا ہی اب حضور چلکر دریافت کرین کہ کون
لے گیا بہزاد یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرا گیا کہا غضب ہوا مین اس تدبیر مین تھا کہ شاید
ملکہ کو میرے حال پر رحم آئے یلغار کو تو بلاؤ یلغار جادو کانپتا ہوا آیا بہزاد نے
کہا ای یلغار تمنے سنا کہ کیا قیامت برپا ہوئی کوئی ملکہ فیروزہ کو لے گیا مجھکو نہایت
قلق ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی آزار پہونچے یلغار جادو نے کہا مین تو حضور کی دعوت کے
سامان مین رہا پہر رات رہے آنکھ لگ گئی ہون بہزاد نے کہا تو تلاش کرو مگر یلغار جادو
کا وزیر سمہان جادو وجد اُس مکان مین آیا دیکھا چند کنیزین بیٹھی ہین ایک قفس لٹکا
ہوا ہی اسمین ایک شعلہ جوالہ نہایت حسین و جمیل سر جھکائے بیٹھی ہی مگر آنکھون مین

آنسو بھرے ہوے دل سے اپنے باتین کررہی ہو کہ ای فیروزہ حقیقت مین کیا وقت
خلاف تھا کہ جس وقت ہینے کوچ کیا منزل اول مین وہ سانحہ گذرا اب یہ نوبت ہوئی
کہ بلغار جادوگر گرفتار کرلایا دیکھیے کیونکر رہائی ہو سوہان نے جو جمال بے مثال دیکھا پسینہ
آگیا قلب تھرا گیا ٹہلتا ہوا قریب قفس کے آیا کنیزون نے منع بھی کیا کہ قریب قفس کے
نہ جائیے ایسا نہو کہ مالک کے خلاف ہو سب سے چھپا کر یہان قید کرگئے ہین اور منع
کرگئے ہین کہ کسیکو آنے نہ دینا آپ چلے آئے اُنکے نفس ناطقہ ہین مگر اسنے بات نہ کیجیے
سوہان نے کنیزون کو جھڑک دیا قریب قفس کے آکر پوچھا کہ ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی
و اسم گرامی کیا ہی اور یہ کیا معرکہ ہوا کہ آپ گرفتار ہوئین فیروزہ نے اشارہ کیا کہ میری
زبان مین سوزن ہو مین کلام نہین کرسکتی سوہان نے کہا اگر آپ مجھکو قبول کرین تو
مین آپ کو نکال لے چلون اگر بلغار پوچھینگے تو مین جواب دے لونگا ملکہ نے
کچھ جواب نہ دیا سوہان نے قفس اُتار لیا جوش محبت مین قفس لیکر چلا کنیزون نے
پکار کر کہا کہ ای سوہان یہ تم اچھا نہین کرتے ہو سوہان نے کچھ جواب نہ دیا اور
پر پرواز پیدا کرکے اُڑا مگر حیران ہو کہ ای سوہان قفس کہان لیجاؤن اس سوچ مین
قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا اُس درے مین قفس رکھکر پتھرون سے چھپا دیا اور
وہان سے نکلا مگر خاموش کہ کیا کرون یہ تو اِس سوچ مین جاتا ہو مگر اُس درۂ کوہ کی
مالک سکان جادو ہو کہ جو براے سیر نکلی ٹہلتی ہوئی اندر درے کے آئی آکر دیکھا
کہ ایک مقام پر پتھرون کا انبار لگا ہوا ہی ایک پتھر کو جو ہٹایا دیکھا ایک قفس آہنی مین
ایک نازنین بند ہو قفس اُٹھا لیا اپنے پہاڑ پر لائی پوچھا ای ملکۂ عالم آپ کون ہین آپکو
کسنے قید کیا ملکہ نے رو کر اشارے سے کہا مجھ بدنصیب کا حال نہ پوچھو کاش کہ میری
صورت اچھی نہ ہوتی جو دیکھتا وہ نفرت کرتا مین اِس بلا مین تو نہ پھنستی اُسنے پوچھا
آپ کا نام نامی کیا ہو ملکہ نے گھبرا کر کہا مین بدنصیب مشتاق کوہ تصویر قلعۂ فیروزہ نگار
کی حاکم ہون اور نام میرا فیروزہ تاجدار ہی نام سُنکر وہ ساحرہ قدمون پر گر پڑی
اور کہنے لگی کہ حضور ہمارے بزرگون کو آپ کے بزرگون سے یہ نعمت ملی ہی ہمارا

خراج آپ ہی کے قلعے مین جاتا تھا مگر جب سے جمشید ثانی نے اپنی خدائی جاری کی اُسدن سے
اب قصر ہفت رنگ مین جاتا ہو آپ کا کیا ارادہ ہو ملکہ نے کہا میرا ارادہ یہ ہو کہ کوہ تصویر
دیکھون اور جیو دیرا اُسپر بنا ہو اُسمین تصویر سامری ہو اُس سے مراد مانگون شاید قبول ہو یا نہ
قبول ہو مگر اب تو اس ہیر پھیر مین پڑگئی ہون دیکھیے اِس بلا سے کیونکر رہائی ہو سکان نے
جلد ہی قفس کھولا ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی ملکہ نے قید توڑ ڈالی
نگرسکان نے فورًا اسباب عیش و نشاط مہیا کیا جام ارغوانی گردش مین آیا اور صدا سے
نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہوئی نگرسکان ایک ایک سے کہرہی ہو کہ صاحبو انکی جو خاطر
کروہ جا سے ہو اِنکے بزرگون کی وجہ سے مجھے سلطنت ملی ہین انکی کیونکر نہ خاطر کر دن
مگر وہان یلغار جادو شہزادے سے وعدہ کرکے اُٹھا کہ مین ڈھونڈھنے جاتا ہون قلعے مین آیا پچھلے
گھر سے مین پہونچا کنیزون سے پوچھا کنیزون نے کہا آپ کے وزیر اعظم آئے تھے وہی
قفس لے گئے یلغار جادو یہ سُنکر جھلایا ہوا باہر نکلا کہ دیکھا سے ہان جادو وزیر میر صحرا
سے پلٹا ہوا آتا ہو مگر سوچ مین ہو کہ مین کیا جواب دونگا مین نے یہ بُرا کیا کہ کنیزون کے
سامنے لایا اگر پہلے سے جانتا تو کنیزون کو بیہوش کر دیتا کہ یلغار جادو نے پکار کر آواز دی کہ
اے وزیر اعظم تمنے قفس کہان جا کر رکھا وزیر گھبرا گیا کہا اے شہنشاہ مین سوچا کر ذکر اِنکے
غائب ہونیکا لشکر شہزادہ مین ہو رہا ہو جادوگر تلاش کرتے پھرتے ہین ایسا نہ ہووے
کہ شہزادہ قلعے مین چلا آئے اور ملکہ کو دیکھ لے تو مین نے قفس لیجا کر درۂ کوہ مین چھپا دیا
اب جسطرح فرمایئے لے آؤن یلغار اور وزیر ملکر چلے مگر وزیر دل سے باتین کرتا ہو
کہ اب تو انکو قفس لیجانے و جب یہ ہنگامہ دفع ہوگا تب لیجاؤنگا دونون وزیر و شاہ
درۂ کوہ مین آئے قفس وہان نہ پایا تو یلغار جادو نے جھلا کر کہا اے وزیر اعظم مجھکو دھوکا
دیتے ہو صاف صاف بتاؤ کہ قفس ملکہ کا کہان رکھا اب وزیر ہاتھ باندھتا ہو اور کہتا ہو
اے شہنشاہ مین تو اِسی درۂ کوہ مین رکھ گیا تھا نہین معلوم کون لے گیا پیرون درۂ کوہ
دونون کھڑے باتین کر رہے ہین کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی اشعار عاشقانہ
گا رہا ہو یلغار جادو نے کہا اے وزیر اعظم تمھارے قول سے سچائی پیدا ہوتی ہو لیکن

صاف صاف کہو اب پردہ نہیں چلیگا مجھکو بہزاد کا بڑا خوف ہو کہ ایسا نہ ہو اُسکو ثابت
ہو جائے تو بڑی ہی پیش آئیگا مگر چلکر دیکھین تو یہ کون گا رہا ہو وزیر و شاہ دونوں بالاے
کوہ آئے دیکھا جلسہ جما ہوا ہو سکان جادو مصروف خدمتگزاری ہو اور ملکہ فیروزہ
مست پڑی ہین ایسا اُنکو خوف غالب ہوا کہ کچھ کلام نہ کرسکے کوہ سے اُترے فیروزہ
نے کہا اے سکان تمنے دیکھا کہ دونوں آکر ہمکو تمکو دیکھ گئے پھر فیروزہ نے کہا اے سکان
کچھ خوف نہ کرو یہ بہزاد سے اطلاع کرنے گئے ہین بہزاد اگر لشکرکشی کریگا تو بہیرین دو
ہزار کنیزین لشکر مین موجود ہین مین کل لشکر کو جواب دونگی اور اب اِنکے ساتھ نہ
رہونگی دو منزلین طے کین دونون پر فتور پڑے جو ہو وہ مجھپر ٹوٹا پڑتا ہو اور مجھے اِن سب
ساحرون سے نفرت ہو ہمیشہ سے یہی ارادہ ہو کہ اِن ساحرون سے ہم صحبت نہ ہون
سکان نے کہا واری آپ ساحرون مین پیدا ہوئین اُنھین سے معاملہ پڑیگا فیروزہ
نے جواب دیا کہ جبتک ہم منظور نہ کرینگے کسی کی مجال نہین ہو کہ ہمپر دست انداز ہو کوہ
تصویر کا اشتیاق ہو اس آرزو پہ کہ وہان دعا مانگین کہ یا خداوند ہمیں ان ساحرون کا
ساتھ نہ ہو شاید دعا قبول کرلین مگر وزیر و شاہ فیروزہ کو بالاے کوہ دیکھکر لشکر مین
بہزاد کے آئے بہزاد و ہیم بیٹھا ہوا ساحرون پر غصہ کر رہا ہو کہ صاحبو کیسے غضب کی بات
ہو کہ ہمارے لشکر سے آکر کوئی فیروزہ کو لے گیا اور خبر مفصل نہین ملتی کہ ملیغار جادو واکد
سعدہان حاضر ہوے کہا اے شہنشاہ ساحران بڑی خطا مجھسے ہوئی کہ مین ملکہ کو لے گیا مگر
وزیر صاحب قفس کو لے گئے جاکر دروازہ کوہ پر رکھا وہان سے بی سکان قفس کو
اٹھا کر لے گئین اور اپنی صحبت مین جگہ دی مین جو گیا مجھسے بات بھی نہ کی بہزاد نے کہا
مین ابھی جاکر لاتا ہون مین تو یہی چاہتا تھا کہ [illegible] بہ معاملہ آسان ہوا اب زبردستی
گرفتار کرونگا یہ کہکر اٹھا وزیر و شاہ پر غصہ کرتا ہو کہ اے ملیغار جادو تمنے وہ حرکت کی کہ لائق
معافی نہین ہو مگر تمنے صاف صاف کہدیا اب سکان و فیروزہ سے لڑائی پڑیگی اب ملکہ
فیروزہ مجھسے برہم ہوگی مگر جو کچھ ہو سکان کو خدمت بہزاد دونگا اور بی فیروزہ کو لاؤنگا
اگر بخوشی میرا وصل قبول کیا تو خیر اور نہ ایسا سحر کرونگا کہ قالب آنکا الٹ جائے تمل سیر

وہ مجھپر عاشق ہوں یہ کہتا ہوا باہر نکلا حکم دیا کہ لشکر میں خبر نا ہو لشکر تیار ہونے لگا وہ ہزار کنیزیں ملکہ فیروزہ کی جو ایک طرف اُتری تھیں انھوں نے سُنا کہ ہماری بی بی سے لڑنے جاتے ہیں بی بی ہماری بالا سے کوہ ہیں سب اکٹھا ہو کر نکلیں فیروزہ صحبت میں بیٹھی ہو مگر سکان بہت گھبرا رہی ہو کہتی ہو کیوں ملکہ فیروزہ اب کیا ہوگا فیروزہ جواب دیتی ہو جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا کنیزیں آکر یہ کہتیں عرض کی وارہی بہزاد مع لشکر آتے ہیں یہ سُنکر فیروزہ اُٹھی کہا آج بہزاد تصویر کشی بھول جائیں گے اُنکو جو گمان ہو کہ میں گرفتار کر لونگا میری زبان سے نہیں نکلتا مگر خدا سے نادیدہ میری مدد کریگا میرے دل میں تو یہی اعتقاد ہو یہ سب خدائیاں باطل ہیں مگر مذہب مسلمانان صحیح ہو اُسی پر رجوع کرتی ہوں اگر خدائی اُسکی برحق ہو تو میری آبرو ہاتھ سے بہزاد کے بچیگی اور اگر میری ذلت ہوئی تو جان جاؤنگی کہ یہ مذہب بھی درست نہیں ہو یہ کہکر اُٹھی سامنے کوہ کے آسکے ٹھہری کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی فیروزہ طاؤس پر سوار دو ہزار کنیزیں ہمراہ آمادۂ حرب و پیکار کھڑی ہو مگر یا لک کوہ سکان جادو بھی ہمراہ ہو کہتی ہو واری میں جانتی ہوں کہ قدرت آپ کی بڑی خاطر کرتے تھے میں آپکے ہمراہ ہوں کہ بہزاد نے جو دور سے فیروزہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کیوں بی سکان تمنے کچھ میرا خیال نکیا اگر قفس پا یا تھا تو میرے پاس کیوں نہ لائیں میں بلغار جادو کو سزا دیتا اب بلغار نے مجھ سے مفصل کہدیا میں نے اُسکی خطا معاف کی فیروزہ کو لیکر چلی آؤ اور اے ملکۂ عالم مجھسے خوف نکرو میں بدون رضامندی تمھاری دست اندازی نکرونگا یہ تو میں نے عہد کر لیا تھا مگر نہیں معلوم تمکو مجھسے کیا خوف ہو فیروزہ نے جواب دیا کہ اے بہزاد اب تو لشکر کشی کی ہو جو دل میں ہو وہ کرو میں بھی حاضر ہوں آج یہ بھی کھلجائے کہ سحر تمہارا کیسا ہو جو تمھارے دل میں گھمنڈ ہو وہ تو ذرا نکلجائے بہزاد نے کہا اے ملکۂ عالم میں تو امیدوار ہوں کہ یہ خطا وار موجود ہو جو مناسب جانیے وہ سزا دیجیے میں اُسیطرح تابعدار ہوں چلی آئیے جو گذرا وہ گذرا بس اتنا امیدوار ہوں کہ تا بہ کوہ تصویر چلیے شاہان اطراف کا جماؤ ہو رہا ہو روز کا ندارہ آتے جاتے ہیں آپ بھی چلکر میلے میں شریک

ہو جیسے بعد اسکے آپ کو اختیار ہو ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا وہ سحر کرون کہ مثل مرغ بسمل
آپ کو بھی معلوم ہو کہ عشق کیا چیز ہو راتیں بھی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین آپ دیوانہ ترک
ہوگیا اگر اسکے خلاف کیا تو فوج موجود ہو فیروزہ نے کہا او بیحیا زبردستی کا عشق بگھارتا
ہو جو حوصلہ ہو وہ نکال لے تا کہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے یہ سنتے ہی بہزاد نے فوج کو اشارہ
کیا دریا سے فوج مین تلاطم ہوا بہزاد نے آواز دی ہان صاحبو ملکہ کو گرفتار کر لو چہار جانب
سے فوج یلوہ کر کے چلی فیروزہ نے موتیون کا مالا گلے سے اتارا اور بیقرار ہو کے
پکارا اُٹھی کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز ان دشمنون کے ہاتھ سے بچائے مین تجھی سے
التجا رکھتی ہون یہ کہکر موتیون کا مالا مارا موتی جو ٹوٹے جسپر پڑا وہ جلکر رہگیا تھوڑے
عرصے مین کئی ہزار ساحر برباد ہوئے یعنی جلکر خاک ہوگئے فیروزہ نے بھی کنیزون کو
اشارہ کیا کہ ہان صاحبو یہی وقت ہو کہ اپنے اپنے سحر کا امتحان کرو دو ہزار کنیزین
اسباب سحر تیار کر کے فوج پر جا پڑین جسنے سحر کیا ایک جادوگر کو دیوانہ کر دیا اُس
دیوانے نے دو چار ساحر مارے تگ غول مین فیروزہ گھری ہوئی ہو بہزاد دیکھ رہا ہو
جی مین کہتا ہو کیا بلا کی ساحرہ ہو کہ اتنی بڑی فوج سے جنگ کر رہی ہو اور کوئی ہاتھ
نہین ڈال سکتا خود گھنیڈا بڑھایا ہشو ہشو کرتا ہوا سامنے فیروزہ کے پہونچا فیروزہ
نے کان سے بجلی اُتاری اور کھینچ ماری برقین گرنے لگین بہزاد نے ہرچند روکا مگر وہ
برقین نہ رکین کئی سو ساحرون کو نار کر دو ٹکڑے کر دیا ایک برق تڑپ کر سر پر بہزاد کے
گری کہ سر اسکا زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی بہزاد کو غصہ آیا اتبک تو یہی چاہتا تھا کہ انکو
رضامند کر کے لیجاؤن شاید راضی ہو جائین اب منظور ہوا کہ گرفتار کرون دبا ڈالون
تلوار کھینچکر بڑھا چاہا وار کرون فیروزہ نے ایک مو سے سر توڑ کر سحر کیا کہ زنجیر آہنی بنکر
تیار ہوئی وہ زنجیر اسنے تلوار پر بہزاد کی ماری کہ تلوار بہزاد کی ٹوٹی اب تو بہت گھبرایا
حیران تھا کہ کیا سحر کرون کہ اس ظالم سے نجات پاؤن فیروزہ نے خنجر کمر سے کھینچا بہزاد
ہٹتا جاتا ہو فیروزہ نے سامنے مین تلوار کے لیا چاہتی ہو یہ زخم کے تو تلوار ماروں کہ
بہزاد کو یاد آیا کہ ڈبیہ خاک قبر جمشید کی جھولی مین موجود ہو یہی حکم سامری تھا کہ جب

جان جانیکا وقت آسکے تو اسکو صرف کرتا اس سے بڑھکر کونسا وقت ہوگا اجل بہیر پہ کہڑی ہی
اب جان بچنا دشوار ہی دیکھون کیا ہوتا ہی یہ سوچکر اسنے وہ بیضہ جیب سے نکالی اور خاک قبر
جمشید کو اوٹھا دیا ناظرین پر ظاہر ہوگا کہ اس سحر کا کوئی توڑ نہین ہی جیسے ہی خاک اوڑی
بہزاد بیہوش ہوکر گری اور بیہوش ہوئی بہزاد نے چند کنیزون کو للکارا کہ ارے تم کیون ب
تڑتی ہو بلاؤ نوچ سے بچہ گی بیہوش ہے قریب آکر ملکہ کو اوٹھا کر لے چلو مین اب بھی یہ آسانی پیش
آتا ہون مگر اب بدون حصول وصل باز نہ آؤنگا دیکھون تو یہ کیا کرتی ہین کنیزون نے
آکر ملکہ کو اوٹھا یا کل کنیزین حاضر ہوئین سب کو بہزاد نے ساتھ لیا اور سکان سے اشارہ
کیا کہ تمھاری بھی خطا معاف کرتا ہون بالاسے کوہ جاکر بیٹھو سکان ناچار پلٹ گئی مگر
کنیزین متفکر کہین کہ دریافت کرو بہزاد کیا کرتا ہی مگر بہزاد نے فیروزہ کو قفس آہنی مین
بند کیا مسلسل بیکھی کر دیا اپنی بارگاہ مین آیا چند ساعت کے بعد ملکہ ہوشیار ہوئین اور
اپنے کو دیکھا کہ قفس مین بند ہون بہزاد سامنے بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم بہ آ
ساحری وجمشید یہ میری مصیبت پر رحم کرو اگر مجھے قبول کروگی تو عمر بہر خدمتگزاری کرونگا
تم بیٹھکر سلطنت کرو سب تمھین کو اختیار رہیگا نام ساحری وجمشید سنکر ملکہ نے کہا انپر
تو مین لعنت کر چکی ہون انکا واسطہ کیون دیتے ہو یہ مکار تھے دعوی خدائی کر کے
مر گئے اب یہ جمشید ثانی ظلم وبدعت کا بانی خداوند بنکر بیٹھا ہی اپنے بزرگون کی کتاب کو کہتا
ہی منسوخ کر چکا اور یہی گمان کرتا ہی کہ طلسم فتح نہ ہوگا ای بہزاد جب سے یہ مسلمان آئے
ہین سے کاہنون ونجومیون سے دریافت کیا ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ یہ طلسم تمام
ہوئی اور جمشید بھی کٹ جاتا ہی کہ طلسم فتح نہ ہوگا ای بہزاد جو تجھسے ہوسکے قصور نکرنا
مین تمکو قبول نکرونگی بہزاد یہ سنکر بہت جھلایا طرف سردارون کے متوجہ ہوا اُنسے
صلاح کرنے لگا سب نے کہا حضور میدان خونی کی تیاری کیجیے اور قفس جلاد کو دیکر
حکم قتل دیجیے جان کا بڑا خوف ہوتا ہی ملکہ ضرور قبول کرینگی یہ سنکر بہزاد نے حکم دیا کہ
میدان خونی کی تیاری کرو اُسیوقت وارین استادہ ہوئین جلاد شانگین لگانے لگے
آوازین دیتے تھے کہ ایک ہاتھ مین سر کو قلم کرتے ہین مگر جسکا دل ہی بیمعدہ جھکر دیکھیگا

شہزادے نے اشارہ کیا کہ جلاد اسکو قتل کرو ایسے اسکے صدمے دیئے کہ اب قالب میں طاقت
نہیں ہے کہ یہ مصیبت اٹھاؤں جلاد نے مالکہ کو قفس سے نکالا اگردن پر رکھنے کا خطرہ اتنے میں
بیٹھکر جلاد سر پر آیا اسوقت فیروزہ نے دلکو طرف پروردگار کے متوجہ کیا اور ہاتھ
اٹھا کر کہا اے کارساز زمین و زمان و اے معین و مددگار بیکسان کنیز کو اس آفت سے بچا
اس ظالم کی بدعت سے لیکن کچھ نہ ہوگی تقاضا ہے کا صاحبقران زمان کہ اشارہ میں ہیں اور
بادشاہ جمجاہ قید خانے کو فتح کرکے اسی مقام پر پھر ہیں آگے سے میں چار سو تاجدار ساتھ
ہیں بارگاہ زرنگار میں استادہ ہو کر انکا ذکر کیا جائیگا مگر صاحبقران نے فرمایا اے میثاق دو
ہفتے سے زیادہ گذرے کچھ خبر نہیں معلوم کہ ہمارے فرزند بادشاہ پر کیا گذری حقیقت
میں کبھی ایسے صدمے شاہ نے نہ اٹھائے تھے اگر مناسب جانو تو شہریار کو تلاش کرو
میثاق نے کہا حضور تو کوچ کریں اور طرف کوہ تصویر کے چلیں کہ کوہ تصویر پہلے ہی
کل تاجدار وہاں آئینگے اپنی اپنی نذر و نیاز مانیں گے حضور تو آگے چلیں غلام
آپ کا سعد شہریار کو دریافت کرتا ہوا قریب کوہ تصویر حضور کو ملیگا ہمارا عجائبیان
نے کہا اے میثاق میں بھی چلونگی اور حسینان بھی اپنے مقام سے اٹھیں میثاق نے
ایک تخت سحر تیار کیا دونوں شاہزادیاں میثاق کے ہمراہ ہوئیں تخت اڑتا ہوا
چلا جسطرف سے تخت میثاق گذرتا ہو غول کے غول اور رتھ کے رتھ میلے والوں کے
دکھائی دیتے ہیں جلوہ الہی رتنا بائی دکھاونے والے رہنما ولا چھلا نے والے وتنبولی و
ساقی مع سازندوں کے اسباب سب کے لدے ہوئے ساتھ ہیں ہر مقام پر پہنچ کر
ہوکر صاحب چلکر خداوند سے ملاقات کریں ایسی کرامت کہاں ہوگی کہ پتھر کی تصویر شکل
انسان کے باتیں کرتی ہے جو بات پوچھو وہ بتادیتی ہے اگلے سال جو انقلاب ہوا ہے
اسکے بارے میں بھی دریافت کرینگے کہ قدرت کیا فرماتی ہے طلسم فتح ہوگا مسلمانوں نے
آپ داخلی ہیں ساحروں سے [illegible] کہ کل اقلیمیں تباہ ہو رہی ہیں مسلمان ہر طرف
چھائے ہیں ہمارا عجائبیان نے کہا اے میثاق کیا ان لوگوں کے یہ اعتقاد ہیں کہ
تصویر پتھر کی حقیقت میں باتیں کرتی ہے میثاق نے کہا میں کئی مرتبہ کوہ تصویر پر گیا کیا

بڑی بات ہی ساحر کو اختیار ہی کہ سحر کرکے اپنے کو غائب کردے پشت پر تصویر کی بیٹھ رہے
جب کوئی سوال کرے تو یہی ساحر جواب دیدے مگر اے ملکہ عالم اب سب کا حال کھلے گا
تخت اڑائے ہوئے بیثاق آتا ہی تمام صحرا سیلد والون سے بھرا ہی اور بعد جانے بیثاق کے
صاحبقران نے بھی کوچ کیا ادھر بادشاہ جمجاہ سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ
پایا کہ طرف کوہ تصویر کے جائیے سعد شہریار بھی سوار ہوئے صرف وہی چار سو تاجدار
ساتھ ہین منزلین طی کرتے ہوئے جاتے ہین مگر یہان وہ وقت ہی کہ بہزاد ملکہ فیروزہ کو
ڈرا رہا ہی مگر فیروزہ وہی کہے جاتی ہی کہ مین ساحری و جمشید پر لعنت کرتی ہون اے بہزاد
اگر تو میرا بند بند جدا کریگا تو بھی مین تجھکو قبول نہ کرونگی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر لیکن
بہزاد جلاد کو اشارہ کرتا ہی کہ قتل نہ کرنا خنجر چمکا کر ڈرا کنیزین فیروزہ کی حیران کھڑی دیکھ
رہی ہین آپس مین کہتی ہین کہ صاحبو ہماری مالک پر یہ جفا ہی اور ہم دیکھ رہے ہین ہم نے
انکا نمک کھایا ہی کیا تدبیر کرین مگر فیروزہ مجبور ہوکر آنکھون سے آنسو جاری رجوع
قلب سے دعائین مانگنے لگی کہ اے رحیم رحم اپنا شریک کر تیری ذات کو بقا ہی اور سب کو
فنا ہی مین نے بے کسی کے سمجھانے تیرا اعتقاد کیا ہی بیقرار ہوکر جو فیروزہ نے دعا کی
بیثاق کوہ گردان تخت کو اڑاتا ہوا اس صحرا مین پہونچا آسمان سے دیکھا کہ ایک
مہ جبین نہایت حسین و جمیل آنکھون سے آنسو جاری ثابت ہوتا ہی کہ صدف کا منھ
کھلا ہوا ہی گوہر آبدار اشک نکل رہے ہین بیثاق فیروزہ کو دیکھکر طرف بہار کے
پلٹا کہا اے ملکہ عالم دیکھیے اس مہ جبین نے کیا خطا کی ہی کہ جلاد تلوار کھینچے ہوئے سر پہ
کھڑا ہی وہ ساحر مغرور سیاہ فام بد انجام حکم قتل دے رہا ہی میرے دل کو تو یہی یقین ہی
کہ شاید یہ شاہزادی طرف بادشاہ کے متوجہ ہوئی ہی اسی جرم پر یہ ساحر قتل کرتا ہی یہ سنکر
سردار حسینان نے جواب دیا کہ اے بیثاق اسکو بچاؤ مین سحر شروع کرون بی بہار کا
اترے چلے اور یقین ہی کہ یہ شاہزادی بھی ساحرہ ہی رہا ہوتے ہی آفت برپا کریگی بیثاق
نے اشارہ کیا بسم اللہ سردار حسینان تڑپ کر گری ملکہ فیروزہ کو اٹھا لیا بہزاد نے
جو دیکھا کہ ایک شاہزادی آسمان سے اتری اور فیروزہ کو لیے جاتی ہی پہنچا تا کہ بزور

سہرو ار حسینان ہونا بہ توبت سے شریک بادشاہ اسلام ہوگئی مگر کیا شاہزادی جو گن حسن میں بے نظیر تھی بقول شاعر نظم

تخت میں اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا
وہ تجلی تھی کہ ہوش کسی کے بھی لیتا ہے ہوش

غرق دریاے جواہر تھی قدم سے تا فرق
زیور نور وہ تھا زیب بدن گوہر پوش

کان کی بجلیوں میں تابش برق سر طور
اختر بخت سبھان تھا انجم زر گوش

روے تابان تھا کہ بیری شب امید کی صبح
بیر سے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو بر دوش

وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر میں داغ
خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش

حلقۂ چشم سیہ یاد رہے تھا نہ تا نہ
مردمک آنکھ میں یا غنچۂ بادہ فروش

متحرک لب نازک تھے مثال گل برگ
متبسم صفت غنچہ دہان خاموش

شیشۂ پیکر حسن گلو سے زیبا
جس میں لبریز الست کی شراب مدہوش

آئینہ رخ طلعت وہ آئینہ جمال
سینہ پیکر شمشاد قد وہ گلبدن پوش

کبھی قہر کبھی غصہ کبھی شوخی کبھی شرم
کبھی ناز کبھی جاوہ ادا بے ہوش

جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے
نازکی کا یہ اشارہ تھا کہ بس رہیں خاموش

شہزادہ بے جمال بے مثال دیکھا حسن فیروزہ کو بھول گیا اور پکار اٹھا کہ او شہنشاہ خوبی دام سرو باغ محبوبی یہ کیا گستاخی ہے کہ آپ میرے ساتھ بغاوت کرتی ہیں میں حیران ہوں کہ آپ کو اسنے کیا توسل ہو سرو ار حسینان نے کچھ جواب نہ دیا اور بلند ہوکے فیروزہ کی زبان سے سوزن نکالی فیروزہ جب رہا ہوئی تو پکو توڑ کے پھینکا کہا کہ اے شہنشاہ حسینان آپ کیونکر تشریف لائیں یہ ملعون لوح لیکے جب آتا تھا جب برابر کو فیروزہ پہونچا تو میں نے سامان دعوت کیا یہ بچھایا تھا دیکھا یا تھا ہوا پہلے سوال کیا میں نے جواب صاف دیا یہ بچھا چاہتا تھا کہ مجھے رسوا کرے واصل جہنم ہو میں نے سامری و جمشید پر لعنت کی اور مذہب خداے نادیدہ کا اعتقاد کیا اس رحیم نے آپ کو بھیجا اب میں آپ ہی کے ساتھ رہوں گی میثاق کو دو گردان یہ باتیں کرکے فیروزہ کی سنگ بائل تو چھپا تھا گود دمل سے نکالا اشکبہزاد پر پھینک مارا دنواں

کیونکہ فیروزہ کی بھی رشتہ نگین سکان نے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا یہ بھی آکر شریک فیروزہ ہوئی وہین بارہ ہزار جادوگر لیکر آئی اور پکار کر کہا اے میثاق مین بھی مطیع اسلام ہوئی ان ساحرون سے بیزار ہوگئی اتنے سب ساحر آپس مین بلگئے جنگ ہونے لگی بہار نے جب دیکھا کہ مغلوبہ ہو رہی ہے ہار پھول اون کا گلے سے اُتار اسم پڑھکر پھینک مارا کہ ایک غول پر پھول برسنے لگے کئی ہزار ساحر بیہوش ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے سامنے بہار اعجاز بیان کے آئے

نظم

قمریاں کہتی ہیں باہم دیکھکر بالاے سرو — اُس سہی بالا سے آفت ہے بلا بالاے سرو
وہ سہی قامت کرے گلگشت تیرے ساتھ گر — گلشن عالم مین ہو جائین اگر دو پاے سرو
قمریاں کہتی پھرین کو کو چمن مین ہر طرف — ہو یہ کاہیدہ ترے آگے کہ گم ہو جاے سرو
وہ سہی قد مرغ دل کی قدر کیون کرتا نہین — باغ مین دیکھی ہین اکثر قمریاں بالاے سرو
فصل گل مین وہ نہین مینا نہ دے اے پیر مغان — ساغر دل مین بھرونگا بادہ مینا سے سرو
عقل اگر ہوتی تو ہوتین اُس سہی قد پر نثار — جانور ہین ایسے ہین قمریاں شیداے سرو
آگیا رونا مجھے یاد آگئے گھر جانے آپ — بن گیا ہے آب جو نخچیر ہر پاے سرو
قد وہ بوٹا سا نہین بڑھتا تو اور ہی حسن ہے — بس مجھے گلبن ہی کافی ہے نہین پرواے سرو
آج اُس سرو روان کا قصد ہے گلگشت کا — قمریاں کہتی پھرینگی جاے کو کو ہاے سرو
باغ عالم مین بھلا سوزون نہ کیون مشہور ہو — مدتون تاریخ کے اشکون کا جو پانی پیاے سرو

افسر اُس غول کا سامنے بہار کے آیا عرض کی اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اے ماہ آسمان کمال پانچ ہزار ساحر میرے ہمراہ ہین جو حکم ہو وہ بجا لاؤن بہار نے اشارہ کیا کہ فوج شہزادی کو قتل کرو پانچ ہزار ساحر جو پلٹے فوج شہزادی پر جا پڑے شہزادی نے دیکھا کہ ایک طرف فیروزہ دوسری جانب میثاق کوہ گردان تیسری سمت سردار حسینان چوتھی طرف سکان جادو بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے لڑ رہی ہے سمجھا کہ اب جان بچنا دشوار ہے شکست فاش کھا کر بھاگا میثاق دور تک تعاقب کرتا ہوا گیا مگر شہزادی شکست خوردہ طرف کوہ تصویر کے گیا میثاق اُس جمعیت کو لیکر اُسی مقام پر اُترا فیروزہ سے

باتین محبت کی ہو رہی ہین فیروزہ کو بھی طرف بیثاق کے توجہ ہے دل سے کہتی ہے کہ اے فیروزہ
شکر ہے کہ بادشاہ سے ملنے کا طریقہ بن پڑا یہ وزیر انتظام خداوند صاحب مرتبہ ہے پوچھا کیون
صاحب کیا ارادہ ہے بیثاق نے کہا ہم بھی سیر دیکھین گے یا تو ہمراہ جمشید کے آتے
تھے یا براے مقابلہ جمشید جاتے ہین یہ باتین تھین کہ قیصور رجبی آکر پہونچا بیثاق
نے کہا اے قیصور کہان سے آتے ہو قیصور نے بیان کیا کہ بادشاہ جمہا و سعد بن
قباد نے زندان خانۂ طلسمی فتح کیا جا رہی تاجدار اُنکے ساتھ ہین اُنکو بھی لوح نے ہدایت
کی ہے کہ آپ بھی کوہ تصویر پر جائیے سیر جاکر دیکھیے میلے مین جنگ عظیم ہوگی تو اے بیثاق
مین بادشاہ کے خیال سے جدا ہوں کوہ تصویر پر ملاقات کرونگا فوج جنات بھی
آتی ہے جن بھی سب شریک جنگ ہونگے حاکم کوہ تصویر کا نقاش جادو بڑا ساحر
زبردست ہے اے بیثاق سب سامان اپنا درست رکھنا تاجر بنکر آؤ یہ کہکر قیصور رجبی
رخصت ہوا الیس بیثاق نے اپنی قطع تاجرون کی بنائی بارگاہ و خیمے جو بہزاد کے لوٹے
ہین اُن سب کو ساتھ لیا اور کوچ کرکے طرف کوہ تصویر کے چلا یہان نقاش جادو
کہ میلے مین اسی کا انتظام ہو رہا تھا مین جا بجا درست کرا رہا ہے تاجدار جو آتے ہین اُنکو
اُتار رہا ہے کہ ایک طرف سے فوج کا ہلڑ ہوا بہزاد نے آکر نقاش سے ملاقات کی
نقاش نے پوچھا کیون خیر تو ہے بہزاد نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ بیثاق نے
آگ برسادی مین شکست کھا کر بھاگ آیا ورنہ جان نہ بچتی اے نقاش کیا عجب ہے کہ بیثاق
بھی اس میلے مین آئے نقاش نے کہا میلے مین کسی کی مجال نہین ہے کہ غیر مذہب آکر آئے
اور قدرت خبر نہ دے مین گھیر کر سب کو مار لونگا یہ کہکر بہزاد کو اُتارا آپ برسر کوہ آیا
سامنے تصویر کے کھڑا ہوا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوند بہزاد شکست کھا کر آیا ہے
مین نے اسکو اُتارا ہے یقین ہے بیثاق وغیرہ بھی آوین ہر چند نقاش چیخا مگر تصویر نے
کچھ جواب نہ دیا نقاش بہت حیران ہوا سمجھا کہ آج قدرت خفا ہے جواب نہین دیتی
جب نقاش قدمون پر گرا تو تصویر سنگی سے آواز آئی کہ اے نقاش جو کچھ ہو سکے وہ
انتظام کر اب کا میلہ بڑے فساد کا ہے دریا سے خون جاری ہونگے دیکھیے قدرت بھی

رہین یا نہ رہین اس جمشید ثانی نے وہ آفتین برپا کی ہین کہ اُسکو کچھ کہہ نہین سکتا آجتک
بے انتظام بیٹھا ہی جو فکرین کین وہ مٹین جو ان شہزادیان شریک طلسم کشنا ہوئین وہ جم
ہمسے نہ پوچھو کر کیا ہوگا ایسا کچھ ہوگا کہ قدرت کو بھی تردد ہوگا آج پوچھا پاٹ کر لو جب
دیکھو پر انقلاب پڑیگا تو قدرت کہان رہین گے آخر چلے جائین گے نقاش خاموش ہوکر
نکلا زیر کوہ بارگاہین تاجداروں کی استادہ ہین قوجین اُتری ہوئی ہین دوکاندار لوگ
دوکانین لگاے ہوے بیٹھے ہین ایک طرف صرافہ وجوہری بازار زیورہاے سیم و
زر سے کمال تکلف سے آراستہ ہی جوہری بچے نیچے جامے پہنے ہوے گلنار پگڑیان اپنے
اپنے سرون پر رکھے ہوے کانون مین سونے کے بالے اُسمین مروارید پڑے ہوے
ہر دوکان پر خریدار اُترے ہوے ہیچ وشری ہورہی ہی دوسری جانب بزازہ اطلس
وکمخواب کے تھان کھلے ہوے ہین دلالون کی بول چال ہی خرید و فروخت کا شور ہی
ایک جانب حلوائی خوانچے رنگ برنگ کے لگے ہوے سونے چاندی کے ورق
مٹھائی پر آراستہ شیرین زبانی سے بول رہے ہین کڑھاؤ چڑھا ہوا ہی پوریان وغیرہ
اُتر رہی ہین خریدارونکا جھاؤ ہی ایک طرف گلفروشون کی پکار بیلا چنبیلی کے ہار جابجا
لیے ہوے ہین آوازین دے رہے ہین کہ بھا بھو ہی مین کون البیلا ہی کہ بیلے کے ہار پہنے
پلنگ توڑ بیلا ہی دوجانب درختون کی صف ہی قطار در قطار کھڑے ہین اُسکے نیچے
جا نہین ہین پالین استادہین بھنگیر نین آباد ہین گوری گوری صورتین جوبن وجمیل
جوڑے ترچھے بنا ئے ہوے دوپٹے سینے سے ڈھلکے ہوے بے تکلف بیٹھی ہین
جوانان خوشتر و رنگین دوپٹے کاندھون پر ڈالے ہوے آڑے ترچھے ہوتے ہوے
آئے کسی نے روپیہ پھینکا کسی نے پیسے دیے اور ہنسکر کہا کہ بی ساقن صاحب ہم تو
تمھارے پرانے خریدار ہین کوئی ٹھما سالبھان کا اپنے بٹوے سے نکالکر پلاتا ساقن نے
فورًا چلم بھر کر تواجما یا سامنے اُس جوان کے پیش کیا جوان نے ہنسکر کہا ذرہ منھ
لگادو ساقن نے دم لگایا دھوان پیچ و تاب کھاتا ہوا طرف آسمان کے چلا جوان
نے کہا کہ یہ دود دل عاشقان ہی ایک عاشق تن نے آواز دی ای جان جہان واہ

ہوئی شرب کشتی سے ختم شد اب بنا
حضور پھول کے برگ شجر ہوں کیا سرسبز
شرابخوار وہ شیریں دہن ہے او فرہاد
برنگ جام ہوئیں آنکھیں ساقیا پرخون
شباب اب ہے یہی کون جائے مسجد میں
کیا ہے آج تو مجلس کو مست او مطرب
یہ ناتوان ہوا ہوں فراق ساقی میں
محب ساقی کوثر سب ہیں اے ناسخ

ہے اپنی روح بدن میں برنگ بوئے شراب
بھلا ہے بنات کی کیا قدر روبروے شراب
منگائیگا عوض جوئے شیر جوئے شراب
ترے فراق میں دیکھا جو میں نے سوئے شراب
شراب خانوں میں ہاتھ آئے ہے سبوئے شراب
تری بنا رہے کی تو بنی ہے کیا کدوئے شراب
شراب کا ہے مجھے ولولہ سبوئے شراب
عدو وہی ہے ہمارا جو ہے عدوے شراب

عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے مثل مشہور ہے کہ دور اول جسکو طوطا بران کہتے ہیں دور دیگر بازبران ہے دور سوم گدھا بران ہے یعنی جہان دور اول پیا ایک کی ایک تعریفین کرنے لگا جب دوسرا دور نوش فرمایا تو دست درازی شروع کی جہان تیسرا دور پیا جا کے ٹھوکریں گر پڑے اگرچہ اوندھے پڑے ہوئے ہیں مگر لاؤ لاؤ کہہ رہے ہیں کوئی ناچ رہا ہے کوئی شعر کہتا ہے کوئی کسیکی تعریفین کر رہا ہے بعض جوانان وضعدار آئندہ روند کا خوف کرکے نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھے ہوئے تنبیہ لونڈیونکے ہاتھوں سرخرو ہو رہے ہیں مگر نشے میں شراب کے دوہرے ہوئے جاتے ہیں جب شراب ہوگئی تو سر سے اپنے دوپٹے کھول کے میفروش کے سامنے لائے کہ اسے رہن رکھ لو مگر ایک اور دو بعض نے جوتا اتار کر پھینکدیا برہنہ دوڑے دوڑے پھرتے ہیں بعض جو میخوار وضابط ہیں وہ نشے کو ضبط کر کے چپ چاپ کھڑے ہوئے ہیں اگر کوئی جانور اڑ کر سر پہ سے گذرا تو سر جھکا لیا سمجھے کہ کسی نے ڈھیلا مارا بعض نشے کی دھن میں جھکے ہوئے جاتے ہیں جو کسی نے پوچھا کیوں برادر جھکے ہوئے کیوں جاتے ہو کہا بھائی ایسا نہ ہو کہ ہم سر اٹھائیں اور آسمان کی ٹکر لگ جائے بعض غل مچا رہے ہیں میفروش اپنی دوکان پر بیٹھا ہے گلابیاں جمی رکھی ہیں بوتلیں بھری ہوئی ایک ایک کو دیتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے بھائی کم پینا شراب نوکشید ہے تمھاری عقلمندی سے بعید ہو دو جام سے زیادہ نہ پینا

وہ جواب دیتے ہیں کہ اے صاحب ہم ہمیشہ کے پینے والے ہیں کہو تو چلو لگا کر خم کے خم
پی جائیں اور معلوم نہ ہو شعر پلا دے جام شراب ساقی کہ پھر نہ آئیں کبھی خود میں ہوش ہزار ہا خم کیے ہیں
خالی گیا نہ لیکن خمار اپنا وہ جا بجا ناچ ہو رہا ہے پھیریں اڑ رہی ہیں ستار کھڑی چکا۔ رہا ہے رات
اسی ہنگامے میں گذر رہی اب وہ وقت آیا کہ سائل بالاے کوہ جانے لگے حجرے میں جاکر
نذر و نیاز چڑھا رہے ہیں سامنے تصویر سنگی کے پوجا پاٹ کرتے ہیں کوئی گڑگڑا رہا ہے
کہ یا خداوند سامری کئی شادیاں کر چکا ہوں مگر اولاد نہیں ہوتی کوئی منت کر رہا ہے
کہ میں کئی سال سے بیکار ہوں کوئی کہتا ہے شاہ کی مہربانی کم ہو گئی یا خداوند دعا کیجیے
کہ وہی عہدہ ملے کوئی پلٹن مانگ رہا ہے کوئی رسالہ مانگ رہا ہے نقاش سب کی
نذریں پیش کر رہا ہے کشتیاں گذر رہی ہیں گرد تصویر کے پھولوں کے ہاروں کا
انبار ہے جو اندر سے نکلا ہار اسکے گلے میں پڑ گیا تھا ہوا چلا جاتا ہے کہ میثاق کوہ گردان
بھی بہ شکل تاجر آیا چند کشتیاں مزدوروں کے سر پر رکھی ہوئی ہمراہ آتے ہی وہ کشتیاں
سامنے نقاش کے پیش کیں نقاش نے وہ کشتیاں سامنے تصویر کے رکھیں مگر
میثاق باہر نکل آیا نقاش نے وہ کشتیاں جو سامنے تصویر کے کیں ایک آواز
ہیبت ناک آئی کہ اے نقاش یہ کشتیاں ہٹا ان کشتیوں سے بوے دشمنی آتی ہے
بڑے تعجب کی بات ہے کہ مسلمان اندر دیپ کے آیا یہ جو تاجر آیا تھا یہ تاجر نہیں ہے
قدرت فرماتے ہیں کہ یہ میثاق کوہ گردان تھا جانے نہ پاے بالاے کوہ گھیر لو
اور باندھکر ہمارے سامنے لاؤ ہم اس سے دریافت کریں کہ تیرے آنیکا کیا باعث
ہے کچھ مراد مانگتا ہے ہم خداوند ہیں دوست دشمن سب کی مراد دیتے ہیں اے نقاش جانے
نہ پائے اسکو یوں تو ثابت ہو کہ قدرت کے پہچان جانے میں یہ نفع حاصل ہوا کیونکہ
جمشید ثانی ہمارا چھوٹا بھائی ہے جو اس سے برگشتہ ہوا قدرت اسکو اپنا دشمن جانتے
ہیں نقاش نے آواز دی کہ اے سردار گرجا صاحب کو بلا لو میثاق گھاٹیوں کے قریب
پہنچا تھا کہ ایک سردار نے گھوڑے کو دکر ہاتھ میثاق کا تھام لیا میثاق نے
ایک ... تماچہ مار کر سر اسکا اڑ گیا اب تو غل ہوا بھاگ ... اعجاز بیان و سحر داستان

وفیروزہ تاجدار و ملکہ سکان وچند افسر دیگر گھاٹیوں پر کھڑے تھے اول بڑھکر دہان
نے گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے جس پہ پھول گرا وہ جلکر خاک ہوا ادھر سرداران حسینان
نے بیچہ کمر سے نکالکر پھینکا یا تلواریں برسنے لگیں سیکڑوں کے سر کٹکر گرے جو مصروف
جنگ ہوا اسنے اپنے نام کا نعرہ کیا مگر صاحبقران زمان مع لشکر ظفر اثر ایک طرف
آکر اترے تھے شب بھر سیلاب دیکھا کیے صبح کو بارگاہ میں آئے خواجہ حاضر خدمت ہیں
آوازگیر ودار جو سُنی تو صاحبقران نے ہرکارون کو بھیجا کہ خبر تو لاؤ کہ زیر کوہ یہ کیسا
ہنگامہ ہی ہرکارے گئے اور واپس آکر عرض پرداز ہوئے کہ بیشاق کوہ گردان و ملکہ
بہار اعجاز بیان و سرداران حسینان زیر کوہ سب گھرے ہوئے ہیں فوج بہزاد و
نقاش مصروف جنگ ہی صاحبقران یہ سُنکر سوار ہوئے امیر کے ہمراہ سب سرداران
نامی و پہلوانان گرامی بھی چلے امیر اشقر پر سوار زیر کوہ پہونچے تو دیکھا کہ بیشاق لاکھون
بیچ میں اکیلا لڑ رہا ہی جدھر رُخ کرتا ہی ساحر بھاگتے ہیں اور بہار اعجاز بیان نے جو
کئی گلدستے مارے طرف سے صحرا کے آواز آئی کہ چند خوش آواز پُردرد و گدازانہ
یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہوئے آتے ہیں نظم

مظہر وہ بت ہی نور خدا کے ظہور کا ۔ نقش قدم سے سنگ کو رتبہ ہی طور کا
ساقی سے مے وصال میں عالم ہی نور کا ۔ چمکا دے چاندنی میں پیالہ بلور کا
جس شعلہ رو کو دیکھیے عالم ہی نور کا ۔ ٹیلا ہمارے شہر میں ہی نام طور کا
ہیں پانؤن تک جو بال مرے سرو کے ایچ پیچ ۔ جاڑے میں ہوگیا ہی لبادہ سمور کا
دیوان کیوں بھرون نہ حسینوں کے ذکر سے ۔ قرآن میں بھی تو ذکر ہی غلمان و حور کا
کوثر کی موج کیوں نہ ہو اپنی نگاہ پاک ۔ پیاں چشم تر ہی جام شراب طہور کا
اے شہسوار اگر نہ کیا کشتۂ نگاہ ۔ پہونچا دے قبر میں یہ تپنچہ قصور کا
جھومک جھومک کے شیشے ملتے ہیں ہنس ہنس کے جام ۔ یہ میکدہ مقام نہیں ہی غرور کا
آواز تیری نغمۂ داؤد ہی اگرچہ ۔ عالم ہی صاف مصحف رُخ پہ زبور کا
تاریخ لکھ چو سنگ تو سودا نے یہ کہا ۔ ہر سنگ میں شرار ہی تیرے ظہور کا

اہل فوج نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین خوش شکل گلرخسار مہ جبین لاجواب پشت پر کرگس کی سوار ہین
اشعار رنگ رنگ گاتی ہوئی آتی ہی جسکی نگاہ آسیب پہنچی جیب ان جہال و صور دیدار ہوا ہر طرف سے
یہی صدا ہی کہ او آئینہ رخسار اسطرف آ ہم تمہارے مشتاق ہین جسطرف وہ نازنین بیٹھی
پہنچے کے پہنچے وہ درہم وبرہم کر دیے فیروزہ تاجدار نے سر باوروں کا نہین الٹ دی ہین
دوکاندار بھاگے بھاگے پھر رہے ہین صرافہ بزاز دے لٹنے لگا کوئی تھان لیے بھاگا
جاتا ہی کسی نے صراف کی تھیلیاں اُٹھا لی کوئی حلوائی کی دوکان سے مٹھائی لوٹ کر کھا رہا ہی
امیر نے جو دیکھا کہ لاکھون ساحرون نے میثاق کو گھیرا ہی مگر وہ شبیہ صولت بڑے انتظام سے
لڑ رہا ہی فوج بے حد و بے حساب ہی نقاش و بہزاد پہاڑ سے سحر کر رہے ہین تو آگر اپنے

نام کا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
عدوان بشمشیر فراری شدہ	زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قامت از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بقاف
بہ شہر آباد اسلام شد	ازما صاحبقران در جہان نام شد

صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے آگے تمام سرداران تہمتن و جوانان صف شکن حمزہ کے
اشرف سے پیچھے پیچھے امیر کے چلے آتے ہین کوئی تیر اندازی کر رہا ہی کوئی نیزہ ہلاتا ہی
لشکر کفار کے گرز چل رہا ہی مالک کا نیزہ دو زبانہ تمام نیزہ داران عرب نیزہ بازی
کر رہے ہین ایک طرف نور الدہر ایرج سے جنگ مین بھی ٹکر ا ہوتی جاتی ہی اور
ایرج کا ہر مرتبہ للکارتا ہی کہ او کشتی گیر زادے اس غول پر تو آ نور الدہر فرماتے ہین
کہ او تاجر زادے تو جنگ کیا جانے دوکانداری کرنا بہتر ہی حقیقت مین تجارت سے
تجھکو بڑا نفع ملا کہ اس رتبے کو پہونچا تاک تاک کے دونون جوان انکو مارتے
ہین آواز اسم اعظم صاحبقران کی بلند ہو فوج نقاش کا نقشہ بگڑ گیا ہر شخص مائل فرار ہی
نقاش بالائے کوہ سے پکار رہا ہی ارے او نامردو کیدھر بھاگے جاتے ہو مسلمانون
سے چوکتے ہو سب کو گرفتار کر لو ارے تمہارا سحر نہین چلتا ساحر آواز دیتے ہین ای

بادشاہ و ساحران کیونکر سحر کرین جب سحر منھ سے نکالتے ہین بدن مین آگ لگ جاتی ہی
اسی خوف سے سحر نہین کرتے کہ ایسا نہو سحر کرکے مطعون و بدنام ہون حمزہ کی جو آواز
کان مین آتی ہی قلب تھراتا ہی جو سحر کہ ہمیشہ کیے آج آنکہ بہول گئے وہ وہ سحر یاد ہین
کہ زمین ہلا دین مگر کوئی زبان بند کیے دیتا ہی اسی ہنگامے مین خواجہ عمرو دوکانونکے
قریب پہونچے جال الیاسی مارکر مال دوکانون کا نذر زنبیل کیا جس دوکان کے قریب
پہونچے اسکو صاف کردیا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ آج تو بہت مال پایا عمرو
نے کہا آقا بڑا نقصان ہوا میری کمر مین صندوقچہ جواہرات کا تھا وہ گر پڑا تھا سامنے
زنگی ساحر جو کھڑا ہی وہ لیکر بھاگا مین ایک پتھر اٹھاکر تعاقب مین دوڑا اور وہ پتھر
اس کے کھینچکر مارا زنگی کے سر پر پڑا کہ سر اسکا پھٹا دوسرا ساحر گھوڑے سے کود کر
صندوقچہ میرا لیکر چلدیا یقین ہی کہ سب جیا دیوانہ ہوجائیگا میرا مال کھاکر سالم نہ رہیگا مگر
حیران ہون کہ صاحبزادون کو کیا جواب دونگا آقا کیا عرض کرون دن بدن قرضہ زیادہ
ہوتا جاتا ہی صاحبقران ہنس پڑے اور فرمایا خواجہ کبھی تمنے یہ نہ کہا کہ مجھے نفع ہوا
عمرو نے کہا آقا نفع میری تقدیر ہی مین نہین ہی یہان یہ ذکر تھا کہ ویسے آوازہ آئی ای نقاش
مانی جادو کو بلاؤ وہ آکر سب کی تصویرین کھینچے حمزہ مالک اسم اعظم ہی اسی کے اسم
اعظم پڑھنے سے سحر تاثیر نہین کرتا نقاش نے پکارا کہ ای مانی جادو جلد آؤ لشکر کا
خاتمہ ہوتا ہی صحرا سے گرد اڑی نقاش نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت پر سوار تصویرون
کے تختے تخت پر رکھے ہین سو قلم ہاتھ مین تصویرین کھینچتا ہوا آتا ہی مہزاد سے متوجہ
ہوا کہ ہزادہ کیا حکم ہوتا ہی مہزاد نے کہا لشکر مسلمانان جنگ کر رہا ہی ان سب کی پیکار
کرو افسرون کو گھیر کر ہم مارینگے مانی جادو نے مٹھا تصویرون کا ہوا پر اڑا دیا
وہ تصویرین اڑتی ہوئی چلین مہزاد بھی گھوڑے سے اتر کر مصروف سحر ہوا وہ تصویرین
جو اڑین گرد لشکر اسلام چرخ مارنے لگین جسپر تصویرونکا عکس پڑگیا وہ لڑنے
سے محروم رہا صاحبقران ہر چند پکار پکار کے اسم اعظم پڑھتے ہین مگر کچھ تاثیر نہین
ہوتی مہزاد رہا سہا ہی کہ جو صفدرون کو درہم برہم کر رہے تھے وہ چپکے گھوڑے سے ہین خرابت

اگر سامنے بھی آتا ہو تو منھ پھیر لیتے ہین تلوارین ہاتھ مین روک لیتی ہین صاحبقران نے جب لشکر کا یہ حال دیکھا تو بیقرار ہوگئے پروردگار سے دعائین مانگنے لگے پکارتے ہین کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم اس مشکل کو آسان کر مگر وہ تصویرین ہوا پر اڑ رہی ہین صاحبقران نے دیکھا کہ لندھور و مالک و بہرام وغیرہ خاموش کھڑے ہین جنگ سے ناچار سوچ رہے ہین کہ کدھر نکل جائین کیونکر جان بچائین فوج کفار کا بلوہ ہو تلوارین مار مار کر بھاگتے ہین اسقدر لندھور پر تلوارین پڑی ہین کہ تمام جسم غربال ہو رہا ہو یہی حال مالک کا ہو علمشاہ نوجوان کثرت زخم سے جھوم رہے ہین قاسم و بدیع الزمان شیران دشت نبرد کہ جس جنگ پر گئے اسکو فتح کر لیا اس جنگ مین حیران کھڑے ہین لشکر کفار کو زور ہو صاحبقران بیقرار ہو کر پکار اٹھے کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز یہ مشکل آسان کر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ॥ دعا سے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دانم ترا ॥ درین عاجزی چون نخوانم ترا

دیگر

ہر کس بہ کسے ناز دو ما را تو بسے ॥ من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

صاحبقران نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اڑی اور آواز سنائی آئی کہ یا شیلا کافران بے حیا و ای نابکاران پہونچا العیو شاہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم ॥ بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان ॥ نہال گلستان صاحبقران

سنے دیکھا کہ چار ہزار تاجدار ساتھ ہین آکے لوح کو گردش دی جس تصویر پر لوح کا عکس پڑا وہ تصویر جلکر تھوڑے ہی عرصے مین جنبش لوح سے یہ نظر آیا کہ جسقدر تصویرین مانی نے اڑائی تھین وہ سب جلکر خاک ہوئین اور سب جوان مصروف جنگ ہوے مگر خواجہ کو لوٹنے سے مہلت نہین ملتی میلہ بھر تو بالا کر دیا جس دوکان پر پہونچے دوکاندار کو ڈرا دیا کہ ارے بھاگ لوٹنے والے آتے ہین دوکاندار اٹھکر بھاگا خواجہ نے پہلے غلہ لے لیا پھر سب مال دوکان کا لوٹ کر نذر زنبیل کیا دوسری

دوکان پر پہونچے دوسرا فقرہ کیا دوکاندار سے کہا بھائی اپنی جان بچاؤ مال تو پھر
مل رہیگا جنگل میں جا کر چھپو دوکاندار تو بھاگا خواجہ نے دوکان کو لوٹ لیا پڑیے
تک کاٹ لیتے ہیں ایک حبہ تک نہیں چھوڑتے صدہا دوکانیں لوٹ لیں تلاش
کرتے پھرتے ہیں کہ اتنے بڑے لشکر کا خزانہ کہاں ہی اکثر ساحروں سے پوچھا ایک
ساحر نے کہا بڑے میاں تمھیں خزانے سے کیا مطلب ہی عمرو نے کہا بھائی خزانہ
بچائیں گے اُس ساحر نے کہا سامنے گھاٹی میں ہی وہاں لالہ دل سکھ راے بیٹھے ہوے
ہونگے گماشتے کام کر رہے ہونگے کئی لاکھ روپیہ خزانے میں رہتا ہی جو کچھ بانٹا ہی
اُسکی میزان دے رہے ہونگے خواجہ یہ بات سُنکر سامنے خزانچی کے پہونچے مگر چہرہ
کی قطع بنے ہوے فرمایا لالہ جی تم ابتک بیٹھے ہو دیکھو کیا آفت برپا ہی اپنی جان
بچاؤ اگر طلسم کشا اسطرف آجائیگا تو جان بچنا دشوار ہوگی سب لٹیرے انھیں کے
ساتھ ہیں مال ڈھونڈھتے پھرتے ہیں ایسا نہ ہو نقد جان کا زوال ہو پھر اُسوقت
کہاں بھاگوگے خزانچی یہ سُنکر بھاگا گماشتے ایک جانب گئے خواجہ نے قفل کاٹا دیکھا
توڑے چنے ہوے ہیں صندوقچے جواہرات کے پڑے ہیں خوش ہو کر جال الیاسی
زنبیل سے نکالا یہ کہکر جال مارا کہ اے جال جنجال ہو کر پڑیو سوا ہاتھ یہاں کی مٹی بھی
نہ چھوٹے یہ مٹی بنیا رہ ہی بنیا ریوں کے ہاتھ بیچ لیں گے یہ کہکر خزانہ پھر لوٹ لیا مگر
بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوے قریب گھاٹیوں کے پہونچے لوح کو گردش دی گھاٹیاں
خالی ہونے لگیں جب پہر عکس لوح کا پڑا وہ نابینا ہو گیا ٹٹولنے لگا کہتا ہی یہ کیا ہوا ابھی
تو اچھا خاصہ دیکھ رہا تھا اب کیا ہو گیا بادشاہ پہلی گھاٹی کو ویران کر کے دوسری
گھاٹی پر چلے مانی جادوگر بڈھا لئیم شحیم ہی تلوار کھینچکر قریب بادشاہ کے آیا ہاتھ تلوار
کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکالکر مارا کہ مانی
کے دو ٹکڑے ہوے مانی کا مرنا کہ بہزاد بیقرار ہوا تیسری گھاٹی پر آکر بہزاد نے
جنگ شروع کی سحر کیا کہ تاحد ہمراہی بادشاہ نامدار جنگ کرنے سے رکے اور
سب نے فریاد کی کہ اے شہریار غلاموں کو بچائیے بادشاہ نے پلٹ کر لوح کا عکس ڈالا

کر کل تا جدار سپہر مصروف جنگ ہوئے ہزار ہا ساحروں کو مار ڈالا ہے بہزاد نے بڑھکر
بادشاہ پر گولہ مارا بادشاہ نے لوح کو آگے کر دیا عکس لوح جو پڑا گولہ الٹا پلٹا
بہزاد نے اپنے کو بچایا مگر گولہ اور ون پر جا کر پھٹا کئی سو ساحروں کے سر پھٹ گئے
بہزاد نے چاہا بھاگوں بادشاہ نے بڑھکر دو کا اور ہاتھ تلوار کا مارا دیا بہزاد دو
ٹکڑے ہوا جب مانی و بہزاد دونوں مرگئے تو دروازہ دیر کا بالکل خالی ہوگیا تصویر سے آواز
آنے لگی کہ ہاں بندگان من جلد جنگ کرو مسلمانوں کو برسر کوہ نہ آنے دو ہرچند
ساحر بلوہ کرتے ہیں مگر بادشاہ جنگ کنان ہر گھاٹی پر افسروں کو قتل کرتے ہوئے
چلے جاتے ہیں یہ دیکھکر انقاش تو ہٹ گیا نیچے کوہ آکر ٹھہرا یہاں امیر کے سرداروں کا
بلوہ ہے ہر طرف سے نعرے کی آواز آرہی ہے زمین تھرا رہی ہے شاہزادیاں مصروف
سحر خوانی ہیں لکہا سے ابر سرخ و سفید و دھانی و گلنار آسمان پر لہرا رہے ہیں کسی ابر
سے آگ برستی ہے کسی ابر سے پھول برس رہے ہیں کسی ابر سے تلوار ہیں برستی
ہیں جب پہ تلوار گری آسکے دو ٹکڑے ہوئے جس پر پھول گرا وہ جلکر رہگیا مگر طلسم کشا
جب قریب دیر پہونچے اندر سے آواز آئی کہ او بندہ مغضوب یہاں نہ آنا ورنہ بہت
پچھتائیگا قدرت کو ناگوار ہوگا لہذا مناسب یہ ہے کہ باہر ہی رہو اندر قدم نہ رکھنا
مگر بادشاہ تیغ طلسمی کھینچے ہوئے ساحروں کو قتل کرتے ہوئے در دیر پر پہونچے
تصویر سنگی نے بہت غل مچایا کہ او طلسم کشا ہٹ جا کو ما بدولت کے سامنے نہ آؤ
ورنہ جہنم میں پھینکوا دونگا بادشاہ نے فرمایا او مکار میں گھاٹیاں طے کر کے یہاں تک
آیا ہوں بھلا اب میں رکونگا جو مجھے ہوسکے تصور نہ کر خدائے ما بزرگ است
یہ کہکر جھپٹے تصویر کی گردن پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ تصویر سنگی گری بادشاہ نے لوح
چمکا دی ایک دھماکا ہوا شکم سے تصویر کے ایک ساحر سیہ فام نکلا اور پر پر پیدا کر کے
اڑا بادشاہ نے تیر مارا کہ پاؤں اس ساحر کا زخمی ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ
ایک ساحر سیاہ رو بد خو پاؤں سے خون ٹپکتا ہوا اڑا ہوا جاتا ہے یہ طرف بھی بلند
ہو کر خداوند بھاگے جاتے ہیں ادھر بادشاہ تا در مانی و بہزاد کو مار کے اور تصویر

سنگی کو توڑ کے کوہ سے اترے مصروف جنگ ہوئے ایک طرف صاحبقران زمان
لڑ رہے ہین اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین بادشاہ نے لوح کو گردش دی نقاش نے دیکھا
کہ اب قدم نہ رکیگا فوج کو ہمراہ لیکر بھاگا یہان بادشاہ و صاحبقران نے کوہ تصویر کو
خوب لوٹا ایک ایک سپاہی لکھ پتی ہوگیا دوکاندار لٹے خزانۂ شاہی لٹا مگر پہلو مین کوہ
کے ایک تالاب کلان ہو کہ اسمین مال جمع ہوتا تھا خواجہ نے جو آکر دیکھا کہ وہ تالاب
روپیے سے بھرا ہوا ہو منھ مین پانی بھر آیا وہان سے آکے صاحبقران سے کہا حضور
اسطرف نہ جائیے اور بادشاہ سے بڑھکر کہا کہ آپ بھی ادھر نہ تشریف لے جائیے مجھکو یہ
خوف ہو کہ ایسا نہ ہو لوح قبضے سے نکل جائے بادشاہ بھی سمجھے کہ خواجہ سمجھاتے ہین مین
اسطرف نہ جاؤن خواجہ سبکو پھیر کر آپ اکیلے قریب تالاب کے پہونچے جال الیاسی نکالکر
مارا اور وہ سب مال کھینچکر نذر زنبیل کیا مٹی بھی تالاب کی نہ چھوڑی یہان بعد فتح کوہ
صاحبقران زمان بادشاہ کی تعریفین کرنے لگے کہ اے فرزند تمھاری جرأت کا یہ خیال
نہ تھا مجھکو تردد ہوا تھا کہ تمھارے نام فتاحی طلسم نکلی ہو اور طلسم وسیع ہو مگر اے فرزند
کیا کہنا ماشاء اللہ تمھاری جرأت و شوکت دیکھی اے فرزند اب کیا باقی ہو بادشاہ نے فرمایا
مرحلہ ہفتم کسی قدر فتح ہوا ہو کہ یہ تاجدار چھوٹے مگر قید خانہ ملکہ قمر لیشہ و آسمان پری
کا الگ ہو انشاء اللہ انکو بھی رہا کرونگا میرے دل کو قلق ہو کہ جیدہ و سپید پری صاحبہ
اس آفت مین رہین اور ہم لوگ رہا ہون مگر اب تدبیر ہو رہی ہو قید خانے پر جنگ
عظیم پڑیگی خدا نے چاہا اور یہ دونو رہائی آسمان پری و ملکہ قمر لیشہ اگر آپ لوگ بھی پہونچ گئے
تو جنگ کو آسانی ہوگی ورنہ یہ غلام تو قید خانہ توڑیگا خواہ جنگ عظیم واقع ہو اور خواہ
بہ آسانی ہو مگر خواجہ عمرو آج بہت خوش ہین اور خود یہی کہ رہے ہین کہ مین بڑا مجبور
ہوا اگر ایک دن پیشتر آتا تو ساحر جو نکلگیا ہو اسکو گرفتار کرتا تو اڑھائی دن کی خدائی
اس پر مین کر لیتا بہت کچھ مال پاتا مگر بے حیا ساحر کہان بھاگ کے جائیگا مین
اسکی فکر مین جاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ آج جلسہ جشن ہو کچھ بیٹھکر گائیے خواجہ
نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے سب کے گانا شروع کیے نظم

جانکنی بھی سیکھی ہر اک کوہکن استاد سے ‏— یہ صدا آتی ہو ہر دم تیشۂ فرہاد سے

درد سر مجھکو بھی تھا پوچھے کوئی فرہاد سے — تونے یہ تیشہ لیا ہو مول کس حداد سے

پڑ گیا ہو اسکے ابرو کا سرے اشکو نہیں کس — آسکے تلوار میں بچا کہدے کوئی جلاد سے

بندگی میں سر جھکا حاضر ہو تو کہتا ہو وہ شوخ — منع ہو خدمت کا لینا بندۂ آزاد سے

جسطرح سے ہو محبت فاختہ کو سرو کی — طوق والے طفل کو الفت ہو مجد آباد سے

جیسے ہر ادنی بشر کا ہو جسے کہتے ہیں عشق — سیکھتا ہو کوئی فن عاشقی استاد سے

وہ سہی قد شاہ ہنوز آتا ہو اسکی چوب کا — اسلیے رکھتی ہو الفت فاختہ شمشاد سے

بادشاہی کیجیے جاکر کسی دیر اپنے میں — چاہیے الفت گدا کو کوچۂ آباد سے

دل کو گر روزہ رکھیں گے تو ہمیں گے رند — ہم نہ باہر ہونگے ای پیر مغاں ارشاد سے

کان میں او سرو آویزے زمرد کے نہیں — دانۂ انگور پیدا ہو سے شمشاد سے

رشک گلزار جنت ہو ہر اک رنگین غزل — آگئے ہیں ناسخ کنارے آب رکن آباد سے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط برپا رہا صبح کو بادشاہ نے عزم مصمم برائے فتح مرحلہ کیا اور صاحبقران زمان سے فرمایا کہ یہ کوہ تصویر ہو حضور اسے آباد کریں کہ کل مسلمان آباد ہوں میں برائے فتح مرحلہ جاتا ہوں بادشاہ تو ادھر گئے خواجہ نے عرض کی میں تلاش میں اس ساحر کی جاتا ہوں امیر نے فرمایا بسم اللہ خواجہ عمرو یہاں سے عیاری لگا کر تلاش میں اس ساحر کی روانہ ہوئے جست وخیز کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں ایک صحرا میں آکر پہونچے دیکھا ایک قصر بنا ہو در قصر پر چند کنیزیں ٹہل رہی ہیں غرض خواجہ عمرو ایک ضعیفہ کی شکل بنکر سامنے ان کنیزوں کے آئے اور سوال کیا کہ لات ومنات آپ کو سلامت رکھیں اس بڑھیا کو کچھ دلوائیے کہ کئی دن سے ماری ماری پھرتی ہے بابا مسلمانوں کو پایا وہ لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم لات پرست کو نہ دینگے انہیں سے کچھ نہیں ملا کنیزوں نے کہا بڑی بی صاحب اسوقت معاف کیجیے ہماری ملکۂ عالم ملکہ مہوش جادو برائے ملاقات خداوند جانے کو ہیں ہم سب لوگ تیاری کر رہے ہیں پھر کسی وقت آئیے گا خواجہ نے جو یہ سنا تو ایک کنیز کو الگ بلا کے

بیہوش کیا اور اسی کنیز کی شکل بنکر قصر مین آئے دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر بیٹھی ہوئی
کنیزون کو حکم دے رہی ہی کہ جھٹ پٹ تیار ہو مین بر اسے ملاقات خداوند جاونگی میری
تمنا یہی ہی کہ بر اسے مقابلہ مسلمانان جاؤن اور انپر غالب ہون بڑا غضب ہوا کہ
قدرت سے کوہ تصویر چھوٹا اب باغ نیرنگ مین بھاگ کر آئے ہین عمرو نے یہ دریافت
کرکے بیہوش کو کنارے بلوایا اور بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا اور خود اسکی شکل
بنکر تخت پر سوار ہوئے کنیزون سے کہا ہمین باغ نیرنگ مین لے چلو اور تھین بیچ
کر مین نے قسم کھائی ہی کہ مسلمانون پر سحر کرونگی جبتک مسلمانون سے مقابلہ ہوگا
اسوقت تک سحر کرونگی کنیزون نے تخت اڑایا پھر سحر کا مل تخت اڑتا تھا کہ نیکی آواز
کان مین آئی اور بو سے خوش دماغ مین پہونچی کنیزون نے کہا بیبی ملکۂ عالم باغ کے
قریب آ پہونچے خواجہ نے کہ جو بشکل ملکہ تھے فرمایا تخت اتارو سب نے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب مسند پر بیٹھا ہی گرد کنیزین گا تا سن رہا ہی بیہوش نقلی آکر آنمی پہلے دو
انگلیون کی محراب بنا کر سجدہ کیا اس ساحر نے کہا اے بیہوش مزاج کیسا ہی بڑے
تعجب کی بات ہی کہ تمھارے جسم سے بوے مسلمانان آتی ہی بیہوش نقلی نے تھراکر
کہا یا خداوند شاید کوئی عیار میرے پاس آیا اسکا عکس پڑگیا اسی وجہ سے بو آتی
ہوگی اگر حکم ہو تو سامنے کچھ گاؤن کیون قدرت آپ نے کوہ تصویر کیون چھوڑا
کیا معرکہ پڑا اس ساحر نے کہا اے بیہوش بادشاہ اسلام مع لوح طلسم گھس آئے مجھکو
کچھ بن نہ پڑا آخر نکل بھاگا اسپر بادشاہ نے تیر مارا دیکھو پانون میرا زخمی ہوا اب مجھکو یہ
خوف ہی کہ عمرو عیار میری تلاش مین نکلا ہی مین حیران ہون کہ اپنے کو کہان چھپاؤن
کہ اسکی عیاری سے بچون خواجہ نے بات کو ٹالکر کہا یا خداوند آپ معجزہ پرداز ہین
آپ پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی یہ بھی اتفاق کی بات تھی کہ کوہ تصویر چھوٹا اگر یہ لونڈی
وہان ہوتی تو کیا مجال تھی کہ طلسم کشا کو زندہ جانے دیتی یہ بھی انکی مجال تھی کہ قدرت
پر تیر مارنے ہاتھ انکے قلم کرتی مگر جب خواجہ ارادہ کرتے ہین کہ شراب کا پتہ چلا کرین
تب وہ ساحر موسوم بہ نقوش جادو یہی کہتا ہی کہ اے بیہوش میرے قریب نہ آؤ تمھارے

جسم سے بو مسلمانان آتی ہی خواجہ ناچار ہوئے اور کنیزین آکر بیٹھین جام کی گردش مین آیا مگر خواجہ نے شراب کو ہاتھہ نہ لگایا نقوش جادو نے کنیزون کو اشارہ کیا ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بیٹھکر تانین مارنے لگی غزل

در بدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر
کیسے برباد ہوئے آپ کے شیدا ہو کر
آ سیئے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف
فرش بچھائین ابھی دامن صحرا ہو کر
بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہی عیان
کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہو کر
چہرہ و صد ان سال خدا خیر سے کاٹے تمہیر
گھٹنے لگتا ہی مہ چار دہ پیدا ہو کر
گالیان کوسنے دیتا ہی قمر کو کیا تو
آج جو جو کہ ترے دل مین ایذا ہو کر

مگر خواجہ حیران ہین کہ مین کیا کرون جب اُسکے قریب جاتا ہون تو یہی کہتا ہی کہ تمہارے جسم سے بو مسلمانان آتی ہی شراب کاہے کو میرے ہاتھہ سے پیئے گا آخر دل کو سخت کرکے عمرو نے ایک جام بھر لیا کہا یا خداوند مین آج شب کو بھی یہین رہونگی امیدوار ہون کہ یہ جام میرے ہاتھہ سے نوش فرمایئے یہ کہکر جام آگے بڑھایا نقوش جادو نے جام ہاتھہ مین لیا شراب کو بغور دیکھکر کہا کہ او عیار بان زادے مین پہلے ہی سے شک کر رہا تھا آخر تجھکو چین نہ پڑا جام شراب بیہوشی آمیختہ بھر دیا عمرو نے جب دیکھا کہ اِسنے مجھے پہچان لیا تلوار کھینچکر نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمر صم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ بخشتک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کرکے خنجر مارا مگر نقوش نے اپنے کو بچایا کچھ پڑھکر ہاتھہ ہلا دیا کہ خواجہ کر پڑے رنگ در وغن چہرے سے اُڑ گیا کنیزون مین ہلڑ ہوا کہ یا خداوند ہماری بی بی کے ساتھہ یہ کیا کیا یہ مین انس کہان سے آگیا مگر نقوش نے عمرو کو گرفتار کیا اور حکم دیا کہ آج شبکو اسکو رکھو کل اسکو قتل کرونگا وہ کنیزین خواجہ کو لیکر چلین ایک کمرے مین لاکر چاہا قید کرین کہ خواجہ رونے لگے ایک نے پوچھا کیون خواجہ کیون روتے ہو عمرو نے کہا اسپر روتا ہون کہ کل تدرت مجھکو قتل کرینگے میرے پاس کچھ مال ہو وہ کون لیگا

افسوس میری مشقت ضایع ہوئی کنیزون مین آپس مین اشارے ہوے کہ مال اس سے
لے لو کون ہمکو کہہ سکتا ہی ہم کہدینگے یہ جھوٹا ہی مال ہمکو ہضم ہوجائیگا کہا کیون خواجہ ہم
دیکھین کیا مال ہی عمرو نے کمر سے ایک پوٹلی نکالی ایک کنیز کے روبرو رکھدی اُس
لونڈی نے دیکھا کہ اسمین روپے ہین خواجہ نے دوسری پوٹلی نکالکر دوسری کے
سامنے رکھی فرمایا دونون بانٹ لو دونون نے وہ پوٹلیان کھولین جیسے ہی پوٹلیان
کھولین اسمین سے دھوان نکلا دونون کنیزین بیہوش ہوئین خواجہ نے ایک کو
اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر دوسری کو ہوشیار کیا کہا بوا چلو چلکر خداوند سے
عرض کرین کہ عمرو کو قید کر آئے جیسے ہی باہر نکلے دیکھا ایک زنگی کھڑا ہوا کہہ رہا ہی
کہ خواجہ کہان چلے مجھکو خداوند نے مقرر کیا ہی تمنے بڑا غضب کیا کہ کنیز کو بیہوش کیا
اسکی شکل بنکر جاتے ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا ای پہلوان دوران مین تو تابعدار
ہون یہی چاہتا ہون کہ خدمت مین قدرت کی رہون باتون مین لگا کر عمرو نے زنگی
کو حباب مارا جیسے ہی وہ بیہوش ہوکے گرا عمرو نے ٹانگ پکڑی گھسیٹکر زنگی کو تو
ایک غار مین ڈالدیا آپ بطرف بارگاہ نقوش کے چلے مگر دل مین کہتے ہوے کہ بڑا ہوشیار ہی
پہر رات باقی ہی اگر عیاری ہوگئی تو غنیمت ورنہ مجھکو قتل کریگا کانپتے ہوے
قریب پلنگ کے آئے بیہوشی کمر سے نکالکر تکیے مین رکھی چاہا بیہوش کردون کہ
نقوش نے آنکھ کھولدی عمرو کا ہاتھ تھام لیا کہا او ساربان زادے مین نے
سب تدبیرین کر رکھی ہین مگر نہین معلوم سیاہ فام جادو پر کیا گذری کہ تو یہانتک
آیا عمرو نے کہا مین نے اس زنگی کو فلان غار مین ڈالدیا ہی یقین ہی اب ہوشیار ہوا
ہو نقوش کے ہوش اڑگئے جی مین کہتا ہی کیا بلا سے رو تہگا رہی کہ سیاہ فام جادو کہ
مدت کا رفیق تھا اُسنے یہ دھوکا کھایا عمرو بڑا ظالم ہی عمرو نے کہا یا خداوند آپکو سزا
کا اختیار ہی مگر مین تو اسواسطے آیا تھا کہ سجدہ کرون قدرت کے پاس رہون آپکی
خدمت کرون کہ قدرت کو راضی کردون نقوش نے کہا ای عمرو ایسے مقام پر تجھکو
بھیجون کہ تڑپ تڑپ کے مرے آب و دانہ تجھکو نہ ملے یہ کہکر ایک دستک دی

کہ آندھی سیاہ اُٹھی ایک ساحر سیاہ فام تخت پر سوار آیا آتے ہی نقوش کو سجدہ کیا
عرض کی یا خداوند غلام کو کیدن یاد فرمایا نقوش نے کہا ای بہمن صحرا نشین یہ عمر عیار
بڑا مکار ہی اسکو لیجاؤ اور صحراے ویران مین چھوڑ دو سحر کر دینا کہ یہ جنگل مین دوڑا
دوڑا پھرے اور اسکو آب و دانہ نملے بہمن نے عمرو کو تخت پر سوار کیا راہ مین
خواجہ نے بہت سے فقرے کیے مگر بہمن نے کوئی فقرہ نہ مانا ٹھیک دوپہر کو ایک
صحرا مین پہونچا خواجہ نے دیکھا کہ بونڈلے اُٹھ رہے ہین سوکھے درخت کھڑے ہین پتونکا
جا بجا انبار ہی جو کوئی طائر بھٹک کر آیا منقار کھود لکر گرا نہ بان نکل آئی پر جل گئے ہین
بہمن نے عمرو کو مسلسل و مطلق نہ کیا سحر کرکے ویرانہ مین جنگل کا بڑھا دیا اور عمرو
سے کہا خواجہ دو دن کی سیاحت اس جنگل کی سیر کرو ہر چند خواجہ چیخے پیٹے مگر بہمن
نے کچھ جواب نہ دیا اور تخت پر سوار ہوکر چلا گیا اب خواجہ اُس جنگل مین دوڑے
دوڑے پھر رہے ہین پانی کے واسطے ہونٹون پر دم ہی جسطرف جاتے ہین وہی
صحراے ویران نظر آتا ہی حیران و پریشان دوڑتے پھرتے ہین مگر بہمن جادو
جو اپنے باغ مین آیا مسند پر بیٹھا کنیزون سے اشارہ کیا جام ارغوانی گردش مین
آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ در
باغ پر ایک نامہ دار کھڑا ہی اور کہتا ہی ملکہ چلہ کش کا نامہ دار ہون امیدوار ہون
کہ سامنے بلائیے نامہ لیجیے بہمن نے حکم دیا کہ نامہ دار کو بلاؤ نامہ دار نے سامنے
آکر لال کاغذ پیش کیا بہمن نے پوچھا کیا تقریب ہی نامہ دار نے عرض کیا کہ چلہ کش
کے بیٹے کی شادی ہی مانجھا آچکا ہی زعفرانی جوڑا فرزند آنکا پہنے ہی آپ کو بھی شادی
مین بلایا ہی بہمن نے رقعہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہوکر حکم دیا کہ نامہ دار کو رخصت
کرو اور اس سے وعدہ کر لیا کہ ہم وقت پہ آئینگے اور کل آکر شریک ہونگے
نامہ دار واپس گیا دوسرے وقت بہمن لباس فاخرہ سے آراستہ ہوکر طرف
چلہ کش کے روانہ ہو گیا آکر شریک صحبت ہوا سب شاہزادیاں شاہزادے
جمع ہین ناچ ہو رہا ہی مگر مہتر برق فرنگی کہ بچپن سے عیار ہی بعد جانے خواجہ کے

نکلا تلاش میں پھرتا ہوا ایک صحرا میں آیا ایک مقام پر دیکھا کہ صدہا خیمے استادہ ہیں اور اندر سے باغ کے گانے کی آواز آرہی ہی صدہا ساحر جابجا پھر رہے ہیں برق فرنگی نے ایک سے پوچھا کہ یہ کیسی محفل ہی ساحر نے بیان کیا کہ ملکہ چلہ کش کے بیٹے کی شادی ہی اسی تقریب میں سب آئے ہیں برق فرنگی یہ دریافت کرکے پھرنے لگا مگر یہ خیال کرکے کہ برات میں جو آیا ہوگا اسکے پاس کچھ رقم ضرور ہوگی کپڑے سب کے عمدہ ہونگے ایک خیمے کے قریب آیا تو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین لباس سے آراستہ سازندوں کو پکار رہی ہی برق فرنگی چوبدار بنکر سامنے آیا کہا چلو مجرے کا وقت آگیا اس نازنین نے حکم دیا ارے بہلی تیار کر برق نے جھٹ پٹ اس نازنین سے کہا بی بی ذرا کنارے چلو تو میں رنگ صحبت سمجھا دوں اس نازنین کو لیکر کنارے آیا وہاں اسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا آپ اسی کی شکل بنکر باہر نکلا بہلی پر سوار ہوکر طرف صحبت کے روانہ ہوا در باغ پر پہونچکر بہلی سے اترا کمیدان رسالدار آوازے پھینک رہے ہیں برق سب کو جواب دیتا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا جلسہ آراستہ ہی داروغۂ ارباب نشاط نے کہا اے آفتاب جمال تم ٹھہرو میں ابھی تمہارا مجرا کراتا ہوں برق ٹہلا کیا بعد تھوڑی دیر کے داروغہ نے طائفہ بدلا یا برق آیا محفل میں بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

عروس فکر رنگین کو خیال آیا جو تزئین کا　　شگاف خامہ شانہ بن گیا زلف مضامین کا
بلا ٹلتی ہی بخشش سے بہا ای چشم تر آنسو　　ملے کچھ دامن خالی کو صدقہ درج غمگین کا
کھلا قرآن تو وہ سمجھے مرے شکوے کا دفتر ہی　　اٹھے شرما کے بالیں سے جب آیا وقت یٰسین کا
بہار آئی جھکائے سر گلوں نے کیف مستی سے　　پڑا ہی گردن ہر شاخ تزئین ہاتھ گلچین کا
سیاہی جمگئی مضمون آہ سرد لکھنے سے　　ہوا پیوند ہر قطرہ شگاف کلک رنگین کا
بشکل مرغ بسمل اور بڑھ جاتی ہی بیتابی　　دل مضطر کو طعنہ ہو گیا ہی نام تسکین کا
عجب کیفیتیں دیتے ہیں اپنے داغ پیراہن　　گماں ہی دامن گلرنگ پر آغوش گلچین کا
لگادے ہاتھ تو تخت سلیماں ہو کے اڑ جائے　　جنازہ بھی ہمارا ای پری خواہاں ہی تمکین کا

نہ پڑھیے شعر ہرگز کچھ سبکدوشی ہی بہتر ہی	اُٹھائے کون احسان دوستو نکے شور تحسین کا
نسیم اب قدر دانی اشتیاق سامعین پر ہی	دکھایا لذت سخنے ہر طرح سے طبع رنگین کا

برق فرنگی جب خوب گا چکا تو بہمن سے آنکھ ملا کر کہا اے بزرگ خدائی خداوند جمشید ثانی تم میرے
مطلب کو سمجھ گئے ہوگے کیونکہ راز دان خداوند ہو خداوند خواب مین تشریف لائے تھے
مجھکو یہ کمال عطا فرما گئے ہین اسطرح برق نے ہنسکر کہا کہ بہمن بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی
کہ شاید یہ بھی پر عاشق ہوئی جواب دیا کہ حقیقت مین تمھارے گانے مین تاثیر ہو دل کو
بیقرار کر دیا یہ کہکر صاحب جلسہ سے اشارہ کیا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو اس گائن کو ہم اپنے
ساتھ لیجائین دو دن ہماری مہمان رہیگی پھر چلی آئیگی صاحب خانہ نے جواب دیا کہ اے
بہمن یہ تو گائن ہی اگر تمھاری خوشی ہو تو کل بیاہے کو تمھارے مکان پہ لے چلین صبح
ہوتے ہم برات لیکر جائینگے دلہن کے مکان پر ضرور آنا وہان رسم شربت پلائی ہوگی
بہمن نے کہا مین آنکھون سے آؤنگا ہمارے تمھارے بزرگون سے آمد و رفت ہی
ایسا بھی ہو سکتا ہی کہ ہم نہ شریک ہون یہ کہکر اُٹھا تخت اپنا کھینچا کہا بی گائن صاحب
آؤ برات مین ہمارے ساتھ چلنا تخت پر بٹھا کے برق کو لیچلا راہ مین برق نے پوچھا
کہ صاحب تمنے خبر سنی تھی کہ تمنے عمرو عیار کو گرفتار کیا اسکو مار ڈالا یا لنگوٹے کو زندہ
رکھا بہمن نے کہا صاحب مجھے منظور یہ ہوا کہ اُسکو تکلیف دیکر یارون مین سے سب
انتقام اپنا کر لیا ہو [illegible] سے بڑے مکے کیے برق رونے لگا کہا لو صاحب غضب ہوا
تمنے اس لنگوٹے کو زندہ [illegible] رکھا ایسا نہ ہو تمھاری فکر کرے مین نے سنا ہی
کہ جسکے پاس [illegible] رکھا ہو کہ مین اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دون
بہمن نے تخت کو پھیر [illegible] میدان مین تخت لایا خواجہ کو دکھایا برق نے دیکھا
کہ وہ صحرا [illegible] مسان بالکل کف دست میدان خواجہ نے تڑپ تڑپ کر
رات کاٹی ہی سارے جنگل مین پھرے راستہ نہ ملا آٹھ پہر کے بھوکے پیاسے ریتی پر
بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو جاری دعا مین مانگ رہے ہین کہ اے کریم کارساز دو عالم
رب بے نیاز اس آفت سے نجات دے انسان کا اس صحرا مین نام نہین مین کیسے

عیاری کرون یقین ہی کل مرجاؤنگا مگر ای میرے خالق میرے تیرے کوہ سر عندلیب پر وعدہ
ہوچکا ہی وعدے کے خلاف تو نہ کریگا برق نے جو آشنا دکا یہ حال دیکھا تو بہمن سے کہا
ذرا اُتر دو مین اس مکار سے دو باتین کرونگی اِسنے بڑا ستم کیا ہی جس محلے مین مین رہتی ہون
وہان یہ مردود آیا تھا میرا بھانجہ کھیل رہا تھا اُسکا طوق گلے سے اُتار کرلے بھاگا وہ
لڑکا روتا رہگیا مین پوچھونگی کہ کیون ظالم وہ طوق تونے کیا کیا جو میرے بھانجے کا
اُتارا تھا اور تین چار جوتیان اپنے ہاتھ سے مارونگی کہ کیون رے بچے کے ستانیکا
نفع پایا آخر اس بلا مین مبتلا ہوا بہمن نے کہا اب جاؤ بھی اِن جھگڑون مین نہ پڑو برق
نے کہا مین تخت سے کود پڑونگی تمھارا کیا حرج ہی مجھے افسوس ہوتا ہی کہ صحبت سے
مجھکو اُٹھا کر لائے اور ذرا سی میری خاطر نہین کرتے ہین اس سے دو باتین کرکے
ابھی چلی جاؤنگی زیادہ نہ ٹھہرونگی بہمن بھی سوچا کہ حرج کیا ہی معشوقہ کی خوشی ہوجائیگی
تخت اُتارا بہمن تو ایک طرف جاکر کھڑا ہوا برق نے سامنے آکر کہا کیون لنگوٹے
ساربان نرادے تین روپے کے پیادے تجھکو یاد ہی کہ تو طوق اُتار کر لڑکے کا بھاگا
تھا مین چیختی پیٹتی رہگئی تھی دیکھ تو خداوند جمشید کیسی تجھکو سزا دیتے ہین اب بہتر یہ ہی کہ
وہ طوق بتادے عمرو نے نگاہ سے برق کو پہچانا مگر کہا بی صاحب اب وہ طوق بھلا
کہان لڑکے بالون کے پیٹ مین پہونچا برق نے ایک لات ماری کہ خواجہ منہ کے
بھل گرے کہا لنگوٹے اگر طوق دیدے تو مین تجھکو رہا کردون ورنہ کل روز شنگل ہی
تڑپ تڑپ کے مریگا منگل کو یہان بڑی دھوپ ہوتی ہی وہ جو مشہور ہی کہ سورج روز حشر
سوا نیزے پر آجائیگا کل نہ بچوگے اُسی کا سامنا ہوگا عمرو نے کچھ جواب نہ دیا برق
ہنستا ہوا قریب بہمن کے آیا کہا کیون صاحب یہ سخت تپنے اِسکی دیکھی مین بھی سمجھی تھی کہ
شاید طوق لڑکے کا دیدیگا مگر وہ کہتا ہی کہ طوق تو اب پیٹ مین پہونچا بہمن نے کہا اے
نازنین وہ جبین بس زیادہ نہ ٹھہرو یہ عیار بڑا دغا شعار ہی مین نے اسی واسطے اسکو یہان
چھوڑا ہی ساحری نامے مین لکھا ہی کہ جہان اسکا خون گریگا وہ زمین آباد نہ ہوگی تو
یہ صحرا ابھی ویران ہی کل یہ مرجائیگا کیا مجال ہی جو دھوپ مین رہ سکے بس یہ صحرا اول تو

یون ہی ویران ہوا اور زیادہ ویران ہوجائیگا اس ظالم سے تو دنیا پاک ہوجائیگی ہزار ہا آدمی
اسکے ہاتھ سے مارے گئے ملک کے ملک ویران کر دیئے خداوندوں کو پریشان کر دیا
برق نے چلا کر کہا لو اور غضب دیکھو اس نا عیار کو کوئی لیے جاتا ہے کہتا ہی چلیں ہیں آپ
جنگل سے نکالدوں بہمن نے جیسے ہی پلٹ کر طرف عمرو کے دیکھا برق نے کمر سے
خنجر نکالکر کوکھ پر بہمن کے مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا پہر بات باقی تھی لاشہ بہمن گرتے
گرتے ہی برق نے لباس اسکا اتار لیا خواجہ نے دیکھا کہ مرنے سے بہمن کے ایک
صحراے سبزہ زار میں ہیں کھڑا ہوں اور برق یہ کہکر بھاگا ہی کہ اُستاد نکلیا لیئے اب
نہ ٹھہریے مگر خواجہ فکر میں نقوش جادو کے چند ہی قدم بڑھے تھے کہ دہی باغ نظر
آیا جسمیں نقوش جادو کو صحبت آرا دیکھا تھا چند کنیزیں دروازے پر کھڑی تھیں
ایک کو عمرو نے اشارے سے الگ بلایا اسکو بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر چلے مگر
دلمیں کہتے تھے کہ خواجہ جسکی صورت بنے ہو اسکا نام بھی نہیں معلوم ناگاہ ایک ساتھ والی
پکار اری گل بہار جلد آ خداوند بلاتے ہیں بہلے تو خواجہ نہ بولے ایک نے اُسکے
شانہ پکڑ کر ہلایا اور کہا کیوں خیلا ہم پکارتے ہیں اور تو جواب نہیں دیتی خداوند
نقوش پکار رہے ہیں خواجہ اندر باغ کے آئے جس درخت کے نیچے سے نکلتے
ہیں طائران درخت اُڑکر منقاروں کھولکر غل مچاتے ہیں مگر آوازیں اُنکی سمجھ میں نہیں
آتیں ادھر خواجہ دوڑتے ہوے ہر مرتبہ کنیزوں کے ساتھ ہوجاتے ہیں بارہ دری
میں جو پہونچے تو دیکھا نقوش جادو مسند پر بیٹھا ہی اور پکار رہا ہی ارے گل بہار کو
بلاؤ خواجہ سامنے پہونچے جھک کر سلام کیا نقوش نے کہا گلابی لا نشہ کم ہوگیا
اگر شراب نشہ نہیں کرتی تو دم گھبراتا ہی آج کی شراب کم نشے کی تھی وہ گلابی جس میں
شراب سبز رنگ بھری ہو اُٹھا کر لا خواجہ دوڑ کر وہ گلابی لائے بیہوشی ملا دی گلابی
سامنے رکھی آپ ہٹ کر کھڑے ہوے نقوش نے کر اُٹھا تھا جام جو لبریز کیا دیکھا
طائر درختوں پر چیخ رہے ہیں جھولی میں ہاتھ ڈالکر ایک مٹھا ماش کے دانوں کا نکالا
طائروں پر کھینچ مارا اور جھلا کر کہا او نالائقو کیوں غل مچاتے ہو یہاں غیر کون ہو ماش جو

پھونک مارے کئی سو طائر جلکر گرے مگر گرتے گرتے آواز دی کہ موت کو کوئی نہین روک
سکتا ہی نقوش نے کچھ خیال نہ کیا جام اٹھا لیکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری ایک
طائر خوش رنگ پیدا ہوا اور آواز دی کہ یا خداوند یہ آپ نے کیا کیا یہ شراب لو ہفت
بہ دار و سے بیہوشی تھی نقوش گھبرا گیا یہ سمجھا وہم ہوتا تھا کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی مگر
آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چار جانب دیکھنے لگا خواجہ ستون کی آڑ سے دیکھ رہے
ہین کہ گھبرا کر اری گل بہار گل بہار کہتا ہوا اُٹھا چند قدم چلکر لڑکھڑایا اور منھ کے بھل گرا
خواجہ نے نقوش کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا زبان مین سوزن دیدی باغ کو لوٹ لیا
کنیزون کے زیور اُتروا لیے خوشی خوشی باغ سے نکلے کہ راہ مین برق سے ملاقات
ہوئی برق نے کہا اُستاد یہ آپ کس آفت مین پھنس گئے تھے عمرو نے سب حال بیان
کیا اور یہ کہا کہ وہ تصویر جو خدائی کرتا تھا اُسکو لایا ہون برق نے کہا اُستاد
ذرا مین تو دیکھون خواجہ نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہی اب وہ زنبیل مین پڑا ہی مجھے
کیا ضرورت ہی کہ اُسے نکالون برق نے ہر چند کہا مگر خواجہ نے نقوش کو زنبیل
سے نہ نکالا برق ایک طرف چلا ایک صحرا مین دیکھا ایک جادوگر زیر درخت
بیٹھا ہوا کچھ سحر پڑھ رہا ہی برق نے آکر ایک نازنین کی شکل بنائی بیٹھکر رونے لگا
وہ جادوگر آواز رونے کی سُنکر اُٹھا وہان آیا صورت دیکھکر حیران جمال و محو ادا
ہوا پوچھا کہ کیون صاحب تم یہان کیون بیٹھی ہو اُسنے جواب دیا کہ قزاقون نے
لوٹ لیا مین اپنی جان سے بیزار بیٹھی ہون اُس ساحر نے کہا اگر کوئی رکھے تو
رہو گی نازنین نے کہا مجھ بدنصیب کو جو رکھیگا وہ مارا جائیگا مین اس لایق نہین
ہون کہ مجھکو تم اپنے گھر مین رکھو میرے شوہر و باپ کو قزاق گرفتار کرکے لے گئے
مین تین دن سے یہان پڑی ہون مگر ایسا نہ ہوا کہ شیر بھیڑیا آکر کھا لیتا کہ مین کشاکش
سے نجات پاتی جادوگر بیٹھ گیا برق نے کہا دیکھو صاحب ہاتھیون نے شیرون کو
جنگل سے بھگا دیا سب بھاگے ہوئے جاتے ہین جیسے ہی وہ جادوگر پلٹا برق نے
اُسکو خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا اندھیرا چھایا آوازین آنے لگی بعد اسکے آواز آئی

کشتی مرا نام سن ویرانہ جادو بود خواجہ راہ مین جاتے تھے کہ دیکھا ایکطرف سے برق بھاگتا
ہوا آتا ہی اور پیچھے اسکے آندھی سیاہ ہی اور اس آندھی مین ایک ساحرۂ مکارہ بال زمین مین
لوٹتے ہوے غل مچاتی ہوئی آتی ہی خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپایا اُدھر
اُس ساحرہ نے آکر برق کو پکڑ لیا کہا کیون تکوڑے میرے شوہر نے کیا کیا تھا جو تونے مارا
ہوا اسے جادو شوہر کو میرے مار کر تو نکلا جاتا اب جاتا کہان تجھکو ذبح کرونگی اور تیرے کباب
کھاؤنگی تب میرے دل کو آرام آئیگا خواجہ نے جو دیکھا کہ برق کو جادوگرنی لیے جاتی ہی
ہر چند کہ فیلیہ ہی مگر ابھی اسنے جان بخشی کی ہی اگر بہمن کو یہ نہ مارتا تو زندگی نہ ہوتی یہ سوچکر
نقوش کی شکل بنے ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوکر آواز دی او عورت اس
قیدی کو کہان لیے جاتی ہی اسنے جو پلٹ کر دیکھا نقوش کو جھک جھک کر سلام کرنے
لگی اور سجدہ کرکے عرض کرنے لگی یا خداوند کوہ تصویر تو آپ سے چھوٹا اب آپ کہان
تشریف رکھتے ہین میرے شوہر کو اس ظالم نے مار ڈالا مین اسکی بوٹیان کاٹ کے
کھاؤنگی آپ جانتے ہین کہ شوہر میرا میری زندگی کا سہارا تھا نقوش نقلی نے کہا
ای بندی من سامنے سر جھکا کر بیٹھ مین اسکو قتل کرونگا مجھے بھی بہت ناگوار گذرا
کہ تیرے شوہر کو بے خطا مارا یہ عیار گلی گلی پھرتے ہین جہان جادوگر کو پایا مار ڈالا
شہرون کو ویران کر دیا جادوگرنی آگے بڑھی برق کو سامنے ڈالدیا نقوش نقلی
نے کہا دو سامنے دیکھو ملک الموت آتا ہی وہ اسکی روح قبض کریگا مگر تم نہ اُس سے
آنکھ ملانا ایسا نہو کہ تمھاری بھی روح قبض کر لے تو مجھکو ناگوار ہوگا تم آنکھین بند
کرکے بیٹھو مین تمھارے شوہر کو بھی زندہ کر دونگا نام شوہر سنکر ساحرہ نہال ہوگئی
دل مین کہتی ہی کہ قدرت زندہ کر دینگے آنکھین بند کرکے بیٹھی برق نے بہ اطمینان
حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے اور اپنے نام کا خوشی خوشی نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گذار
کہ استاد ہین خواجۂ نامدار

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
کے کون مکار و غدار ہون

کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
ارسطو نے ذی علم شاگرد ہی

بزیر قدم غریب اور شرق ہی	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا مارکر اُس ساحرہ کو کپڑے اُسکے اُتار لیے
برق ایک جانب چلا خواجہ طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے بادشاہ اسلام باسے
فتاحی مرحلہ ہفتم جاچکے ہین صاحبقران خواجہ کا انتظار کر رہے ہین کہ خواجہ نے آکے
مجرا کیا اور کہا اے شہریار مین نقوش جادو کو لاتا تھا راہ مین مہاجن مل گئے اُنھون
نے مجھکو مار کر پشتارہ چھین لیا کچھ دلوائیے تو لے آؤن امیر نے پانچہزار روپے منگوا کر دیے
عمرو نے کہا اس سے کیا ہوتا ہی سب صاحب کچھ کچھ عنایت فرمائین لندھور و مالک
و بہرام و بدیع الزمان و قاسم و شاہزادہ جہانگیر ان سبنے موافق اپنے اپنے مرتبے
کے دیا جب رستم کے سامنے آگے تو رستم نے کہا چچا جان میرا روپیہ واسطے بیت المال
کے نہین ہی مجھے معاف فرمائیے خواجہ نے کہا مین تمسے لونگا علمشاہ نے کہا مین ایکپیسہ
نہ دونگا ہزار خواجہ نے منت و خوشامد کی مگر علمشاہ نے کچھ نہ دیا خواجہ نے کہا اے رستم
انشاء اللہ تم یہ منت دوگے اور مین نہ قبول کرون یہ کہکر نقوش کو نکالا روپیہ جو ملا تھا وہ
نذر تذبیل کر دیا خواجہ نے نقوش کو ہوشیار کیا نقوش نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ مین
دربار امیر مین ہون جملہ سردار و تاجدار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین تخت سلطنت خالی
ہی صاحبقران نقوش کو سمجھانے لگے مگر نقوش آنکھین بدل رہا ہی جواب نہین دیتا
کیونکہ زبان مین سوزن ہی مگر بہ نگاہ قہر طرف صاحبقران کے دیکھ رہا ہی ہرچند صاحبقران
سمجھاتے ہین مگر راہ راست پر نہین آتا اُدھر جمشید ثانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ چند
طائر منبر سے اُڑے اور جمشید ثانی کے سامنے آکر زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا اے صاحبو غضب ہوا کہ نقوش جادو گرفتار ہو گیا کہ وہ تصویر
اُسکے باعث سے آباد تھا اب وہان مسلمانون کا عمل ہوا مین خود جاتا ہون جاکر
اُسکو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا ہرچند ساحرون نے سمجھایا کہ اگر طلسم کشا نہین ہین تو امیر تو
دربار مین موجود ہین جمشید نے کہا مین اسطور سے جاؤن کہ معلوم ہو برق گری
یہ کہکر بلند ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا اُسوقت پہونچا کہ صاحبقران نے

فرمایا کہ یہ مغرور جواب نہین دیتا ذوالخمار عادی کو بلاؤ جلاد لشکر خنجر کھینچکر آیا انقوش کو
کھینچکر بیرون بارگاہ لایا چاہتا تھا کہ قتل کرے حکم اخیر کا منتظر ہی جمشید نے جو آسمان سے
دیکھا کہ نقوش زیر تیغ بیٹھا ہوا ور جلاد قتل کیا چاہتا ہی تڑپ کر گرا انقوش کو اٹھا لے گیا
ذوالخمار عادی نے چاہا تختۂ شند آدمی مارون جمشید نے ہاتھ سے اشارہ کر دیا
کہ ذوالخمار عادی پر برق گری میثاق وغیرہ اٹھنے لگے یاسمن رنگین پوش نے
چاہا کہ سحر کرون جمشید نے للکارا کہ او معشوقۂ قدرت کیون شامتین آئی ہین یہ
کہکر ایک طائر کو اشارہ کیا کہ اس طائر نے گرد سر یاسمن چرخ مارا کہ یاسمن لڑکھڑا کر
گری صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او کافر خاسر کیون شامتین آئی ہین اور اسم اعظم
پڑھتے ہوے اٹھے جمشید صاحبقران کو دیکھکر بھاگا مگر نقوش کو لیگیا ادھر میثاق
نے سینک کی کمان جھولی سے نکالی اور اسم سحر پڑھکر تیر مارا کہ پاؤن جمشید کا زخمی
ہوا مگر جمشید نے زخم کا کچھ خیال نہ کیا اڑتا ہوا نکلگیا خواجہ رستم کی فکر مین ہین غرض
رستم پر جو غبار وغیرہ آکر پڑا تو واسطے امیر سے عرض کی کہ غلام آپ کا حمام ہو آوے
جیسے ہی رستم نے حمام کا نام لیا خواجہ ایک نائی کی شکل بنکر حمام مین پہونچے اور
داروغہ سے کہا کہ ہم پریشان ہین کچھ کام ہمسے لیجیے ہمارے بزرگ بھی کام کرتے
تھے داروغہ نے حکم دیا کہ حمام مین جاکر بیٹھو جو کوئی آئے اسکو نہلاؤ بڑے میان
صاحب حمام کا خرچہ نکالکر چہارم تمکو بھی دینگے خواجہ نے کہا بہت خوب یہ کہکے
یہ تو حمام مین پہونچے ادھر سماک نے آکر داروغہ سے کہا کہ رستم نہانیکو آتے ہین داروغہ نے کہا لو
بڑے میان تم بڑے صاحب نصیب ہو کہ فرزند صاحبقران نہانے آتے ہین پانچ
روپے دیتے ہین ابھی تمکو سوا روپیہ ملیگا خواجہ لنگی باندھکر کھڑے ہوے رستم جو
اندر آئے فرمایا کہ بڑے میان صاحب کوئی ایسی شے لاؤ کہ گرد دفع ہو جائے عمرو
نے ایک پیالے مین ایک دوا بنائی اور کہا اسکو سارے جسم مین مل لیجیے رگ
رگ کا میل نکلجائیگا رستم نے بٹنہ سمجھکر سارے منھ مین ملا اور بڑے میان نے سارے
جسم مین رستم کے ملا اور کہا حضور غوطہ لگائین مین اور دوا لگاؤن یہ کہکر خواجہ

باہر آئے مگر سمک نے جو خواجہ کو باہر جاتے دیکھا تو یہ سمجھ گیا کہ خواجہ حمام سے نکلے ہین ابتک
جی مین کہتا ہی خدا خیر کرے یہان خواجہ بھاگ کر دربار صاحبقران مین آئے امیر نے
پوچھا خواجہ کہان گئے تھے عمرو نے کہا مین تو کہین نہین گیا مگر دیکھیے رستم نے مجھکو
کچھ نہ دیا مین بد دعا دونگا تو بدن بگڑ جائیگا امیر نے کہا او بد زبان خاموش رہ عمرو
تو یہان بیٹھا وہان رستم نے جو پانی مین غوطہ مارا آئینہ سامنے لگا تھا اسپر جو نگاہ
پڑی دیکھا کہ صورت زنگیونکی سی ہوگئی تمام جسم سیاہ چہرہ سیاہ سمک کو آواز دی اب
سمک جو اندر آیا تو رستم کو اس حال مین دیکھا کہ صورت اپنی دیکھکر رو رہے ہین
کہا او سمک دیکھ تو یہ کیا ہوا کہ میری صورت بدل گئی سمک نے کہا خداوند نعمت
جب حمام مین آئے تو بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو ایک ضعیف کی شکل بنے ہوے
حمام سے نکلے مین گھبرا رہا تھا کہ خدا خیر کرے آپ نے جو انکو روپیہ نہ دیا کچھ رونے
لگا گئے اب دربار مین چلیے سامنے صاحبقران زمان کے یہ سب حال بیان کیجیے
امیر با توقیر اسکا فیصلہ کرائینگے رستم نے کہا او سمک مین دربار مین جاتا ہون
تم پانچ توڑے لیکے آؤ خواجہ بیٹھے تھے کہ رستم آکر پہونچے صاحبقران زمان نے
نہ پہچانا رستم نے عرض کی خداوند نعمت دیکھیے خواجہ نے میرا کیا حال کیا امیر نے
کہا او ستارہ بان زادے یہ تو نے کیا کیا عمرو نے کہا مین تو حمام مین گیا بھی نہین مگر
البتہ بد دعا دی تھی منھ کالا ہو گیا خدا سے التجا کیجیے کہ سمک پانچ توڑے لیکر آیا رستم
نے کہا اے عم نامدار یہ روپیہ حاضر ہے لیجیے مجھے معاف کیجیے خواجہ نے کہا بیٹا خدا سے
دعا کرو کہ پھر پروردگار اسی صورت پر کر دے اسمین انسان کا کیا اختیار ہے اور مین
بھی تدبیر کرتا ہون مگر پانچ توڑے اور منگاؤ ایک دوا میرے پاس ہے شاید تاثیر
کرے رستم نے فورًا پانچ توڑا اور منگائے خواجہ نے دسون توڑے لیکر نذر قبول
کیے اور ہاتھ اپنا منھ پر رستم کے پھیرا وہی صورت مثل آفتاب کے ہوگئی خواجہ
واسطے سجدے کے جھک پڑے کہ اے پروردگار تو نے رحم کیا اور رستم سے کہا
اے فرزند ہماری بد دعا سے ڈرا کرو رستم نے کہا اب جب طلب کیا کیجیے گا مین دیدیا کرونگا

سب سرداروں مین غریو ہوا کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کارنمایان کیا ہی عمرو نے کہا یارو
میرے منھ سے نکلگیا تھا کہ رستم کا منھ کالا ہوجائے جب وہ تاثیر عطا ہوئی اب پھر میری
دعا کی تاثیر سے رستم پیلتن بصورت اصلی ہوگئے سب سردار اس فعل پر خواجہ کے
شکر گئے یہان تو بارگاہ صاحبقران مین سعد کا انتظار ہی مگر جمشید ثانی جو نقوش
کو لیکر گیا کراہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا پانٔون سے خون جاری نقوش کو بیچ مین
دبائے ہوے سب نے جمشید کو اس حال سے دیکھا پوچھا یا خداوند صاحبقران
زمان نے پانٔون زخمی کیا ہوگا جمشید نے ایک آہ کی کہ کیا بیان کرون اپنی آفت
اپنے سر پر پا ہی بیثاق کوہ گردان ایسا باغی ہوا ہی کہ ہر مقام پر دشمنی کرتا ہی پانٔون کو
چیتھڑے سے باندھا مرہم لگایا نقوش ہوشیار ہوا قدمون پر جمشید کے گر پڑا کہا
یا خداوند آپ نے بڑا احسان کیا کہ دربار حمزہ مین کیسی کیسی جادوگرنیان جمع تھین
اُن مین جانا اور مجھکو اُٹھا لانا آپ ہی کا کام ہی کسکی مجال تھی کہ اُس دربار مین قدم
رکھتا مگر آپ نے بڑی جرأت کی جمشید نے کہا ای نقوش کیا کہون مین اسی سحر پر امید
کرتا ہون کہ مسلمان طلسم نہ توڑ سکینگے اسی وجہ سے کتاب سامری کو منسوخ کر دیا ہی
نقوش نے کہا مجھکو چین نہ آئیگا مجھکو حکم ہو کہ جا کر طلسم کشا کو ڈبو دون جمشید ثانی نے
ہر چند منع کیا مگر نقوش نے نہ مانا یہ جانے ہی پر تھا کہ گرداڑی اور نقاش جادو مع فوج
شکست خوردہ آکر پہونچا سامنے جمشید کے گر پڑا کہا یا خداوند میرا انتقام لینی کو تصویر
برباد ہوا نقوش جادو نے نقاش جادو کو گلے سے لگایا اور کہا ای برادر اب جو
گذری وہ گذری مین نے سالہا سال کر کے تصویر پر خدائی کی ہی چلو ہم تم دونون ملکے
طلسم کشا کو قتل کرین کہ مدعائے دلی حاصل ہو نقاش نے جو نقوش کو آمادہ دیکھا کل
فوجین جمع کر کے کئی لاکھ فوج کو ساتھ لیکر یہ دونون تلاش سعد مین چلے کہ ذکر اِنکا کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان پہونچنا بادشاہ کا تا بہ مرحلہ ہفتم اور پہونچنا نقاش
و نقوش کا و عیاریان خواجہ کی بطرز نو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عرض ساقی نامہ

دل لگا کر کوئی راحت جو نہ پائی ہوتی — عمر بھر عشق مین ایذا ہی اٹھائی ہوتی
تو گوارا وہ بھی یہ تکلیف جدائی ہوتی — یا مصیبت کی مرے دل مین سمائی ہوتی
یا شب ہجر زمانے مین نہ آئی ہوتی

ہم اسیر آگئے ہین یون ترے بس مین صیاد — کہ جو چھوٹین کبھی تو دس برس ہین صیاد
قید کرلے تجھے خود دی کفین یہ قسمین صیاد — بال و پر جنبے ہلائے نہ قفس مین صیاد
وہ تڑپتا جسے امید رہائی ہوتی

نامے جب اسنے مرے چاک کیے اے قاصد — نہ سنے تونے جو پیغام دیے اے قاصد
پھر کس امید پہ اب کوئی جیے اے قاصد — دل بیتاب کی تسکین کے لیے اے قاصد
جھوٹ ہی کوئی خبر تونے سنائی ہوتی

جذب نے اپنے ستائی نہ نہین کچھ تاثیر — عشق دشمن مین بھی پائی نہ وہین کچھ تاثیر
وائے تقدیر کہ دیکھی نہ کہین کچھ تاثیر — غیر کی آہ مین بھی ہائے نہین کچھ تاثیر
یہ بھی ہوتا تو کچھ امید رسائی ہوتی

ہنس دیا کرتے تو وہ اللہ ہمیشہ روتا — آکے ٹھکراتے تو مرقد مین ابھی جا سوتا
مر کے ملتے تم اگر جان ابھی مین کھوتا — اور کیا خاک مین ملجانے سے میرے ہوتا
یہی ہوتا کہ ذرا اسمین صفائی ہوتی

کیا اگر آپ ہی اک روئے پس مرگ مجھے — نوحہ گر یا کچھ احباب جلال آکے ہوئے
روح ہرگز نہین خوش ہونیکی ہرگز اس سے — ہون وہ غم دوست کہ تو اب کچھ آنسو ٹپکتے
میرے ماتم مین اگر ساری خدائی ہوتی

چہرہ رہروان منازل سحر و ساحری و طے کنندگان مراحل افسونگری اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع خیال سخن آفرین ہ سخن را بکرسی نشاند چنین ہ توسن طبع کو میدان مدعا مین یون جولان گر کیا جاتا ہے کہ بادشاہ جمشید امیر سے رخصت ہو کر لشکر سے نکلے ہین سب ملازم دیکھ رہے ہین کہ ایک نخل کے سامنے مین بادشاہ بیٹھکر اسم حاشیہ لوح پڑھنے لگے جیسے ہی تعداد تمام ہوئی قیچمو رجیم اگر بھیجا بادشاہ کو

سلام کرکے عرض کی ای شہریار میں فوج جنات کو ساتھ لیے ہوئے آتا تھا راہ میں ایک
مقام پر مع لشکر کے اترا نقوش و نقاش خداوندان کوہ تصویر ایک صحرا میں مخفی ہوکر اترے
ہمکو اُنکے لشکر کی خبر نہیں رات کو نقوش و نقاش نے ملکر سحر کیا کہ سب لشکر جنات مجھسے
باغی ہوکر سامنے نقوش و نقاش کے پہونچا اُسنے ایک درہ کوہ میں سبکو بند کردیا
میں نے جو یہ خبر سُنی سوچا کہ اب تنہا کیا کرونگا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اب آپ
تشریف لے چلیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا اُس میں نوشتہ پایا کہ جو کچھ قیصور کہتا ہے
وہی کرو بادشاہ ہمراہ قیصور تلاش میں نقوش و نقاش کی روانہ ہوئے قیصور نے
اپنے کاندھے پر سوار کرکے ایک صحرا میں لاکر اُتارا قیصور تو رخصت ہوگیا مگر بادشاہ
جہاں پناہ تنہا حیران کھڑے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار تخت پر سوار مع بارہ
ہزار سوار و پیدل آتے دکھلائی دیا شاہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال زریں کمر
کھڑا ہے شاطر سے اشارہ کیا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ یہ جوان کون ہے شاطر نے آکر شاہ کو
سلام کیا مگر دبدبۂ صولت و شوکت دیکھکر نہ بولسکا بادشاہ نے پوچھا ای شاطر کیا مطلب ہے شاطر
نے دست بستہ عرض کی ہمارا بادشاہ لمعان تاجدار آپ کا نام نامی پوچھتا ہے شاہ نے
فرمایا میں سعد بادشاہ لشکر اسلام ہوں بقصد قتل جمشید میں نکلا ہوں لمعان تاجدار نے جو یہ
خبر سُنی افسران فوج سے کہا کہ یہ جوان دشمن خداوند ہے چہار جانب سے گھیر کر گرفتار
کرو افسران فوج لینا لینا کہکر آ پڑے بادشاہ تلوار کھینچکر لڑنے لگے ایک سوار کو
مارکر گھوڑا لے لیا لڑتے بھڑتے قریب لمعان تاجدار کے پہونچے لمعان نے ہاتھ مارا
بادشاہ نے خالی دیا مگر کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالدیا نعرہ کرکے فوراً زمین سے اُٹھا لیا لمعان نے
عرض کی الامان بادشاہ نے فرمایا کہ امان بہ شرط ایمان لمعان تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق
دل مسلمان ہوا بارہ ہزار جوان بھی دائرہ اسلام میں آئے مگر نقوش و نقاش جو جنات کو
قید کرکے آگے بڑھے تو قریب اُس درہ کوہ کے آکر اُترے رات کو ہرکاروں نے خبر
دی کہ طلسم کشا پار درہ کوہ کے اُترے ہیں لمعان کو زیر کرکے مسلمان کیا ہے نقوش و
نقاش یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے سرکوہ آکر سحر کرنے لگے لمعان تاجدار کو بہ سرطلابید

تھا یکایک کانپا اور ساتھ والون کو ہمراہ لیکر چلا سامنے درہ کوہ ہے جہان جنات بند
تھے اسی طرف اشارہ کیا لشکر مین جو اٹھا سیدھا طرف اپنے شاہ کے چلا بادشاہ کی آنکھ
جو کھلی ہنگامہ سنکر باہر نکل آئے آتے ہی دیکھا بارہ ہزار حیوان جاتے ہین بادشاہ
حیران تھے کہ مین کیا کرون کہ قیصور جنی آکر پہونچا عرض کی حضور یہ باعث سحر نقاش
ونقوش ہے حضور پڑھکر لوح کا عکس ڈالین بادشاہ آگے بڑھے لمعان کو للکارا کہ
کہان جاتا ہے لمعان آمادہ جنگ ہوا جیسے ہی قریب تلوار کھینچکر آیا بادشاہ نے عکس
لوح ڈالا لمعان نے سب فوج کو پھیرا بادشاہ عکس لوح ڈالتے ہوئے سبکو پھیر لائے
نقاش ونقوش نے رات بھر سحر کیا مگر کوئی مراد حاصل نہوئی آخر مجبور ہوکر صبح کو اپنے
لشکر کو تیار کر کے مقابلہ مین آئے منظور یہ ہے کہ دھوکا دیکر گرفتار کرلین سحر کرنے لگے
وقت سحر بادشاہ نے دیکھا کہ چند نازنینان سحر مین لشکر مین گاتی پھرتی ہین جسطرف آئین
لگائی لوگ اپنے اپنے خیمون سے نکلنے لگے بادشاہ نے یہ دیکھکر اسم حاشیہ لوح پڑھا وہ
سحر ہتین غائب ہوگئین بڑے بڑے سحر نقاش ونقوش نے کیے مگر بادشاہ جب اسم حاشیہ
لوح پڑھدیتے ہین اُنکا سحر مٹ جاتا ہے قضا سے کار شاہ عیاران عیار کہ تلاش مین شہریار
کی تھے آکر پہونچے اور مجرا کر کے مستفسر ہوئے بادشاہ نے سب کیفیت ظاہر کی خواجہ نے فرمایا حضور
نہ گھبرائین مین جاکر دونون کو لاتا ہون یہ کہکر خواجہ روانہ ہوئے ایک ضعیفہ کی شکل
بنکر لشکر مین ساحرون کے آئے دیکھا کہ لشکر نقاش نقوش ہوشیار بیٹھے ہین جہان
غیر کو دیکھا اُسے گرفتار کرلیا سامنے نقاش ونقوش کے لے گئے وہ اپنے سحر سے
دریافت کرلیتے ہین اکثر غیر لوگ گرفتار ہوئے مگر رہائی پائی خواجہ نے کہ بشکل ضعیفہ
تھے ایک ساحر سے پوچھا کہ نقاش ونقوش کیا کرتے ہین مین جاکر اُنسے دریافت
کرونگی اور کہونگی کہ میرا نواسہ لشکر مین نوکر ہے مجھکو خرچ نہین بھیجتا میری فریاد کو آپ
لوگ پہونچیے کچھ ماہوار ہی مقرر کرادیجیے ساحرون نے خواجہ کو گرفتار کرلیا ہر چند
خواجہ چیخے پیٹے کہ مین غریب بڑھیا ہون مگر ساحرون نے نہ مانا خواجہ کو کشان کشان
لے چلے سامنے نقاش ونقوش کے لائے نقاش نے سحر کیا کہ رنگ روغن چہرے کا

خواجہ کے اڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے نقاش سے قہقہہ مارا کہا اے نقوش اس ظالم کو
تو نے پہچانا یہ برباد کن خانمان ساحران ہے اگر اسکو قتل کیا تو کل مسلمانوں کو مارا ابھی
میدان خونی کی تیاری کروا رہیں اثنا میں جلاد موجود ہوئے نقاش و نقوش نے
نے اشارہ کیا کہ اسکو دار پر کھینچو جلاد خواجہ کو کشاں کشاں لے چلا مگر ہرکارے
لشکر اسلام کے موجود تھے خبر قتل خواجہ لیکر سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ تیغہ
تیاک کر اٹھے لمعان تاجدار ہمراہ ہوا یہاں جلاد کا ارادہ ہے کہ خواجہ کو دار پر کھینچے
کہ نعرۂ شہریار کی آواز آئی نعرۂ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

بادشاہ نعرہ کرتے تلوار کھینچکر گرتے لڑتے ہوئے قریب خواجہ کے آئے جلاد کو مارا
دار کو قلم کیا خواجہ رہا ہوتے ہی ساحروں کے لباس لوٹنے لگے مگر نقاش و نقوش
دور سے دیکھ رہے ہیں اہل فوج کو منع کر رہے ہیں کہ جنگ نہ کرو انکو نکلجانے دو
فوج ساحران الگ ہوئی بادشاہ خواجہ کو لیکر پلٹے مگر خواجہ نے کہا اے شہریار غلام
کا بڑا نقصان ہوا جب گرفتار ہوا تو کمر تین میری مسند و بقچہ جواہرات کا تھا ساحروں
نے وہ مسند و بقچہ لے لیا اب مہاجن مجھپر بدعت کرینگے بادشاہ نے فرمایا نقاش و نقوش
کی فکر کیجیے خود منگوا لی ہوگی خواجہ بہانے عیاری لگا کر پھر روانہ ہوئے مگر لشکر
ساحران بائیں پر چھوڑا ایک طرف کو چلے کوئی دو منزل راستہ طے کیا تھا کہ ایک مقام پر
دیکھا ایک بارگاہ ایستادہ ہے بہت سی عورتیں پھر رہی ہیں دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ زوجۂ نقاش گلرنگ جادو یہ اسے ملاقات شوہر جاتی ہے مگر گلرنگ سحر نہیں جانتی
منزل بہ منزل جاتی ہے خواجہ ایک ضعیفہ کی شکل بنکر سامنے سے اسی بارگاہ کے کھیت
کی مینڈ پر چڑھکر چلے گلرنگ نے کنیزوں سے کہا کہ اس بڑھیا کو منع کرو کہ مینڈ سے
کھیت کی نہ جائے کنیزوں نے بڑھکر کہا بڑی بی صاحب یہ ضعیفی اور مینڈ پر چڑھکے
چلی ہو اگر گر پڑو تو کمر کولہا برابر ہو اور چار انگل زمین دھنس جائے بڑھیا نے بگڑ کے

جواب دیا کہ تم جوانوں مثل چڑیلوں کے پھرتی ہو تم خود کر دگی ہیں اسی راہ سے روز جاتی ہون
کنیزیں خاموش ہو رہیں آپس میں کہتی ہیں کیا بد زبان ہے جتنے توہیکی کی وہ گالیاں دیتی ہی
چڑیل بناتی ہی خدا ہی جو گرے چند قدم چلکر بڑھیا لڑکھڑائی اور رہینڈے سے گر کر ایک چیخ ماری
کہ یہ نوجوانیں کل جیبیاں ہیں میں انھیں کے کہنے سے گری ورنہ نہ گرتی حرامزادیاں سب
دیکھ رہی ہیں اور آکر اُٹھاتی نہیں گلرنگ نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ اری کیا دیکھ رہی ہو
بڑھیا کو اُٹھا لاؤ کنیزوں نے آکر بڑھیا کو اُٹھایا بڑھیا نے کہا اب تو تم سب خوش ہوئیں
تمھاری زبان سے نکلے اور وہ نہ ہووے میرا کولا اُتر گیا اب میری زندگی کیونکر ہوگی کنیزیں
کھٹولی پر ڈالکر بڑھیا کو سامنے گلرنگ کے لائیں بڑھیا نے جو گلرنگ کو دیکھا تو دعائیں
دینے لگی کہتی تھی کہ پور سہاگن اولادے گود بھرے بی بی کیسی بیٹھی ہو بال پریشان منہ کھلا
سہو انگلیاں رہی کھاؤ کنگھی کرڈالو کہاں جاؤگی گلرنگ نے کہا شوہر میرا مقابل بادشاہ میں گیا
ہی اُسکو دیکھنے جاتی ہوں شوہر نے میرے مجھکو نامہ لکھا تھا کہ ابھی جنگ کو طول ہی تم بھی
آجاؤ تو مجھے آرام ہو آج دس دن گذرے کہ قلعے سے چلی آئی اب سنتی ہوں کہ دو منزل
وہ مقام باقی ہی اس صحرا میں کل اُتری تھی جنگل پسند آیا آج بھی مقام کیا کل روانہ ہونگی عمرو
نے کہا بی بی بخیر و عافیت پہونچو شوہر سے اپنے ملو مجھکو تو بڑا افسوس ہوتا ہی کہ تم ایسی
خوبصورت شوہر سے اپنے جدا ہو گلرنگ نے کہا وہ برائے جنگ گئے ہیں ورنہ
مجھکو دم بھر اپنے سے جدا نہیں کرتے بڑھیا نے دعائیں دیں کہ شوہر کا ہمیشہ پیار رہے
گلرنگ کنیزوں کو خفا ہوئی کہ بڑھیا تو بڑی خوش زبان ہی بات بات پر دعائیں دیتی
ہی تم ناحق اسکو ستی تھیں کنیزوں نے کہا واری کیا کہیں جیسی بد زبان ہی گلرنگ نے
حکم دیا کہ بڑھیا کی کھٹولی ہمارے چھپر کھٹ کے پاس بچھا دو کھانا پانی اسکو پہونچاؤ کل
جب ہم کوچ کرینگے تو چلی جائیگی بڑھیا ہر بات پر دعائیں دیتی ہی کبھی پوچھتی ہی کیوں بی بی
کتنا زمانہ تمھاری شادی کو گذرا ابھی کوئی لڑکا نہیں ہی گلرنگ نے جواب دیا کہ میں نے
بہت منتیں مرادیں کیں مگر سامری و جمشید کی مرضی نہیں ہی جو ہے کہ بچہ بھی نہ پیدا ہوا
بڑھیا نے کہا میں آپکو دعا دونگی سال بھر میں چار لڑکے پیدا ہونگے میرا حال سنیے کہ جب میں

بیاہی گئی تھی تو میری عمر نو برس کی تھی شوہر نے ہم بستر کیا آخر تیسرے مہینے لڑکا پیدا ہوا
اس بات کو سن کے گلرنگ بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی صاحب تم روز آیا کرو بڑھیا نے
کہا میں تمھاری ملاقات کو روز آؤنگی مگر بی بی تم تو بر سر سفر ہوا ور مجھکو یہ وز ملاقی ہو
گلرنگ نے کہا بڑی بی تم گھبراؤ نہیں میں اگر بن پڑیگا تو تمکو اپنے ساتھ لیتی چلون گی
بڑھیا نے وہ باتین کہین کہ گلرنگ خوش ہو گئی دل میں سوچی کہ یہ بڑھیا تو اکسیر کی پڑیا ہو
بڑھیا نے اپنی جوانی کا بھی ذکر کر کے کہا حضور اس گاؤن میں کوئی کالے سر کا باقی نہیں جو
مجھتک نہ آیا ہو بی بی اولاد کے لیے سب کچھ کرتے ہیں سامری و جمشید سے نذر بالنشاء
خداوند کرے حسن لین گلرنگ نے کہا بڑی بی اپنی ایسی قسمت ہی نہیں بڑھیا نے گلرنگ
کو گلے سے لگایا اور کہنے لگی کہ میں اپنی بچی کو جنون کی مسجد لیجاؤنگی نذر و نیاز چڑھاؤنگی
و دیپہر رات گئے تک یہ باتین رہین آخر گلرنگ سو گئی خواجہ کہ بشکل بڑھیا تھے
کھٹولی سے اٹھے اور گلرنگ کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا اور آپ گلرنگ کی شکل بنکر
پلنگ پر سو رہے صبح کو ملکہ گلرنگ نقلی بدمزاج اٹھین کنیزون سے کہا بڑھیا کہان گئی
کنیزون نے عرض کی واری ہم جب سے اٹھے ہین ہمنے کھٹولی خالی پائی سارے لشکر مین
ڈھونڈھ چکے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بڑھیا چلی گئی گلرنگ نقلی کنیزون پر بہت خفا ہوئی
کہا جو ہماری راحت کی چیز ملتی ہی تم لوگ اسکو ضایع کر دیتی ہو خیر ناچار ہو کر کوچ کیا
محافے میں سوار ہو کر خواجہ طرف نقاش و نقوش کے چلے یہان نقاش و نقوش مقابلہ
شاد میں آتیسے ہوسے ہین ہر روز سحر کرتے ہین مگر لوح کے سامنے کوئی سحر نہین چلتا کہ
ہر بار رد ہوتے ہوسے آسے نقوش جادو سے عرض کی آپ کی زوجہ ملکہ گلرنگ
آتی ہین نقوش باہر نکلا آکر محافے سے گلرنگ کو اتروایا بارگاہ مین لے گیا گلرنگ نے
پوچھا صاحب سب طرح خیر و عافیت ہی نقوش نے کہا صاحب کیا کہون روز سحر کرتا ہون
مگر طلسم کشا لوح کا عکس ڈالکر مٹا دیتے ہین صرف اتنا ہوتا ہو کہ ایک دو گھڑی کا ہنگامہ
ہوتا ہی بادشاہ کو کچھ نقصان نہین ہوتا مین سو سو تدبیرین کر رہا ہون مگر کوئی تدبیر بن
نہین پڑتی تم اس زمانے مین کیون آئین ہر روز یہی خوف ہو کہ مقام چھوٹیگا ایکدن شہر

کو پکڑا اتنا سامان قتل کیا بادشاہ لمعان کو ساتھ لیکر آپڑے ہین نے خوف سے جنگ نکی
گلرنگ نے کہا صاحب کچھ مقام افسوس نہین ہی جو تمپر گذریگی وہ ہین بھی جھیلونگی نقوش
زوجہ سے باتین کرکے باہر آیا نقاش نے کہا اے نقوش اب تو تمھاری زوجہ بھی آگئین
خوب چین کرو کیون اے یہاں در رات کو چلین بادشاہ کو گرفتار کرلائین نقوش نے کہا
یہ صلاح تو اچھی ہی مین آج شب کو جاؤنگا اور رہنے گا تو گرفتار کرلاؤنگا ورنہ لمعان کو تو
ضرور رلاؤنگا اسی کی ذات سے بادشاہ صاحب لشکر ہوئے اگر اکیلے ہوتے تو اب تک
گرفتار کرلاتے آپس مین صلاحین کرکے نقوش نے چند گلابیان لین اپنے خیمے مین
آیا گلرنگ نے حکم دیا کہ سب کنیزین باہر جائین مین اپنے شوہر سے تخلیے مین کچھ باتین
کرونگی کنیزین باہر گئین خواجہ نے ایک گلابی اٹھائی اسمین بیہوشی ملا کر جام لبریز
کرکے نقوش کے سامنے کیا نقوش بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا کیون
صاحب اس شراب نے بڑی گرمی کی زوجہ نے کہا اٹھکر ٹہلو ذرا یہہ اسکے نشہ کم ہو
نقوش اپنے مقام سے اٹھا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اسکو بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا
گلرنگ کی صورت تو بنے ہوئے ہین ایک کنیز کو بلا کر کہا جا کر نقاش سے کہو تمکو
گلرنگ بلاتی ہین نقوش جادو اسوقت نہین ہین شاید آپ سے وعدہ کیا تھا
برائے گرفتاری لمعان تاجدار گئے ہین دو تین گھنٹے کے بعد آئینگے نقاش کو
جب یہہ خبر پہونچی خوش ہو گیا سوچا کہ شاید گلرنگ نے مجھکو دیکھ لیا عین وقت شباب
ہی عورت کیون نہ چاہے لباس پہنکر ہمراہ کنیز کے خیمہ گلرنگ مین آیا گلرنگ نے
دروازے پہ آکر کہا صاحب آؤ تم سے پردہ کیا ہو فقط آنکھ کا لحاظ تھا وہ اٹھ گیا نقاش
اندر آیا جیسے ہی مسند پر آکر بیٹھا خواجہ نے جام لبریز کیا کہا لو صاحب پیو ہر چند نقاش
کو تردد ہوا کہ یہ کیا باعث ہو کہ زوجہ نقوش اس محبت سے پیش آئی مگر جام پی گیا اور
پیتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے اسکو بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا کنیزین جو اندر آئین گلرنگ
نے پوچھا کیون بی بی میان نقاش کہان گئے خواجہ نے کہا خبردار یہ بات منہ سے
نہ نکالنا یہ اسے مرد نقوش گئے ہین جاؤ خزانے سے صندوقچے جواہرات کے لاؤ مجھے

ابھی خواب مین دیکھا کہ جمشید ثانی کہہ رہے ہین کہ اس خیمے مین جو کچھ رکھو گی وہ دو نا ہو جائیگا
کنیزون نے زیور بھی اپنا اُتار کر پیش کیا خواجہ نے سب کا زیور بھی لیکر نذر زنبیل کیا گل
مسند وغیرہ جواہرات کے منگائے کنیزون سے کہا چلکر بارگاہ مین بیٹھو مین بھی آتی ہون
جب کنیزین چلی گئین تو خواجہ نے بارگاہ کو لوٹا فرش تک نہ چھوڑا پردے بھی کاٹ لیے
سراپچہ چاک کر کے باہر نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے راہ مین دیکھا برق فرنگی بشکل ساحر لشکر
مین پھر رہا تھا آستے جو خواجہ کو دیکھا کہ خوشی خوشی آتے ہین بڑھکر پوچھا کہ استاد خیر تو ہے
عمرو نے اشارہ کیا کہ اسوقت نہ بولو یہان بادشاہ جہجاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اور فرماتے
ہین کہ آج کئی دن کا زمانہ ہوا کہ خواجہ وعدہ کر گئے تھے کہ مین نقاش و نقوش کو لاتا
ہون نہین معلوم کیا اتفاق ہوا کہ ابھی تک نہین آئے لمعان تاجدار نے عرض کی
کہ اے شہریار نقاش و نقوش بڑے ہوشیار ہین اُنکا دام مکر مین پھنسنا بہت دشوار ہے
یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ خواجہ آتے ہین بادشاہ کو بڑا اشتیاق ہوا
باہر نکل آئے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے عمرو دراز کہکر عرض کی کہ بارگاہ مین تشریف
لے چلیے مین دونون کو لایا بادشاہ نے کچھ روپیہ پیش کیا عمرو نے کہا میرا بڑا نقصان
ہوا ہے کئی منزل جانا پڑا دوسرے سفر کا خرچ جا بجا غلہ مہنگا اول زردچہ نقوش کو جاکر
گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر دونون کو دھوکا دیکر پکڑا بادشاہ نے فرمایا خواجہ جس دن
قصر ہفت رنگ فتح ہوگا بہت کچھ مال پاؤگے خواجہ نے کہا اسی امید پر تو جیتا
ہون دونون ساحرون کو زنبیل سے نکالا ستون سے باندھ دیا زبان مین سوزن
دیکے دونون کو ہوشیار کیا آنکھ جو نقاش و نقوش کی کھلی اپنے کو دربار شاہ
مین ستون سے بندھا ہوا پایا خواجہ نیچہ کھینچے کھڑے ہین اور فرما رہے ہین اے
نقاش و نقوش اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو شاہ کی اطاعت کرو دونون نے بہ جواب
ہوکر کہا اے بادشاہ جہجاہ ہم اسی لیے کوچ کرکے آئے تھے کہ آپ کی رفاقت مین رہین
اب سرکار پر بہت تختیان پڑینگی شہر خطا کا راہ ان مین جانا پڑیگا لہذا غلام ساتھ چلینگے
اُس شہر کے فتح ہونے کے بعد ایک دریائے تہار ملیگا حضور کو ... سے اُترنا

پڑیگا تب مبلاد خارہ شکن کا سامنا ہوگا مبلاد نے بہت فوج جمع کی ہی خداوند کو بھی عرضی لکھی تھی خداوند نے کئی لاکھ ساحر بھیجے وہ سب وہین جمع ہین حضور سے جنگ عظیم پڑیگی خواجہ نے جو پیشانیان نقاش و نقوش کی دیکھین تو مسرور پایین زبان سے سوزن نکالی دونون نے قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا اور فوج کو بھی اپنی بلالیا سب مسلمان ہوے اب نقاش و نقوش بھی مع لشکر ہمراہ شاہ ہوے رات بھر جلسہ صحبت عیش رہا صبحکو نقاش و نقوش نے عرض کی کہ حضور ہمارے خزانے خالی پڑے ہین نہ جواہرات کا کہین پتہ ہی نہ روپیہ ہی بادشاہ نے فرمایا کیون خواجہ تم تو کہتے تھے بڑا نقصان ہوا یہ خزانے اور جواہرات کسنے لیے خواجہ نے کہا جہان ہمارا گذر ہو وہان خزانہ بچ جائے بادشاہ نے دونونکو زر و جواہر دیکر لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ اول شہر گمنام مین جانا چاہیے غرض بادشاہ نے نقاش و نقوش سے کہا کہ مین تو جاتا ہون تم لشکر کو لے کے اسی مقام پر ٹھہرو نقاش و نقوش نے عرض کی غلام بھی حاضر ہونگے وہان کے لوگ بڑے مکار ہین ظاہر مین تو حضور کے ساتھ محبت کرینگے مگر باطن مین یہی چاہینگے کہ جسطرح سے بن پڑے لوح چھین لین بندگان عالی کو آزار پہونچائین مگر پروردگار آپ کو بچائے جہانتک ہوسکے لوح کو ملاحظہ کرتے رہیےگا بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اب ہم تو کل رخصت ہونگے اسی شہر مین جاتے ہین اگر مناسب وقت ہو اور تکلیف نہ ہو تو چند اشعار ہمکو سنائیے خواجہ نے ذنبیل سے نکالی اور بیچ بارگاہ مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ سامنے بادشاہ کے گانے لگا

نظم

بہار آئی بھرون اب شراب شیشے مین | اُتارون مثل پری آفتاب شیشے مین
بنی ہی صورت فوارہ گردن مینا | ہی تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے مین
خیال ہی عرق روے یار کا دل مین | بسا ہی جیسے بھرا ہو گلاب شیشے مین
جو دور جام ہو ساقی تو تیغ برسنے لگے | کف شراب نہین ہی سحاب شیشے مین
ہوا ہی صاف ہمارے طرف سے دل اُسکا | [illegible] لکھا ہی [illegible] شیشے مین
[illegible] | [illegible]

کریگی مست قناعت ہی مجھکو بادہ فروش	اگر شراب نہین بھر دے آب شیشے مین
جو کوئی جام ہو دینا تو جلد دے ساقی	عیان ہی صاف ثبات حباب شیشے مین
بغیر نشہ کے سوؤن یہ نہین ممکن	بجا ہی گر کہون ہی بند خواب شیشے مین
یہ معجزہ ہی حسین شہید کا ناسخ	کہ خاک ہوگئی سب خونِ ناب شیشے مین

رات بھر خواجہ ہمراہ بادشاہ کے مصروف عیش و نشاط رہے صبح کو بادشاہ سب سے رخصت ہوئے جب لشکر سے باہر آئے تو ایک صحرائے وسیع دیکھا دو قدم آگے بڑھے تو ایک طرف دیکھا کہ چند کاہ فروش گٹھے گھانس کے لیے جاتے ہین بادشاہ اُنکے عقب مین چلے سمجھ گئے کہ اگر آبادی نہین ہی تو یہ لوگ کہان جاتے ہین تھوڑا ہی صحرا طے کیا تھا کہ سامنے آفتاب کی چمک معلوم ہوئی قریب آکر دیکھا کہ ایک پھاٹک عظیم الشان ہی دروازہ کھلا ہی خلقت کی آمد و رفت ہی بادشاہ بھی داخل شہر ہوئے ہر چند کہ بہت سے ساحر جیبون مین اُترے ہوئے تھے مگر کوئی بادشاہ سے متعرض نہ ہوا جب وسط شہر مین آئے تو دیکھا دوکانین سب طرح کی آراستہ و پیراستہ ہین حلوائی کی دوکان پر مٹھائی کے خوانچے رکھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی بادشاہ چونکہ اپنے لشکر سے سویرے سے چلے تھے دوپہر ڈھل چکی تھی بھوک کی خواہش ہوئی ایک حلوائی کے سامنے جاکر روپیہ پھینکا فرمایا کہ ہمکو مٹھائی دو اُس حلوائی نے بہ حیرت شاہ کو دیکھا اور کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ اِس شہر مین نو وارد ہین بادشاہ نے فرمایا تمھین نو وارد و غیر نو وارد سے کیا کام ہی جو سودا مانگتے ہین وہ دو حلوائی نے کہا مین یہ روپیہ لیکر کیا کرونگا آپ سکۂ رائج الوقت لائیے تو مین شیرینی دون بادشاہ سمجھے کہ اِسکے مزاج مین دیوانہ پن ہی نان بائی کو آکر روپیہ دیا اُسنے بھی یہی کہا کہ سکۂ رائج الوقت لائیے بادشاہ کئی دوکانداروں کے پاس گئے مگر سب سے یہی جواب پایا حیران ہوئے کہ سکۂ رائج الوقت کہان سے لاؤن کہ دیکھا سامنے ایک تاجر کی دوکان ہی چند کرسیان بچھی ہین اور تاجر بھی دوکان پر بیٹھا ہی بادشاہ مقام معقول دیکھکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے تاجر نے بہ نگاہ حیرت بادشاہ کو دیکھکر کہا اے شخص تو کون ہی کہ بلا تکلف آبیٹھا یہ کہکر غلام کو

اشارہ کیا کہ شاہ کو جاکر اطلاع کرو کہ جنکا خوف تھا وہی آئے ہین وہ غلام اُٹھکر گیا بادشاہ
یہان کا مکار شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا غلام نے جاکر تاجر کا پیغام دیا بادشاہ یہ خبر سنکر
گھبرایا اُٹھکر محل مین آیا زوجہ اسکی ہنگامہ جادو اور دختر اسکی مہ پارہ سامنے بیٹھی تھی
زوجہ نے جو شاہ کو منتشر دیکھا پوچھا کیون حضور خیر تو ہی شاہ نے کہا صاحب کیا کہون
طلسم کشا شہر مین آگئے فلان تاجر کی دوکان پر بیٹھے ہین زوجہ نے کہا مہ پارہ کو تخت پر
سوار کرکے بھیجو کہ شاہ کو باغ رنگارنگ مین لیجائے اور جسطرح ہوسکے لوح چھینکر
بادشاہ کو گرفتار کرلے بادشاہ نے بیٹی کو حکم دیا کہ ہان بی بی جاؤ جسطرح ہوسکے باغ رنگارنگ
مین طلسم کشا کو لیجاؤ مہ پارہ عمدہ کپڑے پہنکر تخت پر سوار ہوئی کئی سو کنیزین ساتھ ہوئین
نوبت و نقارہ بجتا ہوا طرف بادشاہ کے چلی یہان بادشاہ دوکان پر تاجر کی بیٹھے تھے کہ
تاجر نے کہا صاحب آپ کیون پرائی دوکان پر آکر بیٹھ گئے یہ کرسیان واسطے خریدارونکے
بچھی ہین اگر کچھ آپ کو خریدنا ہو تو بیٹھیے ورنہ چلے جائیے یہ مکان بازار نہین ہی براے
ضرورت یہ کرسیان بچھائی ہین سعد کو بہت ناگوار ہوا فرمایا او تاجر تیری صورت سے
تو معلوم ہوتا ہی کہ تو نہایت شریف ہی مگر سیرت ایسی خراب ہی کہ بیہودہ لفظین کہتا ہی
تاجر نے ایک غلام کو اشارہ کیا کہ انکو اُٹھادے غیر شخص کا ہماری دوکان پر بیٹھنا اچھا نہین
غلام نے بڑھکر بادشاہ سے عرض کی کہ اُٹھ جائیے سعد کو بہت ناگوار ہوا غلام کو ایک
تمانچہ مار دیا کہ وہ مرکر گرا تاجر نے غل کیا کہ یارو دوڑو اس ظالم نے میرے ملازم کو
مار ڈالا دوکاندار لینا لینا کہکر آپڑے سعد اُنسے لڑنے لگے جس دوکاندار نے ہاتھ اُٹھایا
وہ بھی دوڑا اور قریب شاہ آکر کہنے لگا کہ صاحب کیا زبردستی ہی بس آپ یہان سے
اسیوقت جائیے پرائی دوکان پر آپ فساد کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا او بیحیا تو کیا
کچھ بکتا تاجر کا نقصان کیا جو ایک رذیل کو اسنے حکم دیا وہ مجھسے کہنے لگا کہ یہان سے
اُٹھ جاؤ یہی اسکی سزا تھی جو مین نے اسکے ساتھ کیا سب گھیرے کھڑے ہین کوئی خوف
شمشیر سے قریب نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی مہ پارہ
اسطرف سے گذری دور سے دیکھا کہ بادشاہ جسکا آفتاب جمال خورشید مثال تیغہ ہلالی

علم لیے کھڑے ہین گرد سب دو کا ندار گھیرے ہوے ہین سامنے آکر تخت سے کود پڑی ہاتھ
بادشاہ کا تھام لیا کہا آپ کیون غصہ کرتے ہین میرے ساتھ باغ مین چلیے وہان تشریف
رکھیے اور دوکانداروں کو چھڑکا کہ نگوڑے وہٹو مسافر کے ساتھ بیہ اخندالی کرتے ہو
دوکاندار ہٹے سمپارہ نے ہاتھ تھا مکر بادشاہ کو تخت پر سوار کر لیا آپ پہلو مین بیٹھی
نوبت و نقارہ بجتا ہوا بادشاہ کو لیکر چلی راہ مین جو مکان ملتے ہین تو کوٹھون پر نازنینان
مہجبین بیٹھی ہین شاہ سے اشارے کر رہی ہین مگر شاہ سمپارہ کو دیکھ رہے ہین کسی کی
طرف خیال نہین کرتے سمپارہ بھی باتین کرتی ہوئی راز و نیاز دکھاتی ہوئی بادشاہ کو
لیے جاتی ہے کہ سامنے سے ایک قصر معلوم ہوا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک شاہزادی نہایت
حسین و جمیل بیچ مین کنیزون کے بیٹھی ہی ہو چید آمد سواری کا سنا اپنے مقام سے اٹھی
سر بام پر آکر ٹھہری اشارہ کیا کہ یہان تشریف لائیے سمپارہ نے منع کیا کہ ای شہریار
ادھر خیال نہ کیجیے باغ میں رنگارنگ مین وہ تماشہ دیکھیے گا کہ سب جگہ کے عیش بھول
جائیے گا یہ کہکر حکم دیا تخت بڑھاؤ تخت بڑھا بلٹ کر بادشاہ نے کئی مرتبہ اُس نازنین
مہجبین کو دیکھا ایسا جمال نگاہ سے نہ گذرا تھا اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ آپ چلیے
مین بھی آتی ہون تھوڑی دور چلے تھے کہ دوسرا قصر دیکھا اور ایک مہجبین اُس
قصر مین کھڑی تھی بادشاہ نے اول سے زیادہ اُسکو حسین پایا خوب نظارہ بازی
ہوئی مگر سمپارہ نے جب دیکھا کہ بادشاہ سب پر اشارے کر رہے ہین تو کنیزون سے
اشارہ کیا کہ تخت آگے بڑھاؤ تخت آگے بڑھا بوے خوش دماغ مین آئی سمپارہ نے
کہا باغ قریب آگیا آپ ہمارے مہمان ہین جو خدمت ہمسے ہوسکیگی ہم بجا لائین گے
کسی قسم کی آپ کو تکلیف نہ ہونے دینگے راہ مین جو نازنینان مہجبین کئی مقام پر آپ کو
ملین اور آپ بھی اُنکی جانب متوجہ ہوے مجھکو یہ خوف تھا کہ ایسا نہ ہو آپ کے ساتھ
مکر کرین آپ میرے حال سے آگاہ نہین ہین مین حاکم شہر کی دختر ہون مجھکو اسواسطے
بھیجا ہے کہ آپ کو باغ مین لیجا کر آپسے مکر کرکے لوح لیلون مگر آپ صاحب اقبال ہین چونکہ
[illegible] آپ کو دیکھا [illegible] آپ کو [illegible]

پہونچے کہ دیوار باغ معلوم ہونے لگی مہ پارہ تخت سے اُتری شاہ کو ہاتھ تھامکر اُتارا دروازے پر باغ کے کئی ہزار کنیزین دُر در گوش مرصع پوش زر وجواہر مین غرق کھڑی گیند اکھیل رہی تھین مہ پارہ کو دیکھکر سبنے سلام کیا کہا حضور آپ کیا تشریف لائین باغین گویا بہار آئی ملکہ مہ پارہ اندر داخل ہوئی مگر بادشاہ کا ہاتھ تھامے ہوے بادشاہ جو اندر باغ کے آئے دیکھا باغ بہشت آئین گلہاے رنگارنگ کھلے ہوے ہین اور نرگس شہلا آنکھین کھولے ہوے باغ کو دیکھ رہی ہی عندلیب خوشنوا ہر مرتبہ پہلوے گل سے اُڑکر چشم نرگس سے اُڑ کر لیتی ہی کہ ایسا نہ ہو نرگس کی نظر لگ جائے بادشاہ کیفیت باغ دیکھتے ہوے بارہ دری مین آکر بیٹھے مہ پارہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ باغ سے کچھ پھول لاکر سامنے مہمان کے رکھو کہ مہمان شگفتہ ہو کنیزون نے پھول لاکر رکھے بادشاہ حیران بیٹھے ہین کہ چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئین عرض کی ملکہ نیلم و ملکہ مرجان آئی ہین مہ پارہ نے کہا اُنکے آنیکی کیا ضرورت تھی کنیزون نے کہا یہی فرماتی ہوئی آتی ہین کہ بی مہ پارہ دھگڑے کو دیکھکر مبہوت ہوگئین اب وہ دخل نہ دین ہم کام کرلین گے مہ پارہ نے کہا کیا مجال بادشاہ نے پوچھا کیون مہ پارہ یہ نیلم و مرجان کون ہین مہ پارہ نے کہا فلان سرکوچہ پر جو آپ نے شاہزادی کو دیکھا تھا وہ ملکہ نیلم ہین اور آگے بڑھکر جسکو قصر مین دیکھا تھا وہ بی مرجان ہین چند کنیزون کو حکم دیا کہ دونون کو استقبال کرکے لاؤ کنیزین براے استقبال گئین دونون شاہزادیان دروازے پر ٹھہری تھین کنیزون نے آکر استقبال کیا کہا باغ مین تشریف لے چلیے ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین اُن دونون نے نام مہ پارہ کا سُنکر منھہ پھیر لیا کہا مہ پارہ کو ہم ایسا نہ سمجھے تھے کہ جانتے ہی دام حُسن مین پھنسا اپنی پہلو مین بیٹھتا تو اُنکو ملا جو غمزہ چاہین کرین نیلم و مرجان اندر آئین ناز و کرشمے کرتی ہوئی سامنے شاہ کے پہونچین دونون نے سلام کیا عرض کی اے شہریار آپ ہمارے قصر کے سامنے سے گذرے ہمنے اشارے کیے آپ نے ہمارے غریب خانے کو اپنے قدوم سے منور نہ فرمایا جب ہمکو معلوم ہوا کہ حضور باغ رنگارنگ مین ہین تو ہم خود حاضر ہوے کہ چلکر زیارت سے مشرف ہون شکر ہی کہ حضور کو یہ اطمینان پایا اِس

شہر مین بڑے بڑے مکار ہین آپ اُنسے بچیے گا بادشاہ نے فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہی وہ دونون بیٹھ گئین کہ پھر آسمان پر برق چمکی دو شاہزادیان تخت پر سوار لیکن نہایت ہی حسین و جمیل آکر پہونچین چارون شاہزادیون نے شاہ کو گھیر لیا یہ جو دونون شاہزادیان آئی ہین ایک کا نام گل دوسری کا نام بلبل ہی گل نے کہا ارے دریافت تو کرو کہ بی عندلیب کیون نہین آئی ہین کہ سامنے ایک نخل تھا اُسپر طائر بیٹھے ہوئے تھے ایک عندلیب خوشنوا نخل سے اُتری زمین پر گر کر غلطک ماری دیکھا سب نے ایک شاہزادی حسین و جمیل دریا سے جواہر مین غرق ہے چارون نے کہا اے عندلیب خوشنوا ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے اب کیا رنگ جما عندلیب آکر سامنے بیٹھی اور شاہ سے آنکھین ملا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

خوش شب تار سے ہیں بہتر ہمارے دن کو | تیرگی ہے کہ نظر آتے ہیں تارے دن کو
رات کو سب نظر آتے ہیں ستارے بنکر | چڑھتے ہیں جو مری آہ کے شرارے دن کو
کون ایسا ہو چڑھا دے جو مری تربت پر | رات کے یار جو محبوب اُتارے دن کو
تم اگر چاند نہین ہو تو بتا دو مجھکو | کیون نہان رہتے ہو پھر نظر سے پیارے دن کو
غم فرقت کی اگر رات کو ہم روتے ہین | کہین ملتے نہین دریا کے کنارے دن کو
ایک خورشید فلک پر ہی زمین پر ہین کئی | مشتعل کب ہین دلا داغ ہمارے دن کو
یہ دعا آٹھ پہر ورد زبان ہی ناسخ | رات کو وصل میسر ہو نظارے دن کو

ادھر تو یہ گاتی اور بتا رہی تھی اُدھر وہ چارون شاہزادیان نیلم و مرجان و گل و بلبل دوڑ دوڑ کر گلابیان اُٹھا لائین اور جام لبریز کر کے سامنے شاہ کے پیش کیا مہ پارہ نے اشارے سے منع کیا کہ جام نہ نوش فرمایئے گا عندلیب نے بہ نگاہ قہر طرف مہ پارہ کے دیکھا مگر مہ پارہ نے کچھ خیال نہ کیا بادشاہ نے وہ جام ایک کنیز کو دیدیا کئی مرتبہ عندلیب نے جام پیش کیا اور مہ پارہ نے بالاعلان منع کیا کہ حضور جام نہ نوش کیجیئے عندلیب نے طرف نیلم و مرجان کے دیکھا اور اشارہ کیا کہ مہ پارہ کو منع کرو جام نہین تو ہمارا مطلب نکلنے بے جام پیے مراد نہ حاصل ہوگی مہ پارہ بول اُٹھی کہ آپ لوگ

مکر پہ مکر کرتے ہین ہم نہین چاہتے کہ مہمان کو صدمہ پہونچے آیندہ انکو اختیار مگر تعجب ہی کہ لوح نہین دیکھتے بادشاہ یہ سُنکے گویا سوتے سے جاگے خیال آیا کہ لوح کو دیکھون جیسے ہی لوح دیکھی نیلم ومرجان پیچھے ہٹین ادہر بادشاہ نے لوح مین پایا کہ اسکے مرتبہ جو عندلیب جام دے تو وہ شراب اُسی پر پھینک مارنا پھر قدرت کا تماشا دیکھنا بادشاہ نے خود عندلیب سے اشارہ کیا کہ لاؤ جام پلاؤ عندلیب نے جام لبریز کیا با ناز وکرشمہ اپنے ہاتھون پر رکھکر پکار اُٹھی فردبنوش بادہ کہ ایام غم نہ خواہد ماند چنان نماند وچنین نیز ہم نہ خواہد ماند اِس ادا سے عندلیب نے یہ شعر پڑھا کہ بادشاہ کے دل پر تاثیر ہوئی مگر سہ پارہ نے کہا جو لوح مین ملاحظہ کیا ہی اُسی کے پابند رہیے بادشاہ نے جام لیکر شراب عندلیب پر پھینک ماری قطرے شراب کے جو جسم پر پڑے معلوم ہوا تو دہ پارود پر کسی نے چنگاری ڈالدی عندلیب تو جلنے لگی چارون شاہزادیان اُٹھکر بھاگین اور بلند ہوکر کہا کہ خیر بی سہ پارہ عندلیب کو تو قتل کرایا ہم جاکر تمھارے باپ سے اطلاع کرتے ہین وہ آکر سمجھ لینگے سہ پارہ رونے لگی بادشاہ نے آنسو پاک کیے فرمایا رونے کا کیا باعث ہو سہ پارہ بصد گریہ وزاری عرض کرنے لگی ای شہریار باپ میرا سکار جادو ساٹھ ہزار فوج کا حاکم ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہووے کہ بندگان عالی کو آزار پہونچے آپ اکیلے ساٹھ ہزار سے کیونکر مقابلہ کرینگے اور مین تو اُن سب سے جدا ہوئی افسوس یہ ہی کہ سحر نہین جانتی سعد نے فرمایا ساٹھ ہزار کیسے اگر ساٹھ لاکھ ہونگے تو حافظ حقیقی سب سے بچائیگا یہان سکار جادو تخت پر بیٹھا ہوا وزرا سے ذکر کررہا ہی کہ سہ پارہ میرا اسے گرفتار ہی طلسم کشا گئی ہین وزرا کہہ رہے ہین کہ یہ انتظام آپ کا خالی نہ جائیگا کہ ناگاہ وہی چارون شاہزادیان آکر پہونچین اور عرض کی ای شہنشاہ آج تو سہ پارہ نے بڑا غضب کیا کہ عندلیب خوشنوا کو قتل کروایا ہم لوگون سے جب وہ ہم مکر پھیلایا مالک نے آگاہ کردیا آخر پکار کر طلسم کشا سے کہا کہ لوح ملاحظہ فرمائیے لوح جو طلسم کشا نے دیکھی اصل حال سے آگاہ ہوے شراب عندلیب پر پھینک ماری عندلیب جلکر خاک ہوئی یہ سُنکر سکار شاہ بہت جھلایا افسر وہ نے کہا

جلد تیار ہوا اور سب فوج کو تیار کرو ساٹھ ہزار کا لشکر تیار ہوا مکار شاہ سب ساحروں کو
لیکر چلا کہتا ہوا کہ یارو تم بخوبی جانتے ہو کہ مہ پارہ کوچہ سحر سے نابلد ہو رہا اکیلا طلسم کشا
اسکا گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہے وہ کیا اکیلے تم سے لڑسکینگے بہت ہوگا دو چار کو
قتل کرینگے پس آتے ہی باغ کو گھیر لیا یہاں سعد شہریار مہ پارہ سے باتین کر رہے
تھے فرماتے تھے کہ مین کیا جانتا تھا ورنہ ساتھ عندلیب کے چارون کو بھی قتل کرتا کہ
چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری غضب ہوا سب طرف سے باغ گھر گیا
اب افسر ارادہ کرتے ہین کہ باغ مین گھس آئین یہ سنکر سعد شہریار اُٹھے تیغۂ طلسمی
کے قبضے پر ہاتھ رکھا ایک مادیان بندھی تھی اُسکو کسا اور سوار ہو کر چلے ملکہ رونے
لگی کہتی تھی اے شہریار مین نے کوٹھے سے دیکھا کہ دو باغ کے فوج بیحد ہے حضور کس کس سے
لڑینگے بادشاہ نے فرمایا مین پہلے شاہ کی گردن لونگا تم کوٹھے سے تماشہ دیکھو یہان
مکار شاہ چار سو افسرون کو ساتھ لیکر طرف در باغ کے چلا ہے کہ دروازہ باغ کا کھلا
اور شہریار باہر نکلے یا برج اسد سے آفتاب نکل آیا وہین سے للکارے او مکار شاہ کیون
شامت آئی ہے خبردار باغ کیطرف نگاہ اُٹھا کے نہ دیکھنا مکار شاہ نے شہریار کو اس شوکت
سے جو دیکھا تو حیران جمال و محو دیدار ہوا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ صاحب جمال
طلسم کشا دیکھو ماہ حسن کس اوج پر ہے گرد ہالہ پڑا ہوا ہے ہر چند کہ تم سب لوگ اتنے
ہو اور وہ تنہا مگر شوکت سے شہریار کی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیر رمہ گوسفندان پر آتا ہے
سعد شہریار نے مادیان کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ با قیدہ او کافران بے حیا و او نابکاران

پیر دغا آگاہ ہو منم شیر بیشۂ جنگ و وغا نعرۂ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان | نہال گلستان صاحبقران

ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہے کہ شاہ سعد فوج پر جا پڑے لاشون کے انبار کر دیے
جس افسر نے بڑھکر وار کیا وار روک کر بادشاہ نے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے اسطرح جنگ کر رہے ہین مگر جب بادشاہ غول مین گھر جاتے ہین تو ملکہ دعائین

کرتی ہو کر اے کریم کارساز داے رحیم بے نیاز شہریار کو دشمنوں سے بچا تا چہار طرف سے کفار
گھیرے ہوے ہیں پروردگارا دشمنوں سے شہریار کو امان دے اور محفوظ رکھ نظم

توئی کافریدی نہ یک قطرہ آب ۔ گہرہای روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید ۔ بہ جوہر فروشان تو دادی کلید
چو اہر تو بخشی دل سنگ را ۔ تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نہ بار و ہوا تا نہ گوئی بہ بار ۔ نہ بین نیاورد تا نگوئی بہ بار
جہان را بدین خوبی آراستی ۔ برون زان کہ یاری گہی ساختی
زگرمی و سردی و از خشک و تر ۔ سرشتی بہ اندازہ یکدیگر
چنان برکشیدی و بستی نگار ۔ کہ بہتر ازان نیارد خرد در شمار

بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک ٹکڑا ابر سیاہ آسمان
پر پیدا ہوا اُس ابر سے تلواریں برستی ہوئی برقیں گرتی ہوئی وہ ابر آکے بیٹھا
تمام جادوگر گھبرائے ملکہ نے دیکھا کہ دو تا جادوگر تخت پر سوار پشت پر فوج جرار
آتے ہی فوج مکار پر گرے سعد شہر نے پہچانا کہ نقاش و نقوش ہیں عین وقت پر
آکر پہونچے ابر سے اُترتے قیامت برپا کر دی اور یہی چاہتے ہیں کہ مکار
کو گھیر کر مار لیں مکار بھاگتا پھرتا ہے چاہتا ہے جان بچا کر نکل جاؤں جس طرف جاتا ہے
نقاش و نقوش سحر کرتے ہوے پہونچتے ہیں مکار اُدھر سے بھاگتا ہے چاہتا ہے تیسری
طرف سے نکل جاؤں اُس طرف سے دیکھا سعد شہریار جنگ کرتے ہوے آتے ہیں
سعد کو دیکھ کر دل کانپتا ہے مگر سعد نے گھوڑا بڑھایا مکار نے جو بادشاہ کو قریب
پایا ہاتھ تلوار کا مارا پہلے سحر بہت سے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی تو گھبرا کر تلوار کا
وار کیا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روک کر کلائی تھامی کمر میں ہاتھ ڈالکر مکار
کو اٹھا لیا چاہا چرخ دیکر زمین پر ماروں مکار پکارا الامان بادشاہ نے فرمایا امان
بہ شرط ایمان مکار نے کہا میں تابعدار ہوں بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا مکار
دل سے مطیع اسلام ہوا افسروں کو اشارہ کیا کہ اسوقت اطاعت کرو سمجھ لونگا سب

افسر آکر قدمون پر گرے نقوش و نقاش نے عرض بھی کی کہ امو شہریار اسکی اطاعت کو
نہ مانیے بادشاہ نے فرمایا ہمارے طریقے کے خلاف ہو کہ وہ امان مانگے اور ہم نہ دین
ہمارے یہان کا یہ طریقہ نہین بموجب قول شاعر ع حال ضبیٔ کس نمیداند بجز پروردگار
جو جیسا کریگا ویسا پائیگا کل لشکر بیرون قلعہ اُترا سعد شہریار نقاش و نقوش کو لیکر
پلٹے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بیٹھے ہین جام و سبو
گردش مین ہی گائنین گا رہی ہین مکار شاہ چوب و چماق ہاتھ مین لیے کام کرتا پھرتا ہی
ایک ایک سے کہتا ہی کہ میری تقدیر نے رسائی کی نزدیکیون سے اشارہ کر رہا ہی کہ
شراب آغشتہ بہ دارو بیہوشی لاؤ کہ مین ان تینون کو سزا دون ملازم تدبیرین کر
رہے ہین جب مکار نے دیکھا کہ بادشاہ مصروف عیش و نشاط ہین صحبت مین ہنگامہ
گرم ہی رقص و سرود ہو رہا ہی اب اسوقت بادشاہ سے مکر کا موقع ہی فوراً جام
شراب آغشتہ بہ دارو بیہوشی بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ ایسے محو
رقص و سرود تھے کہ جام بے اندیشہ انجام مکار سے لیکر پی گئے مکار نے دوسرا جام
بھر کر نقوش کو دیا تیسرا جام نقاش کو دیا نقاش نے جام پیتے ہی جھولی پر ہاتھ
ڈالا مو قلم نکالکر تصویر خیالی کھینچنے لگا نقوش چہار جانب گھبرا کر دیکھ رہا ہی
بادشاہ جمجاہ بھی پریشان ہین بیہوشی تاثیر کرتی جاتی ہی جب شاہ نے دیکھا کہ سر گردش
کرنے لگا فرمایا کیون مکار شاید تو نے مجھکو بیہوشی دی مکار نے پکار کر کہا ای بادشاہ
عالی جاہ اب وقت امتحان ہی سر بازار قتل کرونگا تمام عالم جمع ہوا اور تماشہ دیکھے
ہر ایک کی زبان پر ہو کہ خوب بدلہ لیا حقیقت مین بڑا کام کیا بادشاہ جمجاہ کے اُٹھے
نقاش و نقوش نے بھی قصد کیا کہ مکار کو پکڑلین مگر بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے
گرے مکار نے آواز دی آہن گردن کو لاؤ نقاش و نقوش کی زبان مین سوزن
دی مگر بادشاہ کو جب مسلسل کیا تو لوح کا اسکو خیال نہ رہا لوح مین نہ آتا ہین اور تینون
کو مسلسل کرکے زبان مین نقاش و نقوش کی سوزنین دین حکم کیا لشکر تیار کرو
مین ان سب کو لیکر بخدمت خداوند جاؤنگا لشکر تیار ہوا ان تینون جوانونکو اپنے

ڈالا مگر لمعان تاجدار کہ بیرون قلعہ اُترا اُسکو ہرکاروں نے خبر دی کہ مکار شہنشاہ
نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا لمعان تاجدار نے کہا میں نہ جانے دونگا قلعے سے نکلتے ہی
روکونگا مجال کیا ہی جو نکلجائے یہ کہکر لشکر کو تیار کیا یہ نہ سوچا کہ وہ جادوگر ہیں مین بھلا اُنکا
کیا کر سکونگا جیسے ہی مکار قلعے سے نکلا لمعان تاجدار فوج کو لیکر مکار پہ گرا مکار
نے پیچھے ہٹکر سحر کیا کہ لمعان تاجدار گھوڑے سے گرا مکار نے گرفتار کر لیا اور ایک
سحر کیا کہ فوج بھاگ گئی یہی دل مین سمائی ہی کہ بھاگ کر نکل چلو اپنی جان بچاؤ سب فوج
بھاگ کر دامن صحرا مین چھپی مکار نے لمعان تاجدار کو بھی پکڑ لیا اور کوچ کر کے چلا
کہتا ہوا جاتا ہی کہ لمعان تاجدار کی کیا مجال تھی کہ مجھسے مقابلہ کر سکتا مین نے صرف
دو سحر کیے ایک سحر مین لمعان تاجدار کو پکڑا دوسرے سحر مین فوج کو بھگا دیا جب
بادشاہ کی آنکھ کھلی تو پکار کر آواز دی او مکار ہوشیار تو اسم بامسمیٰ ہی اگر رہائی
پاؤنگا تو تجھکو سزا دونگا مکار نے کہا اب رہائی کی امید نہ رکھو قصر ہفت رنگ
پر چلکر سب کو قتل کرونگا قدرت بھی فرمائینگے کہ مکار نے طلسم نوخیز بچا لیا بادشاہ
خاموش ہو رہے مگر زنجیرین ہلا رہے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالون نقاش
ونقوش عرض کرتے ہین حضور تکلیف نہ فرمائین انشاء اللہ پروردگار مدد کریگا
مگر مکار جادو قید لیے ہوے جاتا ہی تیسری منزل ہی ایک صحرا مین آکے اترا
بارگاہین خیمے استادہ کیے یاد آیا کہ وہ گیسو پر پردہ چین سے بیٹھی رہی ناظر کو حکم دیا کہ
پچاس سوار لیکر جاؤ محل کو اسکے گھیر لو کوئی باہر نہ نکلنے پائے نہ کوئی اندر جانے
خواجہ سرا پچاس سوار لیکر چلا یہان مہ پارہ محل مین بیٹھی ہوئی خود بخود گھبرا رہی ہی
کہتی ہی آج کئی دن گذرے بادشاہ محل مین تشریف نہین لائے کہ ایک کنیز نے
بڑھکر خبر دی کہ حضور کو کچھ خبر ہی قلعے مین سناٹا پڑا ہی آپ کے والد نے بادشاہ جمجاہ
و نقاش ونقوش کو گرفتار کر لیا خواجہ سرا پچاس سوار لیکر آیا ہی آپ کا محل گھیرا
ہوا ہی حکم ہی کہ کوئی باہر نہ نکلے نہ کوئی اندر جائے یہ مضمون سنکر مہ پارہ رونے
لگی کہتی تھی اب خاتمہ ہی ہمارے شہریار کو گرفتار کر لیا اب انکو کون رہا کریگا یہ کہکر

زار زار رونے لگی یاد مین شاہ کی یہ اشعار زبان پر جاری تھے **نظم**

دور کر پردہ دکھادے روے عالمتاب کو	ماہ تابان سے اٹھادے چادر مہتاب کو
ہی یہ اس رخسار گلگوں کے نظارے کا اثر	سمجھے ہین او دیدۂ گریان تر سے خوناب کو
انفعال کرتے خندۂ دندان نما سے یار کو	ماتگئے ہین قطرۂ شبنم گل شاداب کو
عشق کی تاثیر سے سوکھا نہ خون کوہکن	بیستون پر دیکھ تا نیخ لالۂ سیراب کو

کنیزون نے سمجھایا کہ واری نہ گھبراییے ابتداے طلسم سے آجتک بہت آفتادین پڑین ہونگی سنا ہی کہ کئی مرتبہ گرفتار ہوے اور قصر ہفت رنگ مین پہونچگیے مگر پروردگار نے وہان سے بھی رہا کرایا اب بھی خدا رہا کراے گا پروردگار سے یہی دعا ہی کہ وہ رہا ہون جسنے مکر کیا ہو اُسپر آفت آے محل مین ہلڑ ہی جو باہر جانیکا ارادہ کرتی ہی سوار پہرے پر بیٹھے ہین للکار دیتے ہین کہ باہر نہ آنا ورنہ تلوار مار دینگے ایسا نہ ہو کہ ملکۂ عالم کے خلاف گذرے ملکہ تو اس حال زار مین ہی مگر مکار جادو کہ اُسی صحرا مین اترا ہی ارادہ ہی کہ کوچ کرے دن کو صحرا سے گرد اٹھی دیکھا عقلا سے روئین تن کہ مکار سے بڑی ملاقات رکھتا ہی بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا مکار نے استقبال کرکے پوچھا برادر کہان سے آتے ہو عقلا نے کہا مین براے شکار صحرا مین آیا تھا ہرکارون سے تمھاری خبر سنی پلٹ پڑا اب شکر کرتا ہون آپکو صحیح و سالم پایا کہان سے آتے ہو کہان کو جاتے ہو مکار نے کہا مین نے طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہون عقلا نے کہا ذرا طلسم کشا کو بارگاہ مین بلواؤ مین بھی ذرا انھین دیکھون سنتا ہون کہ وہ بڑے بہادر ہین مکار نے حکم دیا کہ قید سعد شہریار بارگاہ مین لاؤ ایک افسر سہراب نام گیا ہی اور زنجیر تھام کر بادشاہ کو لایا بادشاہ نے دربار مین آتے ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اور غصے مین منھ سے یہ بھی نکلگیا کہ نامردون کی صحبت ہی مرد کوئی اس محفل مین نہین کس سے بات کرین عقلا نے کہا او طلسم کشا مکار جادو آپکو گرفتار کرکے لایا رسی جل گئی اور بل نہین جلا

بادشاہ سے فرمایا ایک تو پہلوان معلوم ہوتا ہی ورنہ سب نامرد بیٹھے ہین کوئی تم مین ایسا ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے مکار نے مکر سے گرفتار کیا حوصلۂ جرأت باقی ہی عقلا نے کہا ای مکار انکو رہا کرو مین گرفتار کرکے انکا دعوی مٹاؤنگا مکار نے کہا ای برادر یہ خیال نہ کرو یہ لوگ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہین فقط قدرت خداوند جمشید سے یہ گرفتار ہوے ورنہ انپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی عقلا نے اٹھکر ہتھکڑی پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی بادشاہ نے خانۂ زور مین آکر نعرہ کیا **نظم**

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ عز غاسے من — باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑکر مانند تار عنکبوت کے پھینکدیا عقلا کے ہوش اڑ گئے مگر بہ محبت بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا اور مکار سے اشارہ کیا کہ نہ گھبراؤ مین کل گرفتار کرلونگا اپنی بارگاہ مین لایا جب سامان دعوت مہیا کیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ ای عقلا ہم کھانا نہ کھائینگے ہمارے سردار تو قید خانہ مین ہین ہم کھانا کیونکر کھائین اپنے رفیقون کا خیال نہ رکھین عقلا نے مکار سے کہا تم تینون سردارون کو بھی لاؤ مگر انسے بھی یہی عہد کرنا کہ جب بادشاہ کو عقلا زیر کرے تو تم لوگ سرکشی نہ کرنا اور قید پھر پہن لینا مکار نے جاکر لمعان وغیرہ سے کہا سب نے خوش ہوکر جواب دیا کہ اگر عقلا ہمارے شاہ کو زیر کریگا تو ہم سرکشی نہ کرینگے یہ عقلا کی مجال نہین ہی اگر مکر کریگا تو ہم لوگ جان دینے کو موجود ہین گھر سے جو نکلے سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا آٹھ پہر یہی کام ہی غرض تینون سردار بھی رہا ہوکر خدمت شاہ مین آئے عقلا سب کی خاطرین کررہا ہی مصروف خدمتگزاری ہی نازنینان مہ جبین خوش آواز صاحب کرشمہ و ناز رقص کے واسطے طلب کین ناچ ہو رہا ہی وہ نازنین نگاریان ہین دلون کو اہل محفل کے لبھا رہی ہین بادشاہ جمہاہ تعریفین کررہے ہین عقلا نے حکم دیا کہ اکھاڑہ تیار ہو طبل کشتی بج جائے صبحکو عقلا و طلسم کشا سے مقابلہ ہی ملازم عقلا کے اکھاڑہ تیار کررہے ہین یہ خبر مشہور ہوئی

گنواروں کے غول کے غول چلے آتے ہین بڑے بڑے راجہ و زمیندار ان قصبہ واسطے
تماشے کے جمع ہو رہے ہین مگر عقلا نے رات بھر شاہ کی دعوت کی صبح کو سامنے آیا
کہا اے شہریار چلیے میرے آپ کے امتحان ہو کچھ خوف نہ کیجیے گا کہ لشکر میرے ساتھ ہے
بادشاہ نے فرمایا اے عقلا ہم سواے خدا کے اور کسی سے خوف نہین کرتے بلکہ اگر آرزو
ہو تو پہلے یہی امتحان کر لو کہ کل فوج کو حکم دو کہ ہماو گرفتار کر لین دیکھو تو کیسا تماشا کرتا
کھیلتا ہون کہ اہل فوج کو بھی ثابت ہو کہ کسی بلا ہی سے مقابلہ پڑا ہے خدا اچھا ہے تو
لاشون کے انبار ہو جائین اہل فوج بھاگتے نظر آئین عقلا خاموش ہو رہا بادشاہ
نے ہاتھ تھام لیا نقوش و نقاش و لمعان عقب مین شاہ کے آتے ہین یہان
اکھاڑے پر کل خلقت کا ہجوم ہے بادشاہ کو جو آتے ہوے دیکھا ایک غل بلند ہوا
کہ دیکھو صاحبو بادشاہ اسلام آتے ہین ہرچند کہ غیر کے لشکر مین ہین مگر کچھ ہراس نہین
اپنی جرأت کے جوش مین عقلا کا ہاتھ تھامے ہوے چلے آتے ہین لوگ بیچ مین سے
ہٹ گئے عقلا نے اکھاڑے پر آکر لنگوٹ وغیرہ کسا اکھاڑے مین کود ا ملازم نے
دوسری کشتی سامنے بادشاہ کے پیش کی بادشاہ نے اس کشتی پر نگاہ نہ ڈالی اور اکھاڑے
مین پھاند پڑے عقلا کا ہاتھ تھاما فرمایا کہ ہان برادر ہاتھ ملاؤ کشتی شروع
ہو جس داؤن پیچ پر تمکو دعوی ہو اُنھین کو پہلے تم صرف کرو عقلا نے گردن پر ہاتھ
رکھکر جھٹکا دیا کہ گردن شاہ کی جھک گئی بادشاہ کو بہت ناگوار ہوا پاؤن جما کر عقلا کی
گردن پر ہاتھ رکھکر ایسا کھسوٹا مارا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا کشتی ہونے لگی سوال و جواب
کے داؤن پیچ ہو رہے ہین بڑے بڑے راجہ کھڑے ہوے بازیان بد رہے
ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ عقلا رگڑ کے مار ڈالے گا دونی اور ڈیوڑھی بازیان
بدے رہے ہین کسی کے منھ سے یہ نہین نکلتا کہ بادشاہ غالب آئین گے مگر نقاش
و نقوش بازوون پر سے جو اجرات لکھ لکھ کر رکھ دیتے ہین اور پکارتے ہین کہ ہمارے
آقا غالب آئین گے لوگ ٹوٹے پڑتے ہین مگر بادشاہ سے کشتی ہو رہی ہے جب پکڑ
لاتے ہین ایسے گھسے مارتے ہین کہ عقلا عاجز ہوجاتا ہے ناک سے خون جاری تمام ہو

پارہ پارہ اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہے دل مین کہتا ہے مین نے یہ کیا کیا دیکھیے جان کیونکر بچے اِس
شیر دلیر کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے مگر جانبازی کر رہا ہے اُستاد سخنور تحریر فرماتے
ہین کہ عقلا تین پہر لڑا پہر دن رہے عاجز ہوکر شاہ کو سے دوڑا اسعد شہریار چند قدم
پر آکر رک گئے عقلا نے بڑے زور کیے کیسے کیسے ہکے مارے مگر بادشاہ پیچھے نہ ہٹے
اور دونون مونڈھے عقلا کے آشنا بہ زمین ہوئے بادشاہ کے ہاتھ ڈھیلے
اور دونون مونڈھے عقلا کے آشنا بہ زمین ہوئے بادشاہ نے ہاتھ ڈھیلے
کر دیے اور فرمایا کہ اے عقلا لنگر اپنا قائم کر لو مین چاہتا ہون کہ کوئی حوصلہ باقی نہ
رہے کہ بعد کو عذر کرو کہ یہ آرزو باقی رہ گئی عقلا نے لنگر قایم کیا بادشاہ نے کمر
زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر بلند کیا لنگر عقلا کا اُکھیڑا پہلے زور مین تابہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تابہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا عقلا پکار اُٹھا اے شہریار جسکو
سر سے بلند کرتے ہین اُسکو سرفراز فرماتے ہین مین تابعدار ہون بادشاہ نے
فوراً ہاتھ سے رکھدیا عقلا قدمون پر گرا مگر مکار کے ہوش پراگندہ ہوگئے کہ اب
کیا کرون بادشاہ نے رہائی پائی عقلا مسلمان ہوگیا ہائے وقت پہ بھول گیا اگر
توجین قبضے مین کر لیتا تو اِسوقت لیکر بھاگ جاتا مگر توجین نذر اُتارین کچھ دل مین
سوچکر مکار بھی قدمون پر گرا عقلا نے سفارش کی کہ حضور اِس کی خطا معاف کرین
بادشاہ نے مکار کو گلے سے لگایا مکار ازراہ مکاری مسلمان ہوا مگر دلمین یہی سوچ رہا ہے
کہ جسطرح بنے گا شاہ کو پکڑ کر مار ڈالونگا میرے ہاتھ سے زندہ بچین گے بادشاہ سب کو ساتھ
لیکر طرف قلعے کے چلے یہان مہ پارہ ملول و حزین نہایت غمگین آٹھ پہر رویا کرتی ہے
ایک دن پریشان ہوکر اُٹھی اور بالاے بام آئی طرف صحرا کے دیکھ رہی ہے کہ صحرا
سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے بادشاہ اسلام بشوکت تمام اسپ پریوش پر سوار آتے ہین
کل رفیق ہمراہ ہین اپنے باپ کو دیکھا کہ مثل چاکران کمترین رکاب پہ ہاتھ رکھے
ہوئے مع فوج آتا ہے ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ صاحبو مین سوتی ہون کہ جاگتی ہون وہ
رنگ دیکھا ہے کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی کشودت

عرض کی حضور نے جو دیکھا وہی معرکہ ہو بادشاہ آتے ہین معلوم ہوتا ہو فتح ہوئی لیکن مکار نے وہین سے حکم دیا کہ پھرا محل سے ہٹ جائے سب سوار ہٹے مکار بادشاہ کو ساتھ لیے ہوے قلعے مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھا کر آپ جو اندر گیا زوجہ سے اپنی کہا کہ عقلا نے بڑا غضب کیا شاہ کو رہا کردیا مین نے یہی مناسب جانا کہ قلعے مین چلکر سمجھ لونگا میان عقلا کو بھی سحر مین پھنساؤنگا اب ارادہ ہو کہ شربت بناؤن اُسمین سودہ الماس ملاؤن اور بادشاہ کو پلادون کہ کلیجہ کٹ کے گر پڑے پھر اور سب سے سمجھ لونگا زوجہ نے کہا بہت بہتر ہو اسی مین مطلب نکلیگا سلطنت بھی پہنچیگی یہ کہکر مکار نے جام شربت تیار کیا مگر مہ پارہ نے یہ سرگوشی سُن لی بادشاہ کو رقعہ لکھا کہ شہریار باپ میرا شربت لاتا ہو ہرگز نہ پیجیےگا اُسمین سودہ الماس ملا ہو خدا آپ کو بچائے یہ رقعہ کنیز کو دیا اور کہدیا کہ جاکر شاہ کے ہاتھ مین دینا کنیز نے وہ رقعہ لاکر بادشاہ کو دیدیا بادشاہ نے عقلا سے کہ قریب بیٹھا تھا رقعہ پڑھکر فرمایا کہ مکار کی مکاری نہین جاتی دیکھو مہ پارہ نے اطلاع دی ہو کہ جام شربت آمیختہ الماس لاتا ہو انشاء اللہ اُسی کو پینا پڑیگا ہمارے دل مین مکر نہین ہو جتنا زیادہ مکر کریگا ویساہی خراب ہوگا عقلا نے عرض کی جب سامنے آوے اگر حکم ہو تو گردن توڑ ڈالون بادشاہ نے فرمایا بھئی تم دخل نہ دو مین خود اُس سے کلام کرونگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے دیکھا مکار جادو پیالہ شربت کا لیے ہوے آتا ہو سب نے کہا حضور دیکھیے مکار آپہونچا بادشاہ نے سب کو منع کیا کہ آپ لوگ دخل نہ دین مین سمجھ لونگا کہ مکار نے آکر عرض کی اے شہریار یہ جام نوش فرمایئے ہمارے خاندان کا طریقہ ہو جب نسبت قائم ہوتی ہو تو بیٹی کا باپ داماد کو شربت پلاتا ہو بادشاہ نے فرمایا ہم بخوشی حکم دیتے ہین کہ تمھین نوش کرو مکار نے کہا میری کیا مجال ہو کہ اس شربت کو پی سکون حضور کے نام سے بنا ہو بلکہ مہ پارہ نے بنایا ہو بادشاہ نے فرمایا مہ پارہ بھی ہمارے زیر حکم ہو وہ دیکھو کوٹھے پر بیٹھی ہو اُسی سے کہلوا دین کہ شربت آپ نوش کرین ہم معاف کرتے ہین مکار نے کہا مین تو حضور ہی کو پلاؤنگا جب مکار نے ہاتھ بڑھایا کہ نوش فرمایئے حضور

تکرار نہ کیجیے عقلا کو تاب نہ باقی رہی اپنے مقام سے اٹھکر مکار کو ایک لات ماری کہ
شربت زمین پر گرا اتنا فرش جلگیا زمین سیاہ ہوگئی مکار نے چاہا اٹھکر بھاگون لیکن
عقلا نے ایک گھونسہ مارا کہ سر مکار کا پھٹ گیا شاہ نے حکم دیا کہ لاش اسکی باہر پھینکدو
یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج مکار نے جام شربت سودہ الماس بناکر ملایا تھا مگر مہ پارہ
نے بادشاہ کو اطلاع کردی وہ عقلا کے ہاتھ سے آخر مارا گیا یہ خبر زوجہ مکار کو پہونچی
پہلے تو بیٹھی سے بگڑی کہ کیون بیٹا باپ کو قتل کرایا میرا عیش جوانی مٹایا اپنا رنگ جمایا
اب تو رضامند ہوئی ہین میان عقلا سے سمجھونگی مہ پارہ نے یہ بھی شاہ سے اطلاع
کی کہ مادر تا مہربان بہت بگڑی ہوئی ہین عقلا سے آمادہ پیکار ہین بادشاہ نے ہمراہ اپنے
کہا عقلا نے کہا وہ میرا کیا کرسکتی ہو گردن کھینچکر پھینکدونگا ایک تمانچے مین اسکا کام
تمام ہوگا مگر زوجہ مکار نے سارا دن تڑپ تڑپ کے کاٹا غم مین شوہر کے رات کو
اُٹھی اُڑتی ہوئی چلی یہان عقلا طلا سے کی گشت پر تھی یا زاروں مین سوار و پیدل
مقرر کیے کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا مگر نقاش جادوگر اسنے سوتے سوتے ایک
خواب پریشان دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہو کہ جاکر عقلا کو بچاؤ اُدھر زوجہ مکار اُڑتی
ہوئی آسمان پر آئی عقلا کو دیکھا ایک مقام پر کھڑا ہو محبت مین اپنے شوہر کی تاب
نہ آئی تڑپ کر گری عقلا کی کمر مین پنجہ دیا لیکر چلی مگر نقاش جادوگر بارگاہ سے نکل
چکا ہو وسط لشکر مین پہونچا تھا کہ دیکھا آسمان سے برق گری اب جو خیال کرکے
دیکھا تو ظاہر ہوا کہ زوجہ مکار عقلا کو لیے جاتی ہو ہرچند کہ بلند ہوچکی تھی مگر نقاش
نے ایک گولہ مارا ہنگامہ جادو زوجہ مکار نے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن لیکن
ایک ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا ہنگامہ جادو حیران ہوئی کہ اب کدھر جاؤن
کہ ابر سیاہ پھٹا لفرہ ہوا کہ منم نقاش جادو اوفاحشہ کہان جاتی ہو ہوسکتا ہو کہ
عقلا کو لیجائے مجھکو خواب مین ہدایت ہوئی کہ جاکر عقلا کو بچاؤ مین تجھکو نہ جانے
دونگا ہنگامہ نے کارد سحر پھینک ماری نقاش نے کارد کو توڑا اور زوجہ
مکار کا پیچھا کیا ایک مقام پر ایک صحرا تھا ہنگامہ نے عقلا کو اُس جنگل مین پھینکدیا

مگر نقاش نے نہ چھوڑا جھپٹ کر ہنگامہ کی گردن لی اور سر کھینچ لیا اب نقاش پلٹا کہ عقلا کی خبر لون یہان عقلا جو صحرا مین گرا حیران کھڑا تھا کہ ایک طرف سے ایک نازنین آئی اُسنے آکے کہا کہ اے عقلا کیون حیران کھڑے ہو دیرگاہ صحرا نشین میرا نام ہی میرے باغ مین بہار گل و لالہ دیکھو یہ کہکر عقلا کا ہاتھ تھام لیا عقلا ساتھ ساتھ دیرگاہ کے ہو لیا تھوڑی دور چلکر دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی دیرگاہ عقلا کو ساتھ لیکر اُس باغ مین آئی چند کنیزون نے آکر گھیر لیا وسط باغ مین فرش بچھا تھا وہان لاکے دونون کو بٹھایا دیرگاہ نے کنیزون کو اشارہ کیا شراب و کباب لاکر حاضر کیے ایک کنیز آکر بیٹھ گئی گانا شروع ہوا بصد سوز و گداز یہ اشعار بہ آواز بلند گانے لگی نظم

ڈرتا ہون آپ کی خفگی کا سبب نہ ہو | فرما دیجے لحاظ سے ترک ادب نہ ہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پر | یہ حال وہ نہین جو کسیکو عجب نہ ہو
اے دل ستمگرونکی محبت سے درگذر | وہ یار ڈھونڈھیے جو اذیت طلب نہ ہو
جو کچھ کہا وہ پھر کبھی آئے نہ تا دہن | جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہ ہو
مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہی مجھے پسند | میرا وہ نام ہو جو کسی کا لقب نہ ہو
ممکن نہین کہ ساتھ چھٹے رخ کا زلف سے | ایسا بھی کوئی دن ہی کہ جسکی شب نہ ہو
اچھی نہین ہی یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ | کچھ خیر ہی نسیم بہت بے ادب نہ ہو

عقلا پہلو مین دیرگاہ کے خوش بیٹھا ہی اختلاط ظاہری ہو رہا ہی دیرگاہ کا ارادہ ہی کہ عقلا کو تخلیے مین لیجاؤن کام دل حاصل کرون کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ میری خوش نصیبی ہی کہ ایسا معشوق ملا ہی کیسا رضامند ہی مین بھی اسی کی خوشی کرونگی وہ زرہ بنا دون کہ اسپر کوئی غالب نہ آئے جو مقابلہ کرے اُسکے ہاتھ سے مارا جائے عقلا کہہ رہا ہی کہ اے گل اندام مین رویین تن ہون مجھے کوئی نہین مار سکتا مگر بادشاہ اسلام نے مجھکو بہت زیر کیا ہی چاہتا ہون کہ اُنکو قتل کرون دیرگاہ نے کہا مین ایک تختی سحر کی بناکر پہنا دونگی کہ جو تمسے مقابلہ کرے اُسکو تمھین زیر کرو تمپر کوئی غالب نہ ہو سکے مگر نقاش اُس صحرا مین آیا عقلا کو ڈھونڈھتا ہوا در باغ پر پہونچا گانیکی آواز سنکر اندر آیا

ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا دیکھا عقلا کے پہلو مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوا اُس سے اختلاط
ہو رہا ہی نقاش جادو نے جھولی سے اپنی کارد سحر نکالی اسم سحر پڑھکر پھینکا سامری جنبش
دیر گاہ نے اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکی وہ کارد آکر سینے پر پڑی توڑ کے پشت کے پار گذری
عقلا کے ہوش درست ہوئے نقاش نے عقلا کو ساتھہ لیا اور سب حال بیان کیا
عقلا و نقاش باتین کرتے ہوے آتے ہین کہ سامنے سے آندھی سیاہ اٹھی نعرہ ہوا
کہ منم فتور جادو او ظالمون غضب کیا کہ میری زوجہ کو تمنے مارا مین کیا تمکو زندہ
چھوڑونگا نقاش نے چاہا سحر کرون کہ ابر تڑپ کر گرا نقاش کی زبان بند ہو گئی
ایک ساحر ابر سے نکلا اُسنے نقاش و عقلا کو گرفتار کیا اور لیکر بلند ہوا اگر مہترین
مہتر چالاک بن عمرو جنگل مین پھر رہا تھا کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر نے
نقاش و عقلا کو گرفتار کیا ہی تو جلدی سے ایکطرف بھاگا جو منظور ہوا وہ صورت
بناکر ایک مقام پر ٹھہرا فتور نقاش و عقلا کو لیے جاتا ہی کہ کان مین آواز آئی
ارے جانے والے ذرا ٹھہر جا فتور نے پلٹ کر دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی کھڑے
ہین اور بلا رہے ہین فرماتے ہین کہ مجھے کچھ ضرورت ہی فتور جادو اُتر آیا اور کہا
یا خداوند میری زوجہ کو نقاش نے مارا ہین ان دونونکو قتل کرونگا جمشید نقلی
نے کہا اسی مقام پر قتل کر ملک الموت میرے ساتھ ہین وہ انکی روح قبض کرینگے
مگر اے فتور ایک مشکل ہی کہ مین ملک الموت کو منع کر رہا ہون وہ کہتا ہی کہ مین فتور
کی بھی روح قبض کرونگا اسکا بھی پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہی تم ایک کام کرو کہ آنکھین
بند کر کے بیٹھو اور نام میرا ورد زبان کرو تین ہزار مرتبہ جبتک نہ پڑھ لینا آنکھ اپنی
نہ کھولنا مین ملک الموت کو سمجھا دونگا کیا مجال ہی کہ سو برس تک تمھاری روح قبض
ہو مگر خبردار اسم پڑھنے مین فرق نہ آئے اور آنکھین اسطرح بند کرنا کہ تمکو دکھائی
نہ دے اگر صورت قابض الارواح دیکھلوگے تو روح جسم سے نکل جائیگی فتور جادو
خوب آنکھین زور سے بند کر کے بیٹھا چالاک نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالکر
ایک خنجر کو کھہ پر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا فتور کا مارے جانا کہ نقاش و عقلا کو

ہوش آیا دیکھا لاشہ ایک جادوگر کا پڑا ہی اور ایک عیار کھڑا ہوا اُسکے کپڑے اُتار رہا ہی
نقاش نے پوچھا ای شخص تو کون ہی اور یہ کون ساحر تھا چالاک نے کہا مین عیار
لشکر اسلام ہون مین جنگل مین پھر رہا تھا کہ مین نے دور سے دیکھا کہ تم دونو نکو اسنے
گرفتار کیا طریقے سے معلوم ہوا کہ تم دونون مسلمان ہو مین نے پہچانا کیا جلدی سے
مین نے جمشید کی شکل بنائی فتور کو فقرہ دیکر مار لیا نقاش چالاک کو دعائین دیتا
ہوا عقلا کو ساتھ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا یہان بادشاہ جمجاہ صبح کو جو بارگاہ مین
آئے تو ہرکارون نے خبر دی کہ نہ دجہ مکا رہنگامہ جادو عقلا کو لیگیی مگر نقاش جادو
انکا تعاقب مین گیا ہی کہ برق فرنگی سامنے شاہ کے آیا بادشاہ نے فرمایا ای مہتر برق کہان
تھے چق نے عرض کی آپ کو تلاش کرتا پھرتا تھا بادشاہ نے فرمایا ای مہتر برق ذرا
نقاش کو تلاش تو کرو برق فرنگی لشکر سے نکلا تھا کہ دیکھا سامنے سے نقاش وعقلا
آتے ہین پلٹ کر بادشاہ سے خبر کی کہ نقاش وعقلا آتے ہین بادشاہ بہت خوش
ہوے نقاش وعقلا نے آکر قدمون کو بوسہ دیا سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ
نے دونون کو گلے سے لگایا کہ چالاک بھی آکر پہونچا بادشاہ نے چالاک کو انعام
دیا چالاک رخصت ہوکر گیا چالاک تو ایک جانب جاتا ہی منتظر رہکر اپنے کو خدمت
شاہ مین پہونچا دن مگر برق فرنگی جو لشکر سے نکلا ایک نخل کے سایے مین دیکھا کہ
ایک عیارہ بچی کھڑی ہی مگر نہایت آراستہ و پیراستہ و نیچے حمائل تو بڑا گلے مین پڑا
ہوا قند تو رہ شہر بھتی و پیتا دو منقر لاتی ذات پر آراستہ ایک نخل کی شاخ پکڑے
ہوے تاثین مار رہی ہی

نظم

وہ دوشنا ٹھہ دونو کا سراپا — ایسا نہین حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت — ہر چین تھی موجہ لطافت
آنکھین آشنا و ساحری تھین — لٹے ہین شباب کے بھری تھین
دنیا لگب انکھین سرمے کا تھا — بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
بینی کے قریب کب سے تھے ابرو — تنہا نہ تھے وا کیے تھے بازو

برق بیجمال بے مثال دیکھتے ہی پسینے پسینے ہوگیا بیتاب ہوکر پکارا کہ ای شہنشاہ خوبی
و ای سرو باغ محبوبی نام نامی سے تو آگاہ کرنا کہ اُس نام کو صفحۂ قلب پر لکھوں کہ باعث
تسکین ہو اُس نازنین نے تبسم کھینچا اور پکار کر آواز دی کہ او مکار منم حفیضہ عیارہ تا
سامنے صحرا مین میرا لشکر اترا ہی ہین اسواسطے آئی ہون کہ بادشاہ کو بھی لیجاؤن اگر
تم بڑے عیار ہو تو جاکر بچاؤ یہ کہکر جست کرتی ہوئی چلی برق دیکھ رہا ہو کہ مثل آہوے
صحرائی جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہو مگر برق کو بڑا تردد ہو کہ ایسا نہ ہو بادشاہ جمجاہ
کو لیجائے پلٹ کر پھر لشکر شاہ مین آیا مگر رنگ رو متغیر متردد و متحیر بادشاہ نے پوچھا
کیون مہتر صاحب خیر تو ہو برق نے کہا ای شہریار تیر مژگان معشوق سے تو دو دل
پرکاری پڑے دل کے ٹکڑے ہوگئے لیکن ایک فقرہ کہ گئی ہو کہ مین بادشاہ کو لینے
آؤن گی یہ سنکر مین پلٹ آیا ہون تاکہ در دولت پر حاضر رہ کر حضور کی حفاظت کرون
بادشاہ نے فرمایا بہتر ہو برق نے بادشاہ کو خاصہ اپنے سامنے کھلایا ساتھ ساتھ
خوابگاہ مین آیا بادشاہ کو آرام کرایا آپ بارگاہ سے نکلا خادمون سے کہا اب
تم لوگ ہوشیار رہنا مین معشوق کو دیکھنے جاتا ہون اُس اندھیری رات مین جنگل
کو طی کرتا ہوا چلا اُدھر سے حفیضہ آتی تھی ترنگ کی آواز سنکر چھپ گئی برق فرنگی
تو سامنے سے نکلگیا حفیضہ برق کی شکل بنا کر طرف لشکر اسلام کے چلی بلا تکلف در
بارگاہ شاہی پر آئی خادمون نے پکارا کون آتا ہو حفیضہ نے جواب دیا کہ مین ہون
برق فرنگی اسوقت در بارگاہ سے ہٹ جاؤ خادم یہ سمجھکر کہ یہ عیار ہین یہ بھی کوئی
عیاری ہی ہو ہٹ گئے حفیضہ اندر آئی دیکھا کہ شاہ آرام کر رہے ہین مقام خوابگاہ
شاہی شمع ہائے مومی و کافوری جل رہی ہین تخلخے عود سوز و عنبر سوز اپنے اپنے
مقام پر رکھے ہین اول حفیضہ نے شمعین گل کین پیچھے بین بیہوشی رکھکر قریب دماغ
لگا دیا بادشاہ نے جو سانس کھینچی چھینک مار کر بیہوش ہوے حفیضہ نے پشتارہ
باندھا بہ سہولیت لیکر نکلی حفیضہ جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہو مگر مہتر برق فرنگی
کنارے پر لشکر حفیضہ کے پہونچا ایک کنیز کو دیکھا حیران کھڑی ہو برق نے ایک

ضعیف بنکر پوچھا کہ ملکۂ عالم کہاں ہیں اُس کنیز نے کہا کہ ملکہ طرف لشکر اسلام کے گئی ہیں
برق پیچھے ہٹا ایک گوشے میں آکر حفیظہ کی شکل بنا دوڑا ہوا لشکر میں آیا کنیزوں نے
پوچھا واری کیا ہوا برق نے کہا میں گئی وہاں عیار میرے پیچھے دوڑے کیونکہ سب
جاگ تھی اب بارگاہ میں چلو آج تو چلی آئی کل خالی نہ پلٹونگی بارگاہ میں آکر برق
نے حکم دیا کہ شراب لاؤ کنیزوں نے شراب حاضر کی برق نے سبکو شراب پلاکر بیہوش کیا لباس
سب کے اُتار لیے بڑا گٹھا پشت پر لادا اُڑتا دبتا اُٹھتا بیٹھتا لشکر حفیظہ سے نکل کر
میدان پکڑا وسط صحرا میں اُدھر حفیظہ نے زنگ کی آواز سُنی اِدھر برق نے خیال
کر کے دیکھا کہ حفیظہ پشتارہ بدوش آتی ہے تو وہیں سے للکارا کہ اے جان جہان کہاں سے
آتی ہو حفیظہ نے پکار کر کہا شاہ کو لینے گئی تھی لے آئی برق نے کہا میں تمکو بچاندونگا [?]
یہ کہکر دونوں میں کھینچنے لگا مگر برق نے پچھاڑتے مارتے حفیظہ کو عاجز کر دیا کہ ہوا سے [?]
گرد اُڑتی چالیس کنیزیں حفیظہ کی ظاہر ہوئیں حفیظہ نے پکار کر کہا ہاں صاحبو ذرا
کمندیں مار کر اسکو پکڑ لو چالیسوں کنیزیں کمندیں لیکر چلیں برق یہ سوچا کہ کس کسکو
جواب دونگا ایک جانب بھاگا حفیظہ نے کہا نگوڑے تو جانے دے پیچھا نہ کرو یہ کہکر
حفیظہ سعد کو لیگئی اور برق فرنگی اسباب لے گیا مگر برق اسباب ایک گوشے میں
رکھکر پھر بھاگا وہاں حفیظہ پھرتی پھراتی صبح ہوتے بارگاہ میں آئی باپ اسکا سے [?]
مفتاح کوہی تخت پر بیٹھا تھا اُسنے پوچھا اے نور نظر کسکو لائیں حفیظہ نے کہا ابا
آج ہی جنگ کا خاتمہ کر دیا بادشاہ اسلام کو لائی مفتاح نے کہا انکو مسلسل کرکے
ہوشیار کرو حفیظہ نے پشتارہ لا کر سامنے رکھا آہنگروں کو بلا کر بادشاہ کو مسلسل و مطوق
کر کے ہوشیار کیا بادشاہ کی جو آنکھ کھلی تو دیکھا ایک نابکار تخت پر بیٹھا ہے اور ایک
عیارہ قیامت [?] کی پرکالہ پیچھے سر پر کھڑی ہے چار جانب حیرات حیران دیکھنے لگے
مفتاح کوہی نے پکار کر کہا او خستہ شہ یارا اپنا انجام دیکھا کہ کیا کیفیت ہوئی ہر چند
مفتاح پکارتا ہے مگر بادشاہ جواب نہیں دیتے تب حفیظہ نے دیکھا کہ بادشاہ دم بخود [?]
ہیں اور جواب نہیں دیتے تو ایک قہقہہ مارا کہا او بیہودہ بات کا جواب بھی نہیں دیتا

جان کا ایسا خوف ہو کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں قبضۂ تلوار کا جو شانے پر پڑا اور
غیبن غیبن کرکے بادشاہ رونے لگے ایک کنیز کہ پہلو میں کھڑی تھی اسنے ہاتھ تھام لیا
اور کہا اے ملکۂ عالم الگ آئیے تو میں کچھ عرض کروں حفیظہ گوشے میں گئی اس کنیز نے کہا
اے ملکۂ عالم یہ بادشاہ اسلام نہیں ہیں یہ کہکر تاج سر سے حفیظہ کے لیا اور اپنا نعرہ کیا نعرہ برق

مرا نام ہے برق خنجر گذار ۔ کر آشنا دین خدا حیلہ نا عدار
تڑپتے ہیں میں برق رفتار ہوں ۔ کہے کون مکار و عیار ہوں
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے ۔ ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
ہر یک قدم غرب ہے شرق ہے ۔ چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

او ناداں سپہ وقوف یہ تیر سے ہی لشکر کا سائیس ہے گونگا بہرہ یہ کہتا ہوا نکلکر بھاگا ادھر
حفیظہ نے آکر بادشاہ نقلی کا منہ دھلایا ایک سوار نے کہا یہ تو میرا سائیس ہے جو کل سے
غائب ہو گیا تھا اتنے میں کنیزیں روتی ہوئی آئیں اور کہا واری ہم سب لٹ گئے زیور کسی کے
پاس نہیں رہا لباس تک اتار کر لے گیا حفیظہ بہت شرمندہ ہوئی ادھر ہرکارے دوڑے
ان مضمون کا پرچہ بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ اسلام کو برق نے قبل ہی سے پرچہ لکھا تھا
پرچہ دیکھکر بادشاہ نہایت خوش ہوئے جب برق آیا تو بادشاہ نے انعام دیا برق
نے کہا اے شہر یار مدت سے بلائے عشق میں مبتلا ہوں رات دن کو تڑپتا ہوں کیا
کہوں میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا ۔ مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
بشکل اشک ہوں با قدر بے قدر ۔ وہ گوہر ہوں کہ کھویا جسنے پایا
سرشک چشم کوئی آبلہ تھا ۔ جو نشتر نوک مژگاں نے لگایا
وہ مشتاق شہادت تھا دم ذبح ۔ گلے سے مجھکو خنجر نے لگایا
نہ اٹھا گر کے آنسو کی طرح سے ۔ عدم کا لطف ہستی میں دکھایا
ہوا اسرار بھی شاید حسن اغیار ۔ جو ایسا تیری آنکھوں میں سمایا
ہوا جوش محبت نے یہ بخشا ۔ گلا بھی شکر ہوکر لب پر آیا

ہوئی جھوٹی قسم کھانا جو منظور		خوشا قسمت مین آنکھو یاد آیا	
مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہر		کہ بیٹھا آپ اور مجھکو اٹھایا	
نسیم اعدا سے شکوہ کیا اپنا زمرگ		ہمین یارون نے مٹی مین ملایا	

سب سمجھانے لگے کہ ای مہتر برق تم عیار ہو اسقدر پریشان ہونا نہ چاہیے صبر کرو
دل پہ جبر کرو برق فرنگی اسیوقت باہر سے عیاری لگاکر نکلا ادھر حفیظہ کو بھی قلق
ہو کنیزون سے کہتی ہو برق نے مجھکو بڑا صدمہ دیا مین نگوڑے کو بہت ذلیل کرونگی
یہ کہکر شام کو چلی برق کو ادھر سے آتا دیکھکر حفیظہ نے اپنے کو ایک ذرے مین چھپایا
حلقۂ کمند کے خس پوش کیے سر انتقام کر بیٹھی کہ برق ادھر سے گذرا جیسے ہی قریب
حلقہ ہاے کمند پہونچا حفیظہ نے شیر کی آواز دی برق رکا حفیظہ نے جھٹکا مارا
برق گرا حفیظہ نے حباب مار کر برق کو بیہوش کیا چادر بچھا کر جیب اپنتارہ باندھنے
لگی تو کمر سے برق کی ایک ڈبیہ گری حفیظہ نے اپنتارہ رکھا ڈبیہ کو اٹھا لیا دیکھا
عقیق کی ڈبیہ بہشت پہل نرشی ہوئی ہو سوچی کہ اس ڈبیہ مین جواہرات ہونگا غرض
یہ سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی کھولا اسمین سے بیہوشی اڑی یہ بھی بیہوش ہوکر گری
وہ صحرا کا سناٹا دونون بیہوش پڑے ہوے ہین قضاے کار یہ صحرا عملداری مین
ایک قزاق کی ہو کہ جسکو معیار قزاق کہتے ہین یہ کوئی قافلہ لوٹنے گیا تھا وہان سے
پلٹا ہوا آتا تھا ناگاہ اس نے دور سے دیکھا کہ ایک مہ جبین حور طلعت باحسن و نخوت
بیہوش پڑی ہو اور ایک طرف ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوے سپہ لوٹ
پانؤن مین دونون بیہوش پڑے ہین معیار قزاق عیار بچہ کو دیکھکر بدحواس ہوا
کہا انکو اٹھاکر لے چلو کسی قزاق کا یہ کام ہو کہ ان دونون کو بیہوش کیا مگر تعجب یہ ہو
کہ اس انگریز کو اس مہ جبین سے کیا واسطہ نہین معلوم کیا معرکہ گذرا قزاق کی مجال
نہین ہو کہ یہان آسکے غرضکہ یہ کہکر اور دونون کو چارپائی پر اٹھوا کر بالاے کوہ لیگیا
لاکر ایک مکان مین رکھا اول برق کی آنکھ کھلی روتا ہوا اٹھا معیار نے پوچھا
کیون روتے ہو برق نے کہا میری معشوقہ کہان ہو معیار نے کہا تمھاری زوجہ

یا معشوقہ برق نے کہا مین نے بڑی مشکل سے اِس معشوقہ کو پایا ہو معیار نے پوچھا
کیون صاحب بہادر آپ کا نام کیا ہو برق نے کہا مجھکو لیٹیل صاحب کہتے ہین پلٹن کا
جرنیل ہون مگر آپ کون ہین معیار نے کہا میرا نام معیارہ قزاق ہو برق نے کہا ہم کو
آپ سے کیونکر پایا معیار نے کہا مین قافلہ لوٹنے گیا تھا پلٹ کر تم لوگون کو بیہوش
دیکھا اُٹھا لایا مگر یہ تو بتاؤ کہ تمکو کسنے بیہوش کیا برق نے کہا مجھکو شوق عیاری کا ہو
یہ مجھسے آزردہ ہوکر نکلی جنگل مین آکر مین نے اسکو گھیرا اور حباب بیہوشی مارکر بیہوش کیا
اسنے بھی مجھکو گرتے گرتے حباب ماردیا مین بھی بیہوش ہوا آپ نے بڑا احسان کیا
اب مین رخصت ہوتا ہون معیارہ کا ارادہ ہو کہ انکو رخصت کرون اور برق بھی
چاہتا ہو کہ اسکو دم دیکر نکلجاؤن کہ حفیظہ بیدار ہوئی اُسنے اُٹھتے ہی معیارہ کو سلام
کیا کہا ای معیارہ قزاق مجھکو نہین پہچانتے ہو مین مفتاح کوہی کی بیٹی ہون میرا نام تم
نہین جانتے حفیظہ صبارفتار میرا نام ہو بحکم خداوند برائے گرفتاری طلسم کشا
آئی ہون اور یہ برق عیار ہو اِسنے راہ مین مجھکو بیہوش کیا مگر یہ عیارہ بلا کے ہین
گھر سے اِسکی ایک ڈبیہ گری تھی مین نے اُسکو جواہرات کے خیال سے جو کھولا تو
اُسمین بیہوشی تھی مین بیہوش ہوکر گری اب بہتر یہ ہو کہ اِس عیار کو میرے حوالے
کرو مین لیکر جاؤن تم سے وعدہ کرتی ہون کہ قدرت سے تعریفین کرونگی کہ معیارہ
قزاق نے آپ کا بڑا پاس کیا اور مین جاکر اِسکو قتل کرون برق واویلا کرنے لگا
کہتا تھا ای معیارہ یہ بے وجہ میری مجھسے ناراض ہو اگر مجھکو اِسکے حوالے کروگے تو یہ مجھکو
قتل کرڈالیگی ہر وقت جب دیکھو دروازے پر کھڑی رہتی ہو دوچار مشٹنڈے دن سے
نظارہ بازی کیا کرتی ہو مگر معیار نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ والون سے اشارہ کیا
کہ برق کو مسلسل کردو اور حفیظہ کے حوالے کرو اسکو اختیار ہو یقین ہو کہ یہ بات
سنکر قدرت شاد ہون انھین کی عنایت سے بچتا رہتا ہون ایسے ایسون کو لوٹتا
اُن لوگون نے لشکر کشیان کین اور قدرت نے مجھکو بچایا آجتک مین نے شکست
نہین کھائی قزاقون نے برق کو گرفتار کیا کہا لو بلکہ حفیظہ اِس مکار کو لیجاؤ حفیظہ نے

پشتارہ باندھا اور برق بیہوش کرلیا پہاڑ سے اُتری معیار یہ نگاہ حسرت دیکھا کیا دل مین کہتا ہو ہاے افسوس کا مقام ہو کہ ایسی معشوقہ ملے اور اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکون یہ میری بدنصیبی ہو ادھر حفیظہ نے پہاڑ سے اُترکر جنگل کا راستہ لیا جست و خیز کرتی ہوئی جاتی ہو کوئی پاؤ کوس راستہ طے کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے نور نظر اسطرف آؤ کہو بیٹا کیا گذری حفیظہ نے پلٹ کر دیکھا کہ باپ میرا ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہو خاک منھ پر مل رہا ہو حفیظہ نے جو باپ کو دیکھا پوچھا حضور کیونکر آئے مفتاح نقلی نے کہا اے نور نظر مجھکو کنیزون نے خبر دی کہ برق نے تمکو بیہوش کیا اور تم بھی بیہوش ہوگئین معیار قزاق دونون کو اٹھا کرلے گیا ہو معیار کی سرحد کا میرے ملک سے ڈانڈا لاہو وہ بخوبی مجھکو جانتا ہو چلا تھا کہ جاکر تمکو لے آؤن حفیظہ نے کہا اے والد نامدار اتنو اسوقت یہ مکار بیہوش ہو سامنے معیار کے اور یہی کچھ فریب لایا تھا مگر معیار نے اُسکی واویلا کچھ نہ سُنی گرفتار کرکے مجھے کہا کہ تم اِس عیار کو لے جاؤ مین لے آئی اب لشکر مین چلکر اِسکو قتل کرونگی اپنے بڑے صدمے پہونچائے مین اُسکا بدلہ کرونگی پہلے اِسکو کوڑے مارونگی پھر جلاد سے کہونگی کہ اسکا سر کاٹ لے تب یہ ناعیار راضی ہوگا مگر مفتاح نقلی اپنے مقام سے اُٹھتا نہین اسوجہ سے کہ مفتاح کا قد لمبا ہو اور اِس مفتاح نقلی کا قد چھوٹا ہو جب حفیظہ نے کئی مرتبہ کہا کہ اب اُٹھیے چلیے تو مفتاح نقلی نے کہا لو بیٹا سب لشکر آتا ہو سپہ سالار ہمارا میکال چوب گردان بڑا ہی خیر خواہ ہو اُسکو تاب نہ ہوئی کہ مالک گئے ہین مین بھی چلون ان سب کو منع کرو کہ پلٹ جائین حفیظہ پلٹی کہ دیکھون یہ کیون آتا ہو جیسے ہی یہ پلٹی چالاک نے یہ چالاکی حلقے کمند کے

گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بہ عیاری من آنم چست و چالاک
نہ آید با دگر و تیز گامم

بچشم دشمن اندازم کفِ خاک
خلیفہ اولم چالاک نامم

جھٹکا مارا اور رجاب مارا یا حفیظہ گری اور بیہوش ہوئی چالاک نے برق فرنگی کا پشتارہ ٹھیلے مین کرکے چاہا حفیظہ کو اٹھا لون یہ خیال کرکے طرف حفیظہ کے چلا کہ

صحرا سے گرد اُڑی دس بیس عیار بچیان ملازمان حفیظہ کہ جا بجا جنگل مین پھرا کرتی ہین
سامنے سے نمایان ہوئین اور دور سے دیکھا کہ ہماری بی بی بیہوش پڑی ہین ایک عیار
ارادہ کر رہا ہی کہ گرفتار کرے ان وہین سے للکارین کہ او مکار خبردار چالاک اپنا تارہ برق
کا لیکر بھاگا کنیزون نے آکر حفیظہ کو ہوشیار کیا حال پوچھا کہا صاحب بڑے ظالمون سے
مقابلہ ہی ہر مقام پر موجود رہتے ہین اسوقت چالاک نے ایسا دھوکا دیا کہ مین افسوس
کرکے رہگئی اگر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا تو مین پہچان جاتی مگر کہان جائیگا بے گرفتار کیے ہرگز
نہ چھوڑونگی یہان چالاک نے برق کو الگ لاکر ہوشیار کیا برق نے اُٹھتے ہی
چالاک کا شکریہ ادا کیا کہا خلیفہ صاحب تمنے اِس غلام کو خوب بچایا لیکن اب مین اُسکی
فکر مین جاتا ہون گرفتار کرکے لاؤنگا یہ کہکر چالاک سے رخصت ہوا اُدھر کنیزون سے
حفیظہ رخصت ہوکر تلاش مین برق کی نکلی تھی برق جست وخیز کرتا ہوا جاتا تھا کہ سامنے
سے دیکھا چالاک بن ٹھن کر آتا ہی مگر برق نے خیال کرکے دیکھا کہ چالاک کے تیور پر
بل پڑا ہوا ہی آنکھ چرا لگئی برق سمجھا کہ یہ چالاک نہین ہی چالاک نے پکار کر پوچھا کہ
بھائی صاحب کہان سے آتے ہو اب تو برق کو گمان غالب ہوا کہ چالاک اِسطرح سے
مجھسے کلام نہین کرتا کچھ اعضا پر نگاہ ڈالی وہ بھی خلاف پائے پکار اُٹھا کہ او ملکہ عالم ایسے
ایسے فتور تو میرے شاگرد کرتے ہین مین اِن باتون پر دھوکا نہ کھاؤنگا حفیظہ سامنے
سے بھاگی برق نے چاہا پیچھا کرے ان کہ چند کنیزین حفیظہ کی صحرا سے پیدا ہوئین اور
للکارین کہ او مکار ہماری ملکہ عالم کے ہاتھ سے تیری قضا ہی مگر حفیظہ کے دلمین خیال ہوا کہ
پھر اِسی کو دھوکا دون راستہ کا ٹکر طرف لشکر اسلام کے چلی ناظرین پر واضح ہو کہ
حفیظہ بھی فنون عیاری مین طاق شہرۂ آفاق ہی لشکر اسلام مین بشکل چوبدار داخل
ہوئی ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ استادہ ہی ایک مہ جبین کمسن بیٹھی ہوئی تعلیم لے
رہی ہی کہ حفیظہ نے بشکل چوبدار آکر کہا کہ بی بی اُٹھو تعلیم لے چکین بارگاہ شاہ دین
جلوہ دار و غمگسار باب نشاط نے تمکو بلایا ہی تمتو یہان کئی دن سے آئی ہوئی ہو اور
نوبت مجرے کی نہین آئی وہ نازنین لباس تبدیل کرنے گئی حفیظہ اُسکو ایک گوشے

مین لائی اور بیہوش کرکے اسکو ایک صندوق مین بند کر دیا چونکہ خود بھی عورت ہو اسکی
صورت جو بنی تو تمام سازندے کہہ رہے ہین کہ بی گنا آج تو ایسا مجرے مین رنگ دکھاؤ
کہ انعام و اکرام ملے حفیظہ یہ سنکر گانے لگی برق چونکہ اِس گنا پر میل کرتا ہو تو پھرتا
ہوا سامنے سے جو نکلا گنا نے پکارا میان برق فرنگی آج کیا ہو جو ہمارے پاس نہین
آتے ہو ہم تو تمھارا انتظار کر رہے تھے اِس ناز سے حفیظہ نے کہا کہ برق تڑپ گیا
جھپٹ کر آیا بیٹھکر دل لگی کرنے لگا حفیظہ نے دو چار اشعار گاکر سازندون کو منع کیا
کہ اب ساز نہ بجاؤ بڑے تعجب کی بات ہو کہ میان برق ہمپر مہربان ہین مزاج شاہ مین
دخل رکھتے ہین جب یہ پیروی کرینگے تو ضرور مجرا ہوگا برق نے کہا بی گنا نہ گھبراؤ مین
ابھی جاکر شاہ سے عرض کرتا ہون آج تمھارا اِسی وقت مجرا ہو جائیگا حفیظہ چمک کر
اُٹھی ایک گوشے مین آکر اشارے کرنے لگی کہ میان برق ادھر آؤ جو آرزو ہو وہ
پوری کرو برق خوشی خوشی قریب پہونچا حفیظہ نے باتون مین لگاکر برق فرنگی
کو گلوری دی برق گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوا حفیظہ نے پشتارہ باندھا اور لیکر
بھاگی لشکر سے نکلکر میدان پکڑا جست و خیز کرتی ہوئی جاتی ہو مگر یہی خیال ہو کہ ایسا
نہ ہو راہ مین کوئی ملجائے مگر چالاک بن عمرو برق سے جدا ہو کر لشکر حفیظہ مین آیا
ایک کنیز کی شکل بنکر دربار مین پہونچا مفتاح کو سلام کیا مفتاح نے پوچھا کیون
گلبدن آج تو بہت ہنستی ہو چالاک نے کہا او شہنشاہ مین ابھی سو رہی تھی اور
خداوند جمشید ثانی کو خواب مین دیکھ رہی تھی کہ کھڑے فرما رہے ہین برق کو گرفتار
کرا دینگے اب ملکہ اسکو لیکر آئین گی خالی نہ پلٹین گی مگر کچھ کمال مجھکو مرحمت فرمائے ہین
گانا تو میرا سماعت فرمایئے فرما گئے تھے کہ آواز بھی تمھاری بدل جائیگی یہ کہکر ایک کنیز
سے اِشارہ کیا وہ بایان چھیڑنے لگی چالاک نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین
چشم تر ہر روز پہناتی ہو پیراہن ہمین

امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہو ضرور
چاہیے ہو اور بھی گردن پہ گردن ہمین

دیکھکر مجھکو گریبان چاک کہتا ہو ہلال
لیجیے بھیجے گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مردن بھی نہین شان جنون مین کچھ کمی — چاک ہر جا سے ملا ہو پہلو سے مدفن ہمین
فرط کاہش سے یہ حالت ہو کہ برسون ہو چکے — خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین
اب کسے ہو فرصت منت کشی ای باغبان — داغ دل دکھلا رہے ہین جلوہ گلشن ہمین
آہ آتش بار ہو طوق سلاسل ہو گیا از — موم سے بھی نرم ہو سنگینی آہن ہمین
غیر ممکن ہو امید صحبت پیار سے دوست — کم نہین رنج تقضا سے منت دشمن ہمین

مفتاح تعریفین کر رہا ہو اور کہتا ہو ای گلبدن تمھارا بڑا مرتبہ ہو اگر تجھے فتح جنگ کا سوال نہ کیا چالاک نے کہا مین خداوند کو دیکھکر ایسا گھبرا گئی کہ کچھ کہہ نہ سکی مگر اب یقین ہو کہ پھر خواب مین آدین چالاک کا ارادہ ہو کہ ساقی گری کرکے بارگاہ کو لوٹیلون ناگاہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا ای ملکہ گلبدن تمھارے منھ مین گھی شکر جو تجھے کہا تھا وہی ہوا ملکہ برق کو لاتی ہین چالاک کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہو کہ اب رہائی برق کی تدبیر کرون جو مین نے ارادہ کیا وہ نہ ہو سکا اس سوچ مین خاموش بیٹھا ہو مگر مفتاح یہی کہہ رہا ہو کہ ای گلبدن تمھارے کہنے کا ظہور ہوا قدرت نے برق کو گرفتار کرادیا گلبدن جواب دیتی ہو ای شہنشاہ کوہستان جو قدرت نے کہا تھا وہی مین نے یاد رکھا قدرت کے فرمانے مین کہین فرق پڑتا ہو ہر چند کہ مسلمانون سے دبے ہوے ہین لیکن قدرت صاحب کرامت ہین ایسا نہین ہو کہ جو کہین اور وہ نہ ہو جو ارشاد فرمایا تھا وہی ہوا کہ بلکہ خالی نہ پلٹین یہ ذکر تھا کہ حفیظہ آکر پہونچی پشتارہ برق کا سامنے باپ کے ڈالدیا کہا جلاد کو بلایئے اسکو جھٹ پٹ قتل کرے چالاک گھبرا کر اٹھا ایک گوشے مین آکر صورت بدلی جیسے ہی مفتاح نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ چالاک بصورت جلاد سامنے حاضر ہوا اور بولا ای شہنشاہ کوہستان سب حکم ایک ہی مرتبہ دیجیے کہ مین خنجر مارون ایسا نہ ہو کوئی اسکا معین آجائے ان عیارون مین آپس مین بڑے میل ہین ایک دوسرے کی فکر لیے رہتا ہو مفتاح نے کہا اب چند ساعت اسکی زندگی مین باقی ہین ای حفیظہ اسے ہوشیار تو کرو حفیظہ نے منھ دھلا کر ہوشیار کردیا برق کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک جلاد خنجر برہنہ لیے سر پہ کھڑا ہو مگر اشارے کر رہا ہو کہ سیدھا لیٹ

ہوشیار رہو مین تمکو رہا کرتا ہون برق نے چالاک کو نہ پہچانا حیران تھا کہ جلاد یہ کیا اشارے کر رہا ہے مگر چالاک نے خنجر کو جنبش دی حفیظہ کہہ رہی ہے کہ کیون اے مہتر برق تمنے ہماری عیاری دیکھی کسقدر جلد تمکو گرفتار کیا تمکو گمان بھی نہ ہوا کہ کوئی عیاری ہو رہی ہے اور ایسے ایسے ہزار دن شعبدے ہین اب تمھارا پیمانۂ عمر لبریز ہوا اور جلاد سر کاٹے یہ بھی ایک فقرہ بنایا ہے کہ ہین عاشق ہون اگر گرفتار ہو گئے تو کیا محبت کے پھندے مین پھنسے اور جوا پنا وار چلگیا تو بڑے عیار ہین مین تیرے مطلب کو خوب سمجھگئی ادھر چالاک نے جھپٹکر تیچہ مارا کہ ہتھکڑی برق کی کٹی چالاک نے یہ کار نمایان کرکے برق کو کاندھے پر اٹھایا اور دربار سے نکلکر بھاگا اور پکار کر کہا کیون بھابھی صاحب یہ گنتی کی عیاری سے کچھ کم ہوئی بھائی کو اپنے لیے جاتے ہین یہ کہکر چالاک جست وخیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا ادھر حفیظہ نے بیقرار ہو کر کہا ہان یارو لینا یہ جانے نہ پائے ایک کنیز نے پیچھا کیا بڑھکر تیچہ مارا چالاک نے خم ہو کر خالی دیا بیٹھکر خنجر مارا کہ کنیز کا پانون قلم ہوا کنیز گری مگر کنیزونکا بلوہ ہوگیا چالاک لڑ رہا ہے کہ پہلوے کوہ سے ایک آواز آئی قران نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران

سرِ تیغ السنبر چون بادِ بہاری　　جہان سرسنگ در خنجر گذاری
بمیدان اژدرِ آتشیں نشانم　　منم مہتر قران شیرِ ژیانم

نعرہ کرکے مہتر قران نے جو لغد سے مارنا شروع کیے تو مہتر قران سے کون مقابلہ کرسکتا ہے چند وار مین کنیزین بھاگین حفیظہ نے جو مہتر قران کو دیکھا کنیزونکو اشارہ کیا کہ ہٹ آؤ کنیزین ہٹین مہتر قران چالاک کو ساتھ لیکر صحرا مین آئے برق کی قید کاٹی مگر برق قید کٹتے ہی رونے لگا کہا اے چالاک مجھکو کیون بچایا مین حفیظہ کے ہجر مین نہ جیونگا قتل ہوجاتا تو بہت بہتر تھا چالاک نے کہا بھائی اپنے ہوش و حواس درست کر وحفیظہ کو گرفتار کرا عقد شرعی ہو جائے جو ان رعنا ہو اسکو بھی تمہاری توجہ ہوگی برق نے کہا اب جا کر جان اپنی مٹا دونگا اپنے کو اسکی صحبت مین پہونچا دونگا دل بھر کے جمال تو دیکھون ہر چند چالاک و قران نے سمجھایا مگر برق کب مانتا ہے

بیقرار ہو کر جواب دیتا ہو بقول شاعر نظم

کہاں ہو تو ای عشق کاشانہ سوز
جلا دینے مین تو وہ بیباک ہو
جدا ای عشق دریا سے ہو تجھکو لاگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ سے گو
جدا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
تجھے سے ای عشق دیکھا وہ برق
کسی کو کوئی شو دکھاتا ہے تو

کہاں ہو تو ای شمع پروانہ سوز
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہو
نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
کیا بحر آتش مین عاشق کو غرق
اُسے اُسکا فیدا بناتا ہے تو

یہ اشعار پڑھکر بیحد اختیار رو دیا اور طرف لشکر حفیظہ کے چلا حفیظہ کو بھی بڑھی کد ہو کہ جسطرح سے اس نگوڑے کو گرفتار کرون یہ سوچکر چالیس کنیزین ساتھ لیکر تلاش مین برق کی چلی اُدھر سے برق فرنگی آتا تھا دور سے برق نے دیکھا کہ حفیظہ آتی ہو فوراً ایک گوشے مین چھپ گیا مگر حفیظہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ تم اسی جنگل مین ٹھہرو مین لشکر مسلمانان مین جاتی ہون وزیرزادی اسکی شمعرو یہ کہکر بڑھی کہ مین ڈھونڈھکر لاؤنگی آپ نجانیے یہ کہکے چلی برق نے شمعرو کا پیچھا کیا ایک جنگل مین آکر شمعرو تلاش مین پہونچی جو راہ گیر پاتا ہو اُسے بغور دیکھتی جاتی ہو کہ دیکھا برق فرنگی سامنے سے آتا ہو آواز دی کہ میان برق ادھر آؤ ملکہ کا حکم ہو کہ برق کو گرفتار کر لاؤ برق نے کہا ای وزیرزادی مین حاضر ہون میرا ہاتھ باندھ لو اور سامنے اُس سفرو حسن چھلاکے لے چلو یہ کہتا ہوا سامنے آیا کہا ای وزیرزادی یہ خیال نکرنا کہ مین شمعرو رہا کرونگا تم پہلو مین ملکہ کے بیٹھنے والی ہو غنیمت ہو کہ تمکو دیکھا گویا نظارہ ملکہ ہوا شمعرو نے کمندین سنبھالین چاہا برق پر مارون برق قریب پہونچ چکا تھا دونون ہاتھ باندھے ہوے سامنے آکر کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکے دس جواب مارے چند جواب خالی گئے مگر دو جواب شمعرو کے پڑے کہ شمعرو بیہوش ہو کر گری برق نے کنارے لا کر شمعرو کو درہ کوہ مین چھپا دیا اور آپ شمعرو کی شکل بنکر طرف لشکر حفیظہ کے چلا

اس فکر میں ہو کہ کوئی راہ گیر ملے تو اسکو گرفتار کروں اپنی شکل بنا کر لیجاؤں کہ ایک راہ گیر نوجوان آفت کا مارا سامنے دکھائی دیا برق نے بڑھکر اُس جوان کو بیہوش کیا اور اپنی شکل بنا کر اپشتارہ باندھ معاطرت لشکر حفیظہ کے چار راہ میں کنیزیں ملیں اُنھوں نے کہا کہ کیوں وزیرزادی کسکو لائیں شمعرو نے کہا اُسی لنگوڑے بھروپیے کو گرفتار کر کے لائی ہوں خوب مجھسے لڑا مگر میں نے کمند مار کے گرفتار کر لیا کنیزیں تعریفیں کرنے لگیں کہ حفیظہ آکر پہونچی پکار کر پوچھا کیوں شمعرو کچھ مطلب نکلا شمعرو نے کہا آپکے اقبال سے جاؤں اور مطلب نہ نکلے میں برق کو گرفتار کر لائی حفیظہ خوش ہو گئی کہا اس لنگوڑے کو لے چلو سب کنیزیں آگئیں آگے آگے برق بشکل شمعرو حفیظہ کا ہاتھ تھامے ہوئے چلا جارہا ہی ہر مرتبہ یہی کہتا ہو کہ اے ملکۂ عالم بارگاہ میں چلیے آج تو بڑی خوشی ہو ملکہ حفیظہ نے کہا اگر یہ قتل ہو جائے تو میں شاہ کو بلاؤں اسی لنگوڑے کے جھگڑے میں کئی مہینے گذر چکے ہیں روز نیا معاملہ درپیش ہوتا ہی برق کہتا ہو آج سب فسادوں کا خاتمہ ہو برق کو چلکر قتل کیا اور جنگ فتح ہوئی حفیظہ سب کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئی مفتاح کو بھی کو خبر ہوئی کہ برق گرفتار ہوا مفتاح بھی آگر مقام صدر پر بیٹھا برق نے پشتارہ برق نقلی کا ڈالدیا کنیزیں لات لگی مارنے آنکھیں دیکھی پتھراس نکالنے لگیں برق نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کے والد بھی آگئے ساقیان زہرہ مثال کو طلب فرمایئے اور جلسہ جمایئے آج وہ صحبت ہو کہ جمشید کو بھی رشک ہو مجھپر جب معرکہ گذرا جب میں تلاش برق میں چلی تو دیکھا ایک نخل کے نیچے خداوند کھڑے ہیں مجھسے پوچھنے لگے کہ اے شمعرو کہاں جاتی ہو میں نے کہا برق کی تلاش میں ہوں قدرت نے فرمایا وہ سامنے برق آتا ہو تم مقابلہ کرو میں تقدیر کرونگا تم گرفتار کر لینا میں نے برق کو ٹٹو کا لڑ بھڑ کر گرفتار کر لیا قدرت نے یہ بھی فرمایا کہ اے شمعرو گانیکا شوق کرو یہ کہکر بایان بجانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند شروع کیے نظم

آنکھ اپنی آنکھ ہو ہر روزن دیوار کی	لیکہ ہو دل میں جوش نظارہ یار کی
خال بنکر رہگئی دلدار کے رخسار کی	لطف نظارہ سے پھر آئی نہ آنکھ تک نگاہ

بعد مردن بھی گئی دل سے نہ اپنے آرزو — جام کی ساقی کی مری یار کی گلزار کی
کر دیا آخر خیال یار نے ایسا نحیف — تار گیسو بنگئی گردن ترے بیمار کی
رہ جلا یا ہم کا یہ معارتبہ ہوا تنگ دشت مین — نوک جو ٹوٹی نہ نکلی آبلے سے خار کی
کسقدر لذت تھی خون بیگناہی مین ترے — خنجر قاتل نے چلکر حلق پر تکرار کی
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند — بعد مردن بھی نہ جھپکی آنکھ مجھ بیدار کی
خوب رو ئے گردن مینا لگا کر ہم گلے — جسگھڑی ساقی نے رخصت کے لیئے تکرار کی
فضل حق سے ہے لبکہ ہو شاگرد مومن تو نسیم — وصدوم ہو سارے زمانے مین ترے اشعار کی

اس رنگ مین برق نے یہ اشعار گائے کہ حفیظہ حیران ہو گئی خاموش بیٹھی دیکھ رہی تھی مگر شمعرو کو جو برق فرنگی درہ کوہ مین ڈال آیا تھا تو کاہ فروشون کا ادھر سے گذر ہوا انھون نے دیکھکر اسکو ہوشیار کیا شمعرو ہوشیار ہوتے ہی طرف اپنے لشکر کے چلی یہان برق رنگ جما رہا ہی خاصے کا وقت قریب ہی برق کا ارادہ ہی کہ خاصے مین بیہوشی ملاؤن اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتاح کو یہی بھی یہین کھانا کھائیگا اسوجہ سے شراب وغیرہ کی ترکیب نہین کرتا خود حفیظہ نے کہا کہ بی شمعرو آج تو تم ایسی گائین کہ دل بیچین کر دیا جی چاہتا ہی کہ تمھارا گانا سنتے ہی جائین کہ ایک چوبدار نے بڑھکے سلام کیا حفیظہ نے پوچھا کیون میان مردسے صاحب خیر تو ہو مردسے نے کہا ملکہ شمعرو آتی ہین برق کے تو ہوش اڑگئے مگر قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای ملکہ عالم مین تحیرت چھپتی ہون میری شکل بنکر کوئی نگوڑا عیار آیا ہوگا سب ملکر گرفتار کر لینا اس نگوڑے کو یہ خبر نہین ہی کہ مین شریک صحبت ہون حفیظہ کو سناٹا آگیا کہا یہ عیار بڑے گستاخ ہین کچھ جان کا خوف نہین بے تکلف چلے آتے ہین جی مین سوچ رہی ہی کہ یہ کیا فریب ہی مگر شمعرو حیران و پریشان جیسے ہی بارگاہ مین آئی تمام کنیزین لپٹ گئین کوئی کہتی ہی او نگوڑے ہماری وزیرزادی صاحبہ تو موجود ہین تجھکو کچھ خوف نہ آیا بلا تکلف چلا آیا ہرچند شمعرو غل مچاتی ہی کہ ارے کیون دیوانی ہو گئی ہو مین تمھاری وزیرزادی ہون مگر کون سنتا ہی ہاتھون ہاتھ شمعرو کو پکڑ لیا اور رسیان سے باندھا برق نے

تخت کے نیچے سے نکلکر کہا کیون اوناعیار یہ سمجھا کہ وزیرزادی اس صحبت مین ہوگی مین
اسکی شکل بنکر نہ جاؤن شمعرو اپنی ہمشبیہ کو دیکھکر خاموش کھڑی رہگئی جی مین کہتی ہو کہ یہ
کون ہی جو میری شکل بنا ہی کسکو اپنا دوست بناؤن سب کنیزین برہم ہو رہی ہین دیکھیے
میرے لیے کیا ہو مگر سوچتے سوچتے کہا اے ملکۂ عالم ایک کام تو کیجیے کہ میرا ابھی منھ آپ
دُھلا لیجے اور شمعرو کا بھی منھ دھلا دیجیے کیا تعجب ہی کہ مکار ہی میری تخت نشین ہو یہ
سنکر برق نے سر اپنا سامنے حفیظ کے جھکا دیا کہا والدہ مین تو خیر خواہ دولت ہون
مجھکو قتل کر ڈالیے مگر حریف نہ بچے حفیظ نے کہا اے شمعرو مجھکو کچھ بن نہین پڑتا برق
گرفتار ہو گیا مین تمکو کیونکر شمعرو سمجھون ارے گرم پانی تو لاؤ کنیزین دوڑکر گرم پانی
لائین برق فرنگی نے کہا اے ملکۂ عالم پہلے میرا منھ دھلوائیگی بعد اسکے اسکا منھ دھلائیے
یہ کہتا ہوا بارگاہ مین پھرنے لگا ایک تیسرا کہا اے ملکہ مین کچھ کان مین کہونگی جیسے ہی ملکہ نے
سر جھکایا برق نے تاج سر سے لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گذار کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
ترے پنجے مین ہون برق رفتار ہون کہ کون مکار و غدار ہون
کہ ہون سیکڑون [illegible] کی راہ کو ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب اور شرق ہی چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

نعرہ کرکے برق فرنگی بھاگا حفیظ نے کہا جانے نہ پائے اسکو لینا یہ سنکر سب کنیزین
برق کے پیچھے دوڑین اور کنیزین تھک تھک کر ٹھہر گئین مگر گلبدن نے کہ بہت چالاک ہی برق
کا پیچھا کیا جب برق جنگل مین پہونچا تو گلبدن نے پنجہ مارا برق نے پنجہ خالی دیا
لڑتے لڑتے حباب مارا گلبدن بیہوش ہو کر گری برق فرنگی اس کنیز کو بیہوش
کرکے آپ حفیظہ کی فکر مین چلا یہان حفیظ کہ رہی ہو ارے دیکھو تو یہ نگوڑا ناعیار برق
کسکو بنا کر لایا ہو اس راہگیر کا جو منھ دھلایا حفیظ نے دیکھا ایک راہگیر ہی اس سے
جو پوچھا اسنے کہا مین راہ مین آتا تھا ایک انگریز نے آکر ہاتھ ہلا دیا پھر مجھکو خبر
نہین کہ کچھ کیا اگر دی حفیظ نے کہا ساعت نیک تھی ورنہ مین تمکو قتل کرتی حفیظ نے

اُسکو رہا کر دیا ادھر چالاک کو بڑا ہی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو برق پہنچ جائے یہ سوچ کر لشکر سے نکلا ہی سامنے
ایک چشمہ ہی اُسپر آکر ٹھہرا کہ صحرا سے ایک شخص آیا اُسنے چاہا پانی پیوے چالاک نے
منع کیا کہ بھائی یہ پانی نہ پیو اس مین کیڑے مارے ملا ہی تم کون ہو کہان سے آتے ہو اُس شخص
نے جواب دیا کہ معین تاجدار جو مفتاح کو ہی کا بھائی ہی اُسکا نامہ لیکر آیا ہون اُنھون
نے نامے مین لکھا ہی کہ کیون بھائی بیٹی نے تمھارے کیا کیا ہمکو بھی اطلاع دو ہم بھی آئینگے
مین چالاک نے درہ کوہ سے لاکر اُسکو پانی پلایا اُس نامہ دار کو تو بیہوش کر کے درہ
کوہ مین ڈالدیا نامہ اُسکی کمر سے نکال لیا آپ نامہ دار کی شکل بنکر طرف لشکر حفیظہ
کے چلا راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا خلیفہ صاحب کہان جاتے
ہو چالاک نے کہا بھائی مجھے بھی قلق ہی کہ تم بیقرار مارے مارے پھرتے ہو مین
جا کر رنگ جماتا ہون تم بھی آنا جسطور سے بن پڑے برق فرنگی تو ایک طرف چلا گیا
مگر چالاک نامہ لیے ہوے لشکر حفیظہ مین آیا دریافت کر کے بارگاہ مین پہونچا
ہاتھ مین مفتاح کے نامہ دیا اُس نے سر نامے پر جو بھائی کا نام دیکھا تو نامے کو لیکر آنکھون پر
رکھ لیا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کہ آج تم یہین رہو کل تمھین رخصت کرینگے چالاک
کو تو ایک چھپنے رہنے کو ملی مگر برق جنگل مین کھڑا تھا کہ اُسنے دیکھا ایک عورت حیران
حیران چہار جانب دیکھتی ہوئی آتی ہی برق نے بڑھکر اُس عورت سے حال جو پوچھا
اُس عورت نے کہا شمیمہ سحر نگاہ ملکہ حفیظہ کی منھ بولی بہن ہین اُنکا نامہ لیکر آئی ہون
شمیمہ نے لکھا ہی کہ بوا تم جانتی ہو کہ مجھے تمھارا کسقدر خیال ہی جبسے ان سے سنا ہی کہ
تم مقابلہ مسلمانان مین گئی ہو آٹھ پہر دل ڈوبا جاتا ہی لہذا شعلہ مشعل افروز نامے کنیز نامہ لیکر آتی ہی
مفصل حال بتاؤ کہ مسلمانون سے کیا گذری برق نے یہ سب دریافت کر کے اُس
عورت کو بیہوش کیا اور نامہ کمر سے نکال لیا اُسی عورت کی شکل بنکر چلا کنارے
پر جو لشکر کے آیا دیکھا حفیظہ آتی ہی جھک کر سلام کیا نامہ بلا تکلف دیدیا حفیظہ نے
سر نامے پر جو شمیمہ کا نام پایا سر پر رکھا آنکھون سے لگا لیا اور کہا بہن ہماری اچھی
تو ہین برق نے سر ہلا دیا کہ سب طرح خیر و عافیت ہی مگر آپ کے واسطے بہت

پریشان ہین حفیظہ نے کنیز سے کہا بارگاہ مین جو صحنچیان ہین اُنمین ایک نامہ دار آترا ہوا ہی اسکو بھی بُلا کر وہین اُتارو کنیزون نے لاکر قریب چالاک کے برق کو اُتارا برق نے چالاک کو بھیجا تا اشارون مین کچھ باتین ہوئین حفیظہ آکر بارگاہ مین بیٹھی کنیزین آکر جمع ہو گئین رقص و سرود کی باتین ہونے لگین کسی نے بابان چھیڑا کر نامہ دار مین تاجدار نے نامہ دار شمیمہ سے کہا کہ طبلہ بے سرا بج رہا ہی عورت نے جواب دیا کہ کوئی بے وقوف بجا رہا ہی حفیظہ نے سُنا کہ دونون آپس مین تکرار مین کر رہے ہین پکار کر کہا آؤ تم طبلہ بجاؤ چالاک نے آتے ہی طبلے کے ٹکڑے باندھنا شروع کیے نامہ دار شمیمہ کہتی جاتی ہی بے سرا پن ظاہر ہی آخر چالاک نے پکار کر کہا بی بی آؤ تم گاؤ تو حال سرے بے سرے کا کھلے برق جھپٹ کر قریب چالاک کے آیا اور گنگنا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

دیر کسکا کعبۂ مقصود ہی — بت اگر گم ہی خدا مسجود ہی
بت بھی سجدے کرتے ہین جسکے حضور — وہ مرا نام خدا معبود ہی
سودۂ الماس کھا کر مر رہون — زندگانی ہجر مین بے سود ہی
جل رہا ہون آہ مین کرتا نہین — داغ فرقت آتش بے دود ہی
کیا عوض چاہون وفا سودا نہین — دل جو دے ڈالا تجھے بہبود ہی
ہی مرا مقصود حاصل ہر جگہ — ہر مقام اب منزل مقصود ہی
شعلہ در ہونے لگے داغ فراق — دل ہمارا تودۂ بارود ہی
سر جھکا ناسخ اُسی کے سامنے — کیا بلا ہین بت خدا معبود ہی

برق جو یہ غزل گا کر چپ ہوا تو میان چالاک نے کہا خوش آوازی کا باعث ہی ورنہ بے سری گاتی ہو برق نے کہا میری بی بی نے لاکھون روپے صرف کر کے مجھکو کمال سکھلوائے ہین مگر کیا مجال جو بے سُری ہونے پاؤن اس گانے کے علاوہ اور کمال بھی مجھکو آتا ہی کہ پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن یہ سُنکر چالاک نے کہا یہ تو بہت دشوار ہی عورت نے کہا کیا کہون غیر جگہ آئی ہون اگر کبھی بہنانے کی مجھکو بلا بھیجے تو ابھی تماشہ دکھاؤن حفیظہ نے کبھی بہنانے کی پھینکدی کہا لو

بی شعلۂ محفل افروز یہ بھی تمھارا ہی گھر ہی جسکی تم کنیز ہو ہرچند کہ وہ میری منھ بولی بہن ہین
مگر آپس مین یہ محبتین ہین کہ مین آئی انکو چین نہ پڑا آخر نامہ بھیجا برق نے گھنگرو پانون
مین باندھے اور جھپٹ کر میخانے مین آیا پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم ساقی ہوتے
ہین کوئی باقی نہ رہے خادم وغیرہ دوڑے گلابیان اٹھالین برق نے تھوڑے ہی
عرصے مین سارا میخانہ تقسیم کر دیا چالیس پچاس گلابیان مع ارغوانی اُسمین بھری
کشتی مین لگا کر محفل مین لایا حفیظہ نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لائی ہو
کہ خواہ مخواہ جی چاہتا ہو کہ شراب پیجیے ہماری بہن کو بڑا شوق ہو کسقدر خرچ کرکے
بی محفل افروز کو تیار کیا ہوگا جس مین کہ ایسا کمال ہو جیسا کہ آنکی صحبت مین جلسہ ہوتا ہو
شاہون کو بھی یہ کیفیت حاصل نہ ہوگی مگر شعلۂ محفل افروز گھنگرو باندھکر گت ناچنے
کھڑی ہوئی چالاک کہتا جاتا ہو کہ جب شراب سر پر رکھینگی ضرور شراب سر سے
گریگی برق جواب دیتا ہو کیا مجال ہو کہ قطرہ بھی گرے چالاک کہتا ہو ایسے فقرے
بہت سے سنے ہین یہ مجال نہین کہ جسم کو جنبش نہ ہو برق نے کہا مین توڑے لونگی
اگر ایک قطرہ بھی گرے تو سر کاٹ لو ہمنے مہینون برسون کثرت کی ہو یہ کہکر برق
نے جام لبریز کرکے اپنے سر پر رکھا کہا میان نامہ دار دیکھو اگر ایک قطرہ گرے
تو سر کاٹ لینا یہ کہکر توڑے لیتا ہوا منھ سے گاتا ہوا ٹھمکون سے بتاتا ہوا سامنے
حفیظہ کے آیا سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حفیظہ نے
بڑی تعریف کی اور جام پی گئی برق نے دوسرا جام مفتاح کو دیا ایک جام لاکر
نامہ دار کے آگے پیش کیا مگر چالاک اعتراض کیے جاتا ہو کہ ایکے مرتبہ قاعدے
سے پانون نہین اٹھا شعلۂ محفل افروز اُس اعتراض کو دفع کر دیتی ہو چالاک نے
تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلوائی برق پسینے پسینے آکر محفل مین بیٹھا اشعار
گانے لگا مگر حفیظہ کا جام پیتے ہی سر گردش کرنے لگا گھبرا کر کہا کیون بی شعلا اس
شراب مین کیا تھا جب سے جام پیا ہو سر گردش کر رہا ہو آج تیرے گانے سے
ایسی محبت ہوئی کہ مین بہن سے تجھے مانگ لونگی یہ کمال مجھکو بہت پسند آیا وزیرزادی نے

بول اٹھی کہ یہ سنتا ہی عمرو عیار خوب ساقی گری کرتا ہی ایک کنیز نے کہا دیکھیے آپ کی بہن آئی ہین سارے لشکر مین ہنگامہ ہی دست درازیان ہو رہی ہین کوئی کسیکا دوپٹہ کھینچتی ہی کوئی خود ناچنے کا ارادہ کرتی ہی ادھر حفیظہ آئیے کہکر اُٹھی مفتاح تخت سے یہ کہکر اٹھا کہ یا خداوند آئیے اُٹھتے اُٹھتے مفتاح و حفیظہ دونون گرے اور اہل محفل لینا لینا کہکر دوڑے جو اُٹھا جہان سے اُٹھا سب برلب فرش ہوے چالاک نے کہا کہ لو بھائی برق اب معشوقہ کو بچاؤ برق نے پہلے محفل کو لوٹا چالاک نے بھی زیور وغیرہ لیا برق پشتارہ باندھکر حفیظہ کو لے چلا لشکر سے نکلکر طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن شمیم سحر نگاہ جب اُس عورت کو عرصہ گذرا اور جواب لیکر نہ آئی چونکہ عیارہ ہی خود روانہ ہوئی اُسوقت اُس صحرا مین پہونچی کہ برق فرنگی پشتارہ بدوش آتا تھا شمیمہ نے جو دیکھا للکارا کہ او عیار تو کون ہی کسکا پشتارہ لیے جاتا ہی برق اتنا کا خوش ہو سوچا کہ سارے لشکر کو بیہوش کرکے آیا ہون یہ کوئی غیر ہو پکارا آشنا منم مہتر برق فرنگی حفیظہ کو لیے جاتا ہون نام اپنی بہن کا سُنکر شمیمہ نیمچہ کھینچکر جھپٹی کہا او لنگوٹے انگریز تیری کبھی یہ مجال ہوئی کہ ہماری بہن کو لیے جاتا ہی اور میرے سامنے یہ کہکر برق پر برس پڑی اگرچہ برق عاجز ہو رہا ہی چونکہ بار تھا تا چار پشتارہ کھولکر ایک طرف رکھا نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا مگر شمیمہ نے دو چار ہاتھ ہیجے جو جھپٹ کر مارے برق پیچھے ہٹا شمیمہ نے پشتارے پر قبضہ کیا کمر بتا کے سر پر نیمچہ مارا کہ پیپلہ سر پر پڑا سر برق کا زخمی ہوا ایشت سے شمیمہ کی گرد اڑتی کئی سو عیارہ بچیان نیمچے ہاتھون مین لیے ہوے آکر پہونچین شمیمہ نے کہا کہ او لنگوٹے بھاگ ورنہ یہ سب تجھکو گھیر لینگی برق نے بھی دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی آخر ناچار ہو کر ایک جانب بھاگا مگر بڑا افسوس ہی کہ کس مشقت سے پشتارہ لائے وہ یون چھن گیا اس سوچ مین طرف اپنے لشکر کے چلا یہان شمیمہ نے حفیظہ کو ہوشیار کیا آنکھ جو حفیظہ کی کھلی بالین پر اپنی بہن کو پایا مقام صحراے ہول خیز وحشت انگیز گھبرا کر پوچھا کیون بوا یہان مجھے کون لایا مجھکو بڑا تعجب ہی کہ مین تو اپنی بارگاہ مین تھی اس جنگل مین کیونکر پہونچی شمیمہ نے سب حال بیان کیا کہ برق تمکو لیے جاتا تھا مگر

ہین نے تمکو رہا کیا حفیظہ نے کہا بہوا انہم تو لشکر مین چلو مین نگوڑے برق کو لاتی ہون
یہ کہکر طرف لشکر اسلام کے چلی یہان بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ فرما ہین نقاش و
نقوش و لمعان وغیرہ سب بیٹھے ہین ذکر برق فرنگی ہو رہا ہی بادشاہ فرما رہے ہین
کہ ہمارے میان برق فرنگی دام عشق مین پھنسے ہین تڑپ رہے ہین یہ ذکر تھا کہ برق
آکر پہونچا مگر دریاے خون مین نہایا ہوا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کیون برق خیر تو
ہی برق نے سب حال بیان کیا کہ چالاک بھی آکر پہونچا بادشاہ نے فرمایا آج شب کو
دونون صاحبون کو تکلیف دینگے یعنی گانا سنین گے اور نقاش و نقوش صحبت آراستہ
کرو نقاش و نقوش نے اسی وقت گانا بجانا سنگا کر کہین انتظام صحبت مین نقاش
و نقوش دوڑے دوڑے پھر رہے ہین صحبت آراستہ ہو رہی ہی مگر حفیظہ پھرتی ہوئی
لشکر مین اہل اسلام کے آئی ضعیفہ بنی ہوئی ایک دوکان پر بیٹھ گئی کہ خادم سرکاری
کچھ سودا لینے آیا تھا اس سے جو حفیظہ نے پوچھا خادم نے کہا آج دربار مین بڑی خوشی
ہی میان برق و چالاک گائین گے بڑا ہی لطف ہوگا یہ خبر سنکر حفیظہ نے خادم کو
بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر طرف بارگاہ کے چلی راہ مین کسی نے پکارا میان سعادت
کہان جاتے ہو حفیظہ سمجھ گئی کہ میرا سعادت نام ہی خوشی خوشی بارگاہ مین آئی دیکھا
تخت پر بادشاہ بیٹھے ہین نقاش و نقوش و لمعان وغیرہ با ادب بیٹھے ہوے ہین
برق و چالاک بیچ صحبت مین چالاک طبلہ درست کر رہا ہی جب صحبت آراستہ ہو چکی
تو بادشاہ نے اشارہ کیا ہان میان برق فرنگی گانا شروع ہو چالاک ٹھکڑے باندھنے
لگا برق نے خوب سوچکر غزل جناب ناسخ مرحوم کی شروع کی اور کہنے لگا کہ اے شہریار
یہ غزل جناب ناسخ صاحب مرحوم نے بڑے لطف کی کہی ہی چند شعر یاد ہین عرض کرتا ہون نظم

آب موتی سے وہ گل تر تازہ ہے — لستے کی سرخی نہین ہی غازہ ہے
یار ہی کاشانۂ دل مین مقیم — چاک سینے کا جو ہی دروازہ ہے
باغ مین آوارہ چاک جیب گل — صاف ہم دیوانون پر آوازہ ہے
چہرۂ جانان ہی قرآن مجید — خط جسے کہتے ہین وہ شیرازہ ہے

مرگیا ہون وادی غربت مین مین	پہر وطن کا شوق بے اندازہ ہو
دیکھتا ہون جب درِ فردوس کو	جاتا ہون اکبری دروازہ ہو

اس رنگ سے برق فرنگی نے یہ غزل گائی کہ نقاش و نقوش و لیمان تڑپنے لگے
مگر حفیظہ کا عجیب حال ہے کبھی گھبرا کے آنکھ کھول دیتی ہے کبھی آنکھیں بند ہو جاتی ہین
جی مین کہتی ہے کیا کامل و اکمل ہے گیا آواز مین سوز و گداز ہے بتانے مین ایک تانہ ہو اگر
عورت بنا ہوا ہوتا تو سیکڑون کو مار ڈالتا اس صورت پر تو یہ کیفیت ہے کہ سیکڑون
لوٹ رہے ہین کوئی بیقرار کوئی بیتاب مر رہے ہین سر ٹکرا رہے ہین بعض نے اُٹھکے
برق کی بلائین لین حفیظہ کو بھی شوق ہوا کہ اسوقت تو برق کی بلائین لے لون
بہ شکل سعادت قریب آئی اور برق کی بلائین لین جب اسنے جسم مین ہاتھ لگایا تو
برق کے موے جسم کھڑے ہو گئے برق نے پلٹ کر دیکھا تو نگاہ سے پہچانا کہ یہ تو
حفیظہ ہے ہاتھ اپنے بڑھا دیے حفیظہ نے چاہا ہاتھ چہوڑدن برق نے ہاتھ تہام لیا
اور ایک جھٹکا مارا کہ حفیظہ منہ کے بہل گری برق نے حجاب اتار دیا حفیظہ پشیمان
ہوئی برق نے اٹھکر کہا اے شہریار آج تو میرے گانے نے کام سحر کا کیا معشوقہ
عاشق ہوئی ہاتھ چہوڑنے آئی تھی مین نے بیہوش کر لیا بادشاہ نے فرمایا ہوشیار
کرو برق نے حفیظہ کو ہوشیار کیا اب جو حفیظہ کی آنکھ کھلی دیکھا برق کے پہلو مین
بیٹھی ہون برق نے کہا اے ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون اسوقت کیونکر سرفراز
فرمایا اور سعادت کو کیا کیا شرماکر حفیظہ نے جواب دیا کہ اے برق فرنگی مین ایسا
کامل تمکو نہ سمجھی تھی ورنہ اسقدر جھگڑے نہ ہوتے مین تمہاری اطاعت کرتی ہون اب
نہ جاؤنگی مگر بی شمیمۂ سحر نگاہ ضرور جھگڑا کرینگی اے برق فرنگی میان سعادت فلان
دوکان کے پیچھے پڑے ہوے ہین اُنکو بلوالو برق نے شاگرد کو بھیجا سعادت
حاضر ہوا بادشاہ نے اُسی وقت حکم دیا کہ قاضی کو بلاؤ خواجہ عمرو لشکر مین پہونچے
تھے بازار مین پہر رہے تھے کہ خبر سنی ملکہ حفیظہ عیار بچی کا عقد ساتھ برق کے
ہوتا ہے قاضی کی تلاش ہے فوراً قاضی کی شکل بنکر تیار ہوے اور [illegible] سے کہا کہ

ہمیں لے چلو میں اسی لشکر میں رہتا ہوں یقین ہو سب خطبہ وغیرہ پڑھ دونگا چوبدار نے
خواجہ کو ساتھ لیا بارگاہ میں آکر بیٹھے اول حفیظ سے پوچھا کہ باپ کا نام بتاؤ حفیظ
نے کہا مفتاح کوہی میرے باپ کا نام ہے برق سے بھی پوچھا دونوں سے پوچھکر خطبہ
پڑھا اللہ کا نام سے آغاز کیا تھوڑے عرصے میں عقد پڑھکر فارغ ہوئے نقارے پہ چوب
پڑی اور سارے لشکر میں غل ہوا کہ حفیظ نے بخوشی برق سے عقد کیا ہرکارے جو
لشکر کفار کے حاضر تھے یہ خبریں لیکر بھاگے بارگاہ مفتاح میں آئے شمیمہ سحر نگاہ بیٹھی
ہے اور ذکر کر رہی ہے کہ ہماری بہن حفیظ بارگاہ مسلمانان میں گئی ہیں انکا طالب کا ئیگا
کسی تھیں گا نا سنکر اسکو گرفتار کر دینگی تینے کہا تھا ہم بھی چلیں ہمارا کہنا نہ مانا دیکھیے
کیا ہو وہاں سب عیار جمع ہیں چالاک ایسا طبلہ بجانے والا دیکھتے ہی انکو پہچان
لیں گے آج بواخیر وعافیت سے پلٹ آئیں تو بڑی بات ہے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
حاضر ہوئے تمام خبر بیان کی کہ بی حفیظ گانے میں ایسی مبہوت ہوئیں کہ مسلمان ہو کر
برق کے ساتھ عقد پڑھا لیا شمیمہ سحر نگاہ نے جو یہ سنا ہرکاروں سے لفظ لفظ پوچھتی
تھی کہ کیا سانحہ ہوا ہرکارے بیان کر رہے تھے کہ حفیظ سعادت خدمتگار کی شکل
بنکر گئیں برق اس رنگ سے گا رہا تھا کہ ہم لوگ بھی رو رہے تھے تمام اہل دربار
چشم پر آب تھے کیا قیامت کے اشعار تھے کہ خود بادشاہ بیتاب تھے اسی حال میں
یہ بھی گئیں اور برق کے ہاتھ چومے برق نے ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور حباب مار کر بیہوش
کیا پھر جو ہوشیار ہوئیں تو عقد پر راضی ہو گئیں خواجہ عمرو نے آکر عقد پڑھا اور سب
اہل محفل نے انعام لیا یہ سنکر شمیمہ سحر نگاہ اپنے مقام سے اٹھی مفتاح تو رونے لگا
شمیمہ نے کہا ابوالدنیا روانہ آپ نہ گھبرائیے میں جاکر بی حفیظ کو لاتی ہوں یہ کہکر شمیمہ
چلی لشکر اسلام میں پہنچی دیکھا کہ میاں برق فرنگی ہار پھول خرید رہے ہیں اور
جو ادھر سے نکلتے ہیں وہ کہتا ہے مبارک ہو برق فرنگی سبکو سلام کرتے ہیں شمیمہ یہ حال
دیکھکر بہت جھلائی مگر حوصلہ نہ پڑا کہ برق پر ہاتھ ڈالے فوراً آگے بڑھ گئی برق کی
شکل بنکر کچھ ہار پھول لیے دوڑی ہوئی چلی در خیمہ برق پر آئی خادم دروازے پر

بیٹھے تھے اُنھون نے آواز دی میان برق صاحب آج ہمکو بھی انعام دلوا ئیے شمیمہ نے سب سے وعدہ کیا پردہ اُٹھا کر اندر گئی دیکھا بی حفیظہ دولھن بنی بیٹھی ہین گھونگھٹ نکلا ہوا ہی شمیمہ نے قریب آکر پہلے ہار پہنائے پھر ایک ڈلی مٹھائی کی ہاتھ بڑھا کر دی حفیظہ نے منھ کھولکر وہ ڈلی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی شمیمہ نے پشتارہ باندھا ہار پھول کل نوچکر پھینکدیے سراچہ چاک کر کے بھاگی جب شمیمہ نکل گئی تو برق فرنگی آیا خادمون نے گھبرا کر کہا ای برق فرنگی پہلے کون آیا تھا برق نے پوچھا کیا ہوا سب نے کہا آپ تو ابھی اندر گئے تھے برق کا ماتھا ٹھنکا گھبرا کر اندر آیا دیکھا سراچہ چاک ہو پتیرا دیکھا ثابت ہوا کہ عورت کا پیترا ہو سمجھ گیا کہ شمیمہ لیگئی برق گھبرا کر نکلا طرف لشکر کفار کے چلا مگر بہت پریشان جی مین کہتا ہو دیکھیے کیا ہو مگر شمیمہ پشتارہ لیے جاتی تھی کہ راہ مین رونے کی آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اسیر دام محن عاشق تن یہ اشعار گا کر زار زار رو رہا ہی

نظم

کسقدر خاطر غم دیدہ ہو شیوار پسند | جز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند
سر و تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین | آج محروم نہ رکھ کچھ تو کر او یار پسند
رحم کچھ عیب ہو جس سے کہ خفا ہوتے ہو | یہ خوشی ہو جو کرین دلبر آزار پسند
کام غلمان سے ہو اُسکو نہ غرض حورون سے | کچھ نہین کرتا ترا طالب دیدار پسند
خار سے آبلۂ پا کو ہو رغبت ایسی | جسطرح حضرت منصور کو تھی دار پسند
خانۂ قید سمجھکر نہ بسر کی اس مین | اسلیے روح کو آیا نہ تن زار پسند
تم ہٹین لاکھ کرو دل نہین ہٹنے کا مرا | جی مین آئے جو کہو ہو مجھے تکرار پسند
دام اُلفت سے بجز مرگ رہائی مشکل | کیا کرے غیر قضا تیرا گنہگار پسند
کیا مزے ہم قفس سرد مین پاتے ہین نسیم | اسلیے ہو عشق کی ہو گرمی بازار پسند

شمیمہ یہ صدا سنکر در تک پہنچی دیکھا ایک نخل کے سامنے مین ایک نوجوان شاہزادہ بیٹھا ہوا ہی ایک تصویر ہاتھ مین ہو اُسکو دیکھ دیکھ کے رو رہا ہی شمیمہ نے جو یہ حال زار دیکھا صورت دیکھی کہ چاند کا ٹکڑا ہو کرتا آب رواں کا مگر گریبان پھٹا ہوا

پائجامہ مشروع کا جوتا بھاری مگر ٹکڑے ٹکڑے مختصر سا تاج سر پر سے گر پڑا ہی اُسکو کچھ
ہوش نہین سر برہنہ بیٹھا ہوا رو رہا ہی تصویر کو کبھی چومتا ہی کبھی کلیجے سے لگاتا ہی شمیمہ
جو سامنے آگئی اور پکار کر کہا ای حریق آتش اشتیاق و ای غریق لجۂ فراق کسکی یاد مین
یہ حال کیا ہی اُس جوان نے یہ سُنکر نگاہ اُٹھائی اور کل سراپا کو دیکھنے لگا مگر سراپا دیکھکر
کچھ خوشی کچھ رنج وغم کی ترقی ہوئی دیکھتے دیکھتے بیقرار ہو کر اُٹھا مگر لڑکھڑا کر گرا بیہوش
ہو گیا تصویر چھوٹ کر الگ گری شمیمہ کی پشت پر اپشتارہ ہی پشتارہ رکھکر تصویر اُٹھائی
تصویر کو بہ نگاہ غور دیکھا حقیقت مین مصور خیال نے تصویر بے نظیر کھینچی ہی لیکن
دیکھتے دیکھتے پہچانا کہ یہ تو میری تصویر ہی حیران ہو گئی کہ ای شمیمہ اس شاہزادے نے
میری تصویر کہان سے پائی مقام افسوس ہی ایسا حسین و جمیل ایسا طرحدار اس بلا
مین مبتلا ہی جوش محبت مین بیٹھ گئی اپنا عاشق جانکر سر زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر
سنگھانے لگی اُس جوان نے جو بوے زلف معنبر پائی اور بو اُس لخلخے کی دماغ مین
پہونچی کہ بوے زلف روح پرور تھی آنکھین کھولکر حیران حیران جمال شمیمہ دیکھنے لگا
سر کو زانوے محبوب پر پایا ہنسکر کہا آج مین نے یہ کیا خواب دیکھا اپنے بخت واژگون
اور طالع نگون سے یہ امید نہ تھی مگر آج خواب کے خیال مین یہ معرکہ دیکھا خیر شکر ہی
کہ محبوب کو رحم تو آیا شمیمہ نے ہنسکر کہا ای مبہوت محبت و ای گرفتار دام صورت اپنے
حواس درست کر ایسا نہ ہو کہ مجھپر بھی تاثیر ہو مجھے تیرا حال دیکھکر بہت رحم آیا لیکن
تیرا نام نامی کیا ہی اُسنے کہا خردسال تاجدار مجھکو کہتے ہین شمیمہ نے کہا اب کیون
زیادہ گھبراتا ہی مین تیرے پاس ہون جو تیری خوشی ہو وہ بجا لاؤن اُسنے شمیمہ کے
گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور بصد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری کہنے لگا کہ ای جان جہان مجھے
اپنے بخت سے یہ امید نہ تھی کہ اپنی زندگی مین تمکو یون دیکھونگا اور بوس و کنار کا
مجھے اختیار ہوگا فیس و فرہاد بدنصیب تھے مین عاشق خوش نصیب ہون کہ معشوق
تسکین دے رہا ہی یہ خوش نصیبی کسی عاشق کو نصیب نہ ہوئی ہوگی شمیمہ اسکی باتین
بھولی بھولی سُنکر اور زیادہ بیقرار ہوتی ہی دمبدم ہاتھ پشت پر پھیرتی ہی اور رکھتی ہی

عمر بھر تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی اُسنے کہا مین بھی یہی چاہتا ہون مگر یہ تو بتاؤ کہ اس پشتارے مین کیا ہے
شمیمہ نے بیان کیا کہ حفیظہ تیز رفتار برق فرنگی پہ عاشق ہو کر غفلت کر کے بیٹھی تھی مین گرفتار
کر کے لائی ہون اُس جوان نے کہا کیون صاحب جو میرا حال ہو رہی اُسکا بھی ہوگا عاشق
کو صدمہ نہ دو اسے رہا کر دو کہ اپنے معشوق کے پاس جائے تم میرے ساتھ چلو اب
کہین نہ جانے دونگا عمر بھر خدمت کرونگا پلکون سے جاروب کشی کرونگا خاک پا اُسکی
تو تیا سے چشم بناؤنگا اسطرح جو اُس جوان نے کہا تو شمیمہ کو خیال آیا کہ سچ کہتا ہے کسی عاشق
وضع کو ستانا اچھا نہین فوراً حفیظہ کو ہوشیار کیا حفیظہ کی جو آنکھ کھلی عجب معرکہ دیکھا
کہ ایک نوجوان آفتاب جمال خورشید مثال شمیمہ سے باتین کر رہا ہے حفیظہ نے پوچھا
یہ کیا معرکہ ہے ہم کہان اور تم کہان اور یہ کون صاحب ہین شمیمہ نے کہا اے
حفیظہ یہ نوجوان ایک شاہزادہ ہے میری تصویر پہ عاشق ہو کر نکلا مین تمکو لیے ہوے
جاتی تھی کہ اسکے رونے کی آواز میرے کان مین آئی دل تو ہمیشہ سے رحم پسند ہے
پلٹ آئی آکر انکو دیکھا مگر یہ مجھکو دیکھکر بیہوش ہوگئے تصویر جو مین نے دیکھی تو اپنی
تصویر پائی اب تم اپنے مطلوب پاس جاؤ میری زندگی اس عاشق صادق کے ساتھ
گذریگی ایسا چاہنے والا کہان ملیگا حفیظہ نے کہا بہت مناسب ہے اگر جس بیماری
مین مین مبتلا ہون تمکو بھی وہی عارضہ ہو حفیظہ رخصت ہو گئی شمیمہ نے اُس طفل
کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب جہان کہو وہان چلون اُدھر برق فرنگی خبر گرفتاری پاکر
حفیظہ سنکر لشکر مفتاح مین گیا وہان معلوم ہوا کہ شمیمہ ابھی تک پلٹ کر نہین آئی
برق پلٹا ہوا آتا تھا کہ اسنے دور سے دیکھا ایک نوجوان کمسن مگر عقل کا پتلا شمیمہ کو ساتھ
لیے ہوے جاتا ہے جھپٹ کر قریب آیا آنکھ جو ملائی تو معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو ہے
تعریفین کرنے لگا کہتا تھا خلیفہ صاحب کیا کہنا شمیمہ حیران ہوئی کہ برق اسکو خلیفہ
کیون کہتا ہے گھبرا کر کہا شاہزادے تم اس عیار کو جانتے ہو چالاک نے جواب دیا
کہ یہ ہمارے گھر کا عیار ہے برق نے کہا ہم اور یہ ایک ہی باغ کے پھول ہین یہ ہمارے استاد
کے فرزند ارجمند ہین کہ حیرت جادو پہ عاشق ہوے تھے وہ افراسیاب کی زوجہ تھی

ایسے کارہاے نمایان کیے اور ایسے ایسے مقام پر مدد کی کہ حیرت کو زندگی کی امید نہ تھی آخر یہ انجام ہوا کہ جیرت نے بخوشی اُسکے ساتھ عقد کیا اُسی طرح تمکو بھی تسخیر کر لیا شمیمہ نے کہا اے چالاک میرے دامن عصمت مین تمنے ہاتھ لگا دیا ہین بے حیا ہٹتی ہون کہ جا کر طبل جنگی بجواؤ اگر میدان مین تم مجھپر غالب آؤگے تو دین اسلام قبول کرونگی اور جو مین غالب آؤنگی تو اُسی وقت قتل کر ڈالونگی چالاک نے قبول کیا دونون اپنی اپنی طرف پلٹے شمیمہ سامنے مفتاح کے آئی کہا اے والد نامدار طبل جنگی بجوایئے مین چالاک سے مقابلہ کرونگی مفتاح کو کچھ نہ بن پڑا طبل جنگی بجوا دیا یہان برق و چالاک سامنے شاہ کے آئے برق نے کہا اے شہریار آج چالاک نے کیا نایاب عیاری کی ہے کہ آپکے دشمنی کو رام کیا یہ ذکر تھا کہ سرکار سے حاضر ہوے اور مجرا کرکے اول دعا دی قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ	گل سبزہ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بہ نام تو باد	ہمہ کار عالم بہ کام تو باد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو شمیمہ نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ سر میدان چالاک سے مقابلہ کرے بادشاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل نوازش بجے کل انشاء اللہ چالاک سر میدان اُسکو زیر کریگا طبل جنگی بجگیا چالاک تلاش شمیمہ مین چلا ادھر شمیمہ طبل جنگی بجوا کر براے انتظام طلایہ نکلی کہ دور سے دیکھا ایک سیہ پوش دبتا ہوا قریب ایک دوکان تاجر کے پہونچا شمیمہ گوشے سے دیکھ رہی ہے کہ اُس سیہ پوش نے قفل توڑا اندر دوکان کے گیا ہرچند کہ اندر لاکھون روپے کا مال رکھا تھا مگر اُس دزد نے کوئی شے نہ لی ایک پیٹی کھولکر ایک نیمچہ نکالا اُسکو کمر مین لگا کے نکل آیا شمیمہ نے ہاتھ تھام لیا کہا او دزد تو کون ہے اور یہ نیمچہ کیسا ہے دزد نے کہا مین چور نہین ہون چالاک بن عمرو دن کو اِس دوکان پر آیا تھا اور اِس نیمچے کو دیکھا تو تاجر صاحب نے پانچ لاکھ روپیہ قیمت کہی چالاک نے لاکھ روپے تک دینے کو کہے لیکن تاجر صاحب راضی نہ ہوے مین چالاک کا شاگرد ہون چالاک نے مجھکو حکم دیا کہ فلان دوکان سے فلان نیمچہ چرا لاؤ مین لاکھ روپیہ تمکو دونگا اِس نیمچے مین بڑی

صفت ہی کہ جس کسی کے ذرا سا بھی زخم لگ جائے تو سارا جسم پانی ہوکر بہ جائے اگر لقمان
بھی علاج کرے تو کچھ نہ ہو شمیمہ نے کہا یہ نیمچہ کسواسطے منگایا ہی سیہ پوش نے کہا کل سرمیدان
شمیمہ سے مقابلہ ہی اسکو منظور یہ ہی کہ شمیمہ کو ماروں کہ وہ بڑی سرکش ہی شمیمہ نے کہا
ای عیار یہ نیمچہ مجھکو دے عیار نے کہا میرا لاکھ روپے کا نقصان ہوتا ہی شمیمہ نے جواہرات
گلے سے اتار ایک تختی الماس کی دی ایک کنٹھا یاقوت احمر کا کہا لے تجھکو نہال کر دیا
کل سرمیدان اسی نیمچے سے چالاک کو قتل کرونگی اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی
کی ہی اُس عیار نے ناچار نیمچہ دیا مگر رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم اِس راز کو ظاہر نہ کیجیےگا
ہاے افسوس ہی کہ استاد کی جان جائیگی اور میں آنکھوں سے دیکھونگا شمیمہ نے کہا
بس جاؤ ورنہ خلل پڑ جائیگا گرفتار کرا دونگی غلام تاجر کے سر رہے ہیں عیار تو روانہ
ہو گیا مگر شمیمہ نے وہ نیمچہ کمر سے لگایا دل میں بہت خوش ہی کہ عیار سب بڑی صفتیں
بیان کر گیا ہی ایک صفت اسمیں یہ بھی ہی کہ اگر حریف چاہے کہ میں اپنے کو زخم سے
بچاؤں تو نہ بچ سکے سر پر پڑے کہ نا دوا ہو پہونچے پہر رات رہے سے آکر تیاری
کرنے لگی سرخ جوڑا پہنا ہار پھول پہنکر عروس شب اول بنی سات سو کنیزیں ساتھ
تخت پر سوار مفتاح کو بھی بارہ ہزار فوج لیکر ساتھ ہوا اُدھر سیاں چالاک بن عمرو
شاگردوں کو ساتھ لیکر میدان میں آئے بادشاہ اسلام بھی تماشہ دیکھنے کو ایکطرف
ٹھہرے کہ شمیمہ بہ عظم و شان آکر پہونچی سب کو حیرت ہی چالاک بن عمرو تو عیار لگاکر
نہیں آیا برق و صباصم پوچھتا ہی کہ خلیفہ صاحب میں تمھاری شکل بنکر بندہ کردوں اگر
شمیمہ کو پکڑ لاؤں چالاک جواب دیتا ہی کہ بھائی صاحب تم دیکھو تو کیا ہوتا ہی کہتے ہیں
چین نقیب نقابت کرکے بیٹھے بادشاہ کو بھی حیرت ہی کہ دیکھیے چالاک کیا عیاری کرے
مگر جب گرد کیت بیٹھے اور نقیبوں نے یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے **نظم**

نقیبوں نے دی یک بیک یہ صدا	کہ دنیا جگہ غفلت و عبرت کی ہی
سکندر نہ باقی رہا دہر میں	یہ آئینہ ہی یا تماشہ حیرت کی ہی
کہ مصر کو ہی دارا فریدوں کہاں	یہ دنیا سرا رنج و محنت کی ہی

ہوس زر کی خاطر تو منعم خراب
عبث فکر اٹھین جاہ و حشمت کی ہے

لحد کوئی اپنی بناتا نہین
جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہے

بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے

مکانات عالی بناتے ہین کیون
یہ دیوار و در شکل عبرت کی ہے

شجاعو یہ میدان جنگاوری ہے
جگہ امتحان اور جرأت کی ہے

تمہین یاد خالق مین کر عمر صرف
گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہے

نقیبون نے جب یہ اشعار پڑھے شمیمہ مثل شعلہ جوالہ تخت سے کودی میدان کارزار مین آئی پکار کر آواز دی وہ مکار و غدار کہان ہے جسکا چالاک نام ہے میدان مین آوے تو احوال معلوم ہو یہ سنکر چالاک کپڑے میلے پہنے ہوے بلا کسی ہتھیار کے لیے ہوے قریب شاہ آیا اجازت لیکر طرف میدان کے چلا شمیمہ نے جب چالاک کو آتے ہوے دیکھا پتھر کلہ کو پھین مین رکھکر مارا کہ چالاک نے پہلوتہی کرکے خالی دیا مگر شمیمہ نے تار باندھدیا کئی پتھر مارے مگر چالاک خالی دیتا ہے کبھی جست کرکے بلند ہوا کہ پتھر پاؤن کے نیچے سے نکلگیا کبھی بیٹھ گیا کہ پتھر سر پر سے نکلگیا اسطرح پتھرون کو خالی دیتا ہوا قریب شمیمہ پہونچا شمیمہ نے کہا لنگوٹے سے حیا کچھ تجھے خنجر لیکر نہین آیا جواب کیونکر دیگا اسی صحرا مین لاش تیری پڑی ہوگی میرے ہاتھ کا زخمی زندہ نہین بچتا چالاک نے جواب دیا کہ تمھارے تیر مژگان کے زخم کلیجے پر ہین زندگی پھر یہ نہ جائینگے اب معاف کرو غلامی مین قبول کرلو شمیمہ نے کہا او لنگوٹے تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے ایسا تیغہ ماردون کہ سر اڑجاوے او چالاک مین نے بڑے بڑے عیار مارے کوئی میرے ہاتھ سے بچکر نہین گیا تمھاری تدبیر بھی کرچکی ہون چالاک نے کہا تدبیر تو ہے گئی شمیمہ نے کہا دیکھ سر اڑائے دیتی ہون یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او چالاک سامنے سے ہٹ جا ورنہ تیری قضا ہے چالاک نے کہا مین سر ہتھیلی پر رکھکر آیا ہون ایک آرزو ہے کہ ہاتھ میرے حمائل گردن ہون تمھارا تیغ پڑے کہ سر کٹکر تیرے دامن پر گرے یہ آرزو دل حاصل ہے شمیمہ نے جھلا کر تیغا ابدار کھینچا

نیام سے کھینچا نیام سے نیچے کے ایک دُھواں سا نکلا جیسے ہی غبار اُڑا دماغ دشمن میں گیا شمیمہ بیہوش ہوکر گری چالاک نے پشتارہ اُٹھایا ساتھ سے عیار بچیاں جو سامنے کھڑی تھیں یہ عیاری دیکھکر حیران ہو گئیں اور دوڑ پڑیں ادھر سے برق فرنگی اور مہتر قران نعرہ کر کے جا پڑے پہلے برق فرنگی نے بڑھکر نعرہ کیا النعرہ برق فرنگی

مرا نام ہو برق خنجر گذار
تڑپنے میں ہوں برق رفتار ہوں
کرون سیکڑوں کوس کی راہ طی
بزیر قدم غرب ہو شرق ہو

کہ استاد ہیں خواجۂ نامدار
کہے کون مکار و غدار ہوں
ارسطو سے تعلیم شاگرد ہو
چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہو

ایک طرف سے مہتر قران کا نعرہ ہوا النعرہ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری
بمیدان اژدر آتش فشانم

جہان سرپہنگ و خنجر گذاری
منم مہتر قران شیر تربانم

مہتر قران جو جا پڑے عیار بچیان بھاگ گئیں کسی کی گردن پکڑ کر دے مارا کسیکو بفندہ مار دیا مفتاح نے جو دیکھا کہ چالاک شمیمہ کو لیے جاتا ہی فوج کو اشارہ کر دیا جب فوج نے آکر عیاروں کو گھیرا بادشاہ نے لمعان کو اشارہ کیا لمعان تاجدار مع اپنی فوج کے آپڑا لمعان لڑتا بھڑتا قریب مفتاح کے پہونچا مفتاح نے ہاتھ تلوار کا مارا لمعان نے کلائی تھام کر کمر میں ہاتھ ڈالکر مفتاح کو اُٹھا لیا مفتاح نے آواز دی الاماں لمعان مفتاح کو چرخ دیتا ہوا سامنے سعد شہریار کے لایا سعد نے سمجھا کر مفتاح کو مسلمان کیا سب بارگاہیں وغیرہ قبضے میں آئیں بفتح و فیروزی پلٹے مگر بادشاہ نے آکر بارگاہ میں شمیمہ کو ہوشیار کیا شمیمہ نے جواب دیا حقیقت میں اے چالاک تمھارا عیاری میں مثل نہیں ہی بادشاہ نے دھوم سے چالاک کا عقد کیا لیکن جمشید ثانی کو یہ خبر ملی کہ حفیظہ و شمیمہ مقابلۂ اہل اسلام میں پہونچی ہیں یقین ہی کہ بادشاہ کو گرفتار کر لینگی رفیقوں سے کہتا ہو اب کے جو شاہ میرے سامنے گرفتار ہوکر آجائیں تو اپنے ہاتھ سے قتل کر دوں کہ چند طائر اُڑتے ہوے آئے

سامنے جمشید کے گرے منقار زین کھولین جمشید نے سمجھکر زانون پر ہاتھ مارا سب نے
پوچھا یا خداوند خیر تو ہی جمشید نے کہا شمیمہ و حفیظہ دونون مسلمان ہوگئین مفتاح کو بھی
بھی شریک اسلام ہوگیا وزرا امرا نے عرض کی کہ یا خداوند اب بھی خیر ہو کسی اور طرف
نکل چلیے جمشید نے کہا مین قدم نہ ہٹاؤنگا جسدن سحر کرونگا زمین ہلا دونگا ایسے لوگون کے
زیر ہونے سے میرا کیا نقصان ہوتا ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی بنی دیکھا کہ ایک پہلوان
دیو خصال گینڈے پر سوار مع تین لاکھ فوج جرار ایک عیار طرار با نہایت عیاری سے
آراستہ رکاب پر ہاتھ رکھے چلا آتا ہی جمشید نے جو اُس سوار کو دیکھا یا تو خاموش بیٹھا
تھا یا ہنسنے لگا کہا لو صاحبو وہ شخص آیا کہ جسکا کوئی ہم نبرد نہین اُس پہلوان نے آکر
جمشید کو سجدہ کیا اور بہ غرور کہا یا خداوند کون بے ادب ہو کہ قدرت کو ستارہا ہو جسکی
گردن توڑ ڈالون چیر پھاڑ کر کھا جاؤن جمشید نے کہا اے شنشکل بن شنشکال آدم خوار
مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہو صدہا ملکون پر قبضہ اُنکا ہوگیا مگر باید ولت
آجتنک غافل نہین ہین اور تقدیر پر جستہ کر چکا ہون کہ طلسم نہ ٹوٹے گا شنشکل بن شنشکال
نے کہا یا خداوند جو حریف سخت ہو اُسکا نام بتائیے جمشید نے کہا اول صاحبقران
قتل ہون تو طلسم کشا کا زور کم ہو عیار اسکا شاہ ہو رصبار رفتار ہول اُٹھا کر اے فہمر
نامی جبتک آپ مقابلہ مین پہونچیے مین صاحبقران کو گرفتار کر لاؤن پہلے اُنکو قتل کر دیجیے
بعد اُسکے بادشاہ پر ہاتھ ڈالیے شنشکل نے کہا اب مجھکو ٹھہرنا ناگوار ہو اے شاہ ہو تم
آگے روانہ ہو جاؤ مین منزلین طی کرتا ہوا آتا ہون شنشکل سوار ہوا جمشید نے چلتے
چلتے کہا اے شنشکل یہ نہ سمجھنا کہ مین تمسے غفلت کرونگا ہر وقت تمھاری مدد کرونگا یہ سنکر
شنشکل نے کہا یا خداوند مجھے کوئی ضرورت نہین جاتے ہی حمزہ کو پکڑ لونگا شاہ ہو ر نے
کہا آقائے نامدار آپکو تکلیف نہ ہوگی مین جاتے ہی اُنکو پکڑ لاؤنگا قتل و غیر قتل کا آپکو
اختیار ہو مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر چلا یہان صاحبقران زمان بادشاہ اسلام کے
انتظار مین ہین کہ خواجہ عمرو آئے سب کیفیت لشکر بادشاہ کی بیان کی کہ میان چالاک
و برق منتظر ہوئے ہین اب یقین ہو بادشاہ جمجاہ مقابلہ مسیلا نہ خارہ شکن مین پہونچینگے

یہ کہکر لشکر سے نکلے جنگل مین آکر ایک مسافر کو لوٹا ایسا کچھ مال اُسکے پاس نکلا کہ بہت
خوش ہوے کنوئین پر لیٹ گئے ہوا جو ٹھنڈی چلی آنکھ لگ گئی قضا سے کا رشناہور
ادھر سے گذرا صورت عمرو دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہو کہ جنگل مین پڑا سو رہا ہی آخر
انگلی مین دیکھا کہ مُہر کی انگوٹھی ہو اور اُسمین شاہ عمرو لکھا ہی یہ پڑھکر بہت خوش ہو گیا جی
مین کہتا ہی پہلی ہی منزل پر مراد ملی کہ ایسا عیار کہ جو جہان گرد ہو وہ اسطرح ملگیا بیہوشی
دیکر خواجہ کو گرفتار کیا پشتارہ باندھکر چلا راہ مین خیال آیا کہ یہ ایسی نعمت عظمیٰ ملی ہی
کہ صاحبقران سے بھی بہتر ہی یہ بات خلاف عقل ہو کہ ابھی اسکو شنکل کو دیدون بلکہ پہلے
لیجا کر قید کرون اپنے ہی خیمے مین رکھون اور اُن سے جاکر وعدہ لون کہ اگر عمرو عیار کو
پکڑ لاؤن تو کیا دیجیے گا یقین ہو کہ خزانہ حوالے کر دین یہ سوچکر اپنے خیمے مین آیا زوجہ
اسکی کنیز شاہی ہو یہی باعث اسکے عظم و شان کا ہو نوجوان حسین و جمیل سامنے بیٹھی تھی
شناہور نے ایک صندوقچی مین عمرو کا پشتارہ رکھدیا اور زوجہ سے کہا صاحب میری جان
اس صندوقچی مین ہو تم ادھر نہ آنا مین شاہ سے جاکر وعدہ وعید کر آؤن میمونہ گوہر پوش
نے کہا صاحب مجھے کیا مطلب کہ تمھاری بات مین دخل دون یہ باتین کرکے شناہور تو
رخصت ہوا میمونہ مغرور حسن و جمال چھپر کھٹ پر بیٹھی ہو آئینہ دیکھ رہی ہو لیکن یہان
خواجہ کو پسینہ جو آیا بیہوشی اُتر گئی آنکھ کھلی اپنے کو کمندون مین بندھا پایا اور کچھ
عورتون کے بولنے کی آواز کان مین آئی حیران ہوے کہ مین کیونکر پکڑا گیا دل مین کہا خواجہ
بڑے افسوس کی بات ہو کہ عورتون کو بھی نقرہ نہین دیسکتے ہو وہ چار کوڑی کا ارذل گا
کرو یہ سوچکے روغن عیاری کا نکالا ایک رنگریز کی شکل بنکر تیار ہوے ایک نیلا
کرتا بدن مین اُسپر کچھ زرد کچھ سرخ چھینٹین پڑی ہوئین ایک پائجامہ پھٹا ہوا کالی
صورت رنگ کی چھینٹین چہرے پر بھی پڑی ہوئین بلک بلک کے رونے لگے اور پکارتے
تھے کہ آبرو میری گئی اب برادری والے حقہ پانی بند کر دینگے روٹی دینا پڑیگی
ایسی ایسی باتین جب خواجہ نے کہین میمونہ حیران ہوئی کہا ارے یہ کون رو رہا ہو پھنکر
کنیزون نے کہا حضرت صاحب جسکو قید کر گئے ہین وہی رو رہا ہو چلکر دیکھیے میمونہ اُٹھی

یہان آکر دیکھا کہ ایک ادھیڑ رنگریز بیٹھا رو رہا ہی میمونہ نے پوچھا ارے تو کون ہی خواجہ
نے کہا مین جو آپ کو دکھائی دیتا ہون وہی ہون آپ تو اپنا نام بتائیے کنیزون نے کہا
ملکہ میمونہ گوہرپوش دختر شاہ زوجہ شاہور ارے تو کیسا رنگریز ہی کہ ملکہ کا نام نہ سنا
انھین کی وجہ سے میان شاہور کی آبرو ہی جسدن سے ہماری بی بی انکے گھر مین
آئین مالا مال ہوگئے مگر تجھکو کیون قید کیا ہی اور نام تیرا کیا ہی رنگریز نے کہا بیچ لشکر
مین میری دوکان ہی شعبان رنگریز میرا نام ہی آپ کے کپڑے بھی رنگتا ہون آج
چند تھا دن ہی کہ میان شاہور صاحب ادھر سے گذرے میری بیٹی کا ذرا پیلا چہرا ہی
جوانی کا ابھار ہی میان شاہور دیکھکر لٹو ہوگئے میری دوکان پر جا بیٹھے مین نے
جو اسکو گلابو کہکر پکارا میان شاہور نے اُس کمبخت کو گود مین اُٹھا لیا ایک روپیہ
نکالکر دیا اور مجھسے سوال کیا کہ اپنی لڑکی کی شادی ہمارے ساتھ کر دو مین نے
جواب دیا کہ حضور مین قوم کا رنگریز ہون اہل برادری رکھتا ہون آپ شاہ داماد
کہلاتے ہین میری لڑکی آپ سے کیونکر پیوند ہو آپ کی بی بی تو بہت خوبصورت
ہین تمام لشکر مین تعریف ہوا کرتی ہی مگر آپ اسکو لیکر کیا کرینگے یہ تو کچھ ایسی حسین بھی
نہین ہی تب میان شاہور نے جواب دیا کہ میری زوجہ بڈھی ہوگئی ہی آج مجھکو
راہ سے پکڑکر لائے اور یہ کہا کہ مین جا کر تیری جورو کو باندھ کے ٹانگ دونگا اور
گلابو سے مطلب حاصل کرونگا یہ مضمون سنکر میمونہ بہت جھلائی کہا اے شعبان
مین تو اُسکی بیٹی ہون میرا وہ باپ ہی نگوڑے کی آبرو کیا تھی تین روپے کا نوکر تھا
جسدن سے میرے ساتھ شادی ہوئی شاطر صاحب کہلانے لگے اب سب پاس
کرتے ہین مجھکو نگوڑا بڈھیا بناتا ہی مجھے آجتک اُسکی صورت سے نفرت ہی یہ کہکر
خواجہ کی کمندین کاٹین کہا اے شعبان جلدی جا جو نگوڑا ملجائے تو خوب ذلیل کرنا
رہے تیرے یہان کچھ نوکر چاکر ہین خواجہ نے کہا کئی نوکر ہین میمونہ نے کہا پکڑکر خوب
جوتیان مارنا اور اپنی بیٹی کی اور جگہ شادی کر دینا نہ لشکر مین رہیگی نہ میان شاہور
نگاہ ڈالینگے خواجہ نے کہا اگر آپ میری کمک پر ہون تو ایسا انھین ذلیل کردون

کہ وہ بھی یاد کرین اور یہ کہ آپ ایسی پری رخسار کو بڑھیا کہتا ہی وہ لونڈا پاگیا ہی جسپر جان
دیتا ہے غریب کی بیٹی کپڑے بیلے پچیلے اسکا کیا اعتبار ایسی شاہزادیون کو چھوڑکر
ایسی شفتلون پر گرتا ہی اسکا منھ کالا ہوگا رذیل پرست ہی جیسی روح ویسے فرشتے لیکن
حضور ناچار ہون کہ ہماری برادری مین تین چار مین باش بھات ہوتے ہین وہ
نہین ہو سکتے ورنہ میرے بھتیجے کا بیٹا لایق شادی کے ہی کہ جاتے ہی اسکے ساتھ مین
شادی کردون میان شاہور تڑپ کر رہجائین آپ کی لونڈی کچھ زیور پہنے ہوے
ہی وہ جا کر بیچونگا کیونکہ ناداری سے ناچار ہون میمونہ نے پانچ سو روپے منگا کر دیے
خواجہ نے روپیہ دیکھکر کہا بس اب مطلب ہو جائیگا مگر جیسا حضور جوڑا پہنے ہین
ایسا ایک جوڑا ابھی دینا پڑتا ہی میمونہ نے ویسا ہی جوڑا منگا کر دیا خواجہ نے
کہا ایک کسر باقی ہی جیسے کپڑے حضور پہنے ہین ایسے ہی ہمارے یہان بھی دیے جاتے ہین
اگر وہ بھی مرحمت ہون تو آج ہی جا کر رخصت کردون جس گانون مین بیاہ کے جائیگی
وہ گانون یہان سے بارہ کوس پر ہی میمونہ نے کپڑے بھی دیدیے یہ سب اشیا لیکر خواجہ
تو رخصت ہوے مکان سے نکلے کنیزون نے پکار کر نگہبانون سے کہا خبردار رنگریز
کو نہ روکنا سنتے دیکھا کہ ایک رنگریز نکلا اور نکلکر بھاگا مگر شاہور پاس شتکل کے
آیا کہا ای شہریار مین نے یہ سوچا کہ اگر صاحبقران کو گرفتار کرونگا تو عمرو عیار کوشش
کریگا اگر حکم ہو تو پہلے عمرو کو لاؤن شتکل نے کہا اگر عمرو کو لاؤگے تو بہت کچھ پاؤگے
لاکھ روپیہ نقد اور ایک خلعت بھاری دونگا شاہور نے کہا ای شہنشاہ مین عمرو کو
پکڑ لایا آپ سے وعدہ کرنے آیا تھا اب آپ نے فرمادیا ہو جاکے لاتا ہون یہ
کہکر خلعت پہنا عطر ملا شاگردون کو ساتھ لیکر چلا راہ مین ان سے کہتا ہوا اربابھا
او بچی دوکان پھیکا پکوان مین نے عمرو کو یون پکڑ لیا کہ کچھ دیر نہ لگی مین تو اسکو پہچانتا
بھی نہ تھا وہ تو مجھ سے پہچانا مین اپنے خیمے مین گرفتار کر آیا ہون ابھی لاتا ہون ایک
گدھا بھی لے لو اسپر سوار کرکے لائونگا سارے لشکر مین تشہیر کرونگا یہان بعد
جانے عمرو کے میمونہ نے کنیزون سے کہا کہ آج نگوڑا آئے تو خوب جوتیان مارو

دیکھون تو کون کیا کرتا ہو کنیزون نے کہا واری ہمین آپ سے مطلب ہو اُس نگوڑے
سے کیا کام اول دربانون نے دیکھا کہ بھاری خلعت پہنے ہوے شاہور آتا ہو آپس
مین اشارے ہونے لگے کہ اندر جائینگے تو مزہ اُٹھائینگے یہ کہکر چپکے چپکے ہنسنے لگے
یہان شاہور خوشی خوشی پردہ اُٹھا کر جیسے ہی اندر آیا میمونہ نے دیکھا خلعت
بھاری پہنے ہوے ہو گلوری گلے مین عطر ملا ہوا یہ دیکھکر میمونہ جل گئی پکار کر کہا ہان
صاحبو وہ دشمن خدا آگیا مجھ بڑھیا کی مدد کرو کنیزین چہار طرف سے دوڑین کوئی
پنکھا کوئی دست پناہ لیکر دوڑی کسی نے جلتا ہوا سوختہ اُٹھا لیا میان شاہور
پر مار پڑنے لگی جو سوختہ لیکر آئی تھی اُسنے منھ مین لگا یا ریش و بروت جلگئی منھ پر
آبلے پڑگئے لباس جلگیا میمونہ اپنے مقام سے اُٹھی قریب آئی پیٹے پکڑکر جوتی اپنی
اُتاری پانچ چار جوتیان مارکر کہا کیون نگوڑے مین بڑھیا ہوگئی تیری اتان
معلوم ہوتی ہون رنگریز کی چھوکری سے بھی مین بدتر ہون شاہور نے گھبرا کر
کہا اے بی بی کون رنگریز کسنے بڑھیا کہا میمونہ نے کہا کسکو قید کر گئے تھے وہ سب
حال مجھسے کہہ گیا مین نے اُسکو بہت کچھ دیا لیکن تم گلوریان کھا کر آئے ایسے اترائے
کہ عطر بھی لگا یا مین تیرے گھر مین نہ رہونگی موئے نکھٹو کہا کر مرے پر بیٹھونگی جب تو
تیری ناک کٹیگی شاہور نے گھبرا کر کہا ارے تونے غضب کیا اُس قیدی کو چھوڑ دیا
میمونہ نے کہا اُس بیچارے کی کیا خطا تھی وہ بیچارہ اپنا اتار رنگریز ہو اُسکو معلوم تھا کہ
میری تمھارے ساتھ شادی ہوئی لڑکپن مین اُسکی دوکان پر جا کے بیٹھتی تھی چیزلے دیتا
تھا نہ وجہ اُسکی مجھکو گود مین کھلاتی تھی شاہور نے کہا اری وہ تو عمرو عیار تھا
تونے غضب کیا اب وہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا یہ سُنکے کنیزین گھبرائین منتین کرنے
لگین کوئی کہتی ہو حضور مین نے ایک پھکنی ماری ہو ایک کہتی ہو کہ مین نے بدن
مین ہاتھ نہین لگا یا دور سے سوختہ مارا مجھے خوب یاد ہو کہ اُسی سے داڑھی جلی
مگر مین ناچار تھی بی بی نے جو حکم دیا وہ بجا لائی میمونہ نے سر جھکا لیا کہا صاحب
جو چاہو سزا دو اتنا منھ سے نکلا کہ عمرو عیار یہان قید ہو اُسنے تو کہا مین رنگریز ہون

میری بیٹی پر شاہور عاشق ہوے ہین مین نے جھلا کر اُسے چھوڑ دیا پانچسو روپیہ نقد اور
ایک جوڑا اور کپڑے لے گیا شاہور نے کہا اب مجھے شاہ سے بڑی خفت ہوئی مگر
پھر گرفتار کرونگا کہان جاتا ہو ایسا ذلیل کرون کہ آج کی خفت مٹے یہ کہتا ہوا باہر نکلا
شاگردون نے دیکھا کہ اُستاد کا لباس پھٹا ہوا بال نچے ہوے منھ پر آبلے پڑے ہوے
سب نے پوچھا اُستاد کیا ہوا شاہور نے سب کیفیت بیان کی کہ چوبدار نے آکے
سلام کیا کہا حضور چلیے شنکل بن شنکال آپ کو بلاتے ہین نام شاہ کا سنکر شاہور
دربار مین آیا شنکل نے کہا کیون شاہور خوب جوتیان کھائین اب خوش ہوے ہمارا
اعتبار نہ کیا شاہور نے کہا اے پہلوان دو رات مین عمرو کو گرفتار کرکے لاتا ہون
ایسی تو میرے دل کو لگی ہو یہ کہکر چند عیارون کو ساتھ لیکر تلاش مین عمرو کی نکلا لیکن
خواجہ جو مکان سے شاہور کے نکلے راہ مین بھٹی شراب کی ملی روپیہ تو مفت کا
پاس تھا ایک روپیہ کی شراب خریدی بیٹھکر پینے لگے نشے مین کبھی آنکھ بند کر لیتے ہین
کبھی پھر کھول دیتے ہین قضاسے کار شاہور تیز رفتار مع چالیس پچاس شاگردون
کے دیکھتا بھالتا ہوا جاتا ہو کہ شاہور کی نگاہ پڑی دیکھا عمرو بھٹی خانے مین بیٹھا ہوا ہو اپنے
شاگردون سے اشارہ کیا کہ چہار جانب سے گھیر لو جب شاگردون نے چہار جانب
سے گھیر لیا تو شاہور نے پکارکر کہا آ از دی اے ساربان زادے اب کہان جائیگا
خواجہ اُٹھکر ایک جانب بھاگے شاہور نے مع شاگردونکے پیچھا کیا خواجہ جس کوچے
مین جاتے ہین شاہور بھی پہونچتا ہو خواجہ آگے بڑھجاتے ہین ایک کوچۂ کلان
راہ مین ملا خواجہ اُس کوچے مین داخل ہوے پشت سے شاہور پکارتا ہوا چلا
کہ یارو لینا ہمارا گنہگار ہو جو گرفتار کریگا شنکل اُسکو انعام دیگا مین بھی خدمتگاری
کرونگا سامنے ایک بڑا سا پھاٹک تھا چند سپاہی نگہبان اُس پھاٹک پر بیٹھے تھے
عمرو کو دیکھکر دوڑے عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ پشت سے شاہور آتا ہو اور سامنے
وہ نگہبان مکان آتے ہین تو بہت ہی گھبرائے کہ نہ روے رفتن نہ جاے ماندن
مگر جست کرکے کوٹھے پر پہونچے شاہور نے پکارکر کہا او ساربان زادے مین کیا

کوٹھے پر نہین آسکتا کیا مین اس سے عاجز ہون یہ کہکر شاہور بھی کوٹھے پر پہونچا خواجہ
دوسرے کوٹھے پر پہونچے وہ محلہ بہت آباد ہو سب کوٹھے ملے ہوے ہین جس کوٹھے
پر خواجہ جاتے ہین شاہور بھی پہونچتا ہو کئی سو کوٹھے خواجہ نے طے کیے مگر شاہور
غل مچاتا ہوا جاتا ہو جس کوٹھے پر خواجہ پہونچتے ہین اُس مکان والے کوٹھون پر
چڑھ آتے ہین کوئی لاٹھی دکھاتا ہو کوئی لینا لینا کرتا ہو خواجہ پھرتے پھرتے کئی سو کوٹھے
طے کرکے ایک کوٹھے پر پہونچے دیکھا بیچ مین ایک گڑھا ہو جس مین شہر بھر کا میلا
پڑتا ہو اور گڑھیا کے اِس پار چارون کے مکان ہین وہ بیٹھے جو نے ٹانک رہے ہین
اور ایک مکان کچا گڑھیا کے کنارے ہو شاہور نے پشت پر سے کہا او ساربان زادے
اب کہان جائیگا خوف تو بڑی چیز ہو خواجہ نے جست کی گڑھیا کو پھاند گئے کچا مکان
جو کنارے پر گڑھیا کے تھا اُسپر جاکر پانون قایم ہوے شاہور نے جو آکر دیکھا
پکار کر آواز دی او ساربان زادے مین بھی آیا تو گڑھیا کو پھاند گیا تو کیا مین نہ
آسکونگا یہ کہکر نیچہ ٹیک کر جست کی دونون پانون شاہور کے چھجے پر جمے تھے کہ
عمرو نے نیچہ دکھایا شاہور پیچھے ہٹا پیچھے ہٹتے ہی گڑھیا مین گرا شاہور کو گڑھیا مین
آتے دیکھکر خواجہ کود پھاند کر نکل گئے مگر شاہور جو گرا ایک کتا مرا ہوا گڑھیا مین
پڑا تھا پانون جو پڑے کتے کی آنتین گلے مین پڑگئین منھ کو بند کرتا ہو کبھی دانتونکو
نوچتا ہو مگر شاگرد اُسکے دوسرے کوچے سے آئے اُسکو ڈھونڈھکر چلے شاہور سوچا
کہ اگر یہ چلے جائینگے تو پھر کیونکر نکلونگا آخر پکار اُٹھا ارے کمبختو کہان جاتے ہو
مجھے تو نکالو عمرو گڑھیا مین گرا کر چلا گیا شاگردون نے قریب آکر کمندین پھینکین شاہور
نے وہ کمندین گلے مین پھنسائین شاگردون نے کھینچکر نکالا کہا یارو مجھے حمام مین
لے چلو جب تم لوگون کو پکارا تو کچھ حلق مین بھی اُتر گیا کتا ایسا گلا ہوا تھا کہ آنتین اُسکی
سب بدن مین لپٹ گئین یہ تو حمام چلے لیکن یہان خواجہ راہ مین آکر سوچے کہ اُستاد
جی ضرور نہائینگے ایک نائی کمسن کی صورت بنکر سامنے داروغہ کے آئے داروغہ
نے پوچھا صاحبزادے کہان چلے خواجہ نے کہا غریب محتاج مزدوری کو آئے ہین

داروغہ نے کہا حمام مین چلکر ٹھہرو جب کوئی آوے اسکو نہلانا ایک روپی مین دو آنے
تمھین بھی ملین گے خواجہ نے کچھ نکرار نہ کی حمام مین جا بیٹھے تھوڑی دیر مین داروغہ
نے دیکھا شاہور کو شاگرد پکڑے ہوے لیے آتے ہین داروغہ اُٹھکر کھڑا ہوا پوچھا میان
منتر صاحب خیر تو ہی شاہور نے کہا داروغہ صاحب کیا کہون وہ چار دن والی گڑھیا
جو ہی اسمین عمرو گر اگر نکل گیا مجھے نہلاؤ داروغہ نے لنگی دی شاہور نے کپڑے اُتار کر
باہر رکھے اندر حمام کے پہونچا لڑکے نے اُٹھکر سلام کیا شاہور نے کہا بیٹا بتنا لاؤ
میرے تمام بدن مین کتے کی بو آتی ہی خواجہ نے کنارے آکر نذر انتیار کیا پیالے مین
بھر کر سامنے شاہور کے لائے کہا اسکو ملیے بدن مین خوشبو آنے لگے گی مین اور
دوا لے آؤن یہ کہکر باہر نکلے داروغہ نے پوچھا کہان جاتے ہو عمرو نے کہا عطر منگایا
ہی اور حکم دیا ہی کہ کپڑے جو ہمارے باہر رکھے ہین فلان تالاب سے اسے غوطہ
دے لاؤ داروغہ صاحب یہ خدمت مفت ہی مگر فاقے کرتے ہین سب کچھ گوارہ ہی لیکن
ایسے کام ہمسے نہ لیا کیجیے داروغہ نے کہا بیٹا حمام مین اکثر ایسی ضرورت پڑتی ہی عمرو نے
وہ کپڑے رومال مین باندھ لیے اور شاہور کا مکان پوچھتے ہوے چلے مکان پر
پہونچکر دیکھا کہ ایک محلدار بیٹھی ہی اسکے سامنے وہ کپڑے غلیظ بھرے ہوے رکھدیے
کہا منتر صاحب حمام مین نہا رہے ہین یہ کپڑے نشانی بھیجے ہین بھاری جوڑا اور پانچ
اشرفیان کشتی مین لگا کر لاؤ اور یہ کپڑے رکھ لو اور یہ پرچہ کاغذ کا انھین کو دینا یہ
سنکر محلدار نے جا کر بیوی سے کہا بیوی نے جوڑا پہننے کا اور پانچ اشرفیان کشتی مین
لگا کر بھیجین خواجہ وہ لیکر چلدیے مگر شاہور نے جو بتنا ملکر غوطہ لگایا سارا بدن
کھجانے لگا پکار رہا ہو کہ وہ لڑکا کہان گیا داروغہ نے کہا آپ ہی کے کام کو گیا ہوا ہی
شاہور نے کہا مین نے تو کسی کام کو نہین بھیجا منھ پر جو ہاتھ پھیرا سب ریش کے
بال ہاتھ مین آ گئے آئینے پر جو نگاہ پڑی دیکھا بالکل بھدا ہو گیا حیران ہوا حمام
سے باہر نکلا ایک شاگرد سے کہا گھر سے کپڑے لے آؤ شاگرد جب گھر پر گیا محلدار نے
کہا ابھی ایک شاگرد آیا تھا وہ جوڑا اور پانچ اشرفیان لے گیا اب کپڑے نہ ملین گے

شاگرد پاس شاہور کے آیا کہا استاد کو لیا شاگرد کیا تھا کہ کپڑے بھی لے آیا پانچ اشرفیان
بھی لے گیا سب شاگرد قسمین کھانے لگے کہ استاد ہم تو نہین گئے شاہور اسی حالمین
چادر باندھے ہوے مکان پر آیا مخلدار نے کپڑے دکھائے اور رقعہ بھی ہاتھمین دیا
رقعے مین لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو
نامدار او شاہور کیا کیا تو نے ذلتین پائین اور پھر مقابلہ کریگا ہم تمھاری خوب گت
بناگئے یہ رقعہ پڑھکر شاہور نے پھاڑ ڈالا شاگردون سے کہا مین نے بڑی ذلت
اٹھائی اب جاکر حمزہ یا عمرو کو لاتا ہون یہ کہکر چاہا کہ جائے ناگاہ سامنے سے دیکھا
رشنکل چلا آتا ہی پرچہ اخبار رشنکل کو گذر چکا تھا شاہور کے منہ پر رشنکل نے تھوکدیا
کہا او بے غیرت تجھکو شرم نہین آتی عمرو نے کیا کیا حرکتین تیرے ساتھ کین پھر نام عیاری
کا لیتا ہی تو کیا عمرو کو لائیگا شاہور کو بڑی غیرت آئی کہا ای شہنشاہ اب عمرو یا عمرو
کو یا حمزہ کو لاؤنگا یہ کہکر ایک خدمتگار بنکر چلا لشکر اسلام مین آکر دیکھا کہ امیر مقام صدر پر
بیٹھے ہین گرد تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غرض
شاہور ایک دنگل کے نیچے جاکر چھپا بیٹھا دیکھ رہا ہی شب کو صاحبقران نے دربار
برخاست کیا عمرو نے آکر ساتھ امیر کے کھانا کھایا جب سب چلے گئے تو صاحبقران
چھپر کھٹ پر آگئے دوشالہ تان کر آرام کیا شاہور دنگل کے نیچے سے نکلا شمعہاے
مومی و کافوری گل کرکے قریب صاحبقران کے پہونچا دوشالہ چہرے سے ہٹایا مگر
جمال بے مثال امیر دیکھکر حیران ہوگیا دلمین کہتا ہی ضعیفی مین تو یہ حسن ہی شباب مین کیا
رونق ہوگی کھینچے مین دارو بیہوشی رکھی چاہتا تھا کہ دماغ سے لگاؤن امیر نے
عالم خواب مین دیکھا کہ مہرنگار سامنے کھڑی ہین جمال مہرنگار دیکھکر بیقرار ہوگئے
فرمایا صاحب مزاج کیسا ہی مہرنگار نے جواب دیا مین تو اچھی ہون لشکر ہی پر دو رنگا
کا نگر جلد آنکھ کھولیے عیار آپ کی فکر مین آیا ہی امیر نے آنکھ کھولدی دیکھا کہ ایک
سیہ پوش کھڑا ہی للکارا کہ ارے تو کون شاہور بھاگا جست کرکے سراچہ فتر آگیا
صاحبقران نے آواز دی کہ لینا یہ جانے نہ پائے ہر طرف سے سوار و پیدل دوڑے

خواجہ جو طلاے پر تھے آواز اپنے آقا کی سنکر دوڑے دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش بھاگا جاتا ہی عمرو سمجھ گئے کہ شاہور ہوگا دوسرے راستے پر چلے شاہور سے آگے بڑھ گئے شاہور بھاگا ہوا آتا ہی خواجہ جا کر ایک شاہراہ پر بیٹھ گئے کہ اسی طرف آئیگا کہ دیکھا شاہور آتا ہی خواجہ نے کمندین بچھا دین تھین اور رخش پوش بھی کر چکے تھے جیسے ہی شاہور قریب پہونچا اسکا دل دھڑکا پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے نکل آ مین نے تجھکو دیکھ لیا سامنے آکر مقابلہ کر خواجہ کو دھوکا ہوا تھا کہ شاید اسنے مجھے دیکھ لیا مگر خیال کیا کہ دیکھون کیا کرتا ہی شاہور نے دو تین آوازین دین آخر سدھا کہ یہان عمرو کہان جست کی بیچ حلقہ ہاے کمند مین آیا خواجہ نے شیر کی آواز دی شاہور رکا خواجہ نے جھٹکا مارا کہ شاہور گرا خواجہ نے اٹھکر حباب مار دیا اور بیہوش کرکے پشتارہ باندھا لیکر چلے مگر شاہور کی شکل آپ بنے اور شاہور کو اپنی شکل بنایا گلے مین شاہور کے گنبد عیاری کا ٹھولس دیا خواجہ تھوڑی دور چلے تھے کہ چند شاگرد ملے شاگردون نے پوچھا استاد کسے لاے شاہور نقلی نے کہا انہی ساربان زادے کو لایا جنگل مین خوب تاہ رہا آخر مین نے گرفتار کیا اب سامنے شکل کے چلو شاگرد ساتھ ہین خواجہ پشتارہ لیے ہوے آتے ہین کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش لبصد سوز وگداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

آج کیا انداز بسمل اضطراب دلمین ہی
قبضۂ شمشیر شاید پنجۂ قاتل مین ہی

کیا اثر ہی ای پری تیرے گل رخسار کا
سب تلون مین تیل ہی پر چھٹا اسکے تل مین ہی

تجھے کیا مطلب بھلا شیرین کو ای شیرین ادا
تو دلون مین ہی منقش نقش شیرین سل مین ہی

کم نہین دریا سے نظر و مین ہمارا سیل اشک
اپنے دامن مین بھی ہی جو دامن ساحل مین ہی

خنجر جاری ختم ہی ای سیکشو خمار پر
موج زن دریا سے ہی ہر کشتی سائل مین ہی

ای پری تونے تو لیلی کو بھی مجنون کر دیا
نغمۂ سا نہ جرس اب پردۂ محمل مین ہی

خال جانان کے تصور مین غضب رونا تھی
جانے روغن کیا سمندر چشم تر کے تل مین ہی

اب غزل ایک اور پڑھیے بزم مین ناسخ مگر
کسرۂ توجیہ تجھ سے بدلیے دل مین ہی

خواجہ نے دیکھا دروازے پر اُسی باغ کے چند کنیزین کھڑی ہین کہ جس باغ سے گانے کی
آواز آرہی ہی ایک نے پکار کر کہا میان شاہور صاحب ملکہ مشتری شمائل تمکو طلب
فرماتی ہین خواجہ فوراً داخل باغ ہوے مگر پشتارہ دوش پر ہی کنیزون نے پوچھا
مہتر صاحب کسے لائے شاہور نقلی نے جواب دیا کہ عمرو عیار کو لایا ہون اندر جو
باغ کے آئے دیکھا گلہائے رنگا رنگ کھلے ہوے ہین حوضونکا پانی نایاب نہرین لاجواب
لہرین موج مار رہی ہین مچھلیان اوچھل کر نظارۂ باغ کرتی ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی
سوسن کی زبان درازی عندلیبان خوشنوا نغمہ سرائی کر رہی ہین خواجہ یہ تماشہ
دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا فرش مشجر بچھا ہی ایک نازنین نہایت
حسین مسند پر بیٹھی ہی ایک کنیز چنور کر رہی ہی چند کنیزین گرد پھر رہی ہین پھوا ان کی
پنکھیا جھل رہی ہی شاہور نقلی نے آکر سلام کیا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ مختصر شکل
ہی شاہور مدت سے اسپر مرتا ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ ای شاہور مین عمرو کو دیکھنا
چاہتی ہون شاہور نقلی نے جواب دیا کہ ملکہ دیکھ لو اُسنے مسکرا کر جواب دیا کہ مین
یون کیا دیکھون اسکا گانا سنونگی شاہور نقلی نے جواب دیا حضور یہ شاہ کا گنہگار
ہی مین اسے کھول نہین سکتا نہ ہوشیار کر سکتا ہون یہ وہ بلا ہے روز گارہی کہ جب
مجھکو حیران کر دیا مگر مین اور وقت حاضر ہونگا تو مدعاے دلی عرض کرونگا ہنوز
مشتری نے کہا مگر خواجہ نے شاہور کو ہوشیار نہ کیا اور یہی کہا کہ مین پھر حاضر ہونگا
مشتری نے کہا جاؤ ورنہ مین قیدی کا دیکھنا نہین چاہتی کوئی تو صورت ایسی ہوگی
کہ ہم بھی گانا سن لین گے آج تجھکو بڑا غرور ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لایا ہی اور جو
ذلتین اٹھائین اسکا شمار نہین شاہور نقلی نے جواب دیا حضور عیاری کا یہی
نتیجہ ہی کبھی غالب کبھی مغلوب مین آکر عمرو کا گانا سنواؤنگا حضور بہ جبر نہ ہون یہ
کہکر پشتارہ عمرو نقلی کا اٹھالیا بیرون باغ آیا شاگرد سب انتظار مین کھڑے تھے
کہ شاہور نکلا شاگردون نے عرض کی کہ آپ کی خبر پہلوان دوران کو پہونچی
کئی مرتبہ ارشاد فرما چکے ہین کہ شاہور کو بلاؤ اب بارگاہ مین چلیے کہ چوبدار بھی

اگر پہونچا اُسنے بھی یہی کہا کہ شنکل یاد فرماتے ہین شاہور نقلی عمرو نقلی کو لیے ہوے مع شاگردونکے چلا مگر راہ کی ہوا جو لگی شاہور کو ہوش آگیا اپنے کو گرفتار دیکھا شاگرد مار رہے ہین کوئی دھول مارتا ہی کوئی بال نوچتا ہی شاہور کنے لگے ہین کیند گھسا ہوا ہی جواب نہین دے سکتا غین غین پر شاگرد اور زیادہ بگڑتے ہین کہ گونگا بہرا بنا ہی اس حال مین ہو مگر مکر سے نہین چوکتا شنکل دربار مین بیٹھا تھا کہ شاہور نقلی عمرو نقلی کا پشتارہ لیے ہوے آیا شنکل نے حکم دیا کہ جلد اسے قتل کرو شاہور نقلی نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اسکو گدہے پر سوار کر کے تشہیر کرون شنکل نے کہا تمھین اختیار ہی باہر نکلکر شاہور نقلی نے عمرو نقلی کو گدہے پر سوار کیا منھ کالا کر دیا اور تشہیر کرتے ہوے چلے مگر دختر شنکل مشتری شمائل کہ عمرو کے گانیکی مشتاق ہی اسنے جو خبر سُنی کہ عمرو کو تشہیر کرتے ہوے لاتے ہین بیقرار ہوگئی کنیزون سے کہا کہ ذرا شاہور کو بلا لو کنیزین دوڑین شاہور نقلی کو آواز دی کہ مہتر صاحب اِدھر آؤ ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو شاہور کو دروازے پر چھوڑ کر کہ گئے کہ ہوشیار رہنا مین اندر ہو آؤن یہ کہکر باغ کے اندر گئے ملکہ نے کہا اے شاہور تجھے کیا نفع ہوا کہ اِتنے بڑے عیار کو تو نے تشہیر کیا بہتر یہ ہی کہ اُسکا گانا مجھے سنوا دے شاہور نقلی نے عرض کی آپ میرا گانا سُنیے بالکل عمرو کے گانے کا مزہ ملیگا ملکہ نے اِشارہ کیا خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین — گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

چلے تو سیر کو ہین آپ مستی مل کے گلشن مین — اشارے کیسے کیسے ہو نگے نافرمان و سوسن مین

خزان مین بلبلو نسے رکھیے بحث نالہ گلشن مین — شراکت کیجیے ماتم زدونکی چلکے شیون مین

لگا دی آگ بجلی کی چمک ہی خانۂ تن مین — برستا مینہ نہین ہے یار خاک اُڑتی ہی ساون مین

سُنا ہی عاشقون سے برق وش بھی نام جو بنیا — تماشہ دیکھتے ہین وہ لگا کر آگ خرمن مین

نہین روزن جو قصر یار مین پردا نہین ہمکو — نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا — گریبان مین کبھی ہی جیب لگی ہی آگ دامن مین

پاتا نہیں ہون دوستی سے اُس ستمگر کو — چھُری دیتا ہون اپنے ذبح کو مین دست دشمن مین
جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آتا — کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین
عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا — نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردونکو ہو مدفن مین
ملا کرتے ہین آنکھین اپنے دیوانے رکا پونسے — پری کی شوخیان ہین اُس پری پیکر کے توسن مین
کھُلا زلفونکے لہرانے سے اُس غبار نگین پر — زر گل کی نگہبانی کو دو کالے ہین گلشن مین
شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش — بتون کے گھورنے کو جاتے ہین دیر برہمن مین

مشتری گا نا عمرو کا سُنکر بہت خوش ہوئی کہا اے شاہور مقام افسوس ہو کہ ایسا عیار قتل ہوتا ہو جسکا دنیا مین مثل و نظیر نہین خواجہ نے کان مین کہا اے ملکۂ عالم منم مہر پر عیاری مجھکو شاہور کیا گرفتار کرکے لاتا مین خود اُسکو گرفتار کرکے لایا ہون یہ گلوری تو کھا لیجیے کر شعر پر سُرخی آئے مشتری نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین خواجہ نے اُٹھا کر مشتری کو نذر زنبیل کیا اور نیچے کھینچکر باہر نکلے شاہور گدھے پر سوار ہو عمرو نے شاگردون سے کہا ہٹ جاؤ دور دور کھڑے ہو ایسا نہ ہو کہ قطرۂ خون مسلمان کا تمپر پڑ جائے تو بلا مین پھنسو خون مسلمان بڑا نجس ہوتا ہو سب شاگرد الگ کھڑے ہوے خواجہ نے چاہا نیچہ باردون کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ اے مقترو الا گہر شکل فرمارہے ہین کہ اسکو دربار مین لاکر قتل کرو عمرو نے کہا تم چلو مین آتا ہون اور سب شاگردون سے کہا کہ یارو تم مجھکو پہچانتے ہو سب نے کہا آپ ہمارے اُستاد ہین عمرو نے کہا مین تم سب کا باپ ہون یہ کہکر نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے نگر سے کانپتا ہو جہان
ترا شندہ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

تمھارے اُستاد شاہور کو تشہیر کرا دیا مشتری شمائل کو لیے جاتا ہون شکل سے

کہدینا کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر صاحبقران
کے حاضر ہو اور اس بے غیرت شاہور کو بھیجا اُس سے کہدینا کہ اب نام عیاری کا نہ لے
گوشے مین چھپکر بیٹھے یہ کہکر جست کرکے نکل گئے شاگرد چیدہ دوڑے تو ایک کو عمرو نے نیمچہ
مار کر اُسکے دو ٹکڑے ہوے خوف سے کوئی عیار آگے نہ بڑھا خواجہ نکل گئے ادھر
شاگردون نے آکر شاہور کا منھہ دھلایا گلے سے گنبد نکالا روتا ہوا طرف شنشکل
کے چلا اور سامنے شنشکل کے آکر تمام کیفیت بیان کی شنشکل نے کہا اے شاہور آپ
تم تو گوشے مین بیٹھو مین طبل جنگی بجوا کر سب کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر اُسی وقت طبل جنگی
بجوایا مگر یہان صاحبقران یہ خبر سنکر گھبرا رہے تھے کہ عمرو تشہیر ہو رہا ہے قصد تھا کہ
جا پڑون عمرو کو رہا کرون کہ خواجہ آکر پہونچے امیر نے پوچھا خواجہ خیریت تو ہے
عمرو نے کہا آج بڑا نقصان ہوا مگر آپ ہی اس نقصان کو پورا کرینگے صاحبقران
نے فرمایا ہتھیار اور زر نقصان ہوتا ہے عمرو نے کہا بہت ناچار ہون ایک شاہزادی
پہنچتا ہون پہلے تو مشتری کی تصویر پیش کی ایک طرف لندھور بیٹھے تھے ایکطرف
مالک آگے ہی نگاہ پڑی اور لندھور نے بھی دیکھا مالک نے چاہا ہاتھ بڑھائے
کہ لندھور نے تصویر اُٹھا لی مالک نے کہا او ہندی بھتنی خور یہ معشوقہ ہمکو پسند ہے
لندھور نے کہا او عرب حرام خور تجھے معشوقہ سے کیا کام جب یہ آپس مین تکرار ہونے
لگی تو صاحبقران نے مالک کو سمجھایا کہ اگر تم تصویر اُٹھا لیتے تو کسی کو کلام نہ تھا
اب لندھور کا قبضہ ہوگیا آجکل زمانہ جنگ و جدل کا ہے آپس مین نزاع نہ ہو فرمانے
سے صاحبقران کے مالک خاموش ہوے کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا کے
عرض کی کہ شنشکل نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرا [illegible]
صاحبقران نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے خواجہ نے جا کر نقارخانۂ سکندری مین ڈنکے پر دوال دیا بموجب قول شاعر نظم

چو بر تخت اسکندر آمد زوال	ز نا امید صریح گرد این سوال
جہان را اگر رو نہ آخر رسید	سر فیل بعد ز قیامت رسید

بگفتہ کرنا طبل اسکندر راست	کز آوازہ او گوش گردون کر است

تمام لشکر میں خبر ہو گئی کہ شنشکل نے طبل جنگی بجوایا ہر مردان عالم تیاریان کرنے لگے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری فلک چہارم پر چمکا سوار زرزرین پوش بصد جوش و خروش سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر مع فوج ضیاء و شعاع تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم نورانی و منور ہو گیا مگر شنشکل بن شنکال سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر برآمد ہوا افسران فوج نے سلام کیا فوج بے شمار پشت پر پڑے کرتو فرے میدان میں آیا ادھر سے دیکھا کہ صاحبقران زمان مع سرداران تہمتن و جوانان صف شکن بصد تجمل و شان آئے ہیں خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے جیسے ہی میدان میں پہونچے شاہور شنشکل کے ہمراہ تھا شنشکل کے منہ سے نکلا کہ شاہور دیکھو عمرو عیار صاحبقران کے ساتھ ہے اُسنے تمکو تشہیر کیا اور بیٹی کو میری باغ سے لیگیا اور تم سے کچھ نہ ہو سکا یہ سُننا تھا کہ شاہور نے رکاب چھوڑی کہا غلام آج مقابلہ کرے گا یہ کہکے میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ او عمرو مجھسے آ کر مقابلہ کر ہمارے بعد پہلوان دوران سمجھیں گے امیر نے طرف عمرو کے دیکھا خواجہ رکاب چھوڑ کر بھاگے دم بھر میں نظروں سے غائب ہو گئے صاحبقران نے فرمایا کہ عمرو کی اس حرکت نے کمال شرمندہ کیا عنتر بیہیم نے کہا اے شہریار میں اُستاد کی شکل بنکر اُس سے مقابلہ کرون مگر شاہور نے جو دیکھا کہ عمرو مجھکو دیکھکر بھاگ گیا بلبلانے لگا اور پکار کر آواز دی کہ یہ میدان کارزار ہے جانبازی کا معاملہ تھا عمرو بھاگ گیا میں ڈھونڈھکر اسے مار ڈالونگا بیہیم وہین بیٹھ گیا منظور یہ ہوا کہ اُستاد کی شکل بنکر اسے جواب دون مقام تعجب ہے کہ عمرو ایسا عیار اور شاہور سے ایسا خائف ہو کے یون دن دہاڑے بھاگ جائے کہ صحرا سے گرد اُڑی شاہور نے دیکھا ایک گنوار دھوتی باندھے ہوئے ایک لٹھ کاندھے پر دھرے ہوا آتا ہے جیسے ہی قریب شاہور کے آیا اپنی زبان میں بولا کہ تم کون ہو جو تلوار چمکاوت ہو شاہور نے کہا تجھسے کیا مطلب میں عمرو کو پکار رہا ہون گنوار نے لٹھ اُٹھایا کہا سارے دھمک دیہون شاہور نے فوراً تیغہ مار کر گنوار کا

شانہ زخمی ہوا تو وہ لٹھ پھینک کر بھاگا شاہور دلیر ہوا گنوار کے پیچھے چلا گر گنوار تھوڑی دور جاکر ٹھہرا اور ہاتھ باندھکر بولا گستاخیان جانے دیجیو مین یہ نہ جانتا تھا کہ تلوار سے سامنا پڑیگا ہم لوگ کھیت پر لڑتے ہین لاٹھی چلتی ہی تلوار سے آجتک ناہین لڑے دیکھو تم سے پیچھے کو ٹھاٹھ ہی شاہور پلٹا اس گنوار نے حلقے کمند کے مارے کر شاہور پھنسکر گرا گنوار نے حباب مار کر بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرۂ عمرو

گزان استاد عیاران عالم — سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین زنکرشش آبیاری — جہان سرہنگ و رہ خنجر گذاری
بہر کشور بلاے جان کفار — عمرو آن شاہ عیاران عیار

اب سب نے دیکھا کہ خواجہ عمرو پشتارہ بدوش چلے آتے ہین یہ دیکھکر سب خوش ہوے مگر شنکل یہ معاملہ دیکھکر بہت پریشان ہوا مقابلے کا ارادہ نہ کیا طبل بازگشت بجواکر پلٹ گیا یہان بھی سب پلٹے خواجہ شاہور کو لیکر بارگاہ مین آئے ہوشیار کرکے سوال اسلام کیا شاہور قدمون پر صاحبقران کے گرپڑا کہا مین مسلمان ہوتا ہون میری خطا معاف کیجیے صاحبقران تو رحم دل ہین فورًا شاہور کو گلے لگا لیا عمرو نے کہا بھی کہ اے شہریار پیشانی اسکی سیاہ ہو مگر امیر نے نہ مانا فرمایا خواجہ تم مکار ہو یہ جھوٹا نہین ہی عمرو ناچار ہوا شاہور کی خطا معاف ہوئی کلمہ پڑھایا عیارون مین رہنے لگا شام کو صاحبقران دربار مین بیٹھے تھے کہ عادی نے آکر لال کاغذ ہاتھ مین دیا امیر نے اس مین نشانی بنا کے مقبل کو حکم دیا کہ تیاری کرو ہم انتقام طلا سے کو جائینگے یہان عمرو نے ایک خیمے مین مشتری شمائل کو رکھا ہی شاہور کو معلوم ہوا کہ فلان خیمے مین مشتری تو بہ شام سے چھپ رہا جب صاحبقران برائے طلا یہ گئے تو شاہور نکلا اور یہ بھی اسنے دیکھا کہ خواجہ عمرو ساتھ صاحبقران کے گئے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا عمرو کی شکل بنکر تیار ہوا طرف اس خیمے کے چلا جس مین مشتری تھی بصورت خواجہ اندر آیا مشتری سے پوچھا کیون خواجہ اسوقت کیا ضرورت ہی شاہور نے

جواب دیا کہ ہمراہ صاحبقران طلاے پر تھا خیال مین آیا کہ جاکر شراب پی آؤن
تمھارے ہی خیمے مین چلا آیا مشتری نے شاہور کو ایک جام پلایا اُسنے وہ جام
پی کر دوسرا جام لبریز کیا اُٹھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالکر مشتری کو دیا مشتری نے
لیکر پیا پیتے ہی بیہوش ہوئی شاہور نے پشتارہ باندھا اور لیکر بھاگا خیمے سے
نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر خواجہ عمرو ہمراہ صاحبقران پھر رہے تھے دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہی خواجہ عمرو چھپتے ایک درخت مین آکر
چھپے مگر شاہور نے کہ مدت سے مشتری پر مائل ہی اب جو اسوقت موقع پایا تو ایک
نخل کے سائے مین آکر پشتارہ رکھا اور بلائین لینے لگا مشتری بیہوش ہی بلکہ
جابجا شاہور نے ہاتھ بھی ڈالا مگر مشتری کو خبر نہ ہوئی خواجہ نے جو درخت
سے دیکھا کہ مشتری کے ساتھ شاہور اختلاط کر رہا ہی بہت ناگوار ہوا آخر نکل کر
للکارے کہ او بے حیا منم مہر سپہر عیاری غشی مین عورت پہ ہاتھ ڈالتا ہی خواجہ کو جو
شاہور نے دیکھا تو چاہا کہ پشتارہ چھوڑ کے بھاگ جاؤن مگر خواجہ آکر برس پڑے
اسقدر نیچے مارے کہ شاہور کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدیا پشتارہ مشتری کا
لیکر بیلچے ششنکل اپنے لشکر مین طلایہ دیتا ہوا اسجگہ پر جو آیا تو لاشہ شاہور دیکھکر
جلگیا حیران کھڑا دیکھ رہا تھا دل مین کہتا ہی کہ مسلمان بڑے سنگدل ہین یہ مسلمان
بھی ہوا اور پھر اسکو قتل کیا بڑا ستم ہوا اس فکر مین پڑا تھا مگر عمرو نے آکر امیر سے
ذکر کیا کہ آقا ایک نازنین بکاؤ ہی ایک تاجر اپنی دختر کو میرے خیمے مین چھوڑ گیا ہی
کہ جو پسند کرے وہ اسکے ساتھ عقد کرے صاحبقران نے کہا اسوقت تو طلاے
پر ہین مگر کل چلکے دیکھین گے اُدھر ششنکل لاشہ شاہور دیکھکر آتا تھا صاحبقران کو
جو آتے ہوے دیکھا تاب نہ آئی عیاری کی محبت مین پکار اُٹھا کہ یا صاحبقران زمان
اب اسوقت کوئی بیچ مین نہین ہی میرے آپ کے مقابلہ ہو جائے صاحبقران
نے مرکب بڑھایا ششنکل سے تلوار چلنے لگی مگر ششنکل نے لڑتے لڑتے ہاتھ گھوڑے کے
پیر مارا اشقر کی پیشانی پر تلوار پڑی سر اشقر کا زخمی ہوا ایک طرارہ بھرا اور منھ پھیرلیا

شنکل نے پشت پر سے صاحبقران کو ہاتھ مارا کہ تا دو ابرو زخمی ہوئے امیر نے بھی
ہاتھ مارا کہ شنکل کے گینڈے کا سر اڑ گیا شنکل گینڈے سے گرا امیر نے اوپر سے
ہاتھ مارا کہ سر شنکل کا بھی زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی شنکل تو بھاگا ادھر صاحبقران
کے زخم کاری تھا اٹھنے کا ارادہ نہ کر سکے دونوں ہاتھ گردن میں گھوڑے کی
ڈال دیئے اور زبان حبشی میں فرمایا کہ اے مرکب تو بھی زخمی ہے مجھکو نکال لے چل گھوڑا
صاحبقران کو لے چلا آخر بے زبان ہے طرف صحرا کے گیا مگر خواجہ مشتری کو پیچھے
میں بٹھا کے جو آئے تو دیکھا کہ اس مقام پر خون پڑا ہے آقا کا پتہ نہیں عمرو کو بہت
ناگوار ہوا قطرے خون کے جو جا بجا گرے تھے انکو دیکھتا ہوا چلا ادھر شنکل نے
اپنے لشکر میں آکر مشہور کیا کہ میں حمزہ کو قتل کر آیا بڑی خوشیاں ہونے لگیں منذر
شاہپور کا بھائی ماہپور کہ قایم مقام شاہپور ہے اسکے لشکر میں بھی ہر طرف مشہور ہے کہ امیر
مارے گئے بڑی خوشی ہو رہی ہے ماہپور کتا پھرتا ہے کہ رات کو آقا سے نامدار نے
بھائی صاحب کے خون کا بدلا لیا حمزہ کو مار ڈالا گھوڑا لاش لیکر کسی طرف نکل گیا
یہ خبر لندھور سے جب الیاس ہندی نے آکر بیان کی کہ لشکر کفار میں یہ مشہور ہے
لندھور کو تاب نہ آئی ڈھونڈھتا ہوا چلا ایک مقام پر آکر دیکھا کہ قطرے خون کے
پڑے ہیں اسی نشان پر یہ بھی چلا مگر اشقر صاحبقران کو جو لیکے چلا تو قریب ایک
کوہ کے آیا صبح کا وقت تھا گھاس پر منفرد الابدان کو جو جنبش دی صاحبقران پشت
اشقر سے گرے ریحان قزاق بالائے کوہ ایک قلعہ ہے اسمیں رہتا ہے کسی وجہ سے
کوہ سے اترا صاحبقران کو دیکھکر خوش ہو گیا اور تعجب یہ دیکھا کہ ایک مرکب
حبشی مصروف چرائی ہے گھوڑا بھی لیا اور صاحبقران کو لیکر بالائے کوہ آیا آکے
زخموں میں ٹانکے دیئے انگلی پر جو نگاہ کی تو دیکھا کہ مہر کی انگشتری ہے اسکو اتار کر چھاپا تو
یہ مضمون پایا کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان حمزہ صاحبقران اور
داماد شہیال بن شہرخ ریحان اور زیادہ خوش ہوا ساتھ والوں سے کہنے لگا
کہ میری خوش نصیبی تو دیکھو کہ حمزہ عرب کو اس حال میں پا گیا اسی حال میں امیر کو

سلاسل وصلاسل کیا قیدخانے مین بھیجدیا صاحبقران قیدخانے مین بیدار ہوے اپنے کو
اس حال مین دیکھا زنجیرین ہلانے لگے چاہتے ہین قید توڑ ڈالون مگر عمرو پھرتا ہوا نزدیک کوہ
پہونچا نشان خون دیکھکر عقل سے دریافت کیا کہ آقا یہان سے آگے نہین گئے ایک
گنوار بنکر بالاے کوہ چلے اندر قلعے کے آئے دیکھا ریحان قزاق گلی گلی پھر رہا ہی اور
کہتا پھرتا ہی کہ جو کوئی میری قیدی کو لے گیا ہو بتادے ورنہ اسکا گھر وغیرہ قرق کرلونگا
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ تو کنارے ہو گئے دور سے آکر دیکھا کہ مرکب اجل
اصطبل مین بندھا ہی مگر غل و فساد کر رہا ہی وہ دولتیان مارین کہ سب مرکب دہلسے
نکال دیے گئے اکیلا تھان پر بندھا ہی عمرو نے زبان جنی مین اشقر سے سب حال پوچھا
اشقر نے عمرو سے بیان کیا کہ یہ قزاق آقا کو قید کرکے لے گئے ہین دیکھا کیا کچھ زور نہ چلا
خواجہ نے اشارہ کردیا کہ آج رات کو پتہ لگاؤنگا بیٹا زیادہ فساد نہ کرو سہولیت مین
بسر کرو دو دن پھر خواجہ نے پھر بسر کی رات کو ڈھونڈھتے ہوے چلے ایک مقام پر
آکر ایک باغ دیکھا کہ اندر اس باغ کے کوئی یہ اشعار بہ آواز بلند گا رہا ہی نظم

کس سے مثال دون بدن بیمثال کو — پہونچا کبھی خیال نہ میرے خیال کو
ظالم دل اسیر ابھی ہوگا خاک پر — جنبش اگر ہوئی ترے کاکل کے بال کو
قاتل کے لطف سے ہی مہیا تنک مین فراغ — دست دعا نہین جو اٹھائین سوال کو
وحشی وہ ہون کہ جان کو تن سے رمیدگی — مجھسے بھلا مثال کہان ہی غزال کو
نہ پاہین آبلے ہین نہ صحرا مین نوک خار — حیرت نہ کسطرح ہو ترے پائمال کو
آنے کے انتظار مین تیرے بسر کیا — انفاس و وقت و روز و شب و ماہ و سال کو
لاغر وہ تھا کہ چشم جہان سے نہان رہا — تھا صاحب کمال نہ پہونچا زوال کو
لذت سے چھٹ سکی نہ سنان خدنگ ناز — پہونچا نہ میرا زخم جگر اندمال کو
ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہی کیون نسیم — حامی سمجھ تو اپنا محمد کی آل کو

خواجہ پشت پر باغ کی آئے دلکو یقین ہوگیا کہ صاحبقران اسی باغ مین ہین پس پیچ
آکر کمند ماری دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ صاحبقران زمان بیٹھے ہین اور ایک حسین جبین

پہلو مین بیٹھی ہی سانس بچ رہا ہی کنیزین براے خدمت حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی وہ جبین
کہہ رہی ہی کہ جب باپ نے میرے آپ کو گرفتار کیا اور طرف قید خانے کے بھیجا تو مجھکو
تاب نہ آئی رات کو نقب دے کر پہونچی اور آپ کو نکال لائی ہر طرف قزاق ڈھونڈھتے
پھرتے ہین اس باغ کے دروازے پر بھی کئی مرتبہ آچکے کنیزون سے پوچھ گئے کنیزون
نے نہین بیان کیا یہی کہکے ٹال دیا کہ یہان ملکۂ عالم رہتی ہین ملکہ دل آرام دختر بیجان
قزاق یہ مضمون سُنکر قزاق پلٹ گئے خواجہ دیوار سے اُترے گلیم اوڑھکر محفل مین آئے
سامنے لالٹین یا قندیل روشن تھی وہ اُٹھالی لالۂ سرخ رو وزیرزادی جو قریب ملکہ
دل آرام بیٹھی تھی ملکہ کو لپٹ گئی کہ کوئی بھوت پلید اس محفل مین آیا دیکھیے لالٹین
اُٹھالی ایک کنیز نے کہا میرے سینے پر کسی نے ہاتھ رکھدیا ایک غل مچاتی ہوئی آئی
کہ کسی نے میرے ازاربند سے اشرفی کھول لی کسی نے غل مچایا کہ میری گٹھری جاتی رہی
کسی نے کہا او غضب دیکھو ڈھولنا میرے گلے سے اُتار لیا صاحبقران سمجھ گئے کہ
خواجہ عمرو کا گذر ہوا اُپکار کر آواز دی کہ بھائی آؤ کیون عورتون کو حیران کرتے ہو
ایک کنیز نے کہا آپ کے بھائی صاحب بھوت پلید ہین ایک کنیز نے چلا کر کہا ارے
دیکھو تو شاخ نخل پر کون بیٹھا ہی یہ تو کوئی جن یا انس ہی خواجہ نے ہاؤ ہو کیا وہ خواص گری
امیر نے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو شاخ نخل کو گھوڑا بنا سے بیٹھے ہین
امیر نے فرمایا خواجہ آؤ خواجہ لالہ عذار وزیرزادی پر عاشق ہوے آتے ہی
لالہ عذار سے اشارے کرنے لگے مگر لالہ عذار سہمی ہوئی تھی یہ دیکھکر دل آرام سے
شکایت کرنے لگی کہ حضور اس جن یا انس کو منع کیجیے کہ میرے ساتھ اشارے نہ کرے
مین اس طریقے کی آدمی نہین ہون ملکہ نے منع کیا کہ خواجہ سلامت میری وزیرزادی
آپ کو نہین پسند کرتی آپ کیون ٹوٹے پڑتے ہین خواجہ نے کہا سبحان اللہ مجھے
بڑی حیرت ہی کہ آقا میرا آفتاب عالمتاب تم ایسی بدصورت پر عاشق ہو بڑا افسوس
ہی کہ لال میرا پتھر سے ٹوٹا خدا انجام بخیر کرے ملکہ یہ سُنکر رونے لگی اس خیال سے کہ
مین ایسی بدصورت ہون صاحبقران نے آنسو پونچھے اور فرمایا انکی بات کا برا نہ مانو

کچھ انکو دید و ملکہ نے کشتی جواہر کی منگا کر خواجہ کے سامنے پیش کی خواجہ تعریفین کرنے لگے فرماتے تھے ای ملکۂ عالم مین یہ تصور کرتا ہون کہ تم ایسی شاہزادی مجاور خانۂ کعبہ کے صاحبزادے کی معشوقہ ہو مجھکو بڑا افسوس ہو لالہ عذار کہ عمرو کی باتون سے جل جل کر کہتی ہو دور ہو یہ تو عجب شخص ہو کبھی تعریف کبھی مذمت خواجہ نے فرمایا آقاے نامدار مین چاہتا ہون کچھ گاؤن صاحبقران نے فرمایا جانتے ہو کہ صورت تو بہت عمدہ ہی شاید معشوق سیرت ہی پر توجہ کرے خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار شروع کیے نظم

آیا نہین پھر کے آہ قاصد ۔ تکتا ہون مین کب سے راہ قاصد
آتا ہی کبھی جو ہوش مجھکو ۔ کہتا ہون یہی کہ آہ قاصد
ہون دست نگر اُسی کا ہر دم ۔ ہین مثل گدا ہون شاہ قاصد
اُس ماہ کا لیکے خط کرے جلد ۔ طی راہ کو مثل ماہ قاصد
قاصد قاصد مین کہ رہا ہون ۔ کیا دیر لگائی آہ قاصد
جلد آیا نہین مین مرچلا تھا ۔ جیتا رہے دیر گاہ قاصد
لکھے ہین مرے نصیب مین رنج ۔ تیرا نہین کچھ گناہ قاصد
طی راہ طلب کو تو کیا کر ۔ مثل پیک نگاہ قاصد
احباب سے اضطراب کہنا ۔ ہی تو ہی مرا گواہ قاصد
میرے تن خشک کا نمونہ ۔ لیجا کوئی برگ کاہ قاصد
مقبول ہوا اب دعاے ناسخ ۔ جلد آئے وہ یا الٰہ قاصد

خواجہ نے جو یہ اشعار گائے لالہ عذار کو توجہ ہوئی مگر ظاہر انکار کر رہی ہی غرض خواجہ نے اپنی عیاری سے لالہ عذار کو راضی کیا ناگاہ ایک قزاق کہ تلاش مین امیر با توقیر کی چہار طرف پھر رہا تھا اُدھر سے گزرا گانا خواجہ کا سنکر دیوار باغ پر آیا دیکھا کہ ایک شخص گا رہا ہی صاحبقران بھی بیٹھے ہین اپنے مالک سے جا کر کہا ریحان نے جو یہ حال سنا جلا گیا قزاقون کو حکم دیا کہ تیار ہو ساٹھ ہزار قزاق کمرین باندھکر تیار ہو کے طرف باغ ملکہ کے چلے یہان صاحبقران نے خواجہ کا عقد پڑھا اور خواجہ نے

صاحبقران کا پڑھا صبح کا وقت ہو رہا باغ تر جام ارغوانی گردش مین ہی کہ کنیزین دوڑی
ہوئی آئین عرض کی ملکۂ عالم غضب ہوا کہ آپ کے باپ کو خبر ہوگئی ساری فوج نے
باغ کو گھیر لیا اب وہ اندر آتے ہین اور فرما رہے ہین کہ دونون کو قتل کرونگا حمزہ کو
پرکیا سوجھی بی دل آرام چڑھا کرے گئین جا کر باغ مین رکھا اب مزہ چکھاؤنگا امیر نیفہ
ٹھیک کر اٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا صاحبقران نے فرمایا ملکہ نہ گھبراؤ آتا ہی تو آئیند و
مین جا کر روکتا ہون ملکہ نے کہا ای شہریار رونا اس بات کا ہی کہ آپ اکیلے ہین اور
وہان ساٹھ ہزار قزاق ہین باپ نے میرے انھین ساٹھ ہزار سے لاکھون کو لوٹ
لیا لاکھ فوج جسکے ہمراہ ہو اسپر جا پڑتے ہین اور ایسا گھبرا دیتے ہین کہ حریف پاریچہ
دست ہو جاتا ہی ان جعلسازون سے مقابلہ ہی خدا آپ کی خبر کرے امیر باہر نکل آئے
اب سب نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہی اور آفتاب آسمان صاحبقرانی حسن
مین یوسف ثانی اندر سے باغ کے نمایان ہوے ملکہ گھبرا کر کوٹھے پر چڑھ گئین ہر چند
کہ ریحان کو اپنی جرأت پر بڑا دعوی ہی مگر کل فوج کو اشارہ کیا صاحبقران تلوار
کو کھینچکر جا پڑے لڑنے لگے نعرۂ صاحبقران زبان

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

خواجہ نے جو دیکھا کہ صاحبقران جاتے ہی گھر گئے قزاق جنگ کرکے عادی چہار
جانب سے تلوارین مار مار کر بھاگتے ہین اور جو ٹھہرا وہ مارا گیا لاشون کے
صاحبقران نے انبار لگا دیے خواجہ کو کب چین پڑتا نکلکر حقۂ آتشبازی مارا
کر سو دو سو کے منھ جلے ادھر ریحان آواز دے رہا ہی کہ ایک شخص تمھارے گرفتار
کیے نہین ہو سکتا کمندین مار کر گرفتار کر لو قزاقون نے کمندین بازوون سے
کھولین اور چہار جانب سے کمندین مارنے لگے صاحبقران کمندین کاٹتے
ہین آخر بمشکل لڑتے ہوے نزد کوہ پہونچے ایک گھاٹی سے پھاند پڑے سب

نقرافون نے کمندون کی بوچھار کردی اسقدر کمندین ماربن کہ صاحبقران گرفتار ہوگئے
ریحان نے امیر کو مسلسل و مطوق کیا خواجہ عمرو بھاگ کر ایک غار مین چھپ رہے
ریحان چاہتا ہے کہ صاحبقران کو لیکر کوہ پر جاؤن قلعے مین جاکر قتل کرون مگر دلآرام
نے جو بالاے بام سے یہ سب معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
بال کھول دیے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے اور پکارا کہ کہ اے رب بے نیاز
اے خالق کارساز رحم اپنا شریک کر ہاے اسوقت مین نہین معلوم عمرو کہان چلا
گیا کس بیکسی سے صاحبقران گرفتار ہوے تو ہی مدد کریگا خداوند الہٰی آفتاب حشمت
کو ان ظالمون سے بچا لے بیقرار ہوکر جو ملکہ نے دعا کی تو صحرا سے گرد بار یک اڑی کہ
دار اسے بیند لندھور کہ قطرے خون کے دیکھتے ہوے آتے تھے دور سے دیکھا
کہ آقاے نامدار تو بیہوش ہین اور نقزاق مسلسل کررہے ہین لندھور کا کلیجہ
منھ کو آگیا کیونکہ لندھور تو صاحبقران پر عاشق ہے نعرہ کیا نعرہ لندھور
جزیرہ ہاے دریا بار آگر قتیم تابہ ہندوستان ہا آگر نامم شمیدانی منم لندھور بن سعدان ہا
نعرہ کرکے آپڑے چند سوار ہمراہیان کمل پوشان کہ عقب مین لندھور کے چلے
تھے بانکے ترچھے لٹھے بھرے کٹے بیٹھے کلون پر کنگھجورے بنے ہوے یہ وہ
جوان ہین کہ ہزار کو ایک جانتے ہین لندھور کو جو دیکھا کہ غول پر جا پڑے
خواجہ عمرو بھی غار سے نکلے لندھور لڑرہا ہے مگر دلآرام حیران ہے کہ یہ جوان
کون ہے کہ اکیلا آپڑا کچھ جان کا خوف نہ کیا مگر وہ چند سوار تلبیت پھکیت قوم کے
ہندی ململ کے انگرکھے پہنے ہوے شروع کے گھٹنے زخم چہرون پر کھاے نیچے
کھینچکر آپڑے سپر ہاتھ مین نہین لیتے کہتے ہین سپر عورتون کا گھونگھٹ ہے ہمارے
واسطے عیب ہے آستی تلوار سے لڑتے ہین اسی پر روکتے ہین تھوڑے عرصے مین
لندھور لڑ بھڑ کر قریب صاحبقران کے پہونچا آواز دی آقاے نامدار غلام
آگیا یہ کہکر نیچہ مارا کہ سنبھلڑی کٹی امیر نے خانہ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا ایک
درخت سامنے تھا اسے اکھیڑ لیا اول اسکو زمین پر مارا کہ شاخین ٹوٹ گئین

ڈنڈ اٹھا لیکر جا پڑے نخل کو جو گردش دی دس دس کے سر پھٹ گئے مگر لندھور اٹھکے
بھڑنے قریب ریحان قزاق کے پہونچے ریحان نے ہاتھ تلوار کا مارا لندھور
نے کلائی تھام کر ریحان کو اٹھا لیا ریحان نے آواز دی الامان لندھور نے
کہا امان بہ شرط ایمان ریحان بصدق دل مسلمان ہوا تمام فوج کو مسلمان کیا اور
نسبت بیٹی کی بخوشی منظور کی امیر نے فرمایا کہ عقد شرعی ہو چکا مگر اتو فرمائے ہند
تم کیونکر پہونچے لندھور نے کہا جب مجھکو معلوم ہوا کہ مرکب آپ کو نکال لے گیا
اور خبر سنی کہ دشمن آپ کے مارے گئے تو مین بیقرار ہو کر خون کے نشان پر یہانتک
پہونچا شکر کرتا ہون کہ وقت پر پہونچا کہ حضور رہا ہوے صاحبقران نے فرمایا
شنکل نے کیا کیا لندھور نے عرض کی غلام کو کیا معلوم کہ وہان کیا گذری لیکن
شنکل نے مشہور کیا ہو کہ مین نے صاحبقران کو مار ڈالا لاشہ انکا گھوڑا لے کر
نکلگیا صاحبقران نے ریحان کو حکم دیا ہم کوچ کرینگے لشکر ہمارا بے سردار ہے
اور شنکل مکار و غدار ہے ایسا نہ ہو لشکر کو پامال کرے ہر چند کہ میثاق وغیرہ موجود
ہین لیکن انکو سنا دی ہو کہ غیر ساحر پر سحر نہ کرنا وہ مجبور ہین ریحان نے عرض کی کہ
غلام بھی ہمراہ چلیگا صاحبقران نے ریحان کو ہمراہ لیا مع لندھور و خواجہ
و ریحان کے دس ہزار آدمی ساتھ لیے باقی فوج قلعے پر چھوڑی ملکہ کو حاکم کیا
و زیر زادی کو پیش دست قرار دیکر چلے دس ہزار جوان ساتھ ہین منزل در منزل
جاتے ہین ایک صحرا مین جو آکر پہونچے دیکھا شام کا وقت ہو صحرا سے سبزہ زار
و نواح دلکشا درخت جا بجا معقول سرسبز و شاداب نہرین لاجواب کہ جوش
مار رہی ہین چھوٹی مچھلیان چمک کر بلند ہوتی ہین صاحبقران نے فرمایا آج اسی
مقام پر لشکر اترے لندھور نے بارگاہ استادہ کرائی بارگاہ مین صاحبقران آکر
اترے دس ہزار جوان اسی صحرا مین اتر پڑے جوانون کی چہل پہل قزاقونکی
عقلمندیان کہ بارگاہ صاحبقران کو گھیر لیا ہو طلا سے پہ ریحان قزاق حاضر باش
و ناظر باش کر رہا ہی پہر رات پچھلی باقی تھی کہ ریحان نے دیکھا بائین پہ سے صحرا کے

ایک ابر تیرہ و تار اٹھا بارگاہ صاحبقران کو ابر نے آکر گھیر لیا ریحان جبران ہی کہ یہ کیا
معرکہ ہی کہ ہمارے لشکر سے ابر کو کچھ کام نہین صرف بارگاہ پر ابر نے قبضہ کیا ہی ریحان پلٹا
کہ خواجہ کو ڈھونڈھون اُنسے یہ کیفیت بیان کرون کہ یہ ابر کیسا ہی ناگاہ ابر نیز پا ابر سے
ایک برق گری صاحبقران کو سوتے مین اٹھا لیگئی ریحان جو پلٹا در بارگاہ امیر پر
آکر دیکھا کہ خادم بیہوش پڑے ہین قبۂ بارگاہ شکست ہی جی مین کہتا ہی یہ کیا بندوبست ہی
معلوم ہوتا ہی آقا کو کوئی لے گیا اندر بارگاہ کے جاکر دیکھا چھپر کھٹ خالی پڑا ہی باہر نکلکر
نگہبانون کو جگا کر اُنسے کہنے لگا کہ کیون صاحبو یون ہی نگہبانی کرتے ہین نگہبانون نے
عذر کیا کہ ہمپر عجب معرکہ گذرا بیٹھے پہرا دے رہے تھے کہ ایک ہوا سے سرد چلی اُس ہوا
سے ہم سب بیہوش ہوگئے ہمکو خبر نہین کہ اُسکے بعد کیا ہوا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے
یہ اسواسطے آئے تھے کہ وقت صبح صادق ہی صاحبقران کو جگاؤن نماز پڑھواؤن آکے
دیکھا کہ ریحان جبران کھڑا ہی خواجہ نے پوچھا اے ریحان کیا ہوا ریحان نے عرض کی
کہ صاحبقران کو کوئی لے گیا عمرو نے طریقہ پوچھا ریحان نے بیان کیا کہ بائین سے
صحرا کے ابر اٹھا اُسنے آکر بارگاہ کو گھیر لیا عمرو سمجھا کہ یہ کام کسی جادوگرنی کا ہی فوراً
اُسی جانب روانہ ہوے یہان پلنگ صحرائی اس دشت کی حاکم ہی اُسنے جو آمد لشکر
صاحبقران دیکھی پہاڑ سے تماشہ دیکھنے لگی صاحبقران پر جو نگاہ پڑی جمال بیمثال
دیکھکر عاشق ہوگئی رات کو اپنے مقام سے اُٹھی ابر تیار کیا برق بنکر گری صاحبقران
کو اُٹھا لائی اپنے نزدیک امیر کو سحر مین مبتلا کیا ہی جب اپنے باغ مین لائی تو صحبت آراستہ
کی آپ مسند پر بیٹھی امیر کو بیدار کیا کہنے لگی اے جوان رعنا تیری تقدیر نے رسائی
کی کہ مین تجھپر مائل ہوئی وہ مرتبہ تیرا کرون کہ عالم عالم رشک کرے وہ زرہ بنا دون
کہ کوئی تجھپر غالب نہ ہو امیر حیران حیران اُسکی جانب دیکھ رہے تھے یاد کیا تو معلوم
ہوا کہ اسم اعظم یاد ہی کسیقدر تسکین ہوئی جواب دیا کہ او فاحشہ کیا بیہودہ باتین
بک رہی ہی مجھے نہین خواہش کہ تیری بنائی ہوئی زرہ پہنون پروردگار نے مجھکو
ایسا زور عطا کیا ہی کہ ابھی تک تو کوئی مجھپر غالب نہین آیا یہ کہکر تلوار کمر سے لگی تھی

صاحبقران نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا پلنگ صحرائی جھلائی کہتی تھی کیوں اوشخص تلوار میرا کیا کریگی صاحبقران نے یہ سنکر تلوار کھینچی پلنگ صحرائی نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا پلنگ صحرائی کا سحر باطل ہوا سحر باطل ہونیسے گھبرائی سمجھ گئی کہ یہ بھی کوئی ساحر زبردست ہی چاہا تھا کہ اٹھکر بھاگے مگر امیر نے ہاتھ تھام لیا پلنگ صحرائی سحر کرتی تھی امیر اسم اعظم پڑھ دیتے تھے سحر برطرف ہو جاتا تھا جب ہاتھ ساحرہ کا نہ چھوٹا تو امیر نے جھٹکا مارا اگر شہ کے بھل جھکی امیر نے گھونسہ مارا دیا کہ پلنگ صحرائی کا سر پھٹ گیا طائر روح قفس جاننے پرواز کر گیا مرتے ہی پلنگ کے سارا باغ غائب ہو گیا

صاحبقران وہاں سے بڑھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہتی مرا نام سن پلنگ صحرائی بود امیر ایک نخل کے سایے میں کھڑے ہوئے حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان چلا آتا ہے اس پہلوان کا نام طوفان بلاخیز ہے یا تو گینڈے پر سوار آتا تھا یا صاحبقران کو جو دور سے دیکھا طرف فوج کے متوجہ ہو کر کہنے لگا یارو یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ حمزہ ایسا شخص یہاں یکہ و تنہا مجھکو ملگیا چہار جانب سے گھیر لو وہیں بارہ ہزار جوان جو ساتھ تھے ان سب نے گھوڑے اٹھائے صاحبقران پر آپڑے امیر نے تلوار کھینچی اور نعرہ کیا کہ باشنید ای کافران بیجیا و ای نابکاران پر دغا ہوشیار

منم صاحبقران زمان نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بکے تیغ صمصام و قمقام نام	بکے تیغ عقرب بکے ذوالحسام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے لڑنے لگے مگر طوفان بلاخیز دور سے تماشائے جنگ دیکھ رہا تھا اپنے دیکھ کر صاحبقران لڑتے ہوئے اسی طرف آتے ہیں تو للکار کے اوحمزہ مجھکو کیا سمجھا ہے منم طوفان بلاخیز ہیں سے وہ وہ پہلوان مارے ہیں کہ جنکا نظیر نہ تھا صاحبقران نے فرمایا میرے سامنے ہیں تو آؤ کچھ جرأت دکھاؤ طوفان نے بڑھکر تلوار وار کیا

امیر نے ہاتھ بڑھا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا طوفان کانپا کہا ای شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بہ شرط ایمان طوفان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون کو بھی مسلمان کیا صاحبقران اسی مقام پہ اترے رات کو جلسہ آراستہ ہوا نازنینان مہ جبین اور رہ جبینان مہ تمکین لشکر طوفان کی حاضر ہوئین اور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

واعظا جب مذہب تیرا جو مذہب ہو گیا
عیب کیا شرب شراب اپنا بھی مشرب ہو گیا

جلوہ فرما بام پر وہ ماہ جبین شب ہو گیا
بدر ایسا گھٹ گیا گویا کہ کوکب ہو گیا

وصل کی شب ہو چکی عالم ہی نظرون مین سیاہ
صبح کا پھٹ کر گریبان دامن شب ہو گیا

فصل گل آئی ہوا بھی بنگئی ساقی شراب
میکدے مین ہر خم خالی لبالب ہو گیا

کوکب خالِ ذقن کی روشنی کو سوجھین ہی
آپکا چاہِ ذقن بھی چاہِ نقشب ہو گیا

دمبدم آواز قلقل کی نہ کیون آیا کرے
ہوگئی ہو روح ساقی شیشہ قالب ہو گیا

ہین جو عاشق تربیت سے اور ہوتے ہین خراب
باعث دیوانگی مجنون کا مکتب ہو گیا

پھر کسی محبوب معنی فہم سے الفت ہوئی
پھر نیا دیوان ناسخ کا مرتب ہو گیا

رات بھر صحبت عیش و طیش رہی صاحبقران نے آرام فرمایا طوفان بلا خیز بندۂ خلق صاحبقران ہو گیا ہی صحبت سے اٹھکر طلایہ پہ آیا انتظام لشکر کرنے لگا بازارون مین سوار و پیدل متفرق کیئے تاجرون کی دوکانون کے قریب خود ہی پھر رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی کنارے پہ آکر شہر اکہ صحرا سے گرد اٹھی اور آواز زنگ کی کان مین آئی طوفان ایک گوشے مین چھپ گیا دیکھا ایک عیار طرار چست و چالاک بیباک چھپتا ہوا آتا ہی مگر طوفان دیکھ رہا ہی کہ بھاگا ہوا قریب بارگاہ صاحبقران پہونچا جاتے ہی سراچہ چاک کیا اندر بارگاہ کے پہونچا امیر کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اور لیکے بھاگا طوفان نے دیکھا یہ تو غضب کر چلا آقا کو لیے جاتا ہی آگے بڑھکر روکا للکارا کہ او نا عیار تو کون ہی کہان سے آیا ہی ہمارے آقا کو کیون لیے جاتا ہی عیار نے جواب دیا کہ ہم کہنگ تیز رو عیار شہنشاہ زرین پوش

ہمارے شاہ نے جو خبر سنی کہ حمزہ جاتا ہی مجھکو حکم دیا کہ پکڑ لاؤ خبردار ای طوفان مجھکو نہ چھیڑنا ورنہ تمکو بھی لیجاؤنگا طوفان کب مانتا ہی جیسے ہی طوفان تلوار کھینچکر چلا کہنگ نے حباب پھینکے کہ پیشانی پر طوفان کی پڑے طوفان بیہوش ہوکے گرا کہنگ نے آواز دی جنگل سے اور دونین عیار پیدا ہوئے انھون نے طوفان کا بھی پشتارہ باندھ لیا کہنگ صاحبقران کو لیے ہوئے اور شاگرد اسکے طوفان کو لیے ہوئے جست و خیز کرتے ہوئے طرف قلعۂ زرین پوشان کے چلے کوس بھر قلعہ باقی ہی صبح کا وقت ہی کہ صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑا اڑاتا ہوا آیا نیزہ سینے پر کہنگ کے رکھدیا کہا پشتارہ رکھدے کہ دوسرا سوار آیا اسنے نیزہ سینے پر شاگرد کے رکھدیا اور کہا پشتارہ رکھدے دونون نے جان کے خوف سے پشتارے رکھدیے اون سوارون نے پشتارے اٹھالیے کہنگ پیچھے پیچھے چلا تھوڑی دور جاکر ایک باغ دکھائی دیا وہ سوار تو باغ مین داخل ہوگئے کہنگ پلٹا قلعے مین آیا سلطان زرین پوش کے سامنے کلاہ دے مارکے کہا ای شاہ غضب کی بات ہی کہ کئی دن کے راستے پر گیا صاحبقران کو پکڑ لایا بلکہ ایک انکے رفیق کو بھی لایا اسنے روکا تھا اسکو بیہوش کرکے شاگرد کو دیا سب راستہ طی کرکے قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ بی غلمان پری پیکر دختر حضور شکار کھیلتی ہوئی آئین اور برچھا میرے سینے پر رکھدیا مجھکو کچھ نہ بن پڑا ہمراہ انکے انکی وزیرزادی تھی اسنے آکر شاگرد کو لوٹا آخر پشتارے دیدیے انکے سامنے سے چلا گیا مگر کہین نگاہ مین لگا رہا جب وہ روانہ ہوگئین تو پیچھے پیچھے گیا اپنی آنکھون سے دیکھ آیا کہ باغ مین چلی گئین سلطان زرین پوش اٹھا کہا او بیحیا تو اسکو عیب جانتا ہی مجھے فخر حاصل ہوا کہ مین صاحبقران کا بڑا کہلاؤنگا ابھی جاکر قدمبوسی کرتا ہون یہان غلمان پری پیکر صاحبقران و طوفان کو لیے ہوئے بہ اطمینان اپنے باغ مین آئی امیر کو ہوشیار کرکے مسند پر بٹھایا امیر نے دیکھا ایک مہ جبین زہرہ مثال پری تمثال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال سامنے بیٹھی ہی ایک طرف

طوفان بلا خیز مودب بیٹھا ہو صاحبقران نے فرمایا اومہ جبین ہیں یہانتک کیونکر پہونچا غلمان نے عرض کی اے شہریار شب کو میرے خواب میں ایک بزرگ آئے تھے انہوں نے مجھکو آپ کا نشان دیا کہ صاحبقران کو کمک لیے ہوے آتا ہے انکو مدد کر کے الواکی منسوبہ ہوگی اے شہریار میں جاکر پشتارہ ہمیں لائی کنیز بے درہم ہوں یقین ہے آپ بھی میرا قبول کرے کہ اسنے آپ کو بضرورت بلایا ہے اور روبرو بزرادی گلستان جمال پہلو میں بیٹھی ہو کنیزیں سامنے براے خدمت حاضر ہیں ایک کنیز خوش آواز واسطے گانے کے طلب ہوئی اُس کنیز نے آکر سامنے بیٹھکر کچھ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

خوب موزوں ہے وصف قد بالا ہو گیا	عالم بالا تک اپنا بول بالا ہو گیا
داغ حسرت کتنے تیرے عہد میں پایا نہیں	باغ میں آگے جو گل تھا اب وہ لالا ہو گیا
خوش ہوا بھولے سے گر دل غم میں یاد آگیا	قہقہہ ہونٹوں تلک پہونچا کہ نالا ہو گیا
محتسب پہونچا سکا کچھ بھی نہ مستوں کو ضرر	شیشہ ہی ٹوٹ کر ساقی پیالا ہو گیا
وصف جو اُس ماہ تاباں کے کیے میں نے رقم	ایک قلم اشعار کے حرفوں پہ ہالا ہو گیا
غم ہوا اسدرجہ مجھ وحشی کی صورت دیکھکر	جو ہرن تھا خشک ہو کر مرگ چھالا ہو گیا
اُس پری کی سرد مہری نے رولایا اسقدر	اشک جو ٹپکا مری آنکھوں سے ژالا ہو گیا
کل تلک بے صرفہ ناسخ غم پہ غم کھایا کیا	آج وہ خود گور کے منہ کا نوالا ہو گیا

ہنگامہ عیش و نشاط برپا تھا کہ محلدار دوڑ کر آئی عرض کی کہ حضور سلطان زرین کو آتے ہیں مگر تیور سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہ اصلاح آتے ہیں صاحبقران براے تعظیم اُٹھے سلطان نے سامنے آکر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا سلطان قدموں سے لپٹ گیا کہا اے شہریار حضور کا اس باغ میں آنا باعث میری نصیب وری کا ہوا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کہ میں نہایت منتشر سو گیا عالم خواب میں ایک بزرگ تشریف لائے اول مجھے کلمہ پڑھایا اور فرمایا کیوں گھبراتا ہے صاحبقران کو بلا بھیج میرے دل میں آیا کہ حضور سے مجھکو معرفت نہیں ہے کیونکر بلواؤں آخر یہ ذہن میں آیا کہ عیار کو بھیجوں وہ آپکو لے آئے ملکہ نے کہا اے والد میرے بھی خواب میں ایک بزرگ آئے اور

مجھکو مسلمان کر کے نشان بتایا کہ صاحبقران کو عیار لیے جاتا ہی جا کر لے آؤ مین گئی اور
آپ کو لے آئی سلطان بھی آکر بیٹھا کہا ای شہریار مین نے آپ کو اسواسطے طلب کیا ہی
کہ یہان سے قریب ایک درۂ کوہ ہی کہ اُسکو کوہ ماران کہتے ہین اُس درے مین ایک
نقابدار سیاہ پوش رہتا ہو اُسنے مجھپر دباؤ ڈالا ہو ملکہ کے حسن کا شہرہ سُن کے اُسنے کہلا
بھیجا کہ ملکہ کی شادی میرے ساتھ کر دو مین نے دوچار دفعہ اُسکو ٹالا ایک دن وہ خود
میری بارگاہ مین چلا آیا اور میرا ہاتھ تھام لیا کسی ملازم کو یہ حوصلہ نہ پڑا کہ میرا ہاتھ اُس سے
چھڑا دے اُسنے یہ کہا کہ جبتک عہد واثق نہ کروگے جبتک تمھارا ہاتھ نہ چھوڑونگا مین نے
ناچار ہوکر قبول کیا آٹھ روز کا وعدہ کر لیا لہٰذا حضور اُسکو سمجھا دین کہ مجھپر دباؤ نہ ڈالے
اور ابتو یہ آپ کی کنیز ہوئی آپ کو حمایت ضرور ہوئی صاحبقران نے فرمایا انشاءاللہ
مین نقابدار کو سمجھاؤنگا سلطان نے کہا آپ تشریف لے چلیے مین آپ کے ساتھ
ہون صاحبقران اُٹھے سلطان نے مرکب طلب کیا امیر سلطان کو ساتھ لیکر چلے
جب قریب درۂ کوہ ماران کے پہونچے تو اُتر پڑے نوبت نقارہ پر چوب پڑی سیاہ پوش کو
خبر پہونچی کہ صاحبقران تیرے مقابلے مین آئے ہین سیاہ پوش نے کہا کل سمجھ لونگا سر
سے ان تدبیر کرون تب حال کھلے یہ کہکر ایک گوشے مین آیا ماش کا آٹا بہت سا منگا کے
صاحبقران کے قد کے برابر کا پُتلہ بنایا اور سینہ پُتلے کا چیر کر دل نکال لیا اُس پُتلے کو
ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اور طبل جنگی بجوا کر دوسری صبح کو میدان مین آیا صاحبقران زمان
مقابلۂ سیاہ پوش مین نکلے بعد نیزہ و تلوار کشتی کی نوبت پہونچی کشتی مین صاحبقران زمان
دیکھتے ہین کہ بدن مین آگ لگی ہوئی ہو جب سیاہ پوش لپٹتا ہی تو معلوم ہوتا ہو کہ انگارہ
آگ کا ہی یاد بہت کرتے ہین تو اسم اعظم فراموش ہی مگر اُلجھا اُلجھ کے دو پہر لڑے بعد دو پہر
کے سیاہ پوش امیر کو ریلکر لے دوڑا سات آٹھ قدم پر لا کر پٹکہ مارا کہ صاحبقران گر کر
بیہوش ہوگئے سیاہ پوش نے امیر کی مشکین باندھین اور درۂ کوہ مین لے گیا ساتھ
دل مین کہتا تھا کہ رقیب کو تو لے آیا اب جا کر معشوقہ کو لاتا ہون ساحر زبردست
تھا پیدا کر کے چلا یہان سلطان مایوس پلٹ کر آیا بیٹی سے سب حال بیان کیا

ملکہ رونے لگی کہتی تھی کہ یہ کیا غضب ہوا خدا اُنکو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے کہ آسمان پر
سناٹا ہوا سیاہ پوش اُڑتا ہوا آیا تڑپ کر گرا اور ملکہ کو اُٹھا لیگیا ملکہ تمرج ہوا سے بیہوش
ہوگئیں مگر سیاہ پوش جمال بے مثال دیکھ دیکھکر خوش ہو رہا ہو جی میں کہتا ہو غضب ہوا
تھا کہ معشوقہ کو حمزہ لے چلا تھا مگر سلطان زرین پوش یہ معرکہ دیکھکر روتا ہوا باہر نکلا
وزرا سے صلاح کی سب نے کہا اب یہ مناسب ہو کہ سیاہ پوش سے چلکر میل کیجیے جو کوئی
انتظام ہوگا بٹرے بین دوستی کے ہوگا سلطان زرین پوش روتا ہوا بارگاہ سے
نکلا مگر سیاہ پوش کہ جسکا نام ظلمات سیاہ رو ہو ملکہ کو لیکر باغ میں آیا یہ قدرت پروردگار
سے پہلے جو ملکہ پارہ دوری میں آئی دیکھا ایک کونے میں پتلا کھڑا ہو اپنے کو ٹھہرا کر پوچھا کہ کیون
صاحب یہ پتلا کیسا ہو ظلمات دوست اپنا جانکر کہا اُٹھا کہ یہ پتلا بڑی چیز ہو میں نے دل پر
حمزہ کے قبضہ کیا اب انکو عمر بھر اسم اعظم نہ یاد آئیگا اگر کوئی ایسا ہو کہ اس پتلے کا سر
کاٹ لے تو گویا میرا سر کاٹا اور صاحبقران سامنے ایک گوشے میں پڑے ہیں بیہوش
و بدہوش جسوقت سے زیر ہوے اسی طرح پڑے ہیں ہوشیار نہیں ہوے ملکہ یہ سنکر
خاموش ہو رہی مگر دل دھڑک رہا ہو کہ ایسا نہو یہ جادوگر سیاہ رو مجھپر دست انداز ہو
جان جانا بہتر ہو مگر اس سے وصل مناسب نہیں ظلمات نے کہا اے ملکہ عالم اب تو اس
گھر کی تم مالک ہو میں گلابیان شراب کی لاؤن اور گائنون کو بلاؤن تم یہان بیٹھو
ملکہ نے ظلمات کی دلدہی کو یہ کہدیا کہ میری تقدیر کی خوبصورتی کہ حمزہ کے ہاتھ سے بچی
زبردستی میرے باغ میں گھس آئے تھے میں تو ہمیشہ باپ سے کہتی تھی کہ مجھکو تم پاس
سیاہ پوش کے پہونچا دو جادوگر سے بڑا نفع ملیگا میں بیٹھی ہون آپ شراب لینے
جائیے ظلمات گلابیان لینے گیا ملکہ نے دیکھا کہ میز پر ایک خنجر رکھا ہو دل مضبوط
کرکے وہ خنجر لیکر قریب اُس پتلے کے آئی دعا کی کہ پروردگار ہاتھ میں ایسی طاقت عطا کر
کہ ایک ہی وار میں پتلے کا سر اُڑ جائے یہ دعا کرکے آگے بڑھی مگر یہ بھی ڈر ہو کہ ایسا نہو
ظلمات آجائے تو بڑی خرابی ہو ایسا کچھ سوچ سمجھکے پروردگار کو خوب یاد کیا
اور خنجر پتلے کے سر پر مارا پہلے ہی وار میں سر پتلے کا کٹکر گرا اودہان ظلمات گلابیان لیکر

چلا تھا کہ پانون اسکا کانپا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہی مگر یہ سمجھ گیا کہ شاید معشوقہ نے کوئی کام
کیا جھپٹا کہ جا کر اُسکو گرفتار کرون وہان سر لشکر اُس پتلے کا گرا یہان ظلمات پر برق گری
کہ سر اُسکا کٹ کر دور گرا صاحبقران کو ہوش آیا کئی ہزار جادوگر ملازم سیاہ پوش کے جو
باغ مین تھے اُنھون نے صدا سُنی کہ کشتی مرا نام مین ظلمات سیاہ رو بود امیر نے
پوچھا ای ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ نے کہا خدا نے فضل کیا کہ یہ بھیا مارا گیا آپ کی
گرفتاری کے بعد مجھکو اُٹھالا یا تھا مین نے آکے اس پتلے کو مارا تب آپ ہوشیار
ہوے خدا نے آپ کی جان بچائی صاحبقران نے شکریہ پروردگار کیا مگر جادوگرون
نے جو مرنے کی ظلمات کے آواز سُنی سب لینا لینا کہکر دوڑے آکر دیکھا کہ پتلے کا سر
کٹا پڑا ہی اور ایک مہ جبین کھڑی ہی اور صاحبقران ہوشیار بیٹھے ہین ساحرون نے
قصد کیا کہ ملکہ کو پکڑ لین امیر نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ صاحبقران کی آواز بارہ کوس
تک جاتی ہی اور بعض نے لکھا ہی کہ چوبیس کوس تک جاتی تھی ادھر سلطان زرین پوش
قریب درۂ کوہ کے اُترا تھا صدا امیر کی سُنکر مثل گل شگفتہ ہوگیا اور فوج لیکے چلا
اُسوقت آکر پہونچا کہ دیکھا صاحبقران ساحرون مین گھرے ہوے ہین مگر مستانہ
لڑ رہے ہین سلطان زرین پوش آپڑا پہلے بیٹی پر قبضہ کیا ساحرون کو مار کر بھگایا
جنگ سے صاحبقران کی عاجز ہو رہے تھے کہ جب اسم اعظم پڑھتے تھے تو ساحرونکی
زبان بند ہو جاتی تھی صاحبقران نے وہ شمشیر زنی کی کہ کئی سو ساحر مارے آخر سب
ساحر فریاد کرتے ہوے بھاگے صاحبقران مال و اسباب لیکر بیرون درہ آئے
ملکہ کو محافے مین سوار کرکے داخل قلعہ ہوے سب زرین پوشون کو معلوم ہو گیا کہ
سیاہ پوش مارا گیا صاحبقران ملکہ کو لیکر آئے ہین سلطان زرین پوش کو بھی ساتھ
لیا اور ملکہ سے عقد کرکے کوچ کیا یہان شنکل نے کئی دن انتظار کیا آخر طبل جنگی بجوا
میدان مین نکلا للکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مالک نے نکلکر مقابلہ کیا
مادریان نے سکندری کھائی مالک زخمی ہو کے عرب دراز پلیٹ کر لے گیا شنکل نے
پھر آواز دی بدیع الزمان نے قصد کیا تھا چند قدم بڑھے تھے کہ قاسم کو جوش جرأت آیا

پکار کر کہا او کشتنی گبر تم انھین باتون سے میرے ہاتھ سے ذلیل ہوتے ہو دیکھنے ہو کہ دست
چپ زخمی ہوا مین کیا ششکل سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر ہاتھ مارا بدیع الزمان زخمی
ہوے عوض مین ہاتھ مارا کہ قاسم کا بھی سر زخمی ہوا علمشاہ نے جو دیکھا کہ بیٹا زخمی ہوا
اشتر بالا کیو و کو بڑھایا بیچ مین دونون کے آ گئے کہا اوچا بلو آپس مین لڑتے ہو حریف دبا
ڈالیگا یہ کہکر دونون کو ہٹایا ششکل طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا دوسرے دن پھر میدان
مین آیا علمشاہ مقابلے مین نکلے ششکل نے کہا اے فرزند صاحبقران تمھاری جرأت سے
بعید ہے کہ ایک جوان ساتھ لیکر آئے ہو وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہے اسکو منع کرو علمشاہ پلٹے
ششکل نے ہاتھ مارا دیا رستم بھی زخمی ہوے چار میدان داریون مین اسنے کسی کو
تیر سے زخمی کیا کسی کو تلوار سے اب کوئی سردار لڑنے والا باقی نہ رہا پانچوین دن میدان
مین آیا مبارز طلبی کر رہا ہے سب سردار زخمی کھڑے ہین جب ارادہ کرتے ہین زخم سے
خون جاری ہو جاتا ہے بیشاق عرض کر رہا ہے کہ اے رستم مین اسکے مقابلے مین جاؤن رستم
منع کرتے ہین کہ غیر ساحر پر ساحر کا کیا کام ہے مگر ششکل میدان مین للکار رہا ہے کہ جسکو تمنا مرگ کی
ہو وہ نکلے اب کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا مین خود آتا ہون چاہتا ہے کہ مغلوب کرون
مگر بیشاق وغیرہ کو دیکھکر سوچتا ہے کہ اگر جا پڑونگا تو یہ ساحر ضرور دخل دینگے گینڈے کو
مہمیز کر رہا ہے اہل اسلام حیران و پریشان دعائین مانگ رہے ہین کہ اے رب کارساز
و اے خالق بے نیاز تو ہی مالک و مختار ہے کل کا مددگار ہے رحم اپنا شریک کر دے

نظم

تو جلوہ میدہ اے صانع اکبر ز ہر صنعت — تو ظاہر میشوی اے کاتب قدرت ز ہر صورت
تو می بخشی بکمزوران توان و طاقت و قوت — تو میسازی بہ بیدولت عطا گنجینۂ دولت
ترا زیبد خدائی و شہنشاہی و ذیجاہی — ترا شایان چنین فخر و چنین شان و چنین شوکت
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن — توئی ناظر بہر خلوت توئی حاضر بہر جلوت
توئی محبوب ہر عاشق توئی مطلوب ہر طالب — توئی معبود ہر مذہب توئی مقصود ہر ملت
ترا خوانند ترا دانند ترا خواہند ترا جویند — ترا سجدہ کنند ہر بندہ بہ خاک عبودیت
تو بخشیدی بہ ہندی طبع موزون سیندہ [illegible] — تو بنہادی بہ این عاجزترین بندگان منت

سب نے بیقرار ہوکر جو دعا کی تو رستم بھی پکار اُٹھے کہ ای خالق عالم و ای رب اکرم تیرے
بندے ذلیل ہوتے ہین زخم سے مجبور ہون ورنہ اس دیو خصال کو سزا دیتا یہ وقت مدد
ہی تیر دعا سب کا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا کہ آگے صاحبقران
ایکطرف لندھور بن سعدان دوسری جانب ریحان قزاق تیسری سمت سلطان
تذرین پوش پشت پر سوار و پیدل امیر نے دیکھا کہ ششکل میدان مین بلبلا رہا ہی
مقبل نے اشقر پہونچایا امیر اشقر پر سوار ہوکر مقابل ششکل مین پہونچے ششکل نے
نیزہ مارا امیر نے نیزہ ششکل کا توڑ ڈالا ششکل نے تلوار کھینچی خنجر دار خنجر دار کہکر ہاتھ
مارا امیر نے سپر گرشاسپ کو اُٹھا دیا وہ سپر طلسمی کب کٹتی ہی سپر پر دھک جو پہونچی
چار پنجے فولادی پیدا ہوے تلوار کو ششکل کی پکڑ لیا ششکل ہنسا کہا یا صاحبقران
یہ سپر تو آپ نے خوب بنائی ہی کہ حریف کی تلوار پکڑ لیتی ہی امیر نے فرمایا زور کا امتحان
ہی ششکل نے جھٹکا مارا تلوار تو ٹوٹ گئی قبضہ اسکے ہاتھ مین رہگیا اسنے قبضہ کھینچ مارا
صاحبقران نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا ششکل نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن جی
مین کہتا ہی کہ نام اسکا سپر ہی اگر ایک کوہ بھی ہوتا تو وار نہ روکتا مگر تیغہ عقرب سلیمانی
جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر سر پر آئی سرا سر سر کو کاٹتا یہ
جگرگاہ پہونچی لاشہ ششکل زمین پر گرا ہمراہیان ششکل آپڑے لندھور بھی ادھر سے
جا پڑے ہمراہیان ششکل کو شکست حاصل ہوئی لاشہ اپنے مالک کا اُٹھا لیا شکست
خوردہ فرار پر قرار کیا مگر صاحبقران جنگ کو فتح کرکے جو لشکر مین آئے تو بدیع و قاسم
وغیرہ کو زخمی دیکھا کیفیت پوچھی سب نے بیان کیا کہ بدیع الزمان و قاسم آپس مین
زخمی ہوے تمام لشکر ہاتھ سے ششکل بن ششکال کے زخمی ہوا امیر نے بنگاہ قہر
طرف قاسم کے دیکھا فرمایا کیون ای قاسم اپنی آتش مزاجی نہین موقوف کرتے اگر
آپس مین زخمی نہ ہوے ہوتے تو ششکل کی کیا حقیقت تھی قاسم نے سر جھکا لیا مگر
چپکے چپکے کہ رہا ہی کہ دادا جان غصہ فرماتے ہین ابھی ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لون
تو معلوم ہو مالک نے ہاتھ باندھکر کہا ای شہریار رہے اسے خدا خاموش رہیے وہ تمیش

کشتی گیر کی طرفداری کرتے ہین ہین لشکر مین نہ رہونگا مجھسے یہ باتین نہین سنی جاتین مالک نے
سمجھا کر قاسم کو بٹھایا مگر قاسم آتشخو شعلہ مزاج یہی سوچ رہا ہی کہ کل لشکر سے نکلجاؤنگا ایسا
نہو کہ یہ کشتی گیر میرے ہاتھ سے مارا جائے یہ سوچ کے دربار سے اٹھے باہر آکر گھوڑا
مانگا سیارہ نے پوچھا کیون آقا خیر تو ہی قاسم نے کہا ہم لشکر سے نکلے جاتے ہین یہان
نہ رہینگے سیارہ نے کہا غلام ساتھ ہی قاسم نے کہا تیار ہو سیارہ نے کہا ہر وقت
تیار رہتے ہین جہان چاہیے چلیے قاسم گھوڑے پر سوار ہوکر طرف صحرا کے رواں ہوئے
جنگل کا سناٹا راہ کو طی کرتے ہوے جاتے ہین چار پانچ دن برابر رہروی کی چھٹے دن
ایک دریا پر پہونچے غصہ تو انتہا کا تھا گھوڑا دریا مین ڈالدیا سیارہ مشک سینے سے
لگا کر یہ بھی دریا مین اترا قاسم کے پاس مرکب طلسمی موسوم بہ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی
دریا کو طی کر گیا کہ کان مین توپ کی آواز آئی طرف آواز کے متوجہ ہوے قریب آ کے
دیکھا ایک قلعے پر ایک بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہی اور ایک زنگی دیو خصال یلغر کیے ہوے
طرف قلعے کے جاتا ہی قاسم نے للکارا کہ او نامرد تجھکو کچھ خوف خدا نہین کرتا وہ بادشاہ
فریاد کرتا ہی اور تو فریاد نہین سنتا بس اب آگے نہ بڑھنا زنگی نے دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال صحرا سے آتا ہی جب قریب پہونچے تو زنگی نے نام پوچھا قاسم نے اصلی نام
بتا دیا زنگی قہقہہ مارکر ہنسا کہا مین تم لوگونکی تلاش مین تھا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے
کرونگا یہ کہکر تلوار کھینچی ہاتھ مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ مارا کہ زنگی کے
دو ٹکڑے ہوے ہمراہیان زنگی آپڑے قاسم نے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — ز زخم تیغ برابر نیزہ بماہ
ز آب دم تیغ شستن زمین — ہمہ باختر شد بزیر زمین

وہ بادشاہ پیر بھی قلعے سے نکل آیا خوب جمکر تلوار چلی آخر ہمراہیان زنگی بھاگ گئے
بادشاہ پیر نے آکر قاسم کو سلام کیا اور عرض کی قلعے مین تشریف لے چلیے آپ نے
جان بچائی ورنہ یہ زنگی زندہ نہ چھوڑتا قاسم نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی کہا ای شہریار
نام میرا اختیار شاہ کبر وقتی ہی یہ زنگی بھیجا ہوا حیران جنگ آزما کا تھا کہ اس

اقلیم کا حاکم ہو مگر آپ کے تشریف لانیکا کیا سبب ہوا قاسم نے کل کیفیت اپنی بیان کی
بختیار شاہ کو قاسم نے مسلمان کیا کل قلعہ کبرو تنبیہ اسلام آباد ہوا بختیار شاہ تخت پر
قاسم زنگل شوکت پر جاصر ہوا ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی
ایک نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

آگے آنکھون کے تصور مین وہ گلرخسار ہی — ہر گل بے خار جنت جسکے آگے خار ہی
ای کلیم اپنا دل اُسکا طالب دیدار ہی — آفتاب حشر جسکا روزن دیوار ہی
کیون گذرتی ہی بچا کر ہمکو وہ کافر نگاہ — جسم زار اپنا مگر پائے نگہ کو خار ہی
کہہ رہا ہی باغ مین ہر گل زبان حال سے — مبتلائے خار غم رہتا ہی جو زردار ہی
ایک ہین میرے دل پر داغ مین سو خار غم — ورنہ جو لالہ ہی باغ دہر مین بے خار ہی
کہدیا تجھکو خبردار ای ہما جل جائیگا — استخوان میرا غذائے مرغ آتشخوار ہی
مانگ سب کہتے ہین جسکو سانپ کی ہی وہ لکیر — کیچلی سو بات ہی اور اُسکی چوٹی مار ہی
وہ بت کافر ہی گلدستہ ریاض حسن کا — رشتۂ گلدستہ بالا سے کمر زنار ہی
چاہیے قاتل کا خنجر زخم پر پھاہے کی جا — زنگ اُس خنجر کا مجھکو مرہم زنگار ہی
تیر مجھ کشتے کے پہلو سے نہ کھینچو یار کا — بعد مردن بوسہ لینے کو لب سوفار ہی
غیب سے ہوتی ہی پیدا خاکسارونکی دوا — زخم کو جادہ کا سبزہ مرہم زنگار ہی
آتش نمرود گلشن ہوگئی تھی جسطرح — یون مجھے آتشکدہ بے یار ہر گلزار ہی
دوڑتا ہی جسطرح طاؤس پیچھے سانپ کے — یون دل پر داغ میرا گرد زلف یار ہی
ہی خدا کی یاد کا حیلہ پئے اخفائے راز — ای صنم تا صبح تیری فرقت مین شب بیدار ہی

کہ قاسم نے پلٹ کر دیکھا کہ بختیار شاہ رو رہا ہی قاسم نے گانے والی کو اشارہ کیا
دور جام بھی موقوف ہوا قاسم نے پوچھا ای بادشاہ عالیجاہ اسقدر رونے کا کیا
باعث ہی کیا صدمہ پہونچا بختیار شاہ نے کہا اس حال کو نہ پوچھیے میرا فرزند خسرو
شیردل تنہا جسدن سے اُسنے ہوش سنبھالا حکم کیا کہ ہم خراج نہ دینگے بادشاہ کو حملہ
نہ پڑا اگر کسی پہلوان کو بھیجتا تھا اس سال یہ آفت پڑی کہ میرے شہر سے دو کوس پر

ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحراے آہوان کہتے ہین ہزار ہا آہو اُس صحرا مین رہتے ہین اگر کوئی وہان
جاتا ہی تو وہ آہو اُسے گھیر لیتے ہین طرف آسمان کے دیکھکر روتے ہین جب آگے بڑھو تو ایک
نازنین آتی ہی وہ مرد کو دیوانہ کرکے لیجاتی ہی میرا بیٹا بھی جا کر اُسی بلا مین مبتلا ہوا بڑی بڑی
کد و کوشش کی مگر فرزند سے نہ ملا اگر وہ اسوقت ہوتا تو آنکھون کو فرش کرتا بہادر کا عاشق
تھا قاسم نے کہا انشاء اللہ ہم بر اسے رہائی خسرو کل جائینگے بختیار شاہ خاموش ہو رہا
مگر قاسم جو رات کو سوئے تو عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرما رہے ہین کہ یہ پرچہ لو
اسمین اسم لکھا ہی یہ اسم دافع سحر ہی اول آہوان صحرا کو انسان بنانا وہ سب آہو شاہزادے
وزیرزادے ہین انکو صحبت دیگر بالاے کوہ جانا وہان پہونچکر خسرو کو پاؤگے یقین ہی کہ
تمسے مصالحہ ہو اس طلسم کو طلسم گلزار ہیجزان کہتے ہین اسکے سات دربند ہین مشکل دربند اول کھا
ہی اگر مناسب جاننا تو اُس سے فیصلہ کر لینا کہ اُس طلسم کا فتاح ابھی پیدا نہین ہوا تمہارے
خاندان سے اِس طلسم کا بھی فتاح ہی ہر چند کہ تمہارے واسطے بھی صورت فتح ہی آئندہ
جو خدا چاہے یہ پرچہ کاغذ کا دیکر وہ بزرگ تو غائب ہوے قاسم کی آنکھ کھلی تو پرچہ کو
اپنے سرہانے پایا وقت صبح صادق تھا اُٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی کہ اتنے مین بختیار شاہ
آیا قاسم نے کہا اے بادشاہ ہمکو صحراے آہوان مین لے چلو بختیار شاہ نے کہا اے شہریار
مین نہین چاہتا کہ آپ کو رنج پہونچے آئندہ جو رائے ہو قاسم نے کہا مین ضرور جاؤنگا غرض
بختیار شاہ ساتھ ہوا قاسم طرف صحراے آہوان کے چلے دو کوس راستہ طے کرکے ایک
دشت مین پہونچے تو دیکھا کہ چہار طرف آہوان صحرائی پھر رہے ہین قاسم کو دیکھکر سب آہوؤن
نے گھیر لیا دامن تھام کر رونے لگے قاسم کو انکے رونے سے اور اشارون سے یہ ثابت
ہوا کہ منع کرتے ہین کہ اسطرف نہ جائیے یہ صحراے آفت ہی قاسم نے پرچہ نکالا اسم جو
اُسمین مرقوم تھا اُسے پڑھکر دم کیا تو وہ سب آہو چیخ مارکر زمین پر گر کے اور تڑپنے لگے
ایک لمحہ بعد سب کے سب انسان ہو گئے نعرہ اللہ اکبر کہکر سب شاہزادے وزیرزادے
وغیرہ اُٹھے اور قاسم کے ساتھ ہوے قاسم طرف کوہ کے چلے دیکھا ایک جوان بال
بڑھے ہوے ناخون دراز چہرہ پریشان بہت سی بکریان ساتھ ہین انکو چرا رہا ہی جب

جب قاسم پہاڑ پر چڑھنے لگے تو اُس جوان نے منع کیا کہ اِدھر نہ آیئے قاسم نے جواب نہ دیا
بالائے کوہ چڑھ گئے اُس جوان نے جو دیکھا کہ شاہزادے ساتھ ہین پوچھا کہ ای شہریار
آپ کون ہین کیا تدبیر آپ کو آتی ہی کہ اِن حیوانون کو انسان بنایا قاسم نے کہا پروردگار
کے نام کی تاثیر سے یہ سب انسان ہوے مگر یہ بتلاؤ کہ تم کون اور بکریان کیسی ہین اُسنے کہا
خسرو شبیر دل میرا نام ہی بختیار شاہ میرے باپ کا نام ہی یہ بکریان وغیرہ سب انسان
ہین سامنے باغ مین ہمنکال جادو رہتی ہی اُسنے سب کو جانور بنایا ہی اب آپ اُستک
چلین قاسم نے اسم پڑھکر دم کیا کہ وہ سب انسان بنے آہو اور بکریان ملاکر پانچسو
جوان ہوے قاسم آگے آگے چلے خسرو دوڑتا ہوا ساتھ ساتھ ہی جیسے ہی قریب در باغ
کے پہونچے ایک عقاب گرا خسرو کو اُٹھا لیگیا دوبارہ تڑپ کر سر قاسم پر آیا اُسکو دیکھا
قاسم نے اسم پڑھا وہ عقاب ایک جادوگر تھا اسم کی برکت سے بصورت اصلی ہوگیا
قاسم نے ایک تمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کُشتی مراکہ نام مین
عقاب جادو بعد دیر پلٹ کر قاسم نے دیکھا کہ وہ جوان بھی سب غائب ہوگئے وہانسے
بارہ دری مین آئے دیکھا خسرو اور سب جوان بندھے ہوے کھڑے ہین اور ایک
ساحرہ بیٹھی ہوئی اور ایک بڑا کاغذ دیکھ رہی ہی مگر چہرے پر حزن و ملال کے آثار ظاہر ہین
قاسم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی اور کہا ای شہریار آپ کے آنیکی خبر ساحران گذشتہ لکھ گئے
ہین مگر آپ طلسم کشا نہین ہین یہ طلسم آپ کے ہاتھ سے فتح نہ ہوگا شاہزادہ بدیع الملک
نوجوان فرزند نورالدہر بن بدیع الزمان وہ آکر اس طلسم کو فتح کرینگے امیدوار ہون
کہ مجھکو کچھ نشانی دیجیے کہ وہ دکھا کر اُنکی اطاعت کرونگی ہر چند کہ آپکا بھی کوئی کچھ کر نہین سکتا
مگر سالہا سال بلاؤن مین مبتلا رہیےگا آپ کی مراد کیا ہی قاسم نے کہا خسرو اور اِن
شاہزادون کو لیجاؤنگا کہ یہ بندگان خدا آفت مین مبتلا ہین ہمنکال نے کہا بسم اللہ
اِنکو لیجایئے اور پہلو سے باغ مین ایک کوٹھا ہی کہ خزانے سے بھرا ہی وہ خزانہ بھی
آپ ہی کے واسطے ہی قاسم نے ایک رقعہ لکھکر ہمنکال کو دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ
ای فرزند ہمنکال اطاعت کرتی ہی اسکو قتل نہ کرنا یہ تمہاری مددگار ہی خسرو اور پانچسو

شاہزادون کو ساتھ لیکر قاسم وہان سے چلے سمنکال قاسم کو پہونچانے آئی قاسم سب کو ساتھ لیے ہوے کوہ سے اُترے طرف قلعہ کبر و تنبیہ کے چلے لگر دور سے دیکھا کہ قلعہ نہین معلوم ہوتا جب قریب آئے تو دیکھا کہ قلعہ کھنڈ اپڑا ہی رعایا بھاگی ہوئی خسرو کو دیکھکر اہل رعایا درہ ہاے کوہ سے اُترے اپنے شاہزادے سے ملے قاسم نے پوچھا قلعہ کسنے کھودا کہا جس زنگی کو آپ نے مارا تھا اُسکا بھائی دیویل عاد آیا بختیار شاہ کو گرفتار کرلیا قلعہ کھدوا ڈالا ہم لوگ بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے کل شام کو وہ یہان سے چلا گیا مگر آپ کی تلاش کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ قاتل اظلم زنگی کہان گیا جب اُسکو قتل کرونگا تو مجھکو آرام ملیگا قاسم اُسیوقت مرکب کو پھیر کر خسرو سے کہنے لگے تم تو یہان رہو قلعے کو آباد کرو مین تلاش مین دیویل عاد کی جاتا ہون انشاء اللہ راہ مین جاکر اُس سے مقابلہ کرونگا اور سرکشی کا مزہ چکھاؤنگا خسرو نے کہا مین ساتھ چلونگا قاسم نے خسرو کو مع پانچسو جوانون کے ساتھ لیا اور تلاش مین دیویل عاد کی چلے یہان دیویل عاد رات بھر منزل چلا صبح کو ایک صحرا مین اُتر پڑا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ قاتل اظلم زنگی آپکی تلاش مین آتا ہی دیویل عاد باہر نکل آیا دیکھا کہ سامنے سے گرد اُڑی آگے آگے قاسم پہلو مین خسرو پشت پر پانچسو جوان اور دیویل عاد کے ساتھ بارہ ہزار جوان ہین ایک خیمے مین بختیار شاہ مع چند وزرا کے قید ہی دیویل عاد کو بڑا اچنبھا ہی کہ کیسا بے خوف جوان ہی کہ پانچسو جوانون سے میرے مقابلے مین آیا ہی اور سامنے اُترا ہی ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ کہتا ہی آگے نہ جانے دونگا دیویل عاد نے طبل جنگی بجوایا قاسم کو خبر ہوئی قاسم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ رستم زرین پوش اکھاڑے سے سفر کے نکلکر میدان چرخ زبرجدی مین جلوہ فرما ہوا نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اُٹھا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خوار و روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا

کیا دبدبہ خلق پہ آشکار ہے ✦		کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار		

دیوپل عاد میدان میں آیا اُدھر سے قاسم انکھیں چند کس کو ساتھ لیے ہوئے میدان
میں آئے دیوپل عاد نے میدان میں آکر نعرہ کیا کہ قاتل اظلم کہاں ہو میرے مقابلے
میں آئے تو احوال معلوم ہو قاسم نے مرکب بڑھایا سامنے دیوپل عاد کے آئے
دیوپل عاد اُنکی صورت زیبا کو دیکھکر حیران ہوا لیکن کہتا ہو کہ یہ کیونکر مجھسے مقابلہ کرے گا
بار شمشیر کلائیاں توڑ دیگا یہ خیال کر کے آواز دی اے جوان اظلم کو قتل کر کے تجھے بڑا
غرور ہوا کہ مابدولت کے مقابلے میں آیا ہو قاسم نے کہا او مغرور تو نے بڑا ستم کیا
کہ بادشاہ پیر کو گرفتار کر کے لایا اور قلعہ کھود اُڑا ڈالا رعایا کو آزار پہونچایا دیوپل نے
نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا تھوڑی دیر نیزہ بازی رہی قاسم نے
نیزہ دیوپل کا کاٹا اور تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے دیوپل عاد کے نکلگیا دیوپل نے
غصے میں تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قاسم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا دیوپل عاد بھی لپٹ پڑا دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے آپس میں
کشتی ہونے لگی قاسم نے دیوپل عاد کو تنگ کر دیا ہو جب پکڑ لائے دو چار گھسے ایسے
مارے کہ دیوپل عاد کے ماتھے سے خون جاری ہو زرہ پارہ پارہ نکر اٹھے جاتا ہی
پھر دن رہے دیوپل عاد نے کہا ایک زور آخر کرتا ہوں قاسم نے کہا بسم اللہ کوئی
حوصلہ باقی نہ رہجائے دیوپل عاد قاسم کو ریلکر لے دوڑا چند قدم پر لا کر بکہ مارا
کہ بایاں گھٹنہ قاسم کا جھکا تڑپ کر لنگر پار اکر پشت پاتک غرق ہوئے دیوپل عاد
اوپر آکر چھایا کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ چہرہ سرخ ہو گیا آنکھوں سے قطرے
خون کے ٹپک پڑے تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہوں
قاسم اپنے مقام سے اُٹھے دیوپل عاد کو ریلکر لے دوڑے ستر سو میں قدم پر لا کر
بکہ مارا کہ دونوں گھٹنے دیوپل عاد کے آشنا بہ زمین ہوئے دیوپل عاد چاہتا ہو کہ لنگر
ماروں مگر حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہو کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا اور قاسم
نے نعرہ کیا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پرور ہی بہ شہسوار لال پوش خاور ہی بلند افرہ

کرکے زور کیا دیوپل عاد کو اٹھالیا دیوپل عاد بصدق دل مسلمان ہوا بختیار شاہ کو
قید سے رہا کیا باپ بیٹے سے ملا قاسم نے فرمایا اب تم سب جاکر قلعے کو آباد کرو ہم مقابلہ
جبران جنگ آزما میں جائینگے سنا ہے کہ وہ بڑا بہادر ہے اپنی جرأت پر بڑا اسکو ناز ہے
اسطرف ہمارا گذر ہوا ہے تو کوئی تو ایسا کام کرین کہ نام رہے لوگ اپنے مقام پر کہین کہ
نبیرہ صاحبقران نے دین و اسلام اس اقلیم مین جاری کیا ہے بختیار شاہ نے عرض کی
مین تو قدم اقدس نہ چھوڑونگا دیوپل عاد نے بھی یہی کہا کہ مین تو ضرور ہمراہ رکاب رہونگا
مگر آگے بڑھکر ایک دریائے قہار ملیگا جہاز موجود رہتے ہین قاسم نے کہا کہ شکر ہے
کہ سواری موجود ہے دیوپل عاد نے عرض کی کہ دریا سے پار اترکے پھر ڈانڈا اسکی
عملداری کا ملیگا قاسم نے اُن سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا تیسرے دن کنارے دریا
کے پہونچے دیکھا دریائے قہار و امواج لاطمہ سنج آفت زا کس زور سے بہہ رہا ہے
کہ اگر تنکا ڈالدیجیے تو تین ٹکڑے ہوجائے قاسم اُسی مقام پر اتر پڑے سیارہ کو
حکم دیا کہ جہاز وغیرہ کا سامان کرو تو ہم صبح کو سوار ہونگے سیارہ نے رات ہی رات
جہاز کا کرایہ طے کیا صبح کو قاسم سوار ہوئے دیوپل عاد و خسرو و بختیار شاہ و پنجسو
شاہزادے سب ہمراہ ہین سوار ہوکر جہاز پر چلے میر بحر خلق قاسم کا بندہ ہوگیا ہے
کہتا تھا اے شہریار بعد ایک ہفتے کے آپ کو پار اُتارونگا قاسم انعام و اکرام ہر
منزل پر دیتے ہین تیسرے دن میر بحر روتا ہوا آیا عرض کی اے شہریار غضب ہوگیا
ایک جھینگا نکلا ہے وہ دیکھیے آتا ہے جہاز کو دیکھ رہا ہے قاسم نے بھی دور سے دیکھا
کہ جھینگا پانی کو کاٹتا ہوا آتا ہے قاسم نے کمان کیانی اُٹھائی تیر تاک کر مارا کہ جھینگے
کی آنکھ پر پڑا جھینگا جو تیر کھاکر تڑپا تو جہاز ٹوٹ گئے بلند ہوا جس جہاز پر خسرو و
دیوپل عاد تھے وہ جہاز تو بہہ گیا جسپر قاسم تھے اُسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک تختے پر
قاسم بہتے ہوئے چلے مگر جہانتک نگاہ پڑتی ہے سوا پانی کے کچھ معلوم نہین ہوتا
سب ساتھ والے نگاہون سے مخفی ہوگئے سیارہ بھی بہہ گیا ثابت نہ ہوا کہ کدھر
گیا قاسم یکہ و تنہا پروردگار کو یاد کرتے ہوئے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوئے

بہتے ہوئے جاتے تھے دو دن اور دو راتین قاسم اسی تختے پر چلے گئے آخر تموج
آب سے بیہوش ہوگئے مگر بقدرت پروردگار ایک موجۂ کلان اٹھا تھپیڑا جو پڑا
پیڑا قاسم کا خشکی مین آکر گرا اسکان سے اسکی قاسم کو ہوش آگیا شکر پروردگار کرکے
بیٹھا جسم پر لگا سے مگر پھر ایسیکا طرا عظم ہو آخر ایکجانب چل نکلے ہرچند کہ پیدل چلنے کے عادی نہین
مگر یہ بھی تقاضا ئے جرأت ہو کہ جیسی پڑے ویسا جھیلنا مجبور پاپیادہ چلے جاتے ہین
تیسرے دن کچھ خیمے استادہ معلوم ہونے لگے اسی جانب چلے آکر دیکھا کہ ایک باغ
ہو اسکے اندر لوگ چلے جاتے ہین اور گرد باغ ہزار ہا خیمہ استادہ ہو ان خیمون مین
شاہ و شہریار زادے فروکش ہین قاسم نے دیکھا کہ شاہزادے اور اکثر غیر لوگ اس
باغ مین جاتے ہین قاسم بھی طرف باغ کے چلے جب باغ مین آئے تو دیکھا حقیقت
مین باغ رشک بہشت برین ہو چہار جانب گل خودرو نے اپنا لطف دکھلایا ہو
کہ جسمین حقیر عرض کرتا ہو فرد دشت جنون مین ہو گل خودرو سے کیا بہار یہ شاید
کہ پھول تیس غریب الوطن کے ہین یہ ہر جانب چمن ہاے طلا لاتی نخل بارآور
پھولدار ان مین وہ مہک ہو کہ دماغ جان معطر ہوتا ہو قاسم تماشۂ باغ دیکھتے ہوے
ایک مقام پر آکر ٹھہرے سارے باغ مین جا بجا فرش بچھا ہو ایک مقام پر ناچ
ہو رہا ہو قاسم کی صورت زیبا دیکھکر ہر شخص محو جمال بیمثال ہوگیا بقول سعدی علیہ الرحمہ
فرد ہر کجا چشمۂ بود شیرین ہمہ مردم و مرغ و مور گرد آیند جس مقام پر قاسم ٹھہرے
شاہزادے بھی سب جمع ہوگئے طائفے بھی وہین موجود ہوگئے طوائفین قاسم کا حسن و
جمال دیکھکر پسین رہی ہین سامنے قاسم کے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار بار بتاتی ہین
دل سامعین کا لبھاتی ہین قاسم جیب مین ہاتھ ڈالکر اشرفیان نکالکر پھینکدیتے ہین
مگر تقاضاے کار آبشار تیغ زن کہ لشکر حیران جنگ آزما کا سپہ سالار ہو اسکی بیٹی
کی شادی ہو اس باغ کو باغ عشرت کہتے ہین جسکی شادی ہوتی ہو وہ اسی باغ
مین آکر شادی کرتا ہو آبشار بارہ دری مین شاہزادون کی خاطر کر رہا ہو ہرکارون
نے خبر دی کہ اے آبشار بڑے صاحب اقبال ہو نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان

آکر شریک صحبت ہوے ہین آلبشار یہ سنکر خوش ہوگیا کہتا ہوا چلا کہ میری خوش نصیبی
کہ ایسے جلیل آکر میری شادی مین شریک ہون مگر صحبت عام مین اُنکا بیٹھنا مناسب
نہین ہی مین جاکر اُنکو جلسۂ خاص مین لاؤن آلبشار یہ کہکر دوڑتا ہوا آیا دور سے
دیکھا کہ بیچ مین وہ آفتاب تابان گرد ہجوم سیارگان طائفے دمبدم چلے آتے ہین
یہ خبر جو مشہور ہوئی کہ پوتا صاحبقران کا آیا ہی انعام بانٹ رہا ہی کسبیان سب
مالا مال ہوگئین آلبشار جمال قاسم دیکھکر محو دیدار ہوا سامنے آکر مودب کھڑا ہوگیا
جب قاسم نے سر اُٹھایا تو آلبشار نے سلام کیا عرض کی کیا بندہ نوازی ہی اور کیا
ذرہ پروری ہی کہ مجھکو سرفراز کیا مگر یہ مقام آپ کے بیٹھنے کا نہین ہی بارہ دری
مین تشریف لے چلیے اِس عجز سے آلبشار نے عرض کی کہ قاسم کو کچھ نہ بن پڑا ساتھ
آلبشار کے بارہ دری مین آئے سب تاجدار واسطے تعظیم کے اُٹھے اُدھر قاسم نے
دیکھا کہ وسط باغ مین تخت زرنگار بچھا ہی مگر تخت پر غاشیہ پڑا ہی آلبشار نے قاسم
کو لاکر برابر تخت کے ایک دنگل زرین بچھا ہوا تھا اُسپر جگہ دی قاسم کے بیٹھنے
سے محفل مین رونق ہوگئی آفتاب رخسار چمک سے دیکھنے والوں کی آنکھین خیرہ ہوگئین
آلبشار نے کئی عرضیان بادشاہ کو لکھین کہ حضور بھی آکر شریک جلسہ ہون جیران
نے جواب لکھ بھیجا کہ اے آلبشار مین تو نہین آسکتا مگر میری دختر بلند اختر ملکہ ماہ منیر
براے شکار گئی ہین مین نے اُنکو لکھ بھیجا ہی کہ شکار سے پلٹ کر شریک جلسۂ آلبشار
ہونا یقین کامل ہی کہ ملکہ ماہ منیر تشریف لائین آلبشار انتظار کر رہا ہی کہ ہرکارون
نے خبر دی کہ ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین آلبشار براے استقبال دوڑا اور دروازہ پر
آکر دیکھا کہ مرکب پری پیکر پر ملکہ سوار نقاب گلنار چہرے پر پڑی ہوئی مادیان کو
اُڑاتی ہوئی آتی ہین آلبشار نے سلام کیا ماہ منیر نے اشارۂ ابرو سے سلام کیا
پوچھا اے آلبشار والد نے حکم دیا تھا کہ باغ عشرت مین بھی جانا ہین کئی منزل کا
پھیر کیا کر تمھاری خاطر سے چلی آئی آج شب کو یہین رہونگی آلبشار نے دست بستہ
عرض کی کہ غلام کو سعادت حاصل ہوئی کہ حضور نے سرفراز فرمایا مادیان سے

ملکہ اُترین کنیزین جو پشت پہ تھیں اُنھون نے آکر چہار جانب سے گھیر لیا ماہ منیر
پنجون کے بھل اکڑتی ہوئی نقاب کو سنبھالتی ہوئی باغ مین آئی نرگس شہلا نے کہ جمال
کی مشتاق تھی آنکھین کھولدین سوسن بصد زبان گلرخسار کی ثنا خوانی کرنے لگی سرو
گلزار پایۂ گل تھا سیدھا کھڑا ہوا جو جمال دیکھکر اپنے مقام سے ہل نہین سکتا عشق پیچان
بھی زلف معنبر دیکھکر ایسا پریشان ہوا کہ اُلجھن ہوگئی ہر طرف باغ مین ملکہ کی آمد کا شور
ہوا نہرون کو یہ جوش ہوا کہ چشم حباب سے نظارہ کرنے لگین کہ سراپا خوب محبوب مرغوب ہے
مچھلیان چاہتی ہین کہ نہر سے نکل آئین اور قدمبوسی کرین مگر مجبور ہونا چاہیئے کہ
موج نہر سے پا بزنجیر ہین مگر قاسم بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ آلیشا رنے آکر عرض کی اے
شہریار ایک تکلیف دونگا ہمارے شاہ کی دختر آتی ہین جسوقت وہ تشریف لاوین
تو ذرا کھڑے ہوجایئے گا ہرچند کہ آتشخو شعلہ مزاج ہین مگر آلیشا رنے اِس خوشامد
سے کہا کہ قاسم نے بہت بہتر کا جواب دیا اول چند کنیزین آئین پکار کر آواز دی
صاحبو ہوشیار ہوجاؤ ملکۂ عالم آپہونچین سب تاجدار اُٹھکر آگے بڑھے قاسم بھی
اپنے مقام سے اُٹھے مگر دنگل کے پاس ہی کھڑے رہے کہ آفتاب عالمتاب حسن
جمال صاحب جاہ و توقیر ملکہ ماہ منیر بارہ دری مین داخل ہوئین آلیشا ر پیچھے پیچھے
ہاتھ باندھے ہوئے سب تاجدارون کو سلام کرتا ہوا ملکہ کو لاتا ہی جب ملکہ قریب
تخت پہونچین تو نگاہ جمال قاسم پر پڑی دیکھا ایک جوان رعنا غبغب گردن بلند و
بالا چہرہ آفتاب عالمتاب قد الو ترشمشاد باغ حسن وجمال دونون ابرو ہین یا صاف
ثابت ہوتا ہی کہ تیغۂ اصفہانی نیام انتقام سے اُگلے پڑتے ہین گردش چشم لیل و
نہار کو آنکھ دکھاتی ہی آنکھ غزال ختنی کی شرماتی ہی تیغۂ ہلالی کمر سے لگا ہوا پشت پہ
سپر کہ جسکو شب فراق عاشقان کہیے اُسپر پھول چمک رہے ہین پانون کو جنبش
ہوئی نقاب چہرے سے ہٹی قاسم کی بھی نگاہ پڑی دیکھا کہ محبوب حور طلعت صاحب
شوکت ولیاقت تشکم گرداب دریاے نجمت سینے پر ابھار صاف ثابت ہوتا ہی
کہ سرو گلزار مین پھل آیا یا درج گوہر ہین یا دو درج معجون ہین موے کمر بال سے

باریک جسپر مثال خط شعاعی ٹھیک — نظم

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر — ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
موے خوش رنگ پیچ کھاتے تھے — سانپ جسطرح غصے مین ہوئے
طاق ابرو کا مرتبہ ہو سوا — جنکی مشتاق ہوئی ہی خلق خدا
ایسے خنجر تھے ابروے کافر — زخم جنکے کبھی نہ ہون ظاہر
یہ بھی کہتے ہین بعضے نکتہ بین — ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین — یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
گورے گورے وہ عارض پر نور — رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
مہ کامل جو اُنسے لڑ جائے — صاف منہ پر طمانچہ پڑ جائے
رنگ گل گر مقابلے کو آئے — ہی یقین وہ بھی اپنے منہ کی کھائے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال — زرد ہو جائے جنکو دیکھکے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار — پتلی پتلی رگونکا جس سے ابھار
لوح سیمین وہ سینۂ پر نور — صاف و شفاف مثل سینۂ حور
ابھرا ابھری وہ چھاتیان اُسپر — قبۂ نور جسکو سمجھین بشر
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے — تو لگا لے وہ اپنے سینے سے
وصف موے کمر ہی حد سے فزون — درد سر ہو جو مو شگافی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا — آئنے مین شکم کے بال آیا
ساق پا ہین تو نور کا ہی ظہور — یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن — شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا — ہاتھ ملتا تھا اپنے رنگ حنا
قد کی تعریف مین ہی حیرانی — کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا — پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

مشاطۂ حسن و عشق نے پیش قدمی کرکے گلہاے عشق دونون کے سامنے پیش کیے

رنگ چہرون کے اُڑ گئے ملکہ نے نقاب کو درست کیا پسینے پسینے ہو گئی ناچار ہو کر تخت پر
بیٹھی وزدیدہ نگاہین کام کر رہی ہین کہ ملکہ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا آبشار کو بلاؤ آبشار سامنے
آیا فرمایا کیون آبشار کوئی مقام ایسا ہو کہ ہم تنہائی مین بیٹھکر دل بہلائین آبشار نے
عرض کی حضور یہ مقام باغ عشرت ہو اس باغ مین سب طرح کی کیفیت ہو کوٹھے پر چند
کمرے خالی ہین ملکہ نے صرف وزیرزادی کا ہاتھ تھام لیا اور تخت سے اُٹھی لیکن دل
بیٹھا جاتا ہو قلب تھرّاتا ہو پلٹ پلٹ کے قاسم کو دیکھتی ہو نگاہون سے یہ اشارہ تھا
کہ صاحب ہم کوٹھے پر جاتے ہین تم بھی آنا جب ملکہ چلی گئی اور کمرے مین جاکر بیٹھی تو گلرو
وزیرزادی سے کہنے لگی کہ کیون گلرو ایسے جوانان ماہرو کبھی نگاہ سے گذرے ہین
تمام اعضا موافق اس جرأت کو تو دیکھو کہ دشمن کے گھر مین اکیلے چلے آئے اور بیخوف
بیٹھے ہین ہرچند کہ آبشار تیغ زن آنکھین ہمارے باپ کی دیکھ چکا ہو اُسی صحبت مین
بیٹھا ہو پر بدی نہ پیش آئیگا مگر انکو یہ مناسب نہ تھا اے گلرو صبر النو عجیب حال ہو قلب پر
ہجوم غم و ملال ہو

نظم

رُخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا	خورشید تہِ سلسلۂ مو نظر آیا
ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا	رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا
قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے	اے یار جدھر آنکھ پڑی تو نظر آیا
میزان عدالت مین مرے دیدۂ پُرآب	ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
سمجھا ہین ہم بدر و ہلال اے فلکِ حسن	رُخ پر جو تمھارے خم ابرو نظر آیا
قاتل ادب تیغ سکھایا کیا ہر روز	ہر سعد مرا سینہ تہِ زانو نظر آیا
سرمے کا جو دنبالہ تری آنکھون مین دیکھا	اک ناوکِ پران لبِ آہو نظر آیا

یہان قاسم نوجوان بعد جانے ملکہ کے زانو بدلنے لگے منھ سے دھوان نکلنے لگا ہر
عضو بدن سوزشِ عشق سے جل رہا ہو گھبراکر فرمایا اے آبشار ہم آج کئی دن سے
صحرا مین تھکے کوئی مقام ایسا بتاؤ کہ وہان جاکر بیٹھین اور تھکن اُتارین آبشار نے
کہا بالاے بام تشریف لیجائیے کمرے سب سجے ہوے ہین جس مین چاہیے آرام فرمائیے

قاسم بھی دنگل سے اُٹھے اور بام پر آئے دیکھا ایک کمرے مین وہ حور وش وزیرزادی سے باتین کر رہی ہی اُسی کے برابر ایک کمرہ تھا اُس مین جاکر قاسم بھی بیٹھے ہچکیان آنے لگین ہر چند دل کو سمجھاتے ہین مگر طپش قلب دمبدم زیادہ پاتے ہین جب قاسم کا حال غیر ہوا تو دل کو سنبھال کر یہ شعر مصنف کا پڑھا فرد ۔ رہے دل درد جگر روح پہ صدمات فراق ۔ اُسی سبحانتر سے بیمار کرا ہین کیونکر یارہ کبھی اُٹھتے ہین کبھی بیٹھتے ہین ادھر ملکہ ماہ منیر نے سنا سُنے گلرو کے جو بیقراری اپنی بیان کی تو وزیرزادی نے عرض کی حضور مین نے اُنکو پہلو والے کمرہ مین آتے دیکھا ہی اگر وہین ہین تو مین لاتی ہون ماہ منیر نے کہا اے گلرو تیری کنیز بیدام ہو جاؤنگی مگر اِسکا خیال رہے کہ میری خواہش ثابت نہ ہو اِس حیلے سے لانا کہ اُنہین کا اشتیاق رہے مجھے بڑے بڑے خیال ہین گلرو نے کہا دیکھیے جاتی ہون یہ کہکر گلرو کمرے سے نکلی کہ رونے کی آواز کان مین آئی دل مین کہتی ہی کہ یہ ضرور قاسم کی آواز ہی حضرت عشق نے دونو نکو بیتاب کیا ہی کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہی

نظم

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار ۔ عشق وہ باغ ہی جس مین کبھی آئی نہ بہار
عشق وہ شاخ ہی جسمین نہ لگا پھل اکبار ۔ عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت نہ بہار
عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتہ دیکھا ۔ عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتہ دیکھا

حضرت عشق نے دونون کے دلپر تاثیر کی ہی عاشق بیقرار معشوق اشکبار انجام بہتر ہو کہ عاشق سے معشوق ملے پہ شادی کا ہنگامہ اور راستہ مین یہ آفت ایسا نہ ہو کہ راز کھلجائے تو کیا انجام ہو البشار بد طینت سفاک خو خدا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے مگر اے گلرو ہم جسکے تابعدار ہین اُنکی خیرخواہی کرینگے خواہ جان رہے خواہ جائے یہ سوچکر گلرو کمرے مین گھس آئی قاسم کو بستر پر تڑپتا ہوا دیکھا بہ محبت پوچھا اے شہریار خیر تو ہی یہ دشمنو نکا کیا حال ہی قاسم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے مشفق و مہربان ہمارا حال سُننے کی تاب نہ ہوگی یقین ہی بیقرار ہو جاؤگی ہمارا حال نہ پوچھو گلرو نے کہا یہی دنیا کا دستور ہی کہ آدمی سے آدمی حال کہتا ہی قاسم نے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ ماہ منیر سے اُلفت رکھتا ہون دلپر عشق نے اثر کیا ہی افسوس ہی کہ اُنکو ہماری خبر بھی نہ ہوگی حال دل

کون جانتا ہو اب یقین ہو کہ طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر نکلجائے تو شاید دل کو آرام
آئے گلرو نے کہا میرے ساتھ چلیے دوسرا کمرہ جو پہلو سے ملا ہو اسی مین ملکہ ہین حال دل
فرمائیے شاید کچھ ترس آجائے مین حضور کی سفارش کرونگی قاسم بہت خوب کہکر اُٹھ کھڑے
ہوے ہمراہ گلرو جو کمرے مین آئے تو دیکھا ملکہ کا عجیب حال ہو آنکھون سے اشک حسرت
جاری دل مائل بیقراری قاسم کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئین اور بے اختیار منہ سے نکلگیا فرد
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ۔ آئیے تشریف
لائیے قاسم کو ایک عید ہوئی ملکہ نے وزیرزادی کا شکریہ ادا کیا وزیرزادی تو ایک
گوشے مین منہ پھیر کر بیٹھی ادھر عاشق ومعشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا ایک
ایک جام شراب دونون پی کے پلنگ پر گئے ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ دونون غافل
سوگئے ادھر آبشار تیغ زن بعد تھوڑی دیر کے ملازمون سے مخاطب ہوا کہ ارے
کمبختو تمنے ملکہ کی بھی خبر لی نوکرون نے جواب دیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا آبشار
کی کمر مین تلوار لگی ہوئی تھی فوراً کوٹھے پر آیا جس کمرے مین ملکہ تھین اسمین سر ڈالکر
دیکھا تو سناٹا تھا کسی کو نہ پایا دوسرے کمرے کو جو کھولا تو یہ معاملہ دیکھا کہ ماہ منیر
قاسم کے ساتھ سو رہی ہو چونکہ جبران جنگ آنہ ما کی صحبت مین رہا ہو غصے سے
کانپنے لگا ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا ملکہ کی آنکھ جو کھلی جلاد کو سرپر دیکھا پیٹنے لگی کہ ارے
تو کیا سمجھا ہو مین نے بدکاری نہین کی آبشار کے ہاتھ مین تیغہ کھنچا ہوا ہو ہر مرتبہ
یہی ارادہ کرتا ہو کہ ملکہ کا سر کاٹ لون پھر جی مین کہتا ہو کہ بادشاہ تو کچھ نہ کہین گے یہی
فرمائین گے کہ غضب کیا مگر مان انکی آفت برپا کرینگی للکار رہا ہو کہ خاموش رہ مین تجھکو
شہر مین چلکر سزا دونگا آبشار نے جو چلا کر کہا قاسم کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آبشار ملکہ
پر غصہ کر رہا ہو ارادہ کیا کہ اُٹھون او نہ تلوار لون مگر آبشار نے ہاتھ تلوار کا مارا
کہ قاسم کا سر زخمی ہوا لڑکھڑا کر پلنگ پر گرے آبشار نے دوسرا ہاتھ مارا کہ شانہ
بھی جھول پڑا اسطرح کے دو تین ہاتھ مارے کہ قاسم کو غش آگیا آبشار سمجھا کہ مین نے
مار ڈالا جو قالین کہ پلنگ پر بچھا تھا اُس مین قاسم کو لپیٹا ادھر ملکہ پیٹ رہی ہو کہ او

جلاد تجھے کچھ معلوم ہے کہ اس بیچارے نے کیا خطا کی آبشار نے کچھ جواب نہ دیا اور قاسم
کو چاندنی میں لپیٹا اور گٹھر بنایا اس گٹھر کو اٹھا کر پشت پر باغ کی پھینکدیا بلکہ یہ معاملہ اپنی
آنکھوں سے دیکھکر ہزاروں کوسنے دینے لگی کہ نگوڑے خدا تجھے غارت کرے اگر وہ جاگتا
ہوتا تو اس سرکشی کا مزہ چکھاتا آبشار نے کچھ نہ سنا تھا تخت منگوا کر ملکہ کو اس میں سوار کیا
شادی ساری درہم و برہم ہو گئی ہر ایک جگہ یہی ذکر ہے کہ آبشار نے قاسم کو مار ڈالا
مگر بقول شاعر ہندی مثل ؎ جاکو راکھے سائیاں مار نہ ساکے کوئے ✽ بال نہ بیکا کر سکے
گر دو جگ بیری ہوئے ✽ اور اہل زبان فرماتے ہیں فرد اگر تیغ عالم بجنبد زجائے ✽ نبرد
رگے تا نخواہد خدائے ✽ آبشار تو ساری برات کو درہم و برہم کر کے طرف قلعہ حسن خنجر
کے چلا کہ اسکا ذکر کرونگا مگر جس صحرا میں آبشار نے پشتارہ قاسم کا پھینک دیا تھا وہ
صحرا عملداری میں ایک قصبے کے ہے کہ اس قصبے کو سعادت آباد کہتے ہیں مسعود نامے
زمیندار مردین رسیدہ گرم و سرد عالم دیدہ صبح کو چند پاسیون کو ساتھ لیے ہوئے
برائے حراست نکلا ہے کہ ایک پاسی نے خبر دی کہ فلاں نالے میں ایک پشتارہ پڑا ہے
طریقے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ چور کہیں سے آئے تھے مال بانٹ رہے تھے ہمکو آپ کو
دیکھکر بھاگ گئے مسعود زمیندار نے حکم دیا کہ گٹھر اٹھا کے لے چلو مکان پہ چلکر دیکھینگے
پاسیون نے پشتارہ اٹھا لیا مسعود مکان پر آیا پاسی نے پشتارہ رکھا مسعود نے
پاسیون کو تو رخصت کر دیا جب آپ اکیلا رہگیا تو چاندنی کو کھولا دھبے خون کے ظاہر
ہونے لگے اپنو گھبرایا بمشکل پشتارہ کھولا چاندنی کے بعد قالین تھا بالکل خون میں
ڈوبا ہوا جب قالین بھی کھولا تو معلوم ہوا کہ آفتاب تابان یا ماہ درخشان پردہ
شفق میں پنہان ہے مگر زخم گہرے جسم پہ لگے ہوئے ہیں ہر دہان زخم سے الامان کی آواز
آرہی ہے مسعود زمیندار گھبرا گیا نوکر کو پکارا اور حکم دیا کہ رمضان جراح کو بلا لے
کہنا شتاب کر صاحب نے بلایا ہے اور بیٹھا ہوا روئے زیبائے قاسم کو دیکھ رہا ہے کہ
آمد و شد نفس ظاہر ہے کلیجہ دھڑک رہا ہے کہ رمضان جراح حاضر ہوا مسعود نے
کہا او رمضان اسکے ٹانکے لگاؤ اگر اسکو صحت ہوگی تو تمکو بہت خوش کرونگا [illegible]

جو تمھاری جورت مین ہی اُسکا پوتا معاف کر دونگا وہ تمھاری معافی رہی رمضان نے
کہا حضور بڑی بات یہ ہی کہ زخم تو اس جوان نے گہرے کھائے مگر کوئی رگ و پٹھا کٹنے
نہین پایا بہت جلد اسے اچھا کرونگا مسعود خوش ہو گیا کہا ای رمضان بڑی تمھاری
خاطر کرونگا اگر اسنے صحت پائی کیونکہ یہ خود بھی کوئی شاہزادہ معلوم ہوتا ہی نہین معلوم
یہ کس جلاد کا فعل ہی کہ ایسے ماہ تابان کو یون ٹکڑے ٹکڑے کیا ہی کہ دیکھ کے کلیجہ پھٹتا ہی
کیا اس سے خطا سرزد ہوئی کہ جسکا یہ بدلہ کیا رمضان نے بیٹھکر زخم دھوئے یہ احتیاط
ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھا دین جراح تو چلا گیا مگر مسعود ہر وقت رومال ہاتھ مین
لیے مکھیان جھلا کرتا ہی دوسرے دن قاسم کو ہوش آیا آنکھین کھولکر دیکھا کہ مکان تمام
ہی سجا ہوا ہی کالنس کے باندون کی چارپائی بچھی ہی اُسپر ایک گدا اچھا ہی ایک شخص
سن رسیدہ مکھیان جھل رہا ہی قاسم کے آنکھ کھولنے سے مسعود نہال ہو گیا جھککر
پوچھا مزاج کیسا ہی قاسم کو قوت کلام نہ تھی اشارے سے جواب دیا کہ اچھا ہون یہ کہکر
پھر غش آگیا مسعود نے حکم کیا دو مرغ ذبح کرو اُسکی یخنی تیار ہو شام کو جو قاسم کی
آنکھ کھلی زمیندار نے وہ یخنی پلائی ہر وقت یہی تدبیر کرتا ہی کہ کیا شی کھلا دون کہ یہ جوان
کلام کرے چوتھے دن جو قاسم کو ہوش آیا تو تکیے کے سہارے اُٹھ بیٹھے مسعود نے
پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی قاسم نے صاف بتا دیا کہ نبیرہ صاحبقران قاسم نوجوان
مسعود نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی آپ کو کسنے زخمی کیا قاسم نے سب حال مفصل بیان
کیا کہ دختر حیران جنگ آزما پر عاشق ہوا تھا جسکا نام نامی ماہ منیر ہی آلبشار نے
مجھکو غفلت مین زخمی کیا مگر انشاء اللہ خدا تمکو جزائے خیر دیگا کہ تم میری باعث حیات
ہوئے صحت پاکے شہر مین جاؤنگا اور پھر دربار مین شاہ کے آلبشار سے بدلہ لونگا
زمیندار کے ہوش اُڑ گئے کہنے لگا میان یہ نام نہ لیجیے حیران جنگ آزما بڑا بہادر
ہی کئی ہزار پہلوان اُسکے ملازم ہین اس اقلیم مین کوئی ایسا نہین کہ اُسپر غالب آئے
قاسم نے کہا جو کچھ ہو حقیر مصنف عرض کرتا ہی کہ ایک مہینے مین سب زخم قاسم کے خشک
ہوگئے قاسم نے پیراسے غسل فرمایا مسعود نے اُسدن بڑا سامان کیا قریب بھر مین

روشنی کرائی جلسہ آراستہ کیا قاسم کو غسل کرایا کئی طائفے بلائے گروہ کسبیان دیہاتنین ٹھیلی ٹھیلی وضع گلبدن کے پائجامے انھین تول کی گوٹ زنگاری دوپٹہ برسات کے دھیمے پڑے ہوے انھین چوڑا چوڑا گوٹا لگا ہو اُن کسبیون نے مجرا کیا قاسم نے سب کو انعام دیا ایک نازنین کمسن کہ نئی کسبی ہوئی تھی سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

قصۂ روزگذشتہ آنکھ کو شرمائیگا / ہمکو پہچانتے ہو کیون انکو لحاظ آجائیگا
حال میرا سُنکے بولے فکر کیا کرنی ضرور / نالے کرتے کرتے اِکدن آپ ہی مرجائیگا
ہاتھ گردن مین اگر ہونگے تو سر آغوش مین / میرا مرنا بھی تجھے قاتل مزے دِکھلائیگا
تنگ ہو اطراف عالم جو صلے نکلین کے کیا / فکر ہو عاشق ترا دامن کہان پھیلائیگا
یہ بلا کے پیچ ہین مشکل ہو ان سے مخلصی / عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی رہجائیگا
شکوہ ایسا ہو کہ شرما کر اُسے کرلون پسند / ورنہ ناصح کی طرح تمسے بھی دل پھرجائیگا
فصل گل آئی جنونکے بڑھ چلے ہین ولولے / دل دھڑکتا ہو کہ ناصح آکے پھر سمجھائیگا
صبح سے تا شام ہٹ کرتے ہو لاکھون بار تم / اِسقدر کثرت سے دل کوئی کہانسے لائیگا
میرے افسانے مین شکوہ غیر کا بھی ہو شریک / دوستو کہتے ہو کیون غصہ اُنھین آجائیگا
دیکھکر تر دامنی گھبرا گیا کیون اے نسیم / دیدۂ پرآب دریا سیکڑون برسائیگا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو قاسم نے مسعود سے کہا اے مہربان و اے جان بخش ایک شے ہم اور تمسے مانگتے ہین یہ بادبان جو تمھاری سواری کی بندھی ہو یہ ہمین دو ہم طرف حسن آباد کے جائینگے اور جاکر آبشار سے تجھین سے کر البتا کو آبرو بچانا مشکل ہوا اور حیران جنگ آزما بھی جانے کہ بہادر ایسے ہوتے ہین اے مسعود اسوقت تو ہم سفر مین ہین مگر تمھارے ساتھ بدلا کرینگے یہ گاؤن ہمکو معافی مین دینگے مسعود نے عرض کی مین دل و جان سے حاضر ہون بادبان کیسی اگر آپ جان طلب کرتے تو مین حاضر کرتا مگر حسن آباد نہ جایئے یا تو یہین بسر کیجیے عمر بھر خدمت کرونگا یا پاسبانون کو ساتھ کردون آپ کے دادا جان کا لشکر جہان اترا ہو وہان تشریف لے جایئے قاسم نے کہا اے مسعود بڑی ہتک کی بات ہو کہ جسنے ہمپر ظلم کیا

اُسکے ساتھ بدلا نہ ہو لوگ اپنے مقام پر کہین گے کہ قاسم نے کچھ نہ کیا مسعود نے کہا
اے شہریار جیران جنگ آزما بڑی فوج رکھتا ہی اُسکے نام سے لوگ کانپتے ہین قاسم
نے فرمایا آپ ہمارے واسطے دعا کیجیے گا خدا انجام بخیر کریگا مسعود نے حکم دیا دیا وہان
کسکر آئی قاسم اُسپر سوار ہوے راستہ پوچھکر طرف حسن آباد کے چلے راہ کی جفائین
کہ دن بھر راستہ چلے شام کو کسی مقام پر اُتر پڑے کسی نخل کے نیچے آرام فرمایا بعد
ایک ہفتے کے آبادی معلوم ہونے لگی دیہات وقریات زراعتین سرسبز وشاداب
قاسم کو یقین ہوا کہ قریب شہر آپہونچے کوئی چار گھڑی دن پچھلا باقی تھا کہ دروازہ
شہر کا معلوم ہوا پھاٹک عظیم الشان دس ہزار سوار اُس مقام پر اُترے ہین قاسم
سب کو دیکھتے ہوے شہر مین داخل ہوے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد دوکانین آراستہ
کمرون پر کسبیان اُسکے نیچے دوکانین کنجڑون کی بھاری لنگے پہنے ہوے سرخ چندریان
اوڑھے تنزیب کی کرتی جسم مین پھنسی ہوئی آب بدور رند جوان جو کنجڑون کو دیکھتے
ہین تو کنجڑین بھی آوازدیتی ہین شعر سدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن ہو کر لے نار
پستان وسیب ذقن ہو گرم بازاری ہو رہی ہی قاسم نے ایک سے پوچھا کہ کاروانسرا
کسطرف ہی ایک جوہری نوجوان دوکان سے کود پڑا اور عرض کی کہ مجھکو سرفراز
کیجیے میرے مکان مین بہت جگہ ہی دوسرا تاجر دوکان سے کود کر آیا اُسنے بھی یہی کہا
تھوڑے عرصے مین معاملہ بازار یوسفی نظر آتا تھا ہر شخص یہی تقاضا کرتا تھا کہ ہمارے
مکان پر چلیے قاسم خاموش کھڑے تھے کسی کو جواب نہ دیتے تھے وہان جیران
نے دربار برخاست کیا سب پہلوان اپنے اپنے مکان کو چلے سرشار قوی بازو کہ
نامی پہلوان ہی گھوڑا اُڑاے ہوے آتا تھا دور سے دیکھا ایک مقام پر لوگونکا
جماؤ ہی گھوڑے کو اُڑا کر اُس مقام پر آیا دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم شوکت
گھوڑے پر سوار راستہ کاروانسرا کا پوچھ رہا ہی سرشار قوی بازو نہایت بہادر
پرست ہی جمال قاسم دیکھکر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ کہانکا تاجدار ہی آکر قاسم کو
سلام کیا کہا اے شہریار کاروانسرا کی کیا ضرورت ہی غلام کا غریب خانہ موجود ہی

وہان چلکر آرام فرمائیے قاسم نے فرمایا بھائی مسافرون کا مقام کاروانسرا ہوتا ہی سرشار
نے کہا مجھکو بڑا اشتیاق ہی کہ آپ کا حال سنون مجھکو تو معلوم ہو کہ اس شہر مین آپ کیونکر
تشریف لائے اور مین نہ مانونگا ضرور آپکو لے چلونگا شب بھر خدمت کرونگا صبح کو
آپکو اختیار رہیگا اور دو چار دن سرفراز کیجیے قاسم نے کہا سواے ایک شب کے
زیادہ مہلت نہین چونکہ ہم سن چکے کہ بادشاہ کا دربار برخاست ہوگیا لہذا کل دربار کے
وقت جائینگے قاسم نے پھر کچھ تکرار نہ کی سرشار کے ساتھ چلے اور بہ محبت فرمایا کہ
اے پہلوان دوران تمہارے کلام سے بوے محبت آتی ہی جو تمنے کہا بدل قبول کیا
سرشار نے کہا مین تو بندہ بے زر ہون آپکا مہمان ہونا باعث سرفرازی ہی قاسم ساتھ
ساتھ سرشار کے راستہ طے کرتے ہوے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک قصر بلند و
مرتفع ہی دروازے پر حاجب و دربان و چوبدار وغیرہ حاضر تھے خادمون نے آکر مرکب
سرشار کی باگ تھام لی سرشار نے اشارہ کیا کہ دوسرے مرکب کی بھی باگ تھام لو
خادمون نے تعمیل حکم کی قاسم بھی گھوڑے سے اترے ہمراہ سرشار اندر مکان کے
آئے مسند بچھی ہوئی تھی اسپر قاسم کو جگہ دی آپ سامنے آکر بیٹھا عرض کی کہ اے شہریار
امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے قاسم نے نام اپنا مفصل بتادیا
اور کہا باغ عشرت مین پدر آبشار نے وہ حرکت کی کہ جلاد سے بھی نہ ہوسکتی اور میرا
مرکب وغیرہ لایا ہی مین صبح کو جاکر شاہ سے مرکب اپنا لونگا اور کہونگا کہ دختر کو سوار
کرو ورنہ خون کے دریا بہادونگا سرشار حیران ہی کہ یہ کیا کہتے ہین مگر خاموش ہو رہا
جی مین کہتا ہی کہ بھلا حیران جنگ آزما کا بیٹا یہ باتین سن سکیگا نہین معلوم کیا آفت
برپا کریگا شاید اس جوان کو کچھ سنک ہی اسباب عیش و نشاط مہیا کیا ایک گائن کو
اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار جناب نسیم دہلوی مرحوم کے با ناز و کرشمہ گانے لگی نظم

اشک اُٹھے تہ دامن سے ٹپک کر باہر	قطرہ دریا سے نکل آئے شناور باہر
اسقدر جوش محبت سے گلون نے کھینچا	گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر
چشم دزدیدہ بھی واہ رے نظارے کیو	سینۂ تیغ سے ہی دیدۂ جوہر باہر

شجاعت مرگ مین بھی تنگدلی اے قاتل پانون ڈھانکے کبھی کفن نے تو رہا سر باہر
جذب مشتاق شہادت کو تو کر ظالم آ نکل آیا ہی گھر سے تری خنجر باہر
سمجھ فقط اپنے لیے وہ نہین دکھلاتے ہین رہیے آغوش تصور سے کبھی باہر باہر
گر نہین ضبط کا یارا ہی تو ہان بسم اللہ چھوڑ کر پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر
کم نہین ایک گھڑی مشغلہ بیتابی وحشت دل سے برابر ہی ہمین گھر باہر
خوف آوارہ مزاجی ہمین آتا ہی نسیم طفل اشک آنکھ سے رہنے لگے اکثر باہر

شب بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو قاسم نے کہا ہماری مادیان تیار کرو سرشار قدمون پر گر پڑا کہا اے شہریار مین تو آپ کو تنہا نہ جانے دونگا قاسم نے کہا کیا مجھکو مول لے لیا ہی یا مین تمھارا غلام ہون تمنے دعوت کا نام لیا مین چلا آیا اب کیون روکتے ہو سرشار نے کہا اول تو باعث آپ کی ناراضی کا یہ ہوگا کہ آلبشار ہر وقت بلبلایا کرتا ہی اور کہتا ہی مین نے قاسم کو مار ڈالا آپ کے خلاف ہوگا اور اسکے شاہ کا دربار ہی قاسم کسی طرح نہ مانتے تھے آخر سرشار قدمون پر گرا اور کہا اتنا تو قبول کیجیے کہ آجکا دن اور رات تو ضرور رہیے آج تو مین نہ جانے دونگا قاسم سوچے کہ بہادر ہی سوا اسکے بہت اچھا اور کچھ نہ بن پڑا سرشار کمر کو باندھکر ہتھیار وغیرہ لگائے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوکر دربار مین حیران کے آیا تو دیکھا شاہ تخت پر بیٹھا ہے جملہ پہلوان جمع ہین مگر آلبشار وہی ذکر کر رہا ہی کہ نبیرۂ حمزہ کو مین نے یون مارا اور لاش کو باندھکر پھینک دیا سیاہ وغیرہ کہا گئے ہونگے جیسے ہی آلبشار نے یہ ذکر کیا سرشار بول اُٹھا کہ جھوٹ کی ایسی تیسی آلبشار نے کہا کیون اے سرشار تم کیا جانو سرشار نے کہا ہم اتنا جانتے ہین کہ جیسے ہی اسنے آنکھ کھولی تمنے ہاتھ تلوار کا مارا وہ یا زخم سر پر کاری پڑا وہ پلنگ پر گرا تمنے اسقدر تلوارین مارین کہ زخمون مین چور چور ہوگیا آلبشار نے کہا تم کیا جانو سوا میرے اُس مقام پر کوئی نہ تھا آلبشار و سرشار مین تکرار ہونے لگی حیران جنگ آزما نے تکرار کو منع کرکے کہا اے سرشار تمھین کس بات پر قوت ہی کہ جو کہتے ہو اسنے سوتے مین زخمی کیا سرشار سے ضبط نہ ہوسکا کہا اے شہریار قاسم نے شکست پائی رات سے میرے

یہان مہمان ہو دو دربار شاہ مین آتا تھا مین نے بدستِ رد کیا ہے اور میان آبشار پیرِ نابالغ
ہین جو ایسا دل رکھتا ہو کہ اکیلا دربار مین آنے کو کہتا ہو مین کیونکر یقین مانون کہ آپ چھوٹ
جاتے ہین یہی کیا آبشار کو یہ سنکر پسینہ آگیا مگر جیران جنگ آزما نے کہا اے سرشار
تمنے خوب کام کیا کہ اپنے مکان پر روکا اگر وہ یہان ہوتا اور رکابِ عم سخت و سست کرتا تو
مجھے کچھ نہ بن پڑتا اکیلے پر ہاتھ اٹھانا میری جرأت کے خلاف تھا شاید صبر نہ ہو سکتا اور
مین جواب سخت دیتا جو شخص ایسا بے کلیجے ہو کہ تمام عالم مین مشہور ہو کہ ہزار ہا جوان
پہلوانان زبردست میرے رفیق ہین اور پانچ لاکھ فوج کا مالک ہون مگر اُسنے کچھ خوف
نہ کیا اور شہر مین چلا آیا اور دربار مین آنے کو موجود ہو مین اُسکو اپنا رفیق بناؤن گا
اے سرشار ایک احسان کرو کہ اُسکو سمجھا کر پھیر دو اپنے باپ دادا کا لشکر لا وے سرمیدان
کلام کرے تو مین جواب دونگا اُسوقت میری جرأت کا حال کھلے گا اور اپنے گھر پر آئے
ہوے پر ہاتھ ڈالنا جرأت کے خلاف ہی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازہ
پر وہ جوان آگیا کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ خبر کرو اُسکے بعد آنے سرشار کے قاسم سوار ہو کے
چلے تو ملازمان سرشار نے روکا قاسم نے سب کو جھڑک دیا اور کہا کیا مین تمہارا نوکر
ہون مین ضرور جاؤنگا نوکر خاموش ہو رہے قاسم سوار ہو کر جب دربار گاہ جیران
پر پہونچے سامنے مرکب اِنکا بندھا ہوا تھا شیہے کھینچ رہا ہی اسقدر ٹاپین زمین پر
مارہی ہین کہ سامنے ایک غار ہوگیا ہی کئی سائیسون کو مار چکا ہی اپنے آقا کی جدائی مین
رغبت سے گھانس بھی نہین کھاتا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین قاسم نے جو اپنے
مرکب کو دیکھا اور مرکب کی بھی نگاہ پڑی خوشیان کرنے لگا قاسم نے بڑھکر کہا کہ بیٹا
ہم تمھین لینے آئے ہین مرکب بحسرت دیکھنے لگا قاسم نے قریب آکر گلے مین گھوڑے
کے دونون ہاتھ حمائل کیے لوگ حیران تھے کہ یہ وہی مرکب ہی جو کسی کو اپنے قریب
نہین آنے دیتا تھا یا وہی گھوڑا کیسا شائستہ کھڑا ہی اپنے آقا کا سینہ چاٹ رہا ہی مگر
چوبدار نے جو شاہ سے عرض کی جیران نے گھبرا کر کہا اے سرشار تمھین باہر جاؤ سمجھا کر
اُسے پھیر دو مابدولت کے سامنے نہ آئے اگر مار ڈالونگا تو بدنام ہو جاؤنگا مثل مشہور ہے

آگھیرا سے ہوسے کو کچھ نہیں کہتے سرشار نے آبشار سے کہا اب آپ تو ہٹ جائیے ورنہ
آپ کو دیکھ کر اور زیادہ جھلائیگا آبشار تو ایک گوشے میں جا کر چھپے سرشار باہر آیا آکر
دیکھا قاسم کھڑے ہوئے باتیں کر رہے ہیں اور درگھ سالار سے تکرار ہو رہی ہے لیکن
درگھ سالار نہیں کہتا ہے کہ میں نہ جانے دونگا جبتک کہ حکم نہ آئیگا قاسم کہتے ہیں کیسا حکم
ہم ضرور اندر جائینگے کہ سرشار نے آکر درگھ سالار کو منع کیا اور قاسم کے سامنے
آکر رونے لگا کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ میرے آنے کے بعد ملازموں نے کچھ خلافی کی
قاسم نے کہا کسی کی خطا نہیں ہے میں جب آنے پر بگڑا تب وہ لوگ خاموش ہو رہے
اے سرشار خبردار کسی ملازم کو کچھ نہ کہنا کسی نے ہمارے ساتھ کچھ برائی نہیں کی سرشار
نے کہا اب یہ احسان کیجیے کہ پلٹ جائیے میں سو پچاس آدمی ساتھ کر دوں قاسم نے
کہا اے سرشار اب دروازے پر آکر پلٹنا مردان عالم کا کام نہیں ہے سر ہتھیلی پر رکھکے
آیا ہوں اول تو آبشار سے سمجھونگا بعد اسکے شاہ سے کلام کرونگا سرشار نے کہا
آبشار دربار میں نہیں ہے شاہ نے اسکو نکال دیا ہے اس نے دروغ گوئی اسکی ثابت کی
شاہ نے آبشار کو نظروں سے گرا دیا اور یہ حکم ہوا کہ بیہودہ باتیں نہ کیا کرو زمرے
میں پہلوانوں کے نہ بیٹھو مگر اب مہربانی فرمائیے میرے ہی مکان پر چلیے دو چار دن
آرام فرمائیے بعد اسکے آپ کو اختیار ہے قاسم نے جھلا کر جواب دیا کہ اے سرشار یہ
باتیں تمہاری ہمپر شاق گذرتی ہیں بس اب ہٹو ہم اندر جائینگے درگھ سالار اٹھا
سرشار ہاں ہاں کرتا رہا مگر درگھ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے کلائی تھامکر
ایک تمانچہ مار دیا کہ درگھ سالار کا سر اڑ گیا ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں پہونچا اور قاسم
نے قفل زنجیر کو کاٹا پردہ اٹھا کر اندر آئے دیکھا شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور ہزار رفیق
بیٹھے ہیں ہر ایک دیو خصال عفریت مثال بیٹھا [illegible] قاسم نے کچھ خیال نہ کیا اور
پکار کر آواز دی سلام من بر مجلس و برین ماہ برکسے یاد کرے آشنا سدہ پیدا کرد خدا
یک است و دین پیغمبر برحق یہ آواز سنکر سب پہلوان بگڑنے لگے مگر جیران نے سبکو
منع کیا کہ خبردار بادو دخل نہ دو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہے ہمارا کیا نقصان ہے مگر

قاسم آتے آتے قریب تخت جیران جنگ آزما کے پہونچے دیکھا ایک پہلوان موسوم
بہ عفریت خونخوار بیٹھا جھوم رہا ہی قاسم نے قریب آکر اُسکو سلام کیا عفریت نے کچھ
خیال بھی نہ کیا قاسم نے کہا اے پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان ہم تمھارے پاس آئے
ہین اور تمھارے مہمان ہین تھوڑی دیر کے واسطے اِس دنگل سے اُٹھ جاؤ ہم تمھارے
شاہ سے کچھ کلام کرینگے عفریت نے کہا کیا مجھے تمنے سب مین حقیر دیکھا ہی اور مقام پر
جاکر بیٹھو قاسم نے کہا تم قریب تخت شاہ بیٹھے ہو ہم اِسی مقام پر بیٹھینگے عفریت نے
تیغے پر ہاتھ ڈالا جیران جنگ آزما نے منع کیا کہ اے عفریت اُٹھ جاؤ مہمان کو بیٹھنے دو
عفریت شرمندہ ہوکر اُٹھ گیا قاسم دنگل پر بیٹھے جیران شوکت قاسم دیکھکر جیران جمال
و محو دیدار ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ کیا جوان بے کلیجہ ہی کہ ہراس کا نام نہین پس فوراً
اشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ ساقی بچون نے گلابیان شراب کی اور کشتیان
کباب کی لاکر رکھین ایک گائن کو اشارہ کیا کہ وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

ایک شب جو نہی محفل مین نہ پاسے بار شمع
صبح ہوتے ہوتے ہو با تندر رشتہ زنار شمع

رات جو دیکھا ترے رخسار آتش ناک کو
کھا کے غش گر گر پڑی محفل مین سو سو بار شمع

ساق جانان سے جو کی ہی ہمسری اس جرم پر
لٹکی رہتی ہی دکانون مین سر بازار شمع

تیرے دامن کی ہوا ہی وہ نسیم اے رشک گل
ہو کے گل بنجا ئیگی شاخ گل بے خار شمع

شام سے تا صبح محفل مین وہ گل آتا نہین
بخت خفتہ ہین عبث رہتی ہی شب بیدار شمع

بدعمل جو ہین وہ باز آتے نہین تعزیر سے
چھوڑ کو پروا نہین گو ہی مثال دار شمع

طائر مضمون گرے پڑتے ہین پروانونکی طرح
کنج تنہائی مین ہی یان کلک آتشبار شمع

کیا فقط انسان ہی کافر اُس صنم کے عشق مین
رکھتی ہی پنہان بدن مین رشتۂ زنار شمع

جلوہ فرما تو اگر ہوگا تو ہوگی طرفہ سیر
بزم سے بھاگے گی لنگراتی ہوئی ای یار شمع

بزم عالم مین ہی خاموشی سے اے ناسخ فروغ
گو سراپا ہی زبان کرتی نہین گفتار شمع

عین گرمی صحبت ہی کہ قاسم نے ہاتھ سے گائن کو منع کیا کہ خاموش رہو طرف جیران کے
متوجہ ہوے فرمایا اے بادشاہ رستم خصال تیری جرأت کے شہرے ہین بڑے بڑے

پہلوان تیرے نام سے کانپتے ہین مین کچھ مانگنا چاہتا ہون جبران جنگ آزما نے بکشادہ
پیشانی جواب دیا کہ جان و مال سب کچھ حاضر ہے قاسم نے کہا اول تو یہ بتائیے کہ آلیشار کہان
ہے مجھکو اُسنے تمانچے مارے کہ مین گر پڑا جبران نے جواب دیا کہ مین نے اُسے صحبت سے نکالدیا
اور جو طلب فرمائیے وہ حاضر کرون قاسم نے کہا اول تو میرا مرکب اور سلاح جو آلیشار
لایا ہے وہ مرحمت ہون جبران نے جلدی سے جواب دیا کہ علاوہ اُن ہتھیارون کے
سلاح خانہ کھلوا دون جو مزاج مین آوے وہ ہتھیار پسند کر لیجیے قاسم نے کہا ایک
سوال اور ہے یقین ہے کہ وہ سوال آپ کو ناگوار ہو مگر مجھے کچھ پروا نہین مین سر اپنا
ہتھیلی پر رکھکر آیا ہون یہی چاہتا ہون کہ اِس اقلیم والون کو بھی دیکھون کہ کیسے بہادر
ہین جبران نے کہا آپ میرے مہمان عزیز ہین جو طلب فرمائیے گا وہ حاضر کرونگا قاسم نے
کہا ملکہ ماہ منیر کو محافے مین سوار کرکے میرے ساتھ کیجیے ورنہ دریا خون کے بہا دونگا
اور معشوقہ کو لیکر جاؤنگا جبران نے شرما کر سر جھکا لیا جواب مین کہا اے نبیرۂ صاحبقران
آپ نے ایسا کلمہ کہا کہ مجھے پسینہ آگیا مگر سوچیے تو کہ کوئی نامرد سا نامرد بھی ایسا کام نہ کریگا
مین کیونکر بیٹی کو سوار کرکے آپ کے ساتھ کر دون قاسم نے کہا ہزار رفیق آپ کے
پیچھے ہین اور پانچ لاکھ فوج کے آپ مالک ہین محافہ ملکہ کا میدان مین رکھیے کل فوج کو
تیار کیجیے تب آپ کو معلوم ہو کہ محافہ کون لے گیا اب بہتر اسی مین ہے کہ عرض میری قبول
فرمائیے جبران جنگ آزما مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان باتون مین قاسم کو
ٹال رہا ہے مگر قاسم ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ اے ستم وقت یا تو اُٹھیے کہ میرے آپکے امتحان
ہو جاوے یا محافہ منگائیے مگر جبران جنگ آزما باختر و سنجان کا حال پوچھ رہا ہے
کہ ان ملکون مین آپ بہت لڑے یہان دربار مین یہ کیفیت ہے کہ بعض پہلوان دربار سے
اُٹھ گئے کہتے تھے ہمسے نہین سنا جاتا کھینچا اسکا منشا سے بلندر کا سبب کہ رستم قلعۂ
حسن پرستان کہلاتا ہے اپنے محل سے نکلا دیکھا کہ چند پہلوان کھڑے ہین منشا نے پوچھا
کہ آپ لوگ آج دربار مین نہین گئے سب نے کہا اے منشا شہزادے نہین معلوم آپکے
چچا صاحب کو کہان کی نامردی سوار ہوئی ہے کہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران ایسی

سخت کلامی کر رہا ہو اور ہر مرتبہ کہتا ہو کہ اُٹھیے آپ کے چچا صاحب کا چہرہ سُرخ ہوا جاتا ہو مگر باتوں میں ٹال رہے ہیں ہم لوگوں سے نہ سُنا گیا آخر اُٹھکر دربار سے چلے آئے منشا نے جو یہ باتیں سُنیں غُصّے میں کانپنے لگا پھر کہا ای بہادرو چچا صاحب وحیدِ عصر پہلوان ہیں لیکن ضبط کو کام فرما رہے ہیں میں ابھی جاکر سمجھائے دیتا ہوں میرے سامنے تو کہے کہ میں کوسوار کرو دو زبان تیغ سے جواب دونگا اور اگر کُشتی پر راضی ہو تو ہڈیاں اور پسلیاں توڑ ڈالونگا توبہ توبہ کرکے بھاگے سب پہلوان منشا سے بلند رکاب کے ساتھ ہو یہاں منشا تنتنا ہوا طرف بارگاہ کے چلا تلوار تولتا ہوا ڈورا کھولتا ہوا جیسے ہی وہ بارگاہ میں آیا یہ معاملہ دیکھا کہ قاسم اپنی ہی کیے جاتا ہو جیران جنگ آزما پسینے پسینے ہو مگر اور تذکروں میں ٹال رہا ہو کہ سامنے سے منشا سے بلند رکاب آیا جمال پر قاسم کے جو نگاہ پڑی پسینہ آگیا قریب آکر کہا ای جوان چچا صاحب سے کیا کلام کر رہا ہو میں ایک بات کہوں اگر خلاف مزاج نہ ہو قاسم نے کہا فرمائیے منشا نے کہا اول مجھے مقابلہ کیجیے ساتھ اِس شرط کے کہ اگر میں غالب آؤں تو میری رفاقت اختیار کیجیے اور ماہ شیر کا کبھی نام نہ لیجیے قاسم نے کہا بہتر آئیے میں موجود ہوں تلوار کھینچیے منشا حیران ہو کہ کیا جوان سینے کا ہی ہر بات میں موجود ہو تلوار نیام سے اُنگلی پڑتی ہو قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا آمادہ حرب و پیکار ہو منشا سے بلند رکاب نے ہاتھ تھام لیا کہا آج شب کو آپ کی دعوت ہو رات کو اکھاڑہ تیار ہوگا صبح کو میرے آپ کے کُشتی میں امتحان ہو مگر رفاقت میں اِنکار نہ کیجیے گا قاسم نے کہا رفاقت کیسی ہم تمھاری غلامی کرینگے منشا نے خوش ہوکر قاسم کا ہاتھ تھام لیا دوسری بارگاہ میں لیکر آیا خاطر و مدارات کرنے لگا مگر ناظرین پر واضح ہو کہ جب آلبشار جلاد صاحب ظلم و فساد محافہ ملکہ کا لیکر آیا تو ملکہ کو تو محل میں اُتروا دیا اور ماں سے ملکہ کی سب حال بیان کیا ماں نے بیٹی کی بلائیں لیں کہا ای نورِ نظر یہ کیا کیا ملکہ رونے لگی کہا ای مادر مہربان اِس نگوڑے جلاد نے عجب بدعت کی میری آنکھوں کے سامنے اُس یوسف ثانی کو بہ دغا تلوار یں ماریں اور گٹھری باندھکر پشت باغ عشرت پر پھینکدیا میں کیا زندہ رہونگی نام اُسی شہر یار کا لے لیکر جان دونگی

پھر آبشارہ بارگاہ جیران مین آیا سب کیفیت جیران سے بیان کی جیران یہ سنتے ہی تلوار کھینچکر چلا کہ جاتے ہی اُسکا سر کاٹتا ہون یہان کنیزون نے مادر ملکہ کو خبر کی کہ شوہر آپکے اس ارادے سے آتے ہین مان نے بیٹی کو کوٹھری مین بند کر دیا جیران محل مین آیا زوجہ سے پوچھا وہ گیسو بریدہ کہان ہی زوجہ نے کہا کیون صاحب کیا ارادہ ہی جیران نے کہا اُسکا سر کاٹونگا مان نے کہا صاحب اِسوقت تو تمکو غصہ ہی مگر ماہ منیر بشوہیہ یاقوت شاہ ہی جو نور چکیدہ لقا ہی قدرت کی بہو ہوئی تم لوگ جانتے ہو کہ بے حکم لقا پتہ نہین ہلتا پس اُنکو تو منظور یہ ہوا کہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھے اگر تم اسے مار ڈالو اور کل کو قدرت دامن پکڑین تو کیا جواب دوگے اور قدرت فرمائین کہ ہمنے بہو کا امتحان لیا تھا صاحب دنیا فریب کر لو کہ مسلمانون مین بدون عقد طرف فعل اصلی کے رجوع نہین ہوتے انصاف کرو کہ وہ امتحان مین پوری اُتری آبشار نے جو کچھ کیا وہ خوب کیا بلکہ ہمین دشمن کے بھی مارے جانے کا خوف ہی کہ مسلمانون نے کیسا کیسا ستایا قدرت نے خفا ہو کر ملک سوروتی چھوڑ دیا مگر یہ نہ کہا کہ مسلمان غارت ہو جائین کچھ تعجب نہین ہی کہ قدرت اُس زخمی کو بھی بچالین جو کوئی تمپر طعن و تشنیع کرے اُسکو جواب دو کہ قدرت نے جو ستایا جانا وہ کیا ہم اُنکے حکم کے پابند ہین زوجہ نے اِسطرح شوہر کو سمجھایا کہ جیران جنگ آزما نے سر نیچا کر لیا اور چپکا باہر چلا گیا جیران جب باہر جا چکا تو زوجہ اِسکی قریب بیٹی کے آئی دیکھا بہوت عشق ہی کنیزون گھیرے بیٹھی ہین قاسم کے ذکر سے خوش ہوتی ہی اور کنیزون پر تاکید ہی کہ یہی ذکر کرو اب ماہ منیر اپنے پروردگار سے ہاتھ اُٹھا کر دعائین کیا کرتی ہی کہ ای کس بیکسان و ای حافظ درماندگان اُس غریب کی حفاظت کرنا **نظم**

ای کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گلِ بستان ما

ما وجودِ قرب ہستم از بساطِ وصل دور
پس تو ئی در دین و دنیا ای خبر گیرِ جہان

ہست عجز و انکسار و عذر و تقصیر و سجود
دیدہ بذاتت تو تصدق دین ما ایمان ما

روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
حیف بر مہجوری ما و اے بر حرمان ما

مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
عزت ما حرمتِ ما عظمتِ ما شان ما

از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنم	چون نریزد چون خون کلک گہر افشان ما
گرچہ سر تا پا گنہگاریم یا مولےٰ مگر	مرحمت بر فضل و کرامت ہست اطمینان ما

ایک مہینہ کامل اسی طرح گذرا کہ جب ماں آتی ہی تو بیٹی کو دیکھتی ہی کہ دیوانہ وار چپ چاپ بیٹھی دعائین مانگ رہی ہی ماں کہتی ہی کہ بیٹی صبر کرو ماہ منیر کہتی ہی کہ وہ پروردگار اس غربت مین انکا حامی و مددگار ہی کنیزون سے آٹھ پہر یہی ذکر ہی کہ آبشار نے مجھکو کیون نہ مار ڈالا انکے بھائی بلند جب سنین گے تو اس ملک کو آکر برباد فنا کر دینگے بارے صاحبو مین کیا کہون مجھکو نیند آگئی یہ نہ جانتی تھی کہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہوے گی ہی اگر وہ ذرا بھی ہوشیار ہوتے تو میان آبشار کو جواب دیتے اس حرامزادے نے اسکو بھی ٹال دیا کیا صاحبو تمنے کتابین نہین پڑھی ہین کہ باختر ایسے ملک مین لقا پر شبخون مارے اور سنجان مین انکے چچا بدیع الزمان اور یہی قاسم تھے تمام ملک گنجاب کے چھین لیے دوسرا کمال یہ کیا کہ جب گنجاب سے آخر کا مقابلہ پڑا ہی اور گنجاب نے ہفت صف جمائی ہی تو بدیع الزمان نے تو لشکر کشی کی تکرار کی والد نے انکو یہی صلاح دی کہ تم جاکر اکیلے لڑو صف اول کو بدیع الزمان ویران کرتے تھے اور صاحب ہمارے یکہ و تنہا لڑتے ہوے جاتے تھے آخر گنجاب کو شکست دی ماں یہ باتین سنکر روتی ہوئی آتی ہی اپنے جلسے مین آکر ذکر کرتی ہی کہ ملکہ ماہ منیر کو جنون ہوگیا مگر ماہ منیر آٹھ پہر یہی ذکر کیا کرتی تھی نام لے لیکر قاسم کا روتی تھی اور دعائین کرتی تھی ایک دن بیٹھی رو رہی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی والد آپ کے وارث آگئے ہین ماہ منیر دل ہی کرکے پوچھنے لگی کنیز نے سب بیان کیا کہ دربار مین آئے اور آپ کے باپ سے کہا کہ ماہ منیر کو سوار کر دیجیے اور میان آبشار نے سامنا نہین کیا وہ اکیلے آمادہ تھے کہ اے حیران جنگ آزما میرا امتحان کر آخر آپ کے بھائی منشا سے بلند ربکا پہونچے اپنی بارگاہ مین لے گئے ہین اور طبل کشتی بجا ہی صبح کو مقابلہ پڑیگا اگر یہ غالب آئینگے تو منشا اطاعت کریگا اور اگر زبر ہونگے تو یہ منشا کی اطاعت کرینگے اپنی بارگاہ مین دعوت کر رہا ہی دیکھیے آوازینے ڈھنڈھورا پیٹ رہا ہی ماہ منیر یہ سنکر شگل کے

شگفتہ ہوگئی اور کنیز سے کہا ذرا مادر مہربان کو بلا لاؤ کہنا کہ وہ بدنصیب آپ کو بلاتی ہی کنیز نے جا کر مان سے کہا مان فوراً سنکر دوڑی کہتی ہوئی کہ شکر ہی مہینہ بھر کے بعد مجھکو یاد کیا آجتک سواے ذکر قاسم کے کوئی کام نہ تھا جب سامنے پہونچی تو آکر دیکھا کہ ماہ منیر خوش بیٹھی ہی مان کو سلام کیا مان نے کہا بیٹا برخوردار کہو کس لیے مجھکو یاد کیا ہی ماہ منیر نے کہا کیون مادر مہربان آپ نے خدا کی قدرت کو دیکھا وارث میرا آگیا آپ ایک احسان کیجیے کہ والد کو بلا کے اسلیے کہیے کہ اکھاڑا سامنے باغچہ حرم سرا کے ہو کہ ہم بھی کشتی دیکھیں سگے آپ کے قربان ہو جاؤن مین بھی اپنے وارث کو دیکھ لون مان نے کہا بیٹا یہ کتنی بڑی بات ہی کیون بلائین لیتی ہو آج تمنے بات کی ہی مہینہ بھر کامل گذرا کہ جب مین بدنصیب آتی تھی تمکو وحشت مین پاتی تھی آج خوش پایا ہی مین جا کر ابھی یہ انتظام کیے لیتی ہون تمکو ضرور تماشہ دکھاؤنگی مین بھی تو دیکھون کہ وہ جوان کیسا ہی ماہ منیر نے کہا ای مادر مہربان جب دیکھو گی تو انصاف کروگی اصل یہ مثال ہی کہ اُنکا تلوا اور میرا چہرہ برابر ہی خیر اب کل ملاحظہ فرمائیے گا اب جا کر انتظام کیجیے یہ باتین کر رہی تھی کہ اسنے خبر سنی کہ حیران جنگ آزما آیا ہو اُٹھکر وہان سے آئی اپنے شوہر کے پہلو مین آکر بیٹھی کہا کیون صاحب آج یہ کیا ہنگامہ ہی حیران نے کہا صاحب کیا بیان کرون نبیرہ حمزہ بکہ و تنہا میری بارگاہ مین آیا اور یہ گستاخی کی مجھی سے کہتا تھا کہ اپنی بیٹی کو سوار کر دو کہ مین لیجاؤن مین نے غصہ کرنا مناسب نہ جانا باتون مین ٹال رہا تھا کہ منشاے بلند رکاب آیا اسنے وعدہ کیا کہ مین تمسے مقابلہ کرونگا اپنی بارگاہ مین قاسم کو لے گیا ہی دعوت کر رہا ہی کل صبح کو دونون مین کشتی ہوگی یقین ہی کہ منشاے بلند رکاب اُنکی ہڈیان پسلیان توڑ ڈالیگا جس مقام پر پکڑ لائیگا نکلنے نہ دیگا معلوم ہوگا کہ جرأت کیا چیز ہی زوجہ نے کہا تو ایک احسان کیجیے کہ اکھاڑا ہمارے محل کے سامنے کھدے کہ ہم لوگ بھی کشتی دیکھیں حیران نے قبول کیا محلدار سے حکم دیا کہ کارندون سے جا کر کہدو کہ سامنے بادشاہ بیگم کے محل کے اکھاڑا تیار ہو حکم کی دیر تھی اکھاڑا سامنے محل کے درست ہونے لگا تماشہ مین رات سے آنے لگے دوکاندار وخوانچے والے

گرد اکھاڑے کے آآکر جمنے لگے حیران جنگ آزما بھی آکر تخت پر بیٹھا وزراء امرا ارکین
سلطنت و وزیران اتہت سب حاضر ہین کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا پہلوان مشرق
قلعۂ مشرق سے نکلکر مع شاگردان ضیا و شعاع اکھاڑے مین چرخ زبرجدی کے خم مارنے
لگا ادھر ماں بیٹی کو لیکر برسر بام آئی پردے کھنچ گئے کرسیاں بچھ گئین انیسین جلیسین سب
آکر بیٹھین دونون ماں بیٹیاں بھی ایک ایک کرسی پر بیٹھین مگر ماہ منیر بیتاب و بیقرار
اُسی طرف دیکھ رہی ہے جی مین کہتی ہے کہ تمام عالم کے لوگ بیٹھے ہین اور اُس آفتاب تابان
وماہ درخشان کا پتہ نہین کہ یکایک روشن چوکی کی آواز آئی سب اُسی طرف دیکھنے لگے
دیکھا کہ منشا بے بلندر کاب قاسم کا ہاتھ تھامے ہوے ہے پشت پر مصاحب آگے
آگے روشن چوکی بجتی ہوئی اس زور و شور سے جو قاسم کو ساتھ لیے ہوے منشا
آیا اور ماہ منیر نے قاسم کو دیکھا ماں سے کہا اے مادر مہربان ذرا ملاحظہ فرمائیے دیکھیے
آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری کی کیا شان و شوکت ہے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ میاں منشا بے بلندر کاب اِنکے نوکر ہین ماں نے کہا بیٹی تم
جوہر شناس ہو خوب جوہر شناسی کی خدا تمھارا اور اُنکا ساتھ کرے ماہ منیر نے کہا
اب مین اِنکے ساتھ جاؤنگی اپنے وارثون سے ملونگی محل مین صاحبقران کے کیسی
کیسی شاہزادیاں ہین میاں لقا جو آپ کے خداوند ہین اُنکی صاحبزادیاں بھی داخل
محل ہین بی گیتی افروز ہمارے شہریار کی زوجہ ہین اور بی جہان افروز اِنکی چچی ہوتی
ہین یعنی زوجۂ بدیع الزمان اور زوجۂ گنجاب ہیچہ خاتون زوجۂ لندھور ہے نوشیروان
کی بیٹی کہ جو بعد مہر نگار عقد صاحبقران مین آئین مہر گھر تاجدار اُنکا نام ہے غرض ہفت
ملک کی شاہزادیاں ہین اُن سب سے ملونگی ماں کہتی ہے بیٹا خاموش رہو ایسا نہ ہو
تمھارا باپ سُن لے تو آفت برپا کرے کہ قریب اکھاڑے کے منشا آکر پہونچا غرض
شاگردون نے کشتیاں پیش کین جانگ لنگوٹ منشا نے باندھا اکھاڑے مین
کود کر گیارہ ڈنڈ پیلے اور پکار کر آواز دی اے شہریار آئیے میرے آپ کے امتحان ہو جاے
سارا شہر مشتاق ہو کر آیا ہے اب حال کھلے گا بازوون پر اپنے منشا نے مٹی چڑھائی

اکھاڑے مین مثل دیو کے کھڑا جھوم رہا ہی کہ قاسم اسکے پاس پہنچے ہوے اکھاڑے مین بھاند کے
منشا کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا لین اب کشتی شروع کرو منشا نے کہا لنگر تو باندھ لیجیے
قاسم نے کہا ای بے ادب چھوڑو کہ خدا داد ہی سب طرح ظاہر ہوجائیگا سر بازار برہنہ ہونا
لیاقت کے خلاف ہی منشا بہت حیران ہوا اور ہاتھ پکڑ کر قاسم کا کھینچا آپس مین کشتی
ہونے لگی ملکہ کا اسوقت عجیب حال تھا کبھی مان کے پاس آتی تھی کبھی کنیزون سے
کہتی تھی کہ ای مادر مہربان دیکھو ای کنیزو اللہ کرو کسطرح پکڑ لایا تھا نگوڑا قصائی کا
کتا معلوم ہوتا ہی کس لعنت سے نکلے ہین ای مادر مہربان ذرا اور تماشہ دیکھیے میان
منشا کو پکڑ لائے دیکھیے کس طرح رگڑ رہے ہین اب نگوڑا ہانپ رہا ہی کیون ای مادر
مہربان ایسے بہادر بھی آپ کی نگاہ سے گذرے ہین دیکھیے کس زور و شور سے لڑ رہے
ہین جو اس مین فرق نہین ابکے مرتبہ قاسم نے دو تین گھنسے ایسے دیے کہ منشا کی پیشانی
سے خون جاری ہوا ماہ منیر قہقہہ مار کر ہنسی کہا مادر مہربان دیکھیے بھائی صاحب کا
عجیب حال ہی ماتھے سے خون بہنے لگا اور ہمارے شہریار ماشاء اللہ اسی حواس سے
لڑ رہے ہین اور میان منشا کا چہرہ اترا ہوا ہی بڑی مصیبت پڑی ہی جی مین اپنے
کہتے ہونگے مین اس شیر سے کیون لڑا کہ اس مصیبت مین پڑا قاسم کو بھی یقین ہی کہ
سامنے محل کے جو کشتی ہوئی ہی کیا عجب ہی کہ معشوقہ بھی ہماری دیکھتی ہو اس خیال
مین چپک چپک کر لڑ رہے ہین جب منشا کو پکڑ لاتے ہین تو گھڑیون رگڑتے ہین منشا
حیران ہی کہ کیونکر جان بچیگی بڑے بڑے مہاجن و وزرا شرطین بد رہے ہین بعض کا
یہی قول ہی کہ منشا غالب ہوگا مگر جو لوگ سمجھ ہین وہ طرف سے قاسم کے بد رہے ہین
آوازین آ رہی ہین کہ دونی دیتے ہین یہ مسافر غالب آئیگا افسران فوج کہ رہے
ہین کہ اگر یہ مسافر غالب آیا تو کیا ہم اسکو زندہ جانے دینگے پہلوان لوگ کہ رہے
ہین کہ شرط کے سراسر خلاف ہی جو کہدیا وہ ہوگیا پہرون رہے تک منشا الجھ الجھ
کے لڑا مگر سرشار بہادر ان جنکے یہان قاسم مہمان ہوے تھے بہت سے توڑے
لیکر آیا ہی جو طرف سے منشا کے بدتا ہی سرشار آواز دیتا ہی کہ ہمارا مہمان مارے

آ اُبھی بیٹے بدو ایک جوہری نے جو ڈھونڈا کہ میاں سرشار صاحب کچھ جواہر لائیے سرشار نے
یاقوت احمر کا کنٹھا گلے سے اُتار کر پھینکدیا کہ جوہری صاحب ہمارا امتحان نہ کرے عجب
طرح کا ہنگامہ ہی اور ماہ منیر کہہ رہی ہی کہ ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز میرے وارث
کا تو معین و مددگار رہ منشا لڑتے لڑتے سنبھلا اور کہا ای شہریار ایک تدور آخر کرتا ہون
اگر اسمین زیر کیا تو فبہا ورنہ زیر ہونیکا اقبال کرونگا قاسم نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ
باقی نہ رہے منشا نے بلند رکاب دونون موٹے قاسم نوجوان کے تھامے اور سینے
مین سر لگاکر لے دوڑا قاسم کوئی پانچ قدم ہٹ کر آئے تھے کہ نیورپر بل پڑا یہ بھی بیٹھے
دونون مین کشاکش ہونے لگی قاسم چاہتے ہین پیچھے نہ ہٹون اور منشا چاہتا ہی کہ
ریلکر لے دوڑون قاسم نے جو بکہ مارا تو منشا کا کولا اُتر گیا کانپ کر بیہوش ہوا قاسم
نے ہاتھون پر رکھا اور پکار کر آواز دی کہ اب تو یہ صید زبون ہی اسیر کیا ہاتھ ڈالون
شاگردکو دوڑے منشا کو سنبھالا پالکی مین ڈالکر لے گئے قاسم اکھاڑے سے نکلے
برابر تخت حیران کے آئے کرسی پر بیٹھے حیران نے کہا ای جوان کیا کہنا مگر فیصلہ تو
نہین ہوا قاسم نے کہا مین حاضر رہونگا جب انکو صحت ہو تب پھر سمجھا بلکہ یہ حیران
دل سے اپنے باتین کر رہا ہی کہ یہ جوان منشا پر غالب ہی مگر زبان سے اپنے کہنا مناسب
نہین ہی قاسم باتین کر رہے ہین تمام حاضرین وقت قاسم کی تعریفین کر رہے ہین
کہ یکایک قاسم نوجوانکی کرسی کے نیچے سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا پایے مین کرسی
کے لپٹا پر پرواز پیدا کرکے لے اُڑا قاسم متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے حیران
نے کہا دیکھو صاحب قدرت کو بہت ناگوار ہوا چاہ مار ان سے مار سیاہ کو بھیجا
وہ قاسم کو اُٹھا لے گیا نظرون سے ناپدید ہوا اس معرکے سے بارگاہ مین عجب ہار تھا
بعض کہتے تھے کہ شاہ ہمارے سچ فرماتے ہین کہ قدرت کی یہ تقدیر تھی مگر قاسم بیہوش
ہوگئے تھے اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک گنبد مین دیکھا اور ایک ساحرہ کو
دیکھا کہ [illegible] سون کھڑی ہی اور کہہ رہی ہی کہ تم ابریق جادو ای قاسم تجھپر عاشق
ہون [illegible] آباد سے اُٹھا لائی دیکھ مین یہان خدائی کرتی ہون اور خداوند

برق غضب میرا نام ہی جو کوئی گنہگار سامنے آتا ہی ہاتھ ہلا دیتی ہوں برق چمک کر گرتی ہی اُس
گنہگار کے دو ٹکڑے ہوتے ہیں قاسم نے غصے میں جواب دیا او بیہودہ کیا بکتی ہی میں
تیرے قابل ہوں کہ جو مجھسے سوال وصل کرتی ہی ابریق جادو قاسم کو لیکر اپنے باغ
میں آئی کہا اے شہریار میں فقط صورت دیکھنے کی طالب ہوں آپ کوئی کام اپنا مجھے
سپرد کیجیے اسکو بجا لاؤں قاسم نے کہا اے ابریق اگر تو ایک کام کرے تو میں تجھکو
اپنے مشتاقوں میں درج کروں ابریق نے کہا فرمائیے قاسم نے کہا قلعہ حسن آباد
میں میری معشوقہ ہی ماہ منیر دختر حیران جنگ آزما کہ نہایت خوبصورت ہی اگر تو اسکو اُٹھا
لاوے تو جو کہے وہی قبول کروں ابریق نے کہا میں ابھی جا کر لاتی ہوں یہ کہکر قاسم
کو حصار سحر میں بٹھایا آپ اُڑتی ہوئی چلی مگر قضائے کار سیارہ بن عمرو جب دربا کی
تباہی سے نکلا اول قلعہ کمر وتنبیہ پر آیا وہاں حال سنا پھرتا پھراتا یہ باغ عشرت
پہونچا معلوم ہوا کہ مسعود زمیندار نے شاہزادے کا علاج کیا مگر اب طرف حسن آباد کے
گئے ہیں اُسی طرف چلا راہ طے کرتا ہوا قلعہ حسن آباد میں پہونچا ایک دوکان پر آکر
ٹھہرا دیکھا کہ منتر گر دھر دایک تخت یاقوتی ساتھ لیے ہوئے مع بارہ ہزار
جوانوں کے طرف بارگاہ حیران کے جاتا ہی سیارہ نے دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ عیار لقا واسطے لینے ملکہ کے آیا ہی سیارہ صورت بدلکر ساتھ ہوا اور
بارگاہ حیران پر پہونچا گردھر دنے فرمان لقا حیران کو دیا مضمون یہ تھا کہ جو
گذرا وہ گذرا ابھو کو ہماری بھیجدو حیران جنگ آزما خوشی خوشی محل میں آیا
زوجہ سے کہا ہاں صاحب بیٹی کو دولھن بناؤ اب وہ اپنے شوہر کے یہاں جائیگی
قدرت کی بہو ہی ماں نے اُسی وقت ماہ منیر کا لباس تبدیل کیا مگر ماہ منیر بیقرار
بلک بلک کر روتی ہی اور یہ اشعار زبان پر اُسی گریہ و بکا میں جاری ہیں نظم

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار میں روح ۔ چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار میں روح
ملال تمکو ہی تمہو دل مکدر میں ۔ غبار روح میں ہی یا دل غبار میں روح
نہ زندگی سے خوشی ہوں نہ موت سے راضی ۔ نہ اختیار میں دل ہی نہ اختیار میں روح

دکھاوے جلوۂ آخر کہ وقت آخر ہی
ہی میہمان نفس چند جسم زار ہین روح

نہین ہین کم ترے مستونکی مستیان لیکن گر
بہک رہی ہی ابھی تک اُسی خمار ہین روح

پیا ہی بادۂ اُلفت کا ساغر لبریز
اُسی سرور ہین دل ہی اُسی خمار ہین روح

عجب نہین جو پکار ہین تجھے مرے آغوش
ترا خیال ہوا ہی مرے کنار ہین روح

خیال گل کبھی خاطر سے کم نہ ہو بلبل
بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار ہین روح

بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر
تمام عمر رہی سیر لالہ زار ہین روح

خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم
پھنسی ہوئی ہی عجب دام انتشار ہین روح

عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے
کنار قبر ہین ہی زحمت فشار ہین روح

خوش آئی عادت طفلی لیس فنا بھی نسیم
کہ لوٹتی ہی مرے دامن مزار ہین روح

مان نے کہا بیٹی کیون روتی ہو اب تو تم فخر خاندان ہوئین قدرت کی بہو کہلاؤ گی قدرت کے ساتھ تقدیرین کرنا ماہ منیر نے جواب دیا کہ مین تو اُس بدنصیب پر لعنت کر چکی ہون خدا مجھے صورت یاقوت شاہ کی نہ دکھاوے وہ بھڑوا جبرئیل قدرت کہلاتا ہی مان نے بمشکل بیٹی کو دلھن بنایا حیران جنگ آدما بیٹی کو ساتھ لیکر باہر نکلا تخت پر سوار کیا عنبر گردھرو سے سفارش کی کہ یہ بیمار رہتی ہی جبرئیل قدرت سے کہد بینا کہ تھوڑے دنون اسکی دل دہی کرین گردھرو نے کہا جب قدرت کے سامنے جائیگی سب عارضے دفع ہو جائینگے سیارہ بھی یہ سوچکر ساتھ ہوا کہ آقا کی معشوقہ ہی اگر کسی مقام پر مین پڑا تو عیاری کرکے لے نکلونگا اور قاسم کی خبر تو سن چکا ہون غرض تمام شہر کے لوگ قدرت کی بہو کو رخصت کرنے آئے ہین اجماع عالم انبوہ ہی لیکن ماہ منیر کی ہچکیان لگی ہوئی ہین بلک بلک کے رو رہی ہی کہتی ہی ای خدائے جہان آفرین ای مالک زمان و زمین مین باختر تک زندہ نہ پہونچون اُس نگوڑے کی صورت نہ دیکھون کہ جسکا باپ دعویٔ خدائی کر رہا ہی القصہ حیران جنگ آدما قریب تخت کے آیا کہا بی بی کیون روتی ہو اُس گھر مین جاتی ہو کہ جس گھر مین خدائی ہی قدرت کے ساتھ تقدین کرنا ماہ منیر نے چپکے سے جواب دیا کہ خدائی کو اُسکی پرورگار

غارت کرے نگوڑا اچھوٹا پھگوڑا ملکون ملکون پھرتا ہی سیکڑون ملک اسنے برباد کرائے
جب چوک مین سواری پہونچی تو سب اہل شہر غلغلہ کرنے لگے کہ ہم سب قدرت کی
بھوکی زیارت کرلین بی بی اس شہر کی آبادی کی قدرت سے تقدیر کرانا جو قریب آتا ہی
وہ پائون کو بوسہ دیتا ہی ہر ایک کا قول ہی کہ کل قدرت نے کیا مدد کی ہی کہ قاسم کو
چاہ ماران مین پھنکوا دیا ورنہ وہ بڑا طاقت دار تھا حیران جنگ آزما نے کہا تم
لوگ نہین جانتے ہو قدرت مسلمانون کو بہت چاہتے ہین ملکون ملکون بھاگے پھرتے
ہین حمزہ کو سپہ سالار قدرت بنایا ہی اُسکی اولاد سے محبت کرتے ہین کل قدرت کو
غصہ آگیا کہ اژدہا چاہ ماران کا بھیدیا ہر چند کہ ظاہر ہین وہ سب مقام غارت ہوے
مگر قدرت نے سب سامان عذاب و ثواب اپنے ساتھ رکھا ہی چوک مین سواری
ٹھہری ہوئی ہی اہالیان شہر زیارت کررہے ہین ادہر ماہ منیر کا قلق بڑھتا جاتا ہی کہ
یکایک زمین کانپی اور زمین سے ایک پریزاد نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی
منم فرستادہ خداوند زمرد شاہ باختری نکلتے ہی پریزاد نے تخت ماہ منیر کو اپنے کاندھے
پر اُٹھا لیا اور برروے فلک روانہ ہوئی حیران نے کہا لو صاحبو بی ماہ منیر روتی
تھین قدرت نے پریزاد کو بھیجا اور خود اُٹھوا لیا یہ لوگ توبہ کرتے ہوے پلٹے مگر
ناظرین سمجھ گئے ہونگے یہ وہی ابریق جادو تھی ملکہ کو مع تخت اُٹھا لیگئی راہ مین
صورت زیبا جو دیکھی حیران جمال و محو دیدار ہوگئی جی مین کہتی ہی حقیقت مین یہ تو
اُسی کے لایق ہی قاسم سے تو وعدہ کر آئی ہون مگر اس سے بھی بہنا پا کرون کہ مجھپر
مہربان رہے یہ سوچکر ایک مقام پر ٹھہری تاکہ ماہ منیر سے عہد و پیمان کرلے کہ نگاہ اُٹھا کر
دیکھا سامنے ایک باغ سرسبز و شاداب ہی چمن وہان کے لاجواب تمام نخل بار اثمار
سے سر بسجود ہین سب طرح کے میوے اُس باغ مین موجود ہین ابریق جادو تخت
ماہ منیر کا لیکر اُسی باغ مین اُتری دامن کی ہوا دیکر ملکہ کو ہوشیار کیا تلوے سہلانے
لگی ملکہ نے آنکھ کھولی دیکھا جادوگرنی قریب بیٹھی تلوے سہلا رہی ہی ملکہ اُٹھ بیٹھین اور
ابریق کو سلام کرنے لگین حیران تھین کہ یہ کون بلا ہی ابریق نے کہا بی بی نہ گھبراؤ

ہین تمھارے عاشق کی بھیجی ہوئی آئی ہون قاسم کا نام سُنکر ماہ منیر مثل گل شگفتہ ہو گئی کہا
یہ احسان تمھارا عمر بھر نہ بھولونگی ابریق نے کہا مین تو تمھاری لونڈی ہون مین عمر بھر
خدمتگزاری کرونگی ماہ منیر نے کہا اے ابریق جو تجھسے ہوسکیگا اسطرح قاسم کو سمجھاؤن
کہ تمھارے محل مین دن کو رات کو برابر جایا کرین تمسے رو گردانی نہ کرینگے اے ابریق مین نے
بڑے صدمے اُٹھائے ہین کاش مین نابینا پیدا ہوتی شوہر کا قتل ہوتا دیکھا پھر خدا نے
اُنھین زندہ دکھایا مگر قاسم کو اچھی طرح رکھا ہو کسی تکلیف مین تو نہین ہین ابریق نے کہا
قریب قلعۂ آفتاب نگار کے ایک باغ ہو اُسمین بٹھا کر آئی ہون مار سیاہ بنکر مین ہی اُٹھا کر
لیگئی تھی شہر ابر یقیہ مین خدائی کرتی ہون ماہ منیر نے جو وہ باغ سرسبز و شاداب دیکھا
ابریق سے کہا کچھ میوے توڑ لاؤ دو چار پھل کھا لون تو پھر چلون ابریق چمنستان مین آئی
لاتین مار کر درختون کو گرانا شروع کیا صدہا درخت گرا دیے قضا سے کار دیو پنجہ اس باغ
مین رہتا ہی ہوا سے شکار گیا تھا شکار کر کے پلٹا ہی ایک سیخ آہن مین اژدہے او رفیل
لٹکتے ہوے بلندی سے دیکھا کہ ایک جادوگرنی باغ کو پامال کر رہی ہی تڑپ سے گرا
ابریق کو گولی بنا کر کھا گیا پیٹ مین گیر و دار کی صدا بلند ہوئی دیو پنجہ اپنے پیٹ کو
پیٹتا پھرتا ہی کہ مین یہ کیا کھا گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین ابریق
جادو بود دیو پنجہ ٹہلتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا جمال بے مثال دیکھکر جھک جھک کر
سلام کرنے لگا اور کہنے لگا کہ بی بی مین تمھارا عاشق ہون ملکہ نے منھ پیٹ لیا کہا
مجھے کھا لے تب معشوق پن ظاہر ہو خدا کی قدرت کہ تو ہمارا عاشق ہو دیو پنجہ نے
کہا مین خدمتگزاری کرونگا کسی طرح آپ کو رنج نہ پہونچیگا یہ کہکر دوڑا گیا پانچ چار
عورتین اُٹھا لایا کہا اس بی بی کی خدمت کرو ملکہ ناچار رہی اُسی باغ مین رہنے لگی
دیو پنجہ سامنے ناچا کرتا ہو مسخرہ پن کرتا ہو ملکہ آٹھ پہر رو یا کرتی ہین مگر یہان ابریق
مار گئی وہان قاسم جو باغ مین بیٹھے تھے اُنکے ہاتھ پانؤن قابو مین آئے کنیزین
جو خدمت مین حاضر تھین اُنسے کہا ظاہر لچھے سے معلوم ہوتا ہو کہ ابریق پر کوئی آفت
پڑی ہی کسی نے اُسکو مار ڈالا میرے ہاتھ پانؤن مین طاقت آگئی اگر وہ زندہ ہوتی

تو حصار قاسم رہنا کنیزون کو آزاد کر دیا کہ اپنے اپنے مکانون مین جاؤ اور قاسم وہانسے اُٹھے بیرون باغ آئے ایک جانب چل نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی اُس آواز کی جانب متوجہ ہوے تھوڑی دور پر آکر دیکھا ایک شہر رفیع و وسیع ہی پھاٹک اُسکا کھلا ہی نہرا رہا بارگاہین استادہین تمام اہالی شہر لباس گلنار پہنے ہوے پھر رہے ہین اُس قلعے کا نام قلعۂ آفتاب نگار ہی وہان کا بادشاہ عالیجاہ آفتاب شاہ بیٹا اُسکا مہتاب شاہ اُسکی شادی کا سامان ہو رہا ہی جا بجا دوکانین آراستہ نوبت و نقارہ بج رہا ہی آفتاب شاہ نے جو قاسم کو دیکھا خوش ہوگیا قریب آکر سلام کیا کہا حضور بارگاہ مین چلیے آپ ہمارے مہمان ہین قاسم ساتھ آفتاب شاہ کے بارگاہ مین آئے دیکھا مہتاب شاہ تخت پر بیٹھا ہی رفیق گلنار جوڑے پہنے ہوے گرد بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی ایک نازنین خوبرو شعلہ خو یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

خون ٹپک کر آنکھ سے پھر اشک تر پیدا ہوا — معدن لعلِ بدخشان سے گہر پیدا ہوا
دہر مین بے سایہ کب جسم بشر پیدا ہوا — ہر بدن کے ساتھ اُسکا ہمسفر پیدا ہوا
سر ترا اُٹھا فلک پر تیغ ابرو پڑ گئی — ماہ نو کا ہیکو ہی زخم جگر پیدا ہوا
خود بخود زنجیر کھنچ آئی تعجب ہی مجھے — سنگ مقناطیس کا پا مین اثر پیدا ہوا
کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا جو تھا — جانتے تھے جسکو ہم موے کمر پیدا ہوا
رات دن پڑتے ہین پتھر ایکدم فرصت نہین — وہ شجر دیوانہ ہی جس مین ثمر پیدا ہوا
عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچھ کم نہین — بے کمر تو ہی تو مین بھی بے جگر پیدا ہوا
کیا غضب ہی جسم خاکی کے قفس مین جان ہو تب! — یہ وہ طائر ہی جو بامِ عرش پر پیدا ہوا
پیس ڈالا آسیاے چرخ نے اُسکو نسیم — جب زمانے مین کوئی صاحب ہنر پیدا ہوا

مہتاب شاہ نے باپ سے کہا اِس جوان کے آنے سے محفل مین رونق ہو گئی آفتاب شاہ نے خاطر کرنا شروع کی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی منتظر رہی کہ برات لیجائین کہ دوسرے پیٹنے کا ہلڑ ہوا خورد و کلان ازپیر تا جوان داڑھین مار مار کے رو رہے ہین آفتاب شاہ کا عجیب حال ہی سر دے دے مارتا ہی اور بیٹے سے اپنے

لپٹ لپٹ کر رو رہا ہی ماہتاب شاہ کا یہ حال ہی کہ نہ آنکھ و ںسے آنسو نکلتے ہین نہ منہہ سے بات
خاموش بیٹھا ہی زانو پہ ہاتھہ مار رہا ہی قاسم نے آفتاب شاہ کا ہاتھہ تھاما پوچھا کیا
معرکہ ہوا کیا کوئی شخص نے انتقال کیا آفتاب نے کہا ای شہریار کیا آپ سے بیان کرون
ایک دیو ہی کہ دیو پیچر اُسکا نام ہی اُسنے یہ بدعت شروع کی کہ قلعے مین گھس آتا تھا
سو سو آدمیون کو کھا جاتا تھا آخر مین نے جا کر فیصلہ کیا کہ ایک آدمی روز لے لیا
کرو رہا یا مین سبکے نام لکھے گئے ہر گھر سے ایک آدمی روز جاتا ہی دیو پیچر اُس آدمی کو
کھا کر چلا جاتا ہی وہ دیو آیا ہی باہر زیر درخت بیٹھا ہی اور پکار رہا ہی کہ میری خوراک
بھیجو ورنہ مین اندر قلعے کے آتا ہون اگر اندر آئیگا تو ہزارون کو کھا جائیگا اور
کاغذ مین حساب سے میرے ہی بیٹے کی باری ہی سو اسے اِسکے کہ بیٹے کو حوالے کرون
اور کیا چارہ ہی قاسم نے کہا ہم آپ کے مہمان ہین ہمکو اپنے بیٹے پر نثار کیجیے ہمکو
روانہ کر دیجیے ہم دیو سے سمجھ لین گے آفتاب نے کہا کیا غضب کی بات ہی کہ ایک
رات کے مہمان کو ہم یہ تکلیف دین کہ اپنی جان جا کر دے بڑے بڑے رفیق بیٹھے ہین
کہ جنکو دو دو پشتین گذری ہین ہمارے خاندان سے کسی نے قصد نہ کیا آپ نے یہ فرمایا
تو ہم بہت ممنون و شکرگزار ہوے قاسم نے کہا مین نے خالی نہین کہا ہی مین ضرور
جاؤنگا مجھسے غم و الم آپ کا نہین دیکھا جاتا کہ جسکی آج برات ہو اُسکے لیے یہ سامنا
ہو کہ وہ جا کر جان دے اور کوئی سینہ سپر نہ ہو ایسا شاہزادہ حسین و جمیل یون
ضایع ہوتا ہی اِتنے ہی عرصے مین کسقدر چہرہ اُتر گیا ہی معلوم ہوتا ہی برسون کا بیمار ہی
مہتاب اُٹھکر لپٹ گیا کہا ای مہربان تم تو وہ خیر خواہی ظاہر کرتے ہو کہ جیسے مان
باپ ظاہر کرتے ہین قاسم تلوار ٹیک کر اُٹھے اور کہا مین ابھی جاتا ہون اور جا کر
اُسے سمجھائے دیتا ہون تمام بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر ایک کا یہی
قول تھا کہ کیا جوان ثابت قدم ہی کہ جو کہا ہی اُسکے نبا ہنے کو موجود ہی قاسم نے
مہتاب شاہ سے کہا آپ تو تشریف رکھیے اور ناچ دیکھیے مین تھوڑے عرصے
مین واپس آتا ہون مہتاب شاہ رونے لگا کہتا تھا ای جان بخش آپ کی کیا

تعریف کرون آپ نے اُس احسان پہ کمر باندھی ہی کہ کوئی نہین کرسکتا آپ تشریف
رکھیں مین خود جاکر جان دیتا ہون قاسم نے ہاتھ تھام کر کہا کہ آپ کیون جان دیتے
ہین مین دیو کا سر لیکر آتا ہون مہتاب شاہ ہنس پڑا کہا ای والد تا مدار آپ فرماتے
ہین کہ مین دیو کا سر لاتا ہون یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ انسان دیو سے لڑسکے آفتاب شاہ
دوڑ کر لپٹ گیا کہا ای جان بخش بیٹھیے آپ نے جو کہا اُسکا نمونہ دکھا دیا آپ کا نام نامی
کیا ہی اتفاق کی بات ہی کہ شب بھر صحبت رہی مگر آپ کا نام نہین پوچھا قاسم نے کہا جب
مین پلٹ کر آؤنگا تو نام بتا دونگا کل اہل دربار اِس جرأت پہ تحسین کر رہے ہین ہر ایک کا
یہ قول ہی کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو وہ بھی اس مقام پہ کانپ جاتے لیکن اِس
جوان کو کچھ انتشار نہین قاسم بارگاہ سے باہر نکل آئے اور طرف در شہر کے چلے
آفتاب روتا ہوا ساتھ ہی دمبدم بڑھکر روکتا ہی کہ ای مہمان کیون ہمین خفیف کرتا ہی
بعض کہتے ہین یہ جوان بڑا عقیل و فہیم ہی دیو کے سامنے کیا جائیگا دروازے سے
نکلکر بھاگ جائیگا دیو پھر تقاضا کریگا کہ میری خوراک بھیجو مہتاب شاہ سب کو جواب
دیتا ہی کہ یارو کیا بکتے اُس سے کہا تھا کہ جاؤ وہ تو خود ہی ارادہ کر رہا ہی بے دون ہمارے
کہے اُسنے یہ ارادہ کیا ہی خدا اُسکے ارادے کو پورا کرے قاسم شہر سے باہر
نکلے آفتاب و مہتاب بام قلعہ پہ آئے دیکھا قاسم مستانہ ٹہلتا ہوا قریب دیو کے
آیا دیو پیکر نے جو دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل آیا ہی خوب ہنسا کہا ای
جوان لقمہ تو بہت چرب ہی مین چاہتا ہون کہ تجھکو تکلیف نہ ہو تجھے مین منھ کھولکر
بیٹھون تو منھ مین میرے پھاند پڑ یہی تجھکو نگلجاؤن ورنہ چبا چبا کے کھاؤنگا قاسم
نے کہا بہت خوب آپ منھ کھولکر بیٹھیے تو مین پھاند پڑون دیو جو منھ کھولکر بیٹھا قاسم
نے ایک پتھر کئی سو من کا دیو کے منھ مین ڈالدیا دیو وہ پتھر نگل گیا مگر دو دانت بھی
ٹوٹے جب آنکھین کھولین کہا ای جوان یہ تو نے کیا کیا کہ میرے دو دانت توڑ ڈالے
آفتاب و مہتاب بام قلعہ سے یہ سب معرکہ دیکھ رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ اس
جوان نے بڑا غضب کیا دیو کے دانت توڑے اب وہ بڑی اذیت سے کھاسکیگا دیو

پنجہ نے ہاتھ قاسم پر مارا مراد یہ تھی کہ گولی بنا کر کھا جاؤن قاسم نے ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو چھپکا قاسم نے ایک گھونسہ مارا کہ دیو کو چکر آگیا غل مچانے لگا آدمی آدمی کیسے جانا ہی بالا سے قلعہ سے آفتاب و مہتاب شاہ دیکھکر ہنس رہے ہین کہتے ہین لو یار وہ یہ نیا تماشہ دیکھو کہ دیو چیخ رہا ہی وہ جوان نہین چھوڑتا دو چار گھونسے قاسم نے ایسے مارے کہ دیو اور زیادہ چیخنے لگا اب دونون مین کشتی ہونے لگی قاسم نے دیو کو دے مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا اب شناخت ہین پروردگار کی کیا کہتا ہی دیو پنجہ نے کہا مین خداوند ہرا اس لشیاطین کو نہ چھوڑونگا قاسم نے ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھڈی پر رکھا ایک جھٹکا مارکر سر دیو کا کھینچ لیا اور بال پکڑکر سر اٹھایا طرف قلعے کے سر لیکر چلے ادھر آفتاب و مہتاب شاہ سب کو ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکل آئے دیکھا لاشہ دیو کا پڑا تڑپ رہا ہی قاسم سر لیے ہوے آتے ہین آفتاب نے دوڑکر قاسم کو گود مین اٹھالیا مہتاب شاہ تصدق ہونے لگا سب اہالی شہر تعریف جرأت کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ایسے ایسے بہادر لوگ بھی دنیا مین ہین کہ دیو کو مارا قاسم نے سر ڈالدیا کہا اے آفتاب شاہ آگاہ ہو کہ منم نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان اب تو سب آگاہ ہوے کہ یہ صاحبقران کے پوتے ہین جب تو یہ جرأت ہی دیوکشی اور دیو بندی انھین کا کام ہی دادا انکے اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے صدہا دیو نر اور مارے عفریت کو قتل کیا سمندون کو مارا سب پر دے تسخیر کیے قاسم نے کہا اے آفتاب شاہ تمکو مناسب یہ ہی کہ کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کرو لقا پر لعنت کرو آفتاب شاہ و مہتاب و سب اہل شہر کلمہ پڑھکر بصدق دل دائرۂ اسلام مین آئے قاسم قلعے مین آئے آفتاب نے تخت خالی کردیا کہا آپ تخت پر بیٹھین ہم سب آپ کے تابعدار ہین آپ نے سب کی جان بچائی حقیقت مین ایسا معرکہ کبھی نہ دیکھا تھا کہ آدمی دیو کو قتل کرے آپ نے کل شہر کی جان بچائی قاسم نے کہا تاج و تخت تمھارا تمکو مبارک رہے مجھے ہوس سلطنت نہین ہی یہ کہکر آفتاب کو تخت پر بٹھایا اسوقت کی دربار مین خوشی ہر ایک کا یہ قول تھا کہ اس شخص کی وجہ سے سب کی جان بچی ورنہ روز آتا تھا ایک آدمی کو کھا جاتا تھا روز ایک

شخص کا غم ہوتا تھا قاسم نے دریافت کیا کہ کیون اے آفتاب شاہ قلعۂ حسن آباد یہان سے کتنی دور ہے آفتاب شاہ نے پوچھا آپ کو قلعۂ حسن آباد سے کیا کام ہو قاسم نے کہا کہ دختر جبران جنگ آند ما میری معشوقہ ہے مین اُسکو لینے جاؤنگا آفتاب نے کہا قلعۂ حسن آباد یہان سے بارہ منزل ہو ہم سب آپ کے ساتھ چلینگے لیکن جبران جنگ آند ما بڑا بہادر ہے آپ کے ساتھ فساد کریگا قاسم نے کہا اُسکی بھی جرأت دیکھ چکے سردربار اکیلے گئے اُسنے مقابلہ کیا بھتیجا اُسکا منشا نے پلشہ سکا سب مجھسے لڑا اُسکا کولا اُتر گیا میرے اُسکے فیصلہ نہ ہوا مین اُس سے فیصلہ کرونگا ورنہ ہنسیر کو لونگا یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کی دروازے پر ایک عیار حاضر ہو سیارہ نام بتاتا ہے قاسم نے نام سیارہ کا سنکر باشتیاق حکم دیا کہ بلاؤ سیارہ اندر آیا قاسم کو دیکھکر بہت شاد ہوا کہا حضور نے بڑی تکلیفین اُٹھائین قاسم نے کہا او مشہور الاکہہ اتنے عرصے تک کہان رہے سیارہ نے سب حال بیان کیا کہ اول باغ عشرت پر پہونچا وہان آپ کے قتل کا شہرا سنا مسعود زینبدار کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ صحت پاکر طرف حسن آباد کے تشریف لے گئے وہان جب پہونچا تو دیکھا کہ منتظر دختر ملکہ کے لینے کو آیا تھا چوک مین جب سواری پہونچی تو ایک پریزاد ملکہ کو اُٹھا لے گئی قاسم نے کہا وہ ابرِیق جادو تھی مگر راہ مین اُسپر افتاد پڑی جب تو مین نے رہائی پائی آفتاب شاہ نے بڑی دھوم سے اپنے بیٹے کی برات آراستہ کی قاسم کو مین لیکر ماہتاب شاہ کو فیل پر سوار ہوئے تمام رئیسان شہر ہمراہ تھے کوئی سامان ایسا نہ تھا کہ برات کے ہمراہ نہ ہو چند تخت محدہ کے ہوئے چند نازنینان مہ جبین آن خوبتر سوار ساز بدست ساز بجاتے ہوئے وہ نازنینان مہ جبین بانداز و ادا گاتی ہوئی روان نظم

رنگ کیا کیا نہ نئے چرخ جفا جو بدلا
ہان مگر او دل بیتاب نہین تو بدلا

گنج مدفن مین یہ تھا چین کہ جیسے سوئے
ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا

لذت تیغ زبان سے نہ گئی پر سونتک
سالہا سال نہ جلاد نے زانو بدلا

رنگ کی کونسی منت جو نہین کی لیکن
نہ کسی طرح مزاج بت بدخو بدلا

کیا بلا جوش جنون کو ہو ترقی ہر روز ڈھنگ وحشی کا نرے کچھ نہ پہر پہر وبدلا
دستہ آب حنا سے نہیں ہوتا ہو شباب بیب ہوئے پیر نو رنگ سر ہر سو بدلا
ایک سا ان حال ہو خونتا بہ دل کا میرے آجتک دیدۂ تر کا نہیں آنسو بدلا
کم ہوا جوش جنون کچھ نہ اطبا سے نسیم آب تا ریخ کبھی شربت آلو بدلا

آفتاب شاہ روپیہ لٹاتا ہوا چلا اسقدر روپیہ لٹایا کہ آجتک نو رسے چمک رہے ہین دلھن کے مکان پر بڑی دھوم سے پہونچے عقد وغیرہ کرکے برات پلٹی تمام شہر خوشیان کر رہا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ اس جوان کی ذات سے شہر آباد رہا ورنہ ملک ویران ہوجاتا شب کو مہتاب شاہ نے گوہر مراد حاصل کیا صبح کو قاسم نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار فوج آراستہ ہوئی سپارہ بھی ساتھ ہو ساٹھ ہزار فوج کو لیکر طرف جشن آباد کے چلے مگر ملکہ ماہ منیر کہ باغ ہین دیو پچر کے داخل تھین دس پانچ کنیزین ہمراہ ہین جب کئی دن گذرے کہ دیو پچر نہ آیا تو ملکہ نے کہا کیون صاحبو اب وجہ معاش کیونکر ہو پہرا تھا یا بھلا تھا کھانیکی تو فکر رکھتا تھا معلوم ہوتا ہو کوئی آسیب آفتاد پڑی اب اس باغ سے نکلتے ہین صحرا و بیابان ہمارے مقام ہین آوارگی نے ہمارا ساتھ دیا دیکھیے شہر یار سے کیونکر ملین چند عورتین چلی گئین مگر دو کہ نہایت ہی جوان تھین وہ ملکہ کے ساتھ باغ سے نکلین باغ ہین مال و اسباب بہت تھا ملکہ نے وہ لدوا کر ساتھ لیا تھوڑی دور چلی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک تاجر بہت بڑا موسوم بہ خورشید بازرگان کاروان اپنا لیے ہوئے براسے تجارت جاتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ ایک نازنین قمر طلعت نہایت خوبصورت اسباب کے چھکڑے ساتھ لیے ہوئے ایکطرف کھڑی ہوئی ہو مرد کو دیکھکر چھپنے لگی مگر تاجر نے گھوڑا بڑھا کر ہاتھ اسکا تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم اس جنگل مین کیون کھڑی ہو ملکہ نے کہا مجھسے تعرض نہ کرو مین آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار میرا حال کچھ نہ پوچھو فرد چہ گویم از سروسامان خود بحر یست چون کاکل ہا سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ہاں اس عرصے مین چند ملازم خواجہ بازرگان کے آگئے خورشید نے جبرًا و قہرًا ملکہ کو محافے مین سوار کیا

سب مال اپنے قبضے مین کر لیا مگر خنجر ملکہ نے اپنے پاس رکھا ہی خورشید جب جا کر منزل پر
اُترا تو شب کو اُسنے ملکہ کو صحبت مین طلب کیا ملکہ روتی ہوئی آئی خورشید نے چاہا شراب
پلاؤن ملکہ نے انکار کیا اور کہا مجھکو اسکا ذوق نہین ہی خورشید چاہتا تھا کہ یہ شریک
صحبت ہو ملکہ نے خنجر دکھایا کہا ای خورشید تمھاری میری دونونکی جان جائیگی ہاتھ نہ لگانا
الگ بیٹھے رہو خورشید نا چار رہا ماہ منیر نے کھانا بھی نہ کھایا خورشید دن بھر
راستہ چلتا ہی اور رات کو ملکہ کو صحبت مین بلاتا ہی بہ جبر دو چار لقمے اُسے کھلا دیتا ہی ملکہ
نحیف و زار ہوگئی ہی لیکن اپنی عصمت کو بچاے ہی ایک دن خورشید بازرگان
ایک صحرا مین آکر اُترا کہ جنگل سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے ایک جوان آفتاب
جمال تخت پر دو بادشاہ پشت پر ساٹھ ہزار فوج خورشید نے آکر قاسم نوجوان سے
ملاقات کی اور کہا شام کو حاضر ہونگا قاسم بھی اُسی جنگل مین اُتر پڑے شام کو خورشید
آیا کچھ اسباب تجارت پیش کیا قیمت اُسکی طے نہ ہونے پائی کہ خورشید اُٹھ کھڑا ہوا قاسم
نے کہا کیا جلدی ہی خورشید نے کہا ای شہریار آج چار پانچ دن گذرے ہین کہ مین نے
صحرا سے ایک عورت پائی اسقدر ملول و حزین ہی کہ اس پانچ دن مین نحیف و زار
ہوگئی مگر میرا وصل نہین قبول کرتی جا کر اُسکو کھانا کھلاؤنگا ایسا نہ ہو کہ تڑپ تڑپ کے
مر جاے میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی قاسم نے بیقرار ہو کر فرمایا کہ ای
خورشید ہم بھی اُس نازنین کو دیکھ سکتے ہین خورشید نے عرض کی ہان ابھی بلواتا
ہون کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ کو لاؤ ملکہ جو آئین قاسم کو دیکھکر شاد ہوگئین لڑکھڑا کے
گر پڑین بیہوش ہوگئین قاسم نے جو ماہ منیر کو اس حال مین دیکھا کہا ای خورشید ہم تو
اسی کے واسطے شہر ختن آوارہ ہو گئے تھے بڑی جفائین اُٹھائین انھین کے واسطے
زخمی ہوے دریا حیران جنگ آزما مین پہونچے وہان تکرار ہوئی منشا کے
بلند رکاب سے مقابلہ پڑا اُسکا کور اُتر گیا اُس سے فیصلہ کرنا چاہتا ہون خورشید
نے وہ مال بھی پیش کیا اور ملکہ کو بھی قاسم کے حوالہ کیا دونون عاشق و معشوق ایکجگہ
ہو دونون خوش ہو ہو کر شکر یہ ادا کر رہے ہین کہ ای پروردگار تو نے اپنا رحم شہر پاک کر کے

ہم دو افتادگان کو ایک جا کیا قاسم نے اس صحرا سے کوچ کیا منزل در منزل چلے لیکن
ہرکارے جو جبران جنگ آزما کے واسطے خبر کے حاضر تھے یہ خبریں دریافت کرکے بھاگے
سامنے جبران جنگ آزما کے آکر بعد دعا کے عرض کی کہ وہی جوان مع آفتاب ومہتاب
کے آتا ہے آج کے تیسرے چوتھے دن یہاں پہونچ جائیگا یہ سنکر منشا سے بلند رکاب
اپنے مقام سے اُٹھکر کہا چچا جان مجھکو رخصت کیجیے یا تو میں اُس جوان کو باندھکر لاؤنگا
یا اُسی کی رفاقت کرونگا حقیقت یہ ہے کہ ایسے بہادر میری نگاہ سے نہیں گذرے اور
انصاف کا مقام ہے کہ جیسے ہی میرا گولا اُترا تھا اگر مشکیں باندھ لیتا تو میں کیا کرتا واقع
میں وہ خود منصف تھا کہ مجھکو چھوڑ دیا اور یہ کہا کہ بعد صحت سمجھا جائیگا اب میں جاکر اُس کو
سمجھاؤنگا کہ ماہ منیر تو غائب ہوگئی دربار خداوندی میں پہونچی عیش کر رہی ہوگی اور
جبرئیل قدرت اُسکا شوہر ہے مجھکو یقین ہے کہ وہ جوان ایساہی دلاور ہے کہ غروبیہ باختر پر
جائے یہ کہکر ساٹھہ ہزار جوانوں کی فوج لی جبران نے چاہا لاکھ دو لاکھ آدمی ہمراہ کردوں
مگر منشا کو جرأت کا دعویٰ ہے یہ بھی جانتا ہے کہ میں زیر کرونگا ساٹھہ ہزار فوج لیکر چلا قاسم
ملکہ کے ساتھہ عیش کرتے ہوے آتے ہیں اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ منشا آتا ہے اب
قلعہ حسن آباد قریب ہے آفتاب ومہتاب شاہ یہ خبر سنکر بہت گھبرا رہے ہیں باپ
بیٹے سے کہتا ہے کہ منشا سے بلند رکاب بلاے روزگار ہے اُسپر غالب ہونا دشوار ہے
مہتاب شاہ جواب دیتا ہے کہ دیو سے زیادہ زبردست نہیں ہے جس جوان نے دیو
کو مار لیا اُسکے نزدیک منشا کی کیا حقیقت ہے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی منشا آکر
پہونچا قاسم دیکھا کیے کہ ساٹھہ ہزار فوج ساتھہ ہے جرأت کا اسکے دلکو خیال ہوا
یہ بیشک بہادر ہے ہر چند کہ پانچ لاکھ فوج کا حاکم ہے مگر جتنی فوج میرے ساتھہ تھی اتنی ہی
فوج لیکر آیا منشا نے اُترتے ہی طبل جنگی بجوادیا قاسم نے خبر سنکر نوازش طبل کو حکم
دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں مگر منشا سے بلند رکاب واسطے طلائے
کے اُٹھا ادھر سے قاسم اُٹھے رات کو کنارے پر سامنا ہوا منشا نے قاسم کو سلام
کیا عرض کی اے شہریار میں آپ سے برائے امتحان آیا ہوں مگر یہ محبت سمجھتا ہوں کہ

مجھسے مقابلہ نہ کیجیے میرے ہاتھ سے آجتک کوئی زندہ نہیں بچا جس سے مقابلہ کیا اُسپر
غالب آیا اگر میری رفاقت اختیار کیجیے تو پانچ لاکھ فوج کا افسر کرونگا قاسم نے
جواب دیا کہ تم ایسے ہی ہو مگر مجھے ہوس ہی کہ سر میدان امتحان ہو جائے بدون مقابلہ
فیصلہ نہ ہوگا میں اسوقت بھی موجود ہوں منشا خاموش ہو رہا صبح کو دونوں لشکر
میدان میں آئے منشا نے گھوڑا اُڑایا میدان میں آکر سلحشوری بیان کرنے لگا للکارکر
آواز دی کہ میرے مقابلے میں کون آتا ہی میں قاسم کا خواہان ہوں قاسم نے مرکب
نکالا مقابلہ منشا میں پہونچے بعد نیزہ و تلوار نوبت کشتی کی پہونچی تین شبانہ روز
مقابلہ رہا تیسرے دن شام ہوتے ہوتے قاسم نے منشا کو اُٹھا لیا منشا نے آواز
دی الامان قاسم نے سوال اسلام کیا منشا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا قاسم
منشا کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے صحبت میں جگہ دی منشا نے کہا اب کیا ارادہ ہی
قاسم نے کہا اب آرزو یہ ہی کہ جیران جنگ آزما سے مقابلہ کروں منشا نے بہت
منع کیا کہ جیران جنگ آزما بڑا بہادر ہی مجھکو اکثر لڑا دیا ہی اُس سے ارادہ کیجیے
قاسم نے نہ مانا صبح کو کوچ کیا ہرکاروں نے یہ خبر جیران کو پہونچائی کہ بھتیجے صاحب
آپ کے مسلمان ہو گئے اور ساٹھ ہزار کا لشکر بھی مسلمان ہوا اب بجمعیت کثیر آپکے
مقابلے کو آتے ہیں جیران جنگ آزما اپنے مقام سے اُٹھا کل فوج کو ساتھ لیکر چاہا
کہ مقابلہ قاسم میں جاؤں کہ آلبشار نے عرض کی آپ آج شب کو یہاں تامل فرمائیے
میں اُس جوان کو گرفتار کرکے لاتا ہوں جیران نے کہا اے آلبشار منشا کو تو اُسنے
زیر کر لیا تمہاری کیا حقیقت ہی آلبشار نے نہ مانا تھوڑی فوج ساتھ لیکر چلا یہاں
قاسم شکار کھیلتے ہوئے آتے ہیں ایک آہو پر گھوڑا اُڑالا تھوڑی دور پہ جاکر
شکار کیا ابھی وہیں کھڑے ہوئے تھے کہ دیکھا منشا سے بلند رکاب ہنستا ہوا
سامنے آیا کہا اے شہریار مجھے معلوم ہوا حقیقت میں آپ صاحب اقبال ہیں کہ مجھ ایسا
رفیق آپکو ملا اب جیران آپ کے مقابلے کو آتا ہی مگر مقام افسوس ہی کہ ماہ منیر
کا پتہ نہ ملا قاسم نے ہنسکر کہا اے منشا جامع المتفرقین نے اُسکو مجھسے ملا دیا خورشید

آیا تھا وہ ملکہ کو ملا گیا دیو پنجہ میرے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ باغ سے نکل آئین خورشید نے پایا
وہ میری ملاقات کو آیا اُسنے ملکہ کا ذکر کیا مین نے سامنے بلوایا دیکھتے ہی عجب کیفیت ہوئی
کہ ماہ منیر بیہوش ہوگئی تب مین نے خورشید بازرگان سے کہا کہ یہ وہی مہجبین ہے جو
مجھسے چھوٹی تھی اُسی دن سے ملکہ لشکر مین ہین یہ خبر سُنکر منشا اور زیادہ خوش ہوا کہا
آپ کے خدا کو آپ کی اقبالمندی منظور رہی کیا کیا سبب نکلتے ہین جیران جنگ آزما
سے مین مقابلہ کرونگا اگر خدا نے چاہا تو سر میدان زیر کر کے خدمت مین حضور کی
لاکر حاضر کرونگا اگر آپ کا کہنا مان لے تو مسلمان ہو اگر نہ مانے تو آپ کو اختیار ہے
قاسم خاموش ہو رہے مگر منشا سے بلند رکاب ہمراہ قاسم شکار کھیلتا ہوا ایک
دشت مین پہونچا ایک آہو تیر خوردہ سامنے آیا اُسکو شکار کیا چاہتا تھا کہ شکار
بند سے باندھوں کہ صحرا سے گرد اُڑی آلبشار تیغ زن گینڈا اُبھارے ہوے آتا
تھا اُسنے جو شاہزادے کو دیکھا پکار کر آواز دی اے شہریار آپ کے چچا آپ سے
بہت خفا ہین چلکر حاضر ہو جیسے مین صفائی کرا دونگا منشا نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے مین
اُس شہریار کی اطاعت کر چکا کہ جسنے سنجان و باختر کو تہ تیغ کیا جیران کی کیا حقیقت
ہے اور تو کیا بے حیا ہے بس سامنے سے چلا جا آلبشار قریب آیا تلوار کا وار کیا مگر
منشا نے تلوار کو روکا چاہا ہاتھ ماروں اب جو مرکب کو مہمیز کیا گھوڑے نے سکندری
کھائی آلبشار نے اوپر سے ہاتھ مارا سر منشا کا زخمی ہوا آلبشار نے اُس زخمدار کو
کمند مار کر گرفتار کیا اور لیکر چلا اِدھر سپاہ نے دور سے دیکھا کہ منشا کو آلبشار لیے
جاتا ہے پلٹ کر خدمت قاسم مین آیا عرض کی اے شہریار مین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
کہ آلبشار تیغ زن نے منشا کو زخمی کر کے کمند دن مین باندھ لیا اور لیکر روانہ
ہو گیا یہ سُنکر قاسم کا چہرہ سرخ ہو گیا مرکب پھیر کر طرف آلبشار کے چلے مگر آلبشار
منشا کو لیے ہوے لشکر جیران مین آیا لوگون نے پوچھا انکو کہان پایا آلبشار نے
کہا صحرا مین یہ اسے شکار آئے تھے مجھکو مل گئے مین پکڑ لایا قاسم نے زیر کیا تھا اسیطرح
بلبلاتا ہوا سامنے جیران جنگ آزما کے آیا جیران نے کہا ہوشیار کرو آلبشار نے کہا

پھر ہوشیار کرونگا پہلے آہنگرون کو بلائیے اول اسکو مسلسل و مطوق کیجیے بعد اسکے
دربار سجیے محبت قاسم مین بڑا کامل ہی آٹھ پہر یہی کہتا ہی کہ مین نے آفتاب بے نظیر پایا ہی
ایسے سرداران عالی وقار کسکو ملتے ہین جیران نے آہنگرون کو بلا کر منشا کو مسلسل و
مطوق کراکے ہوشیار کیا منشا جب ہوشیار ہوا تو مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی جیران نے کہا ای فرزند اب کسکا خوف ہی میرے دربار مین ہو اگر تمکو زہر کیا تو مین
اُسکا بدلہ کرونگا یون زہر کرون کہ ہاتھ نہ لگانے دون دانون بیچ کی نوبت نہ آنے پائے
منشا نے کہا چچا جان صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی میرا آقا وہ شبیر ہی کہ بڑے بڑے
جوانمرد اُسکے سامنے سے بھاگتے ہین ابھی آفتاب نگار پر دیو کو مار ا آفتاب اور
ماہتاب ساتھ ہین جیران نے کہا ای فرزند اب میرا مذہب اختیار کر وہ قاسم نوجوانکی
کیا حقیقت ہی کہ تمکو ستائے مین سمجھ لونگا منشا نے جواب دیا کہ ای عم نامدار مردان عالم
کے طریقے سے یہ بہت خلاف ہی کہ کل لقا پرست تھے اب جب مسلمان ہوے تو پھر وہی
لقا پرست ہون دنیا والے کیا کہین گے مین لقا پر لعنت کرتا ہون جیران اسپر بہت
جھلایا آلبشار کو اشارہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لے آلبشار تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہوا ہی
بادشاہ سے حکم پوچھ رہا ہی کہ دربارگاہ پر ہنگامہ ہوا درگہ سالار کا سر ڈھلکتا ہوا
سامنے آیا پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا کہ قاسم نوجوان تیغ بکف آکر پہونچا اور
آتے ہی للکارا کہ او آلبشار مجھکو سب تیرا کر معلوم ہی جسطرح مجھکو زخمی کیا تھا وہی مکر
تونے ساتھ اِس بہادر کے کیا کہ اُسکے گھوڑے نے سکندری کھائی اور تونے ہاتھ
تلوار کا مار دیا اور کمندون مین باندھکر لایا ورنہ تجھ ایسے دس پر یہ کافی تھا تیری یہ
مجال تھی کہ اِسکو گرفتار کرکے لاتا یہ کہکر قریب آلبشار کے آئے فرمایا کہ وار کر آلبشار
نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کہ ہاتھ آلبشار کا اُڑ گیا دوسرا
ہاتھ کمرگاہ پر مار دیا کہ آلبشار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر آلبشار کو منشا کو رہا کیا اور
پکار کر کہا ای جیران جنگ آزما ہم اپنے رفیق کو لیے جاتے ہین اگر حوصلہ ہو دے
تو روک لو جیران نے کچھ جواب نہ دیا قاسم منشا کو ساتھ لیکر باہر نکلے مرکب پر

سوار ہوے کہ سامنے نگاہ پڑی دیکھا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی نگاہ حسرت سے دیکھ رہا ہی
مگر قاسم نے فرمایا ای منشا یہ ہمارا مرکب ہی بحسرت ہمکو دیکھ رہا ہی اسکو بھی لیلین منشا نے
گھوڑے سے اُترکر شبرنگ کو کھولا اُسکو کسکر قاسم کے سامنے لایا تمام افسران فوج
دیکھا کیے کسیکا حوصلہ نہ پڑا کہ قاسم کو روکے قاسم مع منشا نکلگئے بعد جانے قاسم کے
لوگون نے جیران پر طعن و تشنیع کی کہ اگر حضور حکم دیتے تو ہم قاسم کو گرفتار کر لیتے
جیران نے جواب دیا کہ میری جرأت مین فرق آتا ہی اب کل میدان مین سمجھ لونگا سر میدان
ٹکڑے کرونگا اور منشا کی کیا حقیقت ہی اُسکو تو رگڑکے مار ڈالونگا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا قاسم
جب بارگاہ مین آئے تو ہرکارون نے خبر دی کہ جیران نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا
ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرا ہو قاسم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات اسی تیاری مین گذری اب وہ وقت آیا کہ موسیٰ آفتاب عالمتاب
عصائے ضیا و شعاع ہاتھ مین لیکر کوہ چرخ زبرجدی پر آکر قاسم ہوا قاسم لشکر لیکے
میدان مین آئے کہ دیکھا سر شار روتا ہوا آتا ہی قریب آکر عرض کی کہ شب کو کوئی
ہمارے آقا کو چرا لے گیا ابھی ہرکارون نے خبر دی ہی کہ اسی صحرا مین ایک پہاڑ ہی
اور شبرنگ قزاق وہان رہتا ہی اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ جیران جنگ آزما اس
صحرا مین فروکش ہی آکر چرا لیگیا دو لاکھ روپے مانگتا ہی قاسم نے یہ سنتے ہی گھوڑا پھیرا
کہا مین اُسکو ابھی لاتا ہون سیارہ سے اشارہ کیا کہ آگے بڑھ جاؤ خبر لو کہ جیران
پر کیا گذری سیارہ یا نہاے عیاری لگاکر بھاگا اُسوقت پہونچا کہ دیکھا زیر کوہ تمام
قزاق جمع ہین اور شبرنگ تیغ کھینچے کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ دو لاکھ روپے منگا دیجیے ورنہ
قتل کرونگا جیران کہ رہا ہی کہ ایک پیسہ نہ دونگا میرے خون کا بھی کوئی بدلہ لیگا ای
شبرنگ زندہ نہ بچوگے شبرنگ نے کہا کہ تمہاری جان لونگا یا دو لاکھ روپے لونگا
تمام قزاق جیران کو سمجھا رہے ہین کہ ہم لوگ قزاق ہین اسی طرح پر روپیہ لیتے ہین
تمکو اول جانکر گرفتار کر لائے اب بے روپیہ لیے نہ چھوڑینگے ای جیران کیون اپنی
جان دیتے ہو مگر جیران غصے مین زنجیرین ہلا رہا ہی سیارہ یہ رنگ دیکھکر بھاگا خدمت

قاسم مین آیا عرض کی کہ جلد چلیے ورنہ جیران جنگ آزما قتل ہوا چاہتا ہے غلام کو منظور یہ ہوا تھا کہ دخل دون لیکن یہ یقین تھا کہ آپ آتے ہونگے ایسا نہ ہو کہ آپکے خلاف ہو قاسم نے سیارہ کو ہٹایا مرکب کو بڑھایا گھوڑے پر کوڑا کیا گھوڑا اطراے بھرتا ہوا چلا شبرنگ چاہتا تھا کہ ہاتھ مارون کہ نعرۂ شبیر کی آواز آئی نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ		زخم تیغ و برابر شبرزہ بہ ماہ	
زآب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بہ زیر نگین	
آفتاب مشرق دین پروری	دیگر	شہسوار لعل پوش خاوری	

شبرنگ ٹھہر گیا قاسم نوجوان نعرہ کرکے آپڑے کئی قزاقون کو قتل کیا قتل کرتے ہوئے قریب جیران جنگ آزما کے پہونچے ہتھکڑی کاٹی جیران نے خانۂ زین آکر قید توڑ ڈالی اب جو جیران اٹھا قزاقون کو قتل کرنے لگا مگر قاسم نوجوان لڑتے بھڑتے قریب شبرنگ قزاق کے پہونچے قزاق نے ہاتھ مارا قاسم نے تلوار روکی اپنا تیغہ کھینچا مثل برق جہندہ نیام انتقام سے نکالا تیغۂ شرر فشان یا آہ دل مظلومان یا ابر ہٹ گیا برق تڑپ کر نکلی چمکا کر ہاتھ مارا کہ شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے قزاق تو سب بھاگ گئے مگر جیران جنگ آزما نہایت محجوب ہو جی مین اپنے کہتا ہے ایسے وقت مین کوئی نہ آیا اس جوان نے بڑا قصد کیا کہ اکیلا آپڑا ایسے کی تو اطاعت کرنا چاہیے یہ تو جان بخش ہے ایسے کی اطاعت نہ کرنا سراسر بے انصافی ہے یہ سوچکر قریب قاسم کے آیا جھک کر سلام کیا قاسم نے سوال اسلام کیا جیران نے شرما کر کہا مین آپ کا تابعدار ہون غلامی اختیار کرتا ہون قاسم نے سر اسکا اپنے سینے سے لگا لیا کہا اے برادر کیون محجوب ہوتے ہو بہادر کی بہادر مدد کرتا ہے اگر ہم آئے تو کیا نقصان ہوا پھر جیران قاسم کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آیا کل فوج کو مسلمان کیا سب کو ساتھ لیکر چلا قاسم نے حکم کیا کہ اے جیران طرف طلسم نوخیز کے چلو ہمارے بادشاہ عالیجاہ مرحلہ جات پر ہونگے انشاء اللہ ایسے وقت پر پہونچین کہ فوج کی ضرورت ہو سب سرداران نے بدل وجان قبول کیا قاسم کل لشکر ساتھ لیکے

طرف طلسم نوخیز جمشیدی کے چلے کہ اِنکا پہونچنا گذارش ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سہیل غزال چشم کے اور وزیرزادی اِسکی نازک ادا جسپر شاپور عاشق ہوا تھا یہ دونون حاملہ تھین ایرج نوجوان نوخدمت صاحبقران مین چلے آئے اِنکے بعد دونکے یہان لڑکے پیدا ہوے ایرج کے فرزند کا نام نامی ماہ عالم افروز ہے اور فرزند شاپور کا نام کاؤس صبا رفتار ہے باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ طبع فہم کا بھی ہو امتحان

چل اے توسنِ کلکِ شیرین ادا
کہ چلنے سے تیرے یہ ہے مدعا

تری تیزیان خوب مشہور ہین
مری طبع سے کیا بھلا دور ہین

سناؤن مین فرزند ایرج کا ذکر
ہے دن رات طبع رسا کو یہ فکر

کہ دنیا کے دیکھون نشیب و فراز
کہ ہین جمع اِس جا پہ سب فقرہ باز

سکندر کہان اور دارا کہان
یہ سب خاک مین ہوگئے ہین نہان

کہان رستم و قت و افراسیاب
دیا زندگی نے ہر اِک کو جواب

یہ ظاہر ہین سب جیسے تھے چالاک تھے
پھر انجام مین خاک ہی خاک تھے

ہے دنیاے فانی تاسف کی جا
دکھایا کسی کو نہ اِسنے مزا

یہ دنیا ہے دون لایق دید ہے
کبھی رنج ہے اور کبھی عید ہے

کہان قیس و فرہاد خارہ شکن
اُٹھائے یہ اُلفت مین رنج و محن

کہ پھر قیس کا نام مجنون ہوا
رہا نجد مین اور جگر خون ہوا

ہوا ہاے فرہاد کا کیا مآل
ہوا عشق شیرین مین وہ پائمال

مٹی جان اُس عاشق زار کی
تو پھر جان شیرین بھی شیرین نے دی

ہوا شاہ خسرو کو ایسا الم | کہ ہر دم اٹھاتا تھا وہ رنج وغم
قلم آؤ اب بر سر داستان | کہ لطف سخن ہو تمھارا عیان

چہرہ جنابندان حجلۂ عشرت و جلسہ آرایان محفل فرحت اس داستان شوکت بیان کو
یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف شہور شعار و شجاعت ادا ہاچنین می نگارد کہ ملک
وغا ہا جب شاہزادہ ایرج نوجوان دختر فغفور سے عقد کرکے ہمکنار ہوا تو بادشاہ جہان
فغفور جینی کو بڑی خوشی ہے کہ بیٹی میری حاملہ ہے سلسلۂ اولاد صاحبقران میرے گھر مین ہوگا
بعد گذر جانے نو ماہ کے فغفور نے بڑا جشن کیا جب جلسہ برخاست ہوا اور مہمان رخصت
ہوگئے تو فغفور آکر تخت پر بیٹھا اور کہہ رہا ہے کہ خدا خیر و عافیت سے نواسے کو پیدا کرائے
کہ مین امیر سے سرخرو ہون ایرج نوجوان سے شرمندگی نہو کہ خواجہ سرا نے آکے
عرض کی کہ اے شہنشاہ دائی کو بلوائیے ملکہ سہیل و نازک ادا کو درد زہ شروع ہوا ہے
فغفور نے اسی وقت دائیان بلائین خود بھی محل مین آیا سنا کہ سہیل کا عجیب حال ہے
نازک ادا بھی تڑپ رہی ہے فغفور باہر آیا دربار مین آکر حکم دیا کہ یارو کچھ تعویذ وغیرہ
ممکن کرو یہ ذکر ہو رہا ہے ملازم دوڑ رہے ہین کہ یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے
عرض کی کہ دیو نہنکال بادشاہ کوہ بلور اپنے تخت پر بیٹھا تھا کہ ایک سوداگر نے اسکے
ہاتھ ایک صندوقچہ بیچا نہنکال نے جو وہ صندوقچہ کھولا تو اسمین سے تصویر ملکہ سہیل
کی نکلی سترہ ہزار نرہ ہاے دیو سے لشکر کشی کرکے آتا ہے دو تین دن مین قریب قلعہ کے
پہونچ جائیگا فغفور نے قلعہ بند کرلیا پل تختہ اٹھایا خندق کو پر آب کردیا بالاے قلعہ
آکر بیٹھا رفقا نے عرض کی کہ فرزندان صاحبقران پردۂ قاف مین ہین طلسم کشائی بھی
ہو رہی ہے ایرج نوجوان کو نامہ لکھیے فغفور نے اسی وقت بنام ایرج نوجوان نامہ
لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اے فرزند صاحبقران دیو نہنکال لشکر کشی کرکے آتا ہے اپنے کو
جلد پہونچائیے اور کیا تحریر کرون ملکہ سہیل کو مانگتا ہے ایک جن کو یہ نامہ دیا اور کہا
اپنے کو جلد بخدمت ایرج نوجوان پہونچا ایرج نوجوان شکار مین تھے کہ جنات
نے آکر نامہ دیا ایرج نے پڑھکر اسکو حکم دیا کہ تم جاؤ مین ابھی روانہ ہوتا ہون جن نے

کہا میرے کاندھے پر سوار ہو لیجیے تو بہت جلد آپ کو پہونچاؤنگا ابرج کاندھے پر جن کے
سوار ہوئے گھوڑا ابھی جن نے بغل مین دبا لیا لیکر چلا ابرج تماشہ دیکھتے ہوے آتے
ہین پردۂ قاف کے صحرا بڑے بڑے درخت تناور لے ندارد بڑے بڑے دیوزاد جنگلون
مین پھر رہے ہین کہین کوہ کلان کہین دریا رواں یہان دیو مہنکال سامنے قلعۂ فغفور
کے پہونچا مہنکال نے بڑھکر آواز دی اے فغفور چینی بہتر اسی مین ہے کہ سہیل کو حوالے
کرو ورنہ کل قلعہ لیلونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا فغفور نے جواب دیا او بیحیا نبیرۂ
صاحبقران کے ساتھ اسکی شادی ہوگئی اب لڑکا پیدا ہوے کو ہے پھیری کیا مجال ہے
کہ مین اسے دے سکون تو خوب جانتا ہے کہ یہ اس شیر کی زوجہ ہے کہ جسنے کئی مرتبہ پردۂ
قاف مین شمشیرزنی کی اور دیوزاد مارے آیندہ تجھے اختیار ہے دیو مہنکال قلعے کو گھیرکر
اتر پڑا آب روانہ بند کیا فغفور چینی حیران ہے مگر کچھ اختیار نہین مہنکال نے شام کو طبل
یورش بجوایا ہرکارون نے فغفور کو خبر کی فغفور چینی نے بھی طبل جنگی بجوایا لشکر مین
مہنکال کے ہنگامہ ہے کہ کل قلعہ لوٹین گے ایک ایک پر پڑا وہم لوگ بھی لین گے
تیاریان ہو رہی ہین فغفور کبھی محل مین جاتا ہے کبھی باہر آتا ہے دیوزاد قلعے سے تیر
وغیرہ پھینک رہے ہین ملازمان مہنکال آ نہین سکتے چار پہر رات اسی ہنگامے
مین گذری صبح کو مہنکال فوج دیوان ہمراہ لیکر سامنے قلعے کے آکر کھڑا ہوا دار آہنی
ہلا رہا ہے اور کہتا ہے کہ یلغر کرکے جاؤن جو دیو تیر مار رہے ہین مین اُنکی کیا حقیقت جانتا
ہون گرد اسپر فولادی کا ہاتھ مین ہے دار آہنی ہلاتا ہوا طرف قلعے کے جاتا ہے فغفور کی
بیقراری دعائین مانگ رہا ہے کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر
مہنکال پکارتا ہوا آتا ہے کہ اے فغفور ایک عورت کے واسطے یہ آفت برپا کرتے
ہو کہ جان دینے کا ارادہ ہے مین آکر قلعے کو توڑتا ہون ایک ضرب مین پھاٹک گریگا
سارے قلعے کو تسخیر کرلونگا مگر فغفور چینی کچھ جواب نہین دیتا پکار رہا ہے کہ اے سمیع و
بصیر و اے علیم و خبیر رحم اپنا شریک کر نظم

ظہورِ ناعہا از نام نامیش	وجود خلق از ذاتِ گرامیش

مکان و لامکان روشن ز نورش | زمین و آسمان نور ظہورش
خدائے مہربان ذرہ نوازے | بحال بے نوایان کارسازے
خدا تن را بجان پیوند بخشد | سخن را با زبان پیوند بخشد
بفرمانش زمانہ سرنگون است | بسجدہ سر زبان گردون دو نست
کند چارہ گرے بیچارگان را | دہد تاب و توان درماندگان را
خدائے ہر فقیر و ہر امیرے | خدائے ہر صغیر و ہر کبیرے

سب اہل قلعہ آمین کہہ رہے ہین مگر تیہر جو بہت برسے سہیل بھی مبتلائے درد زہ تھی اور نازک ادا بھی تڑپ رہی ہی غلغلہ جو زیادہ ہوا سہیل نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون بی بیو خیر تو ہی کنیزون نے عرض کی دیو مہنکال نے بلغر کر دیا ملکہ کو اور زیادہ بیقراری ہوئی کبھی کہتی تھی کہ یہ بدنصیب کس ساعت سے پیٹ مین آیا کہ یہ مصیبت سُن رہی ہون نازک ادا نے عرض کی واری ہم آپ جان دیدین دونون شاہزادی و وزیرزادی راضی ہوئین جام زہر بہر بہر کے رکھے قصد ہوا کہ پی لین سات سو کنیزین بھی آمادہ ہوئین کہ جام زہر پی لین ہم بھی آپ کے ساتھ جان دینگے کہ مان نے کہا بی بی جب قلعہ فتح ہوجائے تب تمکو اختیار ہی تمھارے شوہر کو نامہ لکھا ہی کہ فغفور نے بیقرار ہو کے جو دعا کی اور دیو مہنکال قریب خندق پہونچ چکا ہی کہ اہل قلعہ بیقرار ہو کر پکارے کہ یا رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر فرد شاہانہ کرم برمن درویش نگر بر حال من خستہ دلریش نگر ۔ فغفور نے بیقرار ہو کر پکارا اے بے نیاز حضرت خلیل الرحمان کی بہو اس قلعے مین ہی تو معین و مددگار رہ اُسکی آبرو تو بچانے والا ہی خیر و عافیت سے لڑکا پیدا ہو کہ مین سرخرو رہون کہ آسمان سے آواز آئی باش ادنا بکار خبردار آگے نہ بڑھنا نعرہ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر | کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف | تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم | زگاو زمین بیخ و بن برکنم

جن نے لاکر ایرج کو آتارا قلعے پر خوشی کے نقارے بجنے لگے فغفور نے کہا کہ او

نہنکال بھاگ نہنکال نے کہا مین نوفکر مین تھا کہ کسی فرزند حمزہ کو مارون خداوند
راس الشیاطین کا شکر کرتا ہون کہ آج فرزند حمزہ کا سامنا پڑا چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا کہ
ایرج دروازہ کھولکر نکلے للکارتے ہوے کہ او بیحیا آگے نہ بڑھنا ورنہ ٹکڑے اڑا دونگا
نہنکال نے وار چرخ دیکر لگائی ایرج نے وار قلم کرکے ہاتھ تلوار کا مار دیا دیو نہنکال
کے دو ٹکڑے ہوے مارکر نہنکال کو فوج پر جا پڑے قلعے سے بھی جنات نکلے فغفور
جنی نے اشارہ کر دیا دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی آخر فوج نہنکال نے شکست کھائی
لاشہ نہنکال کا اٹھا لیا روتے پیٹتے بھاگے ایرج محل مین آئے اسی وقت لڑکے پیدا
ہوے ایرج کا لڑکا نہایت حسین وجمیل شاپور کا لڑکا چوہے کا بچہ معلوم ہوتا تھا
نازک ادا نے لڑکے کو ٹپک دیا کہا واری دیکھیے یہ لڑکا بھی اپنے دادا کی شکل پر ہی
یہی سنا تھا کہ چوہے کے بچے کی صورت ہوگی اسکے دادا جان سات مہینے کے ہوے
تھے دادی نے بڑی مشکل سے پالا مگر بچپن سے چور تھے رات کو اٹھکر کنیزون کے
چھڑے اور کڑے چرا لیتے تھے صبح کو کنیزونکو مار پڑتی تھی لڑکا خوب ہنستا تھا دیکھیے
یہ نکھٹو کیسا ہوتا ہی ایرج نے اپنے لڑکے کا نام ماہ عالم افروز رکھا اور فرزند شاپور
کا نام کاؤس صبا رفتار رکھا بڑی دھوم سے چھٹی کی جب وقت مرگ مارنے کا آیا
تو فغفور نے قلعہ بنام فرزند ایرج لکھدیا سہیل نے تارے دیکھے بعد فراغ اس رسم کے
پلنگ پر جاکر بیٹھی اپنے باپ سے کہنے لگی کہ ای بادا جان یہ قلعہ جو آپ نے بنام فرزند
لکھا یہ تو میری وراثت ہی ایرج بھی پلنگ پر بیٹھے تھے کہنے لگے کہ انشاء اللہ یہ فرزند
صاحب ملک ومال ہوگا مثل اپنے دادا کے نام پیدا کریگا مگر بخدا ہمارے دادا جان
سے جو جو کتین سرزد ہوئین اسکا نصف بھی ہمسے نہ ہو سکا مگر یہ طفل ہمشبیہ صاحبقران ہی
صاحب جاہ وجلال ہوگا لو صاحب ہمتو رخصت ہوتے ہین تمکو خدا کے سپرد کیا طفل
کو اچھی طرح پالنا ایرج تو روانہ ہوگئے فغفور جنی نواسے کو گود مین لیکر تخت پر بیٹھتے
ہین جب لڑکے کا سن سات برس کا ہوا فغفور جنی تخت پر بیٹھا تھا اور ماہ عالم افروز
کھیل رہا تھا کہ چند سوداگر نالشی آئے کہ برابر کوہ سقناطیس کے جو قزاق رہتا ہی

کہ نام اسکا دارا سے دُرد درگوش ہی اُسنے ہمکو لوٹ لیا فغفور نے جواب دیا کہ ہم دارا
سے نہین لڑسکتے ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ نانا جان بڑے ننگ کی بات ہی کہ آپ ایسے
فریادی فریاد کرے اور آپ اُسکی داد نہ دین فغفور نے کہا کہ بیٹا دارا سے دُرد درگوش
بڑا قزاق زبردست ہی اُسنے ہمارا بہت اسباب لوٹ لیا ہمنے دخل نہین دیا تم البتہ اتنے
بڑے نامی وگرامی کے پروتے صاحبقران زادے ہو شاید ان کی فریاد کو پہونچو یہ سُنکر
ماہ عالم افروز کا چہرہ سرخ ہوگیا بچہ چھوٹا سا ہاتھ مین تھا تاجرون سے کہا چلو اب ہم
تمہارے ساتھ چلتے ہین مال تمہارا دلوا دینگے فغفور سمجھے کہ یہ بچہ ہی اسکی بات کا کیا
اعتبار وزیر کو حکم دیا کہ سمجھا کر روکو وزیر نے جو جا کر کہا ماہ عالم افروز نے جھڑک دیا
اور کہا نانا جان نے طعنہ دیا اُسکو پورا کرنے جاتا ہون یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو
کئی سو لڑکے جو ان کے ساتھ پرورش پا رہے ہین وہ سب ساتھ ہوے تاجرونکو ساتھ
لے لیا اور گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے دمبدم کہتے ہین کہ دارا سے دُرد درگوش بڑا
زبردست ہی بتصدق جد عالی تبار جاتے ہی زیر کرونگا انشاء اللہ اُسکی مشکین باندھکر
لاؤنگا وزیر امرا نے پلٹ کر فغفور سے کہا کہ شاہزادہ ہمارے روکے نہ رکا نکل گیا
فغفور گھبرا کر خود اُٹھے سوار ہو کر چلے مگر شاہزادہ نکل گیا تھا دارا سے دُرد درگوش
زیر کوہ ٹہل رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا وہی تاجر آتے ہین پکار کر آواز دی کہ تمہارا
لباس بھی اُترواؤنگا جب تم لوگ راضی ہوگے یہ کہتا ہوا گینڈے پر سوار ہوا اور
گینڈے کو بڑھا کر چلا تاجر بھاگ کر سامنے ماہ عالم افروز کے آئے کہا اے شہریار وہ
قزاق بڑی سرکشی کرتا ہی کہتا ہی کپڑے بھی اُترواؤنگا ماہ عالم افروز نے گھوڑا بڑھایا
اور سامنے دارا کے آیا للکارا کہ او بے حیا ان غریبون کو کیون ڈراتا ہی میرے مقابلے
مین آ ہرکارے نے دارا کو خبر دی کہ یہ فغفور کا نواسا ہی دارا نے کہا مجھے اسپر رحم
آتا ہی ورنہ مار ڈالونگا ایک تیر مین اسکا کام تمام ہی نہین معلوم مجھکو کیا سمجھا ہی گینڈے کو
بڑھا کر سامنے ماہ عالم افروز کے آیا کہا او طفل وار تو کر لے کہ حوصلہ تیرا باقی نہ رہے
ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ پیش قدمی کا طریقہ ہمارے خاندان کا نہین ہی دارا نے

تلوار چمکائی جانتا تھا کہ یہ طفل ہو چمک تلوار کی دیکھکر بھاگے گا مگر یہ شیر بیشہ جرأت و یکتا
میدان جلالت سپر ہاتھ مین لیکر بڑھا سپر پر تلوار دارا کی کاٹھکر ہاتھ پیچ کا مارا دارا
کفل پر گینڈے کے پہونچ گیا نیچے پڑا گر گینڈے کا منھ کٹا دارا نیچے گرا شاہزادہ پہاند پڑا
دارا سے لپٹ گیا آپس مین کشتی ہونے لگی دارا چاہتا تھا بہ آسانی زیر کرلون لیکن یہ
فرزند ایرج نوجوان ہین اس کس سے لڑ رہے ہین کہ دارا دنگ ہو رہا ہے جب پکڑکر
لاتے ہین تو گھٹنے یون نکلنے نہین دیتے دارا کی پیشانی سے خون جاری ہو رہا ہے ٹکڑے ٹکڑے
ایک مقام پر پکڑ لے دوڑا ماہ عالم افروز دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پہ پیچھے
ہٹتا چلا آتا ہے چند ہی قدم ہٹا تھا کہ یہ زور کا اور دارا کے دونون شانے تھاسے
سر کو سینے مین اڑا کر اب جو ریلا رے دوڑا پندرہ قدم پر لا کر یکہ مارا دارا کو خیال
ہوا کہ میرا لنگر اس طفل سے نہ اکھڑ سکیگا دونون ہاتھون سے شاہزادے کا حلقون
گانٹھکر لنگر مار کر بیٹھا شاہزادے نے اسی حالت مین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے
اٹھا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کیا دارا سے ورد گوش اس زور کا عاشق ہوگیا پکار کر آواز دی ای شہریار
مین غلام ہون خدا آپ کو نظر بد سے بچائے شباب مین کیا کیفیت ہوگی کون آپ سے
مقابلہ کرسکیگا مین رفیق اول ہوا امیدوار ہون کہ جب پروردگار آپ کو صاحب فوج
و لشکر کرے تو مجھے سپہ سالار کیجیے گا شاہزادے نے قبول کیا فرمایا ان سوداگرون کو
مال دیدو دارا نے کہا مین اب ہمراہ رہونگا قزاقی سے توبہ کی اسقدر زمین ہے کہ اگر
اسکا انتظام کاشتکاری کرون تو اسقدر غلہ ہوگا کہ میری فوج کو کافی ہوگا یہ کہکر شاہزادے
کے ساتھ ہوا مال سوداگرون کو حوالے کیا قضائے کار احکام تاجدار کہ اسکا مال
دارا نے لوٹ لیا تھا اسکو خبر پہونچی کہ آج دارا فلان صحرا مین جاتا ہے ساٹھ ہزار
فوج سے چڑھ دوڑا ادھر شاہزادہ دارا کو لیے ہوئے جاتا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی
احکام تاجدار للکارتا ہوا آیا کہ او دارا سے ورد گوش اس دن کی خبر نہ تھی
آج تمکو زیر کوہ پایا دارا نے چاہا تھا کہ مقابلے مین جاؤن کہ شاہزادے نے فرمایا ای

وار اتم نہ جاؤ اب تم میرے رفیق ہوئے ہین سینہ سپر کرتا ہون یہ کہکر مرکب اڑا یا مقابلہ
احکام مین پہونچے کہ فغفور چینی بھی آکر پہونچا دیکھا اسنے کہ احکام سے تکرار ہو رہی ہی
فغفور گھبرایا کہ یہ تو مقابلے کو وار اکے آئے تھے احکام سے کیونکر سامنا ہوا یہان
تو یہ ہنگامہ ہی اودھر ملکہ سہیل غزال چشم نے جو اپنے فرزند ارجمند ماہ عالم افروز کا حال
نہ دیکھا بمقابلہ وار اسنا رونے پیٹنے لگی کاؤس صبا رفتار نے نازک ادا سے پوچھا
کہ ای مادر مہربان خیر تو ہی ملکۂ عالم اسقدر کیون بیقرار ہو کر رو رہی ہین نازک ادا نے
کہا شاہزادہ ماہ عالم افروز برائے مقابلۂ وار ا ایکہ و تنہا چلا گیا اور بعد کو اُسکے نانا
میان فغفور چینی گئے ہین کاؤس نے جو سُنا شاہزادے کے لیے بیقرار ہو گیا یہ بھی
یہان سے چلا حیران و پریشان جا رہا ہی کہ دیکھا شاہزادہ ماہ عالم افروز و احکام
سے بحث ہو رہی ہی شاہزادے کے ساتھ والے چاہتے ہین کہ احکام پر جا پڑین مگر
شاہزادہ منع کر رہا ہی کہ کاؤس صبا رفتار نے آواز دی ای شہریار نہ گھبرایئے گا اس
مردود کی کیا حقیقت ہی مین نے سنا ہی کہ جب آپ نے وار ا ایسے بہادر کو زیر کیا تو
آپ اسپر بھی غالب آئین گے ادھر احکام نے شاہزادے کو نیزہ مارا شاہزادے
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی اکیسوین ثان مین
شاہزادے نے نیزہ احکام کا نکالا نیزہ نکلتے ہی احکام کے منھ پر ہوائیان اڑنے
لگین تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بائڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر بند پر ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ احکام کو قاش زین سے
اکھیڑ لیا احکام بہ صدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا کل فوج کو بھی دائرہ اسلام مین
لایا فغفور چینی خوشی کے مارے پیراہن مین نہین سماتا ساتھ والون سے کہہ رہا ہی
کہ ایک کلمہ جو میرے منھ سے نکلگیا تھا تو دیکھو یارو ابتک غصہ نہین اُترا آتش خو
شعلہ مزاج ہی خدا اسکو سلامت رکھے یادگار صاحبقران ہو امیر نے سات برس
کے سن مین ہٹا بہر وسطا ہیر کو مارا انتھا انھون نے قزاق کو زیر کیا احکام تاجدار کو
کیا جھٹ پٹ زیر کیا ہی یہ اسکے رفیق ہوئے اس عظم و شان سے طرف قلعے کے چلے

ہین سہیل غزال چشم نے جسوقت سے سُنا ہو کہ شاہزادہ برائے مقابلہ قزاق گیا ہو دروازے پر
کھڑی پیٹ رہی ہین کہ صاحبو مین بھی سوار ہونگی کنیزین سمجھا رہی ہین کہ آپ کے والد تشریف
لے گئے ہین وہ فیصلہ کرا دینگے وہ قزاق ہمیشہ سے اُنکا پاس کرتا ہو لاکھ دو لاکھ روپیہ لے لیگا
اور شاہزادے پر ہاتھہ نہ ڈالیگا سہیل نے زیور اُتار کر پھینکنا شروع کیا کہا صاحبو یہ لیجاؤ
جاکر دو وارا سے ذرہ ذرگوش سے کہنا کہ ملکہ نے کہا ہو یہ زیور سب لے لو مگر شاہزادے کو ہاتھ
نہ لگاؤ بچے کی بات کا بُرا نہ مانو یہ ذکر تھا کہ فرزند شاپور دوڑا ہوا آیا نازک ادا نے
کہا کیون نگوڑے شاہزادے کو کہان چھوڑ آیا مین نے سب حال سُنا ہو تو ہی نے
ترغیب دی تھی کہ جاکر قزاق سے مقابلہ کیجیے ارے ابھی وہ ابھی مقابلے کے لایق
نہین ہو کاؤس نے کہا او مادر مہربان مین نے اُنکو ترغیب نہین دی تھی اُنکو اپنے
نانا کے کہنے سے بڑی غیرت آئی اُسی غصے مین وہ گئے تھے مگر خدا کے فضل و کرم سے
بفتح و فیروزی آتے ہین دیکھیے یہ فتح ہوا یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہین
ماشاءاللہ جاتے ہی قزاق کو زیر کیا دوسرا بادشاہ احکام تاجدار آتا تھا اُسکو زیر
کیا دونون مع فوج مسلمان ہوئے سب کو ساتھ لیکر آتے ہین ملکہ نے کہا ارے سچ
کہہ قزاق تو اپنے وقت کا دیو ہو میری سواری ایک دن آئی تھی تو مین نے اُسے دیکھا
تھا گینڈا اُسکا بار نہ اُٹھا سکتا تھا ہر مرتبہ بیٹھ جاتا تھا عیار نے عرض کی اب آپ خود
کوٹھے پر جاکر آمد شاہزادے کی دیکھیے کس دھوم سے آتے ہین احکام تاجدار اور
دارا سے ذرہ ذرگوش مثل چاکران کمترین ہمراہ ہین آپ دیکھکر بہت خوش ہونگی ملکہ یہ سُنکے
کوٹھے پر آئین نازک ادا سے کہہ رہی ہین کیون دو بیزار دی تمھارا فرزند بڑا افتو یہ
ہو شاہزادے کو تو ترغیب دیکر بھیجا اور آپ بعد کو گیا نازک ادا نے جواب دیا کہ ای
ملکۂ عالم یہ بیان کرتا ہو کہ اُنکو اپنے نانا کے کلام کی کچھ غیرت آئی تھی اُسی غصے مین وہ
تنہا چلے گئے تھے یا حضور یہی کا کہنا سچ ہوگا یہ جھوٹا ہو کیونکہ یہ نگوڑا جسکا فرزند ہو
وہ بھی بڑا مکار و جعلساز ہو کہہ گیا تھا کہ میرا فرزند جو ہوگا تو چند کوٹہ بان دیکھیا تھا کہ یہ
میرے فرزند کے بازو پر باندھ دینا ایسا عیار ہوگا کہ قلعے مین بند ہو جائیگا ناگاہ ملکہ کے کان مین

نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا آگے آگے ماہ عالم افروز ایک پہلو مین قزاق دوسری طرف احکام تاجدار باتین کرتے ہوے آتے ہین احکام تاجدار و قزاق پروانۂ شمع جمال ہین کر عیار پلٹ کر آیا عرض کی کہ لشکر کو جا کرے چلیے کوٹھے سے آپ کی مادر مہربان دیکھ رہی ہین فرماتی تھین مین بھی سوار ہونگی قزاق سے عذر کرونگی ہین نے جا کر سب حال کہا تب انکو تسکین ہوئی آمد سواری کا تماشہ دیکھ رہی ہین ماہ عالم افروز نے گھوڑے کو مہمیز کیا رفیقون کو سامنے سے نکالا دربارگاہ پر آ کر اترے فغفور چینی بھی آ کر اترے سامان جشن مہیا کیا ساقیان مہجبین ساقی و مطربان خوش آواز آ کر جمع ہوے جام مراد نے گردش مین آیا صداے ہوشنا ہوش فہا نوشا نوش بلند ہوا لطفے چہت و چالاک گانے مین چپاک سر محفل بیٹھکر بخوش الحانی یہ اشعار گا رہے ہین نظم

ہمدم دونوں رہی مین ہزارون جو کھائے گل — بعد فنا بھی خاک نے میری کھلاے گل
سیر چمن نے اور بھی دل کو کیا آداس — بے یار شور داغ ہوے خندہ ہاے گل
میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا — ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا کھلاے گل
سنتا ہے کون نالہ و فریاد عندلیب — مدہوش ہے چمن مین پیالہ چڑھاے گل
وعدہ وصال کا ہے اندھیرے مین گور کے — شمع حیات جلد کہین ہو بھی جاے گل
بیوجہ یہ جگر مین نہین اسکے چارہ داغ — دل پر ہین تیری کفش کے لالے نے کھاے گل
رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے — کھولے نسیم صبح نے بند قباے گل
اے عندلیب تجھکو مبارک تماشا چمن — کسکے مزاج سے ہے موافق ہواے گل
آتش بقول مصرعۂ سودا غرض نہین — یکدست اگر زمانہ جہان سے لٹاے گل

اور عیار فریب سے مگس رانی کر رہا ہے جھک کر کہا کہ آقاے نامدار کل واسطے شکار کے چلیے شاہزادے نے کہا مادر مہربان نہ جانے دینگی کاؤس نے تعلیم کیا کہ آپ مان کے سامنے کہیے گا کہ اگر مین شکار کو نہ جاؤنگا تو کھانا نہ کھاؤنگا مگر یہ نہ فرمایئے گا کہ کاؤس نے مجھکو سکھایا ہے آج صلاحین ہو رہی تھین کہ عیار بڑا افسادی ہے شاہزادے کے پاس نہ جانے پائے اور مین چاہتا ہون کہ حضور کو لے نکلون اے شہریار یہی زمانہ ہے کہ نام

پیدا کریجیے آپ کے والد نادار یا تو تجارت کی دوکان پر بیٹھے رہتے تھے یا خواجہ نے جب فنون سپہ گری تعلیم کیے تب خروج کیا آکر صاحبقران سے مقابلہ کیا برسون خواجہ نے ایرج کو لڑوایا ملک تسخیر کیے پھر خواجہ سے چھوٹ کر اپنے ملک پر آئے صحرا ے فرنگو شبیہ مین شکار کھیل رہے تھے کہ لقا پہونچا بختیارک نے شیطنت کرکے تصویر گیتی افروز ایرج کو دکھادی ایرج نوجوان نے اُس جوش مین اٹھارہ سو ملک باختر کی سیر کی اگر خدا نے اپنا فضل کیا تو آپ بھی صاحب فوج ولشکر ہونگے اب ماہ عالم افروز نے سمجھانا عیار کا قبول کیا شب کو جو محل مین آئے ماں انکی دسترخوان بچھاے بیٹھی تھین شاہزادے نے کہا مین کھانا نہ کھاؤنگا ماں کا دل بیچین ہوگیا قریب آکر کہا اے نور نظر خیر تو ہے مزاج تو اچھا ہے ماہ عالم افروز نے کہا کل ہم شکار کو جائینگے ماں نے کہا بیٹا مین کیونکر گوارا کرون کہ تم صحرا مین جاکر شکار کھیلو خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کوئی چشم زخم پہونچے تو میرا راج سہاگ مٹے یہ تمھارے ہی دم سے ہے باپ تمھارے برسون کے بعد کبھی پھیرا کرتے ہین اُنکو لڑائی سے فرصت نہین تمھاری ذات سے یہ ملک آباد ہے مین شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا خاموش سو رہے ملکہ سہیل شمع ہاتھ مین لیے بیٹے کو دیکھ رہی ہین نازک ادا نے عرض کی واری آرام فرمایئے سہیل نے کہا اے نازک ادا آج تمھارے فرزند نے نیا جملہ تعلیم کیا شاہزادہ کھانا نہین کھاتا کل شکار کو جائینگے نازک ادا نے کہا حضور کیا ہرج ہے یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین سفر ہی سے اِنکا جاہ وجلال بڑھیگا اور یہ تو ظاہر ہے کہ کاؤس اِنکا ہمزاد ہے کبھی ساتھ نہ چھوڑیگا ایک ہی دن پیدا ہوے ساتھ پرورش پائی کاؤس اُنکا رفیق کامل ہے ہمیشہ عیاری مین نام پیدا کریگا اِنھین کے ساتھ رہیگا کچھ اِسکا تردد نہ کیجیے شکار کو جانے دیجیے ملکہ رضامند ہوئین نازک ادا سے کہا جاکر جگاؤ اور شاہزادے کو کھانا کھلاؤ وعدہ کرلو کہ کل شکار کو جانا کاؤس کو بلاکر حکم دیدو کہ اسباب شکار درست کرے نازک ادا نے آکر شاہزادے کو جگایا جب شکار جانیکا وعدہ کرلیا تب شاہزادے نے کھانا کھایا کاؤس کو حکم دیا اسباب شکار درست رکھنا شاہزادے نے اُٹھکر انتظام کیا نازک ادا نے کہا میان تم تو

بڑے ضدی ہو جو کہا تھا جب اُسکا ظہور ہو لیا تب خاصہ نوش فرمایا مگر اتنی مہربانی کرنا کہ شکار سے جلدی پلٹ آنا شاہزادے نے کہا مین فقط کنارے پر شہر کے شکار کھیلونگا اور بہت جلد واپس آؤنگا یہ کہکر آرام کیا مگر کاؤس نے اسباب شکار دروازے پر درست کیا پچھلے قراول میر شکار دروازے پر حاضر ہوے شاہزادہ نکلکر سوار ہوا مگر احکام تاجدار اور رعدار اسے دُرد رگوش ہمراہ ہوے فغفور نے دونو نکو سمجھا دیا کہ شاہزادے کو جلدی پھیر لانا دونون نے اقرار کیا کہ زیادہ دیر نہ ہونے دینگے جلدی پھیر لاوینگے شاہزادہ بصد ادب اپنے نانا کو تسلیم کرکے روانہ ہوا امان کوٹھے سے دیکھ رہی ہین کہ بیٹا میرا واسطے شکار کے جاتا ہے مگر شاہزادہ صحرا مین آکر پہونچا اور حکم دیا کہ سب صاحب ٹھہر جائین ہم نماز پڑھ لیں تو چلین سب نے حکم کی تعمیل کی اور شاہزادے نے وضو کیا بعد ادائے نماز حکم دیا کہ طبل باز پر چوب پڑے طبل باز بجا **نظم**

چھو ڑونا لیدن آمد طبلک باز	در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز
رہا شد بر ہوا بالِ سبک پر	جہان شد خالی از کبک و کبوتر

باز وجرہ وغیرہ شکار افگنون نے چھوڑے جانوران ہوائی کا شکار ہونے لگا غرض شاہزادے نے ایک ایک تیر سے تین تین چار چار جانور گرائے قزاق واحکام وغیرہ تعریفین کر رہے ہین دو سو من چلے لڑکے ہمراہ کے تمام صحرا مین پھیلے ہوے ہین اور وہ تیر اندازی کی کہ جانور بھاگ کر گوشون مین چھپنے لگے احکام تاجدار نے بڑھکر کہا کہ اب مکان واپس چلیے نانا جان نے آپ سے کہدیا تھا کہ خاصہ یہین آکر نوش کرین شاہزادے نے جھلا کر جواب دیا کہ نانا جان تو یہی چاہتے ہین کہ گھر سے نہ نکلون مثل عورتون کے گھر مین بیٹھا رہون یہ مجھسے نہ ہوسکیگا اب آج مین نے لطف شکار دیکھا اب مین روز آؤنگا کہ سامنے سے ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر اُسکے ایک کاغذ لگا تھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ جو بہادر یہان آئے اپنے اقبال کا امتحان کرے مرکب ابلق مجنون دریائی وخود و زرہ و سپر و شمشیر و گرز و خنجر وغیرہ سلطان زر فشان ایک پہلوان تھا اُسنے اپنے عہد دولت مین یہ سب سامان نایاب مہیا کیا تھا بعد چند سے

خیال گذرا کہ اِن چیزون کے محفوظ رہنے کی تدبیر کرون یہ باغ حکما سے بنوایا ہی اور تدبیر کرکے
مرکب چھوڑ دیا ہی بارہ دری مین صندوق رکھا ہی چھپر تائید پرور دگار ہوگی وہ اِن چیزون پر
قابض ہوگا لیکن مقام افسوس ہی کہ مین سلطان زرفشان دنیاے فانی کو چھوڑتا ہون
یہ سلاح جسکو دستیاب ہون میری یاد ضرور کرے بڑی محنتون سے یہ چیزین پائی تھین
شاہزادہ یہ مضمون دیکھکر گھوڑے سے کود بسم اللہ کرکے باغ مین قدم رکھا دیکھا
تمام باغ سرسبز و شاداب ہی جو چمن ہی وہ لاجواب ہی مگر ایک چمن مین ایک مرکب ہی
کہ وہ سرین کوہ کفل مصروف چرا ہی شاہزادے نے جو مرکب دیکھا بیقرار ہوگئے چاہا کہ
طرف مرکب کے جاؤن مگر کاؤس نے کہا اے شہریار مرکب بھاگ جائیگا شاخ نخل پر
بیٹھیے جب گھوڑا چرتا ہوا یہان آئے تو شاخ سے کود کر اُسکی پشت پر سوار ہوجیے
تھوڑی دیر مین رام ہوجائیگا ماہ عالم افروز نے بھی قبول کیا ایک درخت پر چڑھکر
بیٹھے مرکب دریائی چرتا ہوا جو اُس مقام پر آیا ماہ عالم افروز پشت پر اُسکی کود پڑے
گھوڑا بدحواس دوڑنے لگا شاہزادہ یال تھامے ہوے گھونسے مار رہا ہی گھوڑے کا
یہ حال ہی کہ گردن اُسکی سوج گئی ہی دوپہر کامل دوڑا دوڑا پھرا ایک درخت کے نیچے
آکر ذرا ٹھہرا تھا کہ شاہزادے نے شاخ نخل تھامی مرکب رکا کاؤس نے پشت سے آکے
مرکب کو باندھا شاہزادہ اور عیار ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے بعد تھوڑی دیر
کے شاہزادے نے چند مٹھے گھانس کے ہاتھ مین لیے مرکب نے شاہزادے کو جو
دیکھا کانپنے لگا پیشاب کر دیا شاہزادہ چمکارتا ہوا قریب آیا گھوڑے نے منھ سینے پر
رکھدیا زبان سے سینہ چاٹنے لگا شاہزادے نے کہا اے مہتر کاؤس اسکا زین و لجام
کہان ہی کاؤس نے کہا کہ غلام تلاش کرکے لاتا ہی یہ کہکر باغ مین پھرنے لگا دیکھا ایک
نخل مین لجام و چارجامہ لٹکا ہی کاؤس نے لاکر مرکب کو کسا شاہزادہ سوار ہوکے
سامنے بارہ دری کے آیا پکار کر آواز دی اے سلطان زرفشان تمھارے مرکب کو
تو ہمنے زیر کیا اب سلاح معلوم ہون کہ کہان ہین یہ فرما کر جو نگاہ اُٹھائی دیکھا ایک
صندوق آہنی چھت مین لٹکا ہی صندوق کو جو اُتار کر کھولا دیکھا تو زرہ خود چار آئینہ

موزے پاے گے و سپر و شمشیر و گرز و خنجر و تیر و کمان سب اُسمین رکھے ہین شاہزادے نے سب
لباس اپنے جسم پر آراستہ کیا زرہ جو پہنی تو کاؤس نے کہا آپ ہی کے جسم کے لیے بنائی
گئی تھی اسقدر ٹھیک ہی کہ نہ تنگ نہ ڈھیلی وہ سلاح آراستہ کر کے گھوڑے پر سوار ہوکر
باغ سے نکلے کو دارا سے درو گرگوش و احکام سامنے سے آئے لباس و سلاح اور
مرکب کو دیکھکر تعریفین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ مؤید من اللہ ہین ورنہ یہ اشیاء نادرہ
کسکو ملتی ہین کہ سامنے سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا شاہزادے نے اُس آہو کا
پیچھا کیا دو کوس پر آکے اُس آہو کو تیر سے شکار کیا گھوڑے سے اُترے آہو کو
ذبح کیا قصد ہوا کہ پلٹون کہ سامنے سے ایک آہو اور جست کرتا ہوا آیا شاہزادے نے
اُسکو بھی تیر مارا وہ آہو گرا تیر نکالکر نام پڑھنے لگے مگر بسبب خون کے نام ثابت نہین
ہوا کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک تاجدار نوجوان تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کو تلاش
کرتا ہوا پیدا ہوا اپنا شکار جو کشتہ پایا شاہزادے کو دیکھکر بہت جھلایا کہا کیون اے
جوان تو نے یہ آہو کیون شکار کیا شاہزادے نے کہا یہ ہمارے سامنے آیا ہمنے تیر
مار دیا اُس جوان نے کہا کسی کی یہ مجال نہین ہی کہ ہمارے شکار کو شکار کرے لیکن اس
بے ادبی کرنیکا بدلہ یہ ہی کہ آہو کو گردن پر لادیے اور ہمیرے مقام پر پہونچا دیجیے شاہزادے
نے جھلا کر جواب دیا کہ یہ مزدورون کا کام ہی ہمسے نہ ہوسکیگا اُس نوجوان نے بڑھکر تلوار
لگائی شاہزادے نے تلوار روک کر ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے چند
سوار اُس جوان کے ہمراہی آئے اُنھون نے پکار کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہی کہ تو نے
چراغ افغانستان کا گل کر دیا کاؤس نے جواب دیا کہ افغان بلند پایہ اسکا کون ہی
سوارون نے کہا اسکا باپ ہی جسوقت وہ سُنے گا قیامت برپا کریگا تمھارا نام کیا ہی
کاؤس نے کہا کہدینا کہ ماہ عالم افروز نبیرۂ صاحبقران نے اسکو مارا کاؤس یہ کہہ رہا
تھا کہ دارا نے عرض کی چلیے مقابلے کا یہی انجام ہوتا ہی بہلا کر شاہزادے کو طرف
گھر کے لے چلے مگر احکام تاجدار شہر افغانستان سے واقف ہو دارا سے کہہ رہا ہی
کہ اب بڑا فساد ہوگا یہ جوان نعمان تاجدار جو مارا گیا ہی یہ ایک ہی اسکا فرزند تھا

کیونکر گوارہ کریگا کہ ایسا بیٹا مارا جائے اور باپ خاموش ہو رہے طلسم آبگینہ مین اسکی
مان انجام جادو رہتی ہی جسوقت اُسکو خبر ہوگی تو وہ زمین ہلا دیگی دارا نے کہا ہمارا
شاہزادہ بھی ایسا لڑیگا کہ افغان کو مشکل پڑیگی یہ باتین کرتے ہوے شہر مین آئے آکر
شاہزادہ تو محل مین گیا احکام نے فغفور چینی سے بیان کیا کہ آج غضب ہوگیا ہی کہ
نعمان تاجدار فرزند افغان بلند پایہ ہاتھ سے ہمارے آقا کے مارا گیا فغفور یہ سنکر
روتا ہوا محل مین آیا سہیل نے بیان کیا کہ ای نور نظر اب جان بچنے کی کوئی صورت
نہین ہی کہ نعمان تاجدار مارا گیا افغان ضرور لشکر کشی کریگا ہم اُسکو جواب نہین دیسکیں
اور شاہزادے کا بھی بچنا دشوار ہی کوئی تدبیر ایسی کرو کہ شاہزادے کی جان بچے
سہیل نے کہا ای والد نامدار شاہزادے کو تو نکالدیجیے ہم آمادہ مرگ ہیں ایسے قضا ہوکر
بیٹھین جو گذرے گی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے وزیرون کو بھی بلا لیا وزیرون
نے بھی یہی صلاح دی کہ شاہزادے کو طرف دریاے بصرہ کے روانہ کیجیے اور یہ کہدیجیے
کہ وہان جاکر شکار کھیلو جب ہم بلائین گے تب آنا وہ دو ہی لڑکے جنھون نے ساتھ
پرورش پائی ہی وہی ساتھ جائین ہم لوگ سر ہتیلی پر رکھکر بیٹھے رہین گے اب حال افغانستان
گذارش کرتا ہون کہ افغان بلند پایہ یہی ذکر کر رہا ہی کہ فرزند میرا نہین آیا لوگ کہ رہے
ہین ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز کان مین
آئی افغان نے پوچھا ارے یہ کون روتا ہی کہ لاشۂ نعمان تاجدار ہمراہی اُسکے سامنے
لائے باپ نے جو بیٹے کا لاشہ دیکھا تاج دے مارا تخت سے اپنے کو گرا دیا شور گریہ و زاری
بلند ہوا وزرا نے بہ تعجیل ارتھی منگوائی لاشہ اُٹھا کر لے گئے مرگھٹ پر جاکر جلا دیا لیکن
افغان بیہوش پڑا رہا اُٹھ پہر ہوش نہ آیا صبح کو جب آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین پایا اور
پکار کر کہا یارو تمنے دیکھا کہ نعمان مارا گیا اور دشمن چین سے بیٹھے ہین کوئی تم مین سے
ایسا ہی کہ جاکر اُسکا سر لائے کہ جسنے میرے بیٹے کو مارا اور جاکر قلعہ کھدوا ڈالے یہ سنکر
گندم مردم در ایک پہلوان زبردست کئی لاکھ فوج کا افسر اپنے مقام سے اُٹھا کہا
ای شاہ عالیجاہ لاشہ نعمان کا دیکھکر میرے کلیجے پر چھری پھر گئی مجھکو معلوم ہی کہ کیسے آپکے

فرزند دلبند کو مارا ہے اور حکم ہو کہ مین جاؤن اور ارشاد حضور بجا لاؤن بادشاہ نے حکم دیا کہ
مین تمکو اپنے سر سے دریافت کیے دیتا ہون قضا سے کار وہ ہرکارے جو ہمراہ سے خبر لگئے
تھے اور کل حال دریافت کر کے پلٹے تھے سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے تھے اُٹھے اور پاس
افغان کے آئے عرض کی کہ حضور جب ہم لوگ لاشہ آپ کے صاحبزادے کا لیکر آنے لگے
تو راہ مین ایک گھسیارہ ملا اُسنے ہم لوگون سے پوچھا کہ یہ کسکی لاش ہے ہمنے مقتول کا نام
بتایا پھر آپ کا نام بتایا اُسنے ہمسے صاف صاف بتایا کہ ایک ہرن پر یہ مارا گیا ہمنے اُس سے
پوچھا کہ کسنے مارا اُسنے کہا کہ فغفور چینی کا نواسا ایرج نوجوان کا بیٹا صاحبقران زمان کا
پوتا جسکا نام نامی ماہ عالم افروز ہے اُسنے اسکو قتل کیا ہے وہ بڑا بہادر ہے جسنے دارا و
احکام کو جاکر زیر کیا مین بیٹھا گھاس چھیل رہا تھا یہ کل معاملے میرے سامنے گذرے
ہم لوگ یہ سُنکر روتے پیٹتے لاشہ لیکر بھاگے وہ گھسیارہ اپنی راہ چلا گیا گندم نے
جو سُنا ستر ہزار فوج ساتھ لیکر طرف فغفور کے روانہ ہو گیا ہرکارے فغفور کے جو
ہمراہ سے خبر نکلے تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے فغفور کے آکر عرض کی کہ گندم مردم در
با فوج قاہرہ آتا ہے فغفور نے کہا کچھ خوف نہین شاہزادہ روانہ ہو گیا ہم لوگ قلعہ کھولکر
بیٹھتے ہین گندم کے سامنے عذر کرینگے اگر ہمکو گرفتار کر کے لیجائیگا تو اُسکو اختیار ہے
احکام و دارا نے بھی اس بات کو قبول کیا قلعہ کھولدیا خندق کو خشک کیا اپنے
مقام ہوکے بیٹھے کہ گندم مردم در سامنے قلعے کے آیا کچھ سامان جنگ نہ پایا قلعے مین
چلا آیا بادشاہ نے کسی کو اِسکے استقبال کو نہ بھیجا گندم نے کہا یہ کیا معرکہ ہے کہ نہ کوئی
لینے کو آیا نہ کوئی روکتا ہے بلا تکلف اندر آیا جب سامنے پہونچا تو فغفور نے تعظیم کی
کہا اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان کیونکر تکلیف فرمائی گندم نے جواب دیا
او پیر مکار رفتہ ذبرپا کر کے بیٹھا ہے ہمکو حکم بادشاہ افغانستان ہے کہ فغفور کا سر لاؤ
بتلاؤ وہ طفل کہان ہے کہ جسنے نعمان کو مارا فغفور نے کہا اے فرزند رستم و اسفندیار
ہمنے خبر سُنکر چاہا تھا کہ اُسکو گرفتار کرین مگر وہ بھاگ کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا
کیونکہ آجکل اُسکے باپ و دادا پردہ قاف مین طلسم کشائی کر رہے ہین یہ کہکر تاج اُتارکر

قدمون پر رکھدیا گندھم نے ایک ٹھوکر ماری کہ تاج دور گرا احکام کو یہ دیکھکر تاب نہ رہی اُٹھکر تلوار ماری کہا او مغرور بادشاہ نے تاج تیرے قدمون پر رکھا تو نے ٹھوکر ماردی فغفور ہان ہان کرتا رہا مگر احکام کے تلوار کھینچتے ہی بلوا ہوگیا گندھم بارگاہ مین لڑنے لگا فغفور ضعیف تخت پر کھڑا ہوا منع کر رہا ہی کہ یارو کیون جنگ کرتے ہو مین انکا گنہگار ہون جو چاہین وہ میرے ساتھ کرین تم لوگ دخل نہ دو مین نہین چاہتا کہ بندگان خدا کا خون بہے گندھم نے آکر ایک ہاتھ مارا فغفور سیار گلشن جنان ہوا ادہر احکام اسقدر لڑا کہ زخمون مین چور چور ہوا مگر گھوڑا اُسکو نکال لے گیا ادھر گندھم نے اُسی وقت فغفور واحکام کا سر کاٹ لیا لاشے پھکوا دیے حکم کیا قلعہ کھودو قلعہ کھدنے لگا گندھم نے بیرون قلعہ آکر قیام کیا اور ہرکارے براے خبر روانہ کیے کہ جاکر دریافت کرو کہ وہ لڑکا کہان بھاگ کر گیا ہی ہرکارے روانہ ہوے دیہات و قریات مین ڈھونڈھتے پھرتے ہین مگر شاہزادہ ماہ عالم افروز صحراے بصرہ مین شکار کھیل رہا ہی ایک مقام پر بارگاہ استادہ ہی وہی دو سو لڑکے تیر اندازی کر رہے ہین کہ سامنے سے دیکھا چند سوار چند پیدل بھاگے ہوے آتے ہین لڑکون سے حکم ہوا دیکھو یہ سوار کون ہین لڑکے اُن سوارون کو بلا کر لائے اُنھون نے جو شاہزادے کو دیکھا گھوڑون سے کود کر قدمون سے لپٹ گئے کہا اے شہریار ہمکو نہین پہچانا ہم آپ کے نانا کے ملازم ہین آپ لغمان کو مار کر آئے تھے بادشاہ افغانستان نے گندھم مردم دہ نامے پہلوان کو بھیجا اُسنے آپ کے نانا کو اور احکام کو قتل کیا اور بیرون قلعہ مقیم ہی آپ کی تلاش ہی ہم لوگ اُسی جنگ سے بھاگے ہوے ہین ایک جوان پر دو دو سو گرے اور سرپرست ہمارا مارا گیا کون ہماری داد کو پہونچتا اور ہاتھ سے دشمنون کے بچاتا یہ سنکر شاہزادہ بہت غمگین ہوا پچھاڑین کھاتا تھا اور نانا کو یاد کرکے روتا تھا کہ واہ نانا جان آپ نے ہمکو بچایا اور آپ سیار گلشن جنان ہوے غلام آپ کو کہان ڈھونڈھے سوارون سے پوچھا کہ گندھم عورات سے کیونکر پیش آیا سوارون نے عرض کی ہمنے خبر پائی کہ بہران فیلسوار نامے ایک پہلوان ہی گندھم نے آپ کی والدہ کو گرفتار کرکے

بہران کے ساتھ روانہ کیا بہران قید لیکر گیا ہو دیکھیے کیا ہو شاہزادہ اسی وقت سوار ہوا انھیں دو سو لڑکون کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے چلا یہان گندم اترا ہوا ہی ہرکارے تلاش کرتے پھرتے ہین کہ کسی ہرکارے نے خبر دی کہ وہی لڑکا آتا ہی گندم نے کہا شاید بھاگا جاتا ہوگا گینڈا تو میرا لاؤ گینڈے پر سوار ہو کے کھڑا ہوا فوج جمع ہوئی کھڑی ہی کہ سلطنت سے گرد اڑتی دیکھا وہی قمیر بیشہ جرأت گھوڑا بڑھا کر آیا دو سو لڑکون سے ستر ہزار فوج پر گرا لڑکے لڑ رہے ہین ہنگامہ ڈالدیا مگر گندم لڑتا ہوا قریب شاہزادے کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار اسکی توڑ ڈالی گندم نے دوسری تلوار کھینچی اور پھر ہاتھ مارا شاہزادے نے سپر کو گردش دی وہ تلوار بھی ٹوٹی اور شاہزادے نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ برق جہندہ دست زبردست شاہزادہ ماہ عالم افروز سپر کو کاٹ کر جو تیغہ گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہزادہ تلوار لیکر سر پر پہونچا گندم نے ناچاری سے دونون ہاتھ اٹھا دیے اور دانت نکالے کہ شاہزادے کو ترس آگیا تلوار روک کر کہا ای پہلوان اٹھ اور تلوار لا جسطرح مناسب ہو اسطرح مقابلہ کر ہمارا دستور نہیں کہ گرے ہوے کو مارین گندم اٹھتے ہی قدمون سے لپٹ گیا کہا مین تو آپ کی جرأت کا قائل ہوا اور نہ کوئی حریف کو پاکر نہین چھوڑتا ستر ہزار فوج سے مسلمان ہوا شاہزادہ گندم کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے آیا دیکھا کہ شہر کھدا پڑا ہی اور نانا کا لاشہ در قلعہ پر لٹکا ہی مگر لاشہ بے سر گندم رونے لگا کہا ای شہریار میرے ہاتھ قلم کیجیے مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ آپکے نانا کا سر اور قید والدۂ ماجدہ طرف افغانستان کے روانہ کردی شاہزادے نے فرمایا ای گندم تم قلعے پر اترو اور قلعہ بنواؤ مین والدہ کو لینے جاتا ہون گندم نے کہا ای شہریار قید ملک کی شہر افغانستان مین نہین ہی شہر سے بارہ کوس پر ایک کوہ ہی کہ اس کوہ کو سب کوہ مقناطیس کہتے ہین اس پہاڑ پر ایک دیر بنا ہی ایک بندریا وہان خدائی کرتی ہی اسکو خداوندی بی دہم خبیثہ کہتے ہین افغان وہان ملکہ کو لیکر گیا ہی تاکہ قدرت سے تقدیر کرا کے یعنی عورت مجھکو قبول کرے شاہزادے نے کہا خیر معلوم ہوا گندم نے چاہا مین ساتھ

چلوان نگر شنا ہزادے نے گندم کو قلعے مین چھوڑا آپ طرف کوہ مقناطیس کے چلے یہان
افغان بلند پایہ اپنے دربار مین بیٹھا تھا بیٹے کے غم مین بدحواس سیاہ پوش غم فرزند کا جوش
وخروش کہ بہران کی عرضی پہونچی کہ ناموس ایرج کو قید کرکے لایا ہون جسوقت حکم ہو
اُسوقت داخل ہون افغان نے حکم دیا کہ شہر آئینہ بند ہو دوکانین رنگی جائین دوکاندارونکو
حکم پہونچ جائے کہ بڑے تکلف سے دوکانون کو آراستہ کرو حکم کی دیر تھی شہر آئینہ بند ہوا
بہران کو حکم گیا کہ قید لیکر داخل ہو ملکہ کو ایک اونٹ پر سوار کیا ہی کنیزین سر برہنہ و
پا پیادہ دوڑتی ہوئی چلی آتی ہین جنکو فرش گل ناگوار تھا اُنکے تلوے خار خار ہو رہے
ہین ملکہ سہیل شہر کو دیکھتی ہوئی دروازے پر افغان کے پہونچین بہران نے قیدی کو
باہر رکھا آپ جاکر سامنے عرض کی کہ گنہگاران حضور دروازے پر حاضر ہین افغان نے
حکم دیا اندر بلاؤ جیسے ہی ملکہ اندر آئین مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی افغان
بہت جھلایا کہا یہ عورت بڑی زبان دراز ہی مگر جمال بے مثال دیکھکر بدحواس ہو رہا ہی
وزیر کو اشارہ کیا کہ اِس عورت کو مژدہ ہمارے وصل کا دے اور یہ کہنا کہ تیرے بیٹے کی
بھی خطا معاف کر دونگا ورنہ گندم بے قتل کیے نہ آئیگا جو اُسکو حکم ملتا ہی وہی کرتا ہی تیرے
فرزند کو قتل ہونے سے بچا لونگا وزیر نے جو یہ آکر کہا تو ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او بدکردار کیا بیہودہ
بکتا ہی تو کیا میرے فرزند کو بچا لیگا خدا اُسکو بچا لیگا کیا عجب ہی کہ وہی تیرا قاتل ہو وزیر
نے چپکے چپکے بہت سمجھایا مگر ملکہ نے جواب ہائے سخت دیے ہر مرتبہ یہی قول تھا کہ او ناہنجار
یہ بدزبانی تیری تجھکو سزا دلوائیگی میرا نور نظر مخفی نہ ہوگا آخر افغان نے حکم دیا کہ قید کو
طرف کوہ مقناطیس کے لے چلو خداوندی دم خبیثہ سے تقدیر کرا لونگا طرف کوہ
مقناطیس کے قید چلی افغان بھی سوار ہوا زیر کوہ مقناطیس پہونچا ملکہ نے دیکھا
کہ کوہ بلند ہی اُسپر چہار دیواری کھنچی ہوئی ہی بیچ مین ایک دیر بنا ہی اُسکے آگے لوگ جمع
ہین ملکہ کو کشان کشان بالائے کوہ لے گئے دیکھا ہزارون گھنٹ نواز ناقوس نواز
جمع ہین گھنٹ و ناقوس بج رہا ہی کہ افغان بھی آیا سامنے دیر کے پہونچا دروازہ
کھلا دیکھا ایک تخت بچھا ہی اور اُسپر ایک شی مثل ٹیوٹ کے رکھی معلوم ہوتی ہی اسپر ایک بندیہ

نہایت لحیم و شحیم دم بہت بھاری انہیں گیہا مفتیش کا وہ دُم گردش کرکے سر بندر یا کے قایم ہوئی
ہو افغان براے سجدہ جُھکا بندر یا نے مثل انسان کے آواز دی کہ سر خود را از سجدہ بردارید کہ
لعنت بر تو نصیب کردم افغان نے سر اُٹھایا بندر یا نے کہا کہ اے بندہ خاص الخاص و وفادار
با اخلاص آج خلاف وقت کیونکر آنا ہوا افغان نے عرض کی آج چاہتا ہون کچھہ تقدیر بیجیے
بندر نے کہا اے بندہ خاص جو تو کہے وہی تقدیر کردون افغان نے کہا یا خداوند نعمان تاجدار
مارا گیا شہر بے چراغ ہوا قاتل کی مان کو گرفتار کرکے لایا ہون امید وار ہون کہ جب وہ
سامنے آئے تو تقدیر کیجیے کہ مجھکو قبول کرے بندر یا نے پکار کر کہا ارے اُس عورت کو
لاؤ بیران سر زنجیر تھامے ہوے ملکہ کو جو سامنے لایا ملکہ نے بہت لعنت کی بندر یا نے
کہا افغان کو قبول کر ملکہ نے جواب دیا کیون جھک مارتی ہو بین زوجہ ایرج نوجوان
ہون کیا مجال جو کوئی مجھپر ہاتھ ڈالے خوب تکرار ہوئی ملکہ نے ہزارون گالیان دین
اور لعنت ملامت کی آخر کو بندر یا نے جھلا کے حکم دیا کہ اِس گنہگار کو لیجاؤ زیر کوہ جاکر
تیرباران کرو ملازمان افغان ملکہ کو زیر کوہ لائے نصف جسم زمین مین دفن کردیا نصف
باقی رہا تیر اندازون کو حکم دیا ملکہ نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ اے سمیع و بصیر و اے کریم و قدیر رحیم
اپنا شریک کر وقت سخت ہے سواے تیرے کون معین و مددگار ہے کون اِس آفت سے
بچائیگا افغان چاہتا تھا کہ تیرباران بارہ ہزار جوان تیر و کمان لیے کھڑے ہین کہ ناگاہ
لشکر مین تہلکہ ہوا ہزارون سر گر گئے شاہزادہ ماہ عالم افروز مثل شعلہ جوالہ پہونچا گھوڑے
سے کودا اپنی مان کو اُس خندق سے نکالا کاوس نے اپنی مان کا پشتارہ باندھا لڑتے
بھڑتے لیکر نکل گئے سب حیران تھے کہ کون آیا اور کیونکر لے گیا افغان نے کہا یہ غضب
خداوندی تھا اُس عورت نے بڑی سخت کلامی کی تھی وہ عذاب ہمپر نازل ہوا جب تو
ایسا شخص آیا کہ جلدی آیا اور نکلگیا ہم صورت بھی نہ دیکھنے پائی کہ کون تھا اور کسطرح سے
آیا اور قیدی کو لے گیا ہم سمجھ گئے کہ قدرت نے کسی فرشتے کو حکم دیا وہ اِس عورت کو لیگیا
جہنم مین پھینکا یہ خیال کرکے رنجیدہ اپنے شہر مین آیا مگر دروازے پر حکم دیا کہ دس آدمی
ہتھیار بند نہ آنے پائین دروازے پر کئی ہزار جوان اُترے ہوے ہین آجکل روک

ٹوک ہو لیکن دارا سے دردرگوش جو زخم اری مین لگگیا تھا شاہزادے نے اُسکو
صحرا مین پایا علاج کیا ادھر رات کو دارا کو غیرت آئی کہ افغان نے بڑا ستم کیا کہ ناموس کو
ہمارے آقا کے دربار مین بلوایا چالیس جوان جو دارا کے ساتھ تھے اُنکو ہمراہ لیکے
طرف شہر افغانستان کے چلا خیال مین ہو کہ یا تو افغان کو مارونگا یا اپنی جان دونگا
گھوڑا اُڑا سے ہوے قریب در قلعہ آیا چاہا اندر جاؤن سپاہیون نے روکا دارا
نے جنگ آغاز کر دی تھوڑے عرصے مین اِسقدر فوجین آئین ایک ایک جوان کو
سو سو نے گھیر لیا آخر لڑ بھڑ کر کئی ہزار جوان قتل کیے اور اپنی جان دی سب ساتھ والے
سیار گلشن جنان ہوے افغان کو خبر پہونچی کہ دارا سے دردرگوش قزاق لڑ بھڑ کے
مارا گیا افغان نے حکم ثانی دیا کہ اب پانچ جوان ہتھیار بند اندر قلعے کے نہ آنے پائین
مگر شاہزادہ جو صبح کو اُٹھا مہتر کاؤس نے خبر دی کہ رات کو رفیق آپکا طرف افغانستان
کے روانہ ہوگیا اور مین نے خبر سُنی ہو کہ لڑ بھڑ کر سیار گلشن جنان ہوا شاہزادے نے کہا
دیکھو صاحبو غیرت دار ایسے ہوتے ہین ہم زندہ بیٹھے ہین اور دارا نے جان دی غرض
اُسی وقت ایک نامہ بنام گندم لکھا کہ ای رفیق و شفیق مان کو تو مین چھوڑ الایا رفیق نے
ہمارے جا کر جان دی اب اُسکے خون کا بدلہ لینا واجب و لازم ہو ہم تو طرف افغانستان
کے جاتے ہین اگر حیات مستعار باقی ہو تو پھر زندہ ملین گے ورنہ ملاقات ہماری تمھاری
قیامت پر گئی اگر ہماری کوئی خبر پاتا تو والدہ سے نہ کہنا اُنکی حفاظت مین مصروف رہنا
یہ نامہ لکھکر سواروں کو دیا جب مان کو جانے مین سوار کرنے لگے تو سہیل نے کہا
ای فرزند تم بھی چلو ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ آپ تشریف لے چلیے مین بھی حاضر
ہوتا ہون جافہ مان کا روانہ ہوگیا بعد جانے مان کے اُسنے دو سو لڑکون کو ساتھ لیا
طرف قلعۂ افغانستان کے چلے گھوڑے اُڑاتے ہوے نیچے چپکاتے ہوے دلیرانہ
جاتے ہین مہتر کاؤس رکاب سے لپٹا ہوا اِس زور و شور سے دوپہر مین راستہ طے کیا
ٹھیک دوپہر کو ایک صحرا سے سبزہ زار مین پہونچے گھوڑے روکے ساتھ والون سے
[illegible] کہا بھائیو تمنے میرا خوب خوب ساتھ دیا اب مین جان دینے جاتا ہون

زندہ نہ پلٹونگا پانچ لاکھ فوج کا وہ مالک ہم دوسو جوانون سے جاتنے ہین زندہ رہنے کی کون صورت لہذا آپ لوگ رخصت ہو جائین مین اکیلا جا کر جان دونگا مجھکو توڑے غیرت کی بات ہی کہ ناموس قبلہ و کعبہ کا داخلہ بارگاہ کافر مین ہوا اور ہم زندہ رہین اسی غیرت پر دارا نے جان دی سب نے عرض کی ہمارا مردہ اور زندہ آپکے ساتھ ہو عدم مین بھی آپکے ساتھ چلین گے ہم لوگ ساتھ نہ چھوڑینگے شاہزادے نے جب سب کو ثابت قدم پایا تو کہا اے مہتر کاؤس دریافت تو کر لاؤ در قلعہ پر کتنی فوج ہے مہتر کاؤس گیا تھوڑی دیر مین پلٹ کر آیا خبر دی کہ پانچہزار جوان دروازے پر قلعے کے ہین مگر جب ان سے دارا مارا گیا حکم ہی کہ پانچ جوان ہتھیار بند قلعے مین نہ آنے پائین یہ فرمائیے کہ آپ دوسو جوان سے کیونکر جائیے گا شاہزادے نے کہا تم فرزند عمرو ہو کسی تدبیر سے لے چلو مہتر کاؤس نے طرف سے انجام جادو کے ایک فرمان لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے افغان مین نے خبر سنی ہی کہ کوئی قزاق در قلعہ پر آکر لڑا وہ چالیس قتل ہوئے تمھارے چار ہزار مارے گئے یہ دوسو جوان تمھاری حفاظت کو بھیجتی ہون جہان تم سوگے وہان یہ لوگ پہرا دینگے یہ فرمان مہتر کاؤس لیکر آگے بڑھا دوسو جوان پشت پر جب سامنے دروازے کے پہونچے تو نگہبانون نے آواز دی یار وادھر نہ آنا ورنہ مارے جاؤگے کاؤس نے بڑھکر وہ فرمان دکھایا افسرون نے وہ فرمان آنکھون پر رکھ لیا کہا او ملکۂ عالم کو خیال ہوا بیٹے کا مارا جانا بھولین شوہر کے بچانے کی فکر کی وہ فرمان سامنے افغان کے آیا افغان نے حکم دیا کہ انکو کوئی نہ روکے ملکہ کو بڑا خیال ہی اپنی جان کے نگہبان یہان بھیجے ہین آج کے آٹھوین دن سب کو رخصت کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ افسر کو اندر لاؤ شاہزادہ مع دوسو جوانون کے اندر آیا دربار مین اس گبر کے چار ہزار جوان جمع تھے رفیق و افسر فوج کے حاضر تھے افغان تخت پر بیٹھا تھا کاؤس نے پھاٹک بند کر دیا اور پچاس جوان دیوار پر چڑھا دیے کہ جہانتک ہو سکے باہر والون کو اندر نہ آنے دینا لیکن شاہزادے نے دربار مین پہونچتے ہی آواز دی کہ سلام من در این مجلس و در این ماوا برکسے باد کہ بہ اند و بشناسد کہ خدا ایک است و مذہب پیغمبر او برحق او افغان آگاہ

ستم شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت خرمن عدو سوز نام من ماہ عالم افروز اب سبکو حکم دے کہ مجھکو قتل کرین افغان نے حکم دیا کل جوان اُٹھے تلوار چلنے لگی مگر شاہزادہ رستمانہ لڑتا ہوا آتا ہی جو سامنے آیا الف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے ادہر افغان تیغ لیے تخت پر کھڑا ہی ساتھ والون کو للکار رہا ہی کہ ہان یارو لڑ بھڑ کر دروازہ باغ کا کھولو کل فوج کو بلاؤ دو سو جوان کا مارنا کتنی بڑی بات ہی سب جوان مصروف جنگ ہین مگر جرأت سے ان لڑکون کی تنگ ہین چند جوان جو کاؤس نے دیوارون پر چڑھا دیے ہین وہ تیر مار رہے ہین باہر ہزارہا جوانونکے لاشے پڑے ہین تیر دو رنگ کی خبر لیتا ہی بعض لوگ تماشہ دیکھنے کو کوٹھون پر چڑھے تھے تیر نے جاکر قضا کا پیغام دیا جسپر تیر جاکر پڑا وہ مر کر گرا صدہا جوان مکانون کے مارے گئے فوج سب دروازے پر جمع ہی مگر اندر نہین آسکتی تیر چل رہے ہین کل خطا شعار گوشون مین چھپتے پھرتے ہین ضرب تیر سے چلا کے بھاگتے ہین گوشے برابر ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ کیونکر امان پائین کہان چھپ جائین ان تھوڑے جوانون نے قیامت برپا کر دی مگر شاہزادۂ والاقدر لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب تخت افغان پہونچا افغان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے ہاتھ خالی دیکر جست جو کی بالاے تخت پہونچا تخت پر چڑھکر ہاتھ مارا کہ افغان کے دو ٹکڑے ہوے شاہزادے نے حکم دیا بس اب پھاٹک کھولدو پھاٹک کھلا شاہزادہ سب کے آگے دو سو لڑکے پشت پر لڑتے بھڑتے قبضے ہاتھون مین جمے ہوے سپر بن بھی ہاتھون مین خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین معلوم ہوتا تھا ہولی کھیلکر سب نکلے ہین ہیران فیلسوار و ہیران کامگار یہ دونون صلاح کر کے سامنے شاہزادے کے آئے ایک نے داہنے سے ہاتھ مارا دوسرے نے بائین سے تلوار لگائی مگر شاہزادے نے دونون کے ہاتھ تھام لیے تلوارین چھینکر دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا دونون نے امان مانگی شاہزادے نے سوال اسلام کیا دونون صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو گئے تھے بصدق دل مسلمان ہوے فوج کو اپنی

اشارہ کیا کہ آکر قدمبوس ہو شاہزادہ بہ فتح و فیروزی پلٹا سارا شہر افغانستان تسخیر ہوا سب
مسلمان ہوے دوسرے دن شاہزادے نے بہت سا اسباب اور روپیہ نقد چھکڑون پر
لدوایا ایک عرضی مان کو لکھی مضمون اسکا یہ تھا کہ آپ کے دودھ نے تاثیر دکھائی آکے
افغان کو مارا شہر کو تسخیر کیا یہ مال واسطے خرچ کے پہونچتا ہی مین بھی جلد حاضر ہونگا غرض
کاؤس تو اُسطرف روانہ ہوا شاہزادہ دربار مین مقام صدر پر بیٹھا ہی کل افسر حاضر ہوے
کہ یکایک وناٹا ہوا سب اہل شہر ہل گئے شاہزادے نے باہر نکلکر دیکھا کہ سارے شہر
پر دھوآن چھایا ہوا ہی برق چمک رہی ہی صدا سے گیرودار بلند ہی شاہزادے نے
دربار مین آکے افسرون کو حکم دیا کہ دیکھو یہ کیا معرکہ ہی افسرون نے چاہا کہ نکلین ناگاہ
سامنے سے ایک جادوگرنی اژدہے پر سوار آئی ایک مٹھا ماش کے دانون کا مار دیا
سب اہل دربار و شاہزادہ پتھر کے ہوگئے واضح ہو کہ یہ انجام جادو ہی جب اسنے
خبر سُنی کہ شوہر مارا گیا تو چلا کر آئی ایسا گولہ مارا کہ دھوان بلند ہوا جسکی آنکھ مین وہ
دھوان لگا وہ پتھر کا ہوگیا دربار مین آئی اول لاش پر افغان کی خوب روئی اور
پھر لاش افغان اُٹھا کر اژدہے پر ڈالی اور کہنے لگی کہ شوہر کو دفن کرکے آتی ہون
او منتفنی تجھے بھی لیجاؤنگی اور باغ مقبرہ مین لیجا کر قتل کرونگی لاش لیکر چلی گئی ادھر کاؤس
پاس گندھم کے پہونچا سب کاؤس کو دیکھکر خوش ہوے وہ عرضی اسنے سبکو سُنائی
سب خوشیان کرنے لگے گندھم نے کہا وہ ایسا ہی جری ہی اُس سے کون بھلا مقابلہ
کرسکتا ہی انصاف پسند ہوشمند افغان کی کیا حقیقت تھی فوج کے بھروسے پر
سلطنت کرتا تھا مگر کہا ای مہتر کاؤس تم محل مین جاؤ مان اُنکی بہت بیقرار ہین دن مین
سو سو مرتبہ فرماتی ہین کہ ای گندھم خبر منگاؤ غرض کاؤس اندر آیا اور محل مین غل ہوا
کہ کاؤس آیا ہی ملکہ سہیل اُٹھکر دوڑین نازک ادا نے بیٹے کو گلے سے لگایا عرضی
اسنے پیش کی مان نے کہا ای فرزند شاہزادے کو کیون نہ لائے کاؤس نے کہا
ملک نیا تسخیر ہوا ہی انتظام کر رہے ہین ابھی جو آؤنگا تو اُنکو ساتھ لیتا آؤنگا دیکھیے
خود لکھا ہی کہ ہفتے عشرے مین حاضر ہوتا ہون یہ کہکر ملکہ کو سلام کیا کہا مین رخصت

ہوتا ہون ماں نے کہا بیٹا آج رہجاؤ کاؤس نے کہا وہاں شاہزادہ اکیلا ہے ایسا نہ ہو کوئی
مکر کرے تو باعث خرابی ہے اسی وقت کاؤس باہر نکلا سب سے رخصت ہو کر روانہ
ہوا سامنے شہر افغانستان کے آیا دیکھا شہر مین سناٹا پڑا ہے قلعے پر کچھ لوگ کھڑے
ہین کچھ بیٹھے ہین مگر جنبش نہین اندر قلعے کے آیا دیکھا سب پتھر کے پتلے کھڑے ہوئے
ہین حلوائی کے سامنے گاہک آیا ہے شیرینی تول رہا ہے گاہک بھی پتھر کا ہو کر رہگیا
اور دوکاندار بھی اسی حالت مین مبتلا ہین کپڑے بین بھی پتھر کی بنی بیٹھی ہین ششدر کاؤس
حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ کیا ستم ہو گیا بھاگا ہوا دربار مین آیا دیکھا خادم خدمتگار ادر
چوبدار وغیرہ سب پتھر کے بنے کھڑے ہین کاؤس اندر آیا آکر دیکھا کہ سب سردار
ڈنگلون پر بیٹھے ہین مگر پتھر کے ہو گئے ہین بیچ مین ڈنگل زرین پر شاہزادہ پتھر کا بنا ہوا
بیٹھا ہے مگر آنکھین گردش مین ہین کاؤس نے جو شاہزادے کو اس حال مین دیکھا
دوڑ کر لپٹ گیا چیختا تھا کہ اے ماہ اوج صاحبقرانی وائے یوسف ثانی کس حال مین آپکو
پاتا ہون بہت ہی گھبراتا ہون شاہزادہ آنکھین پھرا رہا ہے زبان مین طاقت نہین کہ
کچھ بیان کرے اشارے سے بتایا کہ انجام جادو آئی تھی وہی سحر کر گئی کاؤس کھڑا
رو رہا ہے کہ انجام جادو شوہر کو دفن کر کے آئی کاؤس کو دیکھکر للکارا کہ ارے تو
کون ہے کہ میرے قیدی سے کلام کر رہا ہے کاؤس نے چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن
مگر انجام نے سحر کیا کہ کاؤس بھی گرا انجام نے دونون کو اٹھا لیا اور اہل شہر کی
طرف دیکھکر آواز دی کہ تم سب کو سزا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اڑدھے کی
اڑ کر روانہ ہوئی باغ مقبرہ مین پہونچی گلچین جادو یہانکا حاکم ہے اس سے بلاکر
کہا کہ جلاد کو بلاؤ اور آگ سلگاؤ مین انکے کباب کھاؤنگی گلچین جادو انتظام
کرنے لگا آگ سلگا دی نمک و مرچ لا کر رکھا چھریان سامنے رکھدین شاہزادہ
اور کاؤس حیران بیٹھے ہین شاہزادہ دعائین مانگ رہا ہے کہ اے کریم کارساز اے
رب بے نیاز اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے افسوس ہے کچھ شوکت حاصل کرنے
نہ پائے کہ پیغام قضا آگیا مگر تجھکو سب طرح کا اختیار ہے بندہ مجبور رونا چارہ ہے نظم

دیدہ بکشائو ببین ہر چار سو — تا ببینی ذات حق را روبرو
حاضر و ناظر ہمہ ذاتِ کبریاست — ہست لاحاصل تلاش و جستجو
دور کن از دل حجابِ ماسوا — تا نماید پردہ دار از غیب رو
از جنابِ قاضی الحاجات خواہ — ہر چہ داری در دلِ خود آرزو
در میانِ نیک نامان نیک نام — باش با خلقِ نکوئی نیک خو
کن اگر بخشد ترا حق حوصلہ — با بدان نیکی محبت با عدو

انجام چاہتی ہی کہ شاہزادے کو قتل کرون اور کباب اسکے کھاؤن کہ دلکو تسکین ہو یکایک آسمان پہ سناٹا ہوا بہن اسکی ملکہ گلزار جادو خبر سنکر چلی ہی کہ بہنوئی مارے گئے ہمشیرہ صاحبہ قاتل کو گرفتار کرکے لائی ہین آکر پہونچی گلزار جادو کی چھوٹی بیٹی ملکہ گلشن آرا اسنے سحر نہین سیکھا ہی یہ بھی ساتھ ہی آتے ہی اپنی خالہ سے لپٹ گئی اور کہا خالہ اماں قاتل کہان ہی جسنے خالو صاحب کو مارا انجام جادو نے اشارہ کیا کہ سامنے بیٹھا ہی گلشن نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نوجوان سرو باغ خوبی گل گلزار محبوبی اختر برج شرافت گوہر درج لیاقت غمگین و ملول بیٹھا ہی گلشن کے دل پر ایسی تاثیر ہوئی کہ ناگہ گود مین گر کر بیہوش ہو گئی گلزار رونے لگی کہ میری بیٹی کو کیا ہوا انجام نے گلاب و کیوڑہ منگا یا منھہ پر چھڑکنے لگی ماں تلوے سہلا رہی ہی کہ گلشن نے آنکھین کھولین ماں نے پوچھا کیون بیٹا خیر تو ہی گلشن کو اور کچھہ نہ بن پڑا یہ جواب دیا کہ مین نے کبھی کسی کو اسطرح بندھے نہ دیکھا تھا آج اس شخص کو دیکھکر حیرت ہو گئی اسی وجہ سے بیہوش ہوئی انجام آمادہ ہوئی کہ اسکو قتل کرون کہ آسمان پر پھر سناٹا ہو گیا لیسرام جادو کہ اس طلسم کی بزرگ ہی خبر سنکر آ پہونچی انجام سے کہا کیا ارادہ ہی کہ انجام نے کہا جدہ یہ منظور ہی کہ اسکو قتل کرکے کباب کھاؤن کہ میرے دل کو تسکین ہو لیسرام نے کہا اے انجام تونے یہ برا کیا کہ سرحد طلسم مین لے آئی اب چالیس دن تک اسکو قتل نہین کر سکتی بیٹا قاعدہ طلسم ہمیشہ سے یہی ہی تمھارے بزرگ لکھہ گئے اگر اسکے خلاف کروگی تو بیٹا صدمہ پہونچیگا اور جانتی ہو کہ یہ سال کون ہی

یہ سال انجام طلسم ہو صاف لکھا ہو کہ اس سال طلسم کشا آئیگا اور طلسم کو فتح کر لیگا تم بادشاہ طلسم ہو تمکو قاعدے کے خلاف نہین چاہیے اور بلا کر گلچین کو حکم دیا کہ اے گلچین ان دونو کو قید کر بعد چالیس دن کے جب انجام آوے تب قیدی کو دینا پیچ ہین اگر مانگے بھی تو ہرگز قیدی کو نہ دینا یہ قتل نہین ہو سکتا یہ کہکر انجام کو سمجھا یا اور اپنے ساتھ لے گئی گلزار گلشن کو ساتھ لیے ہوے مکان پر آئی مگر گلشن کا عجیب حال ہو کسی پہلو آرام نہین آتا ہو خیال ہو کہ ہاے وہ معشوق خوبرو خوشخو کس مصیبت مین ہو کیونکر اسے بچاؤن ایک گوشے مین آکر بیٹھی رو رہی ہو کہ وزیرزادی اسکی سرو آزاد آئی اسنے آکر پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہو بیقرار ہوکر رونے کا کیا باعث ہو گلشن نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے سرو آزاد کیا پوچھتی ہو میرا تو یہ حال ہو کہ جینا ایک دم کا وبال ہو نظم

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے — جسطرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے
راز دل افشا نہ ہوا ہو دل کے رکتا ہو کہین — پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے
کہکشان نے ساق پاے یار کا دھوکا دیا — ماہ تابان کاسۂ زانو نظر آیا مجھے
تو وہ گل ہو باغ عالم مین کہ جسکے واسطے — گل بھی آوارہ بہ رنگ بو نظر آیا مجھے
تو نے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ — دام مین صیاد کے آہو نظر آیا مجھے
چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے — سامری نا واقف جادو نظر آیا مجھے
تیرے دندان مین دکھائی دی جو مسی کی لکیر — اے پری در نجف مین مو نظر آیا مجھے
یاد کر اس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا — پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

سرو آزاد نے جو گلشن آرا کا یہ جوش و خروش دیکھا گھبرا گئی جی مین کہتی ہو یہ تو مہوت الفت ہو عرض کی واری کیا چاہتی ہو گلشن نے کہا اے سرو آزاد مجھے ایک نظر دکھا دے کہ دل کو تسکین ہو ورنہ یہ رات مجھکو کھا جائیگی زندہ نہ بچونگی تڑپ تڑپ کے جان دونگی سرو آزاد نے کہا اے ملکۂ عالم مین آپ کو لیے چلتی ہون ایک نظر دیکھ کے آئیے گا زیادہ پاؤن نہ پھیلائیے گا گلشن نے کہا نہین ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی سرو آزاد نے کہا واری گلچین جادو جو باغ مقبرہ کا منتظم ہو شاہزادہ اسی کی قید مین ہو وہ بدستے

کہا کرتا ہی کہ مین ملکہ گلشن پر جان دیتا ہون ذرا بہ محبت اُس سے باتین کیجیے گا اس چلیے
سے وہان چلیے اُس سے کہیے گا کہ مین تجھکو دیکھنے آئی ہون وہ خاطر کریگا کھانا وغیرہ لاکر
پیش کریگا ایک دو نوالے کھا لیجیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کہ مجھپر ہاتھ ڈالے سرو آزاد
نے کہا کیا مجال آپ کے بزرگون کا ملازم ہی بدون آپکی رضامندی کے کیا حقیقت رکھتا ہی
کہ بے ادبی کرے یہ صلاحین کرکے بیٹھین جب گلزار جادو آئی تو سرو آزاد نے
کہا بی بی آج صاحبزادی باغ مقبرہ مین جائینگی بہت جلد چلی آئینگی گلزار نے کہا
کیا مضائقہ سرو آزاد نے تخت تیار کیا اُسپر گلشن کو سوار کیا طرف باغ مقبرہ کے
لے چلی یہان گلچین جادو کہ ہر وقت حفاظت کرتا ہی اُسنے دیکھا ملکہ گلشن آتی ہین سامنے
آکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم آئیے مین تو مشتاق تھا جلدی سے فرش
بچھایا ملکہ آکر بیٹھین دیکھا سامنے شاہزادہ آگ کے بیچ مین بیٹھا ہی عیار سے باتین
کر رہا ہی گلشن کو دیکھکر ٹکٹکی بندھ گئی دزدیدہ نگاہ ہونے دونون کے دلونپر تیر مژگان
پڑ رہے ہین ادھر گلچین نے لاکر دسترخوان بچھایا قابین پلاؤ کی رکھین کھا نوش کیجیے
گلشن نے سرو آزاد سے اشارہ کیا کہ کسی طرح ایک پلیٹ شاہزادے کو کھلا دو
سرو آزاد نے کہا ای گلچین یہ تمنے کیا کیا کہ سامنے قیدی بھوکے بیٹھے ہین اور ملکہ کے
سامنے لاکر کھانا رکھا ایسا نہو ملکہ کو نظر ہو جائے لہذا ایک پلیٹ اُنکو بھی مین
دے آؤن گلچین نے کہا اُنکو کھانا دینے کا حکم نہین ہی سرو آزاد ایک پلیٹ
لیکر اُٹھی قریب شاہزادے کے آئی گلچین نے انگوٹھی اپنی دیدی تھی سرو آزاد
نے جا کر اول انگوٹھی چمکائی کہ آگ ہٹ گئی مسکرا کر کہا معشوق نے یہ کھانا آپکو
بھیجا ہی کاؤس نے کہا بیٹھ جاؤ اپنے ہاتھ سے جبتک کھلاؤ ای وزیرزادی تم ہمارا
حصہ ہو وزیرزادی نے ہنسکر کہا لنگوٹے کچھ دیوانہ ہوا ہی تجھکو بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ مجھپر نگاہ ڈالے مہتر کاؤس دل لگی کر رہا ہی سرو آزاد نے کہا او شاہزادے
اِس لنگوٹے بن مانس کو منع کیجیے شاہزادے نے منع کیا اور کھانا لیکر کھایا سرو آزاد
تو چلی گئی شاہزادے نے دو دن کے بعد کھانا کھایا تھا پیٹ بھر کھایا گیا سرو آزاد

چھو پلٹ کر آئی ملکہ نے کہا ای سرو آزاد کیا باتین ہوئین سرو آزاد نے کہا ملکۂ عالم شاہزادہ
تو بے زبان ہی مگر عیار اُسکا بڑا مسخرہ ہی مجھپر نگاہ ڈالتا ہی ملکہ نے کہا ای سرو آزاد کیا نقصان
ہی ہم تم ایک مقام پر رہینگے سرو آزاد نے کہا واری چلیے ملکہ نے کہا مین تو ہرگز
نہ جاؤنگی سرو آزاد نے کہا مکان پر چلکر صلاح کیجیے کوئی صلاح معقول کر کے اُنکو
رہا کرینگے یہ سنکر گلشن اُٹھ کھڑی ہوئی سرو آزاد کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئی
اور روانہ ہو گئی مکان پر جو آئی وزیرزادی کا ساتھ نہین چھوڑتی کہ ماں نے آکے
پوچھا کیون بیٹا مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا پنڈا اچھیکا ہی سر مین خلل ہی آپ کہان تشریف
لے گئی تھین گلزار نے کہا مین جدہ سے ملنے گئی تھی بیٹا طلسم مین ہنگامہ ہی ہر ایک کی
زبان پر یہی فقرہ ہی کہ طلسم کشا آیا چاہتا ہی بعضے کہتے ہین آگیا عمر طلسم تمام ہوئی اب یہ
طلسم نہ بچیگا ملکہ بسرام جادو نے لوح محفوظ کو کوٹھری سے نکال لیا اپنے گلے مین
پہنی ہی وہ بھی بہت گھبرائی ہوئی ہین مجھسے عجب فقرہ کہا ہی کہ مین گھبرائی ہوئی ہون کہا
ای گلزار تیرے گھر سے فتور اُٹھیگا پہلے تیرا ہی قلعہ تسخیر ہو جائیگا تو مین نے سحر کر کے
قلعے کو نگاہ دیدبانان سے مخفی کیا ہی یہ باتین کر کے گلزار جادو اپنے مقام پر جا بیٹھی
سرو آزاد نے کہا لیجیے واری بہت اچھی بات نکل آئی کہ آپ کی جدہ نے لوح محفوظ
گلے مین پہنی ہی برائے ملاقات چلیے رات کو وہین رہیے جب وہ سو جائین تو لوح
اُتار لیجیے اور لا کر شاہزادے کو دیدیجیے کوئی تو اُنکو قوت ہو جائے ملکہ نے کہا ای
وزیرزادی چلو مین لوح لے آؤنگی شاہزادے کو دیکر رہا کر دونگی کہ اُنکو قوت
ہو پھر کوئی جادوگر اُنپر ہاتھ نہ ڈال سکیگا جو آئیگا وہ قتل ہوگا سرو آزاد نے جا کر
گلزار سے کہا کہ ملکہ گلشن بسرام کو دیکھنے جاتی ہین گلزار نے کہا جائین مگر جلد چلی آئین
وزیرزادی نے کہا مین جلد واپس لاؤنگی تخت پر سوار ہو کر شاہزادی و وزیرزادی
طرف قصر بسرام کے چلین یہان بسرام جادو بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ اب
بڑا انقلاب ہوگا ساحر قتل ہونگے اور میری موت تو بہت قریب ہی آجکل کوئی
اپنا و بیگانہ نہ آوے کہ گلشن آکر پہونچی بسرام نے گلے سے لگا لیا کہا ای نور نظر

اسوقت تمھارے آنے سے دل شگفتہ ہوگیا جو جسکو دیکھ لے وہ غنیمت ہی مسلمانونکے
دوزہین ہم لوگون کا کیا حال ہوگا بھاگنا پڑیگا مگر میرے پاس وہ چیز ہی کہ کوئی کچھ نہ کرسکیگا
مسلمان بھی میری خواہش کرینگے مگر طلسم کشا سے میل نہ کرونگی یہی چاہتی تھی کہ گلشن کو دیکھ
لون بیٹا گلشن آج یہین رہجاؤ گلشن تو یہی چاہتی ہی تھی کہا مادرمہربان سے حال سنکر مجھکو
بیقراری ہوئی کہ دادی جان کو دیکھ آؤن آپکے فرمانیکے بموجب یہین رہونگی آپسے جدا نہ ہونگی
بہرام نے گلشن کے واسطے فرش بچھوایا زانو پر سر رکھکر سلادیا وزیرزادی الگ
جاکر سوئی بہرام نے بیٹھکر خوب شراب پی جب نشہ ہوا تو سوئی گلشن کی جو آنکھ کھلی تو
دیکھا بہرام غافل سورہی ہی کچھ خوف نہ کیا کہ انجام کیا ہوگا لوح محفوظ گلے سے اتار لی
وزیرزادی کو آکر جگایا کہا ای سرو آزاد اٹھو چلکر شاہزادے کو رہا کرین سرو آزاد نے
کہا واری بڑا کلیجہ ہی مین سمجھی تھی کہ آپ سے نہ ہوسکیگا آنکھین ملتی ہوئی اٹھی صبح ہوتے
ہوتے لے بھاگی باغ پر آکر تخت ٹھہرایا گلچین چادر رات بھر تڑپا ہی کہ ہاے ملکہ گلشن
آئین اور مجھسے کچھ نہ ہوسکا قدمون پر سر رکھدیتا اور کہتا کہ جان بچاییے کہ یکایک تخت
گلشن نمایان ہوا گلچین باغ باغ ہوگیا ملکہ کو اتارا رات کا اپنا حال بیان کیا سرو آزاد
نے کہا ای گلچین تمھاری خدمت کا ملکہ ذکر کیا کرتی ہین شراب وکباب لاؤ ملکہ ابھی اٹھکر
آئی ہین گلچین دوڑکر شراب وکباب لایا سرو آزاد نے کہا ای گلچین یہ بڑے عیب کی
بات ہی کہ قیدی دیکھ رہا ہی ایک جام انکا اسکو بھی پلادین کہ ہماری ملکہ کو نظر نہ ہوجا
گلچین نے انگوٹھی دی سرو آزاد جام لیکر چلی لاکر شاہزادے کو دیا کاؤس نے کہا
ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین یہ پڑیا دیتا ہون شراب مین ملاکر گلچین کو
پلادو وہ غافل ہوجائیگا اسکو قتل کردو ہم تم سب ایک جگہ بیٹھین سرو آزاد نے کہا وہ
شراب سے غافل نہ ہوگا بڑا شراب پینے والا ہی مگر کاؤس نے پڑیا بیہوشی کی دیکر کہا
کہ شراب مین ملانا تم لوگ اسمین سے نہ پینا سرو آزاد نے کہا مین اسی کے سامنے
ملادونگی اور کہونگی کہ یہ زہر قاتل ہی مگر ملکہ ہماری تمکو پلاتی ہین یقین ہی بہ خوشی پی لے
مگر ملکہ گلشن نے دیکھا کہ آج شاہزادہ بہت بیچین ہی تھککر بان پیٹر بان سرخ ہوگئی ہین

شاہزادہ چاہتا ہی اپنے کو آگ سے بچاؤن مگر شعلہ آتش بھڑک رہے ہین شعلون کی گرمی سے
شاہزادہ بہت بیچین ہی کہ سرو آزاد ٹرا یا ہاتھہ مین لیکر آئی ہنستی ہوئی پکار کر کہا ای گلچین
آج ملکہ نے تمکو تحفہ دیا ہی اس ٹرے مین زہر قاتل ہی مگر حکم دیا ہی کہ پی جاؤ گلچین یہ سنکر خوش
ہوگیا سوچا کہ ملکہ مجھپر مرتی ہی مجھے زہر نہ دیگی سرو آزاد ہنسی سے کہتی ہی سرو آزاد نے
شراب مین ملا کر جام دیا گلچین نے بخوشی پی لیا جام پیتے ہی گھبرایا ملکہ کہہ رہی ہی کہ اسے
سرو آزاد شاہزادے کا حال بہت ابتر ہی حدت سے آتش کی چہرہ سرخ ہوگیا ہی تمہارا
عاشق بہت بیتاب ہی مین جا کر لوح محفوظ دیتی ہون سرو آزاد نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر
جائیے اب گلچین بیہوش ہوگا ملکہ سے صبر نہ ہوسکا لوح محفوظ بغل سے نکالی اور پکارتی
ہوئی چلی کہ ای شاہزادہ والا قدر یہ تحفہ نایاب ہی لوح محفوظ اسکا نام ہی جو اپنے پاس رکھے
اُسکی حفاظت سے اسکو کام ہی اب گلچین نے جو دیکھا کہ ملکہ لوح محفوظ دینے گئی ہین یا تو
بیٹھا کانپ رہا تھا یا اپنے مقام سے اُٹھا چاہا جا کر ملکہ کو پکڑلون کہ یہ لوح محفوظ کہان سے
لائی کلمات سخت کہتا ہوا دوڑا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا ملکہ نے
کمر سے نیمچہ کھینچکر سر گلچین کا کاٹ لیا ادھر شاہزادے نے لوح ہاتھہ مین لی آگ بالکل غائب
ہوگئی شاہزادہ اُٹھا ملکہ کا ہاتھہ تھام لیا آکر مسند پہ بیٹھے شاہزادے نے پوچھا ملکہ عالم تمہارا
کیا نام ہی ملکہ نے جواب دیا اس کنیز کو گلشن آرا کہتے ہین جسروز آپ کو انجام جادو لائی
تھی مین اپنی مان کے ساتھہ آئی تھی آپ کو دیکھکر ایسی بدحواس ہوئی کہ بیہوش ہوگئی
یکایک لبسرام آکر پہونچی اُسنے لوح محفوظ کا ذکر کیا مین آج رات کو گئی تھی لوح اُسکے
گلے سے اُتار لائی خدا کا شکر کرتی ہون کہ آپ نے رہائی پائی کہ سرو آزاد نے گھبرا کے
کہا کیون بی بی اب بتلاؤ لبسرام جو بیدار ہوگی تو کیا قیامت برپا کریگی لبسرام تو صبر
نہ کریگی گلشن نے کہا ای سرو آزاد تم تو جاؤ ہم پاس شاہزادے کے موجود ہین اب تو
جو فلک دکھائیگا وہ دیکھین گے بقول شخصے جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا
ڈر سرو آزاد نے کہا مجھے اپنی جان کا خوف نہین ہی مجھے خیال یہ ہی کہ آپ پر کیا گذریگی
ملکہ نے کہا جو گذرے گی وہ گذرے تم جا کر خبر لاؤ سرو آزاد نے کہا اگر مین جاؤنگی تو

مجھکو گرفتار کر لیگی یہ بدی پیش آئیگی اب اسوقت اپنے باغ مین دھوم مچا رہی ہوگی حقیقت
مین بسرام جو سو کر اُٹھی اُٹھتے ہی پوچھا کہ گلشن کہان گئی کنیزون نے کہا سرو آزاد
اُنکے ساتھ تھی وہ دونون اُٹھکر چلی گئین ہملوگون کو بھی نہین جگایا بسرام بکتی جھکتی اُٹھی کہتی
ہوئی کہ انھون کو چھوکری کو ساتھ لیکے بی سرو آزاد پھرتی ہین اگر میری بچی کو کچھ ہوگیا
تو بی سرو آزاد سے سمجھونگی یہ کہکر اُٹھی منھ دھو نے نہر پہ جو آئی گلے پر خیال گیا ایک
چیخ ماری کہا لو صاحبو غضب ہوا لوح محفوظ کیا ہوئی ہائے مجھ کمبخت نے خیال نہ کیا ابراہ
سامری نامے مین صاف صاف لکھا ہو کہ تمھارے ہی گھر سے آگ لگے گی کنیزون نے
کہا آپ کی صاحبزادی آپ کے پاس سوتی تھین ہم لوگ لوح لیکر کیا کرتے آپ نے
خیال بھی کیا تھا کس حال سے آئین تھین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے چہرہ اُداس
کلام کرنے مین یہ حال تھا کہ کہتی کچھ تھین نکلتا کچھ تھا اگر آپ آزردہ نہ ہون تو ہم کچھ عرض
کرین بسرام نے کہا کہو کنیزون نے عرض کی داری طلسم کشا بہت حسین ہو بی گلشن
اُسپر عاشق ہوئین آپ نے یہ بھی دیکھا کہ بات بات مین اشعار پڑھتی تھین ہر مرتبہ یہی
قول تھا کہ ہم ایسونکا کیا ذکر ہو عشق نے گھر کے گھر مٹا دیے مجنون دیوانہ کہلایا
قیس نام تھا عشق لیلی مین مجنون لقب پایا فرہاد کا عشق شیرین مین کوہکن لقب ہوا کسی
عاشق نے چین نہین پایا بسرام نے کہا ہان صاحبو مجھے یاد آیا وہی لوح محفوظ
لیگئی کسی نے سمجھا دیا ہوگا کہ لوح محفوظ سے شاہزادہ رہا ہوگا مگر زندہ نہ چھوڑونگی مین
اُسکے قتل سے منھ نہ موڑونگی اس منتقنی نے کچھ خوف میرا نہ کیا اُنکی مان صاحب کہا
کرتی تھین کہ میری لڑکی بہت بھولی ہو دیکھو صاحبو کیسا بھولا پن صرف کیا اسی تحفے
کی وجہ سے طلسم مین میری آبرو تھی خداوند کہا کرتے تھے ایسا نہ ہو بسرام طلسم کشا
سے ملجائے اور لوح محفوظ دیدے مین کبھی لوح محفوظ نہ دیتی جان لگاتی اب مین
جاتی ہون یہ کہکر تخت پر آتشین پر سوار ہوئی اور طرف باغ مقبرہ کے چلی اس باغ
مین ساحرون کی قبرین ہین اسی وجہ سے نام اسکا مقبرہ ہو بسرام بقہر و غضب چلی آتی ہو
یہان وہ وقت ہو کہ شاہزادہ و ملکہ مسند پہ بیٹھے ہین نگرہتر کاؤس نے جو دیکھا کہ

سرو آزاد میری جانب توجہ نہین کرتی کہا اے شہریار اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن سرو آزاد نے کہا یہ بن مانس کیا گائیگا نگوڑا کچھ مسخراپن کریگا مگر کاؤس نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

پہنتے ہین چاندی کے چھلے حلقۂ زر ہاتھ مین ملتے ہین جاے حنا اکسیر ولیسہ ہاتھ مین
بدنصیب ایسا محیطِ عشق مین ممکن نہین آبلے بنجائین لیلوں مین جو گوہر ہاتھ مین
گرہوی ہو آتشِ رنگِ حنا تو ہے یقین پھپھولون کے بدلے پیدا ہون سمندر ہاتھ مین
آتشِ رنگِ حنا سے مشتعل ہو مثل شمع نام لکھنے کو جو خامہ لے سخنور ہاتھ مین
یہ اثر رنگِ حنا سے یار کا ہوا ہو جنون لعل بنجائے اگر لے سنگ مرمر ہاتھ مین
ہو ازل سے عاشق و معشوق کی قسمت مین فرق ہتھکڑی یان لوہے کی وان حلقۂ زر ہاتھ مین
ہو گران مکتوب تو کاتب سبک ہو قاصدا پھینک خط لیجیل ہمارا جسم لاغر ہاتھ مین
پنجۂ خورشید تابان مین زحل کا ہو یقین گر نجومی دیکھے وہ خالِ معنبر ہاتھ مین
سہل ہو ابدا و دنیا سے کہین اعدا حشر باب خیبر تھا یہان وان جام کوثر ہاتھ مین
جب اچکتی ہو طبیعت بہر مضمونِ بلند طائر سدرہ کے آجاتے ہین شہپر ہاتھ مین
حشر مین تجھکو ضرر کیا نامۂ اعمال سے مدح حیدر کا جو اے ناسخ ہو دفتر ہاتھ مین

کاؤس نے اِسطرح یہ اشعار گائے کہ سرو آزاد کو بھی رغبت ہوئی ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی چارون شیدائی یک دیگر ملکر بیٹھے لیکن فلک کجرفتار گردون غدار انکو کب چین لینے دیتا ہو نہین چاہتا کہ دو خوش ہو کر ایک جا بیٹھین جہان دو ملکر بیٹھے اور آپس مین خوش ہوے اسنے سنگ تفرقہ پھینکا معشوق کو عاشق سے جدا کرتا ہو عاشق پر ظلم و بدعت ہو فلک کی عجیب کیفیت ہو یہ لوگ بیٹھے ہین اور شاہزادہ کہتا ہو کہ اب طلسم کشائی کرونگا ایک ساحر کو زندہ نچھوڑونگا مگر کاؤس چہار جانب دیکھ رہا ہو یکایک لسمرام آکر پہونچی نعرہ کیا کہ او فتنہ پرداز دغلباز ٹھیکو لیکر بیٹھی ہو اب کہہ کیا حال کرون یہ کہکر ہنر برآتشین سے اتری سرو آزاد اٹھی کہ مین سحر کرون کاؤس بھاگ ایک غار مین چھپ گیا شاہزادے نے سرو آزاد کو روکا تیغ کھینچکر بڑھا لسمرام

پیچھے ہٹ گئی اور پکار کر کہا کیون گلشن تونے اسکو اس لایق کیا کہ مجھکو ہٹنا پڑا اب شاہزادہ دوڑتا ہی تو لیسراھم ہٹ جاتی ہی جب شاہزادہ کچھ دور بڑھ آیا تو لیسراھم جست کرکے دونون پر گری ایک چنگل ملکہ پر مارا دوسرے ہاتھ سے سرو آزاد کی گردن لی اور پکار کر کہا او منتقمی اب تو اکیلا باغ مین سر ٹکرایا کر مین انکو لیجا کر قتل کرونگی کیا اب زندہ چھوڑونگی ہر برآتشین پر ڈالکر دونون کو لے چلی شاہزادہ تڑپ کر رہگیا ملکہ نے پکار کر کہا ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگی امید وار ہون کہ مزار غریبان پہ آئیے گا ہماری روح بہت شاد ہوگی

نظم

پڑھوں غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار

ہماری خاک پہ کہتی تھی گل پہ بلبل زار
اٹھو اٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار

پڑھوں مین قصۂ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون کہین نہ ہو بیدار

بقول شاعر شیوہ بیان کلام سخن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار

شہر شہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہی نرگس زار

کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس
تو سرنگون ہی بھلا کس لیے یہ خاک مزار

تب اسنے ہو تبسم جواب مجھکو دیا
عزیز تو تجھے نرگس نہ جانیو زنہار

کہ کام ہو گل نرگس کا نرگستان مین
تو اسکا گور غریبان مین کس لیے ہو گزار

مین اسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی
یہ زیر خاک ہوا تبتک بھی حسرت دیدار

شاہزادہ ان اشعار کو سنکر چیخین مار مار کر رو رہا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا لیسراھم بلند ہوکے روانہ ہوگئی شاہزادہ تڑپا کیا یہان گلزار جادو قلعے مین بیٹھی ہی دو بیٹیان اسکی گلبن جادو و برگ جادو ہین آپس مین کہ رہی ہی کہ بی گلشن کل سے گئی ہین والدی نے بڑی خاطر کی ہوگی خوش ہوگئی ہونگی مگر آج کیا سبب تھا کہ جو بی گلشن وہان جا کر رہین دونون بیٹیون نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان آج کئی دن سے بی گلشن کا عجیب حال ہی چہرہ اترا ہوا آٹھ پہر رویا کرتی ہین گلزار نے کہا ارے تمنے دیکھا تھا مجھکو کیون نہ آگاہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میری آنکھون کا تارا ہی شوہر نے انتقال کیا خدا اسکو زندہ رکھے

اگر مجھکو معلوم ہوتا تو مین پوچھتی کہ کیون بیٹی کیا غم ہی اب وادی سے جاکر کہیگی وہ اسیوقت
گریہ بیگی تو یہ پہچانیکا سبب بھی کھلگیا جانتی ہین کہ دادی نے پالا ہی جو کہونگی وہ کریگی مین تو
اسکے پھر اسکی ضد ین اٹھاتی ہون اور کچھ نہین کہتی اسی خیال سے کہ آیندہ امید اولاد
نہین یہ سب کے بعد پیدا ہوئی کیا کیا تکلیفین اٹھائین کئی اتائین بدلین یہ ذکر تھا کہ آسمان
سے نعرہ کی آواز آئی کہ منم بسراام جادو اے گلزار بنا گل پھولا گلزار نے سر اٹھاکر دیکھا کہ
بسراام ایک ہاتھ سے گلشن کے بال پکڑے ہوے اور دوسرے ہاتھ سے سرو آزاد کی
گردن پکڑے آتی ہی بسراام نے بیٹی کو میری گرفتار کیا ہی اور یہین لاتی ہی کہ بسراام آکے
اتری گلشن و سرو آزاد کو سامنے ڈالدیا کہا لو بی گلزار آج تو صاحبزادی نے بڑا ستم
برپا کیا طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین لوح محفوظ میرے گلے سے اتارلے گئین جاکر
دھگڑے کو دیدی بے خوف بیٹھی تھین جب مین گئی تو وہ نگوڑا تلوار لیکر اٹھا مین انکو
لگاکر ایک چمن مین لے گئی اور جھپٹا مارکر ان دونون کو لیا جو گذرا وہ گذرا اب اسکو
سمجھاؤ کہ محبت سے اسکی توبہ کرے خیر مین معاف کرونگی اور کوئی فکر کرکے لوح لونگی
گلزار پیٹنے لگی کہتی تھی کیون بیٹا تجکو افسوس نہ آیا کہ ہم لوگونکو قتل کریگا ہم لوگ کیونکر
مقابلہ کرینگے بڑی قوت اسکو حاصل ہوئی بیٹا گلشن دادی کے قدمون پر گرو ہاتھ باندھو
اور یہ کہو کہ مجھسے خطا ہوئی بلکہ اگر بن پڑے تو دم دیکر لوح لے آؤ اپنے گھر مین چین
سے بیٹھو کنیزین خدمت مین لو مگر بی سرو آزاد اب تمہارے پاس نہ رہینگی مین سمجھ گئی کہ
انھون نے یہ آتش افروزی کی ارے صاحبو یہ کیا جانے کہ عشق و عاشقی کیا چیز ہی بی
سرو آزاد نے سمجھایا ہوگا سرو آزاد بھی خاموش بیٹھی ہی گلزار نے جو بہت کہا کہ بی بیا
کچھ جواب نہین دیتین گلشن نے جواب دیا کہ مین نے کیا خطا کی ہین کیون قدمو نپر
گرون جو مزاج مین آئے وہ کرین ہر چند سب نے سمجھایا مگر گلشن نے عذر نہ کیا بسراام
نے کہا اسکو لیجاکر قید کرو اور رعایا کو اشتہار دو کہ کل صبح کو سب آکر سامنے قلعۂ گلزار
کے جمع ہون بی گلشن کو سزا دونگی کیون بی گلزار تمنے اسکا دیدہ دیکھا کہ اتنا بڑا ستم
برپا کیا اور توبہ نہین کرتی یہ کہکر گلزار نے حکم دیا کہ سامان قتل مہیا ہو بیرون قلعہ کربان

جمع ہونے لگین اور اشتہار جا بجا چسپان کیے ہر اشتہار مین یہی مضمون تھا کہ طلسم کی
گلشن آرا نے میل کیا حکم ہی لبسراہم کا کہ کل سر میدان جلائی جائیگی کنیزین ملکہ کو سمجھا
ہین اور گلشن آرا جواب دیتی ہی کہ جان میری اُس شہریار پر نثار ہی مین توبہ نہ کرونگی
میدان جان دونگی تمام شہر مین ہلڑ ہی ہر ایک کا قول ہی گلشن آرا ایسی شاہزادی کو
جلاتی ہی بعض کہتے ہین ڈرائیگی لبسراہم نے گلشن آرا کو پالا ہی ہرچند کہ اُس سے بڑا
ہوا مگر ڈرانا منظور ہی ورنہ یہ زادی کو جلا دیگی ملکہ کو لے آئیگی گلشن آرا کو کیا جلائیگا
مگر سب نے یہ سُنا کہ گلشن آرا کلام مردانہ کر رہی ہی کہتی ہی مین توبہ نہ کرونگی جان دونگی
شاہزادے کو دعائین دے رہی ہی کہ خدا اُسکو سلامت رکھے وہ میرے خون کا بدلہ
لیگا اور بی لبسراہم کو قتل کریگا لبسراہم کی بھی موت قریب ہی ہر گھر مین یہی چرچے ہو رہے
ہین کہ لبسراہم کا بڑا کلیجہ ہی کہ جس پوتی کو گود مین پالا اُسکو جلانے کا ارادہ ہی بڑی آفت
ہی دیکھیے انجام کیا ہو پہر رات رہے سے لوگ آ کر جمع ہونے لگے صبح ہوتے گلزار
گلشن آرا کو تخت پر سوار کر کے لائی مگر گلشن آرا خاموش بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو
جاری عالم بیقراری مین پکارتی ہوئی آتی ہی کہ اے شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی اب
امیدوار ہون کہ آ کر فاتحہ خیر پڑھیے گا روح شاد ہوگی بھول نہ جائیے گا مین عدم مین
بھی آپ ہی کو تلاش کرونگی خدا آپ کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلہ لیجیے گا دیکھنے
والے حیران ہین کہ کیا ثابت قدم ہی سرو آزاد دل سے کہتی ہی صاحبو ملکہ ابھی تک
بے خطا ہی اہل اسلام مین دستور ہی کہ بدون نکاح و عقد فعل باطنی نہین ہوتا بی لبسراہم
بڑا ظلم کرتی ہین اس ظلم کا انجام ملیگا وہ شیر بیشہ جرأت بیکہ تاز میدان جلالت ہی جسدن
باغ مقبرہ سے نکلا زمین ہلا دیگا ایسے شبیر کہان ہوتے ہین اُسپر تائید پروردگار ہی
جو کیا وہ بن پڑا ہمپر جو گذرتی ہی وہ گذرتی ہی اُنکو تو لوح محفوظ ملگئی کس ساحر کی مجال
ہی کہ اُنکے قریب جائے یا اُنسے آنکھ ملائے لبسراہم ایسی ساحرہ آخر بھاگ کر چلی آئی
اور ہمارے ساتھ یہ کرتی ہین خدا بدلہ دیگا حاضرین وقت چہرۂ ملکہ دیکھکر افسوس کرتے
ہین کہتے ہین دیکھو صاحبو کیا سن و سال ہی مگر ثابت قدم کو سے محبت ہی اپنی ہی کہے جاتی

رداشت سے صد ہا کنیزون نے سمجھایا مگر یہی جواب دیا کہ مین نے کوئی خطا نہین کی ہر وہ
صاحب اقبال تھا کہ لوح اُسکو پہونچ گئی یہ ذکر تھا کہ بسرام جادو آکر پہونچی بسرام
قریب تخت آئی کہا کیون گلشن آرا تو یہ کریگی گلشن نے منھ پھیر لیا جب بسرام نے
بہت کہا تو جواب دیا کہ چدہ جو منظور ہو وہ کرو جو مناسب ہو وہ سزا دو لیں بسرام
نے حکم دیا تخت اِسکا اُٹھا رہے ہیزم پر رکھو گلزار کو ابتک تسکین ہی کہ گلشن کو بسرام ڈرا
رہی ہی مگر بسرام نے حکم دیا کہ لکڑیون پہ تیل و باروت ڈالدو منوں رال و بارود روغن
لکڑیون پہ پڑ گیا سرو آزاد تو رو رہی ہی مگر گلشن آرا خاموش بیٹھی ہی جب لوگ
بہت کچھ کہتے ہین تو جواب دیتی ہی کہ تم لوگون سے پیغام ہی کہ شاہزادے کو اطلاع
دینا اور کہنا کہ ایسے مقام پہ چلا یا ہی کیا عجب ہی کہ روح ہماری اُسی مقام پر رہے
جب شاہزادہ آئے تو اُسکی بلا گردان ہو بسرام نے حکم دیا کہ آگ لگا دو گلزار
تڑپ گئی دوڑ کر قریب لکڑیون کے آئی پکار کر آواز دی ای نور نظر اب خاتمہ ہوتا ہی
گلشن آرا نے کہا ای مادر مہربان جاؤ صبر کرو رفاقت طلسم کشا کرنا اور ہمارا پیغام
پہونچانا فرد چو آید بے مروت بعد مردن بر مزار ما ۔ یہ استقبال تو مستانہ بر خیزد غبار
ما ۔ کیا عجب ہی کہ آواز بھی آئے فرد ای شہسوار گور غریبان پہ آنکل ۔ ہا اپنی ہوشت
خاک بھی تیری رکاب مین ۔ ہا مرنیکے بعد بھی سودا ے زلف معنبر نہ جائیگا افسوس
یہ ہی کہ اُنکا کوئی دل بہلانے والا نہین کیسا گھبراتے ہونگے ہم تو رخصت ہوتے
ہین اُنکو خدا کے سپرد کیا یہان پہ حکم بسرام آگ لگا دی اِسقدر دھوان بلند ہوا
کہ آسمان تک پہونچا خیال مین ناظرین کے رہے کہ کسی نے جلتے ہوے گلشن آرا
و نہین دیکھا اکثر دھوئین کے اندر سے آواز آئی کہ شہریار خدا حافظ و ناصر ہماری
د فراموش نہ ہو یقین ہی کہ ہم خواب مین آئین گے یہی حال سرو آزاد کا بھی ہوا
کسی نے نہ دیکھا کہ دونون پر کیا گذری تھوڑے عرصے مین وہ آگ جلکر خاک ہوئی
سب دیکھنے والے روتے ہوے اپنے اپنے مکان کو پلٹے سب سے زیادہ گلزار کا
عجیب حال ہی پیٹتی ہوئی پلٹی ہی دمبدم پکارتی ہی بیٹیا گلشن اب آرام ملا ہا سے جوا مُر

غریق دریاے عشق کو خبر ہوگی تو وہ اپنا حال کیا کریگا گلبن جادو و برگ جادو دونون بیٹیان گلزار کی کہتی ہین ای مادر مہربان کیون افسوس کرتی ہو جو کیا تھا اُسکا مزہ پایا اتنا بڑا امر کر بیٹھین کچھ خوف نہ کیا مگر سب بسرام کے دشمن ہوگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بسرام نے بڑا ستم کیا اِس ضعیفہ کا پتھر کا کلیجہ تھا کون ضبط کرے شہر بھر مین رونا پڑا ہوا ہو اُسکے بین کو یاد کرتے ہین اور فریاد کرتے ہین کہ کسی کو خدا یہ سامان نہ دکھائے جو کچھ گلشن پہ گذرا اگر کس ہوش وحواس سے جان دی کسی مقام پہ اُسکے ہوا اس مین فرق نہین آیا مردانہ وار کام کیا مردون سے بھی یہ ستم نہ اُٹھایا جاتا حقیقت مین گلشن آرا عاشق صادق تھی کیا کام کرگئی ہو اگر مجنون و کوہکن ہوتے تو وہ بھی گھبرا جاتے جان دینا بڑی بات ہو کس مردانگی سے جان دی ہو اگر زلیخا اسکی ثابت قدمی کو دیکھتی کبھی حضرت یوسف پر نگاہ نہ ڈالتی شب عاشقان ثابت قدم اسکی ثابت قدمی کا دم بھرتے دفترین عاشقون کے نام کرگئے دلیرانہ مرگئے کیا اِسکی تعریف کرین ہر گھر مین یہی ذکر ہو اور ہر ایک کو یہی فکر ہو کہ کیا ثابت قدم تھی جو کیا وہ کیا جو کہا وہ کہا شیر زن بدزن نہوئی جسپر عاشق ہوئین اُسکے نام کا وظیفہ نہین چھوڑا اپنے کو جلا کر خاک کیا مگر معشوق کا نام لینا نہ موقوف ہوا لیکن شاہزادۂ والاقدر بعد جانے بسرام کے باغ مین دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہو کبھی درختون سے سر ٹکراتا ہو کبھی یہ اشعار زبان پر ہین

نظم

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا — آج پرخاش پہ ہو مجھسے ارادہ میرا
کھینچ شمشیر یہان بھی ہین ارادے کچھ اور — آج جھگڑا ہی چکا جاتا ہو تیرا میرا
نہ اُٹھا منھ سے کفن لوگ سمجھ جائینگے — ہاے رہنے دے یہی مرگ تو پردا میرا
حسرتین دید کی جنبش نہین کرنے دیتین — رو سکنے آتے ہین دشمن مرے رستا میرا
ہاے مرنے سے بھی راضی نہ ہوا جی افسوس — حوصلہ کوئی بھی تمنے تو نہ دیکھا میرا

شاہزادہ حیران و پریشان رو رہا ہو دو کنیزین ملکہ کی گلبدن ونسترن کو بعد چلجانے ملکہ کے خیال آیا کہ چلکر دیکھین تو اُس بہادر کا کیا حال ہو کیسا گھبراتا ہوگا حیرانی و پریشانی غمگین وملول معشوق کا فراق چاہنے والے کا اشتیاق یہ سوچکر دونون

کنیزین آئین شاہزادے نے اُنکو پہچانا پکار کر آواز دی ای رازداران عاشق ناشاد وائی
پیروان ملکہ ناصرا کہان سے آتی ہو کنیزون نے عرض کی کہ حضور کے دیکھنے کو آئے ہین
اُس لیلی شمائل نے مجنون وار ثابت قدمی کی بہرام نے اُسکو جلا دیا ہرچند بہرام نے
کہا کہ عشق سے شاہزادے کے توبہ کر مگر اُسکی زبان سے نہ نکلا یہی کہے گئی کہ جو تمہارے
مزاج مین آئے وہ کرو جو چاہو سزا دو مین عاشق صادق ہون محبت سے اُسکی ہرگز منھ
نہ پھیرونگی شاہزادہ مثل تصویر بقدر حیران کھڑا سن رہا ہی اور اُسکی جرأت و ثابت قدمی پر
عش عش کر رہا ہی بیان پر کنیزون کے دریاے اُلفت کا جوش ہوا دونون آنکھین سحاب
گوہر بار ہنگئین کنیزین تو کہکر چلی گئین شاہزادے نے شام کو تجدید وضو کرکے نماز ادا
کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھا کہ ای خالق کارساز و ای رب
بندہ نواز اُس ثابت قدم کو دشمنون نے جلا دیا یہ تو ظاہر ہی کہ ہمپر سحر تاثیر نہ کریگا مگر اب
کیا کرنا چاہیے شاہزادہ روتے روتے بیہوش ہو گیا خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا
کہ فرما رہے ہین ای گل بوستان حسن و جمال و ای گوہر بحر جمال و جلال ہوش اپنے درست
رکھو مناسب یہ ہی کہ کل طرف کوہ خیال کے جاؤ انجام بہتر ہوگا بعد جانے کوہ خیال کے
جو امر درپیش ہو اُسکو سمجھکر کرنا مقدمۂ طلسم ہی بے سمجھے قدم نہ رکھنا شاہزادہ چاہتا تھا
کہ کچھ اور پوچھے کہ آنکھ کھل گئی وقت صبح صادق تھا وضو کرکے نماز ادا کی بعد فراغ نماز
چہار جانب دیکھنے لگے مراد یہ تھی کہ کاؤس کہان گیا اگر وہ ہوتا تو اُس سے بھی ہم
صلاح لیتے کاؤس پر یہ گذری کہ جب بہرام آئی تو یہ عیار تیز و طرار ہی نکلکر بھاگا باہر آکر
ایک غار مین چھپ رہا شاہزادے نے ہرچند نگاہ دوڑائی مگر کاؤس کو نہ پایا شاہزادہ
خیال مین کوہ خیال کے باغ سے نکلا یکہ و تنہا ایک جانب چلا جس صحرا مین پہونچا
کبھی صحراے ویران ملا کبھی صحراے پر بہار مگر بہار بے یار اُسکی آنکھون مین خار خار ہی
خار صحرا اُنگلیان اُٹھاتے ہین شاہزادے کو راستہ بتاتے ہین شاہزادہ پھرتا ہوا بعد
کئی دن کے ایک مقام پر پہونچا کہ دشت آباد ڈھونڈھو تو نکا دشت کے نشان نہین نخل
ہرے بھرے پھلون سے لدے ہوے طائران نغمہ سرا اپنی اپنی زبان مین چہکار رہے

ہین باغبان قضا و قدر کی تعریف مین ہین شاہزادہ بیٹھا دیکھ رہا ہو کہ نوبت نقارے کی
آواز کان مین آئی اُٹھکر دیکھنے لگا دیکھا ایک بادشاہ سن رسیدہ نحیف وضعیف چہرہ
اُداس عالم یاس پشت پر کئی جوان سرنگون رنجیدہ وکبیدہ ایک تابوت آگے رکھا
ہوا اُسکو دیکھ دیکھ کے روتا ہوا شاہزادہ حیران ہوگیا کہ سامنے ایک کوہ بلند تھا
وہان آکر وہ تابوت رکھدیا تھوڑی دیر ٹھہرا روتا ہوا پلٹا شاہزادہ یہ حال دیکھکر
اُس بادشاہ کے پیچھے چلا تھوڑی دور پر شہر تھا وہ شاہ اُس شہر مین داخل ہوا
جب بادشاہ شہر مین آئے تو دوکانداروں نے دوکانون سے اُترکر پوچھا کہ کیون
حضور کیا سانحہ ہوا وہ بادشاہ عالیجاہ ہر مرتبہ منھ پیٹ لیتا ہی اور جواب دیتا ہی کہ مین
ناشاد و نامراد اشتیاق مین تڑپ تڑپ کے مرونگا جسطرح گیا نامراد پلٹ آیا اور کیا
نفع ہوتا صورت بھی دیکھنا مشکل ہوگئی اہل شہر سے وہ شاہ یہ باتین کرتا ہوا اپنے
دار الامارۃ مین آیا شاہزادہ اُسکے پیچھے داخل بارگاہ ہوا شاہ تو روتا ہوا تخت پہ
بیٹھا شاہزادہ ایک ڈنگل پہ بیٹھ گیا جب شاہ کو رونے سے کچھ فراغت ہوئی شاہزادہ
متوجہ ہوا کہا ای بادشاہ عالیجاہ یہ کسکا تابوت لیکر گئے تھے اور کیون روتے ہوے
پلٹے شاہ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای مہر سپہر جاہ و جلال ای ماہ آسمان کمال
اِسوقت تمنے زخم دل تازہ کردیا کیا بیان کرون دل مین کب طاقت ہی بیان کرنے
کے خیال سے زبان کو لکنت ہی بقول شاعر فرد چہ گویم از سرو سامان عمر دھم بیت
چون کاکل بہ سینہ بختم پریشان روزگار رحم خانہ بردوشم ای شہریار اِس عمر دراز مین
پروردگار نے مجھکو ایک فرزند عطا کیا تھا کہ منور شاہ نام تھا جب جوان ہوا تو
اُسکی جرأت کے شہرے ہوگئے بڑے بڑے پہلوانونکو زیر کیا کئی ملک فتح کیے جو اُسکے
مقابلے مین آیا وہ اُسکے ہاتھ سے ذلیل ہوا مین نے کل سلطنت اُسکے سپرد کردی
تھی ایسے سلیقے سے اُسنے سلطنت کی کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے گرہ کٹ
و چور کا کہین نام نہین معشوقون کو ظلم کرنے سے کام نہین اب جا بجا بادشاہون کے
یہان سے پیغام شادی آنے لگے جس شاہ نے نامہ لکھا کمال خواہش اُس سے ظاہر

ہوتی تھی مگر مین اپنے دل مین سوچتا تھا کہ شادی ہوتے ہی میرا فرزند مجھسے جدا ہوجائیگا
جسوقت نہ وجہ بیکے جائیگی ضرور اُسکے ساتھ جائیگا میرے دل کو کیونکر گوارہ ہوگا کہ
مین جدائی اُسکی گوارہ کرون پس انکار کر دیتا تھا کہ مین ابھی شادی نہ کرونگا ایک دن
سب وزیرون کو جمع کیا صلاح کرنے لگا ایک وزیر نے صلاح دی کہ حضور کا وزیر
اول پایۂ تخت کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہار کھتا ہے اسکی دختر سے اپنے بیٹے
کو منسوب کیجیے وہ جو حضور کو خیال ہے کہ فرزند کو جدائی نہ ہو اس تقریب مین فراق
نہ ہوگا اگر صبح کو سسرال جائینگے شام کو چلے آئینگے آٹھ پہر شہر مین رہینگے مین نے اس
بات کو بہت پسند کیا وزیر میرا نیک رائے تھا اُس سے جو مین نے درخواست کی اُسنے
خوش ہو کر جواب دیا کہ وہ دختر حضور کی کنیز ہے جسطرح مناسب ہو انتظام کیجیے مین دل
و جان سے راضی ہون بیرون شہر ایک باغ ہے کہ اُس باغ کو بہار افزا کہتے ہین وہ
باغ لے لیا اور شہر کا انتظام کیا خزانہ وزیر کے سپرد کیا اُس باغ مین جلسے آراستہ ہوے
حیا بجانا مے لکھے کہ اس شادی مین جو شریک نہ ہوگا مین اُس سے نہ ملونگا شاہزادے
وزیرزادے اور شاہزادیان آکر شریک شادی ہوئین ای شہریار مین پھولا نسماتا
تھا ارادہ تھا کل پرسون برات لیجائین گے اور دولھن کو بیاہ لیجائین گے قضا کار
لالۂ خونخوار دختر شاہ طلسم تھی آکر شریک ہوئی مگر شاہزادے نے جو شمع جمال اُس
معشوقہ کا دیکھا بیقرار ہوگیا سہرہ وغیرہ نوچ ڈالا کہا مین شادی نہ کرونگا اور اگر کرونگا
تو لالۂ خونخوار سے وہ بھی شرما کر چلی جائیگی میرا فرزند اُسی باغ مین رہنے لگا لالۂ خونخوار
کا پیغام آتا تھا مگر شاہ طلسم کو ایسی پڑی کہ کسی طرح دریافت کرون کہ لالۂ خونخوار
پاس منور شاہ کے جاتی ہے ایک دن ایک ساحرہ نے خبر دی کہ ملکہ تشریف لیگئی ہین
پاس شاہزادے کے بیٹھی ہین بادشاہ طلسم نے شرارۂ جادو کو بھیجا اُسنے آکے
دونون کو گرفتار کیا عجب حسرت سے قید کیا ہے کہ ایک صندوق آئینہ مین میرے
شاہزادے کو قید کیا ہے اور ملکہ کو الگ قید کیا بعد مہینا بھر کے روتا پیٹتا جاتا ہون
دیوار باغ دیکھکر چلا آتا ہون یہ غلام کا حال ہے صدہا عرضیان لکھین مگر شاہ طلسم نے

کچھ رحم نہ کیا اسی غم مین مبتلا ہون آٹھ پہر رویا کرتا ہون اسی پہاڑ کے پہلو مین وہ باغ ہی اور
شہزادہ جادو خود شاہزادے پر عاشق ہی اور سوال وصل کرتی ہی مگر میرے فرزند نے
قبول نہین کیا یہ غلام کا حال ہی کس زبان سے عرض کرون غم نے فرزند کے دنیا سے کھو دیا
لطف زندگی جاتا رہا شاہزادے نے کہا اے لالان شاہ ہم تمھارے فرزند کی رہائی کو
جائین گے مگر پہاڑ کا نام کیا ہی لالان شاہ نے کہا اسکو کوہ خیال کہتے ہین شاہزادہ نام
سنکر مثل گل شگفتہ ہو گیا کہ مین اسی کوہ کی تلاش مین نکلا ہون شکر ہی کہ پتہ تو ملا کہ کوہ خیال
دنیا مین ہی اب پروردگار مالک ہی جو اسکے نزدیک مناسب ہو لالان شاہ نے کہا اے
شاہزادۂ والاقدر مین کیونکر گوارہ کرون کہ آپ ایسے جری بہادر کو اس بلا مین مبتلا
کرون شاید آپ جا کر کسی آفت مین پھنس جائین مین امیدوار ہون کہ تاج و تخت لیجیے
بیٹھکر سلطنت کیجیے ہم بڑھیا بڑھے زن و شوہر آپ کے دعاگو رہینگے شاہزادے نے
کہا اے لالان شاہ گھر کی سلطنت کم نہ تھی لیکن ہوس جرأت یہانتک لائی کہ تمسے ملاقی
ہوے ہمنے جو کہا ہی وہی کرینگے سب وزرا امرا سمجھاتے تھے مگر شاہزادے نے نہ مانا
شب اُسی مقام پر بسر کی صبح کو کمر باندھی لالان شاہ سے رخصت ہونے لگے اُسوقت
لالان شاہ بہت رویا کہا اے شہریار مجھے آپ کی ذات سے یہ امید نہ تھی کہ آپ یون
جلد ہمارے سر پر سے ہاتھ اُٹھا لینگے مگر مین جا کر زوجہ سے ذکر کرتا ہون وہ آپکے
دیکھنے کی بہت مشتاق ہی چلکر اُس سے مل لیجیے لالان شاہ نے زوجہ سے کہا یہ بیچاری
مبتلاے رنج و الم گھبرا گئی کہا اُس شہریار کو زرا بلاؤ شاہزادہ محل مین آیا زوجۂ لالان شاہ
جمال و سن و سال دیکھکر سر سے پا تک بلائین لینے لگی اور کہا اے نور نظر تمکو دیکھکر آنکھین
روشن ہوتی ہین لہذا ملک و مال لو بیٹھکر سلطنت کرو شاہزادے نے کہا اب زیادہ
تکلیف نہ فرمایئے انشاء اللہ تعالی یہ آرزو ہی کہ آپ کے فرزند کو آپ سے ملاؤن تب
میرے دل کو آرام آئے وہ ضعیفہ بہت روئی شاہزادہ کو رخصت کیا جب شاہزادہ چلا
تو تمام باشندگان شہر روتے ہوے ساتھ تھے شاہزادہ جب قریب کوہ پہونچا تو بلا
تکلف داخل کوہ ہو گیا مگر جب اندر درے کے آیا وہ اندھیرا تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو

نہ سوجھتا تھا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ پردۂ ظلمات ہی جسکے سامنے شب ہجر کی تاریکی بھی مات ہی
آخر ٹھوکرین کھاتا ہوا شاہزادہ اُس درے کو طی کرکے جب باہر نکلا وہ ہوا ٹھنڈی آئی کہ دل
خوش ہوگیا بوے گل خودرو سے دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا سامنے دیکھا کہ نہرین پُر آب
پانی صفائی مین لاجواب کیسا ہی آبرودار ہو مگر صفائی آب دیکھکر دل آب آب ہو یقین ہی
کہ نہایت بے تاب ہو چھوٹے چھوٹے نخل مثل گلدستے کے بعض پھولون سے بھرے ہوے
بعضون مین پھل تمام شاخین بار اشمار سے سر بسجود بدرگاہ رب ودود ہر سمت جھاڑیان
اُنمین طائر خوش الحان بیچ مین صحرا کے ایک چبوترا خام تکلف سے بنا ہو گرد اُسکے چہنہاے
طولانی طائران لاثانی نغمہ سرائی کر رہے ہین باغبان ازل کی محبت کا دم بھر رہے ہین
شاہزادہ تماشہ اُس صحرا کا دیکھ رہا تھا کہ سامنے نگاہ اُٹھ گئی دیکھا ایک دریاے معقول
لہرین مار رہا ہی اکثر مچھلیان جوش مین اُبھرتی ہین جو بہت چھوٹی ہین وہ تڑپ کے بلند
ہو جاتی ہین شاہزادہ دریا کے تماشے مین مشغول تھا کہ سامنے سے ایک کشتی معقول شہریان
نمودار ہوئی شاہانہ کھنچا ایک شاہزادی حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہوئی گرد کنیزین ماہرو لیکن
اُس شاہزادی کی آنکھون سے آنسو جاری ساتھ والیون سے کہتی ہی ہاے میری ہمشیرہ
نے کس ثابت قدمی سے جاندی مگر نہین معلوم اُسکا عاشق صادق کس حال پُر ملال مین
ہی اگر مین اُسکو دیکھتی تو کہتی کہ او بے مروت عورتون کی تو یہ جرأت مردونکی یہ پست
ہمت ساتھ والیان سمجھا رہی ہین کہ واری اب رونے سے کیا فائدہ جو اُنکی تقدیر مین
تھا وہ ہوا اب سواے صبر کے چارہ نہین یہ کہتی ہوئی وہ کشتی کنارے پر آئی شاہزادے
نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپا دیا مگر کنیزون نے آتے ہی اُس چبوترے پر فرش مشجر
بچھایا شاہانہ استادہ کیا وہ نازنین مسند پر آکر بیٹھی کنیزین نوجوان اُنکو لب چین آتا ہی
جنگل مین پھرنے لگین کسی نے پھول توڑ کر محرم مین رکھا کسی نے پھول چنکر کان مین
پہنے کوئی پھل توڑتی پھرتی ہی کوئی اپنے حُسن کے غرور مین اکڑ رہی ہی شاہزادہ دیکھ رہا ہی
کہ ایک کنیز کی نگاہ پڑی دوسری ساتھ والی سے کہا دیکھ تو یہ کیا ہی چند کنیزین اُس مقام
پر جمع ہوگئین کوئی کہتی تھی ماہ تابان ہی کوئی کہتی تھی مہر درخشان ہی کوئی کہتی تھی سنتے ہین

حضرت یوسفؑ بہت حسین تھے مگر یہ تو یوسف مصر خوبروئی ہی جمال و قد و قامت دیکھو
نقشہ کھینچنے کے لایق ہی ایک کنیز بہت شوخ و شنگ آگے بڑھی کہا کیون صاحب تم نہ
سمجھے کہ یہان زنانی محفل ہی بلا تکلف چلے آئے شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم صحرا سے خیال
کی سیر کو آئے ہین ایک کنیز نے بڑھکر چھڑی اُٹھائی شاہزادے نے تلوار کھینچی ہاتھ مارا
کہ کنیز کے دو ٹکڑے ہوے اور کنیزین بڑھکر سحر کرنے لگین جتنے سحر کیا شاہزادے نے لوح
چمکا دی اُلٹا سحر پلٹا اُسی کا کام تمام کیا شاہزادہ تلوار سے لڑ رہا ہی جسپر ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے جب دس پانچ کنیزین قتل ہوئین تو سامنے سے بھاگ کے پاس ملکہ کے
آئین کہا حضور ایک جلاد آیا ہی اُسنے دس بارہ کنیزون کو مارا وہ دیکھیے سامنے تلوار
کھینچے ہوے آتا ہی ملکہ نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال
سرو قد خورشید خد تیغہ ہاتھ مین کھینچا ہوا کنیزون کو قتل کرنے کو آتا ہی ملکہ کو پسینہ آگیا
پکار کر کہا کہ ای شہریار مجھکو قتل کیجیے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون ہاے بعد گلشن آرا
کے مین زندہ رہی مجھے قتل کرو کہ مین گلشن آرا تک پہونچون شاہزادے نے پکار کر
کہا آپ کو اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق سے کیا مطلب ہی ملکہ نے کہا میری
خالہ زاد بہن تھی ایک ساتھ پرورش پائی ایک ہی مکتب مین پڑھے مگر نہین معلوم اُسکا
معشوق کہان ہی شاہزادے نے کہا وہ ننگ عشق مین ہی ہون کہ معشوق مر جائے
اور مجھکو موت نہ آئے یہ جو ملکہ نے سُنا دوڑکر ہاتھ تھام لیا کہا کیا جوہر شناس تھی نگینہ
ہیرے کا پسند کیا غرض یہ کہکے شاہزادے کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے کہا دیکھو صاحبو
اِنھین کے واسطے گلشن آرا نے جان دی ہم کیا صاحب نصیب ہین کہ مطلوب گلشن آرا
کو دیکھا اِسوقت روح گلشن آرا کی شاد ہوتی ہوگی اِسی جیلے مین باتین ہونے لگین
شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے کہا مجھ بدنصیب کو الماس تاریکی پوش کہتے ہین بادشاہ
طلسم جو انجام جادو ہی اُسکی چھوٹی بیٹی ہون آج فلک نے بڑا احسان کیا صاحب
تمھارا آنا کس وجہ مین ہوا شاہزادے نے سب کیفیت بیان کی اور کہا ای ملکۂ عالم
اگر لیبرام کو گرفتار نہ مارا تو نام اپنا ماہ عالم افروز نہ پایا لیبرام گلشن کو قتل کرکے

کیا میرے ہاتھ سے بچینگی الماس نے پوچھا کہ کیا آپ کو سحر آتا ہے شاہزادے نے لوح محفوظ دکھائی کہ یہ بی گلشن کا صدقہ ہے کہ سحر مجھپر تاثیر نہیں کرتا جب چکا دون کیسا ہی ساحر ہو اور کیسا ہی زبردست سحر کرے مگر مجھپر تاثیر نہ ہو اس جیلے مین ملکہ نے کئی مرتبہ گلے مین ہاتھ ڈالدیے شاہزادہ بھی اختلاط ظاہری کر رہا ہے کنیزون نے جو یہ معرکہ دیکھا آپس مین کہنے لگین کل گلشن پر یہ معرکہ گذرا آج بی الماس پہلو مین بیٹھی ہین چلکر لبسراام سے اطلاع کرین ورنہ ہم لوگون پر آفت آئیگی لبسراام وہ جلاد ہے کہ ہم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی اور یہی جرم رکھیگی کہ تمنے ہمسے اطلاع نہ کی چند نے کہا کہ چلو بی لبسراام سے یہ اطلاع کرین کہ شاہزادۂ والاقدر صحرائے خیال مین پہونچا بی الماس سے ملاقات ہوگئی چند کنیزین بھاگین خدمت مین لبسراام کی آئین لبسراام ملول و حزین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر خبر کی کہ لو ملکۂ عالم غضب ہوا کہ شاہزادہ صحرائے خیال مین پہونچا اور بی الماس نارنجی پوش نے بڑے اعزاز و اکرام سے مسند پر بٹھالیا گلشن کے جیلے سے باتین ہو رہی ہین یہ سنکر لبسراام تھرانے لگی کہتی تھی ارے ان مستانیونکو کیا ہوگیا ہے آسمان پھٹ پڑا ہے کہ یہ سب شاہزادیان اپنی جان دیتی ہین کچھ ہمارا خوف نہیں ہین نے اسی واسطے گلشن کو جلادیا کہ اورون کو خیال ہو اُسکا یہ بدلہ ہوا کہ بی الماس شاہزادے کو لیکر بیٹھی ہین مگر اُسکا حُسن بھی عالم افروز ہے جسنے دیکھا وہ دیوانہ ہوا ہر ایک کو خیال ہے کہ جان جائے مگر اُس سے ملین خواہ غنچۂ آرزو کھلے یا نہ کھلے مین ابھی جاکر بی الماس کو لاتی ہون اور اُنکا بھی یہی حال کرون ایسا نہ پاؤن کہ عمر بھر یاد کرین اپنے نصیبون کو رویا کرین یہ کہکر ہیزم آتشین پر سوار ہوئی طرف صحرائے خیال کے چلی یہان وہ وقت ہے دونون شیدائی یک دیگر بیٹھے ہین وہی باتین ہو رہی ہین الماس ہر بات مین کہتی ہے کہ مین روح کو بہن کی شاد کرتی ہون یقین ہے کہ آج شب کو میرے خواب مین آئین شاہزادہ کہتا ہے ای ملکہ الماس کنیزین سب کہان گئین ملکہ نے کہا جہان چاہین جائین مین اب آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگی روح گلشن کو شاد کرونگی ایک کنیز کہ پائون سے لنجی ہے وہ سامنے بیٹھی ہوئی کچھ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے ملکہ نے شراب پیش کی کہ میرے ہاتھ سے جام پیجیے شاہزادے نے

فعل مذہب بیچ مین پیش کیا ملکہ نے کلمہ پڑھا دونون شراب پی رہے ہین آپس مین دل لگی
ہو رہی ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی شرم کو اس محفل مین شرم ہی کہ آسمان سے آواز آئی
کیون الماس یہ تو نے کیا کیا اس شقی کو پہلو مین بٹھایا گلشن کا حال سنا اور پھر یہ گستاخی
یہ کہکر زمین پر اُتری شاہزادے نے تیغ کھینچا جب شاہزادہ بڑھا تو بسرام پیچھے ہٹی شاہزادے
کو دوڑانے لگی جب بسرام نے دیکھا کہ شاہزادہ دوڑتے دوڑتے تھک گیا ہی جھپٹکر الماس
کو لیا الماس نے پکارکر آواز دی ای شہریار آرزوے دل پوری ہوئی ہم پاس گلشن کے
جاتے ہین اب گلشن کے ہم پہلو ہونگے وہ بھی جانے کہ ہمین ایسی ہوتی ہین کہ عدم مین
آکر ملاقات کی شاید یہ خیال ہو کہ معشوق کو ہمارے پہلو مین بٹھایا اُسکا جواب یہ ہی کہ
تمھارے نام سے اُنسے ملاقات ہوئی خیال مین آیا کہ ہم جو اُنکی خاطر کرینگے تو روح ملکہ
گلشن آرا خوش ہوگی شاہزادے نے دیکھا کہ بسرام بلند ہوا چاہتی ہی تیر و کمان کو
اُٹھایا اور دعا کرکے تیر مارا تیر جاکر سینے پر بسرام کے پڑا کہ توڑکر پشت کو پار گذرا
بسرام کے ہاتھ سے ملکہ چھوٹی شاہزادے نے دوڑکر ملکہ کو روکا بسرام نے تڑپ تڑپکر
جان دی اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بسرام جادو بود
مرنا بسرام کا چند کنیزین جو ساتھ آئی تھین وہ تو یہ کہتی ہوئی بھاگین کہ آج رکن طلسم
آبگینہ گر گیا چلو چلکر ملکہ گلزار سے اطلاع کرین گلزار غمگین بیٹھی ہی گلشن آرا کو یاد کرکے
رو رہی ہی کہتی ہی ہاے میری بچی کو بے خطا قتل کیا بسرام کو سامری و جمشید غارت کرین
ایسا ستم کیا کہ مین بیکار ہوگئی میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا یہی جی چاہتا ہی کہ منہ لپیٹے
پڑی رہون ہاے بیٹا گلشن تجھنے بڑا صدمہ اُٹھایا جب آگ بدن مین لگی ہوگی تو کیسی
تڑپتی ہوگی مگر مجبور کیا کرے اُسی مین بیٹھی رہی تڑپ تڑپ کے جان دی جلوۂ عشق
اُسنے دکھا دیا ہاے جب رات کو مین سمجھانے گئی تو مجھکو بگڑکر جواب دیا کہ مادر مہربان
جو کیا وہ کیا اب کیونکر توبہ کرین آپ نہ سمجھائیے انشاء اللہ میرے قتل کرنے والے
سب قتل ہونگے آپ اپنے کو بچائیےگا ہاے گلشن اپنی جان پر بنی ہوئی تھی مگر مجھکو
نصیحت کرتی تھین باہر سے جو آتی تھین تو دوڑکر لپٹ جاتی تھین دونون بیٹیان بھی

سمجھا رہی ہین کہ مادر مہربان اب صبر کیجیے رونے سے گلشن سے ملاقات نہ ہوگی مگر اس
شاہزادے کو گرفتار کرنا بہت دشوار ہی جو کوئی مکر کریگا تو البتہ گرفتار کر لیگا بے مکر وہ گرفتار
نہ ہوگا صاحب طاقت و قوت لوح محفوظ اُسکے ہاتھہ مین آئی لوح طلسمی کو بھی تلاش کریگا
صاحب اقبال ہی ایک روز وہ لوح بھی پا جائیگا بقول آپ کے لیسراھم کو ڈھونڈھکر مار ڈالیگا
یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین آکر پہونچین سامنے گلزار کے سر دے مارا کہ اس شاہزادے کو
نہین معلوم کسنے راستہ بتا دیا کہ وہ جوان صحراے خیال مین پہونچا بی الماس عاشق
ہوئین پہلو مین بٹھا لیا ہم لوگون نے جاکر لیسراھم سے اطلاع کی لیسراھم گئین اور ہاتھہ
سے شاہزادے کے قتل ہوئین وہ دونون خوش خرم بیٹھے ہین لاش لیسراھم کی صحرا
مین پڑی ہی دونون بیٹیان گلزار کی اُٹھین مگر گلزار کہتی ہی خوب ہوا جب اس حرامزادی
نے ظلم کیا تھا اُسکا آخر عیوض ہوا اُسکی معشوقہ کو مارا تھا اُسنے بدلا لیا گلزار کی دونون
بیٹیان اُٹھین کہ مادر مہربان ہم جاکر دونون کو لاتے ہین اول جاکر لاشہ جدہ کا اُٹھائین
پھر اُن دونون کو گرفتار کرین گلزار نے کہا بیٹا ایسا نہ ہو تمپر بھی ہاتھہ چل جائے تو
باعث خرابی ہی گلبن و برگ نے کہا ہم وہ حرکت نہ کرینگے غفلت مین سب کام کرلینگے جب
وہ سو جائینگے تو گرفتار کرینگے بڑے غضب کی بات ہی کہ بزرگ طلسم مارا جائے اور
ہمسے کچھہ نہ ہوسکے یہ کہکر دو ہزار کنیزین اپنے ساتھہ لین اور یہ دونون چلین یہان یہ
دونون پاس بیٹھے ہین جام چل رہا ہی کسی کی فکر نہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم گلبن و
برگ جادو کیون بی الماس دادی کو قتل کرایا معشوق کو ساتھہ لیکر بیٹھی ہو گلشن
کا خوب حیلہ خیال مین آیا اسی حیلے سے ملاقات ہوئی ہم لاشہ جدہ کا لینے آئے ہین بعد اسکے
آکر تمھاری بھی فکر کرینگے اب بچنا دشوار ہی یہ کہتی ہوئی قریب لاشۂ لیسراھم آئین مگر
الماس نے کہا اے شہریار اب سب کو خبر ہوگئی سب ہمارے آپکے دشمن ہوے
اب جان بچنے کی کون صورت ہی شاہزادے نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ مین سب کو جواب دونگا
اودھر گلبن و برگ لاش لیسراھم کی لیگئین لاش کو جاکر جلا یا نار یہ واصل جہنم ہوئی اب
یہ دونون صلاح کرکے پلٹین صحراے خیال مین پہونچین دیکھا دونون بے غم بیٹھے ہین

دونون نے پکار کر آواز دی او شہریار اُٹھیے ہمسے مقابلہ کیجیے یہ کہکر آگ برسانے لگین شاہزادہ لوح چمکانے لگا تمام آگ پانی ہوکر بہ جاتی ہے گلبن تو شاہزادے سے مقابلہ کر رہی ہے برگ نے جست کرکے الماس نارنجی پوش کو لیا الماس نے پکار کر آواز دی اے شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہے مزار غریبان پر آیئے گا فاتحہ ضرور پڑھ جایئے گا ورنہ قبر مین روح بیچین رہیگی اب مہن سے جا کر ملین گے کچھ پیغام بھیجیے گا دونون کا رونا اور بلکنا دیکھکر گلبن نے برگ سے پکاری پکار کر کہا کیون بہن عاشق ومعشوق کو جدا کرتی ہو ہم انھین کی تابعداری کرینگے برگ یہ سنکر اُتر آئی الماس کے قدمون کو بوسہ دیا کہا واری ہم آپ کے ساتھ ہین انجام سے لڑینگے لوح کی فکر کرینگے آیندہ خدا کو اختیار ہے شاہزادہ بھی خوش ہو گیا الماس نے کہا بہنو تمنے ہمکو خوب راضی کیا دیکھین اب کیا ہوتا ہے گلبن اور برگ نے کہا اب کچھ نہ ہوگا ہم آٹھ پہر حفاظت کرینگے غیر کو آنے نہ دینگے آیندہ خدا کو اختیار ہے دونون کو ساتھ لیا قریب صحرا کے ایک باغ تھا اُسمین جا کر اُتارا خدمت کرنے لگین یہ دونون مسند پر بیٹھے ہین گلبن وبرگ خدمت کر رہی ہین اپنے سامنے کھانا کھلایا پانی پلایا شراب دونون کو پلائی کہا اب آپ آرام فرمایئے ہم پہرا دیتے ہین دونون نادان غافل از شعبدہ بازی فلک پلنگ پر آکر سو گئے جب دونون نے آرام کیا تب گلبن نے لوح شاہزادے کے گلے سے اُتار لی اور پالا کا کر او تنفنی اُٹھ جس شے کا تجھکو گھمنڈ تھا وہ چھینے لی شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا سب جادوگرنیان گھیرے ہین گلبن نے شاہزادے پر سحر کیا کہ شاہزادہ بیہوش ہوکر گرا ایک بہن نے الماس کو گرفتار کیا اور تختون پر دونون کو ڈالکر نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف قلعۂ گلنار کے چلین انکو تو یہین چھوڑیے اب حال کاوس سنیے یہ رات بھر غار مین چھپا رہا صبح کو باغ مین آیا شاہزادے کو نہ پایا حیران ہوا کہ میرا آقا کہان گیا تلاش کرتا ہوا چلا کئی دن مین قریب کوہ منقناطیس کے پہونچا وہانکا میلہ دیکھا پہلو مین جو پہاڑ کے آیا تو کان مین آواز گانیکی آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار گا رہا ہے نظم

اس سے مرنا مجھے اپنا قلق جان ہوگا		کہ نہ دیکھیے گا مجھے وہ تو پشیمان ہوگا

مگر یہی آپ کے انکار رہیں گے تا صبح
تو سلامت ہے تو عالم کو کرے گا تجھسا
ہائے میرا یہ ہوا حال کہ تجھسا بے درد
دم تو نکلا بھی مگر دل سے نہ پیکان نکلا
کیوں ڈراتے ہیں یہ واعظ کہ خبردار رہو
قتل کر رحم کے بدلے کہیں حل ہو مشکل
میں تو مرتا ہوں فقط حشر میں جینے کے لیے
بیٹھنے دیگی نہ کوچے میں بھی وحشت مجھکو
دیکھیں کیا اُسپہ گذرتی ہے خدا خیر کرے
کثرت داغ جدائی جو یہی ہے تو نسیم

وصل کی شب یہ گمان شب ہجران ہوگا
ہائے پھر کون مرے حال کا پرسان ہوگا
خاص اسواسطے آتا ہے کہ بریان ہوگا
یہ بھی شاید اُسی بیرحم کا ارمان ہوگا
کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا
مجھکو اس جینے سے مرنا بہت آسان ہوگا
کہ مرے ہاتھ میں وان آپ کا دامان ہوگا
صبح کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا
ہائے وہ اشک جو میرے تہ دامان ہوگا
اپنا اپنا بھی جگر رشک گلستان ہوگا

کاؤس نے جو یہ آواز سنی دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی بیٹھی ہے اور ایک بندریا کی کھال اُسکے پاس رکھی ہے روپیہ جو رکھا ہے وہ سب کو بانٹ رہی ہے یہ وہی جادوگرنی ہے جو بندریا بنکر تخت پر بیٹھتی تھی کاؤس دیوار سے اُترکر ایک گوشے میں چھپ رہا جب سب سوئے تو جھپٹ کر قریب ساحرہ کے آیا وہ جو بزرگون کی باتیں ہیں اُسی طرح سے ساحرہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر ایک گوشے میں لایا زمین کھودی اُس ساحرہ کو اُسی میں دفن کیا اوپر سے مٹی بہت سی ڈالدی خود اُسی ساحرہ کی شکل بنکر پلنگ پر سو رہا صبح کو جب اُٹھا کنیزون نے آکر سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اُسنے کنیزون سے کہ قدرت کو معلوم ہے کہ جس راہ سے جاتے ہیں مگر آج بھول گئے راستہ بتاؤ کنیزون نے کہا یہ کھال پہنیے اور گوشۂ باغ میں نقب ہے اُس میں سے نکلکر تخت پر بیٹھیے اور گھنٹ نواز کو بلا کر جو حکم دینا ہو وہ حکم دیجیے ہم لوگ مجبور و ناچار ہیں قدرت کے ساتھ نہیں جاسکتے یہ سنکر کاؤس نے کھال پہنی اور آکر نقب میں داخل ہوا اُسی حجرے میں پہونچا گھنٹ نواز و ناقوس نواز اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں کہ ایک آواز آئی اے بندگان من جلد آکر حاضر ہو سب برہمن آپس میں کہتے تھے کہ نہیں معلوم آج کیا معرکہ ہے کہ خداوند خلاف

وقت آسکے آواز سن سنکے سب برہمن لوگ آکر جمع ہوے کاؤس نے حکم دیا بھاری
مُہر لیجائو اور فرمان لکھو کہ سب آکر حاضر ہون قدرت فیض جاری کرینگے سب کو شراب
پلائینگے کہ عمرو بن سب کی بہ بہجائین فی الحال ہنگامہ ہونا ہے کہ طلسم کشا آتا ہے جب عمر
بڑہ بہجائیگی تو کوئی کسی کو قتل نہ کر سکیگا مٹکے شراب کے جمع کرو برہمن اُسی وقت بھاگے
پہلے گلزار کو خبر کی پھر جاکر انجام کو نامہ دیا اور شاہ و شہریار زادون کو تامے دیے
کاؤس کو منظور یہ ہے کہ بادشاہ طلسم کو مار ڈالون میرا آقا غالب آجائے پھر طلسم مین
کون بول سکیگا یہ تو اس فکر مین ہے مگر گلزار نے بیٹون کو حکم دیا کہ تم پہلے چلو مین بھی
آتی ہون گلبن و برگ چلین یہان صبح ہوتے ہوتے سب میلہ جمع ہو گیا جسنے یہ خبر
سُنی کہ عمر بڑہ جائیگی وہ خوشی خوشی آیا اور شریک جلسہ ہوا یہان کاؤس نے
حکم دیا برہمنون نے مٹکے شراب کے اور گھڑے بھر کر رکھدیے کاؤس نے بیہوشی
سب مین ملا دی جب سب جلسہ جمع ہو چکا کاؤس کسیکا نام تو جانتا نہین پہلی عیاری
حکم دیدیا کہ سب شراب پیین سب جادوگرون نے شراب پینا شروع کیا میلے کے
لوگ برہمنون کی منتین کر رہے ہین کہ ہمکو بھی ایک جام پلا تا برہمنون نے ہزار ہا روپیہ
تحصیل لیا جب شراب پی چکے تو کاؤس نے پکار کر کہا کہ اب سب اُٹھکر قدرت کے
سامنے ناچو اور تماشے کرو قدرت آج بہت خوش ہین اور محفل مین ہنگامہ ہونے
لگا سب پر گدھا برن کا اثر ہوا جو اُٹھا وہ لڑکھڑا کر گرا تھوڑے عرصے مین دیکھا کل
اہل محفل بیہوش ہوے کاؤس کھال اُتار کر حجرے سے نکلا کسی کو پہچانتا نہین ہے خنجر مارنا
شروع کیے جادوگرون کے مرنے کا غلغلہ ہوا کاؤس نے کوہ سے دیکھا کہ حلوائی باتو
مٹھائی بنا رہا تھا یا اُٹھکر بھٹی مین باندپڑا دوسرے نے پکار کر کہا بھائی مین بھی آیا
تھوڑے عرصے مین سارا میلہ بھی بیہوش ہوا ابھی مین کہتا ہے کہ کاؤس تدبیر کو بھی کیا
دخل ہے کہ مجھ اکیلے نے سب کو بیہوش کر دیا پھر خنجر برہنہ لیے باہر نکلا جادوگرونکو قتل
کرنے لگا مگر گلبن و برگ دونون راہ مین آتی تھین کان مین جادوگرون کے مرنیکی
آواز آئی گلبن نے برگ سے کہا کہ آج مقام خداوندی پر کیا غدر ہے صدہا جادوگرونکے

مرنے کی آواز آرہی ہو برگ نے کہا قدرت سے تقدیر کی ہوگی سواے جہنمی کے اور کیا
ہوگا عمرو بن سب کی بڑھ رہی ہین دونون نے تخت بڑھاے اسوقت پہونچین آسمان سے
دیکھا کہ ایک عیار دبلا پتلا جادوگرون کو قتل کر رہا ہو وہین سے آواز دی کہ او بدکار
یہ کیا کرتا ہو منہم گلچین جادو و برگ جادو کاوس نے چاہا بھاگون گلچین نے گبر کی
آواز دی کاوس گرا بیہوش ہوگیا گلچین نے آکر سب کو ہوشیار کیا دریافت کرتی
تھین کہ خداوند کیا ہوے باغ مین جاکر دیکھا تو کہین نہ پایا یکبارگی ایک آواز مرنے کی
خیمہ کے سمت آواز کے چلین تو جاکر دیکھا کہ خیمہ ایک گوشے مین مری پڑی ہو
اسکا لاشہ اٹھایا جاکر دفن کیا سب ساحر افسوس کرتے تھے کہ ہمارا مذہب خراب
ہوا ایک جادوگرنی کو سجدہ کیا سامری و جمشید کو بھولے اسی کا یہ انجام ہوا کہ ہزارہا
جادوگر مارا گیا بہمندان کو وہان سے اٹھا دیا چہرہ کھیوا ڈالا کاوس کو ایک قفس
آہنی مین بند کیا قید لیکر گلچین و برگ قلعہ گلزار مین آئین گلزار نے کہا ارے تو کون
ہو کہ ہماری خداوند کو مارا ہزارہا جادوگرون کا خون کیا اب کہہ تیرا کیا حال کرین چنگیز
کاوس نے کہا مین تو ایک گویے کا لڑکا ہون میرا گانا سنیئے بہت خوش ہوجیے گا
گلزار تنہائی مین لائی کاوس نے یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانا شروع کیے قطعہ

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا | لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا
ہاتھ پڑ جائین گے لاکھون کے دم حشر ایسا | چاک ہاتھون کی طرح دامن قاتل ہوگا
حشر کو کاغذ اعمال دکھائین گے بشر | میرے ہاتھون مین فقط آبلہ دل ہوگا
کیا عجب چونک پڑے خواب گران سے وہ گل | نالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہوگا
بوسے ہنسکر جو لب یار کے لیتا تھا | ساقیا جام نہ ہوگا وہ کوئی دل ہوگا
کتنے ہین قتل کرینگے وہ لحد پر آکے | فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا
ہوگئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان | قصد قاتل کی طرح شوق بھی باطل ہوگا
آج غنچون نے صدائین جو نہین دین شاید | کچھ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا
ندر رہنے کی نہین بات جو بگڑیگی نسیم | فرخ مہر بھی اک کاسہ سائل ہوگا

اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ گلزار بیقرار ہوگئی کہا مین تجھکو قید سے رہا تو نہ کرونگی
مگر باغ خزان نصیب جو ہمارے بزرگون کا ہے اسمین چلکر رہو ان تیرا گانا سنون اور
قفس ہاتھ مین لیکر پٹیون سے کہا کہ شہر سے ہوشیار و خبردار رہنا مین باغ مین جاتی
ہون یہ کہکر قفس لیے ہوئے باغ مین آئی بارہ دری مین بیٹھکر گانا کاؤس کا سننے لگی
جب کاؤس گا چکتا ہے تو پھر قفس مین بند کر دیتی ہے قفس سامنے لٹکا رہتا ہے آخر وہ زمانہ آیا
کہ گلبن و برگ نے شاہزادے و ملکہ کو گرفتار کیا لوح محفوظ لیلی قید لیکر شہر مین آئین
مان کو عرضی لکھی کہ اے مادر مہربان ماہ عالم افروز و ملکہ الماس تاجپوش کو ہم گرفتار
کر لائے ہین جو حکم ہو وہ بجا لائین گلزار نے جواب مین لکھا کہ دونون قیدیون کو لیکر
اسی مقام پر آؤ ہم تم ملکر حفاظت کرین مسلمانون کے مددگار جا بجا ہین ایسا نہو ہمکو
صدمہ پہونچے گلبن و برگ قید شاہزادے کی لیکر طرف باغ خزان نصیب کے چلین
چند کنیزین ساتھ مین کچھ دروازے پر چھوڑین کہ خبردار کوئی آنے نہ پائے کسی کو آنے
نہ دینا ہم اندر جا کر حفاظت کرینگے گلزار گانا سن رہی تھی کہ کنیزون نے خبر دی کہ گلبن
و برگ قید شاہزادے کی لاتی ہین مختصر کاؤس نے یہ سب سحر سنایا تو گلزار گانا سنتی
تھی یا کاؤس کو قفس مین بند کرکے مسند پر بیٹھی کہ گلبن و برگ نے لاکر قیدیونکو پیش
کیا گلزار نے حکم دیا دونون کو باندھ دو اے گلبن و برگ تم بھی جاگتی رہو بہت ہوشیار
رہنا اور کنیزون کو حکم دیا کہ سامنے حاضر رہو کنیزین سامنے حاضر ہین گلبن و برگ
آکر سامنے بیٹھین کہ گلزار نے پکار کر آواز دی اے گلبن مین نے دیکھا کہ طلسم کشا سے
تو اشارے کر رہی ہے گلبن نے ہاتھ باندھکر عرض کی مین تو فقط بیٹھی ہون کسی سے اشارہ
نہین کیا گلزار نے کہا میرے قریب آؤ تو مین بتاؤن گلبن جب قریب آئی تو گلزار نے
کہا منہ کھولو جیسے ہی گلبن نے زبان کھولی گلزار نے سوزن دیدی اور ستون سے
باندھا پھر آواز دی اے برگ جاؤ تم کسی سے میل نہ کرنا دیکھو اسوقت مین خود
حفاظت کر رہی ہون اگر مجھ مین کچھ عیب دیکھنا تو برابر گرفتار کر لینا یہ وہ وقت ہے
کہ ایک کو ایک کا پاس نہین کرنا چاہیے ایسا نہو کہ طلسم کشا رہا ہوجائے تو باعث

خرابی ہو برگ نے عرض کی مین خوب ہوشیار ہون جو مزاج مین آئے وہ انتظام کیجیے کھٹولی پر برگ بیٹھی کہ گلزار نے پھر آواز دی کہ کیون بی برگ آنکھ سے کیا اشارہ کیا ہاتھ سے کیا پتہ دیا برگ نے کہا اے مادر مہربان میرا نہ ہاتھ پانون نہین ہلا خاموش بیٹھی ہون گلزار نے کہا میرے قریب آؤ جیسے ہی برگ قریب آئی گلزار نے کہا منھ کھولو برگ نے منھ کھولا گلزار نے برگ کی بھی زبان مین سوزن دی کنیزون کو بھی فرداً فرداً باندھا سب گرفتار ہو چکے تو گلزار مسند سے اٹھی ٹہلتی ہوئی شاہزادے کے قریب آئی کہا اے شہریار غلام کو آپ نے پہچانا منم دوندۂ بے نظیر فرزند خواجہ عمرو عیار پیر غرور نور نگاہ شاپور شاہزادہ ہنس پڑا پوچھا اے مہتر والا گہر یہ عیاری کیونکر کی کاؤس نے بیان کیا جب گلبن کی عرضی آئی اور مجھکو معلوم ہوا کہ حضور قید ہو گئے اسوقت مین نے گلزار کو بیہوش کیا اپنی شکل بنا کر قفس مین بند کر دیا یہ کہکر لوح محفوظ گلے مین ڈالی شاہزادے نے قید توڑی ملکہ کو بھی رہا کیا اور گلزار کو ہوشیار کیا اب گلزار نے دیکھا کہ بی الماس تخت پر بیٹھی ہین بیڑیان بندھی ہوئی ہین تمام کنیزین قید ہوش و حواس اڑ گئے الماس نے قریب آکر کہا خالہ امان اب ہم پر احسان کیجیے دیکھا آپ نے کہ آپ لوگون کے مذہب کا یہ انجام ہو کہ ایک ساحرہ بندر بنا کر بیٹھی سب نے سجدہ کیا سنا سب یہ ہو کہ پروردگار کو سجدہ کیجیے تو مذہب درست ہو یہ مذہب نہین ہو کہ جسنے شعبدہ دکھایا اسی کو سجدہ کیا گلزار کا دل روشن ہو گیا اشارہ کیا کہ اے نور نظر میری زبان سے سوزن نکالو تو مین جواب دون اب مکر نہ کرونگی کاؤس نے بڑھکر زبان سے گلزار کی سوزن نکالی گلزار قدمون پر شاہزادے کے گری ہاتھ باندھکر عرض کی مین حضور کی کنیز ہون آج مہتر کاؤس نے کیا کار نمایان کیا کہ مجھ ایسی ساحرہ کو اور دھوکا دیا اور گرفتار کرکے قفس مین بند کر دیا مین قائل ہوئی کہ آپ بڑے اقبالمند ہین اب چلکر قلعے کو اسلام آباد کیجیے شاہزادہ سوار ہوا الماس کو تخت پر سوار کیا گلزار و گلبن و برگ اہتمام کرتی ہوئی ساتھ ہین قلعے مین داخل ہوئے قلعے والون نے دیکھا کہ ابھی تو قید ہو کر آئے تھے اب رہا ہو کر آئے ہین گلزار

نے پکار کے کہا کہ میں نے بدل شاہزادے کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو وہ
قلعے میں رہے ورنہ ہمارے قلعے سے نکل جائے سب شہر والے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے
کل دیر کھدے مسجدون کی بنا ہوئی سارے شہر میں مشہور ہوا کہ گلزار مع بیٹیونکے
مسلمان ہوئی جب دربار کا وقت آیا تخت پر ملکہ الماس نارنجی پوش بیٹھی ایکجانب
گلزار دوسری طرف گلبن و برگ بیٹھی ہین صحبت عیش و جشن آراستہ ہوئی ایک ساقی
بچہ شوخ و شنگ موسوم بہ ہوشنگ شراب پلاکر سامنے بیٹھا یہ اشعار گا رہا ہے نظم

ساقیا دے مجھے شتاب شراب — کب سے کرتا ہوں میں شراب شراب
ہجر میں آگ ہو گیا پانی — دل کو کر دیتی ہے کباب شراب
ہیں قلوب اسکے نور سے روشن — کیون نہ کہلائے آفتاب شراب
ہے ہزار عیش آخر عمر — صبح پیری ہے آفتاب شراب
ہو مرا جام زندگی لبریز — ساتھ اپنے پیئیں جناب شراب
ہے مری مستی میں ہشیاری — کہ ہو بے لطف وقت خواب شراب
فصل میں یہ عجب نہیں ہے اگر — ابر پیر سا سے جا سے آب شراب
ساقیا تیری جستجو ہی میں — داغ دل رشک ماہتاب شراب
نرگس مست یار کے آگے — ہوئی غیرت سے آب آب شراب
داغ دل میں نمک چھڑک اپنے — گر نہ ہو محتسب خراب شراب
نہیں ساقی تو کیا کرون ناسخ — نہ سہی مطرب ہیں سحاب شراب

صحبت عیش و نشاط گرم ہے مگر لبسرام جو اس قلعے میں آئی تھی اور آکر تخت پر بیٹھتی
تھی ایک عصا مرصع کا سامنے تخت کے رکھا رہتا تھا وہ عصا کنیزون نے سامنے
تخت کے رکھدیا ایک جادوگر موسوم بہ تکفیل جادو نے دیکھکر کہا اے شاہزادے بس
اب پلٹ جائیے آپ نے طلسم کا کیون پیچھا کیا شاہزادے نے کہا مجھکو ہدایت ہوئی
بزرگان دین خواب میں آئے بہبودی حاصل ہوئی کہ دختر شاہ طلسم قبضے میں آئی
اب لوح طلسم بھی انشاء اللہ ملیگی تکفیل بولا اے شاہزادے ہدایت شیطانی ہوگی شاہزادیکو

بہت ناگوار ہوا وہ عصا سے مرصع کا ربا اٹھا کر تکفیل پر مارا تکفیل تو ہٹ گیا وہ عصا زمین پر پڑا کہ بیچ میں سے ٹوٹ گیا ایک پرچہ کاغذ کا اُسمین سے نکلا کاؤس سمجھا کہ کسی خزانے کا نشان ہی پرچہ اٹھا کر شاہزادے کو دیا اُس پرچے کو شاہزادے نے پڑھا بخط جلی یہ مضمون لکھا تھا کہ اگر قلعہ گلزار قبضے میں آئے تو گلزار کو مناسب ہی کہ طلسم کشا کو ساتھ لیکر کنارے دریاے محیط کے جائے اور یہ اسم حاشیہ پڑھکر آواز دے کہ ای ماہیار جادو حاضر ہو بسرام کا خاتمہ ہوا اور یہین نائب طلسم ہوئی لوح طلسمی وہ دیگا شاہزادے نے کہا او بد اعتقاد دیکھ پروردگار نے ہمارے کیسی مدد کی ای گلزار جادو طرف دریاے محیط کے چلو تو لوح طلسمی کا پتہ ملے گلزار نے تخت سحر تیار کیا شاہزادے کو اُسپر سوار کر لیا کاؤس نے کہا مین بھی چلونگا اپنے آقا کو اکیلا نہ چھوڑونگا گلزار نے کاؤس کو بھی سوار کر لیا کنارے دریاے محیط کے پہونچے شاہزادے نے اسم پڑھکر آواز دی گلزار برابر کھڑی ہی کہ پانی کو جنبش ہوئی دریا مین کھولا پیدا ہوئی ہزاروں مچھلیان نکلین اور ایک ماہی کلان نکلی کہ اُسپر ایک جادوگر سوار ہی نعرے کرتا ہوا کہ منم ماہیار لوحدار گلے مین ایک تختی پڑی ہوئی کہ مثل برق چمک رہی ہی گلزار نے بڑھکر کہا کہ ای ماہیار بسرام کا خاتمہ ہوا مین نائب طلسم ہوئی جو تحفہ تمہارے پاس ہی وہ حوالے کرو اُس ساحر نے کہا ای گلزار مجھکو سب حال معلوم ہی تم شریک طلسم کشا ہو گئین یہ کہکر ہاتھ ہلایا ایک برق گری گلزار کے گلے مین ایک زنجیر آہنی پڑ گئی گلزار گری اُس جادوگر نے چاہا کہ ایک ہاتھ تلوار کا مارے دو ٹکڑے کر دے کہ گلزار کے دو ٹکڑے ہون منتظر کاؤس جو پہلے مین کمند اُٹھا اُسنے دیکھا کہ گلزار کا خاتمہ ہوتا ہی جھٹ وہ حلقے کمند کے مارے وہ جادوگر گرا کاؤس نے خنجر مار کے شکم چاک قصہ پاک ہوا سب مچھلیان جلنے لگین آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین ماہیار جادو ہو شاہزادے نے تختی اُسکے گلے سے اُتار لی اپنے گلے مین پہنی گلزار نے کاؤس کی بڑی تعریفین کین کہ ای کاؤس تمنے جان بچالی اگر ذرا بھی ٹھہر جاتے تو میرا خاتمہ ہو جاتا کاؤس نے کہا عیار کا کام ہی خدا نے اپنا فضل کیا کہ لوح دستیاب ہوئی انتشار السداب فناہی مرحلہ جات ہو گی ماہیار جو مارا گیا لاشہ اسکا اُڑتا ہوا سامنے انجام کے آیا انجام نے

سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا کو لوح مل گئی اب کون طلسم کشا کو روکیگا صد ہا ساحر دربار میں انجام کے بیٹھے ہین انجام نے جو بحسرت کہا کہ اب طلسم کشا کو کون روکیگا ایک جادو بیٹھا ہی کہ نام اُسکا صمصام جادو ہی اپنے مقام سے چمک کر اُٹھا کہ مین جا کے طلسم کشا کو لاتا ہون وہ صدمہ دون کہ طلسم کشا تڑپ تڑپ کر جان دے یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک بڑا سا تختہ کاغذ کا نکالا اُسپر بہت سی تصویرین بنی ہوئی تھیں اُسکو دیکھتا ہوا چلا یہان شاہزادے کو گلزار نے صلاح دی کہ لشکر اپنا بیرون قلعہ اُتار لیے آج شب کو جشن ہوکل براے فتاحی تشریف لیجایے شاہزادے نے یہ قبول کیا بیرون قلعہ ایک باغ ہی کہ وہ ملکہ الماس نارنجی پوش کے واسطے بنا ہی اُس باغ مین آکے ملکہ آتی ہین شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا گلزار وغیرہ جمع ہین مہجبینان گلگون پوش کا مجرا ہو رہا ہی یہ اشعار گا رہی ہین

نظم

لہرا رہے ہین طرۂ زلف دوتا کے سانپ ‖ بل کر رہے ہین پیش نظر کس بلا کے سانپ

اُٹھنے لگے ہین سینۂ سوزان سے پھر دھوئین ‖ اُڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ

لائی صبا ہی زلف مسلسل کی نکہتین ہاں ‖ اُترے ہین آسمان سے زمین پر ہوا کے سانپ

اچھا نہین ہی طول بلا اے ستم شعار ‖ پا نوتک آچکے تری زلف دوتا کے سانپ

دل سے خیال زلف کسی وقت کم نہین ‖ نکلے نہین ابھی مرے ماتم سرا کے سانپ

آنیکی پھر سے سنکے خبر اُٹھ گیا رقیب ‖ بھاگا کمال شوق سے کیا دم دبا کے سانپ

شانے کیے ہین یار کی زلف سیاہ مین ‖ پالے ہین ہنسنے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ

پیوستہ کب ہین آئینہ تیرے حلقہ ہاے زلف ‖ محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹھا کے سانپ

زلفین چھوئیگا یار کی یہ منھ تو دیکھیے ‖ سر پر عدو کے کھیل رہے ہین قضا کے سانپ

انصاف ہو تو جلوۂ حسن سیاہ دیکھ ‖ پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کے سانپ

رات بھر ہنگامۂ عیش و تماشا گرم رہا صبح کو شاہزادہ مسلح ہوا کہ کاؤس نے خبر دی کہ باغ مین نیا گل کھلا ہی ملکہ الماس نارنجی پوش کے کلیجے مین درد اُٹھا ہی فرماتی ہین کہ شاہزادے کو بلاؤ مین رخصت ہوتی ہون اس درد سے جانبر نہ ہونگی شاہزادہ

بیقرار ہوکر دوڑا باغ میں آکر دیکھا کہ سب کنیزیں رو رہی ہیں اور ملکہ بستر پر تڑپ رہی ہیں فرماتی ہیں شاہزادہ آکر ہم سے رخصت تو ہولیں کیونکہ ہم جانبر نہ ہونگے یہ درد جان نہ چھوڑیگا شاہزادے نے سر زانو پر رکھ لیا الماس نے آنکھیں کھولدیں کہا اسوقت تو آپ نے مسیحائی کی کہ اب بالکل درد نہیں ہے شاہزادہ تسکین دے رہا ہے کہ ای ملکہ اب درد نہ ہوگا کہ کاؤس دوڑا ہوا آیا عرض کی بارگاہ میں چلیے ملکہ گلزار و گلبن و برگ کا عجیب حال ہے درد اٹھا ہے جلد تشریف لے چلیے شاہزادہ بیقرار ہوکر اٹھا جیسے ہی دربار میں قدم رکھا اور شاہزادے کا سایہ سر پر پڑا سب صحیح و سالم ہوگئے عرض کی کہ آپ کے قدم کی برکت سے ہمنے صحت پائی لشکر بھر بے چین ہو رہا تھا مگر شاہزادے کے آنے سے سب کو تسکین ہوئی کہ پھر کاؤس نے عرض کی کہ باغ میں جلدی تشریف لے چلیے ملکہ کا پھر عجیب حال ہے شاہزادہ اسطرف چلا تھا نصف راستہ طے کیا تھا کہ طرف سے لشکر کے رونیکی آواز آئی شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گلزار و گلبن و برگ کو گرفتار کیے ہوے بلند ہوتا جاتا ہے شاہزادہ پلٹا وہ جادوگر تخت کو اڑا کر باغ میں بھی آیا ملکہ کو اٹھا لیا لیکر بلند ہوا شاہزادہ بیقرار و بیتاب آکر طرف بارگاہ کے آیا تو وہ ساحر باغ میں پہونچا اور ملکہ الماس کو گرفتار کیا اور آگر طرف باغ کے چلے تو اس ساحر نے بارگاہ میں آکر مصاحبین کو گرفتار کیا اب تخت اڑا کر روانہ ہوا شاہزادہ بیقرار ہو رہا ہے حال گرفتاری ملکہ دیکھکر یہ اشعار زبان پر ہیں نظم

عزت دی انکی بخشی تجھے تقدیر نے ۔ طوق نے کی بندگی چھوٹے قدم زنجیر نے

دونوں عاشق شمع کے اور دونوں قسمت میں جدا ۔ جان پروانے نے دی بوسے لیے گلگیر نے

مدتیں گذریں کہ اطمینان اسکا کر دیا ۔ نالۂ بے سود نے فریاد بے تاثیر نے

ہر زماں خاموش کر دیتا ہے راز دوستی ۔ کچھ نہ حال دل کہا میرا زبان تیر نے

کھل سکیں کیا عاشق و معشوق کی سرگوشیاں ۔ کہہ دیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے

آبرو رکھ لی گنہگاری کی گو ہم مر گئے ۔ بھید نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

قضاے کار ایک ساحر لشکر کا براے رفع حاجت گیا تھا پلٹ کر جو آیا تو اسنے دیکھا

کہ شاہزادہ بیقرار ہی دیکھکر عرض کی کہ حضور کیون بیقرار ہوتے ہین حصام جادو آیا تھا سحر کرکے اُن لوگون کو لے گیا حضور لوح دیکھین لوح تدبیر بتائیگی یہ سُنکر شاہزادے نے لوح کو دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیارہ این عجائبات اگر حصام آکر ایسا سحر کرے کہ سردار آپ کے پکڑے جائین تو مناسب یہ ہی کہ طرف مشرق کے روانہ ہوجیے جو سانحہ معلوم ہو لوح کو دیکھکر کام کیجیے ضرور مظفر و منصور ہوجیےگا اور اگر لوح کو نہ دیکھا تو بیشک باعث خرابی ہوگی شاہزادہ لوح دیکھکر ایک جانب روانہ ہوا دن بھر رہروی کی شام کو ایک جنگل مین پہونچے دیکھا آسمان پر سات ستارے چمک رہے ہین شاہزادے نے جو ستارے دیکھے لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین مضمون نکلا کہ جہان پہ ستارے غروب ہون تو اپنے کو اُسی مقام پہ پہونچایے شاہزادہ نشان پر ستارون کے چلا سامنے دیکھا ایک باغ ہی اُس مین ستارے اُترے شاہزادہ باغ مین آیا دیکھا باغ بہشت آئین ایک حجرۂ کلان بنا ہی اُس حجرے کے آگے ایک قبر بنی ہی اور ایک پتھر لگا ہی اُس پتھر پر لکھا ہی کہ این قبر کشتۂ حسرت و یاس کوچۂ عشق مین یکتا یعنی ملکہ گلشن آرا قبر ملکہ گلشن آرا دیکھکر شاہزادے کی آنکھ سے آنسو جاری ہوے اور پکارکر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ عاشق تمھارا حاضر ہی کچھ آواز تو دو کہ دل بہت بیقرار ہی آوانہ کا تمھاری مین امیدوار ہون شاہزادے کی صدا جو بلند ہوئی دروازہ حجرے کا کھلا چند کنیزین مشتاہ بصورت کنیزان گلشن آرا دکھائی دین شاہزادہ سبکو پہچانتا ہی بیقرار ہوکر پوچھا کیون ای نرگس تو یہان کہان کنیز نے عرض کی کہ مین اس قبر کی مجاور رہون ایسے چین ملکہ کے ساتھ کیے کہ خیال مین آیا کہ اُنکی قبر پر بیٹھیے روشنی تو کردیا کرینگے اگرچہ عدم مین کوئی کسی کا خیرخواہ نہین ہوسکتا ہماری ذات سے بہی آرام ہی آپ تشریف رکھیے مین آپکے واسطے پانی لاؤن ہاتھ منھ دھلواؤن ملکہ کو بڑا آپ کا مرتے دم تک انتظار تھا انکو خواب مین آتی ہین یہی فرماتی ہین کہ ای نرگس مجھسے نگاہ نہ پھیر تا نرگس نے تو شاہزادے کو باتون مین لگایا ایک کنیز اندر گئی ایک تشت خالی لیکر آئی لاکر سامنے شاہزادے کے رکھا نرگس نے کہا ہاتھ منھ دھوڈالیے شاہزادے نے پوچھا ای نرگس پانی کہان ہی

کہا سامنے جو حوض بھرا ہی اُسمین سے پانی لیجیے شاہزادہ جو طرف حوض کے چلا حوض کا پانی اسقدر
اُبلا کہ تمام باغ ڈوب گیا شاہزادہ ہٹتے ہٹتے سر گنبد پر پہونچا کہ اُسی پانی مین ایک کشتی پیدا
ہوئی شاہزادہ کشتی پر سوار ہوا کشتی ایک جانب چلی کہ سامنے دیکھا دریا کے بیچون بیچ ایک
قصر بنا ہی اور اُسمین ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی اور وہی کنیزین لا لا کر اسباب سحر دیتی ہین اُجھو
شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جو جادوگرنی قصر مین بیٹھی ہی اُسکا عجائب جادو
نام ہی اُسکو تیر سے مارو تب پانی سے آبرو بچیگی شاہزادے نے کمان کاندھے سے اُتاری
اور تیر پھر کمان مین پیوست کیا تاک کر ساحرہ کو مارا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار
گذرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن عجائب جادو بود اب شاہزادے نے
دیکھا کہ وہ دریا تو غائب ہوا اپنے کو دیکھا اُسی صحرا مین کھڑا ہوں حیران ہو گئے جی مین
کہتے ہین کہ حقیقت مین طلسم ہی ساحر کیا کیا شعبدے دکھاتے ہین دریا مین کیسے پہونچایا
سب پانی کیا ہو گیا اب راستہ خشکی کا ملا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بعد قتل ہونے
عجائب جادو کے اپنے کو باغ گلفشان مین پہونچا تو شاہزادے نے دیکھا سامنے
ایک دروازہ باغ کا کھلا ہی شاہزادہ بسم اللہ کرکے باغ مین داخل ہوا دیکھا ایک
گنبد کلان بنا ہوا ہی اور صدہا تصویرین اُسمین بنی ہین ایک جانب خیال کرکے دیکھا کہ
تصویر گلزار و الماس و گلبن و برگ وغیرہ بنی ہی شاہزادے نے جو یہ تصویرین
دیکھین بیقرار ہو گیا کہ شاید میرے سردار اسی مقام پر قید ہین لوح کو ملاحظہ کیا ابھی
کچھ نوشتہ نہین دیکھنے پائے کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی اور ایک جوان
نے للکارا کہ او طلسم کشا کہا چھپ کر بیٹھا ہی میرے مقابلے مین تو آ شاہزادہ اُتر پڑا مقابلے
مین اُس جوان کے آیا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی مگر شاہزادہ ہر مقام پر چاہتا ہی کہ
نیزہ مارے خاتمہ ہو جائے مگر خود بھی شاہزادہ بچاتا ہی وہ جوان جب نیزے سے
تنگ ہوا تو نیزہ پھینک کر تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار کا شاہزادے پر مارا شاہزادے
نے وار اُسکا روک کر سر کو بچایا کمر پر ہاتھ مار دیا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور
نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر کریہہ منظر تخت پر سوار تختے مین چلا آتا ہی

کئی ہزار ساحر اسکی پشت پر ہین وہی گھنٹ و ناقوس بجا رہے ہین وہ ساحر قریب گنبد کے آیا وہ تصویرین کہ کاغذ پر کھینچی ہوئی تھین ان تصویرون کو جدا کیا اور ایک قفس آہنی ساتھ تھا اسمین ان تصویرون کو بند کیا جیسے ہی وہ تصویرین قفس مین پہونچین تو شاہزادے کو معلوم ہوا کہ سب سردار میرے اسی قفس مین بند ہین شاہزادہ پکارتا ہوا بڑھا کہ او مکار ٹھہر جا مین تیرا علاج کرتا ہون اس ساحر نے وہ قفس تخت پر اپنے رکھ لیا اڑتا ہوا روانہ ہوگیا اور تمام باغ مین اندھیرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی تو شاہزادے نے دیکھا کہ وہ گنبد بھی غائب ہوگیا شاہزادہ تو اس خرابی مین ہی مگر وہ ساحر سب قیدیون کو لیے ہوے دربار مین انجام جادو کے آیا انجام کے لشکر مین ایک ساحر ہی کہ نام اسکا ہمدان جادو ہی اسنے آنکھین کھولکر اشارہ کیا کہ ان قیدیون کو لیجاؤ وہ ساحر سب قیدیون کو ساتھ لیکر روانہ ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے پلٹ کر آیا اور عرض کی کہ مین انکو قید کر آیا انجام نے حکم دیا ارسطوے جادو کو بلاؤ ارسطو آیا سامنے آکر کہا ای ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن انجام نے کہا ایک صلاح بتاؤ کہ اب خداوند کس جگہ ہین ارسطو رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم آپ نے بڑا غضب کیا کہ اس بندر یا کو سجدہ کیا آپ کے خداوند تو بالاے کوہ سہیلیہ ہین انھین کو سجدہ کیجیے بلکہ میرے نزدیک یہ مناسب ہی کہ زمانہ جشن قریب ہی چلکر جشن مین شریک ہوجیے اور قیدیون کو پیش کیجیے یقین ہی قدرت بہت خوش ہو جائین گے اور اگر مہربان ہو جائین گے تو سب مشکلین آسان ہو جائینگی بیٹی تمھاری جو دیوانہ وار اودر جتنی مثال یا دمین طلسم کشا کے بیقرار رہتی ہی شاہزادے کا نام بھی نہ لے اور اگر کوئی ذکر کرے تو اسکا جواب دے کہ کون شخص ہی مین اسکو نہین جانتی ساحری کے منتر ہین وہ کرامتین ہین کہ جو ساحری مین تھین حقیقت مین ان ایسا خداوند کوئی نہین ہی انجام نے کہا ای ارسطو اگر طلسم کشا بھی گرفتار ہوجائے تو خوب بن پڑے مرحلے پر نامہ لکھو مجنون جادو کو کہ ای مجنون اب تمھارے مرحلے پر طلسم کشا آیا چاہتا ہی جس طرح بنے گرفتار کرو اگر اسکو قید کر کے لائین تو وہ مرتبہ دونگی کہ سب اہل طلسم رشک کرینگے

اُسی وقت نامہ لکھا مجنون جادو نے جواب بھیجا کہ حضور رنہ گھبرائین مین قید طلسم کشا لیکر آتی ہون آپ خوش ہوجائین گی لیکن شاہزادہ ماہ عالم افروز لوح کو دیکھکر ایک جانب چلا تھا کہ پہلو سے کسی نے آواز دی کہ اے شہریار ہمکو رہا کیجیے ہم آپ ہی کی وجہ سے گرفتار ہوے شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز درخت سے بندھی ہی جب قریب گئے تو پہچانا کہ گلچین نامے کنیز ملکہ الماس کی ہی پوچھا اے گلچین تجھے کسنے باندھا گلچین نے کہا مین نام تو نہین جانتی مگر ایک جادوگرنی کہ جسکا نام ساتھ والے مجنون لیتے ہین ملکہ الماس کو گرفتار کرکے لائی اور ہم لوگ ساتھ پکڑے گئے سامنے ایک باغ ہی کہ اُسکو باغ گلشوش کہتے ہین اُس مین کنیزون کو باندھگئی ہی اور یہ کہگئی ہی کہ آکر قتل کرونگی اور باغ مین ملکہ قید ہین شاہزادے نے بہ خوشی اُس کنیز کو کھولا اور اپنے ساتھ لیکر چلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ پھر آواز آئی کہ اے شہریار اس کنیز کو بھی رہا کیجیے شاہزادے نے دیکھا کہ لنسو بن نامے کنیز بھی درخت سے بندھی ہی اُسنے بھی وہی جملہ بیان کیا کہ ملکہ باغ مین قید ہین شاہزادے نے تا جانے در باغ کے پانچ چھ کنیزونکو رہا کیا یہ سب شاہزادے کو ساتھ لیکر چلین باغ مین آکر دیکھا کہ باغ نہایت ویران ہی درخت سوکھے ہوے روشین شکست آمد و خزان کا بندوبست طائر سر جھکاے بیٹھے ہین منقار نہین کھولتے چہکارے فراموش ہوے عندلیبان خوشنوا منقار کو بند کیے شاخہاے شکستہ پر بیٹھے ہین ایک طرف زاغ و زغن حیران و پریشان کائون کائون کر رہے ہین شاہزادہ دیکھتا ہوا سامنے بارہ دری کے پہونچا دیکھا ایک کٹہرا ہی اُس مین ملکہ مسلسل بیٹھی ہین آنکھون سے آنسو جاری یہ اشعار زبان پر ورد ہین نظم

نہین دیکھے یہ تصور مین بھی زنجیر کے پیچ — کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ
لاکھ انسان ہو ہشیار مگر اے دل زار — فہم مین آتے ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ
خط مین اوصاف لکھے کاکل پر خم کے جو آج — ہم سمجھتے ہین ستمگر تری تحریر کے پیچ
ایک دو ہون تو گلہ آئے زبان پر آئے — روز ہوتے ہین نئے اُس بت بے پیر کے پیچ
سرگذشت اپنی سنائین تجھے کیا خاک نسیم — ہمسے جاتے ہی نہین اس فلک پیر کے پیچ

شاہزادے نے جو معشوقہ کو اس حال پر ملال میں دیکھا دل بیقرار ہوگیا قلب تھرّایا جوش غضب میں شاہزادہ بڑھا چاہا کہ کٹہرا توڑ ڈالوں ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے شہریار آپ زور نہ کیجیے گا لوحیں میرے پاس پھینک دیجیے میں جسم میں مس کرونگی سب قید دور ہوجاینگی اور آپ ابھی میرے قریب نہ آئیے شاہزادے نے کچھ خیال نہ کیا لوحیں اتار کر پھینکدیں ملکہ نقلی نے وہ لوحیں اٹھا کر چھپا لیں اور پکار کر کہا او مفتری منہم مجنون جادو دیکھو یوں لوح لے لیتے ہیں تمھاری کیا حقیقت ہے کہ میرے دام مکر سے نکل سکو تم ایسے ہزاروں مار ڈالے میرے مرحلے پر آکر کوئی زندہ نہیں بچا بڑی بات یہ ہے کہ میں نے ہمیشہ بادشاہ کی خدمتگزاری کی یہ صورتیں کتب میں نہیں ہیں اپنے اپنے طور پر سب سحر کرتے ہیں شاہزادے نے کہا ملکہ کیا کہتی ہو ذرا ہوش درست کرو میں نے تو اپنا دوست جانکر لوح طلسمی دیدی تمکو کیا منظور ہے اس ساحرہ نے ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ اے بردبار جادو اس جوان کو لینا پہلو سے ایک جادوگر باریش سفید آیا شاہزادے نے چاہا ہاتھ تلوار کا ماروں ہاتھ میں قوت نہ پائی تلوار نہ کھنچ سکی بردبار جادو نے سحر کرکے شاہزادے کو فوراً گرفتار کرلیا مجنون نے آواز دی کئی ہزار جادوگر اس باغ میں سے آکر موجود ہوے شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر بٹھا کر لے چلے یہاں انجام جادو بالاے تخت بیٹھی ہے ارسطو سامان سفر کررہا ہے کئی لاکھ کا لشکر تیار ہے اس امید پر سب کھڑے ہیں کہ جب شاہ حکم دیں تو چلیں کہ ہرکاروں نے آکے خبر دی کہ اے شہنشاہ طلسم مبارک ہو ملکہ مجنون نے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا قید لیکر آتی ہیں یہ سنکر ارسطو نے کہا اے ملکۂ عالم دیکھو یہ ظہور قدرت ہے تمنے صرف اعتقاد کیا طلسم کشا بھی گرفتار ہوگیا اور وں کے مقدمے میں مسلمان سچ کہتے ہیں لیکن اگر ان خداوند کو دیکھیں تو اپنے قول کے مطابق پائیں حیران ہوجائیں انجام جادو بہت خوش ہوئی خوشی خوشی باہر نکل آئی سامنے انجام کے پہونچی قید طلسم کشا پیش کی انجام نے کہا او متفنی بڑا ستم برپا کیا ایسا ستم میں بھی برپا کروں کہ جہاں سے اپنی عاجزی کرے شاہزادے نے فرمایا او لکاٹا کیا بیہودہ بکتی ہے خبردار زبان نہ کھولنا انشاء اللہ خدا اپنا فضل کرے گا

صورت رہائی بھی ہو جائیگی بعد رہا ہونے کے تجھسے سمجھونگا انجام نے کہا اب رہائی تو
بہت دشوار ہی میں خداوند سے باغی تھی اسی وجہ سے یہ مصیبتیں آتی تھیں اب میں راہ پر
آئی بہبودی ہونے لگی تو بھی گرفتار ہوا اور بی الماس بھی قید ہیں مگر سب سے زیادہ
بی گلزار و گلبن و برگ انکو بہت تکلیف دونگی شاہزادے نے فرمایا جو تجھسے ہو سکے
قصور نہ کر خدا سے ما بزرگ است وہ کریم و رحیم ہی کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ ہم پھر رہائی
پائیں انجام نے کہا بس ہو چکا یہ کہکر خود تخت پر سوار ہوئی اور کوچ کیا ارسطو کا انتظام
ہی مگر فرزند شاپور مہتر کاؤس تیرہ روایک صحرا میں بیٹھا تھا حیران ہی کہ کیا کروں اور کیونکر
اپنے آقا تک پہونچوں کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی پلٹ کر دیکھا انجام تخت
پر سوار ہی دوسرے تخت پر قفس میں شاہزادہ تیسرے میں الماس چوتھے میں گلزار جادو
و گلبن و برگ ہیں ہزارہا ساحر تخت کو گھیرے ہوئے کاؤس نے جب یہ ہنگامہ دیکھا ہوش
اڑ گئے جی میں کہتا ہی کہ ای کاؤس یہ کیا سحر کہوا معلوم ہوتا ہی کہ لوجیں شاہزادے سے
لے ہیں کسی مرحلے پر گرفتار ہوے اب میں بھی انھیں کے ساتھ چلوں شاید شاہزادے کو
رہا کر سکوں یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر اُس مجمع میں
آیا ہر ایک سے تقرب کرتا ہی کہ میں نوکری چاہتا ہوں ایک ساحر نے کہا ہمیں ضرورت
ہی کاؤس نے اُسکی نوکری کی اب منزل بہ منزل چلے آتے ہیں ساتویں دن لشکر آکر
سامنے ایک قلعے کے پہونچا کہ بڑے بڑے دروازے لگے ہوے تھے ہر دروازے کا
رنگ مختلف مگر دروازے بند ہیں اُسی کے سامنے آکر لشکر اُترا کاؤس نے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ رات بھر میں شوقیں آئینگے صبح کو میلہ جمع ہوگا لائق دید ہوگا کاؤس
کو اشتیاق ہوا ایک مقام پر آکر بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ تاجدار امرا و غربا چلے آتے ہیں ایکطرف
سے دوکاندار اپنی اپنی دوکانیں آراستہ کر رہے ہیں کاؤس رات بھر دیکھا کیا سواریاں
چلی آتی ہیں اہل میلہ کا ہنگامہ ہی رات بھر یہی تماشہ دیکھا کیا صبح کو اُٹھکر دیکھا کہ ہر دروازے
کے آگے ایک کوتوال بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہی سامنے ایک نہر ہی جنگل سے آ ہو
آتے ہیں اُس نہر سے پانی پی کر چلے جاتے ہیں مگر دروازہ اول کہ سرخ رنگا ہوا ہی اُسکا

کوتوال بھی لباس گلنار پہنے کرسی پر بیٹھا ہی دوسرا دروازہ سبز ہی اُسکا کوتوال لباس سبز پہنے ہوے مصروف انتظام ہی سات دروازے سات رنگ کے بیچ کا دروازہ ہر رنگ سفید نہایت بلند و مرتفع اُس دروازے کے آگے کوئی کوتوال نہیں ہی مگر دروازہ بند ہی جب سوا پہر دن چڑھا اور نیر اعظم بلند ہوا دروازہ کھلا انجام جادو اپنے مصاحبوں کو ساتھ لیکر اندر چلی کاؤس بھی ساتھ ہی اندر آکر دیکھا ایک میدان وسیع اور سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی شتا ہزادے نے قفس سے دیکھا کہ اب روسا و امرا سب اندر جانے لگے مگر کاؤس ہمراہ انجام جادو کے اُس میدان کو طے کرکے در باغ پر پہونچا اب سلطان انجام کو ساتھ لیے ہوے اندر باغ کے آیا دیکھا باغ نہایت تکلف سے آراستہ بنا ہی چمن آراستہ درخت پودے گل پھول موجود ہیں دل میں کہتا ہی کاؤس کس تکلف سے یہ باغ بنا ہی اگر ہمارے قبضے میں آتا تو اسکو آباد کرتے عندلیبان خوشنوا پہلوے گل میں بیٹھی زمزمہ سرائی کر رہی ہیں کاؤس بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہی کہ ایک چبوترہ وسط باغ میں بنا ہی اُس چبوترے پر ایک ممبر رکھا ہی پہلوے ممبر میں ایک کرسی جواہر نگار اُسکے آگے طشت رکھا ہی اُسمیں کیوڑا بھرا ہی کہ یکایک ہلڑ ہوا اور سب کہنے لگے کہ خداوند آتے ہیں کاؤس نے پلٹ کر دیکھا ہوا اور پیر ایک پیر نہایت کبیر سیاہ لباس پہنے ہوے جیسا تان سفید پوش ہوا اسکو گھیرے ہوے اہتمام کرتے ہوے آتے ہیں سب نے اُٹھکر سجدہ کیا کاؤس بھی مصلحتاً جھک پڑا اور جی میں کہتا ہی بڑا اسکا روغدار ہی خوب رنگ رکھا ہی کاؤس اگر ہیں پڑے تو انکی گردن لوں کہ ایک طرف سے کیڑا کے کی قسم مرکب کے آواز آئی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش بادبان عربی پر سوار گھوڑے کو اڑاتا ہوا آتا ہی قبل پہونچنے اُس مرد ضعیف کے یہ نقابدار آکر کرسی جواہر نگار پر بیٹھا پانوں اپنے اُسی طشت میں ڈالدیے مگر سب لوگوں نے نقابدار کو سلام کیا اور وہ مرد پیر آکر ممبر پر بیٹھا کتاب اپنی بغل سے نکالی کچھ فقرے پڑھے کاؤس نے خیال کیا کہ یہ زبان سنسکرت کی ہی ترجمہ کرنے لگا پکار کر کہا ایہا الحاضرین تم لوگ بخوبی جانتے ہو کہ قدرت کبھی خلاف نہیں کہتے نقابدار

کے طالع مین وہ ستارہ آیا ہی کہ طلسم آبگینہ کی مالک ہوگی اور جو جو نفعے اُسکو پہونچین گے اُسکو بیان نہین کرسکتا یہ کہکر مجرے آتر آکر ہی پہ بیٹھا تب ارسطو سامنے گیا انجام کو پیش کیا کہا یا خداوند آپکی بندی بڑی مصیبت مین ہی امیدوار ہون کہ مشکل کو اِسکی آسان کیجیے سب حال ابتدا سے بیان کیا بڈھے نے جواب دیا کہ مین خاموش ہو قدرت سمجھ گئے لاؤ الماس کو لاؤ الماس جو سامنے آئی اُس بڈھے پر لعنت کرنے لگی طشت مین جو کیوڑا بھرا تھا نقابدار نے اُس مین پانون دھوئے تھے اُسمین سے ایک جام لیکر الماس کو پلایا پیتے ہی الماس کا عجیب حال ہوا کہ اول بیہوش ہوگئی جب ہوشیار ہوئی تو مان کے قدمون پر گری اور کہا مجھے کیون قید کیا ہی انجام نے پوچھین ایک اور نقابدار سبزپوش جو کہ اُسوقت پر وہان بیٹھا تھا اُسکو دیدین وہ اُٹھکر چلا گیا الماس کو ہٹا دیا تب انجام سے کہا طلسم کشا کو لاؤ کاؤس نے دیکھا کہ شاہزادہ مسلسل و مطوق اِس محفل مین آیا کچھ خوف نہ کیا پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اِس مرشد پرنہ ہو جیو جب پروردگار کو وحدہ ولاشریک جانتا ہوا اُسکو سلام میرا پہونچے بڈھا بہت بگڑا ایک جوان سیاہ پوش سے کہا اِسکو زندان طلسم مین لیجاؤ اُسنے شاہزادے کی کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑ گیا انجام جادو بلبل گلزار وغیرہ کو حکم دیا کہ تم لیجاکر اپنے یہان قید کرو جشن آیندہ مین حکم دیا جائیگا یہ لوگ بڑے گنہگار ہین انکے لیے سزا تجویز ہوگی انجام جادو باہر آئی کاؤس نے دیکھا سب میلے والے دوکانین اُٹھا رہے ہین دروازے بند ہونے لگے انجام نے اُسی وقت سامان کوچ کیا بیٹی کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئی مگر کاؤس سوچنے لگا کہ اب مین انجام کے ساتھ جاکر کیا کرون میرا آقا تو اِسی حوالی مین ہی تلاش کرونگا یہ سوچکر اِس مقام پر رہگیا انجام جادو تو روانہ ہوگئی مگر مِنتر کاؤس سب طرف دوڑا دوڑا پھر رہا ہی کہین انسان کا نام نہین جدھر جاتا ہی سناٹا پاتا ہی مگر ڈھونڈھتا پھرتا ہی دل سے باتین کررہا ہی کہ یہ بڈھا جو خداوند بنکر آیا تھا نہین معلوم کہان رہتا ہی دیکھیے کیونکر پتہ ملے کہ اس بڈھے پر ہاتھ ڈالون کبھی بیٹھکر روتا ہی کبھی گویا بنکر اشعار عاشقانہ گاتا ہی عجب

سوز و گداز سے اشعار شروع کیے رونا بھی جاتا ہی اشعار عبرت آثار سے بھی معلوم ہوتا ہی
کہ کوئی دردرسیدہ گار رہا ہی

نظم

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین — ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نوآزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید — اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تا کجا فکر اسیری رحم اے صیاد کر — سوز رسیدہ ہین جو صاحب بیداد ہین
حکم ہی مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا — اُس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان — مدتون سے مبتلاے زحمت صیاد ہین
ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار — ساتھ ویرانی ہی اُنکے جو یہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین — ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین
ایک جا بیتابی دل سے نہین ہمکو قرار — صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
کس تمنا پر کسی پر بار خاطر ہو جیے — چند دن کو وارد دنیاے بے بنیاد ہین
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بے نیازی بڑھگئی — کب کسیکے ہم بھلا منت کش امداد ہین
خاکساری کو غرور طبع بیجا ہی نسیم — اپنے منھ سے کب کہا ہمنے کہ ہم اُستاد ہین

چوتھے دن کاؤس بیٹھا گار رہا تھا کہ ایک جادوگر آکر ٹھہرا کاؤس نے باتین کرتے کرتے پوچھا کہ قدرت کہان رہتے ہین ساحر نے کہا کہ قدرت عرش اعلی پر رہتے ہین بعد مہینہ بھر کے اُترتے ہین مگر یہان سے تین کوس پر ایک باغ ہی کہ اُس باغ مین اکثر تشریف لاتے ہین اُس باغ کا گلزار قدرت لقب ہی کاؤس یہ دریافت کرکے خاموش ہو رہا جب وہ ساحر چلا گیا تو منتظر کاؤس اُٹھا اور تلاش مین اُس باغ کی چلا ایک مقام پر آکر دیکھا ایک باغ بہت عمدہ دروازہ کھلا ہوا دیوارون پر بسنت کاری جا بجا نگینے آراستہ کاؤس پشت باغ پر آیا ایک نخل تھا اُسپر چڑھکر دیکھا کہ وہی بڈھا مسند پر بیٹھا ہی چند غلام چند کنیزین براے خدمت حاضر ہین بیٹھا شراب پی رہا ہی یہ دیکھکر کاؤس کا حوصلہ نہ پڑا کہ باغ مین اُترے آخر درخت سے اُتر آیا اب اِس فکر مین ہوا کہ اِس بڈھے کو کیونکر گرفتار کرون کاؤس کو تو اِس فکر مین چھوڑیے مگر شاہزادے کی

آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک مکان میں پایا کہ ایک بارہ دری بہت عمدہ بنی ہوئی ہے مگر صحنچیان
اُسمیں بہت ہیں ہر صحنچی میں ایک ایک جوان بیٹھا ہے کھانا پانی شراب و کباب سب سامان
موجود ہے اسباب ورزش بھی رکھا ہے ڈنڈ کرنے کی نالیان بھی موجود ہیں شاہزادے نے
جو اُن سب کو دیکھا اُن لوگون کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک جوان خوبصورت صحنچی کے
سامنے بیٹھا ہے سب اُٹھکر قریب شاہزادے کے آئے اور پوچھنے لگے کہ آپ کیونکر قید ہوئے
شاہزادے نے جواب دیا یہ قید خانہ ہے کہ عیش خانہ اُن سب نے کہا اے شہریار وہ سامنے
صحن میں دیکھیے درخت مولسری ہے اُس کے نیچے ایک اکھاڑہ بنا ہے صبح کو ایک معشوقہ
آتی ہے نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے تخت پر آکر بیٹھتی ہے پھر ایک زنگی آتا ہے وہ اکھاڑے
میں آکر خم مارتا ہے اور کہتا ہے جسکی باری ہو وہ آئے وہ دیکھیے شاہزادہ جو سامنے بیٹھا
رو رہا ہے صبح کو اُسکی باری ہے سب آئے مگر وہ آپ کے پاس نہین آیا ہے شاہزادے نے
کہا اُنکو بھی بلاؤ سب نے ملکر اُسکو بھی بلایا وہ جوان جو آیا سامنے شاہزادے کے
رونے لگا اور کہا مین اپنی آنکھ سے دیکھ چکا ہون کہ جسنے اُس زنگی سے مقابلہ کیا فوراً زیر
ہوا اور وہ زنگی اُسی وقت قتل کر ڈالتا ہے اور خون اُس جوان کا لیکر سامنے اُس نقابدار کے
پیش کرتا ہے وہ خون کی چھینٹین چہرے پر اپنے لگا لیتی ہے تب یہان سے جا کر منھ اپنا
دھوتی ہے ایک شخص روز مارا جاتا ہے کل آپ کے اِس غلام کی باری ہے اِسی حسرت میں رو
رہا ہون کہ کل آپ سب صاحبون سے قطع تعلق ہوگا شاہزادے نے کہا آپ سب
صاحب پروردگار کو سجدہ کرین ہم کسی کا غم نہ اُٹھائین گے خود مقابلے مین اُسکے جائینگے
اگر خدا نے چاہا تو زیر کرینگے یا جان دینگے وہ شاہزادہ ہنس پڑا کہا اے شہریار آپ کا تقاضا
جرأت ہے کہ آپ ایسا فرماتے ہین اُسپر کوئی غالب نہین آتا کون کسی کے واسطے اپنی جان
دیتا ہے شاہزادے نے فرمایا بخدا ہم ایسا ہی کرینگے مگر بھائی روؤ نہین اُس شاہزادے
نے کہا کہ آپ کے بعد دوسرے دن کیا ہوگا شاہزادے نے جواب دیا کہ بعد ہمارے
جو کچھ ہو ہم کسی کا غم نہ دیکھینگے سمجھا کر شاہزادے نے سب کو مسلمان کیا پچاس ساٹھ
جوان جرأت پر شاہزادے نامدار کی عش عش کرنے لگے کہ جیسا کہا ہے وہی کیے جاتا ہے کہ ہم

صبح کو مقابلہ کرینگے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا وہ جوان سرنگون
بیٹھا اور سب ڈھونڈھا کرنے لگے شاہزادے نے پکار کر کہا کہ بھائی یہان آؤ ہمارے پاس آکر
بیٹھو اُس جوان نے کہا اب اُس جلاد کے آنیکا وقت ہی وہ سب جوان ایک مقام پر آکر
بیٹھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا تخت پر ایک نقابدار بادلپوش سوار چلا آتا ہی کنارہ پر
اکھاڑے کے تخت رکھا گیا سب دیکھ رہے ہین کہ بعد تھوڑی دیر کے وہ زنگی بھی آکر پہونچا
اکھاڑے مین آکر ڈنڈ پیلے مٹی بانہوں پر چڑھائی اور آواز دی کہ کس اجل گرفتہ کی باری ہی
شاہزادہ اُٹھکر سامنے اُس زنگی کے آیا وہ سب جوان دیکھ رہے ہین کہ شاہزادے نے
کہا او ظالم میری باری ہی اُس زنگی نے نقابدار سے کہا کہ حضور دیکھیے یہ جوان کل آیا ہی
اور آج مقابلہ کرتا ہی نقابدار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال
سرو قد خورشید خد پیشانی لوح سیمین آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو دونون رشک ہلال
تیر مژگان جو دونون کمان خانۂ ابرو مین چڑھے ہوے تھے تو وہ دلبر لب معشوق ہوکے
پسینہ آگیا قلب تھرا گیا مگر مسکرا کر کہا اے جوان چند دن کی زندگی کو غنیمت نہین جانتا
آج تیری باری نہین ہی جب یہان کھانا پانی کھانا اور عیش کر لینا تب مقابلہ کرنا شاہزادے
نے کہا تمھین اس سے کیا کام ہی ہم آج اس زنگی کو پست کرینگے اُس نقابدار نے ہنسکر
کہا تم تو بیچارے کیا ہو اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو وہ بھی غالب نہ آتے شاہزادے
نے کہا تمکو اس سے کیا کام جب یہ ہمکو زیر کرے تو قتل کرے کون روکنے والا ہی اُس نازنین
نے ہنسکر کہا کہ بے غرقی کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ شرمندہ ہو ابھی جا کر عیش کرو تمھارے
باری ان سب کے بعد آئیگی شاہزادے نے کہا مجھسے یہ نہ ہو سکیگا کہ سب کے داغ
اُٹھاؤن لہذا پہلے ہی جان دیتے ہین کہ ہم کسی کا غم نہ دیکھین جب تو اُس معشوق نے
اشارہ کیا کہ او جوان زنگی انکو سمجھا دے سپاہ گری کا حوصلہ ہی وہ زنگی متوجہ ہوا شاہزادے
کے گلے مین ہاتھ ڈالا شاہزادہ جو اُس سے لپٹا تمام جسم سے آگ لگنے لگی معلوم ہوتا
تھا کہ شعلۂ آتش سے لپٹا ہون مگر شاہزادہ ضبط کرکے لڑنے لگا آخر اُس زنگی نے تیسرے
پیچ پر شاہزادے کو زیر کیا اور خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا وہ نقابدار تخت سے کود پڑا اور

ہاتھ اپنا گلے پر شاہزادے کے رکھدیا زنگی قتل سے رکا نقابدار نے اشارہ کیا کہ آج
یہ بنا معرکہ گذرا ہی اسکو قتل نہ کرین والدے سے پوچھونگی اگر وہ حکم دینگے تو کل قتل ہو جائیگا
زنگی نے ہاتھ روک لیا شاہزادے کو چھوڑ دیا اُس معشوقہ نے ہاتھ تھام کر کہا کہ اب
تو امتحان ہو گیا اب ایسی حرکت نہ کرنا جب تمھاری سیاہ پوری ہوگی اسوقت یہ دیکھا
جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم تو کسی کا قتل نہ دیکھینگے نقابدار خاموش ہو رہا کنیزیں
کہنے لگا کہ یہ جوان بڑا ضدی ہی مگر آج امتحان مین مغلوب ہوا اب ایسی حرکت نہ کریگا
تخت پر سوار ہو کے روانہ ہو گئی یہ سب جوان پلٹ کر بارہ دری مین آئے وہ جوان آکر
قدموں پر شاہزادے کے گر پڑا کہا آپ نے میرے بچانیکی تدبیر کی مگر آپ نے دیکھا کہ
کسطرح وہ غالب ہوا کچھ آپ کا زور چلا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم کل پھر بھی ایسا ہی
کرینگے تمھین نہ قتل ہونے دینگے سب شاہزادے جرأت پر شاہزادے کی تعریفین کرتے
ہین سب نے ایک ہی مقام پر کھانا کھایا ہنسی دل لگی رہی اب وہ وقت آیا کہ لیلائے شب نے
نقاب سیاہ اپنے چہرے پر ڈالی وہ جوان پھر بیٹھکر رونے لگا شاہزادہ ہاتھ پکڑ کے
صحبت مین لایا کہا بھائی کیون گھبراتے ہو ہم کل بھی یہی کرینگے یا جان دینگے یا اُس زنگی
کو مارینگے وہ شاہزادہ تحسین کرتا ہی کہ اب کل دخل نہ دیجیے امتحان تو آپ کر چکے اب تامل
فرمائیے شاہزادہ کہتا ہی ہم کبھی نہ مانین گے ہم سے نہ ہو سکیگا کہ تم سب کا غم دیکھین پہلے
ہمیں جان دینگے سب شاہزادے تعریفین کر رہے ہین وہ رات اسی چہل پہل مین بسر ہوئی
گریبان سحر چاک ہوا پھر وہی نقابدار آیا اور اُس زنگی نے آکر نعرہ کیا شاہزادہ اُٹھا
سب جوان پشت پر پیرون بارہ دری آئے ملکہ نے کنیزون سے کہا دیکھو یہ جوان
سب کا افسر ہی سب کے آگے کھڑا ہوا ہی زنگی نے جو آواز دی شاہزادہ اکھاڑے
مین کود پڑا زنگی نے پکار کر کہا اے ملکۂ عالم یہ تو وہی کل والا جوان ہی کیون او جوان
تو جان کا خوف نہین کرتا ملکہ نے پکار کر کہا اے جوان یہ کیا بے غیرتی ہی کہ پھر تو آج آیا
اب مقابلہ نہ کرنا شاہزادے نے کہا ہم ضرور مقابلہ کرینگے جب تو زنگی نے کہا کہ مین کیا
مقابلہ کرونگا یہ کہکر اور شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا شاہزادہ لپٹ پڑا تو یہ معلوم ہوا تھا کہ بدن مین

آگ لگ گئی ناچار لڑنے لگا ضبط کرکے دو چار پیچ باندھے مگر بدن پھنک رہا ہی لیکن لڑتا
جاتا ہی جوتھے پیچ پر زنگی نے شاہزادے کو دے مارا اور خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا ملکہ کو تاب نہ باقی
رہی تخت سے کود پڑی ایسی بیقرار ہوکر کودی کہ نقاب چہرے پر سے ہٹ گئی صاف معلوم
ہوتا تھا کہ ٹکڑا ابر ہٹ گیا ماہتاب نکل آیا شاہزادے کی بھی نگاہ پڑی دل کو تھام لیا ملکہ
نے قریب آکر کہا او زنگی آج پھر موقوف رکھ میں نے کل والد سے نہیں پوچھا آج پوچھونگی
کہ یہ نیا معرکہ ہی زنگی نے ہاتھ روک لیا نقابدار تخت پر سوار ہوکر مع زنگی روانہ ہو گیا لیکن
راہ میں کنیزوں سے کہتا تھا کہ یہ جوان بڑا ضدی ہی دو دن میں نے اپنے اوپر جبر کیا کہ
منھ نہیں دھویا آج ضرور والد سے پوچھونگی دیکھوں کیا حکم دیتے ہیں کیونکہ نیا معرکہ
گذرا آجتک کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا مگر وہ جوان اپنی ہی کہے جاتا ہی کہتا ہی پھر لڑونگا
کنیزیں عرض کرتی ہیں دو دن سے آپ نے منھ نہیں دھویا قاعدے میں فرق پڑا اب
کل خلل نہ دیجیے گا ملکہ نے کہا کیونکر ہو سکتا ہی کہ قاعدے کے خلاف کوئی قتل ہو وہاں
تو میعاد مقرر ہی ایک کے بعد ایک لڑتا ہی وہ جوان بڑا جری و بہادر ہی کہ اپنی ہی کہے
جاتا ہی مگر آج پوچھنا ضرور ہی ہر چند ضبط کرتی ہی مگر آنکھوں میں آنسو بھرے آتے ہیں چہرہ
اداس ملاقات سے عالم یاس مکان پر آئی شام کو پاس اس بڈھے کے پہونچی کہ جسکا
نام سہیل بن ساحر ہی ملکہ نے جاکر پوچھا ای والد نامدار دو دن سے یہ معرکہ گذرا ہی
کہ میں نے منھ نہیں دھویا یہ سنکر سہیل نے زانو پیٹ لیا کہا ای نور نظر وہ طلسم کشا ہی
کتابوں میں لکھا ہی کہ طلسم کشا کو موت نہیں ہی تو نے کیوں نہ قتل کر ڈالا اگر وہ قتل ہو جاتا
تو میرے دل کو تسکین ہوتی اسنے جاکر قید خانے میں بھی فساد برپا کیا ملکہ یہ مضمون باپ سے
سنکر اپنے باغ میں آئی کنیزوں سے کہا لو صاحبو باپ نے حکم دیدیا کہ قتل کر ڈالو اب خیال
نہ کرو اگر وہ زندہ رہیگا تو سب کی جان کا خوف ہی اس شخص کے ہاتھ سے بڑی بڑی بربادیاں
ہوئی ہیں جب تو انجام میرے پاس لائی دیکھیے کیا ہو لو صاحبو قدرت کو بھی خوف ہوا
اب کیا کہکر اسے بچاؤنگی ملکہ تو اس خیال میں یہاں شاہزادے نے سب سے کہا یارو کبھی
نامردی کرتے ہو یہ تو مجھکو ظاہر ہو گیا کہ یہ زنگی جادوگر ہی میں جب لپٹوں تو تم سب کو دو پڑو

دس جوان ایک ہاتھ مین لپٹو دس آدمی دونون پیرون مین دس آدمی منھ اسکا بند کرین کہ وہ سحر
نہ کرنے پائے مین گھونسہ مارونگا سر پھٹ جائیگا جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوجائیگا یہ تو نہ ہوگا کہ ہم
تمھارا غم دیکھین کل سب ملکر اس زنگی کو مار لو سب کی جان بچے ورنہ روز جرا مزادہ آتا ہی ایک نہ
ایک دوست کا غم ہوتا ہی اس تو فراغت پائین سب نے قبول کیا شاہزادے نے مقرر کیے
کہ منھ دبانے والے اور پائون تھامنے والے ہاتھ پکڑنے والے یہ سب مقرر کرکے شاہزادہ
بیٹھا سب نے ساتھ کھانا کھایا اب وہ سب شاہزادے کو اپنا افسر جانتے ہین چار پہر رات
اسی صلاح مین گذری کہ بیابان پھر چاک ہوا اول نقابدار آیا پھر زنگی نے آکر اکھاڑے مین
خم مارا اور پکار کر آواز دی آج کسکی باری ہی شاہزادہ کود پڑا ملکہ نے پکار کر کہا او جوان
ضد ہی آج مقابلہ نہ کرنا تدبیر ہوگئی ہی شاہزادے نے کہا آج زنگی کو مار لین گے یہان بھی
تدبیر ہوچکی ہی ملکہ ہنس پڑی کہا لو صاحبو انھون نے کیا تدبیر کی ہی اے جوان آج روز قتل ضرور
ہوجائیگا شاہزادے نے کہا ہم یہی چاہتے ہین کہ ہمارا خاتمہ ہو آج اس زنگی کا خاتمہ ہی
ہم تدبیر کرچکے ملکہ نے ہنسکر کہا انھون نے کیا تدبیر کی ہی جہالت کی سب باتین ہین اپنی
جان کا خوف نہین کرتے ہان او زنگی اس جوان کو لیتا وہ زنگی جھپٹا قریب شاہزادے
کے آیا شاہزادے نے کلائی پکڑکر آواز دی ہان یارو یہی وقت ہی جو وعدہ کیا اسے پورا
کرو سب جوان اکھاڑے مین کود پڑے دس جوانون نے زنگی کے دہن پر ہاتھ رکھا کچھ
ہاتھون مین لپٹے کچھ پائون مین لپٹے چونٹیان گویا مردے کو لپٹ گئین اب زنگی کو سانس لینا
دشوار ہوا زبان نہین ہلا سکتا شاہزادے نے اوپر سے گھونسہ مارا کہ سر زنگی کا پھٹ گیا
اٹھکر ایک لات ماری کہ پسلیان چور چور ہوگئین اور ان جوانون نے بھی ہاتھ پائون توڑ ڈالے
زنگی کا مرنا کہ اندھیرا ہوگیا ملکہ تخت پر سوار ہوکر گھبرائی ہوئی بلند ہوئی ہوا سے دیکھ رہی ہی
کہ لاشہ زنگی تڑپ رہا ہی وہ سب جوان خوشیان کر رہے ہین اور شاہزادے کے گرد پھرتے
ہین کہ آواز آئی کشتی مرا نام حسن سیہ تاب جادو بود شاہزادے نے کہا بہت بہتر ہوا کہ
یہ ملعون مرا ملکہ آسمان سے حیران حیران دیکھ رہی ہی اور کنیزون سے کہتی ہی کہ کیون صاحبو
اب مین کیا کرون زنگی کو سب نے مار ڈالا وہ جو شاہزادہ کہتا تھا کہ تدبیر ہوگئی وہ یہی تدبیر

تھی والد فرماتے تھے کہ وہ جوان طلسم کشا ہی قیدخانے مین فساد برپا کریگا اُسکو بہت جلد قتل کرو آج یہ نیا ہنگامہ ہوا اب کیا تدبیر کرون دروازہ کھلا ہی قیدی نکلے جاتے ہین قضائے کار صندل جادو کہ بازار صندلی پوشان کی افسر ہی اُڑتی ہوئی جاتی تھی اسنے دیکھا کہ تخت ملکہ کا ہوا پر ٹھیرا رہا ہی اور سر پیٹ رہی ہی صندل نے آکر پوچھا ملکہ عالم کیا ہوا ملکہ نے کہا تنگی پہوان قتل ہوگیا دروازہ قیدخانے کا کھل گیا قیدی نکلے جاتے ہین ارے صندل یہ دروازہ ہی اتنا تو روک کہ یہ لوگ باہر نہ نکل سکین صندل جادو نے سحر کیا کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر پھینک مارے دروازہ قیدخانے کا بند ہوگیا اسباب عیش جسقدر رکھا تھا سب جلگیا چہار طرف آگ پھیل گئی سب نخل مثل شعلۂ آتش ہوگئے یہ سب قیدی صحن مین قیدخانے کے کھڑے ہین آگ بڑھتی آتی ہی شاہزادے نے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور دعائین کرنے لگا کہ ای سمیع و علیم و ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر تیرے سوا کون معین و مددگار ہی

قطعہ

تو کردی ای خداوند جہان مالک جہان پیدا ۔۔۔ نگین پیدا مکان پیدا زمین پیدا زمان پیدا

توئی کز لامکانی کردہ کون و مکان پیدا ۔۔۔ توئی کز بے نشانی ساختی نام و نشان پیدا

بہ فرمانت شود از ذرہ روشن تیر تابان ۔۔۔ ز جسم خاک میگردد بحکمت نور جان پیدا

خبر از رنگ و بوییت میدہد در گلشن دولت ۔۔۔ ہر آن غنچہ کہ شد در سیر بہار از بوستان پیدا

بقدرت ساختی گویا تو ہر تصویر بیجان را ۔۔۔ بحکمت در دہان بے زبان کردی زبان پیدا

سب جوان آمین کہ رہے ہین مگر جب صندل نے یہ سحر کیا کہ دروازہ بند ہوگیا اور سارا مکان آتش ہوگیا تو صندل تو سحر کرکے چلی گئی ملکہ بھی ناچار پلٹین اپنے باغ مین آئین ایک گوشے مین بیٹھکر رونے لگین وزیرزادی گلرخسار جو سامنے آئی آتے ہی ملکہ کی بلائین لین کہا کیون واری مین آج کئی دن سے آپ کو اُداس پاتی ہون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا اَو گلرخسار میرے منھ سے وہ کلمے نہین نکلتے اُس شہریار پر کیا گذر رہی ہوگی گرد آگ بیچ مین وہ شاہزادہ کیون گلرخسار کیا دل کا حال ہوگا گلرخسار نے عرض کی دن تو گذرنے دیجیے شام کو چلکر سحر کرونگی آگ کو بجھا دونگی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہورہی

لیکن دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی بیتابی ہین یہ اشعار منھ سے نکل گئے ضبط و قرار و شکیبائی نے ساتھ چھوڑا

نظم

یہ دل بے سبب کب ہی اختیار تنگ رو میرا — کسی کی جستجو مین ہی دل پر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو مین دل افگار کی شکلین ہین — خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا — جو آنسو ہو تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا
نہین ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو مر جانے والون کو — لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین — رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
ہوا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے — یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
انھین رسوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن — غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
محبت کا تعلق عاشقون سے چھٹ نہین جانا — جدا ہونے مین ملجاتا ہی خنجر سے گلو میرا
اجازت تجھکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن — مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا
نہ چھوٹے گا چھڑائے سے ہزارون صورتین ہین — بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا
نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی — بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

کنیزین ہر چند سمجھاتی ہین اور رو رہی ہے شہزادی گلرخسار کہتی ہی کہ واری نہ گھبرا ایسے دن گذر گئے ہین آپ کو لے چلونگی دکھلاؤنگی گلرخسار نے جو تسکین دی ملکہ خاموش ہو بیٹھی شام کا انتظار کر رہی ہین ناگاہ مجنون روز بصد سوز دشت نجد مین پہونچا لیلائے شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی ملکہ نے کہا اے گلرخسار تو نے کیا وعدہ کیا تھا اُس وعدے کو پورا کر گلرخسار نے دیکھا کہ ملکہ کو بڑا جوش و خروش ہی یہ زندہ نہ رہیگی جو ہو سکے وہ اِسکے ساتھ خیر خواہی کر یہ کہکر تخت تیار کیا ملکہ اُسپر سوار ہوئی طرف قید خانے کے روانہ ہوئی آسمان سے دیکھا کہ شاہزادہ بارہ دری مین حیران و پریشان کھڑا رو رہا ہی چہار جانب سے شعلہ ہاے آتش سوزان زن ہین اور ساتھ والے ہلاک رہے ہین ملکہ کا کلیجہ منھ کو آگیا گلرخسار سے کہا اے گلرخسار حال شاہزادے کا دیکھتی ہی پھر بتا کہ مجھکو کیونکر چین پڑتا اگر شب گذر جاتی تو یہ پرورده مہد ناز و نعم اُسپر یہ رنج و غم کیونکر زندہ رہتا خدا نے

اسکی جان بچائی گلرخسار نے روئی کا گالا نکالا اسپر چند قطرے پانی کے ڈالکر اڑایا کہ ابر
بنکر تیار ہوا پانی برسنے لگا اسقدر پانی برسا کہ سب آگ بجھ گئی شاہزادے نے کہا دیکھو یہ
رحمت نے کیا رحم کیا سب ساتھ والے خوشیان کرنے لگے کہ تخت آسمان سے اترا ملکہ نے
حکم دیا گلرخسار نے فرش بچھایا شاہزادے کو کھانا کھلایا شاہزادے نے ساتھ والونکو
بھی شریک کر لیا بعد کھانے کے ملکہ نے گلرخسار سے کہا اب انکو ہمارے باغ مین لیچلو
گلرخسار نے بہت سمجھایا کہ اے ملکۂ عالم نہین معلوم کیا حال ہوگا آپ کے والد آگاہ ہونگے
ملکہ نے کہا اے گلرخسار مجھکو تو اب انکی جدائی گوارہ نہین گلرخسار نے کہا کہ اگر آپکے باپ کو خبر ہوگی
کہ سینہ تاب یار آگیا اور قیبہ خانہ ویران ہوا تو قیامت برپا کرینگے ملکہ نے بصد حسرت جواب دیا
کہ اے گلرخسار جو کچھ ہوگا وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر انکا یہان چھوڑنا بہتر نہین
گلرخسار مجبور ہوئی شاہزادے کو تخت پر سوار کیا ملکہ کہتی ہوئی آتی ہے کہ کیون اے شہریار
اب کیا ہوگا شاہزادہ کہتا ہے اے ملکۂ عالم نگھبراؤ بہ چہ جوان باقی ماندہ ہین انکو جا کر نکالدو
گلرخسار نے سحر کیا کہ دروازہ کھل گیا سب جوان نکلکر بھاگے مگر ملکہ شاہزادے کو ساتھ
لیے ہوے اپنے باغ مین آئی شاہزادے کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا اسباب
عیش ونشاط لاؤ جب ملکہ نے جام پیش کیا تو شاہزادے نے عذر مذہب کیا ملکہ مع اپنی
کنیزون کے کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئین صحبت مین شریک ہین مگر چتر کاؤس کئی
دن فکر مین رہا ایک روز شام کو سر جھکا کر بیٹھا اور خواجہ عمرو کو پکارنا شروع کیا بیقرار
ہوکر کہنے لگا کہ دادا جان آپ نظر کردہ ہشت پیغمبران ہین میری مدد کیجیے کوئی عیاری تعلیم
فرمایئے کہ سہیل بن ساحری کو پکڑ لون روتے روتے سو گیا خواب مین خواجہ عمرو کو
دیکھا خواجہ نے ایک عیاری تعلیم فرمائی کاؤس کی جو آنکھ کھلی وہ عیاری یاد تھی فورًا
رنگ وروغن عیاری کا نکالا اپنے یاقوت احمر کے بازوون پر لگانے کمسن تو تھا ہی ایک
پریزاد کی شکل بنا ایک سفال شہد نکالا اسمین چند سیب رکھے اور اسی درخت پر چڑھا
دیکھا سہیل بیٹھا ہے چتر کاؤس درخت سے پھاندا نعرہ کرتا ہوا کہ ہم پریزاد قدرت
سہیل کی نگاہ پڑی کہ ایک پریزاد نہایت حسین وجمیل لباس بھاری پہنے ہوے ہے

باقوت کے بازوون پر دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن مین رشک چمن غنچہ دہن سرو قد خورشید
خد سامنے کھڑی ہو اور عرض کر رہی ہو کہ یا خداوند میرا ایک باغ سیب ہو پردۂ قاف مین
کہ اُسمین اسقدر سیب پیدا ہوتے ہین کہ وہی ہماری وجہ معاش ہو مگر سارا باغ خشک ہو گیا
تھا سب خداوندون کا واسطہ دیا جسرو ز آپ جشن کرتے تھے مین تخت پر جاتی تھی مین نے
آپ سے مراد مانگی اسکے سال اسقدر سیب پیدا ہوے کہ سارے قاف مین تقسیم کیے
یہ چند سیب لیکر آئی ہون کہ قدرت کو کھلاؤن یقین ہو ایسے سیب قدرت نے نکھائے
ہونگے اب سب دیوزاد و پریزاد بھی آپ کو آکر سجدہ کرینگے سہیل یہ مژدہ سنکر نہال ہو گیا
جی مین کہتا ہو کہ اب ذکر خدائی میرا نا یہ پردۂ قاف پہونچا اب جشن مین سب آیا کرینگے اُن پر
تقدیرین بگھارونگا وہ سب قبول کیا کرینگے تب خدائی کو رونق ہوگی پریزاد سے کہا نذر تیری
قبول ہو پریزاد نے سیب تراشا اول منھ مین سہیل کے دیا بعد کو ایک ایک ٹکڑا کنیزون کو
کھلا یا کل اہل جلسہ کو سیب کھلائے سیب کھاتے ہی سب تہ آسیب آئے وست درازیان
ہونے لگین سہیل گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا کہ یارو سامنے قدرت کے بے ادبی
کر رہے ہو جیسے ہی اٹھا بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا کاؤس نے نئی نئی نو
عیاری کی ہو اور تو کچھ نہ بن پڑا سہیل کو ایک صندوق مین بند کیا آپ اُسکی شکل بنکر سو رہا
صبح کو بلا نرسون کی آنکھ کھلی سب نے جگایا منتر کاؤس اٹھا مگر حیران ہو کہ اب کیا کرون اگر
ساحر آگاہ ہو جائین تو جلا کر خاک کر دین اپنے کو کیونکر بچاؤن منھ لپیٹے پڑا رہا شام کو خبر ہوئی
کہ نور چکیدۂ خالص قدرت آتی ہین کاؤس اُٹھکر بیٹھا ملکہ جو آئین جھک کر سلام کیا کہ ایک
ہرکارے نے خبر دی کہ یا خداوند قید خانہ ٹوٹ گیا سب قیدی نکل گئے یہ سنکر سہیل نے کہا
اے ملکۂ عالم مین کیا خدائی کسی کے بھروسے پر کرتا ہون مجھکو معلوم ہو کہ جہان شاہزادہ ہو اب
جسوقت چاہون بتا دون اور پکڑ لاؤن مجھکو کون روک سکتا ہو ملکہ کا چہرہ اداس ہو گیا
منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین کاؤس نے آنکھین ملا ملا کر کہنا شروع کیا جیسے جیسے کاؤس باتین
کرتا ہو ملکہ اداس ہوتی جاتی ہین کاؤس نے آنکھین چار کرکے عقل سے سمجھا کہ کوئی تو بات
ایسا ہو کہ اِس ذکر سے اسکو پریشانی ہوتی ہو اور شاہزادہ میرا صاحب اقبال ہو شاید عاشق

ہوئی ہو چند باتیں کر کے ملکہ کو رخصت کیا آپ شام کو حکم دیا کہ ہوادار لاؤ ہم بیٹی کی ملاقات کو
جائینگے یہاں ملکہ جو پلٹ کر آئیں شاہزادے نے پوچھا کیوں ملکہ کیا گذری ملکہ نے کہا آج تو
باپ نے ایسی باتیں کہیں کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مجھپر طعن کرتے ہیں میں نے کچھ جواب
نہیں دیا کہ کیا باعث ہے جو ایسی باتیں کرتے ہیں یہ ذکر تھا کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی
آپ کے والد تشریف لاتے ہیں مگر اکیلے ہیں ملکہ نے شاہزادے سے کہا آپ تو کمرے
میں ہو جائیے میں باتیں کر کے ٹالدونگی شاہزادہ کمرے میں گیا سہیل باغ میں آیا رنگ
باغ دیکھتا ہوا عقل سے کہتا ہوا کیا عجب ہے کہ شاہزادہ یہیں ہو بارہ دری میں جو آیا تو
دیکھا اسباب عیش ونشاط مہیا ہے گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی رکھی ہیں جس سے
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی کوئی صحبت سے اٹھ گیا ہے سہیل آکر مسند پہ بیٹھا ملکہ نے سلام
کیا سہیل نے پوچھا مزاج کیسا ہے ملکہ نے جواب دیا حضور کی پرورش کچھ سر میں خلل ہے پنڈا
پھیکا ہو رہا ہے سہیل نقلی نے کہا اے نور نظر ہم کیا خدائی تمھارے بھروسے پر کرتے ہیں
ہم نجومی جانتے ہیں کہ شاہزادہ جہاں ہے ابھی حکم دوں تو سر اسکا کٹ کر گر پڑے اور لانے
والے کے بدن میں آگ لگ جائے سہیل نقلی نے جو یہ کہی ملکہ کا رنگ رو اڑ گیا ہے
کانپنے لگی اب تو کہا او سن نجومی سمجھ گیا کہ اسی کے قبضے میں شاہزادہ ہے کہا اے ملکہ عالم اب
تقدیر پھرتا ہوں کہ شاہزادے کے لانے والے کے بدن میں آگ لگ جائے ابھی سارا
باغ جلکر خاک ہو رہے شاہزادے کو بلاؤ کہ آکر سجدہ کرے شاید اسکی صورت دیکھکر رحم آجائے
یہ کہکر تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ تھرا گئی کہ ہاتھ تلوار کا مجھکو مار یگا شاہزادے نے جو
کمرے سے دیکھا کہ سہیل تیغہ برہنہ لیے ہوئے جنبش دے رہا ہے خیال میں گذرا کہ جب
یہ ملکہ کو مار ڈالیگا تب دخل دینا تو بیجا رہیگا یہ سوچکر شاہزادہ کمرے سے نکلا آواز دیتا
ہوا کہ او مکار و حیلہ ساز میں تجھکو تیغ دو ٹکڑے کرونگا تیغہ کھینچکر شاہزادہ جھپٹا سہیل اٹھکر بھاگا
کہتا ہوا کہ ٹھہرو لو تمہیں روح قبض کر لوں شاہزادے نے گھبرا کر آنکھ بند کر لیا سہیل
نے کہا جسقدر روزن تمھارے جسم میں ہیں ان روزنوں سے روح قبض کرونگا شاہزادے
نے گھبرا کر ایک ہاتھ پشت پر رکھ لیا شاہزادہ دوڑا دوڑا پھر رہا ہے سہیل نقلی پلنگ کے

گرو پھر رہا ہے شاہزادے نے جھلا کر ایک ہاتھ مارا کہ پلنگ کے دو ٹکڑے ہوئے جست کرکے سرپر سہیل کے آیا سہیل نقلی گھبرایا کہ ایسا نہ ہو یہ پلا میرے سر پر پڑ جائے تو دو ہی ٹکڑے ہونگے کہا اے شہریار آپ نے غلام کو نہیں پہچانا شم کاؤس چیر رو شاہزادہ سہیل کے لپٹ گیا اور ایام مہاجرت کو یاد کرکے رونے لگا ملکہ سمجھیں کہ شاہزادہ تسخیر ہوگیا اب مجھپر حملہ کریگا بیقرار ہوکر اُٹھی کہا کیوں شہریار مزاج کیسا ہے شاہزادے نے کہا یہ میرا عیار ہے اب تو کاؤس نے صورت اصلی بنائی شاہزادے نے پوچھا کہ کیوں مقرر صاحب سہیل کو کیا کیا کاؤس نے کہا اے شہریار دو راجان خواب میں آئے جو تدبیر بتا گئے تھے اسی عیاری سے سہیل کو پکڑ صندوق میں بند کر دیا ہے اُسکو لاتا ہوں یہ کہکر کاؤس پھر سہیل کی شکل بنا اور دروازے پر آکر کہا فلاں صندوق جو رکھا ہے وہ اُٹھا لاؤ کہار جاکر وہ صندوق لائے کاؤس صندوق کو اندر لایا اور سہیل کو ایک ستون سے باندھ دیا زبان میں سوزن دے کر سہیل کو ہوشیار کیا سہیل کی جو آنکھ کھلی دیکھا میں بندھا ہوں شاہزادہ کرسی پر بیٹھا ہے اور ملکہ خاموش کھڑی ہوئی ہے کہ شاہزادے نے پکار کر کہا اے سہیل تو میرا بزرگ ہے میں بہ محبت سمجھاتا ہوں کہ تو نے غضب کیا اُس پروردگار کا ہمسر بنا کہ جسکا شریک ممکن نہیں اور کیا اُسکی وحدانیت بیان کروں اور میری زبان میں اتنی طاقت کہاں کہ اُسکی حمد و ثنا عرض کروں مگر یہی اعتقاد ٹھیک ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے کیوں اے سہیل خدا کو کیا جواب دوگے جب وہ پوچھیگا کہ ہماری برابری کی تو زبان سے کچھ جواب نہ نکلیگا بہت شرمندہ ہوگے گریبان میں مُنھ دوگے شاہزادے نے حال حشر و نشر جو سامنے سہیل کے بالتصریح بیان کیا سہیل عرق خجالت میں غرق ہوگیا اشارہ کیا کہ میری زبان سے سوزن نکالو شاہزادے نے سوزن زبان سے نکالی سوزن زبان سے نکلتے ہی سہیل قدموں پر شاہزادے کے گرا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی عرض کی کہ مجھسے بڑی خطا ہوئی میں توبہ کرتا ہوں امیدوار ہوں کہ ایک مکان عبادت خانہ بناؤں اُسمیں بیٹھکر توبہ کروں شاہزادے نے کلمۂ طیبہ زبان سے پڑھا سہیل نے بھی قصد پڑھنے کا کیا ملکہ نے کہا اے والد نابدار انجام ابھی زندہ ہے ایسا نہ ہو کہ حضور کو آزار پہونچائے سہیل نے جواب دیا اگر اس راہ میں مارا جاؤں تو جانوں کہ میری نجات ہوئی اب آج سے میں سحر نہ کرونگا ہر چند

ملکہ نے سمجھایا مگر سہیل نے نہ مانا کلمہ پڑھکر سحر سے توبہ کی اور اسی باغ مین ایک گوشہ تنہا مین
مسجد بنوانیکا حکم دیا اور تائب ہوکر قصد کیا کہ مثل عبادت گذارون کے اس مسجد مین بیٹھکر
عبادت کیا کرون شاید پروردگار قبول کرے اور اس بدخلافی کی سزا سے بچون حقیقت مین
مجھسے بڑی خطا ہوئی یہ کہکر سہیل دربار مین آیا شاہزادے کو ساتھ لایا جادوگرونسے پوچھا
کہ زہرہ جادو نہین آیا ساحرون نے جواب دیا کہ جبدن سے آپ سے زہرہ رخصت ہوا
ایسا بیمار ہوا کہ رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا سہیل نے کہا یارو مین تو مسلمان
ہوا دعوی خدائی سے باز آیا مگر تم سب کو مناسب یہ ہی کہ اطاعت اسلام کرو سب ساحرون
نے بخوشی اطاعت کی شاہزادے کو سہیل نے حکم دیا کہ گلگون جادو کو حکم دیتا ہون کہ
وہ آپ کو صحراے ابریشم گیا وہین پہونچاوے اس صحرا کو طے کرکے قریب باغ زہرہ کے
پہونچیگا دروازے پر باغ کے سدا ابرنت بٹ رہا ہی آپ پشت باغ سے ہوکر باغ مین
جائیگا ایک نخل سرو ہی کہ اسکی بیچ مین دو لوحین موجود ہین وہین سے لوحین حاصل
کیجیے گا پھر باغ سے نکلیے گا وہ ساحر آپ پر یلوہ کرینگے اُنسے فراغت حاصل کرکے فتاحی
طلسم مین مصروف ہوجیے گا مگر اسکا خیال رہے کہ انجام جادو کو میرے مسلمان ہونے کی
خبر نہ ہونے پائے ورنہ فساد برپا کریگی مجھکو اُسکے فساد کا کچھ خوف نہین اگر وہ مجھتک آئے
تو سر جھکا دونگا شاید پروردگار اس سر جھکانے سے مجھپر رحم کرے اور میری خطا سے گذرے
سحر بی شاہزادے کو سمجھاکر گلگون جادو کو ساتھ کیا سہیل اُسی حال سے روتا ہوا مسجد
مین آکر بیٹھ رہا صحیفہ خوانون سے صحبت ہی خدا کی تقلیل تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا ہی آٹھ پہر صحیفہ
پڑھا کرتا ہی اسی پر مرتا ہی کہ اپنی خطا معاف کراؤن پاک ہوکر دنیا سے جاؤن مگر انجام جادو
اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی کنیزون سے کھیل رہی تھی کہ ایک سناٹا ہوا ملکہ گرین بیہوش ہوگئین
انجام حیران ہی کہ یہ کیا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا وہی بیقراری اور اشکباری
شاہزادے کو یاد کرکے رونے لگی انجام نے بیٹی کو تو قید کیا اور سرکارون کو حکم دیا کہ
قلعہ سہیلیہ سے خبر لاؤ کہ سہیل پر کیا گذری سرکارے روانہ ہوئے شہر مین جاکر دیکھا کہ
دوکاندار تک مسلمان ہوگئے باغ مین ملک کے ایک گوشے مین مسجد ہی اس مین سہیل صحیفہ

لیے بیٹھا ہی ہرکارے بھاگے ہوے سامنے انجام کے آئے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم قلعۂ سہیلیہ کا تو خاتمہ ہوگیا سب مسلمان ہوگئے اور خداوند سہیل ایک مسجد مین بیٹھے ہین اور عبادت کر رہے ہین انجام نے کہا ابھی جاکر سب کو قتل کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ایک طاؤس پر سوار ہوئی اور طرف سہیلیہ کے چلی شہر مین جو آکر گری تو وہ تلوارین برسانا شروع کین کہ تمام اہل شہر قتل ہوے یہ خبر ملکہ نے سُنی یہ تو نکل بھاگی کاؤس ایک جانب گیا انجام لڑتی بھڑتی آئی دیوار پہ آئی دیکھا کہ سامنے سہیل صحیفہ لیے بیٹھا ہی اور عبادت کر رہا ہی انجام نے للکارا کہ او مکار دعوی خدائی کا اختتام ہوا اب خدا سے نا دیدہ سے عجز کر رہا ہی یہ کہکر دیوار سے کودی تلوار کھینچی ہوئی ہاتھہ مین صحیفہ خوان کو قتل کرنے لگی مگر سہیل محراب عبادت سے نہین اُٹھا صحیفہ لیے بیٹھا رہا کہ انجام لڑتی ہوئی قریب محراب پہونچی سہیل نے سر جھکا دیا کہ ہان انجام مین اسی لایق ہون انجام نے ہاتھہ تلوار کا مارا سہیل کا سر کٹ کر گرا خون گلو صحیفے پر پڑا انجام سہیل کو قتل کر کے پھری اور چہار جانب ملکہ کو ڈھونڈھنے لگی جب کہین دستیاب نہ ہوئی تو یہ کہکر پلٹی کہ یہ گیسو بریدہ بھاگ گئی آکر چند ساحر روانہ کیے کہ دختر سہیل کو ڈھونڈھکر گرفتار کرو ادھر شاہزادہ ہمراہ گلگونہ جادو صحرائے آبریشم گیا وہان پہونچا گلگونہ تو رخصت ہوگئی مگر شاہزادہ اُس صحرا کو دیکھتا ہوا چلا حقیقت مین جو صحرا کا نام تھا وہی صفت دیکھی کہ درختون کی شاخین لچک رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ پتے ریشم کے ہین صحرا نہایت پر بہار زیر نخل پھولونکا انبار طائران زمزمہ سرا یادین باغبان حقیقی کے چہکار رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ گل قدرت دیکھکر اُسی کو پکار رہے ہین یہانتک کہ شاہزادہ سامنے باغ زمرد کے پہونچا دیکھا ہزارہا آدمی جمع ہین دروازے کا نگہبان غلہ تقسیم کر رہا ہی کئی ہزار جادوگر دروازے کو روکے ہوے بیٹھے ہین شاہزادہ پھرتا ہوا پشت باغ پر پہونچا کمند مار کر بالائے دیوار آیا دیکھا ہزارہا طائر غلغلہ کر رہے ہین گوشے مین ایک درخت سرو ہی کہ جڑ اُسکی چمک رہی ہی شاہزادہ دیوار سے اُترا جب طرف درخت کے چلا تب تو طائرون نے غل مچایا کہ اے نگہبان باغ جلد آکر خبر لو کہ طلسم کشا آپہونچا سب ساحر بلوہ کر کے اندر آئے مگر شاہزادے نے جھپٹ کر بیخ کو کھود دیکھا لوح بین دفن ہین اُنکو نکالکر گلے مین پہنا ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا لیکن جو

سحر کرتے ہین وہ اُلٹا پلٹتا ہی ساحر تمام ہوتے ہین شاہزادہ سب سے لڑتا ہوا در باغ پر پہونچا جو ساحر دروازے پر بیٹھے تھے اُنھون نے بھی روکا اور چاہا گرفتار کرلین مگر شاہزادہ بجرأت لڑتا ہوا بیرون باغ آیا ساحر پیچھا نہین چھوڑتے تے شاہزادے نے لوح طلسمی دیکھی نوشتہ پایا کہ لوح کو گریبان مین رکھ لو نگاہ سے ساحرون کی مخفی ہو جاؤگے جب یہ تمکو نہ پائین گے تو پلٹ جائین گے شاہزادے نے ویسا ہی کیا جب ساحرون نے دیکھا کہ شاہزادہ غائب ہوگیا تو خاک اُڑاتے ہوے پلٹے اپنے مقام پر کہتے تھے کہ دیکھو یارو کیا کمال کی بات ہی کہ طلسم کشا سامنے سے غائب ہوگیا اب کہان تلاش کرین سامری و جمشید کو اختیار ہی جو مناسب ہوگا وہی کرینگے مگر شاہزادہ اُسی صحرا مین ہوتا ہوا بموجب ہدایت لوح سامنے ایک گنبد کے پہونچا دیکھا سامنے گنبد کے فرش بچھا ہی دروازہ گنبد کا کھلا ہی اور صدہا نازنینان مہ جبین اُس فرش پر رقص کر رہے ہین کوئی ساز بجاتی ہی ناز و کرشمہ دکھاتی ہی کسی کو اپنے بتانے پر ناز ایک نازنین حسین نہایت خوبصورت کمسن جوانی کے دن گنبد مین تخت پر بیٹھی ہی اور ناچنے گانے والیون کو تعلیم کرتی جاتی ہی شاہزادہ جو اُس مجمع مین آکے بیٹھا تو دیکھا زمین گردش کر رہی ہی بعد عرصے کے وہ تخت نشین اپنے مقام سے اُٹھی طرف شاہزادے کے متوجہ ہو کر بخوش آوازی یہ اشعار گانے لگی

نظم

تن ضعف سے کہان کہ جو ہوتی بدن مین روح ۔ لپٹی ہوئی ہی جسم سمجھکر کفن مین روح

قاتل ضرور چاہیے تکلیف مخلصی ۔ کب سے اسیر دام ہی رگہاے تن مین روح

برسون سے ہین نظارۂ باہم کے مشتغلے ۔ یان روح تن کی دید مین ہی دید تن مین روح

سینہ ہجوم داغ سے گویا ہی لالہ زار ۔ رہتی ہی یاد دلبر گل پیرہن مین روح

ہر سو ہی مثل نکہت گل جوش انتشار ۔ ہی جستجو سے دلبر غنچہ دہن مین روح

دیتا ہی زخم مین اثر جان لعاب تیغ ۔ رکھتا ہی ہر شگاف جراحت دہن مین روح

ایسے ہین حلقہ ہاے رگ جسم استوار ۔ گویا پڑی ہی بندش تار رسن مین روح

ممکن نہین کہ جائے مصیبت فراق کی ۔ نکلے گی ایک دن اسی رنج و محن مین روح

ای عشق کچھ غبار رہے ان چھوٹ نہ جیو ۔ احباب سے لپٹ نہ سکیگی بدن مین روح

غافل طلسم نہ ہر مقام فریب ہی	اُسکا نہ تو محبت ہر مرد و زن مین روح
کیسا لعاب افعی گیسو مین زہر تھا	پانی ہوئی جو دیکھتے ہی میرے تن مین روح
ہر وقت ہی اذیت بے حد ہمین نسیم	بے چین ہی خیال بُت سیمتن مین روح

اسطور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ تمام نازنینین تعریف کرنے لگین وہ شکیل گاتی
ہوئی اور بتاتی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی گاتے گاتے بتانے لگی بتاتے بتاتے
دامن تھاما اِشارہ کیا شاہزادے نے خنجر دیدیا دوبارہ جو اُسنے اِشارہ کیا شاہزادے نے
نے تلوار دی وہ ہر مرتبہ لوح کو اِشارہ کرتی ہی جب شاہزادے کے پاس کچھ نہ باقی رہا
اور اُسنے لوح کو اِشارہ کیا تو شاہزادے نے لوح اُتار کر دیدی جب اُس شکیل نے لوح
پائی اور شاہزادہ بیہوش ہوگیا تو دوبارہ اُسنے لوح محفوظ مانگی شاہزادے نے لوح محفوظ
بھی دیدی تو شکیل نے کچھ اِشارہ کیا شاہزادہ مسلسل ہوگیا زنجیر تھام کر وہ نازنین شاہزادے
کو لیچلی شاہزادہ سرنگون چلا آتا ہی جب گنبد مین وہ پہونچی تو خود تخت پر بیٹھی شاہزادہ سامنے
کھڑا ہی وہ پکار کر نعرے کر رہی ہی کہ کیون ای طلسم کشا دیکھا نمنیواز جادو کیونکر تمکو مین نے
گرفتار کیا ہان صاحبو تیاری کرو قید انکی پاس انجام کے لے چلو سب ساتھ والے بھی
تیاریان کر رہے ہین اور نمنیواز شاہزادے پر غصہ کر رہی ہی کہتی ہی اگر انجام حکم دیتی
تو مین تجھکو ابھی قتل کرتی شاہزادے نے جواب دیا کہ او مکارہ جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
خدا ے ما بزرگ است فرو سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ما ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ما یکایک
آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک جادوگر کریہ منظر ملکہ کو لیے ہوئے آیا پکار کر کہا ای نمنیواز
مین اِس بانی فساد کو پکڑ لایا صحرا مین بھاگی ہوئی جاتی تھین مین اُٹھا لایا اب اسکو میرے
وصل پر رضامند کیجیے لوحین کہ تخت پر رکھی تھین اُسی تخت پر ملکہ کو بٹھایا ملکہ نے دیکھا کہ
شاہزادہ مسلسل کھڑا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اداس اُس ساحر نے چاہا
ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدے ون ملکہ نے منع کیا کہ ای سرہنگ کیون گھبراتا ہی اب تو مین تیرے
اختیار مین ہون جو تو کہیگا وہی مین قبول کرونگی سرہنگ جادو خوش ہوگیا تحسین کرنے
لگا کہتا تھا مین غلامی کرونگا ملکہ نے پوچھا یہ تختیان کیسی ہین نمنیواز نے کہا ملکہ انکو نہ چھوؤ

یہ ہماری جان کی لینے والی ہین ملکہ نے کہا ای نیبنوارہ اب تو ہم تیرے قبضے مین ہین اِس ساحر
سیہ فام کو قبول کیا اب ہمسے خوف نہ کرو ہم تمھارے ساتھ ہین معلوم ہوا کہ طلسم کشا کی
محبت کچھ کام نہ آئیگی تمھاری محبت سے جان بچیگی نیبنواز خاموش ہو رہی سمجھی کہ یہ اب
ہمارے قبضے مین آئی ہماری اطاعت کریگی مگر ملکہ نے جو شاہزادے کو گرفتار دیکھا ہی دلیر
چھریاں چل رہی ہین یہی چاہتی ہی کہ کیونکر شاہزادے کو رہا کرون نیبنواز سے کہا دیکھو سب
ساحر تیار ہین آپ بھی تیار ہو جیسے کشان کشان انکو لے چلو ہین اب کیا ناز کرونگی باپ
بھی مارا گیا یہ قید ہو گئے اب جو مناسب ہو وہ کرو نیبنواز دروازے پر گئی جادوگر سے
کہا تم بھی دیکھو کہ سب تیار ہو گئے جادوگر بھی ادھر متوجہ ہوا ملکہ نے دونون لوحین اٹھا کر
شاہزادے پر پھینکدین شاہزادے نے جیسے ہی لوحین رکھین سب قید غائب ہو گئی
قید سے رہا ہوتے ہی شاہزادے نے نعرہ کیا تلوار اٹھالی نیبنواز نے جو دیکھا کہ اب
شاہزادہ رہا ہوا اور ملکہ نے تختیان دیدین بڑھکر ایک گولہ مارا شاہزادے نے لوح کو
سامنے کیا گولہ اُلٹا پلٹا راہ مین وہ ساحر کھڑا تھا جو ملکہ کو لیکر آیا تھا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر
پشت کے پار گذرا اب شاہزادہ طرف نیبنواز کے چلا نیبنواز نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن
مگر یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت دروازے کو گنبد کے روکے کھڑا تھا جیسے ہی
نیبنواز آئی گردن تھام لی ہرچند نیبنواز نے چاہا کہ چھوٹون مگر شیر کے پنجے سے کب چھوٹ
سکتی ہی شاہزادے نے اٹھا کر دے مارا کہ سر نیبنواز کا پھٹ گیا ساحرون نے چاہا بلوہ
کرکے پکڑ لین مگر شاہزادہ تلوار کھینچے ہوئے باہر نکلا ساحرون پر جا پڑا ملکہ بالنور رہی
تھی یا بے ساختہ منہ سے نکلگیا کہ ای شہریار رہائی مبارک ہو ایک ساحر بھاگتے بھاگتے
پلٹ پڑا آکر قدمون پر گرا عرض کی غلام کا مسمار جادو نام ہی یہان سے آگے غلام کا مکان
ہی وہان تشریف لے چلیے تا بہ انجام جادو پہونچا دونگا شاہزادہ مسمار کے ساتھ ہوا
مسمار جادو شاہزادے کو ہمراہ لیے ہوئے مع ملکہ ایک باغ مین آیا سب ساحر مطیع اسلام
ہوئے مسمار نے بھی ظاہرا اطاعت اختیار کی شاہزادے کو ایک بارہ دری مین لایا
اسباب عیش مہیا کیا شاہزادہ چونکہ تھکا ہوا تھا دو چار جام پیے مسند پر سر رکھکر آرام کیا

ملکہ بھی سو گئیں مسمار نے لوحین گلے سے اتار لین دونون کو اپنے سحر مین پھنسایا شاہزادہ جو بیدار ہوا
مسمار نے پکار کر آواز دی کیون طلسم کشا کس تدبیر سے گرفتار کیا اب کیا تمھین زندہ چھوڑونگا
سب جادوگر تعریفین کر رہے ہین کہ اے مسمار کیا کارنمایان کیا ایسے شخص کو گرفتار کر لیا جسنے
نینواز کو مارا مسمار شاہزادے کو لیکر چلا سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایک جادوگر آتا ہی
پکارتا ہوا کہ مسمار جادو کسکا نام ہی مسمار نے آواز دی او ساحر کہان سے آتا ہی ساحر نے
پکار کر کہا کہ ملکہ انجام نے بھیجا ہی کچھ تنہائی مین کہنا ہی وہ کسی کے سامنے کہنے کی بات نہین ہی
مسمار کو ساتھ لیکر اسی باغ مین گھسا ایک نخل کی آڑ مین آکر کہا کہ ملکہ نے پتھر دیا ہی اور یہ کہا ہی
کہ آگ روشن کرو مین لوبان ڈالونگا ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ شاہزادے کو تا بہ انجام
پہونچا دیگی مسمار نے آگ روشن کی ساحر نے لوبان نکالکر ڈالا دھوان جو نکلا مسمار جادو
کے دماغ مین پہونچا ارے کہکر گرا کاوس نے نعرہ کیا کہ منم متہر متہران ساحرون کا قاتل غرغشہ
شاپور شبیر دل متہر بن متہر نبیرۂ خواجہ عمرو خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا لوحین کاوس نے
لے لین یہان شاہزادہ مجمع ساحران مین خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ قید غائب ہوئی زنجیرین
ٹوٹ کر گرین ساحرون نے بلوہ کیا شاہزادے نے تلوار کھینچی کہ کاوس ساحر بنا ہوا باغ
سے نکلا پکار کر کہا تم سب ہٹ جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون سب ساحر ہٹے کاوس نے
قریب آکر اشارہ کیا کہ مین ہون غلام آپ کا لوحین لیجیے ساحرون کو شکست دیجیے شاہزادے
نے لوحین لیکر پہنین برق شمشیر چمکی چند مارے گئے چند بھاگے شاہزادے نے کہا اے
کاوس تم ہمراہ ملکہ اسی باغ مین رہو مین براسے طلسم کشائی جاتا ہون چند ساحر جو اب
مطیع ہوے تھے ان ساحرون کو اور کاوس کو پاس ملکہ کے چھوڑا آپ ایک طرف
چلے تھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایک ساحر فیلسوار سات ہاتھ کا ساتون مین حربے
مثل شمشیر و خنجر و تبر و کمان و گرز گران سنگ ہاتھی کو دوڑاتا ہوا آتا ہی اور نعرے کرتا ہوا
کہ منم فیلان فیل پیکر قریب شاہزادے کے آکر ساتون حربے رواکیے شاہزادے نے
تبر کاٹا گرز کو قلم کیا تلوار کو روک لیا اور ہاتھ تلوار کا مارا ساحر کے کئی ہاتھ کٹ کر گرے
ساحر نے ایک چیخ ماری کہ اے حبایت جادو جلد آ ایک غبار بلند ہوا پھر ہاتھ آسکے سالم

ہو گئے پھر شاہزادے پر حملہ کیا اور پھر کئی ہاتھ شاہزادے نے کاٹے مگر جب وہ حیات کا نام لیتا
ہے اور پکارتا ہے تو غبار بلند ہوتا ہے اور ہاتھ پھر سالم ہو جاتے ہیں جب کئی مرتبہ یہی معرکہ گذرا
تو شاہزادے نے پیچھے ہٹ کر لوح کو دیکھا اُسمین یہ مضمون نکلا کہ ای فتاح طلسم وای سیاح این
عجائبات خیال کرکے دیکھو پیشانی پر اِس ساحر کے خال سیاہ ہے اگر قادر انداز ہے بدل ہو
تو اسم پڑھکر تیر مارو اگر خال پر پڑا اور تل بھر کا فرق نہ پڑا تو تمنے ساحر کو مارا اگر تیر خال سے
الگ پڑا تو پانی ہو کر بہ جاؤ گے شاہزادے نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر کو
کمان میں پیوست کیا اور حاشیۂ لوح کا اسم پڑھکر تاک کر تیر مارا کہ بہ حکم قضا و قدر عین
خال پر پہونچا توڑ کر سر کو گدی سے پار گذرا بجائے خون سر سے شعلہ ہائے آتش نکلے
مع ہاتھی جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من فیلان فیل پیکر بود مار کر اُسکو شاہزادہ
آگے بڑھا تھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام
مہتر کاؤس کو گرفتار کیے لیے جاتا ہے کاؤس ہر چند تڑپتا ہے مگر وہ ساحر بعض نہیں آتا سامنے
درخت میں ایک رسی لٹکی ہوئی ہے چاہتا ہے کہ پھانسی دیدوں شاہزادے نے للکارا
کہ او مکار غدار خبردار ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ زندہ نہ چھوڑونگا یہ میرا یار وفادار ہے عیار
مگر اُس ساحر نے کچھ خیال نہ کیا کاؤس کو درخت میں لٹکا دیا مہتر کاؤس کا اُسی وار پر
خاتمہ ہوا شاہزادہ بیقرار ہو کر دوڑا وہ ساحر تو بھاگ گیا شاہزادے نے قریب آکے
منھ پر منھ ملنا شروع کیا پکارکر آواز دیتے تھے کہ ای یار وفادار وای مونس غمگسار تمنے
ہمارا ساتھ چھوڑا ماں سے تمھاری سیاہ رو ہوا جب جاؤنگا تو وہ پوچھیں گی کہ غلام
آپ کا کہاں ہے تو کیوں بھائی کس منھ سے کہونگا کہ مہربان ہمارا یار اگیا کہ دوسری طرف سے
آواز آئی کہ ای شہر یار یہ کنیز رخصت ہوتی ہے دیکھا وہی ساحر ملکہ کو کھینچتا ہوا لا یا اور ایک
درخت میں لٹکانے کا ارادہ کیا شاہزادے نے للکارا کہ او بے حیا خبردار کلیجے کے
ٹکڑے تو کر چکا اب دل کو بھی پامال کرتا ہے دیکھ بخدا جہاں جائیگا تلاش کرکے مارونگا زندہ
نہ چھوڑونگا مگر اُسنے ایک نہ سُنی ملکہ کو بھی لٹکا دیا ملکہ کا بھی خاتمہ ہوا ملکہ کا مرنا جو شاہزادے
نے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا ساحر تو ملکہ کو دار پر کھینچکر بھاگا شاہزادہ جو قریب

ملکہ کے آباد دیکھا اس چاند سی صورت پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں مُردنی چہرے پر چھائی ہوئی ہے یہ دیکھکر شاہزادے نے ایک نعرہ مارا گلے میں ہاتھ ڈالدیے آواز دی کہ اے جان عاشقان وائے آرام دل مشتاقان تمنے بھی ہمارا ساتھ چھوڑا۔ نظم

غل اگر آہین کرین گی خاک پر
جائینگے نالے مرے افلاک پر

روح عاشق یا حجاب آرزو
ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر

چھپ سکے گا تمسے کیا میرا مزار
حسرتین لوٹا کرینگی خاک پر

تیغ غم کس کسطرح روز فراق
ناز کرتی ہے دل صد چاک پر

داغ دل بیکار جانے کا نہین
پھول لائے گا اُگیگا خاک پر

کیا عجب مجھ رند کا آنسو رہے
دانۂ انگور بنکر تاک پر

کچھ تو فرما و خطا کیا ہو گئی
قہر کیون ہے عاشق غمناک پر

منتین مانو اگر ہے آرزو
آ کے تم میرے مزار پاک پر

یاد دندان پری رو آ گئی
برق چمکی خاطر غمناک پر

جان و دل محو محبت ہین نسیم
ہین فدا ہون صاحب لولاک پر

شاہزادہ بیقرار و اشکبار تھا کہ دیکھا ایک طرف سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے درخت پر بیٹھکر آواز دی کہ اے فتاح طلسم کیون اپنے کو ہلاک کرتے ہو لوح کو ملاحظہ کیجیے یا عکس لوح اُن مردون پر ڈالدیجیے شاہزادے نے عکس لوح جو ڈالا لاش سے دھوان اُٹھا دیکھا لاش کے آٹے کا مردہ ہے شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ جلا جادو سامنے قریب بین رہتا ہے اُسکا یہ فعل ہے تمھارے عیارہ و معشوق کو لاش کے آٹے کا بناکر لایا جانتا تھا کہ ان دونون کے غم مین شاہزادہ اپنی جان دیدیگا اس وجہ سے اُسنے یہ شعبدہ کیا کہ دیکھا وہی ساحر چند ساحرون کو ساتھ لیے ہوے آتا ہے شاہزادے کو جو دیکھا کہ لوح دیکھ رہا ہے سمجھ گیا کہ شاہزادہ حال سے ماہر ہوا ساحرون کو اشارہ کیا کہ یارو اکیلا ہے گھیر کر مارلو سب ساحرون نے بلوہ کیا شاہزادے نے تلوار کھینچی اُن ساحرون سے لڑنے لگا دیکھا وہی طائر جسنے آواز دی تھی وہ منھ سے شعلۂ آتش چھوڑ رہا ہے جس

ساحر پر گرا اُسے جلا کر خاک کیا سیکڑون ساحر اُس طائر نے جلا دیے تھوڑے عرصے مین
ایک برق گری کہ جلاد جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرنا جلاد کا کہ سب ساحر بھاگے شاہزادہ
آگے بڑھا دیکھا ایک مقام پر ایک دریچہ بنا ہی اُس مین سے آواز رونے کی آتی ہی شاہزادے
نے آکر اُس مکان کو کھولا دیکھا ایک جوان وضیع و شکیل زنجیرون مین بندھا پڑا ہوا تڑپ رہا ہی
کلیجے پر ایک پتھر رکھا ہی شاہزادے نے آکر پتھر ہٹایا زنجیرین کاٹین تب اُس جوان کو ہوش
آیا قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا آپ میرے جان بخش ہین شاہزادے نے فرمایا تم کون
ہو اُس جوان نے کہا مجھکو شوکت جادو کہتے ہین باعث یہ ہوا کہ انجام جادو نے مجھکو
پسر خواندہ کیا مگر سرہنگ جادو کہ مجھسے جلتی تھی مین برائے شکار صحرا مین آیا مجھکو مکر سے
گرفتار کر لیا اور اس مقام پر قید کیا اور رات کو آتی تھی طالب وصل ہوتی تھی مین نے
اتبک تو قبول نہین کیا شاہزادہ شوکت جادو کو اُس مکان سے یہان لایا شوکت نے
کہا مین پیاسا ہون اگر حکم ہو تو سامنے جھیل سے پانی پی آؤن شاہزادے نے حکم دیا
شوکت پانی پینے چلا کہ پہلوے صحرا سے ایک کرگدن پیدا ہوا شوکت کو اُٹھا کر لے گیا
شاہزادے کو یہ بہت ناگوار گذرا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک قفس لیے ہوے
کہار آتے ہین مگر مہتر کاؤس پایہ قفس کا پکڑے ہوے ساتھ ہی دور سے کاؤس نے جو
شاہزادے کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار چند ساحر فکر مین تھے کہ مجھکو اور ملکہ کو
گرفتار کر لین مین ملکہ کو لیکر نکل آیا اور یہ بھی دریافت ہوا کہ آپ وادی فرحناک مین
ملین گے شاہزادہ بہت خوش ہوا کاؤس نے وہین خیمہ استادہ کیا ملکہ قفس سے اُترین
شاہزادہ اندر گیا دیکھا ملکہ مسند پر بیٹھی ہین مگر چہرہ اُداس آنکھون مین حلقے پڑے ہوے
شاہزادے نے پوچھا کیون ملکہ یہ کیا حال ہی ملکہ نے کہا ای شہریار کاؤس نے خبر دی کہ ایک
ساحر لشکر کشی کیے ہوے آتا ہی اور یہ کہکر چلا ہی کہ ملکہ کو گرفتار کرونگا کاؤس سے یہ خبر سنکر
مین نے کہا کاؤس یہان سے نکل چلو پس مین نکل آئی شکر کرتی ہون کہ آپ تک پہونچی
اب خدا اپنا فضل کرے کہ آپ طلسم پر غالب آئین انجام جادو نے بڑا ستم کیا کہ میرے
باپ کو مار ڈالا مین یتیم ہوگئی اب آپ بدلہ لین گے شاہزادے نے فرمایا ای ملکۂ عالم بدون

قتل انجام نہ آونگا کاؤس نے کہا ای اب یہ افکار دفع کیجیے ای ملکۂ عالم خدا نے اپنا فضل کیا کہ شاہزادے سے ملاقات ہوئی اب رنج وغم کی باتین نہ کرو یہ کہکر کاؤس سامنے آبیٹھا یہ اشعار عاشقانہ سامنے شاہزادے کے شروع کیے

نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دلین رہتے ہین — گل لالہ مین مسکن ہی سہ کاغل مین رہتے ہین
خیال سہ جبینان عاشقونکے دلین رہتے ہین — یہ لیلی وش ہمیشہ نورکی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین — نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اِس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پر آکر ہنسکے وہ کہتے ہین غیر وسنے — قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین

یہ اشعار سنکر شاہزادے کا چہرہ سرخ ہوگیا کہ کاؤس نے جام دیا شاہزادے نے جام نوش کیا جام پیتے ہی عجب حال ہوا کہ شاہزادے نے بے مانگے لوحین آتار کر دیدین جب لوحین قبضے مین آئین جس صورت پر ملکہ تھی اُسنے آواز دی کہ او بدبارکن ساحران عالم نیرنگ جادو کاؤس نے نعرہ کیا منم انتظام جادو دونون لوحین لین اور شاہزادے کو مسلسل و طوق کیا ایک آواز دی کہ کئی ہزار ساحر گوشہ ہائے خیمہ سے نکلے شاہزادے کو اژدہے پر سوار کرلیا شاہزادہ حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی ای ماہ عالم افروز اس مکر سے کون نکل سکتا ہی ایک معشوقہ کی شکل بنی ایک بشکل عیار کہ جبکہ چپن کا عیار ہی اُس سے کیا انکار ہوسکتا ہی عجب رنگ مین گرفتار ہوے اب کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوسکتی لیکن نیرنگ جادو نے دو جادوگرنیون سے اشارہ کیا کہ جاکر انجام سے اطلاع کرو کہ صلاح ہماری آپ کی پوری ہوئی مین نے لوحین لے لین طلسم کشا کو قید کرکے لاتی ہون مناسب یہ ہی کہ شہر والون کو خبر دیجیے یہ دونون جادوگرنیان چلین اُسوقت پہونچین کہ انجام جادو قلعۂ آبگینہ مین بیٹھی ہی کہ رہی ہی کہ اب ناچار ہوئی کہ طلسم تمام ٹوٹ گیا مگر نیرنگ گئی ہی شاید اُسکا پنجہ قابض ہو تو مطلب نکل آئے سب جادوگر باتون پر انجام کی گھبرا رہے ہین کہتے ہین آخر مین ایک جنگ کیجیے اُس جنگ پر خاتمہ ہی یا تو ہم لوگ سب مارے گئے یا طلسم کشا کو گرفتار کرلیا انجام نے کہا انجام بُرا ہی وہ شیر بیشۂ جرأت الیاس مردانہ ہی اور ایسا شیر فرزانہ ہی کہ تین لاکھ جادوگر اُسکی نگاہ مین کیا سماتے ہین کن کن مقامون پر جنگ کرچکا لیکن جانبازی سے

سحر کرونگی زمین کو ہلا دونگی رنگ وکیفیت سحر دکھا دونگی سب جادوگر اسباب سحر تیار کر رہے ہین
کہ دونون جادوگرنیان فرستادۂ نیرنگ آکر مہوچہین انجام کو نذر دی ملکہ سے کہا فتح جنگ
مبارک ہو ملکہ نیرنگ نے جاکر بڑے صدمے اٹھائے دختر سہیل کی شکل بنکر لوچہین لیلین
طلسم کشا کو گرفتار کر لیا اب لیکر آتی ہین انجام یہ سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئی چند ساحرونکو حکم دیا
کہ گلی کوچے مین قلعہ آبگینہ کے مشتہر کرو اصاحبو مطمئن رہو قید طلسم کشا آتی ہی آئینہ بند ہو دوکانین
رنگی جائین سب دوکاندار بشوکت تمام دوکانون پر بیٹھیے کہ طلسم کشا ہمارا جاہ وجلال دیکھے
چند ساحرون نے جاکر شہر کے گلی کوچون مین مشتہر کیا سب جادوگر اپنے اپنے مکانون سے
نکلکر واسطے تماشے کے بازار مین آئے بازار مین اسقدر ہجوم ہی کہ راستہ نہین ملتا مگر اس
دربار مین کوئی ایسا نہین کہ جسکو خوشی نہ ہوئی ہو مگر وزیرزادی انجام کی ملکہ شہرت جادو کی
کہ عاشق شوکت ہی حال گرفتار طلسم کشا سنکر رنگ روا اڑ گیا مقام پر جلاد جادو کے جاکر
اسنے مدد بھی کی تھی مگر خاموش بیٹھی ہی ساتھ والیون سے کہ رہی ہی کہ نہین معلوم شوکت پر کیا
گذری یقین ہو شاہزادے نے رہا کیا ہو یہ ذکر تھا کہ گرگدن جادو شوکت جادو کو لیے
ہوے آیا انجام سے کہا ای شاہ طلسم جب طلسم کشا نے اسکو رہا کیا تو مین گینڈا بنکر اسکو
اٹھا لایا انجام نے حکم دیا اس مکار کو قفس مین بند کرو ساتھ طلسم کشا کے اسکو بھی قتل
کرینگے وزیرزادی نے جو معشوق کو قید ہوتے دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے جی
مین کہتی ہی کہ ابھی جو خیال کیا تھا اسکا بھی سامنا ہوگیا اب سوا اسے موت کے کوئی چارہ
نہین مقام افسوس ہی کہ طلسم کشا کو قتل ہوتے دیکھون اور کچھ نہ کر سکون عین وقت پر
جنگ کرونگی یا تو اپنی جان دونگی یا شاہزادے کو رہا کر دونگی شاید تقدیر رسائی کرے
اس سوچ مین بیٹھی سو رہی ہی کہ شہر مین غلغلہ ہوا کہ طلسم کشا کی قید آتی ہی سب اہل شہر خوشیان
کر رہے ہین اور نیرنگ جادو کی یہ سب تعریفین کر رہے ہین نیرنگ جادو کا مزاج نہین
ملتا کہتی ہی انجام جادو اس خیرخواہی کا کیا انجام کریگی سارا طلسم تمام ہوا کسی کے
کیے کچھ نہ ہو سکا مین نے جاکر آفت برپا کر دی اس ظالم کو گرفتار کر لائی شہر والے کہتے
ہین کہ ملکہ نیرنگ نے سب کی جان بچائی نیرنگ ان کلمون کو سنکر پھولے نہین سماتی

انجام خبر سنکر خود سوار ہوئی نیرنگ نے سُناکر انجام میرے لینے کو آتی ہی تخت سے کود پڑی
اور اپنے کے ساتھ ساتھ چلی کہ نوبت نقارے کی آواز آئی اور تخت انجام کا نمایان ہوا فورًا
نیرنگ نے بڑھکر آواز دی کہ واری فتح مبارک ہو یہ گنہگار حاضر ہی انجام نے جو شاہزادی کو
دیکھا پکار کر آواز دی کہ خوب طلسم کشائی کی اس دن کی خبر نہ تھی اب کل سر تمہارا اور برج قلعے
کے لٹکا ہوگا اور لاش کو زاغ و زغن کھائینگے ہر چند کہ شاہزادہ اس حال مین ہی کہ دشمن
کو بھی ترس آئے مگر جواب دیا او ملعونہ مین خود تیرا قائل ہون پروردگار میری مدد کریگا صورت
رہائی پیدا ہوگی اگر تجھکو گھسکر نہ مارا تو نام اپنا فرزند صاحبقران نہ پایا انجام نے کہا بس اب
خالی زبان درازی ہی مجھے کون مار سکتا ہی جسکا ہون کہ گفتے ہین کہ عمر طلسم تمام ہوئی وہ جھک
مارتے ہین مین نے خود کتاب سامری مین دیکھا ہی نوشتہ پایا کہ انجام کی سلطنت نہایت
ہی جب سامری ایسا لکھ گئے تو کسکی مجال ہی کہ مجھکو قتل کر سکے اپنی خیر مناؤ دیکھو کیا حال کرتی
ہون سب ساحرون کے خون کا بدلہ لونگی زندہ نہ چھوڑونگی شاہزادے نے فرمایا تیری
کیا مجال ہی کہ ایک مو سے جسم بھی کم کر سکے مین سمجھ لونگا وزیرزادی جو انجام کے ساتھ ہی
اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے انجام نے کہا کیون وزیرزادی کیون اسقدر روتی ہو
وزیرزادی نے جواب دیا ای ملکۂ عالم کون کون سے ساحر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا
اب انکی صورت نہ دیکھینگے یہی بڑا غم ہی انجام خاموش ہو رہی نیرنگ کو حکم دیا کہ وسط
قلعہ مین جو چبوترہ ہی اسپر طلسم کشا کو قید کرو اور سامنے حجرے مین بیٹھو رات بھر اختر شماری
کرو صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا انکو قتل کرلون تو صاحبزادی کو ڈھونڈھون نیرنگ تو اسی
مقام پر ٹھہری لوحین انجام کو دیدین شاہزادے کو چبوترے پر بٹھایا گرد آگ سحر سے
روشن کردی آپ حجرے مین براے حفاظت بیٹھی یہ تو اختر شماری کر رہی ہی ادہر کنیزون سے
کہتی ہی کہ اب تو بی انجام میرا عہدہ زیادہ کرینگی مرحلے بنانے مین بڑی مشقت ہوگی لیکن مین
بنا لونگی ایسے مرحلے بناؤن کہ کوئی نہ آسکے جو آئے وہ مارا جائے مگر انجام جادو لوحین لیے
ہوئے دربار مین آئی خود تخت پر بیٹھی سب مشیر و وزیر آکر بیٹھے انجام نے کہا کیون صاحبو
جو لوح طلسم نہ ہوتی تو طلسم کشا کو یہ زور کیونکر ہوتا کیون صاحبو لوح کو توڑ ڈالون اس

شاہزادے کے باپ اور چچا موجود ہین یقین ہے وہ سب بلوہ کرینگے ایک انجمن جری
و بہادر ہے طلسمات توڑے ہین وہ سب طرف سے بلوہ کرینگے پس یہ لوحین نابود کرو ایک
ساحر کہ عقاب جادو اسکا نام ہے اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم لوح کو نابود کرنیکی یہ تدبیر ہے کہ
پہاڑ رسد جبہ سلیمانی کہ زمین کا طبقہ وہان ٹوٹا ہوا ہے مجھکو یہ لوحین دیجیے کہ مین جاکر وہان انکو
پھینک آؤن اگر شہزادے جاوان براے طلسم کشائی آئین گے لوحین نہ پائین گے یہ صلاح
سب کو پسند آئی انجام نے لوحین نکالکر عقاب جادو کو دین عقاب جادو نے وہ
لوحین جھولی مین رکھین اور عقاب بنکر چلا وزیرزادی نے جو یہ معرکہ دیکھا دربار سے
اُٹھی اپنے مکان مین آئی بیٹھکر رونے لگی اور یہ اشعار زبان پر جاری ہوے نظم

ناصحا لے راہ اپنی جاتے ہین اب سوئے دشت
بے تکلف افعی رہزن کا ہوتا ہے یقین
جان نثاری کے مزے عاشق سے پوچھا چاہیے
عاشقونکی آرزو بعد فنا بھی ہے یہی
آتی ہے آواز عاشق کی کنار قبر سے
مجھکو سمجھاتا ہے کیا بہتر تجھکو سمجھانا پڑے
دل تڑپتا ہے طبیعت مین ہے کیا کیا کچھ خیال
ٹکٹکی ہے دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم

ہمتو بے قابو ہوے دلبر ہوا قابو سے دوست
جب نظر پڑتی ہے میری جانب گیسوے دوست
اے خوشا وہ سینہ جو آئے تہ زانوے دوست
بدلے جنت کے ملے دو گز زمین کوے دوست
آج خالی دوست کے پہلو سے ہے پہلوے دوست
تو بھی دیوانہ ہو ناصح دیکھ لے گر روے دوست
دیکھیے کسدن میسر ہوتے ہین پہلوے دوست
دیکھتے ہین رات دن آئینۂ زانوے دوست

وزیرزادی جب بیقرار ہوکر روئی اور یہ اشعار پڑھے کنیزین دوڑی آئین عرض کی واری
کیا کیفیت ہے ہمین تو آگاہ کیجیے وزیرزادی نے کہا صاحبو آج زندگی کا خاتمہ ہے طلسم کشا
قتل ہوتا ہے اور شوکت جادو بھی گرفتار ہوا کیون صاحبو ایسا دل کہان سے لاؤن
کہ اپنی آنکھون سے دیکھون کہ معشوق قتل ہو اور مجھسے کچھ نہ ہو سکے لہذا ارادہ یہ ہے کہ
بروقت قتل شاہزادہ سحر کرون اور ہی انجام پر جا پڑون اگر انجام کو مارا اور شاہزادے کو
رہا کر لیا تو البتہ باعث زندگی ہے ورنہ لڑ بھڑ کر جان دونگی کنیزون نے کہا واری عقاب
لنگوٹا لوحین لیکر گیا ہے آپ اسکا پیچھا کیجیے جس مقام پر ٹھہرے سحر کرکے اسکو مار لیجیے اور

لوحین لیکر آ بیٹے طلسم کشا کو رہا کیجیے شاید یہ بات بن پڑے وزیرزادی یہ سنتے ہی اٹھی اور کبوتر
نکے تعاقب مین عقاب کے چلی عقاب جادو نہایت تیز پر ہو سناٹے مین جاتا ہو دوسرے
وزیرزادی نے دیکھا کہ عقاب بڑی تیزی سے جارہا ہو اُسنے اُسکا پیچھا کیا مگر تھک گئی ہو ڈرہی کہ کہین
گر نہ پڑون عقاب جادو اُڑتے اُڑتے پیاسا ہوا چہار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھنے لگا کہ
پہاڑ پر ایک چشمہ پانی سے بھرا ہوا نظر پڑا عقاب جادو چشمۂ آب دیکھکر گھبرا گیا خیال
مین آیا کہ پہاڑ پر اُترکر پانی پی لون تو آگے بڑھون ایسا نہ ہو شدت عطش سے بدحواس ہو
جاؤن ابھی تو بڑی دور جانا ہو کئی دن اُڑنا پڑیگا یہ سوچکر پہاڑ پر اُترا وزیرزادی آسمان سے
یہ دیکھ کر کہ عقاب برسرکوہ اُترا اُترتی ہوئی سر پر آکر لہرائی کارد سحر جھولی سے نکالی اسم
سحر پڑھکر کھینچ ماری عقاب پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری عقاب کا مرنا کہ وزیرزادی
نے آکر سر کاٹ لیا اور لوحین نکالکر رومال مین لپیٹین اب دل مین قوت ہوئی جی مین کہتی ہو
اب دس لاکھ بھی میرا کچھ نہین کر سکتے لوحین لیکر طرف قلعۂ آبگینہ کے چلی یہان نیرنگ جادو
حفاظت کر رہی ہو راستہ بند کر دیا ہو جو کوئی ساحر یا غیر ساحر ادھر سے نکلا کسی کو گولہ مار دیا
کسی پر ماش کے دانے پھینکدیے سیکڑون راہ گیر مار ڈالے چاہتی ہو کہ اِدھر سے کوئی راستہ
نہ چلے شراب کے نشے مین بلبلا رہی ہو کنیزون سے کہتی ہو کیون مین نے کیا کام کیا ہو کہ
طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہو اب صبح کو قتل کرینگے کل خاتمہ ہو جائیگا کنیزین خوشامد سے کہتی
ہین واری آپ نے طلسم کو بچا لیا ورنہ ہم لوگ زندہ نہ بچتے آپ سبکی جان بخش ہین آپ کی
وجہ سے سب اہل طلسم بچے کہ سامنے سے دیکھا ایک نازنین شعلہ رخسار اسی جانب چلی
آتی ہو نیرنگ نے پکارا کہ کون آتا ہو اسطرف نہ آؤ مگر اُس شعلہ جوالہ نے کچھ جواب نہ دیا طرف
چبوترے کے چلی کہ جہان شاہزادہ قید ہو نیرنگ نے دیکھا کہ وہ نازنین قریب چبوترے
کے پہونچا چاہتی ہو للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ تو کون ہو یہ کہکر گولہ پھینکا وزیرزادی
نے لوح چمکا دی گولہ پھٹ کر گرا نیرنگ نے پکارا کہ او گیسو بریدہ غضب کیا کہ میرا سحر دفع
کر دیا تیری بھی طلسم کشا کے ساتھ موت ہو سامنے دیکھ لے کہ کئی سو مردے پڑے ہوئے
تڑپ رہے ہین یہ سب اسی جرم پر مارے گئے ہین سنادی ہو کہ کوئی اسطرف سے راستہ

نہ چلے مگر وزیرزادی مردانہ وار چبوترے پر چڑھگئی اور پکار کر آواز دی اے شہریار یہ کنیز حاضر ہی
لوچین لائی ہون گرد شاہزادے کے آگ روشن ہی وزیرزادی نے جیسے ہی لوچین پھینکین
سب آگ تو پانی ہوگئی شاہزادے نے جو تختیان اُٹھائین اور گلے مین پہنین سب تیرہ غائب
ہوئی مگر شاہزادہ حیران ہی کہ یہ نازنین کون ہی اسنے کیون مدد کی اُس نازنین نے پکار کے
آواز دی کہ اے شہریار آپ کیون انتشار مین ہین مین آپ کی کنیز ہون آپ کے خدا نے
آپ کی مدد کی نیرنگ نے جو دیکھا کہ وہ نازنین طلسم کشا سے باتین کر رہی ہی غصے مین جھپٹی
قریب آکر للکارا کہ او گیسو بریدہ تو نے بڑی قیامت کی سحر کر کے آگ بجھائی اب تیرا سر کاٹونگی
زندہ نہ چھوڑونگی شاہزادہ جست کر کے قریب آیا اور للکارا کہ او مکارہ تیری بھی یہ حقیقت ہی
کہ ہمارے محسن کو قتل کرے شاہزادے کو جو نیرنگ نے اپنے قریب دیکھا ہاتھ تلوار کا
مارا شاہزادے نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی اُسی تیغے سے نیرنگ کو قتل کیا کنیزون نے
جو دیکھا کہ نیرنگ قتل ہوئی بلوہ کر کے جھپٹین وزیرزادی نے سحر کرنا شروع کیا کئی سو کنیزون
کو جلا دیا اب جو کنیزین بھاگ بھاگ کر نکلین تو تمام قلعے بھر مین ہلڑ ہوگیا کہ طلسم کشا نے
رہائی پائی نیرنگ قتل ہوئی ہر طرف سے جادوگرون نے بلوہ کیا شاہزادہ بکر دفر لڑتا ہوا
طرف بارگاہ انجام کے چلا وہان انجام پڑی ہوئی سو رہی تھی کہ چند کنیزون نے آکے جگایا
اور عرض کی کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا نے رہائی پائی اور نیرنگ قتل ہوئی طلسم کشا
ساحرون سے لڑتا ہوا آتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی کہ آپ کی وزیرزادی اُنکے ساتھ ہی
ایسے ایسے سحر کر رہی ہی کہ کسی کو قریب طلسم کشا کے نہین آنے دیتی یہان راہ مین ایک حجرہ ملا
جسکو دیکھکر وزیرزادی نے شاہزادے سے کہا کہ اِس حجرے مین غلام آپ کا شوکت جادو قید
ہی اسکو رہا کیجیے وہ بھی ساحر بے نظیر ہی شاہزادے نے بڑھکر چاہا قفل توڑون یکایک
کرگدن جادو کہ نگہبان تھا اُسنے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تھکلی کا ہاتھ
مار دیا ہاتھ کٹ کر گرا کرگدن نے منھ سے آگ چھوڑی شاہزادے نے لوح چمکا دی کہ
کرگدن نابینا ہوگیا شاہزادے نے ایک لات ماری کہ سر کرگدن کا پھٹ گیا کرگدن
کو مار کر شاہزادہ حجرے مین آیا شوکت کو رہا کیا شوکت قدمون سے لپٹ کر رونے لگا

کہا اے شہریار حضور نے مجھکو یہ ہاکیا تھا مگر گردن سپہر پکڑ لایا شاہزادہ شوکت کو ساتھ لیکر
حجرے سے نکلا تھا کہ ساحرون کا بلوہ ہوا اور ڈنکے پر چوب پڑی آگے آگے انجام جادو
پشت پر سب ساحران غدار سامنے آکر سحر کرنے لگے شاہزادے نے لوح کو جنبش دی
سحر ساحرون کے پلٹنے لگے شوکت و وزیرزادی دونون سحر کر رہے ہین شاہزادے کو
بچاتے ہین شاہزادہ خود بڑھ بڑھ کے لڑ رہا ہے مگر گلزار و گلبین و برگ دوسرے حجرے
مین قید تھین الماس نارنجی پوش بھی مقید ہے گلزار سے کہ رہی ہے کہ اے گلزار اب خاتمہ ہے
جسقدر یہ رات باقی ہے یہی وقت ہماری زندگی مین باقی ہے اب کوئی صورت ہماری زندگی کی
نہین کہ گلزار نے اشارے سے کہا او واری خدا نے فضل کیا سارے قلعے مین ہلڑ ہو گیا ہے
کہ طلسم کشا آ گئے کہ دروازہ کھلا دیکھا شاہزادہ تیغ بکف آکر پہونچا سب پر عکس لوح کا ڈالا
یہ بھی قیدی نکلے نکلتے ہی آگ برسا دی گلزار کو دیکھکر ہزارون جادوگر شریک ہونے
لگے تھوڑے عرصے مین کئی ہزار جادوگر شریک ہوے گلزار نے پکار کر آواز دی کہ جو
نہ شریک ہوگا وہ قتل ہوگا بڑا صدمہ اُٹھائیگا قلعے مین رہنے نہ پائیگا انجام جادو نے
دیکھا کہ جادوگر افسرون کو ساتھ لیکر شاہزادے کے شریک ہونے لگے تھوڑے عرصے
مین اسقدر جادوگر جمع ہوے کہ تمام صحن بھر گیا انجام نے وزرا سے صلاح کی کہ کیون
اب فتح ہوتی نہین معلوم ہوتی طرف گنبد ارسطو کے چلتی ہون وہان چلکر حاکم سے صلاح
کرونگی کہ تمھاری کیا راے ہے اب جنگ کرون یا نکلجاؤن سب نے کہا نکل چلیے انجام نے
سحر کیا کہ اندھیرا چھا گیا اُس اندھیرے مین تڑپ کر گری اپنی بیٹی کو اُٹھا لیا اور تخت پر ڈال لیا
چونکہ بادشاہ طلسم ہے لاکھون جادوگر اسکے ساتھ ہوے انجام نے فرار پر قرار کیا یہان
شاہزادے نے قلعے کو فتح کر لیا مگر تلاش جو کیا تو ملکہ کو نہ پایا گلزار نے کہا اے شہریار غضب
ہوا ملکہ کو انجام لیگئی اسی وجہ سے اُسنے سحر کیا تھا اندھیرے مین لیگئی شاہزادے نے
کہا ہرکارے جائین اور خبر لائین ہرکارے گئے شاہزادے نے تخت پر گلزار کو بٹھایا
لشکر آراستہ کیا اور فرمایا کہ اے گلزار مین آگے بڑھتا ہون تم لشکر لیکر آؤ طاؤس نے کہا
اے شہریار تامل کیجیے خبر تو آجائے کہ جا کر انجام نے کیا کیا اور کہان گئی گلزار نے کہا لیکن

یقین یہی ہی کہ یہان سے بھاگ کر گنبد ارسطو پر جائے وہان کا حاکم ارسطو فطرت لقمان حکمت ہی
وہ کوئی ایسی تدبیر بتائیگا کہ جس مین حضور کا نقصان ہو مگر کاؤس صورت بدلکر بھاگا گنبد ارسطو
پر پہونچا دیکھا صلاح ہو رہی ہی ارسطو کہہ رہا ہی ای ملکہ اب کوئی تدبیر نہین بن پڑتی ایک کام کیجیے کہ
سات خندقین کھدوایئے اُسمین لکڑیان بھروا کر روشن کرا دیجیے جب شاہزادہ پہونچیگا تو آتش
سحر تصور کر کے اپنے کو گرا دیگا جلکر رہجائیگا اور ملکہ کو قفس مین بند کر کے قفس کو ایک ستون
مین لٹکا دیجیے طلسم کشا معشوق کو دیکھکر بدحواس ہوجائیگا فورًا آنیکا ارادہ کریگا اُسی آگ
مین تمام ہوگا انجام نے حکم دیا سات خندقین کھدکر تیار ہوئین لکڑیان اُسمین بھروا دین
اور آگ روشن کرائی مگر شاہزادہ ابلق مجنون دریائی پر سوار ہو کر چلنے کو تھا کہ کاؤس آکر
پہونچا یہ سب خبر سنائی شاہزادے نے کہا اگر سات دریا آتش کے ہونگے تو اُسکو طی
کر کے جاؤنگا مگر گلزار نے بڑھکر عرض کی کہ حضور تامل کرین پہلے ہم لوگ جاتے ہین
جاکر آگ کو بجھائین تب آپ تشریف لائین آپ کے سوا کسکی مجال ہی کہ اُس مقام کو
طی کرے مگر یہ تو سمجھ لین کہ آتش سحر ہی تو اُسکو بجھائین شاہزادے نے کچھ جواب نہین دیا
گھوڑے کو بڑھا کر چلا ابلق مجنون دریائی کا سا صرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی اگر کوئی
تل سامنے پڑگیا تو اُسکو ٹھوکر مار کر گرا دیا اور خود آگے بڑھا اسطرح شاہزادہ پہاڑونکی
راہ طی کرتا ہوا سامنے گنبد ارسطو کے پہونچا دور سے دیکھا کہ شعلۂ آتش آسمان کو پہونچ
رہے ہین شاہزادے نے سامنے خیال کر کے دیکھا ایک تالاب مین پانی جوش مار رہا ہی
گھوڑے کو تالاب مین ڈالدیا گھوڑا پانی مین تر ہوگیا قطرہ ہاے آب ٹپکنے لگے اور شاہزادے
نے یہ بھی دیکھا کہ برابر گنبد ارسطو کے ایک ستون پر پنجرا ملکہ کا ہی ملکہ نے جو شاہزادے کو
دیکھا پکار کر آواز دی کہ ادھر نہ آیئے گا یہ سب آتش اصلی ہی کنیز کی رہائی ہوجائیگی آپ تکلیف
نہ کرین اور میرا تو یہ حال ہی کہ آتش فراق جلائے دیتی ہی قفس آہون سے گرم ہو رہا ہی تھکڑیان
بیڑیان شعلۂ آتش سنگین اصل ہین یہ کیفیت ہی

نظم

پہونچی درون سینہ سلگ کر جگر مین آگ	ای اشک دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ
باران کے بدلے برق تڑپتی ہی رات دن	کیکی دبی ہوئی تھی دل ابر تر مین آگ

دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
گر سوز عشق اشک کو اخگر بنائے گا
ہو عمر طول آہ شرربار کی مرے
جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر
پڑتے ہین آبلے جو چھوے کوئی اشک گرم
ہی نار سوز ہجر کو پھونکا ہی مین نے دل
وہ سنگدل بجا ہی جو شعلہ مزاج ہے
مین آپ جل گیا تپش التماس سے
بلبل کی گرمیون سے تعجب ہوا مجھے
وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہی
کیا منھ ہی کیا مجال کسی کی ہو اب نسیم

دی شعلہ ہای حسن نے پائے نظر مین آگ
دہکا کرے گی شام و سحر چشم تر مین آگ
ہنگام احتیاج ہی موجود گھر مین آگ
ہو جسکے بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ
ای چشم تر نہان ہی مگر اس گہر مین آگ
کہتی ہی آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
جو سنگ ہی ضرور ہی اُسکے جگر مین آگ
بخشی مری دعا نے خود اپنے اثر مین آگ
بھر دی کہان کی عشق نے اس مشت پر مین آگ
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ
ٹھہرے کہان بشر جو لگے اپنے گھر مین آگ
پیدا ہو لطف سے جو ہر اک شعر تر مین آگ

شاہزادے نے یہ اشعار دلسوز جو معشوقہ کی زبان سے سُنے بیقرار ہو گیا دل پر قابو نہ رہا مرکب پر لگا میان کر رہا تھا شاہزادے نے کوڑا مارا وہ مرکب ہوا سے آگے چلنے والا بقول شاعر فرد راکب نے سانس لی کہ وہ کوسون روانہ تھا یہ تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا یہ ایک رہوار تھا کوڑا کھا کے اُسنے جست کی خندق مین جا پڑا پھر شاہزادے نے کوڑا مارا اُس خندق کو فرا کر دوسرے خندق مین جا گرا وہان بھی شاہزادے نے کوڑا مارا شاہزادہ آگ سے محفوظ رہا چونکہ پانی مین ڈوبے ہوے تھے لباس جلتا نہین چھٹے خندق مین جو جا کر گرا اب گھوڑا بہت بے حال ہوا مگر شاہزادے نے دو کوڑے مارے طرارہ بھر کے برسر خندق آیا فوج ساحران ٹوٹ پڑی چاہتے تھے گھیر کر شاہزادے کو پالین مگر یہ نہنگ بحر جرأت نعرہ کر کے لڑنے لگے جو مقابلے مین آیا وہ الف شمشیر آبدار ہوا کئی سو ساحر اُس مقام پر قتل ہوے مگر پیچھا نہین چھوڑتے انجام اشتہار کر رہی ہی کہ گھیر کر گرفتار کر لو مگر برق شمشیر چمک رہی ہی کسکی مجال ہی کہ شاہزادے پر ہاتھ ڈالے یکایک آسمان پر

لگے ابر پیدا ہوا ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ سب کے آگے شوکت جادو وا ور بید ابراش کے
وزیر زادی پانی برساتے ہوئے نمایان ہوئے اب جو لشکر شاہزادہ آکر گرا ساحرون سے
سحر چلنے لگا بہ حکم انجام و گلزار نقیب بڑھکے اشعار عبرت پڑھتے ہین بیچ لشکر مین آکر پکارتے
ہین کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرو روز جنگ است جنگ باید کرد کہ کوشش
نام و ننگ باید کرد یارو آگاہ ہو کر موت سے کسی کو چارہ نہین ہی بڑے بڑے شاہان جہان
تاج و تخت چھوڑ کر چل بسے کوئی شی کام نہ آئی فقط اعمال ساتھ ہوے جب قبر مین پہونچے تو نکیرین
نے آکر سوال کیا کہ خدا تیرا کون ہی اگر مردہ با اعتقادہ ہی تو اُسنے جواب باثواب دیا کہ اللہ جل جلالہ
ربی نکیرین نے پوچھا کتاب تیری کیا ہی جواب دیا قرانہ و کتابہ باب رسالت و امامت مین
بھٹکا اگر بوے محبت حیدر کرار غیر فرار قلب سے آئی تو بیڑا پار ہی اگر بوے محبت نہ پائی تو پھر
فرشتون نے سوال کیا کہ اپنے اعمال لکھو میت نے جواب دیا قلم دوات کاغذ کہان نکیرین
نے کہا اُنگلی تیری قلم ہی اور دہن تیرا دوات ہی کفن کاغذ ہی اب جو اُسنے ارادہ کیا کہ گناہ
لکھون جو جو دنیا مین کیے تھے وہ سامنے آئے سب اعضا دشمن ہوگئے تو یارو یہ دنیا
ناپائدار ہی اِسکا کیا اعتبار ہی جھکر لڑو نام روشن کرو طلسم کشا کو گرفتار کرو اور طرفدار طلسم کشا
کہتے ہین کہ اے سرداران نامی و اے پہلوانان گرامی انجام کا خیال کرو جو کچھ کہ کہہ گئے ہین یہی قبر
مین پیش آتا ہی نام کفر صفحۂ عالم سے مٹاؤ پروردگار کا اعتقاد کامل کرو دو پہر کامل جنگ رہی
مگر گلزار نے وہ سحر کیے کہ زمین تپنے لگی آسمان سے آگ برس رہی ہی سب سے زیادہ شوکت
بڑھ بڑھ کے شاہزادے پر سینہ سپر ہوتا ہی کسی ساحر کو قریب نہین آنے دیتا جس ساحر نے
چاہا کہ بڑھکر طلسم کشا پر ہاتھ مارے اُن شوکت نے بڑھکر اُسکو جلا دیا شاہزادہ لڑتا بھڑتا ہوا
قریب انجام پہونچا افسران فوج انجام شاہزادے پر گرے کہ تا یہ افسر اعلی نہ جانے
دین مگر شاہزادہ سب کو قتل کرکے قریب انجام پہونچا انجام نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے
نے تلوار کو تلوار پر روکا لوح کو چمکا دیا انجام نابینا ہوئی شاہزادے نے ہاتھ مارا
کہ انجام واصل جہنم ہوئی رہرو راہ عدم ہوئی مرنا انجام کا سب ساحر رو مالون سے
ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوے اطاعت اسلام کی شاہزادہ جنگ فتح کرکے جو پلٹا ادھر طلسم

یہان کا جو حاکم ہو وہ بھی بصدق دل مسلمان ہوا شاہزادے سے عرض کی یہ گنبد ارسطو ایک مقام بزرگ ہو اُس مین تشریف لے جائیے جو نیت کیجیے گا وہی سانحہ نظر آئیگا شاہزادہ اول بسم اللہ کرکے داخل گنبد ہوا مگر دل مین خیال گلشن بھرا ہوا ہو کہ اُس حریق آتش اشتیاق نے جان دی اُسکا کیا انجام ہوا اے گنبد ارسطو بحق اسماے حسینہ مین گلشن کو دیکھون یہ کہکر شاہزادہ بیٹھا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ دل وا ہوگئے دیکھا گلشن جادو ایک قفس مین بند بیٹھی ہو مقام باغ ہو ایک جادوگر سیہ فام جبر کر رہا ہو مگر گلشن شاہزادے کا نام لیکر یہ اشعار پڑھ رہی ہو

نظم

کب مین فارغ قید وحشت سے کہین مین رہا — پانوُن مین زنجیر یعنی طوق گردن مین رہا
دل پریشان تھا سو آنسو بھی پریشان ہوگئے — ایک ٹھہرا آنکھ مین اور ایک گردن مین رہا
آنے آتے تا گلو سوز نفس سے جل گیا — ایک دم بھی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا
رنج ناحق فرق کب عصمت مین آیا آپکی — پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا
گھٹتے گھٹتے تن لبسان رشتۂ باریک تھا — مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا
کی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہین — بعد صیقل مورچہ ویسا ہی آہن مین رہا
کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوے — فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا
ابتدا مین راحت داماں مادر تھی نسیم — انتہا کا پھر مزا آغوش مدفن مین رہا

شاہزادے نے جو یہ حال گلشن کا دیکھا ایک چیخ ماری کہ گنبد ہلگیا کاؤس دوڑکے اندر آیا عرض کی شہریار خیر تو ہو شاہزادے نے کہا مین نے گلشن کو اس حال مین دیکھا کاؤس نے کہا ارسطو سے پوچھیے اور تقریر کی تصویر کھینچیے کہ ارسطو بتائے کہ یہ مقام کون ہو ارسطو سے جو آکر پوچھا ارسطو نے کہا ایسا مقام طلسم مین نہین ہو کاؤس نے کہا مین تلاش کو جاتا ہون یہ کہکر کاؤس براے تلاش نکلا مگر حال گلشن اب تحریر کرتا ہون کہ جب گلشن کو آگ پر بہرام نے بٹھایا ہو تو دھوان بلند ہوا ایک ساحر سحر مین زبردست بادۂ کفر سے مست اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے آسمان سے دیکھا کہ ایک نازنین آگ پر بیٹھی ہو اور گرد شعلہ ہاے آتش بلند ہین دھوان پیچ و عقاب بنکر گلشن کو اُٹھا لیگیا

اپنے باغ مین لایا شب کو جلسہ آراستہ کیا گلشن کو بلوایا اور سوال وصل کیا ملکہ نے جوابدیا
او ملعون اپنی صورت دیکھ مین تیرے لایق ہون تیری پوتی معلوم ہوتی ہون ہر چند عقاب
نے کہا مگر گلشن نے نہ مانا عقاب نے پوچھا بھلی تمکو کون جلا رہا تھا کسنے آگ پر بٹھایا تھا
گلشن نے کہا مجھسے خطا ہوئی ہمارے بزرگ سزا دیتے تھے تو کیون اٹھا لایا مین زہر کھا کر
اپنی جان دونگی تجھکو قبول نہ کرونگی جب اس مقدمے کو عرصہ گذرا تو اسنے کنیزون سے پوچھا
کیون صاحبو آخر کیا کرون کنیزون نے کہا جب آپ انہین کوٹھری مین بند کرتے ہین تو کسی کا
نام لیکر روتی ہین ہم لوگون نے سنا کہ ماہ عالم افروز کہکر روتی ہین عقاب نے کہا
دریافت کرو کہ ماہ عالم افروز کون شخص ہی مین اسکو پکڑ لاؤن اور سامنے اسکے قتل
کرون تب مجھسے راضی ہو آگاہ ہوجائے کہ معشوق قتل ہوا تو سوا میرے قبول
کرنے کے کیا کریگی یہ سوچکر بالاے بام آکر بیٹھا سحر کو جگایا مگر ابتک نہین معلوم ہوا
کہ ماہ عالم افروز کون شخص ہی کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی عقاب نے سر اٹھا کے
دیکھا کہ ایک ضعیفہ محمودی کی چادر اوڑھے ہوے سفید اطلس کا پائجامہ پہنے بیٹھی ہوئی
رو رہی ہی اور دمبدم پکارتی ہی ای فرزند تم خاک کا پیوند ہوے آج چوتھا دن ہی کہ یہ
پالنے والی ڈھونڈھتی پھرتی ہی تمھاری صورت نہین دکھائی دیتی صورت اپنی دکھاؤ اس
ضعیفہ کو شاد کر جاؤ عقاب جادو یہ حال دیکھکر بیقرار ہوگیا کوٹھے سے اترا جنگل مین آکر
اس ضعیفہ کا ہاتھ تھام لیا گوشہ چادر چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک ضعیفہ نہایت گوری
جھریان پڑی ہوئی رونے سے آنکھین سرخ ہورہی ہین عقاب نے پوچھا ای مادر مہربان
کیون روتی ہو تمھارے رونے سے دل کانپتا ہی بڑھیا نے بنگاہ غور عقاب کو دیکھا
دیکھتے دیکھتے اپنے مقام سے اٹھی عقاب کی بلائین لینے لگی کہا ای نور نظر تمھاری صورت
کا میرا بیٹا تھا بالکل یہی سن و سال یہی حسن و جمال آج چوتھا دن ہی کہ اسنے انتقال کیا
آج اسکی صورت کا نشان تم مین دیکھا تم بیٹا کون ہو مگر تمکو یکدر باتی ہون مین محتاج نہین
ہون سب کچھ میرے پاس ہی یہ کہکر کمر سے بٹوا نکالا اسمین سے نگینے نکالے کہا لو بیٹا یہ صرف
کرو جبو مزاج مین آئے وہ کرو اور گھر مین سب کچھ ہی ایک گانون تمھارا باپ چھوڑ گیا ہی اسکو

بیچو ناچ وغیرہ دیکھو شراب پیو عیش کرو مین اپنی جان تک تمھارے واسطے صرف کرونگی عقاب نے کہا اے مادر مہربان مجھے خود سب کچھ میسر ہی مین آپ کا خرچ کرنا نہین چاہتا ہی چاہتا ہون کہ چلکر بہ آرام بیٹھو جو کچھ مجھکو میسر ہی اُسسے تنا ول کرو بڑھیا نے کہا بیٹا یہ نہ کہو میرا جان و مال سب تمھیر نثار ہی کسی بات مین کمی نہ کرونگی عقاب بڑھیا کو لیکر کوٹھے پر آیا مگر ملول و حزین ہو رہا ہی بڑھیا نے پوچھا بیٹا چپ کیون بیٹھے ہو عقاب رونے لگا کہا اے مادر مہربان ایک نازنین کو لایا ہون کہ حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال چہرہ ماہ آسمان کمال لیکن مہینون سے قید ہی مجھکو قبول نہین کرتی اُسی غم مین ہون بڑھیا نے کہا بیٹا بیٹھو وہ کون سی عورت ہوگی کہ تجھ ایسے جوان کو نہ قبول کریگی مین تو اُسکو دیکھون ایسا سمجھا دون کہ تمپر عاشق ہوجائے سیکڑون بہو بیٹیون کو آوارہ کر دیا کہ شوہر کو چھوڑ کر نکل گئین اور میرا فرزند یون بیقرار ہو ذرا مجھکو اُستک بھیجو ایسے دو انچھر پڑھون کہ تمپر پاگل ہوجائے عقاب نے کنیزون کو حکم دیا کہ مادر مہربان کو قفس کے پاس لے جاؤ کنیزین اُس بڑھیا کو بارہ دری مین لیگئین بڑھیا نے جاکر دیکھا کہ گلشن قفس مین بیٹھی رو رہی ہی جھک کر سلام کیا گلشن نے کہا او بڑھیا بیٹی تو کون ہی بڑھیا نے چپکے سے کہا آپنے غلام کو نہین پہچانا گلشن نے حیران ہو کر کہا کوئی غلام لونڈی نہین ہی اس مصیبت مین سواے پروردگار کے کون شریک ہی بڑھیا نے کہا آپ کا غلام کاؤس تیز رو عیار رفتاح طلسم آنگینہ شاہزادہ ماہ عالم افروز ہون نام شاہزادے کا سنکر گلشن مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا اے کاؤس تمھاری منظور نظر بھی قید ہی کاؤس نے کہا انشاء اللہ عقاب کو مارتا ہون اتنا کہدیا کہ مین خود تجھپر عاشق ہون گلشن نے کہا یہ کلمہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا کاؤس نے کہا خیر مین سمجھ لونگا یہ کہکر کاؤس باہر نکلا پاس عقاب کے آیا کہا اے فرزند مین راضی کر آئی تمھاری عقل کی کوتاہی ہی وہ تو خود تمپر جان دیتی ہی مگر تمنے ابتدا سے اُسپر ظلم کیا اُسکو بھی ضد ہوگئی تمھارا ہی نام لے لیکر روتی ہی مجھسے سب حال بیان کیا مین نے کہدیا کہ اب تمپر بدعنت نہ ہوگی وہ تمسے راضی ہی جلسہ آراستہ کرو مین بلواتی ہون بیٹھکر گاؤنگی اپنے بچے کا دل بہلاؤنگی یہ کہکر عقاب کو زیر قصر لائی جلسہ آراستہ کیا قفس گلشن کا منگوایا اور قفس سے نکلوایا سامنے بیٹھکر بڑھیا

یہ خوش آوازی یہ غزل گانے لگین **نظم**

تیرے جلوے سے جو یون ہر بیتاب ہو — کیون نہ سر جاہ زنخدان بھی چہ سیماب ہو
گورے گورے گال تیرے دیکھکر پھر آب ہو — آب ہو کر جوش بیتابی سے پھر سیماب ہو
ہون وہ گریان جو بند ہو پھر اشک کا سیلاب ہے — چشم تر بیتاب مثل ماہی بے آب ہو
کان سے اپنے اتارے تو جو اے دریا شکن — بالی کی ہر ایک مچھلی ماہی بے آب ہو
برشکال ہجر ساقی ہین اگر نالہ کرون — رعد کا زہرہ برنگ آب باران آب ہو
بیقراری کا ہون پتلا مثل سورج اے سجن — کیون نہ پھر پارہ کی مچھلی ماہی بے آب ہو
تم بھی ہشیار سے غافل سہی اے زاہدو — سمجھے بیداری جسے تم ایسا نہ ہو وہ خواب ہو
جوش میرے آنسوؤن کا دیکھ لے دریا اگر — کان مین حلقہ غلامی کا وہین گرداب ہو
سرکشی تیری ہو کیا زاہد کہ اس بت کے حضور — تیری مسجد کا منارہ ہوکے خم محراب ہو
ہین بھی کعبے مین بھی اللہ سے مانگون مراد — میری طاعت کو اسی دروازے کی محراب ہو
واعظون سے ملتے ہین ہم رند مشرب اسطرح — جسطرح آمیختہ باہم شراب و آب ہو
تیرے کوچے کا ہون عاشق یہ تمنا ہے مجھے — روزن دیوار جالے دیدہ بیخواب ہو

بڑھیا نے اس مزے سے اشعار گائے کہ عقاب جادو بیقرار ہو گیا بڑھیا نے ایک جام لبریز کیا خواصون سے کہا تم بھی شراب پیو مین اپنے فرزند کی شادی کرونگی ایسا جلسہ ہو کہ تمام رئیسان شہر جمع ہون عقاب جادو نے جام لیا مادر مہربان کہکر سلام کیا بڑھیا نے کہا بیٹا پی جاؤ مین گاؤن بجاکر جلسہ کرونگی کہ تم بھی خوش ہو عقاب جادو جام پی گیا اور کنیزین بھی پینے لگین کنیزون نے جو شراب پی اور بیہوشی نے تاثیر کی دست درازیان ہونے لگین ایک نے ایک کا دوپٹہ کھینچا دوسری نے کہا لو تمھارے منھ پر سانپ لہرا رہا ہے اسنے جواب دیا کہ بوا دیکھ رہی ہو کہ موذی لہرا رہا ہے تم مارتی نہین ہو اس کنیز نے جوتا اٹھاکر منھ پر کنیز کے مارا ہاے کہکر وہ گری دونون بیہوش ہوئین کنیزون مین دست درازیان ہونے لگین عقاب جادو یہ کہکر اٹھا کہ مادر مہربان تم دیکھ رہی ہو ان خواصون نے محفل کو میری بازار بنا دیا بیہوشی کام کر گئی

تھی اُٹھتے اُٹھتے گرا کاؤس نے اُٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم منتشر بن منتشر برہم کن محفل
فرزند شاپور شیردل خنجر مارا کہ عقاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک سب کنیزونکو بھی منتشر
کاؤس نے قتل کیا محفل کو مزبلۂ قصابان بنا دیا صبح ہوتے ہوتے کاؤس نے صبح کردی
صبح کو ملکہ گلشن اور وزیرزادی کو رہا کیا تخت پر سوار کرکے لے چلا وزیرزادی نے ایک
تخت سحر تیار کرلیا ہی آگے سب کے ملکہ گلشن پہلو مین وزیرزادی پشت پر کاؤس تخت
اُڑاتا ہوا چلا یہان ملکہ گلزار جادو خزانہ طلسمی نکلوا رہی ہین کنارے پر لشکر کے زار و نزار
مال لدوا رہی ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا گلزار نے سر اُٹھا کر بیٹی کو جو دیکھا گلزار کا حال ہوگیا
غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا حیران تھی کہ اسکو تو جلا دیا تھا یہ زندہ کیونکر ملی جھپٹ کر شاہزادے
سے خبر کی کہ منتشر کاؤس ملکہ کو لیے ہوے آتا ہی شاہزادہ و گلین و برگ و شگوفہ کیت توبہت
سب برائے استقبال دوڑے ملکہ گلشن آکر ملین شاہزادے نے پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کیا
معرکہ تھا کیونکر اُس آگ سے جان بچی گلشن نے بیان کیا کہ عقاب جادو مجھکو اُٹھا
لے گیا تھا مگر پروردگار نے اُسکے پنجۂ بدعت سے بچایا کاؤس خوب وقت پر پہونچا
شاہزادے نے کہا اے ملکۂ عالم مین نے تمھارے دشمنون سے انتقام لیا طلسم فتح ہوا
مگر بخدا دل کو آرام نہ تھا جب ارسطو نے بیان کیا کہ گنبد ارسطو مین جا کے پہلے تمھارا
نام لیا معلوم ہوا کہ تم زندہ بیٹھی ہو تو کاؤس کو روانہ کیا کاؤس مثل اپنے باپ کے
نامی و گرامی ہوگا اب جو خزانہ نکلا بارہ ہزار جوانون کے سلاح جنگ سونیکی پاکھرین
سب سامان اسی طرح کا طلسمی خزانے سے نکلا اُن سب کو شاہزادے نے بار کروایا
اور کوچ کیا طرف اپنے ملک کے چلے شکار کھیلتے ہوے جاتے ہین کہ ایک آہو سامنے
سے شاہزادے کے بھاگا شاہزادے نے اُسکا تعاقب کیا پہر سپہر تک اُسکے تعاقب
مین گئے بعد پہر سپہر کے اُس آہو کو شکار کیا اب جو چلے تو راستہ بھولے رات بھر پھری
کی مگر منزل مقصد پر نہ پہونچے صبح کو ایک شہر معلوم ہوا اُس شہر مین داخل ہوے شہر
آباد رعایا دلشاد ایک مقام پر آکر دیکھا ایک درخت مین کمان لٹکی ہی اور ایک
توڑا اشرفیون کا رکھا ہوا ہی چند سپاہی بیٹھے ہین آواز دے رہے ہین کہ یہ کمان

شہباز یکہ تاز مشرقی کی ہی جو اسکو کھینچے وہ یہ ہزار اشرفیان لے شاہزادے نے کمان اُتاری سپاہیون نے کہا بھی کہ یہ کمان شہباز یکہ تاز مشرقی کی ہی وہ اس سے کام لیتے ہین اگر نہ کھنچ سکیگی تو شہباز قید کریگا شاہزادے نے کہا جن لوگون نے نہین کھینچی انھون نے کچھ خیال نہین کیا اب انشاء اللہ ہم اسکو کھینچین گے یہ کہکر شاہزادے نے کمان اُٹھائی تیسرے نلاے مین کمان کو توڑ کر پھینکدیا اور کہا اس گھٹی کمان پر یہ گھمنڈ تھا سپاہیون نے وہ توڑا اشرفیونکا سامنے کر دیا کہا اب یہ آپ کا مال ہی غربا آ کر جمع ہوگئے شاہزادہ اشرفیان تقسیم کر رہا ہی سپاہیون نے جا کر شہباز سے اطلاع کی کہ ایک شاہزادہ نہایت حسین و جمیل آوارہ ہو کر آیا ہی اُسنے آپ کی کمان توڑ ڈالی شہباز سوار ہوا اُسوقت پہونچا کہ شاہزادہ اشرفیان بانٹ کر چاہتا ہی کہ سوار ہون کہ شہباز نے آ کر صورت زیبا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو گیا کہا اب آپ کہان جاتے ہین غلام کو سرفراز فرمایئے مین آپ سے امتحان کرونگا اگر آپ نے مجھکو زیر کیا تو ملک و مال سب نثار کرونگا اور اگر مین غالب آیا تو کل فوج کا سپہ سالار کرونگا شاہزادہ شہباز کے ساتھ دارالامارۃ مین آیا جو افسر جمال بے مثال دیکھتا ہی حیران ہو جاتا ہی کہتا ہی اے شہباز اس صورت کا انسان آجتک نہین دیکھا شہباز کہتا ہی اب کل حال کھلیگا دارالامارۃ مین لا کر شاہزادے کو مقام صدر پر جگہ دی صحبت آراستہ ہوئی ملازمون کو حکم دیا کہ طبل کشتی بجواؤ اکھاڑہ درست ہو ملازم اس خبر خواہی مین مصروف ہوے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز محفل مین حاضر ہین جام ارغوانی گردش مین صدا ہے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار گا رہی ہین

نظم

جلوۂ رخسار جانان سے نکل آتی ہی دھوپ	وصل کی شب میرے ویرانے مین آجاتی ہی دھوپ
کیا شب وصل صنم کی چاندنی آتی ہی یاد	روز فرقت جب مری دیوار پر آتی ہی دھوپ
وصل کی شب صبح ہونے ہی بندھا اشکونکا تار	پیشتر اے چشم تر بارش مین چھپ جاتی ہی دھوپ
وصل کی شب بخت بد اپنا دکھاتا ہی کمال	میرے گھر مین چاندنی آتے ہی بنجاتی ہی دھوپ
منکشف خورشید ہوجاتا ہی آتے ہی ادھر	بار کب ظلمت کدے مین ان دنون پاتی ہی دھوپ

کسقدر پُر نور ہی سایہ مرے محبوب کا
ہجر مین تاریک ہی رہتا ہی ویرانہ مرا
ہوتی ہی برپا قیامت مہر و مہ ہوتے ہین جمع
جسدن اُٹھ جاتا ہی تو اندھیر ہوتا ہی جہان
بیٹھتا ہون جب مین تیرے سایۂ دیوار مین
ہی مسخر آفتاب آسمان حُسن بھی ہاہ

چاندنی کی کیا حقیقت ہی کہ شرماتی ہی دھوپ
رات کو گر چاندنی تو دنکو ترساتی ہی دھوپ
وصل کی شب ساتھ اپنے چاندنی لاتی ہی دھوپ
سایے کے مانند بس تاریک ہوجاتی ہی دھوپ
چڑھتے چڑھتے ضد کے مارے پھر اُتر آتی ہی دھوپ
کیا عجب ناسخ جو بندش مجھسے یون پاتی ہی دھوپ

شاہزادہ شب بھر مصروف صحبت رہا صبح کو شہباز نے شاہزادے سے کہا کہ اکھاڑہ تیار ہی بہتر ہے آپ کے امتحان ہوجائے شاہزادے نے کہا بسم اللہ ہمراہ شہباز جو بارگاہ سے نکلے تمام خلقت کا جماؤ دیکھا گرد اکھاڑے کے لوگ بیٹھے ہین اُنکا انتظار کر رہے ہین کہ شاہزادہ آکر پہونچا سب اہل شہر جمال بے مثال دیکھکر تعریفین کر رہے ہین اور ہر ایک کا قول ہی کہ یہ جوان شہباز سے کیا لڑیگا مگر سلطنت ملک کی لیگا شہباز جو کہتا ہی وہی کریگا کہ شہباز اکھاڑے مین کود آگیا ڈنڈ پیلکر مٹی بازوون پر چڑھائی بیچ اکھاڑے مین کھڑا ہوکر جھومنے لگا پکارکر آواز دی اے شہریار آئیے شاہزادہ بھی اکھاڑے مین کود پڑا شہباز سے کشتی ہونے لگی شاہزادہ جہان پکڑلاتا ہی خوب گھسے مارتا ہی شہباز خستہ و شکستہ ہاتھے سے خون جاری بدحواس ہو رہا ہی اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی مگر شاہزادہ بھی دل مین کہتا ہی کہ ایسے پہلوان سے مقابلہ نہ پڑا تھا حقیقت مین بلا سے زورگار ہی دیکھیے کیونکر زیر ہو الغرض تین پہر شہباز سے لڑتے پہر دن رہے شہباز نے کہا ایک زور آخر کرتا ہون شہباز سے شاہزادے نے کہا کوئی بات اُٹھا نہ رہے شہباز شاہزادے کو لے دوڑا اُٹھ دس قدم ریلکر لایا وہان آکر پٹکہ مارا کہ شاہزادے کا بایان گھٹنا آشنا بہ زمین ہوا شہباز اوپر آکر چھایا کمر نہ بچھ مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھڑ جاتا مگر لنگر مین شاہزادے کے حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون شاہزادہ تڑپ کر اُٹھا شہباز کو ریلکر لے دوڑا پچیس قدم تک ریلکر لایا وہان آکر پٹکہ مارا کہ شہباز کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے شہباز نے چاہا

لنگر قائم کرون مگر حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی شاہزادے نے دونون ہاتھ
ستون کیے اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زورمین تا بزانو دوسرے زورمین تا بہ
سینہ تیسرے زورمین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے رکھا بایان قدم پیچھے رکھکر چرخ دیا کہ
مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا آخر پکارنے لگا ای شہریار الامان شاہزادے
نے ہاتھ سے رکھدیا شہباز قدمون پر گرا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ ہون شاہزادے نے فرمایا ماہ عالم افروز نواسا فغفور چین کا نور نگاہ ایرج نوجوان
نبیرۂ قاسم عالیشان و نبیرۂ صاحبقران زمان حسب نسب کا حال سنکر شہباز بہت خوش
ہوا جی مین کہتا ہی کہ ایسے کا رفیق ہوا کہ اس کمسنی مین جسکی یہ قوت و طاقت ہی خدا چشم زخم
سے بچائے شباب مین اُسنے کون مقابلہ کر سکیگا عرض کی غلام کے مسلمان ہونے مین
شرط ہی مجھسے عہد کیجیے کہ کل فوج کا سپہ سالار فرمایے مجھسے بالادست کوئی نہ بیٹھے شاہزادے
نے قبول کیا شہباز مع اہالی شہر مشرق بصدق دل مسلمان ہوا ساٹھ ہزار فوج سے ہمراہ
شاہزادے کے ہوا شاہزادہ بہ شوکت تمام و کیفیت مالاکلام شہباز ایسے دلیر کو ساتھ
لیکر لشکر مین آیا یہان پر سب انتظار کر رہے تھے شاہزادے کا استقبال کیا دربار مین
آئے کاؤس نے کہا پہلے چلکر مان سے ملیے پھر اختیار ہی شاہزادہ کے ہمراہ ساٹھ ہزار جوانان
گلگون پوش و دیگر جوانان پیلتن و پہلوانان تیغ زن بہ کیفیت تمام ہمراہ ہین اس شوکت و
شان سے اول شاہزادہ اُس شہر مین پہونچا کہ انجام جادو نے جسکے باشندونکو پتھر بنایا
تھا جب وہ مری تو اُن سب نے صحت پائی ہر ایک کہتا تھا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے
آقا نے اُس سحر کرنے والے کو مارا جب تو ہم سب بہ صورت اصلی ہوے کہ خبر سنی شاہزادہ
آتا ہی سب اہل شہر برائے استقبال آئے شاہزادہ داخل افغانستان ہوا حاکم مقرر کیا
ملکہ گلزار کو وہ ملک دیا کہا ای گلزار تم اب اِسی مقام پر رہو طلسم کا خراج آیا کرےگا وہ
تمھارے پاس جمع ہوگا گلزار جادو و گلبین و برگ شہر افغانستان مین رہے کل اہل
شہر افغانستان حیران تھے کہ شہریار نے کیا کارنمایان کیا ہی کہ طلسم آبگینہ فتح ہوا انجام
و لبہراعظم کا مارے جانا ایک امر عجیب و غریب ہی اُسنے کون مقابلہ کر سکتا تھا اِسی شہر کا کام

تھا کہ ایسی ساحرہ کو مارا اور طلسم کو فتح کیا شاہزادہ سب سے رخصت ہو کر بعد قطع منازل
وطے مراحل قریب اپنے وطن کے پہونچا ماں نے جب خبر سنی اور رکاؤس نے آکر خبر دی کہ آپکے
فرزند نے طلسم آبگینہ فتح کیا شہر مشرق کے شہریار کو سپہ سالار بنایا ہی اس دھوم سے
آتے ہین خزانہ بے حساب ساتھ ہی ماں کی محبت مادر رکاؤس سے کہا کہ چلو کوٹھے سے آمد
فوج کا تماشہ دیکھین شاہزادی و وزیر زادی و انائین و دادائیان بالاے بام آئین
آمد فوج کا تماشہ دیکھنے لگین جو ملازم ملک کے تھے وہ براے استقبال پہونچے شاہزادہ
بہ کیفیت تمام داخل شہر ہوا خزانے جمع ہوے شاہزادہ محل مین آیا ماں کے قدمون کو
بوسہ دیا کہا اے مادر مہربان اب ڈیڑھ لاکھ کا لشکر میرے ساتھ ہی اگر حکم ہو تو باپ کی
ملاقات کو جاؤن ماں نے کہا اے نور نظر تمھارے باپ ایسے مقام پہ ہین کہ جہان بڑے
بڑے پہلوان غلامی کرتے ہین مین کیونکر حکم دون کہ تم وہان جاؤ مگر شاہزادے نے
نہ مانا یہ ماں سے پوچھ لیا کہ قبلہ وکعبہ کس مقام پر ہین ماں نے کہا بیٹا فی الحال طلسم نوخیز
جمشیدی پر چڑھائی ہی سب سردار اسی کی فتح مین مصروف ہین تم بھی وہین جاؤ باپ سے
با ادب ملنا یہ غرور نہ کرنا کہ ہمنے طلسم آبگینہ فتح کیا وہ تمھاری کیا حقیقت سمجھتے ہین مگر
شاہزادے کو یہ خیال ہی کہ مین جاکر باپ سے مقابلہ کرون اس خیال مین شہباز کو حکم
دیا کہ لشکر تیار کرو شہباز نے لشکر تیار کیا شاہزادہ نقابدار گلگون پوش بنکر براے
مقابلۂ ایرج نوجوان چلا دو منزل شہر سے نکلے تھے کہ تمام شہرون مین خبر پہونچی قضاے کار
نہنگ مردم در ایک پہلوان ہی اسنے جو سنا کہ فغفور چینی کا نواسا بے حساب مال لیکر
آیا ہی اس فکر مین چلا کہ جاکر خزانہ چھین لون اور ماہ عالم افروز کو مارون تین لاکھ فوج
سے چلا لشکر شاہزادے کا اترا ہوا ہی شہباز انتظام کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا
نہنگ مردم در آکر پہونچا مقابلے مین اترا کہلا بھیجا کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو
خزانۂ آبگینۂ طلسمی میرے حوالے کرو شاہزادے نے جواب دیا کہ طبل جنگی بجوا کر میدان
مین آؤ نہنگ مردم در نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکر میدان
مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹتے نہنگ مردم در نے

گیندڑ انکالا میدان مین آکر پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے شہباز یکہ تاز مشرقی
شاہزادے سے اجازت لیکر میدان مین آیا نہنگ صف در سے مقابلہ کیا بعد کلام نیزہ
چلنے لگا شہباز نے نیزہ نہنگ کا نکالا نہنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا شہباز نے بار بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نہنگ لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی
دونون لشکر دیکھ رہے ہین شاہزادہ تعریفین شہباز کی کر رہا ہی کہ کس لطف سے لڑ رہا ہی
تین پہر کامل کشتی ہوئی نہنگ بھی عاجز ہو رہا ہی شہباز ریلکر لے دوڑا نہنگ ہٹتا ہوا
چلا جاتا ہی بیس قدم تک ریلکر لایا وہان پر آکر نہنگ رکا کہا اب پیچھے نہ ہٹونگا مگر شہباز نے
زور کیا نہنگ بھی پلٹا کشا کش زور رون کی ہونے لگی شہباز نے قدم بڑھایا وہان پر
سوش خانہ تھا دونون پانون شہباز کے اسمین جا رہے شہباز کا کولا اتر گیا غش طاری ہوا
سب پہلوانون نے دیکھ لیا کہ شہباز کا کولا اترا مگر نہنگ نے کچھ خیال نہ کیا شہباز کو نہنگ نے
گرا دیا اور مشکین باندھ لین ہر چند شاہزادے نے پکار کر کہا کہ اے نہنگ یہ کیا کرتے ہو
مگر نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا اور شہباز کو گرفتار کرکے لے گیا اپنی بارگاہ مین لایا اور
حکم دیا کہ لیجا کر اسکو قید کرو صبح کو دربار سمجھونگا مگر منتر کاؤس تیز رو واسطے بالادوی کے
نکلا طائران ہوائی کا شکار کیا ایک طائر کو ذبح کرکے ایک درخت کے نیچے بیٹھا کباب
لگا رہا تھا قضا سے کار شاپور شبرول ایک قزاق کی شکل بنا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا
ایک شاطر نخل کے نیچے کباب لگا رہا ہی سر سے گوپھن کھولا سوا پانچ سیر کا پتھر کلہ گوپھن مین
دیکر للکارا کہ او طفل بے ادب کپڑے اتار دے تو بڑا عیاری کا رکھ دے کاؤس کو کچھ
بن نہ پڑا تو بڑا اتار کر رکھ دیا شاپور نے تو بڑا اٹھا لیا اور کہا کپڑے اتار دے کاؤس نے
کہا او نا منصف ظالم اظلم جو کچھ نقد و جنس میرے پاس تھا وہ سب اسی تو بڑے مین ہی اب
لباس مین کیا رکھا ہی شاپور نے کہا تمھارا لباس نشانی رہیگا کاؤس ناچار ہوا کہ تلوار
کھینچے سر پر کھڑا ہی سر ہلانا دشوار ہی ہر چند اسنے فقرے دیے مگر شاپور فقرون مین کب آتا ہی
کاؤس چاہتا تھا کہ یہ منھ پھیرے تو مین نکلکر بھاگون مگر شاپور تیغ لیے سر پر کھڑا ہی شاپور
نے کہا لباس اتار دو ورنہ سر اڑا دونگا کاؤس کو کچھ نہ بن پڑا ناچار ہوا اول جامہ اتارا

شاپور نے جامہ لیکر ایک غرقی دی کہا اسے باندھ لو اور زیر جامہ بھی اُتارو کاؤس مجبور وناچار ہوا بڑے بڑے فقرے کیے مگر شاپور بلاے روزگار ہی خواجہ کا تعلیم کردہ جو بات کہی اُسکو فقرہ سمجھا زیر جامہ بھی اُتروا لیا بانہا سے عیاری بھی لیے اور کاؤس سے کہا جاؤ خبردار پلٹ کر نہ دیکھنا ورنہ ایک پتھر ماردونگا کہ سر اُڑ جائیگا کاؤس مجبور وناچار طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا اُسی حال سے دربار مین آیا شاہزادے نے پوچھا اے مہتر کاؤس یہ کیا معرکہ ہے مین تمکو کس حال مین دیکھتا ہون کاؤس نے عرض کی کہ جنگل مین براے شکار گیا تھا ایک قزاق نے لوٹ لیا کپڑے بھی اُتروا لیے شاہزادہ بہت خفا ہوا فرمایا اے کاؤس وہ قزاق کہان لیگا عرض کی اُسکا وہان مسکن نہین ہے نہ آگے پیچھے تھا مگر جہان کہین پا جاؤنگا بدلہ لونگا شاہزادے نے کہا اور لباس پہنو اور جاکر خبر لو کیونکہ شہباز کو نہنگ گرفتار کرکے لیگیا ہے دیکھو کیا کر رہا ہے ایسا نہ ہو شہباز کو قتل کر ڈالے کاؤس چلا لیکن کاؤس نے اپنا لٹنا جو شاہزادے سے بیان کیا تو شاہزادے نے سب حال سُنکر کہا اے مہتر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی عیار تھا کاؤس نے کہا اے شہریار اُسنے عجب ترکیب کی کہ جبتک دور رہا پتھر کا گوپھن مین دیا اُس سے ڈراتا رہا اور کہا ہتھیار ڈالدے جب مین نے ہتھیار رکھدیے تو تلوار کھینچکر سر پر آیا سب باندھنے وغیرہ لے لیے اور کہا کپڑے اُتار دو ورنہ سر اُڑا دونگا مین نے ناچار کپڑے وغیرہ دیدیے شاہزادے نے کہا مین جانون جاکر اُسکو ڈھونڈو کاؤس نے کہا وہ یہان کا رہنے والا نہین تھا کپڑے وغیرہ لیکر چلا گیا یہ کہکے براے خبر بھاگا اور یہان نہنگ نے صبح کو شہباز کو طلب کیا سردربار سمجھا شہباز نے جواب دیا میرا کورا اُترا اُنکو گرفتار کرلایا اسپر سوال مذہب کرتا ہے مین تجھسے لڑنے کو موجود ہون نہنگ نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد جو آیا اُسنے گردن پر کوئلے کا خط دیا شلنگین لگانے لگا خنجر چمکاتا تھا شہباز نے دل کو رجوع کیا پکارا اُٹھا کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز اپنا رحم کر نظم

یا لطیف و خبیر یا حافظ — یا سمیع و بصیر یا حافظ
یا قوی یا سلام یا قدوس — یا ولی یا قدیر یا حافظ
یا ملک یا مجید یا باری — یا علی یا کبیر یا حافظ

یا غنی یا لطیف یا شاہد
یا قریب و مجیب یا واحد
یا رؤف عطوف یا قاضی
یا بدیع و سمیع یا واقع
یا جلیل و جمیل یا خالق
پھر اُسے روز عیش دکھلا دے

یا رضی یا نصیر یا حافظ
یا مجید و منیر یا حافظ
یا بشیر و نذیر یا حافظ
یا ہو اللہ نظیر یا حافظ
یا مبین و مجیر یا حافظ
رنج میں ہوا اسیر یا حافظ

کہ کاؤس بشکل مبدل پہونچا یہ حال دیکھکر بھاگا آکر شاہزادے سے اطلاع کی شاہزادہ اُسی وقت سوار ہوا بقہر و غضب تمام جلا مرکب ابلق مجنون دریائی زیر ران طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی شاہزادہ سب راستہ طے کر کے دربارگاہ نہنگ پر پہونچا دربارگاہ پر جاکر گھوڑے سے اُترا درگہ سالار نے روکا شاہزادے نے کہا ہم ضرور اندر جائینگے یہ سنکر درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار روک کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں پہونچا نہنگ نے گھبرا کر کہا ارے درگہ سالار کو کسنے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری شاہزادہ ماہ عالم افروز دربار میں آیا اول جلاد کو للکارا جلاد نے چاہا خنجر مارون شاہزادے نے جلاد کو بھی قتل کیا شہباز کی قید کاٹی شہباز یا نور رنجیدہ بیٹھا تھا یا اُٹھتے ہی نعرہ کیا اور پکار کر کہا لے اُٹھ اب میں اپنے آقا کے ساتھ جاتا ہوں نہنگ نے کچھ جواب نہیں دیا شاہزادہ شہباز کو ساتھ لیکر باہر نکلا افسرون نے نہنگ سے کہا بھی کہ اگر حکم ہو تو روکین مگر نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا یہی کہے جاتا ہی کہ سر میدان سمجھ لونگا مگر شاہزادے کو دیکھکر حیران ہو گیا جی میں کہتا ہی کیا جری و بہادر ہی کس زور و شور سے آکر اپنے سردار کو لے گیا اگر اکیلے کو روکتا تو بہادر لوگ بدنام کرتے کہ عجب جرأت دکھائی اکیلے کو یون گھیر لیا میدان میں سمجھ لونگا شاہزادہ شہباز کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آیا ڈنگل پر جگہ دی مگر نہنگ بعد جانے شاہزادے کے تخلیے میں جا کر بیٹھا اور حکم دیا کوئی میرے پاس نہ آئے اکیلا بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی کہ میں نے جو سمجھا تھا

اُسکے سراسر خلاف ہوا اگر شہباز کا گولہ نہ اُترجاتا تو مین نہ لاسکتا اب اگر چلا جاؤن تو بدنامی ہی
اگر لڑون تو کیا سمجھکر لڑون جو ایسا جری و بہادر ہو کہ اکیلا میری بارگاہ مین گھس آیا اور کچھ بھی
جان کا خوف نہ کیا اپنے رفیق کو لے گیا اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ عیار اسکا سرنگ شبگرد
حاضر ہوا مالک کو رنجیدہ دیکھکر پوچھنے لگا کیون آقاے نامدار آپ کیون خاموش بیٹھے ہین
نہنگ نے کہا اے رفیق و شفیق مین شاہزادے کو ایسا نہ سمجھا تھا وہ تو جرأت کا پتلا نکلا اب
مین سوچتا ہون کہ کیا کرون اگر لڑون تو زیر ہو جاؤنگا اُسکا سردار کہ اسکا زیر کردہ ہی اُس سے
تو مین عاجز ہو رہا تھا اگر خود شاہزادے سے مقابلہ پڑے گا تو کیا ہوگا سرنگ نے کہا
اگر حکم ہو تو مین گرفتار کر لاؤن فورًا قتل کر ڈالیے آپ کو کون روک سکتا ہی نہنگ نے
کہا اے سرنگ اگر یہ کام کرو تو احسان عظیم ہوگا مین طبل جنگی نہین بجواتا تیرا انتظار کرونگا
جب تو شاہزادے کو لے آئیگا اور اُسکو قتل کرلونگا تو دوسرون سے سمجھ لونگا پھر کس کی
مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کر سکے سارے لشکر کو ٹھونک لونگا یہ جوان جو بدنام ہو کر گیا ہی اسکو
دھوکا دیکر مار ڈالونگا سرنگ اُسی وقت باہر آ کے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا راہ مین
آکر صورت بدلی سر شام کا وقت ہی بازار مین پھرنے لگا ایک ایک سے پوچھ رہا ہی
کہ شاہزادہ ماہ عالم افروز کس بارگاہ مین آرام کرتا ہی ایک شاگرد نے کاؤس کو خبر
دی کہ ایک ضعیفہ بازار مین شاہزادے کو پوچھتی پھرتی ہی کاؤس سمجھ گیا کہ کوئی عیار آیا
جست و خیز کرتا ہوا بازار مین آیا دور سے دیکھا ایک ضعیفہ بازار مین پھر رہی ہی اور ہر
ایک ایک سے پوچھتی ہی کہ شاہزادہ کس بارگاہ مین رہتا ہی کاؤس جھپٹ کر قریب آیا
پکار کر کہا بڑی بی صاحب ہمسے پوچھیے ہم بتا دین شاہزادے سے کیا کہو گی یہ کہتا ہوا قریب
آیا باتون مین لگا کر حلقہ ہاے کمند مارے سرنگ بھاگا کاؤس نے پیچھا کیا کہ جنگل
مین پہونچا سرنگ نے زنبیل بجائی اُسکے پانچ شاگرد سامنے سے پیدا ہوے اب تو کاؤس
گھبرایا جی مین کہتا ہی کس کسکو جواب دونگا بیقرار ہو کر دعا مانگنے لگا سرنگ نیچے پہنچا سامنے
آیا آپس مین نیچے چلنے لگا اب سرنگ کو یقین کامل ہی کہ میرے شاگرد قریب آجاتے ہین
گھیر کر اُسکو پکڑ لونگا کاؤس نے بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ [illegible] بلند کیا اور کہا اے

کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر کہ ایک طرف سے گرد اڑی مہتر شاپور شبیر دل
کہ بالا دوی کو نکلا تھا نمودار ہوا اُسنے دیکھا کہ جسکے ہین نے کپڑے چھپنے تھے اُسکو چھ عیار گھیرے ہوئے
ہین مگر وہ سب کو جواب دے رہا ہے شاپور نعرہ کر کے جا پڑا جاتے ہی پانچون عیارون کو
تھوڑے عرصے مین مار کر ڈالدیا سر نگ بھاگا اب شاپور طرف کاؤس کے متوجہ ہوا
کہا کیون مہتر صاحب یہ عیار کون تھے کاؤس نے کہا نہنگ نامے ایک پہلوان ہے کہ وہ
مقابلے مین ہمارے آقا کے آیا ہے مگر مکار و جعلساز ہے روز اول شہباز کو لے گیا تھا ہمارے
آقا رہا کر لائے شاپور نے پوچھا تمہارے آقا کا کیا نام ہے کاؤس نے کہا ماہ عالم افروز
فرزند ایرج نوجوان شاپور نے پوچھا تمہارے باپ کا کیا نام ہے کاؤس نے کہا مین اُسکا
فرزند ہون کہ جو فخر دودمان مہتر ان کہلاتا ہے برہم کرنے والا ساحرون کی محفل کا شاپور
شبیر دل کاؤس نے پوچھا آپ کہان رہتے ہین شاپور نے بہانہ عیاری ٹالکر کاؤس
کو بیٹے کہا یہ اپنے باپ نے لیجاؤ خیر انشاء اللہ ملاقات ہوگی کاؤس سامنے شاہزادے کے
آیا شاہزادے نے پوچھا یہ باپ نے کیونکر پائے کاؤس نے کہا اُسی قزاق نے مدد کی پانچ عیار
دم بھر مین مار کر ڈالدیے پھر اُسنے باپ نے پھیر دیے اور یہ کہ گیا کہ انشاء اللہ ملاقات ہوگی
اب وہ اپنے لشکر کو گیا شاہزادے نے کہا تمنے ہمارا نام کیون بتایا ایسا نہ ہو کہ کوئی
جاسوس ہو مجھے منظور یہ ہے کہ اول نور الدہر سے مقابلہ کرون اُنکو زیر کر کے اپنے باپ
سے ملون اور عہد لے لون کہ ذنگل رستم کا نام اب نہ لینا کاؤس نے کہا سرکار کو اختیار
ہے اب مین کبھی نام نہ بتاؤنگا شاہزادہ خاموش ہو رہا مگر سر نگ نے جا کر سب حال نہنگ
سے کہا نہنگ کو مایوسی ہوئی کہ عیار بھی پلٹ آیا سر نگ نے کہا مین جاؤنگا اور پھر اکر
انکو لاؤنگا ہر چند سر نگ نے کہا مگر نہنگ نے قبول نہ کیا طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے
شاہزادے کو خبر کی شاہزادے نے بھی طبل جنگی بجوایا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے نہنگ گینڈا اڑا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی مین
شاہزادے سے مقابلے کا خواہان ہون شاہزادے نے مرکب نکالا گھوڑا طرارہ بھر کر
مقابلہ نہنگ مین آیا ہر چند کہ سردار منع کرتے تھے کہ آپ اسکے مقابلے مین نہ جائیے مگر

شاہزادے نے قبول نہ کیا نہنگ سے مقابلہ پڑا دونون نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے
شاہزادے نے گانٹھکر نیزہ نہنگ کا نکالدیا جب نیزہ نہنگ کا نکلگیا تو گھبرایا دل مین کہتا ہی
کہ یہ تو بہت بڑا زبردست ہی مین رفیق کو بھی زیر نہ کرسکا یہ تو افسر اعلیٰ ہی اسکو کیونکر زیر
کرسکونگا تلوار کھینچکر تھم گیا دیکھکر کہا اے شہریار آپ کی پشت پر کون کھڑا ہی مجھکو ڈراتا ہی نہیں
گوشے سے مارا چاہتا ہی اور تیغہ برہنہ ہاتھ مین ہی شاہزادے نے جو پلٹکر دیکھا نہنگ نے
ہاتھ تیغے کا مارا سر شاہزادے کا زخمی ہوا زخمی کرکے حلقہ ہاے کمند مارے شاہزادے کے
سر سے خون جاری ہی حلقہ ہاے کمند مین جو شاہزادہ پھنسا بیہوش ہو گیا نہنگ نے گرفتار
کر لیا اُسی حال مین مسلسل و مطوق کیا شہباز نے چاہا چاپڑون مگر کاؤس نے روکا کہ حضور
تامل فرمائین مین خبر لاؤنگا نہنگ شاہزادے کو لے گیا اپنی بارگاہ مین آیا افسرونکو اشارہ
کیا کہ چلنے کی تیاری کرو رات ہی کو افسرون نے تیاری کی کاؤس تو اس فکر مین رہا کہ صبح کو
خبر لاؤنگا مگر نہنگ رات ہی رات چل نکلا چاہتا ہی اپنے قلعے مین پہونچ جاؤن صبح کو نہنگ
جو ہیرا سے خبر گیا دیکھا سناٹا پڑا ہی چند لوگون سے جو باقی رہگئے تھے دریافت کیا تو احوال
معلوم ہوا کہ نہنگ کوچ کر گیا کاؤس پلٹکر لشکر مین آیا شہباز مع جملہ افسرون کو لیے ہوے
بارگاہ مین بیٹھا ہوا اسی فکر مین ہی کہ کاؤس پلٹکر آئے تو مین چاپڑون ہرچند کہ میری کیا مجال
ہی کہ اُس شہریار پر احسان کرون انھون نے مجھکو رہا کیا مین تو انکو رہا کر سکون مگر بلوہ ضرور
کرونگا کہ کاؤس روتا ہوا آیا شہباز نے پوچھا اے منتر والا گہر خیر تو ہی کاؤس نے کہا کہ اے شہباز
ہم تو غافل رہے نہنگ رات ہی کو کوچ کر گیا شہباز نے حکم دیا لشکر تیار ہو جہان نہنگ جائیگا
وہان جاکر مارونگا شہباز لشکر کو تیار کرکے تعاقب مین نہنگ کے چلا مگر نہنگ بارہ کوس
پر جاکر اُترا خیال مین ہی کہ کوئی میرے تعاقب مین آئیگا اس خیال مین اُترا ہوا ہی کہ صحرا سے گرد
اُڑی حشام چوب گردان گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر سامنے آکر پہنچا
نہنگ نے پوچھا اے برادر حشام کہان سے آتے ہو حشام نے جواب دیا کہ برائے شکار
نکلا تھا تمھاری خبر سنکر چلا آیا مگر تم کہان سے آتے ہو نہنگ نے کہا اے برادر حشام مین
برائے گرفتاری نبیرہ حمزہ گیا تھا اُسکو گرفتار کر لایا ارادہ یہ ہی کہ اپنے ملک پر جاکر قتل کرونگا

حشام نے کہا کہ فرزندان حمزہ ایسے نہین ہین تمنے کسی مکر سے گرفتار کیا ہوگا نہنگ نے
کہا مکر کیسا سر میدان نکلا نبرد ور گرفتار کر لایا اب ارادہ یہ ہی کہ اپنے قلعے پر جا کر قتل کرون
حشام نے کہا ای نہنگ میرے سامنے تو شاہزادے کو بلاؤ مین اُسکو دیکھون اور پوچھون
کہ تم لوگ تو طبل یکتائی بجاتے ہو ہمارے دوست نے تمکو کیونکر گرفتار کیا یہ لوگ جری اور
بہادر ہین انصاف بھی کرتے ہین صاف صاف کہدیگا کہ مین زبر ہوا نہنگ دربار مین
لیکر حشام کو آیا افسرون کو حکم دیا کہ شاہزادے کو بارگاہ مین لاؤ افسر جا کر شاہزادے کو
لائے سر مین زخم مسلسل و مطوق مگر زنجیرین ہلاتا ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی حشام نے کہا کیون ای نبیرۂ حمزہ ہمارے دوست نے تمکو زبر کیا شاہزادے کو بڑا غصہ آیا
فرمایا ای پہلوان تمہارا دوست مکار ہی سر میدان اُسنے مکر کیا زخمی کر کے کمندون مین گرفتار
کر لیا ہرچند کہ زخمدار ہون مگر ایسے امتحان کو موجود ہون حال کھلجائیگا حشام نے کہا ای
نہنگ قید سے رہا کر کے اس جوان سے مقابلہ کرو میرے سامنے زبر ہو دیکھون تو کیونکر
اطاعت نہین کرتا اُن لوگون کا دستور ہی کہ اگر یہ زبر ہوتے ہین تو اطاعت مین انکار نہین
کرتے نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا حشام نے کہا مین مقابلہ کرون زبر کر کے تمہارے
قدمون پر گرا دون یہ کہکر اُٹھا ہتھکڑی شاہزادے کی کاٹی کہا تامل فرمایئے آہنگر کو بلاتا ہون
بالکل رہا کر دونگا شاہزادے نے کہا ای پہلوان اگر وقت رہائی آ گیا تو کچھ آہنگر کی ضرورت
نہین یہ کہکر نعرہ زور مین آ کر قید کو توڑ ڈالا حشام تعریفین کرنے لگا کہ ای شہریار کیون
جلدی کی مین تو آہنگر کو بلاتا تھا شاہزادے نے کہا ای پہلوان مین تمسے سب طرح موجود
ہون اگر قصد کرون کہ چلا جاؤن تو کوئی روک نہین سکتا مگر تمسے وعدہ کیا ہی برائے مقابلہ
موجود ہون حشام نے حکم دیا کہ جراح کو بلاؤ انکے زخمون مین ٹانکے دے اور کھانا
تیار کرو جب اِنکا زخم اچھا ہو لیگا تب اِنسے مقابلہ کرونگا شاہزادے نے کہا مین ابھی
موجود ہون حشام نے کہا آپ کا زخم سر اعلی ہی شاہزادے نے کہا ایسے زخمون کا کیا اعتبار
ہی مین تمسے مقابلہ کرونگا حشام نہ مانتا تھا مگر شاہزادے نے ٹانکے دلوا کے کہا ای حشام
اب مقابلہ کر لو یا تم میری اطاعت کرو یا مین تمہاری اطاعت کرون حشام خوش ہو گیا اور

جی مین کہتا ہی کہ اگر یہ شیر میری اطاعت کریگا تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا شاہزادے کو سامنے لیکر
اکھاڑے پر آیا مگر یہ کہے جاتا ہی کہ آپ ابھی خستہ ہین مین یہی چاہتا ہون کہ بعد دو چار دن کے
مقابلہ کرون مگر شاہزادے نے نہ مانا حشام سے مقابلہ ہوا شاہزادہ اس زور و شور سے
حشام سے لڑا کہ حشام عاجز ہو رہا ہی سر سے خون جاری ہی جہان تک لڑائے دو چار گھسے مارے
حشام تنگ ہو جاتا ہی بمشکل نکلتا ہی تین پہر کامل شاہزادے سے لڑا پہر دن رہے کہا ایکروز
آخر کرتا ہون بس اسی زور پر خاتمہ ہی شاہزادے نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے حشام دونون
مونڈھے شاہزادے کے تھام کرکے دو ہاتھ اچھلا سات قدم تک شاہزادے کو لایا وہان
آکر شاہزادہ پلٹا حشام کو پچیس قدم پر بکر لایا وہان آکر پٹکا مارا کہ دونون گھٹنے حشام کے
آشنا بزمین ہوئے ہاتھ ڈھیلے کر دیئے فرمایا ای حشام لنگر تھا ہی کر حشام نے تڑپ کر
لنگر یارا زمین کو تھام کر بیٹھا کہا ای شہریار اب تو میرے لنگر کو دیو بھی نہین اکھیڑ سکتا یہ سنکر
شاہزادے نے آستین چڑھا کر ہاتھ بڑھایا کمر زنجیر مین ڈالکر زور کیا پہلے زور زمین تا بہ گھٹنہ
دوسرے زور زمین تا بہ سینہ تیسرے زور زمین سر سے بلند کیا حشام نے کہا ای شہریار مین
زیر ہوا اطاعت کو موجود ہون شاہزادے نے ہاتھ سے رکھدیا حشام نے بدل اطاعت
کی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا نہنگ سے کہتا تھا ای نہنگ تم بھی اب امتحان کرلو کہ حوصلہ باقی
رہے نہنگ نے کہا چلکر بارگاہ مین بیٹھیے مجھے اب حوصلہ نہین ہی دونون کو لیکر بارگاہ مین
آیا دو جام شراب آغشتہ بہ داروے بیہوشی منگائے ایک جام شاہزادے کے سامنے
لایا دوسرا حشام کو دیا اقرار تو یہی کر رہا ہی کہ مین آپ کا مطیع ہون شاہزادہ و حشام دونون
بیہوش ہوئے نہنگ نے دونون کو گرفتار کیا قصد ہوا کہ قتل کرون وارین استادگین
جلا جمع ہوئے دونون کو نہنگ لیکر میدان خونی مین آیا دونون کو دار پر کھینچا اور
تیر اندازون کو جمع کیا ارادہ ہی کہ تیر باران کرون کہ ادہر سے گرد اڑی شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان کہ برائے شکار نکلے تھے دور سے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال دار پر
کھنچا ہوا ہی ایک پہلوان چاہتا ہی تیر اندازی کرون شہزنگ سے کہا دریافت تو کرو یہ
جوان کون ہی کیون اسکو قتل کرتے ہین شہزنگ جھپٹ کر گیا اور خبر لیکر آیا عرض کی کہ ای

شہریار فرزند ایرج نوجوان ہین نہنگ نے مکر سے گرفتار کرکے دار پر کھینچا ہی نورالدہر نے ارادہ کیا کہ جا پڑون شاہزادے کو رہا کرون کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی شہباز یکتاز مشرقی کہ لشکر لیکر چلا تھا اُسوقت آکر پہونچا کہ شاہزادے کو دار پر دیکھا بیقرار ہوگیا نعرہ کرکے جا پڑا اسکا لشکر ظفر اثر تین لاکھ فوج جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن تلوارین کھینچکر آپڑے تلوار پر تلوار چلنے لگی اور شہباز لڑتا ہوا قریب قیدیون کے پہونچا شاہزادے کی قید کاٹی حشام کو بھی رہا کیا مگر نہنگ نے جو دیکھا کہ شہباز نے آکر دونون کو رہا کر لیا فوج کو اشارہ کیا کہ ان دونون جوانون کو گرفتار کر لو کل فوج کا بلوہ ہوا یہ دونون شمشیر لڑ رہے ہین سر نہنگ کا مقابلہ شہباز سے پڑا مکر سے اسنے شہباز کو زخمی کیا شاہزادے نے دیکھا کہ شہباز زخمی ہوا تلوار کھینچکر جا پڑے چاہا نہنگ کو مارون ایک جوان نے پشت سے آکر ہاتھ مار دیا شاہزادہ بھی زخمی ہوا حشام جو آکر لڑا یہ بھی آفتاد سے زخمی ہوا اب یہ جوان زخمون مین مجبور رہے ہین مگر مصروف جنگ ہین شمشیر نگ نے نورالدہر کو خبر دی کہ وہ سب جوان زخمی ہوے نہنگ بڑا مکار ہی یہ شاہزادہ فرزند ایرج نوجوان ہی نورالدہر کو تاب نہ آئی نام فرزند ایرج سنکر بیقرار ہوگئے مرکب کو بڑھاکر نعرہ کیا کہ با شیدائی کافران بیحیا وائی نابکاران پر دغا منم نبیرۂ صاحبقران زمان فرزند دلبند پہلوان جہان شاہزادہ

بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبش		عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده
ز طفلی یہ جرأت ہنر داشتم		لقا را بہ یک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم		شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرہ کرکے جا پڑے یا تو چہار جانب سے شاہزادے پر حربے پڑ رہے تھے نورالدہر پہونچے وارگرد شاہزادے کے پھرنے لگے جس کسی نے ارادہ کیا کہ شاہزادے پر ہاتھ مارے نورالدہر نے بڑھکر اُسکا سر اُڑا دیا کئی سو جوان افسران نامی ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے نہنگ بھاگا بھاگا پھر رہا ہی افسرون سے کہتا ہی ہان یارو گھیر کر ان سکو

مار لو اس جوان نے تو آکر قیامت برپا کی مگر فوج نہنگ کی بہت ہی نور الدہر پر بلوہ ہی ہر فرد بھی ہلڑ ہی کہ اس جوان کو گرفتار کر لو سب بلوہ کرکے آتے ہین مگر نور الدہر کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اسقدر فوج ہی کہ تمام صحرا بھرا ہوا ہی نور الدہر نے جو دور سے دیکھا کہ شاہزادہ گھرا ہوا ہی البتہ نہ بلوہ کرکے مار لین تو بڑی بدنامی ہوگی تاجر زادہ کہیگا کہ میرے فرزند کی خبر نہ لی ہملوگ ہمیشہ دست چپیون کی مدد کیا کیے شکر ہی ہر وہ مددگار رہا کہ کبھی ان لوگون سے سر نہین جھکایا یہ سوچ سمجھکر لڑ رہے ہین مگر نہنگ پشت پر سے آیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا جب نور الدہر اور حریف سے متوجہ ہوے تو نہنگ نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر نور الدہر کا بھی زخمی ہوا کہ صحرا سے گرد اڑی نہنگ تو گھبرا گیا کہ شاید مسلمانون کی مدد آگئی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان فیل مست پر سوار کئی لاکھ فوج پشت پر اسنے جو دور سے دیکھا کہ نہنگ لڑ رہا ہی مگر بھاگتا پھرتا ہی نعرہ کرکے آپڑا آواز دی کہ ای نہنگ نہ گھبرانا ما بدولت آپہونچے منم املاک ابلیس پرست مین اپنے بیٹے سے بھی وعدہ کرکے چلا تھا کہ جہان مسلمانون کو پاؤنگا مثل نقش قدم مٹا کے چلا آؤنگا غرض نہنگ نے جو املاک کو دیکھا کہ فوج بے شمار ہی آتے ہی اسنے ہنگامہ ڈالدیا تین لاکھ فوج کا آنا اور بلوہ کرنا شاہزادہ بھی زخمی شہباز مشرقی بھی زخمی ہوا نور الدہر بھی زخمدار کثرت فوج سے بیقرار مگر شبرنگ نے جو دیکھا کہ ملازمون نے ماہ عالم افروز کو ہودا دام پر ڈال لیا ہی اور نور الدہر بھی سست لڑ رہے ہین سر سے اسقدر خون بہا ہی کہ لختے خون کے سینے پر جمے ہوے ہین شبرنگ نے کاؤس سے ملاقات کی پوچھا ای متروالاگہر تمہارے والد نامدار کا کیا نام ہی کاؤس نے کہا مین نے سنا ہی کہ میرے والد کا نام نامی و اسم گرامی فخر دودمان خواجہ عمرو مثنیٰ شاپور شبیر دل ہی مین انکے گلزار کا خوشہ چین ہون شبرنگ نے کہا سردار سب زخمی ہین اودھر دو سردار نہنگ و املاک ابلیس پرست ایک ایک انکین دیو ہی فوج ہماری دلدہی نہین کرتی ایک ایک جوان پر دس دس کا بلوہ ہی کس کس کو روکین اب تمہاری صلاح ہو تو نکل چلین کاؤس نے کہا مین خود اسی فکر مین تھا مگر تمہاری بھی صلاح ہوئی ورنہ ہاتھ سے کفار کے جان بری نہ ہوگی شبرنگ نے آکر نور الدہر کو بھی

ہوادار پر سوار کیا اور طرف صحرا کے چلے کافرون نے پیچھا کیا آگے آگے اہل اسلام بھاگے ہوے جاتے ہین کفار تعاقب مین ہر مقام پر یہی چاہتے ہین کہ کوئی قلعہ ملے تو اسمین پناہ لین بارہ چودہ کوس چلے تھے کہ ایک کوہ بلند دکھائی دیا شبرنگ نے کہا ای کاؤس اس پہاڑ پر چڑھ چلو کہ ذرا تو مہلت ملے کاؤس نے کہا آپ بڑے ہین جو آپ کی صلاح ہو وہی بہتر ہو ناچار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے ٹھہرنے نہ پائے تھے کہ صحرا سے گرد اڑتی سب نے دیکھا آگے آگے املاک ایک طرف سے نہنگ فوج کفار مثل مور و ملخ کے نیزے چمکاتے ہوے آپہونچے اہل اسلام کو جو پہاڑ پر دیکھا نہنگ سے کہا ای پہلوان ان مسلمانون کی قضا قریب ہی جب تو اس پہاڑ پر چڑھ گئے اور مین عہد کر چکا تھا کہ جہان مسلمان جائین گے گھیر کر مارونگا زندہ نہ چھوڑونگا خداوند ابلیس نے عہد میرا قبول کیا چہار جانب سے پہاڑ کو گھیر لو چہار جانب سے پہاڑ کو گھیر لیا اہل اسلام خستہ و شکستہ و پریشان بلوہ کفار کا دیکھ رہے ہین کاؤس نے کہا کیون مہتر شبرنگ اب کیا کروگے چہار جانب سے گھر گئے اب دشمنون کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شبرنگ نے جواب دیا پروردگار مالک و مختار ہی ادھر کفار نے مورچے اپنے قایم کیے مہتر کاؤس و شبرنگ نے جابجا گھاٹیون پر تیر انداز بٹھائے ہین زیر کوہ سے بھی تیر چل رہے ہین مگر پہاڑ سے جو تیر آتا ہی وہ کام کرتا ہی کفار زخمی ہو رہے ہین اور جب حملہ کرتے ہین تو تمام کوہ ہلجاتا ہی مگر دونون عیار اسطرح کی تیر اندازی کر رہے ہین کہ کفار بڑھ نہین سکتے بلوہ کرکے رہجاتے ہین غل مچاتے ہین چہار طرف سے ہنگامہ ہی کہ مسلمانون کو گرفتار کرلو شاہزادہ و نورالدہر بیہوش پڑے ہین زخمون مین ٹانکے بھی دیے گئے مگر ہوشیار نہین ہوتے پہر رات رہے کفار نے ایسا غلغلہ کیا کہ نورالدہر کی آنکھ کھلی قریب اپنے ماہ عالم افروز کو پایا جوش محبت سے گلے لگا لیا شاہزادے نے بھی آنکھ کھولی آپس مین باتین ہونے لگین شاہزادے نے پوچھا ای فرزند کہان سے آتے ہو شاہزادے نے تمام معرکہ طلسم آبگینہ کا بیان کیا یہ سنکر نورالدہر نے بہت تعریف کی کہ بڑا امر حل طی کیا حقیقت مین معرکہ عظیم تھا افغان کو بڑے زور و شور سے مارا ماشاءاللہ مینے اخبار مین دیکھا تھا کہ فرزند ایرج نوجوان طلسم آبگینہ

گئے ہین نہین معلوم والد نامدار تمھارے کہان ہین اپنے باپ سے جرأت مین بہتر ہوگے
ماہ عالم افروز نے بگڑ کر کہا یہ آپ نے کیا کلمہ کہا نور الدہر نے کہا کہ تمنے ابتدا سے سن مین
طلسم آبگینہ فتح کیا ایرج نے آجتک کوئی طلسم نہین فتح کیا اسوجہ سے تمھاری جرأت کو ترقی
ہی مین تمکو زیادہ جری جانتا ہون ماہ عالم افروز خاموش ہو رہا چار پہر رات اسی باتون
مین گذری کہ مہر عالم افروز سلح شجاع لیے ہوے میدان چرخ زبرجدی مین آیا چاہتا تھا
تماشہ قتل فنا کا دیکھون مگر املاک و نہنگ سوار ہوے کل فوج کو ساتھ لیا بلوہ کرکے
طرف پہاڑ کے چلے کاؤس و شبرنگ نے تیرونکی بوچھار کی اسطرح کے تیر مارے کہ دس
بارہ ہزار کفار مارے گئے فوج کفار پیچھے ہٹی املاک نے کہا کہ ای نہنگ ہم تم اکیلے
چلین پہاڑ کو فتح کرلین پھر فوج بھی آجائیگی ای نہنگ مین فوج کا بھروسا نہین کرتا مین
لاکھون سے اکیلا لڑ چکا ہون اس پہاڑ پر جانا کیا سختی ہی۔ آپس مین صلاح کرکے آخر
دونون نے گینڈے بڑھائے پہاڑ سے تیر پڑنے لگے یہ دونون بنڈیلے تیرونکو قلم کرتے
ہوے جاتے ہین جو تیر آیا اسے قلم کیا گینڈے ان کے تیرون کے انبار لگا دیتے ہین
مگر کاؤس و شبرنگ تیر اندازون کو اشارہ کر رہے ہین تیر انداز گھاٹیون سے تیر اندازی
کر رہے ہین مگر یہ دونون نہین مانتے کل میدان کو طی کرکے قریب کوہ پہونچے گینڈون سے
اُترے دامن گردانکر جست جو کی پہلی گھاٹی پر آئے سپاہیون سے تلوار چلنے لگی بگران دیو
زادون کا سپاہی کیا کرسکتے ہین جب اوجھر سپر کی مار دیتے ہین چار چار چھ چھ سپاہی غار کوہ
مین گر پڑتے ہین یہ دونون لڑتے بھڑتے کئی گھاٹیان طی کرگئے نور الدہر نے جو خبر سنی کہ
املاک و نہنگ گھاٹیون کو طی کرتے ہوے آتے ہین گھبرا کر نکل آئے ماہ عالم افروز
نے جو دیکھا کہ نور الدہر باہر جاتے ہین تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا پیچھے نور الدہر کے
شاہزادہ بھی باہر نکلا دونون شیر باہر آئے دیکھا گھاٹیون پر تلوار چل رہی ہی نہنگ و
املاک اسطرح لڑ رہے ہین کہ اہل اسلام جان دیتے ہین چاہتے ہین انکو بڑھنے نہ دین
مگر وہ دونون پیل دیو خصال عفریت مثال بڑھتے چلے آتے ہین نور الدہر نے قصد کیا کہ
جا پڑون ماہ عالم افروز نے دامن تھام لیا کہا پیر مرشد ایسا ارادہ نہ کیجیے غلام جاتا ہے

نورالدہر نے کہا یہ تو غیر ممکن ہے کہ ہمین اپنے سامنے شہیدین جانے دون دونون شہیر رُکے مگر جھپٹ کر جو اُٹھے تھے سر کے ٹانکے ٹوٹ گئے تھے خون سر سے جاری ہے اہل فوج نے جو یہ معرکہ دیکھا عاجز ہو کر پکارنے لگے اسطور سے دعائین کرتے تھے کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے

نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب
گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید
بہ جوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را
تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نیارد ہوا تا نہ گوئی بیار
زمین آورد تا نگوئی ببار
جہان را بدین خوبی آراستی
بروزان کہ یاری گری ساختی
زگرمی و سردی و از خشک و تر
سرشتی بہ اندازہ یک دگر
چنان پرکشیدی بستی نگار
کہ بہ زدان نیارد خرد در شمار
چنان ہین خوان کرم گسترد
کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

سب نے بلک کر جو دعا کی چند گھاٹیان باقی ہین کہ املاک و نہنگ سرکوہ پہ پہونچین کہ تیر دعا اہل اسلام کا ہدف مراد پہ پہونچا کہ صحرا سے گرد اُٹھی قضا ے کار نقدیر و حُرون قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان براے شکار آئے تھے شاپور نے خبر دی کہ نورالدہر بن بدیع الزمان فلان پہاڑ پر گھرے ہوے ہین کفار کا بلوہ ہے یہ سنتے ہی ایرج نوجوان کوکب تاب آتی ہے اسی وقت روانہ ہوے اسوقت پہونچے کہ نہنگ و املاک چند گھاٹیان طی کر کے بر سر کوہ پہونچے ہین چاہتے ہین کہ قریب جا کر پہاڑ کو فتح کرین کہ صحرا سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بے حیا و اے نابکاران پر دغا قاسم شمشیر بستان تیرۂ صاحبقران نور نگاہ قاسم نوجوان ایرج عالیشان نعرۂ ایرج ہالک ایرج آن آفتاب منیر ہے کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ہے او بے حیا خبردار پہاڑ پر نہ جانا اگر دعوی جرأت ہے تو اُتر آؤ وہ دونون کب اُترتے تھے گھاٹیون پر لڑ رہے ہین ایرج قریب پہاڑ کے پہونچے اور گھوڑے سے اُترے گھاٹی کو طی کیا نورالدہر دیکھ رہے ہین

کرا ایرج نوجوان گھاٹی کو طے کرتا ہوا آتا ہے اور نعرہ کرتا ہے کہ او بیحیا آگے نہ بڑھنا ورنہ کل فوجکو برباد کردونگا
ایرج نوجوان کی ہمراہی ہین جو عیار چھ ہزار جوان ہین وہ پرے باندھے ہوے کھڑے ہین
جب ایک گھاٹی قریب رہگئی تو ایرج نے للکارا کہ او نامرد وہین ہین آتا ہون انشاءاللہ تم
سب سے سمجھونگا املاک نہایت آتشخو شعلہ مزاج ہے تلوار کھینچکر کود پڑا ایرج پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا
ایرج فنون سپاہ گری سے ماہر بارہ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالکر تلوار املاک کی چھین لی اور
کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور نہنگ کو للکارا کہ او بیحیا تیرے ساتھ والا تو زیر ہوا میرے
ہاتھ پر چڑھا ہے ادھر متوجہ ہو تو تجھکو حال کھلے نہنگ نے جو بلندی سے دیکھا کہ املاک
ایسے کو اٹھا لیا سوچا کہ یہ جوان بہت بڑا زبردست ہے اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے اسوقت
املاک اسکے ہاتھ پر ہے جاکر مارلون یہ سوچکر کود پڑا اور یہ ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے املاک
کو سامنے کردیا پشت پر املاک کی تلوار پڑی پکارکر آواز دی او نہنگ دشمن کے بدلے
مجھے زخمی کیا نہنگ نے چاہا دوسرا ہاتھ مارے ون ایرج نے املاک کو ہاتھ پر تول کر
نہنگ پر پھینک مارا دونون پرا کھا ہوکر گرے اس غار مین پہونچے کہ جہان کا نشان
نہین ملتا مارکر ان دونون کو ایرج پلٹے زیر کوہ آکر گھوڑے پر سوار ہوے اور فوج
پر جا پڑے شاپور نے دیکھا کہ آقا سے نامدار فوج کفار پر جا پڑے ساتھ والون سے
اشارہ کیا کہ ہان یارو یہی وقت جنگ و جدل ہے آقا تمھارا ایکہ و تنہا لاکھون پر جا پڑا ہے
تم بھی جانبازی کرو کئی ہزار جوان لڑے بھڑے ہمراہیان ایرج نوجوان فوج کفار پر
جا پڑے اول تیر بارے کئی ہزار کفار تیرون سے گرائے بعد تیرون کے نیزے پکڑکر
ہل گئے جسپر نیزہ مارا اسے گھوڑے سے گرا دیا مہتر شاپور شیر دل اپنے آقا کے قریب
پشتی بانی کر رہا ہے حقہ ہاے آتشبازی مارتا ہے ہزارونکو جلا دیتا ہے تمام میدان دھوان
دھار سا ساتھ والے ایرج کے لڑ رہے ہین ایرج نے قلب فوج مین پہونچکر دیکھا کہ
علمدار لشکر املاک فیل مست پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہے دمبدم پکارتا ہے کہ
ہان یارو یہی وقت ہے جانبازی کرو اپنے آقا کو بچاؤ افسر تمھارے مارے گئے
اب جانبازی کرکے دشمن کو مارلو مہلت نہ دو تم لاکھون ہو وہ چند کس انکا مارلینا کیا

بات ہی یہ دیکھکر ایرج نے للکار کر او نامرد کیا تو چلکو تیر غیب دے رہا ہی کچھ اپنی جرأت تو دکھا
علمدار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مارا تیغہ دودمہ سکندری
دست بدست ایرج نوجوان برق شمشیر تڑپ کر گری علمدار کو مع علم کاٹا کفار پر علم ماتم
گرا علم کو کاٹ کر تلوار نے ہاتھی کو کاٹا اور زمین میں آکر بوسہ دیا شاہزادہ ماہ عالم فروز نے سرخیہ
کر زخمدار ہی سر سے خون بہہ رہا ہی کہا ای شہریار دیکھا آپ نے کہ قبلہ و کعبہ نے کیا ہاتھ مارا
ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی جہان قدم اٹھا وہان اٹھا پھر کسکے روکے سے رک سکتے
ہین سکان بلند رکاب کہ فوج کا افسر اعلی ہی فوج کو لیکر بھاگا صحرا مین ایک قلعہ ہی کہ
قلعۂ تریاق اسکو کہتے ہین رواق تریاق نشین وہان کا حاکم ہی اپنے قلعے سے دیکھا کہ
ایک فوج شکست خوردہ آتی ہی سکان بلند رکاب آگے آگے فوج کے پاؤن نہین
جمتے پشت سے ایک جوان تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے للکارتا ہوا آتا ہی رواق نے
سکان کو پہچانا اور پکار کر آواز دی ای سکان یہ کیا معرکہ ہی سکان نے ہاتھ اٹھائے
اور پکار کر آواز دی کہ ہمکو قلعے مین آنے دو رواق نے قلعہ کھلوا دیا سکان مع فوج
قلعے مین پہونچا رواق سے سب حال بیان کیا کہ املاک مارے گئے نبیرۂ حمزہ ہمارا پیچھا
نہین چھوڑتا رواق نے جواب دیا کہ یہ قلعہ ایسا نہین ہی دیکھو کہ تین تین ضربین چڑھی
ہوئی ہین بڑے بڑے لوگ آئے انھون نے آکر قلعے پر دھاوا کیا مگر ہین قلعے سے نہین
نکلا دم پھر مین شکست دی آخر ناچار ہوکر بھاگے تو تم بہ اطمینان بیٹھو یہان کوئی نہ
آسکیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایرج نوجوان کرۂ بن اشقر پر سوار تلوار علم کیے
پہونچا سکان کو جو بالاے قلعہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ او حاکم قلعہ ہمارے چور کو
نکال دو اسی مین بہتر ہی ورنہ مین آتا ہون رواق نے پکار کر آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ
زیادہ جرأت کا خیال نہ کرنا ورنہ بہت پچتاؤگے یہ قلعہ ایسا نہین کہ جسکو لے سکو یہ
سنکر ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو اراپے سے اٹھایا اور گھوڑے
کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او رواق مین آپہونچا رواق نے اشارہ کیا گولہ انداز ون نے
نہین معلوم کان مین توپون کی کیا کہ کسکر پھونکا کہ توپین گرجین اور رنگین آگ اگلنے لگین

اور ہمراہیان ایرج تو رک گئے مگر ایرج نوجوان شیر بیشۂ قاسم عالیشان کب رکتا
ہی گھوڑے پر کود آ گیا وہ مرکب تیز رو طرارے بھرتا ہوا چلا جو گولہ داہنے بائیں گیا
اُسپر توجہ نہ کی جو گولہ سامنے آیا تمانچہ گرز کا مار دیا کہ گولہ اُلٹا پلٹا جا کر خندق میں گرا وہ
دنتاتا ہوا اکز قلعہ ہلگیا ایرج نوجوان راہ کو طے کر کے قریب خندق کے پہونچا آواز دی
کہ او رواق میں آ گیا اب کوئی آگے روکے سکان نے کہا اے رواق اگر کہو تو جا کے
روکوں قلعے میں نہ آنے دوں رواق نے کہا اے سکان غیر ممکن ہے کہ تم جا کر اس جوان
سے مقابلہ کرو اول تو خندق مابین میں حائل ہے اگر فرا کر آیا تو ہم قلعے میں اسکو مار لینگے
زندہ نہ چھوڑینگے ادھر ایرج نوجوان قریب خندق کے کھڑا تھا گھوڑے کو جو ایڑ کی تو
گھوڑا خندق کو فرا گیا قریب پھاٹک کے ایرج پہونچے گرز پھاٹک پر مارا پھاٹک
لہرا کر گرا ایرج نوجوان اندر قلعے کے آیا اہل قلعہ لڑنے لگے ایرج نوجوان بھی شیرانہ
لڑنے لگے ہر طرف سے بلوہ ہوا اور ریلا ہو رہا ہے کہ اس جوان کو مار لو مگر کوئی قریب نہیں
آتا ایرج نے اُسی جنگ میں افسروں کو تاک تاک کر مارا جب کئی سو افسر قتل ہوئے تو
رواق سامنے آیا للکار کر آواز دی او جوان اب کہیو نہ بچیگا ایک ضرب شمشیر میں
دو پرکالے کر دونگا ایرج نے کہا او نامرد آ تو مردان عالم کی ضرب تو قبول کر دیکھوں
تو کیسا بہادر ہے رواق نے بڑھکر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ رواق
کے دو ٹکڑے ہوئے رواق کے مارے جاتے ہی سکان نکل بھاگا ایرج نے قلعہ
تسخیر کیا شتالبور نے بڑھکر عرض کی کہ سکان نکل گیا ایرج نے اہل قلعہ کو مسلمان کر کے
سکان کا تعاقب کیا مگر سکان بھاگا ہوا جاتا تھا بارہ کوس پر جا کر سکان کو ایک قلعہ
ملا کہ نہایت بلند و مرتفع حاکم وہاں کا کوہسار صحرا نشین اُسنے سکان کو پہچانا بالائے
قلعہ سے آواز دی کہ اے سکان ہمارے قلعے میں آؤ ہم تمکو دامن میں پناہ دیں یہ سنکر
سکان قلعے میں گیا کوہسار حال پوچھ رہا ہے کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم ایرج نوجوان
او بے حیا ہمارے چور کو نکال دے ورنہ قلعہ ویران کر دونگا کوہسار نے کچھ جواب نہ دیا
ایرج نے گھوڑا بڑھایا بالائے قلعہ سے تیر پڑنے لگے ایرج تیروں کو کب مانتا ہے

تیرون کو قلم کرتا ہوا جاتا ہی تھوڑی دیر مین راہ کو طی و پیدا کر کے قریب خندق پہونچا کوہسار کو تاب نہ باقی رہی قلعے سے نکل پڑا ایرج سے آکر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے خالی دیکر ہاتھ مار دیا کر کوہسار کے دو ٹکڑے ہوے اس جنگ کا حال قابل ملاحظۂ ناظرین ہی کہ سکان سات دن برابر بھاگا اور ایرج نے پیچھا نہ چھوڑا ساتوین دن ساتھ والون سے کہا کہ یارو کہان بھاگ کر جاؤن اب ٹھہرتا ہون اس جوان سے عذر کرون دام مکر پھیلاؤن شاید پھنس جائے ایسا شیر دلیر میری نگاہ سے نہین گذرا آج سات دن گذرے کہ ہمیر آب و دانہ حرام ہو گیا اور یہ وہ نوجوان بھی گھوڑے سے نہین اترا کلیجہ اور دل تو دیکھو کیا جرأت و شوکت ہی کہ تیور پر بل نہین بھوکا پیاسا چلا آتا ہی ہمارا تو بھوک سے عجیب حال ہی خیر ٹھہر نے تو پائین گے پھر جیسا کچھ ہو دیکھ لین گے سب ساتھ والے عاجز ہو رہے تھے سب نے کہا کہ بہت اچھی صلاح ہی پس سکان نے رومال سے ہاتھ باندھے تلوار گلے مین ڈالی راہ مین آکر ایرج کی کھڑا ہوا پکار کر آواز دی فرو سر بکف پیش تو امی ظل اکہ آمدہ ایم بہ سایۂ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم یہ کہکر طرف قدمون کے چلا یہ فرزند صاحبقران مین خلق مجسم قدمون پر نہ گرنے دیا سر سینے سے لگا لیا مگر سکان نے شاہزادے کے سامنے کلمہ مکر سے پڑھا ہاتھ باندھکر سامنے آیا اور فوج سے کہا لو صاحبو میری خطا معاف ہوئی مجھے یقین نہ تھا کہ خطا معاف کرینگے مگر یہ گل گلزار صاحبقرانی حسن مین یوسف ثانی خلق مجسم ہین کہ مجھ ایسے کی خطا معاف کی مجھے یقین نہ تھا کہ مجھ ایسے نالایق کی خطا معاف کرینگے مگر سبحان اللہ کیا جری و بہادر ہین بحر جرأت کے بے بہا دُر ہین سب اہل فوج آکر قدمون پر گرے ظاہر مین کلمہ پڑھا ایرج کو اپنی بارگاہ مین لایا خدمت گذاری کرنے لگا شراب مین بیہوشی ملا کر پلائی شاپور کو کسی کام کے حیلے سے باہر بھیجا یا اسوقت ایرج کو شراب پلائی ساتھ والون سے اشارہ کر دیا کہ عیار کو باہر ہی رکھو اندر نہ آنے دو شاپور باہر گرفتار ہوا دس کا فر ٹوٹ پڑے خنجر بھی نہ کھینچنے پائے کہ گرفتار ہو گیا سکان نے سب کو گرفتار کر کے ارابے پر سوار کیا اور لیکر چلا یہان

صاحبقران زمان کہ لشکر مین موجود تھے نورالدہر کے پلٹ کر نہ آنے سے بیقرار ہوے اور ہرکارون سے حکم دیا یہان بیٹھے کیا کرتے ہو خبر لاؤ کہ نورالدہر پر کیا گذری ہرکارے لشکر سے نکلے تین کوس گئے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایرج نوجوان کو ایک پہلوان لیے جاتا ہو دیکھتے ہی پلٹے آکر صاحبقران کو خبر کی صاحبقران سوار ہوے چند سوار ہمراہ اسوقت پہونچے کہ سکان ایرج کو لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا ہو ایرج سے کہہ رہا ہو کہ کیا تمھین زندہ چھوڑونگا ایرج نے جواب دیا او نامرد تیری کیا مجال ہو کہ ہاتھ لگا سکے سکان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا ایرج نے ہاتھ اٹھایا ہتھکڑی کٹی خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ کر پھینکدیا ہتھکڑی گھما کر ایک سپاہی پر ماردی اسکا سر پھٹ گیا اسی کی تلوار اٹھالی لڑنے لگے ہر طرف سے ایرج پر بلوہ ہو کہ صحرا سے گرد اڑی نعرۂ امیر کی آواز آئی نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماهتاب سپهر کمال
ممندون ز پیشم فراری شده	زمین دیو عفریت عاری شده
همه قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد به قاف
همه شهر آباد اسلام شد	کر صاحبقران در جهان نام شد

نعرہ کرکے صاحبقران آپڑے امیر کا لڑنا صفون کو درہم و برہم کر دیا لڑتے ہوے قریب ایرج کے پہونچے آواز دی او نور نظر پارۂ جگر یہ کیا سحر تھا ایرج نے کہا عرض کرونگا اسوقت تو مغلوب ہو گیا مقبل وفادار کہ بارہ ہزار تیر انداز لیکر چلا تھا عین وقت پر پہونچا آتے ہی ایک سڑاکا تیرونکا مارا بارہ ہزار جوان گرائے تلوار کھینچکر آپڑا ہمراہیان مقبل جہاندیدہ کار آزمودہ اسطرح جمکر لڑے کہ امیر مہلت پاکر قریب سکان کے پہونچے سکان کو اٹھا لیا سکان بصدق مسلمان ہوا مگر ایرج نے کہا او جد عالی تبار نورالدہر ایک پہاڑ پر گھرے ہوے تھے مین نے جاکر بچایا یا نہین معلوم انپر کیا گذری اگر حکم ہو تو جاکر خبر لون امیر نے فرمایا حریف کو تو تمنے مار لیا اب کیا خوف ہو خدا نے چاہا تو آجائینگے صاحبقران ایرج و سکان کو لیکر لشکر مین آئے مگر نورالدہر و ماہ عالم افروز کے زخمدار تھے صحرا مین اترے دوسرے دن صحرا سے گرد اڑی صفاک خونریز نامے پہلوان ساٹھ ہزار

فوج سے پہونچا حال نور الدہر دریافت کرکے آیا اور شریک ہوا اور طوطے کیطرح مسلمان
ہوکر دونون شاہزادون کو گرفتار کرلیا اور اسپے پر ڈالکر لے چلا مگر ایرج نوجوان شب کو
پڑے سو رہے تھے دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا تھے عالم خواب مین دیکھا کہ مین قلعۂ
ذوالامان مین آیا ہون ملکہ گوہر ملک جو سامنے آئین ایرج نے سلام کیا گوہر ملک نے
سر ایرج کا سینے سے لگایا اور فرمایا ای نور نظر اپنے ہمچشم کی بھی خبر ہی سفاک خونریز انکو
اور تمھارے فرزند کو لیے جاتا ہی جاکر انکی خبر لو گیتی افروز سامنے سے آئین ایرج کو
گلے سے لگا لیا فرمایا نور نظر نور الدہر کی جاکر خبر لو انکو جاکر قید سے چھڑاؤ ایرج نے
چاہا کچھ اور پوچھون کہ آنکھ کھل گئی بیقرار ہوکر اٹھا کہ شاپور سامنے آیا کہا ای شاپور مین نے
یہ خواب پریشان دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی شاپور نے کہا مین جاکر خبر لاؤن ایرج نے
کہا مین خود چلونگا یہ کہکر سوار ہوے شاپور کو ساتھ لیکر چلے کوئی دو کوس راستہ طی کیا
تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان نہایت زبردست ساٹھ ہزار فوج پشت پر
نور الدہر و ایک جوان نوخواستہ کو ایک اراسپے پر ڈالے ہوے چلا آتا ہی اور ایک
عیار کہ صورت سے ظاہر ہوتا ہی کہ بلاے روزگار ہی اُس جوان حسین کے پیچھے ہتھکڑیان
بیڑیان پہنے بیٹھا ہی مگر اپنے آقا کی خیرخواہی کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ آقا رہائی پائین تو
ہم بھی قید سے چھوٹین ایرج نوجوان نے جو یہ معاملہ دیکھا شاپور سے پوچھا کہ یہ
کون شخص ہی شاپور نے کہا ای شہریار مین مدت سے خبر سن رہا ہون کہ آپکے فرزند
نے خروج کیا اور ایسا جری و بہادر ہی کہ شہر افغانستان مین گھسکر افغان بلندقامت
ایسے شخص کو مارا اور شہر تسخیر کرلیا ایک مرتبہ راہ مین وہ عیار مجھکو ملا تھا تو مین نے
قزاق بنکر اُسکا لباس وغیرہ چھین لیا تھا تو عیار نے یہ کہا تھا کہ میان قزاق صاحب
خیر مین ایسی لایق تھا جو آپ نے میرے ساتھ کیا مگر بدلا اسکا ملیگا جب لشکر اہل اسلام
مین خبر پہونچیگی تو کوئی ضرور تمھاری فکر کریگا یہ کہکر چلا گیا مین جانتا ہون یہ جوان وہی
شہزادہ ہو اتفاق کی بات ہی کہ نور الدہر کے ساتھ گرفتار ہوا اب آپ تدبیر رہائی ضرور کرین
ایرج نے کہا مین چاہتا ہون کہ پہلے نور الدہر کو رہا کرون کشتی گیر زادے پر احسان

ہو کر یہ بھی سمجھے ایرج نے آکر رہا کیا اور یہ اگر میرا فرزند ہے تو اُنسے نفرت کریگا و نگل رستم کی اُسکو ضرور فکر ہوگی اسی سے ثابت ہوجائیگا کہ ہمارا نور نظر ہے شاپور نے کہا بہر نوع آپ آگئے ہین تو انکی کمک کیجیے ایرج نے کہا اے شاپور جسوقت سے اِس جوان کو دیکھا ہے خون رگون مین جوش مار رہا ہے شاپور نے کہا ہرچند کہ غلام نے قزاق بنکر عیاری کی تھی مگر دل کو بیقراری ہوئی کہ اِسکو کیون ستایا مجھے اُسکا ستانا ناگوار ہوا اب آج سب حال کھلجائیگا ایرج نے گھوڑا بڑھایا اور نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بیرو غانشم نقدِ روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر　　که صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ یلی برکشم از غلاف　　تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم　　زگاو و زمین تیغ بیرون کنم

اور بہت سے اوصاف اپنے بیان کرکے ایرج جا پڑے ماہ عالم افروز نے جو اپنے باپ کے نعرے کی آواز سُنی نہایت خوش ہوگئے منہر کاوس سے کہا اے رفیق شفیق کس خرابی سے باپ کا سامنا ہوتا ہے ہمنے تو اسباب شوکت پیدا کیا تھا کہ یون سامنے جائینگے سرداری عالی مین اپنی آبرو بڑھائینگے مگر ایسے مقام پر سامنا ہوا کہ دل کو شرمندگی حاصل ہوئی یہ کہکر انتظار مین ہوے کہ کیونکر رہائی پاؤن لڑ بھڑ کر نکلجاؤن اِس سوچ مین شاہزادہ بیٹھا ہے ایرج نوجوان لڑ رہے ہین سفاک خونریز نے حکم دیا کہ یارو قیدیون کا تو سر کاٹ لو مین نے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب اِنکا کوئی مددگار آئے تو اِنکو قتل کر ڈالنا ایک سپاہی تیغہ لیکر دوڑا قریب شاہزادے کے پہونچا آکے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے جان کے خوف سے ہاتھ اُٹھا دیے تلوار جو پڑی ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی شاہزادے نے خانۂ زور مین آکے نعرہ کیا اور کہنے لگے نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من　　گرمی بازار عشق از تف خون من است
برسر دار فنا خانۂ غوغائے من ہے　　باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستۂ زنجیر عشق　　بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ منھ سرو بوستان
صاحبقران نور نگاہ ایرج نوجوان ایرج نے یہ آواز دور سے سنی مثل گل کے شگفتہ
ہو گئے کہا اے شاپور نعرہ تمنے سنا شاپور نے کہا بڑی بات ہے کہ شاہزادے کو اپنا مخفی
رکھنا منظور نہیں ہے مگر ماہ عالم افروز نے نگہبانوں کو مار کر بھگا دیا پہلے کاؤس کی قید
کاٹی لڑتا ہوا قریب نور الدہر کے آیا کہا اٹھیے اس احسان کو فراموش نہ کیجیے گا خبردار
اب دنگل رستم کا نام نہ آئے یہ کہکر نور الدہر کی بھی قید کاٹی نور الدہر جو نعرہ کر کے اٹھے
ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا اور نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بہ خشم
بقہر ماہ شہ ستارہ حشم شاہزادۂ نور الدہر ماہ نعرہ کر کے لڑنے لگے اب ایرج سے
آنکھ مل رہی ہے ایرج نے جو نور الدہر کو دیکھا پکار کے آواز دی بھائی صاحب
بڑے بے غیرت ہو ایک لڑکے نے تمکو رہا کیا اور پھر لڑائی میں مصروف ہو
جاؤ منھ چھپا کر بیٹھو نور الدہر نے جواب دیا کہ میں نے آنکی جان بخشی کی اگر انھوں نے
مجھکو رہا کیا تو کیا کمال ہوا مگر ماہ عالم افروز نے جو دیکھا کہ ایرج و نور الدہر مصروف
جنگ ہیں کاؤس سے کہا آؤ ہم اور اب نکل چلو باپ سے اسطرح کا ملنا ہمکو نہیں پسند
ہے اور طور سے ملیں گے کاؤس نے بھی عرض کی کہ بہت بہتر تجویز ہے شاہزادہ لڑتا
بھڑتا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا یہاں ایرج نوجوان نے اور نور الدہر نے جنگ
کر کے فوج کو شکست دی اس عرصے میں شبرنگ بن عمرو فوج کو نور الدہر کی بھی لایا
اب جو فوج تازہ دم آکر شریک جنگ ہوئی لاشوں کے انبار لگا دیے نور الدہر نے
گھوڑا اپنا طرف سفاک کے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او نامرد اب مردان عالم سے مقابلہ
نہیں کرتا مکر کر کے گرفتار کر لیا تھا اب ہمنے رہائی پائی سفاک نے جو نور الدہر کی آواز
سنی ساتھ والوں سے کہا میں اس جوان کا سر لاتا ہوں یہ کہکر گینڈا بڑھایا اور قریب
نور الدہر کے آیا ایرج نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ نور الدہر مقابلہ سفاک میں
جاتا ہے دور سے للکارا کہ او کشتی گیر زادے خبردار حریف پہ ہاتھ نہ ڈالنا ایسا نہو کہ
تجھکو چشم زخم پہونچے میں اس سے سمجھ لونگا یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مگر سفاک نے آکے

نور الدہر پر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار خالی دیکر تیغہ خارا شگاف سلیمانی کو کھینچکر ہاتھ مارا سفاک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کاٹ کر تا بہ جگر گاہ پہونچی تھی کہ ایرج نے قریب آکر کمر پر ہاتھ مار دیا سفاک کا لاشہ زمین پر گرا نور الدہر نے کہا او نابکار دے مردے کو مارنا تمھارے بزرگان کا کام ہو وہی حرکت تمنے بھی کی ایرج نے کہا بس خاموش رہو ورنہ زبان کاٹ لونگا نور الدہر نے کہا اے ایرج چھوٹے قبلہ و کعبہ کا خیال آتا ہو فرمائینگے کہ میرے فرزند کو مار ڈالا ایرج نے یہ سنکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا آپس مین تلوار چلنے لگی انکو نور الدہر کو خیال ہوا کہ ایسا نہو کہ ایرج کو چشم زخم پہونچے بڑھ بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایرج نوجوان آتشخو شعلہ مزاج لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی فوج نے جو دیکھا کہ یہ جوان آپس مین لڑ رہے ہین دباؤ بڑا لاکر نور الدہر دعائین مانگ رہے ہین کہ ایسا نہوا ایرج کو میرے ہاتھ سے ذلت فاش ہو تو یقین ہی اپنی جان دیدینگا کہ صحرا سے گرد اڑی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی صاحبقران نے آکر نعرہ کیا نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بکف تیغ صمصام و قمقام نام — بکف تیغ عقرب تیگے ذوالحجام
بسی کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد
سمندون زپیشم فراری شدہ — زمین دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف — سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران در جہان نام شد

آکر فوج کفار پر گرے کہ شاپور نے بڑھکر عرض کی یا صاحبقران زمان وہ دونون جوان لڑ رہے ہین ہمارے آقائے نامدار بڑا پاس کرتے ہین ابتک زیر کر لیتے مگر انکو خیال آتا ہی کہ بڑے قبلہ و کعبہ آزردہ ہونگے اسوجہ سے دیر ہوئی حضور چلکر ان دونون کو علٰحدہ کرین صاحبقران نے اول فوج کفار کو شکست دی جب وہ سب بھاگ گئے تو امیر نے سامنے آکر للکارا کہ او جاہلو یہ آپس مین کیون لڑتے ہو اسکا انجام کیا ہوگا

کسی نے جواب نہ دیا تڑپ تڑپ کے لڑنے لگے صاحبقران کو ناگوار ہوا نعرہ کرکے
بیچ میں آپڑے داہنا ہاتھ سینے پر نورالدہر کے رکھا اور بایاں ہاتھ سینے پر ایرج کے
اور فرمایا ارے جاہلو آپس میں جنگ کرتے ہو فوج کفار دبا کر ڈالتی تو جان بچانا مشکل
پڑتی دشمن پر شوکت نمائی کرو حال جرأت کھل جائیگا ہم جانتے ہیں کہ تم دونوں بہادر
ہو اب آپس میں ملجاؤ دونوں کو بلوا کر صاحبقران نے اپنے ساتھ لیا بہ فتح و فیروزی
لشکر میں آئے جلسہ آراستہ کیا کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوئے آئے عرض کی قطران شیر شکار
برائے مقابلہ حضور آتا ہے فوج بھی بہت ساتھ ہے صاحبقران نے فرمایا خدا ہے یا ور دستگیر
جب آئیگا تو دیکھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی قطران شیر شکار گینڈے پر
سوار تین لاکھ فوج پشت پر اکثر سر کٹے ہوئے نوک نیزہ پر رکھے ہوئے اس زور و
شور سے قطران آکر پہونچا لشکر مقابلے میں صاحبقران کے آکر اتارا پہلے پیغام بھیجا
کہ اس سرحد سے چلے جایئے صاحبقران نے جواب دیا کہ بدون قتل جمشید ثانی قدم
نہ بڑھائینگے قطران نے طبل جنگی بجوا دیا امیر کو خبر ہوئی امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا تمام
شب تیاری ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب الفاظ
کرکے ہٹے قطران نے گینڈا اپنا نکالا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یہ سنکر
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آئے اور
عرض کی اجازت میدان ملے صاحبقران نے نورالدہر کو اجازت دی نورالدہر
مرکب بڑھا کر چلے قطران نے جو دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل آتا ہے ترکش
سے نکالا نشانے پر نورالدہر کے بزور مارا قطران نے کئی تیر مارے دونوں نشانے
لگا نشانے ہوئے ایک تیر پیشانی پر پڑا اچھا ہا گینڈا بڑھا کر گرفتار کیوں ایرج نوجوان
نے وہیں سے مرکب بڑھایا مالک سے کہا کہ لیاقت مقابلہ نہیں رکھتے سامنے تک
نہ پہونچ سکے آخر زخمی ہوئے تیر کیوں نہ قلم کیجے یہ کہکر مرکب اڑایا شبرنگ نورالدہر کو
پھیر لایا ایرج مقابلے میں قطران کے پہونچے قطران نے نیزہ مارا ایرج نے چند
تانوں میں نیزہ اسکا جدا کیا قطران نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے بار بچا کر

کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قطران لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے دنگ کر دیا ہی اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ قطران اپنی جان سے بیزار ہی جب ایرج نوجوان پکڑ لاتے ہین تو دو گھڑی تک رگڑتے ہین قطران کے ماتھے سے خون جاری ہی کچھ بن نہین پڑتا کیا کرے دن چار گھڑی دن رہے قطران نے کہا ای نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان ہین آپ سے ناحق لڑا اگر آپ میری اطاعت کرین تو کیا تعجب ہی کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کرون ایرج نے کہا ای قطران بڑے بڑون کو بھی حوصلہ رہا مگر یہ دن نصیب نہین ہوا قطران ایرج کو لے دوڑا سات آٹھ قدم لایا تھا کہ ایرج پلٹے چاہا ریلکر لے دوڑون قطران نے زور کیا کہ قدم نہ ہٹاؤن ایرج نے ہکہ مارا اقدام بڑھایا قضا سے کار وہان پر موش موش خانہ تھا دونون پانؤن ایرج کے موش خانے مین جا رہے قطران نے ہکہ مارا ایرج کا کولا اتر گیا قطران نے اسی حال مین ایرج کو گرفتار کر لیا ہرچند پہلوانون نے پکارا کہ او قطران یہ کیا کرتا ہی قطران نے کچھ خیال نہ کیا ایرج نوجوان کو گرفتار کرکے لے گیا صاحبقران نے ہرکارون کو حکم دیا کہ ہمکو خبر پہونچا نا ایسا نہ ہو کہ میرے فرزند کو قتل کر ڈالے ہرکارے ہر اسے خبر چلے مگر قطران نے ایرج کو مسلسل کرکے رات کو قید خانے مین بھیجدیا صبح کو سرخ لباس پہنکر بیٹھا ایرج کو سامنے بلایا کہا کیون نبیرۂ صاحبقران اب اطاعت مین کیا دریغ ہی کہ سر میدان مین نے زیر کیا سب نے دیکھ لیا اب اگر اطاعت نہ کروگے تو قتل کرونگا ایرج نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے وہ کر قطران نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ بیرون بارگاہ جلاد آیا خنجر چمکاتا ہوا اشلنگین لگاتا ہوا آواز دیتا ہی فرد سلطنت سلطان کند فریاد بیر جلاد چیست ہمہ مرغ رادانہ بلا شند طعمہ بر صیاد چیست ہمہ قریب ایرج کے آ کر گردن پر کولے کا خط کھینچا قطران اشارے کر رہا ہی کہ جلد اسکا سر کاٹ لو جلاد کہہ رہا ہی او گنہگار رجو کھاتا ہی کھالے جو پینا ہو پی لے ساغر عمر تیرا لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع ہوا ایرج نوجوان سر نگون دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم اسکی بدبختی سے

بجا لاے تیرے اوصاف حمیدہ کون بیان کر سکتا ہے نظم

خداوندا مالکِ جہان کارساز ۔ خداکار فرما و بندہ نواز
بہر حال دانا و بینا خداست ۔ نیاشد از و ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند ۔ در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد مگس را سلیمان میکند ۔ بگنجشک بخشند پر و بال و باز
کند اہل افلاس را مالدار ۔ گدا را دہد مسند عز و ناز
ببخشند بدریوزہ گر مملکت ۔ کند صاحب ملک ساماں ساز
دہد دار و بے درد بیمار را ۔ بہ بیچارہ بخشند و اچارہ ساز
کند عجز ہر مرد حاجت قبول ۔ پذیرد نہ ہر بندہ ناز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند ۔ بہر بندہ بندہ نوازی کند

ایرج مصروفِ دعا تھے دربارگاہ قطران پر درگہ سالار بیٹھا ہوا اسنے دیکھا کہ سامنے سے نقابدار نیلم پوش گھوڑے کو بھگائے ہوئے آتا ہے دربارگاہ پر آکے کود پڑا قصد کیا کہ اندر جاؤن درگہ سالار نے منع کیا کہ اس بارگاہ مین پہلوان دوران بیٹھے ہین جب پوچھ لونگا تب جانے دونگا نقابدار نے کہا ہم ضرور جائینگے غرض درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے بائین ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہونچا یہ دیکھکر قطران نے کہا ارے یہ کون ہے جسنے درگہ سالار کو مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا نقابدار بہادرانہ اندر آیا جلاد کو جھڑک دیا ایرج کی ہتھکڑی کاٹی ایرج نے قید توڑ کر پھینکدی ہر چند نقابدار نے للکارا کہ او قطران اٹھنا نہین تو تو اس جوان کو گرفتار کر کے لایا تھا اب روک تو لے مگر قطران نے کچھ جواب نہ دیا پہلوان جو گرد قطران بیٹھے ہوئے تھے انھون نے کہا بھی کہ اگر فرمایئے تو نقابدار کو روکین مگر قطران نے کچھ جواب نہ دیا کہا انکو جانے دو میری بارگاہ مین آئے ہین نقابدار نے ایرج کا ہاتھ تھام لیا کہا چلیئے کسکی مجال ہے کہ آپ کو روک سکے یہ کہکے نقابدار ایرج کو باہر لایا

بہت کوتل مرکب کھڑے تھے ایک مرکب پر سوار کیا کہا لیجیے خدا حافظ ہر چند ایرج نے کہا کہ اے
جوان تو کون ہے نام نامی سے آگاہ کر مگر نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا مرکب کو اڑا کر نکل گیا ایرج
نوجوان طرف اپنے لشکر کے چلے جب وسط لشکر میں پہونچے تو فوج نے بلوہ کیا ایرج
نوجوان اُنکے روکنے سے کب رکتا تھا اڑ بھڑ کر نکلا مگر پلٹ پلٹ کر دیکھتا ہوا جب کنارے
پر اپنے لشکر کے پہونچا تو شاپور شیر دل سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا آپ نے
کیونکر رہائی پائی ایرج نے آنا نقابدار کا بیان کیا کہا ایسی محبت صرف کی اُسنے کہ خون جگر
بارتا تھا مگر میں نے لاکھ چاہا کہ نقابدار کا نام دریافت کروں صورت دیکھوں اُسنے
توجہ نہ کی یہ باتیں کرتے ہوئے ایرج بارگاہ صاحبقران میں آئے صاحبقران براے
رہائی ایرج نوجوان جا رہے تھے کہ یکایک ایرج آکر پہونچے مگر دریاے خون میں
نہائے ہوئے صاحبقران نے حال پوچھا ایرج نے کل کیفیت بیان کی کہا دادا جان
کیا عرض کروں اُس نقابدار نے ایسی محبت صرف کی کہ دل بیقرار ہو گیا مگر بعد جانے ایرج
کے قطران نے پھر طبل جنگی بجوا دیا صبح کو میدان میں آیا ایرج نوجوان نکلے ہاتھ سے
قطران کے زخمی ہوئے قطران نے چاہا سر کاٹ لوں کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی وہی
نقابدار نیلم پوش آکر پہونچا گھوڑا بیچ میں ڈالدیا ایرج کو ہٹا کر مقابل ہوا قطران نے
ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر قطران کو زخمی کیا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا لیکن
قطران پلٹ کر بارگاہ میں آیا کہتا تھا کیوں یارو تم سب نے دیکھا یہ نقابدار کون تھا
سرداروں نے عرض کی کہ ہمنے صورت نہیں دیکھی کیا بتائیں نہیں معلوم کون بہادر
ہے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی وہی نقابدار نیلم پوش با فوج گران آکر پہونچا ایکطرف
لشکر اُتار دیا یہاں صاحبقران زمان شام کو بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ عادی نے آکے
لعل کا غذ ہاتھ میں دیا صاحبقران نے صاد بنایا مراد یہ تھی کہ آج طلایہ صاحبقران دینگے
صاحبقران نے مقبل کو حکم دیا کہ اے مقبل تیاری کرو طلایہ لشکر کا ہم دینگے مقبل نے
اپنے غلاموں کو تیار کیا صاحبقران بازار میں آئے جا بجا سواروں کو چھوڑ کر کنارے
پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ سامنے سے قطران آیا امیر کو دیکھا کہ کنارے پر کھڑے ہوے ہیں

دل مین خیال آیا کہ انکو تو مارلون یہ بڈھا افسر لشکر ہی جو اسکو مارلونگا تو سب بھاگ جائینگے
یہ سوچکر امیر پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے خالی دیے بعد اسکے تلوار کھینچی ہاتھ
مارا کہ قطران زخمی ہوا سامنے سے بھاگا امیر نے پیچھا کیا قطران بھاگ کر لشکر نقابدار
مین پہونچا دور سے بارگاہ دیکھی سوچا کہ شاید اپنے لشکر مین آگیا سامنے بارگاہ ہی نکلجاؤ
مگر نقابدار نیلم پوش اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ عیار نے خبر دی کہ قطران بھاگا ہوا آتا ہی
اور ایک بوڑھا شخص اسکے تعاقب مین ہی نقابدار بارگاہ سے نکل آیا دور سے دیکھا
کہ قطران آتا ہی وہین سے للکارا کہ او بھگوڑے ادھر کہان آتا ہی قطران نے جو نقابدار
کو دیکھا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ قطران کے دو ٹکڑے ہوکے
کہ سامنے سے صاحبقران آئے امیر نے جو لاشۂ قطران پڑا دیکھا تو نہایت برہم ہوے اور
فرمایا اسے کسنے مارا نقابدار نے کہا ہمنے اسکو قتل کیا امیر کو اور زیادہ غصہ آیا فرمایا کہ
کیون نقابدار بڑا جرأت کا خیال ہی نقابدار نے اپنا گھوڑا اپڑھایا کہا مین کیا آپ سے
باہر ہون یہ کہکر نیزہ مارا امیر نے نیزہ توڑ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مار دیا امیر نے
بار بچا کر کلائی تھام لی نقابدار لپٹ پڑا امیر گھوڑے سے کودے نقابدار بھی اترا
آپس مین کشتی ہونے لگی رات تو کم باقی تھی آخر گریبان سحر چاک ہوا سروران امیر کو
خبر ہوئی لندھور و مالک و بہرام و نور الدہر و ایرج و جہانگیر تماشہ دیکھنے چلے
اسوقت پہونچے کہ کل لشکر نقابدار جمع ہی صاحبقران کشتی لڑ رہے ہین اہل لشکر قصد
کرتے ہین کہ صاحبقران پر جا پڑین نقابدار نے منع کیا کہنے لگا کہ یارو جرأت کے خلاف
ہی تم لوگ دخل نہ دو کہ ان سرداروں نے آکر اس مقام کو گھیر لیا بدیع و قاسم بھی آگئے
آپس مین کہتے ہوے کہ آج مدت کے بعد ہمارے قبلہ و کعبہ نقابدار سے مصروف جنگ
ہین جب اس مقام پر پہونچے تو دیکھا نقابدار بڑے تکلف سے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ یہی چاہتا
ہی کہ صاحبقران پر نہ یادتی کرون مگر امیر بانوقیر بجرأت لڑ رہے ہین جب نیچے پکڑ لاتے
ہین تو نقابدار نیلم پوش حیران ہوجاتا ہی بمشکل نکلتا ہی بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ قبلہ
و کعبہ ہانپ رہے ہین فرمایا او نقابدار کچھ خوف خدا بھی ہی ہمارے قبلہ و کعبہ نحیف و ضعیف

تو نوجوان معلوم ہوتا ہی قبلہ وکعبہ کو چھوڑ دے مجھسے مقابلہ کر تو حال جرأت کھلے نقابدار امیر کو چھوڑ کر طرف بدیع الزمان کے چلا تھا کہ امیر نے ہاتھ تھام لیا فرمایا ای برادر کہان جاتا ہی مجھسے تو فیصلہ کر لے پھر یہ سب تجھسے لڑینگے نقابدار نے کہا ایسا نہ ہو کہ لوگ مجھے بدنام کرین کہ بوڑھے کو زیر کیا صاحبقران نے فرمایا کوئی نہ کہیگا بڑا نام ہوگا لوگ کہین گے کہ نقابدار نے کوچک سلیمانی کو زیر کیا آجتک کوئی مجھپر غالب نہین ہوا اگر اس ضعیفی مین شکست تقدیر مین ہی تو ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر ریلکر لے دوڑے کہ رستم آکر پہونچے رستم نے بھی یہی کہا کہ او نقابدار قبلہ وکعبہ سے کیا لڑتا ہی ہم لوگ موجود ہین جس سے چاہے امتحان کر لے بھائی بدیع الزمان فرزند ہمارا آقا سہم ملازم ہمارے مثل لندھور ومالک موجود ہین جس سے منظور ہو وے امتحان کر لے مگر صاحبقران نے نقابدار کو نہ چھوڑا ایک طور پر کشتی ہوے گئی ملازمان قطران لاشہ قطران اٹھالے گئے ارتفنی بنا کر مردے کو اٹھایا جا کر ایک مقام پر چلایا اور روانہ ہو گئے آپس مین کہتے تھے اب ہم کیسکے بھروسے پہ ٹھہرین ہمارے آقا تو مارے گئے یہان نقابدار دن بھر صاحبقران سے لڑا شام کو چھوڑ کر الگ ہوا کہتا تھا ای شہریار اب رات کو جنگ کا مزا نہین ہی دن کو آپسے گا مین مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار امیر الملقب سنبز ندہ ناگریز ندہ ہی مین نے کبھی حریف سے منھ نہین پھیرا یا تم مجھکو زیر کر دگے یا شاید اس بڑھاپے مین پروردگار مدد کرے اور ہم تمپر غالب آئین تو ہماری اطاعت کرنا نقابدار نے کہا شب تیرہ وتار ہین کون دیکھیگا صاحبقران نے فرمایا رات کا دن ہوتے کتنی دیر لگتی ہی روشنی کراؤ نقابدار نے حکم دیا عیار نے سامان روشنی کرایا سرداران صاحبقران نے بھی روشنی طلب کر لی اب دن سے بہتر ہو گیا سب جوان جمکر بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہین فراش ماہتابان نے فرش چاندنی بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ کا آسمان سے ہمسری کر رہے ہین سوار وپیدل سب مصروف تماشہ ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ نقابدار کا زیر ہونا بہت دشوار ہی حقیقت مین بلاے روزگار ہی دیکھین انجام کیا ہی یہ حقیر مصنف تحریر کرتا ہی کہ تین شبانہ روز صاحبقران کو جنگ مین گذرے تیسرے دن نقابدار سست جنگ کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ جنگ ترک ہو کئی مرتبہ صاحبقران سے کہا

کہ حضور لیں اب کہاں تک لڑیے گا تین دن تین راتیں گذریں اب پھر مقابلہ کیجیے گا میں نے
نواکثر کچھ کھایا پیا بھی انصاف کرتا ہوں کہ آپ بھوکے ہونگے جاکر خواصہ نوش کیجیے امیر نے
فرمایا جنگ حریف میں کھانے کو لخت دل پینے کو خون جگر کافی ہی نقابدار نے کہا تو میں زور
آخر کرتا ہوں امیر نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رکھیے زور آخر بھی کیجیے نقابدار سینے
میں سر اڑا کر ریلپیلے دوڑا صاحبقران چند قدم ہٹے وہاں سے جاکر پلٹے نقابدار کو ریلکر
لے دوڑے نقابدار ہٹتا ہوا چلا آتا ہی وہ ہیرا وقت ہی کہ زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی
ہی پچیس قدم پر لاکر امیر نے یکبار گی دونوں گھٹنے نقابدار کے آشنا بہ زمین ہوئے امیر نے
ہاتھ ڈھیلے کردیے نقابدار نے لنگر قایم کردیا امیر نے فرمایا ای نقابدار میں کی زور کروں
نقابدار نے کہا تین زور دن کا آپ کو اختیار ہی امیر نے فرمایا ایک زور میں نے راہ خدا
میں چھوڑا انتقام بندگان خدا جو دیکھ رہے ہیں ایک زور انکی خاطر سے ترک کیا ایک
زور کرتا ہوں اگر اٹھا لیا تو غالب آیا اگر نہ اٹھا سکا تو تم غالب ہوے لند هور وغیرہ
حیران ہیں کہ آقا سے نامدار کیا فرماتے ہیں نقابدار لنگر جماے بیٹھا ہی صاحبقران یہ
باتیں کرکے قریب نقابدار آئے کمربند میں ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر کو نقابدار کے جنبش
ہوئی نقابدار چاہتا ہی لنگر کو جنبش نہ ہو لنگر یار رہا ہی مگر صاحبقران نے نعرہ کیا نظم

یکے نعرہ زد بسر منزل مصاف
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ زد آن بہ حلقش بہ در
کہ آہن دلے را درید ہ جگر

زور جو کیا جیسے پھول کو اٹھا لیتے ہیں اسطرح نقابدار کو اٹھا یا گرد سر کے جب چرخ دیا
نقاب چہرے سے ہٹ گئی چہرہ آفتاب تابان زمین پر جالہ پڑ گیا کہ مهتر کاؤس نے بڑھکر
عرض کی کہا ای شہریار زمین پر نہ گرائیے گا آپ کا نور نظر ہی یعنے فرزند ایرج نوجوان شاہزادہ
ماہ عالم افروز بڑی شوکت سے یہ غلام آپ کا آیا ہی طلسم آبگینہ فتح کیا افغان ایسے بادشاہ
کو افغانستان میں گھسکر مارا کل طلسم آبگینہ بہ جرأت فتح کیا سب مال ہمراہ لایا ہی بارہ ہزار
نیلم پوش ساتھ ہیں سرداران تہمتن و دلاوران صف شکن آکر صاحبقران سے ملے ایرج
نے کلاہ فخر آسمان پر پہونچائی طرف نور الدہر کے دیکھکر کہا کہ کیا خدا نے فضل کیا کہ نور نظر

اِس شوکت سے آیا ہی کہ دیکھنے والے دلون مین جلتے ہونگے آپس مین کہتے ہونگے کہ بیشیر شیر مین
دوسرا شیر آیا اب رو باہیون کو مہلت نہ ملیگی نورالدہر نے کہا ایسے ایسے چھوکرے بہت
آتے ہین جیسے باپ شیر ہین ویسا ہی بیٹا بھی شیر ہوگا بھاگتے پھرینگے ایرج نے بہ نگاہ قہر
طرف نورالدہر کے دیکھا مگر چونکہ صاحبقران موجود تھے کچھ نہ کہ سکے خاموش ہو رہے
بیٹے کو اشارہ ہی کہ اے فرزند انکو پہچان رکھو زنگل رستم کے بھی دعویدار ہین اور وہ تمھارے
دادا کا زنگل ہی کشتی گیر نے کیسے کیسے قبل کیے مگر قبلہ وکعبہ نے زنگل نہ دیا آجتک فساد چلا
آتا ہی مگر انشاء اللہ وہ زنگل تمھاری تقدیر کا ہی اے نورنظر افسوس ہی کہ تمنے صاحبقران سے
مقابلہ کیا کشتی گیر زادے کو نہ لوکا تب مزہ ہوتا کہ سر میدان انکو زیر کرتے ماہ عالم افروز
نے کہا قبلہ وکعبہ آپ خاموش رہیے ہین اس مقدمے کو سمجھ لونگا زنگل بہر نوع لے لونگا
حضور پر واضح ہو جائیگا نورالدہر یہ کہتے ہوئے کہ باپ بیٹے دونون میرے ہاتھ سے
مارے جائینگے اور کچھ نہ ہوگا دربار مین آئے صاحبقران نے ایرج کے ماتحت
زنگل ماہ عالم افروز کو دیا اور یہ بھی فرمایا کہ بیٹا یہان دو صفین ہین صف دست راست
وصف دست چپ صف دست چپ کے افسر تمھارے داداجان ہین اور صف دست
راست کے افسر بڑے دادا بدیع الزمان گرد لشکر شکن ماہ عالم افروز نے کہا مین
دست چپ مین بیٹھونگا ماتحت اپنے باپ کے آکر بیٹھے شاپور نے کاؤس کو گلے سے
لگایا چالاک وغیرہ کاؤس کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اُس شب کو محفل مین امیر کی
مغنیان خوش آواز وسازندگان افسون ساز حاضر ہوئین نازنینان مہ جبین وجبینیان
خوش آئین تانین مارنے لگین نظم

میرا رقیب کشتۂ ابرو ہی یار کا
طعمہ ہوا ہی خون شقی ذوالفقار کا

ہر دم خیال ہی رخ تابان یار کا
بس ہی یہی چراغ شب انتظار کا

جب سے پڑا ہی عکس کسی گلعذار کا
صاف آئنے مین طور ہی صبح بہار کا

بازیچہ دل مرا ہی کسی نے سوار کا
کیونکر نہ ہر نفس مین ہو عالم غبار کا

شعلون نے صاف سر وچراغان بنادیا
اٹھا جو گرد باد ہمارے غبار کا

وحشت میں پھر ہے دشت نوردی کا اشتیاق | پھر خار خار ہے مرے تلوون کو خار کا
او محتسب سمجھ کے تو شیشے کو توڑیو | دل بھی نہ ٹوٹ جائے کسی بادہ خوار کا
مضمون چشم یار کی ہر دم ہے جستجو | شوق اندنون ہے مجھکو ہرن کے شکار کا
برسات ہے پلائے مگر رنگ ساقیا | ہندوستان میں ہے یہی موسم بہار کا
جادے دکھائی دیتے ہیں مانند اژدہا | کانٹون میں صاف زہر ہے دندان یار کا

رات بھر صاحبقران جلسۂ عیش و نشاط میں رہے صبح کو دربار میں آئے تھے کہ [illegible] روتا ہوا آیا کہا ای شہریار شاہزادہ بستر خواب سے غائب ہو گیا سارا لشکر پریشان ہوا ایرج رونے لگے کہ فرزند کی کون خبر لائے شاپور نے عرض کی حضور نہ گھبرائیں غلام خبر لائیگا یہ کہکر شاپور چلا جا بجا پتہ لگا رہا ہے گانؤن گانؤن پھر رہا ہے مگر پتہ نہیں ملتا ایک دن قریب ایک باغ کے پہونچا کہ گانے کی آواز سنی خیال کیا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار قمر کے گا رہا ہے

نظم

ہیں پاؤں بے سرو پا کسطرح وہانکی خبر | ہمیں نہ شکوہ ہو اور دل ملی جہان کی خبر
اگر کسی نے کہی اُنسے کچھ یہان کی خبر | تو ہنسکے بولے یہ کہتا ہے تو کہانکی خبر
وہ دل میں رہتے ہیں پر دردِ دلسے کام نہیں | یہ کیا غضب ہے مکین کو نہیں مکان کی خبر
لحد میں روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا | مکین کو خاک نہیں اپنے اب مکان کی خبر
قمر کے حال پہ اب رحم یا علے کیجیے | ضرور لیجیے اب اپنے مدح خوان کی خبر

شاپور نے جو یہ اشعار سنے پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ ایک ساحرۂ سیاہ فام مسند پر بیٹھی ہے گائنین سامنے گا رہی ہیں مگر وہ ساحرہ کہہ رہی ہے کہ ہمشیرہ کی ملاقات کو جاؤنگی دیکھوں جاکر گلبدن پر کیا گذری شاپور ایک گوشے میں آکر چھپا جب گائن واسطے پیشاب کے آئی اُسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر سامنے سیمتن کے آیا سیمتن نے کہا کیون گلپیرہن تم بھی باغ نیلوفر میں چلوگی شاپور نے عرض کی کہ حضور [illegible] ان جائینگی میں وہان ساتھ ہون سیمتن نے تخت سحر تیار کیا اُسپر آپ سوار ہوئی شاپور کو بھی برابر بٹھالیا تخت اُڑتا ہوا چلا بعد پہر بھر کے ایک باغ دکھائی دیا کہ جسمین

سناٹا پڑا ہوا ہی کچھ طائر پنجروں مین بند چہکار رہے ہین تخت سیمتن اترا سیمتن نے
پکار کر کہا گلبدن کہان ہو پہلو سے آواز آئی کہ ہوا حاضر ہون دیکھا تو ایک جادوگرنی
بڑے ٹھاٹھ سے سامنے آئی کہا ہوا سیمتن اسوقت کہان چلین کہا بہن تمہاری ملاقات
کو آئی ہون کہو کیا گذری معشوق راضی ہوا گلبدن نے کہا ہوا آج تین دن گذرے وہ
جاہل نہین مانتا گائن نے پوچھا حضور کیا معرکہ ہی ہین تو سنون گلبدن نے کہا لشکر غنیم
مین ایک جوان کو دیکھا نگوڑا آفت کا پرکالہ ہی مین اُسپر عاشق ہوئی اُسکو اٹھا لائی تین
دن سے اُسکو وصل پر رضامند کرتی ہون مگر وہ نہین مانتا گائن نے کہا بلائیے ہمارے
سامنے تو بٹھائیے گلبدن نے کنیزون کو آواز دی کنیزین سامنے آئین اُسنے حکم ہوا
فرش بچھاؤ جب فرش بچھا گلبدن آکر مسند پر بیٹھی سیمتن پہلو مین بیٹھی گلبدن نے حکم دیا
کہ قفس اُس جوان کا لاؤ کنیزین قفس اُس جوان کا لائین شاپور نے دیکھا کہ شاہزادہ
ماہ عالم افروز قفس مین بند بیٹھا ہی گلبدن نے کہا لو ہوا گلپیرہن فرد ابنست کہ خون
کردہ و دل بردہ بسے را۔ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را۔ گائن نے جو شاہزادہ کو
دیکھا بیقرار ہوگئی کہا بی گلبدن صاحب مین اسکو راضی کردونگی یہ کہکر اول چند اشعار گا
اور قریب شاہزادے کے آکر اشارے سے کہا مین آپ کا غلام شاپور شیردل
ہون آپکی رہائی کو آیا ہون یہ کہدیجیے کہ مین تجھپر عاشق ہون مین ابھی مار لونگا شاہزادے
نے اشارہ کیا کہ اے برادر یہ کلمہ میری زبان سے نہ نکلے گا کہ مین اُس فاحشہ سے کہون
کہ مین تجھپر مرتا ہون مگر تمہارے کہنے پر جواب نہ دونگا خاموش ہو رہونگا شاپور
گائن کیصورت پھر محفل مین آیا کہا واہ بی گلبدن تمہاری عقل کی خوبی اپنے عاشق کو
دشمن سمجھتی ہو وہ تو تمپر خود مائل ہی بلا کر پہلو مین بٹھاؤ شراب کا چرچا ہو تو وصل بھی
ہوجائیگا گلبدن نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی اور کشتیان
کباب کی پیش کین شاپور نے سب شراب مین بیہوشی ملائی اور بیٹھکر یہ اشعار قمر کے
بخوش آوازی گانے لگا نظم مصنف قمر

مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا		آنکھونکو جانتے ہین پیالا شراب کا

سبز خم بیسہ بادہ انگور سے بنا — گھٹی میں میری پڑ گیا قطرا شراب کا
ای مجمع حسن آج تو چل سوئی جھیل پہ — اے کہے ہو عیش باغ میں جلسا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلیں گے رندان بادہ خوار — ہولی میں خوب ہوگا تماشا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار — پتلا وہ آگ کا ہی یہ پتلا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام کی — عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مدہوش نے ای قمر — دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

شاپور نے یہ اشعار گا کے اور جام لبریز کر کے سامنے گلبدن کے پیش کر دیا گلبدن نے بے اندیشہ انجام پی لیا دوسرا جام سیمتن کو دیا اور کنیزوں سے بھی کہا کہ تم بھی شراب پیو کنیزوں نے بھی شراب پی دست درازی ہونے لگی تھوڑے عرصے میں سب بیہوش ہوگئے شاپور خنجر کھینچکر اٹھا گلبدن و سیمتن کو قتل کیا شاہزادے کو رہا کر لیا شاہزادہ و شاپور باغ سے نکلے طرف لشکر کے روانہ ہوئے کئی کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی افہام تیرزن مع ساٹھ ہزار سواروں کے برائے مقابلہ صاحبقران چلا تھا شاہزادہ کو دیکھا اور دریافت کیا کہ پوتا صاحبقران کا ہی فوج کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو ساٹھ ہزار جوانوں نے شاہزادے پر بلوہ کیا شاہزادہ نعرہ کر کے جا پڑا تلوار چلنے لگی افہام نے جو دیکھا کہ تھوڑے عرصے میں چند افسر مارے گئے کوئی قریب شاہزادے کے نہیں آیا ساتھ والوں سے اشارہ کیا کمندوں میں اسکو گرفتار کر لو سنتے کمندیں اور زنجیریں پھینک کر شاہزادے کو گرفتار کر لیا شاپور یا تو لڑ رہا تھا اسنے جو دیکھا کہ شاہزادہ گرفتار ہوا حقہ آتشبازی مار کر نکل بھاگا ایک گوشے میں آکر صورت بدلی انھیں سپاہیوں میں آملا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ افہام کہہ رہا ہی کہ بخدمت خداوند چلو اس قیدی کو قتل کر کے مقابلہ حمزہ میں جاؤنگا شاپور یہ خبر سنکر بھاگا اس فکر میں کہ ایرج کو جا کر خبر کروں وہ آکر رہا کر لیں گے چشم زدن میں افہام کو شکست دیں گے اس سوچ میں جاتا تھا ایک صحرا میں پہونچا کہ دیکھا گوشہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر ایرج نوجوان کو اپنے پر لادے ہوئے

جوانون نے قیامت برپا کر دی لاش پر لاش گرا دی ہو گی بند اٹھا کر قریب رستم کے آیا
کہا ای شیر بیشہ صاحبقران مین نہین جانتا تھا کہ آپ کو آزار پہونچے مین بدل اطاعت کرتا ہون
علمشاہ ہنس پڑے پہلوان کو کلمہ پڑھایا وہ دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا ایرج کو بھی
رہا کر دیا تینون کو اپنی بارگاہ مین لایا شراب مین بیہوشی ملائی تینون کو پھر پکڑ لیا شاپور زندہ
نکل بھاگا مگر سپارہ گرفتار ہوا چار دن کو ارادے پر ڈالکر یہ دونون پہلوان لے چلے کوئی
دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ وہ پہلوان بھی آکر پہونچا کہ جسکے پاس ماہ عالم افروز سے بھی
مین صلاح کر رہے ہین کہ ان مسلمانون کے مددگار بہت ہین اگر کوئی قلعہ ملے تو وہان
چلکر ٹھہرین کہ ہرکارے نے خبر دی تھوڑی دور پر قلعہ قیلاب ہے قیلاب خارہ شکن
وہانکا حاکم ہو وہان چلکر ٹھہریے بہت آرام پائیے گا یہ تینون پہلوان چار دن پانچونکو
لیے ہوئے قریب قلعہ قیلاب آئے قیلاب خارہ شکن کو خبر ہوئی کہ افہام شیرزن
و قتام بلند رکاب و قامس بلند بالا مسلمانون کی قید لیکر قریب قلعے کے آئے ہین
قیلاب نے پھاٹک کھلوا دیا اور وزیرون کو بھیجا کہ جاکر استقبال کرکے لاؤ مین سب کو
قتل کرونگا شہر آئینہ بند ہوا [illegible] رنگی ہونے لگین وزرا ان کے استقبال چلے شہر مین
تیاری ہونے لگی بیٹی قیلاب کی سلماسے گوہرپوش محل مین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکے
خبر دی کہ مسلمانون کی قید آتی ہی کنیزون کو حکم دیا کہ ہم بھی اسکا تماشہ دیکھین گے بالا
بام آکر بیٹھی قیلاب تخت پر آکر بیٹھا ہی آمد کا پہلوانون کی انتظار کر رہا ہی کہ تینون جوان
آکر پہونچا [illegible] دن پانچون قیدی ساتھ ہین سب جوان زنجیرین ہلاتے ہوئے آئے
تک ماہ عالم افروز بل کرتا ہوا یہی چاہتا ہی کہ کوئی بے اعتدالی کرے تو قید توڑ ڈالون
[illegible] سے قبلہ و کعبہ وجد عالی تیار ہو بیٹے دادا جان گرفتار ہوے کہ افہام
نے [illegible] سر زنجیر ماہ عالم افروز کو ہلایا شاہزادے نے کہا او بے ادب الگ رہ [illegible]
[illegible] آنا مگر افہام نے نہ مانا قریب آکر کہا او جوان اگر تو میری اطاعت کرے تو مین
[illegible] آکر دون اپنے لشکر کا بادشاہ کر دون ماہ عالم افروز نے کہا قریب آکر سمجھائیے
افہام قریب آیا شاہزادے نے ہتکڑی سر افہام پر مار دی کہ افہام کا سر پھٹ گیا اور

بارگاہ مین غریو ہوا سلما نے جھروکون سے دیکھا کہ ایک نوجوان حسین وجمیل قید آہن مین مسلسل و مطوق ایسا زبردست ہی کہ اس حال مین افہام کو مارا اور کسی سے خوف نہین کرتا تیر مژگان دل کے پار ہو گئے ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار تھی کہ دل کے ٹکڑے کر دیے سلما نے کلیجہ تھام لیا پیشانی سے عرق ٹپکنے لگا دیر تک دیکھا کی قیلاب نے پکار کر کہا اے فرزندان حمزہ لات و منات کو سجدہ کرو جوانون نے جواب دیا او نامرد کیا سمجھ کے سوال مذہب کرتا ہی تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی کہ ایک ہاتھ کی ہتھکڑی نکال دے اور پھر پہنا دے قیلاب حیران ہو گیا پہلوانون سے کہا یہ لوگ بڑے زبان دراز ہین جان کا خوف نہین کرتے کسی وزیر نے کہا یہ لوگ لڑائیان دیکھے بھالے ہوے ہین جانتے ہین کہ ہمین کوئی قتل نہین کر سکتا انکے بھائی بند سب جری و بہادر اگر غیرت پائین تو قلعے کو اڑا دین ایک کو زندہ نہ چھوڑین یہی ان لوگون کو بڑا گھمنڈ ہی قیلاب نے کہا مین انکو قتل کرونگا دیکھون تو کوئی کیا کرتا ہی میرا وہ قلعہ ہی کہ کوئی فتح نہین کر سکتا یہ کہکر حکم دیا کہ ان سب کو لے جاؤ قید خانے مین لیجا کر قید کرو کل سمجھا جائیگا یہ لوگ تو قید خانے گئے مگر سلما حیران و پریشان محل مین آئی دل نہ لگا آخر حکم دیا کہ محافہ منگاؤ ہم اپنے باغ مین جائینگے مان نے منع بھی کیا کہ بی بی آجکل باغ ویران ہوتے ہین بیٹھ بیٹھکر کھیلو مگر سلما نے کہا اے مادر مہربان محل مین دل گھبراتا ہی یہ کہکر سوار ہوئی باغ مین جو پہونچی رنگ باغ دگرگون دیکھا شاخون مین ثمر نہ شبنم ٹوٹی ہوئی زیر نخل سوکھے پتون کا انبار زاغ و زغن کی پکار نرگس نے آنکھ چرائی لالہ نے داغ دل پیش کیا سوسن صد زبان شرمائی پھولون سے خوشبو نہ آئی غنچون کا نام نہین کہ حال پر سلما کے ہنسین حال باغ دیکھکر اور زیادہ مکدر ہوئی بال پریشان مثل آئینہ حیران یہ اشعار عاشقانہ زبان پر

نظم

پاس وہ طفل نے سوار نہین	نور آنکھون مین جز غبار نہین
آمد آمد ہی خود مسافر کی	مجھکو اب خط کا انتظار نہین
ہی شرارت نشان سختی دل	نرم پتھر مین بھی شرار نہین

بغیر رنگ ہے جسم نزار نہاں — ای جنون پیرہن کا تار نہیں
مثل شبنم جو آگیا ہی عرق — بار سے اپنے شکر ہی بخار نہیں
دو شبوں ہیں ہی جلوہ گر اک روز — دو نون زلفون ہین روسے یار نہیں
ہوسے ہیں نور دیدہ ناسخ — ہاے وہ گرد رہگذار نہیں

ہر چند کنیزین سمجھاتی ہین دل دہی کرکے پوچھتی ہین کہ واری مزاج کیسا ہی سلما جواب دیتی ہی صاحبو دیکھو پنڈا پھیکا ہی سر ہین خلل باغ ویران کف دست میدان معلوم دیتا ہی نرگس ہمسے آنکھ چراتی ہی سنبل پریشانی دکھاتی ہی سوسن کلام سے عاجز نسرین و نسترن بوسے جسم نہین سنگھاتی ہین رنگ پھولون کا اڑا ہوا اشناخون ہین خم ہی میرے واسطے بھی خنجر دودم ہی پتے تالیان بجاکر درختون سے گرتے تھے طائران خوشنوا خوشی خوشی پھرتے تھے انکی زمزمہ سرائی دل کو بھاتی تھی نسیم باغ اپنا رنگ جماتی تھی یہی باعث پریشانی ہی آئینہ رخ کی یاد ہین حیرانی ہی کنیزون نے گھبرا کر کہا باتون سے آپکی ثابت ہوتا ہی کہ آپ کہین عاشق ہوئین گلعذار و نیر زادی قدمون پہ گر پڑی کہا واری آپ کا حال زار دیکھکر ہمارا دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ہمسے نہ چھپائیے صاف صاف فرمائیے ہم لوگ کسواسطے ہین بچپن سے حضور کے ساتھ رہے مگر آج جو مزاج کا رنگ ہی ہمنے کبھی نہین دیکھا انھین باتون ہین دن تمام ہوا شام کو ملکہ سلما بارہ دری ہین بیٹھی ہی شمع ہاے مومی وکافوری روشن ہوئین پروانون نے آکر شمع کو گھیر لیا اپنے کو جلانے لگے یہ حال دیکھکر سلما کو حیرت ہوئی کہا صاحبو دیکھو یہ عاشق صادق ہی جان کی پروا نہ کی جل جلکر اپنی جان دی گلعذار نے عرض کی واری آپ نہ ظاہر کیجیے مگر ہم سمجھ گئے کہ آپکی تو طبیعت پر بڑا بار رہتا ہی ان سب ہین یہ کنیز خدمت گذار ہی ہمسے تو حال دل کہیے ہم تدبیر کرین جنگل ہین نکل جائین معشوق کو آپ کے ڈھونڈھکر لائین آپ کا اشتیاق دفع کرین کوئی تو کام ہمسے ہو کہ نمک سے ادا ہون سلما نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا صاحبو ہین منھ سے کچھ نہ کہونگی تڑپ تڑپ کر جان دونگی گلعذار نے منھ پیٹ لیا کہ واری ایسی بات نہ کہیے آپ کے بعد ہمکو کون پوچھیگا مارے مارے پھرینگے برا ہے خدا ہمسے نہ چھپائیے

سلما نے کہا صاحبو میں اسوجہ سے منہ سے نہیں نکالتی کہ اگر تنے اُڑتے حاق بیٹھے اور ماں باپ کو خبر ہوجائے تو وہ کہیں گے کہ ہماری دشمن ہے کہ ہمارے دشمن پر عاشق ہوئی ہے ذلت کا سامنا ہوگا کنیزوں نے کہا واری کیا مجال جو ہم میں سے کوئی زبان سے نکالے ہم یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے دشمنوں کے لیے خرابی ہو ہم لوگوں کو کیا ملجائیگا ہر شخص آپ کا راز چھپائے گا آپ نے ہمارے ساتھ وہ پرورش کی کہ مرتبے عطا کیے چین و آرام سے رکھا جب وزیرزادی نے سطوت کیا تب سلما نے رو رو کر بیان کیا کہ آج جو مسلمان قید ہو کر آئے ہیں ان میں ایک جوان ماہ عالم افروز نامے ہے اسپر جو نگاہ پڑی چھری دل کے پار ہوگئی بادشاہ سے کیا سخت کلامی کی ہے افہام ایسے پہلوان کو مار ڈالا ایسے جری و بہادر نگاہ سے نہیں گذرے آخر بادشاہ نے اُسکو قید کیا اور جبر یہ کیا ہے کہ اُسکے باپ و دادا کو الگ قید کیا ہے اور اُسکو علیحدہ مقید کیا ہے میں حیران ہوں کہ باپ و دادا اور پردادا سب قید ہوگئے یہ کیا باعث ہے ایک کنیز نے کہا واری میں بخوبی جانتی ہوں مجھے سب حال معلوم ہے یہ تینوں جوان قیدی جانتے تھے کہ پردادا اُنکے عملشاہ آپڑے اپنے بیٹے کو رہا کیا اُس پہلوان نے اطاعت کی اُن جوانوں نے قبول کیا وہ بیجا بہادروں کا دشمن دلیروں کا رہزن ان سب کو اپنی بارگاہ میں لایا دم دیکر شراب پلائی اسوجہ میں یہ سب قید ہوگئے لیکن وہ پہلوان ڈرے کہ ایسا نہ ہو کوئی اُنکا معین آجائے سب کو قلعہ قیلاب میں لے آئے آپ کے باپ نے حکم دیا ہے کہ کل صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو سب کو قتل کرونگا آپ کے باغ کے پہلو میں جو مکان ہے جس جوان کا آپ ذکر کرتی ہیں وہ اِس مکان میں قید ہے میں باہر گئی تھی تو میں نے دیکھا تھا کہ کئی افسر اور بارہ سپاہی پہرے پر بیٹھے تھے اُدھر سے راستہ بند کر دیا ہے کوئی آینے ورونہ نہیں جاتا اگر حکم دیجیے تو کنج باغ سے نقب لگائیں اُس شہریار کو نکال لائیں آپ کے پہلو میں بٹھائیں سلما نے کہا میں بھی چلونگی آٹھ حبشنیں ہمراہ لیں اور چالیس کنیزیں کنج باغ میں آکر اشارہ کیا حبشنیں نقب لگانے لگیں سلما چاہتی ہے شراکت کروں مگر حبشنیں منع کرتی ہیں پہر رات پچھلی باقی تھی کہ سلما قید خانے میں پہونچی دیکھا شاہزادہ سرنگوں

حیران و پریشان فرش خاک پر بیٹھا ہے شاید جلوۂ معشوق نظر آگیا یا خواب دیکھا آنکھوں مین آنسو بھرے ہوے ہے اور یاد مین اپنے محبوب کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے **نظم**

اے جنون ہجر مین کیا نالۂ دمساز نہین ۔ ضعف ایسا ہے کہ زنجیر مین آواز نہین
کیون دو رنگی گل رعنا کیطرح کرنے لگے ۔ گل رخ پر تو ابھی سبزے کا آغاز نہین
کو بکو سرو خرامان نظر آتے ہین مجھے ۔ حسن کو کون کہے صاحب اعجاز نہین
جان پر کھیلنے کو کھیل سمجھتے ہین ہم ۔ یہ نہ کہنا کبھی تم کوئی بھی جانباز نہین
بلبلین چہچہے کرتی ہین چمن مین ساقی ۔ طوطی ساغر مے زمزمہ پرداز نہین
مجھسے کب فاش ہوا بھید محبت ظالم ۔ تیرے غمزے کے سوا کوئی بھی غماز نہین
رہگیا عشق ہمارا تیرے پردے مین نہان ۔ شکر اے جوش جنون فاش کوئی راز نہین
ناز اسکا ہے کہ عاشق مین ہوا ہون اسپر ۔ حسن پر اس بت طناز کو کچھ ناز نہین
مست ناسنج مجھے رکھتا ہے کلام حافظ ۔ میرے ساغر مین بجز بادۂ شیراز نہین

شاہزادے کی زبان سے جو ملکہ نے یہ اشعار سنے اور دہچند محبت ہو گئی آگے بڑھین شاہزادے نے دیکھا کہ ایک معشوقۂ محبوب و مطلوب خوش اسلوب سرو قد غنچہ دہن فخر نسرین دلنسترن چہرۂ زیبا ماہ چہاردہ پر طعنہ زن صف مژگان صاف ثابت ہوتا ہے کہ ترنگیان بلاخیز صفین جمائے کھڑے ہین ابرو خمدار ہل رہے ہین ناز و کرشمہ مثل کنیزان کمترین ہمراہ رکاب زلفون کو پیچ و تاب چند ذرے افشان کے جو زلفون میں ہین ثابت ہوتا ہے کہ شب تیرۂ و تار مین ستارے چمک رہے ہین شاہزادہ بے اختیار پکار اٹھا کہ اے محبوب جانی و اے یار جانی فرد فراق منتظر چشم من آشیانۂ الست ہہ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ الست ہہ یہ فرما کر بے اختیار ہاتھ پھیلا دیے بیقراری مین زبان سے نکلگیا فرد بیا بیا کہ تزا تنگ در کنار کشم ہہ تنگ آمدہ ام جب انتظار کشم ہہ ملکہ شرما کر فرش خاک پر بیٹھ گئین پاسے نازک سہلانے لگین کہ جوتیوں نے تلفیے سے دکھلا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین ملکہ نے کہا چلیے مین آپ کو لینے آئی ہون آپ کی تکلیف مجھ شاق ہوئی زیارت جمال بے مثال کی مشتاق ہوئی شاہزادہ ملکہ کے ساتھ ہولیا آتی

نقب کے راستے سے نکلکر باغ مین پہونچین اب جو ملکہ نے باغ کو دیکھا تو عجب رنگ پر پایا
غنچون کا چٹکنا پھولون کا مہکنا مکان ہاے وسیع نخل سرسبز و شاداب صبح قریب تھی لیلاے
شب نے نقاب سیاہ چہرے سے الٹی مجنون مہر افروز کا شانہ نجد سے چرخ زبرجدی پر
آیا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین مصروف خدمتگذاری ہوئین گانیوالیان خوش آوازہ سرایان
داندار مصروف نغمہ طرب مین صبا لڑکھڑاتی ہر مینا سے شجر سے سر ٹکراتی ہر گل کا کٹورہ شراب
شبنم سے معمور نرگس شہلا کی آنکھون مین سرور چا بجا طاؤسان طناز سرگرم رقص پیرونے
ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئین شاہزادے کو مسند پر بٹھایا
گلعذار و زہرزادی نے جو روے زیباے شاہزادہ دیکھا رطب اللسان تعریفین
کرنے لگی کہتی تھی واری آپ جوہر شناس ہین حقیقت مین کیا نگینہ چھانٹ لیا جس کا
مثل غیر ممکن جواہر مین الماس ہو حقیقت مین آپ کا کیا قیاس ہو ملکہ خوش بیٹھی ہوئی ہو
رقاصان خوش مزاج و کنیزان خوشرو سامنے حاضر ہین ملکہ خوش بیٹھی ہین محفل درست
ہر اسباب چالاک و چست باغ پربہار طائران زمزمہ سرا کی چہکار مگر قیلاب خارہ شکن
جو بارگاہ مین صبح کو آیا ہرکارے نے پرچہ ہاتھ مین دیا قیلاب نے جو پرچہ پڑھا
اسمین لکھا تھا کہ فلان قیدی رہا ہو گیا کوئی قید خانے سے لے گیا قیلاب نہایت
برہم ہوا کہا یارو کیا غضب ہو کہ اندر سے قلعے کے کوئی قیدی کو لے گیا بڑا داغ لگیا
ذرا شب آہنگ چرخ زن کو تو بلاؤ شب آہنگ قیلاب کا عیار مکار و طرار
غرض بلاے روزگار ہو وہ جو آیا قیلاب نے کہا ای شب آہنگ کوئی تمھارے
چونا لگا گیا شب آہنگ نے پوچھا کیا ہوا قیلاب نے کہا تمھارا اسکو توال
بیدار مغز جو رہچکا رہ قلعے مین رہنے نہین پاتا ہین قیدی کو تمسے لونگا شب آہنگ نے
عرض کی غلام بہتہ لگائیگا شب آہنگ بھاگا ہوا اپنے گھر مین آیا ماں اسکی زلفین
مکارہ بڑی عیارہ ہو شب آہنگ نے اُس سے بیان کیا زلفین نے کہا ای نور نظر
بین کل تمکو خبر دونگی کسکی مجال ہو کہ میرے فرزند کی کوتوالی مین ایسا فتور کرے مین تو
گھرون مین جا کے ڈھونڈنے لگا تو تھی صبح کو زلفین نے ایک چادر بچھائی کچھ کرتیان اور کچھ

مہر مین چند پا سجا ے سب کا گٹھر باندھکر نکلی گھر مین جاتے ہی اور پکارتی ہی کہ کوئی لیگا اِز
جیلے سے سارے شہر کو چھان ڈالا کہین نشان نہ پایا شام کو پلٹ کر آئی شب آہنگ نے
پوچھا ای مادر مہربان کہین پتہ ملا زلفین نے جواب دیا کہ سارا شہر چھان ڈالا اب کوئی
مقام باقی نہین ہی مگر کل جواب معقول دونگی البتہ ایک مقام کا کھٹکا ہی باغ سلما مین جا
جاؤنگی ملکہ کی کنیزین جوان جوان ہین شاید کسی نے ایسی حرکت کی ہو رات بھر اسی خیال
مین رہی جب صبح ہوئی اور ستارۂ سحری چمکا تو وہی گٹھری لیکر نکلی باغ سلما پر آئی دیکھا کہ
محلدار دروازے پر بیٹھی ہی محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کیون عورت کیا ہی کہا
سوداگری یہ لباس فروخت کرتی ہون اگر حکم دو تو اندر جاؤن محلدار نے حکم دیدیا یہان
وہ وقت ہی کہ ملکہ خوش بیٹھی ہین گائن سامنے بیٹھی ہوئی بھیرون گا رہی ہی نظم

کیا دیجیے گا عاشق دلگیر کا جواب — خاموشی کے سوا نہین تقصیر کا جواب
آئینہ لیکے صنعت اسکندری کو دیکھ — تصویر ہی کھنچی ہوئی تصویر کا جواب
مژگان یار تیر ہین ابرو کمان ہی — ہی اس کمان کا مثل نہ اس تیر کا جواب
خط دیکے کہیو اپنی زبانی یہ نامہ بر — تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب
اللہ جانتا ہی اسے خوب کیا کہون — بہرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب
زندان مین شب کو ڈر کے جو اٹھے کیا ہی غل — مین نے دیا ہی نالۂ زنجیر کا جواب
لکھتا ہون بیت ابروِ محبوب کی شرح — شمشیر کھینچتا ہون مین شمشیر کا جواب
گویا زبان شعلے سے ہرگز ہوئی نہ شمع — تدبیر سے محال ہی تقدیر کا جواب
آتش کہانتک اپنے نوشتے کو روئین — لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

زلفین نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ پہلو مین سلما کے بیٹھا ہی جی مین کہتی ہی کہ یہ اس
شوخ دیدہ کا کام ہی شہر مین کیون پتہ ملتا دیکھکر پلٹی چاہا کہ چلی جاؤن جاکر شاہ سے اطلاع
کرون اِس گستاخی کی اِسکو سزا ملے جیسے ہی پلٹی ملکہ کی نگاہ پڑ گئی کہ ایک عورت غیر
آتی تھی ہمکو دیکھکر پلٹ چلی کنیزون سے اِشارہ کیا کہ اِس عورت کو لینا محلدار سے کہنا
کہ تو کیسی پہرے پر بیٹھی ہی کہ غیر اندر چلا آیا تو نے نہ روکا چند کنیزین دوڑین زلفین

بھاگی جب دروازے پر پہونچی تو محلدار نے روکا ہاتھ تھام لیا کنیزوں نے آکر پکڑا اور کشتان کشتان سامنے ملکہ کے لائین ملکہ نے کہا ارے دریافت تو کرو کہ یہ کون ہے اور کس واسطے آئی تھی ایک کنیز نے کہا واری مین اسکو بخوبی پہچانتی ہون یہ شب آہنگ کی ماں ہے زلفین مکارہ اسکا نام ہے یہ شاہزادے کی تلاش مین نکلی ہے دیکھکر چلی تھی یہ جاکر آگ لگاتی ملکہ نے کہا گوشۂ باغ مین اسے لیجاؤ مار کر اسکو دفن کردو کنیزین کشتان کشتان زلفین کو گوشۂ باغ مین لائین گٹھری وغیرہ چھین لی ایک حبشن نے سر اسکا کاٹ لیا اور اسی مقام پر دفن کردیا آکر ملکہ سے خبر کی ملکہ نے دروازہ بند کروا دیا کہ اب کوئی غیر نہ آنے پائے مگر شب آہنگ نے شام تک اپنی ماں کا انتظار کیا جب زلفین مکارہ نہ آئی تو روتا ہوا سامنے قیلاب کے آیا کہا حضور غضب ہوا اماں میری پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہے اسپر کوئی افتاد پڑی قیلاب نے جھڑک دیا کہا او بے حیا یہ سب تیری غفلت ہے کوتوال شہر ہوکر ایسی باتین کرتا ہے یہ سب تیری حرامزدگی ہے اگر کل تک پتہ نہ لگایا تو کوتوالی نکلجائیگی دوسرے یہ کہ سزا ہوگی جو فکر کرتا ہے آٹھ پہر مین کرلو پھر کوئی عذر نہ سنونگا یہان ملکہ نے بعد قتل زلفین شاہزادے سے کہا اب یہان سے نکل چلیے بڑی تلاش ہے کل شب کو باپ کے سلام کو جو گئی تو اُنھون نے مجھسے بیان کیا کہ بڑا غضب ہوا ماہ عالم افروز البیا شاہزادہ نکل گیا حیران ہون کہ قلعے مین اُسکا دوست کون ہے کسنے یہ حرکت کی اب شب آہنگ پر تاکید ہوئی ہے ماں اسکی مار ڈالی گئی اُسکے بھی دل کو لگی ہے ضرور تلاش کریگا شاہزادے نے کہا ملکہ مین تو نہ جاؤنگا قبلہ و کعبہ و حجابہ عالی تبارہ تو یہان قید مین ہین اپنی جان بچا کر نکلجاؤن جرأت کے خلاف ہے انشاءاللہ مین اُن سب کو رہا کرونگا ہرچند ملکہ نے سمجھایا کہ نکل چلیے مگر شاہزادے نے نہ قبول کیا ملکہ خاموش ہو رہین مگر دستور تھا کہ اس باغ مین ملکہ کے میلا ہوتا تھا دوکاندار عورتین سودا لیکر آتی تھین مگر آج جو گئین تو محلدار نے کہدیا کہ میلہ نہ ہوگا وہ عورتین پلٹی ہوئی آتی تھین کہ راہ مین شب آہنگ ملا اُسنے سب سے پوچھا کہ کیون پلٹ آئین سب نے کہا معتمد صاحب ملکہ کا مزاج نادرست ہے ہمارا جانے آنے مین نقصان ہوا بعد مہینہ بھر کے یہ میلا ہوتا تھا کچھ ملجاتا تھا آج بلا وجہ نقصان ہوا اسنے محلدار سے بہت

کہا کہ باہر باغ کے دو کانین لگائین محلدار نے کہا پلٹ ہوگا ہماری ملکہ کے مزاج کے خلاف ہوگا اسوجہ سے پھیر دیا شب آہنگ یہ حال سُنکر سوچا کہ سارے شہر مین تلاش کرچکا اب یہی مقام باقی ہی اِسکو بھی دیکھ لو پشت باغ پر آکر چھپا رات کو گانیکی آواز آئی کہ کوئی شخص خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار سرون مین ڈوبے ہوے گا رہا ہی نظم

جھڑتے ہین پھول منہ سے اس تنگی دہن پر　　غنچے نثار تیری رنگینی دہن پر
بعد فنا کو ہمین کے پانی سے غسل دینا　　کھوئی ہی ہین نے جان شیرین چہ دفن پر
دونون کلائیان دو پھولونکی ڈالیان ہین　　گل کھائے ہین بدن پر خوشبویان گلبدن پر
ہیں ہے خلاف ناحق صیاد و باغبان ہی　　نالون سے اپنے کسدن بجلی گری چمن پر
کشتون کی تیر سے قبرین دیکھین تو دیکھ لینا　　زندونکو ہوگی حسرت مردونکی انجمن پر
ملتا ہی کیا جب آتش مرتے ہین اہل دنیا　　اِک دو وجب زمین پر اِس اکر و گز کفن پر

یہ آواز سُنکر شب آہنگ اِس فکر مین خاموش ہو کے بیٹھا کہ اندھیرا ہو تو دیوار پر چڑھون جب لیلاے شب نے چادر سیاہ سر پر ڈالی اور محمل مشرق سے نمایان ہوئی اور مجنون روز بصد سوز دشت نجد مغرب مین داخل ہوا شب آہنگ کمند مار کر دیوار پر آیا اب سر اُٹھا کر دیکھا کہ شاہزادہ پہلو مین ملکہ کے بیٹھا ہی کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین اور یہی ذکر ہو رہا ہی کنیزین کہہ رہی ہین کہ زلفین کو ہمنے گوشہ باغ مین دفن کر دیا ہی وہ مکان پتہ لگانے آئی تھی اگر پلٹ جاتی تو آفت برپا ہوتی یہ باتین سُنکر شب آہنگ کو ایک جوش ہوا پہلے تو خیال مین گذرا کہ جاکر شاہ سے اطلاع کرون فوج جنگی آئے دونوکو قتل کرے پھر سوچا کہ مین خود شاہزادے کو قتل کرڈالون اور اُنکا سر لیکر سامنے شاہ کے جاؤن کہون کہ ملکہ آپکی دختر ہی اُس سے بدلہ آپ لیجیے میری یہ لیاقت نہ تھی کہ مین اُنکو ہاتھ لگاتا اور یہ بھی ظاہر رہے سرکار پر کہ میری مان زلفین مکارہ اِنھین کے باغ مین جاکر ماری گئی اور ملکہ نے قتل کرایا اگر یہ حکم نہ دیتین تو کسکی مجال تھی کہ میری مان کو قتل کرتا اُسکو مارکر کنج باغ مین دفن کر دیا ہی سرکار میری داد دین یقین ہی بادشاہ کو بہت ناگوار ہوگا یہ باتین دل مین سوچکر باغ مین اُترا نخل کی آڑ مین چھپا ایک کنیز جو کسی کام کو اُدھر آئی

اسکو بیہوش کیا اسیکی شکل بنکر محفل میں آیا بیٹھکر باتیں کرنے لگا اس سوچ میں ہو کہ یہ لوگ سوویں تو شاہزادے کو گرفتار کروں عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے ہیں جام ارغوانی گردش میں ہی جب دونوں کو نشہ ہوا اور شاہزادہ انگڑائیان لینے لگا ملکہ نے کہا آرام فرمائیے دونوں عاشق و معشوق ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوے لڑکھڑاتے ہوے بارہ دری میں آئے چھپر کھٹ پر جا کر لیٹے نشے میں چور ہو رہے تھے لیٹتے ہی سو گئے شب آہنگ نے جب دیکھا کہ شاہزادے نے کروٹ لی تو بیہوشی شاہزادے کی ناک میں دی شاہزادہ بیہوش ہوا شب آہنگ نے پشتارہ باندھا اور دبے پانوں لے نکلا ملکہ نے جو ہاتھ ڈالا پہلو اپنا خالی پایا گھبرا کر آواز دی ارے گلچہرہ دیکھ تو شاہزادہ کہاں گیا ملکہ کو گمان ہوا کہ کنیزیں تو جوان ہیں شاید کسی سے وعدہ ہوا ہوا اور جھلا کر کہا یہ چوری کیا ضرور ہی سب کنیزیں انھیں کا مال ہیں مجھسے فرماتے کہ میں نے فلاں کنیز کو پسند کیا ہی میں کہدیتی کہ فوراً خدمت میں حاضر ہو مگر گلچہرہ خبردار اپنی آنکھوں سے دیکھکر چلی آنا جس خواص نے ایسا کیا ہوگا اسی کی ناک چوٹی کٹے گی تب مانے گی خواصیں دوڑیں تمام باغ کو چھان ڈالا کہیں نشان نہ پایا آکر کہا واری آپ کا صرف گمان ہی باغ میں انکا پتہ نہیں ملکہ گھبرا کر خود اٹھیں ڈھونڈھتی ہوئی کنج باغ میں پہونچیں دیکھا ایک کنیز بیہوش پڑی ہوئی ہی بلڑ ہوا کہ چمن آرا یہاں بیہوش پڑی ہی ملکہ نے اسکو ہوشیار کیا اور پوچھا کیا معرکہ ہی اسنے بیان کیا کہ میں براے رفع حاجت آئی تھی پھر مجھے نہیں معلوم کہ کیا معرکہ ہوا ملکہ وہاں سے پھرتی ہوئی قریب دیوار باغ آئی شب آہنگ جلدی میں کمند لگایا تھا مگر کمند چھوٹ گئی تھی کمند جو ملکہ نے دیکھی اور پانوں کا نشان پایا یقین کامل ہو گیا کہ کوئی شاہزادے کو چرا لے گیا کنیزوں سے کہا صاحبو اگر ہو سکے تو دریافت کرو شب آہنگ نے اگر یہ کام کیا ہی تو سامنے شاہ کے لیجائیگا اور تو کسی پر میرا گمان نہیں ہوتا لیکن شب آہنگ جو شاہزادے کو لیکر بیرون باغ آیا سوچا کہ جنگل میں ہو کر شہر میں چلوں اگر سامنے سے گیا شاید کہ اسکا طرفدار کوئی بیٹھا ہو تو باعث خرابی ہی یہ سوچکر طرف صحرا کے چلا اس جنگل کو طے کرتا ہوا جاتا ہی قضا سے کار لقمان قزاق واسطے خبر ایک قافلہ

سے گیا تھا وہان سے پلٹا ہوا آتا ہی یہان سے تین کوس پر اسکا مقام ہی بالاے کوہ رہتا
ہی دور سے دیکھا ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی سمجھا کہ اس پشتارے مین مال ہوگا
وہین سے للکارا کہ میان جانیوالے ذرا ٹھہر جاؤ شب آہنگ نے جو دیکھا کہ ایک
شخص قزاق وضع تیر و کمان ہاتھ مین للکار رہا ہی کہ آگے نہ بڑھنا اگر آگے بڑھیگا تو نشانہ تیر
آفت ہوگا شب آہنگ کو بجز ٹھہر جانے کے کچھ نہ بن پڑا ناچار ٹھہر گیا لغمان نے قریب
آکر کہا اس پشتارے مین کیا ہی شب آہنگ نے کہا ای لغمان مین تمکو پہچانتا ہون ہمارے
شاہ کی عملداری مین رہتے ہو مگر شاہ نے ہمارے کبھی کچھ خیال نہین کیا ورنہ تمھارا رہنا
دشوار ہوتا اس پشتارے مین شاہ کا دشمن ہی مین اسکو لیے جاتا ہون تم اس مین دخل
نہ دو لغمان نے تلوار کھینچی شب آہنگ نے پشتارہ رکھدیا آمادہ جنگ ہوا دونون
مین تیغ چلنے لگا مگر لغمان قزاق نہایت تیز دست ہی شب آہنگ کو عاجز کردیا ہی اب تو
شب آہنگ یہی چاہتا ہی کہ جان بچاکر نکلجاؤن مگر لغمان چہار جانب سے گھیرے
ہوے ہی بھاگنے نہین دیتا ادھر ملکہ سلما جب واقف ہوئی کہ شاہزادے کو کوئی چرالیگیا
فوراً نقاب چہرے پر ڈالی اور مادیان عربی پر سوار ہوئی کمان کاندھے پر ڈالی تیغ
حمائل کیا توکلت اللہ بیرون باغ نکلکر ایک جانب چل نکلی گھوڑے کو ڈالے ہوے
جاتی ہی خیال مین گذرا کہ صحرا کی طرف چلین غرض صحرا کی جانب گھوڑی کو ڈالدیا دور سے
دیکھا کہ جنگل مین دو شخص لڑ رہے ہین ایک پشتارہ رکھا ہوا ہی مگر خیال کرکے دیکھا گوشہ چادر
ستم سے شاہزادے کے ہٹ گیا تھا ملکہ نے پہچانا کہ پشتارہ شاہزادے کا ہی مادیان
کو درختون کی آڑ مین لے چلی جب قریب پشتارے کے پہونچی تو کود پڑی اور پشتارہ
اٹھاکر گھوڑی پر رکھا لغمان و شب آہنگ دیکھتے رہگئے لغمان کو گمان مال کا تھا اب
گمان غالب ہوا کہ انسان اس پشتارے مین بندھا ہوا تھا اور شب آہنگ خوف
لغمان سے نہ بڑھ سکا ملکہ نکل گئین کنیزین انتظار مین تھین کہ دور سے دیکھا کہ ملکہ پشتارہ
لیے ہوے آتی ہی کنیزین نکل پڑین پشتارے کو لیکر باغ مین آئین مگر لغمان قزاق نے
شب آہنگ کو زخمی کیا شب آہنگ زخمی ہوکر بھاگا کہ جاکر شاہ سے اطلاع کرون

اور کل حال کہوں بڑا افسوس ہی کہ میرا شکار نکل گیا مین کس مشکل سے گرفتار کرکے لایا تھا معلوم
ہوتا ہی یہ ملکہ تھی کہ محبت سے دوڑی آئی یہان ملکہ نے شاہزادے کو ہوشیار کیا سب حال
بیان کردیا کہ آپ کو شب آہنگ لے چلا تھا مگر مین وہان سے اُٹھا لائی اب وہ شاہ
سے اطلاع کریگا تھوڑی دیر مین فوج آئیگی شاہزادے نے کہا مین فوج سے نہین ڈرتا
کسقدر فوج تمہارے باپ کے ساتھ ہی ملکہ نے کہا بارہ ہزار فوج جنگی ہی شاہزادے
نے کہا مین اُنکے سمجھ لونگا تم تردد نکرو ملکہ نے کہا بہتر یہی ہی کہ یہان سے نکل چلیے آخر
شاہزادے کو کچھ نہین پڑا ایک گھوڑے پر سوار ہوا ملکہ بادبان پر سوار ہوئی دونون باغ
سے نکلے طرف صحرا کے چلے وہان شب آہنگ روتا پیٹتا زخمدار و بیقرار سامنے شاہ کے
پہونچا سب حال بیان کیا شاہ کو بڑا غصہ آیا اُسی وقت سوار ہوا بارہ ہزار فوج کو ساتھ
لیا یلغار کرکے باغ پر پہونچا کنیزین گٹھری مٹھری بانده رہی تھین کہ قیلاب پہونچا کنیزو نسے
پوچھا کنیزون نے بیان کیا کہ ملکہ ساتھ اُس جوان کے نکل گئین قیلاب نے پوچھا کسطرف
گئین کنیزون نے سمت بتادی قیلاب اُسی جانب چلا یہان تین چار کوس نکلکر ملکہ نے
شاہزادے سے کہا مجھے پیاس لگی ہی سامنے ایک ٹیکرا تھا شاہزادے نے کہا تم تو اسپر
ٹھہرو مین پانی لاتا ہون شاہزادہ پانی لینے گیا ملکہ ٹیکرے پر ٹھہرین کہ شاہزادہ پانی لے آوے
تو پھر چلین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا قیلاب بارہ ہزار فوج سے آتا ہی خیال مین گذرا کہ ای
سلما جرأت سے کام کر و جان کا خیال نہو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری ترکش سامنے
رکھ لیا جب وہ لوگ قریب پہونچے اور فوج مین غل ہوا کہ ملکہ وہ ٹیکرے پر بیٹھی ہی ملکہ نے
تیراندازی شروع کی جسکو تیر مارا وہ گھوڑے سے گرا کئی سوار ملکہ نے گرائے تو قیلاب
نے حکم دیا کہ اس ٹیکرے کو گھیر لو چہار طرف سے ملکہ نے تیرون کی بوچھار کردی ہرچند سب
فوج والے ارادہ کرتے ہین کہ ٹیکرے پر چڑھ جائین مگر ملکہ سب طرف تیر پھینک رہی ہی جس
جسطرف سے کھینچنے ارادہ کیا ملکہ نے تاک کر اُسکو تیر مارا کہ وہ اُلٹ کر گرا ایک سوار گرا
اور سب خوف سے پلٹے اسی طرح چہار طرف کا بلوہ روک رہی ہی صدہا جوان مار کے
گرا دیے یہان شاہزادہ جو پانی لینے چلا تھا قریب ایک چشمے کے پہونچا چشمے کے سامنے

ایک درہ کوہ ہی اُسمین ایک ساحرہ نخل جادو نامے بیٹھی تھی اُسنے جب شاہزادے کو دیکھا جمال بے مثال دیکھکر بیقرار ہوئی سحر کیا کہ شاہزادہ خود سامنے نخل کے آیا ساحرہ نے کہا او جوان میرا وصل اختیار کر تو مین تجھکو مرتبۂ اعلی پر پہونچاؤنگی شاہزادے نے جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہی ساحرہ نے شاہزادے کا ہاتھ تھام لیا درہ کوہ مین لائی منتین کرنے لگی شاہزادے کو یاد آیا کہ مہتر کاؤس نے اکثر نصیحت کی ہی کہ ساحرہ سے جرأت کرنا سراسر حماقت ہی کہا مین تجھکو قبول کرونگا دل مین شاہزادہ کہتا ہی کہ تنہا عورت ٹیکرے پر بیٹھی ہی ایسا نہ ہو کوئی اُسپر اُفتاد پڑے ساحرہ کو شراب پلانا شروع کی اِسقدر شراب پلائی کہ نخل جادو بیہوش ہوگئی شاہزادے نے نخل جادو کو قتل کیا درہ کوہ مین اندھیرا ہوگیا سامنے سے ایک جوان زنگی یہ کہتا ہوا آیا منم ایقان زنگی تو نے میری معشوقہ کو مارا مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بازو بچا کر کلائی تھام لی ایقان زنگی لپٹ پڑا شاہزادے نے ایک گھونسہ مارا کہ ایقان کو چکر آگیا کوہلے پر لادکر دے مارا چھاتی پر چڑھکے سوال اسلام کیا ایقان زنگی بصدق دل مسلمان ہوا نام و نشان بھی شاہزادے کا پوچھا شاہزادے نے سب نام و نسب مفصل بیان کیا اور یہ بھی کہدیا کہ یہان سے تھوڑی دور پر ایک ٹیکرا ہی اُسپر میری معشوقہ بیٹھی ہی ایقان زنگی نے کہا دو سو زنگی میرے ملازم ہین اُنکو بلا کر ساتھ لیتا ہون اُنکو ساتھ لیکر چلیے شاہزادے نے ایقان کو مع دو سو زنگیون کے ساتھ لیا اور طرف ٹیکرے کے چلا ایقان گینڈے پر سوار ہوکے چلا دو سو زنگی تیغۂ برہنہ لیے ہوے ساتھ ہین آمادہ ہین کہ افسر ہمارا کسی سے لڑنے کا حکم دے تو اُسپر جا پڑین یہان ملکہ نے جب دیکھا کہ تیر ترکش مین ہوگئے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکار اُٹھی کہ اے کریم و رحیم فوج کا بلوہ ہی میرے قریب دشمن آنا چاہتے ہین مجھکو ان دشمنون سے بچا لے رحم اپنا شریک کر کسکی مجال ہی کہ تیرے اوصاف حمیدہ بیان کرے

نظم

قصب باف عروسان بہاری — قیام آموز سرو جوئباری
بلندی بخش ہر پست بلندی — بہ پستی افگن ہر خود پسندی

نگہ آمرز رندان قدح خوار	بہ طاعت گیر پیران ریاکار
انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز در محنت گذاران

قبلاب دیکھ رہا ہی کہ اہل فوج آگے نہین بڑھتے ہین حالان کہ تیراب سو قوت ہین مگر خوف
انپر غالب ہی ملکہ نیچے چمکا رہی ہین بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا
صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے آگے شاہزادہ پیچھے دو سو زنگی دور سے جو بلوہ فوج کا
دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا منم گل گلزار ابرج
نوجوان نبیرہ صاحبقران شاہزادہ ماہ عالم افروز تلوار کھینچکر آپڑے دو سو زنگی بارہ
ہزار جیوالون سے مصروف جنگ ہوے لیکن شاہزادے نے افسرون کو چن چن کر
مارا فوج قبلاب کو درہم وبرہم کر دیا لڑتے ہوے قریب قبلاب کے پہونچے قبلاب
نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بار خطا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ
ڈالکر قبلاب کو اٹھا لیا قبلاب نے امان مانگی شاہزادے نے سوال اسلام کیا غرض
قبلاب بصدق دل مسلمان ہوا بارہ ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے شاہزادہ
ان سب کو ساتھ لیکر ملکہ کو عماری مین سوار کر کے طرف قلعے کے چلے مگر ہرکارے نے
دونون پہلوانون کو خبر دی کہ قبلاب مسلمان ہو گیا مع فوج اسطرف آتا ہی شاہزادہ
ساتھ ہی دونون پہلوان لشکر لیکر باہر نکلے اور سوچے کہ قلعے پر قبضہ ہی ہمارا کوئی کیا کریگا
ان خیالات مین لشکر لیکر باہر قلعے کے اترے بعد تھوڑی دیر کے لشکر شاہزادے کا
پہونچا قصصام نے جو دیکھا کہ لوگ شاہزادے کے ساتھ کم ہین فقط قبلاب ساتھ
ہی انکے ساتھ فوج زیادہ ہی قصصام نے طبل جنگی بجوا دیا شاہزادے نے فرمایا کہ ای
قبلاب تم بھی طبل جنگی بجواؤ بڑا غضب ہوا کہ قلعہ انکے قبضے مین آگیا یقین ہی شکست
کھاکر قلعے مین جائین گے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے صبح کو قصصام میدان مین
آیا شاہزادہ مقابلے مین نکلا قصصام سے نیزہ چلنے لگا بعد چند تا نون کے شاہزادے
نے نیزہ قصصام کا نکالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے روک کر ہاتھ مار دیا
کہ قصصام زخمی ہوا اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا زخمی ہوا اپنا اپنا کھکر جا پڑے شاہزادے

نے قلب فوج مین آکر قاموس کو بھی زخمی کیا جب دونون افسر اعلی زخمی ہوئے فوج بیدل
ہوئی آخر بھاگ کر سب قلعے مین گئے قلعہ بند کر لیا خندق کو پر آب کر دیا پل تختہ اٹھا لیا
توپین لمچھڑ لگا دین شاہزادے نے قلعے کو گھیر لیا مگر شب آہنگ کہ تکیے سے مسلمان ہو
تھا بھاگ کر ان دونون پہلوانون کے پاس آیا کہا اے شاہزادو جو حکم ہو وہ بجا لاؤن
قبلاب نے تولانت و سنانت کو چھوڑا ہین تو نہ سب پر قائم ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن
پہلوانون نے کہا اے شب آہنگ اگر ہو سکے تو شاہزادے کو پہونچا لاؤ شب آہنگ
چلا لشکر مین شاہزادے کے آیا کسی نے دیکھ لیا کہ ایک عیار پھر رہا ہے للکار کر اسکو بھگایا
شاہزادے نے طبل یورش بجوا دیا تھا صبح کو فوج سامنے لیکر چلا قلعے سے توپ پڑنے لگی
شاہزادہ گولون کو کب مانتا ہے رد کرتا ہوا برابر خندق کے پہونچا اب دونون پہلوان گھبرا
وزیرون نے صلاح دی کہ قیدیون کو زیر تیغ بٹھا دیجیے کیونکر شاہزادہ گوارہ کرے گا
کہ باپ اور دادا قتل ہو جائین اور ہمین قلعہ لے لون اس صلاح کو دونون نے پسند کیا
ایرج و قاسم و علمشاہ کو بلوا کر زیر تیغ بٹھا دیا پکار کر آواز دی اے شاہزادے اگر پلٹ
جاؤ گے تو پھر انکو قتل کرینگے علمشاہ نے پکار کر کہا اے نور نظر تمنے بڑی مشقت کی ہے ہمین
قتل ہونے دو مگر تم قلعہ لے لو شاہزادے نے منھ پیٹ لیا اور پکار کر کہا اے جد عالی تبار
مین کیونکر گوارہ کرون کہ آپکے دشمن تو قتل ہون اور مین قلعہ فتح کرون یہ کہکر شاہزادہ
پلٹا دونون پہلوانون نے قیدیون کو قید خانے مین بھیجا مگر ایرج نے جب یہ حالات
سنے کہا دادا جان آپ دیکھتے ہین کمسنی مین کیا کیا کام کر رہا ہے اگر یہان آکر دادا جان سے
مقابلہ کرتا کیا تعجب تھا کہ غالب ہوتا اور دست راستیون کو تو خوب ٹھونکتا اسوقت
صاحبقران کو معلوم ہوتا رستم نے کہا اے فرزند یہ حوصلہ دشوار ہے صاحبقران قدرت
پروردگار ہین انپر کوئی غالب نہین آسکتا قاسم نے کہا اے فرزند اصل بھی یہی ہے مین نے
کیا کوئی بات اٹھا رکھی مگر دادا جان کے ہاتھ سے زیر ہوا انپر نہین کوئی غالب ہوگا
مگر دیکھیے کیا اس جنگ کا انجام ہوا ادھر دونون پہلوانون نے شب آہنگ کو بلایا
اور بلا کر کہا اے شب آہنگ لشکر اسلام مین جاؤ اگر ہو سکے تو کسی کو جا کر گرفتار کر لاؤ

شب آہنگ بامنہاے عیاری لگاکر نکلا لشکر اسلام مین آیا بارگاہ کلان جو دیکھی اُسکی پشت
پر پہونچا سراچہ چاک کیا سر ڈالکر دیکھا کہ قیلاب خارہ شکن پڑا ہوا سو رہا ہی خیال مین گذرا
انھین کو لے چلو آکر قیلاب کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا طرف صحرا کے چلا نعمان قزاق
کہ جسنے شب آہنگ کو زخمی کیا تھا جسدن سے پلٹ کر آیا تھا اُسکو بڑا تردد تھا کہ یہ پشتارہ
کسکا تھا اور یہ عیار کون تھا اور یہ نقابدار کون آیا جو اُسکو لے گیا اِس خیال مین کوہ سے
اُترا جنگل مین پھر رہا تھا کہ صداے زنگ کان مین آئی ایک نخل کی آڑ مین سے دیکھا کہ وہی
عیار پشتارہ بدوش آتا ہی کمان اُسنے کاندھے سے اُتاری تیر جوڑ کر نکلا اور پکار کر آواز
دی او عیار معلوم ہوتا ہی تیرا ہی کام ہی اُسدن بھی پشتارہ بدوش دیکھا تھا اور آج بھی
پشتارہ لیے جاتا ہی وہ کون تھا اور یہ کون ہی اور تو نے کسکے حکم سے یہ کام کیا شب آہنگ
نے صاف بیان کر دیا کہا یہ میرا شاہ ہی مگر مسلمان ہوگیا ہی مین اسکو پکڑے لیے جاتا ہون یہ سنکر
نعمان نے پوچھا وہ پشتارہ کسکا تھا شب آہنگ نے بیان کیا کہ وہ شاہزادہ تھا
ماہ عالم افروز نبیرہ حمزہ اب قلعۂ قیلاب کو گھیرے ہوے اُترا ہی نعمان نام نامی سنکر
شاہزادے کا بہت خوش ہوا کہا مین تو مدت سے تلاش مین تھا کسی فرزند حمزہ کی اطاعت
کرون اب بہتر یہ ہی کہ پشتارہ رکھدے اور جان کو اپنی غنیمت جان ورنہ پیچھے ہٹ کر
ایک تیر مار دونگا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرے گا شب آہنگ کو کچھ نہ بن پڑا آخر پشتارہ
قیلاب کا رکھدیا اور جان بچا کر بھاگا نعمان نے قیلاب کو ہوشیار کیا قیلاب نے
دیکھا ایک قزاق وضع قریب کھڑا ہی اور مین جنگل مین بیٹھا ہون گھبرا کر کہا یہ کیا ستم ہی مین
تو سو رہا تھا یہان مجھکو کون لایا نعمان نے سب حال بیان کیا اور کہا مین دل سے
آرزو رکھتا ہون کہ تمھارے خویش کی اطاعت کرون قیلاب خوش ہوگیا نعمان نے
اپنے دو ہزار قزاق بلائے قیلاب کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا برائے
ملاقات ماہ عالم افروز چلا یہان شاہزادہ صبح کو جو اُٹھا ہرکارون نے خبر دی کہ قیلاب
کو کوئی چرا لے گیا شاہزادے نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ قیلاب کو
کون لے گیا یہ کہتے ہوے شاہزادے بیرون بارگاہ آئے دونون پہلوان بالاے

قلعہ بیٹھے ہین شب آہنگ نے آکر سب حال بیان کیا کہ نعمان نے پشتارہ قیلاب کا
چھین لیا پہلوانون نے جھلا کر جواب دیا کہ ای شب آہنگ مقام تعجب ہی کہ جب تم ہماتے
ہوا ایک نہ ایک آفت پڑ جاتی ہی شب آہنگ نے کہا مین ناچار ہون اگر پشتارہ مین
نہ دیتا تو وہ زندہ نہ چھوڑتا میرے قتل سے منھ نہ موڑتا اپنی جان کو غنیمت جان کر چلا آیا
یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ بھی دیکھ رہا ہی دیکھا قیلاب تخت پر سوار دو تین
ہزار قزاق مرکبون کو مہمیز کرتے ہوے ساتھ ساتھ ہین شاہزادہ بہت خوش ہوا قیلاب
نے آکر نعمان کو شاہزادے سے ملایا شاہزادہ قیلاب و نعمان کے آنے سے بہت
خوش ہوا نعمان نے اپنا اشتیاق بیان کیا کہ مین مدت سے خواستگار تھا کہ کسی فرزند
صاحبقران کی اطاعت کرون شکر پروردگار کرتا ہون کہ آج آپ کی خدمت مین پہونچا
شاہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا ای نعمان عجب مصیبت مین ہون باپ اور دادا
قلعے مین قید ہین جب مین چاہتا ہون کہ قلعہ لے لون وہ انکو زیر تیغ بٹھاتا ہی مین ناچار
پلٹ آتا ہون اگر نہ پلٹون تو وہ انکو قتل کرتے ہین ای نعمان کوئی تدبیر کر نعمان نے
کہا آج مین تدبیر کرونگا یہ کہکر رات کو ماہ عالم افروز کا پشتارہ باندھا اور در قلعہ پر آیا
پکار کر آواز دی کہ ای نگہبانو اپنے آقا سے اطلاع کرو کہ نعمان قزاق دوستی مین دشمنی
کر رہا ہی شاہزادے کو گرفتار کر کے لایا ہون انکو لے لو اور مجھے بھی قلعے مین آنے دو
نگہبانون نے دونون پہلوانون کو خبر کی انسنے حکم دیا دونون کو لاؤ نگہبانون نے
کھڑکی کھولدی نعمان قزاق شاہزادے کو لیکر اندر آیا شاہزادے کا پشتارہ رکھدیا
پہلوانون سے کہا ان قیدیون کو بھی بلاؤ اگر وہ مذہب ہمارا اختیار کرین تو فبہا ورنہ
ابھی قتل کرین رستم و قاسم اور امیر ج کو بھی بلایا نعمان نے پکار کر کہا ای جوانون لات
منات کو سجدہ کرو رستم نے جواب دیا او بےحیا کیا بیہودہ بکتا ہی کسنے ہمکو یہ جرأت زیر
کیا کہ تمھارے لات منات کو سجدہ کرین بیسون خدائیان دیکھین کہین جادوگر کا
انتظام دیکھا کہین دیو جن تھا کیسے زور رہے ہین مگر ہمنے سب کو مٹایا یہانتک
پہونچے جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی انسان ہو کر دعوی خدائی کرتا ہی بس تمھارے

مذہب کا کیا ٹھیک ہو اُس مذہب کو کیا اختیار کریں جسکا سر پیر نہ ہو نعمان نے جھلا کر کہا
جلاد کو بلاؤ پہلے جسکو مین لایا اُسکو قتل کرونگا اُسکے بعد انکو قتل کرون فوج کو شکست
دون میرے قزاق وہان آمادہ ہین مین نے قلعہ کھلوا دیا وہ سب بلوہ کرینگے مسلمانونکو مار لینگے
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا دربار مین سب افسر جمع ہین کہ قریب ماہ عالم افروز آکر نعمان نے
چپکے سے کہا اے شہریار اُٹھیے یہی وقت ہے ماہ عالم افروز اپنے مقام سے اُٹھا نعرہ کرکے
لڑنے لگا نعمان ساتھ ہو فوج نے جو باہر سے نعرہ شاہزادے کی صدا سنی بلوہ کرکے اندر
تلوار چلنے لگی پھاٹک توڑ ڈالا خندق کا پانی نکال دیا اب جو فوج قلعے مین آگئی ہر گلی کوچے
مین تلوار چلنے لگی جابجا لاشون کے انبار علمہاے فوج جابجا کٹے پڑے ہین شاہزادے
نے عین گرمی جنگ مین قریب رستم آکر سلام کیا رستم نے برخوردار کہا ایرج نوجوان نے
تعریفین کین کہ اے فرزند ماشاء اللہ خوب جنگ کی کفار کو گھیر لیا ماہ عالم افروز نے اول
رستم کو رہا کیا رستم جو قید توڑ کر اُٹھے تو قاسم کو رہا کیا قاسم نے اُٹھتے ہی ایرج کو رہا
کیا ایرج نے سمک بلداقی کو رہا کر دیا علمشاہ نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا کہ منم فرزند رشید

صاحبقران علمشاہ نوجوان نعرۂ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب — کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور — دیگر — کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

قاسم نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — زنم تیغ بر ابر نیزہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین — ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
آفتاب مشرق دین پروری — دیگر — شہسوار لال پوش خاوری

ایرج نوجوان نے سب سے آگے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف — تنزل فتد در بیابان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم — زگاو زمین تیغ دین برکنم

یہ تینون شیر جو لڑنے لگے علمشاہ نے بڑھکر ایک پہلوان کو مارا جسکا قصاص نام تھا اور
قاموس تہمپ ایرج پہونچا ایرج لپٹ پڑے اسکو زیر کیا ایسا غصہ تھا کہ سوال اسلام
بھی نہ کیا اور چیر کر پھینک دیا بیٹے کو جو دیکھا کہ مثل شیر غضبناک مصروف جنگ ہو بہت ہی
خوش ہوے فرماتے تھے جناب قبلہ و کعبہ یہ جوان نہ دست چھپیان ہوگا قاسم عالیشان
بھی تعریفین کر رہے ہین مگر رستم فرماتے ہین کہ یارو کیا آپس مین باتین کرتے ہو افسران
اعلی کو تو مارو پھر سب کا مل تلوار چلی کئی ہزار کافر مارے گئے یہ جوان شیرانہ لڑنے لگے
جنگ عظیم واقع ہوئی آخر چند افسر کہ جو سرگروہ فوج تھے انھون نے دیکھا کہ ان جوانون
غالب نہ ہونگے رومالون سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے پکارتے ہوے کہ ای شہریار
الامان یہ فرزندان صاحبقران ہین جہان کسی نے عجز کیا دل بیقرار ہو جاتا ہو آن افسرونکو
گلے سے لگا لیا کل فوج نے شمشیر زنی موقوف کی قلعہ تسخیر ہوا سب مسلمان ہوے دیر
کھدے مسجدون کی بنا ہوئی قیلاب کو بادشاہ لشکر کیا مگر شب آہنگ بھاگ کے
نکل گیا سیاہ قلب تھا مسلمان ہونا گوارہ نہ ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ
اسکو قلعۂ نردبان کہتے ہین وہانکا حاکم یادبان تاجدار ہو شب آہنگ وہان پہونچا
سب کیفیت قلعے کی بیان کی کہا اگر آپ میری کمک کرین تو افسرون کو پکڑ لاؤن حاکم
نے حکم دیا کہ اول علمشاہ کو لاؤ شب آہنگ صورت بدلکر لشکر اسلام مین آیا خدمتگار
بنکر رستم کے ساتھ ہوا رستم اپنی بارگاہ مین آئے تو یہ بے حیا زیر و تخت چھپ رہا جب
علمشاہ خاصہ تناول کر کے سو رہے تو شب آہنگ نکلا رستم کو بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر لے بھاگا قلعے سے نکلکر صحرا کا راستہ لیا جس قلعے والے سے کہگیا تھا اُسکے
دربار مین رستم کو لایا یادبان نے حکم دیا ہوشیار کرو شب آہنگ نے کہا ای شہریار
یہ جوان شیر دلیر ہین ہوشیار ہوتے ہی یہ جوان قیامت برپا کریگا آپ کے دربار مین
کوئی ایسا نہین ہو کہ اسکو روک سکے پہلے مسلسل و مطوق کیجیے تب ہوشیار کرو نگا
یادبان نے آہنگر بلائے رستم کو مسلسل کیا شب آہنگ نے رستم کو ہوشیار کر دیا
رستم نے ہوشیار ہوتے ہی نعرہ کیا کہ او بے حیا تو نے مکر کیا انشاء اللہ پروردگار رہا کرے

بادبان نے حکم دیا کہ انکو قید خانے مین لیجاؤ کل قتل کرونگا شب آہنگ نے کہا مین جاکر
دوسرے کو لاؤن یہان صبح کو قاسم وغیرہ جو دربار مین آئے اور خبر سنی کہ رستم کو کوئی چرا
لے گیا سب سے زیادہ ایرج بیقرار ہوگئے سماک سے کہا کہ جاکر جد عالی تبار کو تلاش
کرو سماک نے کہا آج کی شب تو تامل فرمائیے کل تلاش کرلاؤنگا خدا نے چاہا تو وہین پہونچون
جہان وہ ہون شام کو طلائے پر قاسم کے سماک مقرر ہوا طلایہ دے رہا ہے کہ دیکھا سامنے
سے ایک سیہ پوش آتا ہے سماک گوشے مین چھپ رہا وہ سیہ پوش ڈھونڈھتا ہوا قریب بارگاہ
ایرج پہونچا سراچہ چاک کیا سماک نے دیکھا کیا عیار اندر گیا سماک پیچھے آیا اسنے دیکھا کہ
یہ عیار ایرج نوجوان کو بیہوش کررہا ہے سماک نے تامل کیا شب آہنگ نے ایرج
کو بیہوش کرکے پشتارہ دوش پر لگایا آگے بڑھکر چلا سماک اسکے پیچھے پیچھے تعاقب مین
چلا صحرا مین آکر سماک نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے اور شب آہنگ کے آنے کی
شاہراہ دیکھکر سماک بیٹھا تھا جو ہین شب آہنگ پہونچا اور حلقہ ہاے کمند مین پانون
رکھا سماک نے شیر کی آواز دی شب آہنگ رکا سماک نے جھٹکا مارا شب آہنگ
گرا سماک کود کر چھاتی پر سوار ہوا حباب مار کر بیہوش کیا ایرج نوجوان کو بھی ہوشیار
کیا سب حال بیان کردیا کہ آپ کو یہ عیار لے چلا تھا مین نے اسکو گرفتار کیا ہے معلوم
ہوتا ہے یہی رستم کو لے گیا اب مین اس سے پوچھتا ہون یہ کہکر سماک نے شب آہنگ
کو درخت سے باندھا اور ہوشیار کیا کوڑہ لیکر کھڑا ہوا کہا بتا تو کون ہے تب اسنے
کہا کہ مین قیلاب کا عیار ہون اُنکے ساتھ مسلمان نہین ہوا جاکر بادشاہ قلعۂ نبرد یان
سے ملا وہین رستم کو لے گیا ہون یہ اقرار کر آیا تھا کہ ایک شاہزادے کو روز لاؤنگا
آج ایرج کو لے چلا تھا کہ بدنصیبی سے اپنی گرفتار ہوا سماک نے شب آہنگ کو
پھر بیہوشی دیکر بیہوش کیا آپ اسکی صورت بنا اور اسکو اپنی صورت بنا یا ایرج
سے کہا آپ اپنے لشکر مین چلیں مین جاکر رستم کو لاتا ہون ہرچند کہ ایرج نے کہا کہ اے
سماک مجھکو لے چل کہ مین دادا جان کو رہا کرلونگا سماک نے نہ مانا ایرج لشکر مین آئے
سماک بصورت شب آہنگ طرف قلعے کے چلا جب قلعے مین آیا تو اکثر نے پوچھا

کہ ہنر صاحب کیسے لائے سمک نے کہا اِس عیار سے مقابلہ پڑ گیا اسکو پکڑ لایا یہ کہتا ہوا دربار
بادبان میں پہونچا عرض کی حضور آج بڑا ستم ہوا کہ یہ عیار میری فکر مین تھا مین نے اُسے
گرفتار کر لیا اب آپ کو اختیار ہی مگر بہتر یہ ہی کہ قیدی کو بلوائیے وہ اپنے عیار کو دیکھے کیا
عجب ہی آپ کی اطاعت کرے عیار کا گرفتار ہونا اسکو بڑا شاق ہوگا فرزندان عمرو مین
بہ نامی وگرامی عیار یہی یقین ہی یہ بھی سمجھا دے مگر اِس مکار کی باتون پر نہ جائیے گا ہوشیار
ہوتے ہی کہیگا کہ مین شب آہنگ ہون بادشاہ نے رستم کو بلوایا دارو غہ زندان خانہ
رستم کو لیکر آیا جیسے ہی بادبان نے رستم کو دیکھا کہا اے رستم نوجوان تمھارے عیار کو بھی
ہمارا عیار گرفتار کر لایا ہمارا نمک اختیار کرو رستم نے جھڑک دیا اور کہا او بے ادب
اگر ہمارا عیار گرفتار ہوا ہی تو ہم رہا ہو جائینگے معلوم یہ ہوتا ہی کہ وقت رہائی آ گیا ہی
سمک بلداقی کا گرفتار ہونا خالی از لطف نہین ہی یہ وہ عیار ہین کہ جنھون نے ہوشربا مین
قیامت کر دی افراسیاب ایسے بادشاہ کو عاجز کر دیا ملک فرنگستان مین تہلکہ اسنے ڈالدیا
اِسکا گرفتار ہونا تمھاری صورت کے آثار ہین سمک نے جو سُنا کہ آقا میری تعریفین کر رہے ہین
نہال ہو گیا نیمچہ پکڑ کر جھپٹا کہ مین اِس جوان کو قتل کرونگا بادبان نے منع بھی کیا مگر سمک
نے نہ مانا ہتھکڑی پر نیمچہ مار دیا اور اشارہ کر دیا کہ مین سمک ہون علمشاہ شاد ہو گئے مگر
ہتھکڑی کٹتے ہی نعرہ کیا نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرہ کرکے لڑنے لگے سمک نے شب آہنگ کو ایک نیمچہ مار دیا کہ سر شب آہنگ
کا اُڑ گیا بادبان نے جو دیکھا کہ رستم رہا ہوئے افسرون کو اشارہ کیا سب افسر رستم پر
ٹوٹ پڑے سمک نے ایک حقہ ہاے آتشبازی مارا کہ اندھیرا ہو گیا رستم لڑتے ہوئے
بیرون بارگاہ آئے ایک سوار کو مار کر ایک گھوڑا لیا لڑتے ہوئے چلے سمک اِیکجانب
نکل گیا رستم نے دیکھا کہ جنگ سے فتح نہ ہوگی ایک طرف لڑتے ہوئے چلے فوج نے پیچھا کیا
علمشاہ کا ایک جانب روانہ ہو گئے سمک نے دور جا کر دیکھا کہ رستم میرے ساتھ

نہ آئے الگ نکل گئے ناچار طرف لشکر کے چلا مگر رستم دریائے خون مین نہائے ہوئے جاتے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار ادھر چلا آتا ہی رستم کو دیکھکر دریافت کیا مگر وہ تاجدار نہایت حسین و جمیل ہی رستم کا حال سنکر فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کرلو فوج نے رستم پر بلوہ کیا رستم لڑتے بھڑتے قریب اس تاجدار کے پہونچے تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا وہ جوان بصدق دل مسلمان ہوا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی حسین تاجدار نام بتایا جلسہ آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوئے رقص ہونے لگا ایک مہجبین نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ بتا بتا کر یہ اشعار گانے لگی اہل محفل کو لبھانے لگی

نظم

قیامت پائمال جلوۂ رفتار دلبر ہی
جو اسکا نقش پا ہی بیضۂ خورشید محشر ہی

نہ جائے نامہ بر اسکی گلی مین جان کا ڈر ہی
کہ بال شوق سے نامہ ہمارا خود کبوتر ہی

قیامت کیون نہ ہو جسدم چڑھائے آستین کوئی
صفائے ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہی

دہن ہی چشمۂ آب بقا خط ہی خضر اسپر
پھرا جو دل مرا محروم یہ گویا سکندر ہی

کسیلئے خط مشکین کے تصور مین جو رویا ہون
مرا ہر پارۂ دل اشک کے دریا مین عنبر ہی

رہا بیتاب و نالان زندگی بھر وادی غم مین
خداوندا جرس شاید مرے طالع کا اختر ہی

اٹھا جاتا ہون اس کوچے کو مین بے اختیاری مین
دُکھا ان ہون مین سبب جنت اور جذب یار صرصر ہی

شفا تدبیر سے کیا ہوگی مجھ بیمار ہجران کی
کہ آب زندگی بے یار مجھکو آب خنجر ہی

لب و دندان جانان کو کہون لعل و گہر کیونکر
صریحا ایک پانی کا ہی قطرہ ایک پتھر ہی

بیابانون مین ہی ریگ روان حکم روان اپنا
شہ اقلیم وحشت ہون بگولہ گرد لشکر ہی

نشان اسکے قدم کے پڑ گئے جب میری تربت پہ
یہ سمجھا مین کہ میری خاک پر پھولونکی چادر ہی

قریب آیا ہی شاید جلوہ گاہ یار ای ناسخ
فروزان پانون کا ہر آبلہ مانند اختر ہی

نازنین حسین و خوبصورت نیک سیرت خوش آواز صاحب کرشمہ و ناز رستم سعی بدل متوجہ ہین کل اہل محفل گانا سن رہے ہین کہ علم شاہ کے کان مین بھنکین کی آواز آئی یکلخت

دیکھا کہ حسین تاجدار رو رہا ہی علمشاہ نے گانے والی کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی رستم
نے بہ محبت پوچھا کہ کیون ای برادر رونے کا کیا باعث ہی حسین تاجدار نے عرض کی حضور
میرا حال نہ پوچھین آپ کو بھی ملال ہوگا رستم نے کہا تمھارے ہنسانے کی فکر کرینگے بیان
توکرو حسین تاجدار نے بیان کیا کہ ای شہریار میرا ایک بھائی مجھسے بڑا تھا مین اسکو بجای
باپ کے جانتا تھا وہ بھی مجھکو فرزند کہتا تھا غیر جو کوئی آتا تھا وہ کہتا تھا یہ باپ بیٹے ہین
یہان سے قریب ایک صحرا ہی کہ جسکو صحراے فرخار کہتے ہین فرخار دیو کش ایک پہلوان
وہان رہتا تھا کہ بادشاہون کی زمینین دبا دبا کر اب وہ بادشاہ بن گیا ہی ہمارے بھائی صاحب
ملکین تاجدار واسطے شکار کے گئے اسکی دختر کو دیکھکر عاشق ہوے گھر پر آکر بیمار پڑگئے
مین نہایت ہی بیقرار تھا انکی بیماری مجھپر شاق تھی ایک دن نوجوانون کو بھیجا کہ بارہ
دریافت توکرو ان نوجوانون مین چند انکے ہمسن بھی تھے انھون نے جاکر بہ محبت و
الفت پوچھا کہ ای ملکین تاجدار تم شاہزادے ہو ہرچند کہ چھوٹے بھائی کو تخت پر
بٹھایا ہی مگر سلطنت کا تمکو اختیار ہی جو کہو وہ ہوجائے اگر تخت نشینی منظور ہووے تو
حسین تاجدار کہتے ہین مین تخت سے اتر جاؤن بھائی صاحب تخت پر بیٹھین مجھکو
گوارہ ہی سلطنت کسی کو دیدین بھائی صاحب کو آپ کی علالت کا بڑا خیال ہی وہ یہ نہین
چاہتے کہ آپ ملول رہین بھائی صاحب نے مجھکو دعائین دین اور کہا وہ میرا فرزند ہی
مجھکو اسکی سلطنت کیا ناگوار ہوگی مگر مین جو صحراے فرخار مین گیا اسکی بیٹی دریچے
مین بیٹھی تھی مین اسکو دیکھکر مائل ہوا اسی دن سے بیمار ہوگیا ہون رفقا نے آکے
مجھسے کہا مین نے فرخار کو پیغام دیا اسنے جواب صاف دیا کہ جو مجھکو سر میدان زیر کرے
مین اسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرونگا بھائی صاحب اسکے مقابلے مین گئے طبل جنگی
بجے سر میدان نکلکر فرخار نے بھائی صاحب کو زیر کیا گرفتار کرکے لے گیا ایک قفس
آہنی مین بند کیا ہی کئی مہینے گذرے انپر بدعتین کرتا ہی اسوقت مجھکو وہ یاد آگئے کہ
اگر وہ ہوتے تو آپ کی بہت خاطر کرتے اور آپ سے فنون سپاہ گری حاصل کرتے
اس ظالم نے میرے بھائی پر وہ بدعتین کی ہین کہ وہ پریشان ہوگئے ہین مین نے

اسوجہ سے لشکر کسی نہین کی کہ مین لایق مقابلے کے نہین ہون رستم نے کہا اے برادر چلو خدا نے
چاہا تو اسکو زیر کر کے تمہارے بھائی کو رہا کرینگے اور معشوق بھی دلادینگے حسین تاجدار
خوش ہو گیا مثل گل کے شگفتہ ہوا کہا اے شہریار شادی تو دشوار ہے مگر میرا بھائی رہا ہو جائے
تو مین جانون کہ مجھکو دو سرے ملک کی سلطنت ملی رستم نے حسین تاجدار سے وعدہ
کامل کر لیا سب اہل دربار کہتے تھے کہ اس جوان نے رستمانہ کام کیا ہے دیکھیے انجام کار
کیا ہو فرخار دیو کش وہ پہلوان ہے کہ صحرائے فرخار کے پہلو مین ایک بیشہ ہے کہ وہان
دیو قاموس رہتا تھا بندگان خدا اسکو کھا جاتا تھا راستہ بند تھا مگر فرخار اس بیشے مین
گیا دیو قاموس سے لڑا اور اسکو زیر کر کے باندھ لایا کئی مہینے اسکو قید رکھا وہ دیو
انھین کی قید مین مرا اسدن سے فرخار دیو بند نام ہوا اس سے کیونکر مقابلہ کرینگے
بعض نے کہا یہ فرزندان صاحبقران ہین دیو بند و دیو کش انکا لقب ہے یہ جو جائینگے
تو ضرور اسکو زیر کرینگے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو رستم نے ہتھیار لگائے
حسین تاجدار کو ساتھ لیا طرف بیشۂ فرخار کے روانہ ہوے جب بیشۂ فرخار مین
پہنچے تو دیکھا بڑے بڑے درخت سبے تھا لے سرسبز و شاداب جا بجا چھوٹے چھوٹے
نخل کہ ان مین گل دیوتے بعض مین پھل استقدر ہین کہ شاخین بار اثمار سے سر بسجود ہین
اظہار سامان قدرت رب ودود ہین سامنے دروکوہ ہے حسین تاجدار نے کہا اسی
درے مین فرخار رہتا ہے شاہزادے نے حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُتار و حسین تاجدار نے
بارگاہ استادہ کرائی رستم کو لیکر بارگاہ مین آیا سمجھاتا تھا کہ اے شہریار ابھی وہ آپ کے
مقابلے مین نہین آیا کوئی آپکو بدنام نہ کریگا پلٹ چلیے رستم نے کہا اے حسین تاجدار
جو ارادہ کیا وہ کیا مردان عالم قول سے نہین پھرتے مگر فرخار دیو بند درۂ کوہ مین بیٹھا تھا
نوبت نقارے کی آواز جو سنی ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو یہ کون بے ادب ہے
جو ہمارے صحرا مین نقارہ بجا رہا ہے جا کر نقارہ وغیرہ توڑ ڈالو نگا ہرکارون نے
عرض کی حسین تاجدار فرزند صاحبقران کو ساتھ لیکر آیا ہے فرخار نے حکم دیا کہ
طبل جنگی بجے نقارہ رزمی پر چوب پڑی ادہر رستم نے بھی خبر سنکر طبل جنگی بجوایا ساری رات تیاریان

ہوتے ہیں صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فرخار میدان مین نکلا پکار کر آواز دی فرزند صاحبقران کہان ہین نہین آگاہ کہ میرا دیو بند لقب ہو دیو قاموس کو مشکین باندھکر لیا کچھ اسکا زور نہ چلا تو بس میرا مقابلہ دشوار ہو کون فرزند حمزہ کا تیار ہو جاہشاہ سے جو آواز نعرہ فرخار سنی اشارہ کیا کہ فرنگی کو بڑھایا سامنے حسین کے آئے کہا ای برادر مین اجازت میدان مانگتا ہون حسین تخت سے کود پڑا قدمون سے لپٹ پڑا کہا ای شہریار آپ نے بڑا قصد کیا ہو اس دیو خصال سے مقابلہ ہو خدا آپ کی جان بچائے ایسا نہو کہ سرکار کو صدمہ پہونچے آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہون رستم سوار ہو کر طرف میدان کے چلے مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا بقول حقیر اشعار صنعت در صفت مرکب

مجھ وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامے کا بالنگ ہی
ملا ہو عجب رنگ مشکین اسے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہو میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اک نعل ہو نیمچہ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون	وہ کوہ گران ہو یہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلے مین پہونچا فرخار نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا تو حیران جمال و محو دیدار ہوگیا سراپا کو دیکھکر کہتا تھا کہ صد افسوس ہو ایسا جوان میرے ہاتھ سے مارا جائے بڑا ستم ہو کہ میرے مقابلے مین آیا جیسے ہی رستم قریب پہونچے فرخار نے کہا ای فرزند صاحبقران آپ لشکر سے کیونکر آئے کیا کچھ مان باپ سے فساد ہوا اپنی جان سے بیزار ہوا آجتک جو میرے مقابلے مین آیا وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا لہذا مین معاف کرتا ہون تم پلٹ جاؤ رستم نے کہا ای فرخار زیادہ گھمنڈ نکرو یہ میدان کارزار ہو زبان تیغ سے کلام کرو فرخار نے کہا ای رستم خداوند جمشید ثانی کو سجدہ کرو رستم نے کہا اُسپر تو مین لعنت کرتا ہون سکار و غدار اُسکو کیا سجدہ کرین سوا اسے لعنت اور کیا کہین جب رستم نے لعنت کی تو فرخار نے بگڑ کے نیزہ مارا رستم نے

نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا رستم نے بعد تھوڑی دیر کے نیزہ فرخار کا نکالا نیزہ نکلتے ہی فرخار کو بڑا غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا لگایا رستم نے سپر کو سامنے کیا مگر تلوار جو گری فرخار نہایت طاقت دار ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار سر مین در آئی رستم زخمی ہوے حسین نے جو دیکھا کہ رستم زخمی ہوے لینا لینا کہکر جا پڑا فرخار حسین کو کب مانتا ہو گینڈا بڑھا کر آپڑا حسین تاجدار نے دو چار کو زخمی کیا کہ فرخار کا جو سامنا ہوا حسین نے ہاتھ تلوار کا مارا فرخار نے بار تھم بچا کر کلائی پکڑ لی اور کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا ملازمون سے کہا اسکو بھی لے جاؤ حبس قفس مین اسکا بھائی بند ہی اُسی مین قید کرو حسین کی گرفتاری کے بعد رستم نے بہت کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا سر سے خون اسقدر جا رہی ہوا کہ غش آنے لگا گردن مین گھوڑے کی ہاتھ ڈالدیے فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا مرکب اصیل اپنے راکب کا مزاج دان رستم کو لے نکلا کسی کے روکے سے نہ رُکا مگر فرخار نے فوجکو شکست دی بہ فتح و فیروزی پلٹا بیرون درہ اُترا دونون بھائی ایک قفس مین جب بند ہوے تو نکیبن تاجدار نے کہا اے برادر حسین تمنے کیون اپنے کو مصیبت مین ڈالا ہم پر جو گذرتی تھی وہ گذرتی تھی حسین نے کہا اے برادر وہ جوان زخمی ہوا کہ جسنے فرنگستان فتح کیا تمام عالم مین مشہور ہی کہ لندھور کو مع ہاتھی اُٹھایا مگر ہماری تقدیر اِس زور و شور سے وہ آیا تھا مگر انجام بخیر ہوگا یہ فرزندان صاحبقران مین کہین جائینگے لیکن پھر یہین آئینگے مگر فرخار نے قفس سامنے منگوایا دونون کو سمجھانے لگا کہ میری اطاعت کرو اے نکیبن تاجدار تم عرصے سے قید ہو بھائی تمھارا آج آیا ہی مین جانتا ہون کہ میری بیٹی بھی تمپر عاشق ہی اگر اطاعت کرو تو شادی کردون نکیبن نے کہا میری شادی اب قبر مین ہوگی اور یا شادی میری رستم کرینگے فرخار بہت جھلایا حکم کیا کل میدان خونی کی تیاری کرو یہان تو یہ ذکر ہی مگر گھوڑا رستم کو لیے ہوے ایک صحرا مین آیا کہ اسلم قزاق وہان کا حاکم کسی ضرورت سے زیر کوہ آیا دیکھا ایک مرکب دریاے خون مین نہایا ہوا اُسپر ایک شخص بیہوش و مدہوش ہی اسلم نے رستم کو گھوڑے سے اُتارا چارپائی پر ڈالکر

اپنے قلعے مین لایا زخمدوزی کی زخم کو دھلوایا رستم کو ہوش آیا دیکھا ایک جوان سپاہی وضع
سرہانے بیٹھا ہوا اور پنکھیان جھل رہا ہی رستم اٹھ بیٹھے فرمایا ای جوان تیرا کیا نام ہی اسلم نے کہا
مین تو نام بتاؤنگا مگر آپ اپنا نام بتایے رستم نے کہا ہمارا نام مثل آفتاب کے روشن ہی شاید
کہ تو نے سنا ہو زلزلۂ قاف ثانی سلیمان انکا فرزند ہون علمشاہ عالیشان فرخار دیو بند کے
ہاتھ سے زخمی ہوا گھوڑا نکال لایا نام رستم سنکر اسلم قدمون سے لپٹ گیا کہا آقاے نامدار
مین نے شب کو خواب دیکھا تھا کہ رستم میرے گھر مین مہمان آئے ہین میری نصیب وری کہ
خواب کا ظہور ہوا آپ نے سرفراز فرمایا مین چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون رستم
نے کہا مین اپنا بھائی تمکو جانونگا جتنے سردار وہان رہتے ہین انکے مرتبے اعلی ہین جنکو
بجائے برادر کے جانتا ہون لہذا تمکو بھی اسی طرح آبرو حاصل ہوگی اسلم قزاق کلمہ پڑھکر
بہ صدق دل مسلمان ہوا رات بھر مین رستم کا زخم خشک ہوگیا صبح کو اسلم سے کہا کہ ہم
طرف بیشۂ فرخار کے جائینگے اسلم نے کہا ای شہریار ہرا سے مقابلہ فرخار نہ چاہیے اس
اقلیم مین اسکا مثل نہین ہی اسنے دیو قاموس کو مارا دیو بند لقب ہوا رستم نے کہا ای
اسلم ایسے ایسے صدہا دیو قتل کیے ایک دیو کو اگر مارا انکو اسیر نا نہ ہوا انشاء اللہ اسکو لینا
یا دیکھ لینا کہ یک ضرب شمشیر دو پرکالے کرونگا اسلم نے کہا مین ہمراہ چلونگا اب سرکار کا
ساتھ نہ چھوڑونگا اسی وقت مرکب رستم کا تیار ہوا اسلم قزاق دو ہزار قزاقونکو ساتھ
لیکر ہمراہ ہوا یہان وہ دن ہی کہ فرخار نے دونون کو بہت سمجھایا جب دونون نے
نہ مانا تو سپاہ خونی کی تیاری ہوئی جلادون کو طلب کیا مگر بیٹی اسکی شعبدۂ سحرساز
کہ روز شب کو ہراسے ملاقات نکہین تاجدار آتی تھی تسکین دے جاتی تھی کہ ای نکہین
نہ گھبراؤ زمانہ فراق کا گذر چکا مین نے ایسے ایسے خواب دیکھے کہ جس سے دلکو تسکین ہی
آج شب کو بھی آئی تھی کہہ گئی کہ ای نکہین گھبرانا نہین تمکو کوئی قتل نہ کرسکیگا مین نے
ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ فرما گئے ہین کہ نکہین کو تسکین دینا وقت پر رستم ضرور
پہنچین گے اسکو رہا کرینگے یہان صبح کو فرخار نے دونون کو بلوایا اور ضرب دلایا دھمکا
کر [illegible] دونون نے جواب سخت دیے اور کہا جو تجھسے ہوسکے

قصور نہ کر خدا ہمارا معین و مددگار ہی فرخار نے جھلا کر کہا میدان مین لیجاؤ دار پر کھینچو اور آپ تیر و کمان لیکر اٹھا دونون جوانون کو حکم دیا ملازمون نے پائون مین زنجیرین باندھکے دار پر کھینچ دیا اُسوقت بھی فرخار نے حکم دیا کہ اب بھی یہ لوگ خداوند کو سجدہ کرین تو جان بخشی کرون حسین نے کہا بھائی بلا سے جمشید کو سجدہ کرکے جان بچاؤ تمکین نے کہا میری معشوقہ کہہ گئی ہی کہ وقت پر رستم آئین گے اگر اُنکے ہاتھ سے کوئی تیر چلگیا تو عقاب خیال ہنسکا ہوگا مگر فرخار نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا چاہا کہ تیر مارون حسین نا چار نے دل کو رجوع کیا پکارا اُٹھا ای کس بیکسان ای مددگار گم کردگان اِس آفت آسمانی سے بچا لے الرفلم

برمن مسکین خدایا کن کرم
لطف کن ای پادشاہ دو جہان
کن کرم ای صاحب جود و سخا
رحم کن بر بندگان زار خویش
دہ دوا ای چارہ ساز درد دل
کن کرم بر حالت ما بیکسان
مہر کن بر ذرہ ای ذرہ نوازہ
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

کن کرم ای شاہ والا کن کرم
ای شہنشاہ معلی کن کرم
فیض بخش دین و دنیا کن کرم
بر دعا گویان رضیا کن کرم
بر مریض خود مسیحا کن کرم
بر ہمہ اہل تمنا کن کرم
خود برین قطرہ چو دریا کن کرم
بر کمال فضل تو امیدوار

ناگاہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اٹھی رستم پیلتن علمشاہ نوجوان مع اعظم قزاق آکر پہونچے دور سے دیکھا کہ تمکین و حسین دار پر کھینچے ہوئے ہین فرخار ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ تیر مارکر مار ڈالے علمشاہ نے وہین سے نعرہ کیا کہ او فرخار خبردار اگر موئے جسم اِن دونون جوانون کا کم ہوگیا تو قیامت برپا کرونگا یہ فرما کر گھوڑا بڑھایا کہ طرف قیدیون کے چلے فرخار نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا گھبڑا کر بڑھایا چاہا کہ میدان مین جاکر روکون جیسے ہی فرخار قریب آیا رستم نے تیغہ کپتان کھینچا کہا ای فرخار بہتر اِسی مین ہی کہ اِن قیدیون کو رہا کردو ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا فرخار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتان پر روکا روک کر جو ہاتھ مارا فرخار نے گرد اسپر کا اٹھایا

مگر تیغہ کپتیان دست زبردست رستم تیغہ جو چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر
جو گرا سر اسر کلے وچبڑے کو کاٹتا ذرا فرق نہ کیا تا بہ جگر گاہ پہونچا فرخار کے مرتے ہی
ساتھ والے جو اسکے کھڑے تھے رستم پر آ پڑے رستم تلوار کھینچکر لڑنے لگے آخر ان سب نے
شکست کھائی رومال سے ہاتھ باندھ کر قدمون پر رستم کے گرے چار ہزار آدمی مسلمان
ہوئے حسین و تمکین کو رہا کیا فرخار کے یہان مال بہت کچھ نکلا وہ مال اراسپے پر
لدوایا دختر فرخار کو محافے مین سوار کر لیا تمکین تو پروانہ جمال رستم ہی کہتا ہے آپ نے
احسان عظیم کیا اگر معشوقہ بھی ملی قید سے بھی رہائی پائی رستم ان دونون جوانون کو لیکر
قلعے مین آئے اگر تیاری کی کہ مین رخصت ہون تمکین نے کہا ایک ہفتہ اور آپ
تامل فرمایئے کہ آپ کے سامنے شادی ہو جائے رستم نے منظور کیا بڑی دھوم سے
تمکین کی شادی کی برات لیے ہوئے آتے تھے ہاتھی پر تمکین تاجدار ہی رستم تمکین
کو گود مین لیے بیٹھے ہین محافہ دلہن کا پیچھے ہے حسین نے استقدر جہیز دیا ہے کہ اشتر و نیز
لدا ہوا ہے پشت پر چوبدار وغیرہ اہتمام سواری کر رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
شعلہ ہاے آتش آسمان سے گرنے لگے گرد محافے کے دھوان بلند ہوا بعد تھوڑی
دیر کے وہ دھوان غائب ہوا کہاریان روتی پیٹتی ہوئی سامنے رستم کے آئین اور
عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا جب دھوان بلند ہوا تو ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ ایک ساحر سیہ فام بدانجام قریب محافے کے آیا ہم لوگ خوف سے اسکے بھاگے
اسنے ہاتھ ڈالکر ملکہ کو نکال لیا کاندھے پر سوار کر کے لے بھاگا تب دھوان موقوف
ہوا تمکین تاجدار نے سہرہ وغیرہ نوچ ڈالا رستم نے کہا نہ گھبراؤ انشاء اللہ اس
ساحر کا پتہ لگائین گے اور تمھاری معشوقہ کو تمسے ملائینگے تمکین خاموش ہوا رستم
آکر بارگاہ مین بیٹھے ناچ راگ و رنگ موقوف ہے رستم سوچ رہے ہین کہ کیا تدبیر
کرون کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار دروازے پر حاضر ہے کہتا ہے مین رستم
کا عیار ہون سمک بلدراقی نام بتاتا ہے رستم سنکر خوش ہوگئے حکم دیا کہ بلاؤ چوبدار
نے بلایا سمک اندر آیا رستم نے پوچھا کہو اے برادر قاسم با دعا الحمد فرزند ایرج

کی کیا خبر ہی سمک نے بیان کیا کہ تینون جوان طرف لشکر صاحبقران کے جاتے تھے راہ مین بیشۂ فیض ملا گلنار جادو بیشۂ فیض کی حاکم ماہ عالم افروز پر عاشق ہوئی اُٹھا کے لے گئی قاسم و ایرج گئے اُسنے اُنکو بھی پکڑ لیا اپنے باغ مین قید کیا ہی شاید شہیر دل آیا تھا وہ براے رہائی گیا ہی مین اسطرف آپ کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آیا آپ کی خبر سُنی کہ آپ قلعۂ نمکین پر ہین مین حاضر ہوا رستم نے کہا ای سمک ایک کام کرو کہ معشوقہ نمکین کو ایک ساحر سیہ فام لیگیا ہی اُسکو رہا کرکے لاؤ تو بڑی بات ہی سمک نے عرض کی غلام جاتا ہی اور ساحر کو مار کر معشوقۂ نمکین کو لاتا ہی یہ کہکر سمک چلا پھرتا پھرتا ہوا سامنے ایک باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

جو دل ہی ٹوٹ گیا کیا ہو شعر تر پیدا ہوئے ہین شاخ شکستہ سے کب ثمر پیدا

وہ نخل باغ جہان مین ہو نکین کہ ہوتی ہی ہر ایک شاخ پہ دستۂ تبر پیدا

کیا ہی آتش غم نے سراپا خشک لہو کہ مثل سنگ رگون مین ہوئے شرر پیدا

چمن سے اُڑ چلین اُس رشک گل کے کوچہ مین ہوئے ہین اتنے لیے بلبلون کے پر پیدا

شگفتہ غنچہ نہ جبتک ہو یون نہین آتے ہو چاک چاک اگر دل تو ہو ثمر پیدا

ہین بے خبر ہون مگر ہی جنون عشق نہان ہوئے ہین داغ چھپانے کو سوئے سر پیدا

نہ داغ یاس سے گھبرا ابر آئے گی امید گلون کے بعد ہوا کرتے ہین ثمر پیدا

یہ سرکشی سے ہی اُفتادگی کی قدر بلند کہ آگ سے ہوے اور خاک سے بشر پیدا

وہ آفتاب ہی پرتو فگن عجب کیا ہی ہمارے سنگ لحد سے ہو لعل اگر پیدا

جہان مین جتنے تھے شہیر بن ادا ہوئے خونریز ہوئی ہی تیرے بنا گوش سے سحر پیدا

لگے ہین موتیون کے پھل تو سو نیلے تیتے ہوا جہان مین نہ اُس سرو سا شجر پیدا

بلاے چشم ہی حسن اور نغمہ آفت گوش کرین وہ چین ہوئے ہین جو کور و کر پیدا

سمک نے جو یہ آواز سُنی پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا دیکھا صحن باغ مین فرش بچھا ہی اور ایک ساحر سیاہ فام بد انجام تختے مین بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ملکہ تو اب اگر آج نہ مانیگی تو وہ سحر کرونگا کہ مثل میرے عاشق ہو جائے دل اُسکا نیے

دیکھے میرے آرام نہ پائے سماک نے جو یہ باتین سنین دیوار سے اُترا ایک گوشے مین
آکر بیٹھا ایک کنیز جو براے رفع حاجت آئی سماک نے اُسکو بیہوش کیا کنیز کی شکل بنکر
محفل مین آیا کنیزون سے نام دریافت کرلیا بیٹھکر پوچھا کہ ای شہریار کیا غم ہی لونڈی سے بیان
کیجیے مین دفع ملال کرون ارباب جادو نے کہا ای شعلہ رخسار تو دیکھ رہی ہی کہ آج تین
دن گذرے کہ اُس نازنین کو لایا وہ مجھکو قبول نہین کرتی اب ارادہ یہ ہی کہ اُسکے معشوق
کو پکڑ لاؤن اُسکو اُسکے سامنے قتل کرون سماک نے کہا یہ بدعت کیا ضرور ہی آپ مجھکو
اُسکے پاس بھیجیے مین جاکر دریافت کرون کسوجہ سے آپ کو قبول نہین کرتی مین باتون مین
سمجھ لونگی عورت سے عورت راز بیان کردیتی ہی کوئی پردہ نہ رہیگا سب حال ضرور
کھل جائیگا ارباب جادو نے کہا بارہ دری مین جاؤ کوٹھری مین بیٹھی ہی ابتک دُلھن
بنی ہی اسقدر روتی ہی کہ آنکھین سرخ ہوگئی ہین سماک جھپٹ کر بارہ دری مین آیا کوٹھری
کے پاس پہنچ گیا کہا ای ملکۂ عالم آپ کا غلام ہون منم سماک بلداقی عیار رستم نے کہدیا
کہ تدبیر رہائی ملکہ کرو مین آپ کو صحبت مین بلواتا ہون اتنا کہدیجیے گا کہ مین خود تجھپر عاشق
ہون مگر تو نے وہ بدعت کی کہ نفرت ہوگئی مین عقد کرونگی یون مجھے ہاتھ نہ لگا ملکہ نے
کہا ای عیار طرار اگر ہوسکے تو مجھسے کچھ نہ کہواؤ میری زبان سے یہ نہین نکلتا سماک نے
کہا مین سمجھ لونگا اور جاکر جادوگر سے کہا کہ وہ خود تمپر عاشق ہی مگر تمنے کچھ بدعت کی ساحر
نے کہا مجھسے غلطی ہوئی معاف کرین سماک نے کہا رہا کرکے ملکہ کو صحبت مین بلوائیے
ارباب جادو نے ملکہ کو بلوایا کنیزون سے کہا ملکہ کو رہا کرو کنیزین قریب قفس آئین
کہا ای ملکۂ عالم آپنے ہمسے حال دل نہ کہا ہم صفائی کرادیتے آپنے بڑے صدمے
اُٹھائے ہم آپکو پاس ارباب کے لیے چلتے ہین وہ آپ کے ساتھ بڑی محبت صرف
کرینگے ارباب جادو کو آپ سے بہت محبت ہی آج عاشق معشوق ملین گے غنچۂ آرزو
کھلین گے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کنیزون کے ساتھ محفل مین آئی دیکھا سماک انتظام
کر رہا ہی شراب مین بیہوشی ملا رہا ہی سب اہل جلسہ کو بٹھا رہا ہی اور مژدہ دے رہا ہی کہ ہم
ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا یہ کہکر جام بھرا اور بہ الحان پکار کے آواز دی

فرد بنوش بادہ کہ انجام غم نہ خواہد ماند بہ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند جلاد ہر جام لبریز کرکے
سامنے ارباب کے لایا اور کہا اے شہنشاہ مین کیا جانتی تھی کہ آپ اس غم مین مبتلا ہین نہین
تو مین پہلے ہی تدبیر کرتی کہ عورت سے عورت اپنا راز کہتی ہی مجھسے اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مین
خود ارباب پر عاشق ہون ارباب جادو خوشی کے مارے پھول گیا کہ معشوقہ کے سامنے
ظاہر کر رہی ہی اگر اسکو کچھ عذر ہوتا تو جواب دیتی ارباب نے جام لیکر بے اندیشہ انجام
پی لیا اب تو سمک نے دورا باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی بیہوشی نے
اپنا رنگ دکھادیا آپس مین دست دراز یان ہونے لگین تھوڑے عرصے مین سارے
اہل محفل بیہوش ہوے سمک خنجر پکڑ کر اُٹھا پہلے ارباب کو قتل کیا پھر جسکو جسکو مناسب
جانا اُسکو قتل کر ڈالا چند کنیزین باقی رکھین کہ اُنسے حال دریافت کیا جائیگا ملکہ نے کہا
بھتیا اب نکل چلو سمک نے کہا ملکۂ عالم چند کنیزون کو جو چھوڑا ہی اسواسطے باقی رکھا
کہ یہان کا خزانہ مال انکی ذہانت سے ظاہر ہوگا ملکہ نے کہا بھتیا مال کو آگ لگے تمنے آکے وہ
احسان کیا کہ مین عمر بھر تمھاری ممنون رہونگی تمھاری ہی وجہ سے یہ سب معاملے ہوے
کہ فرخار مارا گیا ہین تمکین سے بلی عین برات مین سے یہ ملعون اُٹھا لایا تمنے آکر احسان
عظیم کیا اُس دشمن کو مارا کہ جو میری آبرو کا خواہان تھا سمک نے کنیزون کو ہوشیار کیا
اُنسے پوچھا کوئی سواری بھی یہان ہی کنیزون نے کہا گوشہ باغ مین ایک مادیان عربی
بندھی ہی اکثر ارباب جادو اُسپر سوار ہوکر برائے سیر جاتا تھا اور مال اُس باغ
مین بہت ہی اکثر اسنے قافلے لوٹے ہین جو قافلہ ادھر سے نکلا اُسنے سحر کیا اور لوٹ لیا
وہ مال سب جمع ہی فلان کوٹھری مین رکھا ہی سمک نے وہ مال نکلوا کر چھکڑے پر لدوایا
ملکہ کو مادیان پر سوار کیا مال کو ساتھ لیکر نکلا صحراؤن کو طی کرتا ہوا جاتا تھا کہ پہاڑ پر ایک
ساحر بیدار بخت جادو نامے بیٹھا ہوا تھا دیکھا ایک نازنین مادیان پر سوار پشت پر
ایک عیار مال لیے ہوے جاتا ہی ساحر نے سحر کیا کہ سمک بیہوش ہوکر گرا ملکہ کی مادیان
چلنے سے رکی چھکڑا بھی رک گیا بیدار بخت جادو پہاڑ سے اُترا آکر مال دیکھنے لگا
سمک تو بیہوش پڑا ہی بیدار بخت نے آکر ملکہ سے پوچھا کیون شاہزادی تم کون ہو

یہ تمکو کون لیے جاتا تھا ملکہ ساحر کو دیکھکر ڈر گئی مگر ساحر منتین کر رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین یہ یال بھی لیے چلتا ہون اور پالاے کوہ میرا قلعہ ہی اس سرحد کی حکومت میرے نام ہی مین انکو حاکم کرونگا ملکہ نے جواب دیا او بیہودہ کیا بکتا ہی میری شادی ہو چکی ہی مجھکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دیدونگی ساحر چاہتا ہی کہ سحر کرکے اُسکو لیجاؤن عورت معقول ہی اسپر قبضہ کرون ملکہ رو رہی ہی کہ اس دشمن خدا سے کیونکر جان بچیگی قضاے کار مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری کس مسافر کی تلاش مین نکلے تھے اس صحرا مین آکر اُسے بارا ہی مال اُسکا قبضے مین کر چکے ہین کہ دور سے دیکھا کہ ایک شخص بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر ایک عورت کی منتین کر رہا ہی اور چھکڑے پہ مال بہت لدا ہی سوچے کہ ای خواجہ یہ مال کہان سے آیا اور یہ ساحر کون ہی اور یہ بیہوش کون پڑا ہی رنگ روغن عیاری کا لگایا اور ایک گویے کی شکل بنکر یہ اشعار گاتے ہوے ہر قدم پر اٹھلاتے ہوے چلے نظم

پنجۂ گلگون چمن کو اب دکھایا چاہیے
رشک سے مہندی کی ٹٹی کو جلایا چاہیے

ٹھوکر اک پاے حنائی سے لگایا چاہیے
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے

چہرۂ جانان ہی مصحف اور مین بیمار ہون
وار کر اُسپر سے اب پانی پلایا چاہیے

دل کو خواہش ہی کہ طفلان حسین گھیرے رہین
آپ کو ان روز دیوانہ بنایا چاہیے

جسکے ہاتھ آیا خزانہ قصد کرتا ہی یہی
مثل فوارہ جہان مین سر اُٹھایا چاہیے

داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ
ان بتون کو کس توقع پر خدا مانا چاہیے

طالب زینت نہین رنگینی بے ساختہ
پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگایا چاہیے

محفل عشرت مین ناسخ یاد آتا ہی غنی
شمع ساں ہنسنے مین یارونکو رلایا چاہیے

ساحر کے کان مین جو آواز گانے کی پہونچی پکارکر آواز دی میان گانے والے ذرا ادھر آئیے ملک پر تو سحر کر دیا کہ ملک کی آنکھہ بند ہو گئی گویا قریب آیا اب جو دیکھا کہ جو بیہوش پڑا ہی وہ سمک ہی حیران ہوے کہ یہ یہان کیونکر آیا مگر مال کا چھکڑا جو دیکھا کہ اسباب ضروری سے معمور ہی منھہ مین پانی بھر آیا سوچے کہ بڑے غضب کی بات ہی کہ یہ مفلوک اتنا مال لیجائے ساحر سے حال پوچھنے لگے اُسنے بیان کیا کہ مین بالاے کوہ بیٹھا ہوا تھا

کہ مین نے دیکھا یہ شخص جو بیہوش پڑا ہی پا دیان کی رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے جاتا ہی اور پشت
پر یہ چھکڑا ہی مجھکو ناگوار ہوا کہ میری عملداری سے مال گذر جائے اور مین تعرض نہ کرون مین نے
وہین سے سحر کیا کہ یہ تو بیہوش ہو کر گرا چھکڑا چلنے سے رکا مین نے آکر اُس محبوب کو دیکھا اور
مال کو بھولا خیال مین آیا کہ اسکو اپنے قبضے مین کرون بڑے لطف سے بسر ہوگی اس مین
آپ آگئے اس عورت پر قبضہ کرنا چاہتا ہون عمرو نے کہا میرے پاس سیب باغ سامری
ہی اسکو کھلا دیجیے اور اس نازنین سے باتین کیجیے فوراً مائل ہو جائیگی جو آپ کو خواہش
ہی وہی اسکو بھی کاہش ہوگی ساحر نے کہا بڑے میان صاحب سیب باغ سامری
کیونکر پایا بڑے میان نے کہا مین ایک جنگل مین گا رہا تھا کہ سامری تشریف لائے
میرا گانا بہت پسند کیا پوچھا بڑے میان کیا سن ہی مین نے کہا یا خدا وند ایکسو چھبیس
سال کا ہون مگر اس حال مین بھی چھ بیبیان ہین سامری نے جیب مین ہاتھ ڈالا اور سیب
نکالکر کہا کہ جب اِسے کھا کر کسی سے کلام کروگے وہ تمپر عاشق ہو جائیگا ابتک مین نے
امتحان نہین کیا مگر تمپر امتحان ہو جائیگا بیدار بخت خوش ہو گیا خواجہ نے جیب سے
سیب نکالا نصف سبز نصف سرخ تھا سرخ کی قاش کاٹی اور بیدار بخت کو کھلائی غرض
بیدار بخت نے بہت خوشی سے سیب کھایا یہ نہ سمجھا کہ سیب کھاتے ہی تہ آسیب
ہو جاؤنگا یے وعدہ بد انجام کھا گیا کھا کر بیہوش ہوا خواجہ نے اول وہ مال لیکر زنبیل کیا
کنکر پتھر اُس مین بھر دیے آکر ساحر کو قتل کیا مرتے ہی ساحر کے سمک ہوشیار ہوا خواجہ
کو جو سر پر دیکھا گھبرا گیا سمجھا کہ مال نہ بچا ہوگا ہاتھ باندھکر عرض کی قبلہ وکعبہ آپ کہانسے
آئے ہین خواجہ نے کہا مین ایک مسافر کی تلاش مین آیا تھا وہ تو نکل گیا تمکو بیہوش
دیکھا ساحر کو مارا اب تم باتین بناتے ہو سمک نے جھپٹ کر چھکڑے کو دیکھا اُسمین
کنکر پتھر پائے ہوش اُڑ گئے قریب آکر کہا قبلہ وکعبہ اِس چھکڑے مین مال تھا خواجہ نے
کہا مین تو چھکڑے کے قریب بھی نہین گیا مین کیا جانون مین کیا جانتا تھا کہ تم احسان
فراموش ہو مین نے تو ساحر کو مارا تمنے یہ جھگڑا نکالا اگر مین ایسا جانتا تو تمکو اِسی
آفت مین چھوڑتا جب تمکو آرام آتا کہ ساحر تمپر بدعتین کرتا اور قتل کرتا جب تم راضی

ہوتے سمک نے سر جھکا لیا ملکہ نے بھی کہا کہ ای سمک تکرار نہ کرو الیسانہ ہو خواجہ بگڑ جائین خواجہ تو ایک طرف روانہ ہوے سمک ملکہ کو ہمراہ لیکر چلا مگر سمک نے جو ذکر کیا تھا کہ شاپور شیر دل براے رہائی ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و ماہ عالم افروز روانہ ہوا ہی اُسکا حال تحریر کرتا ہون کہ شاپور شیر دل تلاش مین شاہزادونکی نکلا ہی ایک صحرا مین پہونچا دیکھا چند آہو دوڑے دوڑے پھر رہے ہین ایک آہو نے آکر شاپور کو گھیرا شاپور نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن مگر اُس آہو نے بھاگنے نہ دیا تڑپ کر گرا شاپور نے دیکھا ایک ساحر ہی اُسنے نعرہ کیا کہ منم غزال جادو او عیار تو کون ہی جو میرے دشت مین آیا شاپور منتین کرنے لگا مگر غزال نے شاپور کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ شاپور زمین پر گرا آہو کی شکل بنکر نیار ہوا اُس ساحر کے پاس ایک چوب تھی وہ بدن مین چھوا دی شاپور جنگل مین پھرنے لگا مگر بیقرار ہی کہ اس حال مین کہان جاؤن پھرتے پھرتے سامنے ایک باغ کے پہونچا دروازہ باغ کا کھلا ہوا تھا شاپور اندر باغ کے آیا دیکھا مسند بچھی ہی ایک ساحرہ مکارہ غدارہ مسند پر بیٹھی ہوئی سیر باغ کر رہی ہی آہو سامنے آکر ناچنے لگا ساحرہ کے سامنے بیٹھی تھی ہنسنے لگی گائن سے متوجہ ہوکر کہا ای گل اندام دیکھو یہ آہو تال سم پہ پانون مار رہا ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھائے آہو نے منھ سینے پر رکھدیا اور لپٹا جاتا ہی وہ ساحرہ بہت خوش ہوئی ہی اور پشت و پہلو پر ہاتھ پھیر رہی ہی گائن جو گانے لگی آہو پھر ناچنے لگا اُس ساحر نے پھر ہنسکر کہا یہ آہو تعلیم یافتہ معلوم ہوتا ہی یہ کہکر پشت پہ ہاتھ پھیرا کچھ ہاتھ مین چبھا خیال کرکے دیکھا کہ ایک کیل آہن کی پشت پر اِسکے نصب ہی ساحرہ نے کہ مسمی بہ باغبان جادو ہی اُسنے وہ کیل کھینچ لی جیسے ہی کیل نکل آئی شاپور بصورت اصلی ہوگیا مگر شاپور شیر دل نے اُٹھتے ہی آواز دی کہ سہ ہمیشہ دل بہ سجان مبارک باشد ہ لوگ حیران ہوگئے ساحرہ نے کہا کہ صاحبو یہ کیسی ساحر کے سحر مین تھا مین نے وہ سحر اُتار دیا مگر ای شخص تو کون ہی شاپور نے کہا منجم کا گویا ہون مین گا رہا تھا کہ ایک ساحر آیا اُسنے کہا میرے بیٹے کی شادی ہی تو چل مین تجھکو بہت کچھ دونگا ہمتو اُسی کام کے عادی ہین اُسکے ساتھ محفل مین گئے

رات بھر ایسا گائے کہ کل اہل محفل خوش ہو گئے مگر اُس ساحرہ نے چار آنے پیسے مجھکو دیے میں نے کہا حضور میرا مقرری مجرا اس سے دوچند ہے یہ تو میں نہ لونگا بس اُس ساحرہ نے سحر کر کے مجھکو آہو بنا دیا میں جنگل میں پھرتا ہوا یہان آیا امید وار ہون کہ میرا گانا سنیے یہ کہکر شاپور نے بایان اُٹھا یا سید ھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ سامنے اُس ساحرہ کے گانے لگا

نظم

بے رخ یار مجھے جان سے بیزاری تھی
چاندنی رات نہ تھی گور کی اندھیاری تھی

کام ہی ہو گیا امید شفا میں آخر
دل کی بیماری تھی یا چشم کی بیماری تھی

کیا مزہ کالبد خاک میں اور روح ملا
اب نکلتی ہی نہیں یا تو وہ بیزاری تھی

اک سرے پاؤن میں زنجیر تھی اک گردن میں
یار سے میں نے بدی شرط وفاداری تھی

نہ موا میں تو یہی قسمت کا قصور اے قاتل
ہاتھ کمزور نہ تلوار تری بھاری تھی

نالہ کرنے سے نہ کم ظرف کہو جلا دون
ضبط فریاد بس اب آ گئے دل آزاری تھی

بوسۂ لعل لب یار کی حسرت ہی رہی
مرد مفلس کو جواہر کی خریداری تھی

طور جس برق تجلی نے کیا خاک سیاہ
تیرے آتشکدۂ حسن کی چنگاری تھی

گاہ رونا کبھی ہنستا تھا نصیبوں پر میں
خواب بد میرے لیے حالت بیداری تھی

چھوٹ کر عشق کے پھندے سے ہوئیں تنگ آتش
مجھکو آزادی سے بہتر وہ گرفتاری تھی

گا کر جام لبریز کیا سامنے باغبان جادو کے آکر کہا کہ جام نوش فرمایئے باغبان جادو نے ہاتھ تو بڑھا دیے مگر جام پر تیور ڈالے کہ شراب اُڑ گئی شاپور کے سامنے آئینہ لگا تھا شاپور نے جو اُسے دیکھا صورت تبدیل پائی باغبان جادو نے کہا ارے تو کون ہے شاید شراب میں بیہوشی تھی یہ کہکر خنجر لیکر اُٹھی کہا ٹکڑے تجھے قتل کرونگی پھنکر شاپور بین کرنے لگا ساحرہ نے کہا کہ او ظالم اتنا تو میں سمجھ گئی کہ تو کوئی دشمن ہے سچ بتا کہ تیرا مذہب کیا ہے شاپور نے کہا میں خداوند لقا کو خداوند جانتا ہون انکو بخوبی پہچانتا ہون شیطان درگاہ خداوندی نے کہا تھا کہ جب تم فلان صحرا میں پہونچو گے تو ایک ساحرہ گرفتار کریگی وہی ہوا ساحرہ نے کہا اگر تو شیطان تک گیا ہے اور انکی

صورت دیکھ آیا ہی تو ایک کام میرا کر دے تین جوان فرزندان حمزہ کو مین نے گرفتار کیا ہی چاہتی ہون کہ ان تینون کو راضی کر دے کہ میرا وصل قبول کرین تو مین تجھکو بہت نہال کر دونگی شاپور نے کہا مین اصل مین ملک بختیارک کا عیار ہون انکی خدمت مین رہا کراماتین دیکھین جو فرماتیے وہ بجا لاؤن ان تینون جوانون کو ایسا آراستہ کرون کہ اٹھ پھر آپ کی خدمت مین رہین آپ کا حکم بجا لائین تب آپ پر میری کرامت ظاہر ہو مین خدمت قدرت مین مدتون رہا قدرت کا نظر کردہ ہون اور ملک بختیارک کا بزرہ ہون ساحرہ نے کہا مین ان تینون جوانون کو لاتی ہون یہ کہکر شاپور پر سحر کیا کہا مجھکو خوف ہی کہ تو بھاگ نہ جائے اس مقام پر حصار کرکے روانہ ہوئی جاکے قفس لائی قفس مین تینون جوان قید تھے وہ تینون پنجرے رکھے شاپور اول قریب ایرج کے آیا کہا ای شہریار مین نے چاہا تھا کہ باغبان جادو کو مار لون مگر اسنے شراب نہ پی اب مین نے باتون مین رنگ جمایا ہی آپ اتنا کہدیجیے کہ ہم تجھسے راضی ہین جو کہیگی وہ قبول کرینگے ایرج نے کہا ای رفیق وشفیق یہ تو میرے منھ سے نہ نکلیگا قبلہ وکعبہ سے کہو یا میرے فرزندسے کہو وہ قبول کرینگے اگر مین کہونگا تو وہ ملعونہ مجھپر ضرور دست اندازہ ہوگی مجھکو تا گوارہ ہوگا اسوقت کیا کرونگا شاپور نے کہا اتنا وہ غافل ہوکہ جام پی جائے انجام کا خیال نہ کرے ایرج نے کہا ای شاپور تمنے بہت تنگ کیا ہی خیر تمھارا حکم بجا لاؤنگا مگر مناسبت یہ ہم ہین غصے سے چہرہ سرخ ہو رہا ہی کہ چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئین عرض کی واری آشنا آپ کے فضیل جادو آتے ہین لیکن بہت غصے مین ہین فرماتے تھے کیا باعث ہوا کہ باغبان جادو شب کو نہ آئی مین نے رات بھر انتظار کیا آنکھین پتھرا گئین باغبان جادو نے کہا اسوقت تو وہ خلاف آئے ہین اپنی ضرورت مین ہون تین دن سے جنکے لیے بیقرار تھی وہ اب راضی ہوتے ہین ان تینون سے مدعا حاصل کرلون انکا تو مال ہون جسوقت چاہین بلائین مین حاضر ہونگی یہ ذکر تھا کہ فضیل جادو سامنے سے آیا نفس جو تینون جوانون کے دیکھے برہم ہوکر کہا کیون او فاحشہ رات کو کہان رہی ان دھگڑون سے مصروف تھی باغبان نے

کہا او دیوانے یہ ایسے معشوق نہین ہین کہ فوراً مان جائین مجھے خود تمہارا آنا ناگوار ہوا اسوقت چلے جاؤ مین شب کو آؤنگی فضیل نے کہا مین تجھکو لیکر جاؤنگا باغ مراد مین سب سامان کرکے آیا ہون شراب وکباب لگا ئین ساقیان ہمین ساق ومطربان خوش آواز حاضر ہین جب رات بھر تیرا انتظار کیا اور تو نہ آئی تو خود دوڑا آیا میرے شغل مین فرق پڑتا ہی اب اسمین بہتری ہی کہ میرے ساتھ چلی چل بعد تھوڑی دیر کے چلی آنا باغبان جادو نے کہا ای فضیل کیون تکرار کرتا ہی مین اسوقت نہ جاؤنگی یہانتک تکرار بڑھی کہ فضیل نے تلوار کھینچی کہا مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا معشوق کی مجھکو مشکل نہین ہی جسکو چاہون اٹھا لیجاؤن مطلب دلی حاصل کرلون مگر تجھسے مدت کی آشنائی ہی اور تو آج ایسا انکار کرتی ہی کہ کبھی کی جان پہچان نہین باغبان جادو نے کہا ارے دیوانے اسوقت میرا مزاج درست نہین ہی جو سمجھے گمان ہی اسکا یہان سامان بھی نہین یہ فرزندان حمزہ مین مگر نظر کردہ خداوند آگیا ہی اسکی زبان کی تاثیر سے شاید مطلب حاصل ہو فضیل نے ہاتھ بڑھایا کہ بال اسکے پکڑلون باغبان جادو نے الٹا ہاتھ مارا فضیل نے جھلا کے تلوار کو جنبش دی اور پکار کر کہا یا سامری و جمشید باغبان جادو کا سر اڑجائے مین اسکو قتل کرتا ہون تلوارین برسنے لگین کئی تلوارین گرین ایک تلوار نے سر اڑادیا دوسری تلوار گری کہ اسنے ہاتھ قلم کیے ایک تلوار نے کمر کو کاٹا کئی ٹکڑے جسوقت باغبان جادو کے ہوے شاپور نے رہائی پائی کود کر بھاگا ایک غار مین جاکر چھپا مگر فضیل جادو حیران ہی کہ یہ عیار کہان گیا چہار جانب دیکھ رہا ہی کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی فضیل نے سر اٹھاکر دیکھا ایک کنیز سبزہ رنگ نوجوان سرو قد خورشید خد سامنے سے آتی ہی کہتی ہوئی کہ صاحب ذرا ادھر تو آؤ ایک دشمن کو بتادون کہ جسنے ہزارون جادوگر مارے آج تمہاری فکر مین آیا دیکھو مجھکو پیچھے مار کے بھاگا مین نے قصد کیا تھا کہ اسکو مارڈالون مگر وہ تو چھلاوہ ہی وہ جو سامنے کھینچی ہوئی ہین چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہی تم چلو مین تمکو بتادون تم سحر کرکے پکڑلو فضیل جادو اس کنیز کو دیکھکر بیقرار ہوگیا ساتھ اسکے چلا راہ مین کہتا ہوا کیون صاحب تم باغبان جادو کی

ملازم تھیں اُس مہ جبین نے کہا ہر چند کہ مین ملازم تھی مگر ایسی پرورش فرماتی تھین کہ لباس
اپنا مجھکو پہنایا زیور اپنا اکثر مرحمت فرماتی تھین یہی اُنکا قول تھا کہ گلعذار میری بہن ہی یہ باتین
کرتے کرتے ایک مقام پر کنیز ٹھہری کہا لو یہان فضیل جادو وہ عیار صحنچی مین بیٹھا ہی فضیل نے
کہا مین نے صحنچی مین نہین دیکھا مفصل بتاؤ کنیز نے ہاتھ بڑھا کہ پٹے تھام لیے کہا او احمق
تجھے کیا سوجھے گا تو تو بالکل اندھا ہی دیکھ وہ سامنے بیٹھا ہی لنگا پھیر یا پہن رہا ہی بس
تم یہین سے اسم سحر پڑھکر ایک گولہ مارو زمین پاؤن تھام لیگی جاکر قتل کرنا فضیل نے
گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھکر چاہا پھینکون کنیز نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور ایک جھٹکا مارا کہ فضیل گرا شاپور نے حباب مار دیا بیہوش کرکے اُسے قتل کرڈالا
تینون قفس ٹوٹ گئے قاسم و ایرج و ماہ عالم افروز نے رہائی پائی جب یہ تینون جوان
رہا ہوے تو شاپور نے آکر سلام کیا سب خوشیان کرنے لگے شاپور نے کہا آقاے
تاجدار یہان سے چلیے مگر مال یہان بہت ہی قاسم نے کہا مال سوزی نصیب غازی ہی مال
مال لدوالو شاپور نے چند مزدور لدوائے مال وہان کا سب لدوالیا تینون نوجوان بھی
گھوڑون پر سوار مزدور مال لادے ہوے پشت پر شاپور رکاب پر ایرج کی ہاتھ
رکھے ہوے باغ سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان
گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان اسباب جنگ سے آراستہ دور سے
جو اُس پہلوان نے ان شیرون کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا گینڈا بڑھا کر قریب
آیا جھک کر قاسم کو سلام کیا کہا آقاے تاجدار آپ کے نام نامی و اسم گرامی کا مشتاق
ہون قاسم نے نام اپنا بتایا ایرج کو بھی بتایا ماہ عالم افروز کا بھی ذکر کیا وہ پہلوان
موسوم بہ حسان کوہی بہ صدق دل مسلمان ہوا کہا یہان سے دو کوس پر غلام کا قلعہ
ہی قلعہ دقیانوسی اُسکا لقب ہی سب کو مسلمان کیجیے جو کچھ چپچہ آتش حقیر کو ممکن ہو تناول
فرمائیے بعد دو روز کے حضور کے ساتھ مین بھی چلونگا اب بقیہ زندگی ہمراہ رکاب
سعادت انتساب بسر کرونگا تینون جوان حسان کوہی کے ساتھ چلے حسان
اپنے بھائی لقمان کوہی کو اپنی طرف سے نائب کرکے برائے شکار نکلا تھا مگر قریب

قلعے کے پشت پر خار ہی وہان کا حاکم ساماں کوہی اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی کہ حسان کوہی مسلمان ہو گیا فرزندان حمزہ کا مطیع ہوا یہ سنکر ساماں کوہی بہت
جھلایا افسرون سے کہا جلد تیار رہو مین انکو روکونگا آگے نہ جانے دونگا سب افسران
فوج تیار رہے ساٹھ ہزار جوانون کا لشکر آگے سب کے افسر کلان بیرون قلعہ آگے
اترے دوسرے دن حسان کوہی پہونچا تینون جوان ساتھ ہین حسان کوہی نے جو
دیکھا کہ بھائی باغی ہو گیا قاسم سے ذکر کیا قاسم نے کہا کچھ خوف نہ کرو مقابلے مین جاکر
اترو انشاء اللہ وہ بھی یاد کریگا کہ مین نے کیون بھائی کو روکا بہت پچتائیگا حسان
نے لشکر مقابلے مین اتارا ساماں نے طبل جنگی بجوا دیا بہران بلا افگن ساماں کا
پہلوان ہی اسی نے کہکر طبل جنگی بجوایا ہی دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان
ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بہران بلا افگن نکلا پکار کر آواز دی کہ
ای حسان کوہی اپنے مددگار کو بھیجو قاسم نوجوان نے مرکب نکالا مقابلہ بہران مین
پہونچے بہران نے جو جمال بے مثال دیکھا جرأت و شوکت دیکھکر دنگ ہو گیا جی مین
کہتا ہی یہ وہی جوان ہی کہ جسنے دولت گنجاب کو برہم کیا آخر مین بھی خوب لڑا ہر مقام
پر معرکہ پڑا کمان کیانی کاندھے سے اتاری قاسم پر تیرون کی بوچھار کرنے لگا جو تیر آیا
قاسم نے اسے قلم کیا جب قاسم قریب پہونچے تو بہران نے کہا ای نوجوان میرے
پاس تیغہ بلاکش ہی آج اسکو لگا کر نہین آیا ہون کل آپ سے مقابلہ کرونگا یہ تو ان
لوگون کا دستور ہی کہ جو کوئی مہلت مانگے اسکو مہلت دیتے ہین عذر حریف سنا انکا کام
ہی گھوڑے کو روک لیا اور فرمایا کہ ای بہران کل ضرور آکر مقابلہ کرنا ہم تمہارے مشتاق
رہے ہین میدان مین آئینگے انشاء اللہ لطف جرأت ملیگا بہران پلٹ گیا قاسم
اسکے مکر کو نہ سمجھے یہ بھی پلٹ آئے مگر بہران جو لشکر مین آیا افسرون سے کہنے لگا
عجب شخص سے مقابلہ تھا اپنی جان بچا کر چلا آیا اگر مقابلہ کرتا تو بیشک مارا جاتا افسر
خاموش ہو رہے بعض نے کہا اگر حکم دیجیے تو ہم جاکر مقابلہ کرین مشکین باندھکر
اسی شخص کی لائین کیسے سر حاضر کرین کسی بات مین بند نہین ہین آپ رحم دل ہین

اسوجہ سے پلٹ آئے آپ کو گوارہ نہ ہوا کہ ایسے خوبصورت کو قتل کرین ہم لوگون کے دلمین
درد نہین ہے یہ ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کرینگے کیا ہمارے ہاتھ سے بچ سکتا ہے لیکن
بہران نے کسی کو جواب نہ دیا سر جھکا کر خاموش ہو رہا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا عیار
اسکا طیران تیزرو آیا آکر پوچھا مزاج کیسا ہے بہران نے کہا اے رفیق کیا پوچھتا ہے
عجب مصیبت مین ہون مین نہ جانتا تھا کہ فرزندان حمزہ اسکے شریک ہین ورنہ لشکر
کشی نہ کرنے دیتا آقا کو منع کرتا کہ ان لوگون سے مقابلہ نہ کیجیے نکلجانے دیجیے اب معرکہ
الجھ گیا اگر تامل کرون تو لوگ نام رکھین گے میرے لیے بدنامی ہوگی اور اگر مقابلہ
کرون نوجوان کا خوف ہے عیار نے کہا اے آقاے نامدار اگر حکم دیجیے تو اس جوان کو
پکڑ لاؤن تنہائی مین قتل کر ڈالیے بہران نے کہا اے عیار طرار اگر یہ کام کر تو بڑا احسان
ہو عیار نے کہا غلام فوراً جاتا ہے اور قاسم کو لاتا ہے ہرچند کہ ان کے لشکر مین بھی اکثر
فرزندان عمرو موجود ہین لیکن انکو خبر بھی نہ ہونے پائیگی اور مین لے آؤنگا یہ کہکر طیران روانہ
ہوا دن ہی کو لشکر اسلام مین پہونچا دریافت کرنے لگا کہ قاسم بارگاہ مین رہتے
ہین مگر شاپور شیردل کہ ہر وقت لشکر مین پھرا کرتا ہے ایک دوکاندار نے خبر دی کہ
فلان ضعیف مرد جو جاتا ہے اسنے نشان خیمہ قاسم پوچھا تھا شاپور تو بلا کا عیار ہے
فوراً سمجھ گیا کہ یہ کام کسی عیار کا ہے پکارا کہ بڑے میان صاحب میرے پاس آیئے
مین آپ کو بتا دون بلکہ خیمہ قاسم پر لے چلون چور کا دل کتنا شاپور نے جو پکار کر
کہا طیران بھاگا سوچا کہ شاید مجھے پہچان لیا شاپور تعاقب مین چلا جنگل مین جاکر
طیران نے صورت بدلی ایک گنوار کی شکل بنکر تیار ہوا لٹھ کاندھے پر دھوتی باندھے
شاپور نے جو دیکھا کہ ایک گنوار آتا ہے سوچا کہ یہ راہگیر ہے مگر خیال کرنے دیکھا کہ
لشکر اسلام کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے اور شاپور کو دیکھتا ہوا آتا ہے ہرچند کہ شاپور نے
نہین پہچانا مگر راہ کاٹ کے چلا طیران نے جو دیکھا کہ یا تو یہ شخص ادھر آتا ہے اب اور
راستے پر جاتا ہے زفیل عیاری بجائی پانچ شاگرد طیران کے کہ جنگل مین چھپے ہوئے تھے
استاد کی زفیل سنکر فوراً حاضر ہوئے طیران نے اشارہ کیا کہ یہ عیار جو جاتا ہے اسکو گھیر کر

مارلو پانچون عیار شاپور پر آپڑے مگر شاپور نہنگ بحر عیاری وگوہر صدف قلزم طراری ہی بیچ کھینچکر لڑنے لگا ایک ایک ہاتھ مین چار چار کو مار لیا ایک زخمی ہوکر بھاگا پلٹکر دیکھا وہ عیار بھی نہین ہی شاپور حیران ہوا کہ یہ کہان گیا مگر طیران ایک غار مین چھپا ہوا ہی کمندین جنس پوش کر دی ہین سرا ہاتھ مین جیسے ہی شاپور وہان پہونچا طیران نے شیر کی آواز دی شاپور رکا طیران نے جھٹکا مارا کہ شاپور گرا طیران نے آکر حباب مارا شاپور کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا پہلے تو خیال ہوا کہ اپنے لشکر مین لیجاؤن لیکن خیال مین آیا کہ شاپور کو جنگل مین باندھ دون اسی کی شکل پر چلو شاپور کو ایک درخت مین باندھا بہ شکل شاپور طرف لشکر اسلام کے چلا مگر شاپور بندھا ہوا ہی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک جوان بلند و بالا قوم کا زنگی بغدہ ہاتھ مین جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی شاپور نے پہچانا کہ یہ نوجا لنسوز بن قران ہین پکارا کہ بھائی صاحب تم کہان جاتے ہو جالنسوز نے پلٹ کر شاپور کو دیکھا آکر شاپور کو کھولا شاپور فورًا کھلتے ہی طرف اپنے لشکر کے بھاگا مگر طیران بہ شکل شاپور لشکر اسلام مین آیا طیران کو شاپور جانکر کسی نے نہ روکا اسنے جاکر ایرج نوجوان کو بیہوش کیا سر اچہ چاک کرکے لے بھاگا بیٹھتا اٹھتا لشکر اسلام سے نکلا بھاگا ہوا جاتا تھا کہ ادھر سے شاپور نے دیکھا پکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا مگر طیران نہ ٹھہرا بھاگا شاپور نے پیچھا کیا ایک صحرا مین جاکر گھیر لیا طیران لڑنے لگا مگر شاپور نے دیکھ لیا کہ میرے آقا کو لیے جاتا ہی ایک مقام پر ایک ہاتھ مارا کہ طیران کا شانہ نشانہ ہوا اب تو طیران گھبرایا آخر پشتارہ چھوڑکر بھاگا مگر شاپور نے پیچھا نہ کیا طیران نکل گیا شاپور نے ناچار ہوکر پشتارہ ایرج کا اٹھایا لشکر مین لاکر ہوشیار کیا ایرج نے پوچھا اے شاپور خیر تو ہی شاپور نے کہا آپ کو عیار لے چلا تھا مگر غلام نے رہا کیا شکر ہی کہ وہ ملعون زخمی ہوکر بھاگا مین حضور کو لے آیا ایرج کو نہایت ناگوار ہوا مگر قاسم وغیرہ برائے خبر آئے شاپور نے بیان کیا کہ آج دو مرتبہ عیار آیا مگر خدا نے آپ سب کو بچا لیا قاسم نے کہا یہ کیا بات ہی بہران نے ہمسے اقرار کیا تھا کہ کل آپ سے مقابلہ کرونگا

شاپور نے کہا وہ جاہ و جلال آپ کا دیکھکر گھبرا گیا حیلہ کر کے پلٹ گیا اُسکا بدلہ کیا انشاءالله
اُس نامرد سے سمجھونگا یہ فطرتین کین کہ جا کر عیار کو بھیجا اگر شاپور نہ آگاہ ہوتا تو ایرج کو
لے ہی گیا تھا مگر کہان جاتا ہو سر سید ان سمجھا جائیگا طیران جو پلٹ کر گیا بہران سے سب
حال کہا کہ مین ایرج کو لایا تھا مگر زخمی ہو کر بھاگا اب آج شب کو جاؤنگا جسطرح بنے گا
کسی کو لاؤنگا ای شہریار بڑا ستم یہ ہوا کہ شاپور نے مجھکو پہچان لیا اب اگر پھر جاؤنگا اور
دیکھ پائیگا تو روکیگا شام کو ایک سپاہی کی شکل بنکر چلا قضا سے کار کاؤس صبا رفتار
چاندنی کی سیر دیکھتا ہوا جاتا تھا طیران نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار کمسن آتا ہو فوراً
خنجر کمسن جانکر ایک گوشے مین چھپا کمندین جنس پوش کین کہ مہتر کاؤس پھرتا ہوا اُس
مقام پر پہونچا طیران نے اُنھین کمندون مین مہتر کاؤس کو پھنسایا اور بیہوش کر کے
لے بھاگا خیال مین ہو کہ اِسکو لشکر مین قید کر کے پھر آؤنگا سمجھ لونگا یہ سوچتا ہوا کاؤس
کو لیکر بارگاہ بہران مین آیا بیان کیا کہ یہ عیار مسلمانون کا ہو اِسکو قتل کیجیے یہ سنکر بہران
نے اول کاؤس کو مسلسل کرایا حکم دیا ہوشیار کرو طیران نے ہوشیار کیا کاؤس کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا سر اُٹھا کر دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال
بیٹھا ہوا حکم دے رہا ہو کہ اس عیار کو قتل کرو چند جلاد آکر کھڑے ہوے مگر کاؤس کو
دیکھکر اُنکی آنکھون مین آنسو بھر آئے آپس مین کہتے تھے کہ یارو یہ عیار بلاے روزگار
ہو مگر افسوس کہ اسکی مفت مین جان جاتی ہو مگر ایک جلاد کہ نہایت ہی صاحب بیداد تھا
خنجر کھینچکر قریب کاؤس آیا گردن پر کوٹے کا خط کھینچا کاؤس بیقرار ہو کر خدا سے دعا
مانگنے لگا کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم اِس آفت سے بچا لے دشمن سے نجات دے نظم

بر گنہگاران کرم کن یا کریم ... بر غریبان رحم فرما یا رحیم
ہر کرا حامی توئی ای کردگار ... او نہ سنید ارد ز دشمن خوف و بیم
خاکساران از تو حاصل می کنند ... گلشن فردوس و جنات النعیم
تو قدیری و غفوری و شکور ... تو قدیمی و علیمی و حکیم
بہر خاصان ہست لطفِ خاص تو ... بہر عام ان ہر زمان لطفِ عمیم

مگر قضاے کار ہرکارے جو لشکر اسلام کے موجود تھے مقدمۂ قتل کاؤس دیکھکر بھاگے
شاہزادہ ماہ عالم افروز کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا ہرکاروں کو جو بدحواس دیکھا پوچھا
کہ بھاگے ہو کہاں سے آتے ہو ہرکاروں کے آنسو ٹپک پڑے کہا ای شہریار غضب ہوگیا
کہ کاؤس دربار بہران مین قتل ہوتا ہی ماہ عالم افروز جوان کمسن نے اپنے عیار کا جو حال
سنا شعلہ کانون سینے مین مشتعل ہوا مرکب کو بڑھایا مرکب دریائی زہرہران ہی طرارے
بھرتا ہوا چلا نشیب و فراز کو طی کرتا ہوا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی پر نہین کترے ہین اگر کوئی
نخل سامنے آگیا اور شاہزادے نے ایڑ کی تو نخل کو فرا آگیا اگر بلندی ملگئی تو اسپر چڑھگیا
اگر پانی ملا تو طرارہ بھر کر نکلا اس جوش و خروش مین شاہزادہ جاتا ہی مگر ہرکاروں نے
جو دیکھا کہ ماہ عالم افروز اپنے عیار کی محبت مین اکیلا چڑھ دوڑا ہی تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو
شاہزادے پر کوئی افتاد پڑے آکر ایرج نوجوان سے اطلاع کی ایرج سنتے ہی
مرکب پری پیکر کرہ بن اشقر پر سوار ہوے اور لشکر سے نکلے یہان وہ وقت ہی کہ
بہران جلاد کو حکم دے رہا ہی کہ اس عیار کا سر کاٹ لے کاؤس بیقرار و اشکبار دعائین
مانگ رہا ہی کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دو جہان اس آفت ناگہانی و بلاے آسمانی سے
نجات دے رباعی ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی ٭ وز دامن صبح و شب نمایندہ
توئی ٭ دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ ٭ یکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی ٭ بیقرار
ہوکر جو کاؤس نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دربارگاہ پر ہلڑ ہوا بہران
نے کہا ارے دیکھو تو دروازے پر یہ کیسا ہلڑ ہی باعث یہ تھا کہ شاہزادہ ماہ عالم افروز
مرکب کو اڑاتا ہوا قریب دربارگاہ پہونچا دربگہ سالار جو دروازے پر بیٹھا ہوا تھا
اسنے روکا یہ کب رکتے ہین چاہا کہ اندر جاؤن دربگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
شاہزادے نے کلائی تھامکر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر دربگہ سالار کا اڑگیا سر ڈھلکتا
ہوا بارگاہ مین پہونچا بہران نے گھبرا کر پوچھا ارے یہ کسکا سر ہی کہ پردہ بارگاہ کا
اٹھا شاہزادہ رستم خصال سہراب جلال نمایان ہوا مشتاق اہل اسلام کے صاحب
سلامت کی اہل دربار نے چاہا کہ بگڑین بہران نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف

کرتا ہی ہتھیار ا کیا نقصان ہی شاہزادے نے آتے ہی جلاد کو مارا کاؤس کو رہا کیا اور
پکار کر کہا او ہبران اگر کچھ دعوی ہو تو روک لے مین یہ چاہتا ہون کہ اسوقت تلوار
چلے جرأت کا حال کھلے شاہزادہ چاہتا ہی کہ اگر ہبران اُٹھے تو مین اس سے مقابلہ کرون
مگر ہبران نہین اُٹھتا چپکا بیٹھا ہی کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی نقدرو ح روان قاسم عالیشان
ایرج نوجوان تیغ برہنہ کھینچے ہوے اندر بارگاہ کے آئے دیکھا کہ شاہزادہ کلام
سخت کر رہا ہی مگر کوئی جواب نہین دیتا آکر کہا ای نور نظر یہ کافران بازیگر مقابلہ نکرینگے
تم جس واسطے آئے تھے وہ مطلب ہو چکا کہ کاؤس رہا ہو گیا اب چلو سر میدان
سمجھ لین گے جب ایرج نے اسطرحپر کہا تو شاہزادے نے کاؤس کو اُٹھا لیا ماہ عالم افروز
و ایرج وہنر کاؤس بارگاہ ہبران سے باہر نکلے افسرون نے کہا ای پہلوان جہان
اگر آپ حکم دین تو ان تینون جوانون کا سر کاٹ لین زبان سے ہبران کی بے اختیار
نکلگیا کہ ہان یارو انکو مار لو ایرج و ماہ عالم افروز بیچ لشکر مین پہونچے تھے کہ لینا
لینا کی آواز آئی تمام فوج ان شیرون پر آپڑی اول ایرج نے نعرہ کیا کہ یا شیدای
کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا نعرۂ ایرج

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر	بلک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فتد در میان صفات	چو تیغم بلے برکشم از غلاف
زنگاور زمین بیخ و بن برکنم	اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم

ماہ عالم افروز نے بھی نعرہ کیا دونون جوان لڑنے لگے مہتر کاؤس دونون جوانونکی
پشتی بانی کر رہا ہی کئی حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ کئی سو سوار جلے غرض ایرج نوجوان
و شاہزادۂ والاقدر لڑتے بھڑتے لشکر ہبران سے نکلے لشکر ناچار پلٹا ہبران نے
جب سُنا کہ دونون جوان پلٹ گئے تب گینڈے پر سوار ہو کر آیا کہتا تھا کیون
یارو وہ جوان بھاگ گئے سب نے کہا دونون جوان لڑتے ہوے گئے ہین وہ
جوان بھاگنے والے نہین ہین آپ نے دیر کی ہبران نے کہا اگر وہ ٹھہر جاتے
تو مین انکو گرفتار کر لیتا ایک نے دوسرے سے اشارہ کیا کہ دیکھو یارو انکو

کیا جواب دین وہ جوان اسقدر لڑے کہ کئی ہزار جوان مارے گئے جب وہ جا چکے
ہین تب آئے ہین اب اظہار جرائت کرتے ہین لشکر بہران مین تو یہ ذکر ہی مگر یہ دونون
جوان لڑ بھڑ کر لشکر کفار سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے قاسم بھی یہ خبر سنکر تیار ہوے
تھے کہ بہ امداد فرزندان جاؤن انکو بچا کر لاؤن لشکر بھی تیار ہوا تھا کہ ساتھ قاسم
کے جائین اور اپنے پہلوانون کو بچائین کہ دونون جوان آکر پہونچے دریا سے خون
مین نہائے ہوے تیغہ ہائے خون آلود ہاتھ مین کہنیون سے خون ٹپکتا ہوا گویا کہ
ہولی کھیلکر آئے ہین قاسم نے پوچھا کیا معرکہ گذرا ایرج نے کہا قبلہ و کعبہ اصل یہ ہی
کہ آپ کا فرزند ماہ عالم افروز نہایت جری ہی بارگاہ بہران مین قیامت برپا کر دی
بہران نے دخل نہ دیا جب وسط لشکر مین آئے تب فوج نے گھیرا کس زور و شور سے
ماشاء اللہ غلام آپ کا لڑا ہی افسرون کو چن چن کر مارا یہ غلام آپ کا ہمراہ اسکے مصروف
جنگ تھا کاؤس نے بھی بڑا کام کیا کسی کو ہماری پشت پر نہین آنے دیا قاسم نے
ماہ عالم افروز کو گلے سے لگایا فرمایا اے فرزند باپ تمہارے تعریفین کرتے ہین یہ سنکر
شاہزادہ برائے تسلیم خم ہوا اگر بہران جو بارگاہ مین آیا عیار کو بلا کر کہا تو نے دیکھا
مین نے کیا صبر کیا کہ ان دونون کو جانے دیا اگر تجھسے ہو سکے تو گرفتار کر لا مین فوراً
قتل کرونگا عیار نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر پا نہائے عیاری لگا کے روانہ
ہوا بصورت مبدل لشکر اسلام مین آکر پھرنے لگا ہر ایک سے پوچھتا پھرتا تھا
کہ ماہ عالم افروز کس خیمے مین رہتا ہی اہل بازار بتا نہین سکتے بعض نے یہ کہا کہ وہ
سامنے جو بارگاہ ہی برنگ گلنار اسمین ماہ عالم افروز رہتے ہین طیران نے یہ
خبر سنکر پشت بارگاہ شاہزادے پر سراچہ چاک کیا قضا سے کار وہ بارگاہ ایرج کی
تھی دیکھا ایرج پڑے سو رہے ہین طیران نے آکر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر اسی
راہ سے لے نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا تھا کہ میر طلایہ پھرتا ہوا آیا اسنے نگہبانون کو
پکارا کسی نے آواز نہ دی میر طلایہ اندر آیا پلنگ ایرج کا خالی دیکھا گھبرا کے نکلا
شاپور کو آواز دی شاپور بھی پھر رہا تھا آواز سنکر آیا میر طلایہ سے پوچھا میر طلایہ نے

بیان کیا کہ ایرج کو کوئی چرا لے گیا یہ سُنکر شاپور گھبرا یا تعاقب مین چلا مگر طیران پشتارہ
لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا وہ وقت ہی کہ صبح ہو چکی ہی صحرا تمام پر بہار طائرونکی
چہکار پھولونکا چا بجا انبار بعض طائر منقارین کھولکر تعریف مین پروردگار کی زمزمہ سرا
ہوتے ہین بعض اُڑتے پھرتے ہین بعض آشیانون سے سرنکالے ہوے تعریف باغبان
قضا و قدر کر رہے ہین پھول دم محبت گل طراز عالم کا بھر رہے ہین طیران بہار صحرا
دیکھکر خوش ہوا سیر کرتا ہوا جاتا ہی پیاس کی شدت ہوئی ایک چشمے پر آکر پہونچا اور
پشتارہ رکھدیا منھ ہاتھ دھویا ٹہلنے لگا مگر چہرہ ایرج کا کھلا ہی معلوم ہوتا ہی آفتاب
عالمتاب مشرق سے برآمد ہوتا ہی اُس مقام پر روشنی ہو رہی ہی طیران کھڑا ہوا ہی
چاہتا ہی ذرا تھکن نکلے تو روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک نقابدار
بادلہ پوش گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی باز کو تیہو پر چھوڑا تھا باز کبک باز آتا ہی پَر
مار مار کے تیہو کو زمین پر گرایا جہان پشتارہ تھا وہین آکر گرا باز بھی اُسی مقام پر
آکر پہونچا سینے پر تیہو کے چڑھ بیٹھا بال و پر شکار کے نوچنے لگا نقابدار بھی آکے
گھوڑے سے کودا اول تو باز کو اُٹھا لیا پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان رعنا غضنفر گردن
بلند بالا چہرہ آفتاب عالمتاب بیہوش و مدہوش پشتارے مین بندھا ہی اور ایک
عیار ٹہل رہا ہی نقابدار نے پوچھا ارے تو کون ہی کہ اس جوان کو لیے جاتا ہی یہ
سُنکر طیران نے کہا بہران پلا افگن جو پہلوان ہی اُس جوان سے لڑائی پڑی بہران
کے حکم سے مین اسکو لیے جاتا ہون وہ اِنکو قتل کریگا یہ سُنکر نقابدار کو غصہ آیا کہا کہ او
نالایق یہ جوان اس لایق ہی کہ اسکو قتل کرے یہ تو اس لایق ہی کہ اسکو پہلو مین بٹھائے
عیار نے کہا کسکی مجال ہی کہ جو اس جوان کو یہان سے لیجائے اگر اپنی جان خیر چاہتا
ہی تو چلا جا یہ سُنکر نیزہ نقابدار نے سینے پر عیار کے رکھدیا کہا ہی شرط کہ نیزہ بھونکدون
عیار نے کہا میری جان بخشی کیجیے نقابدار نے نیزہ ہٹا لیا عیار تو ایک طرف چلا
نقابدار نے پشتارہ اُٹھا کر مرکب پر رکھا اور روانہ ہو گیا مگر عیار خستہ و شکستہ حیران
و پریشان بارگاہ بہران مین آیا وہ وقت ہی کہ شاپور شیر دل بصورت خدمتگار

بارگاہ ہبران مین موجود ہی ہبران نے پوچھا اے طیران کیا کیا طیران نے جواب دیا کہ رات کو
اپنی جان لڑا دی ایرج کو لیکر آیا تھا مگر راہ مین نقابدار نے چھین لیا مین ناچار پلٹ آیا
ہبران نے کہا او دیوانے یہ نہ ہوسکا کہ مقام نقابدار دیکھکر آتا کہ مین لشکر کشی کر کے جاتا
اُس نقابدار کو ذلیل کرتا بلکہ سر کاٹ لاتا طیران نے کہا مین اب جاکر پتہ لگاتا ہون لیکن
شاپور شیر دل نے جو یہ حال نقابدار کے لیجانیکا طیران سے سُنا تو اپنے آقا کی خبر سنتے ہی بھاگا
اِس خیال سے کہ چلکر اپنے آقا کو تلاش کرون اول اُس صحرا سے بہار مین آیا دیکھا کہ
ایک جادوگرنی آتی ہی اور سحر کرتی پھرتی ہی شاپور سوچا کہ اِسی کے سحر کا یہ صحرا ہی اسکو
مارون تو شاید مطلب حاصل ہو ایک نازنین کی شکل بنکر ایک درخت کے سایے
مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

کر کے تنہا مجھے اے دوست گلفام گیا ❊ غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا
کیا اسے خط مین لکھون کیا مین زبانی کہدون ❊ قاصد اب تک نہ پھرا لیکے جو پیغام گیا
وعدہ کر کے جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز ❊ انتظاری مین تری یہ سحر و شام گیا
جسم لاغر کو مرے دیکھکے کہتے ہین طبیب ❊ زندگی اسکی کہان جسکا گل اندام گیا
نعرہ کھینچون ہون تصور مین شب و روز مدام ❊ رونا ان چشمون کا ہرگز نہ صبح و شام گیا
ذکر واحد علی کر رب کا ملا دیگا وہی ❊ دام مین لیکے مجھے وہ بت خودکام گیا

اُس ساحرہ نے جو آواز گانے کی سُنی پلٹ کر قریب شاپور کے آئی شکل جو دیکھی لا بجلی چمک گئی
گھبرا کر پوچھا اے مہ جبین کہان سے آئی ہو اِس صحرا سے تمکو کیا کام وہ نازنین رونے
لگی کہا حضور میرا حال قابل سننے کے نہین ہی ساحرہ نے کہا اے نازنین مین ساحرہ ہون
جو حکم دو وہ بجا لاؤن ابھی کر کے دکھاؤن آسمان کے تارے لا سکتی ہون تب اُس
نازنین نے کہا اے ملکۂ عالم اصل کیفیت یہ ہی کہ میرا شوہر مجھکو لیے جاتا تھا قزاقون نے
آکر لوٹ لیا اور شوہر کو پکڑ لے گئے مین کئی دن سے اِسی مقام پر پڑی ہون شیر اور
بھیڑیے نے نہ کھایا کہ جان جاتی آرام تو پاتی آج کئی دن گذرے اِسی بھوک و پیاس
مین مگر موت نہین آتی شوہر کو گرفتار کر کے میرے سامنے لے گئے اِن آنکھون نے

وہ بدعت دیکھی کہ فلک کسی کو نہ دکھائے ساحرہ نے کہا میرے مکان پر چلیے وہان چلکر کھانا
وغیرہ پیش کرون بھوک و پیاس تمھاری مٹاؤن نازنین نے کہا اے مہربان کھانے سے
زیادہ شراب کی ہوس ہے شراب ممکن ہو تو جان بچ جائے ساحرہ نے کہا مین ابھی لاتی
ہون یہ کہکر سامنے سے بھاگی بھٹی سے شراب لائی لاکر سامنے نازنین کے رکھدی نازنین
نے اُس شراب کو الٹ پلٹ کیا اُس سے مراد یہ تھی کہ شراب مین بیہوشی ملائی جام لبریز
کرکے سامنے اُسکے پیش کیا ساحرہ نے کہا پہلے تم پیو نازنین نے کہا تم جان بخش ہو
پہلے تمکو پلا لونگی تب پیونگی ساحرہ اُس جام کو پی گئی پیتے ہی گھبرا کر بولی کہ یہ شراب
کیسی تھی کلیجہ دھڑکنے لگا معلوم ہوتا ہے بدن مین آگ لگ گئی کوئی آسمان پر لیے جاتا
ہے نازنین نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو ساحرہ اُٹھی کہ ٹہلون ہوا کھاؤن
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے خنجر نکالکر ساحرہ
کا سر کاٹا مرتے ہی ساحرہ کے ہنگامہ ہوا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من
گلزار جادو بود ساحرہ کو مار کر شاپور آگے بڑھا مگر وہ نقابدار بادلہ پوش ایرج کا
پشتارہ لیے ہوئے اپنے باغ مین آئی مسند آراستہ کی ایرج کو مسند پر بٹھا کر جمال
دیکھنے لگی حیران جمال و محو دیدار تھی جی مین کہتی ہے یہ جوان کون ہے کہ شعلۂ حسن دلفریب
نے کلیجے مین آگ لگا دی ایرج کے تلوے سہلانے لگی ایرج نے آنکھ کھولکر دیکھا
ایک نازنین خوبرو و قد سرو لب جو آنکھین رشک دیدۂ آہو سیمین بر حور پیکر ایرج
بھی مائل ہوئے تیغ ابرو کے گھائل ہوئے پوچھا اے ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی
کیا ہے مین اپنے فرش خواب پر سوتا تھا یہان کیونکر پہونچا ملکہ نے کہا نام میرا دلفریب
ہے اس جزیرے کو جزیرۂ احراسیہ کہتے ہین احراس زحل پیشانی کہ پہلوان زبردست
ہے اس کنیز کا باپ ہے یہ باغ گلفشان مین نے بنوایا ہے آپ کو عیار لیے جاتا تھا مین
اُس سے چھین لائی یہ کہکر ملکہ نے جام شراب پیش کیا ایرج نے ہاتھ رکھدیا دلفریب
نے کہا مین جانتی ہون کہ آپ سے کسی نے قسم لی ہوگی مگر مین تو ایک غیر آدمی ہون
ایرج نے جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم یہ تو ثابت ہو کہ مذہب تمھارا کیا ہے دلفریب نے

کہا جمشید ثانی ہمارا خداوند ہی ایرج نے کہا وہ مکار و جعلساز ہمارے شہریار کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہی انشاء اللہ موت اُسکی قریب ہی بادشاہ جمجاہ برائے فتح مرحلہ جات گئے ہین انشاء اللہ وہان سے وہ پلٹین تو لشکر کشی ہوا یسے کو خداوند جانتی ہو اُسپر لعنت کرو اُس پروردگار کا مذہب اختیار کرو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان بنایا اُسکو سجدہ کرو دلفریب نے ایرج کے کہنے سے کلمہ پڑھا اور کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئین اب جام چلنے لگا صحبت عیش آراستہ ہوئی آواز ہوشا ہوش و لنوشا نوش بلند ہوئی اختلاط ظاہری ہونے لگا مگر شاپور ڈھونڈھتا ہوا سامنے اُس باغ کے پہونچا سُنا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ چلا چلا کے گا رہا ہی **نظم**

رات دن رہنے لگیں محو تماشا آنکھیں ۔ کہیں آفت نہ کریں پھر کوئی برپا آنکھیں
ہمسری یار سے گلشن میں کیا کرتی ہی ۔ کور ہو جائیں تری نرگس شہلا آنکھیں
ہر گھڑی یار پہ پڑتی ہی نظر خوف یہ ہی ۔ کہیں ایسا نہ ہو کر دیں مجھے رسوا آنکھیں
سیر دریا کا ارادہ ہو اگر ای بیم حسن ۔ ابھی رو رو کے بہا دیتی ہین دریا آنکھیں
شرمگیں چشم اگر یار کی دیکھے ساحل ۔ پھر دکھائے نہ کبھی نرگس شہلا آنکھیں

شاپور شبر دل تھکا ہوا تھا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر سو گیا مگر طیران صبار فتار پھرتا ہوا قریب باغ کے پہونچا پشت باغ سے آکر دیوار پہ چڑھا ایرج کو پہلوے دلفریب مین دیکھا جلگیا جی مین کہتا ہی کہ یہ شاہزادہ پیر عاشق ہی اگر بہران سن پائیگا تو قیامت برپا کریگا ان دونون کو زندہ نہ چھوڑیگا اِنکے قتل سے منھ نہ موڑیگا مگر یہی بہتر ہی کہ اپنے آقا سے اطلاع کرون کہ دختر احراس زہل پیشانی پشتارہ مجھسے چھینکر لے گئی ہی ایرج کو پہلو مین لیے بیٹھی ہی چلکر دونون کو گرفتار کر لیجیے جو مناسب ہو سزا دیجیے کہ اُسکو بھی سرکشی کا مزا ملے بہران اُسی وقت سوار ہوا بارہ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر چلا مگر کہتا ہوا کہ دیکھو تو اِس گیسو بریدہ نے کیا گستاخی کی نام میرا سُنا اور باز نہ آئی دیکھو تو کیا قیامتیں برپا کرتا ہون جاکر دونون کو قتل کرون ایک کو زندہ نہ چھوڑون اگر احراس دخل دیگا تو وہ بھی میرے ہاتھ سے

قتل ہوگا میں کیا کوئی بات اٹھا رکھونگا اور اگر احراس نے دخل نہ دیا تو میں بھی اُسپہر منوچہر نہ ہونگا اکڑتا ہوا ابل کرتا ہوا صبح کو سامنے باغ کے پہونچا یہاں کنیزوں نے ملکہ کو خبر دی کہ ببران بلا افگن لشکر کشی کر کے آیا ہے شاہزادے کا مشتاق ہے کہتا ہے کہ اگر اپنی خیر چاہو تو اُس جوان کو نکالدو میں سمجھ لونگا ایرج تیغ ٹیک کر اٹھے فرمایا کہ اے ملکہ میرا جانا ہی بہتر ہے میرا ٹھہرنا یہاں بہتر نہیں ہے ملکہ رونے لگیں کہا صاحب میرا تو یہ حال ہے ولیکن بجز غم و ملال ہے کہ جی نہیں چاہتا کہ ایک دم آپ کو اپنے سے جدا کروں یہ چند اشعار نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن میں — گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن میں
یہ سودا ہے شہادت ہے ہمارے سر کو اے قاتل — تری تلوار کا دم بھرتی ہے جو رگ ہے گردن میں
نہیں روزن جو قصر یار میں پروا نہیں ہمکو — نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن میں
طریق عشق میں آتش قدم جیسا نہ گذریگا — گریبان میں بھی ہے جیب لگی ہے آگ دامن میں
جنون کے جوش میں اکھا نہیں دم بھر قرار آیا — کبھی گلشن سے صحرا میں کبھی صحرا سے گلشن میں
عذاب گور کا وان سامنا پایان رنج دنیا کا — نہ گھر میں چین زندوں کو نہ مردونکو ہے مدفن میں
شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہمنوا اے آتش — بتونکو گھور نے جاتے ہیں اب دیر برہمن میں

شاہزادہ ملکہ کو سمجھا رہا ہے کہ اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ انشاء اللہ ببران کا سر لاتا ہوں تردد نہ کرو میرے فرزند کے ہاتھ سے اسنے شکستیں کھائیں مگر عیار کے بھروسے پر ہے یہی چاہتا ہے کہ مقابلہ نہ کروں اور مطلب نکل آئے انشاء اللہ آرزو دل کی دل میں رہیگی یہ فرما کر ایرج نوجوان اسطرف سے چلے مگر نوبت نقارے جو بجے شاپور کی آنکھ کھلی سر اٹھا کر دیکھا کہ ببران بلا افگن گینڈے پر سوار فوج کو درست کر رہا ہے شاپور گھبرا گیا ببران نے چاہا باغ میں داخل ہوں کہ دروازہ باغ کا کھلا شاہزادہ ایرج نوجوان آفتاب عالمتاب شہریاری دکوکب شش جہت افروز جہانداری نبیرۂ صاحبقران فرزند قاسم نوجوان برآمد ہوا معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب عالمتاب اپنے برج سے باہر آیا شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہو گیا اور للکارا کہ اے ببران آگے نہ بڑھنا ہمارا ناموس ہے ہم باغ میں نہ جانے دینگے جسطرح چاہو مقابلہ کرو

بہران نے جو ایرج نوجوان کو شکل شیر غضبناک دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب جرأت مین بھی لاجواب طرف ایرج کے چلا مگر ہرکارے خبر لیکر بھاگے سامنے احراس کے آئے کہا اے بادشاہ غضب ہوا کہ بہران بلا افگن باغ پر ملکہ کے چڑھ آیا ہے اسکا ارادہ ہے کہ باغ مین چلون احراس نے پوچھا کچھ سبب بھی پوچھا کہ باعث کیا ہے شاید اسنے تصویر میری بیٹی کی دیکھلی عشق کے جوش مین آیا ہے ہرکارون نے کہا غلامون کو نہین ثابت کہ مطلب اسکا کیا ہے ہمنے جو دیکھا کہ وہ فوج لیکر آیا خبر لیکر بھاگے کہ سرکار خفا ہونگے کہ ہمکو خبر نہ کی ہماری بیٹی کی رسوائی ہوگئی حضور کے خوف سے چلے آئے جو دریافت کیا وہ عرض کرتے ہین احراس اسی وقت سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا اُس وقت پہونچا کہ ایرج سے بعد نیزے اور تلوار کے کشتی ہو رہی تھی دونون لشکر تماشۂ کشتی دیکھ رہے ہین کہ احراس آکر پہونچا احراس نے دیکھا ایک جوان خوبصورت بہران سے لڑ رہا ہے کہ شعشعۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی و منور ہے اور ایک عیار طرار نیچہ ہاتھ مین لیے کھڑا ہے کسی کو پشت پر نہین آنے دیتا حیران تھا کہ یہ جوان کون ہے اور انکے اُسکے جنگ کا کیا باعث ہے پکار کر پوچھا اے بہران تمنے اِس باغ کو آکر کیون گھیرا بہران نے کہا اے شاہ مین متلاشی اس جوان کا آیا ہون میرا عیار اُسکو لاتا تھا آپ کی صاحبزادی نے بڑی گستاخی کی کہ میرے عیار سے پشتارہ چھین لیا مین خبر سنکر آیا یہ جوان متعرض ہوا مین اس سے لڑ رہا ہون اِسکو زیر کر کے اہل باغ کو سزا دونگا یہ جوان کیون میرے مقابلے مین آیا ایرج نے پکار کر کہا اے بادشاہ یہان کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو تھوڑی دیر مین حال کھلجائیگا کہ یہ بھاگتے پھرینگے اور یہ لشکر بھاگے گا آپ تماشہ تو دیکھیے کہ کیا گذرتی ہے ایک جانب یہ بادشاہ بھی ٹھہرا تماشہ دیکھنے لگا دونون جوانون سے کشتی ہو رہی ہے دونون لشکر دیکھ رہے ہین مگر احراس کو حیرانی ہے کہ اِس جوان کو دلفریب کیون لائی کیونکر دریافت کرون تین پہر برابر کشتی ہوئی پہر دن رہے بہران اِسقدر عاجز تھا کہ اپنی جان سے بیزار ہو گیا چاہتا ہے جلدی فیصلہ ہو دونون مونڈھے تھامکر ایرج کو ریلکر لے دوڑا ہر چند ایرج چاہتے ہین کہ رکون مگر نہین رک سکتے کوئی

دس قدم رہ بلکر لایا وہان آکر یکہ مارا ایا یان گھٹنہ ایرج کا آشنا بہ زمین ہوا تڑپ کر لنگر مارا
کہ پشت پا تک غرق ہوے ہیران نے اوپر جھپکا کر کمر مین ہاتھہ ڈالا اسطرح کے زور کیے
کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسکو اکھیڑ لیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین جس وحرکت نہ پائی تھک کر
ہاتھہ ہٹا لیا اور کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج نے دونون مونڈھے تھامے
سینے مین سر اڑا یا رہ بلکر لے دوڑے پچیس تیس قدم رہ بلکر لائے وہان پر لاکر یکہ مارا دونون
گھٹنے ہیران کے آشنا بہ زمین ہوے ایرج نے کمر پیچ مین ہاتھہ ڈالکر زور کیا پہلے زور
مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا ہیران پکارا
کہ مین مسلمان ہوتا ہون چاہتا ہون آپ کی اطاعت کرون سرکار کے ہمراہ رہون کیونکہ
باطل پرستی مین ساری عمر کٹی اب حق پرستی کرونگا ایرج نے ہاتھہ سے رکھدیا ہیران قدمون پر
گرا ایرج نے سر اسکا چھاتی سے لگا لیا کل لشکر اسکا مسلمان ہوا ایرج طرف باغ کے
چلے کہ احراس نے بڑھکر کہا ای شہریار باغ مین نہ جانے دونگا ایرج نے کہا مین ضرور
جاؤنگا احراس نے کہا جب تک مجھکو زیر نہ کیجیے گا جبتک نہ مانونگا ہیران نے جو دیکھا کہ
میرے آقا کو روکتا ہی تڑپ کر قریب آیا کہا ای احراس آقا کا مرتبہ تو اعلیٰ ہی مین تجھ سے
سمجھ رہا ہون ابھی جنگ آغاز کر اگرچہ تھکا ہوا ہون مگر تیرے لیے کافی ہون اور آقا
سے تو کیا لڑیگا آقا کو خدا نے زور وقوت جلالت عطا کی ہی خوبصورت ایسے کہ جو دیکھے
وہ حیران ہو جائے دیکھنے والا ہی آرزو کرے کہ پروانہ وار گرد پھرون سایۂ دامن
دولت مین رہون جب احراس نے دیکھا کہ ہیران آمادہ ہو کہ لپٹ پڑون اپنے ایرج
کا ہاتھہ چھوڑ دیا اور کہا خیر یہ بھی جبر سہونگا آپ باغ مین جائین مین باہر رہونگا لیکن
صبح کو آفت برپا کرونگا ایرج نے کہا جو تمسے ہوسکے قصور نہ کرو یہ فرما کر ایرج داخل
باغ ہوے احراس باہر اترا بارگاہ استادہ کرائی بارگاہ مین اپنی آکر بیٹھا سردارون
سے کہنے لگا کہ دریافت تو کرو کہ دلفریب اس نوجوان کو کیون لائی اسکو تو مردکے
نام سے نفرت تھی چند سردار ٹہلتے ہوے در باغ پہ گئے کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ
کیا کر رہی ہین کنیزون نے کہا جبتک شاہزادہ باہر ہیران سے لڑا وہ کوٹھے پر دعائین

کرتی تھین جسوقت سے اندر آئے ہین نذرین نیازین ہورہی ہین اب دونون صحن خانہ مین
ہین اختلاط ظاہری آپس مین ہورہے ہین لہذا سابق مین نفرت تھی اب مرد سے رغبت
ہی مگر وہ جوان ایسا ثابت قدم ہی کہ اسنے ابتک افعال باطن کی طرف توجہ نہین کی اُنکے
مذہب کا دستور یہ ہی کہ عقد و نکاح ہوتا ہی ابھی تک کوئی صورت عقد کی نہین ہوئی
مگر اقرار ہورہے ہین سردار نے یہ سب دریافت کرکے احراس سے کہا احراس نے
دریا بار احراسی نامے عیار سے کہا کہ تو ملکہ کو چرا لا دریا بار نے کہا مین جاکے
لے آؤنگا اور فکر مین نکلا پشت باغ پر آیا کمند کے ذریعے سے باغ مین پہونچا ایک
کنیز کی شکل بنکر محفل مین آیا بیٹھا رہا جب یہ دونون شیدائی یکدیگر محفل سے اُٹھے
اور چھپر کھٹ پر آکر آرام کیا دریا بار اُٹھا کنیزون کو تو بیہوشی دی تھی کہ جو جہان
گری بیہوش ہوگئی دریا بار بے خوف قریب پلنگ ملکہ کے پہونچا ملکہ کو بیہوش کیا اور
پشتارہ باندھکر لے بھاگا باغ سے نکلگیا پشتارہ بدوش جاتا ہی قضائے کار اس
باغ سے قریب ایک پہاڑ ہی شداد قوی بازو نامے ایک پہلوان وہان رہتا ہی
کہ مدت سے دلفریب پر مائل ہی اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ نبیرہ صاحبقران یعنی
ایرج نوجوان کو دلفریب لائی اور باغ مین لیے بیٹھی ہی بیران بلا افگن آیا تھا کہ
شہزادون ایرج نے اُسکو تہ تیغ کیا وہ مسلمان ہوا اب احراس کوشش کر رہا ہی مگر
ایرج سے کچھ زور نہ چلیگا سامان تیزرو اُسکا عیار ہی اُس سے کہا اب مجھکو نا امیدی
ہوئی ابتک خیال تھا کہ شاید کبھی سرفراز کرے مگر اب دشوار ہی کہ وہ مجھپر توجہ کرے
مین نے سب کتابین مسلمانون کی دیکھی ہین کسی مین یہ نہین دیکھا کہ معشوق ان کے
قبضے مین آکر نکلجائے ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان والا تبار نے اسی تکرار پر جان دی
کہ زرومین کامرانی خواہان تھا اُسنے قصد کیا کہ ملکہ پر قبضہ کرلے تب ملکہ نے ناچار ہوکر
جام زہر پی لیا ایسی مزاج کی چلبلی تھین کہ ستمرہ سی خواصون نے ساتھ دیا سب نے
جان دی اور زرومین کے ساتھ جانا گوارہ نہ کیا پس اب غیر ممکن ہی کہ دلفریب
مجھپر توجہ کرے سامان تیزرو یا شہاے عیاری لگاکر تیار ہوا کہا مین جاکر ابھی لاتا ہون

پھرتا پھراتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ عیار احراس ملکہ کو لیکر لشپت باغ پر آیا ہو سامان
نے اندھیرے مین عیار کا پیچھا کیا جب عیار جنگل مین پہونچا تو سامان نے حلقہ ہاے
کمند سرراہ بچھا دیے گوشے مین بیٹھکر اُسے گرفتار کیا جنگل مین اُسکو باندھکر لشپتارہ لیکر
بھاگا مگر صبح کو ایرج نوجوان جب بیدار ہوے ملکہ کو پلنگ پر نہ پایا کنیزون سے پوچھا
کنیزون نے کہا ہم نہین جانتے ایرج نے شاپور سے کہا اے ہنرور الاگہر مقام افسوس
ہی کہ تم باغ مین موجود تھے اور کچھ فکر نہ کی شاپور نے کہا مین ابھی جاکر پتہ لگاتا ہون
یہ کہکر شاپور بصورت مبدل بارگاہ احراس مین آیا احراس سردارون سے کہرہا ہی
کہ رات کو عیار ہمارا آگیا تھا نہین معلوم اُسپر کیا گذری لوگ کہ رہے ہین کہ باغ مین
اُس نوجوان کا عیار بھی موجود ہی وہان کیونکر گذر ہوا ہوگا شاپور باہر نکلا طرف
صحرا کے چلا جنگل مین آکر دیکھا کہ ایک عیار درخت سے بندھا ہی شاپور نے اُسکو
آکر کھولا اور پوچھا کہ تو کون ہی اُس نے بیان کیا کہ مین احراس زحل پیشانی کا عیار
ہون دلفریب کو لے چلا تھا کسی نے مجھکو بیہوش کر کے یہان باندھدیا ملکہ کو لیگیا
شاپور نے کہا کچھ آگاہ ہو کون لے گیا عیار نے کہا سامنے کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر
شداد قوی بازو نامے پہلوان رہتا ہی اُسکا عیار سامان تیز رو ہی کیا عجب ہی کہ اُسکا
یہ کام ہو شاپور نے کہا خیر اب تم تو جاؤ کرے خطا ہو مین تدبیر کرلونگا شاپور گھبرایا
ہوا زیر کوہ پہونچا ایک فقیر کی شکل بنکر سوال کیا کہ حضور کئی دن سے بھوکا ہون
شداد غم مین ملکہ کے بیٹھا تھا کہ عیار جو ملکہ کو لایا شداد خوشی خوشی پاس ملکہ کے
پہونچا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اور غیر مکان دیکھا گھبرا گئی شداد جو سامنے آیا منھ چھپا لیا
کہا اے شخص میرے سامنے نہ آنا ورنہ بہت پچھتائیگا مین تیرا فریب ہیٹھنا قبول نکرونگی
شداد اُس غم مین بیٹھا ہوا تھا کہ فقیر نے سوال کیا جھنجلا کر کہا بڑے میان صاحب
جاؤ ہم نہین معلوم کس غم مین بیٹھے ہین طبیعت اُداس عالم یاس فقیر نے کہا بابا
کیا فکر ہی داتا پوری کریگا فقیرون سے تو بتاؤ شداد نے کہا بڑے میان صاحب
دلفریب نامے ایک شاہزادی ہی کہ مدت سے اُسپر عاشق ہون عیار میرا لایا

مگر مین جو اُسکے پاس گیا تو اُسکو مجھسے نفرت ہی کنارے ایک گوشے مین منھ چھپائے بیٹھی ہی
فقیر نے کہا اگر میرا اسامنا کرا دیجیے تو ایسے دو انچھر باندھون کہ آپ پر مائل ہوکر حلقۂ محبت کا ان
مین ڈالے اور افعال اصلی سے انکار نہ کرے بے آپ کے چین نہ آئے میرے پاس ایک
تعویذ ہی آپ آگ منگوائیے مین تھوڑا لوبان آگ مین ڈالونگا اُسمین سے دھوان نکلیگا
ایک شعلہ آواز دیگا کہ یہ تدبیر کرو شداد خوش ہوگیا ایک روپیہ نکالکر فقیر کو دیا اور کہا
شاہ صاحب اگر تمھاری کوشش سے میرا مطلب پورا ہوا تو نہال کردونگا مجھکو بڑا اشتیاق
ہی دل بیقرار ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ دلفریب قبضے مین آئے یہ کہکر آگ طلب کی ایک انگیٹھی
مین آگ آئی جب آگ روشن ہوگئی تو بڑے میان نے لوبان جیب سے نکالا وہ لوبان
آگ پر ڈالا شداد جھکا ہوا دیکھ رہا ہی دھوان جو اُسمین سے نکلا دماغ مین پہونچا شداد
بیہوش ہوکر گرا شاپور نے شداد کو اُسی مقام پر چھوڑا آپ بشکل شداد بنکر اُس
مکان مین آیا جسمین ملکہ بیٹھی ہین مگر اتفاق سے سامان پھرتا ہوا قریب شداد کے آیا
دیکھا شداد بیہوش پڑے ہین گھبرا گیا شداد کو ہوشیار کیا کہا اے شہریار آپ کو کسنے
بیہوش کیا تھا شداد نے کہا ایک فقیر آیا تھا اُسنے مجھسے کہا کہ آگ منگواؤ مین نے جو
آگ منگوائی اُسنے لوبان ڈالا اُسی کے دھوئین سے بیہوش ہوا سامان نے کہا اب
آپ جلد جائیے معشوقہ کو دیکھیے ایسا نہ ہو وہ عیار دلفریب کو لے جائے تو باعث
خرابی ہو ترقی پریشانی ہو شداد تیغہ ہاتھ مین لیکر چلا یہان شاپور قریب ملکہ کے آیا
ملکہ نے وہی کہا کہ میرے قریب نہ آنا ورنہ اپنی جان دونگی شاپور نے کہا اے ملکۂ عالم
آپ کا غلام ہون شاپور شیردل آپ کو لینے آیا ہون ملکہ خوش ہوگئی کہا اے شاپور
جسطرح کہو مین چلون اُسنے عطر بیہوشی نکالا کہ سنگھا کر ملکہ کو بیہوش کرون اور لے
بھاگون کہ دروازہ مکان کا کھلا دیکھا شداد آتا ہی شاپور بدحواس ہوگیا دوسرے
دروازے سے نکلکر بھاگا پہاڑ سے کود پڑا خدمت مین ایرج نوجوان کی پہونچا
ایرج برہم بیٹھے تھے شاپور نے آکر خبر دی کہ شداد قوی بازو نے پہلوان ہی اُسنے
عیار سے چھڑوا منگایا مین لاتا تھا مگر معلوم ہوتا ہی اُسکے عیار نے اُسکو ہوشیار کردیا

وہ وقت پر آیا غلام بھاگ آیا یہ سنکر ایرج اُٹھے مرکب پر سوار ہوے باغ سے نکلے طرف کوہ کے چلے شاپور نے بہران کو بھی خبر کی بہران بھی چند کس کو لیکر چلا مگر ایرج نوجوان بڑے غصے مین تھے گھوڑا اڑاے ہوے جاتے ہین یہان عیار شداد نے سب حال اسکو سنایا کہا اے شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیار ایرج نوجوان کا تھا آپکو بیہوش کیا آپکی شکل بنکر گیا تھا آپکو دیکھکر بھاگا اب ایرج کو خبر ہوگی وہ نوجوان شیر دل فنون سپاہ گری سے اور جرأت کی سب کیفیتون سے ماہر ہے مقدمۂ ناموس کیونکر گوارا کریگا کہ ناموس اُسکا یہان رہے شداد نے کہا اگر یہان آوے تو اسطرح مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے یہ کہکر عیار پہاڑ پر آیا دور سے دیکھنے لگا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایرج نوجوان یکہ و تنہا گھوڑے کو ڈالے ہوے آتے ہین مگر غصے مین چہرہ سرخ اور آنکھین اُبلی پڑتی ہین مرکب کرہ ہے اشقر ایسا طرارے بھرتا ہوا آتا ہے بقول شاعر صفت مرکب

وہ سمند مرکب چو برق یا باد ہے		طرفہ دیوانہ و پری زاد ہے	
خوش خرامی سے ز آب نازک تر		تیز گامی مین برق چابک تر	
راکب نے سانس لی کہ وہ کوسون رواں تھا	دیگر	تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا	

یہ دیکھکر شداد سے عرض کی کہ اے شہریار وہ جوان آتا ہے شداد اُٹھا دور سے اُسنے بھی دیکھا افسرون کو آواز دی کہا یارو گھاٹیون پر جاکر ٹھہرو اس جوان کو روکو برسر کوہ نہ آنے دو چند سردار گھاٹیان روک کر بیٹھے چند سپاہی بھی لے لیے کہ ایرج نوجوان قریب کوہ آکر پہونچے ایک سردار طاؤس تبردار نامے پہلی گھاٹی پر تھا طاؤس نے للکارا ایرج گھوڑے سے کود ے جھنڈی تھام کر جست جو کی سامنے طاؤس کے پہونچے طاؤس نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کو از حد غصہ تھا بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا غار مین کوہ کے ڈالدیا اور سب سپاہی بے لڑے بھڑے بھاگے ایرج دوسری گھاٹی پر آئے کمیاب سپہر گردن دوسری گھاٹی پر تھا اُسنے کئی تیر مارے ایرج نے تیر قلم کیے کمیاب نے گرز اُٹھایا

ایرج نے قریب آکر گرز اسکا چھین لیا اور وہی گرز مارا کہ کمیاب پر اٹھا ہو کر رہ گیا سامنے والے
اسکے لڑنے لگے ایرج نے نعرہ کیا کہ او شداد ان بیچارے پیادونکو قتل کراتا ہی تو سامنے
نہین آتا ہی کہ مزہ شجاعت کا ملے کیسا پہلوان ہی شداد بر سر کوہ کھڑا ہوا جھوم رہا ہی دو
تلوارین حمائل سپر آہنی پشت پر مثل دیو کے چنگھاڑ رہا ہی یاد محبوب مین یہ اشعار عاشقانہ
زبان پر جاری دلکی بیقراری

نظم

ساتھ لائے جو رقیبون کو تو آنا کیا تھا
تمکو ناحق کا یہ احسان جتانا کیا تھا

خود وہ دل سوختہ تھے عشق مین ای آتش گل
آشیان بلبل شیدا کا جلانا کیا تھا

صاف زلفونکو کیا دل کو مگر الجھا یا
مجھ پریشان کا دشمن تھا یہ شانا کیا تھا

کیا ہی تیر نگہ ناز پڑا سینے پر ہو
جان لینا تھا صنم آنکھ ملانا کیا تھا

تیغ ابرو سے اگر قتل ہی کرنا تھا مجھے
جنبش لب سے پھر ای جان جلانا کیا تھا

سنتے ہین ہجر کے صدمونسے گئی جان قبول
ایک نادان سے کیا عشق وہ دانا کیا تھا

ایرج نے للکارا کہ او نامرد یہ کیا بیہودہ بک رہا ہی اگر کچھ دعوی جرأت ہی تو آ کہ مزہ شجاعت
کا ملے کچھ کیفیت حاصل ہو یہ سنکر شداد کو تاب نہ باقی رہی تیغہ کھینچکر دوڑا ایرج نے کہا
زیر کوہ اتر آئیے پہاڑ پر مقابلے مین آپ کو تکلیف ہوگی شداد نے کہا آپ چلیے مین آیا
ایرج دامن کوہ مین آئے گھوڑے کو مہمیز کرنے لگے کہ شداد گینڈے پر سوار ہو کر آیا
ملکہ دلفریب بالائے کوہ سے دیکھ رہی ہین کہ ایرج نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او
شداد جلد آ تلوار ہماری بنام انتقام مین تڑپ رہی ہی تیرے خون کی خواہان ہی شداد
درہ کوہ سے نکلا گینڈے پر سوار گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ
مین غصہ بات بات مین آتے ہی نیزہ مارا ایرج نے تیر سے کو روکا چالیس طعنین ردو
بدل ہوئی تھین کہ ایرج نے نیزہ شداد کا نکالا شداد نے دو دستی گرز مارا ایرج
نے بھی گرز اپنا قریب ہی سے اٹھایا گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی شق
گرز ملنے ہوا کہ شاپور آکر پہونچا مگر شداد نے نعرہ کیا کہ زدم وپست کردم اگر چھلنی
لیکر خاک چھاننے لگے تو اس جوان کی ہڈیان نہ ملینگی شاپور نے بڑھکر چھینٹا پانی کا مارا

گردیٹھی ایرج کو دیکھا کہ دونون ہاتھ ستون گر رہین مگر دونون آنکھیں بند ہین جسم مین
رعشہ شاپور نے پکار کر آواز دی کہ آقاے نامدار و مولاے قدر شناس غلام کو جواب
دیجیے خدانخواستہ دشمنان حضور راہی ملک عدم ہوے ایرج نے آنکھ کھولدی
ملکہ بالاے کوہ سے دعائین مانگ رہی ہی کہ ای کریم و رحیم تو حافظ حقیقی اور مالک
تحقیقی ہی میرے وارث کو اس دشمن کے ہاتھ سے بچا لیجیو شداد نے جو ایرج کو زندہ پایا
لپٹ پڑا ایرج سے کشتی ہونے لگی کہ بہران بلا افگن دوسرے سوارون سے پہونچا اور
دیکھا کہ شاہزادے سے شداد سے کشتی ہو رہی ہی بہران کو بہت ناگوار ہوا گھس پڑا
کہتا تھا ای شہریار آپ ہٹ جائیے مین اس بے ادب سے سمجھ لونگا ایرج نے بہران
کو ہٹایا مگر شداد بڑھا کہ بہران کو پکڑ لون اور کہا کہ آپ ہٹین پہلے مین اسیکو سزا دونگا
ایرج نے دونون ہاتھ بڑھاے کہ دونون کو اٹھا لون مگر بہران قدمون پر ایرج کے
گر پڑا کہا آقاے نامدار مجھکو بہت ناگوار ہی کہ آپ ایسے ذلیل سے لڑین شداد کوئی
بادشاہ نہین ہی صرف ایک کوہ پر قبضہ کر لیا ہی شاہون کی ڈہین دبالی اُن شاہون
نے دخل نہ دیا کہ ایسے حقیر سے کون اُلجھے مین اسکو ابھی سمجھا دونگا مگر احراس کہ دروازہ
باغ پر اُترا ہوا تھا اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ کو شداد نے چرا منگایا تھا ایرج
نوجوان وہین پہونچے اور اُس سے لڑ رہے ہین احراس بھی سوار ہوا اس خیال سے
کہ اگر شداد کو بھی ایرج نے زیر کر لیا تو مین اطاعت کرونگا ایسا شیر دلیر کہ ناموس کا جانا
اُسکو ناگوار ہوا فورًا اپنے کو پہونچایا دل مین یہ باتین سوچکر سوار ہوا مع فوج کے
چلا اُسوقت پہونچا کہ شداد و بہران مین تکرار ہو رہی ہی ایرج بیچ مین کھڑے ہین
دونون کو روک رہے ہین جب شداد نے زیادتی کی کہ بہران کو تھام لون تو ایرج
نے دونون کو ہٹایا و اپنا ہاتھ کمر مین شداد کی اور بایان ہاتھ کمر مین بہران کی ڈالکر
زور کیا اور دونون کو اُٹھا لیا شداد نے آواز دی ای شہریار مین آپ کا تابعدار
ہون اطاعت کرتا ہون ایرج نے دونون کو رکھدیا مگر احراس نے جو یہ زور دیکھا
تخت سے کود پڑا آکر ایرج کو سلام کیا کہا آقاے نامدار یہ خوش نصیبی میری کہ آپ

ایسا خویش ملا مین نہال ہوگیا شداد کو بڑا غرور تھا مین اُس سے مقابلہ نہ کرتا تھا کہ ایک
شخص خود رو ہیچمدان بے پیشہ قزاقی کیا آخر ہم لوگون کی زمین دبالی شاہ بنکر بیٹھا اس ہمارے
تامل نے اُسکو مغرور کیا تھا آج غرور سر سے نکلا شداد کہتا ہی ای آقا سے تاجدار مین مدت
سے خواہان تھا کہ کوئی فرزند صاحبقران ملے تو اُسکی اطاعت کرون آج آرزو حاصل ہوئی
جو امید تھی وہ خدا نے پوری کی مین سمجھا تھا کہ احراس سے لڑنا پڑیگا مگر احراس بھی خود
مسلمان ہوا اب کوئی کانٹا باقی نہ رہا ایرج نے آکر ملکہ کو سوار کرایا نوبت نقارے بجتے
ہوے باغ مین آئے یہ تینون جوان مع فوج در باغ پر اُترے مگر عیار شداد کا نکل کر
بھاگا ایک قلعہ تھا کہ وہان کا حاکم دیوانہ چوب گردان ہو سامان نے آکر سلام کیا
دیوانے نے پوچھا کیون ای سامان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا سامان نے کل کیفیت
بیان کی اور عرض کی کہ ایک جوان نے آکر معشوقہ پر قبضہ کرلیا تینون سردار مع فوج
در باغ پر فروکش ہین اگر آپ قصد کرین تو یہ جنگ فتح ہو دیوانے نے یہ سنکر ایک چیخ
ماری کہ بارہ ہزار دیوانے آکر جمع ہوگئے دیوانے نے اہل فوج سے کہا صاحبو وقت
مقابلہ ہی سب دیوانے اُچھلنے لگے اور زنجیرین ہلانے لگے عرض کی کہ ای چوب گردان
ہم تو جنگ کو رقص جانتے ہین تشریف لے چلیے دیوانہ چوب گردان زنجیرین ہلاتا
ہوا چلا اور سامان رہبری کرتا ہوا جاتا ہی اور کبھی کہتا ہی ای پہلوان ای افسر دیوانگان
چلتے ہی آفت برپا کر دیجیے پہلے احراس کو مار دیجیے بہران و شداد بھاگ جائینگے
پھر باغ مین گھسکر نرگس پر قبضہ کیجیے ایسی عمدہ نرگس ہی کہ آپ خوش ہو جائینگے اور
وہ بھی آپ کو پسند کریگی آپ ایسے جوان کسکو ملتے ہین اُسکی خوش نصیبی کہ آپ کے پہلو مین
بیٹھے احراس بھی راضی ہو جائیگا وہ چاہتا ہی کہ کسی زبردست کو بیٹی دون دیوانہ چوبدست
ہلاتا ہوا جاتا ہی کہتا ہی ای سامان میری چوبدست بے پناہ چلتی ہی میری چوبدست سے
کوئی بچ نہین سکتا ہی یہان وہ وقت ہی کہ ایرج نوجوان باغ مین ہین اور بیرون باغ
احراس و بہران و شداد اُترے ہوے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی ان سب نے دیوانون
کی آمد جو دیکھی گھبرا کر بھاگنے لگے احراس نے جب دیکھا کہ بے لڑے لوگ بھاگے

جاتے ہین تو یہ باغ مین آیا ایرج سے عرض کی اے شہریار بڑا غضب ہوا دیوانہ چوب گردان
کہ سب شاہ اُس سے ڈرتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ سامان عیار اُسکو لیکر آیا ہے
اب لشکر پر آیا چاہتا ہے وہ مرد دیوانہ طرز جنگ کیا جانے اپنے زور پر نازان ہے ایرج
فوراً باغ سے نکلے ملکہ دلفریب رو کر کہتی ہے کہ اے شہریار مثل بہران و شداد وہ نہین ہے
مین کبھی مدت سے سنتی ہون کہ اُس دیوانے سے سب ڈرتے ہین کنیز کا تو یہ حال ہے قلب پر
ہجوم غم و ملال ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کو دشمنون سے صدمہ پہونچے شداد و بہران ہی سے
کہلا بھیجے کہ وہ بڑھکر اُسکو روکین باغ مین نہ آنے دین شداد کو اپنے زور پر بڑا دعوی ہے
جب اُنسے کچھ نہ ہو سکیگا تب آپ کو اختیار ہے ایرج نے کہا اے ملکہ عالم اُن لوگون کے
حال تو کھل گئے کہ اُسکی آمد دیکھکر بھاگے جاتے ہین اُنکے روکے سے وہ نہ رکیگا اب
انشاء اللہ مین جاکر اُسکو زیر کرونگا یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوے باہر جب آئے تو دیکھا کہ
دیوانہ چوب گردان آتا ہے بارہ ہزار دیوانے پشت پر زنجیرون کی جھنکار دیوانون کا
غل و شور فوج مین ایک ہنگامہ ہے کہ بڑا حریف آتا ہے بارو کیا کرین سوا اسکے کہ ہم
سب بھاگ جائین مگر ایرج کو دیکھکر بہران و شداد بھی نکلے ایرج نے کہا تم لوگ ٹھہرو
فوج کی حیرانی و پریشانی مٹاؤ سب سپاہی بھاگے جاتے ہین اُنکو روکو مین جاکر دیوانے
کو روکتا ہون شداد باتین ایرج کی سُنکر دلیر ہوا سمجھا کہ آقا اُسکو روک لینگے کہا اگر
ارشاد فرمایئے تو مین جاکر اُسکو منع کرون کہ آگے نہ بڑھو سامنے صحرا مین اُترو جو کچھ کے
وہی ہوگا ایرج نے کہا مین ایسا روکنا نہین چاہتا شداد نے کہا تو مین اکیلا نہ جانے
دونگا مین بھی ضرور ساتھ چلونگا ایرج نے غصے سے کہا اہل فوج کو تسکین دو کہ گھبرائین
نہین انشاء اللہ مطلب دلی پورا ہوگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا سامنے دیوانے
کے آکر نعرہ کیا کہ او بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا دیوانے نے جو ایرج نوجوان کو
دیکھا خوب ہنسا کہا اے آفتاب سرخ آپ کسواسطے آئے ہین یا نرزک کا پیغام لائے
ہین جو کہیے وہ قبول کرون ایرج نے کہا تمھین روکنے آئے ہین اور نرزک تمھارے
نام پر لعنت کرتی ہے خبردار اب نرزک کا نام نہ لینا ورنہ بہت پچتاؤگے سب دیوانون نے

غل مچایا اور پکار کر کہا اے افسر ہمکو حکم دے کہ اس جوان کو ابھی سمجھا دین سامنے سے آپکے
ہٹا دین دیوانے نے کہا اے نوجوان مین تیرے حال پر رحم کرتا ہون میری چوبدست کبھی
خالی نہین جاتی ایسا نہ ہو کہ آپ کا کوئی عضو ٹوٹ جائے ایرج نے کہا تجھ ایسے کئی
دیوانے فرزندان حمزہ کے ساتھ ہین بڑے بڑے بلوے کیے مگر شاہزادون نے انکو
سزا دی لشکر مین رہتے ہین ہوش وحواس درست بہت چالاک وچست ہر کام مین درست
لہذا تو بھی اُن مین شریک ہوگا یہ سُنکر دیوانہ چوب گردان بہت جھلایا کہا کیون آقاے
سرخ مین تو چاہتا ہون تمھاری جان بچے اور تم جان دینے کا ارادہ کرتے ہو ایرج
نے کہا او دیوانے بیہودہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر انشاءاللہ ابھی میدان مین امتحان
ہو جائیگا اپنی سرکشی کی سزا پائیگا دیوانے نے چوبدست آہنی کو چرخ دیا اور ہاتھ چوبدست
کا مارا ایرج نے آڑے ہو کر چوبدست کو تھام لیا کشاکش کے زور ہونے لگے مگر
ایرج نے ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ کھنچتا ہوا چلا تا چار ہو کر چوبدست کو چھوڑ دیا ایرج
نے چوبدست کو پھینکدیا سیدھے کھڑے ہوے تھے کہ دیوانے نے آکر چنگل مارا زرہ
ایرج کی نوچ لے گیا ناخن اسکے تا بہ استخوان پہونچے ایرج کو جو صدمہ ہوا ایک
گھونسہ مار دیا دیوانے کو چرخ آگیا گھڑی بھر تک جھوما کیا سر سے پانئون تک ایرج
کو دیکھ رہا ہے کہ پھر ایک چنگل مارا ایرج کا جسم زخمی ہوا ایرج نے دوسرا گھونسہ
مارا کہ دیوانہ کانپ گیا لپٹ پڑا ایرج نے بال اُسکے کہ بڑے بڑے تھے ہاتھون مین
لپیٹ کر دو جھٹکے مارے کہ دیوانہ فریاد کرنے لگا پکارتا تھا کہ اے آقاے سرخ میرے
حال پر رحم کیجیے ایرج نے بال چھوڑ دیے کشتی ہونے لگی مگر ایرج جب پکڑ لاتے ہین
تو ایسے گھسے لگاتے ہین کہ دیوانہ گھبرا جاتا ہے بمشکل نکلتا ہے مگر اُٹھتے ہی لپٹ پڑتا ہے ایرج
نوجوان ایک طرح پر لڑے جاتے ہین ایکمرتبہ دیوانے نے شانہ ایرج کا کاٹ کھایا
بوٹی نوچکر لے گیا ایرج نے فوراً اتمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکلکر گری جب دیوانہ منھ
کھولتا ہے ایرج نوجوان منھ کھولنے پر تمانچہ مار دیتے ہین دیوانہ منھ بند کر لیتا ہے اور
ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے کہ اب نہ کاٹونگا اسی طرح تین پہر کامل دیوانہ لڑا پہر دن رہے

جھلاکر ایرج کو ریلکرلے دوڑا آٹھ دس قدم ریلکر لایا وہان لاکر ہکہ مارا ایرج نے لنگر مارا
کہ تابزانو غرق زمین ہوگئے دیوانے نے کمر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا
تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے لنگر کو حرکت نہ ہوئی دیوانے نے تنفک کر ہاتھ
ہٹا لیا کہا ای آقاے سرخ اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج ریلکرلے دوڑے جب
دیوانہ چاہتا ہو کہ رکون تب ایرج ہکہ مارتے ہین مثل برگ کاہ اُڑا ہوا جاتا ہی پچیس قدم
پر ایرج ریلکر لائے وہان آکر ایرج نے ہکہ مارا دیوانے کے دونون گھٹنے آہستہ بزمین
ہوے ایرج نے دونون ہاتھ ڈھیلے کر دیے اور فرمایا کہ ای دیوانہ چوب گردان لنگر
اپنا بخوبی قایم کر لے کہ مین اُکھیڑ نہ سکون ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین جسم سے ایرج
کے خون جو جاری ہوا منہ پیٹ لیا کہ دیکھا ایرج نے کمر زنجیر مین دیوانے کی ہاتھ ڈالا
اور نعرہ شیرانہ کیا

نظم

یکے نعرہ زد میر منزل مصاف	کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ شد آن زحلقش بدر	کہ آہن دلان را دریدہ جگر

پہلے ہی زور مین لنگر اُکھڑا دیوانہ چیخنے لگا ایرج نے ہکہ دیکر سر سے بلند کیا چرخ دیکے
زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے اور خنجر چمکتا ہوا کمر سے نکالا دیوانے نے
جو چمک خنجر کی دیکھی ہاتھ باندھنے لگا عرض کی ذرا خود تو سر سے ہٹا لیجیے ایرج نے خود
سر سے اُٹھایا زلفین خلیلی ظاہر ہوئین دیوانے نے کہا آقاے سرخ کلان خواب
مین آئے تھے آپ کا نشان دیگئے تھے کہ اُنکی اطاعت کرنا مین غلام ہون ایرج نے
چھوڑ دیا دیوانہ قدمون پر گرا اور کھڑا ہو کر دیکھنے لگا دل مین سوچا کہ مین اپنے زور مین
گر پڑا یہ جوان مجھے کیا زیر کرتا پھر لپٹ پڑا ایرج نے کولے پر لاد کر مارا کہ پھر چارون
شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر سوار ہوے اور کان پکڑ کر کہا کان اُکھیڑ لون دیوانہ
پھر منت کرنے لگا ایرج نے پھر چھوڑ دیا کئی مرتبہ دیوانہ ایرج سے لپٹ گیا اور ایرج
نے پھر زیر کیا پانچ مرتبہ کے بعد بخوبی مطیع ہوا کہتا تھا آقاے نامدار جو کوئی تمکو آنکھ
دکھائے اُسکی آنکھ نکال لون سامنے خولچے والے بیٹھے تھے اُنپر دوڑا خولچے والے

خوانچے اپنے چھوڑ کر بھاگے دیوانہ لوٹ پاٹ کر کھانے لگا خوانچے والے فریاد کرنے لگے ایرج نے سب کو روپیہ دیا دیوانہ چوب گردان کو لیکر لشکر میں آئے ایک طرف اُتار دیا باورچیوں کو بلا کر حکم دیا کہ دیگیں چڑھاؤ اور گوشت اونٹ کا بڑے بڑے ٹکڑے کر کے چالوں میں ڈالدو جب اسطرح کھانا تیار ہوا تو ٹاٹ بچھوا کر دیگیں اُسپر انڈلوا دیں تمام دیواسفے آ کر گرے دیوانے کھا رہے ہیں ایک کے ہاتھ سے ایک دیوانہ نوالے چھین لیتا ہے بعضے ہڈیاں چبا رہے ہیں بعضے ٹکڑا گوشت کا لیکر بھاگے عجب ہنگامہ ہے ایرج کھانا دیوانوں کو کھلوا کر اندر باغ کے آئے ملکہ نے پوچھا کہ شہر یار دیوانے سے لڑکے بڑا صدمہ اٹھایا ملکہ نے بہت نذریں نیاز یں کیں ایرج آ کر مسند پر بیٹھے ملکہ نے صحبت آراستہ کی جام چلنے لگا ایک خوش آواز قدم کی ڈومنی سامنے آ کے بیٹھی بصد سوز وگداز یہ اشعار گانے لگی ۔ نظم

تاب ہر اک آنکھ کب لاتی ہے تیرے نور کی	دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلی طور کی
اور پری تجھکو خدا نے دی ہے صورت نور کی	تیری ایڑی پر کروں صدقے میں چوٹی حور کی
بار عصیاں سے خمیدہ ہو گیا ہے قد راست	بوجھ اُٹھانے سے کمر جھک جاتی ہے مزدور کی
کسقدر تجھکو حسین پیدا کیا اللہ نے	اور پری تجھپر نہ کیونکر رال ٹپکے حور کی
مجھ چھٹیگی مجھسے کیونکر یہ کاہی سبز اخبیر	مجھکو گھٹی میں پلائی ہے شراب انگور کی
خط کے آنے ہی دیا عاشق کو بوسہ یار نے	شام کا وقت آیا اُجرت ملگئی مزدور کی
دل نہ دے اپنا پری زادوں پہ دیوانہ نہ ہو	دیو کی خصلت ہے انکی گو ہے صورت حور کی
جلوۂ دیدار کا اک شوخ کے کشتہ ہوں رند	ہے مری تربت پہ لگانا لوح سنگ طور کی

دیوانوں نے جو آوازیں سنیں دیوانہ چوب گردان یہ کہکر اُٹھا کہ آقا نرزک کے پاس بیٹھے ہیں اور ہم لوگ یہاں پڑے ہیں ہم بھی جاکر تماشہ دیکھیں گے اور ایک نرزک آقا سے لیں گے یہ کہکر افسر آگے چلا پیچھے سو دو سو دیوانے ہو لیے جب دیوانے نے چاہا کہ اندر جاؤں تو محلدار نے روکا دیوانہ چوب گردان نے محلدار کو اُٹھا کے کاندھے پر سوار کر لیا سب دیوانے اندر باغ کے گھس پڑے کنیزوں نے جو آتے ہوئے دیکھا

بعض بھاگین بعض کو دیوانون نے اُٹھا لیا اور اُنکو اپنے کاندھون پر سوار کر لیا ہار اُنکے گلو سے اُتار کر اپنے سر پر سہرے باندھ لیے اور سارے باغ مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین ہلڑ جو ہوا ایرج نے پوچھا کیا ماجرا ہی ایک کنیز نے خبر دی کہ دیوانے باغ مین گھس آئے ہین کنیزون کو اُٹھا کر کاندھون پر سوار کر لیا ہی اور باغ مین پھر رہے ہین سب کا افسر جو ہی دیوانہ چوب گردان اُسنے محلدار کو لیا ہی ایرج نوجوان اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار برائے خدا اُن دیوانون مین نہ جائیے ایسا نہ ہو بگڑ جائین ایرج نے کہا یہ عنایت پروردگار کیا کر سکتے ہین تم آکر تماشہ دیکھو ایرج نے چمن مین آکر دیوانہ چوب گردان کو للکارا اور دیوانے نو کنیزون کو چھوڑ کر بھاگے مگر دیوانہ چوب گردان محلدار کو اُتار کر طرف ایرج کے چلا دوڑ کر چنگل مارا ایرج نے کلائیان تھام لین ایک تمانچہ مارا کہ عارض اُسکا سرخ ہو گیا دیوانہ منتین کرنے لگا کہا آقا شکایت کرتا ہون کہ تم تو نرزک کو لیکے باغ مین بیٹھے اور ہم باہر پڑے رہین ہماری بھی شادی اِن کنیزون سے کر دیجیے ہمارے ساتھ کے لوگ بھی خواہان ہین کہ ہمارے سہرہ باندھا جاوے ایرج نے کہا اچھا کل تمھاری شادی کر دینگے دیوانہ خوشی خوشی بھاگا بیرون باغ بھی کہتا ہوا آیا کہ کل ہماری شادی ہوگی سب دیوانے بھی کہنے لگے کہ آقا کے ساتھ ہماری بھی شادی ہوگی نرزکون کو راضی کر آئے ایرج نوجوان نے بعد کئی دن کے ملکہ سے عقد کیا اور محافے مین سوار کرا لیا شدا دقوی بازو ببران کو سپہ سالار کیا اعراس زحل پیشانی کو تخت پر سوار کیا تاجدار لشکر قرار دیا مع دونون سردار سپہ سالار کے دھوم سے کوچ کیا طرف جمشید ثانی کے چلے کہ داخلہ انکا گذارش کرونگا مگر قاسم و ماہ عالم افروز کہ مقابلہ سامان کوہی مین اُترے ہین جب ببران کو عرصہ گذرا اور خبر پہونچی کہ ببران مسلمان ہو گیا گھبرایا قاسم کو نامہ لکھا کہ مین حسان سے مقابلہ کرنا چاہتا ہون آپ دخل نہ دین قاسم نے حسان سے کہا کہ تمھارے بھائی نے یہ نامہ لکھا ہی تمسے مقابلہ کرنا چاہتا ہی حسان نے کہا خدا کے فضل سے آپ ایسا معین پشت و پناہ ہی پھر مجھے کیا تردد ہی مین سر میدان مقابلہ کرونگا قاسم نے جواب مین لکھ دیا کہ بسم اللہ طبل جنگی

بجواؤ اپنے بھائی سے مقابلہ کرو مین دخل نہ دونگا ساماں نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جسوقت کہ شہنشاہ خورشید خاور نے علم زرنگار بلند کیا اور ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان قلعۂ مغرب مین جا کر مخفی ہوا دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی سامان نے گینڈا انکا لا میدان مین آکر آواز دی کہ بھائی صاحب آئیے حسان کو بھی قاسم کے سامنے آیا قاسم نے سمجھا دیا کہ سمجھ کے مقابلہ کرنا حسان گینڈے کو بڑھا کے سامنے سامان کے آیا سامان نے کہا ای برادر تمنے بڑا غضب کیا کہ مسلمان ہو گئے اسی وجہ سے مجھکو خیال ہی کہ مذہب بزرگان روشن کرون حسان نے کہا ای بھائی تصور تو کرو کہ جمشید ثانی سحر کے گھمنڈ پر خدائی کرتا ہی پروردگار وہ ہی کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا مین تو جمشید وغیرہ پر لعنت کرتا ہون سامان نے سنکر نیزہ مارا حسان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا حسان نے سامان کا نیزہ نکالا سامان نے ہاتھ تلوار کا مارا حسان نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سامان بھی لپٹ پڑا دونون گینڈون سے کود کے کشتی ہونے لگی قاسم بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ حسان زیادتیان کر رہا ہی جب سامان کو پکڑ لاتا ہی دو دو گھڑی رگڑتا ہی تین پہر کشتی مین گذرے پہر دن باقی تھا کہ حسان سامان کو ریلکر لے دوڑا بارہ چودہ قدم ریلکر لایا تھا کہ سامان نے چاہا پلٹون کشاکش کے زور ہونے لگے حسان چاہتا ہی ریلکر لے چلون سامان پیچھے نہین ہٹتا آپس مین ایسے زور ہوے کہ حسان کا کولہ اتر گیا سامان نے حسان کو باندھ لیا ہرچند قاسم نے آواز دی کہ ای سامان خلاف جرأت ہی کہ جسکا کولہ اتر گیا ہو اُسکی مشکین باندھنے ہو یہ زبر کرنا تمھارا اخلاف ہوا لیکن سامان نے کچھ جواب نہ دیا اور حسان کو باندھکر لیگیا اپنے دربار مین لایا حسان کو قید خانے مین بھیجدیا کہا صبح کو دربار سمجھونگا یہان قاسم جو واپس آئے فرماتے تھے کہ سامان نے بہت خلاف کیا ہرکارون کو حکم دیا کہ جا کر خبر لاؤ ہرکارے روانہ ہوے صبح کو سامان کو ہی لباس سرخ پہنکر بیٹھا حسان کو بلوایا

کہا ای حسان مین پہین کو بلواتا ہون بچھیا کا گوبر گھولکر لائے وہ پی لو کہ مذہب قدیم پر قائم ہوجاؤ حسان نے کہا اوبے حیا یہ مذہب ہی کہ بچھیا کا گوبر پیے مین ایسے مذہب پر لعنت کرتا ہون سامان نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد کا بلا ٹہوا ایک زنگی سیاہ رو زنجیر در دن خنجر برہنہ لیکر سامنے آیا گردن پر حسان کی کوئلے کا خط کھینچا سامان نے حکم دیا جلد سر کاٹ لے ایسا نہ ہو اسکے مددگار آجائین مگر ہرکارے جو دربار مین حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے قاسم کے سامنے آئے عرض کی حسان کو بھی قتل ہوتا ہی قاسم نے تیغہ ٹیک کر فرمایا خیر ممکن ہی کہ حسان کو قتل کرے ارے مرکب لاؤ قاسم مرکب پر سوار ہوئے طرف لشکر سامان کو بھی کے چلے یہان سامان کو بھی حکم دے رہا ہی کہ جلد سر کاٹ لے اور حسان کو بھی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے نجات دے مین گرفتار مصیبت ہون تو بچانے والا ہی

نظم

ہر یک حالت است آن حافظ کون و مکان حافظ — بدل حافظ بجان حافظ نہان حافظ عیان حافظ

خبرگیر جہان است آن خبرگیر جہان ہردم — بہر دور زمان است آن شہ دور زمان حافظ

بہر درد است و ہر محنت بہر رنج است و ہر آفت — خدائے راحم و ارحم حلیم و مہربان حافظ

بہر حالت توان ناتوانان و رنجوران — بہر صورت پے روح و روان و جسم و جان حافظ

نبودی ہر رشتہ گلزار سبزی و رنگینی — نبودی گر بہ بستان جہان آن باغبان حافظ

نگہبان ہمہ عالم بہر ملک و بہر موقع — بہر شہر و بہر قریہ بہر جا و مکان حافظ

کہ دربارگاہ پر بلڑہ ہوا سامان نے پوچھا یہ کیسا بلڑہ ہی خدمتگار نے عرض کی کہ قاسم آئے ہین اور درگہ سالار روک رہا ہی مگر وہ نہین مانتے یہ ذکر تھا کہ سر درگہ سالار کا لڑھکتا ہوا بارگاہ مین آیا سامان حیران ہوا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا آفتاب آسمان جلالت و تاجدار اقلیم ریاست سردار بہادرون کے شاہ شاہزادون کے خداوند سپاہ اندر بارگاہ کے آئے اول جلاد کو مارا فرمایا ای سامان بہادرون کا یہی طریقہ ہی کہ مکر سے زیر کیا اور اسپر جبر کرتے ہو سامان نے کچھ جواب نہ دیا قاسم حسان کو ساتھ لیکر بیرون بارگاہ نکلے پہلو مین بارگاہ سامان کے زنانہ خیمہ ہی بیٹی اسکی سحاب گوہر پوش کنیزون مین بیٹھ

بیٹھی تھی سحاب نے جو پلہ ٹرسنا شگاف سے خیمے کے دیکھا کہ ایک جوان رستم وقت آفتاب جمال خورشید مثال تیغ برہنہ ہاتھ مین حسان کو ساتھ لیے ہوے جاتا ہی سحاب خاموش ہو رہی مگر دل تڑپ گیا پسینہ آگیا بے اختیار یکبارہ اُٹھی فرد مراکشتی و تکبیر سے نہ گفتی بلہ عجب سنگین دلی اللہ اکبر بلہ وہ آواز کان مین قاسم کے پڑی قاسم نے پلٹ کر دیکھا ایک مہ جبین دلجو خوشخو خوشرو شگفتہ پیشانی حسن مین لاثانی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہی قاسم بھی مائل ہوے لیکن اُسوقت محل نہ تھا سوار ہو کے روانہ ہوے پہلوانان محفل نے سامان سے کہا کہ شہر یارا آپ اگر حکم دیتے تو اِس جوان کو گرفتار کر لیتے سامان نے کہا وہ شیر نر ہی کہ لاکھون کو قتل کیا ہوتا انکا افغانستان فتح کرنے آیا ہی اور طلسم آبگینہ کو شکست کیا جابجا تعریفین ہو رہی ہین سامان کہتا ہی یارو نہ گھبراؤ مین او رتدبیر کرونگا وہ فکر کرون کہ انکو خوب عاجز کرون سب کافر آپس مین یہی کہ رہے ہین کہ وہ فکر کرین کہ مسلمان لوگ عاجز ہو جائین مگر دختر سامان محبت مین قاسم کی بیقرار ہی کنیزین پوچھتی ہین کہ کیون داری کیسا مزاج ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ صاحبو مجھسے نہ پوچھو کہ مجھپر کیا گذرتی ہی فلک نے عجب سامان دکھلایا ہی جسوقت سے اُس جوان کو دیکھا ہی جو حسان کو رہا کر کے لیگیا ہوش میرے بجا نہین ہین دل بیقرار ہو رہا ہی دیکھو کس آن بان سے دربار مین آیا اور حسان کو رہا کر کے لے گیا ایسا شیر نر تھا کہ کسی نے دخل نہ دیا اگر کوئی دخل دیتا دریا سے خون بہ جاتے اِسی خوف سے والد نامدار نے دخل نہین دیا سمجھ چکے تھے کہ اگر دخل دونگا تو تمام بارگاہ لال ہو جائیگی جسوقت سے اُس گل بوستان جلالت اور سرو روان حدیقۂ جرأت کو دیکھا ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی اصل مین یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی طبیعت نڈھال ہی نظم

اِک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہو گیا — ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا
آپکو کھو یا مگر جو یا خدا کا ہو گیا — راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہی کبھی — عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہو گیا
سجدۂ عاشق سے او بت تجھکو کیا حاصل ہوا — مفت بے ایمان اِک بندہ خدا کا ہو گیا

ٹالتا منتظر رہتا ہر چند پہلے سے وہ لے — حیلۂ معقول صاحب کو حنا اسکا ہو گیا
پائینچے اُس شوخ کے پر بنگے اُڑنے لگا — بادپا اُس ترک کے نیچے ہوا اسکا ہو گیا
خار ٹوٹتے ہین پیدا جس جگہ تھے سرو و گل — کیا چمن مین اختلاف آب و ہوا اسکا ہو گیا
پائنچوں مین اُس راست قامت کے یہ پہونچا تھا وہ — وہ قد بالا الف آخر ندا اسکا ہو گیا

کنیزون نے جو یہ اشعار سُنے حیران ہو کر کہنے لگین کہ واری آپ کا جوش و خروش دیکھیے
کیا دکھاتا ہے دن سارا تڑپ تڑپ کے کاٹا ہر مرتبہ کہتی تھی کہ صاحب گھڑیال بجانیوالے
مر گئے آج دن تمام نہ ہوگا یقین ہے کہ نیر اعظم غروب نہ ہوا اور مین اسی بلا مین پھنسی رہون
تا آنکہ نیر اعظم شکست خوردہ داخل قلعۂ مغرب ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت
و سیارگان سپہر نیلگون پر بکر و فر جلوہ فرما ہوا ملکہ کی بیتابی اور بڑھ گئی پروانون کو دیکھا
کہ لو پر آکر آتے ہین شمع پر جان دیتے ہین جی مین کہتی تھی کیا جوش و خروش ہے کہ جان کا کچھ
خوف نہ لیا اپنے کو گرد پھر کر جلایا بہتر یہ ہے کہ مین بھی تلاش مین اسکی نکلون اور معشوق
کو ڈھونڈھون شاید کوئی مطلب نکل آوے یہ سوچکر لباس سیاہ پہنا ایک کنیز کو حکم
دیا کہ ایک مادیان تیار کرا کے در دولت پر لاؤ اُسی وقت کنیز نے حکم دیا مادیان تیار
ہو کر آئی ملکہ روتی ہوئی خیمے سے نکلی مادیان پر سوار ہوئی فقط وزیرزادی ہمراہ ہوئی
پیچھے پیچھے ملکہ نے کہا کہ میرے ساتھ کوئی نہ آوے مین نہین چاہتی ہون کہ کسیکو تکلیف
پہنچے جو مصیبت پڑیگی جھیلونگی مین کسیکو ساتھ لینا نہین چاہتی ہون مگر وزیرزادی
نے نہ مانا ہمراہ ہوئی ملکہ طرف شہر کے چلین مگر قاسم حسان کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین
اُٹھے سمک [illegible] سے کہا کہ اے مہربان کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کراؤ اسباب عیش و
نشاط وہان رکھو سمک نے کنارے پر لشکر کے ایک بارگاہ استادہ کرائی قاسم سے
اطلاع کرا دی قاسم اُٹھکے آکر بارگاہ مین بیٹھے سمک سے کہا اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ
سمک نے دائرہ بجا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

تارے ہین سمجھیا تو روش کہکشان چرخ — یہ چاندنی ہے مہر و گل زعفران چرخ
[illegible] صحن چمن مین پھیر آکر — اے دل تجھکو دیکھین گے پیر و جوان چرخ

کوکب ہی چشم ماہ ہی رخ ابرو ہی ہلال	خط شعاع مہر ہی گویا زبان چرخ
گردش لکھی ہی سر بین تو چکر ہی پائون بین	اک قصۂ زمین ہی تو اک داستان چرخ

سماک بلند اقبال گا رہا ہی قاسم گاؤ تکیہ پر سر رکھے ہوئے لیٹے ہین آنکھون کے نیچے وہی صورت پھر رہی ہی گانا سنتے سنتے آنکھ بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند ہوئے دیدۂ باطنی وا ہوئے عالم خواب بین دیکھا کہ ایک صحراے لق و دق وادی بیکنار ہی وہ محبوب خوب اور ایک آنکی وزیرزادی دونون ایک نخل کے سایے بین کھڑی ہین نام قاسم کا لے رہی ہین اور وسید ھم فرماتی ہین کہ ای گلچہرہ بین وہانتک کیونکر پہونچون نہین معلوم کہ انکو بھی ہماری یاد ہی یا نہین آنکھین تو لڑگئی تھین انھون نے میری جانب دیکھا بین نے اشارہ بھی کیا مگر اُس سفاک نے کچھ خیال بھی نہ کیا یہ نہ سمجھے کہ ہمارا عاشق صادق کیا اشارہ کر رہا ہی گلچہرہ کہتی ہی کہ واری اگر عشق آپ کا صادق ہی تو ضرور انکو خبر ہوگی دلکو دلسے راہ ہوتی ہی شاعر اسی مضمون بین کہتا ہی فرد دل را بدل رہی ست درین گنبد سپہر از سوے کینہ کینہ واز سوے مہر مہر یہ بات نہین ہی کہ آپ گھر بار چھوڑ کر اِس صحراے ہول خیز بین آکر کھڑی ہین اور انکو خبر نہ ہو یہ غیر ممکن ہی قضاے کار سلطان حاکم قلعۂ وو ومان رات کو اسی جنگل بین رہگیا تھا بیٹھے بیٹھے گھبرایا چند سوارون کو ساتھ لیکر براے سیر نکلا دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سایے بین ایک سیاہ پوش کھڑا ہی سلطان گھوڑا بڑھا کر اُس مقام پر آیا پکار کر کہا او سیاہ پوش تو کون ہی کہ رات کے وقت ایسے جنگل بین کھڑا ہی بین حیران ہون کہ تنہائی بین آنیکا کیا باعث ہی ملکہ کی گھوڑی نے بدلگامی کی طرارہ جو بھرا نقاب چہرے سے ہٹ گئی سلطان کی جو نگاہ پڑی پسینے پسینے اور اپنے آپ سے باہر ہوگیا دل تڑپنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان بین چاہتا ہون کہ میرے ساتھ چلیے بین قلعۂ وو ومان کا حاکم ہون میری عجب کیفیت ہی جان دونگا مگر تمھارا پیچھا نچھوڑونگا اسکو خیال کر لو اسکے خلاف نہ ہوگا بین سب طرح سے حاضر ہون قلعے کی حکومت لیجیے آپ کو اختیار ہی میری تو یہ صورت ہی نظم

اُٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار میں روح
نکل گئی تنِ لاغر سے انتظار میں روح

ہزار مرتبہ تجھ پر سے میں فدا کرتا
اگرچہ ہوتی مرے پیارے اختیار میں روح

جو آنا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم ہاں
نکل نہ جائے کہیں تیرے انتظار میں روح

نہیں ہے گور کے بننے کی کچھ ہمیں حسرت
رہیگی بعد فنا کے بھی کوے یار میں روح

جو آئے نزع کے عالم میں وہ مسیح نفس
مریض ہجر کے آجائے جسم زار میں روح

اُسیکے حکم میں ہے موت و زندگی دونوں
حقیقتاً ہے دلا دست کردگار میں روح

ہر چند سلطان بیقرار ہوا اور منتیں کیں مگر ملکہ نے جواب سخت دیا سلطان نے گھوڑا بڑھایا ملکہ نے نیچہ مارا سلطان نے کلائی تھام لی اور کہا چلیے سواروں نے گرد آکر ملکہ کو گھیر لیا اور کہا چلیے اسی میں بہتر ہے ورنہ باعث خرابی ہوگا ملکہ وزیر زادی کو ساتھ لیکر چلی قاسم یہ خواب دیکھکر بیتاب ہوے کہا کہ اے سماک میں نے ملکہ کو اس حال میں دیکھا ہے جلد مرکب تیار کرو میں تلاش میں جاؤنگا سماک نے جو قاسم کو اتنا بیقرار پایا کہا کہ حضور تکلیف نہ کریں میں جاکر خبر لاؤں بلکہ بن پڑے تو عیاری کروں مگر قاسم نے نہ مانا اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوے اور جستجو میں چلے یہاں سلطان اُس صحرا کو طے کرکے اُس مقام پر پہونچا ہے کہ جہاں اسکا لشکر آکر اترا تھا ملکہ سے کہا کہ بارگاہ میں چلو ملکہ نے کہا کہ ہم تو نہ جائینگے سلطان نے تلوار کھینچی اور کہا کہ ایک ہاتھ مارونگا کہ دو پرکالے ہو جائینگے ملکہ نے کہا اے سلطان میں بھی چاہتی ہوں کہ مجھکو قتل کر ڈال مگر میں تنہائی میں نہ جاؤنگی نہیں معلوم تو کسطرح پیش آئے تو مرد ظالم ہے اب وہ وقت ہے کہ سلطان تلوار کھینچے کھڑا ہے اور ملکہ دعائیں مانگ رہی ہیں کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے تو معین و مددگار ہے تیرے نزدیک سب آسان ہے نظم

میکند خرد و کلان از حضرت داور خوف
رعب نیکو کار در دل دارد و بدکار خوف

مہربان باشد اگر گل شاد شو ای عندلیب
لیکن اندر بہار بوستان از خار خوف

کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان
لیک در دل ہر دمی از لا اُبالی دار خوف

باش اندر دوستی با دوستان ثابت قدم
اندر ان حالت مدار از دشمنان زنہار خوف

ہست شہراہِ طریقت راست تر از ہر طریق	ہست رہزن بہر ہر منزل دگر ہر بارہ خوف
اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف و رجا	اہل ایمان دارد امید قوی بسیار خوف

ملکہ دعائیں مانگ رہی ہیں اور سلطان چاہتا ہے کہ اندر بارگاہ کے لے جاؤں تو دست انداز ہوں دیکھوں یہ کیا کرتی ہے بڑی سخت عورت ہے میں لاکھ منتیں کرتا ہوں لیکن خیال نہیں کرتی تنہائی میں پاؤں تو مطلب دلی نکالوں ملکہ نے بیقرار ہو کر پھر طرف آسمان کے دیکھا اور پکاری کہ اے خالق بے نیاز واے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے کہ صحرا سے گرد اُٹھی ملکہ نے دیکھا وہی جوان گھوڑے کو ڈاسلے ہوئے آتا ہے وہیں سے نعرہ کیا کہ یا شید او سلطان عورت پر یہ بدعت کرتا ہے خبردار تلوار نہ مارنا آگاہ ہو کہ میں کون ہوں یہ کہکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ		زرخم تیغ برابر و سبزہ بہ ماہ
زآب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
آفتاب مشرق دین پروری	دیگر	شہسوار لال پوش خاوری

نعرۂ قاسم نوجوان سے سلطان تھرا گیا حیران تھا کہ یہ جوان کیونکر آیا مگر قاسم گھوڑا بڑھا کر قریب آئے سلطان نے جو جمال قاسم دیکھا منتیں کرنے لگا کہا اے شہر یار میں اس نازنین سے ہاتھ اٹھاتا ہوں آپ کا نام نامی کیا ہے قاسم نے فرمایا شاید تم نے نام سنا ہو نبیرۂ صاحبقران زمان فرزند رستم نوجوان قاسم عالیشان سلطان قدموں پر گر پڑا اور گرد پھرنے لگا اور کہا کہ اے شہریار میں مدت سے خواہان تھا کہ آپکی قدمبوسی کروں سب حالات آپ کے سُنے آپ نے کنہاب کو شکست دی لقا کا دم ناک میں کر دیا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ گیتی افروز آپ کی خدمت میں ہیں کہ جسکے فرزند ایرج نوجوان ہیں لہذا میں بھی چاہتا ہوں کہ بقیہ عمر ہمراہ رکاب سعادت انتساب بسر کروں مثل اور سرداروں کے حاضر خدمت رہوں قاسم نے سر سلطان کا اپنے سینے سے لگا لیا ملکہ کو ساتھ لیا سلطان سے وعدہ ہو گیا سلطان نے عرض کی کہ میں صبح کو مع فوج حاضر خدمت ہونگا قاسم ملکہ کو لیے ہوئے طرف لشکر کے چلے لیکن

سامان کوہی گھبرا کر محل مین آیا کنیزون نے اطلاع کی کہ آپ کی صاحبزادی نکل گئین سامان
یہ سنکر اور زیادہ گھبرایا باہر آکر عیارون سے کہا ارے جاکر تلاش تو کرو کہ وہ شوخ دیدہ کیسو بریدہ
کہان گئی اگر پاؤن تو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالون عیار چھپٹا دور سے دیکھا کہ قاسم جاتے ہین
اور ایک سیاہ پوش ہمراہ ہی پلٹ کر سامان کوہی سے خبر کی کہ قاسم ملکہ کو ساتھ لیے ہوے
جاتے ہین سامان نے لشکر کو حکم دیا کہ چلکر گھیر لو چہار جانب سے گھیر کر اُس جوان کو مار لو
بڑی ذلت کی بات ہی کہ میری بیٹی مسلمانون مین جائے سننے والے کیا کہین گے اہل برادری
حقہ پانی بند کر دینگے پس مین جبران ہون کہ روٹی بھی دینا پڑیگی ہزارون آدمی برادری
کے ہین لاکھون روپیہ صرف ہوگا سب فوج کو تیار کرکے اُسوقت طرف قاسم کے چلا
کہ قاسم قریب لشکر پہونچ چکے تھے سامان نے حکم دیا کہ سب فوج ملکر قاسم کو گھیر لو
کل فوج نے بلوہ کیا قاسم نے اپنا مرکب بڑھا کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	ز نم تیغ بر ابر و بر سبزہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستہ زمین	ہمہ باختند شد بہ زیر نگین

قاسم لڑنے لگے ملکہ نے جو دیکھا کہ تمام فوج قاسم پر ہی کمان کاندھے سے اُتاری
گوشے سے تیر اندازی کرنے لگین قاسم رستمانہ لڑنے لگے قضا سے کاریگران شیر سوار
طلاسے پر تھا اُسنے جو دور سے دیکھا کہ آقا گھرے ہوے ہین فوج لیکر آپڑا ایران نے
آتے ہی فوج کو تہ و بالا کر دیا آخر قاسم لڑتے بھڑتے سامنے سامان کوہی کے پہونچے
سامان نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی
کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سامان مسلمان ہوا کل فوج نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا مسلمان
ہوگیا ادب سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے عرض کی کہ ہم لوگ اطاعت کرتے ہین قاسم
نے سب کو مطیع کیا بہ فتح و ظفر پلٹ کر لشکر مین آئے سامان کو امراس سے ملوایا دونون
بھائی ملے شکوہ ہائے گذشتہ کیے تمام سردارون نے عرض کی کہ اب حضور یہان سے
کوچ کرین شاہزادہ خاور سپاہ نے سب سے کہا کہ کوچ کی تیاری ہو گھوڑے پر سوار
ہوے لشکر تیار رہا اسب سردار پشت پر قصد ہو کہ آگے بڑھین کہ صحرا سے گرد اُڑی

سوہان شبیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے پہونچا قاسم سے کہلا بھیجا کہ یہ مال جو لیے جاتے ہو ہمارے حوالے کرو تو جانے دونگا قاسم نے جواب دیا کہ یہ مال تو جان کے ساتھ ہے سوہان نے طبل جنگی بجوایا قاسم کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری صبح ہوتے ہی دونون لشکر میدان مین آئے برابر صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا سوہان نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے فرد گران ہر کہ را بار سر بر تن است * حکیم علاجش بدست من است * یہ جو سوہان نے آواز دی قاسم نے قصد کیا کہ نکلون کہ بیران نے گینڈا اپنا نکالا مقابلہ سوہان مین پہونچا سوہان نے پوچھا کہ اے بیران شبیر سوار تمنے کیونکر اطاعت کی بیران نے کہا کہ آقا نے زیر کیا تب مین نے اطاعت کی بیران نے کہا مجھکو یقین نہین آتا اتنا جانتا ہون کہ تمھارا آقا بہت خوبصورت ہے تم اسپر عاشق ہو بیران نے کہا اے سوہان مین قسم کھاتا ہون کہ آقا نے مجھکو زیر کیا مین انکے خُلق کا عاشق ہون آخر سوہان نے نیزہ مارا بیران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ بیران بڑے لطف سے نیزہ بازی کر رہا ہے کہ سوہان عاجز ہو رہا ہے جی مین کہتا ہے کہ بیران تو بلائے روزگار ہے دیکھیے کیونکر جان بچے آخر ایک مقام پر بیران نے نیزہ گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سوہان کے نکلگیا جب نیزہ سوہان کا نکلا تو اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بیران نے سپر کو آگے کر دیا مگر سوہان جوان زبردست ہے سپر کٹی سپر کو کاٹکے تلوار سر پر گری تا دو ابرو پہونچی جب بیران زخمی ہوا سوہان نے ہاتھ روک لیا پکار کر کہا کہ اس مصیبتزدہ کو سامنے سے لیجاؤ ملازمان بیران کہ سامنے کھڑے تھے دوڑ پڑے مگر مغلوب ہونے لگی بیران نے بھی زخم سر باندھا آخر خون اسقدر بہہ سر جاری ہوا کہ بیران نے دونون ہاتھ گینڈے کی گردن مین ڈالدیے گینڈے نے جو اپنے مالک کو سست پایا لیکر بھاگا بیران کو نکالکر لے گیا ادھر سوہان

جنگ قاسم دیکھکر حیران ہوگیا آخر طبل بازگشت بجوایا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا قاسم
نے جو دیکھا کہ بہران پلٹ کر نہین آیا سمک بلداقی سے پوچھا کہ کیا باعث ہوا کہ جو
بہران پلٹ کر نہین آیا سمک نے عرض کی کہ زخمدار ہی ہین گینڈا اُسکو نکال لے گیا
قاسم نے کہا اے سمک جاکر تلاش کرو سمک بلداقی باتہا سے عیاری سے آراستہ
ہوکر تلاش مین بہران کی چلا مگر بہران کو گینڈا لیے ہوے رات بھر پھرا صبح ایک
دامنۂ کوہ مین پہونچا پہاڑ پر مرسوم قزاق بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک گینڈا قوی
اُسپر ایک جوان زخمی جنگل مین پھر رہا ہی مرسوم پہاڑ سے اُتر آیا گینڈے کو پکڑا بہران
کو اُتار اپنی بارگاہ مین لایا جراح کو بلاکر ٹانکے دلوائے جراح نے آکے زخم دھویا
پٹی چڑھائی بہران کو ہوش آیا دیکھا ایک جوان سپاہی وضع سرہانے بیٹھا ہوا ہی
اور رومال سے آنکھین رانی کر رہا ہی بہران نے پوچھا اے جوان تو کون ہی تیرا کیا نام
ہی مجھے یہان کون لایا اُس جوان نے جواب دیا کہ مرسوم قزاق میرا نام ہی مین اسی
پہاڑ پر رہتا ہون قضا سے کار مین اپنے کوہ پر تفریح کے لیے پھر رہا تھا کہ آپ کو
گینڈا لیکر آیا مین نے کوہ سے دیکھا مجھکو خیال آیا کہ بہادر کی بہادری مدد کرنے مین
ہین آپکو زخمدار دیکھکر لے آیا معلوم ہوتا ہی کہ مغلوبہ مین آپ زخمدار ہوے آپکا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بہران نے اپنا نام اصلی بتایا اور کہا کہ قاسم کا ملازم
ہون نام قاسم کا سنکر مرسوم قزاق جلگیا یخنی منگوائی اُسمین بیہوشی ملائی بہران نے
وہی یخنی پی پینے ہی کی بیہوش ہوا مرسوم نے بہران کو مسلسل و مطوق کیا اور قیدخانے
مین بھیجدیا سانتھ والون سے کہا کہ مین اس قیدی کو خدمت خداوند مین روانہ
کرونگا اُنکو اختیار ہی جو منا سب جانین گے وہ کرینگے اُنپر سب حال روشن ہی
جو یہان گذری ہی وہ دیکھ رہے ہونگے مین تو بندۂ جمشید ثانی ہون صبح کو جو
مرسوم قزاق دربار مین آیا ایک قزاق نے خبر دی کہ قیدخانے پر بہران کے
سبب آفت برپا ہوئی سب نگہبان مرے پڑے ہین قیدخانہ خالی ہی ہتھکڑیان اور
بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین یہ سنکر مرسوم گھبرایا عیار اسکا خرطوم صبا رفتار سامنے

حاضر تھا اُس سے کہا کہ دریافت نوکر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس شہر مین کوئی اُسکا دوست
ہے اُسنے یہ حرکت کی ہے خرطوم تلاش مین چلا مگر ببران پر یہ سحر گذرا کہ نائب مرسوم کا محکوم
فیل کش ایک پہلوان زبردست فنون سپاہ گری مین طاق ہے اُسکو فعل مرسوم کا بہت ناگوار
ہوا رات کو کھانا آغشتہ بدارو سے بیہوشی لایا نگہبانون کو کھلا کر بیہوش کیا سب کے سرہانے
ببران سے آکر ملاقات کی کہا اے پہلوان دوران مجھکو حرکت اپنے آقا کی بہت ناگوار گذری
میرے مکان پر چلو تمھارے لشکر مین تمکو پہونچا دونگا ببران نے قید توڑ ڈالی اور محکوم
کے مکان مین آئے مردانہ مکان تھا اُسکے شاگرد جمع ہوتے تھے کیسے کیسے کشتی گیر محکوم
کو اُستاد کہتے تھے صبح کو وہ سب آئے اکھاڑے مین کشتی ہونے لگی سب نے محکوم سے
پوچھا یہ جوان کون ہے محکوم نے سب حال بیان کیا کہا مین جانتا ہون کہ مرسوم آفت
برپا کریگا مگر اب جو کیا سو کیا سب نے کہا اُستاد مرسوم کی بھلا کیا مجال ہے کہ آپ کو وہ
ستا سکے یا زبان ہلا سکے آپ نے تو بہادر کا ساتھ دیا اگر اُسکے خلاف گذرے گا تو
کیا کریگا چالیس پٹھے اُسکے ساتھ ہوے مگر خرطوم عیار صورت بدلے ہوے گھر
گھر ڈھونڈھتا ہوا دروازے پر محکوم کے آیا فقیر بنا ہوا ہے اُسنے آکر سوال کیا ببران
کہ صحبت قاسم مین رہ چکا ہے فقیر کی صدا سُنکر بیقرار ہو گیا بانہ پر اُسکے سونے کا جوشن
بندھا ہوا تھا وہ بازو سے کھولکر فقیر کو دیا فقیر نے جب ببران کو دیکھا کہا اے پہلوان
دوران آپ یہان کیونکر آئے کل تو آپ کو مرسوم لایا تھا ببران نے کہا محکوم نامے
پہلوان مجھکو قید سے نکال لایا مین اُسکا مہمان ہون کل لشکر مین اپنے آقا کے پہونچ
جاؤنگا مگر محکوم کا احسان مند رہا خرطوم یہ خبر سُنکر سامنے مرسوم کے آیا کل کیفیت
بیان کی مرسوم نے یہ سُنتے ہی حکم دیا کہ محکوم کو بلاؤ محکوم خود ہی حاضر ہوا مرسوم نے
کہا اے محکوم یہ تمنے کیا حرکت کی کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی محکوم نے کہا اے
شہریار آپکی جرأت کے سراسر خلاف تھا کہ آپ اُسے اپنے گھر مین لائے مہمان کیا
اور پھر گرفتار کر لیا آپ کے غلام کو یقین ہوا کہ بہادرون مین آپ بدنام ہو جائینگے
اِسوجہ سے مین اُسے لے گیا جیسا حکم ہو بجا لاؤن ایک قزاق مرسوم نے محکوم کے

ساتھ کیا اور کہا بہتر یہ ہی کہ اسکے ساتھ قید کر کے بھیجدو ورنہ بہت پچتاؤ گے محکوم قزاق
کو ساتھ لیکر چلا مگر راہ مین سوچتا ہوا کہ اگر اُس جوان کو دیدیا تو کیسی بدنامی کی بات ہی
اگر نہ دونگا تو مرسوم لشکر کشی کریگا یہ سوچتا ہوا مکان پر آیا بہران سے کہا آپ کی طلب ہی
مرسوم نے بہ قہر و غضب کہا ہی کہ اُس قیدی کو بھیجدو شاگرد محکوم کے بیٹھے ہوئے تھے سنتے
کہا آپ استاد نہ گھبرائیں جواب صاف دیدیجیے ہم لوگ جان دینگے مگر اِن کو نہ جانے دینگے
بہران نے کہا ای محکوم مین خدمت قاسم مین رہا ہون ایک اور دو ہزار کو برابر جانتا
ہون اگر مرسوم قزاقون کو لیکر آئیگا تو ہم لوگ ایسے نہین کہ اُس سے ڈر جائین ایسی
جنگ ہو کہ وہ بھی یاد کرے کہ غلامان نبیرۂ صاحبقران ایسے لڑے کہ سارے قلعے
مین ہنگامہ برپا ہوگیا اور ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہو کہ بہران بڑے لطف سے
لڑا کچھ خوف نہ کیا محکوم نے اُس قزاق سے کہا کہ مرسوم سے کہدو کہ قیدی نہ آئیگا
جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے قزاق پلٹ گیا اثناے راہ مین ایک کنوان ملا دیکھا
اُس کوئین پر ایک مسافر بیٹھا ہوا ہی اور ایک گٹھری اُسکے پاس رکھی ہی قزاق نے
قریب کوئین کے پہونچکر مسافر سے کلام کیا کہ ای بھائی تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی
کسکی چاہ مین بیٹھا ہی اور اِس گٹھری مین کیا ہی مسافر نے کہا ای برادر مین ایک تجارت
پیشہ ہون مال فروخت کرنے گیا تھا اسکے مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ مال واپس لایا ہون
یہان سے چند سال کے راستے پر میرا مکان ہی تو اپنے نام سے آگاہ کر کیونکہ مجھکو یہ
ثابت ہوتا ہی کہ شاید تو کوئی قزاق ہی قزاق نے جواب دیا کہ بیشک مین قزاق ہون
مرسوم کا فرستادہ ہون تو یہ گٹھری مال کی مجھکو دیدے ورنہ مین جان سے ہلاک
کر دونگا یہ سُنکر مسافر نے اپنا ڈنڈا اُٹھایا چاہا کہ قزاق کو مارون قزاق نے وہی
ڈنڈا چھینکر مسافر کو مارا اور کوئین مین مسافر کو ڈالدیا یکایک ایک گنوار کا گذر اُس
جانب سے ہوا اُسنے دیکھکر آواز دی کہ تو کون ہی اور کسکو کوئین مین ڈالدیا یہ کہکے
گنوار نے لٹھ اُٹھایا چاہا کہ مارون قزاق پہلوان زبردست تھا اِسنے لٹھ کو پکڑ لیا مارکر
گنوار کو بھی کوئین مین ڈالدیا اور گٹھری کو لیکر طرف مکان مرسوم کے چلا جاکر گٹھری کو مالخانہ

مین رکھا اور دست بستہ کل حال مرسوم سے بیان کیا مرسوم یہ سنکر اُٹھا کئی ہزار قزاق تیار
کیے خود گینڈے پر سوار ہوا طرف مکان محکوم کے قزاقون کو لیکر چلا یہان محکوم کو خبر
ملی کہ مرسوم قزاقون کو لیکر آتا ہی بہران نے جو سُنا باہر نکلکر کھڑا ہوا تیغہ برہنہ لیے ہوے
جھوم رہا ہی چالیسون جوان سونٹے ہاتھون مین لیے ہوے پشت پر بہران کے کھڑے
ہین مگر محکوم گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا آمادہ حرب و پیکار ہی کہ سامنے سے مرسوم فوج
نمایان ہوا آتے ہی قزاقون کو اشارہ کیا کہ ان سب کو گھیر لو قیدی کو گرفتار کر لو دو
ہزار قزاق لپنا لپنا کر کے بڑھے بہران نے بڑھکر تین قزاق مارے اب کوئی قریب
نہین آتا چاہتے ہین کہ محکوم کو پکڑ لین اور کشتی گیرون کو باندھ لین مگر کشتی گیر جس کے
سونٹا مار دیتے ہین کسیکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا غرض بیکار کر دیتے ہین ان سب
جوانون نے پانچ سو قزاق قتل کیے بہران چاہتا ہی کہ مین لڑتا ہوا قریب مرسوم
پہونچون مگر قزاق روکتے ہین اور دمبدم غل کر رہے ہین محکوم دیکھ رہا ہی کہ بہران
نے ہنگامہ ڈالدیا جسطرف پہونچا اُسکو مار لیا کئی سو جوان بہران کے ہاتھ سے مارے گئے
مرسوم کہتا ہی اے خرطوم کیا تدبیر کرون خرطوم عیار نے کہا آقا سے نامدار ایک تدبیر
ہی کہ مین جاکر بہران کو بیہوشی دون تب آپ مقابلہ کیجیے وہ گر کر بیہوش ہوگا اُسوقت
گرفتار کر لیجیے گا مرسوم نے کہا کہ اے عیار اگر یہ کار نمایان تجھسے ہوا تو مین بہت ممنون
ہونگا جو مانگیگا وہ دونگا مرسوم کی ایک بیٹی ہی جسکا نام گل بہار ہی عیار نے کہا مین
اپنی جان لگاتا ہون مگر یہ عہد کیجیے کہ مجھکو اپنی فرزندی مین لیجیے اور گل بہار کو میرے
ساتھ منسوب کیجیے مرسوم یہ کلمہ سنکر بہت جھلایا مگر ظاہر مین چپ ہو رہا کہا اے خرطوم
مین نے قبول کیا جو تو کہیگا وہ کرونگا خرطوم صورت بدلکر ایک کشتی گیر کہ جو زخمی ہوکر
بھاگ گیا تھا اُسیکی شکل بنکر قریب بہران کے آیا تعریفین کرنے لگا کہتا تھا اے بہران
سبحان اللہ کیا خوب لڑے ہو قزاقون کو دنگ کر دیا ہی بہران نے کہا اے برادر لسبب
زخمداری پیاس کی شدت ہی خرطوم نے جام پانی کا لبریز کیا اُس مین بیہوشی ڈالدی
بہران کو پلایا بہران جھومنے لگا اور آنکھین سرخ ہوئین مرسوم گینڈا بڑھاکے آیا

نیزہ مارا ہیران نے چاہا روکون لیکن چکر آیا اور گھبرا کر گرا بیہوش ہوگیا ملازمان مرسوم
نے ہیران کو گرفتار کرلیا ہیران کے گرفتار ہوتے ہی سب قزاق ٹوٹ پڑے اور محکوم
کو بھی گرفتار کرلیا مکان پر آکے حکم دیا کہ کل انکی عورتون کو گرفتار کراؤنگا سر بارگاہ
بلواؤنگا ہیران اور محکوم کو لیے ہوئے آیا دونون کو قید خانے مین بھیجا مگر
سمک بلداقی جسکو قاسم عالیشان نے بھیجا تھا وہ پھرتا ہوا اُس قلعے مین آیا بازار
مین یہ سب خبرین سنین کہ ہیران کا محکوم قزاق نے ساتھ دیا وہ بھی ساتھ ہیران کے
گرفتار ہے یہ خبر سنکر حیران ہوگیا کہ کیا تدبیر کرون پریشان قلعے سے نکلا پہلو مین قلعے
کے ایک باغ تھا اُس باغ مین سے آواز گانے کی بہ سوز وگداز آرہی تھی نظم

سب حسینون کی نظر ہے عاشق دلگیر پر	لوٹ ہے ہر صید افگن آپ کے نخچیر پر
قد ہمارا طول سے ایسا خمیدہ ہوگیا	آنکھ کے حلقے پڑے ہین پانوؤنکی زنجیر پر

یہ آواز سنکر سمک بلداقی پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیوار ہی پر سے
باغ کو دیکھنے لگا جی مین کہتا ہے کیا باغ ہے جسکے دیکھنے سے دل باغ باغ ہے آنکھونکو
بصارت قلب کو قوت ہے گلونکی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے باد بہاری اپنا مزہ دکھا رہی ہے
ایکجانب عشق پیچان کی عشقبازی سوسن کی زبان درازی چنبیلی کی مہک طائران
زمزمہ سرا کی چہک گھاس پر شبنم مثل گوہر آبدار جیسے عاشق معشوق کے گلے کا
ہار نہر لاجواب پانی صاف وشفاف مچھلیون کی آب وتاب سمک یہ تماشہ بیٹھا ہوا
دیکھ رہا تھا کہ یکایک چبوترے پر باغ کے نظر پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت
حسین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار مسند پر بیٹھی ہے گرد کنیزین اُسکے سرگوشی
ہو رہی ہے ایک کنیز پر اسے ضرورت آئی سمک اُس کنیز کو دیکھکر باغ مین آیا فوراً
اُس کنیز کو درخت کی آڑ سے حباب بیہوشی مارا کنیز کو تو ایک جھاڑی مین ڈالدیا خود
اُسکی شکل بنکر صحبت مین آیا ملکہ نے کہا کیون صاحب کیسا غضب ہے کل وہ شیر قتل ہوجاتا
ہیران کیسا ناچار ہوگیا مرسوم کے سامنے بیہوش ہوا ایک کنیز نے کہا خرطوم نے
ہیران کو بیہوشی دی ورنہ ہیران مرسوم ایسے دس کو زیر کرلیتا نیزہ روکتے ہی گر گیا

نیزہ بھی نہ چلنے پایا ملازمان مرسوم نے اُس کو ہاتھوں ہاتھ گرفتار کرلیا ورنہ اُس کی کیا مجال تھی کہ اُس جوان پر ہاتھ ڈالتا اُس مہ جبین نے کہا کہ ان تعریفون سے کچھ مطلب نہین نکلتا اب وہ تدبیر بتاؤ کہ وہ جوان قتل سے بچے اور اُس کو رہا کرلاؤ سماک نے قریب آکر کہا اس کام کو مجھسے کیجیے مین بجالاؤن کہا ای گلرخسار مجھسے کیا پوچھتی ہی جو تجھسے ہوسکے کر مین سامان دینے کو حاضر ہون سماک نے اُسی وقت کھانا پکوایا سب مین بیہوشی ملائی کھانا خوانون مین لگاکر پچھلا در زندان پر آیا کہا ہماری ملکہ بیمار تھین نذر مانی تھی کہ قیدیون کو کھانا کھلائین گے مین نے سُنا کہ دو قیدی یہان بھی ہین دروازہ کھولو تو اُن کو کھانا کھلادیون ہماری شرط پوری ہو نگہبانون نے کہا کہ یہ وہ قیدی نہین ہین کہ جنکا دروازہ کھُل سکے سماک نے کہا پھر آپ ہی لوگ کھا لیجیے ہم ملکہ سے کہدین گے کہ اُن قیدیون کو بھی کھلا آئے سب سپاہیون نے خوشی خوشی کھانا اُتروا لیا آپس مین کھانا تقسیم کرلیا کنیز نے کہا اس کھانے کو رکھو نہین کھا ہی لو سب سپاہیون نے خوشی خوشی کھانا کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوے سماک نے خنجر کھینچ کر سب کو قتل کیا اور کنیزین حیران ہین کہ یہ تو وہ ہی گلرخسار ہی مرد کیونکر بن گئی سماک بلدا فی قید خانے مین آیا دیکھا بہران و محکوم بیٹھے رو رہے ہین سماک نے آکر سلام کیا بہران نے پوچھا کہ ای نیک ختر والا گہر کیونکر آنا ہوا سماک نے سب کیفیت بیان کی محکوم نے حیران ہوکے کہا کہ ای نیک اختر جس باغ کا پتہ دیتے ہو اُس باغ مین میری بہن رہتی ہی سنبل گیسو کشا نام ہی سماک نے بہران و محکوم کی قید کاٹی اُن دونون کو ساتھ لیکر باہر نکلا یہان ملکہ سنبل دروازے پر کھڑی تھی بہران کو جو آتے ہوے دیکھا بے اختیار نکل پڑی اور پکار اُٹھی نظم

سامان کیا ہی دور نے ابر بہار کا	احسان مجھ غریب پہ شمع مزار کا
بیہوش نہ تھا اور ہاتھ بٹھا دیوار اور سر	عالم نہ پوچھ یار شب انتظار کا
اگلی سی ایک بات بھی مین نے نہین کہی	بیطرح کچھ مزاج پھرا ہی نگار کا

اُن انکھڑیون نے شرم نہ کی مجھسے رات کو
ملجائے پھر تو سینہ گلگیر کو سزا +
خان لوٹتا ہی کل سے زمین پر میان ہجر

احسان ہی ای شراب یہ تیرے خمار کا
پیدا کرے جو شمع اثر نوک خار کا
کیا پوچھتے ہو حال تم اُس خاکسار کا

مگر محکوم کو جو سنبل نے دیکھا تو بہت پریشان ہوئی ببران نے محکوم سے کہا کہ ای برادر تم ہمارے محسن تھے اب عزیز بھی ہوے مالکہ کو کچھ نہ کہنا بخدا مین اس سے واقف نہین ہون مگر اسنے احسان عظیم کیا کہ قید سے چھڑایا صبح کو مرسوم قیامت برپا کرتا زندہ نہ چھوڑتا محکوم نے سنبل کو گلے سے لگا لیا اور کہا تو نے احسان عظیم کیا کہ اس وقت مین مدد کی مگر ای ببران اب باہر نہ نکلنا بعد دو چار روز کے نکل چلین گے سماک بھی موجود ہی یہ رہبری کر کے لے چلیگا سنبل خاموش ہو رہی ببران کو لیکر باغ مین آئی محکوم بارہ دری مین گیا ببران پہلوے سنبل مین بیٹھا باتین ہونے لگین سنبل نے حال پوچھا کہ ای پہلوان محکوم سے تمنے کیا کہا ایسا نہ ہو میرے ساتھ یہ بدی پیش آئے تو باعث خرابی ہو ببران نے کہا اگر نہ کہدیتا تو بارہ دری مین نہ جاتا مین نے اُس سے عذر کیا اور یہ کہا کہ تم ہمارے جان بخش تھے اب عزیز بھی ہوے اسپر محکوم نے کچھ جواب نہین دیا خاموش ہو رہا ہی لیکن بارہ دری مین جا کر بیٹھا ہی اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے تمھارا ساتھ دینا قبول کیا اور راضی ہوا انشاء اللہ صبح کو سب حال معلوم ہو جائیگا مگر سماک نے کہا مین دربار مرسوم مین جاتا ہون وہانکی خبر لاؤن کہ وہ کیا کر یگا اور کیا کر رہا ہی سنبل نے کہا کہ ای مہتر والا گہر اُسکا عیار خرطوم نامے بہت چست و چالاک ہی خوف ہی کہ یہانکا بھی پتہ نہ لگائے ببران نے کہا کہ مین جنگ سے نہین ڈرتا مگر فریب ہم لوگ نہین جانتے لیکن مرسوم قزاق صبح کو دربار مین آیا ایک ہرکارے نے خبر دی آج پھر وہی معرکہ ہوا کہ کسی نے نگہبانون کو آکر قتل کر ڈالا اور قیدیون کو لے گیا مرسوم طرف خرطوم کے متوجہ ہوا کہا ای یار وفادار پتہ لگاؤ خرطوم نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہین دیا مراد اسکی یہ ہی کہ اپنی بیٹی کی

شادی کرتے تو مین جانبازی کو حاضر تھا اب کس امید پر فکر کرون حضور نے اپنا فرمانا
قبول نہین کیا مرسوم نے کہا کہ میدان مین جاکر ببران کو پیالہ پلایا اُسپر یہ گھمنڈ
چاہتا ہی کہ بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرین خبردار ایسا خیال نہ رکھنا تنخواہ تیری
دونی کردی جاکر بیٹھ رہ لگا خبردار ایسا خیال نہ کرنا ہمارے گھر کے نوکر ہوکر ہماری بیٹی پر
نگاہ ڈالتے ہو جاؤ جاکر بیٹھ رہو لگا خرطوم یہ سُن کر بہت رنجیدہ ہوا مگر کچھ کہہ نہ سکا
یہ کہکر چلا کہ مین ابھی جاکر بیٹھ رہ لگاتا ہون دزد کی یہ مجال ہی کہ اس قلعے مین رہ کر
ایسی بغاوت کرے یہ کہکر خرطوم روانہ ہوا پھرتا پھراتا قریب باغ پہونچا لیکن
سماک بلداقی باغ سے نکلا ہی کہ خرطوم پہونچا پشت باغ پر آکر کمند ماری
بس اسنے دیکھ لیا کہ ببران بیٹھا ہی سنبل سے اختلاط ہورہا ہی دیکھ کر اُترا اگر
حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو اسنے اپنے گھر مین جگہ دی سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر
کرون اس گیسو بریدہ نے بڑا ستم کیا کہ چُرا کر ببران کو گھر مین لے آئی یہ سوچکر
خرطوم پھر بذریعۂ کمند کے بیرون باغ آیا اور چلا کہ جاکر مرسوم سے خبر کرون سماک
نے جو خرطوم کو جاتے ہوے دیکھا پیچھا کیا ایک صحرا مین آکر کمندین بچھا دین آپ
مخفی ہوکر بیٹھا جب خرطوم وہان پر آیا تو سماک نے شیر کی آواز دی خرطوم
رُکا سماک نے جھٹکا مارا خرطوم گرا سماک نے نکل کر حباب مار دیا خرطوم بیہوش ہوا
سماک نے خرطوم کو ایک درخت سے باندھا اور کوڑا لیکر ہوشیار کیا کہا کیون او
بدذات کہانسے آتا تھا خرطوم نے کہا ای مہتروالا گہر مجکو چھوڑ دو مین اطاعت کرتا ہون
مالک سے بیزار ہون اُسنے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ اگر گرفتار کرلائیگا تو اپنی بیٹی کے
ساتھ تیری شادی کرونگا آج جو مین نے کہا تو بہت بگڑا اور یہ جواب دیا کہ تنخواہ
تیری دونی کی مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ سب کو نکال لے چلونگا مالک کو ایسے
کیا دخل ہی مین اُسکو دھوکا دونگا یہ سنکر سماک نے خرطوم کو کھولا خرطوم قدمون پر
گرا اور سماک بلداقی کا مطیع ہوا سماک خرطوم کو ساتھ لیکر باغ مین آیا سنبل
نے جو خرطوم کو دیکھا گھبرا گئی سماک نے کہا ای ملکہ نہ گھبراؤ یہ ہمارا مطیع ہوا دعوی

شاگردی رکھتا ہی بلکہ خاموش ہو رہین بہران نے خرطوم سے پوچھا تمنے ہمارا ساتھ دیا
خرطوم نے کہا مجھسے اقرار کامل کیجیے کہ اگر قلعہ آپ کے قبضے مین آوے تو نوبہار کی
شادی میرے ساتھ کیجیے گا بہران نے اقرار کیا خرطوم نے کہا مین جاتا ہون جاکر
مرسوم کو دھوکا دیتا ہون رات کو آپ لوگون کو لے چلونگا در قلعہ پر بڑی روک ٹوک
ہی اگر دروازے سے نکل گئے تو پھر کوئی پوچھنے والا نہین ہی نکل چلیے گا بہران نے کہا
اے خرطوم اگر تیری پیروی سے نکل گئے تو سامنے آقا کے چل کر تیری شادی کسی اور
شاہزادی سے کر دونگا خرطوم نے کہا میری جان تو نوبہار پر جاتی ہی بہران نے
کہا قلعے کا فتح ہونا تو مشکل ہی اگر خدا کو منظور ہو تو شاید کوئی تدبیر ہو جائے مین
عہد کرتا ہون کہ اگر قلعہ قبضے مین آیا تو ضرور تیری شادی نوبہار کے ساتھ کرونگا
بشرطیکہ وہ شاہزادی بھی رضامند ہو خرطوم نے کہا اے شہریار وہ مجھپر عاشق
ہی اکثر اُسنے نامے بھیجے مین نے بھی جواب لکھا مگر آج تک کوئی ایسی وجہ نہ ہوئی کہ
مین اُس سے ملتا ہر چند کہ اُسنے محل مین بلوایا مگر مین خوف سے نہین گیا کہ ایسے
شخص کا محل ہی اگر جاکر گرفتار ہو جاؤن تو کیسی مشکل ہو بہران سے وعدہ لیکے
کرکے خرطوم روانہ ہوا مرسوم دربار مین بیٹھا ہی ہرکارون سے کہ رہا ہی کہ جلد
پتہ لگاؤ بہران کو کون لے گیا آج مین نے کہا تھا کہ ناموس محکوم کا لوٹ لونگا
اب آج تو معطل رہا کل دیکھا جائیگا کہ خرطوم آکر پہونچا مرسوم نے پوچھا کہ اے مہتر
کیا وجہ ہی جو تم خبر نہین لائے کیا مجھسے آزردہ ہو خرطوم نے کہا کہ میری کیا مجال
ہی جو آپ سے آزردہ ہون مین فکر مین گیا تھا ابھی پتہ نہین ملا مگر آج پتہ لگا لونگا
در قلعہ پر حکم دیدیجیے کہ جب مین رات کو جاؤن تو قفل کھولدین طریقے سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ بیرون قلعہ نکل گیا کسی قریے مین جاکر ٹھہرا ہوگا اگر بن پڑیگا تو مین
اُس کو گرفتار کر لاؤنگا صرف محکوم رہجائیگا اُس کی بھی فکر کر لونگا مرسوم نے
کہا مین بہران سے دیتا ہون اور محکوم کو زیر کر سکتا ہون انھین باتون مین
سارا دن گذرا شام کو خرطوم باغ مین آیا بہران سے کہا کہ سوار ہو کر نکل چلیے

بہران سوار ہوا ملکہ کو مادیان پر سوار کر لیا محکوم بھی آمادۂ جانبازی ہو تیغ بقبضہ
مین ہی ہمراہ رکاب بہران ہی چند کنیزون کو بھی ساتھ لیا خرطوم سب کے آگے آگے
اول بازار مین پہونچے میر طلایہ سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا اے خرطوم کہان
جاتے ہو خرطوم نے فقرہ دیا کہ آپ دوسری راہ پر جائیے مین برائے کار ضروری
جاتا ہون اگر فراریون کا پتہ مل گیا تو پہلے تمھین کو خبر کرونگا میر طلایہ نے پوچھا یہ پشت
پر کون لوگ ہین خرطوم نے کہا یہ لوگ مخفی میرے ساتھ ہین میر طلایہ یہ سُن کر پلٹ گیا
مگر خرطوم بازار سے گذرا در قلعہ پر آیا جو نگہبانون کا افسر تھا کنجی اُسکے پاس تھی
خرطوم نے جو سیاہی پہرے پر تھا اُس سے کہا اُسنے اپنے افسر کو جگایا افسر نے
اُٹھتے ہی کنجی پھینکی خرطوم نے کنجی اُٹھالی قفل پھاٹک کا کھولا افسر نے دیکھ کر
آواز دی کہ یارو یہ پہلوان تو وہ ہی ہی جو قید خانے سے بھاگا تھا تمام نگہبان
لینا لینا کر کے آپڑے بہران لڑنے لگا محکوم سے کہا تم میری فکر نہ کرو ملکہ کے
ساتھ رہو ملکہ نے جب دیکھا کہ لڑائی ہونے لگی تو کنیزون سے کہا کہ تم لوگ بھی
تیر مارو ملکہ و کنیزین گوشے سے تیر اندازی کر رہی ہین جسپر تیر پڑا وہ گرا اور بہران
رستمانہ مقابلہ کر رہا ہی ایسا ہلڑ ہوا کہ چند نگہبانون نے جا کر مرسوم سے خبر کی
مرسوم فوراً سوار ہوا یہان وہ وقت ہی کہ بہران لڑتا بھڑتا بیرون قلعہ
آچکا ہی کسی کے روکے سے نہین رُکتا ہر مرتبہ نعرہ کر کے نگہبانون کو قتل کر رہا ہی
اور محکوم ملکہ کی رکاب تھامے ہوئے ہی کسی کو قریب نہین آنے دیتا جو قریب
آیا اُس کو ہاتھ مار دیا وہ جوان گرا اُسنے ملکہ کی مادیان کو بڑھایا جانتا ہی کہ مین
جسکا مطیع ہوا یہ اُسکا ناموس ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی مرسوم مع بارہ ہزار
قزاقون کے آکر پہونچا اسنے دور سے دیکھا کہ کچھ لوگ لڑتے بھڑتے بیرون قلعہ
پہونچ گئے ہین اور خرطوم کو بھی دیکھا کہ ساتھ ہی پکار کر آواز دی کہ او نمکحرام
تو نے مجکو خوب دھوکا دیا تیرا ابھی حال تباہ کرونگا خرطوم نے آواز دی کہ اے
پہلوان دوران تمنے خود مجکو اپنے پاس سے نکالا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہ کیا

ہین ان کا مطیع ہوا اگر خدا نے چاہا تو مراد کو پہونچونگا مگر ملکہ نے جو مرسوم کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئین دعائین کرنے لگین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز میرے وارث کو بچالے اس آفت سے نجات دے نظم

همه خلق شاه وگدا خاص و عام — خدارا پرستش کند صبح و شام
چه نام است نام خدا نام حق — که هم نام او نیست در دهر نام
بیاد خدا هر که عادت کند — بماند بهر دو جهان شاد کام
نه آید بهوش آنکه اندر جهان — ز مینای الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست — بفکر شب و روز و هنگام شام
قدم هر که اندر طریقت نهاد — کند طی ره حق بیک دو دو گام
بحکم خدا هر که گردن نهاد — شود خادمش خلق عالم غلام
بحق هست انجام و آغاز خلق — ازو ابتدا و بدو اختتام
خدا واحد و لا شریک است بس — کسے را درین نیست جاے کلام
خدا بے مثال و خدا بے نظیر — خدا حکمران بر قلیل و کثیر

بلاک بلاک کر ملکہ دعائین کر رہی ہین مرسوم نے کل فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو گھیر لو فوج نے بہران کو گھیرا مگر بہران اس فوج سے کیا خوف کرتا ہی اُسی طرح لڑ رہا ہی جو قریب آیا اُس کو مار لیا لاشون کے پشتے انبار کر دیے ہین لڑتا بھڑتا قریب مرسوم کے پہونچا مرسوم نے ہاتھ تلوار کا مارا بہران نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر میں ہاتھ ڈال کر مرسوم کو اُٹھا لیا چاہا چرخ دے کر زمین پر مارے مرسوم نے آواز دی الامان بہران نے جواب دیا امان بشرط ایمان مرسوم نے جواب دیا کہ مین دل سے اطاعت کرونگا مجکو معلوم ہوا کہ آپ صاحب اقبال ہین جسقدر کد کرتا ہون آپ کا اقبال بڑھتا جاتا ہی جو کوئی آپ سے دشمنی کرے اُسکا انجام بُرا ہی کسکی مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے آپ کو خدا نے جرأت دی ہی مین تابعدار ہون یہ سُن کر بہران نے مرسوم کو چھوڑ دیا مرسوم کلمہ پڑھ کر

بصدق دل مسلمان ہوا بہران نے تلوار روکی ہنگامہ گیر و دار موقوف ہوا مرسوم
نے سب کو منع کیا کہ مین تو مسلمان ہوا تم لوگ سب اطاعت کرو بارہ ہزار فرقہ
دائرہ اسلام مین آئے سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے بہران ان سب کو ساتھ
لیکر قلعے مین آیا مذہب حق پرستی کو جاری کیا مسجدون کی بنا ہوئی صدائے صلوات
بلند ہوئی محکوم خوشی خوشی اپنے مکان پر آیا مگر بھانجا مرسوم کا دیوث شعبدہ باز
بڑا مکار تھا مرسوم سے اقرار کر آیا تھا کہ جس وقت آپ بلوہ کرینگے تو مین
ناموس محکوم کو گرفتار کرا دونگا اسنے جو دیکھا کہ بہران نے سب کو مسلمان کیا
یہ ماموں کے کہنے سے بمکر مسلمان ہوا دربار مرسوم مین پہونچا دیکھا مرسوم
مصروف خدمت بہران ہی پوچھا کہ آپ مطیع ہوگئے مرسوم نے جواب دیا
کہ جب کوئی چارہ نہ دیکھا آخر کو جان بچائی اگر ایسا نہ کرتا تو جان بھی جاتی بہران بلا
روزگار ہی کیا تدبیر کرون دیوث نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اُس
قلعے کو قلعۂ برق اندازان کہتے ہین وہانکا حاکم طولاب برق انداز ہی اُس کے
پاس چلیے اُس سے فریاد کیجیے یقین ہی کہ وہ ان سب کو پامال کرے مرسوم نے
جواب دیا کہ یہ غیر ممکن ہی جو بہران کے خلاف کرون جو کچھ چکا وہ کہہ چکا دیوث
گھبرا کر قلعے سے نکلا طرف قلعۂ برق انداز کے چلا اس کو بڑا خیال ہی کہ جس طرح
ممکن ہو بہران کو ذلیل کرون مقام افسوس ہی کہ بہران نے سارے قلعے مین
قبضہ کر لیا مسجدین بنین ہماری پرستش گاہین ویران پڑی ہین آنکھون مین آنسو
بھرے ہوئے روتا ہوا بیتاب و بیقرار سامنے طولاب کے آیا طولاب نے پوچھا
کہ ای دیوث خیر تو ہی دیوث نے رو رو کر سب حال بہران کا بیان کیا اور یہ
بھی کہدیا کہ سارا قلعہ تسخیر ہو گیا طولاب نے کہا مین لشکر کشی کر کے چلتا ہون لیکن
مگر اتنا سمجھ لو جس شخص نے مرسوم کو زیر کر لیا مین اُسکا کیا کر سکونگا ایسا نہو
مین اُس کے سامنے ذلیل ہون دیوث نے کہا مین اُسکے واسطے عیاری کرونگا
اور بہران کو پکڑ لاؤنگا مین نے عیاری بھی سیکھی ہی پھر ہمارا جانا خالی از لطف

نہو گا طولاب نے دیوث کو مہمان کیا دوسرے دن چونتیس ہزار فوج لیکر طرف ببران کے چلا مگر دیوث نے کہا آپ لشکر لیکر آئیے مین آگے بڑھتا ہون پن پڑتا ہی تو ببران کو لاتا ہون یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کا لگا یا صورت اپنی تبدیل کی ایک مرد ضعیف کی شکل بنا اُسی صورت پر قلعے مین آیا ببران دن بھر بارگاہ مرسوم مین رہتا ہی شام کو باغ مین جاتا ہی دختر مرسوم کا عقد خرطوم کے ساتھ کر دیا خرطوم دعائین دیتا ہی مگر دیوث دن بھر پھر اکیا دیکھا کہ ببران باغ مین گیا یہ پیچھے پیچھے ببران کے آیا ببران دروازے سے داخل باغ ہوا مگر دیوث پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ سنبل ببران کے پاس بیٹھی ہی کنیزین برائے خدمتگزاری حاضر ہین اور گائنین سامنے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

خفا تو کسلیے ای رشک حور ہے ہوا — ہماری کیا ہی خطا کیا قصور ہے ہوا
وہ ہمنے پی ہی شراب محبت ای ساقی — کہ جوش عشق کا جس سے ظہور ہے ہوا
گلے سے ہنس کے لپٹ جائیے خدا کے لیے — معاف کیجیے جو کچھ قصور ہے ہوا
یہ کیا مجال ہی جھٹلائین آپ سچے ہین — خفا نہ ہوجیے اچھا قصور ہے ہوا
تمہین بتاؤ کہ تم نے اگر نہین توڑا — تو کیا یہ شیشۂ دل چور چور ہے ہوا
ہمیشہ سیکڑون باتین تمہین نے کین شرکی — تمہین بتاؤ کبھی کچھ قصور ہے ہوا
تمہارے کہنے سے کیا ہم نہ جائین یار کے گھر — یہ امر حضرت ناصح ضرور ہے ہوا
لیا ہی سوتے مین بوسہ خطا ہوئی ہمسے — گنا ہگار ہین بیشک قصور ہے ہوا
قضا نے جان چھڑائی غم جدائی سے — الٰہی شکر کہ یہ روگ دور ہے ہوا
گنا ہگار اگر ہین تو تجھکو کیا زاہد — ہوا تو جرم خدا سے غفور ہے ہوا
رہا خیال ہمین ہجر یار کا جو ہنر ہیر — تو وصل مین کبھی یہ صدمہ نہ دور ہے ہوا

دیوث یہ ہنگامہ سُن کر دیوار سے اُترا ایک گوشے مین جا کر چھپا ببران کو جب نشہ ہوا تو یہ اُٹھا ہاتھ ملکہ کا تھام لیا پلنگ پر آیا لیٹتے ہی سو گیا دیوث گوشے سے نکلا اسنے آکر ببران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر بارہ دری سے کود ا پشت باغ

نکل کر طرف صحرا کے چلا مگر سماک پڑا ہوا سو رہا تھا اسنے خواب مین دیکھا کہ ہبران کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی گھبراکر اُٹھا پہلے بارہ دری مین آیا پلنگ ہبران کا خالی پایا ملکہ سے جگا کر پوچھا کہ آپ کو کچھ معلوم ہی کہ ہبران پر کیا گذری مین نے خواب پریشان دیکھا ہی ملکہ نے کہا کہ مین سوتی تھی مجھکو حال نہین معلوم سماک گھبراکر نکلا ایک بلندی پر چڑھ کر دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی جھپٹا کہ اس کو گرفتار کر لون مگر دیوث نکل گیا سماک نے دیکھا جنگل مین ایک لشکر اُترا ہوا ہی اُسمین ایک بارگاہ کلان استادہ ہی دیوث پشتارہ لیکر بارگاہ مین گیا سماک بھی پیچھے آیا دیکھا طولاب برق انداز بیٹھا ہی دیوث نے پشتارہ سامنے رکھدیا کہا ای طولاب یہ گنہگار حاضر ہی طولاب نے حکم دیا کہ ہوشیار کرو دیوث نے کہا اگر یہ جوان ہوشیار ہوگا تو پھر کسی کے روکے نہ رُکیگا اول اسکو مسلسل کر لیجیے تب ہوشیار کیجیے طولاب نے حکم دیا آہنگر نے آکر ہبران کو مسلسل و مطوق کیا تب ہوشیار کر دیا ہبران بگڑکر اُٹھا طولاب نے پکار کر کہا کہ ای ہبران تم کو کچھ خوف نہ آیا پرائی اقلیم مین یہ ہنگامہ برپا کیا اب تم کو مناسب یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ہبران نے کہا مین نامردون کی اطاعت نہین کرتا طولاب نے جھلاکر حکم دیا جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر گردن پر کوئلے کا خط دیا خنجر چمکانے لگا طولاب حکم دے رہا ہی کہ جلد سر کاٹ لے جلاد چاہتا ہی سر کاٹون مگر پھر رُک جاتا ہی طولاب دمبدم حکم دیتا ہی کہ او جلاد جلدی کر ہبران نے جو دیکھا کہ میرا ساغر عمر لبریز ہوا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق بے نیاز وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر

نظم

چونکہ ذات احد و رو جود خاک ظہور	چو خور بمطلع ایجاد گشت روشن نور
گہی بدام ظہورش نمودگاہ بہ دو	گہی بہ مار نمود ارشد گہی در مور
گہی بہ یوسف کنعان بچاہ کرد امداد	نمودگاہ بہ موسے جمال خود بر طور
شناخت ذات خدا وند پاک را عارف	گہی ز سنگ و گہی از شرر گہی از حور

گہے زخانہ نمود ارشد گہہ از بازار		گہے نمود زنزدیک چہرہ گہہ از دور

سماک نے جو دیکھا کہ ہبران قتل ہوتا ہی تاب باقی نہ رہی ایک گوشے مین آکر سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دیکر مارا کہ جلاد کا سر اڑ گیا طولاب نے کہا ای دیوث دیکھ تو یہ پتھر کسنے مارا دیوث نے کہا وہ سامنے ستون کی آڑ مین پیادہ کھڑا ہی اُسنے پتھر مارا سماک پیچھے ہٹ کر بیرون بارگاہ چلا دیوث نے آواز دی یہ پیادہ جانے نہ پائے خدمتگارون نے سماک کو روکا مگر سماک کب رُکتا ہی کئی کو مار کر گرا دیا مگر کہتا ہی افسوس ای سماک ہبران کی رہائی کی کوئی صورت نہ نکلی ناچار ہو کر لڑتا بھڑتا نکل گیا دروازے پر لاشون کے انبار ہین مگر طولاب نے دیکھا وہ عیار لڑ بھڑ کر نکل گیا دیوث سے کہا ہو سکتا ہی کہ اس عیار کو تو لائے بڑی گستاخی کر گیا دیوث نے کہا مین ڈھونڈھ کر اِس کو لاؤنگا طولاب نے کہا ہبران کو قید کرو مین جا کر مرسوم کو سزا دون لشکر لے کر مع ہبران چلا مگر ہبران ارابے پر زنجیرین ہلا رہا ہی چاہتا ہی قید کو توڑ ڈالون لیکن قید بھاری ہی زنجیرین نہین ٹوٹتین ہاتھ مین ہتھکڑیان ہین ایک قریے کے سامنے سے گذر ہوا انور نامے زمیندار ہی بیٹی اسکی گلفام اپنے قصر پر بیٹھی تھی لیکا یک ہلڑ جو سُنا کھڑکی سے سر نکالکر دیکھا کہ ایک جوان خوبرو خوشخوار ارابے پر سوار مگر جلالت چہرے سے آشکار ہی دیکھتے ہی مبہوت ہو گئی مگر ارابے والون نے جو زیادہ ہلڑ کیا ہبران نے لنگر مارا کہ ارابہ اُس مقام پر جم گیا ارابے جانے والے بیلون کو پیٹ رہے ہین مگر کیا مجال ہی کہ ایک قدم بڑھائین کوٹھے سے گلفام دیکھ رہی ہی چند عورتین جو پشت پر ہین اُن سے کہ رہی ہی کہ صاحبو تم لوگ دیکھ رہے ہو یہ کیسا پہلوان زبردست ہی کہ چلتے ہوے ارابے کو روک لیا کئی سی جوڑی نرگاؤ کی لگی ہی مگر کیا مجال ہی کہ کوئی قدم بڑھا سکے فتنہ نامے ایک کنیز پشت پر کھڑی تھی اُس سے کہا دریافت تو کر کہ اس جوان سے کیا خطا ہوئی کیون قید ہوا کنیز گئی اور خبر لائی عرض کی ای ملکۂ عالم اس جوان سے کوئی خطا نہین ہوئی

عیار نے اس کو گرفتار کیا ہی اب قلعے پر جاتے ہین کہ ہرسوم سے لڑین اپنا مطلب
حاصل کرین لیکن ہرسوم ایسا بہادر ہی کہ وہ الگ کا دیاؤ نہ مانیگا ضرور لڑیگا یقین
ہی وہ ہی اس کو رہا کرے گلفام خاموش ہورہی مگر طولاب سے لوگون نے کہا
قیدی بگڑ گیا اب آگے نہ بڑھیگا طولاب نے گینڈا بڑھایا قریب ارابے کے
آیا کہا ای جوان کیون نہین چلتا بہران نے کہا مین پہلے ہی کہتا تھا کہ ہمارا
ارابہ سائے مین ٹھہراؤ مگر نگہبانون نے ضد سے ارابہ دھوپ مین ٹھہرایا
اب آج اسی مقام پر اُتر پڑو طولاب نے دیکھا کہ ابھی اسکو قتل کرنا منظور
نہین ہی جو کہتا ہی وہ ہی کرو طولاب اُسی مقام پر اُتر پڑا ایک خیمے مین بہران
کو قید کیا چند نگہبان مقرر کیے گلفام نے جو یہ خبر سنی کہ سب اسی مقام پر اُتر
پڑے ہین رات کو گھبرا کے باپ کو بُلایا کہا حضور یہ بات جرأت کے خلاف ہی آپکے
گانؤن کے دروازے پر ایک بندۂ خدا قید ہی اور کوئی خطا نہین کی مناسب
جانیے تو شبخون مارییے لطف حاصل ہوگا اگر آپ نے اُس جوان کو رہا کر لیا تو نبیرۂ
حمزہ پر احسان ہوگا وہ بہادر نہایت انصاف پسند ہین عیار اُنکا کدو کوشش
کر رہا ہی اس طرح بیٹی نے سمجھا کر کہا کہ زمیندار کو جوش جرأت آیا باہر آکر گنوار
جمع کی آپ ٹٹو پر سوار ہوا دوپہر رات گئے گنوار کو ساتھ لیکر جو کئی ہزار آدمی
تھے چند پاسی گٹھے لیے ہوے آکر گرے اور نگہبانون کو قتل کرنے لگے دیوث نے
جاکر طولاب کو جگایا کہ حضور اُٹھیے اس گانؤن کا زمیندار شبخون آیا ہی طولاب
اُٹھا اُس وقت آکر پہونچا کہ اسنے دور سے دیکھا کہ نگہبانون کو قتل کرکے زمیندار
کا ارادہ ہی کہ اندر قیدخانے کے جاؤن طولاب نے للکارا او گنوار خبردار
اُس خیمے مین نہ جانا ورنہ قیامت برپا کردونگا زمیندار رُک گیا طولاب نے
فوج کو اشارہ کیا کہ ان گنوارون کو مارلو مگر گلفام نے جب دیکھا کہ باپ
نے میرا کہنا مانا تو مردانے کپڑے پہن کر پیچھے باپ کے چلی طولاب کے للکارنے
سے زمیندار نو ہٹ گیا مگر گلفام ایک سپاہی کی شکل پر گھوڑا پھینکے ہوے آنکلا

اونچی چولی کا پہنے ہوئے تلوار ہاتھ مین ہٹو بچو کرتی ہوئی در خیمہ پر آئی نگہبان جو
دو چار باقی تھے اُن سے کہا مین جاکر قیدی کا سر کاٹ لون یہ کہکر خیمے مین گھُسی
سامنے بہران کے آکر کہا ہاتھ اُٹھائیے مین ہتھکڑی کاٹون بہران نے ہنس کر کہا
ای جوان مہربانی کا کیا باعث ہی گلفام نے سر جھُکا لیا کہا ای بہران جس زمیندار
نے شبخون مارا ہی مین اُسکی بیٹی ہون کل تم کو لنگر پار سے دیکھا جرأت تمھاری پسند
آئی مین نے باپ کو راضی کرکے برائے شبخون بھیجا تھا مگر وہ آپ کو رہا نہ کر سکے
طولاب اُن کے سامنے آگیا اُسنے اُن کو روکا تب مین نے یہ قصد کیا یہ کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا کہ ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی بہران نے قید توڑ ڈالی اور نعرہ کیا نظم
شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من + گرمی بازار عشق از تف خون منست + بر سر
دار فنا خانۂ غوغائے من + باک ندارم ز دار چوب ستون من است + خانۂ تاریک
و تنگ بستہ بزنجیر عشق + بشکنم این بند را وقت جنون منست + گلفام اسکی
طاقت پر نثار ہو گئی کہتی تھی ای پہلوان آج ہمنے دیکھا کہ زور تمھارا ایسا ہی
کسی پہلوان مین یہ طاقت نہین دیکھی حقیقت مین پہلوان زبردست ہو مگر وہ کیسا
شیر ہی کہ جسنے تم ایسے کو زیر کیا اور تم اُسکے مطیع ہوے ای بہران مجکو ہوس ہی
کہ مین تمھارے آقا کو دیکھون بہران نے کہا اُنکو خبر نہین ہی کہ مین ایسے مقام
پر پھنسا ہون اگر وہ آگاہ ہوتے تو فوراً آتے اور مجکو اس آفت سے بچاتے مگر
عیار اُن کا کدو کوشش کر رہا ہی گلفام نے کہا یہ تیغہ لیجیے اور باہر نکلیے نگہبانون
کو مار کر مصروف جنگ ہوجیے بہران تیغہ لیکر باہر نکلا نعرہ کرکے لڑنے لگا فوج
تمام بہران سنتے ہی بھاگنے لگی مگر طولاب کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ ہی گینڈا بڑھاکے
مقابلہ بہران مین آیا للکارا کہ او جوان ہوشیار رہو منم طولاب برق انداز میری
تلوار سے آج تک کوئی نہین بچا ہی آئندہ تجکو اختیار ہی بہران نے کہا او بیحیا
مین تیری جرأت تو دیکھون طولاب نے ہاتھ تلوار کا مارا بہران نے خالی دیکر
تیغہ مارا گینڈے کا طولاب کے سر کٹ گیا طولاب گینڈے سے گرا بہران نے

جھپٹ کر طولاب کو دبوچ لیا چاہا مار ڈالون طولاب منتین کرنے لگا اور کہا ای
پہلوان دوران مین تمھاری تابعداری کرتا ہون ہبران نے کہا مسلمان ہو تو
چھوڑ دون طولاب کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا زمیندار لڑ کر نکل گیا تھا
طولاب نے پوچھا ای ہبران یہ کون تھا جسنے شبخون مارا ہبران نے کہا ای
طولاب خدا کی قدرت ہی یہا نکے زمیندار کا مین نام بھی نہین جانتا ہون وہ
اس مصیبت مین شریک ہوا بیٹی اُس کی گلفام نامے قید خانے مین آئی اُسنے
آکر مجھے رہا کیا عورت کی یہ جرأت کہ کچھ خیال نہ کیا لڑ بھڑ کر مجھ تک آئی اور کس
آن بان سے مجکو رہا کیا مین اُسکا ممنون ہون تم لشکر اُتارو مین آتا ہون یہ کہکر
ہبران طرف قریے کے چلا راہ مین زمیندار سے ملاقات ہوئی زمیندار نے
کہا کہ ای پہلوان کیونکر رہائی پائی مین تو مجبور ہو گیا تھا قید خانے پر پہونچا
اور تم کو رہا نہ کر سکا اب آپ کہان جاتے ہین ہبران نے کہا تمھاری ملاقات
کو جاتا تھا تمھارا شکریہ ادا نہین کر سکتا ہون تم نے اس مصیبت مین ساتھ
دیا کیونکر احسان نہ مانون وہ زمیندار بیٹی سے سُن چکا تھا کہا چلیے آج آپ کی
دعوت ہی بہ محبت ہبران کو اپنے مکان پر لایا سامان دعوت مہیا کیا طائفے
عمدہ عمدہ بلوائے ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

شتاب لکھے ثنائے رُخ نگار قلم +	دکھائے قطعۂ گلزار کی بہار قلم +
کہان تلک وہ لکھے حال شہسوار تکا	ہوا کے گھوڑے پہ کب تک رہے سوار قلم
نہ ختم ہو گا کسی طرح خط شوقیہ	جو لکھین سیکڑون منشی بنین ہزار قلم

اِن اشعار کو سُن سُن کر ہبران تعریفین کر رہا ہی عین گرمی صحبت مین پردہ زنانی
ڈیوڑھی کا اُٹھا ایک کنیز آئی ترنج خوشبوئی سینے پر ہبران کے مار دیا سب ملازم
زمیندار کو نذرین دینے لگے اور کہتے تھے کہ یہ داماد آپ کو مبارک ہو طولاب
کو خبر پہونچی کہ ہبران کا عقد ہو گا طولاب بھی آکر شریک ہوا زمیندار نے بخوشی
خاطر اپنی بیٹی کا عقد ساتھ ہبران کے کر دیا ہبران نے گو ہر مراد حاصل کیا وہانسے

کوچ کیا ان سب کو ساتھ لیکر طرف قاسم کے چلے یہان قاسم مقابلہ سوہان
مین اُترے ہوے ہین سوہان نے کئی دن تامل کیا طبل جنگی نہ بجوایا کئی دن کے
بعد طبل جنگی بجوایا میدان مین نکلا ہی گینڈے کو جھپٹ کر رہا ہی قاسم کا ارادہ ہی
کہ مین نکلون مگر سرداران قاسم روک رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آپ مقابلہ
مین نہ جائیے ہم جا کر مقابلہ کرین گے کہ صحرا سے گرد اُڑی ببران بلا افگن گینڈے
پر سوار پشت پر مرسوم قزاق و طولاب برق انداز و چند سردار ہین سوہان
کو جو سب کے آگے دیکھا تیور پر بل پڑ گئے گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کے
آواز دی او مکار خدا کی قدرت مین عین وقت پر آگیا ہین مشتاق تھا کہ تجھ سے
مقابلہ کرون لطف جرأت ملے سوہان نے کہا ای ببران تمہاری قضا لیکر آئی
ہی تم میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ببران نے کہا اب زیادہ کلام نہ کیجیے زبان
تیغ سے کام لیجیے سوہان نے تلوار کھینچی خبردار کہکر ہاتھ مارا ببران نے
تلوار کو تلوار سپر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار دیا سوہان
دو ٹکڑے ہو گیا فوج نے سوہان کی بلوہ کیا ببران فوج پر جا پڑا اور پکار کر
آواز دی کہ آقاے نامدار آپ تکلیف نہ فرمائیے گا مین جنگ کو سمجھ لونگا میری
آرزو پوری ہوئی یہ بے حیا میرے ہاتھ سے مارا گیا قاسم نے قصد کیا تھا مگر
ببران کے کہنے سے رُک گئے سب کو منع کیا کہ کوئی مدد ببران کو نہ جائے وہ
منع کرتا ہی کوئی تو سبب ایسا ہو کہ ہمارے سردار کا نام ہو جائے صاحبو اکیلا
زخمی ہو کر گیا تھا وہان سے سردارون کو لایا ہی سب جلیل معلوم ہوتے ہین یقین
ہی کہ یہ ہمارا ساتھ خوب دیوے گا مگر ببران جو فوج پر جا کر گرا تھوڑے ہی عرصے
مین سب کا خاتمہ کیا آخر سب بھاگ گئے چند مسلمان ہوے ببران بفتح و فیروزی
خدمت قاسم مین آیا سب سردارون کو قاسم کے قدمون پر گرایا قاسم نے
سب کو گلے سے لگایا اور ببران سے فرمایا ان سب کے تمھین افسر رہے ببران
بہت خوش ہوا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ تمنے ہمارے آقا کو دیکھا کیا جرأت

ہی کیا شوکت ہی ایسے کا کیون نہ ساتھ دین جو ہماری قدر کرے اُسکے تابعدار ہین قاسم سب کو لیکر بارگاہ مین آئے صحبت جشن آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر خدمت ہوے جام مے ارغوانی چلنے لگا صدا ے ہوشنا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رات بھر جلسہ رہا صبح کو قاسم نے سبکو ساتھ لیکر کوچ کیا مگر شاہزادۂ ماہ عالم افروز قاسم سے رخصت ہوے چند سوار ساتھ لے لیے طرف صاحبقران کے چلے راہ مین ایک صحرا ملا کہ نہایت ویران تھا سوکھے ہوے پتون کا جابجا انبار بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے تھے زاغ و زغن کا جابجا جماؤ قاؤن قاؤن کر رہے تھے ماہ عالم افروز نے جو وہ صحرا دیکھا بہت پریشان ہوے فرماتے تھے یہ صحرا کسقدر ویران ہی حقیقت مین کف دست میدان ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ نشے مین شراب کے چور ایک نرگاؤ پر سوار نرگاؤ کو بھگائے ہوے آتی ہی بال سر کے چھوٹے ہوے زمین پر لوٹتے ہوے اُس ساحرہ کی نگاہ جو ماہ عالم افروز پر پڑی عاشق ہوکر پکارنے لگی کہ او جوان میرے پاس آ منم مجنون جادو مین اس صحرا کی حاکم ہون میرے سحر کا یہ باعث ہی کہ صحرا ویران ہو رہا ہی مین روز سحر کرتی ہون تاکہ یہ جنگل آباد نہ ہونے پائے شاہزادے نے جواب دیا کہ او مکارہ کیا بکتی ہی مجنون جادو بلائین لینے لگی اور یہ اشعار پڑھتی تھی

نظم

سنا گیا سے مجھے وہ باتین بدزبان کیا کیا — کلام آ گئے بے لطف درمیان کیا کیا

بہار آتے ہی چٹکا ہی جب کوئی غنچہ + — تو پھول پھول کے بیٹھا ہی باغبان کیا کیا

وہ کون ہی جو تری گفتگو نہین کرتا — سنے ہین ہمنے ترے تذکرے کہان کیا کیا

الٰہی دیکھیے یہ دیکھنا دکھائے کیا — بُری نظر سے وہ گھورے ہین الامان کیا کیا

شکایتین تھین بہت اور مجال وقت تھی کم — دم اخیر سُناتا یہ نیم جان کیا کیا +

زمین مین گاڑکے اہل وطن ہوے رخصت — ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا

یہ چرخ پیر کی کیا خصلتون سے غافل ہین — گھمنڈ کرتے ہین الله نوجوان کیا کیا

ملال و حسرت و اندوہ و یاس و داغ جگر	جہان سے لیکے چلے رند ارمغان کیا کیا

ایسی واہیات باتین کہتی ہوئی وہ شاہزادے کے قریب آئی صورت زیبا دیکھکر حیران ہوگئی دل مین کہتی ہی کہ اگر یہ معشوق پاس رہیگا تو بڑا لطف حاصل ہوگا حقیقت مین تاک سکے سے اچھا ہی کمر مین شاہزادے کی ہاتھ ڈال دیا سحر کرکے اُٹھا لیا اور لے بھاگی وہ لوگ جو شاہزادے کے ساتھ تھے بھاگ گئے کوئی نہ ٹھہرا مگر سماک یلدراقی ایک غار مین چھپ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ وہ ساحرہ شاہزادے کو لے گئی بیتاب و بیقرار ہوکر غار سے نکلا یہ دیکھ لیا کہ جو سامنے درہ کوہ ہی اُسمین لے گئی ہی ایک فقیر کی شکل بنکر گاتا ہوا چلا نظم

نہ طاقت آئی مرے جسم زار کے نزدیک	نہ صبر آیا دل بیقرار کے نزدیک
ہمارے ہاتھ پہونچنے لگے گریبان تک	جنون کے دن گئے فصل بہار کے نزدیک
ہجوم غم نے مرے تاک دلمین آکے کہا	خوشی نہ آئیگی اب اس دیار کے نزدیک
عجیب چہچہے کرتی ہی باغ مین بلبل	دن آگئے ہین جو فصل بہار کے نزدیک
شکست ابلق لیل و نہار کو دینا	یہ ایک کھیل ہی اُس شہسوار کے نزدیک
بھلا فقیر کو کیا بادشاہ سے مطلب	وہ کیونکر آئینگے مجھ خاکسار کے نزدیک
غبار اُڑکے ہوا سے مرا تصدق ہو	وہ آئین گر کبھی میرے مزار کے نزدیک
پھنسیگا دام مین ایسا کہ پھر نہ چھوٹیگا	جو دل گیا مرا گیسوے یار کے نزدیک
نجف مین دفن وہ ہوتا ہی جاکے ای سطوت	جو نیک بندہ ہی پروردگار کے نزدیک

سماک تانین مارتا ہوا قریب درۂ کوہ کے آیا سامنے بیٹھکر گانے لگا مجنون جادو جو شاہزادے کو درۂ کوہ مین لائی ایک لال چادر اوڑھکر گویا دلھن بنی شاہزادے کو سمجھا رہی ہی کہ پیارے مجھے قبول کر میری تجھپر جان جاتی ہی شاہزادہ سخت سست کہہ رہا ہی کہ او بیحیا دیوانی ہوئی ہی اپنے حواس درست کر میری جان جائیگی مگر تیرا کہنا نہ مانونگا تجکو جو منظور ہو وہ کر مجنون جادو ناچار ہوکر بیٹھی ہی افسوس کر رہی ہی کہ ہاے کیا کرون یہ جوان مانتا ہی نہین اپنی ہی کہے جاتا ہی آخر کیا کرون یکایک

نے کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھا کہ ایک فقیر نحیف و ضعیف تانین مار رہا ہی
حیران ہوگئی کہ اس سن مین یہ آواز ہی پکار کر آواز دی بڑے میان صاحب انھین اشعار
کو پھر کہو سماک نے دو چار تانین ایسی مارین کہ مجنون بیقرار ہو گئی تعریفین کرنے لگی
کہتی ہی بڑے میان صاحب تمھارا کیا نام ہی اب توسماک نے باتون کا تار
باندھ دیا مجنون نے کہا کیون بڑے میان تمھارے کوئی اولاد بھی ہی بڑے میان
نے کہا ایک سو بارہ بیبیان ہین کوئی دن خالی نہین جاتا کہ کسی کے پاس نہ جاتا ہون
کئی سو بیٹے ہین کپڑے عمدہ عمدہ پہنتے ہین جو کچھ کہین سے پاتا ہون مجکو مار کر چھین لیتے
ہین اور گھر مین جاکر کھانا وغیرہ پکواتے ہین بڑے بڑے پہلوان ہین بعضے پھنکیت
ہین بانک بھی سیکھی ہی مگر مین کسی کو اپنا فرزند نہین جانتا ہون یہی جانتا ہون کہ
اُن عورتون کے پیٹ سے پیدا ہوے ہین خیر بڑے رہین مجنون ہنسنے لگی کہا
بڑے میان بڑے زندہ دل ہو عورتون کا تمھاری سن کیا ہی بڑے میان نے کہا
پانچ پانچ برس کے سن مین بیاہ کر لایا اب جو وہ جوان ہوئی ہین مجھسے محبت کرتی ہین
جو سب مین بڑی ہی اُسکو چودھوان سال ہی بڑی بدمزاج ہی ہر وقت مجھسے لڑا کرتی
ہی اُسکو بڑی ضد ہی مجنون نے کہا بڑے میان صاحب تم بڑے حُسن پرست ہو
مین ایک جوان کو لائی ہون وہ نہایت حسین ہی میرا وصل نہین قبول کرتا بڑے میان
نے کہا تم نے اُسکو کچھ ستایا ہوگا مجنون نے کہا مین اس صحرا سے اُسکو اُٹھا لائی
ہون وہ کہتا ہی کہ مجکو مار ڈالو مین نہ مانونگا بڑے میان نے ایک آہ کی اور کہا کہ
ای مجنون جادو کون ایسا مرد ہوگا کہ تم ایسی شکیلہ کو نہ قبول کرے طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ وہ جوان تمسے بیزار ہی ورنہ تمکو دیکھ کر میرا عجب حال ہی لیکن مشکل یہ
ہی کہ تم اُسپر عاشق ہوا ایسا نہو مین قصد کرون اُسکو ناگوار ہو یہ تو ضرور ہی کہ وہ
بھی تم پر جان دیتا ہوگا مگر ضبط کرتا ہی حال دل کو چھپاتا ہی مین ایک تدبیر بتاؤن
میرے مرشد نے مجکو ایک منتر تعلیم کیا ہی اُسمین یہ صفت ہی کہ مین شراب پر دم کردون
اور تم پیکر اُس سے بات کرو تو مثل تمھارے اُسکو بھی محبت ہو مجنون نے کہا مین ابھی

شراب لاتی ہون یہ کہکر دوڑی اور بھٹی سے شراب لاکر سماک کو دی سماک نے
شراب اونڈیلی کچھ ہونٹھ بھی ہلائے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ کچھ پڑھکر پھونک دیا
مجنون سے کہا لو اسکو پی جاؤ مجنون نے شراب پی اور بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا کہ
بڑے میان صاحب اس شراب نے بڑا نشہ کیا کلیجے مین آگ لگی ہوئی ہی سماک نے
کہا میرے عمل کی تاثیر ہی اب اُسکا بھی دل بیقرار ہوگا بعد تھوڑی دیر کے مدعائے
دلی حاصل کرو بڑا لطف ملیگا مگر اُٹھکر ٹہلو مجنون اُٹھی چند قدم چلکر گری گرکر
بیہوش ہوگئی سماک نے خنجر کھینچا چاہا قتل کرون پہلو سے آواز آئی کہ خبردار خنجر
نہ مارنا ورنہ جلاکر خاک سیاہ کردونگا سماک نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ رو
و بدخو دوڑا ہوا آتا ہی اپنے نام کا نعرہ کرتا ہوا کہ منم ممنون جادو شوہر مجنون
سماک نے چاہا کہ کود کر بھاگون مگر کسی طرف راستہ نہ پایا ممنون نے سحر کیا خنجر ہاتھ سے
سماک کے گرا پاؤن زمین نے تھام لیے ممنون نے دیکھا درہ کوہ مین ایک
جوان بیٹھا ہی پوچھا ارے تو کون ہی شاہزادے نے کہا مجھکو یہ بھیا گرفتار کرلائی
ہی اور وصل کی خواستگار ہی ممنون نے مجنون کو ہوشیار کیا جب مجنون کی
آنکھ کھلی تو اُسنے پکارکر کہا کہ کیون پیارے ابتو قبول کروگے ممنون نے ایک
لات ماری اور کہا کہ او لکاتہ تو روز جو غائب ہوتی ہی تو انھین فکرون مین رہتی
ہی مجنون نے کہا کہ ای ممنون یہ تو دنیا ہی جو جیسا دیگا ویسا پاویگا کیون
اسقدر جھلاتا ہی دیکھ تو یہ جوان کیسا خوبصورت ہی اگر مین اسپر عاشق ہوئی تو
کیا نقصان ہی اسکے بارے مین کچھ نہ کہنا ورنہ تجھسے آشنائی چھوڑ دونگی ممنون
نے جھلاکر کہا او فاحشہ مدت سے میرے تیرے ملاقات ہی اُسپر یہ نشانہ نہین میرے
ساتھ چل باغ گلچین مین کیسی تیاری کی ہی چلکر شراب پی باغ کی سیر دیکھ
مجنون نے کہا مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی ممنون نے ہاتھ تھاما کھینچنے لگا مجنون
کو جو صدمہ ہوا تو اسنے سحر کیا ایک تلوار ممنون پر گری ممنون کا شانہ نشانہ ہوا
زخم کھاکر ممنون جادو نے خاک اُڑا دی کہ مجنون اندھی ہوگئی ممنون کو گالیان

دینے لگی کہ او نگوڑے بیہودہ مجکو اندھا کیون کر دیا ممنون نے کہا تو اسی لائق ہی مجنون نے ہاتھ بڑھایا ہاتھ ممنون کا تھام کر ایک چلپت ماری کہ ممنون کی بوٹی بوٹی چر گئی ممنون نے جھلا کر کارد سحر ماری مجنون کے سینے کے اوسپار گذری شاہزادہ سحر سے رہا ہوا اپنے مقام سے اوٹھا کہتا ہوا کہ او ممنون اب کہان جائیگا ممنون نے کہا او جوان تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی غنیمت جان کہ اتنی دیر تیری جان بچی شاہزادے نے چاہا ممنون کی گردن پکڑ لون مگر ممنون نے سحر کیا کہ ہاتھ پاؤن شاہزادے کے بے قابو ہو گئے اب ممنون نے لاشہ اپنی معشوقہ کا دیکھا بڑا قلق ہوا دل مین کہتا ہی کہ ایسی عورت کہان ملیگی کبھی کسی بات مین انکار نہین کیا اس جوان کو اور اس عیار کو لے چلون چلکران دونون کو باغ گلچین مین قتل کرون جب مین نے اپنی آشنا کو مار ڈالا تو انکو کیون زندہ چھوڑ دون اسی کی وجہ سے یہ فتور ہوا ایک پنجہ کر مین شاہزادے کے دیا اور ایک ہاتھ سے سماک کو اوٹھا لیا دونون کو لیکر چلا اوڑا ہوا جاتا ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

روا ہی کسکے دین مین یہ طریقہ کس مسلمان کا
پریزادون کا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین یارو
جوانی مین اوسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے
مرے ہر وقت دل پر ہی لکھا مضمون بیتابی
دو غیر و سنے گلے ملتا رہے حق نے بنایا ہی
عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون دوستے ہین اہی

اکیلے چھوڑنا یون خاک وخون مین بسمل بیجا ان کا
ملے مجکو جو کشکول افسر شاہ سلیمان کا
لڑکپن مین جو افسانہ سنا کرتے تھے طوفان کا
طناب آہ رشتہ ہجران اور زلف پریشان کا
ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا
قمر کا لاش ہی تو ہی اندلون کو دیا بان کا

یہ آواز سنکر ممنون نے پلٹ کر دیکھا کہ بالاے کوہ جلسہ ہی ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی کنیزین کام کر رہی ہین دو کنیزین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار پھولونکی پنکھیان ہاتھ مین داہنے بائین کھڑی جھل رہی ہین مگر نازنین خاموش بیٹھی ہی سامنے گانا ہو رہا ہی ممنون اوس صحبت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا آیا تو اوڑا ہوا

جاتا تھا یا اُتر آیا کنیزون نے کہنا شروع کیا ارے یہ کون مردوا ہی کہ ہم عورتون
مین گھس آیا ہی صاحب خانہ نے بدمزاج ہوکر کہا او شخص تو کون ہی کہ ہماری
صحبت مین چلا آیا ممنون نے شاہزادے کو ہاتھ سے رکھدیا صاحب خانہ نے
جو جمال شاہزادہ دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا کہا او ظالم اس بیچارے کو کہان سے
پکڑ لایا شاہزادہ تو کچھ نہ بولا مگر سمساک نے آواز دی کہ ای ملکہ عالم مین آپکا
بھیک ہون مجکو بھی یہ پکڑ لایا ہی رات بھر گوایا صبح کو موٹے پانچ پیسے دیتا تھا
مین نے نہ لیے اُس پر بگڑ گیا اور کہا تجکو چل کر قتل کرونگا مالک صحبت کہ نام اسکا
شبیر بن عذار ہی بول اُٹھی کہ میان گویے کچھ ہم کو تو سُناؤ سمساک یلداقی تو یہی
چاہتا تھا سنبھل کر بیٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہی نرالی کشش عشق جفاکار کی راہ
چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
ہوپہنچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ

شہرۂ حُسن کے دیدار کا مشتاق کیا
نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

حُسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا
شوق یوسف نے دکھائی ہین بازار کی راہ

عید ہوگی رمضان جائیگا ای بادہ کشو
بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیالِ باطل
آتش اک دلمین نہین ہوتی ہی دوچار کی راہ

ملکہ نے یہ گانا سُنکر کہا کہ میان گویے صاحب کیا خوب گاتے ہو سمساک نے کہا ابھی
آپ نے میرا کمال کیا دیکھا ہی اور بہت سے کمال ہین حضور سُنکر بہت خوش ہونگی
یقین ہی کہ جو مین صحبت مین بیٹھون تو آپ پسند کرین اور حکم دین کہ یہ حاضر رہے
ملکہ نے ممنون سے کہا کہ ای ممنون تم جاؤ ہماری صحبت مین نہ ٹھہرو اور ان
دونون قیدیون کو چھوڑ جاؤ ہم ان سے دل بہلائینگے ممنون نے کہا کہ ای
جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین خدمت مین حاضر رہونگا یہ گویا نہین
ہی عیار ہی میری آشنا کو اسنے قتل کرایا ہی مین آپ پر جان دیتا ہون اُس نازنین
نے جھلا کر کہا کچھ دیوانہ ہوگیا ہی جا سامنے سے دور ہو ممنون نے جھولی مین

ہاتھ ڈالا ارادہ ہوا کہ گولہ نکالوں شیرین عذار نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری ممنون
کے دو ٹکڑے ہوے ممنون کے مرتے ہی شاہزادہ قید سے چھوٹا اُٹھ کھڑا ہوا
سماک نے بھی ارادہ کیا کہ جست کر کے نکل جاؤن پھر سوچا کہ آفا رہجائیں گے
شیرین عذار نے حکم دیا کہ لاش اس گستاخ کی پھینک دو لاشہ ممنون کا پھینکدیا
ابتو سماک نے خوب مسخرہ پن کیا کہ شیرین عذار نے شاہزادے کو اپنے پاس
بٹھالیا شاہزادہ بھی بہ نگاہ محبت شیرین عذار کو دیکھ رہا ہی شیرین عذار نے پوچھا
کہ آپ کا نام نامی کیا ہی شاہزادے نے کہا ماہ عالم افروز نبیرۂ صاحبقران
فرزند امیر ح نوجوان پہلے مجکو مجنون جادو نے گرفتار کیا تھا مگر ممنون جادو
نے آکر اپنی آشنا کو مارا عجب ساعت نیک تھی کہ مین تم تک پہونچا شیرین عذار
نے مسکرا کر کہا کہ اگر آپ میرے پاس رہین گے تو بڑے آرام پائین گے ظاہرا کوئی
تکلیف نہ ہوگی آپ کو معلوم ہو گا کہ جمشید ثانی ہمارے خداوند ہین لیکن
آج کل بڑی مصیبت مین گھرے ہین مسلمانون نے چہار جانب سے گھیرا ہی طلسم ظاہر
سے بھاگ کر قدرت طلسم باطن مین آئے مسلمانون نے پیچھا نہ چھوڑا ابھی میرے
پاس نامہ آیا ہی کہ ای شیرین عذار برا ے مدد آؤ تو مین چلونگی اور آپکو بھی
لیچلونگی آپ کو زرہ بنا دونگی کہ آپ فرزندان حمزہ پر غالب آئیے جو حریف آپکے
سامنے آئیگا وہ گھبرا کر بھاگ جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم وہ
سب میرے باپ اور چچا ہین میرے والد فرزند قاسم اور قاسم فرزند رستم اور
رستم فرزند امیر حمزہ اسی سال مین مین نے خروج کیا ہی جا بجا لڑائیان پڑ ہین
لو چین بہت سی ممکن ہو یہین طلسم آبگینہ کو توڑا بڑے بڑے جادوگرون کو مارا آکر
والد سے ملا چچا سے ملاقات ہوئی دادا جان بہت چاہتے ہین تو ای ملکۂ عالم اُن
لوگون کی مدد کرین یا جمشید ثانی کی اُس بیحیا پر لعنت ہی ایک شخص مکار اُس کو
خداوند جانتی ہو اپنے پیدا کرنے والے کو نہین پہچانتین وہ رحیم و کریم و سمیع و علیم
ہی جسنے ایک کلمۂ کن سے تمام عالم کو پیدا کیا آسمان بے ستون قایم کیا زمین کو پانی

پر بچھایا اگر مجھسے محبت ہی تو دین اسلام قبول کرو مگر جب سحر سے توبہ کرو گی تب مجھسے
عقد ہوگا شیرین عذار نے دین اسلام قبول کیا آپسمین عہد و پیمان ہو گئے شاہزادہ
شریک صحبت ہوا شیرین عذار خوش بیٹھی ہی سماک بھی صحبت مین حاضر ہی اب
شیرین عذار نے کہا کہ ای شہریار ایک بات کا قلق ہی کہ باپ میرا اسہراب جادو
سامنے قلعہ ہی اُسمین رہتا ہی اگر وہ سُن پائیگا تو بڑی آفت بپا کریگا شاہزادے
نے کہا اگر بغاوت کریگا تو مارا جائیگا ملکہ نے کہا کہ مین یہ بھی نہین چاہتی کہ باپ
میرا قتل ہو شاہزادے نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر اُنھون نے مجھپر لشکر کشی کی
تو مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا مین چاہونگا کہ میری اطاعت کرین مجبوری سے
قتل کا نام لونگا اگر انشاء اللہ وہ مطیع اسلام ہوے تو بڑا مطلب حاصل ہوگا
مگر ایک کنیز ہی کہ اُسکا نام کیاد بد باطن ہی جسوقت سے ملکہ اور شاہزادے سے
سامنا ہوا ہی اُس وقت سے جھلّا رہی ہی آپسمین کہتی ہی کہ صاحبو تم نے دیکھا
کیسا جلدی ملکہ دھگڑے سے ملگئین گھُولی ہوئی بیٹھی ہین ہم لوگونکا کچھ خوف نہین
نہ یہ دھیان آیا کہ ہمارا باپ نامی وگرامی ہی اِس طرف کے جتنے شاہ ہین سب
اُسکو خراج دیتے ہین اور وہ خدمت خداوند مین بھی جاتے ہین یہ نہ سمجھین کہ یہ ذکر
تا بہ خداوند پہونچیگا وہ فرمائینگے کہ اِنکو قتل کرو کیون صاحبو جو ہم لوگون سے
پرسش ہوگی تو کیا جواب دینگے غریب کو سب ستاتے ہین ہمپر مار پڑیگی کنیزون
نے کہا کہ ای کیاد خاموش رہ ایسا نہ ہو ملکہ سن لیوین تو باعث خرابی ہو خفا
ہونگی کہ ہمارے فعل پر طعن کرتی ہی پھر ہم لوگ کیا کہین گے مگر کیاد اسقدر بیقرار
ہی کہ بڑبڑاتی پھرتی ہی ایک ایک سے یہی کہتی ہی کہ کیون صاحبو ملکہ سے کہو
کہ اس جوان کو نکال دین باغ مین رہنا بہتر نہین کنیزین کہتی ہین کون اُنسے
کہے کیسی وہ جوش مین بیٹھی ہین ابھی کہین تو رنجیدہ ہو جائین آخر کیاد کو جب نہ
آیا گھر کا حیلہ سوچا سامنے ملکہ کے آئی دست بستہ عرض کی کہ حضور لونڈی کی نانی
بیمار ہی اگر حکم ہو تو دیکھ آؤن بیٹی داماد مین کبھی بڑی لڑائی ہوئی ہی جاکر اُنکو سمجھا بھی دون

میل کرادون مین ابھی حاضر ہونگی ملکہ نے کہا ای کیاد جاؤ مگر جلدی چلی آنا یہ حکم
پاکر کیاد دروازے پر آئی پکار کر کہا کہ ارے ڈولی لاؤ کہار ڈولی لائے کیاد
سوار ہوئی دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی ہی کہ دیکھیے باپ اِنکے کہان ملین ایسا
کہون کہ چل جاوین اور کہین کہ چل کر اُس جوان کو قتل کرون ملکہ کی بھی سرکشی نکلجائے
قضاے کار باپ ملکہ کا براے شکار گیا تھا پلٹا ہوا آتا ہی کہ دیکھا سامنے سے
کیاد کی ڈولی آتی ہی سہراب جادو ٹھہر گیا پکار کر کہا کہ ای کیاد کہان جاتی ہو
اس وقت تمکو دیکھ کر شیرین عذار یاد آئی وہ کیا کر رہی ہی مین آج کئی دن کے
بعد پلٹا ہون اُس سے کہدینا کہ جلد آکر حاضر ہو سلام کر جائے مین دیکھون
تو خیر و عافیت سے ہی کیاد نے کہا کہ ای شاہنشاہ ساحران مین آپ ہی کی خدمت
مین چلی تھی اسی فکر مین تھی کہ کیونکر ملاقات ہو عجب معرکہ گذرا کہ ممنون جادو نبیرۂ
حمزہ کی قید لیکر آیا ملکہ نے ممنون کو مار الاشہ اُسکا پھنکوا دیا اُس شاہزادے
کو بہاو مین لیکر بیٹھی ہین ہمنے سمجھایا کہ بی بی تم سہراب جادو کی بیٹی ہو وہ مصاحب
خداوند ہین ایسا نہ ہو کہ اُنکو خبر پہونچے تو وہ بہت رنجیدہ ہونگے آئندہ آپکو
اختیار ہی جھلا کر کہا اِس کو سامنے سے ہٹادو یہ ہماری ناصح ہی جو ہمارا جی چاہتا
ہی وہ کرتے ہین مین ناچار ہوکر چلی آئی چاہتی تھی مالک کی برائی نہ کرون مگر ایسی
مجبور ہوئی کہ حاضر ہوئی آپ جانتے ہین کہ مین نے اُنکو گودیون مین پالا ہی آپ
تدبیر ایسی کیجیے کہ وہ اس فعل سے باز آئین نئی بات یہ ہی کہ وہ جوان تو انکار کرتا
ہی اور ملکہ ٹوٹی پڑتی ہین اُسکا یہ طریقہ ہی کہ بدون عقد فعل باطنی پر توجہ نہین
کرتا ملکہ مطیع اسلام بھی ہوگئین خداوند کو بُرا کہا ہم لوگون کو ناگوار ہوا اب
مجبور و ناچار ہو کر عرض کرتی ہون یہ سُنکر سہراب گینڈے سے کود پڑا اور
کہا تم چلو ہم آتے ہین آکر وہ آفت برپا کرونگا کہ زمین ہلادونگا شاہزادے کو
تو اس طرح مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجھ کو
ترس نہ آئے اور بی ملکہ کی وہ خدمت کرون کہ پھر آئندہ کبھی ایسا ارادہ نہ کرین

غیر شخص مذہب کے خلاف اُس کو پہلو مین بٹھا لیا ہمارا کچھ خیال نہ کیا دیکھو اب ظاہر ہو جائیگا بعنایت خداوند جمشید ثانی وہ آفت برپا کرون کہ وہ جوان ساری جرأت بھول جائے باعث یہ ہوا ہی کہ چند ساحران ذلیل کو مار لیا ہی اُسی غرور مین ہی ابھی کسی ساحر سے مقابلہ نہین پڑا ہوگا کیا دنے کہا ایک ہوشیار رہی کیجیے گا کہ ملکہ ضرور سحر کرینگی اسکی تدبیر کر لیجیے گا ملکہ کا سحر بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ آپ کو تکلیف پہونچے سہراب نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ اُسنے سحر قاعدے سے حاصل کیا ہی جشن مین جو گئی تو سند کامل حاصل کی ہی سب ساحر اُسے مانتے ہین تعریفین کرتے ہین جو ساحر مدت مدید سے اُترے ہوے تھے وہ سب نامنظور ہوے مگر اسکا سحر منظور ہوا ستارہ بنکر اُڑی تھی اسقدر بلند ہوئی تھی کہ کرۂ تاریک مین پہونچی وہانسے جو اُتر کر آئی بیان کیا کہ دریاے آتش موج مار رہا ہی مین آگے نہ جا سکی افسر نے اُسی وقت اُسکو سند دی اور یہ کہا کہ اب تمکو ضرورت نہین ہی مگر سمجھ لونگا آسمان سے آؤنگا پہلے سحر کر کے اُس کی زبان بند کرونگا اور شاہزادے کی تو کیا حقیقت ہی فقط اشارہ کافی ہی غیر ساحرون کی ہم کچھ حقیقت نہین جانتے کیا د تو ہنستی ہوئی پلٹی باغ مین آئی یہان وہ وقت ہی کہ گائن یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

بہار حسن خداداد کو زوال نہین
ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
جواب دیکے نہ دل توڑ روز سائل کا
سدا گلاب کے دو پھول ہین وہ گال نہین
فلک کے پاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین
یہ حسن تو ہی خدادا اسے زوال نہین
خدا نہ روز سیہ یہ کسی کو دکھلائے
شکستہ حال کی آ د ا نہ ہی سوال نہین
مٹا زیست کا کھٹکا ہی ہر مہینے مین
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
ریاض حسن کے میوے مین یہ لطافت ہی
گگن مین چاند ہی تارے شریک حال نہین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک ای بحر
نہال عمر کو اترہ ہی یہ ہلال نہین
عیان ہی سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین
مگر تمھارے عناصر مین اعتدال نہین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام مئے ارغوانی گردش مین ہی ملکہ شیرین عذار شاہزادے
کے پہلو مین بیٹھی ہین اور سماک بلد اقی ایک طرف گوشے مین بیٹھا ہی کہ کیا دنے آکر
عرض کی کہ واری مین کچھ کہا چاہتی ہون ملکہ نے کہا کیا کیا دنے کہا حضور اسطرح
بیٹھی ہین کہ بالکل خوف نہین ایسا نہ ہو کہ آپکے والد کو اطلاع ہو جائے تو
باعث خرابی ہو اگر مناسب ہو تو اس جلسے کو موقوف کیجیے شاہزادے کو حکم دیجیے
کہ جاکر کسی کمرے مین بیٹھین وقتاً فوقتاً ملاقات کیا کیجیے یہ جلسہ اچھا نہین ملکہ
نے یہ سُنکر حکم دیا کہ کیا دکو سامنے سے ہٹا دو یہ ہماری کیا ناصح ہی ہم کچھ نہین
خیال کرتے جو مزاج مین آئیگا وہی کرینگے تیرا کہنا نہ مانینگے کیونکر ہو سکتا ہی
کہ اپنے مہمان کو تکلیف دین تم لوگ بھی جانتے ہو کہ مین امورات باطنی سے بری
ہون جب خدا فضل کریگا اور جمشید ثانی مارا جائیگا اُس وقت عقد ہمارا
ہوگا انشاء اللہ جاکر شہزادیون سے ملین گے ہم جاکر جمشید ثانی کو خود گھیر ینگے
کسی طرح یہ مارا جائے کہ سرحد پاک ہو مکار نے سحر کرکے دعوی خدائی کیا اب
اس مکاری کا حال ظاہر ہو جائیگا کیا دنو بڑبڑاتی ہوئی ہٹ آئی مگر سماک نے
کہا حضور اسکی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ آپکے باپ سے اطلاع کرآئی اب
آپکو سمجھانے آئی ہی شیرین عذار نے کہا کہ مجھکو کوئی کیا سمجھائیگا بقول شاعر
فرد حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ * پر کوئی مجھکو یہ سمجھائے کہ سمجھائینگے کیا *
یہ عشق ایسا نہین ہی کہ کسی کے سمجھانے سے باز آؤن جو کیا سو کیا اگر زمین و آسمان
ایک طرف ہو جائے تو مین محبت سے شاہزادے کی ہاتھ نہ اُٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ
آسمان پر ابر سیاہ نمایان ہوا شاہزادے نے کہا کہ اے ملکۂ عالم شاید کوئی ساحر
آتا ہی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ ہلا دیا ابر پھٹا اپنے باپ کو دیکھا کہ آسمان پر ٹھہرا
رہا ہی ملکہ کے تو ہوش اُڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہو گئین گھبرا کر
کہا کہ اے شہریار ہوشیار ہو جائیے سماک سچ کہتا تھا پی کیا دنے یہ تدبیرین
کین مگر سہراب نے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ تونے کیا کیا

کہ دشمن خداوند کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی شاہزادے نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ باپ پر
سحر کرو مگر سہراب جادو نے پہلے ہی سامان کر لیا تھا ایک شیشہ جو ہاتھ مین تھا
اُسپر سحر دم کرکے لایا تھا وہین سے پھینک مارا وہ شیشہ جو ٹوٹا قطرے پانی کے ملکہ
پر گرے ایک قطرہ شاہزادے پر باقی چند کنیزون پر ملکہ بیہوش ہو کر گری شاہزادہ
بھی بدحواس ہوا تلوار ہاتھ سے چھوٹی سر زمین پر رکھدیا پانون دراز ہو گئے اور بیہوش ہوا
کنیزین بھی بیہوش ہو ہو کر گرین سہراب جادو آسمان سے اُترا زمین پر ہاتھ ہلاتا ہوا
آیا اُس ہاتھ ہلانے سے تلوارین گرین کنیزون کے سر اُڑ گئے ملکہ کو اُٹھا کر ستون
سے باندھا شاہزادے کو بھی باندھ دیا منظور ہوا کہ کوڑا ہاتھ مین لیکر اُس کمبخت
کو مارون اور کھال اُڑا دون کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار اسطرف
آئیے ورنہ میری جان نہ بچیگی سہراب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین گندمی رنگ
جوڑا بھاری پہنے ہوے چیختی ہوئی آتی ہی شانے سے خون ٹپک رہا ہی سہراب نے
کہا کہ ارے یہ کیا ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ اِس گوشے مین ایک عیار مکار چھپا بیٹھا
ہی عورت بن رہا ہی جلد آئیے اُسکو گرفتار کر لیجیے ایسا نہ ہو نگوڑا بھاگ جاوے
نگوڑا چھلاوہ ہی مجکو نیمچہ مار کر بھاگا اب جا کر اُس گوشہ مین چھپا ہی رنگ و روغن
نکال رہا ہی لنہگا پہن چکا ہی اب دوپٹہ اوڑھتا ہی سہراب جھپٹا قریب آکے
اُس نازنین کا خون پونچھنے لگا اُس نازنین نے کہا مین حیران ہون کہ آپ ملکہ
کو تو قتل کرینگے یا قید کرینگے مین کدھر جاؤنگی کیونکر بسر کرونگی بچپن سے تو اُنکے
زیر سایۂ دامن رہی اب ہوش و حواس سنبھالا ہر چند کہ جابجا سے پیغام آتے ہین
مگر مین نے اب تک قبول نہین کیا ایک شاہزادہ شام کو جنگل مین آتا ہی مجھ کو
دیکھ کر چلا جاتا ہی سہراب نے کہا تیرا نام کیا ہی کہا حضور شگوفہ نام ہی مدت
سے آپ کے محل مین ہون مگر آپ نے نہین پہچانا جلد چلیے اُس کو گرفتار کر لیجیے
ان عیارون نے سارے طلسم مین غدر ڈالدیا ہی کل مین نے اخبار دیکھا مہتمم
اودمہ اخبار نے لکھا تھا کہ طلسم نوخیز جمشیدی ختم ہوا چاہتا ہی سب دربند

شاہزادون نے فتح کرلیے اب چند مقام باقی ہین سہراب جادو اُس مہ جبین سے
باتین کرتا ہوا چلا وہ ہنستی جاتی ہی کبھی شرما کے مُنھ چھپا لیتی ہی اس ادا کو سہراب
دیکھ کر لپپا جاتا ہی جی مین کہتا ہی حقیقت مین یہ شعلۂ جوالہ بس اسی لائق ہی
کہ اس کو اپنی صحبت مین رکھون خاتون محل بناؤن ہر وقت خدمت مین رہیگی
حقیقت مین بڑے لطف سے گذریگی یکایک چلتے چلتے وہ نازنین رُکی اور ٹھٹھکی
کہا اے شہنشاہ وہ عیار سامنے بیٹھا ہی سہراب نے کہا مجکو تو نہین معلوم ہوتا
ہی نازنین نے ہنس کر پٹے پکڑ لیے اور بائین ہاتھ سے ایک تمانچہ مارا کہا او بیحیا
سامنے تیرا باپ بیٹھا ہی تو سحر نہین کرتا سحر کر کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے چلکر
گرفتار کرین خوب جوتیان مارونگی اور پوچھونگی کہ مین نے تیرا کیا کیا تھا کہ تو نے
تمانچہ مارا سہراب جادو اس ادا پر لوٹ گیا ہنسنے لگا اب تو نازنین نے
ہر مرتبہ تمانچے مار مار کر سہراب کو راضی کیا سہراب بہت خوش ہی کہ کیا
معشوقہ ملی ہی باتون مین اسکی بڑا مزہ ہی جب یہ گستاخ ہوجائیگی تو اور زیادہ
مزہ ہوگا اُس مہ جبین نے کہا اب دیر نہ کیجیے جھولی سے گولہ نکال لیے اور یہ کہکر
مار دیجیے کہ فلان شخص گرفتار ہوجائے سہراب نے کہا مین خالی اشارہ کردون
تو لاکھون آدمی غرق ہوجائین یہ کہکر آگے بڑھا مگر کہے جاتا ہی کہ اے مہ جبین
مین نے ابھی اُس عیار کو نہین دیکھا تیرے کہنے سے گولہ پھینکتا ہون نازنین
نے کہا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک آپ گولہ پھینکیے مین نگوڑے کو
پکڑ لاؤن جوتیان مار کر اُسکو راضی کردونگی اور یہ بھی پوچھونگی کہ کیون رے
مکار مجکو تمانچہ کیون مارا اب تک زخم سے خون جاری ہی ایسا درد ہورہا ہی
کہ دل کانپتا ہی سہراب نے آگے بڑھکر گولہ پھینکا وہ گولہ جاکر درخت پر پڑا
مگر وہ نازنین پیچھے ہٹی پیچھے ہٹ کر حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر
سہراب کو بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مہتر سماک بیلدار اقی فرزند
خواجہ عمرو مہتر بن مہتر سہراب بیہوش ہوکر گرا سماک نے زبان مین سوزن دی

اور کھینچتا ہوا لایا ایک درخت سے سہراب کو باندھا ملکہ بھی ہوشیار ہوگئی تھین
اب جو باپ کے تئین بندھے ہوے دیکھا سحر کرکے قید توڑ ڈالی پکار کر کہا کہ ای
مہتر والاگہر تمنے اس ظالم کو کیونکر پکڑا سماک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمارے
قبلہ و کعبہ نے فرما دیا ہی کہ جہان ساحر کو پانا مار ڈالنا جب مین نے دیکھا کہ آپ
بیہوش ہوئین اور چند کنیزین قتل ہوگئین تب مین نے اُسپر عیاری کی شکر کرتا ہون
خدا کا کہ عیاری میری پوری ہوئی مین نے اِسکو پکڑ لیا اب جیسا کہیے ویسا کرون
ملکہ نے سحر کرکے شاہزادے کو ہوشیار کیا مگر ملکہ نے کہا کہ ای سماک بلیداقی مین
سامنے اِسکے نہ ٹھہرونگی ورنہ یہ مجکو دیکھ کر بہت جھلائیگا غصے مین بھرا ہوا ری
وہی جو تمنے کہا تھا سچ ہی حقیقت مین کیا دنے جاکر اطلاع کی بعد اُس کے مجکو
سمجھانے آئی مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ تمھاری عیاری چل گئی میرا گمان یہ تھا کہ یہ
اب سب کو قتل کریگا غصہ مین بیجیانے چند کنیزون کو مار ڈالا نہین معلوم اس سے
کیا نفع ہوا شاہزادے کو مسند پر بٹھا کر ملکہ تو بارہ دری مین جا بیٹھی مگر سماک نے
سہراب کو ہوشیار کیا سہراب کی جو آنکھ کھُلی اپنے کو بندھا ہوا پایا
زبان مین سوزن تھی شاہزادے کو مسند پر بیٹھا پایا ایک عیار کو دیکھا کوڑا
لیے کھڑا ہی کہتا ہی مارے کوڑون کے کھال گرادون شاہزادہ منع کر رہا ہی کہ
ای سماک یہ ساحر جلیل ہی اسکو کوڑا نہ مارنا مگر پکار کر آواز دی کہ ای سہراب
جادو مجکو تمھارا بڑا خیال ہی ورنہ اس وقت تم میرے قبضے مین ہو ہر شرط کہ تمکو
قتل کر ڈالون مگر تمھاری دختر سے واسطہ ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ جمشید
پر لعنت کرو مذہب اُس پروردگار کا اختیار کرلو کہ جسنے زمین و آسمان بنایا
ہی جسکی صفت مین شعرا کہتے ہین **نظم**

قصب بافِ عروسانِ بہاری — قیام آموز سرو جویباری
بلندی بخش ہر ہمت بلندی — بہ پستی افگن ہر خود پسندی
گنہ آمرز رندانِ قدح خوار — بطاعت گیر پیران ریاکار

ای سہراب خدا کو کیا جواب دو گے جب وہ پوچھیگا کہ ہمنے تمکو برائے عبادت
پیدا کیا تھا یہ کب حکم دیا تھا کہ جو شخص ہماری برابری کرے اُسکو سجدہ کرو ہمارا
ہمسر جانو بخوبی سمجھا لو کہ خدا ایک ہی یہی اعتقاد ٹھیک ہی وہ وحدہٗ لاشریک
ہو اس طرح سے جب شاہزادے نے بہ فصاحت و بلاغت سمجھایا زنگ کفر
آئینۂ دل سے سہراب کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ اطاعت
کرتا ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا شاہزادے نے طرف سماک کے
دیکھا سماک بایداقی نے بڑھ کر سوزن نکالی سہراب چھوٹا اور سامنے کھڑا ہوا
کہا کیون میان عیار صاحب کہو اب کیا کرون جلا کر خاک کردون سماک نے
ہنس کر کہا کہ ای سہراب یہ کیا کہتے ہو مین نے تم کو قید بھی کیا اور پھر رہا بھی
کر دیا اب تمھین اختیار ہی سہراب نے ارادہ کیا کہ برق گراؤن اور اس کے
دو ٹکڑے کرون سماک نے کہا ای سہراب دیکھو تمھاری پشت پر کون کھڑا ہی
سہراب پلٹا سماک نے حلقہائے کمند مار کر حباب مار دیا سہراب جادو
پھر بیہوش ہوا زبان مین سوزن دی درخت سے باندھا سہراب نے پھر
اپنے کو اُسی حال مین دیکھا سماک نے کہا ای سہراب بصدق دل مسلمان ہو
ورنہ ابکی قتل کر ڈالونگا سہراب نے اشارہ کیا کہ مین بصدق دل اطاعت
کرتا ہون سماک نے پھر زبان سے سوزن نکالی سہراب قدمون پر شاہزادے
کے گرا کہا ای شہریار شکر خدا ہی کہ مین راہِ راست پر آیا انشاءاللہ آپ کی
خدمتگزاری کرونگا بڑی بات یہ ہی کہ دختر میری آپ پر مائل ہی بڑی ساحرہ ہی
کوئی اُسکا مقابلہ نہین کرسکتا ہی سحر بخوبی حاصل کیا ہی جب سہراب بصدق
مطیع اسلام ہوا تو شاہزادے نے شیرین عذار کو بُلایا اور بیان کیا کہ
لو ملکہ مبارک ہو کہ باپ تمھارے مسلمان ہوئے اطاعت اسلام قبول کی ملکہ
نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای والد نامدار خطا میری معاف کیجیے مگر ابھی تک

دامن عصمت میرا غبار سے پاک ہی وعدہ ہو چکا ہی کہ جب طلسم فتح ہوگا تو مین سحر سے
توبہ کرونگی ای والد نامدار جب ہی آپ بھی سحر سے تائب ہو جیے گا مجکو بڑا خیال ہی
کہ جمشید ہم لوگون کو دیکھہ کر بہت پریشان ہوگا مگر انشاء اللہ ایسے طور سے مقابلہ
پڑے کہ جمشید کو صدمہ پہونچے اور اپنے مقام پر کہے کہ اس زور و شور سے کوئی
نہین آیا جس رنگ سے اِن کا پہونچنا ہوا شاہزادے سے کہا ای سہراب جادو
صاحبقران تمھاری بڑی آبرو کرین گے قدر شناس فلک اساس جو سردار اُنکے
قبضے مین ہین اُنکی آبرو کرتے ہین کیسے کیسے لوگ حاضر دربار ہین سب عزیز ہمارے
جادوگرنیون کو ساتھہ لیکر آئین گے انشاء اللہ ہم بھی بشوکت پہونچینگے صحرا مین لشکر
اُترا ہی طلسم آبگینہ جو فتح کیا تھا وہ سب مال بھی اُسی مقام پر پڑا ہی انشاء اللہ
بروقت روانگی لشکر اُس فوج کو بھی ساتھہ لے لیوینگے سہراب نے عرض کی ابتو
غلام رخصت ہوتا ہی جاکر لشکر کو بھی تسخیر کرے وہ لوگ بھی سب آپکی اطاعت کرین
ستر ہزار ساحر ساتھہ ہین یہ کہکر سہراب رخصت ہوا ملکہ نے پھر صحبت آراستہ کی
گائن سامنے آکر یہ اشعار گانے لگی نظم

عاشقون پر اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین	دیکھہ ای ظالم کیے دیتے ہین ہم اچھا نہین
ایک خاموشی سے عزت ہی بتو تکی دیر مین	ہر کسی سے بات کرنا ای صنم اچھا نہین
رحم آتا ہی مجھے اس نوجوانی پر تری +	ای شہیدی رات دن کا رنج و غم اچھا نہین

رات بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا دوسرے دن سہراب جادو مع فوج حاضر ہوا
ستر ہزار ساحر ساحری عہد جمشید زمان ایک ایک اسباب سحر سے آراستہ آمادہ
ہین کہ کسی سے مقابلہ پڑے تو جان دین وہ سحر کرین کہ زمین کو ہلا دین اپنے مقابل
کو خاک مین ملا دین اگر کوئی کہے تو آسمان کے تارے توڑ لائین طبقات زمین
آسمان پر پہونچا دین شاہزادہ بیرون باغ آیا سب ساحرون نے سلام کیا شاہزادے
نے جواب دیا کہ آپ سب صاحب اسی مقام پر اُترین انشاء اللہ تعالے کل کوچ
ہوگا دوسرے دن شاہزادہ باغ مین بیٹھا ہی سہراب بھی حاضر ہی کہ چوبدار نے

بڑھ کر عرض کی کہ دروازے پر ایک عیار حاضر ہی نام اپنا کاوس بتاتا ہی شاہزادے نے بلایا کاوس نے دیکھا کہ در دولت پر ہجوم ساحران ہی اندر باغ کے ملکہ ہین اور سہراب جادو بھی حاضر ہی جام مے ارغوانی گردش مین ہی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ لشکر تیار رہے کل شاہزادہ کوچ کریگا اُس شب کو ساحر تیاری کرتے رہے صبح کو شاہزادہ اُٹھا بعد فراغ نماز سلاح آراستہ کیے پشت مرکب پر سوار ہوکر باہر نکلے سہراب نے کہا حضور بڑھیے مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہزادہ لشکر کو لیکر بڑھا مگر سہراب نے ایک ابر تیار کیا کہ ابر گہربار کہنا چاہیے اُس ابر پر دو تخت بچھائے ایک پر خود سوار ہوا ایک تخت پر ملکہ شیرین عذار مع کنیزون کے سوار ہوئین شاہزادہ کوئی کوس بھر نکلا تھا کہ گڑگڑاہٹ کی آواز آئی دیکھا ایک ابر تیرہ و تار موتی اور پھول برستے ہوے نمایان ہوا جس مقام پر وہ ابر ٹھہر جاتا ہی وہ جنگل آباد ہوجاتا ہی معلوم ہوتا ہی یہ بہار ہی اس دھوم سے یہ شاہزادہ چلا انشاء اللہ ذکر ان کا وقت پر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان بادشاہ جمجاہ کہ برائے فتح مرحلہ ہفتم گئے ہین ایک باغ مین اُترے وہان سے روانہ ہونا اور شہر کمیاب مین پہونچنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامہ مصنف

ای ساقی آفتاب طلعت +
کردے مے سرخوشی سے مدہوش
سب رند تو اشتیاق مین ہین
پھر تجھسے خدا ہمین ملائے
گلشن کی ہی سیر کسکو بھاتی
رندونکو مے خوشی کی ہی ناک
نہرونکو ہی بحرِ غم کا اک جوش

ہو شرب شراب مثل شربت
ای ساقی ماہ رو کہان ہی
عاجز تیرے فراق مین ہین +
ہر وقت اسی خیال مین ہین
بلبل ہی عجب مزے اُڑاتی
سب نخل خوشی سے جھومتے ہین
ہین غم سے الگ خوشی سے ہمدوش

مینائے قلم ہی پر سر جوش
آنکھ سے قمر کی کیون نہان ہی
دیکھیں یہ فراق کیا دکھائے
دیکھو تو عجب ملال مین ہین
ہر نخل کی اب ہی سبز پوشاک
مُنہ پھول کا جُھک کے چومتے ہین
ہر طائر باغ نغمہ زن ہی

پھولا یہ پھلا ہوا چمن ہی +
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر +
مونے سر گل رخان کیا ہی
سلطان سریر ملک ہستی
ہوتے ہین جہاد کو روانہ

ای مالک بے نیاز میرے
ہون فرط قلق سے تار بستر
خاموش قمر کہ کم ہی مہلت
بنیاد شہ بلند و پستی

ای خالق کارساز میرے
اس ضعف نے یہ قلق دیا ہی
جاتے ہین جہاد پر یہ حضرت
یعنی شہ سعد خوش زمانہ

چہرہ فنا حان طلسم معانی و رموز دانان معجز بیانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر مصنف** مرے توسن طبع کے پیر لگے + اُڑا کر فلک پر مجھے لے چلے + جب بادشاہ جمجاہ زندانخانۂ طلسمی کو فتح کر کے باغ نیرنگ مین ٹھہرے کئی سو جوان جو قید سے چھوٹے تھے اُسمین کچھ شاہزادے بھی تھے اُن سب جوانون کو ساتھ لیکر در باغ پر اُترے لیکن نہال جادو کہ یہان کا نگہبان تھا جب داروغہ فولاد جادو مارا گیا تو نہال جادو بھاگا ہوا سامنے جمشید ثانی کے آیا کُل کیفیت بیان کی جمشید نے جو سُنا کہ بادشاہ نے زندانخانہ فتح کر لیا سب شاہزادے چھوٹے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جا کر شاہزادے کو گرفتار کر لائے ہرچند کہ مالک مرحلۂ ہفتم وہ ساحر ہی کہ جس سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا وہ کوئی بات اُٹھا نہ رکھیگا مگر یہان سے مدد جانا ضرور ہی ایسا نہو کہ مالک مرحلۂ ہفتم گھبرا جائے اور اپنے مقام پر کہے کہ کسی نے میری مدد نہ کی یہ جو پکار کر جمشید نے کہا ہزار ساحر افسون حاضر ہین اپنے اپنے فنون مین کامل و اکمل ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ اگر سامنے کوہ فولاد ہووے تو اُس کو بھی پانی کیطرح سے بہا دیوین کمال سحر دکھا دیوین جب جمشید کی آواز بلند ہوئی اور کسی نے جواب نہ دیا تب جمشید نے جھلا کر کہا کہ یارو مین تمھارے بھروسے پر خدائی نہین کرتا ہون مین خود جاتا ہون اور جا کر مدد کرتا ہون یہ سُن کر ایک تاجدار کہ نہایت سلیس مزاج ہی اپنے مقام سے اُٹھا اور جمشید سے کہا کہ یا خداوند مین جاتا ہون اور بن پڑتا ہی تو سر بادشاہ کا لاتا ہون یہ کہکر وہ جادوگر کمر باندھنے لگا اور ہتھیار درست کر کے سامنے جمشید کے آیا جمشید نے کہا کہ ای شوکت جادو بہت سمجھ کر جانا کہ

بادشاہ کے پاس لوح طلسمی و لوح محفوظ موجود ہین سب شاہزادے رہا ہو چکے ہین
یاقوت جنی ہر بات کی خبر دیتا ہی کبھی اُنھون نے کسی مقام پر دھوکا نہین کھایا
لہذا تم بہت سمجھ کر جانا شوکت نے کہا یا خداوند کیا کوئی بات اُٹھا رکھون گا
ایسے طور سے لڑون کہ اُن کو عاجز کر دون اور اگر بن پڑا تو لوح طلسمی چھین لون گا
بادشاہ یہان اُترے ہوے ہین شب کو جو برائے آرام گئے رونے کی آواز کانمین آئی
چونکہ دل بادشاہ کا نرم ہی آواز سُنکر بیتاب ہو گئے تنہا اُٹھ کر طرف آواز کے چلے
جب صحرا مین پہونچے دیکھا ایک جوان اندوہ ناک بال سر کے بہت بڑھے ہوے
ہین چہرے پر گرد بھی جمی ہوئی ہی بقول شاعر فرد مارا ز خاک کویت پیراہن ست
بر تن + آنہم ز آشنای حسرت صد چاک تا بدامن + سر جیب کا گئے ہوے زار زار مثل
ابر نو بہار کے رو رہا ہی اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین نظم

نالے کرینگی جو بندے کو اجازت ہوگی
حشر ہو جائیگا ای جان قیامت ہوگی

ای صنم وصل ترا مجکو میسر ہوگا +
کچھ اگر عشق مجازی کی حقیقت ہوگی

حال انجام کا آغاز مین معلوم نہ تھا
کیا یہ سمجھے تھے محبت مین مصیبت ہوگی

ہی شب وصل مین گھڑیال کا بجنا سر چوٹ
صبح ہو جائیگی تو کیا مری نوبت ہوگی

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین
ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

مجھسے اک روز معلم سے بگڑ جائیگی
بحث ای طفل دبستان تری بابت ہوگی

خون عاشق کی گواہی کے لیے محشر مین
تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہوگی

ای صبا عشق حقیقی نہ بتون کو ملجائے
گر ہوا یہ تو امانت مین خیانت ہوگی

سعد شہریار کا دل بیقرار ہو گیا قریب آکر فرمایا ای گرفتار دام مصیبت ہمسے تو
اپنا حال کہو کیا گذرتی ہی تمھارے رونے نے دل بیچین کر دیا ہی جب شاہزادے
نے بہت کہا تب اُس جوان نے سر اُٹھایا جمال جہان آرا دیکھ کر حیران ہو گیا سلام
کیا اور عرض کی کہ آپ میرا حال زار نہ پوچھیے کیا کہون کہ مجھپر کیا گذری حال میرا
لائق عرض کرنے کے نہین ہی سعد نے کہا کہ ای برادر شاید وقت حل مشکل آیا ہو

اور تمھاری مراد حاصل ہو جب سعد نے اس طرح کہا تو اُس جوان نے ٹھنڈھی
سانس کھینچی کہا اے شہریار اصل کیفیت یہ ہی کہ مین فرزند ارتضاے جنگ جو کا
ہون ہماے تاجدار میرا نام ہی اتفاق سے ایک دن براے سیر نکلا قریب شہر
کے صحرا مین ایک پہاڑ ہی اُسپر حسین قزاق رہتا ہی اُسکی بیٹی کو دیکھکر مین عاشق ہوا
آب و دانہ ترک ہوا آخر باپ نے مصاحب بھیجے اُنھون نے آکر دریافت کیا مین نے
بیان کر دیا کہ حسین قزاق کی بیٹی پر عاشق ہوا ہون اُسی کے غم مین یہ نوبت ہوئی
ہی آٹھ پہر اُسی کی یاد کرتا ہون مثل بلبل فریاد کرتا ہون مصاحبون نے جاکر باپ سے
کہا باپ نے حسین قزاق کو پیغام دیا وہ خوش ہوا کہ شاہزادہ والا تبار سے میری
بیٹی کی شادی ہوتی ہی وہ پیغام قبول کر لیا حسین قزاق جو آیا باپ نے بلاکر مجکو
دکھلایا اُس دن کی خوشی کا کیا عرض کرون کہ پھولا نہین سماتا تھا بند قبا ٹوٹ گئے
پھر سامان شادی شروع ہوا حسین قزاق نے مانجھا بھیجا زعفرانی جوڑا پہنا
کئی مصاحب جوان حاضر خدمت باپ نے بڑی خوشی کی شہر سے لیکر تا بہ کوہ
حسین قزاق روشنی کرائی گئی بازارین آراستہ ہوگئین معلوم ہوتا تھا کہ ایک
میلہ جمع ہوا ہی کٹورا کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہورہی ہین ایک جانب سُرخ
و سبز و زرد پالین استادہ ہین اُنمین نازنینین حسین و جمیل تخت پر بیٹھی ہین سامنے
حقہ رکھا ہی گانہک چلے آتے ہین ہر شخص آواز دیتا ہی کہ اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان یہ روپیہ حاضر ہوتا ہی دم کی خبر رہے اپنے ہاتھ سے حقہ پلائیے
الغرض مین برات لیکر چلا باپ نے خوشی کی مجکو گود مین لیکر بیٹھے روپیہ لٹاتے چلے
فوجون کے ہنگامے جوانان سُرخ پوش ہمراہ مکان پر دُلھن کے پہونچے رسمین
ہونے لگین مین ہاتھی سے اُترا بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا قاضی نے آکر نکاح پڑھا
بعد اُسکے قاضی رخصت ہوے تھوڑی دیر کے بعد دس عورتین نظر آئین اُن عورتون
کو دیکھکر مین نے پوچھا کہ ان سے کیا مطلب ہی حسین نے کہا کہ یہ ہماری بیٹی کے
ساتھ رہتی ہین دولھا کو دیکھنے آئی ہین باعث یہ ہی کہ دلھن بہت حسین ہی اگر دولھا

بھی ویسا ہی ہوگا تو یہ جا کر کہدینگی کہ ٹھیک ہی مجکو یقین کامل ہی کہ دولہا بھی ویسا ہی ہوگا آپ کی عنایت سے اُن عورتون نے جا کر دلھن سے بیان کیا کہ دولہا بے مثل و بے نظیر ہی حسن مین رشک ماہ منیر ہی غرضکہ رخصت کے وقت حسین قزاق نے بہت کچھ دیا کئی سو چھکڑے جہیز سے لدے ہوے ساتھ ہوے جب مین نے عروس کو سوار کرایا تو اس وقت کی خوشی کیا عرض کرون بادشاہ تو آگے بڑھ گئے مین بدنصیب تخت پر سوار رہوا باپ نے میرے کوئی بات نہین اُٹھا رکھی خوب روپیہ لٹایا اُس پہاڑ کے آگے ایک پہاڑ ہی کہ اُسے کوہ قزاقان کہتے ہین تمام ملکون مین مشہور ہو گیا تھا کہ حسین قزاق کی بیٹی کا عقد ہمارے تاجدار کے ساتھ ہوا ہی اُس درۂ کوہ مین مثال نامے قزاق رہتا تھا جب برات اُسکے درے کے قریب پہونچی تو وہ قزاق گینڈے پر سوار ہو کر نکلا نعرہ کرکے آپڑا ہرچند کہ باپ کے ساتھ بہت لوگ تھے لڑائی کو روک رہے تھے کہ مثال بڑھا قریب محافے کے آیا مین نے جو دیکھا تاب باقی نہ رہی پکار کر کہا کہ او نالائق خبردار اُدھر نہ جانا تو مال کے واسطے آیا ہی جسقدر چاہے مال لیجا اُسنے کچھ جواب نہ دیا پردہ محافے کا اُسنے اُٹھایا مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا مین جا پڑا اگرچہ اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا لوگ مجھے ہٹا لائے اُس بیحیا نے محافے سے ملکہ کو نکال لیا گینڈے پر سوار کیا مین لڑتا بھڑتا پھر سامنے مثال کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا مین نے نیزہ توڑ ڈالا اور ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے روکا روک کر اُسنے جو ہاتھ مارا تو میرا سر زخمی ہوا مصاحبون نے مجکو پھر ہٹا لیا مثال قزاق لڑتا ہوا ملکہ کو لیگیا مین بیقرار ہو کر یہ اشعار پڑھتا رہگیا نظم

وہ نازنین ہے نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا + جو بیٹھی پھولونکی بدھی تو دردشانہ ہوا
شب اُسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا + ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا
نہ زلف یار کا خاکہ بھی کرسکا مانی + ہر ایک بات مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا
تو انگرونکو مبارک ہو شمع کافوری + قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا
بھرا ہی شیشۂ دل کو مے محبت سے + خدا کا گھر تھا جہان وان شرابخانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون	لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا
اثر کیا تپش دل نے آخر اُسکو بھی	رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا
خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی	کہ بیکسون کے مزارونکا شامیانہ ہوا
یہ آج شام ہی سے وہ سو رہے آتش	ہمارا نالۂ دل گردش کو فسانہ ہوا

والد نے جو مجکو بہت بیقرار پایا اُس ظالم کو نامہ لکھا کہ جسقدر کہو تم کو روپیہ دین مگر ملکہ کو دیدو اُسنے جواب دیا کہ جو کوئی مجکو زیر کرے تب معشوقہ لیوے ملکہ کے باپ حسین قزاق نے جاکر مقابلہ کیا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا میرے باپ نے قصد کیا اور لشکر کشی کر کے گئے مثال قزاق جوشان و خروشان نکلا میرے باپ کو بھی زخمی کیا مین کئی مہینے بیمار رہا مگر وصل اُس نازنین سے آج تک نہین ہوا اُسی کے غم مین دیوانہ ہو کر نکل آیا اس نخل کے نیچے آکر بیٹھا ہون یہ میرا حال ہی سعد شہریار نے کہا کہ ای برادر ہم اُس سے مقابلہ کرین گے اگر خدا چاہیگا تو تمھاری معشوقہ تم سے ملا دین گے ہمارے تاجدار سُنتے ہی اُٹھ کر گرد پھرنے لگا کہنا تھا ای مسیحای زمان آپ کی باتون سے دل کو تقویت ہوئی سعد کے ساتھ ہمارے تاجدار آیا اِسکا باپ بھی سُنکر پہونچا اور سعد کے قدمون پہ گر پڑا باپ بیٹے دونون کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوے دوسرے دن سعد شہریار نے کوچ کیا قریب کوہ مثال آکر اُترے مثال قزاق نے خبر سُنی کہ ہمارے تاجدار بادشاہ اسلام کو ساتھ لیکر آیا ہی اُسنے مقابلہ پڑیگا جوشان و خروشان درۂ کوہ سے نکلا میدان مین آکر آواز دی کہ وہ کون جوان ہی جو ہمارے تاجدار کی مدد کو آیا ہی میرے مقابلے مین آوے تو حال معلوم ہو سعد شہریار نے مرکب بڑھایا سامنے مثال قزاق کے آئے مگر مثال نے جو صورت زیبا دیکھی عاشق ہو گیا کہتا ہی آپ مجھسے مقابلہ نہ کرین اور ای شہریار مین اُس کی محبت مین دیوانہ ہو رہا ہون کئی مہینے سے میرے پاس ہی مگر قبول نہین کرتی ہی امیدوار ہون کہ اُسکو سمجھا دیجیے سعد نے فرمایا کہ یہ مجھسے نہ ہوگا ہمارے تاجدار پیشتر مسلمان ہوا اب مین تمھاری فریاد کیونکر سنون بس اب بہتر

اسی مین ہی کہ صبر کرو مین مشتاق ہون کہ تمہارا زور دیکھون مثال قزاق نے نیزہ مارا سعد شہریار نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھہ تلوار کا مارا سعد شہریار نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھہ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون مگر مثال لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آ گئے کشتی ہونے لگی لشکر جانبین کے تماشا دیکھہ رہے ہین کہ سعد نے تنگ کر دیا ہی جہان پکڑ لائے دو چار گھسے ایسے مارے کہ مثال قزاق کی زرہ پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے خون بہہ رہا ہی مگر لڑے جاتا ہی لڑتے لڑتے تین پہر گذر رہے پہر دن رہے مثال نے دونون مونڈھے تھامے ریل کرے دوڑا پانچ چھہ قدم پر آکر سعد شہریار پلٹے پچیس قدم پر ریل کر لائے وہان آکر ایک مارا کہ دونون گھٹنے اُسکے زمین سے ملے سعد نے ہاتھہ ڈھیلے کر دیے اور فرمایا کہ لنگر تو قایم کر لو کوئی عذر باقی نہ رہے مثال نے لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق زمین ہوا سعد شہریار نے کمر زنجیر مین ہاتھہ ڈالا اور نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس جم تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + پہلے زور مین لنگر اُکھیڑ کر تابہ زانو لائے دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین پر پھینکون مثال نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین تابعدار ہون جو حکم فرمایئے بجا لاؤن سعد نے مثال قزاق کو کلمہ پڑھایا کہا معشوقہ کو لاؤ مثال رونے لگا کہا ای شہریار سامنے ایک قلعہ ہی کہ مبہوت دراز دندان وہان کا حاکم ہی بیٹی اُسکی مہتاب رخسار نام ہی مدت سے اسیر عاشق ہون مین نے بہت پیغام بھیجے مگر مبہوت نہین قبول کرتا جواب دیتا ہی کہ مین قزاق کے ساتھہ اپنی بیٹی کی شادی نہ کرونگا مین نے ناچار ہو کر عرضیان بھی لکھین مگر وہ مغرور ایسا ظالم ہی کہ جواب صاف دیے پھر ایک عرضی کی پشت پر یہی جواب لکھدیتا تھا حلوا خوردن را روے باید ای مثال قزاق بادشاہون کی بیٹیان قزاقون کے گھر نہین جاتی ہین یہ خیال خام اور تصور ناتمام دل سے دور کرنا چار ہو گیا اب حضور سے اطلاع کرتا ہون امیدوار ہون کہ مراد اپنی پاؤن اس معشوقہ سے دل لگایا اُسنے ہمیشہ مجھسے نفرت کی

نے مجھے بھی اسکا ساتھ منظور نہین ہی یہ کہکر قفس ہٹوادیا سعد شہریار نے دھوم
سے بیاہ ستارہ جبار کا عقد ساتھ محبوب کے کیا اور مثال کو مع قزاقون کے ساتھ
لیا طرف قلعۂ مبہوت کے چلے مبہوت کو خبر ہوئی کہ مثال قزاق طلسم کشا کو
ساتھ لیکر آتا ہی رفیقون سے صلاح کی رفیقون نے کہا کہ وہ بڑے بہادر ہین جادو
ازین صاحب لوح ہین چاہتے ہین کہ اپنے کو تا بمرحلۂ ہفتم پہونچائین اگر وہ
یہان تک آ گئے تو بیشک قلعہ فتح ہو جائیگا مبہوت گھبرایا سب نے کہا قلعے سے
نکل چلیے صحرا مین بسر کرینگے جب وہ چلے جاوینگے تو ہم لوگ چلے آوینگے شاید
کوئی صورت پیدا ہو مبہوت نے اس بات کو پسند کیا فورًا کچھ اسباب لدوایا
دو چار سو خوان کھانے کے بھی ہمراہ لیے اس طرح سے مبہوت نے قلعے سے چلنے
کا ارادہ کیا بیٹی کو بھی ساتھ لے لیا اور بھانجے کو اپنے حاکم قلعہ کیا کہا جب بادشاہ
آئین تو تم جاکر ملاقات کرنا اور عرض کرنا کہ وہ بیٹی کو ساتھ لیکر برائے شکار گئے
ہین مگر اب سال بھر مین آئین گے مین ناچار ہون اگر وہ معشوق میرے قبضے مین
ہوتی تو مین فورًا حاضر کرتا یقین ہی کہ ان کو تمھارے حال پر رحم آئے اور کچھ نہ کہین
یہ سب سامان کرکے مبہوت روانہ ہو گیا چند دن بہت پھرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا
کہ نہایت ویران کف دست میدان تھا بونڈلے گرد کے ہر طرف اڑتے پھرتے ہین
زاغ و زغن بیحساب ہر طرف دکھین طائرون کا جماؤ ہی چونکہ دن کم باقی تھا اسی
مقام پر اتر پڑا ساتھ والون سے کہا اب اسی مقام پر اترنا مناسب ہی رات
یہان بسر کرین گے صبح کو نکل چلین گے سب اسی مقام پر اتر پڑے مگر ایسا صحرا
گرم ہی کہ کسی کو نیند نہ آئی اپنے اپنے بسترون پر بیٹھے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ صحرا ہی یا کرۂ نار جب ہوا چلتی ہی تو منہ پھنک جاتا ہی مبہوت بھی گھبرا کے
خوابگاہ سے نکل آیا رات قلیل باقی ہی کہ آندھی سیاہ اٹھی خاک اڑنے لگی ہر سمت
ایسی تاریکی چھا گئی کہ سب لوگ گھبرانے لگے سامنے درخت چنار تھا دیکھا اسپر سے
ایک ساحرہ اترتی ہوئی آتی ہی بال سر کے پریشان تھیلی باندھے ہوئے ایک

چادر سیاہ سر پر درخت پر سے جو مبہوت کو دیکھا کہا اے برادر تم قلعے کے رہنے والے
یہان کیونکر آئے مبہوت نے کہا کہ اے ملکہ صحرالورد عجب مصیبت مین ہون کہ
غریب الوطن ہو اجنگلون مین پھر رہا ہون بادشاہ اسلام سعد بن قباد کہ فتاح
طلسم جمشیدی ہین قلعے پر آتے ہین اور خواہش یہ ہی کہ میری بیٹی کے ہمراہ مثال
قزاق کی شادی کرین ہمارے تاجدار بھی اُن کے ساتھ ہی جب مین نے دیکھا کہ
اُن کا مقابلہ نہ کرسکونگا قلعہ ہاتھ سے جائیگا بیٹی قزاق کے گھر مین جائیگی آخر
ناچار ہو کر آوارہ وطن ہوا اس صحرا مین پہونچا مجبور ہو کر اُتر پڑا تو اے صحرالورد
اگر ہو سکے تو اس وقت مین ہماری مدد کرو صحرالورد نے کہا کہ مین چلتی ہون
جاتے ہی وہ آفت برپا کرون کہ سب بھاگ جائین سامنے قلعے کے نہ ٹھہر سکین
سب نے کہا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا وہ صاحب لوح ہین صحرالورد نے کہا دوسری
تدبیر یہ ہی کہ اُنکے ساتھ والے اُنکے دشمن ہو جائین کیا تعجب ہی کہ وہ ہی سب ملکر
اُن کو قتل کرین مبہوت نے کہا اے ملکہ بڑا احسان ہوگا مہتاب رخسار
بھی اسی غم مین آٹھ پہر رویا کرتی ہی میرے ساتھ نہ آتی تھی اور کہتی تھی کہ آپ
مجھکو یہان چھوڑ جاوین جب وہ جبر کرین گے تب مین اپنی جان دیدونگی یہ سنکر
صحرالورد نے کہا آپ چلیے اور چل کر قلعہ کو آراستہ کیجیے مین بھی تھوڑے عرصے
مین آتی ہون مبہوت خوش ہو گیا خوشی خوشی پلٹا ساتھ والون سے کہنا ہوا کہ
یہ مدد خداوند جمشید ثانی ہی کہ تم لوگ آوارہ ہو کر نکلے تھے اب خوشی خوشی
اپنے وطن چلو دیکھا سب نے کہ کس طور سے وہ آئی تھی معلوم ہوتا ہی کہ رات
کو یہ اسی صحرا مین رہتی ہی غرض سب نے کوچ کیا پلٹ کر قلعے مین آئے اور یہ خبر
سُنی کہ کل وہ سب آجائینگے قلعہ بند کیا خندق پانی سے بھر کر دی توپین برجون
پر لگا دین دوسرے دن دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ جمجاہ آگے آگے پہلو مین
مثال قزاق اور ایک طرف ہمارے تاجدار پشت پر لشکر چار ہزار جوان مسلح
و مکمل آکر اُترے مبہوت کو نامہ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے مبہوت ہم تم سے

کہتے ہین کہ مثال قزاق نے قزاق ترک کی اب وہ ہمارا افسر ہی بہتر یہ ہی کہ اپنی
بیٹی کا عقد مثال کے ساتھ کردو یہ جو نامہ بادشاہ نے تیار کیا پکارا کہ آواز دی
کہ تم مین سے ایک جوان چاہتا ہون کہ یہ نامہ لیکر جائے اور مبہوت کو سمجھائے
کہ سلطنت نہ بگاڑو و بخشین کو حاکم قلعہ کرونگا کیا مجال ہی کسی کی کہ تمھارے آگے بولسکے
مثال قزاق اپنے مقام سے اُٹھا اور نامہ لیکر چلا اس خوشی مین کہ خبر در محبوب
تک تو پہونچیگا جب سامنے قلعے کے پہونچا وہان سے گولے پڑنے لگے مثال
نے رومال ہلایا اہل قلعہ کو معلوم ہوا کہ نامہ دار ہی اندر قلعہ کے بلا لیا مثال نے
جا کر ادب سے مبہوت کو سلام کیا مبہوت مثال قزاق کو دیکھکر بہت جھلایا
مگر بارگاہ مین جگہہ دی مثال قزاق نے وہ نامہ پیش کیا مبہوت نے جو وہ نامہ
پڑھا جھلا کر نامہ چاک کر ڈالا مثال قزاق نے کہا کہ او بے ادب یہ تو نے کیا
کیا ایک پہلوان سرکوب نامے پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ ای مثال قزاق
ہمارے شاہ سے سخت گفتگو نکرو یہ نامہ اسی لائق تھا مثال قزاق نے کہا کہ
او سرکوب تو کیون دخل دیتا ہی سرکوب نے ہاتھ تلوار کا مارا مثال قزاق
نے وار خالی دیکر ایک طمانچہ مارا کہ سرکوب دنگل سے گرا پھر مثال نے اپنے
مقام سے اُٹھکر سرکوب کو چیر ڈالا قضاے کار مہتاب رخسار بالاے بام
سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی تھی کنیزون سے کہتی تھی کہ دیکھو صاحبو کیسا بہادر ہی
کہ اکیلا نامہ لیکر آیا اور سرکوب کو مارا سرکوب کے مرتے ہی اور پہلوان بگڑ گئے
مثال قزاق اُن سب سے لڑنے لگا دو چار جوان اسنے مار ڈالے مبہوت
چاہتا ہی کہ اس کو گرفتار کرون مگر کسی کی مجال نہین ہی کہ مثال قزاق کے
قریب آئے جو قریب آیا مثال کے ہاتھ سے مارا گیا مہتاب رخسار کوٹھے سے
دعا کر رہی ہی کہ ای مسلمانون کے خدا اسے نادیدہ میرے وارث کو بچانے نظم

حق چو امیر میکند پیدا ز سنگ — قطرہ را بخشند چو گوہر آب و رنگ
گربہ را سازد ضعیف و ناتوان — زور سر پنجہ بہ بخشند با پلنگ

تازہ تازہ میسد ہر دم شکار +
بر د انسان را ابران عالی مکان
گہ کند یا صلح اصلاح جہان
میشود تعمیل احکام خدا +
صاحب بینش چہ بیند قدرتش
بینوا را سلطنت بخشد خدا
میدہد از ابر رحمت کردگار +
رنگ تازہ روز و شب شام و سحر
اہل دولت را فراخی داد حق
جن و انسان جملہ وحش و طیر را +
گاہ از سبزہ نماید آب و تاب
ہندی آن صورت کجا آید نظر

رازق روزی بشیر تیز چنگ
مرکب اندیشہ بجاے کہ لنگ
انتظام خلق گہ سازد بجنگ
در زمانہ بیتوقف بید رنگ
صاف ماند صورت آئینہ دنگ
او بہ گم نامان بہ بخشد نام و ننگ
سبزہ و گل را بہ گلشن آب و رنگ
میشود ظاہر ازین کاخ دو رنگ
تنگدستان را بہ تنگی کرد تنگ
روزی ہر روز بخشد بید رنگ
گاہ ظاہر سازد از گل بو و رنگ
تا نگردد دور از آئینہ زنگ

ای کریم و رحیم میرے وارث کو بچا لے اس بدعت سے امان دے کیسے نامنصف
لوگ ہین کہ ایک اکیلے پر یہ بلوہ مگر وہ رستمانہ لڑ رہا ہی کسی سے نہین دبتا ہی جو
جمشید ثانی کو پکارنے لگا کہ یا خداوند میری مدد کیجیے مین نے کیون نامرد
پچھاڑا کیسے کیسے پہلوان مارے گئے میری طرف ہر مرتبہ قصد کرتا ہی لیکن
نمک حلال جمع ہین وہ مجھ تک نہین آنے دیتے حقیقت مین جیسا اسکا سردار
ہی ویسا ہی ملازم ہی قیامت برپا کردی تمام بارگاہ خون سے رنگین ہی مبہوت
نے جو بیقرار ہوکر آواز دی وہ ہی آندھی سیاہ اُٹھی مبہوت نے کہا یارو ابھی نہ
گھبراؤ فقط اس کو گھیرے رہو ملکۂ عالم آتی ہین وہ آتے ہی گرفتار کرلیونگی اسوقت
یہ مجبور ہوگا مبہوت نے دیکھا کہ صحرا نورد آسمان سے اُترتی ہوئی آتی ہی
مبہوت نے سلام کیا کہا ای صحرا نورد اس جوان نے آفت برپا کردی ہی
صحرا نورد نے دیکھا کہ ایک پہلوان رستم وشت تیغ مین گھرا ہوا ہی اُسکے قریب

کوئی نہین جانتا مبہوت سے کہا یہ جوان کون ہی مبہوت نے کہا نامہ دار طلسم کشا
ہی ای ملکۂ عالم اسکو گرفتار کرلو صحرا النورد نے سحر کیا کہ مثال قزاق چرخ مار کر
گرا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی مبہوت نے اشارہ کیا لوگ ٹوٹ پڑے بیہوشی
مین مثال قزاق کو گرفتار کر لیا آہنگر کو حکم دیا کہ اسکو مسلسل و مطوق کرو جب
مسلسل و مطوق ہو چکا تو حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو دیکھو صاحبو تم لوگون نے
ملکہ کا کمال دیکھا کہ ایک اشارے مین یہ جوان گرفتار ہو گیا صحرا النورد نے کہا
آج شب کو سحر روانہ کرونگی ہمراہیان شہریار اُن کے دشمن ہو جائین گے لوح
کام نہ آئیگی مگر بہرکاردن نے سعد سے جو وہان موجود تھے بادشاہ سے
آکر سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ مثال قزاق کو سحر کر کے گرفتار کر لیا ہی
بادشاہ نے حکم دیا کہ اسی وقت طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا قزاقون نے
کہا بھی کہ اگر حضور فرماوین تو بلوہ کر کے قلعے کو لے لیوین اپنے افسر کو رہا کرین
بادشاہ نے فرمایا مجکو قلعے مین چلنے مین عذر نہین ہی مگر یہ نہین چاہتا ہون کہ کوئی
ضائع ہو مین خود تم سب کے ساتھ چلونگا اس قلعے کی کیا حقیقت ہی مبہوت
کو خبر پہونچی کہ بادشاہ نے طبل جنگی بجوا دیا صحرا النورد سے کہا کہ بادشاہ نے
طبل جنگی بجوایا ہی صحرا النورد یہ سُن کر ایک گوشے مین جا بیٹھی سحر کرنے لگی
تیاریان ہونے لگین مگر بادشاہ اپنے سردار کے واسطے اسقدر بیقرار ہین
کہ شب بھر نیند نہین آئی پہر رات رہے دیکھا کہ ایک ابر آسمان پر آیا برستا
ہوا نکل گیا صبح کو بادشاہ دربار مین آکر بیٹھے اس انتظار مین تھے کہ سردار
آلین تو سوار ہون کہ چند سردار آئے آتے ہی بادشاہ سے گفتگو کرنے لگے
کہ کیون حضور آپ نے مذہب ہمارا کیون لیا ہم آپ سے اِسکا بدلہ لین گے
بادشاہ نے فرمایا کہ ای سرداران نامی تم اپنے ہوش مین نہین ہو سب نے
کہا ہم آپ کا کہنا نہ مانین گے اور آپ کو قتل کرین گے تھوڑے ہی عرصے مین
سب قزاق آکر جمع ہو گئے بادشاہ کو گھیر لیا بادشاہ ہرچند لوح چمکاتے ہین

مگر کوئی نہین مانتا چاہتے ہین کہ بادشاہ پر ٹوٹ پڑین اور بادشاہ کو قتل کرین لیکن
بادشاہ قبضے پر ہاتھ رکھے ہوے خاموش بیٹھے ہین ایک ایک کو سمجھا رہے ہین
کہ بھائیو سمجھ کر کلام کرو گستاخ نہ ہو مین تم سب سے باہر نہین ہون ایسا نہین ہون
کہ مین تم سے ہٹ جاؤن کیون بلوہ کرتے ہو مگر ہمارے تاجدار اور باپ اسکا
دمبدم یہی کہہ رہا ہی کہ حضور ہم لوگ نہ مانین گے جس طرح سے ممکن ہوگا آپ کو قتل
کرین گے بادشاہ نے فرمایا مجھکو قتل کرکے زندہ نہ بچو گے ہمارے تاجدار نے ارادہ
کیا کہ ہاتھ تلوار کا مارون مگر بادشاہ اسی انتظار مین تھے کہ یہ لوگ حملہ کرین تو
مین جواب دون دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز
یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ یہ لوگ سحر مین ہین نہایت مشکل ہی کیونکہ یہ لوگ میرا کہنا مانین
دیکھیے انجام کیا ہو بادشاہ اس تردد مین تھے کہ یکایک زمین شق ہوئی اور یاقوت جنی
پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا وہ پرچہ آکر بادشاہ کے ہاتھ مین دیا کہا
ای شہریار یہ سب سحر صحرا النورد کا ہی اس پرچے مین اسم لکھا ہی اسکو پڑھکر ان
سب پر پھونک دیجیے وہ پرچہ بادشاہ ہاتھ مین لیتے ہی اسم پڑھنے لگے سب کے
پہلے ہمارے تاجدار پر وہ اسم پڑھ کر دم کیا کیونکہ یہ سامنے کھڑا تھا پھر اُس
پرچے کو سب کو دکھایا جسکی نگاہ اُسپر پڑ گئی سحر اُتر گیا ہمارے تاجدار قدمون پر
گر کر کہا حضور معاف فرمائیے ہم اپنے ہوش مین نہ تھے یہی دل چاہتا تھا کہ آپ کو
قتل کرین لیکن وہ ہاتھ ٹوٹین کہ جن ہاتھون سے آپکے قتل کا ارادہ کیا تھا وہ آنکھین
پھوٹ جائین کہ جن سے آپ کو بہ نگاہ بد دیکھا بادشاہ نے ہمارے تاجدار کو گلے
سے لگا لیا سب قزاق راہ پر آئے اُس پرچے کو بادشاہ نے کمر مین رکھا بارگاہ
سے نکل کر کھڑے ہوے حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ تھا سردار بھی سب گرد کھڑے تھے
پھر لکۂ ابر آسمان پر اُٹھا بادشاہ دیکھ رہے ہین کہ وہ لشکر پر آکر محیط ہوا لشکر
اسلام کو گھیر لیا یکایک ہوا چلی بوندیان پڑنے لگین بادشاہ نے لوح محفوظ
کو چمکایا جس مقام پر لوح چمکی اُس مقام سے ابر ہٹ گیا مگر ہر طرف سے ابر سیاہ

کے ٹکڑے اُٹھو سے ہین بادشاہ نے شیشہ پانی کا منگایا اُس پہ لوح کو چمکایا اور
اسم حاشیہ پڑھ کر پانی پہ دم کیا تمام لشکر پر وہ پانی چھڑکوا دیا اب قطرہ پانی کا
نہین برستا ہی ابر رُکا ہوا کھڑا ہی یاقوت جنی نے عرض کی کہ بہرا سے چند ساعت
لوح محفوظ مجھکو دیجیے تو مین جاکر اس ابر کو مٹاؤن بادشاہ نے لوح محفوظ گلے
سے اُتاری اُتار کر یاقوت جنی کو دی یاقوت جنی لوح محفوظ لیکر بلند ہوا جاکر
ابر سے لوح محفوظ کو مس کیا جیسے ہی لوح ابر سے مس ہوئی ایک دم ٹوٹا ہوا
ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا ابر کے غائب ہوتے ہی بادشاہ گھوڑے پر
سوار ہوے سب سردار پشت پر ہین مبہوت نے دیکھا کہ ابر بھی مٹا جو لوگ شاہ
کے دشمن تھے وہ ہی سب آتے ہین اور ایسے آمادہ ہین کہ چاہتے ہین جاکر قلعے کو
اُڑا دیوین ٹاپون سے پامال کرین مبہوت نے کہا ای صحرا النور دسحر کا تمھارے
خاتمہ ہو چکا اب مناسب ہی کہ گولہ اندازون کو حکم دو صحرا النورد نے کہا کہ ای
مبہوت مین نے ایسا سحر کیا کہ ہاتھ زخمی ہی گوشت کاٹ کاٹ کر پھینکا مگر کوئی زور
نہ چلا یہ کہکر طرف گولہ اندازون کے پلٹی اور کہا گولے مارو گولہ اندازون نے
توپون کو جھکایا صحرا النورد نے نہین معلوم کیا پڑھ کر پھونکا کہ توپین گرجین اور
پھٹ گئین آگ اُگلنے لگین بادشاہ کے ہاتھ مین گرز ہی مگر پشت پر جتنے لوگ تھے وہ
اُڑ گئے بادشاہ نے یہ معرکہ دیکھ کر سب کو روکا فرمایا تم لوگ ٹھہرو مین اکیلا جاتا ہون
یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مہتاب رخسار بام پر سے دیکھ رہی ہی کہ بادشاہ آتے ہین
گولون کو رد کرتے ہوے کہنے لگی ایسے بہادر نگاہ سے نہین گذرے تھے مبہوت
نے کہا ای صحرا النورد اب کیا تدبیر کرون بادشاہ گولون سے نہین ڈرتے ہین
صحرا النورد نے کہا تمھارے یہان مثال قزاق قید ہی اُسکو بالاے قلعہ لاؤ
اور زیر تیغ بٹھاؤ بادشاہ سے کہو مجھے ایک شب کی مہلت دو اگر نہ مانو گے
تو مین مثال قزاق کو قتل کر ڈالونگا قتل ہونا اپنے سردار کا گوارا نہ کرینگے اور
پلٹ جائینگے کوئی صورت جان بچنے کی اور نہین ہی مہتاب رخسار نے بھی کوٹھے سے

دیکھا کہ مثال قزاق کو سب کھینچتے ہوے لائے بادشاہ جمجاہ قریب خندق کے پہونچ چکے تھے کہ مبہوت نے پکار کر کہا کہ ای شہریار آپ کا ملازم قتل ہوتا ہی ہم کو ایک شب کی مہلت دیجیے کل یا تو بیٹی کی شادی کر دینگے یا تو آپ سے لڑینگے مگر مہتاب رخسار کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر ہین نظم

منزل گور اب مجھے ای آسمان درکار ہی	مردم بیمار کو نقل مکان درکار ہی +
ساحل دریاے ہستی ہی کنارہ گور کا	کشتیِ تن کے لیے کب بادبان درکار ہی
دیکھیے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوبجائے	یار کو پیراہنِ آب روان درکار ہی +
کچھ علاج وحشتِ عاشق نہین جز خواب مرگ	ایسے دیوانے کو زنجیر گران درکار ہی

مہتاب رخسار نہایت بیقرار ہی اور کنیزون سے کہتی ہی کہ ساحرہ نے کیا مکر کیا مگر مثال نے پکار کر کہا کہ حضور مشقت کر کے آئے ہین اب میرے قتل ہونے کا خیال نہ کرین سعد شہریار نے فرمایا ای مثال کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم قتل ہو جاؤ پھر مین معشوقہ کو کسکے لیے لونگا یہ چاہتا ہون کہ قدرت پروردگار سے تم صحیح و سالم رہو اور مین قلعہ فتح کرون ای مبہوت مین پلٹا جاتا ہون میرے سردار کو نہ ستاؤ مجھے اشتیاق ہی کہ میرے ملازم کو تکلیف پہونچے مہتاب رخسار نے جو یہ سب باتین بادشاہ کی سُنین کنیزون سے کہا کہ بہادر ایسے ہوتے ہین اپنے نوکر کا کسقدر پاس ہی کہ قلعہ لے کر چھوڑ دیا مگر مین خوب سمجھ گئی کہ باپ میرے اطاعت اُن کی کسی طرح نہ کرین گے ساحرہ کی صلاح مین ہین وہ مکارہ جو کہتی ہی وہ ہی کرتے ہین خیر جو مجھے بن پڑیگا وہ کرین گے خواہ جان جائے خواہ رہے مقام افسوس ہی کہ ہمارا دارث تو قید مین ہی اور ہم آرام سے بیٹھے ہین یہ کھانا بجاے زہر ہی معشوق تک نہ پہونچنا قہر ہی یہ کہکر ایک گوشے مین جا کے بیٹھی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین صورت مثال کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کہ وزیر زادی اِسکی گل اندام نامے سامنے آئی آتے ہی قدمون پر گر پڑی کہا واری جو آپ کے دل مین ہی وہ ہم سے تو کہیے ہم سب آپ کے شریک ہین ملکہ رونے لگی کہا ای گل اندام تجھنے دیکھا

کہ صحرا الوزرد نے سحر کیا اُن کا کوئی حرج نہ ہوا آکر قلعے کو لیا مگر اپنے افسر کو زیر تیغ
دیکھا پلٹ گئے یہ نہ گوارا کیا کہ ہمارا ملازم قتل ہو ایسے جری و بہادر نگاہ سے
نہین گذرے ہونگے ای گل اندام کیا تدبیر کرون کہ اپنے معشوق مثال قزاق
کو رہا کرون یقین ہی کہ ناظرین مجکو برا کہین اور اگر کوئی ثابت قدمی ہمسے سرزد
ہوئی تو میان قمر صاحب حال ہمارا کتاب مین لکھین گے کہ ہزارون کی نگاہ سے
گذرے پڑھنے والے کہین کہ عورت نے کمال کیا معشوق کے واسطے اپنی جان
دیدی مین تو مسلمان ہو چکی جمشید ثانی پر لعنت کرتی ہون کنیزون نے کہا آپکے
باغ کے پہلو مین قید خانہ ہی کنج باغ سے نقب دیجیے قید خانے مین پہونچ جائیگی
وہانسے اُنکو رہا کر لائیے اپنے باغ مین رکھیے پھر آگے اور تدبیر بتائین گے
ملکہ خوش ہو گئین اور اس بات کو بہت پسند کیا چند کنیزون کو ساتھ لیا گوشۂ
باغ مین آئی چند کنیزون کو اشارہ کیا اُنھون نے نقب دینا شروع کی ملکہ بھی
شریک نقب ہین تھوڑی دیر کے بعد چہرہ نقب کا قید خانے مین ٹوٹا ملکہ ہمراہ
کنیزون کے قید خانے مین آئین دیکھا مثال قزاق زنجیر پر سر رکھے ہوے پڑا
ہوا ہی پائون کی آہٹ سُن کر دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین آفتاب عالمتاب سامنے
سے آئی آتے ہی قید مثال قزاق کی کاٹنے لگی مثال قزاق چہرۂ زیبا دیکھکر
حیران جمال و محو دیدار ہوا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی جو آپ نے مجھپر یہ پرورش کی یہ پرورش کا کیا باعث ہی مہتاب رخسار
نے سر جھکا کر کہا کہ مین بیہوت کی بیٹی ہون مہتاب رخسار میرا نام ہی تمہاری
رہائی کو آئی ہون مثال قزاق کو اسقدر جوش ہوا کہ قید توڑ ڈالی زنجیرین توڑ کر
پھینکدین ملکہ نے مثال قزاق کو ساتھ لیا اور نقب سے نکال کر اپنے باغ
مین لائین مسند آراستہ کی اُسپر بٹھایا کھانا سامنے آیا ملکہ ساتھ کھانے بیٹھین مثال
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جب تک آپ کلمہ نہ پڑھیے گا تب تک کھانا مین آپ کے ہمراہ
نہ کھاؤنگا مہتاب رخسار نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین پہلے ہی جمشید ثانی

لعنت کر چکی ہون مین نے دین اسلام اختیار کیا چاہتی ہون کہ یہان سے نکل چلیے مثال قزاق نے کہا ملکہ بڑے خرابی کی بات ہی ایسا نہ ہو کہ آقاے نامدار کے خلاف گذرے کہ کیون معشوق کو ساتھ لیکر بھاگے وہ جری و بہادر ہین اُنکے یہان قاعدے مقرر ہین ملکہ نے کہا صبح کو جب مبہوت سُنے گا تو بڑی آفت برپا ہوگی اور لشکر کشی کریگا مثال قزاق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین لشکر سے نہین ڈرتا ہون مین سعد شہر یار کا غلام ہون اگر دس لاکھ بھی آئین گے تو اُنسے سمجھ لونگا کسی مقام پر رُکونگا نہین آخر کنیزون نے بھی یہی کہا کہ اسی مقام پر رہیے جب وہ لشکر کشی کریگا تب دیکھا جائیگا گل اندام وزیرزادی نے کہا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ ایک نامہ لکھیے اور لکھ کر پیکان تیر مین باندھیے طرف بادشاہ کے پھینکیے بادشاہ کو خبر ہو جائیگی مثال قزاق نے کہا کہ ای وزیرزادی یہ بات خوب بتائی مجکو بہت پسند آئی جب بادشاہ کو خبر ہو جائیگی اور یہان جنگ شروع ہوگی خدا اُنکو سلامت رکھے فورًا تشریف لائین گے ملکہ نے کہا صاحب تدبیر ہو چکی بس اب کھانا کھاؤ مثال قزاق نے ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا ساقی بچے حاضر ہوے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی گائین عمدہ عمدہ سامنے آکر بیٹھین اور بجوش الحانی بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

وہ نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا + جو پہنی پھولونکی بدھی تو دردشانہ ہوا
شب اُسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا + ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا
نہ زلف یار کا خاکہ بھی کرسکا مانی + ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا
توانگرون کو مبارک ہو شمع کافوری + قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا
بھرا ہی شیشۂ دل کو مے محبت سے + خدا کا گھر تھا جہان وان شراب خانہ ہوا
نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون + لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا
اثر کیا تپش دل نے آخر اُسکو بھی + رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا
خدا درانہ کرے عمر چرخ نیلی کی + + کہ بیکسونکے مزارون کا شامیانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسایے سوتے ہے آتش | ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

مگر صبح کو بادشاہ کو خبر ہوئی کہ ایک تیر مورچے پر پڑا ہی اور پیکان تیر مین نامہ
بندھا ہی سعد شہریار نے حکم دیا کہ وہ نامہ میرے پاس لاؤ ملازم گئے اور جاکر وہ
نامہ لائے لاکر خدمت مین بادشاہ کی پیش کیا سعد بن قباد نے وہ نامہ پڑھا اُس
نامے مین لکھا تھا کہ ای شہریار دختر مبہوت مجکو اپنے باغ مین لائی ہی امیدوار ہون
کہ آپ تشریف لائیے قلعے کو فتح کیجیے بادشاہ جمجاہ وہ نامہ پڑھتے ہی فوراً ہتھیار
لگا کر تیار ہوے بادشاہ کے تیار ہوتے ہی سب تیار ہوے بادشاہ باہر نکلے
یہان مبہوت کو خبر ہوئی کہ قیدخانہ خالی پڑا ہی ہتھکڑیان اور بیڑیان کٹی پڑی
ہین مبہوت بہت حیران ہوا اور صحرالنورد سے کہا کہ ای صحرالنورد وہ جو گمان
تھا آج غلط ہو گیا کل مثال قزاق کی وجہ سے وہ سب پلٹ گئے تھے اب وہ ہرگز
نہین پلٹین گے کیا تدبیر کرون صحرالنورد نے کہا نہ گھبراؤ مین تدبیر کرونگی بادشاہ
نے گھوڑا بڑھایا مبہوت بالاے قلعہ آکر بیٹھا صحرالنورد بھی برابر بیٹھی ہی بادشاہ
یلغر کرکے چلے خیال ہی کہ ہمارا سردار مثال قزاق آرام سے ہوگا مبہوت نے
توپون کو حکم نہ دیا صحرالنورد سے پوچھا بتاؤ کیا تدبیر کرون صحرالنورد نے کہا کہ
ایک گنہگار کو بلایئے مین اُس کی صورت بدل دون اور مثال قزاق کی صورت
بنا دون مبہوت نے ایک گنہگار کو بلایا ساحرہ نے شکل بدل دی پھر اُسکو زیر تیغ
بٹھایا اور بادشاہ سے پُکار کر آواز دی کہ آپ کا سردار قتل ہوتا ہی دو راتون
کی ہمکو مہلت دیجیے بادشاہ نے بڑا افسوس کیا اور پُکار کر کہا کہ میرے سردار
کو تکلیف نہ دو مین پلٹا جاتا ہون دو روز مہلت مانگتے ہو مین مہلت دینے کو
موجود ہون بعد دو روز کے یا جنگ کرنا یا اصلاح کر لینا مبہوت نے مناسب
وقت جانکر بہتر کہدیا بادشاہ جو اپنے مقام پر آئے فیروزہ بن عمرو سے کہا کہ
ای یار وفادار خبر تو لاؤ کہ مثال پر کیا گذری فیروزہ نے کہا یہ مشکل ہی کہ
وہان تک جا سکون مگر حکم سرکار بجا لاؤنگا جس طرح سے ممکن ہوگا اپنے کو اندر

قلعے کے پہونچاؤنگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہی نامے مین یہ لکھا ہی کہ مین قید
سے رہا ہو گیا یہ کیا سبب ہوا کہ پھر بالاے قلعہ آیا فیروزہ نے کہا کہ اگر غلام
قلعے تک پہونچ گیا تو سب خبرین لاویگا یہ کہکر چلا رات کا وقت ہی گرد قلعہ پھرنے لگا
ایک مقام پہ دیکھا کہ ٹوٹی ہی سلاخین لوہے کی لگی ہین فیروزہ نے بیٹھکر سلاخین
کاٹین اندر آیا کمند بلند کر دیوار پہ چڑھا اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مثال قزاق فرحان
وشادان بیٹھا ہی ایک معشوق خوبرو و خوشخو و غنچہ دہن رشک چمن پہلو مین بیٹھی ہی
اور چند کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین فیروزہ دیکھتے ہی شاد ہو گیا دیوار سے
اُترا اصلی صورت پر سامنے مثال کے آیا مثال نے جو فیروزہ کو دیکھا کھڑا ہو گیا
ہاتھ ہاتھ مین ڈال لیے کہا ای ہنر والا گھر کیونکر آپکا اتفاق ہوا فیروزہ نے کہا
آپ کا نامہ بملاحظۂ شاہ گذرا یہ کیا باعث تھا کہ پھر تم کو بالاے قلعہ قید مین لکھا
ملکہ نے ہنس کر جواب دیا کہ اسکا یہ باعث تھا کہ صحرا لورد جادو صلاح کار
مبہوت ہی اُسنے سحر سے اور ایک گنہگار کو انکی شکل پر بنایا بادشاہ نے بڑا
دھوکا کھایا فیروزہ نے کہا کہ اب مین جاتا ہون صبح کو بادشاہ قلعہ تسخیر کرینگے
جب بادشاہ قلعے پر پہونچین تو ای مثال تم بھی نکل آنا اور جنگ آغاز کرنا مثال
نے سب باتین قبول کین فیروزہ باغ سے ملکہ کے نکلا یہان ملکہ نے کہا کہ کیون
ای مثال یہ عیار کیونکر آیا مثال نے کہا ہمارے شاہ ایسے خلیق ہین کہ میرا
قید ہونا اُن پر شاق ہی اپنی سپہ گری بھی دکھائی پھر چین نہ پڑا عیار کو بھیجا عیار
نے آکر مجکو دیکھ لیا اب کوئی خوف نہ رہا یہان صحرا لورد کا دستور ہی کہ صبح کو
پھرنے جاتی ہی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی کہ مثال قزاق پر نگاہ پڑی کہ باغ مین
ملکہ کے ٹہل رہا ہی تڑپ کر گری اور مثال کو لے گئی آکر مبہوت سے کہا کہ تمھاری
بیٹی کے باغ مین یہ تھا مبہوت نے کہا میری بیٹی کو مرد کے نام سے نفرت ہی کسی
کنیز سے یہ حرکت ہوئی ہوگی مگر بادشاہ پھر تیار ہوے صحرا لورد نے کہا کل تو فقط
تھا آج اصل قیدی موجود ہی جو مزاج مین آئے وہ [illegible] قیدی موجود [illegible]

مین اسکو قتل کرتا ہون بادشاہ نہ گوارا کرینگے فوراً پلٹ جائینگے یہ ذکر تھا کہ
نقارے پر چوب پڑی بادشاہ گھوڑا بڑھاکر چلے پشت پر سب قزاق مبہوت
نے کہاکہ جس طرح آتے ہین آنے دو خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ راستہ طے کر کے قریب
خندق پہونچے پکارکر آواز دی کہ کیون او مکار کل تو تونے خوب ہی فقرہ کیا
ایک ساحرہ کے بھروسے پر مکر کر رہا ہی ایک گنہگار کو بصورت مثال بنا کر
یہان لایا مجکو دھوکا دیا اب آج کیا کریگا مبہوت نے اشارہ کیا ملازم اسکے
مثال قزاق کو کشان کشان لائے جلاد کو سر پر کھڑا کیا پکار کر آواز دی پلٹیے
ورنہ اس کو قتل کرتا ہون بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ اختیار ہی قتل کرڈالو فیروزہ
دیکھو آیا وہ رو براہ ہوگا انتظار کرتا ہوگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھاکر ایڑ جو کی گھوڑا
طرارہ بھر کر خندق کو فرا گیا گرز ہاتھ مین تھا قصد کیا کہ پھاٹک توڑدن مبہوت
نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لے جلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا مثال نے
دونون ہاتھ اٹھائے ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کے کٹتے ہی مثال نے قید توڑ ڈالی
بالائے قلعہ لڑنے لگا سعد شہریار نے گرز سے پھاٹک توڑا اندر آتے ہی نعرہ کیا
نعرۂ بادشاہ اسلام ہے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس
وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + بادشاہ آگے آگے اور
پیچھے ہمارے تاجدار وغیرہ بھی اندر قلعے کے پہونچے گلی کوچے مین تلوار چلنے لگی عجب
ہنگامہ ہوا قزاقون کی لڑائی لوٹ بھی رہے ہین اور لڑ بھی رہے ہین تب مبہوت
نے کہاکہ اے صحر النور داب تم بھی سحر کرو مثال کو جانے دو مگر بادشاہ پر کوئی
ایسا سحر کرو کہ وہ بیکار ہو جائین صحر النور د اتری جس طرف سے بادشاہ آتے
تھے ایک گوشے مین کھڑی ہو کر سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین مگر بادشاہ لوح محفوظ
پہنے ہین انپر سحر تاثیر نہین کرتا مگر گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے لوح محفوظ کو
چمکایا گھوڑا قایم ہوا مبہوت جو گینڈے پر سوار ہوا لڑتا ہوا چلا بادشاہ نے
مبہوت کو دیکھا کہ جنگ کر رہا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی ایک ایک سے

کہتا ہی کہ یارو اگر یہ جنگ فتح ہوئی تو نہال کر دونگا اسقدر زر و جواہر دونگا کہ
سپرین تمھاری بھر جائین اسکے ساتھ والے مصروف جنگ ہین مثال بھی لڑتا ہوا
قلعے سے نکلا بادشاہ کو دیکھ کر قدمون کو بوسہ دیا کہا جسنے آپ کی غلامی کی اُسنے
دولت کونین پائی بادشاہ نے پوچھا ای مثال یہ کیا معرکہ تھا کہ رات کو تمنے فیروزہ
سے ملاقات کی اور صبح کو بالاے قلعہ پایا مثال نے عرض کی یہی ساحرہ مکارہ
مجکو اُٹھا لائی اس وجہ سے مجکو یہ بھیجا پاگیا لاکر زیر تیغ بٹھایا بادشاہ یہ سُنکر بہت
خوش ہوے فرمایا ای مثال ہم کو تمھارا بڑا قلق تھا ہم کو تمھارا قید ہونا بہت
شاق تھا شکر ہی کہ تمنے رہائی پائی لڑتے ہوے طرف مبہوت کے چلے مبہوت
نے دیکھا کہ اب کوئی صورت نجات کی نہین ہی تو سامنے بادشاہ کے آیا تیر مارنا
شروع کیے سعد شہریار نے سب وار رد کیے جب قریب پہونچے تو مبہوت نے
ہاتھ تلوار کا مارا مثال نے پکار کر کہا کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین اس مکار
سے سمجھ لونگا مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا انتہا کا غصہ تھا ہاتھ تلوار کا مار دیا
برق شمشیر جو چمک کر گری مبہوت کے دو ٹکڑے کیے فیروزہ بن عمرو ہمراہ تھا
مبہوت کا سر کاٹ کر بلند کیا سب نے جو سر مبہوت دیکھا تلوارین پھینک
پھینک کر حاضر خدمت ہوے مگر صحرا النورد نے دیکھا کہ مبہوت مارا گیا لوگ
اطاعت کرنے لگے بادشاہ سب کو سرفراز فرما رہے ہین خلق بادشاہ دیکھ کر عاپا
بھی اطاعت کر رہی ہی آپس مین کہتے ہین کہ سردار ایسا ہو کہ اپنے ملازم کے لیے
کیا کوشش کی یہ صحرا النورد تڑپ کر زمین پر گری ایک عقاب کی شکل بنکر قصد کیا
کہ نکل جاؤن مثال نے عرض کی کہ حضور وہ جاتی ہی بادشاہ نے کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا صحرا النورد کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو
پارگذر الاش صحرا النورد زمین پہ گرا فیروزہ نے اسکا بھی سر کاٹ لیا صحرا النورد
کے مرتے ہی سب نے اطاعت کی بادشاہ نے فرمایا ای مثال پاس اپنی معشوقہ
کے جاؤ اُسکو بھی خبر فتح سُناؤ مثال نے عرض کی ابتو حضور کے ساتھ ہون

خلق نے حضور کے بندہ کر لیا مین تو وہی تابعدار ہون بادشاہ سبکو ساتھ لیکر
بارگاہ مین آئے وزیر سے کہا کہ عقد کی تیاری کرو مثال کا عقد دختر مبہوت
سے ہوگا وزیر نے ترنج خوشبوئی سینے پر مثال کے مارا بادشاہ کو اُسی وقت
نذرین گذرنے لگین ہر طرف یہی صدا ہی کہ ایسے سردار کی اطاعت کرین کہ جنھون
نے اپنے ملازم کے واسطے کیا کیا تکلیفین اُٹھائین مگر اُس کو قید سے رہا کیا شبکو
سامان عقد ہوا مثال نے بعد عقد ہاکر گوہر مراد حاصل کیا صبح کو حاضر خدمت
ہوا بادشاہ نے وہانکی سلطنت بنام ملکہ مقرر کی کہا نقاب چہرے پر ڈال کر
تخت پر بیٹھا کرو وزرا انتظام کرینگے یہی تدبیر ہوئی اپنے سامنے شاہ نے
ملکہ کو تخت پر بٹھایا وزرا سے کہدیا کہ اچھی طرح انتظام کرنا قلعۂ نوبہار بھی مین
عملداری بادشاہ کی ہوئی ملکہ نے عرض کی کہ اگر خراج نہ پہونچے تو معاف کرنا
چاہیے کہ نئی نئی عملداری ہی اگر مناسب ہو تو میرے وارث کو واسطے تھوڑے
دنون کے اسی مقام پر چھوڑیے ایسا نہ ہو زمیندار روپیہ نہ دین بادشاہ نے کہا
ای مثال تم اسی مقام پر رہجاؤ بعد چند دن کے ہمارے پاس چلے آنا مثال
نے عرض کی کہ مین قدم اقدس نہ چھوڑونگا یہ وقت حضور کے تردد کے ہین
ایسے وقت مین ساتھ چھوڑ دون تو خدا کو کیا جواب دون آپ کی پرورش سے
قید سے چھوٹا معشوقہ پائی کیا شکریہ حضور کا ادا کرون بادشاہ نے فرمایا مین
تو بر سر راہ ہون ٹھہر نہین سکتا ضرور کل جاؤنگا اور طلسم کشائی مین کوئی ساتھ
نہین ہوتا ہی جو لوح کہیگی وہی کرونگا مثال قزاق ناچار ہوا ساتھ ملکہ کے
مصروف انتظام قلعہ ہی دوسرے دن بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای
فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اگر خدا فضل کرے اور صحرالنور دقتل ہو تو قلعے
سے نکل کر بائین پر جو صحرا ہی اُس صحرا مین بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھو یاقوت جنی
آئیگا کاندھے پر سوار کرکے جزیرۂ گمیاب مین پہونچائیگا کہ جہان کا حاکم و ناظم
میلاد خارہ شکن ہی بدون لوح کے دیکھے کوئی کام نہ کرنا میلاد خارہ شکن

ساحر زبردست ہی بادشاہ صحرا مین آئے فیروزہ پیچھے پیچھے ہی یہی چاہتا ہی کہ
بادشاہ کے ساتھ جاؤن ایسے وقت مین ساتھ نہ چھوڑون بادشاہ نے زیر نخل بیٹھکر
اسم حاشیہ لوح پڑھا یاقوت جنی حاضر ہوا عرض کی کہ غلام کو کیون یاد کیا بادشاہ
نے فرمایا کہ لوح نے خبر دی اس وجہ سے تم کو بلایا یاقوت جنی نے عرض کی بسم اللہ
میرے کاندھے پر سوار ہو جیے اب صحرا ہاے مختلف و بریاد ملین گے بادشاہ جھجکا
اسی وقت کاندھے پر یاقوت جنی کے سوار ہوے یاقوت لیکر چلا بڑے بڑے
صحرا ملے یاقوت جنی نے وہ سب صحرا طی کیے بعد اُسکے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا
جابجا درخت خشک لگے ہین پتے ندارد شاخین سرنگون ہین جابجا ریت کے ٹیکرے
ہین گرد اُڑ رہی ہی یاقوت نے عرض کی کہ غلام کو عرصہ گذرا کچھ کھانا نہین کھایا
اگر مناسب ہو تو اس صحرا مین اُتر پیے غلام کچھ کھا کر پھر حضور کو لیچلیگا جزیرہ کلمیات
بہت دور ہی بادشاہ اُتر پڑے یاقوت جنی نظرون سے بادشاہ کی غائب ہو گیا
بعد تھوڑی دیر کے غل مچاتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار مجکو بچائیے
دیو نعمان نے میرا پیچھا کیا ہی بادشاہ چلے پشت پر سے دیکھا کہ ایک دیو بلند بالا
دوڑا ہوا فکر مین یاقوت کی آیا یاقوت کو ایک چنگل مارا اور اُٹھا کر یاقوت
کو کھا گیا بادشاہ نے دیو نعمان پر ایک تیر مارا کہ شانہ نعمان کا نشانہ ہوا زخمی
ہو کر نعمان بھاگا یہ کہتا ہوا کہ ای سعد شہریار اس جنگل سے نہ نکل سکو گے
تڑپ تڑپ کر مرو گے یہ کہکر غائب ہو گیا بادشاہ کو مارا جانا یاقوت جنی کا بہت
شاق ہوا ایک طرف ناچار ہو کر روانہ ہوے تھوڑا راستہ طی کر کے ایک مقام
پر پہونچے دیکھا سامنے دریا ہی اُسکے کنارے پر ایک درخت عظیم الشان ہی اُس پر
ہزارون طائر بیٹھے ہین بادشاہ کو جو دیکھا سب طائر درخت سے اُتر پڑے قدمون
کے بوسے لینے لگے اور اشارے کر رہے ہین کہ اپنے مقام پر بیٹھیے بادشاہ
ناچار ہو کر زیر نخل بیٹھے وہ طائر پرون سے مگس رانی کر رہے ہین بعض زمین کو
صاف کرتے ہین دن بھر اُن طائرون کو اسی خدمت مین گذرا شام کو وہ سب

طائر اُڑ اُڑ کر دریا مین گرے بادشاہ کی آنکھین بند ہو گئین بعد چند ساعت کے جو ہوشیار ہوے دیکھا زیر مخمل فرش بچھا ہی مسند پر مین بیٹھا ہون اور بہت سی پریزادین عہدے ہاتھون مین لیے مصروف خدمتگزاری ہین بادشاہ حیران ہوے کہ وہ طائر کہان گئے اور یہ پری زادین کہان سے آگئین کچھ خاموش بیٹھی ہین اور کچھ مصروف کاروبار ہین کہ ایک پری زاد دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ای شہریار ہماری مالک ملکہ شکیل پری آتی ہین بادشاہ نے کہا آنے دو ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک پری زاد بھاری جوڑا پہنے ہوے خرامان خرامان آتی ہی حقیقت مین بادشاہ کی نگاہ سے ایسی صورت زیبا نہین گذری تھی اُس پری زاد نے آتے ہی بادشاہ کو سلام کیا اور پری زادون سے کہا کہ صاحبو آج وہ دن ہی کہ سامری وجمشید یہ خبر دے گئے تھے کہ طلسم کشا کا یہان گذر ہوگا جو بن پڑے وہ خدمت کرنا ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کے خلاف گذرے خوش آواز پری کو بُلاؤ سامنے شہریار کے رقص وسرود آغاز کرے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ایک پری زاد نہایت حسین و جمیل آکر بیٹھی گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہی
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہی

زن دنیا ہی عجب طرح کی علامہ دہر
مرد دیندار کو بھی زیر و زبر کر دیتی ہی

تیرہ بختی مری کرتی ہی پریشان مجکو
تہمت اُس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہی

بڑھتی جاتی ہی جو مشق ستم اُس ظالم کی
کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہی

تپ دل شمع کی جب کم نہین ہوتی اصلا
اُسکو کافور سفیدی یہ سحر دیتی ہی

کوئی غماز نہین میری طرف سے ای ذوق
کان اُسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہی

بادشاہ بیٹھے سُن رہے ہین شکیل پری پہلو مین ہی جام گردش مین ہی بادشاہ نے چاہا کہ جوش محبت مین گلے مین ہاتھ ڈالدون اُس نازنین نے بہ منت کہا کنیز کو معاف فرمائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف ہو اب سحر بھی قریب ہی بادشاہ نے مانا سب پری زادین بھی منع کرتی ہین جیسے ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا وہ پری زاد کہ

اُٹھ کھڑی ہوئیں اور دریا میں پھاند پڑیں بادشاہ کی آنکھ بند ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے یہ دیکھا کہ آفتاب بلند ہو چکا ہی دھوپ نکل آئی ہی ہزارہا طائر درخت پر بیٹھے ہیں بادشاہ اُس پریزاد کو یاد کر رہے ہیں فرماتے ہیں **نظم**

ای محبت تجھے جنون کی قسم — قیس کے سر کی ٹل کے خون کی قسم
جان شیرین کو کوہکن کے لیے — نالۂ بلبل چمن کے لیے
دل پروانۂ لہو کے لیے — لالۂ باغ آرزو کے لیے
طوق قمری ہینوا کے لیے — کشمش صدق کہربا کے لیے
بے سوز درون کباب دری — شاخِ دل ہو مری کبھی نہ ہری
جب تلک حُسن کی بہار رہے — عشق پر جی مرا نثار رہے
خنجر غم سے رکھ جگر کو دو نیم — جز غم عشق ہو نہ کوئی ندیم
وحشت انگیز ہو یہ افسانہ — قیس ہو جائے سُنکے دیوانہ
ضبط غم سے مرا لہو دل ہو — منفصل خون آرزو دل ہو

بادشاہ یہ اشعار پڑھ رہے ہیں اور یاد میں شکیل پری کی بیتاب و بیقرار ہیں کہ لوح طلسمی یاد آئی بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ مقدمات طلسم ہیں سب شعبدے آپ کے واسطے بانیان طلسم نے تیار کیے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ آپ کو دیوانہ کریں اب یہاں سے آگے بڑھیے جو سامان دکھائی دے بموجب حکم لوح کاربند ہو جیے گا اور رات کو جو سانحہ گذرا ہی اُسے دل سے بھلا دیجیے بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر وہاں سے اُٹھے کنارے پر دریا کے آکے اسم حاشیۂ لوح کو یاد کیا پڑھنے لگے تھوڑی دیر اسم پڑھا تھا کہ دریا سے دھواں نکلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک کشتی خود بخود چلی آتی ہی کشتی کا کوئی کھینے والا نہیں ہی کنارے پر آکر ٹھہر گئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا یہ مضمون پایا کہ ای کشتی پر سوار ہو جیے تہہ دریا نشیب آکر پہونچیگا اس صحرا سے کوئی صورت نکلنے کی نہ تھی مگر آپ صاحب اقبال ہیں جزیرہ کمیاب میں ضرور پہونچیگا بادشاہ اُٹھکر

کشتی پر سوار ہوے کشتی چلی جب وسط دریا مین پہونچے کشتی چرخ مارنے لگی بادشاہ حیران تھے کہ کیونکر اپنے کو بچاؤن دریا سے ایک مچھلی نکلی قریب آکر مثل انسان کے آواز دینے لگی کہ اے شہریار اپنے تئین دریا مین گرا دیجیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا اُسمین بھی یہی مضمون پایا کہ اپنے کو دریا مین گرا دو بادشاہ نے اُٹھ کر اپنے کو دریا مین گرایا جیسے ہی دریا مین گرے آنکھین بند ہوگئین بعد تھوڑی دیر کے جو بیدار ہوے تو دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہے اور سامنے دروازہ شہر کا کھلا ہے خلقت کی آمد ورفت ہے بادشاہ بسم اللہ کر کے داخل قلعہ ہوے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد ہے کوٹھون پہ رنڈیان بیٹھی ہین بادشاہ سے اشارے کر رہی ہین کسی مقام پہ مجرا ہو رہا ہے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

زاہد فریفتہ ہین مرے نونہال کے — عاشق بزرگ لوگ ہین اُس خُردسال کے
ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید — سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈالکے
بے عشق لوگ کہتے ہین ماہِ چہاردہ — منکر مقر ہوے ہین تمھارے کمال کے
سرمہ نہین بنا ہے تجلی سے طور کی — ہم بھی ہین سوختہ تری برق جمال کے
سودائی جان کے تری چشم سیاہ کا — ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے
آئینے سے کلام یہ کیونکر کیا ہے صاف — حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

بادشاہ یہ آوازین سنتے ہوے گلی کوچون کو طے کرتے ہوے جاتے ہین قریب کوتوالی چبوترے کے پہونچے دیکھا ایک کوتوال ظالم کرسی پہ بیٹھا ہے جو راہ گیر نکلتا ہے اُسے بلوا کر ذلیل کرتا ہے سامنے لال خان کا لکڑا گڑا ہوا ہے اُس مین بندھوا دیتا ہے اور ملازمون سے کہتا ہے اسکو مارو لوگ عاجز ہو رہے ہین کہتے ہین خدا اس کوتوال کو غارت کرے اسنے راستہ بند کر دیا ہے اب اس طرف سے نہ آوینگے مگر کوتوال نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا کرسی سے اُٹھا جھک جھک کر سلام کرنے لگا کہتا تھا اے شہریار آئیے یہ مقام شاہراہ ہے بیٹھ کر تماشا دیکھیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جب یہ کوتوال قریب آئے اِسکو قتل کیجیے بادشاہ نے کوتوال کو

قریب جلا یا جب وہ قریب آیا تو بادشاہ نے فرمایا او ظالم تو نے یہ کیا بدعت کر رکھی
ہی کہ راستہ بند کر دیا کوتوال نے کہا حضور کو اس سے کیا مطلب تشریف رکھیے
مین خدمتگزاری کرون آپ کو کوئی آزار نہ پہونچایا جائیگا چلیے سرفراز کیجیے دیکھیے کیا
کیا عجائبات دکھائی دیتے ہین بادشاہ کوتوال کے ساتھ تشریف لیگئے کوتوال
نے راہ مین ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ انھین گرفتار کرلو ایک سپاہی نے
کلائی پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے پوچھا خیر تو ہی اُس سپاہی نے کہا کہ آپکی گرفتاری
کا حکم ہی بادشاہ نے ایک طمانچہ مار دیا اور فرمایا ہم کو کون گرفتار کرسکتا ہی
کوتوال نے تلوار کھینچی یہی چاہتا تھا کہ بادشاہ کو گرفتار کرلون مگر بادشاہ نے
ایک ہاتھ مارا کہ کوتوال کا بھی سر اُڑ گیا کوتوال کے مرتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی
دیکھا ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار مع فوج آتا ہی علمہاے زرنگاری کے پھریرے
کھلے ہوے آتے ہی حکم دیا کہ اس ظالم نے کوتوال شہر کو مارا اسکو گرفتار کرلو
سب فوج نے بلوہ کیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران
پر دغا کب تم کو چھوڑتا ہون بادشاہ نے کئی افسرون کو مارا تھوڑے عرصے مین
لاشون کے انبار ہوگئے بادشاہ نے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ لوح بادشاہ پیر
کو دکھا دو بادشاہ نے لوح کو سامنے کیا وہ بادشاہ پیر تخت سے کود پڑا کہتا
ہوا چلا کہ ای شہریار زہے خوش نصیبی کہ آپ نے سرفراز کیا پہلے ہی کیون نہ
ظاہر کر دیا کہ مین بخدمتگزاری پیش آتا یہ کہکر قریب آیا قدمون کو بوسہ دیا کہا
تشریف لے چلیے تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجتے ہوے ہمراہ لیچلا سامنے
مکان شاہی تھا اُسمین بادشاہ کو لایا کہا یہ تاج و تخت حضور کے واسطے
ہی حضور تشریف رکھین جیسے ہی بادشاہ تخت پر بیٹھے وزیرون نے نذرین دین
بادشاہ نے سب کی نذرین لیکر سب کو خلعت دیے وزیر تعریف کرتے تھے کہ بادشاہ
عادل ہی دن بھر بادشاہ جلسے مین رہے شام کو اُس بادشاہ پیر نے آکر عرض کی
کہ تشریف لے چلیے سارا محل آپ کا مشتاق ہی بادشاہ اُس شاہ پیر کے ساتھ چلے

جب زنانی ڈیوڑھی پر پہونچے دیکھا چوبدارنیان اور چند کنیزین براے استقبال کھڑی ہین شاہ کو بیچ مین لے لیا ساتھ لیکر چلین جب محل مین آئے تو دیکھا جا بجا فرش بچھا ہی کنیزین ہر مقام پر عرض کرتی ہین کہ جہان مزاج مین آئے ٹھہریے یہ سب مقام آپ ہی کے لیے آراستہ کیے ہین ایک مقام پر چھپرکھٹ بچھا تھا فرش بھی بچھا تھا مسند بھی آراستہ تھی بادشاہ اُس مقام پر بیٹھ گئے کنیزین خدمت کرنے لگین ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

غضب ہی اُس بتِ کافر پہ اپنا دم نکلتا ہی
بنیا تابوت جسکے کوچے سے ہر دم نکلتا ہی

ترکھ آنکھوں پہ میرے آستین لطف اے ہمدم
کہ اشکِ سُرخ کے ہمراہ دل کا غم نکلتا ہی

دکھاکر اپنی آرایش پری مجھکو نہ دھوکا دے
کسیکے سادہ پن مین اور ہی عالم نکلتا ہی

نہین خاطر مین لاتا وہ مرے آزردہ ہونیکو
یہ سُن رکھا ہی ظالم نے پھنسا دل کم نکلتا ہی

سمجھکر اجنبی مین جس سے دلکا راز کہتا ہون
خجل ہوتا ہون کیا کیا جب ترا محرم نکلتا ہی

بنا دیتا ہی کوچہ قفر کا ٹیڑھے کو بھی سیدھا
کھنچا جب جنتری مین تار تو سب خم نکلتا ہی

شہیدی سے نہین واقف مگر اتنا تو واقف ہون
کوئی راتوںکو بان کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

بادشاہ گانا سُن رہے ہین جب نشہ ہوا تو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے چھپرکھٹ پر آئے ارادہ ہوا کہ آرام کرون ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ہماری ملکہ یعنی ہماے مرجع پوش آتی ہین شام سے آپکی مشتاق تھین مگر مشاطہ نے دیر کر دی بادشاہ اُٹھ بیٹھے ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کئی سو کنیزین لالٹینین ہاتھ مین لیے ہین بیچ مین ایک ماہ تابان مہر درخشان کمال ناز سے خرامان آتی ہی بادشاہ کی نگاہ جو اُس حُسن و جمال پر پڑی پکارکر آواز دی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + بیا بیا و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + وہ نازنین یہ آواز سُنکر ہنس پڑی اور پکارکر کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمایے مین وہین حاضر ہوتی ہون جلدی قدم بڑھاکر آ کی بیٹھ گئی عرض کی کہ مزاج اقدس کیسا ہی بادشاہ نے فرمایا دعاے ترقی حُسن و جمال مین مصروف رہنے مین گھبرانا نہین انشاء اللہ ہمارا تمھارا ساتھ ہوگا اُس نازنین نے

مسکرا کر کہا کہ شکیل پری میرا اصلی نام ہی اس بڈھے بادشاہ نے میرے ساتھ بڑا
مکر کیا مجکو حیران کر رکھا ہی ہر شب کو آتا ہی اور خواہان وصل ہوتا ہی اب تک تو مین
اُس سے انکار کرتی رہی وہ یہی کہتا ہی کہ جبر کرونگا لیکن آج تک تو جبر نہین کیا
منتین کرتا ہی مگر مین نے آج تک اُسکی منت کا خیال نہین کیا آج جب سُنا کہ طلسم کشا
تشریف لائے ہین منظور ہوا کہ چل کر آپ سے تو حال کہون شاید مدد کرین مجکو بچا لین
بادشاہ نے فرمایا تمھارا وطن کہان ہی اُس نازنین نے کہا میرا وطن پردۂ قاف ہی
ملکہ آسمان پری کی عزیز دار ہون ایک دن برائے سیر نکلی کسی طرح طلسم مین آگئی
اس بادشاہ نے مجکو گرفتار کرلیا بادشاہ نے پوچھا کہ آسمان پری سے کیا رشتہ ہی
شکیل پری نے کہا کہ وہ میری دادی ہوتی ہین بادشاہ نے کہا ای شکیل پری
نگھبراؤ کل مین انشاء اللہ اس شاہ پیر کو سزا دونگا ملکہ اُٹھین کہا رخصت ہوتی ہون
زیادہ ٹھہر نہین سکتی کیونکہ وہ ہی بھیجا آیا ہوگا اگر مجکو نہ پائیگا تو فساد برپا کریگا
بادشاہ نے کہا تم بیٹھی رہو اگر وہ یہان آویگا تو سزا دونگا ملکہ بیٹھ گئین تھوڑا
عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہ ہی بادشاہ پیر چلاتا ہوا آیا للکار کر کہا کہ کیون شکیل پری
تم یہان کیون آئین تم کو ہمارا خوف نہین ملکہ نے نفر اکر کہا کہ صاحب تمھین نے
کہا تھا کہ طلسم کشا کی ملاقات کرآؤ تب مین آئی تو مین نے کیا خطا کی اُس بادشاہ پیر
نے آکر چاہا کہ ہاتھ تھام لون اور ملکہ کو لیجاؤن سعد شہریار نے منع کیا مگر بادشاہ
نے نہ مانا ہاتھ بڑھایا بادشاہ نے تلوار کھینچی اور ایک ہاتھ مار دیا اُس شاہ پیر کے
دو ٹکڑے ہوئے شاہ پیر کو مار کر سعد شہریار نے فرمایا ای ملکہ عالم اب تو مطلب
حاصل ہوا ملکہ نے کہا آپ نے بڑے شخص کو مارا جسکو بڑا ناز تھا کہ مجکو کوئی مار
نہین سکتا مگر آج خاتمہ ہوگیا مرتے ہی اُس شاہ کے نازنین نے کہا اب میرے
قصر مین تشریف لے چلیے بادشاہ اُس نازنین کے ساتھ دوسرے قصر مین آئے دیکھا
اُس قصر مین ہنگامہ ہی چند شاہزادیان بیٹھی ہین اُنھون نے استقبال کیا سعد شہریار
آکر بیٹھے وہ نازنین پہلو مین بیٹھی گریبان کر رہی ہی کہتی ہی ای شہریار آج آپ نے بڑے

ظالم کو مارا مجھپر احسان کامل ہوا ہمیشہ اس ظالم کی بدعت مین رہتی پروردگار نے
آپ تک پہونچایا آپ کی زبان سے معلوم ہوا کہ ملکہ آسمان پری نے آپ کو توسل کر
بادشاہ نے فرمایا ای ملکۂ عالم وہ میری جدہ ہین تمھارا یہان آنا کیونکر ہوا مفصل بتاؤ
اُس پری نے کہا کہ ای شہریار زمانہ بہار کا تھا چارجانب پھول کھلے ہوے تھے
نخل سبزپوش نہرون کو بحر الفت کا جوش عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے
تھے مین گھبرا کر باغ سلیمان کی سیر کو گئی وہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی مین پھر رہی
تھی کہ دیو لقمان جو زبردستان روزگار سے ہی کہین سے لڑ بھڑ کے اُڑتا ہوا آسمان پر
جاتا تھا مجکو پنجے مین دبا کر لے بھاگا اور یہان لاکر رکھا پھر اس شاہ پری نے مجھپر
قبضہ کیا اب دیو لقمان اس فکر مین رہتا ہی کہ صحراے ویران مین لیجا کر مجکو آزار
پہونچائے دیو لقمان کا نام سُن کر بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی کہا میرے رفیق
یاقوت جنی کو کھا گیا ہی مین صحراے ویران مین پریشان پھرتا تھا یہانتک پہونچا
تم سے ملاقات ہوئی اب مین چاہتا ہون کہ تم کو پردۂ قاف مین پہونچاؤن تم
وہان رہو انشاء اللہ طلسم فتح کر کے تمھاری ملاقات کو آؤنگا شکیل پری نے
کہا کہ میری چند صاحبین ہین کہ وہ سحر مین طاق و شہرۂ آفاق ہین اُن کو بلاؤن
پردۂ قاف چلیے گا بادشاہ نے فرمایا ہرچند کہ مہلت بہت کم ہی مگر اس کام کو
مقدم جانتا ہون یہ سُن کر شکیل پری نے کنیزون کو حکم دیا کہ گلنار و گلپوش
کو بلاؤ وہ پریان حاضر ہوئین شاہ اور شکیل پری دونون تخت پر سوار ہوے
گلنار و گلپوش سحر کرتی ہوئین تخت لے چلین اُس صحرا مین پہونچین کہ جس مقام پر
یاقوت جنی مارا گیا تھا بادشاہ نے وہان تخت اُتارا کہ ایک طرف سے آواز
آئی او طلسم کشا کہان جاتا ہی میری معشوقہ کو لیے جاتا ہی تجھ سے مین کہا جاؤنگا مین
سمجھا تھا کہ تو اس جنگل مین برباد ہوگا مگر تو پھر صحراے ویران مین پہونچا میری معشوقہ
کو ساتھ لیا سعد شہریار نے دیکھا کہ وہی دیو لقمان چلا آتا ہی تیغ بدست ہاتھ مین
غصہ بات بات مین آکر چوب دست بادشاہ پر لگائی شکیل پری چلا چلا کر دعا کر رہی کہ

کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دو جہان میرے شہریار کو اس بچیا سے بچالے نظم

تازہ در باغ بدن تاکی بود گلزار دم	سبز کی ماند ہمیشہ گلشن بیخار دم
از غم گل بلبل اندوہگین یا بدخلاص	چون برآید از گلستان وجودش خار دم
گر نباشد دم نباشد ہمدم انسان کسے	زانکہ ہریار ست در دنیاے فانی یار دم
ہر زبان ہر وقت ہر دم روز و شب شام و سحر	از ل دم مشغول میباشد بشغل کار دم
باش مثل نقطہ اندر حلقۂ طاعت مقیم	ہست تا وقتیکہ اندر گردش انیکار دم
خانۂ عمر است تا روشن بنور فیض حق	روشنی چون شمع می بخشد بدل انوار دم
بر ہوا قایم بود بنیاد عمر آدمی	زانکہ باشد زیستش قایم باستقرار دم
پیش نا واقف نباشد ستر معنی آشکار	محرم اسرار داند ہمدم یا اسرار دم

سعد شہریار نے چوبدست نعمان کی چھین لی اُسنے جنگل مارا بادشاہ جمجاہ نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو نعمان جھکا بادشاہ نے گھونسا مارا کہ دیو نعمان کا سر پھٹ گیا کمال غصے مین تھے شکم نعمان کا چاک کیا دیکھا یاقوت جنی گوشۂ شکم نعمان مین بیہوش پڑا ہی بادشاہ نے یاقوت کو نکالا ہوشیار کیا یاقوت اُٹھتے ہی قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار یہ آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا مگر اب آپ کہان جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا ہمراہ شکیل پری کے جاتا ہون یہ سنکر یاقوت جنی نے کہا کہ ای شہریار یہ شکیل پری نہین ہی جو کچھ اُسنے آپ سے بیان کیا وہ فریب ہی اسکا نام جنجال جادو ہی جلد اسپر لوح طلسمی کا عکس ڈالیے صورت بدل جائیگی یقین ہی کہ آپ کے سامنے سے بھاگے مگر جانے نہ دیجیے گا یہان شکیل حیران و پریشان کھڑی ہی کہ سامنے سے سعد شہریار آئے اُسنے پکار کر کہا کہ خدا نے آپ کو اس ظالم سے بچایا مگر مجھے بڑا خوف تھا اب جلدی چلیے مین وہان چلکر آپ کی بڑی خاطر کرونگی بادشاہ نے قریب آتے ہی لوح طلسمی کو نکالا جیسے ہی اُسپر عکس پڑا سحر چہرے کا اُتر گیا بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم نمایان ہوئی بقول شخصیکہ نہ منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت بادشاہ نے فرمایا کہ او

ملعونہ اپنی صورت تو دیکھ اُسنے چاہا کہ سحر کرون مگر حیران ہی کہ کیا معرکہ گذرا کہ بادشاہ
برہم ہوے چاہا سحر کرون اور نکل جاؤن بادشاہ جمجاہ نے کلائی تھام لی اور تمانچہ مارا کہ
جنجال کا سر اُڑ گیا مرتے ہی جنجال کے دیکھا وہ صحرا سبزہ زار ہو گیا زاغ و زغن مر کر
گرے عندلیبان خوشنوا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ سامنے سے ایک
زاغ سیاہ پیدا ہوا اُسنے آواز دی کہ کشتی مرا نام من جنجال جادو بود زاغ بھی جلکر
گرا تڑپ تڑپ کر تمام ہوا یاقوت جنی قریب آیا کہا میرے کاندھے پر سوار ہو جیے
صحراے کمیاب مین پہونچا دون بادشاہ یاقوت جنی کے کاندھے پر سوار ہوے یاقوت
لے کر چلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے ایک پہاڑ معلوم ہوا یاقوت جنی نے عرض
کی کہ ای شہریار غضب ہوا سامنے جو کوہ معلوم ہوتا ہی اسکو کوہ بیتاب کہتے ہین بن
کمیاب کی بیتاب جادو سیانی حاکم ہی اس پہاڑ پر رہتی ہی اب میری طاقت زائل
ہوئی جاتی ہی ایسا نہ ہو کہ آپ میری پشت سے گر پڑین تو باعث خرابی ہو اب اس
پہاڑ پر اُتریے جسطرح لوح خبر دے محفل مین جائیے جب اس کو ماریے گا تب راستہ
کھلیگا ورنہ گذرنا یہاں سے دشوار ہی بادشاہ نے فرمایا تم مجکو پہاڑ پر اُتار دو پھر
قدرت خدا کا تماشا دیکھو یاقوت جنی نے بادشاہ کو ایک گوشۂ کوہ مین اُتارا بادشاہ
پہاڑ پر چلے سامنے دیکھا ایک نازنین آتی ہی جام شراب ہاتھ مین جیسے ہی اُسنے
بادشاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین تو عجیب عالم مین ہون بیتاب
کا حکم ہی کہ طلسم کشا کو جاکر یہ جام پلا دو مین یہ نہین چاہتی کہ آپ کے لیے باعث خرابی
ہونگا وہ جو جمال پر حضور کے پڑ گئی دل بیقرار ہی کہ آپ کو کیونکر بچاؤن بادشاہ نے
فرمایا کہ ای مہ جبین اگر اصل مین تیری محبت ہی تو حال کھل جائیگا میرے پاس لوح
موجود ہی اگر لوح دیکھ لونگا تو سب حال معلوم ہو جائیگا تیرا مکر نہ چلیگا نازنین نے
کہا مین جام پھینکے دیتی ہون آپ لوح ملاحظہ فرمائیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا ہر چند کہ یہ ساحرہ بڑی مکارہ ہی مگر تمپر مائل ہوئی ہی اسکی دوستی کو غنیمت
جانو یہ تابہ باغ بیتاب تم کو پہونچا دیگی اسکو دشمن نہ جانو بادشاہ نے اُس نازنین سے

باتین کرنا شروع کین فرمایا ای نازنین تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجکو استحکام جادو کہتے ہین
بادشاہ نے فرمایا کہ ای استحکام تیرا سن کیا ہی اُسنے کہا میرا سن یہی ہی جو ظاہر مین ہی
لوح مین دیکھ لیجیے مین وہ ساحرہ نہین ہون کہ ظاہر مین کچھ اور باطن مین کچھ صورت
جو شکیل سپری بن کر آئی تھی وہ ہی آپکو گمان ہی بادشاہ نے فرمایا تابہ بیتاب
کیونکر پہونچون استحکام بولی مین جاکر اُسکو دھوکا دیتی ہون اُسنے یہی کہا تھا کہ
بادشاہ جمجاہ بالاسے کوہ آگئے ہین اُنکو جاکر یہ جام پلا دے اس شراب کا نام
مے خانہ خراب ہی جو اس جام کو پیے گا دیوانہ ہو جائیگا جب بادشاہ پی کر حرکات
لغو کرین تو لوح مانگ لینا جب لوح تیرے قبضے مین آجائیگی گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات ہی مین نے یہ سب قبول کیا تھا مگر اقبال آپکا یاور ہی طالع آپکے مددگار
ہین لہذا مجکو محبت ہوئی اور یہی چاہا کہ آپکو تکلیف نہ پہونچے مجکو اپنا سچا عاشق
جانیے تابہ جزیرۂ کمیاب ساتھ دونگی سب حالات یہانکے مجپر روشن ہین اسوجہ
سے مین آپسے عرض کرتی ہون بیتاب جادو نے مجکو اپنا مصاحب بنایا ہی مین نے
وہ وہ کار نمایان کیے کہ صدہا بندگان خدا میرے ہاتھ سے مارے گئے مگر آپ حقیقت
مین طلسم کشا ہین جو جو علامتین سُنی تھین وہ سب ظاہر ہین کن کن مقامون سے آپ
گذرے چھ مرحلے آپ نے شکست کیے اب یہ ساتوان مرحلہ بہت سخت و صعب ہی
انشاء اللہ تعالےٰ تابہ کمیاب بھی آپ پہونچ جائینگے مگر کمیاب بڑی شعبدہ باز
ہی بڑے بڑے فتور کریگی مگر آپ لوح سے ہوشیار رہین مین اب رخصت ہوتی
ہون جاکر بیتاب سے کہونگی کہ مین راہ مین گر پڑی جام گر گیا مین نے بادشاہ کو نہین
دیکھا اگر دیکھ پاتی تو گرفتار کرکے لاتی آپ زیر نخل ٹھہریے مین بعد تھوڑی دیر کے پھر
آؤنگی آپسے حال بیان کرونگی کہ یہ تدبیر کیجیے بادشاہ زیر نخل ٹھہرے استحکام جادو
عشق مین بادشاہ کے مبہوت ہو رہی ہی دعائین دیتی ہوئی چلی کہ خدا اس شہریار
کو سلامت رکھے کسی کا مکر ان پر نہ چلے بعد قتل کمیاب جمشید ثانی پر لشکر کشی ہوگی
تمام فوجین جمع ہو رہی ہین خدا اس شہریار کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے کوئی

صدمہ اِنکو نہ پہونچے نسیم سبکرو بیٹی بیتاب جادو کی اپنے قصر مین بیٹھی تھی اور کہہ رہی تھی کہ لو صاحبو غضب ہوا کہ استحکام جاکر بادشاہ پر عاشق ہوئی استحکام وہ ساحرہ ہی کہ آج تک کوئی اُس کے دام سے نہین بچا کیا باعث ہوا کہ بادشاہ سے میل کیا بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر جمال طلسم کشا نمونۂ قیامت ہی جسنے دیکھا وہ دیوانہ ہوا اسی طرح یہ بھی پہونچی جمال پر نگاہ جو پڑی عاشق جمال ہوئی جب بادشاہ نے لوح طلسمی دیکھ لی تو اُسکی بات کے پابند ہوے نسیم نے کہا کہ ای مادر مہربان یہ شاہزادیان بڑی بیوقوف ہین کہ اپنے مذہب کو چھوڑتی ہین پرایا مذہب اختیار کرتی ہین غیر شخص پر مرتی ہین کسی کو کیا غرض ہی کہ غیر شخص سے محبت کرے ناحق کو مرے بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر واسطہ سامری و جمشید کا تم اِن جھگڑو نمین نہ پڑنا نسیم نے کہا کہ ای مادر مہربان مجکو کیا ضرورت ہی کہ اپنے کو آفت مین پھنساؤن دل کو اپنے غیر سے لگاؤن یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سامنے سے استحکام آئی بیتاب کو سلام کیا بیتاب نے پوچھا کہ کیون ای استحکام کیا ہوا لوح چھین لائی کہ جس سے مطلب حاصل ہو استحکام نے کہا کہ جام شراب گر گیا مین نے سارے کوہ پر ڈھونڈھا مگر اُسکا نشان نہ پایا بیتاب نے ہاتھ تھام لیا کہا او مکارہ بادشاہ سے خوب راز و نیاز ہوے ہمارے قتل کی تدبیرین کین کہ چند جادوگرنیان اُٹھ کھڑی ہوئین ہاتھون ہاتھ استحکام کو گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دی ایک قفس آہنی مین بند کیا پھر حکم ملا کہ زندان تاریک مین جاکر لٹکا دو کہ اپنی حرکت کا مزہ پائے مگر نسیم سبکرو بیٹی اسکی جس وقت سے بادشاہ کا نام سُنا ہی بیقرار ہو رہی ہی اُسی بیتابی مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین کہتی ہی کہ قاصد ملے تو مین نامہ روانہ کرون

نظم

یا الٰہی جلال کا صدقہ	اپنے فضل و کمال کا صدقہ
رحمتِ عام کی قسم تجھکو	اپنے ہی نام کی قسم تجھکو
واسطہ شان کبریائی کا	تجھکو صدقہ تری خدائی کا
جلوۂ کوہ طور کی سوگند	تابشِ مہر نور کی سوگند

جلوۂ نو بہار کا صدقہ　ترے نورِ نگار کا صدقہ
تجھکو اپنی نگاہ کی سوگند　اور مری آہ آہ کی سوگند
مان لے تو مری قسم کوئی　چشمکِ پرسشِ نہانی کی سہی
میری شبہاے تار کی نہ سہی　میرے احوال زار کی نہ سہی
دوزخِ سوزِ عاشقان کی نہ مان　جنت روح شاہدان کی نہ مان
کاوشِ نیشِ غم کی جانے دے　تیغِ تیز ستم کی جانے دے
رتبۂ ختمِ مرسلین کے لیے　نالۂ خاطرِ حزین کے لیے
اپنے محبوب کی قسم ہی تجھے　اُس رخِ خوب کی قسم ہی تجھے
روزِ محشر کی داوری کے لیے　تیری اُس بندہ پروری کے لیے
ہادیانِ رہِ کرم کے لیے　سالکانِ رہِ کرم کے لیے
تیرے قربان تیری قدرت کے　عین کثرت مین عین وحدت کے
میری سُن لے ذرا مین تیرے نثار　نالشی آئی ہون سرِ دربار
کس سے جز تیرے مین کرون فریاد　ایک مین اور سیکڑون بیداد
ایسی غفلت مین کر دیا مجبور　قرب سے جا پڑی کہانکی دور

اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر کوئی توجہ ایسی ہو کہ مین اُس ظالم کو دیکھون یہ چند شاہزادیان جو عاشق ہوئی ہین کونسی ادا ہی جسکی وہ سب شیفتہ ہین یہ بیان کر کے گوشے مین بیٹھی رو رہی تھی کہ وزیرزادی اسکی جہان آرا سامنے سے آئی ملکہ کو جو روتے ہوے دیکھا تو قدمون پر گر پڑی کہنے لگی کہ اے ملکۂ عالم آپ کا کیا حال ہی ملکہ نے کہا کہ اے جہان آرا کیا پوچھتی ہی مجھپر آسمان پھٹ پڑا حقیقت مین مشتاق جمال طلسم کشا ہون دل تڑپ رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی کس سے کہون کون سننے والا ہی اس مصیبت مین کوئی شریک نہین وزیرزادی نے کہا آپ جو فرمائیے مین جاکر پیغام اُنکو پہونچاؤن تسنیم نے کہا کہ اے جہان آرا اگر تو ایسا کرے تو بڑا احسان ہو اور کوئی ایسی تدبیر کر کہ مین ایک نگاہ اُن کو دیکھ لون استحکام جادو کیسی مکارہ دیوانی ہو کر آئی آخر

بیتاب نے اُس کو قید کردیا وہ اپنے ہوش مین نہ تھی مین بھی یہی چاہتی ہون کہ جا
مگر سلسلۂ محبت نہ ٹوٹے یہی امید ہی کہ ایک نگاہ دیکھ لون اور کہدون کہ بس اب یا
کمیاب جادو وہ بلاے روزگار ہی کہ جیسکے شعبدون کے سامنے لقمان و ارسطو
مکتب ہین سحر مین ایسی ہوشیار ہی کہ جو یہان گذرتا ہی اُسکو خبر ہوجاتی ہی طائر جا
ہین بھی سب خبردار ہین اپنی عملداری بھر مین اُسنے طائر پھیلادیے ہین وہ ہی خ
ہین کیا تعجب ہی کہ میری خبر بھی اُسکو پہونچ جائے مگر مجھے کچھ خوف نہین کیا کریگی
لے لے تو خوب ہی یا اُس شہریار کی مدد کرون تو زندہ رہنا بہتر ہی جہان آرا نے
جاتی ہون نسیم سے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای وزیرزادی مین تیری ممنون ہو
جہان آرا نے کہا کہ اگر میری جان بھی کام آئے تو نثار کرون مجکو کچھ خوف نہین
آپ کو بدنامی کا ڈر نہین تو مجھے کیا خیال ہی جو کچھ ہوسکے وہ کرگذرون سر ہتھیلی پر
ہوے ہون جہان آرا روانہ ہوئی یہان بادشاہ استحکام کا انتظار کررہے ہو
ساعت سعد جہان آرا نے آکر سعد شہریار کو سلام کیا بادشاہ جمجاہ نے پوچھا
تو ہی تیرا کیا نام ہی وزیرزادی بیٹھ گئی کہا ای شہریار آپ انتظار استحکام مین
ہین وہ جاکر قید ہوگئی مگر نسیم سبکروح کہ بیتاب کی بیٹی ہی مین اُسکی وزیرزادی ہو
آپ کی مدد کو آئی ہون آج شب کو باغ گلعذار مین جلسہ ہوگا خرد و کلان پیرو
ساحر و غیر ساحر سب جمع ہونگے آپ بھی تشریف لائیں ملکہ آپ کو دیکھ لینگی دوسری صو
یہ ہی کہ کل روز ہفتہ ہی قصر جہان نما پہلو سے کوہ مین ہی ملکۂ عالم یعنے نسیم سبکروح
قصر جلوہ افگن ہوتی ہین ہزار ہا عاشق جمع ہوتے ہین پہلو سے قصر مین باغ ہی کہ اُسمین
پر اُن عاشقون کے مزار بنے ہین جو تڑپ تڑپ کر مرے ہین وہان اُن کو دفن کرادیا
قبرون پر حسرت و یاس برستی ہی لہذا زیر قصر آئیے کہ وہ مقام بہتر ہی ملکہ چند ساعت ٹھ
ہین بادشاہ نے فرمایا انشاء اللہ مین زیر قصر کل ضرور آؤنگا جہان آرا یہ باتین کر
رخصت ہوئی خدمت مین نسیم کی آئی کہا حضور کل شہریار زیر قصر جہان نما آئینگے آپ
جمال دیکھینگے آپ اُن کو دیکھ لیجیے گا نسیم خوش ہوگئی وہ رات تڑپ تڑپ کر کاٹی

بیتاب جادو استحکام کو قید کرکے برائے ملاقات کمیاب گئی جب سامنے کمیاب
کے پہونچی سب کیفیت استحکام کی بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا میری عملداری مین آگیا اور
یہ بھی خبر مین نے پائی ہی کہ بالائے کوہ پہونچگئے مگر مین نے کوئی تدبیر نہین کی کمیاب نے
کہا کہ ای ہمشیرہ تم کو خبر بھی ہی کہ کیا معرکہ گذرا تمہاری صاحبزادی نسیم سبکروح طلسم کشا
پر بغیر دیکھے عاشق ہوئی ہین کل وہ شہریار زیر قصر جہان نما آویگا ای بیتاب اگر کچھ
انتظام ہو سکے تو زیر قصر مار لو بیتاب نے کہا وہ آفت برپا کرون کہ اُس کو نکلنا
مشکل ہو یہ کہکر بیتاب رخصت ہوئی پہر رات رہے اپنے قصر مین آئی دیکھا نسیم
پلنگ پر بیٹھی ہی پروانون کو دیکھ رہی ہی جی مین کہتی ہی ان پروانون کی جرأت دیکھو
کہ صحرا سے آتے ہین اپنے کو شمع پر گرا دیتے ہین جل کر خاک ہوتے ہین محبت حقیقی کا
کیا کہنا یہ عاشقان صادق ہین اپنے معشوق پر جان دیتے ہین یہ مجال نہین کہ مُنھ
پھیر لین یا اپنے کو بچائین بیتاب نے پُکار کر کہا کہ کیون نسیم مزاج کیسا ہی نسیم نے
کہا کہ آج نیند نہین آتی دل گھبراتا ہی یہ کہتے ہی اُٹھ بیٹھی اور پوچھا کہ آپ کہان
گئی تھین بیتاب نے کہا کہ مین برائے ملاقات کمیاب گئی تھی ساحری نامہ بھی دیکھا
اور بہت سے حال سُنے کہ اُن کا کہنا مناسب نہین جانتی نسیم یہ سُن کر چپ ہو رہی مگر
سمجھ گئی کہ مان میری میرے عشق سے ماہر ہوئین پھر کہا میرا کیا کرینگی مین کیا اُن سے
کسی بات مین کم ہون خیر کل وہ زیر قصر جہان نما آوینگے جیسا کچھ ہوگا خود ظاہر
ہو جائیگا اگر مجھپر اعتراض کرینگی تو جواب شافی موجود ہی کہ مجمع عام مین وہ بھی آئے
مجھسے کیا واسطہ ہی یقین ہی کہ میرا عذر قبول ہو اور چند کس مان کو قائل کرینگے
کہ اُسنے کیا خطا کی اور اگر وقت بدی آگیا ہی تو یہ سر حاضر ہی اُس شہریار پر نثار کردینگے
یہ سوچ کر پڑ رہی مگر آنکھون سے آنسو جاری ہین اب وہ وقت آیا کہ عاشق زار ماہ تابان
فراق دیدہ آزار کشیدہ گریبان پھاڑے ہوئے قلعۂ مغرب مین جا کر چھپا گریبان
سحر چاک ہوا بقول شاعر نظم علم آفتاب نکلا جب + فوج انجم ہوئی گریزان سب +
شہ خاور سپہر گرد ہوا + رونق تخت لاجورد ہوا + ہوا میدان چرخ سے اکبار +

مہر انجم سپاہ رو بہ فرار + نسیم اُٹھی لباس جسم پر آراستہ کیا دریا سے جوا ہر بین غوطہ زن ہوئی تخت پر سوار ہو کر چلی بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر آج قصر جہان نما مین نہ جاؤ ملکہ نے کہا وہ مشتاق جو مہینہ بھر تڑپ تڑپ کر کاٹتے ہین ایک نگاہ دیکھ کر شاد ہوجاتے ہین کیا کہین گے بس کچھ نکر نہ جاؤن آپ کیون منع کرتی ہین بیتاب نے جواب دیا ای نور نظر کیا کہون دل پر بڑا صدمہ ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی نسیم نے جواب دیا آپ کو ناحق کا تردد ہی ایسی تدبیر ہوگی کہ طلسم کشا کو پکڑ لیویںگے آپ نہ گھبرائیے بیتاب نے کہا کہ ای نسیم سیکر و سامری نامہ جو مین نے دیکھا اُس مین صاف صاف لکھا ہی کہ طلسم فتح ہو جائیگا قدرت لشکر کشی کا سامان کر رہے ہین تمام شاہ و شہریار جمع ہو رہے ہین مین تو جانتی ہون کہ اُن کے لشکر کا کون جواب دیسکتا ہی خیال آتا ہی کہ لاکھ طلسم کشا کوشش کرے مگر کچھ زور نہ چلیگا وہ وہ ساحر جمع ہونگے کہ زمین ہلا دینگے کسی کی مجال نہین کہ اُس بلوے کو روک لے مگر نسیم سیکر و قصر جہان نما پر آئی چلمن سے دیکھ رہی ہی کہ عاشق لوگ آتے جاتے ہین آہین کر رہے ہین بعض پکارتے ہین کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان صورت زیبا دکھاؤ ہم منتظر ہین دل و جان سے مشتاق ہین نظم

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی + تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
نہ کچھ تیزی چلی باد صبا کی + بگڑنے مین بھی زلف اُسکی بنا کی
وصال یار سے دونا ہوا عشق + مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی
صبا نے اُسکے کوچے سے اُڑا کے + خدا جانے ہماری خاک کیا کی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی + کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی +
وہ سوتے سے جگایا نہ رہے رات + نگاہِ شوق کام اپنا کیا کی +
نہ آیا وصل مین بھی چین ہم کو + گھٹا کی رات اور حسرت بڑھا کی
شب وصلِ عدو کیا کیا جلا مین + حقیقت کھل گئی روز جزا کی +
کہا اُس بت سے لو مرتا ہی مومن + کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

اِس وقت زیر قصر جہان نما عجب غریو ہی کوئی روتا ہی کوئی گریبان چاک کیے چہرے

پر خاک ڈالے ہوئے ہی کوئی چرخ مار رہا ہی کوئی دھونی لگائے بیٹھا ہی کوئی قیر عاشقونکی
دیکھ رہا ہی یہی سب حیجبت تھی مگر ملکہ کی نگاہ لگی ہوئی تھی کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا سب نے
سعد شہریار پشت مرکب پر سوار آئے تاج سر پر شوکت و صولت و حشم چہرے سے نمایان
مرکب باد رفتار زیر ران چہرہ مثل آفتاب روشن نسیم نے جو بادشاہ کو دیکھا بے اختیار
مُنھ سے نکل گیا کہ سبحان اللہ کیا رد سے زیبا ہی خدا ان کو سلامت رکھے کس شوکت سے
آئے ہین ہائے کیونکر قریب پہونچون اور حال دل کہون بادشاہ چاہتے تھے کہ اُسی مجمع
مین آکر ٹھہرین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تیغہ ہاتھ مین للکارتا
ہوا آیا کہا کہ او طلسم کشا خبردار اس مجمع مین نہ جانا ورنہ بہت ذلیل ہوگا سعد شہریار
بھی فوراً پلٹ پڑے اُس پہلوان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی وہ سامنے سے بھاگا کہتا ہوا کہ
خبردار میرے پیچھے نہ آنا مگر بادشاہ نے اُسکا پیچھا لیا ملکہ نے جو دیکھا کہ سعد شہریار
جاتے ہین چلمن اُٹھا دی سعد کی بھی نگاہ پڑی دیکھا ایک معشوقہ نہایت حسین جمیل بمہ
تابش برق رخسار سے کلیجہ جل گیا جتنے کھڑے تھے سب بیہوش ہو گئے مگر اُس پہلوان
نے للکارا کہ ای شہریار میرے عقب مین نہ آؤ میرے وہ وہ ملازم ہین کہ تمھارے ٹکڑے
اُڑا دین گے وہان سے زندہ نہ آؤ گے سعد نے گھوڑا بڑھایا اور تعاقب مین اُسکے
روانہ ہوئے ہر چند للکارتے ہین کہ او بھگوڑے ٹھہر جا مگر وہ گینڈا بھگائے ہوئے
جاتا ہی یہی منظور ہی کہ اپنے کو صحرا مین پہونچاؤن وہان جا کر سعد کو گھیرون سعد
پیچھے پیچھے اُس پہلوان کے چلے جاتے ہین وہ پہلوان ایک صحراے ویران مین پہونچا
کہ جہان بونڈلے گرد کے اُڑ رہے ہین ہزار ہا زاغ و زغن غل مچا رہے ہین اس پہلوان
نے اُن سب سے اشارہ کیا کہ وہ سب زاغ و زغن غلطک مار کر بشکل انسان ہوئے
بادشاہ پر ٹوٹ پڑے اور سحر کرنے لگے بادشاہ لوح چمکا رہے ہین جب لوح چمکائی
ساحرون کے سحر باطل ہوئے بعض اپنے سحر سے زخمی ہوئے بعض بھاگتے پھرتے ہین مگر
ایک ساحرہ گوشے مین کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا نسیم سیکرو

آسمان پر آئی کچھ اسم سحر پڑھ کر گولہ پھینکا کہ تاوارین برسنے لگیں جسکے سر پر پڑی اُسکا سر اُڑ گیا سب کی افسر ایک زغن اور ایک زاغ ہی غل مچا رہے ہین کہ یارو نہ بھاگو یہ نسیمہ سحر کر رہی ہی دیکھو تو ہم کیا کرتے ہین اسنے صد ہا جادوگر قتل کیے نسیم نے بے اختیار ہو کر آواز دی کہ او زاغ و زغن کیون ہلڑ کرتے ہو بھلا خیال تو کرو کہ مین کون ہون میرا تو یہ حال ہی کہ بات کرنا محال ہی اصل مین یہ کیفیت ہی

نظم

غیر کے کہنے سے گو اُسنے چُرائین آنکھین — ہو گئی صلح جو اکبار لڑائین آنکھین
شعلہ رخساروں کے جا جا کے کیے نظارے — ہمنے خود دیدہ و دانستہ جلائین آنکھین
کشتۂ دیدۂ دلدار سمجھ کر مجھکو — آہوون نے مری تربت پہ چڑھائین آنکھین
اور کیا یار کوئی تم سے توقع رکھے — ایک بوسے کے لیے تمنے چُرائین آنکھین
بوسۂ چشم کبھی ہمنے جو مانگا باقرؔ — یار نے چین بجبین ہو کے دکھائین آنکھین

زاغ و زغن مل کر نسیم پر سحر کرنے لگے مگر نسیم ان کے سحر کو کب مانتی ہی دونون کا سحر بر طرف کر کے کارد سحر جھولی سے نکالی کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری وہ کارد جوگری سینے کو توڑ کے پار گذری آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زاغ و زغن جادو دیو دونون کو مار کر نسیم آسمان سے اُتری اِدھر بادشاہ نے اُس پہلوان کو مارا جنگل مین سناٹا پڑ گیا نسیم نے کہا کہ ای شہریار مین جانتی تھی کہ دشمن خدا آپ کو لگا کر لے گیا ہی ضرور فتور برپا کریگا وہ ہی ہوا شکر ہی کہ مین وقت پر پہونچ گئی اب آپ آج شب کو باغ گلفشان مین آئیے یقین ہی کہ بیتاب میرے ساتھ ہو خدا آپ کو سلامت رکھے مین جو قید ہو جاؤنگی تو آپ ہی رہا کرینگے بادشاہ نے فرمایا باغ گلفشان کس مقام پر ہی نسیم نے کہا کہ لوح آپ کو بتا دیگی جتنے امور طلسم کے ہین سب لوح کے متعلق ہین جسدم قصد کیجیے گا آپ کو معلوم ہو جائیگا سعد نے فرمایا مین بہدایت لوح اپنے کو تا بہ باغ گلفشان پہونچاؤنگا نسیم رونے لگی کہا ای شہریار آج مین نے بڑی گستاخی کی کہ آپکی مدد کو آئی بیتاب کو بہت ناگوار ہوگا ہر مقام پر زاغ و زغن کا جلوہ ہی ایسا نہین ہی کہ اُسکو خبر نہ ہو یہ طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے سب خبردار ہین ضرور اُس سے جا کر خبر کرینگے اب مین رخصت ہوتی ہون جیسے ہی نسیم بلند ہوئی بادشاہ

نے دیکھا آسمان پر برق چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم بیتاب جادوا گیسو تریدہ خوب تو نے آفت برپا کی زاغ وزغن کو قتل کیا پہلوان ہرائی بھی مار اگیا تجکو کچھ ہمارا خیال نہ ہوا ہمنے پہلے ہی منع کیا تھا کہ آج قصر جہان نما پر نہ جا مگر تو نے نہ مانا اس شہریار کے دیکھنے کا مزہ اُٹھایا اب عمر بھر چین نہ پڑیگا ملکہ نے پکار کر آسمان سے آواز دی کہ یہ کنیز رخصت ہوتی ہی خدا حافظ تردد نہ فرمائیے گا مجھ ایسی صدہا لونڈیان ہین اگر آپ کوشش کرین گے اور لوح سے غفلت نہ کرین گے تو سب مطلب پورا ہوگا اگر لوح کو فراموش کیا تو باعث خرابی ہی سعد شہریار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری کئی تیر مارے مگر بیتاب اسقدر بلند تھی کہ کوئی تیر اُسنک نہ پہونچا بیتاب نکل گئی سعد شہریار یاد ہین نسیم کی سر جھکا کے بیٹھے اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

ای جذب عشق کامل وہ گل کھلا چمن مین +
پیدا ہو رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین

گلزار ہو رہی ہی ہر اک گلی وطن مین +
پریونکا جمگھٹا ہی ہر ایک انجمن مین +

قلقل گلابیون کی کیا لطف دے رہی ہی
بلبل چہک رہا ہی ساقی کی انجمن مین

نو دولتونکو غرہ ہی خوش لباسیون پر
پھولے نہین سماتے کمخواب و گلبدن مین

زلفین بکھر گئی ہین اندھیر ہو گیا ہی
بالون سے منھ چھپایا یا چاند ہی گہن مین

دیکھین جنون کدھر کی دکھلائے سیر ہمکو
گلشن مین گل کھلے ہین پھولا ہی ڈھاک بن مین

قامت مین کیا قیامت ناز و ادا بھرے ہین
آفت کے پیچ و خم ہین گیسوے پرشکن مین

بیتاب ہو نہ ای دل حاضر ہین ڈوبنے کو
پانی تو دیکھ لین ہم اُسکے چہ ذقن مین +

کیا حسن ناز اُنکا جلوہ دکھا رہا ہی
تارے جڑے ہوے ہین گویا کہ لوز تن مین

بگڑی ہین اُنکی زلفین بن آئی ہی صبا کی
کیا کیا پسار رہی ہی نافے ختا ختن مین +

آخر غریق رحمت ای بحر ہو گئے تم بھی
الفت کی سوت پھوٹی ڈوبے چہ ذقن مین

بادشاہ دن بھر اُسی صحرا مین رہے شام کو پشت مرکب پر سوار ہوے تلاش مین چلے کہ دیکھین باغ گلفشان کہان ہی لوح کو ملاحظہ کیا لوشتہ پایا کہ پہلوے کوہ مین ایک قصر ہی اُسکو قصر لعل نگار کہتے ہین وہان سے پتہ نسیم کا ملیگا پہونچ جائیے گا کیا عجب ہی کہ وہان پہنچے

کوئی آپ کو ساتھ لیجائے اور تا بہ باغ گلفشان پہونچائے بادشاہ یہ مضمون دیکھکر طرف قصر لعل نگار کے چلے جب قریب کوہ پہونچے تو دیکھا کہ ایک قصر سُرخ آراستہ ہی اُس مین سے رونے کی آواز آتی ہی کہ جیسے کوئی دردرسیدہ رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

مست ہو جاتا ہی بلبل جب کھلے دو چار گل
یہ چراغ عقل ہو جاتا ہی اب ہر بار گل

داغ مین سب تیرے ہاتھونکے وہ ہین ای یار گل
کھاتے ہین چھالو تکے تیرے آتشین رخسار گل

پھر بہار آئی امید رُخ مین دیکھین یار گل
مثل یوسف باغ سے آوین سر بازار گل

روبرو میرے چنگیر دنمین نہ رکھو یار گل
یار بن کھٹکین گے آنکھونمین بہ رنگ خار گل

گر بچھاتا ہو نمین فرش خواب پر بے یار گل
خار کا دیتے ہین پہلو کو مرے آزار گل

زخم دل ہون اشک ہو نکلینگے آنکھو نسے ابھی
روبرو میرے نہ کا لو شمع کا زنہار گل

غور سے دیکھو سراپا ہی وہ اک باغ و بہار
باغ سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسار گل

بادشاہ یہ آوازین سُن کر قریب اُس قصر کے آئے بلا تکلف داخل قصر ہوے دیکھا چند کنیزین رو رہی ہین اور وزیرزادی ایک طرف پڑی تڑپ رہی ہی دمبدم بیقرار ہو کر پکارتی ہی کہ ای ملکۂ عالم تمنے ہم کو خوب تباہ کیا خدا تم کو قید سے چھڑا لے اس آفت سے بچائے سعد شہریار نے آکر وزیرزادی کو قید سے رہا کیا اور پوچھا کہ ملکہ نسیم کہان ہین یہ سنکر وزیرزادی نے کہا سامنے قصر تاریک ہی اُسمین ملکہ قید ہین بیتاب جادو نے آپکے دھوکا دینے کو بڑے بڑے سامان کیے ہین جو کچھ آپ کے سامنے آئے بدون لوح دیکھے ہوے کسی سے ملاقات نہ کیجیے گا آپ قصر تاریک مین ہو آئیے کہ شام مصیبت قریب ہی مین رہبری کرون آپ کو تا بہ باغ گلفشان لیچلون سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ سامنے قصر تاریک ہی جب اُس مکان مین جائیے گا تو کچھ معلوم ہوگا جب لوح کو پہنائیے گا تب روشنی ہوگی اور قیدی معلوم ہوگا بادشاہ لوح کو دیکھکر طرف قصر تاریک کے چلے سامنے دیکھا کہ ایک قصر کلان ہی مگر آہن کا بنا ہی اسقدر تاریک ہی کہ نگاہ نہین ٹھہرتی بادشاہ قریب اُس قصر کے پہونچے آکر دیکھا قفل مین مار سیاہ لپٹا ہی بادشاہ جھپاہ نے جیسے ہی لوح چمکائی وہ مار سیاہ گر از مین مین جذب ہو گیا یہ ماران جادو طرف سے بیتاب

کے نگہبان تھا بیتاب نے کہدیا تھا کہ جب طلسم کشا آئے تو مجکو خبر کرنا وہ مار سیاہ زمین
مین غرق ہوکر باغ گلفشان مین پہونچا بیتاب جادو مسند پر بیٹھی ہی اور گلفشان جادو
جو سردار آتا ہی اُس سے ملاقات کرتی ہی اور نام پوچھتی ہی کہ ماران نے آکر خبر دی
کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا قریب قصر تاریک پہونچ گیا مجہپر لوح کا عکس ڈالا تو مین گر پڑا
مگر اپنے کو ظاہر نہین کیا آپ کی خدمت مین پہونچا اب جو تدبیر مناسب ہو وہ کیجیے بیتاب
نے گلفشان جادو کو بُلایا کہا ای گلفشان تو جانتی ہی کہ بعد سال بھر کے یہ دن آتا ہی
جشن سامری مین مین مصروف ہون سردار چلے آتے ہین ایسا نہو کہ طلسم کشا کسی کی
شکل بنکر چلا آوے مین جانتی ہون کہ تم قصر تاریک مین جاؤ نسیم کو اُٹھا لاؤ اور تم بشکل
نسیم بن کر بیٹھو اگر طلسم کشا نے دھوکا کھایا اور لوح کو نہ دیکھا تو گرفتار کر لینا اور اگر
لوح دیکھ لین تو بھاگ آنا اپنی جان بچانا گلفشان جادو یہ سُن کر تڑپی اور غرق زمین
ہوکر قید خانے مین پہونچی نسیم کو اُٹھا لائی بیتاب نے بیٹی کو گلے سے لگایا اور کہا بیٹا مین
خوب جانتی ہون کہ تمہارا دل اختیار مین نہین ہی لیکن صبر کرو دیکھو طلسم کشا گرفتار ہوکے
آتے ہین اُدھر گلفشان جادو نسیم کی شکل بن کر قید خانے مین بیٹھی بادشاہ اندر قصر کے
داخل ہوے دور سے دیکھا کہ نسیم سبکرو قید مین بیٹھی ہی بادشاہ نسیم کو دیکھ کر بیقرار ہوگئے
نسیم نقلی کو رہا کیا مگر نسیم کہتی ہی کہ ای شہریار مجھ سے الگ رہیے مجھپر بیتاب کا سحر
ہی آپ جو میرے قریب آوینگے تو مین جل جاؤنگی بادشاہ الگ کھڑے ہوے ہین نسیم
نقلی نے ماران سیاہ کو اپنے جسم سے دور کیا اور کہا میرے ساتھ چلیے مین حضور کو باغ
گلفشان مین لیچلون آگے آگے بادشاہ اور پیچھے پیچھے نسیم نقلی جیسے ہی بیرون قصر پہونچے
آسمان سے نعرہ ہوا کہ منعم جہان آرا ای شہریار لوح ملاحظہ فرمائیے یہ نسیم سبکرو نہین ہی
بادشاہ نے لوح پر جو ہاتھ ڈالا نسیم نقلی غرق زمین ہوگئی مگر کہا ای وزیرزادی ملکہ نسیم
تمنے غضب کیا بادشاہ کو ہوشیار کر دیا خیر تم سے اسکا انتقام لیا جائیگا گلفشان تو
بھاگی مگر وزیرزادی آسمان سے اُتری آکر بادشاہ سے عرض کرنے لگی ای شہریار اگر
آپ اسکے ساتھ جاتے تو گرفتار ہو جاتے اب باغ گلفشان مین کیونکر جانا ہوگا نسیم اصلی

کو مہتاب نے بلوا لیا اپنے پاس بٹھایا ہی اُن کو سمجھا رہی ہی مگر وہ خاموش بیٹھی ہین دن
قلیل باقی ہی بادشاہ حیران کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجر گھوڑے پر سوار آیا
پشت پر چند ملازم بادشاہ کو دیکھ کر تاجر نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای تاجر
مین نے تجکو نہین پہچانا تاجر نے عرض کی حضور نے مجکو قزاقون سے بچایا تھا اور مال
میرا مجکو دلوایا تھا بادشاہ نے فرمایا خواجہ خورشید تمھارا نام ہی تاجر نے عرض کی اب
حضور نے غلام کو پہچانا آپ کیون صحرا مین حیران کھڑے ہین جو مجکو حکم دیجیے بجا لاؤن شہ
نے فرمایا مین باغ گلفشان کے جانے کی تدبیر مین ہون کوئی صورت بن نہین پڑتی
تاجر نے کہا آپ میرے گماشتے کی شکل بن کر چلیے بادشاہ حیران تھے کہ صورت کیونکر بدلون
کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا فیروزہ بن عمرو حیران و پریشان جستجو کرتا ہوا آتا
ہی تلاش مین بادشاہ کی نکلا تھا بادشاہ کو دیکھ کر دوڑا آکر قدمون سے لپٹ گیا بادشاہ
نے فرمایا ای فیروزہ خوب وقت پر آگئے مین ان تاجر کے ساتھ ان کے گماشتے کی شکل
بن کر جاؤنگا مجکو گماشتے کی شکل بناؤ جہان آرا نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی فیروزہ
نے جہان آرا کی بھی صورت بدلی ایک دیوان کی شکل بنائی اور آپ خدمتگار بنا
خواجہ خورشید کے ساتھ سب مل کر چلے تاجر نے سامنے باغ گلفشان کے آکر اول
اپنی بارگاہ استاد کی مال وغیرہ رکھا آپ بارگاہ سے نکلا گماشتہ و دیوان و خدمتگار ساتھ
ہین باغ گلفشان مین جو شہریار نے داخلہ کیا دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی قفسون مین
جانور ہر طرح کے بند ہین بادشاہ جو روش پر سے گذرے طائر پھڑکنے لگے مگر منقارین
کھول کر رہگئے کوئی آواز نہ دیتا تھا مگر سب تڑپ رہے ہین مہتاب جادو نے کہا کہ
ای گلفشان تمھارا مکر تو خالی گیا دیکھون یہ طائر کیون پھڑکتے ہین گلفشان نے کہا
کہ ای ملکۂ عالم مین تو اپنا رنگ جما چکی تھی مگر جہان آرا نے آکر میرا رنگ مٹایا مین
ناچار ہو گئی آخر جان بچا کر بھاگی شکر ہی کہ آپ تک پہونچگئی لیکن طائرون کا پھڑکنا
چاندنی کے سبب سے ہی مہتاب نے کہا کہ ای گلفشان مین خوب جانتی ہون کہ
بادشاہ یہان نہین آسکتے اگر آئین گے تو گرفتار کرلونگی یہ جادوگر جادوگرنیان جو اپنی

سعادت جانکر آئے ہین یہ لوگ کبھی طلسم کشا کو ساتھ نہ لاوینگے کہ خواجہ خورشید اگر
بیٹھا مگر کیا شتے کو آگے بٹھالیا یہ حوصلہ نہ پڑا کہ بادشاہ کو پیچھے بٹھائے آپ سر جھکائے ہوئے
بیٹھا ہی بادشاہ نے دیکھا کہ نسیم سیکر و مسند پر بیٹھی ہی مگر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے
ہوے اور کئی سی جادوگرنیان بڑے بڑے ساحر صحبت مین حاضر ہین ایک ساحر نحیف
ضعیف عمامہ سر پر باندھے ہوے ایک طرف بیٹھا ہی ایک کتاب ہاتھ مین ہی اُس کا
مطالعہ کر رہا ہی مگر بیتاب جادو سب سے کہہ رہی ہی کیون صاحبو قاعدے مین لو
مرقوم ہی کہ طلسم کشا ضرور آئیگا مگر مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ وہ یہان نہین آسکتے اب
کنابجوان کو حکم دون کہ ممبر پر جائے اور اوصاف سامری بیان کرے وہ شخص جو کتاب
دیکھ رہا تھا یکایک رونے لگا بیتاب نے کہا کہ کیون خیر تو ہی اُسنے رو کر کہا میری آنکھون
کی بینائی جاتی رہی کوئی حرف مجکو نہین سوجھتا ساری کتاب معرا ہوگئی اب مین کیا کرون
بیتاب نے کہا کہ کیون صاحبو تم نے سُنا غضب ہوگیا کہ تحریر کتاب یدار ایسا مجبور ہوا کہ وہ
کہتا ہی کتاب معرا ہی سب نے کہا یہی علامت ہی کہ طلسم کشا باغ مین آگیا پھر سب نے کہا
ای بیتاب جادو تمھارا حکم خلاف نہین ہی جو کہتی ہو وہی ہوا کہ طلسم کشا باغ مین پہونچگیا
نسیم نے جو سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ مل گئی نسیم آنکھ ملتے ہی سمجھ گئی کہ یہی طلسم کشا ہین
پکار کر بیتاب سے کہا کہ ای مادر مہربان وہ سامنے دیکھیے طلسم کشا بیٹھا ہی خواجہ خورشید
کی روشنی ہی کہ یہ اپنے ساتھ لائے بیتاب نے سب ساحرون کو اشارہ کیا کہ ہان
یارو بادشاہ کو مار لو سب ساحر اُٹھے بادشاہ پر سحر کرنے لگے بادشاہ نے تلوار کھینچی تلوار
کھینچ کر لڑنے لگے جہان آرا بھی پشت پر بادشاہ کے سحر کر رہی ہی بادشاہ کو بچاتی ہی
اور فیروزہ بنت عمرو حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی جب حقہ آتشبازی مارا دو چار سی کے
منہ پھونک دیے جہان آرا بھی جب سحر کرتی ہی دو چار کو جلا دیتی ہی سوداگر نے جو دیکھا
کہ بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوے ہین دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار و ای رحیم و
کریم بادشاہ عالیجاہ کو ان دشمنون سے بچالے ایسا ہو کہ انپر کوئی چشم زخم پہونچے مگر
بیتاب جادو نے جو نعرہ بادشاہ جمجاہ کی صدا سُنی بیقرار ہو گئی سوچی کہ طلسم کشا میری

فکر مین آتا ہی مین نکل جاؤن میری ہی فکر کرینگے اگر مین قتل ہوئی تو یہ تا یہ ہمشیرہ کلان پہونچ
جائینگے یہ سوچ کر بیتاب تو نکل گئی مگر سب ساحرون نے دیکھا کہ بیتاب تو چلیگئی اور
بادشاہ ظفر رہے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جو ساحر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا بادشاہ
کے ہاتھ سے کئی سو افسر مارے جاچکے اور ساتھ بیتاب کے گلفشان بھی اسقدر گھبرائی
کہ یہ بھی نکل گئی سب بھاگ گئے بادشاہ نسیم سے ملے نسیم لپٹ کر رونے لگی کہتی تھی ای شہریار
مجھے یہ امید نتھی کہ آپ سے زندگی مین ملونگی مگر قربان اُسکی مصلحت کے کہ آپ یہان
پہونچ گئے بی بیتاب نے مجکو یہان بلوایا تھا سمجھا رہی تھین کہ عشق سے ہاتھ اُٹھاؤ مین نے
کچھ جواب نہین دیا مگر یہ ساحر جو بھاگ کر گئے ہین باغ گلعذار مین سب کا جماؤ ہوگا سب
ساحر وقت پر بھاگے ہین دیکھیے انجام کیا ہو گلعذار جادو سیکا استقبال کرکے لیجائیگی
جب تک تحریر کتا بدار وعظ نہ کہیگا تب تک ساحرون کو اطمینان نہوگا اب مین حضور
کو لیے چلتی ہون اب تو میری بغاوت ظاہر ہوگئی مین بیتاب سے کہتی تھی کہ مین قید مین
نہ رہونگی خدا چاہیگا تو چھوٹ جاؤنگی خدا نے وہی کیا کہ آپ وقت پر آگئے کیون ای
خواجہ خورشید تم بھی ساتھ چلوگے ہم نہین چاہتے ہین کہ تمھاری بدنامی ہو تم ہر سال
آتے ہو خواجہ خورشید نے کہا مین سب طرح حاضر ہون مجھپر شہریار کا ایسا احسان ہی
کہ عمر بھر ادا نہ کرسکونگا میرا مال قزاقون نے لوٹ لیا تھا بادشاہ نے اُنکو سزا دی
مال میرا دلوایا مین زندگی بھر احسان سے گردن نہین اُٹھا سکتا ہون اگر شہریار کے
واسطے بہتری ہو تو مین اپنی جان لگا دون مال کیا مال ہی یہ کہکر خواجہ خورشید نے
کاروان تیار کیا ملکہ نسیم اپنی صورت تبدیل کرکے ایک تاجدار کی شکل بنی بادشاہ
کو سپہ سالار قرار دیا فیروزہ وغیرہ خدمتگارون مین ساتھ ہی ملکہ نسیم حکم دے رہی ہی
سپہ سالار حکم بجالاتے ہین اس دھوم سے بادشاہ ہمراہ خواجہ خورشید کے چلے مگر
خورشید کو اس بات کا بڑا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو سعد شہریار کو چشم زخم پہونچے غرضکہ
راہ کو طی کرتے ہوے قریب باغ گلعذار پہونچے بادشاہ نے دیکھا در باغ پر صدہا
تاجدار اُترے ہین ملازم پھر رہے ہین جابجا اژدرہاے آتش فشان آگ مُنھ سے

چھوٹ رہے ہین کسی جانب درخت پھولون کے لگے ہوے ہین ایک جانب بیتاب جادو
پھر رہی ہی سب ساحرون سے ملاقات کرتی پھرتی ہی ہر ایک سے کہتی ہی کہ صاحبو مین نے کیا
کمال کیا کہ باغ گلفشان سے نکل آئی ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے ماری جاتی ساحرون نے کہا
آپ کے آنیکے بعد ہم لوگ بھی سب نکل آئے جانتے تھے کہ جب تک آپ نہ ہونگی تب تک
لڑائی فتح نہ ہوگی یہ بھی ضرور جانتے تھے کہ اب باغ گلعذار مین جلسہ ہوگا بیتاب نے کہا
جب تک وعظ نہ ہوگا اور قاضی طلسم تعریف ساحری و جمشید نکریگا تب تک کچھ نہ ہوگا بتاؤ
صاحبو کہ سال کیونکر گذریگا ہزارون آفتین آئینگی ایسا نہ ہو کہ بی نسیم سکرو سے رہائی
پائی ہو اور وہ طلسم کشا کو لیکر آئین بیتاب یہ باتین کر رہی تھی کہ ایک طائر نے خبر دی
خواجہ خورشید بازرگان کاروان سمیت آئے ہین لیکن دور اُترے ہین بیتاب کا دل
نام اس سوداگر کا سُن کر کانپ گیا دل سے کہتی ہی کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی گلفشان
سے کہا کہ ای گلفشان جاکر کاروان مین دیکھو کہ خواجہ خورشید کس امید پر آیا ہی اگر
برائے تجارت آیا ہی تو ٹھہراؤ اور اگر برائے بغاوت آیا ہی تو اُس کی تدبیر کرو اور
ایسی سزا دو کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے گلفشان جادو واسطے دیکھنے کے چلی جب
کاروان خورشید مین آئی تو اسنے دیکھا کہ خواجہ خورشید اسباب تجارت نکلوا رہے ہین
گلفشان نے آکر پوچھا کہ کیون خواجہ خورشید تم نے بڑا ستم کیا طلسم کشا کو ساتھ لیکر
آئے خواجہ خورشید نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تاجر پیشہ ہین ہم کو ان باتون سے کیا
کام ہی معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشا کے عیار نے یہ چالاکی کی تھی مگر بہتر ہوا کہ آپ پہنچ گئین
اپنے واسطے تجارت کے آیا ہون کچھ خوف نہ کیجیے اگر کہیے تو ٹھہرون ورنہ چلا جاؤن یہ
سُن کر گلفشان نے کہا کہ تمھارا حال ثابت ہوا کہ تم خداوند کے خیرخواہ ہو مگر خبردار کسی
غیر کو اپنے آدمیون مین نہ آنے دینا یہی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا بھی تمھارے ساتھ
چلے آوین خواجہ خورشید نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم میری کیا مجال ہی اور مجھے کیا مطلب
ہی کہ طلسم کشا سے میل کرون بخت مسلمانان سب پر ظاہر ہی کہ تمام ملک لوٹ لیے تباہ و
برباد کردیے گلفشان جادو نے جواب دیا کہ تم تاجر پیشہ ہو ہر سال آتے ہو اب وہ وقت

قریب ہی کہ تحریر کتا بدار وعظ کہیگا سب مراد مند جمع ہین آپ بھی تشریف لائیے خواجہ خورشید گلفشان سے وعدہ کرکے خدمت مین سعد شہریار کی آئے اور کہا کہ ای شہریار تشریف لے چلیے سعد شہریار تیار ہوے کہ یکایک زمین شق ہوئی یاقوت جِنّی بھی آکر پہونچا اور عرض کی کہ ای شہریار چلیے مگر تاجر کے ہمراہ رہیے باغ گلعذار مین اسوقت بڑے بڑے ساحر جمع ہین اور تدبیرین ہو رہی ہین مگر بیتاب کہتی ہی کہ طلسم کشا ضرور آوینگے کل ساحرون کا قول ہی کہ باغ گلعذار مین بھلا کیا آسکتے ہین وہ وہ مکار جمع ہین کہ اُنکا قول ہی آج طلسم کشا بچ کر نہ جاسکینگے مگر بیتاب جادو کہتی ہی کہ اگر نسیم سبکرو ساتھ آئے تو اُس کو زندہ نہ جانے دینا گلفشان نے سب کو مطمئن کیا ہی کہ مین نے سارا میدان چھان ڈالا کہین طلسم کشا کا پتہ نہین بلکہ سب کی تلاشی لی مگر بیتاب جادو بہت بدحواس ہی یہی کہے جاتی ہی کہ طلسم کشا ضرور آئیگا صاحبو ہوشیار رہنا یاقوت جنی نے جو جلدی کی تو سب تیار ہوے ملکہ نسیم سبکرو و وزیرزادی جہان آرا و سعد شہریار اور خواجہ خورشید بازرگان یہ سب مل کر طرف باغ کے چلے جب دروازے پر باغ کے پہونچے تو دیکھا کل امرا و رؤسا اندر باغ کے جاتے ہین اور ہر ایک کا یہی قول ہی کہ تحریر کتا بدار کیا وعظ فرماتے ہین سعد شہریار ہمراہ خواجہ خورشید داخل باغ گلعذار ہوے اور دیکھا سب باغ آراستہ و پیراستہ ہی روشون پر سُرخی کٹی ہوئی ہی مگر جتنے درخت ہین بار اثمار سے سر بسجود ہین جملہ درخت طائرون سے بھرے ہوے ہین ہرچند کہ رات کا وقت ہی مگر شاخین درختون کی بوجھ سے طائرون کے جھوم رہی ہین جیسے ہی سعد شہریار اندر آئے اور روشون پر راستہ چلے سب طائر چہکار اُٹھے اور زبان انسان مین یہ اشعار گانے لگے

نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دلمین رہتے ہین ۔۔۔ گل لالہ مین مسکن ہی ہو کامل مین رہتے ہین
خیالِ مہ جبینان عاشقونکے دلمین رہتے ہین ۔۔۔ یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین ۔۔۔ نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پہ آکر ہنس کے وہ کہتے ہین غیر دلسے ۔۔۔ قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین +

مگر تحریر کنا بدار منبر پر بیٹھا ہوا وعظ کہہ رہا ہی ایک فقرہ کتاب کا پڑھتا ہی اور پھر اُسکا ترجمہ کرکے کہتا ہی کہ ای حاضرین باغ گلعذار سب آگاہ ہو جاؤ کہ قدرت کی قضا قریب ہی طلسم کا خاتمہ ہو چکا اب تم سب اپنی اپنی فکر کرو ایسا نہ ہو کہ عبادت مین فرق پڑے لہذا اپنے اپنے گھرون مین پوجا پاٹ کرو شاید خداوند سامری اپنا فضل و کرم کرین ورنہ بڑی مشکل درپیش ہی یہ ذکر تھا کہ سعد شہریار مع ہمراہیون کے داخل صحبت ہوئے سب ساحر کھڑے ہو گئے مگر سعد شہریار کے ہاتھ مین کشتی ہی اُس مین جواہر رکھا ہی یہ کہتے ہوئے طرف منبر کے بڑھے کہ ای تحریر کنا بدار مین نے ایک سال نذر مانی تھی کہ یہ جواہر تمہاری خدمت مین حاضر کرونگا تحریر کنا بدار نے دیکھا کہ نگینے یاقوت و الماس کے اُس کشتی مین بھرے ہوئے ہین جواہر کو دیکھ کر مُنھ مین پانی بھر آیا ہاتھ بڑھایا کہا ای شہریار مین آپسے بہت راضی ہون کہ آپ نذر بہت معقول لائے سعد شہریار یہی باتین کرتے ہوئے قریب منبر کے پہونچے ہاتھ بڑھایا کاہن نے چاہا کشتی لے لون سعد شہریار نے دوسرے ہاتھ سے ہاتھ اُس کا تھاما اور ایک جھٹکا مار کر نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + نعرہ کرکے تحریر کنا بدار کو کھینچ لیا باغ مین غلغلہ ہوا کہ طلسم کشا آگیا بیتاب جادو طرف نسیم سبکرو کے چلی نسیم سبکرو نے آواز دی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے ایسا نہ ہو یہ مجکو گرفتار کر لیوے سعد شہریار آواز نسیم سبکرو سنکر جھپٹے مگر بلوہ ساحرون کا بیحد و بیشمار ہی سعد شہریار طرف بیتاب جادو کے چلے بیچ مین ہزارون ساحر آگئے سعد شہریار تلوار کھینچے ہوئے اس طرح لڑ رہے ہین کہ کوئی ساحر قریب نہین آتا نسیم سبکرو و جہان آرا سحر کر رہی ہین آگ برسا دی جسپر سحر کیا وہ جل گیا مرنے کی ساحرون کے صدا بلند ہی جملہ تاجدار دردمند ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اگر یہ جانتے تو اس محفل مین نہ آتے آکے پچھتائے یہان تو موت کا سامنا ہی لیکن یاقوت جبنی نے جو دیکھا کہ سعد شہریار پر ساحرون کا بڑا بلوہ ہی مجمع سے نکل کر بھاگا نسیم سبکرو نے پکار کر پوچھا کہ ای یاقوت جبنی کہان بھاگے جاتے ہو یاقوت جبنی نے

کہا اے ملائکہ عالم کئی سو تاجداروں کے لشکر جمع ہیں اندر چلے آتے ہیں میں جا کر فوج جنات کو لاؤں کہ یہ لڑائی فتح ہو اس جنگ میں خدا طلسم کشا کو بچا لے آج کی جنگ وہ ہے کہ خدا ہمارے آقا کو بچا لے کل ساحر اسپر آمادہ ہیں کہ طلسم کشا کو زندہ نہ جانے دیں ملکہ پارین اب بادشاہ کو لازم ہے لڑتے بھڑتے ہوئے باغ سے باہر نکلیں سعد شہریار منبر پر چڑھکے خیال کر کے دیکھا کہ سارا باغ جادوگروں سے بھرا ہے اور سب طرف ہی بلڑ ہے کہ جسطرح بنے طلسم کشا کو گھیر لو مگر یاقوت جنی بھاگ کر نکل گیا فوج جنات کو لیکر آیا دور سے دیکھا کہ سعد شہریار منبر پر کھڑے ہوئے اذان کہہ رہے ہیں یاقوت جنی نے اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ دیواریں باغ کی گرا دو کل فوج نے دیواریں باغ کی گرا دیں اور سعد شہریار کو آکر منبر سے اُتارا سعد شہریار بھی بلک بلک کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے بچا لے ان ظالموں سے نجات دے نظم

نہ گردد نکتۂ وحدت کس از زبان تشریح + کہ ہست حرف ہمین خارج از بیان تشریح +
نہ شد زبان تکلم بشرح آن جاری + نہ گشت نوک قلم آشنا بدان تشریح +
بجاے ہر سر مو گر شود زبان پیدا + بیان زبندۂ عاجز نہ گردد آن تشریح
بہر طریق بہر مذہب و بہر ملت + کنند اہل زبانش بیک زبان تشریح
ز کنہ ذات الٰہی نہ شد کسے واقف + فرشتہ کردنہ تفصیل انس و جان تشریح
کسیکہ واقف راز حقیقت حق شد + نشد زبان سکوتش روان بدان تشریح
شگفتہ صد گل رعناست اندرین گلزار + کند چہ بلبل کمزور و ناتوان تشریح
ہمہ از نکات عجیب است متن مدعو دانا + چہ طاقت است کہ شارح کند ازان تشریح
ز عام و خاص بپوشند ہر آنکہ زاہل راز + کنند بسر بازارگان ازان تشریح
شنفتہ گوش بنظم تو اہل حق ہستی + اگر بوحدت و کثرت کنی بدان تشریح

مگر یاقوت جنی فوج جنات کو ساتھ لیکر گرا جنوں نے وہ جنگ کی کہ کیا عجب تھا زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو گر سعد شہریار نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اٹھی ایک نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا نقابدار نے

آتے ہی مجمع ساحران کو درہم و برہم کردیا اور سعد شہریار کو اپنے بیچ مین لے لیا عین گرمی
جنگ مین نقابدار گلگون پوش کئی مرتبہ گھوڑے سے اپنے کود کود پڑا کہتا تھا ای شہریار
گھوڑے پر سوار ہو جیسے سعد شہریار نے فرمایا اب مرکب پر کیا سوار ہون تم مرکب پر
سوار ہو مین پیدل ہی جنگ کرونگا مگر نقابدار گلگون پوش نے شاطر کو حکم دیا کہ اور
مرکب لاؤ عیار فورًا جاکر مرکب لایا گھوڑا ہوا سے باتین کرتا تھا سجا سجایا زین و لجام سے
آراستہ کنڈہ مثل ماہ نو کیے ہوے قریب سعد شہریار کے لایا سعد شہریار اُسپر سوار
ہوے مگر نقابدار گلگون پوش ہمراہ سعد شہریار جنگ کر رہا ہی کسی کو قریب اپنے نہین
آنے دیتا یہی چاہتا ہی کہ مین جنگ کرون کافرون کو قتل کر ڈالون مگر سعد شہریار انھون (?)
سے جنگ کر رہے ہین چاہتے ہین گھوڑا نقابدار کے قریب سے بڑھالون مگر نقابدار سایے (?)
کیطرح سعد ساتھ ہی جو پہلوان سامنے سے آتا ہی اُس کو بڑھ کر قتل کرتا ہی کئی پہلوان
اپنے اپنے گینڈے بڑھا کر آئے مگر ہاتھ سے نقابدار گلگون پوش کے مارے گئے
سعد شہریار حیران ہین کہ یہ جوان کون ہی کہ دمبدم میری مدد کرتا ہی جو پہلوان آتا ہی
اُس کو بڑھنے نہین دیتا مگر نقابدار جی داری کر رہا ہی بیتاب جادو نے ازروے بکوے (?)
کے خواجہ خورشید بازرگان و جہان آرا وزیرزادی کو گرفتار کرالیا اور چند کس سے
کہا کہ ان کو کشان کشان لیجاؤ ہم لوگ تدبیر کرتے ہین بی نسیم سیکر (?) کو گرفتار کیے لیتے
ہین اگر یہ لوگ گرفتار ہو جاوین تو طلسم کشا کا زور کم ہو سعد شہریار نے دور سے دیکھا
کہ گلعذار خواجہ خورشید و جہان آرا کو لیے جاتی ہی ادھر خواجہ خورشید نے پکار کے
آواز دی کہ ای شہریار غلام کو بچائیے ایسا نہ ہو کہ یہ بے گناہ قتل ہو جاوے سعد شہریار
نے خود نقابدار گلگون پوش کو اشارہ کیا کہ گلعذار کو روکو نقابدار گلگون پوش جرأت
کے خیال سے بڑھ گیا جیسے ہی سامنے گلعذار کے پہونچا گلعذار نے سحر کیا کہ گھوڑا
نقابدار گلگون پوش کا بدلگامی کرنے لگا گلعذار نے پھر دوسرا سحر کیا کہ تلوار ہاتھ
سے نقابدار کے گر پڑی نقابدار گلگون پوش نے بہ نگاہ حسرت طرف سعد شہریار
کے دیکھا سعد شہریار کا دل بیقرار ہو گیا اور سمجھ گئے کہ نقابدار سحر سے عاجز ہوا اور نہ

یہ بہادر ایسا نہین ہی کہ کسی سے رُک جاتا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تاک کر گلعذار کو تیر مارا گلعذار کے سینے پر تیر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا گلعذار کے مرتے ہی خواجہ خورشید و جہان آرا نے رہائی پائی مگر لقا بدار گلگون پوش نگہبانون پر جا پڑا کئی سو جوانون کو قتل کیا جا بجا لاشون کے انبار لگا دیے مگر گلعذار کے مرتے ہی تمام باغ مین آگ لگ گئی ہزارون درخت جلے اور صدہا ساحر جل جل کر مرے مگر بیتاب کو جو یہ معلوم ہوا کہ گلعذار قتل ہو گئی ساحر تند ہی نہین کرتے بھاگے جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اپنی جان بچاؤ اِسنے عورتون کو اشارہ کیا کہ ہان صاحبو تمھارے اظہار کمال کا یہی وقت ہی چہار جانب سے طلسم کشا کو گھیر لو دم نہ لینے دو ایسا مکر تم سب مل کر کرو کہ طلسم کشا لوح طلسمی حوالے کر دے اگر لوح مل جاوے تو طلسم کشا کو گرفتار کر لیو ین وہ عورتین سامنے سے بیتاب جادو کے غائب ہو گئین جس مقام پر سعد لڑ رہے ہین کان مین آواز آئی کہ کچھ عورتین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہین نظم

پھر اسکے بھی نہ جانبِ گلزار دیکھیے — ہر وقت تیرے پھول سے رخسار دیکھیے
کرتا ہی کیا چلن ترا ای یار دیکھیے — پامال کرتی ہی کسے رفتار دیکھیے +
اب دل مین ہی کہ پرچۂ اخبار دیکھیے — لکھی جو ہو تو کچھ خبر یار دیکھیے ++
اچھی نہین یہ کاوشِ بیکار دیکھیے — گالی نہ ہمکو دیجیے ہر بار دیکھیے
بس تجکو جا کے طور پہ ای یار دیکھیے — بیٹھے ہوے الگ ترا دیدار دیکھیے
لیتا ہون دل پہ آپ کی تلوار دیکھیے — اپنی جفائین اور مرا پیار دیکھیے
جلوہ دکھا کے آپ جو اکبار دیکھیے — عالم کو حشر تک بھی نہ ہشیار دیکھیے
لیتا ہی جان عشق کا آزار دیکھیے — دم توڑتا ہی آپ کا بیمار دیکھیے
سمجھا چکے ہین آپ کو سو بار دیکھیے — کیجے نہ بات بات مین تکرار دیکھیے
باغِ بہشت کو بھی نہ زنہار دیکھیے — جب تک ہی آنکھ انجمن یار دیکھیے +
حسرت ہی تجکو خواب مین ای یار دیکھیے — سوتے ہوے نصیب کو بیدار دیکھیے
لکھی غزل ہزبر کی ای یار دیکھیے — کیا کیا ہی نظم حال دلِ زار دیکھیے

سعد شہریار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین اشعار
مذکور گاتی ہوئی آتی ہین ایک نازنین اُن مین سے بڑھی اُسنے قریب سعد شہریار آکر
عرض کی کہ ای شہریار باغ بہار احزان مین آپ کی طلب ہی سعد شہریار اُس نازنین
کو دیکھ کر محو ہو گئے ارادہ کیا کہ اس نازنین کے ساتھ چلون مگر لوح پر نگاہ پڑ گئی یہ مضمون
نوشتہ پایا کہ ای فتاح این طلسمات و ای سیار این عجائبات اس نازنین کی باتون پر نہ
جائیے جلد اس کے اوپر عکس لوح کا ڈالیے پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھیے
بادشاہ جمجاہ نے اُس نازنین کو اپنے قریب بُلایا جب وہ نازنین بادشاہ کے قریب
آئی بادشاہ نے عکس لوح ڈالا جیسے ہی عکس لوح طلسمی کا اُس نازنین پر پڑا اُس نے
ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی تھوڑی دیر مین جل کر وہ نازنین
خاک سیاہ ہو گئی بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خوش ادا جادو
بود بیتاب جادو نے جو خوش ادا کے مرنے کی صدا سُنی بد حواس ہو گئی کہتی ہی
کہ صاحبو کیا انقلاب ہی کہ ہماری خیر خواہ ماری گئی طلسم کشا کے مددگار آ گئے
یہ نقابدار گلگون پوش کہان سے آیا ہی کس طرح سے ساتھ دے رہا ہی مثل ہمزاد
کے ساتھ ہی ای تاجدار صاحبان مین تو اب جاتی ہون تم لوگ بھی اپنی جان بچا کر نکلو پھر
جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا مین اب جا کر کمیاب جادو سے صلاح کرون دیکھون
اُن کی کیا رائے ہوتی ہی وہ کوئی تدبیر ایسی کرین کہ طلسم کشا سے لوح لے لین تب
جنگ فتح ہو گلعذار کا مارا جانا مجھے بہت شاق ہوا وہ بہانکی حاکم تھی شاید اور
کوئی تدبیر کرتی مین کیا جانتی تھی کہ گرفتاری خواجہ خورشید و جہان آرا پیام موت
گلعذار ہی اُسکا قتل ہونا کہ باغ کا جلنا سب ساحر کہ رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم
اب دیر نہ کیجیے جلدی سے نکل جائیے ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے
بیتاب جادو نے تخت منگوایا تخت پہ سوار ہوئی کئی سو تاجدار تخت پر آ گئے ادھر
نسیم سبکرو نے دیکھا کہ بیتاب جادو نکلی جاتی ہی اُسنے پڑھ کر سحر کیا اور گولہ مارا
تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا بیتاب جادو تخت سے گری اپنے تئین بمشکل سنبھالا اور

پلٹ کر دیکھا معلوم ہوا کہ بیٹی نے گولہ مارا بہت دیر تک چیخین مار مار کر رو ئی کہتی تھی صاحبو
دیکھا تم نے کہ صاحبزادی ہماری ایسی دشمن ہو گئی ہین چاہتی ہین کہ مان قتل ہو جاوے
افسوس ہے صد ہزار افسوس یہ انقلاب زمانہ ہے خیر مین اس کی کچھ نہ کچھ تدبیر کرونگی یہ کہکر
سحر کیا یکایک بازو ون پر پر پیدا ہوے اُڑ کر چلی نسیم سیکرو نے ایک پتھر پھینکا وہ پتھر طرف
بیتاب جادو کے چلا بیتاب نے چاہا بلند ہو جاوے کہ وہ پتھر قریب سر آکر لہرایا اُسکی
شاخین جو سر مین بیتاب کے لگی بیتاب جادو زمین پر گری سعد شہریار قریب تھے جلدی
سے گھوڑے سے کود پڑے بیتاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ساحرون نے چاہا قبضے سے
سعد شہریار کے بیتاب جادو کو رہا کر لیوین نسیم سیکرو نے سحر کر کے کئی سو ساحرون
کو مارا اور بیتاب پر سحر کیا کہ بیتاب جادو سحر بھول گئی بادشاہ اسلام نے فرمایا ای
بیتاب جادو تو میرے قبضے مین ہی اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر اور لات و مناف
پر لعنت کر وہ وحدہٗ لاشریک برحق ہی جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیے یہ سنکر
بیتاب نے جھلا کر جواب دیا کہ یہ مجھسے کبھی نہ ہو گا کہ دین سامری کو ترک کرون اور
دین خدا ئے نادیدہ اختیار کر لون کہ یکایک یاقوت حبشی سامنے سے آیا بادشاہ سے
اشارہ کیا کہ ای شہریار اتنا بڑا دشمن آپ کے قبضے مین آیا ہی اور آپ اسکے قتل مین
تاخیر کرتے ہین جلد اس کو قتل کیجیے فیروزہ بن عمرو پشت پر کھڑا تھا اُسنے خنجر مار دیا کہ
بیتاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک ہو گیا آندھی سیاہ چلی اندھیرا ہو گیا صداے
دار و گیر بلند ہوئی پتھر باری و سنگباری ہوئی ساحر جو لڑ رہے تھے بدحواس ہو ہو کر بھاگنے لگے
آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بیتاب جادو بود تاریکی دفع ہوئی بادشاہ نے دیکھا
وہی نقابدار گلگون پوش سامنے کھڑا ہی اسنے قریب آکر عرض کی کہ حقیقت مین حضور بڑے
جری و بہادر ہین آپ کا عدیل و نظیر نہین مگر مین جو آکر شریک جنگ ہوا مراد یہ ہی کہ
حضور نے طلسم آبگینہ فتح کیا اور یہ طلسم بھی آپ کے قبضے مین ہی امیدوار ہون کہ اس
طلسم کا مال مجھکو مرحمت ہو یہ سُنکر بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای محسن یہ تو غیر ممکن ہی مناسب
یہ ہی کہ اب مین عنکبین کمیاب جادو کی جاؤنگا بعد اُس کے جمشید ثانی پر لشکرکشی ہوگی

اُس لشکر کشی مین تم بھی آؤ وہان امتحان ہوجاویگا ویسا مجمع پھر کبھی نہ ملیگا کیونکہ وہان
صاحبقران عالیشان بھی ہونگے ایکطرف لشکر جمشید ثانی ہوگا جیسا کہوگے ویسا
ہوگا نقابدار گلگون پوش نے کہا کہ مین آپ کو آگے نہ بڑھنے دونگا اب مین سپر راہ
ہوتا ہون پہلے میرے آپکے مقابلہ ہو بادشاہ جمجاہ نے ہرچند سمجھایا مگر نقابدار گلگون پوش
نے نہ مانا لشکر اپنا لیکر مقابلے مین سعد شہریار کے اُتر پڑا بادشاہ جمجاہ بفتح و فیروزی
پلٹے یاقوت جنی بھی مع فوج ہمراہ ہی بادشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ اے یاقوت جنی تم
جانتے ہو کہ یہ نقابدار گلگون پوش کون ہی یاقوت جنی نے عرض کی مین صرف اتنی
بات جانتا ہون کہ یہ نقابدار پردۂ قاف مین جابجا جنگ کر رہا ہی کئی مرتبہ جب
دیو قہقہۂ سہ چشمی لشکر کشی کر کے ملکہ آسمان پری پر آیا تو اسی نقابدار گلگون پوش
نے اُس کی فوج کو شکست فاش دی یہ بڑا جری و بہادر ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ یہ
اہل اسلام کا خیرخواہ ہی نہین معلوم کیا سبب ہی کہ حضور کو روکتا ہی سعد شہریار نے
محل مکان بیتاب جادو کے ضبط کرائے بہت سا مال نکلا کئی سو چھکڑے معمور ہو گئے
کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد
بباغ + گل سرخ تابد چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد
شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز ہو لشکر مین نقابدار کے طبل جنگی بجگیا
کل کے روز اُس کا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کینہ و عناد و فساد کو
دوبالا کرے بادشاہ اسلام نے یہ سُن کر حکم دیا کہ ای فیروزہ کہدو ہمارے لشکر مین
بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر سعد شہریار مین بھی نقارۂ رزمی
پر چوب پڑی نقارۂ جنگی گڑگڑایا چار پہر رات تیاری حرب و پیکار مین گذری جس وقت
کہ نقابدار زرین پوش سلطان فلک چہارم کاشانۂ مشرق سے نکلا تمام عالم روشن ہوا نظم

علمِ آفتاب نکلا جب ۔ فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہِ خاور سپہر گرد ہوا ۔ رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکیلا ۔ مہِ انجم سپاہ روبفرار

تمام عالم منور و روشن ہوا سعد شہریار جب سوار ہونے لگے تو ملکہ نسیم سبکرو نے آگر رکاب کو بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار آپ کیون تکلیف فرماتے ہین مجکو حکم دیجیے کہ مین جاکر سحر کرون ایک سحر مین لشکر نقابدار گلگون پوش بھگا دون سعد شہریار نے فرمایا ای نسیم سبکرو کبھی ایسا ارادہ نہ کرنا کہ غیر ساحر کے لشکر پر سحر کرو ہمارے دادا جان کا یہ قانون ہی کہ ساحر سے ساحر لڑے اور غیر ساحر سے غیر ساحر لڑے غیر ساحر کے لشکر پر ساحر سحر نہ کرے اگر اُس کی طرف بھی کوئی ساحر ہوگا اور وہ سحر کریگا تو خیال رکھنا نقابدار گلگون پوش پہلوان زبردست ہی وہ کبھی اس بات کو گوارا نہ کریگا کہ ساحر کے سحر سے ہم سے مقابلہ کرے یہ فرماکر بادشاہ سوار ہوے نسیم سبکرو کنارے آئی ساتھ والون سے کہنے لگی بادشاہ کے مزاج مین جہالت ہی اتنے بڑے لشکر پر کیا ضرور تھا کہ تشریف لیے جاتے ہین مین ایک سحر مین لشکر نقابدار گلگون پوش منتشر کرتی کہ سب کو بھاگتے راستہ نہ ملتا بادشاہ بصد کر و فر میدان کارزار مین پہونچے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا سب نے کہ نقابدار گلگون پوش بجوشان و خروشان مع لشکر گران میدان جنگ مین آیا اور مرکب اپنا سب سے آگے بڑھا کے ٹھہرا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی نظم

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا +	دل مردون کا بھر جنگ پھڑکا
ہان نامورو وہ نام کرنا +	رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا +
رستم ہی نہ اب ہی سام باقی	مردون کا فقط ہی نام باقی +

نقابدار گلگون پوش نے یہ آوازین سن کر مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا سلحشوری دکھانے لگا جب خوب عرق عرق ہوا تو پکار کر آواز دی کہ جس کو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد شہریار نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے نقابدار گلگون پوش کے پہونچے نقابدار گلگون پوش نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ جمجاہ نے جواب سلام دیا نقابدار گلگون پوش نے عرض کی کہ ای شہریار آپ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے ایسا نہو کہ آپ کو سر میدان ملال پہونچے سعد شہریار نے فرمایا ای نقابدار

بس اب زیادہ یاوہ گوئی نہ کیجیے زبان تیغ و کلۂ عمود سے کام لیجیے یہ سنکر لقا بدار گلگون پوش نے قصد کیا کہ تیرہ اُٹھاؤن لیکایک صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا ایک دیو خونخوار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین تھا آتے ہی لقا بدار گلگون پوش کو دیا لقا بدار نے وہ کاغذ پڑھ کر اپنے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا ای شہریار مین مجبور و ناچار ہون کیا کہون میرے ملک پر ایک دیو نے بلوہ کیا ہی میرے ملازم نے مجکو طلب کیا ہی لہذا مین تو رخصت ہوتا ہون انشاء اللہ پھر کبھی کسی مقام پر آؤنگا آپ سے ضرور ضرور مقابلہ کرونگا بادشاہ جمجاہ کو بڑا صدمۂ عظیم ہوا فرمایا ای لقا بدار خدا حافظ لقا بدار گلگون پوش پلٹا لشکر کو ساتھ لے کر طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ جمجاہ بھی پلٹے اپنے لشکر مین آئے اسی مقام پر اُتر پڑے بارگاہ مین آکر محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساقیان سیمین ساق اور مطربان خوش آواز آکر حاضر ہوے ایک گائن نہایت حسین و جمیل سامنے بیٹھ بنا بنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

اس نصیحت نے مجھے اور ستا رکھا ہی + سر مرا ناصح مشفق نے پھرا رکھا ہی

لطف ہی لطف ملاقات کا حاصل اس سے + خط کو اُنکے جو کلیجے سے لگا رکھا ہی +

ای گلو تمنے تو اتنا نہ ہنسایا تھا کبھی + جسکے بدلے مجھے اسدرجہ رُلا رکھا ہی

آئی ہی نکہتِ گل لیکے صبا کیا صیاد + شور بلبل نے قفس مین جو مچا رکھا ہی

کیون پریشان مین نہ افسانہ ہو وحشت کا مری + کس پہ بیزار دلے دیوانہ بنا رکھا ہی

آڑ کرتے ہین کہ مشتاق نہ صورت دیکھے + آئنہ سامنے منگواکے لگا رکھا ہی

تو کہان ہی جو گلے تجکو لگاؤن ای گل + ہان ترا داغ کلیجے مین لگا رکھا ہی

چار دن مین سب اُجڑ جائیگا گلزار جہان + باغ عالم مین وہ گل تم نے کھلا رکھا ہی

مستعد جان سے ہی دیکھو ہون تنہائی مین + زہر کھانے کے لیے مین نے منگا رکھا ہی

عشق کی تیغ سے ٹکڑے جگر و دل تو ہوے + جھوٹی قسمون کے لیے سر کو لگا رکھا ہی

دونون عالم ترے دیدار پہ عشق کھاتے ہین + اسقدر ساری خدائی کو لبھا رکھا ہی

منھ دکھانے کے بھی لائق نہ رہے عالم مین — ایک محبوب نے وہ حال بنا رکھا ہی +
واہ کیا تیری دھوان دھار مسی ہی ای شوخ — رنگ سوسن کا گلستان مین اُڑا رکھا ہی
سامنے یار کے خود رفتہ نہ ہو جائے ہزبر — دل بیتاب کو پہلے سے سکھا رکھا ہی

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو پادشاہ جمجاہ نے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا جب بیتاب جادو قتل ہو جائے تو آپ کو مناسب ہی کہ طرف صحراے مشک افشان کے جائیے مشک افشان جادو بڑی مکار ساحرہ ہی اُس کے مکر و فریب سے بچیے گا وہ بڑے بڑے مکر کریگی اگر آپ نے مشک افشان کو مار لیا تو آگے صحراے کمیاب ہی کمیاب جادو سے مقابلہ پڑیگا بعد قتل ہونے کمیاب کے سامان لشکر کشی ہوگا مقابلۂ جمشید ثانی مین بہت ہوشیار رہیے گا کیونکہ ہزارون ساحران غدار جمع ہونگے اپنا اپنا کمال سب دکھائینگے وہ وقت نہایت سخت و صعب ہوگا مگر آپ لوح سے ہوشیار رہیے گا پادشاہ جمجاہ یہ حکم لوح دیکھ کر فورًا اپنے مقام سے اُٹھے سرداروں سے رخصت ہوے ملکہ تسنیم سیکر و آنکھون مین آنسو بھر لائین عرض کی کہ ای شہریار آپ کی دوری مجھکو گوارا نہین اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کب تک تری جدائی کے صدمے اُٹھائے دل — آفت مین مبتلا ہوا بیٹھے بٹھائے دل +
الفت مین ان بتون کی مزے تو نے پائے دل — جاتی ہی جان کون یہ صدمے اُٹھائے دل
اُس شمع رو کی بزم مین عاشق ہوا اُسکا نام — پروانے کی طرح سے جو اپنا جلائے دل
سنبل کیطرح کھائے شب و روز جو کہ بیچ — پھندے مین زلف کے وہ ہی اپنا پھنسائے دل
تیر نگہ سے کھیل رہا ہی وہ اب شکار — صید اجل گرفتہ یہ کہتا ہی ہائے دل
وہ گلبدن جو آئے مرے پاس رات کو — پھولون نہ اپنے جامۂ تن مین سمائے دل
مذبوح کیطرح یہ تڑپتا ہی خاک پر + — ای تیغ تیز صبح تو اب کر دو اے دل +
دشمن کو بھی نہ ہو مرض لا دوا کبھی — یارب نہ اپنا کوئی کسی سے لگائے دل
ہمدم نہین ہی کوئی مرا شہر عشق مین + — تو ہی بتا کہ پھر کسے عاشق دکھائے دل
ہرگز کرے کسی سے نہ الفت کوئی بشر + — آئی ہی میرے پہلو سے یہ اب صدائے دل

مجکو خیال اُسکا جو رہتا ہی رات دن ؛؛	تصویر یار پہلو مین ہی اب بجائے دل
ساقی نہین ہی بادہ نہین ہی چمن نہین ++	کسطرح ای تقی یہ بھلا چین پائے دل

سعد شہریار نے ملکہ نسیم سیکرو سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب مین صحرائے مشک افشان کی طرف جاؤنگا تم اطمینان رکھو انشاء اللہ وقت پر ملاقات ہو گی لوح نے مجکو خبر دی ہی یہ کہکر سعد شہریار نے سب کو اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ یکہ و تنہا روانہ ہوے لیکن فیروزہ بن عمرو عقب مین بادشاہ جمجاہ کے مخفی ہو کر چلا دل مین کہتا ہی کہ شہریار کا ساتھ نہ چھوڑونگا مگر سعد شہریار نے تھوڑا راستہ طی کر کے سامنے ایک قصر کے پہونچے دیکھا کہ وہ قصر مثل آفتاب کے چمک رہا ہی بادشاہ جمجاہ نے جو وہ قصر دیکھا حیرت مین تھے کہ یہ قصر کیسا عمدہ بنا ہی مثل برق چمک رہا ہی کہ جسپر آنکھ نہین ٹھہرتی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ قصر برقان رعد آواز ہی تم کو مناسب ہی کہ اسم حافظ لوح سہ مرتبہ ورد زبان کرو اور لوح کو قصر سے مس کر دو پھر تم تماشائے قدرت پروردگار عالم دیکھو دیکھو تو کیا ہوتا ہی سعد شہریار نے ایسا ہی کیا جیسے ہی عکس لوح قصر پر پڑا اور لوح مس ہوئی ایک سناٹا ہوا اور قصر گر پڑا دیکھا ایک ساحرہ قصر کے بیچ مین بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی بادشاہ جمجاہ نے اُس ساحرہ کو دیکھتے ہی للکارا کہ او برقان رعد آواز اب مجھسے بچ کر کہان جائیگی تیری قضا قریب آگئی وہ ساحرہ یہ سُن کر اپنے مقام سے اُٹھی اور بادشاہ جمجاہ پر سحر کرنے لگی کچھ تلوارین برسائین کچھ خنجر گرائے پانی برسایا آگ گرائی مگر سعد شہریار پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی تب تو برقان رعد آواز نے پکار کر آواز دی کہ ای معین و مددگار جلد آکر طلسم کشا کو کھا لے بڑا غضب ہوا کہ اِسنے میرا قصر تک گرا دیا مین ظاہر ہو گئی یہ کہکر پھر پکار کر برقان نے آواز دی کہ ای خونخوار کیون دیر لگائی ہی جلد ہی آ مجھسے اور طلسم کشا سے مقابلہ ہی کہ یکایک صحرا سے صدائے مہیب آئی کہ تمام صحرا کانپ گیا اور گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا کہ ایک دیو قوی تن ذو قوی مین جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی اور چوبدست فولادی ہاتھ مین سرکشی بات بات مین وہین سے للکارتا ہوا آیا کہ ارے او

طلسم کشا آگاہ ہو کہ موت تیری دامنگیر ہوا ب تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ کہتا ہوا قریب پہونچا دار شمشاد جو ہاتھ مین لیے ہوے تھا اول اُس کو چرخ دیا چرخ دے کر بادشاہ جمجاہ پر لگائی بادشاہ اسلام نے آڑے ٹکڑے ہو کر چو بدست کو تھام لیا اور ایک جھٹکا مارا دار دیو خونخوار سے چھین لی دیو خونخوار غصے مین لپٹ پڑا اسعد شہریار سے اور دیو خونخوار سے کشتی ہونے لگی بادشاہ جمجاہ نے دو چار گھونسے ایسے مارے کہ دیو خونخوار چیخنے لگا ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ او آدم زاد میری خطا کو معاف کر اب مین کبھی کسی کے ساتھ ایسا قصد نہ کرونگا اب تو مجھے چھوڑ دے مگر بادشاہ اسلام نے دیو خونخوار کو کوے پر لاد کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سوال دین اسلام کیا دیو خونخوار نے سعد کے منھ پر تھوک دیا بادشاہ جمجاہ کو بہت ناگوار ہوا بسبب غصے کے کانپنے لگے اُسی غصے مین ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور ایک ٹھوڑی پر رکھ کر جھٹکا مارا مع نرخرے دیو خونخوار کی گردن گھسیٹ لی برقان رعد آواز نے جو یہ معرکہ دیکھا اور دیو خونخوار کو کشتہ پایا بدحواس ہو گئی چہرے پر ہوائیان چھٹنے لگین دل مین خیال کیا کہ اب طلسم کشا بیزور نہ چلیگا یہ بڑا جری دسہا در ہی یہ دلمین سوچکر پر پرواز پیدا کر کے بھاگی اول مشکاب افشان کے پاس پہونچی مشک افشان نے برقان رعد آواز کو بدحواس دیکھ کر پوچھا کہ ای برقان رعد آواز خیر تو ہی برقان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا عرض کرون عجب آفت برپا ہو گئی طلسم کشا کا مجھ تک گذر ہو گیا دیو خونخوار ہاتھ سے اُس کے مارا گیا مین اپنی جان بچا کر بھاگ آئی ہون اب آپ کے صحرا مین آویگا راستہ کھل گیا مشک افشان نے کہا اگر یہان آویگے تو وہ مزہ چکھاؤنگی کہ کچھ دنون کو یاد کرینگے کہ قدرت کی دشمنی مین یہ حاصل ہوا مگر برقان رعد آواز نہایت بیتاب و بیقرار ہی اس کے خیال مین گذرا کہ جا کے کمیاب جادو سے اس امر کی اطلاع کرون یقین ہی کہ وہ ساحرۂ زبردست ہے کوئی نہ کوئی تدبیر کرے یہ سوچ کر چلی مگر کمیاب جادو یہان اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ہی رفیق و شفیق جمع ہین جام شراب چل رہا ہی کہتی ہی صاحبو دیکھا تم نے کہ کس

مدت مدید سے طلسم کشا کی آمد ہی مگر مجھ تک کسی طرح نہین پہونچ سکتا سب سردار متفق ہوکر کہہ رہے ہین کہ ای ملکہ عالم حقیقت مین یہ راستے ایسے سخت ہین کہ کوئی یہان سے گذر نہین سکتا طلسم کشا کی کیا تاب و طاقت ہی کہ آپ تک آسکے تمام عمر یونہی بھٹکا بھٹکا پھریگا کمیاب جادو کہہ رہی ہی کہ اول تو وہ مجھ تک پہونچینگے نہین اگر پہونچین گے تو سالہا سال مین مجھ تاب آوین گے یہ ذکر تھا کہ برقان رعد آواز آکر پہونچی کمیاب جادو برقان رعد آواز کو دیکھ کر گھبرا گئی گھبرا کر پوچھا کہ ای برقان خیر تو ہی اسقدر بد حواس کیون ہو تمہارا رنگ رو متغیر ہو رہا ہی برقان رعد آواز نے کہا کہ ای ملکہ کمیاب جادو غضب ہوا طلسم کشا لڑتا بھڑتا میرے مقام تک پہونچ گیا مین نے بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا یہان تک کہ دیو خونخوار کو اسکے سامنے کر دیا مگر طلسم کشا بڑا جری و بہادر و صف شکن و تیغزن ہی اُسکی مین تعریف نہین کر سکتی بڑی دلیری سے اُسنے دیو خونخوار کو مار لیا تب مین بد حواس ہوکر بھاگی اگر نہ بھاگتی تو وہ مجکو بھی مار لیتا اول مین نے آکر مشک افشان سے اطلاع کی پھر بعد اُس کے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی جو انتظام کرنا ہو وہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آپ تک آجائے تو مشکل ہو یہ سُن کر کمیاب جادو نے کہا کہ طلسم کشا کی کیا مجال ہی کہ مجھ تک آسکے اگر آئیگا تو سزا پائیگا ایسی تدبیر کرون کہ مشک افشان تک نہ آسکے وہین بھٹک بھٹک کر رہے یہ کہہ کے میر منشی کو حکم دیا کہ ایک نامہ قنطور آہن کلاہ کو لکھو کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان طلسم کشا قریب صحراے مشک افشان کے آپہونچا ہی یہ وقت مدد ہی اُسکو گرفتار کرکے میرے پاس روانہ کر دو یا جس وقت قبضے مین آوے تو فوراً اُسے قتل کر ڈالنا دیر نہ کرنا کوئی بازپرس نہ کریگا میر منشی یہ نامہ لکھ کر لایا کمیاب نے اپنے دستخط اُسپر کیے دستخط کرکے ایک ساحرہ کو دیا اور حکم کیا کہ یہ نامہ صحراے کمخواب مین لیجا وہانکی گھانس دیکھ کر یہ معلوم ہوگا کہ فرش کمخواب بچھا ہوا ہی اُسی صحرا مین قنطور آہن کلاہ رہتا ہی نامہ دے کر زبانی بھی کہنا کہ ای قنطور بھی

وقت جانبازی و سرفروشی کا ہی تمھارے زور و طاقت کا ملکون مین شہرہ ہے
لہذا ابھی وقت ہی کہ جانبازی کرو اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے میرے پاس روانہ
کردو یا سر بھیجو تا بہ صحرائے مشک افشان تم کو عملداری ملے گی اور خداوند
تم سے بہت راضی ہونگے طرہ پیغبری ملیگا کیا عجب ہی کہ بالائے آسمان لیجاوین
وہانکے عجائب و غرائب تم کو دکھلائین ساحرہ یہ نامہ لے کر چلی کہ اُس ساحرہ
کا متین جادو نام ہی نہایت نوجوان اپنے حسن و جمال پر نازان کہ مجھسے بہتر
کوئی اس جہان مین نہین ہی ہر طرف دیکھتی بھالتی ہوئی آتی ہی کہ ایک پہاڑ پر
آکے ٹھہری کوہ دخان اس پہاڑ کا نام ہی دخان جادو اپنی صحبت مین بیٹھا تھا
صحبت عیش و نشاط آراستہ تھی کہ متین جادو آکر پہونچی دخان جادو نے پوچھا کہ ای
مصاحب ملک کمیاب جادو تمھارا یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا متین جادو نے
کہا کہ مین صحرائے کمخواب مین جاؤنگی دخان جادو نے کہا آؤ بیٹھو کہان جاؤگی مجکو خبر
ملی ہی کہ طلسم کشا کا اسی طرف سے گذر ہوگا متین دخان جادو کے کہنے سے بیٹھ گئی
دخان جادو نے جام شراب متین کے آگے پیش کیا متین جادو شراب پینے لگی
مگر سعد شہریار دلیر خونخوار کو مارکے آگے بڑھے تھے کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی
دارائے زرین ترکش کہ صحرائے مشک افشان کا رہنے والا ہی یہ واسطے
شکار کے صحرا مین آیا ہی اسنے دور سے جو سعد شہریار کو دیکھا اپنے عیار سے کہا کہ
جاکر دریافت تو کر کہ یہ کون شخص ہی کہ جو بے خوف و خطر اس صحرا مین کھڑا ہی کچھ ہمارا
ابھی کو خوف نہین ہم کو دیکھا اور سلام نہ کیا اب اس کو مزہ چکھاؤنگا غربا کو مناسب
ہی بلکہ واجب و لازم ہی کہ جب کسی رئیس کو دیکھین تو بادب کھڑے ہون اُس کی تعظیم
کرین شاطر قریب سعد شہریار کے آیا جاہ و جلال دیکھ کر دنگ ہوگیا رعب چھا گیا
جھک کر سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بادشاہ جمجاہ نے جوابدیا
کہ سعد بن قباد نبیرۂ صاحبقران میرا نام ہی فتاح طلسم نوخیز جمشیدی سرکوب
جمشید ثانی ہون شاطر یہ سنکر سامنے اپنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار یہ جوان

طلسم کشا ہو دارا ے زرین ترکش نے یہ سنتے ہی اپنی فوج کو حکم دیا کہ چہار جانب سے اس جوان کو گھیر کر گرفتار کر لو یہ سن کر کل فوج لینا لینا کہہ کر بڑھی بادشاہ اسلام نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا تلوار کھینچ کر نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ سعد شہریار ضیغم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + نعرہ کر کے جا پڑے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا سوار ہو کر لڑتے ہوے چلے کئی سو افسرون کو مار کر سامنے دارا ے زرین ترکش کے پہونچے دارا نے جو سعد شہریار کو اپنے قریب آتے ہوے دیکھا اور افسرون کو اپنے کشتہ پایا سمجھا کہ یہ شخص صاحب اقبال ہی جرأت وشوکت ولیاقت اسکے چہرے سے نمایان ہی ہین اس سے لڑکر سر بتر نہ ہونگا بوجہ خوف کے تخت سے کود ا ہاتھ باندھ کر سامنے آیا عرض کی کہ اے شہریار مین آپ کی اطاعت کرتا ہون بادشاہ جمجاہ نے دارا ے زرین ترکش کو گلے سے لگا لیا کل لشکر دارا ے زرین ترکش کا بصدق دل مسلمان ہوا اُسی مقام پر بادشاہ اُتر پڑے محفل عیش ونشاط آراستہ ہوئی گائنین حاضر ہوئین ایک گائن انمین سے سامنے آکر بیٹھی اور یہ اشعار گانے لگی نظم

کیا تری الفت مین ہین ہر نا لہاے عندلیب
ہو شکست رنگ گل مین بھی نوا اے عندلیب

مثل پروانہ جو اُس محفل مین جلئے عندلیب
آگ اپنے آشیانے کو لگائے عندلیب

تو ہو ایسا گل کہ تیری خاک پا کے نقش کا
عارض گل کے لیے غازہ بنائے عندلیب

دست جانان مین جو دیکھے طائر رنگ حنا
اپنے سر پر بازو ولنسے خاک اُڑائے عندلیب

ساعد و بازوے جانان ہین بہ رنگ شاخ گل +
مرغ دل کا دم پھڑکتا ہی بجاے عندلیب

ایک دم بیٹھی تھی وہ آکر تری دیوار پر
چومتے ہین غنچۂ گل آج پاے عندلیب

گر مشابہ تیری زلفو ن سے ہوا اے رشک گل
دام مین کیون آپکو ناحق پھنسائے عندلیب

ہو چلا ہی خشک ہر گل رشک روے یار سے
اپنے آنسو گل کے تھالو نمین بہائے عندلیب

چھوڑ دے گلشن مین اے صیاد اپنے دام
زر گل ہی کہت گل مین بہاے عندلیب

رشک اُس سے آتا ہی سوتا ہی جو وہ گل تیرے ساتھ
وصل کی شب کیون نہ نالو ن سے جگائے عندلیب

لگی پہ مرتے مرتے اُس خورشید پر بھی غش ہوئی	ابتو گلقند آفتابی ہی دوائے عندلیب
ہی یہی مفہوم گلبانگ صریر کلک سے	ہی ابھی باقی بہت سا ماجرائے عندلیب

رات بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بادشاہ اسلام نے کوچ کیا دارائے زرین ترکش نے کہا کہ مین بھی حضور کے ساتھ چلونگا پہلو مین جو کوہ دخان کے دشت ہی وہان بھی میری عملداری ہی وہانکے بھی باشندون کو مسلمان کرتے چلیے سعد شہریار تخت پر سوار ہوے دارائے زرین ترکش اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ لیا اسطرح ہمراہ چلا بعد قطع منازل و طی مراحل کے زیر کوہ دخان پہونچے دخان جادو متین کو ساتھ لیے ہوے تماشا لشکر کا دیکھ رہا ہی اول کچھ شتر سوار گذرے اُن کے بعد کئی ہزار مرکب کوتل پاکھرین موتیون کی پڑی ہوئین دو دو سائیس ایک ایک مرکب کے ہمراہ مگس رانی کرتے ہوے جاتے ہین متین بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ دیکھا چوبدار آوازین لگاتے ہوے سامنے سے گذرے نقیبون کے بعد متین نے دیکھا کہ تخت پر سعد شہریار سوار ہین چہرہ مثل آفتاب عالمتاب حُسن مین لاجواب متین نے جو یہ جمال دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار مُنھ سے آہ نکل گئی تھرانے لگی آنکھون مین اندھیرا آیا بیساختہ مُنھ سے نکل گیا کہ ای دخان کیا کہون اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

ای فلک مدت سے اپنا حال زارا اچھا نہین	درد دل رہتا ہی ہر دم ہجر یارا اچھا نہین
خواب آتا ہی نہین کسکا خیال دیدہ ہی +	میری چشم منتظر یہ انتظارا اچھا نہین
خاکسارون کی طرف سے عالم ایجاد مین	دلمین رکھنا ای پری پیکر غبارا اچھا نہین +
جان جائیگی تو جائیگی بلا سے ناصحا +	کوچۂ سفاک مین کیونکر قرارا اچھا نہین
بیمروت ہین ستمگر ہین بڑے بیرحم ہین	ای دل نادان بتون کا اعتبارا اچھا نہین
گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے	دل کی لینا ہمسے تیرا زلف یارا اچھا نہین
دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت	بولنا گلشن مین تیرا ای ہزارا اچھا نہین
ہوگی بدنامی کہین گے عاشق پروانہ ہی	بزم مین ای شمع ہونا اشکبارا اچھا نہین
ضبط کہتا ہی نہ تڑپو گور ہو جائے گی شق	حشر برپا ہوگا ہونا بیقرارا اچھا نہین

عارل آفاق چپ کی داد دیتا ہی ضرور
دیکے ٹھوکر ناز سے کہتے ہین وہ ہشیار ہو
ناز سے ٹھوکر لگا کے یہ کہا اُس شوخ نے
مین ہوا جاتا ہون دزدیدہ نگاہون سے ہلاک
سو رہا ہی بے خبر گلشن مین سیر اگلے دن
تجھکو آتا ہی اگر تو آ فراقِ یار مین
ٹھوکرین غیرونکی پڑتی ہین ہماری قبر پر +

روندنا تربت کسی کی شہسوار اچھا نہین +
بیخبر سونا تو خاکِ مزار اچھا نہین +
رہگذر مین ہونا عاشق کا مزار اچھا نہین
کھیلنا پردے مین ای ظالم شکار اچھا نہین
غُل مچانا شور کرنا ای ہزار اچھا نہین +
ای اجل ہر روز کا یہ انتظار اچھا نہین
کوچۂ جانان مین بنوانا مزار اچھا نہین

دخان نے کہا کہ ای متین جادو یہ تمنے اشعار کیسے پڑھے معلوم ہوتا ہی طلسم کشا پر عاشق ہوئین ایسا نہ ہو کہ قدرت کو معلوم ہو جائے تو خرابی ہو متین نے کہا جو خوبی جس مین ہو کیونکر نہ بیان کرون دل اندر سے تعریفین کر رہا ہی حقیقت مین شاہزادیان جو ایسے عاشق ہوئین اور گھر بار اپنا برباد کرایا بہت جا سے کیا دخان جادو نے کہا کہ ای متین تمھاری باتون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ تم ضرور بادشاہ پر عاشق ہوئی ہو متین نے کہا کہ ای دخان مین تو اُن کے حُسن کی تعریفین کرتی ہون عشق و عاشقی کیا چیز ہی دخان نے کہا مین ابھی اس لشکر کو پراگندہ کیے دیتا ہون متین نے کہا ای دخان یہ شخص بڑا صاحب اقبال ہی کن کن مقامون سے گذرا دشمن انکے دوست ہو گئے کل مقام فتح ہوے اب یہ کمیاب ہو جاتے ہین مگر دخان جادو نے بلند ہو کے سحر کیا آگ برسنے لگی بادشاہ جمجاہ لوح کو چمکا رہے ہین مگر داصنع ہو کر نسیم سیکرو کو تاب پھر نہ تھی یہ بھی تعاقب بادشاہ مین چلی آئی ہین یہ پشت پر دور تھین انھون نے دیکھا کہ لشکر پر آگ برس رہی ہی آتے ہی سحر کیا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی پھر نسیم نے طرف آسمان کے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ رو آسمان پر سے سحر کر رہا ہی نسیم نے للکارا کہ او مکار کیون تیری قضا آئی ہی دخان نے جو نسیم کو دیکھا بہت سے نام پر عاشق ہو بیتاب و بیقرار ہو کے پکار اُٹھا نظم

ساقی ہون تمیں روز سے مشتاق دید کا
دکھلا دے جام مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رُخِ روشن کی دید کا — افسانہ ہی سُنا کیے ہم صبح عید کا+
افسانہ سُنیے یار کا ذکر اُسکا کیجیے — مقصود ہی یہی مرے گفت و شنید کا
حاضر ہی ملنگے جو کوئی نعمت فقیر سے — شیرین کلام اپنا ہی توشہ فرید کا+
مریخ کا ہی ظلم و ستم کس شمار مین — پیر فلک کو رتبہ ہی تیرے مرید کا
دیتا ہی بوسہ لے سکے وہ سیمین عذار دل — یہ حال عاشقون کا ہی جو زر خرید کا+
بند قبا سے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل — گستاخ ہاتھہ کام ہین کرتے کلید کا
دل بیچتے ہین عاشق بیتاب لیجیے — قیمت وہ ہی جو مول ہو مال مزید کا
سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین — داغ جنون ہر ایک نگین ہی حدید کا
کنج قفس مین پہونچی صبا لیکے بوے گل — خط آگیا بہار چمن کی رسید کا+
شادی بے محل سے بھی ہوتا ہی دلکو غم — اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہی عید کا+
موسے کی طرح ہمکو بھی دیدار کا ہی شوق — آنکھون کو حوصلہ ہی تجلی کے دید کا
چسپان بدن سے یار کے ہو کر قبا سے ناز — حیران کار رکھنی ہی قطع و برید کا+
بے جرم تیغ عشق سے دل ہو گیا دو نیم — سینہ مرا مقام ہی مرد شہید کا+
دیوانہ زلف یار کی زنجیر کا ہی دل — رہتا ہی صدمہ روح کو قید شدید کا
خونریزی جسقدر کہ ہو اس سے عجب نہین — آتش فراق یار ہی ثانی یزید کا+

جب دخان جادو نے یہ اشعار عاشقانہ پکار کر پڑھے تو نسیم سبکرو کو بہت ناگوار ہوا جواب دیا کہ او کل موے تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ تو مجھپر مائل ہوا مین تیرے ساتھ چلون یہ سُن کر دخان جادو خوش ہو گیا جانتا ہی کہ میرے حال پر اس کو رحم آیا زمین پر آیا اور دست بستہ ادب سے کھڑا ہوا نسیم سبکرو نے پکار کر آواز دی کہ ای ہواے آفت خیز جلد آؤ میان دخان جادو کو تمھاری بڑی خواہش ہی آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم مین حاضر ہوتی ہون دخان جادو نے دیکھا کہ پہلوے نخل سے ایک مہ جبین نہایت حسین و جمیل حُسن و جمال مین یکتا صنوبر قد خورشید خد سامنے آکر موجود ہوئی دخان جادو کا ہاتھہ تھام لیا اور ہنس کر اُس نازنین نے کہا کہ ای دخان جادو ہم تو مدت سے تمھارے

مشتاق تھے لیکن فلک کجرفتار کی نیرنگی سے تم تک نہ آسکتے تھے مگر آج مین نے ایسا جتن
کیا کہ تم تک آئی اب مین یہ چاہتی ہون وہ تدبیر کرو کہ ہمارے تمھارے تاقیامت
جدائی نہ ہو دخان جادو یہ سُن کر بہت ہنسا کہا ای پری جمال مجھے بھی یہی خیال ہی سامنے
کوہ دخان ہی وہان چلو وہان چل کر عیش و عشرت کرین آفت خیز نے جواب دیا کہ ای
دخان جادو یہ بات سچ کہتے ہو مگر کوہ دخان پر آتش افروز جمع ہونگے ہمارے تمھارے
جدائی پڑیگی باغ غم فراق مین چلو وہان سوائے ہمارے تمھارے کوئی دوسرا اور
نہ ہوگا دن رات عیش کرنا نہایت لطف سے بسر ہوگی دخان جادو ہوا ے آفت خیز
کے ہمراہ ہوا نسیم سبکرو نے ایک دستک دی اور پُکار کر کہا ای ہوا ے آفت خیز
کیا کہنا خوب ہوا بندھی اس یادہ گو کو لیجاؤ باغ غم فراق مین لیجا کر ڈال دو کہ یہ
ٹکرا کر جان دے اور اسکو مزہ تو ملے کہ صاحبان عصمت و عفت کو ایسے کلمات نامناسب
کہتا ہی ہوا ے آفت خیز نے پلٹ کر جواب دیا ایسا ہی ہوگا آپ اطمینان رکھین
ہوا ے آفت خیز دخان جادو کو لگا کر لے چلی کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ ایک
باغ دکھائی دیا چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین اُنھون نے پُکار کر آواز دی کہ
ای ملکۂ عالم کہان تشریف لے گئی تھین ہوا ے آفت خیز نے جواب دیا کہ گنہگار کو
لائی ہون اس کو باغ مین لے چلو کنیزون نے دخان جادو کو گھیر لیا اندر باغ کے
لے چلین دخان جادو جانتا ہی کہ اب باغ مین چل کر باغ باغ ہونگا مطلب دلی
حاصل ہوگا معشوقہ سے ملونگا یہ نہ سمجھا کہ باغ کا نام غم فراق رکھا گیا ہی عیش نہ
ملیگا کنیزون کے ساتھ دخان جادو باغ مین آیا دروازہ باغ کا بند ہو گیا دخان
نے پلٹ کر دیکھا ہوا ے آفت خیز کو وہان نہ پایا کنیزون کو دیکھا ہنس رہی ہین اور
یہ کہتی ہین کہ اب باغ کی سیر کرو ہم بھی جاتے ہین یہ کہہ کر وہ سب کنیزین بھی یکایک
غائب ہو گئین دخان جادو نے جو سر اُٹھا کر دیکھا وہ باغ یا تو پُربہار تھا یا یکایک
ویران ہو گیا نخل خشک جابجا لگے ہین روشین برباد زاغ و زغن کا ہر سمت ہجوم ہی
دخان گھبرا گیا کہ معشوقہ کہان گئی اُسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

کیون دکھائی ای فلک سے یار صبح
ہی شفق سے مجھ پہ آتشبار صبح

یان کسی خورشید رو کی یاد مین
ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح

زلف کو رخسار سے ہوتا ہی ربط
کیون شب فرقت سے ہی بیزار صبح

کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب +
ہی ہماری جان کو خونخوار صبح

وصل کا سامان ہی آج ای فلک
شام سے کر پیشتر تیار صبح

حُسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ
زلف جانان شام ہی رخسار صبح

سینۂ پُر داغ چاک پیرہن
ہی وصال یار مین گلزار صبح

وصل مین تھا صبح سے بیزار مین
ہجر کی شب مجھسے ہی بیزار صبح +

تھ ہو گر شملۂ پر زر ترا +
دیکھ پائے ای پری رخسار صبح

چاک کرتی ہی گریبان دیکھ کر
کار چوبی مہر کی دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر مین بار یاب
نور سے ہی سایۂ دیوار صبح

وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین
دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح

ہی سیاں کسکو شب فرقت مین ہوش
ہو چکی ہو گی ہزارون بار صبح

وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب
شام کو کرتا ہی نور یار صبح

ہی دعا ای خالق لیل و نہار +
ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

دخان جادو یہ اشعار پڑھتا ہوا دوڑا کہ باغ سے نکل جاؤن دروازہ نہین ملتا چاہا دیوارین پھاند کر نکل جاؤن جس طرف جاتا ہی زاغ وزغن اس کے پیچھے پیچھے غل و شور مچاتے پھرتے ہین دخان جادو اپنی جان سے بیزار ہی کہ کس بلا مین آکر پھنسا ہون پُکارتا پھرتا ہی کہ ہاے معشوقہ کہان گئی کس سے پوچھون کسی درخت مین پھل نہین بھوکا پیاسا مارا مارا پھرتا ہی کبھی ہیجاے نخلستان سے سر دُھنتا ہی اور داڑھین مار مار کے روتا ہی کہتا ہی ای جان جہان کہان گئین کیون صاحب یہ بے اعتنائی کوئی اپنے عاشق سے ایسا سلوک کرتا ہی کہ اپنے شیدائی کو تنہا چھوڑ کر چلی گئین ہم تمھاری جستجو مین مرتے ہین ارے وہ کنیزین کہان گئین ہاے دروازہ باغ کا نہین ملتا ہی مگر متین جادو کہ بالا

کو وہ بیٹھی ہوئی یہ سب معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھ رہی تھی کہ دخان جادو نے جا کر لشکر طلسم کشا پر سحر کیا طلسم کشا نے لوح کو چمکایا چند کس جل گئے نسیم سیکرو نے نکل کر سحر کیا ایک نازنین نہایت حسین وجمیل پیدا ہوئی وہ دخان جادو کو اپنے ساتھ لگا کے لے گئی ہر چند کہ متین بھی درد الفت مین سعد شہریار کے مبتلا ہی مگر اپنے تئین بمشکل سنبھال کر اُٹھی حیران وپریشان تھی کہ دخان جادو کو وہ نازنین لگا کر کہان لے گئی نامہ کیا ب جادو کا اس کے پاس ہی اسنے ہر چند سحر کیا مگر کچھ نہ معلوم ہوا آخر کو مجبور ہو کر پرواز پیدا کر کے چلی اُڑتی ہوئی جاتی تھی کہ یکایک دخان جادو کی آواز کان مین آئی اسنے سر جھکا کر دیکھا کہ ایک باغ ویران مین دخان جادو بدحواس مارا مارا پھر رہا ہی چہرے پر ہوائیان چھٹ رہی ہین متین نے پکار کر آواز دی کہ اے دخان جادو کس حالت مین ہو اور ارادہ کیا کہ مین بھی اُس باغ مین جاؤن دخان جادو نے پکار کر آواز دی کہ اے متین جادو خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا یہان آنیکا قصد نہ کرنا ورنہ تم بھی اسی بلا مین مبتلا ہوگی دیکھو مین کیسا مجبور اس باغ مین مارا مارا پھر رہا ہون کسی کا نام ونشان نہین معشوقہ یہان آکر غائب ہوگئی اے متین جادو تم جا کر قدرت سے اطلاع کرو وہ مجکو آکر اس بلا سے نکالین متین جادو نے ہر چند سحر کیا کہ مین کسی طرح اس باغ مین جاؤن اور جا کر دخان جادو کو اس باغ سے نکالون مگر کسی طرح سے دخان جادو کے پاس نہ جاسکی آخر مجبور وناچار ہو کے متین جادو طرف جمشید ثانی کے چلی کہ جا کر قدرت سے اس امر کی اطلاع کرون مگر یہان وہ وقت ہی کہ جمشید ثانی ظلم وبدعت کا بانی اپنے دربار مین بیٹھا ہوا ہی مصاحب ورفیق جمع ہین شاہزادیان بھی خدمت مین حاضر ہین دل اس کا بہلا رہی ہین چند طائر اُڑ اُڑ کر سامنے جمشید ثانی کے آتے ہین اور کچھ زبان مین اپنی کہ رہے ہین مگر جمشید کہ رہا ہی کہ اس وقت قدرت کی تمام طلسم پر نگاہ ہی کوئی بندہ میرا کسی مصیبت سخت مین پھنسا ہی مگر ایسی آفت مین ہی کہ میرا نام بھول گیا ہی افسوس ہی کہ مجکو نہین یاد کرتا یہ ذکر تھا کہ متین جادو آ کر پہونچی مگر رنگ چہرے کا اُڑا ہوا ہی حیران وپریشان

چہار جانب دیکھتی ہوئی آکر جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور عرضی کمیاب جادو کی پیش کی
جمشید ثانی نے وہ عرضی پڑھ کر کہا کہ ای منتین جادو جاؤ مین تدبیر طلسم کشا کی کرونگا
یہ سُن کر منتین جادو نے کہا یا خداوند عجب معرکہ گذرا مین کچھ عرض نہین کر سکتی مین
کوہ دخان پر بیٹھی تھی دخان جادو سے باتین کر رہی تھی کہ لشکر طلسم کشا آکے اُترا
دخان جادو نے کہا کہ مین ابھی اس لشکر کو تباہ و برباد کیے دیتا ہون یہ کہکر فورًا
بلند ہوا اُس شہریار کے لشکر پر سحر کرنے لگا چند آدمی چلے تھے کہ نئی ہوا بندھی
بی نسیم سبکرو تکلین اُنھون نے ایسا سحر کیا کہ ایک نازنین نہایت حسین و جمیل آئی
میان دخان جادو اُس پر شیفتہ ہوگئے وہ نازنین دخان کو لگا کر لے گئی مین نے اپنی
آنکھون سے دیکھا کہ ایک باغ ویران مین دخان پھر رہا ہی اور معشوقہ کو پکارتا پھرتا
ہی مگر نہایت حیران و پریشان ہی اپنی جان سے بیزار ہی مین نے ہر چند چاہا کہ پاس
اُس کے جاؤن اور اُس کو باغ سے نکالون مگر اُسنے منع کیا اور کہا کہ ای منتین
جاکر خداوند سے اطلاع کر جمشید ثانی نے گھبرا کر کہا کہ نسیم سبکرو تو دختر بلند اختر
بیتاب جادو ہی اُس کو لشکر طلسم کشا سے کیا مطلب منتین نے کہا بی نسیم طلسم کشا پر
عاشق ہوئین اور بیتاب کو قتل کرا یا اب طلسم کشا کے ساتھ ہین اس جوش و خروش
سے اُسنے سحر کیا کہ دخان جادو جاکر باغ مین گرفتار ہوا یہ سُن کر جمشید اپنے مقام
سے اُٹھا منتین پیچھے ہی اُس باغ پر آکر جمشید ثانی نے دیکھا کہ دخان جادو
بھوکا پیاسا سوکھے درختون کے نیچے بیٹھا ہوا پکار رہا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی
میری مدد کو جلد تشریف لائیے جمشید ثانی نے پکار کر کہا کہ ای بندۂ خاص کس آفت
مین مبتلا ہی کہ مجھکو پکار رہا ہی دخان جادو نے سر اُٹھا کر جمشید ثانی کو دیکھا
منتین کرنے لگا عرض کی کہ ای خداوند مین معشوقہ کے ساتھ آیا تھا مگر یہان آکے
عجب مصیبت مین پھنسا اور معشوقہ غائب ہوگئی اب یہان سے کسی طرح نکل نہین سکتا
مگر جمشید ثانی کی جو آواز بلند ہوئی لوگون نے طلسم کشا سے اطلاع کی طلسم کشا
بھی بارگاہ سے نکل آئے جمشید کو للکارا کہ او بھیا اسطرف آ کہان تک تو مجھ سے

بھاگیگا مجھسے تجھسے مقابلہ ہوجائے اور نسیم بھی پشت پر کھڑی ہوئی سحر کررہی ہی کہ دخان جادو کو
نہ نکلنے دون مگر جمشید تڑپ کر گرا دیوارین بلند ہونے لگین جمشید نے آواز دی ای دیوار
کیا تو میرے حکم سے باہر نہین ہی خبردار بلند نہ ہونا دیوارین گرین جمشید نے دخان کو
اٹھا لیا اور پکار کر آواز دی او طلسم کشا جب تو میرے مقام پر آئیگا تب مزہ طلسم کشائی
کا ملیگا وہ فوجین جمع ہین کہ جب وہ لوگ غل مچائین گے تو یہ نوبت ہوگی کہ تمھارے ساتھ
کے لوگون کے کلیجے پھٹ جائین گے کسکی مجال ہی کہ ما بدولت سے مقابلہ کرے آگ
لگا دون زمین تپنے لگے اہل اسلام سر ٹکرا کر مرین تب معلوم ہوگا کہ قدرت کے مقابلے
مین پہونچے اور یہ انجام ہوا یہ کہکر دخان جادو کو لیگیا مگر متین جادو کہ بدحواس ہو
رہی ہی جمشید جب دخان کو لے گیا تو کھڑے ہو کر سوچنے لگی کہ خدمت طلسم کشا مین
جاؤن یقین ہی وہ جلیل ضرور مجھکو جگہ دے پھر سوچی کہ یہ سب معرکہ جاکر کمیاب سے بیان
کرون دیکھون اُنھون نے کیا تدبیر کی ہو اُس تدبیر سے طلسم کشا کو آگاہ کرون کہ طلسم کشا
کو نفع ہو یہ سوچکر طرف کمیاب کے چلی مگر کمیاب نے جو قنطور آہن کلاہ کو نامہ لکھا
تھا وہ ساٹھ ہزار فوج سے آیا کمیاب نے اول حکم دیا کہ ای قنطور مقابلۂ طلسم کشا مین
جاؤ مین وقتاً فوقتاً تمکو اطلاع دونگی اور جو کچھ خرچ پڑیگا وہ بھی میرے ذمہ ہی مین اب
سب طرح سے تمھاری مدد کرونگی قنطور نے جواب دیا کہ آپ کا تابعدار ہون جو حکم
کیجیے وہی بجالاؤن کمیاب نے کہا ای قنطور جاتے ہی فوج شاہی پر گر پڑنا جہانتک
ہوسکے طلسم کشا سے مقابلہ کرنا اگر تم غالب آئے تو تمام طلسم مین تمھارا نام ہوگا اور اگر
مارے گئے تو مین اور فکر کرونگی قنطور نے کہا مجھسے آنکھ ملانا ہی دشوار ہی طلسم کشا کی
کیا مجال ہی کہ مجھپر غالب ہو یہ کہکر روانہ ہوا مگر متین جادو چاہتی ہی کہ شاہ کی خیرخواہی
کرون کہ میری طرف سے دل مین جگہ ہو ایک پرچہ کاغذ کا لکھا اسمین یہی مضمون تھا
کہ ای شہریار قنطور آہن کلاہ آپ کے مقابلے مین آتا ہی ہوشیار رہیےگا زفیہ مین
مصاحب کمیاب مین بھی چاہتی ہون کہ حضور کی فتح ہو دشمن آپ کے مارے جائین
آپ فتح وظفر سے رہین یہ نامہ ایک طائر کو دیا کہا یہ نامہ جاکر نسیم کو دینا اور نسیم کو

لکھا کہ خبردار یہ نامہ خدمت شاہ میں پیش کر دینا وہ طائر چلا خدمت نسیم میں آیا نامہ سامنے ڈالدیا نسیم نے وہ نامہ پڑھا مطلب سے آگاہ ہوکر نامہ تو جھولی میں ڈال لیا خدمت شاہ میں حاضر ہوئی کیفیت آمد قنطور بیان کی بادشاہ نے داراے زرین ترکش کو حکم دیا کہ اپنے لشکر میں حکم کر دو کہ قنطور آہن کلاہ آتا ہے سب فوج ہوشیار رہے افسرون نے عرض کی حضور مطمئن رہیں قنطور کی کیا مجال ہے کہ ہمپر آسکے افسرون نے لشکر کو تیار رکھا ہر وقت انتظار کیا کرتے ہیں کہ قنطور کب آئیگا کہ اُس سے مقابلہ پڑے کہ صحرا گرد اڑتی دیکھا قنطور آہن کلاہ گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار جوان پشت پر آیا آتے ہی فوج کو اشارہ کیا کہ ہان ابہر جا پڑو اہل اسلام کو قتل کرو میں طلسم کشا کو گھیر کر مارونگا سب فوج آپڑی ادھر والے بھی ہوشیار تھے فوج قنطور سے لڑنے لگے ہنگامہ جو ہوا بادشاہ کو خبر ہوئی بادشاہ بھی بارگاہ سے نکل آئے مرکب طلسمی پر سوار ہوکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس وجم
تجلی دہ بزم اسلامیان
نہال گلستان صاحبقران

جب نعرہ شاہ کی صدا بلند ہوئی فوج اسلام کو قوت حاصل ہوئی مگر کفار گھبرا گئے چاہتے ہیں کہ شاہ کو تا بہ قنطور نہ جانے دیں مگر شاہ جنگ کرتے ہوئے سامنے قنطور کے پہونچے اور للکارا کہ اوسکا رجنگ کا یہی طریقہ ہے یہان کے لوگ غافل تھے تو آپڑا قنطور نے بڑھکر کئی افسرون کو قتل کیا اور مقابلہ شاہ میں پہونچا شاہ کے قنطور نے نیزہ مارا سعد نے نیزہ قنطور کا توڑ ڈالا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے روک کر ہاتھ مار دیا قنطور کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا قتل ہوا الٹے پھر کر لاش قنطور کی اٹھائی آپس میں صلاح کرلی کہ چلکر ملکہ کمیاب سے اطلاع کریں کہ قنطور کو قدرت نے بلوالیا دیکھیے اب وہاں کیا ہوا لاشہ قنطور کا لیکر چلے جب قریب قصر کمیاب پہونچے کمیاب نے حکم دیا کہ لاشہ میرے سامنے لاؤ چند کنیزیں آکر لاشہ قنطور کا سامنے کمیاب کے لیگئیں

کمیاب نے سحر کیا کہ قنطور کی شکل کا ماش کے آٹے کا پتلہ بنایا اور گینڈے پر سوار کر دیا
بزور سحر قنطور بنکر بنا رہا اونغہ ہاتھ میں کھنچا ہوا باہر نکلا اہل فوج نے اپنے آقا کو زندہ
پایا سب قریب آئے حیران ہوکر پوچھنے تھے کہ ای قنطور کیونکر صحت پائی پتلے نے کچھ
جواب نہ دیا اور گینڈا بڑھا کر آگے بڑھا سب افسر پشت پر آگئے قنطور نقلی طرف لشکر
اسلام کے چلا مگر بادشاہ اسلام کہ کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے دیکھا کہ وہی قنطور
جو میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہی پھر آتا ہے حیران حیران دیکھ رہے ہیں قنطور نقلی
آکر مقابلے میں اترا مگر کمیاب جادو قنطور نقلی کو روانہ کرکے دربار میں آئی متین
نے پوچھا ای ملکۂ عالم قنطور کو جو لوگ لائے تھے اُسکا حضور نے کیا انجام کیا کمیاب
نے ہنسکر کہا ای متین میں نے حیران کرنے کے لیے بادشاہ کے یہ تدبیر کی ہے کہ ماش
کے آٹے کا پتلہ بنا کر اُنکی طرف روانہ کر دیا ہے کہ بادشاہ ناواقف ہونگے اور پتلے سے
مقابلہ کرینگے پتلہ اُنکو ٹوک لیگا اگر اُسکا وار چلگیا تو بادشاہ کو قتل کر ڈالیگا ورنہ مردہ
تو ہوہی ہی لشکر کشی ٹھیک ہوگئی ایسے ہی شعبدے کرونگی متین نے جھٹ پٹ گوشے میں
آکر ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہریار اب جو قنطور آپ کے مقابلے میں آوے
تو لوح طلسمی سامنے کر دیجیے گا سارا سحر کمیاب کا مٹ جائیگا تلوار وغیرہ نہ لگائیےگا
یہ نامہ لکھکر طائر کے گلے میں باندھا اور الگ لاکر چھوڑا مراد یہ ہی کہ بادشاہ کو خبر ہو
طائر اُڑتا ہوا جاتا تھا مگر کمیاب جادو قنطور نقلی کو روانہ کرکے بالاے بام آکر
بیٹھی تھی سناٹا جو طائر کے پروں کا ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طائر سفید رنگ
نامہ گلے میں بندھا ہوا اُڑتا ہوا جاتا ہی سحر کرکے طائر کو اپنے پاس بلایا نامہ کھولکر
دیکھا حکم کیا کہ بی متین کو بلاؤ بی متین سامنے آئیں نامہ سامنے ڈالدیا کہا کیوں
ای متین یہ کیا حرکت ہی جو ہم فکر کریں اُس سے دشمن کو آگاہ کرد و متین جادو نے
جواب دیا ای ملکۂ عالم میں نہیں جانتی یہ نامہ کسنے لکھا ہی میں تو حضور کی خیر خواہ
ہوں میں کب چاہتی ہوں کہ آپ کا راز دشمن پر کھلے مگر کمیاب نے نہ مانا اسیوقت
متین کی زبان میں سوزن دی کنیزوں سے کہا اِسکو قصر جہان پنہا میں لے جاؤ

وہان جاکر قید کرو کنیزین منتین کو لیکر چلین قضاے کار فیروزہ بن عمرو بالادی کو نکلا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین نہایت حسین وجمیل عجب آفت مین مبتلا ہی کہ زبان مین سوزن مبتلاے قید و بند چند عورتین لیے جاتی ہین جی مین کہتا ہو ای فیروزہ یہ بیچاری کس بلا مین مبتلا ہی ای فیروزہ اگر بن پڑے تو اسکو رہا کرو یہ سوچکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک شکل مہیب بنائی کہ دو سر دو ہاتھ دستار سر پر جمے ہوے سامنے آکر نعرہ کیا کہ ای عورتو ٹھہر جاؤ کنیزین ٹھہر گئین مگر صورت دیکھکر کانپنے لگین فیروزہ نے پکار کر کہا کہ منم ملک الموت قدرت اس گنہگار کی روح قبض کرنے آیا ہون یہ بتاؤ کہ اسنے کیا خطا کی کنیزون نے بیان کیا کہ ہماری ملکہ کمیاب جادو نے پتلہ قنطور آہن کلاہ کا بنا کر برا ے مقابلہ سعد شہریار روانہ کیا ہی اسنے شاہ کو نامہ لکھا مگر ملکہ کمیاب کا اظہار کر دیا ملکہ کمیاب نے حکم دیا ہی کہ اسکو لیجا کر قصر جہان پیما مین قید کرو تو ہم اسکو وہین لیے جاتے ہین اگر آپ کو حکم خداوندی ہی تو اسکی روح قبض کر لیجیے فیروزہ بولا لو اور حکم آگیا کہ تم سبکی روح قبض کر لون مگر خیال کرتا ہون کہ آپ لوگ بے خطا ہین اس وجہ سے تمکو چاہتا ہون کہ بری کرون اور اسکی روح قبض کر لون لیکن تم لوگون کو تکلیف پڑیگی سو سو برس عمر تمھاری بڑھا دون کہ تمکو کوئی نہ مار سکے سب نے کہا ای ملک الموت قدرت تمھارا احسان ہی ہم لوگ بندۂ حقیر خداوند ہین ہمپر احسان واجب و لازم ہی لہذا جیسا مناسب جانیے ویسا ہمارے حق مین کیجیے ہم آپ کے تابعدار و مطیع فرمان ہین یہ سنکر ملک الموت نے کہا مجھکو بڑا افسوس ہی کہ تم لوگون کے واسطے کیون حکم آیا مگر مصلحت خداوندی مین کسکو دخل ہی نہین معلوم کیا مناسب سمجھا کہ حکم بھیجدیا مین ناچار ہون مین نے عرض بھی کی مگر حکم ہوا کہ حکم خداوندی مین تکرار نہ کیا کر تمکو معلوم نہین کئی لاکھ فرشتے میرے ساتھ ہین انکو سمجھانا پڑے گا ورنہ میری یہ مجال نہین ہی کہ حکم خداوندی کے خلاف کرون لیکن تم سب لوگ آنکھین بند کر کے بیٹھو مین سب کو سمجھاؤن کہ یہ لوگ بے قصور ہین اور جاکر باغ ساحری سے سیب حیات لاکر تم سب کو کھلاؤن سب نے کہا ای ملک الموت تمھارا اسر اسر احسان

ہوگا ہم ہمیشہ خداوند کو یاد کرینگے خداوند کا پوجہ پاٹ کرینگے ملک الموت نے کہا سو برس سے
زیادہ کا مجھکو اختیار نہین ہی ان سب نے کہا ای ملک الموت اسی قدر بہت ہی جو مناسب جانو
وہ ہمارے حق مین کرو ہم سب آنکھین بند کرکے بیٹھتے ہین تم سیب حیات باغ سامری سے
لاؤ وہ سب کی سب آنکھین بند کرکے بیٹھین فیروزہ نے سیب کمر سے نکالا اُسکے ٹکڑے
کیے وہ سب آنکھین بند کیے بیٹھی ہین کہ فیروزہ نے ایک ایک ٹکڑا سیب کا سب کے
منھ مین دیا سب کھا گئین فیروزہ نے کہا اب اسی طرح آنکھین بند رکھو کوئی ذرا بھی آنکھ
کھولدیگا اور مجھکو دیکھ لیگا تو ابھی روح قبض ہو جائیگی پھر میرا اختیار نہ چلیگا اُن سب نے
سیب کھاتے ہی کہا کہ ای ملک الموت ہمارا دل گھبراتا ہی ملک الموت نے کہا جب زندگی
بڑھیگی تب سب اعضا بھی ترقی کرینگے زندگی بڑھنے کی یہی علامت ہی وہ سب آنکھین بند کیے
رہین فیروزہ نے بہ اطمینان تمام سب کے سر کاٹ ڈالے متین حیران ہی کہ یہ کون شخص
ہی یا تو ہماری روح قبض کرنے آیا تھا یا ان سب کو قتل کیا فیروزہ قریب متین کے آیا زبان
سے اُسکی سوزن نکالی اور حال پوچھا متین نے سب کیفیت بیان کی کہ اسطرح سے سعد
کو دیکھا مجھے یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو سعد شہریار کو دھوکا ہو مین نے نامہ لکھا وہ نامہ میرا
کمیاب کو ملگیا اُسنے مجھکو قید کرکے روانہ کیا تھا لہذا اُسی جرم مین گرفتار ہون تم اپنے نام
نامی سے مجھے آگاہ کرو کہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مجھکو قید سے رہا کر لیا فیروزہ نے سر وغیرہ
گرا دیے ہاتھ شانو نسے گرائے نام اپنا بتایا کہ مین عیار ہون شہریار کا متین نے کہا
ای عیار طرار جا کر شاہ سے اطلاع کرو کہ قنطور آہن کلاہ جو مقابلے مین آیا ہی وہ تلوار سے
قتل نہ ہوگا لوح محفوظ کا عکس اُسپر آپ ڈالیے گا تب وہ معدوم ہوگا یہ کہکر متین چادر
لرزان و ترسان چلی مگر حیران تھی کہ کمیاب سے جا کر کیا فقرہ کرون وہ ساحرہ جہاندیدہ
گرم و سرد عالم چشیدہ ہی فوراً سمجھ جاویگی کہ یہ فقرہ کرتی ہی اِس سوچ مین جاتی تھی کہ اسکا ذکر
ہوگا مگر قنطور آہن کلاہ نے شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے
بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو قنطور آہن کلاہ نقلی بڑے زور و شور سے میدان
مین آیا للکار کر آواز دی کہ طلسم کشا میرے مقابلے مین نکلین بادشاہ جہجاہ نے مرکب بڑھایا

سامنے قنطور کے پہونچے قنطور نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
بادشاہ ہرچند چاہتے ہین کہ نیزہ اسکا نکالون مگر ممکن نہین ہوتا پہر پہر کامل گذر گیا بادشاہ
سوسو تدبیرین کر رہے ہین کہ نیزہ اسکا نکالون مگر ناممکن ہو جب نیزہ لگا کھنچتے ہین الیسی وجہ
ہوتی ہو کہ نیزہ نہین نکلتا بادشاہ حیران ہو رہے ہین کہ کیا تدبیر کرون یہ پہلوان ایسا کامل
واکمل نہ تھا آج تو ایسے رنگ سے نیزہ بازی کر رہا ہو کہ نیزہ نہین نکلتا بادشاہ کو خوف ہی
کہ ایسا نہ ہو میرا نیزہ نکلجائے شاہ بڑے انتشار مین ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا فیروزہ
بن عمرو آتا ہی جست وخیز کرتا ہوا قریب شاہ کے پہونچا شاہ نے فرمایا اے عیار وفادار
پہر پہر کا زمانہ گذرا کہ اس سے نیزہ بازی ہو رہی ہو کیا کیا تدبیرین کر رہا ہون لیکن اسکا
نیزہ نہین نکلتا فیروزہ نے کہا اے شہریار آپ صاحب اقبال ہین پروردگار نے پہلے ہی
سامان اسکا مقرر کیا کہ متین جادو وزیرزادی کمیاب کی بندگان عالی پر عاشق ہوئی
مگر کمیاب بلا سے روزگار ہو اسکو معلوم ہو گیا متین کو اسنے گرفتار کر لیا کنیزون اسکی بیبی
حیاتی تھین آپ کے تصدق سے مین نے انکو مار کر اسکو رہا کیا اب حضور لوح محفوظ
چمکا دین تب اسکا خاتمہ ہوگا ادھر قنطور آہن کلاہ بادشاہ کے ساتھ نیزہ بازی کر رہا ہی
کہ بادشاہ نے لوح محفوظ گلے سے اتاری اور قنطور نقلی پر عکس لوح کا ڈالا جیسے ہی عکس
لوح کا قنطور پر پڑا نیزہ ٹوٹ گیا اور قنطور نے آہ کی منھ سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل
ہیزم خشک جلنے لگا اور جلکر خاک ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا قتل ہوا
ناچار و مجبور پلٹ گئے یہی ارادہ ہو کہ رات کو نکلجائین جاکر کمیاب سے اطلاع کرین
غرض رات کو یہ سب رنجیدہ و کبیدہ تیار ہوے خیمے وغیرہ اکھاڑ کر طرف کمیاب کے
چلے مگر کمیاب جادو کہ آٹھ پہر اسی فکر مین رہتی ہو کہ سعد شہریار کو نہ آنے دون جب قنیت
یہان قنطور جلگیا کمیاب کے سامنے ایک طائر آکر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

پھینکدونگا مین ابھی چیر کے پہلو اپنا
تجھسے قابو نہین دلبر تو ہو قابو اپنا

نہین معلوم مجھے کس سے خصوصیت ہو
اہل ایمان سے تجھے اپنا کہین ہندو اپنا

بوسے گل سے مجھے دھوکا نہ دے اسکی بوکا
چپ نچلا رہنے دے اے باد سحر تو اپنا

جان جان جب سے ہو تجھسے مرا خالی آغوش	گو رہی مجھسے تہی کرتی ہو پہلو اپنا
یاد کرکے لب پان خوردہ کی تیرے سرخی	خون دل آج پیا ہو کئی چلو اپنا
پشت پا مارہین نہ کیون ہمت گردون پر رند	شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

کمیاب نے زانو پر ہاتھہ مارا کہا لوصاحبو غضب ہوگیا کہ مکر میرا طلسم کشا پر کھل گیا تمام اہل دربار افسوس کررہے ہین کہ حضور نے کیا تدبیر معقول کی تھی جسکا یہ انجام ہوا کمیاب نے کہا کہ کیا مین کسی بات مین عاجز ہون مگر بی متین کا قید سے چھوٹنا مجھپر شاق ہوا لیکن اب کہان جائینگی یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھی اور پر پرواز پیدا کرکے چلی متین اپنے باغ مین آئی کنیزون سے کہ رہی ہو کہ صاحبو مجھسے خطا سرزد ہوئی دیکھیے کمیاب میرے ساتھہ کیا کرے سب نے عرض کی اب آپ کا کیا ارادہ ہو متین نے کہا اصل تو یہ ہو کہ جان سے جانا قبول جہان سے جانا قبول مگر یہ مشکل ہو کہ عشق سے بادشاہ کے ہاتھہ اٹھاؤن تم لوگون کو آگاہ کرتی ہون کہ اگر کمیاب مجھکو قتل کرے اور جنازہ میرا اٹھانا تو طرف سے اس شہریار کے لیجانا اور کہدینا کہ آپ کے جرم عشق مین یہ قتل ہوئی اگر ہوسکے تو مسیحائی فرمائیے اس کشتۂ حسرت و یاس کو زندہ کیجیے ورنہ قبر مین پشت نہ لگے گی شاید سعد شہریار کو رحم آجائے اور مسیحائی فرمائین کنیزین بھی کہ رہی ہین کہ وار ہی ایسے کلمات زبان سے نہ فرمائیے ہمارے کلیجے پھٹے جاتے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی کمیاب جادو غصے مین بھری ہوئی آسمان سے اتری آتے ہی آواز دی کیون بی متین تمنے ہمارا راز کھولدیا ورنہ قنطور اسطرح نہ مارا جاتا متین نے ہاتھہ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم اگر مین ایسی خطا کرتی تو پھر یہان نہ آتی خدمت مین اسی طلسم کشا کے چلی جاتی میرے ساتھہ لشکر کیجیے مین جاکر بادشاہ پر سحر کرون یہ سنکر کمیاب نے کہا اے متین اب میرا دل تیری بات کو قبول نہین کرتا متین نے کہا پھر آپکو اختیار ہو جو مناسب جانیے وہ میرے ساتھہ کیجیے اسطرح یاس سے یہ کلمہ کہا کہ کمیاب ترحم ہوگئی دلمین کہا کیا تعجب ہو کہ سحر نے میرے کمی کی ہو یہ وزیرزادی میرے سامنے پرورش ہوئی ہے یا اسے فرزند کے مین نے پالا یہ میرے ساتھہ کیون برائی کرنے لگی متین کو گلے سے

لگا لیا اور کہا کہ اے متین جو کچھ ملال ہو اُسکو دفع کر ڈالو مین چلکر شہر پر جادو کو روانہ کرتی ہون وہ ایسے سحر کریگا کہ بادشاہ اپنی جان سے بیزار ہو جائین جو تجھسے ہو سکے تم بھی اُسکی مدد کرنا اے نور نظر مراد یہ ہی کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائین تا کہ طلسم جمشیدی بچے اور اگر یہ طلسم فتح ہوگیا تو باعث خرابی ہی یہ کہکر کمیاب نے کہا اے متین مین تو اب جاتی ہون شہر پر جادو کو جا کر روانہ کرتی ہون وہ اسی طرف سے آئیگا اُسکی خاطر کرنا اور شب کو اپنے یہان مہمان رکھنا جب وہ کوچ کرے تو تم بھی ساتھ جانا اے متین خیال تو کر کہ مین نے بچپن سے تجھکو کس محنت سے پرورش کیا کہ اپنی اولاد سے زیادہ تیرے ساتھ محبت کی اسطرح پر جو کمیاب نے کہا متین کا دل تو بھرا ہوا تھا چیخین مار کر روئی اور ہاتھ باندھکر کہا کہ اے ملکۂ عالم مین آپ کے ساتھ برائی نکرونگی جہانتک مجھسے ہو سکیگا جان لگاؤنگی ہر دم یہی فکر کرونگی کہ طلسم کشا کو مٹاؤن اور آپ کو بچاؤن کمیاب مطمئن ہو کر اپنے قصر مین آئی شہر پر کو حکم دیا کہ جسقدر فوج مناسب ہو سلے لو مقابلۂ سعد شہر یار مین جاؤ مگر طرف سے باغ متین کے جانا شب کو وہین رہنا صبح کو اُسکو ساتھ لیکر کوچ کرنا مقابلۂ شاہ مین پہونچکر جو تمسے بن پڑے وہ کرنا شہر پر جادو نے کمیاب سے کہا مجھکو فوج کی کیا ضرورت ہی اکیلا جا کر لاکھون کو پراگندہ کر دونگا طبقۂ زمین کا آسمان پر پہونچا دونگا کمیاب نے کہا لشکر کا ہونا ضرور ہی ساٹھ ہزار ساحر شہر پر جادو کے ساتھ کیے شہر پر جادو تخت پر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا متین جادو اپنے باغ مین بیٹھی ہو مگر سوچ رہی ہی کہ اے متین آج تو کمیاب نے ایسی باتین کین کہ دل بیقرار کر دیا لیکن اے متین کیا کرون کہ دل نہین مانتا کہ شہر یار کی محبت سے ہاتھ اُٹھاؤن ایسی ہی یہ باتین کر رہی تھی کہ چند کنیزون نے آکر عرض کی کہ شہر پر جادو ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہی قریب باغ کے اُترا ہی اب حضور کی ملاقات کو آتا ہی قریب دروازے کے آچکا ہی ہرچند کہ متین کا دل نہ چاہتا تھا کہ برائے استقبال جاؤن لیکن بڑا خیال یہ ہی کہ ایسا نہ ہو کہ کمیاب سے شکایت کرے یہ سوچکر برائے استقبال اُٹھی دروازے پر آکر شہر پر سے ملاقات کی شہر پر نے جو متین پر نگاہ ڈالی دیکھا محبوب مرغوب ہی سر سے پا تک دریائے جواہر مین

غوطہ زن رشک چمن ستین نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن اجل کا نشان گوشۂ چشم مین	بھوین دست بازوے جلاد حسن قیامت نہان گوشۂ چشم مین

جمال بے مثال دیکھکر ہاتھ پانوُن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہوگیا عرض کی ملکۂ عالم مین مدت سے مشتاق ملاقات تھا آج تقدیر سے پہونچا خدمت مین حاضر ہوا یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا منتین جادو کو بہت ناگوار ہوا تیور اسکے دیکھ رہی ہی چاہتا ہی کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون ملکہ متین سر جھکاے ہوے ساتھ ساتھ ہژبر کے باغ مین آئی ہژبر نے دیکھا باغ کیسا آراستہ و پیراستہ ہی نخل سر سبز و شاداب چمن پھولے پھلے طائرون کے پنجرے درختون مین لٹکے ہوے ہین چونکہ شب ماہ ہی اکثر چہک اُٹھتے ہین فرد رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار پہ زاغ پر تھا گمان بو تیمار پہ یہ تماشہ دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا مسند پر آکے بیٹھا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا جام و سبو لیکر حاضر ہوئین جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشنا ہوش و نوشانوش بلند ہوئی ایک کنیز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ما گرفتار یم و داغ عشق شد گلزار ما	از غم گل دارد این زینت سر دستار ما
بسکہ لذت دارد از درد جراحت دمبدم	سودۂ الماس خواہد سینۂ افگار ما
شمع مہرت تادرون سینۂ من بر فروخت	طعنہ بر خورشید دارد سایۂ دیوار ما
شکل زاہد بستم کو قبلہ دارد در نماز	صد شرف بر سبحۂ دارد رشتۂ زنار ما
ہمت مخفی در ین وادی کہ از تاثیر عشق	در بغل دارد بہار چشم گوہر بار ما

اسطرح اُس نازنین نے یہ اشعار گائے کہ ہژبر جادو وا رہبقرار ہوا آخر ضبط نہ ہو سکا بیقرار ہوکر کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی امیدوار ہون کہ مجھکو غلامی مین قبول فرمائیے ملکہ نے بدمزاج ہوکر جواب دیا کہ ای ہژبر جادو کس کام کو آئے ہو جب تم اپنے ہوش مین نہ ہوگے تو کیونکر سحر کروگے بڑے جلیل سے مقابلہ ہی لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہی جسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہژبر نے کہا آپ مجھے قبول فرمائین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ وہ سحر کرون کہ بادشاہ حیران ہو جائین

متین نے کہا ای شہپر خیال تو کرو ملکہ کمیاب نے بڑے بڑے شاہون کے نامے میرے
واسطے منگوائے اور میرے سامنے پیش کیے مین نے نہین منظور کیا تم ایسی بات کہتے
ہو کہ جسکو قبول نہین کر سکتی ای شہپر اب مین تمھارے ساتھ بھی نہین جا سکتی شہپر نے کہا
ایک انتظام کیجیے کہ تشریف لے چلیے جب مین بادشاہ کو پکڑ لاؤن تب مجھکو قبول کیجیے
متین نے کہا ای شہپر اب مین ساتھ چلونگی رات بھر شہپر منتین کرتا رہا مگر متین نے
جواب سخت دیے اور یہی کہا کہ ای شہپر اب چلکر اصل کام مین مصروف ہو اگر تم بادشاہ کو
گرفتار کر لوگے تو مین ضرور تمھین قبول کرونگی شہپر نے بھی قبول کیا صبح کو لشکر تیار ہوا
شہپر سوار ہوا ایک تخت پر ملکہ متین سوار ہوئی گرد کنیزون نے گھیر لیا نقارے پر
چوب پڑی لشکر چلا یہان بادشاہ بعد فیصلۂ قنطور بارگاہ مین داخل ہین صبح کا وقت
ہو کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا شہپر جادو مع ساٹھ ہزار
فوج کے اور ایک تخت پر ملکہ متین مقابلے مین آکر پہونچے لشکر اپنا اتارا بادشاہ کو معلوم
ہوا کہ یہ ساحر میرے روکنے کو آیا ہی آکر بارگاہ مین بیٹھے مگر فیروزہ نے جو متین جادو
کو دیکھا پہچان گیا کہ یہ وہی نازنین ہی جسکو مین نے رہا کیا تھا اسکے آنیکا کیا باعث ہی
ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے متین کے آیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مین کچھ عرض کرونگی
متین کنارے آئی فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم آپ نے غلام کو پہچانا مین نے حضور کو
رہا کیا تھا آپ اس جادوگر کے ساتھ کیون آئی ہین متین نے کہا ای فیروزہ مین مجبور
ہین اپنا حال کیا کہون وہ دلاسا دیکر کمیاب کے ہاتھ سے بچی مگر شہپر جادو دشمن خدا
رات سے یہی کہ رہا ہی کہ مجھکو قبول کیجیے مین نے اس سے یہ عہد کیا ہی کہ اگر بادشاہ کو
گرفتار کر لوگے تو مین تمھین قبول کرونگی تم بادشاہ کو سمجھا دینا کہ کسی وقت لوح سے
غافل نہ رہین اگر حضور لوح سے غافل نہ رہین گے تو کسیکی مجال نہین ہی کہ سرکار پر ہاتھ
ڈال سکے اگر لوح سے غفلت کرینگے تو البتہ حیرانی ہوگی فیروزہ کو متین نے سمجھا دیا
اور یہ کہا کہ مین بہ مجبوری اسکے ساتھ آئی ہون احوال معلوم ہوگا مگر شہپر جادو طبل
جنگی بجوا کر بیٹھا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین مگر شہپر نے کہا

ای ملکہ متین مین تو سحر تیار کرتا ہون تم بھی کوئی شعبدہ بناؤ متین نے کہا مین وقت پر
سحر کرونگی جب بادشاہ میدان مین ہونگے چار پہر رات تیاری مین گذری جسوقت
ساحر زرین پوش آسمان ہو مخانۂ مشرق سے نکلا اور برسر آسمان آیا تمام دنیا کو منور و
روشن کیا نہر بہر جادو بھی سب کو ساتھ لیکر میدان مین آیا ادھر بادشاہ جمجاہ مع فوج
میدان مین پہونچے متین ایک آہو پر سوار الگ کھڑی ہوئی ہی کہ نہر بہر نے اشارہ
کیا ایک جادوگر موسوم بہ کالکال جادو میدان مین آیا اور پکارکر آواز دی کہ طلسم کشا
کہان ہین نکلیں تو حال معلوم ہو بادشاہ جمجاہ نے مرکب بڑھایا مرکب صبا رفتار طرارے
بھرتا ہوا طرف میدان کے چلا کہ نہر بہر نے پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا جلد آؤ
صدہا شیر و پلنگان صحرا اور آہوان صحرا نورد جنگل سے پیدا ہوئے نہر بہر نے پکار کر متین
سے کہا ای ملکۂ عالم اس سحر کو زور دو متین نے ماش کے دانے پھینکے جسقدر جانور
آتے تھے آتے آتے رک گئے نہر بہر نے کہا ای ملکۂ عالم یہ کیا کیا ملکہ متین نے پکار کر کہا
ای نہر بہر بادشاہ لوح چمکا رہے ہین اسیوجہ سے سحر میرا تمھارا اتنا تاثیر نہین کرتا ای نہر بہر
ایسے ایسے شعبدون کو وہ کب مانتے ہین کہ جنکے پاس لوح محفوظ اور لوح طلسمی موجود ہون
موجود ہون نہر بہر نے کئی مرتبہ سحر کیے مگر شیر نہ بڑھے متین نے شاہ کو اشارہ کیا کہ یہ
جو سب سامنے کھڑے ہین گھوڑا اٹھاکر انپین جا پڑیے بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا
وہ شیر وغیرہ حملہ کر کے چلے بادشاہ نے لوح محفوظ گلے سے اتاری ان جانورون پر
جو عکس ڈالا سب جلنے لگے نہر بہر نے پکار کر کہا ای ملکہ متین اب بادشاہ تو جانورونکو
جلا رہے ہین لشکر پر انکے سحر کرو متین نے کہا مین تمسے زیادہ کیا سحر کرونگی اب
تمھین سحر کرو نہر بہر نے کچھ ماش کے دانے نکالکر طرف لشکر کے پھینکے لشکر مین تلوارین
برسنے لگین بادشاہ نے جو غلغلہ سنا پلٹ کر دیکھا کہ لشکر پر تلوارین برس رہی ہین
متین جادو نے جو دیکھا کہ بادشاہ پریشان ہو کر پلٹے کہ جاکر لشکر کو بچائین بیقرار
ہوگئی جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ سیاہ کاغذ کا نکالا اسکی سپرین کاٹ کر طرف لشکر
کے پھینکین وہ سپرین لہرانے لگین جو تلوار گرتی سپرون نے سینہ سپر کیا تلوارین آج

اوپر روک لیبن مہر برسے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ صاحبو کیا غضب ہی متین میرے
سحر کو دفع کر رہی ہین جنگل سے جو شیر وغیرہ آئے اُنکو بھی متین ہی نے روکا اپنا کھلا
ہوا سحر کیا ہین آج رات کو اسکو پکڑ لونگا اسکو لیجا کر قید کرون تب لشکر شاہ تباہ کرون
مگر شاہ نے جب دیکھا کہ لشکر میرا محفوظ ہی مقابلہ کلکال مین آئے اُسنے سحر کر کے دیکھا
کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا مگر گھوڑا البتہ بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے عکس لوح
گھوڑے پر ڈالا گھوڑا قریب کلکال کے آیا کلکال نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
نے تلوار کو روکا روک کر ہاتھ مار دیا کہ کلکال کے دو ٹکڑے ہوئے مہر بر نے جو
دیکھا کہ کلکال مارا گیا دوسرے جادوگر کو اشارہ کیا اُسکا نام شہپال تھا بڑے
جوش و خروش سے مقابلۂ شاہ مین آیا اور کئی سحر کیے متین جادو سحر کو شہپال کے
روک رہی ہی جو سحر شہپال نے کیا متین نے اُسے دفع کر دیا مہر بر نے کئی مرتبہ پکار کر
کہا کہ ای ملکۂ عالم تم تو دشمنی کر رہی ہو شہپال کا رنگ نہین جمنے دیتین مین ناچار ہو رہا
ہون کمیاب سے تمھاری شکایت کرونگا مگر کمیاب جادو اپنے قصر مین بیٹھی تھی
کہ چند طائر آکر کاندھے پر بیٹھے اور اپنی زبان مین یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

وصف دہن مین محو جو ذہن رسا ہوا — ہاتھ آیا دام فکر مین عنقا پھنسا ہوا
مرنے کے بعد پھر گیا منھ سوے کوے یار — لاشے کو میرے رتبۂ قبلہ نما ہوا
یہ پست طالعی نے ملا یا ہی خاک مین — سر سے کہین بلند مرا نقش پا ہوا
پرسان نہ ہوتا پھر کبھی بندون کے حال کا — صد شکر ہی بتون کا نہ عاشق خدا ہوا
بس کھلگئی صفائی کف دست یار کی — ظاہر جو پشت دست سے رنگ حنا ہوا
عقل و حواس و ہوش دیے تو نے ای کریم — کیا کیا نہ تیری ذات سے مجھکو عطا ہوا
روتا ہون راجہ غم مین جو حسن ملیح کے — دریاے شور کا مرا دل آشنا ہوا

کمیاب جادو نے جو یہ اشعار سنے زانوون پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو بی متین
مہر بر کے سحر کو مٹا رہی ہین یہ کہکر اُٹھی اور چلی مگر چلتے وقت کہگئی کہ جا کر بی متین کو
لاتی ہون ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرے دیکھون تو اُنکو کون رہا کرتا ہی

کمیاب اُسوقت پہونچی کہ بادشاہ نے شہیال کو بھی قتل کیا نہر بہر جادو سے ناچار ہوکر طبل
بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا ای شہریار آج تو پلٹ جائیے کل آپ سے سمجھونگا بادشاہ پلٹے
متین جادو ہمراہ نہر بہر پلٹی ہی مگر نہر بہر شکایتین کرتا آتا ہی کہ ای ملکہ یہ جو چند ساحر مارے گئے
تمہاری تدبیر سے قتل ہوے متین نے کہا تم میرے روبرو ایسی باتین کرتے ہو ایسا نہو
کہ کمیاب کے سامنے بھی یہی بیان کرو نہر بہر کہتا ہو ای ملکہ عالم مین تو کمیاب سے نہ کہونگا
مگر کمیاب ہمہ دان وہمہ گیر ہو وہ طائر اُسنے بنا رکھے ہین کہ ہر مقام کی خبر دیتے ہین اُنکو خود
معلوم ہوجائیگا یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا متین بھی کرسی پر بیٹھی ہو اور یہی بات
کہہ رہی ہو کہ کمیاب سے کوئی راز چھپ نہین سکتا ہی یہ ذکر تھا کہ زمین سے کمیاب نے
سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ ای متین مین نے سب حرکتین تمہاری دیکھین مجھکو معلوم
ہوا کہ تم درپے بربادی کے ہو مگر کچھ نہ ہوسکیگا وہ سحر کرون کہ لشکر شاہ اُنھین کا دشمن ہوجاے
یہ کہتی ہوئی زمین سے نکلی متین نے کہا ای شہنشاہ سحر کمیاب مجھکو کیا ضرورت تھی کہ
سحر نہر بہر کا مٹاتی طلسم کشا خود صاحب لوح ہین ہر وقت لوح کو ملاحظہ کرتے ہین نہر بہر بھی
اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای ملکہ کمیاب متین کی کوئی خطا نہین میرے سحر نے کمی کی آج
تو اِنکو معاف کیجیے کل مین اُنکا خاتمہ کردونگا اگر طلسم کشا پر سحر تاثیر نہ کریگا تو فوجون کو
مٹادونگا جب بادشاہ اکیلے رہجائینگے تو بہ آسانی گرفتار کرلونگا تب آپکو احوال
معلوم ہوگا کہ کیسا سحر کرتا ہون کمیاب تو خاموش ہوگئی اور غصہ اُتر گیا کہا ای نہر بہر مین
جانتی ہون کہ تم متین پر عاشق ہو اور یہ عاشق شاہ ہی جو کچھ کرنا سمجھکر کرنا نہر بہر نے
آنکھ سے اِشارہ کیا کہ خاموش رہیے آپ تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا کمیاب تو چلی گئی
مگر نہر بہر جادو متین کی خدمت کرنے لگا کبھی جام بھر کر دیتا ہی کبھی کہتا ہی کہ حضور نے
دیکھا کہ مین نے کمیاب کو کیسا سمجھا دیا کسطرح غصے مین آئی تھین متین نے کہا ہم جانتے
ہین بی کمیاب یہی چاہتی ہین کہ مجھکو ذلیل کرین لیکن مین اپنی جان دینے کو آمادہ ہون
نہر بہر نے کہا کیا مجال کہ ملکہ کمیاب تمکو تکلیف پہونچائین مین کبھی شکایت نہ کرونگا
یہ کہکر نہر بہر نے جام شراب لبریز کیا بیہوشی ملا کر ملکہ متین کو دیا متین نے بلاتکلف

پی لیا مگر جام پیتے ہی پسینے پسینے ہوگئی گھبرا کر کہا کیون ای شہریار اس جام مین کیا تھا کہ
انجام بد ہوا شہریار نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم اب بھی خبر ہی کہ جو مجھکو قبول کیجیے ورنہ وہ
حال کرونگا کہ تڑپ تڑپ کر مروگی متین اُٹھی کہ شہریار پر سحر کرون جام ہاتھ سے ٹوٹ گیا
لڑکھڑا کر گرین اور بیہوش ہوئین شہریار جادو نے متین کی زبان مین سوزن دی اور
متین کو لیکر بھاگا آتے آتے قریب قلعے کے پہونچا کہ اُس قلعے کا حاکم بینوش شہر انجوا
تھا اُسکے پاس آیا کہا کہ ای بینوش یہ معشوقہ ہی میری مگر ہمراہ سے چشم نمائی قید کرتا ہون
لہذا ہوشیار رہنا بینوش نے قید متین لیلی اور شہریار کو رخصت کیا شہریار پھر بارگاہ
مین آکر بیٹھا قضاے کار فیروزہ بن عمرو بصورت خدمتگار بارگاہ شہریار مین آیا دیکھا
جابجا ذکر ہو رہا ہی کہ متین نے کوئی خطا نہ کی تھی نہین معلوم شہریار اُسکو کہان
لے گئے فیروزہ نے ایک ساحر کو اشارے سے بلایا اُس سے سب حال پوچھا
کہا بھائی مین تو باہر تھا مجھکو نہین معلوم ہوا کہ ملکہ متین پر کیا گذری اُس ساحر نے
بھی اتنا حال بیان کیا فیروزہ سنکر باہر نکلا چاہتا تھا کہ شہریار سے دریافت کرون کہ
متین کو کہان قید کیا مگر وہان شہریار جادو پاس بینوش کے قید متین کی چھوڑ کر
آیا بینوش متین پر عاشق ہوا قید خانے مین آکر سوال وصل کرنے لگا لیکن متین
کہ عاشق سعد شہریار ہی سر جھکاے بیٹھی رہی جب بینوش نے بہت منتین کین تب
متین نے جواب دیا کہ ای بینوش کیسے عاشق ہو کہ ہمین تکلیف مین دیکھ رہے ہو
اور رہا نہین کرتے ہو بینوش نے سوزن زبان سے نکال لی متین کی زبان سے
جو سوزن نکلی کہا اوبے حیا کیا کہتا ہی بینوش گھبرایا کہ افسوس یہ اپنے اختیار مین ہوگئی
کیا تدبیر کرون سحر کرنے لگا مگر متین تڑپ کر بلند ہوئی ہر چند بینوش نے روکا مگر
متین نہ رکی آسمان پر آکر ایک مٹھا ماش کے دالون کا قلعے پر پھینکا تمام اہل قلعہ
جلکر خاک ہوے بینوش منتین کرتا ہوا آتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین بدنام ہو جاؤنگا
مگر متین نہین سنتی اُڑتی ہوئی جاتی ہی ادھر کمیاب اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ ایک
طائر نے آکر کچھ کان مین کہا کمیاب کانپنے لگی کہا لو صاحبو ستم ہوا مین شہریار جادو کو

سمجھا آئی تھی جو کچھ کرنا سمجھکر کرنا اُس نالائق نے متین کو قلعہ بیہوش مین قید کیا اُسنے وہان سے رہائی پائی اب اُڑتی ہوئی جاتی ہی یہ کہکر چلی اُسوقت پہونچی کہ متین سرحد قلعہ سے نکل چکی ہی اور بیہوش گھبرایا ہوا جاتا ہی پکارتا ہوا کہ ای ملکہ عالم مین بدنام ہوجاؤنگا پلٹ آئیے متین نے آواز دی کہ او بے حیا اب مین خدمت سعد شہریار مین جاؤنگی دیکھون تو کمیاب میرا کیا کرتی ہی کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او متین تو اب کہان جاتی ہی متین نے جو کمیاب کو دیکھا گھبرا گئی چاہا نکلجاؤن مگر کمیاب بلاے روزگار ہی ایک موے سر توڑ کر جھٹکا دیا کہ زنجیر جاکر گلے مین متین کے پڑ گئی کمیاب نے کھینچ لیا اور بہت غصے سے کہا کہ کیون ای متین تمنے ہمارا پاس نہ کیا اور مسلمان کی شریک ہوئین مین تمھین زندہ نہ جانے دونگی متین کی زبان مین سوزن دی اور کھینچتی ہوئی لے چلی تھوڑی دور چلی تھی کہ آواز آئی کہ ای بندی خاص ذرا ادھر خیال کرو زیادہ بدعت نہ کرو کمیاب نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ جمشید ثانی ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا پکار رہا ہی کہ ای کمیاب جلد میرے پاس آؤ کمیاب نے جو اپنے خداوند کو دیکھا کچھ خیال نہ کیا اور آسمان سے اُتر آئی جمشید نے متین کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کچھ زبان سے کہا متین سمجھ گئی کہ فیروزہ بن عمرو ہین اشارہ کیا کہ مجھکو کیون قید کیا ہی مجھکو رہا کیجیے کہ مین جاکر سعد کا سر لاؤن کمیاب خوش ہوگئی کہ قدرت نے کیا خوب تقدیر کی ہی متین کی زبان سے سوزن نکال لی اور کہا او زیرزادی جاکر شاہ سے جنگ کرو متین جادو اُڑتی ہوئی روانہ ہوگئی لیکن یہان وہ وقت ہی کہ شہر جادو طبل جنگی بجواکر آیا ہی میدان مین للکار رہا ہی سعد کا ارادہ ہی کہ مین میدان مین نکلون کہ آسمان پر برق چمکی اور آواز آئی کہ ای شہر جادو کیون گھٹاتین آئی ہین متین جادو یہ کہکر ہاتھ چمکایا ایک برق گری کہ شہر پر کے دو ٹکڑے ہوے اور چند دانے آتش کے پھینکے کہ ہمراہیان شہر پر جلنے لگے کئی ہزار آدمی جلے آخر لاشہ شہر پر کا اُٹھا لیا اور سامنے سے بھاگے بادشاہ نے آکر خیمے وغیرہ لوٹ لیے خزانہ لدواکر لائے مگر متین جادو شرمائی ہوئی سامنے سعد کے آئی کہا شہریار آپ کے

اقبال سے رہا ہوئی اور آپ تک پہونچی اب چاہتی ہون کہ خدمت مین رہون آپکے
عیار نے کیا کیا احسان کیے ہین بادشاہ نے متین کا ہاتھ تھام لیا متین نے کہا اب
سرکار کا کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا ای متین مین چاہتا ہون کہ تا بہ کمیاب پہونچون
اور اس مرحلے کو فتح کرون اور جمشید ثانی پر لشکر کشی ہو یہ بھی خبر سن چکا ہون کہ لشکر
بیشمار جمع ہوا ہی مگر حافظ حقیقی مالک ہی وہی نگہبانی کریگا اور ہمارے سجائی پھنیے سب
آپہنچینگے جو آئیگا اس شان وشوکت سے پہونچیگا کہ جمشید بھی عاجز ہو متین نے کہا آج
شب کو باغ ہمیشہ بہار مین جلسہ ہوگا مین وہان حضور کو لیجاؤنگی اگر حضور کا پنجہ قابض
ہو تو کمیاب کو قتل کیجیے اگر حضور نے کمیاب کو مار لیا تو مرحلۂ ہفتم کا خاتمہ ہی بادشاہ
نے فرمایا ای متین مین ضرور چلونگا بادشاہ بارگاہ مین آئے سب سردار جمع ہوے
محفل عیش آراستہ ہوئی شب بھر جلسہ رہا صبح کو متین نے کہا ای شہریار تشریف لے چلیے
دن بھر مین راستہ طی ہوگا شام کو قریب باغ ہمیشہ بہار پہونچیےگا بادشاہ نے لوح
کو دیکھا اُسمین بھی یہی نوشتہ پایا کہ ہمراہ متین باغ ہمیشہ بہار مین جاؤ اگر کمیاب کو
مار لیا تو مرحلۂ ہفتم بھی فتح ہوا بادشاہ جمجاہ اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہ متین چلے
لشکر سے نکلے تھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو جست وخیز کرتا ہوا
آتا ہی بادشاہ کو جو دیکھا بر اسے تسلیم خم ہوا عرض کی حضور کہان جاتے ہین بادشاہ
نے فرمایا ارادہ ہی کہ باغ ہمیشہ بہار مین جاؤن فیروزہ نے عرض کی کہ حضور نے
لوح کو ملاحظہ کر لیا بادشاہ نے فرمایا جو متین نے کہا وہی نوشتہ بھی نکلا مجھکو خود
خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کام نہ نکلے کمیاب کسی بات مین عاجز نہین ہی چھ مرحلے شکست دیے
لیکن مرحلۂ کمیاب پر کئی مہینے سے جنگ کر رہا ہون نہین معلوم صاحبقران زمان
وغیرہ کہان ہین فیروزہ نے کہا جسوقت آپ لشکر کشی کرینگے مین سب کو خبر دونگا
غرض بادشاہ جمجاہ ہمراہ متین جادو روانہ ہوے راہ مین ایک قریہ ملا کہ وہان بڑا
ہنگامہ تھا بادشاہ نے فرمایا ای متین ذرا یہان بھی دیکھ لین کہ کیا معرکہ ہی یہ فرماکر
قریے مین آئے دیکھا ایک اکھاڑا گھدا ہوا ہی ایک پہلوان دیو خصال جست وخیز

کہ رہا ہو گرز ہاتھ مین لیے ہوے کہ رہا ہو کوئی ایسا ہو کہ ایک ضرب مین سلاخ آہن کو پیوند
زمین کرے یہ گرز بھی لے لے تم سماق عمو وزن سا اہا سال مین بہ کمال پیدا کیا ہو کہ
ایک ضرب گرز مین میخ آہن پیوند زمین کرتا ہون بادشاہ کو اسکی یاوہ گوئی بہت ناگوار
ہوئی فرمایا ای سماق گرز اپنا ہمین دو ہم میخ آہن پیوند زمین کرین تم اُکھیڑ لینا سماق نے
جو دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل ہی موتیون کے بالے پہنے ہوے کنٹھا یاقوت احمر کے
گلے مین سماق نے کہا اگر یہ میخ آہن پیوند زمین نہ ہو وےگی تو سب اسباب آپکا اُتار لیا
جائیگا بادشاہ نے قبول کیا اور گرز ہاتھ سے سماق کے لیا میخ آہن جو زمین مین نصب
تھی بسم اللہ کہکر گرز لگایا وہ میخ آہن اسقدر پیوند زمین ہوئی کہ نشان نہ معلوم ہوتا تھا
سماق حیران ہوا کہا مجھسے مقابلہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ یہ فرما کر اکھاڑے مین
کود ے سماق سے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے شروع سے سماق کو رکھ لیا جب پکڑ لائے
دو چار گھسے مارے کہ پیشانی سماق کی غربال ہوگئی لباس پارہ ہوا تیسرے پیچ مین
بادشاہ نے سماق کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر پھینکون سماق نے آواز دی کہ مین غلامی
اختیار کرتا ہون بادشاہ نے ہاتھ سے رکھ دیا سماق قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی
کہ مین امیدوار ہون کہ نام نامی سے آگاہ ہون بادشاہ نے فرمایا ای سماق ذکر سنا ہوگا
کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ہین مین اُنکے فرزند کا فرزند ہون اور لشکر اسلام
کا بادشاہ ہون برائے فتح طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہون یہ حال سنکر سماق قدمون سے
لپٹ گیا کہا تقدیر غلام کی کہ حضور سے مشرف ہوا اب کہان جائیےگا بادشاہ نے فرمایا
باغ بہشت بہار مین جاؤنگا فکر مین کمیاب کی ہون سماق نے عرض کی حضور تشریف
لے چلین در باغ پہ پہرا ہوگا نامہ کمیاب کا میرے پاس آچکا ہی مین آپکو اندر
پہونچا دونگا بادشاہ جہجاہ سماق کو ساتھ لیکر چلے سماق نے کہا پہلے غلام کو جانے دیجیے
بعد اسکے آپ تشریف لائیے بادشاہ ٹھہر گئے سماق روانہ ہوا جب قریب باغ بہشت بہار
پہونچا تو ملازمان کمیاب سماق کو ڈھونڈھ رہے تھے جیسے ہی سماق کو دیکھا کہا ای پہلوان
دوران چلکر پہرے پر بیٹھو سب تاجدار و ساحران غدار جمع ہین یہ تمھارے حکم کے

کوئی جا نہین سکتا سماق جا کر پہرے پر بیٹھا اور تاجدارون کو حکم دیا تاجدار اندر جانیلگے
کہ سامنے سے کمیاب آئی کہا اے سماق آج کا دن عجب ملال کا ہو کتاب مین تو لکھا ہو کہ طلسم کشا
ضرور آئیگا مگر تم ایسا پہلوان پہرے پر ہو تو غیر شخص کیونکر آسکتا ہو سماق نے کہا کیا مجال کہ
کوئی غیر آجائے کمیاب خوب تاکید کر کے محفل مین جا بیٹھی سب تاجدار جمع ہین ہر ایک کی
زبان پر یہی ذکر ہو کہ اے کمیاب اگر طلسم کشا آگئے تو کیا تدبیر ہوگی کمیاب کہتی ہو اگر بادشاہ
آگئے تو فوجین جمع ہین بلوہ کر کے گرفتار کر لونگی اور جو میرا سحر چلگیا تو اسطرح گرفتار کرون
کہ تم لوگ حیران ہو جاؤ مین نے وہ تدبیر کی ہو کہ تم لوگ سُنکر پسند کروگے اگر مجھکو ثابت
ہو جائے کہ طلسم کشا آگئے تو مین انتظام کر لونگی لیکن سماق دروازے پر باغ کے بیٹھا ہو
جو تاجدار آیا اُسنے اُٹھکر تعظیم کی پہچان لیا نام پوچھا حکم دیا کہ اندر جاؤ اندر باغ کے فرش
بچھا ہو کمیاب مسند پر بیٹھی ہو جو آتا ہو اُسکو بنگاہ غور دیکھ لیتی ہو اور دمبدم کہتی جاتی ہو کہ
تحریر کتابدار کو آج کیون دیر ہوئی ناگاہ ایک تخت آسمان سے ظاہر ہوا ایک شخص ضعیف
باریش سفید عمامہ سر پر باندھے ہوئے ایک کتاب بڑی موٹی بغل مین دبی ہوئی آکر پہنچا
اول کمیاب اپنے مقام سے اُٹھی سب اہل صحبت کھڑے ہوگئے سب نے اُس سے مصافحہ
کیا تحریر کتابدار جس سے مصافحہ کرتا ہو اُسکو بغور دیکھکر کہنا جاتا ہو کہ آپ کا نام نامی کیا ہو
کسی تاجدار نے نام اپنا یاقوت تاجدار بتایا کسی نے نام اپنا الماس تاجدار بتایا کوئی
نیلم تاجدار ایک ہندو مہاجن لالہ چنی لال تھے مگر کمیاب کہتی ہو اے تحریر کتابدار ابتک
تو طلسم کشا کا پتہ نہین اور کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہو کہ طلسم کشا ضرور تشریف
لائینگے کمیاب نے کہا اے تحریر بالائے ممبر جاؤ تحریر سامری کا کچھ اعتبار نہین قلم ہاتھ
مین تھا جو ذہن مین آیا وہ لکھدیا دروازے پر باغ کے وہ نگہبان ہو کہ جس سے رستم و
اسفندیار بھی مقابلہ نہین کرسکتے اگر طلسم کشا آیا تو سماق عمرو زن پسلیان توڑ ڈالیگا
اور اگر باغ مین آگئے تو تم لوگ موجود ہو مین آفت برپا کرونگی لالہ چنا لال نے جھکو
خبر دی تھی کہ سماق نہ رہیگا سراسر غلط ہو اگر وزیر ہوتا تو بیرا سے نگہبانی نہ آتا مگر یہان
سماق عمرو زن نے خبر سُنی کہ تحریر کتابدار آگیا ممبر پر بیٹھا ہو ابھی وعظ شروع نہین کیا

قسم

سماق گھبرا رہا ہی کہ وقت خاص آگیا اور بادشاہ جمجاہ ابھی تک تشریف نہین لائے ایسا نہ ہو کہ راستہ بھول جائین اگر نہ تشریف لائے تو باعث خرابی ہی کہ سامنے سے دیکھا آگے آگے بادشاہ عالیجاہ ایک طرف مثنین جادو دوسری طرف فیروزہ بن عمرو بادشاہ کو دیکھکر سماق کھڑا ہو گیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ حضور نے کہان دیر لگائی تشریف لے چلیے بادشاہ جمجاہ داخل باغ ہوے مثنین و فیروزہ بھی ساتھہ ہین سماق بھی ہمراہ ہوا چند شاگرد سماق کے جو ساتھہ آئے تھے ایک کو اپنے مقام پر بٹھا دیا اور دس شاگرد ساتھہ لیے سونٹے سب کے ہاتھون مین لپشت پر بادشاہ کی مگر بادشاہ اُسوقت محفل مین آئے کہ تحریر کتابدار ممبر پر اور سامنے طائفہ گائن کا حاضر ہی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

شب وصلت جو ہین پچھلے پہر تدبیر ہوتی ہی
ہوا ذان کی صدا حق مین ہمارے تیر ہوتی ہی

جو پھر فاتحہ آتا ہی وہ گور غریبان پر
تو اُٹھ اُٹھکر ہماری خاک دامنگیر ہوتی ہی

خفا ہو کے مرے بجانب سے کیون منھ پھیر لیتے ہو
سوا بوسے کے مجھسے کون سی تقصیر ہوتی ہی

مرے پُر درد نالے سنکے پتھر تک پگھلتے ہین
مگر دل پر بتون کے کچھ نہین تاثیر ہوتی ہی

قلم کرتا ہی سر کس جرم پر تو شمع محفل کا
خطا سرزد یہ تجھسے ناحق اے گلگیر ہوتی ہی

بناتے ہین اِدھر اک میکدہ ہم تو ای سطوت
اُدھر زہاد مین مسجد اگر تعمیر ہوتی ہی

تحریر کتابدار نے چاہا کہ کچھ شروع کرے دل کانپنے لگا زبان مین لکنت دل مین حیرت رہ گیا کمیاب نے پکار کر کہا کہ ای تحریر سب تمھاری آواز کے مشتاق ہین جانتے ہو کہ بعد سال بھر کے یہان جلسہ ہوتا ہی یہ وہ باغ ہی کہ جہان سامری رہتے تھے اور سامرن پھرا کرتی تھین اکثر درختون کے سایے مین سامری و سامرن سے رمز و کنایے ہوا کرتے تھے تحریر نے سنکر جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم میرا ابرا حال ہی کتاب ہاتھہ مین ہی مگر اشلوک پڑھا نہین جاتا مین تو جانتا ہون کہ طلسم کشا آگیا انھین کے آنکھین ہین جیت ہو دیکھو تو میرے منھ سے لفظ نہین نکلتا کہ بادشاہ نے بڑھکر نعرہ کیا اور مثنین نے سحر کیا فیروزہ نے حقہ ہاے آتشبازی مارے سماق نے بڑھکر ممبر کو اٹھا لیا تحریر کتابدار نے قصد کیا کہ بھاگ جاے ان کہ سماق نے وہی ممبر اٹھا کر پھینک مارا کہ تحریر کتابدار کی زبان

ٹوٹ گئیں اور نعرہ شاہ کی صدا بلند ہوئی شاہ کی صدا سے دیوارین کانپنے لگیں طائر جو قفسون
مین بند تھے قفس توڑ توڑ کر نکلے اور آوازین دیتے تھے کہ ای کمیاب تحریر کنتا بدار تو
مارا گیا تم اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ تم بھی قتل ہو جاؤ تو ہماری قدر کون کریگا ہماری
زندگی کا مزہ تمہارے دم سے ہی بہار اس باغ کی تمہارے قدم سے ہی کہ بیابان غلغلہ
کر رہی ہی کہ ای ساحران نامی و ای بندگان خداوند گرامی طلسم کشا کو گھیر لو یہ سحر کرتی ہی
تو سماق و فیروزہ لڑتے لڑتے تھم جاتے ہین اسی سبب سے کہ سحر پالون تمہارا لیتا ہی
فیروزہ آواز دیتا ہی کہ شہریار غلام کو بچائیے سحر نے ہمکو روکا ہی بادشاہ لوح کو چمکا دیتے
ہین لیکن متنبین نے سحر کر کے کئی ہزار ساحرون کو مارا سرداران کے سر جا بجا پڑے
ہوئے تڑپ رہے ہین مگر بادشاہ ایکبارہ سماق و فیروزہ پر لوح چمکا کر ایک مادیان
کھڑی تھی اسپر سوار ہوئے اور نعرہ شیرانہ بآواز بلند کیا نعرہ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاوس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

اسطرح شاہ نے نعرہ کیا کہ درخت جڑ سے اکھڑ گئے اور طائر ہوا سے تھرتھرا کر گر کے
کر جانورون کے سر پھٹ گئے جام شراب الٹ گئے کمیاب نے قصد کیا کہ نکلجاؤن
مگر تاجدارون نے بڑھکر کمیاب کو روکا کہا ای ملکہ عالم آپکی وجہ سے سب لڑ رہے ہین
مگر سماق کو دیکھیے کہ کتنا بدار کو مارا اور کس زور و شور سے لڑ رہا ہی اور یہ متنبین
تو عاشق صادق ہین آگ برسا رہی ہی عیار ستے ہزارون کو جلا دیا یہ ہنگامے ہو رہے
ہین کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ ای کمیاب منم فیلان جنگی تیرے لینے کو آیا ہون دیکھا
سب نے ایک مست ہاتھی چوب آہنی سونڈ مین دبی ہوئی آکر پہونچا اور زمین پر
قایم ہوا طرف کمیاب کے چلا کمیاب نے جو دیکھا کہ فیل مست میری جانب آتا ہی
اور اشارے کر رہا ہی کہ مجھپر سوار ہو لو مین نکال لے چلون کمیاب جست کر کے فیل
کی پشت پر آئی فیل نے چاہا بڑھون کہ سعد بن قباد نے مادیان کو بڑھایا مادیان
فیل کو دیکھکر بدلگامی کرنے لگی بادشاہ پشت مادیان پر سے کود پڑے اور طرف فیل کے

چلے فیل نے جو دیکھا کہ شاہ قریب آ گئے جھونڈ اُٹھا کر مارا بادشاہ نے سونڈ اُسکی پکڑکر
لوح کا عکس ڈالا عکس جو پڑا ہاتھی چیخیں مارنے لگا اور مثل انسان کے کہتا تھا کہ اے
طلسم کشا مجھکو چھوڑ دے کمیاب حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو تھوڑے ہی عرصے میں اُس فیل
کے سر سے آگ پیدا ہوئی آخر کمیاب پشت پر سے کود پڑی طلسم کشا نے چاہا کمیاب کو
قتل کریں کہ زمین شق ہوئی ایک عقاب پیدا ہوا کمیاب عقاب پر سوار ہوئی عقاب
اُڑتا ہوا کمیاب کو لے چلا متین نے پکار کر کہا ابھی کہا اے شہریار کمیاب جاتی ہو طلسم کشا
نے کئی تیر مارے مگر عقاب کمیاب کو لیکر نکل گیا تمام ساحر کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگ گئے
تھوڑے عرصے میں باغ میں سناٹا ہو گیا لاشیں ساحروں کی جا بجا پڑی ہیں نخل سب
خشک ہو گئے وہ جانور جو قفس میں سب بند تھے قفس توڑ کر نکل گئے بادشاہ جہاہ
متین وسماق و فیروزہ کو ساتھ لیے ہوئے باغ سے نکلے متین نے کہا اب کمیاب
کا ملنا دشوار ہو جیسے ہی ہاتھی چلا تھا اگر حضور کوشش کرتے تو کیا عجب تھا کہ کمیاب
دستیاب ہو جاتی اب کمیاب کسی حیلے میں نہ جائیگی اور وہ اپنے کو مخفی کریگی اب حضور
لوح ملاحظہ فرماویں میری واقف کاری کا تو خاتمہ ہو گیا بادشاہ آگے بڑھکر کھڑے ہوئے
متین سماق سے باتیں کر رہی تھی کہ زمین سے دھواں نکلا بادشاہ لوح کو ملاحظہ فرماتے
تھے کہ متین نے آواز دی کہ کنیز کو بچائیے بادشاہ طرف متین کے چلے تھے کہ سماق
نے آواز دی کہ غلام کو بچائیے بادشاہ طرف سماق کے چلے کہ اُس دھوئیں نے
متین کو بلند کیا بادشاہ نے دیکھا کہ متین وسماق کی گردنوں میں زنجیریں پڑیں اور
بلند ہو گئے بادشاہ ناچار ہو کر لوح کو ملاحظہ فرمانے لگے لوح میں حکم نکلا کہ اگر متین
وسماق غائب ہوں تو اے طلسم کشا پریشان نہ ہو آشیار رہا و متین وسماق کو ایکئی
لہذا سامنے جائیے ایک صحرا ویران ملیگا اُسمیں ایک گنبد ہو اُس گنبد میں دونوں رفیق
آپ کے قید ہیں اُنکو جا کر رہا کیجیے بادشاہ نے فیروزہ کو رخصت کیا کہا اے فیروزہ تم
لشکر میں چلو انشاء اللہ ہم بھی آتے ہیں فیروزہ کو یہ منظور نہیں کہ شہریار کا ساتھ چھوڑیں
مگر بموجب ارشاد ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھا کہ باغ سے رونیکی آواز آئی کہ کوئی شخص

بلک بلک کر رو رہا ہے اور یہ آواز دیتا ہے نظم

گھر دل میں کرکے سیر دل داغدار دیکھ	ای جان خانہ باغ کی آکر بہار دیکھ
میں کیا وہاں گو زنلک بول اٹھے ابھی	تربت پہ میری آکے ذرا تو پکار دیکھ
بعد فنا بھی وا رہیں آنکھیں نہ آیا تو	وعدہ خلافی اپنی مرا انتظار دیکھ
تو تیغ تیز کھینچے ہے میں سر جھکائے ہوں	اپنے ستم کو دیکھ مرا انکسار دیکھ
در پے ہوئے ہیں جان کے ایمان تو لیجیے	بت کرتے ہیں ستم مرے پروردگار دیکھ
کوتاہ عمر ہو گئی اور یہ نہ کم ہوئی	ای جان آکے طول شب انتظار دیکھ
بجلی گرائی غیر پہ رو بیراو فلق	تاثیر آہ گرم دل بیقرار دیکھ

فیروزہ نے جو یہ آواز سنی خیال کیا کہ باغ میں کوئی رو رہا ہے ایک ساحر کی شکل بنکے
باغ میں آیا دیکھا جس مقام پر لاشہ تحریر کتا بدار کا پڑا ہے ایک ساحر سیاہ فام بدانجام
لاش پر تحریر کی رو رہا ہے فیروزہ نے پکار کر آواز دی ای بھائی کیوں اسقدر روتے ہو
صبر کرو قدرت کو تحریر پسند آئے تحریر کی تقدیر میں یہی تحریر تھا کہ اس باغ میں مارے
جائیں دیکھو کیا سبب کسطرح نکل گئی طلسم کشا نے لاکھ جستجو کی مگر نہ روک سکے یہ کہتا ہوا
قریب آیا اس ساحر نے کہا بھائی میں نے تمکو نہیں پہچانا فیروزہ نے قریب آکر کہا
ای بھائی اسوقت تمھارے ہوش درست نہیں میں ہوں سکان جادو ہر وقت
تحریر کی صحبت میں رہتا تھا آج برسوں کا ساتھ چھوٹا اس جادوگر نے کہا ای سکان
تمہیں نکات جادو ہمیشہ تحریر کا ساتھ رہا آج اسکے مارے جانے سے تنہا ہو گئے دیکھیے
انجام کیا ہو فیروزہ نے جام میں پانی بھر کر پڑیا بیہوشی کی اسمیں ڈالدی کہا لو بھائی
پانی پی لو کہ طبیعت ٹھہرے نکات نے وہ پانی پیا پیتے ہی گھبرایا کہتا تھا ای سکان
دل میرا گھبرا رہا ہے آنکھوں کے نیچے اندھیرا ہے لشکر غم والم نے گھیرا ہے فیروزہ نے کہا
اسکو ٹہلاو نکات جادو اُٹھا بیہوشی نے تمانچہ مارا گر کر گرا فیروزہ نے نکات کا
سر کاٹ لیا مرتے ہی نکات کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا اسنے نکلتے ہی فیروزہ
کو پکڑ لیا گرفتار کرکے لے چلا ہرچند فیروزہ عذر کرتا ہے کہ میں ہمراہیان تحریر سے ہوں

مجھکو کیون گرفتار کرتے ہو مگر اُس ساحر نے نہ سُنا اور فیروزہ کو لاکر ایک گنبد مین قید کیا
جہان بڑا اندھیرا تھا فیروزہ ایک گوشے مین پڑا ہی تاریکی سے دم گھٹتا چہار جانب نگاہ
اُٹھا کر دیکھتا ہی کچھ معلوم نہین ہوتا بعد عرصے کے جو نگاہ قایم ہوئی تو دیکھا کہ متین و
سماق پہلوان ایک طرف قید ہین فیروزہ نے پکار کر کہا ای متین و سماق ہم بھی تمھارے
پاس آگئے متین نے اِشارہ کیا کہ کشش جادو نے تمکو گرفتار کر لایا ہی مگر یقین ہی کہ شہریار
یہان ضرور آوین یہ ذکر تھا کہ دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا ایک ساحرہ ایک خوان مین
کچھ روٹیان تین آبخورے پانی کے لیکر آئی تینون کے آگے رکھدے کہا ای قیدیو
کھاؤ تمھارے حال پر ملکہ کو رحم آیا مجھکو حکم دیا کہ قیدیون کو کھانا پہونچا دو ورنہ بھوکے
پیاسے مرینگے فیروزہ نے پوچھا ملکہ کون ہین ہمسے مفصل حال بتاؤ کہ اُنکا نام لیکر دعا دیتے
رہین اُس ساحرہ نے کہا سامنے گنبد کے باغ ہی کہ اُسکو باغ گلرنگ کہتے ہین ہماری
ملکہ گلرنگ اُس باغ مین تشریف رکھتی ہین یہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا ملکہ کو جو
خبر معلوم ہوتی ہی کہ فلان شخص یہان آکر قید ہوا تو اُسکو کھانا بھجوا دیتی ہین اِسوقت
بیٹھے بیٹھے ارشاد فرمایا کہ ای دفتر جادو کشش جادو نے تین ملازم طلسم کشا کے پکڑے
ہین اُنکو قید کر گیا ہی لہذا اُنکو کھانا پہونچا دو تو مین کھانا لیکر آئی ورنہ یہان کے
قیدی کا آب و دانہ بند رہتا ہی فیروزہ نے ہر چند فقرہ دیا کہ ای دفتر بیٹھ جاؤ مین
کچھ باتین کرونگا مگر دفتر نے کہا مین ملکہ کے حکم کی پابند ہون مین نہ ٹھہرونگی یہ کہکر چلی
گئی اِن لوگون نے کھانا کھایا مگر سعد بن فتیا دجیب لوح طلسمی کو دیکھکر چلے اور قریب
اُس باغ کے پہونچے ملکہ گلرنگ بالاے بام بیٹھی تھی اپنے بام سے دیکھا کہ ایک
جوان آفتاب جمال در باغ پر آکر ٹھہرا ہی کنیزون سے کہا ذرا جاکر دریافت تو کرو
کہ یہ کون شخص ہی کیا امید رکھتا ہی دو کنیزین بام سے اُترین قریب شاہ کے آئین اور
جھک کر سلام کیا جاہ و جلال دیکھکر حیران تھین بات نہ کر سکتی تھین بادشاہ نے پوچھا
نیکبختو تم کون ہو کنیزون نے کہا ہماری ملکہ پوچھتی ہین کہ آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے
فرمایا سرکوب جمشید ثانی فتاح طلسم نوخیز جمشیدی کنیزین یہ سُنکر بھاگ گئین آگے

گلرنگ سے کہا کہ حضور جنکا ذکر کرتی تھیں وہی تشریف لائے ہیں نام سعد شہریار ہے گلرنگ اپنے مقام سے اُٹھی در باغ پر آئی بادشاہ کو سلام کیا عرض کی کہ اندر تشریف لائیے گھڑی دو گھڑی بیٹھیے مشتاق کو سرفراز کیجیے پھر آپ کو اختیار رہے بادشاہ نے فرمایا میں گنبد تاریک میں جاتا ہوں میرے رفیق وہاں قید ہیں ملکہ نے کہا آپ تشریف لائے ہیں میں آپکے قیدیوں کو بلوا دونگی بادشاہ یہ مژدہ سُنکر ساتھ گلرنگ کے باغ میں آئے دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہر نخل لاجواب ہے روشوں پر سُرخی کٹی ہوئی سبزہ لہرا رہا ہے ہر جانب پھولوں کی مہک ہے آبِ سنگ طائروں کے چہکار سے بادشاہ ہمراہ گلرنگ کے وسط باغ میں آکر بیٹھے گلرنگ نے کنیزوں کو اشارہ کیا کنیزوں نے گلابیان شراب کی کشتیاں کباب کی پیش کیں اور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں نظم

میرا نامہ اڑ کے حالِ شوق شہپر ہو گیا	گر نہیں قاصد نہ ہو نامہ کبوتر ہو گیا
جب اثر اسکے اپنے شعلہ سے پھونک کر اس اہل نے	جان آنکھوں میں آگئی پیر کبوتر ہو گیا
ہر جگہ پیتا نہیں ہوں ہاتھ میں جام بلور	معجزہ ہاتھ آگیا ساقی پیمبر ہو گیا
اے بہار عمر آخر ہو گیا وقت خزاں	یہ بھی جلسہ گلشنِ عالم کا دم بھر ہو گیا
قطرۂ مو کی طرح آنسو نکل آئے مرے	دل بھر آیا ساقیا خالی جو ساغر ہو گیا
لگ گئے سب خاک میں کیسے کیسے دو ستم	کر دیا سا ہو گیا کوئی سکندر ہو گیا
آفتاب حشر سا اب ان میں کچھ ڈر نہیں	سر پہ میرے سایۂ ساقی کوثر ہو گیا

بادشاہ جوش میں بیٹھے ہیں کہ ایک نازنین نے جام دیا بادشاہ نے مذہب کی تکرار کی گلرنگ نے کہا اے شہریار میں کئی دن سے آپکا ذکر کر رہی ہوں یہی چاہتی تھی کہ صورت زیبا دیکھوں میں اطاعت اسلام کر چکی ہوں مجھکو نام جمشید سے نفرت ہے اپنے دل میں یہ سوچی کہ اگر جمشید کچھ اختیار رکھتا ہوتا تو یہ آگ کیوں لگاتا معلوم ہوا کہ بے اختیار ہے پس میں نے اطاعت کی بادشاہ نے جام نوش کیا اور فرمایا کہ اے ملکہ گلرنگ تمنے وعدہ کیا تھا کہ آپکے قیدیوں کو بلوا دونگی لہذا وعدہ اپنا پورا کیجیے ملکہ نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ تینوں قیدیوں کو لے آؤ کنیز روانہ ہوئی شاہ

فرمایا قیدی وہ ہین تیسرا کون ہی ملکہ نے کہا کہ آپکا عیار بھی آکر قید ہوا ہی بادشاہ جمجاہ
کو بڑا افسوس ہوا اور فرمایا کہ اے ملکہ عالم مین اپنے عیار کو بہ آرام چھوڑ کر آیا تھا ملکہ نے
کہا اُسنے باغ مین ایک ساحر کو مارا دفتر کشا پہونچ گیا اُسکو گرفتار کر لیا کنیز تو اُسطرف
چلی بادشاہ کے قریب گلرنگ بیٹھی ہوئی ہی کہ کنیز گنبد تاریک مین پہونچی سماق وشتین
وغیرہ نذر گذراکر کے لائی یہ تینون بھی آکر بیٹھے شریک صحبت شاہ ہوے مگر رنگ اُڑ رہا
ملکہ اُڑا ہوا ہی خاموش بیٹھی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دفتر کشا آکر پہونچا اِسنے جو قیدیونکو
صحبت ملکہ مین دیکھا نعرہ کیا کہ اے گلرنگ یہ کیا حرکت کی کہ قیدیون کو قیدخانے سے
بلوا لیا اور بادشاہ پر جو نگاہ پڑی جھلا کر کہا کیون اے ملکہ عالم تمنے یہ کیا غضب کیا کہ
دشمن خداوند کو اپنے باغ مین جگہ دی ملکہ گلرنگ منتین کرنے لگی کہتی تھی اے دفتر کشا
کچھ مروت بھی شرط ہی مگر دفتر کشا کا غصہ دمبدم زیادہ ہوتا جاتا تھا کلمات سخت کہنے
لگا جھلاتا ہوا زمین پر آیا چاہتا تھا ملکہ کے بال پکڑلون سعد نے نعرہ کیا کہ او بے حیا
وہ تو منت کرتی ہی اور تو ظلم کرتا ہی دفتر کشا نے کہا کیا مین تجھکو چھوڑونگا قصد کیا کہ
بادشاہ کی گردن پکڑلون بادشاہ نے کلائی اِسکی تھامی کہ دفتر کشا چیخنے لگا اور کہتا تھا
کہ میری زندگی پر حرف آتا ہی عبارت تحریر تقدیر مٹی جاتی ہی مگر بادشاہ نے کلائی تھام کر
ایک تمانچہ مارا کہ دفتر کشا کا سر اُڑ گیا مرنا دفتر کشا کا کہ ملکہ نے گھبرا کر کہا اے شہریار آپنے
غضب کیا یہ گنبد تاریک کا حاکم ہی اِسکے مرنے سے آفت برپا ہوگی بادشاہ نے فرمایا
تمھارے ساتھ گستاخی کرتا تھا ہمسے نہ دیکھا گیا اُس گستاخی کا یہ انجام ہوا کہ مارا گیا
اور جو کوئی آئیگا سمجھا جائیگا ملکہ نے کہا اور ساحر جو متعلقین گنبد تاریک باقی ہین
وہ ضرور آئینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا اے گلرنگ تو نے بڑا ستم کیا کہ
دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی اور ہمارے افسر کو قتل کرایا اب ہم تجھے کیا
زندہ چھوڑینگے یہ کہکر آواز دی کہ اے نگہبانان باغ اِن گناہگارون کو گھیر لو کئی ہزار
ساحر گوشۂ باغ سے پیدا ہوے جب بادشاہ نے دیکھا کہ ساحرون نے چہار طرف سے
بلوہ کیا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار

شہنشاہ شاہان فریدون حشم تجلی دہ بزم اسلامیان		بہار گلستان کاؤس وجم نہال گلستان صاحبقران

بادشاہ نعرہ کرکے لڑنے لگے ملکہ متین جادو بھی سحر کرتی ہے فیروزہ نے حقہ ہاے
آتشبازی مارے بادشاہ لڑتے ہوے سامنے افسر کے پہونچے اسکا نام کشش جادو
ہے بادشاہ پر کئی سحر کیے مگر بادشاہ نے لوح طلسمی کو چمکایا سحر اسکا باطل ہوا آخر اسنے
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مار دیا کشش جادو کے دو ٹکڑے
ہوے افسر جو مارا گیا سب ساحر خوف کھا کر بھاگنے لگے تھوڑے عرصے مین وہ
باغ ساحرون سے خالی ہو گیا بادشاہ بہ فتح و فیروزی پلٹے ملکہ گلرنگ نہایت خوش
ہو کہتی ہے اے شہریار مجھے یہ امید نہ تھی کہ آپ ان ساحرون پر غالب ہونگے بادشاہ
نے فرمایا اے ملکہ جب سے اس طلسم مین آیا ہون ایسے ایسے معرکے بہت پڑے اور
انشاء اللہ معرکہ عظیم باقی ہے جسدن لشکرکشی ہوگی اسدن معرکہ عظیم پڑیگا مگر ہمارے
بھائی بھتیجے جابجا لڑ رہے ہین خود صاحبقران زمان دربندون کو فتح کرتے ہوے
آتے ہین جمشید ثانی فوجین جمع کر رہا ہے انشاء اللہ تعالی اب لشکرکشی ہوگی فقط قتل
کمیابیہ کا انتظار ہے کمیاب کے مرحلۂ ہفتم نے بڑا طول کھینچا کئی مہینے سے اسی مرحلے
پر پڑ رہا ہون گلرنگ نے کہا ہر چند کہ میرا حال کھلگیا مگر قصر جہان پیما مین ایک جلسہ
ہونے کو ہے وہان جا سکتی ہون آپ بھی تشریف لے چلین کمیاب بھی آئیگی بادشاہ
نے لوح کو ملاحظہ کیا یہی نوشتہ پایا کہ گلرنگ بہت ٹھیک کہتی ہے اس سے وعدہ
کر لیجیے کیا عجب ہے کہ قصر جہان پیما مین کوئی قصور نہ ہو ہر چند کہ کمیاب جادو بڑی
ہوشیار ساحرہ ہے مگر آپ اسکے قریب پہونچ جائیے گا اگر اسکی صورت آگئی ہے تو زیادہ
ہوشیاری نہ کریگی مگر تنہا جائیے کوئی ساتھ نہین جا سکتا بادشاہ نے گلرنگ و متین
کو رخصت کیا گلرنگ سے وعدہ کر لیا کہ قصر جہان پیما مین ملاقات ہوگی گلرنگ اور
متین صورتین اپنی بدلکر تخت پر سوار ہوئین اور طرف قصر جہان پیما کے چلین بادشاہ
نے سماق و فیروزہ سے کہا تم لشکر مین چلو سماق پہلوان تو طرف لشکر کے روانہ ہوا

مگر فیروزہ بن عمرو ظاہر مین تو بادشاہ سے رخصت ہوا مگر ایک غار مین چھپ رہا جب بادشاہ آگے بڑھ گئے تو فیروزہ بھی پیچھے پیچھے چلا دل مین یہ خیال ہی کہ عجائب و غرائب طلسم دیکھون اور جہان کہین شاہ دغو کا کھائین بادشاہ کو آگاہ کرون آفت مین نہ پھنسنے دون پیچھے پیچھے شہریار کے چلا مگر بادشاہ راہ کو طی کرتے ہوئے جاتے ہین کہ صحراے وسیع مین پہونچے دیکھا ہزارہا تماشہ بین جمع ہین دوکاندار اپنی اپنی دوکانون مین بیٹھے ہین جابجا فرش بچھے ہین رؤسا و امرا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین تماشہ دیکھ رہے ہین اور بیچ مین میلے کے انبار ہیزم ہی لکڑیان جل رہی ہین شعلہ ہاے آتش آسمان کو پہونچ رہے ہین میلے کا ہنگامہ گاہکون کا دوکانون پر وہ ہاڑ کہ ایسا مجمع بادشاہ نے اس طلسم مین نہین دیکھا تھا یکایک سب دوکاندار اٹھ کھڑے ہوئے تماشہ بین دیکھ رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا آگے آگے کچھ لوگ اہتمام کرتے ہوئے آتے ہین کہ کوئی بیچ مین نہ آوے بادشاہ ایک گوشے سے دیکھ رہے ہین کہ ایک تاجدار سر برہنہ پا پیادہ ہاے فرزند ہاے فرزند کہتا ظاہر ہوا لوگ اُس تاجدار کو سمجھاتے ہین کہ اے گریم تاجدار موت مین کسیکا اجارہ نہین ہی صبر کرو تمھارے فرزند کے سبب بڑا فخر ہوا کہ بہو تمھاری ساتھ تمھارے فرزند کے ستی ہوتی ہی کل خاندان مین تابد و تاقیامت فخر رہیگا بعد اس تاجدار کے بادشاہ نے دیکھا ایک تخت اور آتا ہی اُسپر مہتین جادو سوار ہی لباس عروسانہ پہنے ہوئے بال کھلے ہوئے پانون پھیلائے ہوئے زیر پا انگیٹھی جسمین آگ روشن ہی پانون پر دیگچی رکھی ہوئی اُسمین کھیر پک رہی ہی اُسی کھیر کو ہاتھون سے بانٹ رہی ہی اور گلے سے ہار پھول توڑ توڑ کر پھینک رہی ہی اور ایک نوجوان کے لاشے کو لیے ہی اُسکا سر زانو پر رکھا ہوا ہی ست کہتی ہوئی آتی ہی بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا کہ مین نے تو ستین کو رخصت کیا ہی یہ معرکہ کیا ہی مگر مین گوارا نہ کرونگا کہ مطیع اہل اسلام آگ مین جلے یہ سوچکر بڑھے کہ کسی نے دامن پکڑ لیا بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو ہی بادشاہ نے فرمایا کیا کہتا ہی فیروزہ نے عرض کی کہ اے شہریار یہ سراسر مکر ہی آپ کہان

جاتے ہین یا تو لوح کو ملاحظہ فرمایئے یا اسکو جانے دیجیے بادشاہ رک گئے مگر وہ تخت
کہارون نے قریب آگ کے لاکر رکھا متین نقلی نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو یہ میلہ
آخر کا ہی اب یہان کا ہیکو آوینگے مقام افسوس ہی کہ مین طلسم کشا پر عاشق تھی مگر میرا
عقد ساتھ مفتاح تاجدار کے کیا مجھ ایسی بد نصیب کون ہوگی کہ مین تو سوگئی جب
صبح کو آنکھ کھلی تو شوہر کو مردہ پایا مین اسکے ساتھ جلجاؤنگی جسکو روکنا ہو وہ روکے
مگر بادشاہ جب قصد کرتے ہین فیروزہ دامن تھام لیتا ہی بادشاہ کو نہین جانے دیتا
مگر متین نقلی دیرتک پکارا کی کہ کوئی مجھکو نہ بچائیگا مین جلجاؤن بادشاہ کو بہت غصہ
ہی ہر چند چاہتے ہین کہ جاؤن مگر فیروزہ بادشاہ سے عرض کرتا ہی کہ لوح کو ملاحظہ کیجیے
اگر لوح حکم دے تو تشریف لیجایئے وہ جو خبر ملی تھی کہ کمیاب جادو بڑی مکارہ ہی
اب اسنے یہ فریب پھیلایا ہی فیروزہ کے کہنے سے بادشاہ نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا
کہ اگر متین جلتی ہو تو دخل نہ دینا اے فتاح طلسم یہ متین اصلی نہین ہی متین کب گوارا
کرتی کہ مطیع اسلام ہوکر اسکے رسم مین شریک ہوا اور یون جان دے بادشاہ لوح
کو دیکھکر مطمئن ہوے اور فیروزہ کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے فیروزہ اسوقت تونے
بڑا کام کیا تیری وجہ سے مین رک گیا ورنہ بہا پڑتا فیروزہ نے عرض کی کہ غلام بھی اسی
امید مین ساتھ ہی کہ کمیاب کو قتل کرون بادشاہ نے فرمایا اب قصر جہان پیما مین
سامنا پڑیگا انشاء اللہ اسکے بچکر نہ جانے پائیگی یہ فرماکر گوشے مین ٹھہر گئے بعد تھوڑی
دیر کے پھر ہنگامہ ہوا ایکمرتبہ گلرنگ کو دیکھا کہ تخت پر سوار مست پکارتی
ہوئی آتی ہی ہزارہا آدمی تخت کو گھیرے ہوے ہین کسی نے پھول پایا تو وہ نہال
ہوگیا ایک ایک کو دکھاتا ہی کہ ستی نے مجھکو پھول دیا بعض پر کھیر اٹھاکر پھینکی جسنے
ہاتھ ڈالدیا اسکا ہاتھ جلا پڑ بھی کھیر ہوگئی پھینک کر بھاگا گلرنگ بھی ایک جوان کا
لاشہ زانو پر رکھے ہوے قریب آگ کے پہونچی اور آگ مین پھاند پڑی پکارکر
کہا کہ یہ طلسم اب نہ بچیگا فتح ہوجائیگا قدرت کی سوت قریب ہی طلسم کشا صاحب نصیب
ہی یہ کہکر جلگئی سب میلے والے چیخین مار مار کر روتے تھے اور ہر ایک کا یہی قول تھا

کرستی حکم دیگی اب طلسم نہ بچیگا یہ کہتے ہوئے سب اہل مبلد غائب ہوئے سعد بن قباد کھڑا دیکھا کیے تھوڑی دیر میں سناٹا ہوگیا مگر فیروزہ سنے کہ پشت پر بادشاہ کی کھڑا ہوا تھا آواز دی کہ اے شہریار غلام کو بچائیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مار سیاہ گردن میں فیروزہ کی لپٹا ہوا ہے اور ایک طائر سفید رنگ سر پر فیروزہ کے یہ اشعار عبرت آثار بآواز پڑھ رہا ہے

نظم

طریق عشق میں مارا پڑا جو دل بھٹکا
یہی وہ راہ ہے جس میں ہے جان کا کھٹکا

نہ ہو رہا کبھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیا چھپر کھٹ کا

کہوں جو عرش بریں بھی تو کہہ نہیں سکتا
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا

پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلا
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو میں
کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا

عجیب بھول بھلیاں ہے غفلت ہستی
کہ جس کو راہ ہوئی اس سے خوب ہی بھٹکا

عجب نہیں ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چٹکا

ہرچند بادشاہ نے دوا دوش کی مگر وہ مار سیاہ فیروزہ کو لے ہی گیا بادشاہ کو بڑا افسوس ہوا پشت پر پلٹ کر دیکھا کہ ایک قصر تعمیر ہے چند شاہزادیاں سر نکالے کھڑی ہیں اور بادشاہ کو اشارے کر رہی ہیں بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ یہی قصر جہان پیا ہے بسم اللہ داخل ہوجیے مگر دمبدم لوح کو دیکھیے گا جب بادشاہ نے لوح کو دیکھا ان شاہزادیوں نے سر کھینچ لیے بادشاہ حیران کھڑے تھے اول تو فیروزہ کے جدا ہونیکا انتشار ہے دوسرے جلنا متین و گلرنگ کا آنکھوں کے نیچے پھر رہا ہے کر دیکھا سامنے سے متین و گلرنگ آکر آنترین شاہ کو سلام کیا بادشاہ دونوں کو دیکھکر بہت خوش ہوئے فرمایا اے متین و گلرنگ عجب مجھے انتشار تھا کہ تمکو جلتے ہوئے دیکھا مگر شکر ہے کہ تمکو زندہ پایا متین و گلرنگ نے عرض کی کہ حضور کمیاب کوئی شعبدہ اٹھا نہ رکھیگی مگر حضور کو مناسب ہے کہ لوح سے غفلت نہ ہو بسم اللہ قصر میں تشریف لے چلیے مگر لوح میں اپنے سے جدا کیجیے کہ ہم آپ کی صورت بدلیں

بادشاہ نے لوحین اتارین جیسے ہی زمین پر رکھین کہ متین وگلرنگ نے کہا حضور
ادھر سے منہ پھیر لیجئے تو ہم سحر کرکے صورت حضور کی بدلین جیسے ہی بادشاہ نے منہ پھیرا
ایک قہقہے کی آواز آئی کسی نے کہا کہ ای طلسم کشا ابھی منہ پر دعوی طلسم کشائی کرتا ہو تم زلفین
جادو و دوسری نے نعرہ کیا کہ مین پریشان جادو ہون دونون نے سحر پڑھکر سحر کرکے بادشاہ کو
گرفتار کر لیا کشان کشان لے چلین اور آواز دی کہ ای ساکنان تہ جہان ہم نے
طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوحین بھی چھین لین ہم جانتے تھے کہ متین وگلرنگ کی صورت پر
وصوکا کھاینگے اول زر کثیر صرف کیا سیلابچہ وا پایا اور صورت متین وگلرنگ سے بنی ہوئی
اپنے کو آگ مین جلایا اُس سیلے ہی مین یہ وصوکا کھاتے مگر ایک عیار سنا تھا نہ اُسنے
و مسید صم آگاہ کیا تب ہم سوچے کہ اب در قصر پر جاکر ان کنیزین کی صورت پر انکو وصوکا دین
خداوند نے مدد کی یہ جو زلفین نے آواز دی کئی سو شاہزادیون نے قصر سے سر نکالا
ان شاہزادیون مین متین وگلرنگ بہ صورت مبدل شریک تھین بادشاہ کو جو
گرفتار دیکھا بیقرار ہو گئین پکار کر آواز دی کہ ای زلفین بڑا کام کیا طلسم کو بچا لیا ایک
آسمان پر سناٹا ہوا کمیاب جادو بھی آکر پہونچی آواز دی کہ ای زلفین مین تمہاری
جانبازی دیکھ رہی تھی اول اپنے کو بصورت متین وگلرنگ سیلے مین پہونچایا پھر
یہان بہ ترکیب تمنے طلسم کو بچا لیا اب مین تو خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ خوشخبری
پہونچاتی ہون کہ یا خداوند اب جشن کیجیے یہان آج جلسہ موقوف رہیگا تم انکو لیکر
آنا اور لوح طلسمی بھی پہونچانا اگر مناسب جاننا تو لوح طلسمی کو مٹا کر آنا کہ قدرت کو
کوئی انتشار نہ رہے زلفین نے جواب دیا کہ ای کمیاب ہماری سفارش کرنا کہ سرکار
قدرت سے کوئی عہدہ جلیل ملے کمیاب نے کہا ای زلفین اطمینان رکھو مین اپنے
عہدے سے دست بردار ہونگی میرا عہدہ تمکو ملیگا تب غنچۂ آرزو کھلیگا کئی سو شاہزادیان
موجود ہین جو انکی صلاح مین آئے وہی کرنا مگر لوحون کو مٹا کر آنا یہ کہکر کمیاب تو
چلی گئی مگر زلفین و پریشان جادو بادشاہ کو لیکر قصر مین آئین سب شاہزادیان
جمع ہو گئین زلفین و پریشان کی تعریفین کرتی تھین مگر متین وگلرنگ حیران ہین

کہ فیروزہ بن عمرو کیا ہوا کہ ایک ساحرہ آئی فیروزہ کو پنجے مین دبائے ہوئے اور نعرہ کیا
کہ منم سرمست جادو زلفین نے کہا ای سرمست تونے بڑا کام کیا کہ اس منتفنی کو شاہ سے
جدا کر دیا ورنہ ہر مقام پر یہ بادشاہ کو آگاہ کرتا تھا کہ لوح کو دیکھیے اگر یہ ساتھ ہوتا تو
بہت کچھ نہ ہو سکتا تھا متین و گلرنگ نے کہا کیون صاحب اب تو شاہ گرفتار ہوئے عیار
بھی پکڑا گیا لوحین تمھارے پاس موجود ہین لہذا ابی کمیاب کھگئی ہین کہ لوحون کو پٹا کر
آنا لوحین توڑ ڈالین سب نے کہا لوحین ٹوٹ نہین سکتین زلفین نے کہا مین اپنے
پاس رکھونگی سب نے کہا ای زلفین سب تمھارے ہی دشمن ہو جائینگے اور ساری
دارگزاری بیٹھگی لوحین تمسے لے لین گے اور تمھین جان بچانا مشکل ہوگی وہ تدبیر کرو
کہ لوحین مٹ جائین اور طلسم بچے کسیکی جان پر نہ کچھ بنے ایک نے کہا جبل اعلی جو
پہاڑ ہی کہ اسطرف پردۂ دنیا اسطرف پردۂ قاف ہی اور نیچے پہاڑ کے دریائے قہار
بہہ رہا ہی کہ جسکا آجتک کسی نے کنارہ نہین دیکھا وہان جا کر لوحین پھینکدو کوئی مچھلی
نگلجائیگی کوئی لاکھ پیروی کریگا مگر لوحین دستیاب نہ ہونگی ہم خوب جانتے ہین کہ بعد قتل
طلسم کشا آرام نہ ملیگا جتنے انکے بھائی بھتیجے آئے ہین وہ سب بھی تدبیر کرینگے کہ طلسم
توڑین اور لوح حاصل کرین قاعدۂ طلسم سے وہ مقام خلاف ہی کون انکو نشان دیگا
کہ جبل اعلی پر جا کر لوح کو تلاش کرو زلفین و پریشان و سرمست جادو بڑی خوشیان
کر رہی ہین مگر متین نے گلرنگ سے کہا کہ کیون ای گلرنگ اب کیا ہوگا بادشاہ تو
آفت مین پھنس گئے فیروزہ بھی گرفتار ہوا اگر یہ رہا ہوتا تو شاید کوئی عیاری کرتا
وہ بھی قید مین بیٹھا ہی فلک نے ہمین لوٹ لیا ہمارا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم ملال ہی نظم

سنگھادی لاکے لو زلف رسا کی — یہ کیا تونے قیامت ای صبا کی
کریمی نے وہ بینائی عطا کی — نظر آنے لگی قدرت خدا کی
نہ پہونچے منزل مقصود تک ہم — بہت کچھ منتین کین رہنما کی
مریض عشق کی بھی کچھ خبر ہی — کہا ہی وہ نگاہون مین قضا کی
جگہ دی اُسنے خود پہلو مین ہمکو — اطاعت سے جو اسکے ولین جا کی

ہمارا دل وہ آئینہ ہی جسکو | نہین صیقل سے کچھ حاجت جلا کی
ترے دامن سے لپٹے خاک ہوکر | محبت کی یہ ہمنے انتہا کی
ہمیشہ میری آنکھون مین رہے تم | تمھاری آرزو دل مین رہا کی
الگ بیٹھو ادب سے ای نکیرین | لحد آباد ہی یہان شیر خدا کی
جدھر مہکا گل داغ محبت | صدا آنے لگی صل علیٰ کی
مقابل جب کیا میرے لہو سے | نہ ٹھہری اُڑگئی رنگت حنا کی
مقام ہو ہی گویا عالم دل | نظر آئی نہ صورت ما سوا کی
چبھا نشتر تو مژگان یاد آئے | نہ کم کی فصد نے وحشت ہوا کی
نہ کیونکر ہو نصیر امید بخشش | محبت دل سے ہی شیر خدا کی

گلرنگ نے کہا ای ہمشیرہ دیکھین اب تقدیر کیا دکھاتی ہے جسوقت دشمن شاہ کے قتل ہونگے صورتین ہماری بدل جائینگی سب اہل طلسم ہمارے نام کے دشمن ہین دیکھیے ہمارے ساتھ کیا کرین تمام مردمان طلسم برخلاف ہو گئے ہین گلرنگ نے بادشاہ کا ساتھ دیا ہر آفت سے انکو بچاتی ہین اپنا سینہ سپر کرتی ہین بندہ اللہ کیا کرین ادھر ایک شاہزادی نے کہا ابھی تدبیر معقول ہی جبل اعلیٰ پر جاکر ہمین چھپکر بیٹھا دین کون دریا مین جستجو کریگا کسکی مجال ہی کہ دریا مین پتہ لگا سکے مگر ہمین لے جانیوالا بھی معتبر ہو ایسا نہ ہو کہ بادشاہ سے ملا آئے زلفین نے کہا مین خود تمھین لیجاؤنگی اور اپنے ہاتھ سے پھینکونگی مجھے کسیکا اعتبار نہین ہی مین نے بڑی جستجو سے تمھین لی ہین پہلے مین روپیہ صرف ہوا اور جان بھی اپنی لگائی تب تم مین ہاتھ آئین تدبیر مین کوئی کمی نہ ہونے پاوے سب نے کہا ای زلفین تمھارا سب پر احسان ہی حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا اب دیکھا طلسم کیونکر تیار ہوگا زلفین نے کہا کہ اگر قدرت نے انتظام میرے سپرد کیا تو مین ایک ہفتے مین سب مرحلے تیار کر دونگی بلکہ اس سے بہتر سامان ہوگا کہ کوئی نہ آسکے جو آئے وہ گرفتار ہو جاوے دیو جو مارے گئے ہین انکے عوض اور دیو گرفتار ہونگے اور انکو مقرر کرینگے کوئی انتظام اٹھا نہین رہیگا اور اگر قدرت نے اور کسیکے سپرد کیا

تو سا لہا سال ہین یہ انتظام نبنے گا ہین واقف کار طلسم ہون وہ انتظام کرون کہ قدرت یہ
فرمائین کہ تو نے کار نمایان کیا جسطرح لوحین چھینین اُسی طرح انتظام بھی کیا سب وجد کرینگے
اور کہین گے کہ بنانا طلسم کا دشوار تھا مگر مجھے کچھ بھی مشقت نہ پڑیگی ساحرون کو مقرر کرونگی
وہ انتظام کرلینگے سب نے کہا ای ملکہ زلفین جو کرنا ہو وہ جلدی کرو زلفین نے کہا مین خود
جاؤنگی آخر سب نے سمجھا کر کہا کہ ای ملکہ زلفین ہم طلسم کشا کی حفاظت کرتے ہین تم جاکر لوح
پھینک آؤ زلفین و پریشان اُٹھین متین و گلرنگ کو سناٹا آگیا اُدھر بادشاہ و فیروزہ پر
سحر کردیا تھا کہ ہاتھ پانوٗن اُنکے قابو مین نہ رہین ہماری زندگی مین کوئی ہاتھ نہ لگا سکے
یہ کہکر تخت پر سوار ہوئین اور قصر سے نکلین مگر جب یہ چلین تو متین و گلرنگ پریشان
ہوئین متین نے کہا ای گلرنگ جو فکر کرنا ہو وہ کر دیکھ متین نے کہا ای گلرنگ میرا ارادہ
یہ ہی کہ مچھلی بنکر دریا مین رہون جب یہ لوحین پھینکینگے تب لوحونکو منھ مین لے لون اور وہانسے
لیکر نکلون اور بادشاہ کو لوحین پہونچاؤن گلرنگ نے کہا وہ تخت اڑائے جاتی ہین جلدی
چلو ایسا نہو کہ وہ پہونچ جائین تو پھر کچھ نہ بن پڑے دونون شاہزادیان بیقرار ہوکر
چلین آگے آگے زلفین و پریشان جاتی ہین پیچھے پیچھے متین و گلرنگ آپس مین
صلاحین کرتی ہوئی جاتی ہین اور یہی ارادہ ہی کہ لوحون پر قبضہ کرین اور بادشاہ کو قید
سے چھڑائین متین کہتی ہی ای گلرنگ بادشاہ نے بڑی غفلت کی گلرنگ نے کہا کہ ای
متین انصاف کرو کہ ایک شخص کی فکر مین سارا طلسم ہو وہ کس کس سے بچے ایک
ایک سے زیادہ شعبدہ باز سحر ساز آخر کو پھنس گئے ہمکو تو وہ اپنا دوست جانتے
تھے اسی وجہ سے پھنسے ورنہ لوحین نہ دیتے مگر زلفین نے ایسا شعبدہ کیا کہ شہریار کو
کچھ نہ بن پڑا آخر لوحین حوالے کردین دونون روتی ہوئی جاتی ہین اور دعائین کرتی
ہین کہ ای کس بیکسان وای حامی دو جہان ہماری آرزو پوری ہو جاوے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
چو عاجز رہا شندہ دانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و ما را تو بسے

دیگر

دعاے کند من کنم مستجاب
در ین عاجزی چون نخوانم ترا
من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

اے رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر لیجیئے ہمکو ملجاوے یہ کہ ہم شہریار کو رہا کریں یہ سوچتی ہوئیں
جاتی ہیں مگر جو شاہزادیاں قصر میں ہیں انھوں نے آگ روشن کی ہے بیچ میں بادشاہ
و فیروزہ کو بٹھا دیا ہے اور آپ بعہدۂ نگہبانی بیٹھی ہیں اسی خیال میں ہیں کہ زلفین جادو
پلٹ کر آئے تو خدمت خداوند میں جائیں آج دربار خداوندی میں کیسا جلسہ ہوگا
کہ دیکھنے والے حیران ہو جائینگے مگر کمیاب جادو خوشی خوشی سامنے جمشید کے
آئی جمشید نے پوچھا اے کمیاب آج کس فکر میں آئی ہو طلسم کشا نے کیا کیا کمیاب نے
کہا یا خداوند مبارک ہو کہ طلسم کشا گرفتار ہوے لیجیئے دستیاب ہوئیں جمشید نے
کہا اے کمیاب بڑا دھوکا کھایا کہ قیدی کو لیکے نہ آئیں تم جاکر ستیین و گلرنگ کو دریافت
کرو کہ یہ دونوں کہاں ہیں یقین کامل ہوا کہ قصر جہاں پیما میں آئیں اسی فکر میں ہونگی
کہ بادشاہ کو قید سے رہا کریں کمیاب نے کہا یا خداوند میں تو یہ حکم دے آئی ہوں
کہ لیجیئے معدوم کرو طلسم کشا و عیار کی قید لیکر قصر ہفت رنگ میں آؤ یہاں انکو
قتل کرینگے جمشید نے کہا اے کمیاب ایک مرتبہ یہی انجام ہو چکا ہے کہ لوح کو طرف
قصر البحرین کے روانہ کیا تھا گلگونہ عاشق شہرت نے جاکر عقاب کو مارا اور
لوح کو پہونچایا ویسا ہی سامان آج بھی معلوم ہوتا ہے جتنی شاہزادیاں نوجوان
ہیں سب سعد شہریار پر عاشق ہیں کس کسکو روکوں جو گئی پھر پلٹ کر نہ آئی سعد کا
حسن سحر ہے جسنے دیکھا وہ پھنسا کون کون شاہزادیاں جا جاکر شریک ہوئیں اے
کمیاب جلدی جاؤ لیجیئے اور طلسم کشا کو لے آؤ کمیاب پلٹی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ اے
کمیاب خداوند ایسی تقدیر کریں کہ زلفین و پریشان قصر میں موجود ہوں اگر میرے
کہنے کے موافق کیا تو باعث خرابی ہے کیسی دل کو بیتابی ہے کمیاب تڑپتی ہوئی آتی ہے
پھر پھر کی راہ کو تھوڑی دیر میں طے کرتی ہے مگر راستہ طول و طویل ہے گھبرا رہی ہے کہ اے کمیاب
راستہ دور ہے کیونکر پہونچوں اور طلسم کشا کو اٹھالاؤں تا بہ خداوند پہونچاؤں غرض
کمیاب تو اس فکر میں جاتی ہے مگر زلفین و پریشان راہ کو طے کرکے جبل اعلی پہ یہ دونوں
جادوگرنیاں پہونچیں اب آپس میں صلاح کر رہی ہیں کہ لوح کو کیونکر پھینکیں ستیین

و گلرنگ بھی پہونچین دیکھا دونون جادوگرنیان کھڑی ہین متین نے کہا مین مچھلی بنکر دریا مین
گرتی ہون گلرنگ نے کہا ایسا نہو تم دریا مین مچھلی بنکر گرو اور لوحین الگ گرین اور تم
انکو نہ پاؤ لوحین ڈوب جائین بس دریا سے کنارے رہین یہ لیاقت نہین ہی کہ تہ آب تک پہونچ
سکو بوا جو کچھ کرو سمجھکر کرو دونون آپس مین صلاحین کر رہی ہین ایک کہتی ہی مچھلی بنکر
گرو دوسری کہتی ہی کہ نہنگ بنکر گرو کہ وار خالی نہ جاوے لیکن زلفین و پریشان نے
لوحین جھولی سے نکالین اور پہاڑ پر رکھین اب ٹہل رہی ہین ایک سے ایک کہتی ہی کہ بوا
لوحین پھینک دو اور یہان سے چلو ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑ جائے زلفین نے کہا
اب یہ مقام افتاد نہین ہی ہم تم ہزارہا کوس نکل آئے اب یہان کون آسکتا ہی پریشان
نے حیران ہوکر کہا کہ اے زلفین میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی ضرور کوئی خرابی پڑیگی یہی دعا
مانگو کہ ہم تم لوحین پھینک کو بخیر و خوبی قصر جہان پیما مین پہونچین اور شاہزادیون سے
جاکر ملین زلفین و پریشان یہ صلاحین کر رہی ہین مگر متین و گلرنگ نے اس صلاح
کو موقوف کیا متین نے کہا کہ اے گلرنگ دریا مین گرنا تو مناسب نہین ہی اگر تم بھی
آمادہ ہو تو ایک ایک کارد سحران دونون کو مارو اگر مر گئین تو مار لیا اور اگر وار
ہمارا خالی گیا تو تڑپ کر گرینگے اگر لوحین قبضے مین آگئین تو پھر کوئی ہمارا مقابلہ
نہین کرسکتا جو کوئی روکیگا ہم کیا موم کے ہین کسی سے نہ دبین گے سحر سے لڑینگے
متین نے کہا اے گلرنگ تم سحر کرو اور مین تڑپ کر گرون اگر لوحون پر ہاتھ پڑ گیا تو پھر کوئی
ہمسے مقابلہ نہین کرسکتا گلرنگ نے کہا اچھا تڑپ کر گرو اور لوحین اٹھالو آپس مین بخوبی
صلاح کرکے گلرنگ نے دو کاردین نکالین خوب سحر کرکے وہ چھریان پھینک مارین
مگر نعرہ کیا منہ گلرنگ جادو زلفین نے پلٹ کر دیکھا ساحرہ زبردست ہی اسنے ہاتھ
ہلایا دونون کاردین لوٹین اور جا ہا تڑپ کر گلرنگ پر جا پڑین جیسے ہی منہ پھیرا
متین تڑپ کر گری اور لوحین اٹھالین زلفین نے سحر کیا کہ متین کو جلادون یہان
سے شعلہاے آتش نکلنے لگے مگر متین نے جو لوحون کو چھپکایا ایک شعلہ کہ قریب متین
آتا تھا پلٹ کر طرف زلفین کے چلا پریشان نے آواز دی کہ اے زلفین اپنے کو بچانا

دونون نے وہ پتھر مارا کہ وہ شعلہ پلٹا دو چار سحر آپس مین ہوے مگر متین نے سحر پر
نگاہ نہ کی جب سحر قریب آیا لوحون کو چمکا دیا سحر الٹا پلٹا قریب تھا کہ زلفین و پریشان بھی
جلجائین مگر جادوگرنیان زبردست ہین اپنے کو بچاتی ہین اور یہی ارادہ ہی کہ لوح جھپٹ کے
لوحین چھین لین گلرنگ نے آسمان سے دیکھا کہ متین ہٹتی جاتی ہی ایسا نہ ہو کہ زلفین
لپٹ پڑے کود کر برابر متین کے آئی کہا ای ہمشیرہ مجھکو سحر کرو اگر یہ بچکر نکل لین تو جاکے
آفت برپا کرینگی خدمت یہ ہی کہ جاکر شاہ کو ستائین متین نے کہا ستانا کیا قتل کرڈالین
تو عجب نہین اے گلرنگ مجھپر عالم یاس ہی گلرنگ نے کہا لو اٹھا کر لوحین انکے سامنے کردو
عکس انکا اپر پڑا لو زلفین و پریشان جھپٹین کہ یہ جادوگرنیان کمزور ہین لپٹ کے
لوحین چھین لین جیسے ہی دونون بڑھین متین نے لوح طلسمی سامنے کردی ایک شعلہ
چمکا زلفین پر گرا کہ زلفین جلنے لگی پریشان نے جو دیکھا کہ زلفین جلنے لگی ہرچند
اپنے کو بچاتی ہی مگر بچنا ممکن نہین دوسرا شعلہ چمکا کہ وہ جاکر پریشان پر گرا یہ بھی جلنے
لگی دونون جادوگرنیان جلکر خاک ہوئین متین و گلرنگ بہت خوش ہوئین بعد
تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن زلفین و پریشان جادو ہو متین نے کہا
مین تو پڑھتی ہون گلرنگ نے کہا مین بھی چلتی ہون دونون کی دونون پر پرواز
پیدا کرکے طرف قصر جہان پیما کے چلین مگر کمیاب جادو راہ کو طے کرتی ہوئی آتی تھی
کہ دیکھا چند طائر پرون سے سر پیٹتے ہوے آتے ہین کمیاب نے پکار کر آواز دی
کہ ارے تم کسکے سوگ مین ہو کہ پرون سے سر پیٹ رہے ہو مفصل احوال مجھسے کہو
ان طائرون نے خوب سر پیٹا اور آواز دی کہ ای ملکۂ عالم کیا کہین کہ کیا ستم برپا ہوا
متین و گلرنگ نے زلفین و پریشان کو مارا اور لوحین لیے ہوے آتی ہین یہ کہکر
ایک چیخ ماری کہ وہ طائر جلگئے جلکر خاک ہوے مگر کمیاب حیران ہو کہ طائرون نے
ایسی خبر کیون کہ ہوش اڑ گئے اب کچھ نہین پڑتا کہ قصر جہان پیما مین جاؤن یا نہ جاؤن
اسی سوچ بچار مین کمیاب کھڑی تھی کہ سامنے سے دیکھا متین و گلرنگ آتی ہین کمیاب
نے متین و گلرنگ کو دیکھا گھبرا گئی مگر للکار کر کہا او نالائقو تم دونون کہان سے آتی ہو

متین نے جادو دی اور کمیاب بعنایت پروردگار زلفین و پریشان کو مارا اگر سحر کا دعوی
ہو تو کھڑی رہو ہم تمہارے مقابلے میں آتے ہیں آج امتحان ہو جائے کہ ہمارا تمہارا سحر
کیسا ہے کمیاب ڈری کہ انکے پاس لوح طلسم موجود ہے اسی کے گھمنڈ پہ یہ میرا مقابلہ چاہتی
ہیں میں کیا کر سکونگی آخر کو انکے سامنے سے بھاگنا پڑیگا بڑی خرابی ہوگی یہ غالب آجائینگی
یہ سوچکر بھاگی مگر سوچی کہ میں اپنے کو قصر جہاں پیما میں پہونچا اُڑان جاتے ہی بادشاہ کو
قتل کر ڈالوں تو پھر یہ بیکار رہیں گی یہ کہکر طرف قصر کے چلی اور متین و گلرنگ بھی
جھپٹیں اسی خیال میں ہیں کہ اپنے کو قصر میں جلد پہونچائیں اور جاتے ہی بادشاہ کو کہیں
پہنچا دیں کہ بادشاہ بچ جائیں یہاں بادشاہ و فیروزہ آگ کے بیچ میں بیٹھے تھے جس وقت
زلفین مری اور لوحیں ہاتھ میں متین کے آئیں تمام آگ بجھ گئی شاہزادیاں گھبرائیں کہ
یہ کیا معرکہ ہوا ایک نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ زلفین پہ کچھ آفت پڑی ایک نے کہا اتنا کہ
کون پہونچیگا انھوں نے خود سحر اپنا مٹایا مگر بادشاہ نے جو دیکھا کہ آگ بجھ گئی فیروزہ سے
کہا سنبھلیے بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

جیسے ہی نعرہ کرکے اُٹھے شاہزادیوں نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی پاؤں
زمین نے تھام لیے شاہزادیاں حیران کھڑی ہیں کہ اب کیا کریں ہمارے سحر میں بادشاہ
مبتلا ہیں مگر حیران کھڑے ہیں اگر انھیں قتل کریں تو کمیاب کے خلاف ہوگا اسی تصور
میں تھیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم کمیاب جادو اے شاہزادیو جس طرح تم سے ہوسکے
طلسم کشا کا سر کاٹ لو ایک زنگن تیغہ کھینچکر بڑھی آواز دیتی ہوئی کہ او طلسم کشا تیرا وقت
قریب آگیا مناسب یہ ہے کہ سر جھکا کر بیٹھ کہ میں تجھے قتل کروں بادشاہ نے سر جھکا دیا
زنگن تلوار کھینچے بڑھی بادشاہ تو خاموش ہیں زنگن تلوار کھینچے ہوئی آتی ہے کہ پہلے سے
آواز آئی کہ او سیہ فام خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا منم متین جادو کمیاب بھاگنا
نہیں کھڑی رہنا یہ کہکر لوح طلسمی جھولی سے نکالی کمیاب تو خوف جان سے بھاگی

متین نے تڑپ کر اپنے کو گرا دیا زنگن کو ایک تمانچہ مار دیا کہ وہ لڑکھڑا کر گری متین نے
لوجین گلے مین شاہ کے ڈالدین بادشاہ نے پھر نعرہ کیا تلوار ہاتھہ مین لیکر اُن سب
شاہزادیون سے لڑنے لگے جسکو ہاتھہ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی شاہزادیان قتل ہوئین
گلرنگ بھی آکر آسمان سے اُتری سحر کرنے لگی آگ برسا دی مگر کمیاب جادو الیسی بھاگی
کہ پلٹ کے بھی نہ دیکھا سوچی کہ اگر ٹھہر جاؤنگی تو قتل ہونگی مگر حیران ہو کہ متین و گلرنگ نے
زلفین کو کیونکر پایا کیا اُفتاد پڑی کہ زلفین قتل ہو گئی طائرون کی زبانی سن لیا مگر احوال
مفصل نہ معلوم ہوا ایک جنگل مین جا کر ٹھہری کہ چند شاہزادیان بھاگی ہوئی جلد آئین
کمیاب نے پوچھا کہ تمکو کچھ معلوم ہو کہ زلفین کو ان باغیون نے کہان جا کر گھیرا یہ سنکر
شاہزادیون نے کہا ہمنے دیکھا نہین مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ جب قصر مین صلاح
ہوئی تو متین و گلرنگ موجود تھین یہ صلاح اُنھون نے سن لی کہ زلفین لوحون کو
لیکر جبل اعلیٰ پر جاتی ہو اُن دونون نے پیچھا کیا وہان جا کر زلفین و پریشان کو مارا
یہ حال معلوم ہوتا ہو کمیاب نے منھہ پیٹ لیا اور کہا تم لوگون نے بڑا غضب کیا یہ
صلاح کیون دی کہ لوح کو جبل اعلیٰ پر لے جاؤ اب قصر جہان پیما مین جلسہ نہ ہوگا
تم لوگ باغ ہمیشہ بہار مین جاؤ مین بھی وہین آتی ہون اگر خداوند نے تقدیر یعقوب
کی اور مین پڑا تو اُسی باغ مین شاہ کو دیواتہ کر دونگی تم مین کوئی ایسا ہو کہ فیروزہ
بن عمرو کو گرفتار کر لائے سرمست جادو تو اس بلوے مین مارا گیا مگر بدمست اُسکا
بھائی کھڑا ہوا اور رہا تھا یہ آواز سنتے ہی روبرو کمیاب کے آیا کہا آپ باغ ہمیشہ بہار
مین چلیے مین فیروزہ کو لیکر آتا ہون کمیاب اُن شاہزادیون کو ساتھ لیکر طرف باغ
ہمیشہ بہار کے چلی بدمست جادو یہ اقرار کر کے براے گرفتاری فیروزہ چلا یہان
جب سعد کے سامنے سے بھاگ گئے تب بادشاہ قصر سے نکلے فیروزہ نے
عرض کی کہ اس مکان کی تلاشی لیجیے یقین ہو کہ مال بہت نکلے بادشاہ نے فرمایا کہ تم
ڈھونڈھ لو فیروزہ پھرنے لگا ایک مقام پر دیکھا بوتل شراب کی پڑی ہی فیروزہ نے
اُس بوتل کو اُٹھایا پیتے ہی وہ بوتل فیروزہ نے ہاتھہ مین اُٹھائی اور زمین سے

شراب گری اُس مین سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا اور فیروزہ کو لپٹ گیا فیروزہ بہت
چیخا رویا پیٹا مگر بادشاہ کے کان مین آواز نہ آئی جب وہ مار سیاہ فیروزہ کے جسم مین
لپٹا ہوا باہر نکلا تو بادشاہ نے دیکھا کہ فیروزہ کو ایک مار سیاہ لیے جاتا ہی بادشاہ جھپٹے
لیکن مار سیاہ فیروزہ کو لیکر نکل گیا بادشاہ نے چاہا پیچھا کرین متین نے دامن پکڑ لیا
کہا اے شہریار لوح ملاحظہ فرمائیے بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا بادشاہ نے لوح
کو ملاحظہ فرمایا حکم نکلا کہ اے فتاح طلسم و اے سیار این عجائبات بعد خالی ہونے نقرچہاں پہا
کے اگر فیروزہ کو مار سیاہ لیجائے تو فیروزہ اُسکو مار لیگا اور رہا ہو کر تم سے ملیگا اور
کمیاب جادو باغ ہمیشہ بہار مین گئی ہو وہین تشریف لیجائیے لیکن راہ مین روکنے
والے ملین گے اُن سب سے بچکر جائیے گا ایسا نہ ہو کہ ساحر راہ مین ملین اور آپ کو
روکین جو ساحر ملین لوح کو ملاحظہ کر کے اُن سے مقابلہ کیجیے گا اور اگر لوح سے غفلت
کی تو دھوکا کھائیے گا بہت پچتائیے گا بادشاہ نے متین و گلرنگ سے کہا کہ تم لوگ
ہمارے لشکر مین جاؤ دونون نے بادشاہ سے بہت خوب کہا اور ایکطرف چلی گئین لیکن
خیال مین یہی ہی کہ بادشاہ کا ساتھ دین ایسا نہ ہو بندگان عالی کسی آفت مین پھنسجائین
یہ کہکر ایک گوشے مین چھپ رہین بادشاہ لوح دیکھکر باغ سے نکلے تلاش مین باغ
ہمیشہ بہار کی چلے مگر فیروزہ کو جو بدمست جادو لیکر چلا تھا جب بدمست جادو
در باغ ہمیشہ بہار پر پہونچا فیروزہ رونے لگا بدمست نے پوچھا او مکار کیون
روتا ہی فیروزہ نے کہا اے صاحب ایک بدنصیب کی تقدیر کو روتا ہون بدمست نے
پوچھا کسکی تقدیر کو روتا ہی فیروزہ نے کہا ایک بیٹی ہی اُسکی شادی کے لیے کچھ روپیہ
جمع کیا ہی کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ایک مرتبہ قزاقون نے لوٹ لیا ایک مرتبہ چوری
ہوئی ایسے بدبخت کا ہاتھ لگا کہ آجتک اصلاح نہ ہوئی اب جان پر بنی ہی یہ بتاؤ کہ اب
میری جان بچنے کی کیا تدبیر ہی بدمست نے کہا تجھے ملکہ اسطرح بیزار ہین کہ فوراً تجھکو
قتل کرینگی لیکن جو تو روپیہ مجھکو دے تو مین تیری سفارش کر دون فیروزہ نے کہا گوشہ
مین چلیے روپے کا مقدمہ نازک ہی ایسا نہ ہو کوئی دیکھ لے تو میرا تمھارا دشمن ہو جائے

بدمست جادو بہت خوش ہوا جی میں کہتا ہے کہ اسکے روپیکو کون پوچھیگا گوشے میں لاکر
سر اتارا ہاتھ پانون فیروزہ کے کھول دیے فیروزہ نے کمر سے ایک رومال نکالکر دیا
کہا اس میں روپیہ بندھا ہے اور کچھ کنکر پتھر بھی ہیں یہ سنکر بدمست نے کہا میں اسکو کھولکر
گنلون تمھاری بیٹی کو بھی دونگا لیکن پتہ بتادو فیروزہ نے کہا وہ ایسی حرافہ ہے کہ جب
لشکر میں جاکر پوچھوگے جوان بڑے لڑکے سب بتا دینگے میری بیٹی میں ایک بڑا کمال
ہے کہ کسی سے انکار نہیں کرتی میں بھی منع نہیں کرتا کہ کیا نقصان ہے اور چار آدمیوں سے
ملاقات ہوتی ہے میں نے بھی کہدیا ہے کہ اے فرزند جسطرح ہوسکے چار پیسے پیدا کیا کرو
بدمست ان باتوں پر ہنس رہا ہے کہتا ہے میاں فیروزہ بڑے دل لگی باز ہو اپنی بیٹی
کے مقدمے میں ایسا کہتے ہو اگر اور کوئی کہیگا تو برا مانوگے فیروزہ نے کہا برا ماننے
کی کون سی بات ہے جو کوئی آئیگا کہدیجائیگا میں نے تو یہی سمجھا دیا ہے کہ گھر کا خرچ اب
تمھارے ذمے ہے جہانتک ہوسکے پیدا کرو اتنی دیر کی باتوں میں بدمست جادو
راضی بھی ہوا اور قسمیں کھا رہا ہے کہ اے فیروزہ میں تیری سفارش کرونگا اگر ملکہ مان
گئیں تو تجھکو بچا لونگا اے فیروزہ مجھے تیری غریبی پر رحم آتا ہے میں تجھے ضرور قید سے رہا
کراؤنگا یہ کہکر پوٹلی کھولنے لگا دیکھا کہ مضبوط بندھی ہے زور کرکے جو کھولا رومال سے
دھواں نکلا دماغ پر بدمست کے پہنچا بدمست بیہوش ہوکر گرا فیروزہ نے خنجر
کمر سے نکالا خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا فیروزہ نے جو دیکھا کہ مرنے سے بدمست
کے غلغلہ ہونے لگا ایک غار میں چھپ گیا دیکھا چند کنیزیں باغ سے نکلیں بدمست
کا لاشہ کھینچتی ہوئی اندر باغ کے لے گئیں اس خیال سے کہ کمیاب کو لاشہ اسکا دکھلائینگی
اور کہیں گے کہ آپ کے تشریف لانے کی یہ برکت ہوئی کہ دیو باغ ہمیشہ بہار پر بدمست
مارا گیا مگر کمیاب جو طرف باغ ہمیشہ بہار کے روانہ ہوئی تھی راہ میں آتی تھی قریب
کوہ شیر رنگ پہنچی کان میں آواز آئی کہ کوئی شوقین خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ
بآواز گا رہا ہے

نظم

ابھی سے ڈھونڈتے ہم تھک گئے کہ بیک نکلے	کر تو کہیں نظر آسکے تو آرزو نکلے

گھرون سے سنگ لیے طفل خوبرو نکلے / جب تیری زلف کے سودے ہین کو بکو نکلے
دیا جو حسن مین یہ سوچتے ہین ہم جا کر / دل اسکو دیوین محبت کی جس مین بو نکلے
ابھی ہون شوق سے عشاق سر بکف حاضر / سر و ہی ادبت قاتل جو لیکے تو نکلے
شب وصال یہ ارمان مجھے کہتا ہی / ابھی ہین دل مین ہمارے جو آرزو نکلے
عجیب سیر ہو جائے جو شیخ رندون مین / کچھ اسکا بس نہ چلے کعبے کے آبرو نکلے
سحر نمود ہوئی پیری کی چونک اے غافل / اخیر عمر ہوئی اب سفید مو نکلے
گواہ حشر مین اعضا ہوے گناہو نکلے / جنھین سمجھتے تھے ہم دوست وہ عدو نکلے
فلک بھی آپ بھی دونون عدوے عاشق ہین / یقین ہو نہ مرے دل کی آرزو نکلے
ہماری جان نکلتی ہی یون جدائی مین / بہار مین گل تازہ سے جیسے بو نکلے
اسی کی مجھکو شب و روز فکر ہی سطوت / نجف کو جاؤن تو پھر دل کی آرزو نکلے

یہ آمد ازین سنکر کمیاب جادو پہاڑ پر آتری دیکھا محفل عیش آراستہ ہی اور ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزون کا جمگھٹ ہی گا رہی ہین سامنے گا رہی ہین بھاؤ بتاتی جاتی ہین کمیاب کو وہ جلسہ بہت پسند آیا قریب آ کے دیکھا کہ ملکہ سحر خمو سے گیسو دراز مسند پر بیٹھی ہی کنیزین تو جوان جمع ہین جام مے ارغوانی گردش مین ہی کنیزون نے ملکہ سحر خمو کو خبر دی کہ ملکہ کمیاب تشریف لائی ہین سحر خمو براے استقبال اُٹھی کمیاب کو لا کر پہلو مین جگہ دی اور پوچھا کہ ملکہ کہان سے آتی ہو کمیاب نے کہا اے ملکۂ عالم تمکو کچھ خبر بھی ہی کہ ہمارا طلسم ٹوٹ گیا آج باغ ہمیشہ بہار مین جاتی ہون اے ملکۂ عالم اگر ہو سکے تو آج پیروی کرنا طلسم کشا آج اسی راستے سے آئیگا اگر ہو سکے تو اُسکو روکنا ہم نہ آسکے یا دیر ہو تمکو آگاہ کرتی ہون کہ تم جہان پیا خالی ہو گیا سحر خمو نے کہا آپ تشریف لیجائیے کیا مجال ہی کہ یہان سے آگے بڑھ جائے کمیاب بخوبی سحر خمو کو سمجھا کر طرف باغ کے روانہ ہوئی سحر خمو نے سحر کیا کہ صحرا نے راستہ بند کیا کہ اگر طلسم کشا اس راستے سے آئے تو بھٹک کر اسی مقام پر رہے ایسی ہی فکر کر رہی ہی مگر سعد شہریار سیر دیکھتے ہوے آتے ہین

جب اُس صحرا میں پہونچے ایک جانب روانہ ہوئے دن بھر پھرے ہی کی شام کو قریب ایک
نخل کے پہونچے شب اُسی مقام پر بسر کی صبح کو اُٹھکر چلے پھرتے پھرتے پھر اُسی مقام پر
پہونچے پھر رات وہین بسر کی مگر صبح کو خیال کر کے دیکھا کہ یہی درخت روز ملتا ہے آخر کو
ایک تیر ترکش سے نکالا اُسی درخت پر تیر کو نصب کیا شام کو پھر اُسی مقام پر پہونچے
اب یقین کامل ہوا کہ مین کئی دن سے اسی مقام پر پھیر پھر کے آتا ہون لوح کو نکالکر دیکھا
نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا سر خمو کے گیسودراز نے راستہ روکا ہے مناسب یہ ہے کہ یہ
اسم پڑھتے ہوئے راستہ طے کرو تب اس راستے سے نکل جاؤگے بادشاہ اِس سوچ مین
تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو چست و خیز کرتا ہوا آتا ہے قریب
آکر پہونچا عرض کی کہ اے شہریار آج کئی دن سے اِسی صحرا مین پھر رہا ہون مگر اِس صحرا
سے نہین نکلتا بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ تمنے کیونکر رہائی پائی فیروزہ نے حال
بتاکر کہا اِس صحرا سے کیونکر نکاسی ہو بادشاہ نے فرمایا مین نے لوح کو دیکھا اُس مین
حکم نکلا اب مین اسم پڑھتا ہوا چلتا ہون تم بھی میرے ساتھ چلے آؤ انشاء اللہ نہ
پائیگا فیروزہ بادشاہ کے ساتھ ہوا بادشاہ اسم پڑھتے ہوئے چلے مگر سر خمو بالاے
کوہ بیٹھی ہے کہ ایکطرف سے معلوم ہوا کچھ روشنی چمکی حیران تھی کہ یہ روشنی کیسی ہے پھر نگاہ
غور دیکھنے لگی دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل شمشیر ابرو
سنبل گیسو خال عارض ہندو سر جھکائے ہوئے چلے آتے ہین پشت پر ایک عیار
طرار ہے اِس جاہ و جلال سے آتے ہین کہ چہرۂ انور سے چھوٹ پڑ رہی ہے زمین پر ہالہ
پڑا ہے جمال بے مثال دیکھکر سر خمو کو پسینہ آگیا کنیزین جو قریب بیٹھی تھین اُنسے
کہا دیکھو صاحبو یہی طلسم کشا ہین کس جاہ و جلال سے آتے ہین کئی دن سے اُس صحرا
مین پریشان رہے آج اُس صحرا سے رہائی پائی ہے اگر باغ ہمیشہ بہار مین جائینگے
تو بہت پریشان ہونگے یہ کہکر کچھ سحر کیا ایک جمیل شخص ہاتھ دھونے کے لیے بادشاہ
بیٹھ گئے اب سر خمو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے آخر کنیز دن سے اشارہ کیا کہ مجھکو اِنکے
حال پر رحم آتا ہے اگر اِسی طرح باغ ہمیشہ بہار مین جا ئین گے تو وہاں پریشان ہونگے

کمیاب نے بڑی بڑی فکر کی ہوگی مجھے گمان نہ تھا کہ اس صحرا سے اب نکلیں گے اگر نکلنے ہو سکے
تو یہاں بلا تو یہی خیال ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو باغ میں جائیں اور جا کر کانٹوں میں پھنسیں
کسی بندۂ خدا کو کیوں آزار پہونچے یہ نہ کہنا کہ ملکہ نے یاد فرمایا ہے اور حیلے سے بلانا
بادشاہ ہاتھ دھو کر اسی مقام پر بیٹھ گئے کہ سامنے سے چند کنیزیں آئیں انھوں نے
آکر سلام کیا سامنے کھڑی ہیں رعب سے کچھ کہہ نہیں سکتیں بادشاہ نے پوچھا ارے
تم کون ہو کس واسطے آئی ہو ایک اُنمیں بہت طرار و فرار تھی اُسنے ہنسکر کہا کہ بالائے
کوہ تشریف لے چلیے آپ کو نفع ہوگا بادشاہ نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ بیخوف جاؤ
کچھ مقام تردد نہیں ہے سرخمو کے دل میں تمھاری جگہ ہے بادشاہ اُنکے ساتھ چلے مگر
فیروزہ نے اُس کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا ہنسکر کہا تمھارے دل میں ہماری جگہ ہے اُس کنیز
نے ہاتھ چھڑا لیا اور غصے سے کہا ارے اپنی صورت تو دیکھ بد مانس معلوم ہوتا ہے
فیروزہ نے کہا میں تو خاصہ بھلا مانس ہوں مگر تمھیں برا معلوم ہوتا ہوں بادشاہ نے فرمایا
اے فیروزہ بالائے کوہ چلو چلکر دیکھو کن صاحب نے یاد کیا ہے کنیز نے کہا وہ بالائے
کوہ تشریف رکھتی ہیں بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین سرکش حسن میں
مدہوش نہایت غرور سے انکی طرف دیکھ رہی ہے بادشاہ کو بھی توجہ ہوئی بالائے
کوہ تشریف لائے سرخمو برائے استقبال اُٹھی بادشاہ کو لاکر مسند پر جگہ دی اور
سامنے کنیز جو بیٹھی تھی اُسنے تو رہ اسانہ کو چھیڑا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے — رنگ بے رنگ رہا کرتا ہے
دل مرا پی کے محبت کی شراب — نشے میں بھنگ رہا کرتا ہے
جب ہر تیغ دکھاتا ہے حسن — عشق بے رنگ رہا کرتا ہے
تفتیٔ حال نہیں ہے اپنا — کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہے
تجلی رخ میں ترے خالو نے — لشکر زنگ رہا کرتا ہے
منزل گور کے دیوانوں کے — سینے پر سنگ رہا کرتا ہے
بندش چست سے تیری آتش — قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

بادشاہ گانا سن رہے ہین کہ سرخمو نے جام مئے ارغوانی پیش کیا بادشاہ نے ہاتھ رکھدیا
سرخمو نے کہا مین سمجھ گئی کسی نے قسم لیلی ہوگی کہ کسیکے ہاتھ کی شراب نہ پینا بادشاہ نے
فرمایا یہ بات نہین فقط مذہب کا اختلاف ہی اگر اطاعت اسلام قبول کرو تو مین شراب
پیون سرخمو نے جواب دیا فرد کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ہ ہر رگ من
تار گشتہ حاجت زنار نیست ہ بادشاہ نے جام ہاتھ سے سرخمو کے لے لیا سرخمو نے
مسکرا کر کہا مین نے اطاعت اسلام قبول کی بادشاہ نے جام نوش فرمایا سرخمو نے
پوچھا حضور کا کیا قصد ہی بادشاہ نے فرمایا طرف باغ ہمیشہ بہار کے جاتا ہون ملکہ
سرخمو نے کہا آپ کے واسطے وہان دام مکر بچھے ہین ایسا نہ ہو کہ بندگان عالی وہان
گرفتار ہو جائین مین بھی چلتی ہون میرے ساتھ چلیے یقین ہی کہ محفوظ رہیے گا یہ کہکے
ایک تخت تیار کیا اور عیار سے کہا تم کیسے عیار ہو بادشاہ کی صورت بدلدو فورًا
فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بادشاہ کی صورت تبدیل کی اور اپنی
صورت ایک کنیز کی بنائی تخت اڑتا ہوا چلا تھوڑی دور بڑھے تھے کہ آگ برسنے
لگی پھر پانی برسا آگ بجھ گئی اور آگے بڑھے تلوارین برسنے لگین کچھ سپرین پیدا
ہوئین اُن سپرون نے تلوارون کو روکا سرخمو نے کہا یہ کیا معرکہ ہی کون سحر کرتا ہی
اور کون مٹا دیتا ہی بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ منتبین و گلرنگ سحر کرتی ہوئی
آتی ہین بادشاہ نے فرمایا یہ ہماری خیر خواہ ہین کہ باغ ہمیشہ بہار معلوم ہوا یہان
کمیاب مسند پر بیٹھی ہی صدہا تاجدار جمع ہین کمیاب یہی ذکر کر رہی ہی کہ بادشاہ آتے
ہین مگر بڑا غضب ہوا کہ سرخمو شریک ہوگئی ہین ابھی آتی ہون یہ کہکے اٹھکر چلی اور
ایک طرف روانہ ہوگئی جب بادشاہ اس دربار مین پہونچے سب تاجدار کھڑے ہوگئے
بادشاہ ایک جانب بیٹھے سرخمو نے پوچھا ملکہ کمیاب کہان گئین تاجدارون نے
کہا ابھی تشریف لے گئی ہین تھوڑی دیر مین آتی ہین بادشاہ نے فرمایا اے تاجداران
جلیل انصاف کرو کہ جمشید ثانی کو سجدہ کرتے ہو ایک شخص مکار جعلساز شعبدہ باز
خداوند بنکر بیٹھا ہی تم لوگون کو مطیع کیا ہی مناسب یہ ہی کہ اسپر لعنت کرو سنتے ہی بے اختیار

پکار کر آواز دی ہم آپ کا حکم مانتے ہین سب تاجدار مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے اپنے کو
ظاہر کیا جمال بادشاہ دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم تو
آپ کے تابعدار ہین اب رخصت ہوتے ہین جنگ مین حاضر ہونگے یہی آرزو رکھتے
ہین کہ آپ کے ہمراہ رہین لیکن اب حضور تشریف لائے بی کمیاب جادو تو چلی گئین
انکو یقین ہوا کہ طلسم کشا آتے ہین ای سحر جو یہ بھی کہ گئین کہ سحر جو شریک ہو گئین یہی
سوچکر چلی گئین انکو خیال تھا کہ بادشاہ آکر آفت برپا کرینگے مگر ہمکو تشریف آوری آپکی
باعث فخر و افتخار ہوئی بادشاہ نے ان سب کو مطیع کیا مسند پر بیٹھے سب تاجدار بیٹھے گرد
بیٹھے اب فیروزہ کو اشارہ کیا فیروزہ سامنے بیٹھ کر یہ اشعار گانے لگا نظم

تو نے شہباز نظر کو جو ادھر چھوڑ دیا
ہمنے بھی طائر دل بانز کے پر چھوڑ دیا

قفس تن مین رہیگا نہ مرا طائر روح
دام کاکل سے مجھے تو نے اگر چھوڑ دیا

آگیا کچھ جو زبان پر اثر زہر فراق
غم نے چکھتے ہی مزہ خون جگر چھوڑ دیا

سایہ سان اب پس دیوار گرونگا جاکر
مین نے کو کینہ ور یار سے در چھوڑ دیا

اثر زہد و قناعت نے بنایا اخگر
ہاتھ مین لیتے ہی پس مین نے تو زر چھوڑ دیا

ذبح کر ڈالونگا گر ایکے تو بولا شب وصل
مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا

خط نکلتے ہی ہوا اور ترے صبح کا چہرہ
حسن نے کاہ کو شعلے پہ مگر چھوڑ دیا

تو نے جس روز سے قاتل مرے کوچے کاٹے
بوالہوس نے ترے کوچے کا گذر چھوڑ دیا

قتل کرتا رہا اغیار کو قاتل تا صبح
نہ کوئی ہاتھ سر و ہی کا ادھر چھوڑ دیا

سب نے گانا فیروزہ کا بہت پسند کیا پھر سب نے کہا پہلو پر اس باغ کے ایک
باغ ویران ہے کیا عجب ہے کہ بی کمیاب وہان جاکر ٹھہری ہون کچھ انتظام کرتی ہون
بادشاہ اُٹھے سب تاجدار ساتھ ہین پہلو پر اُسی باغ ہمیشہ بہار کے ایک دروازہ
ملا اُس دروازے مین داخل ہوے تاجدار آگے بڑھے ایک قصر شکستہ ان
باغ مین تھا تاجدارون نے کہا کہ بی کمیاب ایک گوشے مین بیٹھی ہے مگر کاسب تری
ہی جیتنی کنیزین جو ساتھ ہین اُسنے کہہ رہی ہے کہ صاحبو حیران ہون کہ کہان جاے

چھیون بڑا غضب ہوا کہ سب تاجدار بھی مطیع ہوگئے کہ تاجداروں نے آکر سلام کیا
کمیاب کھڑی ہوگئی کہا صاحبو میں تمسے ملنا نہیں چاہتی تمہارے جسم سے بدبو
اسلام آتی ہی بس الگ رہو میرا تو یہ حال ہی کہ زندگی بھر مجھکو خود وبال ہی نظم

دم ہی بند آگے ترے تیغ صفاہانی کا	قائل خلق ہی عالم تری عریانی کا
جاؤں وحشت میں کہاں وادیٔ ایمن کے سوا	ہوں میں دیوانہ کسی چہرۂ نورانی کا
پہونچے کیا گوشہ نشینوں کو ضرر دشمن سے	آتش سنگ کو کچھ خوف نہیں پانی کا
کھینچتا تھا وہ بت قامت جاناں کی شبیہ	حال آخر کو کیا دار نے کیا مانی کا
کسکے کوچے میں جبیں سا تو ہوا ہی ناسخ	چاند سا داغ ہی روشن تری پیشانی کا

سب تاجداروں نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کا خیال خام و تصور ناتمام ہی ہمنے اطاعت
نہیں کی ہم آپ کے تابعدار ہیں کہ پہلو سے آواز آئی کیدھر اے کمیاب تو کہاں
جائیگی یہ کہکر شاہ نے نعرہ کیا نعرۂ شاہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

کمیاب نے جو شاہ کو دیکھا گھبرا کر آواز دی کہ اے مہیب آتش ریز جلد آکر شاہ کو روکو
کہ پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا اُسنے آکر شاہ سے کہا آگے نہ بڑھیے بادشاہ نے
نہ مانا اُس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے اُسکی تلوار روک کر عکس
لوح کا اُسپر ڈالا جیسے ہی عکس لوح کا پڑا وہ پہلوان جلنے لگا بادشاہ اُس پہلوان کو
چھوڑ کر طرف کمیاب کے متوجہ ہوئے کمیاب اتنے عرصے میں انتظام اپنا کر چکی
فوراً غرق زمین ہوگئی سب تاجداروں نے عرض کی کہ حضور نے غضب کیا کمیاب
نکل گئی اب کمیاب کا ملنا دشوار ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ باغ
سے نکلو جو عجائب و غرائب نظر آئیں بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کرو یہ برا وقت ہی
اگر ذرا بھی غفلت کیجیے گا تو بلا میں پھنس جائیے گا اے صرصر نے کہا کہ حکم جمشید ہی جو
بادشاہ کو گرفتار کرے اُسی وقت قتل کر ڈالے سب ساحر اسی فکر میں ہیں کہ

بندگان عالی کو قتل کریں بادشاہ نے فرمایا اگر قضا میری اُنکے ہاتھ سے ہو تو نہ
بچونگا اور اگر موت نہیں ہو تو اُنکی کیا مجال ہو کہ مجھکو قتل کر سکیں اب آپ لوگ
رخصت ہوں میں فکر کمیاب میں جاتا ہوں سب تاجدار تو رخصت ہوگئے لیکن
وعدہ کر گئے کہ جنگ میں آکر شریک ہونگے بادشاہ نے سب کو رخصت کیا جب
سب تاجدار جا چکے تو بادشاہ نے سر خمو سے بھی کہا کہ تم بھی اب رخصت ہو جاؤ
سب تاجدار جا چکے اور ہم حسب حکم لوح تلاش کمیاب میں جاتے ہیں سر خمو کی
آنکھوں میں آنسو بھر آئے عرض کی مجھکو آرزو تھی کہ حضور کے ساتھ رہوں مگر کنیز
کو آپ جدا کرتے ہیں ناچار جاتی ہوں یقین ہو کہ کمیاب میرے ساتھ فتور کرے
بادشاہ نے فرمایا کیا مجال ہو کہ تمسے کوئی آنکھ ملا سکے لوح ضرور خبر دیگی میں تمھاری
رہائی کو پہونچونگا اگر شاید گرفتار ہو گئیں تو میں رہا کر لونگا سر خمو روتی ہوئی
رخصت ہوئی مگر دل پر پڑا جبر ہوا ناچار طرف کوہ کے چلی فیروزہ نے شاہ کا
ساتھ نہیں چھوڑا عقب میں آتا ہو اور یہی کہے جاتا ہو کہ حضور لوح سے غفلت
نہ کریں بادشاہ جو باغ سے باہر نکلے ایک طرف سے گرد اُڑتی دیکھا ایک نقابدار
گلگون پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر ٹھہرا اور بادشاہ سے کہا میرے ساتھ
چلیے کہ دوسری طرف سے گرد اُڑتی دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش آیا وہی بارہ ہزار
فوج اُسکے بھی ہمراہ ہو اُسنے بھی آکر کہا کہ مجھے سرفراز کیجیے میں نے سامان دعوت
مہیا کیا ہو نقابدار گلگون پوش نے تلوار کھینچی کہا او بے حیا میں تو آیا تھا تو کیوں
آیا زمرد پوش نے کہا میں تو مدت سے مشتاق تھا آج صورت زیبا دیکھی چاہتا
ہوں کہ اپنے کلبۂ احزان میں لیجاؤں آخر دونوں میں تلوار چلنے لگی شاہ کھڑے
دیکھ رہے ہیں زمرد پوش کہتا ہو کہ میں شاہ کو اپنے ساتھ لیجاؤنگا گلگون پوش
کہتا ہو کیا مجال میں پہلے دعوت کر لوں پھر تجھے اختیار ہو زمرد پوش کہتا ہو ایسا
نہ ہوگا فوجوں نے جب دیکھا کہ افسر ہمارے لڑنے لگے سب نے تلواریں کھینچیں
مغلوب ہونے لگی تھوڑے عرصے میں صدہا لاشے گر گئے آخر گلگون پوش ہاتھ

زمرد پوش کے مارا گیا زمرد پوش دریاے خون مین نہایا ہوا سامنے شہریار کے آیا عرض کی غلام نے اس مغرور کو مار ڈالا اب امیدوار ہون کہ سرفراز فرمایئے فیروزہ نے عرض کی کہ حضور لوح ملاحظہ فرمائین جو لوح حکم دے وہ کیجیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ہمراہ زمرد پوش جاؤ مگر دمبدم لوح کو ملاحظہ کرنا لوح سے غفلت نہ ہو بادشاہ ہمراہ زمرد پوش کے روانہ ہوے تھوڑی دور چلکر ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا بقول شاعر نظم

باغ کا دربان دیدۂ وا ہے — محو نظارۂ گل رعنا
اس گلستان روح افزا کا — باغبان ازل چمن پیرا
جتنے گل ہین جہان کے اندر — سب ہین اس بوستان کے اندر
ہر خیابان مین دوڑتی ہے نسیم — لیے کاندھے پہ اپنے بار شمیم
اکطرف حوض ہین پہ آب و تاب — دیدۂ عاشقان کی طرح پر آب
نہین فوارہ یہ اچھلتا ہے — حوض کا حوصلہ نکلتا ہے
اکطرف کو صنوبر طناز — سر بسر جلوۂ سراپا ناز
سنبل اسطرح گرد عارض گل — جیسے رخسار یار پر کاکل
تاک انگور پر وہ طرفہ بہار — جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
خوشے جھومتے ہوا سے لیتے ہین — میکشون کو نوید دیتے ہین
سرو آراستہ ہین دوش بدوش — ق — شکل مینا سے سبز پر مدہوش
ہین جو مشتاق سیر باغ بڑے — دیکھ لو ایک پانون سے ہین کھڑے
نہین کوئی درخت طالب آب — صورت نخل شمع خود سیراب
داغ لالہ مین لیک پیدا ہے — حسن اور عشق سب ہویدا ہے
اکطرف کو وہ لطف ریحان پر — سبزۂ خط یار سے بہتر
کہین گلشن مین نخل داؤدی — کہین بلبل کی لحن داؤدی
کیا گل اشرفی کا کیجیے بیان — ہے لٹاتا چمن مین اشرفیان

غزل

عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم
باغ مین آمد بہار ہی آج
پا بہ زنجیر موج آب سے کیون
آئیگا کیا کوئی صنوبر قد

اِس غزل کی پڑی ہی ہر جا دھوم
چشم نرگس کو انتظار ہی آج
باغ مین سروجو غبار ہی آج
قمریون کا مگر شکار ہی آج

بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوے وسط باغ مین تشریف لاے دیکھا فرش بچھا ہی بی کمیاب مسند پر بیٹھی ہین بادشاہ نے للکارا کہ او بھگوڑی کہانتک بھاگے گی منہم سعدین قباد چراغ لشکر اسلام کمیاب نے آواز دی ای بادشاہ اب نہ بھاگونگی تمسے مقابلہ کرونگی بادشاہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ تو مجھکو دیکھکر بھاگتی تھی آج کیا سبب ہی کہ یہ برائے مقابلہ آتی ہی لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ نکلا کہ یہ کمیاب جادو نہین ہی اپنے ہمشیرہ کو بٹھادیا ہی لیکن سمجھکر مقابلہ کرنا بادشاہ نے کمیاب نقلی کا سامنا کیا کمیاب نقلی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر بادشاہ نے خالی دیے خالی دیکر لوح کو چمکا دیا عکس لوح کا جو کمیاب نقلی پر پڑا مثل ہیزم خشک جلنے لگی تھوڑی دیر مین جلکے خاک ہوئی بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا تھا بدار زمرد پوش کو بھی نہ پایا باغ سے نکلے جب بادشاہ نے قدم باہر رکھا باغ بھی جلکر خاک ہوا مگر دیکھا کہ سامنے ایک دروازہ بلند و مرتفع کھلا ہوا ہی ہزارہا شاہزادیان ایک سے ایک زیادہ حسین اور جمیل مشتاق کھڑی ہین بادشاہ کو دیکھکر بلاتے نگین بادشاہ نے وہ مجمع دیکھکر قصد کیا کہ اُسکے قریب جاؤن اُدھر متوجہ ہوے تھے کہ فیروزہ بیقرار ہوگیا آخر تاب نہ آئی پکار اُٹھا کہ ای شہریار بدون ملاحظۂ لوح قدم نہ بڑھایئے بادشاہ ہوشیار ہوگئے لوح کو جو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ سراسر مکر ہی اپنے کو مکر سے بچاؤ لوح کو اُنکے بیچ مین پھینکدو پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھو بادشاہ نے لوح گلے سے اُتاری اُنکی پکار کر کہا کہ تمکو مجھسے کیا کام ہی یہ لوح حاضر ہی اِسکو لے لو وہ عورتین لوح پر گرین جنّے ہاتھ ڈالدیا وہ جلکر خاک ہوئی سب شاہزادیان جلتین اور آواز دیتی ہین کہ او سنگدل جلاد تجھکو ہمارے مرنے کا افسوس نہ ہوا خدا اور جمشید تجھسے سمجھین گے

یہ کہتے کہتے سب جل گئیں کہ نقارے پر چوب پڑی دیکھا ایک بادشاہ تخت پہ سوار
فوج بے انتہا ہمراہ آیا آتے ہی اشارہ کیا کہ یارو اسنے بڑی حسین عورتوں کو قتل
کیا اسکو مار لو ہمارا شہر ویران ہو گیا کوئی اب حسین عورت شہر میں نہ رہی کل فوج نے
بادشاہ پر حملہ کیا مگر وہ بادشاہ ترغیب دے رہا ہی کہ یارو بخوبی جانتے ہو کہ اگر ہم قتل ہوئے
تو تم لوگ بھی نہ بچو گے جہانتک ہو سکے یہی کوشش کرو کہ انکو گھیر کر مار لو اگر انکو مار لیا تو
بڑے نیکنام ہو گے کل فوج نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ تلوار کھینچکر لڑنے لگے جسکو
ہاتھ مار دیا آسکے دو ٹکڑے ہوئے بادشاہ لڑتے ہوئے طرف اُس بادشاہ کے
چلے لوح کو جو گردش دی دیکھا وہ بادشاہ نہیں ہی کمیاب تخت پر بیٹھی ہی اور سب کو
پکار رہی ہی کہ ہاں یارو جنگ کرو بادشاہ نے ایک سوار کو مارا اور گھوڑا اُسکا لیا
سوار ہو کر لڑتے ہوئے چلے کمیاب نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسی جانب آتے ہیں
آئینہ اُٹھا کر دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا زانوؤں پر ہاتھ مار لیا مصاحب جو
قریب بیٹھے تھے اُسنے کہنے لگی کہ دیکھو صاحبو کیا خرابی ہی میں نے اپنے بچانیکو
صورت بدل لی تھی مگر عکس لوح جو پڑا بصورت اصلی ہو گئی اب طلسم کشا اسطرف
آتا ہی پرے باندھ لو جمکر کھڑے ہو اہل فوج جمکر کھڑے ہوئے بادشاہ حیران ہیں کہ تا بہ
کمیاب کیونکر پہنچوں اگر ایک صف کو توڑا تو چار صفیں جماتی ہیں ای رحیم و کریم
تو ہی مشکل کو آسان کر بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہیں دمبدم مجمع بڑھتا جاتا ہی
اندر سے قلعے کے جادوگر آتے ہیں بادشاہ نے بیقرار ہو کر دست دعا بلند کیے کہ ای
رحیم و کریم فضل اپنا شریک کر نظم

جلوہ گر ہیر اوج خوبی نیر اکبر یکے است — روشن اندر برج محبوبی مہ انور یکے است
بندہ پرور خالق اکبر کرم گستر یکے است — شہ یکے حاکم یکے صاحب یکے داور یکے است
نیست یک جانان بجسم جزو کل مانند جان — مثل دل در دہ پنہا ہیر اہل دل دلبر یکے است
مالک وحش و طیور و دو اہل جن و بشر — صانع نیک و بد و خلاق خیر و شر یکے است
جدا جدا موجودات عالم واحد است — بے گمان و بے بیشک خالق اکبر یکے است

جیسے ہی بادشاہ نے بیقرار ہوکر دعا کی طرف سے صحرا کے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا
کئی سو تاجدار تختون پر سوار پشت پر فوج بیشمار آکر پہونچے نعرہ کرکے لڑنے لگے
کمیاب نے جو ان تاجدارون کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والے جو بیٹھے تھے اُنسے کہنے
لگی کیون صاحبو تمنے اِن تاجدارون کو پہچانا کہ یہ کون لوگ ہین سب نے کہا حضور
نے پہچانا ہوگا کمیاب نے کہا یہ وہ تاجدار ہین کہ جو باغ ہمیشہ بہار مین جمع ہوے
تھے سب مطیع اسلام ہوگئے دیکھو میری فوج کو قتل کر رہے ہین اب سعد بن قباد
کے معین بہت ہوگئے جسوقت اِسلئے خداوند سے مقابلہ پڑیگا اُسوقت یہ سب اُنکی
مدد کو آئینگے مجھے یہ خیال تھا کہ شاید اِن لوگون نے مکر سے اطاعت کی ہی مگر آج
ظاہر ہوگیا کہ یہ بادشاہ کے دل سے شریک ہوے ہرچند فوج کو ترغیب دیتی ہو مگر
فوج دلدہی نہین کرتی جب سعد بڑھتے ہین اور لوح کو گردش دیتے ہین تو ساحر
دیوانے ہوجاتے ہین بہت سے نابینا ہوگئے ٹٹولتے پھرتے ہین بادشاہ صفونکو
توڑتے ہوے سامنے کمیاب کے پہونچے کمیاب نے بیقرار ہوکر آواز دی یا
خداوند جمشید ثانی کیا آج میری موت ہی ہین ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوجاونگی
یا خداوند بچائیے بیقرار ہوکر جو کمیاب نے پکارا زیر تخت کمیاب سے ایک طائر
پیدا ہوا مثل انسان کے آواز دیتا ہوا کہ اے کمیاب کیون بدحواس ہوتی ہو
تجھکو کون قتل کرسکتا ہی میرا تو یہ حال ہو

نظم

حصول مطلب دل کی طرح محال نہین
وہ بے نیاز ہین عادت سوال نہین

گئے فراق مین ہوش وحواس وتاب وتوان
عجیب وقت ہو کوئی شریک حال نہین

تمھارے عشق نے وارستہ کردیا ایسا
خوشی خوشی کی نہین رنج کا ملال نہین

سمائین کیا مہ وخورشید اپنی آنکھون مین
ہم اُس حسین کے ہین عاشق جسے زوال نہین

تمھارے عشق مین پھرتا ہو کیا خراب اے گلشن
خدا سے ڈر تجھے اندیشۂ مآل نہین

وہ طائر زمین سے یہ آواز دیتا ہوا اُسکا کمیاب سے لپٹ گیا اور کمیاب کو لیکے
اڑ گیا کمیاب کا غائب ہونا کہ ایک دہاڑا ہوا وہ فوج اور سردار قلعہ غائب ہوگیا

بادشاہ حیران تھے کہ یہ کیا شعبدہ ہوا یا تو سب لڑ رہے تھے یا سب غائب ہو گئے
حقیقت مین یہ جمشید ثانی بڑا شعبدہ باز ہے نہین معلوم کیا حکمت کی کہ کمیاب جادو
کو بلوا لیا اب دیکھیے کیا کیفیت ہو یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نوشتہ پایا کہ سامنے
ایک قریہ ہے اُس مین مسعود زمیندار رہتا ہے وہان جا کر کمیاب چھپی ہے آپ اپنے کو
وہان پہونچائیے یقین ہے کہ مسعود زمیندار آپکی بہت خاطر کرے اور جو آپ کے
سامنے خاصہ لا کر چنے وہی کمیاب ہے جسوقت سامنے آوے اُسکا ہاتھ پکڑ لیجیے گا
سب کھانے مین اُسنے سودۂ الماس ملایا ہے کہ بندگان عالی تڑپ تڑپ کر مرین بادشاہ
یہ حکم دیکھکر وہان سے بڑھے مگر مسعود زمیندار اپنے کیفیت پر کھڑا استغفار است زعقت
کر رہا تھا کہ کمیاب آکر پہونچی کہا اے مسعود آج میری مدد کر وطلسم کشا آتے ہین
اور ضرور آج اِس قریے مین آوینگے یہ میرا دیتی ہون سب کھانون مین اسکو بلادو
جب آئین تم براے استقبال جاؤ جا کر اطاعت کرو اور عرض کرو کہ غلام آپ کی
دعوت کریگا مین بہ شکل خدمتگار حاضر رہونگی آج بادشاہ کو یہ کھانا کھلاؤ لاکھ تدبیر
کرینگے مگر دسترخوان سے نہ اُٹھ سکینگے مسعود زمیندار چند آدمیون کو ساتھ لیکر
براے استقبال چلا دیکھا بادشاہ آتے ہین جھک کر سلام کیا بادشاہ نے دیکھا
ایک زمیندار وضع ہے چند کس ساتھ ہین کہ اُسنے عرض کی اے شہریار غلام اطاعت
اسلام کرتا ہے بادشاہ نے کلمہ پڑھایا جب مسعود کلمہ پڑھ چکا تو خاموش کھڑا ہو گیا
بادشاہ نے فرمایا کہ کیون اے مسعود کیون خاموش کھڑے ہو مسعود نے عرض کی
کہ حضور کی میرے یہان دعوت ہے بادشاہ نے فرمایا بہت اچھا مسعود رونے لگا
کہا اے شہریار آپ ایسے صاف باطن کو مٹانے کا ارادہ کرون کمیاب میرے پاس
آئی تھی سودۂ الماس دیگئی ہے اور کہتی تھی کہ دعوت کر کے بادشاہ کو کھلانا مین تو یہ
جانتا تھا کہ حضور دعوت کو نہ قبول کرینگے ضرور لوح کو ملاحظہ فرماوینگے مگر حضور
ایسے صاف باطن ہین کہ میرے کلمہ پڑھتے ہی آپ نے اقرار کر لیا مجھکو بہت گران
معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایسے بزرگ کو آفت مین پھنساؤن لہذا عرض کرتا ہون کہ جب

کھانا حضور کے سامنے آوے تو کمیاب بشکل خدمتگار حاضر ہوگی اسکا ہاتھ تھام لیجیےگا مین جانتا ہون کہ آپ شیر ببر ہین آپ کے پنجے سے کب نکل سکیگی اگر اسکی مشت آگئی ہو تو آپ کے ہاتھ سے ماری جاویگی بادشاہ نے مسعود کو گلے سے لگایا فرمایا تم مسلمان کامل ہو ای مسعود یہ خوب تصور کر لو کہ مین طلسم کشا ہون میری مدد غیب سے پیدا ہوتی ہی کئی مرتبہ لوح طلسمی چھین لیگئی مگر خدا نے اپنا فضل کیا کہ معین پہلے سے پیدا کر دیے اُن لوگون نے لوح لاکر پہونچائی اور مجھکو قید سے رہا کیا میرے محسن بہت ہین ای مسعود تمھارا ابھی ذکر ہمارے احسان کرنیوالون مین ہوگا اور صاحبقران تجسے بہت خوش ہونگے مسعود زمیندار بادشاہ کو ساتھ لیکر اپنے مکان مین آیا بادشاہ نے دیکھا مکان خام بنا ہوا ہی مگر چھوئی مٹی سے لیپا ہوا ہی بادشاہ کو لاکر مسعود زمیندار نے مسند پر بٹھایا حکم دیا کھانا تیار ہو مگر کمیاب اندر موجود تھی اسنے پوچھا ای مسعود وہ سوداگر الماس ملادیا مسعود نے کہا ای کمیاب جبتک ہم بادشاہ کے ساتھ نہ بیٹھینگے تنہا کھانا بادشاہ کیونکر کھائینگے کمیاب نے کہا بہت جاسے کہتے ہو لیکن مسعود نے کہا مین وقت پر بادشاہ کے آگے ملادونگا کمیاب خاموش ہو رہی کھانا تیار کرا رہی ہی شام کو جب کھانا تیار ہو چکا تو مسعود نے کہا مین جاکر بیٹھتا ہون اور دسترخوان بچھواتا ہون تم کھانا لیکر آؤ مسعود نے جاکر دسترخوان بچھایا اور بادشاہ کو اشارہ کر دیا کہ اب کمیاب بشکل خدمتگار آتی ہی حضور ہوشیار رہین بادشاہ نے لوح طلسمی ہاتھ مین لیلی کہ کمیاب جادو کھانا لیکر آئی مسعود نے اشارہ کیا بادشاہ نے فرمایا او خدمتگار میرا ہاتھ دھلادے کمیاب آفتابہ لیکر آئی بادشاہ کا ہاتھ دھلانے لگی بادشاہ نے کمیاب کا ہاتھ فورًا تھام لیا اور لوح کو چھپکایا صورت کمیاب کی بدلی ہوئی تھی سحر تو اُتر گیا اور بصورت اصلی ہوگئی چاہتی تھی کہ ہاتھ چھڑالون مگر شیر کے قبضے مین آئی بادشاہ نے فرمایا ای کمیاب بڑے بڑے مکر کرتی رہی اب کہانتک مکر کریگی مناسب یہ ہی کہ اطاعت اسلام اختیار کر ورنہ اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے ہرگز منہ

نہ موڑونگا کمیاب قدموں پر گر پڑی کہتی تھی میں کنیز ہی اختیار کرونگی میری کیا مجال ہے
کہ اطاعت سے منہ پھیروں بادشاہ نے ہاتھ چھوڑ دیا کمیاب جادو وہاں سے نکلی
بادشاہ کو ایک عرضی لکھی خدمتگار کو دی کہ یہ کاغذ بادشاہ کو جا کر دیدے خدمتگار
نے عرضی لاکر بادشاہ کو دی بادشاہ نے دیکھا تو یہ مضمون تحریر تھا کہ اے شہریار بے ہیچ
کیا تغیر کیا کیونکر رہائی پائی اب آپ مجھکو نہ پائینگا میں اب جاتی ہوں اور آپ کے
عزیزوں کو جا کر قتل کرونگی بادشاہ نے عرضی پڑھکر زانوؤں پر ہاتھ مارا مسعود نے
پوچھا اے شہریار اس کاغذ میں کیا مندرج ہے بادشاہ نے فرمایا اے مسعود کمیاب نے
پھر دھوکا دیا خدمتگار سے پوچھا کمیاب کہاں ہے اُسنے عرض کی کہ مجھکو کاغذ دیکے
چلی گئی ہزار افسوس یہ ویسی ہی ہو گئی دیکھیے انجام کیا ہو بادشاہ نے فرمایا اے مسعود اگر
میں لوح سے غفلت کرونگا تو اسکا شعبدہ چل جائیگا مگر میں نے یہ فکر رکھی ہے کہ بدون
ملاحظہ لوح کوئی کام نہیں کرتا بادشاہ اسی تردد میں بیٹھے ہیں خاصہ بھی نہیں نوش فرمایا
مسعود نے عرض کی حضور نے خاصہ نہیں نوش فرمایا غلام کو بڑا تردد ہے بادشاہ نے
ہاتھ بڑھایا کہ خاصہ نوش کریں کہ چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شہریار
اس علاقے کا ناظم صفدر جنگ آزما ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہے اور اہل قریہ پر
بدعت کر رہا ہے کہ تم لوگوں نے دشمن خداوند کو کیوں آنے دیا اب یہ ارادہ گرفتاری
حضور آتا ہے بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے باہر نکلکر دیکھا کہ فوجیں چلی آتی ہیں ایک
شخص نہایت بلند بالا گھوڑے پر سوار سب سے کہتا ہوا آتا ہے یارو ہوشیار رہو
جب میں اشارہ کروں چہار جانب سے گھیر لینا بادشاہ نے بھی صفدر کو دیکھا
مادیان زرین ساز کسی ہوئی تھی بادشاہ اُسپر سوار ہوے اور نعرہ کیا نعرۂ مسعود شہریار

ستم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان — نہال گلستان صاحبقران

بادشاہ نعرہ کرکے جا پڑے صفدر ہر چند غل مچاتا ہے کہ ہاں یارو طلسم کشا کو گھیر لو فوج
کے لوگ نہیں بڑھتے بلکہ اور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں بادشاہ قتل کرتے ہوے جاتے

ہیں کہ صفدر قریب آگیا بادشاہ نے للکارا کہ او نامردان بیچارہ دن غریب تک قریب
دیتا ہے تو سامنے نہیں آتا کہ صفدر نے گینڈا بڑھایا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا
بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اور کٹ کر ہاتھ مارا کہ صفدر کے دو ٹکڑے ہوگئے
اہل قریب نے چار جانب سے صفدر کے ساتھ والوں کو گھیر لیا آخر وہ سب
فریاد کرنے لگے کہتے تھے ای طلسم کشا امان ہے بادشاہ نے سب کو امان دی دس
ہزار جوان اور دو افسر کلان مطیع اسلام ہوئے بادشاہ نے سب کو امان دی
اور ساتھ لیکر مکان پر مسعود کے آئے سب کو اتارا آپ اندر تشریف لائے
لوح کو ملاحظہ کیا اب بادشاہ کو دم بدم تردد ہوتا ہے ہر مرتبہ لوح کو ملاحظہ فرماتے
ہیں اب نوشتہ پایا کہ اپنے کو صحراے خشک میں پہونچا سمجھ یقین ہے کہ کمیاب سے
ملاقات ہو کمیاب لشکر جمع کر رہی ہے بادشاہ خاصہ نوش کرکے اپنے مقام سے
اُٹھے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو حاضر ہوا اور
بادشاہ کو بصحت وعافیت دیکھکر بہت خوش ہوا عرض کی کہ ای شہریار راہ میں
کمیاب سے ملاقات ہوئی تھی میں نے اُس سے ساحر کی شکل بنکر پوچھا اُسنے
بیان کیا کہ بادشاہ کو مسعود نے پیندار مار لیگا ناظم سے بھی کہہ آئی ہوں یقین ہے
کہ بادشاہ کا خاتمہ ہوا ہو میں نے حضور کو بصحت وعافیت دیکھا اب حضور کہاں
جاتے ہیں وہ کہتی تھی کہ صحراے خشک میں جاکر لشکر کشی کرونگی اب وہ سامان ضروریہ
کر رہی ہوگی بادشاہ نے فرمایا لوح نے بھی خبر دی ہے کہ صحراے خشک میں جایئے
کمیاب سے ملاقات ہوگی تو میں وہیں جاتا ہوں فیروزہ نے پھر عرض کی کہ لوح
سے بہت ہوشیار رہیے گا منشا صرف یہ ہے کہ دم بدم لوح کو ملاحظہ فرمایئے کسی مقام
پر غفلت نہ ہو میں یہ چاہتا ہوں کہ اب انجام طلسم ہے حضور کو تکلیف نہ پہونچے
اور ایسا نہو [illegible] مکارہ کوئی ایسا مکر کرے کہ حضور اُسکے دام مکر میں پھنسیں بادشاہ
نے فرمایا میں دم بدم لوح دیکھتا ہوں مگر دیکھیے اس صحرا میں کیا انتظام ہوتا ہے لوح
خبر دے چکی ہے کہ کمیاب عجب ہے کمیاب سے ملاقات ہوا اسکے مرتبہ [illegible] کرنے سے بڑھ کر

مگراب اسکا عذر نہ مانونگا اگر اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی تو اسی صحرا مین قتل کرونگا
فیروزہ نے عرض کی غلام بھی ساتھ چلیگا بادشاہ نے فرمایا الگ الگ رہو جب
وقت کسی دھوکے کا ہو تب خبر دو انشاء اللہ فوراً لوح ملاحظہ کرونگا یہ فرما کے
بادشاہ بڑے تخت شاہی رواستہ طے کیا تھا کہ دور سے دیکھا ایک صحرائے ویران کف دست
میدان ہر درخت سوکھے ہوئے خشک پتون کا جابجا انبار زاغ و زغن کی پکار صحرائے
پُرخار بادشاہ نے گھوڑا آگے بڑھا کے دیکھا کہ فوجین چلی آتی ہین اسی صحرا مین سب
جمع ہوتی جاتی ہین مگر کمیاب جادو کو دیکھا کہ لشکر آراستہ کر رہی ہی اور نیز غیب دیتی
جاتی ہی کہ صاحبو ایسی جنگ کرو کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے سحر نہ کرو کیونکہ وہ صاحب
لوح ہین سحر اُنپر تاثیر نہ کریگا مگر ایسا بلوہ کرو کہ بادشاہ جنگ سے عاجز ہون بادشاہ
نے جو دیکھا کہ کمیاب پھر رہی ہی آواز دی کہ او کمیاب مین آ پہونچا کمیاب نے
فوج کو اشارہ کیا کئی لاکھ ساحر تھے لینا لینا کہکر دوڑے مگر اُس نہنگ بحر جرأت نے
کچھ خوف نہ کیا بے خوف جا پڑے جنگ کرنے لگے مگر ساحر تو سحر کے عادی ہین ہرچند
چاہتے ہین کہ نیزے اور تلوار سے لڑین مگر قبضے ہاتھون سے نکلے جاتے ہین اور کمانین
کاندھون سے گری پڑتی ہین جب سحر کرنے ہین تب بادشاہ لوح چمکا دیتے ہین وہ سحر الٹا پلٹتا
ہی اور سحر کرنیوالے کا کام تمام ہوتا ہی کئی سو ساحر اسطرح مارے گئے کئی افسر نامی
بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے کمیاب نے دیکھا کہ اس انتظام سے بھی کوئی نفع
نہ ہوا منظور رہو انکلجا وٗن پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلی ادھر بادشاہ نے لوح کو
دیکھا نوشتہ پایا کہ اب اگر نکلجا ئیگی تو آفت برپا کریگی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے
سے اتاری تیر کو بحر کمان مین پیوست کیا اسم حاشیہ پڑھکر تاک کر مارا کمیاب نے
چاہا اپنے کو بچاوٗن مگر موت گھیرے ہوے تھی تیر نے خطانہ کی سینے پر کمیاب کے
پڑا کر توڑ کر پشت کو پار گذرا بادشاہ نے دیکھا اندھیرا ہو گیا غل اور شور برپا ہوا
آواز ین آنے لگین کشتی مرا نام من کمیاب جادو بود قطرے خون کے جو اُسکے جسم
سے گرے سب ساحر جلنے لگے چند زاغ تڑپ کر گرے لاشہ کمیاب کا اُٹھا کر لے چلے

پرون سے اپنا سر پیٹتے ہوے مگر جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ کمیاب کا
لاشہ آکر بیہوش بچا زا نھون نے وہین ڈالدیا جمشید ثانی نے جو لاشہ کمیاب دیکھا گھبرا گیا
شاہزادیون سے کہنے لگا کہ آج وہ ساحرہ قتل ہوگئی جو اس طلسم کی اپشت و پناہ تھی اب
شاہون کو اور پہلوانون کو نامہ لکھون کہ سب آکر جمع ہون وزرا نے فرمان روانہ کیے
ہر ایک کے نام یہی حکم تھا کہ اپنے مقام سے مع فوج کوچ کرو اور آکر جمع ہو جاؤ مین یہ
چاہتا ہون کہ تا آنے بادشاہ کے لشکر سب جمع ہو جائے ایسا مقابلہ پڑے کہ بادشاہ کو
بھی شاق ہو اُنکے ساتھ اُنکے بھائی بھتیجے بھی ہین سب لشکر لیکر آئینگے نامے روانہ
ہوگئے جا بجا سے پہلوان آنے لگے سامنے قصر ہفت رنگ کے اُترے ہین جو
ملاقات جمشید کو آتا ہو سجدہ کرکے کہتا ہو یا خداوند مین طلسم کشا کو مار لونگا جمشید کچھ
جواب نہین دیتا خاموش ہو رہتا ہو ایک ہفتے مین لشکر بے حساب جمع ہوگیا چوتھے
دن ایک پہلوان آیا کہ بیناے سرجوش اُسکا نام ہو جمشید کو سجدہ کرکے اُسنے کہا کہ یا
خداوند مجھکو بہت شاق ہو کہ بادشاہ زندہ ہین اگر حکم ہو تو سر کاٹ لاؤن جمشید نے
کہا اے بیناے سرجوش صبح و شام مین وہ بھی آیا ہی چاہتے ہین جلدی نہ کرو بیناے نے
کہا یا خداوند مجھپر بہت شاق ہو کہ آپ کو شگفتہ نہین پاتا یہ وہ قصر ہو کہ آٹھ پہر عیش و
جشن رہتا تھا اب اُس مکان مین سناٹا پڑا ہو آپ کے بندے کو بہت ناگوار ہو کہ آپ
پریشان ہین ہر چند جمشید نے سمجھایا مگر بیناے سرجوش اپنی ہی کہے گیا آخر جمشید
نے کہا اے بیناے سرجوش اچھا تم روانہ ہو جو خوشی تمھاری مگر بہت سمجھکر مقابلہ کرنا
بیناے سرجوش گینڈے پر سوار ہوا اور طرف سعد بن قباد کے چلا مگر بادشاہ
نے بعد قتل کمیاب لوح کو جو ملاحظہ کیا لوشتہ پایا کہ اب قصر ہفت رنگ پر لشکر کشی
کیجیے بادشاہ نے سب فوج کو جمع کیا اور صاحبقران کو عرضی لکھی کہ جہد عالی تیار ہین
طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہون آپ کے اقبال سے کمیاب کو بھی قتل کیا اگر
حضور یہ اطمینان ہون تو قصر ہفت رنگ پر تشریف لا ییے جو سردار حضور کے
قریب ہین اُن سب کو بھی خبر ہو پہنچے عم نامدار رستم پیلتن سے عرض کرتا ہون کہ بقوت

پروردگار ساتون مرحلہ جات فتح کیے آپ کے اقبال سے کمیاب بھی قتل ہوئی اب
امیدوار ہون کہ قریب قصر ہفت رنگ کے تشریف لائیے شتر سوار نامہ لیکر چلا
صحرائے نوبہار مین رستم فیروزکش ہین کہ نامہ دار سے لاکر نامہ دیا رستم پڑھکر بہت خوش
ہوے ہرچند کہ آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سرتاج ہین مگر سعد نے اپنا بزرگ جانکر
ایسے فقرات لکھے تھے کہ رستم نے سماک کو حکم دیا کہ لشکر تیار کراؤ ہم آج ہی کوچ
کرینگے حکم کی دیر تھی لشکر تیار ہوا رستم اشتر مالاکپود فرنگی پر سوار ہوے طرف
قصر ہفت رنگ کے چلے کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا
آگے آگے ایک پہلوان پشت پر کئی لاکھ کا لشکر گینڈا بڑھاے ہوے آتا ہے رستم
کو معلوم ہوا کہ بیناے سرجوش نامے پہلوان ہے براے مقابلہ بادشاہ جاتا ہے اسی
مقام پر گھوڑا روک لیا بیناے سرجوش نے بادشاہ کو نہین دیکھا تھا سمجھا کہ یہی
بادشاہ اسلام ہین اسنے بھی لشکر مقابلے مین اُتار دیا جب فیروزکش ہوچکا اور بارگاہ
مین آکر بیٹھا تب اسکو معلوم ہوا کہ علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران طرف قصر
ہفت رنگ کے جاتے ہین یکبارہ اُٹھا کہ اپنو بابد دولت نے قصد کیا جو سامنے پڑیگا
اسکو قتل کرتا ہوا جاؤنگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارون نے رستم کو خبر دی
رستم نے بھی طبل جنگی بجوادیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری
اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش شہنشاہ فلک اول کو شکست دیکر بالاے چرخ
آیا تمام عالم منور و روشن ہوا

نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرمخوار و روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خطِ صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور
کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے بینا نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای

رستم میرے مقابلے مین آئے ہین برا سے مقابلہ بادشاہ چلا تھا مگر تم راہ مین ملگئے خیال مین
آیا کہ تمھارا ابھی خاتمہ کرتا چلون اب میرے مقابلے مین آؤ تو احوال معلوم ہو رستم
کو بہت ناگوار ہوا ہر چند کہ رفقا ساتھ ہین اورعرض کرتے ہین کہ حضور سپہدار ان ہین ہرگز
نہ جائیں ہم جا کر مقابلہ کرینگے مگر رستم نے نہ قبول کیا سب کو روک کر مرکب بڑھایا مینا
نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا کئی تیر مارے رستم نے تیر خالی دیے جب قریب پہونچے
مینا نے کہا اے رستم تمنے میرا حال سنا ہے کہ بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ہے کئی قلعے
فتح کیے تم میرے مقابلے مین چلے آئے کچھ خوف نہ کیا رستم نے فرمایا او مغرور کیون
زیادہ غرور کرتا ہے زبان تیغ سے کلام کر کہ حال جرأت کھلے مینا نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ آپس مین چلنے لگا بعد چند طعنون کے رستم
نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینا کے سرچوش کے نکلگیا مینا نے سرجوش
نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار خالی دیا اسیطرح متواتر کئی ہاتھ تلوار کے
مینا نے مارے مگر رستم نے سب خالی دیے مینا کو معلوم ہوا کہ یہ جوان فنون
سپاہ گری سے خوب واقف ہے تلوار روک کر کہا اے رستم کسے ساتھ لیکر آئے ہو وہ
پشت پر کھڑا ہے تیر مارا چاہتا ہے رستم نہایت آتشخو و شعلہ مزاج ہین سمجھے پشت مین کوئی
سردار چلا آیا غصے مین پلٹے مینا نے ہاتھ مارا کہ سر رستم کا زخمی ہوا انکو بہت غصہ آیا
کہا او مکار یہ کیا تو نے فریب کیا یہ کہکر تیغ کیہتان کھینچا تلوار جو چمکی مینا گھبرایا
آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا گینڈے کی باگ پھیری گینڈے کو
بھگایا رستم کے سر سے خون تو جاری ہے تعاقب مین چلے آگے آگے مینا جاتا ہے
اور پیچھے پیچھے رستم جاتے ہین جب وہ قریب فوج کے پہونچا تو پکار کر آواز دی
کہ ہان یارو اس جوان کو مار لو کل فوج نے رستم پر بلوہ کیا مگر رستم سب کو درہم
و برہم کرتے ہوے جاتے ہین ملازمان رستم نے جو دیکھا تلوارین کھینچکر جا پہنچے
فوج نے فوج کو روکا مگر رستم کی نگاہ طرف مینا کے ہے اور فرما دیا کہ بے مارے
تجھکو نہ پلٹونگا آگے آگے مینا جا رہا تھا آخر لشکر سے نکلا اور طرف صحرا کے چلا خیال ہین

بینا کے گذرا کہ ہفت کوہ زلازل قریب ہو زلازل مردارخوار وہان رہتا ہو سات پہاڑ درمیان مین ہین وہان جاکر جان بچیگی یہ سوچکر بھاگا کوسر بھر راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا زلازل مردارخوار شکار سے پلٹ کر آیا ہو اور اپنے گینڈے سے اتر رہا ہو بینا گھبرایا ہوا پشت پر زلازل کے آیا مگر خوف سے کانپ رہا ہو زلازل نے پوچھا اے بینا خیر تو ہو بینا نے کہا اے زلازل فرزند حمزہ میرے تعاقب مین آتا ہو جلد انتظام کرو یہ کہکر طرف پہاڑون کے بھاگا زلازل نے ہنسکر کہا اے بینا اسقدر گھبراتے ہو کسکی مجال ہو کہ میرے ہفت کوہ کے سامنے آئے سب جانتے ہین کہ زلازل مردارخوار یہاں کا حاکم ہو ابھی کل کا ذکر ہو کہ کاروان تاجران یہان آکر اترا شب کو قزاق آئے کاروان لوٹنے لگے اہل کاروان نے فریاد کی کہ زلازل مردارخوار کی دوہائی ہو مین کوہ سے نکل آیا آتے ہی نعرہ کیا کہ اے قزاقو تم کیون غریبون کو لوٹتے ہو میرا نام سنکر سب قزاق بھاگ گئے اور مال بھی چھوڑ گئے میرا نام ایسا روشن ہو کہ پہلوانان عالم اس پہاڑ کی جانب رُخ نہین کرتے ہین پسر حمزہ کی کیا لیاقت ہو کہ یہانتک آسکے نام سے میرے بھاگیگا مگر بینا سے سرجوش ایسا خائف تھا کہ ساتون درے طی کر گیا آٹھوان کوہ کہ مقام بارگاہ زلازل ہو وہان جاکر ٹھہرا مگر فوج سے کہ رہا ہو کہ صاحبو جاؤ دیکھو وہ جوان آیا کہ نہین آیا یہان زلازل گینڈے کو چمکا رہا ہو بارہ چودہ ہزار جوان جمع ہین اُنسے کہ رہا ہو کہ اگر پسر حمزہ آئے تو تم لوگ دخل نہ دینا مین اکیلا اُس سے سمجھ لونگا سب کہ رہے ہین کہ کیونکر ہوسکتا ہو کہ آپ کے سامنے حریف آئے اور ہم تامل کرین یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیلتن تیغہ کھینچا ہوا ہاتھ مین گھوڑا اڑائے ہوئے آتے ہین زلازل نے نعرہ کیا کہ او پسر حمزہ یہان نہ آنا ایک وار مین کام تمام کرونگا مگر رستم کو نہایت غصہ تھا جواب بھی نہ دیا اُسی طرح گھوڑے کو اڑائے ہوئے روبرو زلازل کے آکر نعرہ کیا نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب علمشاہ رومی شبہ فیل زور	دیگر	کیست علمشاہ چو رستم لقب کر بر تخت مرزوق افگندہ شور

زلازل نے بڑھکر نیزہ مارا رستم کو نہایت غصہ تھا تلوار سے نیزہ اُسکا قلم کیا زلازل
نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے وار خالی دیے آخر تلوار کا ہاتھ مارا
برق شمشیر جو چمک کر گری خرمن حیات زلازل کو جلا دیا کہ زلازل کے دو ٹکڑے ہوے
جب فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سب رستم پر لوٹ پڑے رستم لڑ رہے ہین
مگر فرماتے ہین کہ مینا سے سر جوش کہان گیا بعض جواب دیتے ہین کہ وہ اندرون
ہفت کوہ ہی آخر سب سامنے سے رستم کے بھاگے رستم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ بالاے
کوہ ہفتم مینا کھڑا ہی اور پکار رہا ہی کہ صاحبو خبردار رستم کو یہان نہ آنیدو وہین روکو
رستم طرف کوہ کے چلے اور آواز دی کہ او مینا مکار مین وہین آتا ہون مینا سمجھا کہ
ان دروں کو کیونکر طی کرینگے کہ دیکھا سب بھاگے ہوے آئے اور عرض کی کہ اے
پہلوان دوران ہمنے رستم سے شکست کھائی زلازل مارے گئے یا ہر جا کر رستم
سے مقابلہ کرو تم تو بڑی آفت لیکر آئے اُس جوان کی شمشیر زنی ایسی ہی کہ ہمنے کبھی
اسطرح کسیکو لڑتے ہوے نہین دیکھا پشت و پہلو سے خبردار جو کوئی سامنے آیا
علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر اُسکے ہاتھ سے قتل ہوے مینا نے کہا مین تو سامنے
نہ جاؤنگا اگر یہان آوے گا تو سمجھ لونگا چند آدمی سامنے کھڑے ہوے تھے ایک نے
کہا اے پہلوان دوران ایک تدبیر ہی اگر کہو تو کرون مینا نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہی
اُس جوان نے کہا ایک فیل مست ہی کہ وہ ہمیشہ مست رہتا ہی ہمارے افسر جو مارے
گئے وہ اکثر اُس ہاتھی کو شکار مین لیجاتے تھے جہان صحراے شیران ہوتا نکھاد یا
چھوڑ دیتے تھے اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ چار چار شیرون نے آکر اُس فیل کو گھیرا
مگر اُس فیل نے اُن شیرون کو مار اتین دریے تو رستم طی کر چکے ہین چوتھے درے
پر اگر کہیے تو ہاتھی کو جا کر کھڑا کر دون رستم دیکھکر پلٹ جائین گے مینا نے حکم دیا
کہ جلد فیل کو لیجاؤ درۂ چہارم پر لیکر کھڑے ہو وہ جوان بھاگا آکر فیل کو زنجیرون
سے کھولا ایک فیل بان اُسکی پشت پر سوار ہوا انکس ہاتھ مین لیے درۂ چہارم
پر آکر ٹھہرا سامنے سے دیکھا کہ رستم گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین فیلبان نے

للکارا کہ او جوان پلٹ جا اگر یہان آئیگا تو فیل کے ہاتھ سے مارا جائیگا مگر رستم نے
کچھ اُسکے کہنے کا خیال نہین کیا اور فرمایا کہ او بے حیا یہ ہاتھی مجھکو کیا روکیگا اگر دیوار
لوہے کی ہوتی تو اُسکو توڑکر نکلجاتا یہ فرما کر گھوڑے سے کودے فیلبان نے فیل
کو اشارہ کیا فیل نے سونڈ بڑھائی رستم نے سونڈ اُسکی پکڑلی ہاتھی تو سمجھا کہ مین نے
سونڈ مین لپیٹ لیا اور رستم دونون ہاتھون سے سونڈ اُسکی تھامے ہوے ہین
ہاتھی نے اپنی طرف کھینچا رستم نے دونون پانون ہاتھی کے پانون مین اڑا کے
نعرہ مارا کہ مع نرخرے گردن گھسیٹ لی ہاتھی چرخ مار کر گرا رستم پھر گھوڑے پر
سوار ہوے بینا نے جو یہ خبر سنی اور زیادہ بدحواس ہوا ہر ایک سے کہتا ہی کہ یارو
جا کر روکو پسر حمزہ میری فکر مین آتا ہی بیس پچیس ہزار جوان سا تون در سے پر آکے
ٹھہرے کہ نعرہ شیر کی آواز آئی دیکھا کہ وہی جوان آتا ہی کچھ فوج کا خوف نہ کیا اور
رستم جا پڑے جو سامنے آیا وہ مارا گیا چند کو مار کر صفون کو درہم و برہم کرکے رستم
نکلے دیکھا بینا سے سرجوش دربارگاہ پر کھڑا ہی مگر خوف سے کانپ رہا ہی رستم نے
للکارا او بینا کہا تک بھاگیگا بینا نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا فوج کو ہرچند
اشارہ کرتا ہی مگر فوج والے آگے نہین بڑھتے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ ملک الموت
کے سامنے کون جاے جو اُس جوان کے سامنے گیا وہ زندہ نہ پلٹا جب بینا ناچار
ہوا تب گینڈا بڑھایا بڑھا کر سامنے رستم کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار
خالی دی نہایت غصہ تھا ہاتھ تیغے کا مار دیا کہ بینا سے سرجوش کے دو ٹکڑے
ہوے سر بینا کا فتراک شکار بند سے باندھا چاہا کہ پلٹون کہ وزرا امرا دوڑے
ہوے آئے عرض کی کہ اے شہریار افسر ہمارا مارا گیا ہم لوگ بے سردار ہین اور
چاہتے ہین کہ حضور کی اطاعت کرین زیر سایۂ امن و دولت بسر کرین رستم نے
اُن سب کو مسلمان کیا وزرا نے چاہا دعوت کرین رستم نے کہا مین میدان جنگ
سے یہان آیا ہون ساتھ والے کیسے پریشان ہونگے انتظار کر رہے ہونگے
بہر نوع سب کو سمجھا کر رستم درہ ہاے کوہ سے نکل آئے وزرا نے کہا کہ چند

سواروں کو ساتھ لیتے جائیے کہ آپ کا سر زخمی ہو رستم نے نہ قبول کیا اکیلے چلے
مگر خون اسقدر سر سے جاری ہوا ہو کہ آنکھ بند ہوئی جاتی ہو مگر چلے جاتے ہین راہ
مین دیکھا دروازہ ایک باغ کا کھلا ہو خیال مین گذرا کہ اس باغ مین چلکر ٹھہرین
چند ساعت بسر کرین جب زخم مائل بخشکی ہو تب طرف لشکر کے چلین یہ سوچکر گھوڑے
سے اترے باغ مین آئے دیکھا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہاے بوقلمون مین چمن
سرسبز و شاداب سارا باغ نایاب فضاے کا ہے یہ باغ ملکہ شمس مہر طلعت کا ہو بیٹی
مہران تاجدار کی بر سر بام بیٹھی ہو نظارہ باغ کر رہی ہو کہ اسکی نگاہ پڑی کہ ایک جوان
دریاے خون مین نہایا ہوا آگے آگے آپ پشت پر مرکب ٹہلتا ہوا آتا ہو لیکن
عجیب آن بان دیکھی کہ تیور پر بل پڑے ہوے ہین مگر نہایت سست ہو ہر مقام پر یہی
چاہتا ہو کہ کسی جگہ بیٹھ جاؤن پتھر کی ایک چوکی بچھی ہوئی تھی رستم اسپر بیٹھتے ہی
بیہوش ہوگئے ملکہ شمس مہر طلعت بام سے اتری ٹہلتی ہوئی قریب رستم کے
آئی اور بخوبی جمال دیکھا بقول شاعر نظم

جمالی دیدہ از حد بشر دور	نہ دیدہ از پری نشنیدہ از حور
مکحل نرگسش از سرمۂ ناز	زمژگان برجگر ہا ناوک انداز
مقوس ابرویش محراب پاکان	معنبر سائبان بر خوابناکان

جمال بے مثال دیکھتے ہی شمس مہر طلعت کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا وہین بیٹھ گئی
سر زانو پر رکھ لیا کنیزون سے کہا کہ جراح کو بلاؤ اسکے ٹانکے لگائے مین اس سے
دریافت کرونگی کہ تجھکو کسنے زخمی کیا بڑی خرابی کی بات ہو کہ ہماری عملداری مین
آکر زخمی ہوا اور ہم کوشش نہ کرین کنیزین جراح کو بلا کر لائین رستم کے ٹانکے لگائے
حکم دیا کہ سب سامان تیار رہے کنیزون نے یخنی وغیرہ تیار کر رکھی رستم کی جو آنکھ
کھلی ایک مہ جبین کو دیکھا کہ سرھانے بیٹھی ہوئی مگس رانی کر رہی ہو مگر خورشید
جمال ابرو ہلال عارض ماہ کمال سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار سراپا
خوب محبوب مطلوب ہو نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دست و بازوے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین

رستم دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھے اُس نازنین نے کنیزون سے کہا کہ یخنی لاؤ اِس جوان کو پلاؤ
کنیزین یخنی لیکر آئین رستم نے انکار کیا ملکہ نے پوچھا کیا باعث ہو کہ آپ نہین نوش
فرماتے رستم نے کہا تمھارا مذہب کیا ہو ملکہ نے کہا ہمارا خداوند جمشید ثانی ہو جاگتی
جوت کا خداوند ہو رستم نے کہا اے ملکہ انصاف تو کرو کہ انسان خدا ہو سکتا ہو ایک
شخص مکار و حیلہ ساز شعبدہ باز سحر کے زور سے خدائی کر رہا ہو پروردگار وہ ہو
کہ جسنے زمین و آسمان پیدا کیا چاند سورج آسمان پر انسان زمین پر سب کو رونق
ملی ہر ایک کے حال سے خبردار ہو قریب رگ گردن اُسکا مقام ہو وحدہ لاشریک
نام ہو اِس فصاحت سے رستم نے بیان کیا کہ شمس مہر طلعت کے آئینۂ دل سے
زنگ کفر دور ہوا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئین تب رستم نے یخنی پی ملکہ نے کہا کہ اے
شہریار باپ میرا مہران تاجدار ہو نامہ جمشید کا پہونچا تھا کہ اب طلسم کشا سے
مقابلہ ہو تو باپ نے میرے لشکر گران جمع کرکے کوچ کا ارادہ کیا ہو مجھسے کہا تھا کہ
تم بھی چلنا مین نے تو اقرار نہین کیا مگر کل باپ میرے قریب اِس باغ کے آکے
اُترینگے ایسا نہو کوئی در اندر آنیکا ذکر کردے تو وہ بڑے بہادر ہین فوراً
آفت برپا کرینگے رستم نے کہا ہمارے فرزند سے مقابلہ ہو سعد بن قباد فتاح طلسم
نوخیز جمشیدی براے مقابلہ جمشید ثانی جاتے ہین ہمارا ابھی ارادہ ہو کہ اُنکی
کمک کو جائین انشاء اللہ ایسا مقابلہ پڑے کہ جمشید عاجز ہو جائے طلسم ظاہر سے
بھاگکا طلسم باطن مین آیا مگر شہریار نے پیچھا نہ چھوڑا ملکہ نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو
رستم نے نام اپنا بتایا کہ رستم میرا نام ہو لقب علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران
ہین اُسی شہریار کی مدد کو جاتا ہون ملکہ نے پوچھا آپ زخمی کہان ہوے رستم نے
کہا مینا سے سر جوش نامے پہلوان تھا اُسنے مکر سے مجھکو زخمی کیا پھر بھاگا ہفت کوہ
زلازل پر چھپا مین نے جاکر زلازل کو مارا اور وہین مینا کو بھی قتل کیا وہان سے

بلاطا تنھا سرے استفسار ہوں بہاکہ یہاں آکر بیہوش ہوا تمنے مدد کی تو گویا جان بخش ہو
مین تمھارا ممنون ہوں ملکہ نے حکم دیا کہ باہر وسط باغ مین فرش بچھاؤ وسط باغ مین
فرش بچھا جلسہ آراستہ ہوا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشربا ہوش اور
نوشا نوش بلند ہوئی ایک خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو
ہماری خاک کو اے شہسوار عرش دکھلایا
مآل کار ہے دعواے باطل کا پشیمانی
جلا کرتی ہے گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری
نہین کچھ تیغ ابروے صنم سے قتل ہونیکا
بتون سے کج ادائی کی نہو کی شکوہ نہین آسکا
خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہے
دلا دین یا دخور شید قیامت کو وہ رخسار
کفن خلعت ہو ولھا کا جنازہ تخت دامادی
زبان کو بند کر آتش پس اس یاوہ گوئی سے

صفاے قلب نے حاصل کیا ہے پاکبازی کو
خدا ہمت زیادہ دے تمھاری ترکتازی کو
خداسے اے بتو سیکھو طریق کارسازی کو
یہ کس گورے بدن کی اسنے دیکھا ہے گدازی کو
شہادت بھی بجاے فتح کے ہے مرد غازی کو
خدا بھی کام فرماتا ہے بیجسے بے نیازی کو
مکان تنگ مین کوڑا غضب ہے اسپ تازی کو
بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو
برانی نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو
گوارہ کیجیے تا کے تری بے امتیازی کو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ اے ملکۂ عالم
آپ کے والد نامدار مع لشکر قریب در باغ اُترے ہین یہ سنکر ملکہ کے منھ پر ہوائیان
اُڑنے لگین گھبرا کر کہا کہ کیون اے شہریار بڑی خرابی کی بات ہے کہ آپ تشریف رکھتے
ہین ایسا نہو کہ وہ یہان تشریف لائین اور آپ کو دیکھ لین تو بہت بد مزاج
ہونگے رستم نے فرمایا پھر مین چلا جاؤن ملکہ نے کہا یہ گوارا نہین کہ آپ یہان سے
تشریف لے جائیے اب رستم نے کہا مین تمھارے والد کی ملاقات کو ضرور جاؤنگا
ملکہ نے دامن تھام لیا اور رونے لگین کہا اے شہریار انکے مزاج مین بڑا غصہ ہے
ایسا نہو کہ آپ کے ساتھ بدی پیش آدین رستم نے کہا جیسا سوال کرینگے ویسا
جواب پائینگے جب رستم نے بہت کہا تو ملکہ نے کہا کہ کنیز کو قتل کرنے جاتے ورنہ

مجھکو آرام نہ پڑیگا رستم تیغہ ٹھیک کر اٹھے اور فرمایا ای ملکۂ عالم کچھ نہ کہو خدا سے
دعا کرو ملکہ بہت روئین رستم نے جھڑک دیا اور فرمایا کہ ای ملکۂ عالم صبر کرو ہم پروردگار
پر تکیہ رکھتے ہین اگر حیات باقی ہی تو اسپر غالب آجاینگے اگر صورت دلگیر ہی تو یہی جان
جانیکی تدبیر ہی یہ فرماکر رستم روانہ ہوے مگر جسدن سے رستم آئے ہین ایک کنیز
ملکہ سے جل رہی تھی قریب آکر کہنے لگی کہ ای شہریار تھوڑی دیر اور ٹھہر جائیے اور
اشارے سے ملکہ سے کہا کہ آپ شاہزادے کو سمجھائیے مین ابھی تدبیر کرتی ہون
رستم کہنے سے کنیز کے بیٹھ گئے مگر وہ کنیز بے تمیز خیال کرتی ہوئی کہ جاکر شاہ سے
اطلاع کرون کہ یہ جوان قتل ہو دوڑی ہوئی باہر پہونچی دیکھا لشکر مہران تاجدار
کا اترا ہوا ایک سپاہی سے کہا کہ جاکر شاہ سے عرض کرو کہ کنیز ملکہ کی حاضر ہی کچھ عرض
کیا چاہتی ہی سپاہی نے جاکر شاہ سے کہا مہران تاجدار نے حکم دیا کہ بلا لو یہ کنیز
سامنے پہونچی شاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا ای زرد رخسار اسوقت آنیکا
کیا باعث ہوا اسنے دست بستہ عرض کی کہ حضور اٹھئیں تو مین عرض کرون مہران
تاجدار اٹھا کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ کل سے باغ مین بڑا ہلڑ ہی مہران نے
پوچھا کہ کیا ہنگامہ ہی کنیز نے کہا فرزند صاحبقران کہین سے زخمی ہوکر آئے تھے
ملکہ نے انکو باغ مین اتارا ہی خود پہلو مین بیٹھی ہوئی ہین ہمنے جو منع کیا تو ہمپر خفا ہوتی
ہین اور فرماتی ہین تمہین کیا کام ہی کیا تم ہماری ناصح ہو مین نے کہا حضور سے
چلکر اطلاع کرون اب سرکار کو اختیار ہی یہ سنکر مہران تاجدار بہت جھلایا کہا
تم جاؤ مین ابھی آتا ہون یہ کہکر تلوار ہاتھ مین لیے ہوے جھومتا ہوا طرف
باغ کے چلا محلدار نے چاہا جاکر اطلاع کرون مہران تاجدار نے للکارا کہ خبردار
کہان جاتی ہی محلدار تھرا کر بیٹھ گئی مہران تاجدار محلدار کو مارکر اندر آیا روشنونکو
طی کرتا ہوا سامنے پہونچا رستم کو دیکھا پہلو مین شمس مہر طلعت کے بیٹھے ہین ویہین سے
للکارا کہ او دلیر حمزہ تونے غضب کیا کہ ناموس شہنشاہی مین دست انداز ہوا
یہان تیری قضا لیکر آئی ہی او گیسو بریدہ دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر تلوار

کھینچکر جھپٹا ہاتھہ تلوار کا مارا رستم نے بائیں ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار مہران
کی چھین لی کمر میں ہاتھہ ڈالکر اٹھالیا چاہا زمین پر پھینک ماروں کہ مہران تاجدار
نے آواز دی اے شہریار میں اطاعت کرتا ہون رستم نے مہران کو زمین پر رکھدیا
مہران قدموں سے لپٹ گیا قدموں کو بوسے دیتا تھا عرض کرتا تھا کہ کیا عنایت
کی ہے کہ میں سرفراز ہوا رستم نے مہران کو کلمہ پڑھایا مہران تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق
دل مسلمان ہوا رستم کو ساتھہ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا سب سے کہا کہ صاحبو مین نے
انکی اطاعت کی تم لوگ بھی اب مسلمان ہو جاؤ سب نے قدموں کو بوسے دیئے
رستم نے سب کو کلمہ پڑھایا سب لوگ بصدق دل مسلمان ہوئے رستم پیلتن نے
دوسرے دن مہران تاجدار کو ساتھہ لیکر کوچ کیا منزلیں طے کرتے ہوئے طرف
اپنے لشکر کے چلے یہاں لشکر کا یہ معرکہ گذرا کہ جسدن رستم نکل گئے دو پہر تلوار
چلی لیکن افسر کلان میقات چوب گردان طبل امان بجوا کر پلٹا سب سے صلاح
کرنے لگا کہ اگر تم سب کی راے ہو تو مین طبل جنگی بجوا کر لشکر مسلمانان سے مقابلہ
کرون سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوائیے میقات چوب گردان طبل جنگی
بجوا کر میدان میں آیا طرف سے لشکر رستم کے جو پہلوان نکلا زخمی ہوا کئی پہلوان
نکلکر زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا مگر میقات بلبلایا ہوا کہتا ہے ہمارے
آقا ناحق بھاگ گئے مین سمجھ لیتا دوسرے دن پھر طبل جنگی بجوایا رات بھر
تیاریاں ہوئیں صبح کو دونوں لشکر میدان مین آئے بعد صفوف آرائی میقات
میدان مین نکلا ہر چند پکارتا ہے مگر مقابلہ مین کوئی نہیں آتا یہ چاہتا ہے کہ مین لشکر پر
جا پڑون مگر پھر خوف کرتا ہے کہ ایسا نہ ہو مغلوبہ مین کوئی صدمہ پہونچے یہاں
اہل اسلام دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے پروردگار رحیم اپنا شریک کر اس
آفت سے بچالے اس ظالم کی بدعت سے نجات دے بیقرار ہیں کہ جو سب نے
دعا کی صحرا سے گرد اٹھی میقات نے دیکھا کہ آگے آگے رستم تخت پر مہران
پشت پر فوج ظفر موج ہے ادھر رستم نے بھی دیکھا کہ ایک پہلوان میدان مین

مبارز طلبی کر رہا ہی مگر ہمارے لشکر سے کوئی نہین نکلتا چند پہلوان ہمارے لشکر کے
زخمدار کھڑے ہین پٹیان مرہم کی سرون پر چڑھی ہین رستم نے وہین سے گھوڑا اپنا
بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او مغرور رستم پیلتن نعرہ کر کے سامنے میقات کے پہونچے
میقات نے جو رستم کو دیکھا مثل بید کانپنے لگا یکبارگی آواز دی کہ ای رستم تمکو تو
ہمارے مالک نے مار ڈالا تھا تم کیونکر زندہ بچے رستم نے کہا اُسکو قتل کیا اور
زلازل بھی ہمارے ہاتھ سے مارا گیا بعنایت پروردگار مہران تاجدار مطیع اسلام
ہوا میرے ساتھ ہی میقات نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ
تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو گاٹھکر اُلٹا دے کے ہاتھ نکالا ہاتھ تلوار کا مار دیا
میقات کے دو ٹکڑے ہوئے میقات کو مار کر فوج پر جا پڑے اہل فوج نے
دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا رستم پر آپڑے ادھر فوج رستم نے جو بلوہ کیا کل فوج والے
گھبرا گئے آخر سب نے اطاعت کی بارہ ہزار آدمی مسلمان ہوئے کچھ مارے گئے
اور کچھ بھاگے رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوئے سب سردار
حاضر خدمت ہین کہ سماک نے سامنے آکر عرض کی فیروزہ بن عمرو در دولت پر
حاضر ہی حکم دیا کہ فیروزہ کو بلاؤ فیروزہ سامنے آیا رستم کو نامہ دیا رستم نے
نامہ سعد کا آنکھون سے لگا لیا پڑھا تو یہ مضمون لکھا تھا کہ ای قبلہ و کعبہ آپ کے
اقبال سے اس حقیر نے گویا طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کر لیا طرف قصر ہفت رنگ کے
جاتا ہون امیدوار ہون کہ آپ بھی سرفراز فرمائیے لیکن خبر سن چکا ہون کہ
جمشید ثانی نے بڑی فوجین جمع کی ہین بروقت مقابلہ آپ کے حقیر کو مشکل نہو
اور راہ مین جو سردار ملجاوین اُنکو بھی ساتھ لیجیے امیدوار ہون کہ جب آپکا
لشکر آئے تو جمشید کو بھی معلوم ہو کہ طلسم کشا کے قبلہ و کعبہ تشریف لائے اور
دادا جان کو بھی اطلاع دیجیے یہ مضمون پڑھکر رستم بہت خوش ہوئے فیروزہ کو
خلعت دیا اور فرمایا کہ میری جانب سے عرض کرنا کہ امیر کو بھی خبر پہونچا دونگا یہ
کہکر فیروزہ کو رخصت کیا سماک کو حکم دیا کہ جلسہ آراستہ ہو اسی وقت جلسہ

درست ہوا اور سماک بلداقی سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگا **نظم**

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے　　بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا　　رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پانون مین تاب ہے رفتار کی طاقت باقی　　پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہی دل　　ہند سے کوچ جو کیجیے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہی تو کہتا ہی جنون　　تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ　　ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
کافر عشق فرشتہ کی نہین سنتے ہین　　کس سے کہتا ہی وہ غارتگر ایمان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے　　قصد رہتا ہی یہی پانونکو یان وان چلیے
رہتا جوش جنون سا ہی بہار گل مین　　طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے
زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش　　بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

رات بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو رستم نے کوچ کیا اول راہ مین شاہزادہ جہانگیر سے ملاقات ہوئی جہانگیر نے جو رستم کو دیکھا یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ شاہزادہ جہانگیر دست چپ ہین رستم کو جو یہ عظم و شان دیکھا برائے استقبال نکلے رستم کو لاکر بارگاہ مین جگہ دی آپ پایین بیٹھے جام ارغوانی گردش مین آیا جہانگیر نے کہا کیون بھائی صاحب کیا قصد ہی میرے پاس نامہ سعد شہریار کا پہونچ گیا جس سے مراد یہ تھی کہ قصر ہفت رنگ پر آؤ مگر نہین معلوم شاہزادہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و نور الدہر بن بدیع الزمان کہان ہین رستم نے کہا جابجا کہین پڑے ہین وہ شیر غالب آئے کئی ملک فتح کیے بہت لطف سے لڑے اب مین سماک کو روانہ کرتا ہون کہ انکو بھی خبر پہونچ جائے اسی وقت ایک نامہ بنام ایرج دوسرا بنام قاسم سماک کو دیا اور فرمایا ان نامون کو بخیر و خوبی پہونچا مگر سماک کو بڑا خیال ہی کہ آقا سے نامدار کو اکیلا نہ چھوڑون دو شتر سوار ونکو نامے دیے اور آپ لشکر مین رہا شتر سوار نامے لیکر روانہ ہوگئے انکے جانے کے بعد سماک

ومہتر چابک طلاسے پر آئے چابک جہانگیر کی حفاظت کر رہا ہی سمک بلداقی اپنے
آقا رستم کی حفاظت مین ہی وہ پہر شب گذری تھی کہ صحرا سے گرد اڑی چابک نے دیکھا
ایک عیار طرار آتا ہی پہلے تو خیال ہوا کہ سمک سے اطلاع کرون پھر سوچا کہ سمجھون
تو یہ کون ہی کہان سے آتا ہی یہ سوچکر ایک جھاڑی مین چھپا کمند بین خس پوش کمین
جب وہ عیار وہان پہونچا تو چابک نے شیر کی آواز دی وہ عیار رکا چابک نے
جھٹکا مارا کہ وہ عیار گرا چابک جست کر کے سینے پر سوار ہوا عیار کے ہاتھ مین
حباب بیہوشی تھے اُسنے مار دیے چابک گرا اُسنے چابک کو گرفتار کیا سوچا
اینقدر آسان ہی اسکی شکل بنکر چلون جہانگیر کو چرا لاؤن یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری
کا لگایا چابک کی شکل بنا چابک کو درخت سے باندھ دیا طرف لشکر کے چلا راہ
مین سمک سے ملاقات ہوئی اُسنے قریب آکر پوچھا کہ بھائی کہان سے آتے ہو
اُس عیار نے کہا طلایہ پھرتا ہوا آتا ہون سمک خاموش ہوکر ایک طرف چلا گیا
عیار وہان سے در دولت جہانگیر پر آیا نگہبانون سے کہا تم لوگ طرف بازار
کے جاؤ مین آقا کی حفاظت کرتا ہون سب جانتے ہین کہ مہتر چابک عیار زبردست
ہی اُسنے جو ہمکو حکم دیا ہی تو کچھ مطلب ہوگا وہ سب لوگ طرف بازار کے گئے عیار
اندر آیا جہانگیر کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا طرف صحرا کے چلا جست وخیز کرتا
ہوا جاتا ہی قضاے کار ایک صحرا مین پہونچا پشتارے کو ایک تختہ سنگ پر رکھا
آپ ٹہلنے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑا اڑاتے
ہوے آتا ہی قضاے کار چادر چہرے سے جہانگیر کے ہٹ گئی نقابدار کی نگاہ
پڑی جمال دیکھکر بیقرار ہوگیا عیار سے پوچھا ارے یہ کون ہی اور تو اسکو کہان لیے
جاتا ہی عیار نے کہا سفاک تیز رو میرا نام ہی جیدا و سرکش کے سامنے قلعے کا حاکم
ہی اُسنے حکم دیا تھا کہ جہانگیر بن حمزہ کو گرفتار کر لاؤ مین جاکر گرفتار کر لایا تھک گیا
تھا اسوجہ سے یہان ٹھہرا اب جو یہان سے اُٹھونگا تو قلعے مین پہونچ جاؤنگا
نقابدار نے کہا تو بردہ فروش ہی جا دور ہو اسکے لیجانے کا ارادہ نہ کر عیار نے کہا

غلام نے تو بڑی مشفقت کی ہی یہان سے گیا اُسکے عیار نے قصد کیا تھا کہ مجھکو گرفتار کرلے مگر مین نے اُسکو گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر گیا اُسکو گرفتار کرلایا ایسا نہ فرمایئے نقابدار نے نیزہ اُٹھایا کہ مارے دون عیار پیچھے ہٹا نقابدار نے گھوڑے سے اُترکے جہانگیر کو مرکب پر رکھ لیا عیار دور سے دیکھا کیا نقابدار جاکر ایک باغ مین داخل ہوا عیار نے دیکھ لیا کہ اِس باغ مین نقابدار گیا حیران ہو کہ یہ نقابدار کون تھا کہ جو میرے آقا کے نام سے نہ ڈرا آخر نہ چین پڑا پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر مسند پر بیٹھا ہو اور ایک مہ جبین پہلو مین ہو اور ایک نازنین خوش آواز یہ اشعار گا رہی ہو

نظم

گیسوے مشکین رُخِ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

چال لیلیٰ کی کنار جو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کیطرح سے سر و تھرانے لگے

لیکے دل کو چار بوسون پر دیا اِک یار نے
ہنستے یہ بیمار و پڑے ہاتھ چار آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ
دیکھ لے طاؤس کا فر کو تو چلانے لگے

گاہ مستی کی دھڑی ہو گہہ لکھوٹا پان کا
رنگ عاشق سے تمھارے لعل لب لانے لگے

آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا
مر دے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سونگھکر اِک بد دماغی سی ہوئی
یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو
عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آئے وہ گل
کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

عیار بہت عقلمند تھا دیوار سے اُترا کنیزون مین ملکر دریافت کیا کہ حسن آراے شمشیر بن کلاح اِسکا نام ہو کلیم تاجدار کی بیٹی ہو جہانگیر کو شکارگاہ سے لیکر آئی ہو جہانگیر پر عاشق ہوئی اب صحبت مین لیکر بیٹھی ہو مگر عیار نے کنیزون کو دیکھا کہ بہت ناگوار ہوا ہو آپس مین کھسر پھسر کر رہی ہین سب حال بخوبی دریافت کرکے عیار

باغ سے نکلا طرف قلعۂ بیداد کے روانہ ہوا بیداد سرکش کہ عیار کے انتظار میں تھا
جیسے ہی یہ سامنے آیا بیداد نے پوچھا اے سفاک کہو کیا کیا سفاک نے کہا اے پہلوان
دوران میں جہانگیر کو چرالایا تھا مگر سامنے قلعے کے آکر شہر آشوب آرا دختر کلیم
تاجدار مجھسے چھین کر لے گئیں باغ میں لیکر بیٹھی ہیں دونوں خوش ہیں غلام نے سب
کد و کوشش کر کے کل احوال دریافت کر لیا یہ سنکر بیداد سرکش بہت جھلایا کہا اسکا
باپ ہمیشہ مجھسے دبا کرتا تھا اسکی دختر کی یہ مجال ہوئی کہ میرے عیار سے گستاخی کی
ابھی جا کر باغ کو پامال کرونگا اور قیدی کو لے آؤنگا یہ بھی میں نے سنا ہے کہ وہ بہت
حسین و جمیل ہے اسپر بھی قبضہ کرونگا ستر ہزار فوج ساتھ لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف
باغ کے چلا مگر یہی مشہور کیا کہ بیداد سرکش حسن آرا پر عاشق ہوا اسی کو لینے جاتا
ہے ہرکارے کلیم تاجدار کے جو پرانے خبر گیر تھے انھوں نے آکر کلیم تاجدار سے
اطلاع کی کہ بیداد سرکش آپکی دختر کو لینے کو آتا ہے مگر ستر ہزار فوج ساتھ ہے کلیم نے
حکم دیا اسی ہزار فوج تیار ہوئی تخت پر سوار ہوا بیداد آتے آتے جب سامنے
باغ کے پہونچا تو اسی مقام پر اتر پڑا کہا ابتو شام ہوگئی صبح کو باغ میں جاؤنگا مگر
خضاب تیار کرو جوڑا بھاری نکالو کہ معشوق جو دیکھے تو اسکو بھی توجہ ہو کہ
مصاحبوں نے کہا حضور آپکا ایسا جمال ہے کہ دیکھتے ہی عاشق ہوگی پسر حمزہ کو بھول
جائیگی بیداد تو تیاری کرنے لگا خضاب لگایا کپڑے بھاری پہنے تاج زرین سر پر
رکھا ارادہ ہے کہ صبح کو جاؤنگا اس قیدی کو اسی کے سامنے قتل کرونگا اور کہونگا
کہ تجھکو خاتون محل قرار دونگا کل قلعۂ بیداد تیرے قبضے میں رہیگا یہ دیکھ بارگاہ
کے اٹھتے ہوئے ہیں خوشی خوشی تیاری کر رہا ہے کہ نوبت نقارے کی آواز کان
میں آئی باہر نکل آیا دیکھا کلیم تاجدار با فوج جرار آتا ہے یہ سنکر کہا کہ اسکی کیوں شامت
آئی ہے کلیم تاجدار بھی آکر مقابلے میں اترا جانبین میں جب طبل جنگی بجے تو چند کنیزیں
خبر لیکر آئیں اور سامنے مالکہ کے آکر عرض کی کہ بیداد سرکش بالشکر آیا ہے آپکے
باپ با فوج قاہرہ آئے ہیں دونوں طرف طبل جنگی بجے ہیں ملکہ تو گھبرا گئیں مگر

جہانگیر نے کہا کیون اسقدر گھبراتی ہو اگر کوئی تمھارا قصد کریگا تو اوس سے سمجھ لونگا تم مت گھبراؤ وہ خواصین جنکو آنا جہانگیر کا ناگوار ہوا تھا کہتی پھرتی ہین کہ جہانگیر بڑی تلوار برسا رہے تھے مگر فوجون کا تمام سنکر گھبرا گئے مگر وہ خواصین جو کہ موافق ہین وہ کہہ رہی ہین کہ یہ جوان نہایت بہادر ہے اتنی بڑی خبر سنی مگر کچھ انتشار نہین ہے وہان لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بیداد سرکش نے گھوڑا اڑا کا للکار کر آواز دی اے کلیم تاجدار بڑے تعجب کی بات ہے کہ میرا ادا دھوتا نہین قبول کرتے غیر شخص کو گوارا کرتے ہو کلیم تاجدار کو بہت ناگوار ہوا کہ سہر سیداں بیٹی کا نام لیتا ہے تخت سے اترا گھوڑے پر سوار ہوا مقابلہ بیداد مین آیا بیداد نے دیکھتے ہی نیزہ مارا کلیم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بیداد نے جھلا کر نیزہ کلیم تاجدار کا توڑ ڈالا تلوارین کھینچین آخر کلیم ہاتھ سے بیداد سرکش کے زخمی ہوا لوگ کلیم کو پھیر لائے کلیم نے آکر زخم کو باندھا اور یہ کہہ رہا ہے کہ یار و اس مغرور کو جواب دو ہر ایک کو یہ خیال ہے کہ جب خود کلیم زخمی ہوا تو ہم کیا کر سکتے ہین اگر جائین گے تو ہاتھ سے اوسکے قتل ہونگے لاکھ بیداد پکارتا ہے کوئی مقابلے مین نہین آتا کلیم کہہ رہا ہے کہ کیا بدنامی کی بات ہے کہ وہ پکار رہا ہے کوئی مقابلے کو نہین نکلتا ہے آخر وہ آپڑیگا مغلوبہ مین بڑی خرابی ہوگی مگر کنیزون نے یہ خبر سامنے جہانگیر کے بیان کی جہانگیر نے حکم دیا کہ ملکہ ایک مرکب چاہیے ہے کہ مین باہر نکلون اس مغرور کو جواب دون کہ بڑا غرور کر رہا ہے ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار آپ کے دونون دشمن ہین ایسا نہو کہ حضور کی جانب پلٹ پڑین مگر جہانگیر نے جواب دیا کہ جو مجھسے مقابلہ کریگا اوسکو جواب دونگا کنیزون مرکب تیار کر کے لائین شاہزادہ سوار ہوا ملکہ دعائین دینے لگین کہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے دیکھیے ان دشمنون سے کیا گذرے جہانگیر گھوڑا اڑا کر چلے ملکہ پیچھے پیچھے روتی چلین ہر مرتبہ پکارتی ہین کہ اے کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادہ کو مظفر و منصور کرنا

نظم

کجا سکندر و دارا و بہمن و جمشید | کہ نیست نام و نشان زان ہمہ بہ دہر پدید
نہ نیک ماند بہ ملک جہان نہ بد باقی | نہ پاک ماند درین دار بے بقا نہ پلید
بدار دہر امید قیام خویش مدار | کہ فانی است درین باب خانۂ امید
نہ شد زیادہ ز یک ہفتہ اش قیام نصیب | مسافری کہ ز غربت درین سرائے رسید
چو ابر رحمت حق چار سو ہمین بارد | چہ است بندۂ عاصی ز فضل نا امید
چہ انکرد بہ آغاز کار خود کاری چہ | کہ کار بندۂ نادان بہ انتہا ست رسید
کجاست ناظم ہندی کہ نظم نو باشد | پسند اہل بصیرت چو سلک مروارید

تو کلیم تاجدار گھبرا رہا ہے کہ بیدار نے آواز دی ای کلیم میں آتا ہوں اگر یہاں نہ آؤ گے تو میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤ گے بدون قتل کیے ہوئے نہ جاؤنگا کلیم تاجدار گھبرایا کہتا ہے کیوں یارو اگر مغلوب ہوئی تو اس مغرور کو کون جواب دیگا ساتھ والے کہ رہے ہیں کہ فوج تو آپکی بہت زیادہ ہے اگر مغلوب ہوگی تو آپ غالب رہینگے کلیم کہتا ہے کہ یارو وہ خود زبردست ہے ہماری فوج کو شکست ہوگی اگر میں ایسا جانتا تو لشکر کشی کرکے نہ آتا یہ شکست مشہور ہوجائیگی تمام تاجدار اپنے اپنے مقام پر ذکر کرینگے کہ بیدار ادھر کشکر کشی کرکے گیا اور کلیم تاجدار کی دختر کو لیگیا تو کیسی بدنامی ہوگی اس فکر میں کلیم رو رہا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب ششم جہت افروز جہانداری شاہزادہ بے نظیر حسن میں ماہ منیر پشت مرکب پر سوار در باغ سے نکلا للکار کر آواز دی کہ او بیدار بے کیا بیدار ہے اگر تیرے مقابلے میں کوئی نہیں آتا تو کیوں بلبلاتا ہے منم صاحب عظم و شان جہانگیر میں صاحبقران یہ نعرہ کرکے سامنے بیدار کے پہونچے کلیم تاجدار حیران ہوگیا کہ یہ جوان کون ہے جسنے وقت پہ میری مدد کی آکر شریک ہوا مگر معشوق وضع ہے یہ بیدار سے کیا مقابلہ کریگا مگر نہایت جی دار ہے مرد جرار ہے کہ مقابلہ بیدار میں جاتا ہے خداوند اسکو مظفر و منصور کریں کلیم تاجدار تو اس تردد میں ہے مگر شاہزادہ جہانگیر مقابلہ بیدار میں پہونچے بیدار نے جمال بے مثال دیکھا حیران جمال و محو دیدار رہا

دیکھکر کہا اے جوان تو کون ہی مگر جمال دیکھکر دل مین اپنے سمجھا کہ یہ وہی جوان ہی کہ جسکو سفاک گرفتار کرکے لاتا تھا معلوم ہوتا ہی کہ خبر شکست سنکر یہ جوان آیا ہی لیکن میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جہانگیر نے کہا او مغرور کیا حیران حیران دیکھ رہا ہی تو وار کر کہ لطف جرأت ملے تو تو مغلوب کا مشتاق تھا چاہتا تھا آن غریب پر جا پڑون پھر کیون دیر کرتا ہی یہ سنکر بیداد نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اسکا رد کیا اب نیزہ بازی ہونے لگی مگر شاہزادے نے بیداد کو تنگ کردیا ہی ہر مقام پر یہی چاہتا ہی کہ نیزہ اسکا ٹھکر نکال دون بیداد ہٹ جاتا ہی اپنے کو بچاتا ہی مگر جہانگیر نے نیزہ اسکا ٹھکر ایسا تھپیڑا مارا دیا نیزہ جو ہاتھ سے بیداد کے نکلا غصے مین تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا جہانگیر نے وار اسکا خالی دیا برق شمشیر نیام انتقام سے نکلی صاف ظاہر ہوتا تھا کہ لکۂ ابر سے ٹا برق جہندہ چمک کر نکلی للکار کر آواز دی کہ او بیداد ہوشیار ہو جا یہ کہکر ہاتھ اٹھایا بیداد نے گردہ سپر کا سر پہ کھینچا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر جو تلوار گری مع گنبد کے بیداد کے چار ٹکڑے ہوئے بیداد کا مارے جانا کہ فوج کے رنگ کٹ گئے کسی کی یہ لیاقت نہ ہوئی کہ مقابلہ جہانگیر مین آتا ہر ایک کا قول تھا کہ آج وہ شخص مارا گیا جسکا مثل و نظیر نہ تھا ہم لوگ اسکے مقابلے کی تاب نہین رکھتے ملکہ حسن آرا نے بھی دیکھا کہ بیداد مارا گیا کنیزون سے کہا صاحب خدا نے بڑا افضل کیا کہ بیداد سرکش انکے ہاتھ سے قتل ہوا اب خدا انکو بہ فتح و ظفر باغ مین بھیجے کہ مجھکو تسکین ہو مگر شاہزادہ تو میدان مین تھا دو چار آوازین دین جب کوئی مقابلے مین نہ آیا تو گھوڑا اڑاتا ہوا پلٹا سامنے کلیم تاجدار کے آکر سلام کیا کلیم نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی شاہزادے نے فرمایا مین آپ کا تابعدار ہون مجھکو جو معلوم ہوا کہ بیداد بلبلا رہا ہی اور آپ زخمی ہوئے تاب نہ رہی سنکر یہ ہی مددگار رکھا کہ آپ کا دشمن قتل ہوا اب مناسب یہ ہی کہ باغ مین تشریف لے چلیے سب احوال آپ کو ظاہر ہو جائے گا کلیم تاجدار شاہزادے کے ساتھ ہوا ملکہ نے بام سے دیکھا کہ شاہزادہ مع کلیم تاجدار

آتا ہی ایک سفید مولائی اوڑھلی دروازے پر آکر کھڑی ہوئی کہ شاہزادہ مع کلیم تاجدار
اندر آیا کلیم نے جو بیٹی کو دیکھا کہ براے استقبال کھڑی ہو دعاے جان درازی شاہزادہ
کلیم کو ساتھ لیے ہوے محفل مین آیا کل کیفیت عرض کی کلیم تاجدار جرأت و جلالت کو
شاہزادے کی دیکھکر محو دیدار ہو رہا ہی حال سنکر قدمون پر گرا شاہزادے سے کلمہ
پڑھایا کلیم تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور باہر جاکر کل فوج کو مسلمان
کیا تین دن شاہزادہ قلعے مین رہا چوتھے دن فرمایا کہ بھائی صاحب میرے واسطے
پریشان ہونگے اب مین جاؤنگا کلیم تاجدار نے عرض کی کہ غلام ساتھ چلیگا شاہزادے
نے کلیم تاجدار کو ساتھ لیا اور طرف رستم کے کوچ کر دیا یہان صبح کو جو رستم نے
سنا کہ جہانگیر چوری گئے بڑا افسوس ہوا فرمایا کیون سمک بلداقی تمنے نگہبانی
نہ کی کہ میرے قوت بازو کو بچا لیتے سمک نے عرض کی کہ غلام بالکل نہین آگاہ ہوا
چابک کو تلاش کرنے جاتا ہون مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اول چابک پر
کوئی آفت پڑی ورنہ چابک بہت فہیم ہی اپنے آقا کا خیر خواہ عاشق صادق رستم
نے کہا جلد جاؤ اور چابک کو ڈھونڈھکر لاؤ یہان سفاک جو چابک کو درخت
سے باندھ گیا تھا جب صبح ہوئی اور کاہ فروش جنگل مین آئے اور چابک ہوشیار
ہوا بیہوشی اتر گئی کاہ فروشون کو دیکھکر پکارا کاہ فروش بھاگے دور جاکر گھاس
چھیلنے لگے ہر چند چابک پکارتا ہی مگر کوئی قریب نہین آتا سب آپس مین کہتے ہین کہ
آج اس جنگل مین کوئی بھوت پلید آیا ہی کہ ہمکو پکار رہا ہی ہم اسطرف نہ جائینگے
کہ چابک نے سمک کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب ادھر آئیے مین یہان
بندھا ہون سمک نے جو چابک کی آواز سنی قریب آکر کھولا سب حال سمک
سے کہکے کہا معلوم ہوتا ہی مجھکو گرفتار کرکے وہ عیار میری صورت بنکر گیا اور آقا کو
گرفتار کر لے گیا سمک بلداقی چابک کو سامنے رستم کے لایا چابک بہت روتا تھا
اور کہتا تھا کہ اپنی بیوقوفی پر روتا ہون کہ جب وہ عیار گرا تو مین نے کیون نہ
جباب مار اسکا یہ انجام ہوا رستم نے فرمایا جاکر تلاش کرو مجھکو بڑا قلق ہی اگر

قبلہ و کعبہ اگر سنینگے تو فرماوینگے کہ چھوٹے بھائی کی مدد نہ کی مجھکو بڑا حجاب ہوگا یہ سنکر
چالاک نے کہا ای شہریار غلام کو بڑا حجاب ہی کہ عیار کہینگے اپنے آقا کی حفاظت
نہ کی یہ کہکر چالاک روانہ ہو جاؤن یکایک صحرا سے گرد اڑی منقار تیرزن پہلوان
بارہ ہزار فوج سے مقابلہ رستم مین پہونچا ایسا بلبلایا ہوا تھا کہ طبل جنگی بجوا دیا یہان
رستم نے بھی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
مگر چونکہ رستم جانتے تھے کہ دشمن کے ساتھ بارہ ہزار فوج ہی صرف پانچ ہزار فوج
اپنے ساتھ لی اور میدان مین آئے بعد صفوف آرائی منقار میدان مین آیا اور
پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے مرکب نکالا مقابلے مین
منقار کے پہونچے اسنے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اور چند
طعنون کے بعد نیزہ اسکا جیسے ہی نکلا اسنے تلوار کھینچی اور رستم کو دھوکا دیا کہ
آپ کی پشت پر کون ہی رستم پلٹے اسنے ہاتھ مار دیا سر رستم زخمی ہوا سردار رستم
کو پھیر لائے منقار نے پھر نعرہ کیا دو سردار اور آئے انکو بھی زخمی کیا اب کوئی مقابلہ
مین اسکے نہین آتا گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی اور نعرے کر رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ جہانگیر بن صاحبقران گھوڑا اڑائے
ہوئے آتے ہین دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال میدان کارزار مین
گینڈا مہمیز کر رہا ہی وہین سے مرکب کو بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او بے حیا کیون غرور
کرتا ہی جناب قبلہ و کعبہ کے زخمی کرنے پر اسقدر مغرور ہی کہ عقل و فراست سے
دور ہوگیا مین تجھکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہتے ہوئے سامنے منقار کے آئے
منقار نے جو رعب جہانگیر دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا نیزہ مارا جہانگیر کو بڑا
غصہ تھا نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر
روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا کہ منقار کے دو ٹکڑے ہوئے منقار
کو مار کر جہانگیر فوج پر جا پڑے اور پلٹ کر رستم سے کہا کہ آپ تکلیف نفرمائیےگا
رستم کو بہت ناگوار ہوا جہانگیر نے تھوڑے عرصے مین سب کو شکست دی

گھوڑا اُڑاتے ہوے پلٹے آکر رستم کو نذر دکھائی اور یہ کلمہ کہا کہ چونکہ آپ نرخدار
تھے اسوجہ سے غلام نے اُسکو مار لیا رستم کو یہ سب حرکتین ناگوار گذرین خیال ہین
یہ ہی کہ یہ کسی مقام پر پہنچنے تو مین جاکر اُسکو رہا کرون تب اِسکا غرور ٹوٹے اِس خیال
مین بیٹھے تھے کہ عرض ہوئی در دولت پر ایک بادشاہ حاضر ہی خدمت مین آنا چاہتا ہی
رستم نے بلوایا بادشاہ اندر آیا دیکھا ایک بادشاہ سیاہ پوش ہی کئی صندوقچے بھی
جواہر کے اُسنے لاکر سامنے رستم کے پیش کیے عرض کی کہ سامنے کوہ فنا ہی مشہور
ہی کہ کوہ فنا مین طلسم فنا ہی غلام کا نام احمر گلگون پوش تھا جسدن سے فرزند
سے جدا ہوا احمر سیاہ پوش نام رکھا آج خبر سنی کہ فرزند صاحبقران اِس مقام
پر فروکش ہین یہ صندوقچے مملو از جواہر ہین خدمت مین پیش کرتا ہون کہ ملازمان سرکار
کو بطور انعام تقسیم فرمایئے غلام کا فرزند سعید گلگون پوش جو قید ہوگیا ہی اُسکو رہا
کرا دیجیے رستم یہ حال سُنکر خاموش ہوے سوچ رہے تھے کہ اِسکو کیا جواب دون
کہ جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے کھڑے ہوے عرض کی
کہ غلام کو حکم ہو کہ جاکر اِسکے بیٹے کو رہا کردون وہانکے شاہ کو سزا دون رستم کو اور
ناگوار ہوا مگر سوچے کہ اِسکو جانے دو یہ جاکر آفت مین مبتلا ہوگا مین جاکر رہا کردونگا
مگر جہانگیر نے ملک احمر سے کہا کہ چلکر مقام بتا دو کہ مین تمھارے فرزند کو رہا کرلاؤن
شاہزادہ رستم کو یہ بھی ناگوار ہوا برہم ہوکر کہا اچھا بھائی جاؤ اُس بیچارے کی
مشکل آسان کردو احمر سے کہا یہ جواہر ہم نلین گے یہ کہکر صندوقچے پھیر دیے مگر سب سے
زیادہ چابک صبا رفتار خوشیان کر رہا ہی کہ جب آقاے نامدار طلسم فتح کرنے
جاوینگے تو مین بھی جاؤنگا طلسم مین جاکر ہنگامہ ڈالدونگا دیکھو کیا کیفیت کرتا ہون
جلسے کے جلسے جادوگرون کے درہم وبرہم کردون سمک بلدا تی خاموش کھڑا ہی
رستم سے اِشارے سے کر رہا ہی کہ آقاے نامدار انکو روکیے آپ جایئے رستم نے
پکار کر کہا کہ اے یار وفادار مین مطلب تمھارا سمجھا مگر انکو جانے دو انکے بعد مین جاؤنگا
اُس شاہ نے کہا اے شاہزادہ والاقدر اب شام ہوچکی ہی طلسم کی علامت صبح کو معلوم

ہو گی بس یہ کہکر جہانگیر کو سمجھایا ملک احمر بھی بیٹھا مگر منتر چاپک کہ بہت ہی خوش تھا سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

دل کی تڑپ دکھاتی نہین کچھ اثر مجھے
ہنستے ہین بیشتر مرے زخم جگر مجھے
خود گم کریگی یاد کسی کی اگر مجھے
ڈھونڈھیگی بیکسی مری جاکر کدھر مجھے
تمنے جو خط شوق لکھا تھا رقیب کو
وصو کے سے دیگیا ہو وہ اک نامہ بر مجھے
جب آنکھ لگ گئی شب فرقت جگا دیا
سمجھا تھا فتنہ کیا یہ دل فتنہ گر مجھے
کتنا ہو دل کہ ہوتی تھی شب یون وہان بسر
پہلو مین رکھ کے سوتے تھے بار بر بسر مجھے
تقدیر کتنی ہو ابھی لادون جواب خط
تم آپ ہی بناتے نہین نامہ بر مجھے
کیا پاس غیر ہو کہ وہ کہتے ہین او جلال
ملجاؤ اس سے چاہتے ہو تم اگر مجھے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو جہانگیر نے ملک احمر کو ساتھ لیا طرف کوہ کے چلے جب سامنے اُس پہاڑ کے آئے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ اس کوہ کے درے مین جاؤ وہ جوان چلا جیسے ہی سایۂ کوہ مین پہونچا درۂ کوہ کے اندر سے آواز آئی کہ اے عاشق صادق مین خود تیری مشتاق تھی پہلے دو کنیزین آئین انھون نے دو کرسیان بچھائین جیسے ہی گنہگار قریب پہونچا ایک کنیز نے اُس گنہگار کو کرسی پر بٹھایا کہ درۂ کوہ مین روشنی ہوئی ایک نازنین خورشید جمال نکلی دوسری کرسی پر آکر بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا وہ گلابی اور جام لیکر آئین جام لبریز کر کے گنہگار کو دیا وہ جوان بلا تکلف پی گیا پیتے ہی وہ جوان حرکتین خلاف کرنے لگا وہ نازنین منع کرتی ہو مگر اُس جوان نے چاہا کہ گلے مین ہاتھ ڈالکر بوسہ لون کہ اندر سے کوہ کے آواز آئی او جوان خبردار بوسہ نہ لینا اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا اور بوسہ لے لیا ایک زنگی اندر سے نکلا تلوار چمکاتا ہوا للکارتا ہوا کہ او نامرد اٹھ تو بھی وہ جوان بھی اُٹھا کہ زنگی نے ہاتھ مارا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا بعد تھوڑی دیر کے آسمان سے ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا لاشہ اُس جوان کا اُٹھا کر لے گیا ملک احمر نے کہا او شہریار یہی ساتھ

میرے فرزند پر گذرا میں مایوس تھا کہ فرزند میرا مارا گیا مگر نجومیوں نے مجھسے بیان
کیا کہ طلسم کا یہی طریقہ ہو وہ جوان زندہ ہو جہانگیر یہ دیکھکر خود ڈرے مگر چاپک ساتھ
ہو ملک احمر دیکھ رہا ہو کہ جہانگیر جو سایۂ کوہ مین پہونچے ایک جوان کوہ سے نکلا آتشین
نفیر بجائی وہی دو کنیزین کرسی لیکر آئین لاکر بچھا دین جہانگیر و چاپک بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے وہی نازنین آئی تیسری کرسی اوپر بچھگئی ایک جام اُسنے جہانگیر کو پلایا اور ایک
چاپک کو دیا چاپک نے ہاتھ باندھکر کہا اے آقاے نامدار آپ اس مہ جبین پر
نگاہ نہ ڈالیے جہانگیر نے کہا او بے ادب دیکھتا ہو کہ وہ مجھسے میل کر رہی ہو تو ایسا کلمہ
کہتا ہو چاپک نے نیچہ کھینچا جہانگیر نے اُٹھکر ایک ہاتھ مار دیا کہ چاپک کے
دو ٹکڑے ہوے کہ اندر سے آواز آئی او جوان تونے اسکو کیوں مارا وہی
زنگی نکلا اُسنے جہانگیر کو قتل کیا دونوں لاشے پڑے تڑپ رہے ہین کہ دو شہری
پنجے آسمان سے گرے دونوں لاشے اُٹھالے گئے ملک احمر وغیرہ روتے ہوے
پلٹے جہانگیر و چاپک بعد تھوڑی دیر کے جو ہوشیار ہوے دیکھا چند زنگی ہمکو ساتھ
لیے ہوے جاتے ہین جہانگیر نے چاپک سے کہا کیون او بے ادب تونے
بڑا ستم کیا کہ میری معشوقہ پر نگاہ ڈالی چاپک نے کہا اے آقاے نامدار اب کچھ
نہ فرمایئے یہ مفسدۂ طلسم تھا اب اپنی رہائی کی فکر کیجیے جہانگیر نے کہا پروردگار
رہا کرائیگا کہ سامنے ایک دروازہ شہر کا معلوم ہوا وہ زنگی شاہزادے کو لیے
ہوے شہر مین آئے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد ہر دکاندارون نے جو جہانگیر کو
دیکھا اپنی اپنی دکانوں سے اُٹھ اُٹھکر سلام کرنے لگے اور زنگیون سے پوچھتے
تھے کہ یہی جوان طلسم کشا ہو زنگی کہتے تھے کہ یہ جوان طلسم کشا تو نہین ہو لیکن بڑا
بہادر ہو ہمنے اسکو بمشکل گرفتار کیا اب اوبارشاہ کے پاس لیے جاتے ہین
کہ مالک دربند اول ہو وہ انکو سزا دیگا تب انکے احوال کھلیگا وہ زنگی شاہزادے کو
لیے ہوے ایک دربار مین آئے دیکھا ایک بادشاہ سیر تخت پر بیٹھا ہوا ہر کرسی
ہزار جوان گرد اُسکے بیٹھے ہین جہانگیر نے آتے ہی مثل اہل اسلام صاحب سلامت

کی ساحر بگڑنے لگے بادشاہ نے کہا تم سب خاموش رہو مین اسکو سزا دیتا ہون کتاب سوانحات تو لاؤ ایک وزیر جاکر کتاب لایا بادشاہ نے کتاب کو دیکھکر اپنے زانو پر ہاتھ مار لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا یہ جوان طلسم کشا ہی اسکا قتل ہونا دشوار ہی مگر جلاد کو بلاؤ ایک زنگی تلوار کھینچے ہوئے آیا اُسنے آکر گردن پر شاہزادے کی کوئلے کا خط دیا شلتگین لگانے لگا بادشاہ نے کہا کیون دیر کرتا ہی اسکو جلد قتل کر جلاد نے چاہا ہاتھ مارے شاہزادہ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

خداوندا دو عالم را تو خلاق
کریم و باسط و فتاح و رزاق

خدا را می پرستند جملہ عالم
شب و روز و صباح و شام و اشراق

خدا را و بہر وقت و بہر حال
کشادہ بر جہان ابواب ارزاق

تعلق دین سنید ار دبہ دنیا
کہ با حق غیر حق را نیست الحاق

منہ بیرون ز صدق و راستی پا
کہ باشی بہر دیگر خلق مصداق

ز نا پرہیزی ای دانا بپرہیز
کہ باشی تند رست و چابک و چاق

شاہزادے نے بیقرار ہوکر دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک نازنین تخت اُڑاے ہوئے آتی ہی دربار نے کہا لو یارو ملکہ ماہ رخسار آتی ہین سب ساحر کھڑے ہوگئے وہ نازنین آکر اُتری بادشاہ نے فرزند کہکر گلے سے لگا لیا ملکہ ماہ رخسار تخت پر بیٹھی پوچھا ای والد تاجدار آج کیا ہنگامہ ہی صبح کو جو مین اُٹھی طائرون نے بہت غلغلہ کیا اور ایک طائر نے کہا کہ دربار مین باپ کے جلد جایئے تو آپ کو حال معلوم ہوا بادشاہ نے کہا ای نور نظر یہ جوان جو سامنے بیٹھا ہی مع عیار آیا ہی کتاب سوانحات مین لکھا ہی کہ یہ جوان طلسم کشا ہی تو مین اسکو قتل کرتا ہون کہ نام طلسم کشا پردہ دنیا سے مٹ جائے نہ طلسم کشا زندہ ہوگا نہ طلسم فتح ہوگا ماہ رخسار نے سر اُٹھاکر جو جمال بے مثال جہانگیر دیکھا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا دیکھا ایک جوان حسین و جمیل غزال چشم شیر خشم بیٹھا ہوا

زنجیر مین ہلا رہا ہی ماہ رخسار جمال دیکھکر بیہوش ہوگئی اوبارشاہ رونے لگا کہا کہ
میری نور نظر کو کیا ہوا تلوے سہلائے گلاب و کیوڑہ چھڑکا تب ماہ رخسار کو ہوش
آیا آنکھ کھولتے ہی طرف جہانگیر کے دیکھنے لگی اوبارشاہ نے پوچھا ای نور نظر خیر تو
ہی ماہ رخسار نے کہا ای والد تاجدار مین نے کبھی اسطرح قیدی کو نہین دیکھا تھا
اس حال مین دیکھکر دل بیقرار ہوگیا اسی وجہ سے غش آیا آپ اسکو قتل نہ کیجیے مجھے
عنایت فرمائیے کہ مین باغ مین لیجا کر بدعت سے اسکو قتل کرون کہ اسکو بھی مزہ ملے
اور معلوم ہو کہ یہان آنے سے کیا نفع ہوا ارادہ طلسم کشائی رکھتے تھے آخر تڑپ
تڑپ کے مرے تیسرے دن اسکی لاش بھیجونگی پہلے دن ہاتھ قلم کرون پھر پانون
کاٹون جب یہ صدمہ اٹھا چکے تب سر کاٹون اور یہ بہتر نہین ہی کہ آج ہی اسکو قتل
کرڈالیے اسکو صدمہ کیا ہوگا جو شخص ایسا ہو کہ جس سے خوف جان و مال ہی اسکو
تڑپا کر قتل کرین کہ یہ بھی یاد کرے کہ طلسم کشائی کا مزہ پایا اوبارشاہ نے کہا بیٹا
لیجاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ اگر یہ زندہ رہا تو سب اہل طلسم مردہ ہین اور یہی لکھا
ہی کہ اس جوان کو موت نہین ہی مین یہ چاہتا ہون کہ سر اسکا مجھکو ملے تو خدمت
شاہ طلسم مین بھیجون انھون نے بھی اس سال لکھا تھا کہ زمانہ انتشار ہی اور آمد
طلسم کشا کی دمعوم ہی ہمکو بخوبی معلوم ہی طلسم کی حفاظت کرو جو اس ارادے سے
آئے اسکو قتل کرڈالو ماہ رخسار نے کہا ای والد تاجدار آپ مجھکو کیون اسطرح
سمجھاتے ہین جیسا مین نے عرض کیا وہی کرونگی تیسرے دن سر بھیجدونگی یہ کہکر کنیزون
سے اشارہ کیا کنیزون نے جہانگیر و چاپک کو تخت پر ڈالا کہا تم انکو لیکر چلو مین
بھی آتی ہون جب چلنے لگی تو باپ سے پوچھا کہ کیون والد اگر کوئی طلسم کشائی کا
ارادہ کرے تو کیا تدبیر کرے اوبارشاہ نے منھ پھیر لیا کہا ای نور نظر خبردار ایسی
بات پھر نہ پوچھنا ماہ رخسار خاموش ہوکر روانہ ہوگئی باغ مین آکر جہانگیر اور
چاپک کی قید کاٹی کہا ای شہریار آپ کا حسب و نسب کیا ہی جہانگیر نے کہا میرا
جہانگیر نام ہی فرزند صاحبقران ہون ملکہ خوش ہوگئین کہا ای شہریار در حقیقت

ساحری نامے میں بھی یہی لکھا ہو کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ہوگا چالاک کہ رہا ہو کہ
اے شہریار فنا ہی طلسم کی تدبیر کیجیے جہانگیر فرماتے ہیں کیا میں غفلت کرونگا کیون اے
ملکہ ماہ رخسار اب کیا کرنا چاہیے چالاک باغ میں ٹہلنے لگا ماہ رخسار نے کہا اتنا
جانتی ہون کہ اگر اظلم جادو قتل ہو تو راستہ کھلے لیکن آپ بیٹھیے میں تدبیر کرونگی یہ کہکر
کنیزونکو اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز سامنے آکر حاضر ہوئے
ایک کنیز خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی نظم

دکھا کے زلف جو کل شب کو وہ روانہ ہوا
اندھیری گور کی صورت غریب خانہ ہوا

ہمیشہ تنگ قفس میں رہے وہ بلبل ہون
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا

ہمیشہ آفت صرصر ہمین پر آیا کی
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپر آشیانہ ہوا

فراق چشم میں آنکھیں ہوئین ہماری کور
اک آنسوؤنکے بہانے کا بھی بہانہ ہوا

قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو
صدا جرس کی سُنی قافلہ روانہ ہوا

شاہزادہ بیٹھا سُن رہا ہی چالاک سامنے ٹہل رہا ہو کہ زمین شق ہوئی ایک جادوگر
نکلا اُسنے چالاک کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ اے ماہ رخسار تمنے غضب کیا کہ دشمن شاہ طلسم
کو اپنے گھر میں جگہ دی چالاک کو لیکر چلا ماہ رخسار نے بھی سحر کیا مگر اظلم نہ رُکا
اور چالاک کو لے گیا ایک پہاڑ پر لاکر ٹھہرایا چالاک رونے لگا اظلم نے
پوچھا کیون روتا ہو چالاک نے کہا اپنی تقدیر کو روتا ہون اظلم نے پوچھا آخر
مطلب تو کہو چالاک نے کہا میرے پاس کچھ جواہرات ہو وہ لے لو مجھکو رہا کردو
اظلم سوچا کہ اسکا مال اگر لے لونگا تو کون پوچھیگا چالاک نے کمر سے ڈبیہ نکالی
اظلم کو دی اظلم نے پوچھا اس میں کیا ہو چالاک نے کہا اس میں تمھاری موت ہی
یہ کہکر چالاک بہت ہنسا کہا اسکو کھولکر دیکھیے آپ کو معلوم ہوگا اظلم جادو نے
جو وہ ڈبیہ کھولی بیہوشی اُڑی اظلم جادو بیہوش ہوکر گرا چالاک نے خنجر مارا کہ
شکم چاک تصہ پاک ہوا اظلم کو مارکر اظلم کی شکل بنا اور کوہ سے اُترا ملازمان
اظلم جو پہرہ رہے تھے ان سب نے آکر سلام کیا چالاک نے کہا تخت لاؤ تخت آیا

اظلم نقلی نے کہا تم سب میرے ساتھ چلو اب تخت پڑھتا جاتا ہوا در ملازم آسنے
جاتے ہین سب ملازمون کا مجمع ہو پوچھ رہے ہین کہ اوا فسر تم پر اسکے گرفتار ہی طلسم کشا
گئے تھے چابک نے کہا مین فکر مین گیا تھا مگر طلسم کشا کو نہین پایا سب کے نام باتون
مین دریافت کر لیے اس دھوم سے چابک قلعے مین آیا کہ سب دو رکا ندار سلام
کر رہے ہین سب کا سلام بندگی لیتا ہوا دربار مین آیا تخت پر بیٹھا امورات ضروری
دیکھا کیا رات کو سویا صبح کو تخت پر آیا بیٹھکر رونے لگا سرداروں نے پوچھا آقا کیون
روتے ہو چابک نے کہا مین نے رات کو خواب دیکھا کہ پوسنے دو سو خداوند جمع
مین بصورت ہائے مختلف کوئی گدھے کی شکل پر کوئی ہاتھی بنا ہوا ہو کوئی گھوڑا مگر
لنگڑاتا ہوا اس صورت مین سب آکر جمع ہوے مجھسے کہا ای اظلم اب زمانۂ انقلاب
ہی تمکو مناسب یہ ہو کہ اپنی جان بچاؤ اپنے قلعے کی خیر مناؤ سب کو مسلمان کر وہین نے
قدرت سے بہت عجز کیے کہ آپ کا پیرا نا مذہب مثنا ہو لات و منات بہت روئے
اور کہا کہ ایسا وقت خلاف ہو کہ ہم خود تمکو ہدایت کرتے ہین کہ اطاعت اسلام
قبول کرو مین نے قدرت سے اقرار کر لیا ہو لہذا تم سب صاحب بدل اطاعت
کرو آمد طلسم کشا کا انتظار کرتے رہو جب طلسم کشا آئے تو اسکے ساتھ ہوکر رہبری
کرو فنا شاہ جو بادشاہ طلسم ہو اسکے قتل کی جستجو کرو تب جان بچیگی یار و صاف
صاف یہ ہو کہ اپنی اگر زندگی ہو تو سب زندہ ہین اگر خود مردہ ہوے تو گویا جہان
مردہ ہو سب نے کہا جو آپ کی راے ہو چابک نے سب کو مطیع اسلام کیا اور
کہا قلعے کے پھاٹک پر لکھدو کہ قلعہ اظلم اسلام آباد ہو کوئی غیر ساحر یہان نہ آئے
ہم انتظار مین طلسم کشا یعنی شاہزادہ جہانگیر کے ہین ادھر جب اظلم جادو چابک کو
لے گیا تو ملکہ نے کہا ای شہریار اب اظلم جاکر والد تاجدار سے اطلاع کریگا وہ ضرور
فساد برپا کرینگے لہذا اب یہان سے نکل چلیے جہانگیر نے کہا مین فکر مین ہون کہ
تمہارے باپ کو قتل کرون یہان سے جانا نہین گوارا کرتا ہون ملکہ نے بہت
کہا مگر شاہزادے نے نہ قبول کیا وہان چابک نے جب دیکھا کہ سب سردار بدل

مطیع ہو چکے تو دیکھکر کہا یارو میرا ارادہ یہ ہی کہ چلکر بادشاہ ورہیند اول کو سمجھاؤن اُسکو
بھی مطیع کرون کہ اُسکی جان بچے اگر اُسنے میرا کہنا مان لیا تو بہتر ہی اگر اُسنے کہنا نہ مانا تو مین
اُس سے جنگ کرونگا سب نے کہا جو سرکار کی خوشی ہو وہی کیجیے ہملوگ آپکے ساتھ
ہین جس سے جنگ کیجیے گا اُس سے جنگ کرینگے کسی بات مین کمی نہ کرینگے سبکو خوب
سمجھا کر چابک چلا ستر ہزار ساحر ساتھ تھے بعد قطع منازل و طی مراحل قریب قلعے کے
پہونچا ادبار شاہ کو اطلاع ہوئی کہ اظلم جادو مجھپر لشکر کشی کرکے آیا ہی حیران ہی کہ کیا
سبب ہی کہ اظلم تو خیر خواہ ہی یہ بھی خبر سنی تھی کہ اُسکا ارادہ ہی کہ طلسم کشا کو ڈھونڈھکر قتل
کرون یہان ملکہ ماہ رخسار نے تیسرے دن سر جہانگیر روانہ کیا ایک راہ گیر کو رستہ
سے پکڑ لائے اُسکو بشکل جہانگیر بناکر سر اُسکا روانہ کیا ادبار شاہ بہت خوش ہوا
سر اُسنے در قلعہ پر لٹکا دیا اُسکے بعد خبر ہوئی کہ اظلم جادو آیا ہی ادبار شاہ بھی نکلا اور
آپس مین طبل جنگی بجے رات کو چابک اکیلا اُٹھا اور لشکر ادبار شاہ مین آکر پوچھا
ادبار شاہ کہان ہین لوگون نے کہا بارگاہ مین بیٹھے ہین چابک بلا توقف اندر آیا
ادبار شاہ نے جو اظلم کو دیکھا کھڑا ہو گیا کہا اظلم یہ کیا سرکشی ہی کہ لشکر کشی کرکے آئے
ہو چابک نے کہا اے ادبار شاہ میرے خواب مین سب خداوند آئے اور فرما گئے
کہ اپنی جان بچاؤ مسلمان ہو جاؤ مین اسی واسطے تمپر لشکر کشی کرکے آیا ہون مناسب ہی
کہ طلسم کشا کا ساتھ دو ادبار شاہ نے کہا اب طلسم کشا کہان ہی طلسم کشا تو مارا گیا غرض
چابک نے کہا اگر اس حال مین طلسم کشا زندہ نکلے تو آگاہ ہو کہ مذہب بھی اُسکا صحیح
ہی ادبار نے کہا مین کیونکر کہون کہ وہ زندہ ہین چابک نے کہا ہم تمھین زندہ دکھا دینگے
ادبار شاہ نے کہا اگر مین طلسم کشا کو زندہ دیکھون تو اُسکے مذہب کا اعتقاد کرون اور
اطاعت بھی اُسکی قبول کرون چابک نے ہاتھ بڑھایا کہ پختہ وعدہ کیجیے اُسنے ہاتھ پر
ہاتھ مارا اقرار کامل کیا چابک وعدہ لیکے وہان سے نکلا دوڑا ہوا باغ ملکہ مین
آیا شاہزادے نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بے قرار ہو کر اُٹھے چابک کو گلے سے
لگا لیا فرمایا اے یار اور کہان تھے چابک نے سب حال بیان کیا کہ غلام نے ستر ہزار

ساحر مسلمان کیجے اب تشریف لے چلیے ادبار شاہ سے ملاقات کیجیے شاہزادہ جہانگیر
دربار مین ادبار شاہ کے پہونچے ادبار نے جو جہانگیر کو دیکھا بے اختیار اُٹھکے
کہا حضور آپ کیونکر بچے جہانگیر نے کہا میری قضا نہ تھی خدا نے بچایا چاپک نے
کہا ای ادبار شاہ تمنے ظہور مذہب اسلام دیکھا کبھی لات پرستون مین بھی اسطرحکا
اتفاق ہوا ہی ادبار شاہ نے اُٹھکر جہانگیر کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کرتا تھا
ای شہریار حقیقت مین آپ طلسم کشا ہین مگر ایک مقدمے مین حیران ہون کہ آپ
کیونکر بچے جہانگیر نے کہا یہ بھی حال مفصل معلوم ہو جائیگا کیون گھبراتے ہو یہ
کہکر جہانگیر روانہ ہو گئے مگر چلتے وقت چاپک نے کہا ای شہریار ہوشیار رہیے گا
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ادبار شاہ کو بہت ناگوار ہوا ادہر پلٹ کر دیکھا کہ ایک
ساحر ایک گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی چاپک نے ادبار شاہ سے پوچھا کہ یہ ساحر
جو گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی یہ کون ہی ادبار شاہ نے کہا سرخ فام جادو اسکا
نام ہی اسکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہی کہ جاکر ادبار کی مدد کرو تو یہ سحر تیار کر رہا ہی
یقین ہی کہ لشکرون پر آگ برسائے چاپک نے کہا بس جاہیے سمجھ مین آگیا جہانگیر
تو طرف باغ کے روانہ ہوے مگر ادبار شاہ نے کہ اسکو طرف سے بیٹی کے شک ہوا
تھا ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاکر باغ مین ماہ رخسار کے دیکھو کہ بیٹی میری کیا کرتی
ہی یہان چاپک نے جہانگیر کو رخصت کر کے اپنی صورت بشکل ادبار بنائی
سامنے سرخ فام کے آیا سرخ فام نے کہا ای ادبار شاہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی
کہ طلسم کشا جہان ہوگا وہ جلا آئیگا چاپک نے کہا مین اسواسطے آیا ہون کہ
تم جب سے آئے ہو تمنے شراب نہین پی ایک جام شراب میرے ہاتھ سے پی لو
تب سحر تیار کرو یہ کہکر جام بھرا سرخ فام نے سلام کر کے جام پی لیا جام پیتے ہی
گھبرایا چاپک نے پوچھا کہ کیون گھبراے ہوے ہو سرخ فام نے کہا ای شاہ
مجھکو پسینہ چلا آتا ہی چاپک نے کہا ذرا اُٹھ کھڑے ہو ہوا لگے تو پسینہ خشک ہو
سرخ فام اُٹھا لڑکھڑا کر گرا چاپک نے اسکو خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا

مار کر اُسکو چالاک تو بھاگا مگر بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرخ فام
جادو بود اد بادشاہ نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر اُٹھا اُس مکان مین آیا دیکھا لاشۂ
سرخ فام پڑا ہی اد بادشاہ نے اپنا منھ پیٹ لیا اور اپنے سردارون سے آکر
کہا کہ لو صاحبو غضب ہوا کسی نے سرخ فام کو بھی مار ڈالا اظلم جادو ٹھیک کہتا
تھا کہ اب یہ طلسم نہ بچیگا جسکا سر مین نے کنگرۂ قلعہ پر رکھا اُسکو زندہ دیکھا کہ اِسی
عرصے مین وہ ساحر پلٹ کر آیا جسکو برائے خبر ماہ رخسار بھیجا تھا اُسنے جا کر یہ دیکھا
کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہین گانا ہو رہا ہی جام گردش مین ہی ملکہ و کنیزین عیش کی کوشش مین ہین
ساحر نے آکر اد بادشاہ سے بیان کیا کہ ملکہ کے باغ مین کوئی نہین ہی اد بادشاہ
بہت حیران تھا کہ جہانگیر کیونکر بچا مگر اظلم کا کہنا قبول کر چکا ہون صبح کو اُسی سے
ملجاؤنگا یہ سوچکر خاموش بیٹھا سردارون کو اپنے سمجھا رہا ہی کہتا ہی کہ یارو اظلم نے
ٹھیک کہا اب مذہب قدیم چھوڑو شریک طلسم کشا ہو صبح کو جو لشکر میدان مین آئے
اظلم نقلی تخت پر سوار آگے آگے فوج کے جہانگیر بن صاحبقران ستر ہزار ساحر
پشت پر اد بادشاہ نے اظلم کو سلام کیا کہا ای نظر کردۂ بزرگان ہم تمھارے
سننے کے قابل ہوئے اظلم نے کہا ملک الموت کہتے تھے کہ مین نے سرخ فام
کی بھی روح قبض کی اد بادشاہ نے کہا حقیقت مین سرخ فام مارا گیا مگر قاتل
اُسکا ثابت نہ ہوا اظلم نے کہا جب قدرت خود مٹا رہے ہین تو کون اُنکو روک
سکتا ہی اسی وجہ سے فرما گئے کہ بندے ہمارے زندہ رہین اگر ہمپر لعنت کر ینگے
تو نام تو زبان پر آئیگا جو شوالہ دیکھین گے تو یہ تو کہین گے کہ سامری و جمشید یہان
رہتے تھے اد بادشاہ بھی جب مطیع و منقاد ہو چکا تب چالاک نے پکار کر آواز
دی کہ کیون صاحبو پہچانا سب نے کہا آپ ہمارے آقا ہین چالاک نے کہا آگاہ
ہو کہ آقا تمھارے مارے گئے مین ہون مہتر چالاک صبا رفتار فرزند عمرو
نامدار شکر ہی پروردگار کا کہ تم سب بدل و جان مطیع اہل اسلام ہوئے ہوا سیا
مین نے اپنے کو ظاہر کیا یہ کہکر تخت سے اُٹھا صورت اصلی سب کو دکھائی سبنے

پہ خوشی قدموں کو بوسہ دیا اور جہانگیر کے گرد پھرے عرض کی حقیقت میں حضور کے عیارنے بڑا کار نمایان کیا ہم سب اسی کے کہنے سے مطیع ہوے اب جہانگیر مقام صدر پر بیٹھے اور یار شاہ نے عرض کی اب حضور کو مناسب ہو کہ آپ صحراے عشرت خیز مین جائین وہان سے لوح محفوظ ملیگی جب لوح محفوظ دستیاب ہو آسکے بعد لوح طلسمی کی فکر ہو آپ صاحب اقبال ہین ہرچند کہ عشرت خیز جادو بلاے روزگار ہو مگر یقین کامل ہے کہ آپ کا داخلہ ایسے لطف سے ہو کہ فنا شاہ کو بھی معلوم ہو کہ طلسم کشا تشریف لائے اسنے طلسم مین بڑے لطف سے حکومت کی ہے جہانگیر اپنے مقام سے اٹھے چالاک اٹھکر قدموں سے لپٹ گیا کہ مین بھی حضور کے ساتھ چلونگا جہانگیر نے کہا یہ تو مخالفت ہے کہ دوسرا شخص ساتھ ہو چالاک نے کہا غلام دور دور رہیگا اتنا مجھکو ثابت ہونا رہے کہ حضور پر کیا گذری شاید مجھسے کوئی تدبیر بن پڑے جہانگیر آگے آگے چالاک دور دور رکر دیکھتا ہے کہ آقا جاتے ہین جب جہانگیر سرحد لشکر سے نکلکر ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ وہ صحرا نہایت سرسبز و شاداب ہے سب نخل سبز پوش ہین عندلیبان چمن کا پہلو سے گل مین جوش وخروش ہے ہر طرف سے یہی آوازین آتی ہین

نظم

اُس لب پہ الٰہی مرے مرنیکی دعا ہو
جس منھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو
احسان ہو اُسکا ترے در پر جو گرا دے
سینے مین فقط یار کا دم بھرتی رہی سانس
آتی ہی یہی بنکے مرے گھر شب فرقت
دل مانگتے ہین منھ سے مگر کچھ نہین کہتے
سنتا نہین فریاد جو کرتا ہون بتونکی
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی
رہ سکتے نہین غیر کے دلین بھی وہ چھپکر

مین سنتے کہون کو سنے والے کا بھلا ہو
شکوہ وہ کرے پھر تو مین اُس سے گلا ہو
ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو
تار ایک ہو بس ایک ہی ہی آئین صدا ہو
آفت ہو تو ٹالے کوئی رد ہو جو بلا ہو
انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
اللہ بھی اُنپر کہین عاشق نہ ہوا ہو
اندیشہ ہو کچھ یار کو جا کر نہ بھرا ہو
مین ڈھونڈ نکالون جو مری آہ رسا ہو

کیا جانے کہان تھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم — کہدینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو
کیا عشق کی سرکار مین ڈھونڈھو تو نہ نکلے — جو دکھ مجھے آرام دے جو درد دوا ہو
بیباک ہی ہونا نگہ یار کا اچھا — ملتی ہی جلال آنکھ وہ کب جبین حیا ہو

جہانگیر سیر دیکھتے ہوئے ایک محل کے سامنے ہین کھڑے ہین کہ دیکھا چند حبشنین
ایک بارگاہ لیکر آئین اسی صحرا مین استاد کی بعد تھوڑی دیر کے غول کے غول
اور رغنٹ کے غنٹ نازنینان مہ جبین و کنیزان مہ تمکین آکر پہونچین چند نے آکر
جہانگیر کو سلام کیا اور کہا حضور یہان کیون کھڑے ہین بارگاہ مین تشریف لیچلیے
ملکہ عشرت خیز کی آمد ہی ہی فرمایا تھا کہ طلسم کشا کو بہ آرام بٹھانا تم لوگون کو بھی
معلوم ہو کہ ہم طلسم کشا کی بہتری چاہتے ہین جہانگیر ان کنیزون کے ساتھ بارگاہ
مین آئے آکر مقام صدر پر بیٹھے کنیزین عہدے لیے ہوے حاضر خدمت ہین
وہ سب یہ کہتی ہین کہ اب ملکہ آتی ہونگی جہانگیر حیران ہین کہ دیکھیے عشرت خیز سے
کیا گذرتی ہی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ چند کنیزون نے عرض کی وہ سامنے دیکھیے
ابر آتش فشان پیدا ہوا ہماری ملکہ آتی ہین وہ ابر قریب بارگاہ آکر برسا اور
پھٹا دیکھا تخت پر ایک نازنین چہاردہ سالہ بتکلف سوار ہی اور سحر کرتی ہوئی
آتی ہی کنیزون نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو ملکہ کا استقبال کیجیے جہانگیر نے کہا
مجھے کیا ضرورت ہی کہ ساحرہ کا استقبال کرون کہ وہ تخت زمین پر اترا در بارگاہ
پر عشرت خیز ٹھہری کنیزون سے پوچھا طلسم کشا بڑا مغرور ہی کنیزون نے کہا نہین
حضور غرور کا تو انکے سامنے ذکر نہین بڑے خلیق و حلیم ہین جب سے ہملوگ خدمت
مین آئے یہی فرمارہے تھے کہ ملکہ کے تشریف لانے مین کیا دیر ہی ہملوگ عرض
کر دیتے تھے کہ تشریف لانا چاہتی ہین جب استقبال کو کہا تو یہ فرمایا کہ مجھے
کیا ضرورت ہی کہ مین ساحرہ کا استقبال کرون عشرت خیز نے کہا تملوگ سحر کے
گرفتار کر لو مین سامنے نہ جاؤنگی ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو غرور رہے کنیزون نے
عرض کی حضور کوہ نیرنگ پر چلیین ہم طلسم کشا کو لیکر آتے ہین عشرت خیز

تخت پر سوار ہوکر طرف کوہ نیرنگ کے روانہ ہوگئی مگر چالاک دور سے دیکھ رہا ہے
کہ آقا ہمارے فلان بارگاہ مین گئے ہین نہین معلوم کیا کر رہے ہین طرف اُسی بارگاہ
کے چلا ایک کنیز کو نقرہ دیکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اندر آیا دیکھا شاہزادہ مسند پر
بیٹھا ہوا اور کنیزین شراب درست کر رہی ہین اُسمین بیہوشی ملاتی ہین چالاک بھی اُنکے
ساتھ شریک ہوا اور سے واقع بیہوشی ملا دی کنیزون نے جام بھر کر سامنے شاہزادے
کے کیا جہانگیر نے وہ جام پیا اور گلابیان جو رکھی تھین چالاک اُنکے قریب
گیا اور سب مین بیہوشی ملا دی کہا صاحبو تملوگ بھی پیو اب طلسم کشا نوش فرما چکے
کنیزین بھی شراب پینے لگین تھوڑے عرصے مین سب پی کر بیہوش ہوئین چالاک
نے جہانگیر سے کہا غلام آپ کا حاضر ہے اب کسی کی صورت پر طرف کوہ کے چلیے
مین اُن سب کو ہوشیار کر دون یہی سب آپ کو لے چلین گی جہانگیر نے چالاک
کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے چالاک تمنے خوب بچایا مگر نہین معلوم کوہ نیرنگ کون
مقام ہے چالاک نے کہا جب تشریف لے چلیےگا تب معلوم ہو جائیگا شاہزادے
نے کہا جس صورت پر چاہو مجھکو بنا لو اُن سب کنیزون کی افسر گلپوش تھی اُسکی
شکل جہانگیر کو بنایا اور گلپوش کو ایک صندوق مین بند کر دیا سب کو ہوشیار کیا
سب ہوشیار ہوکر اُٹھین حیران حیران کہتی تھین کہ کیا سحر کہ ہوا کہ ہملوگ بیہوش
ہوگئے باہم سب نے کہا کوہ نیرنگ پر چلو مگر طلسم کشا کہان گیا چالاک نے کہا
جب تم لوگ بیہوش تھے تب طلسم کشا نکلگیا اب چلکر ملکہ سے اطلاع کرو کہ طلسم کشا
گرفتار نہین کیا گیا لہذا وہین سب حال کھلجائیگا ملکہ طلسم کشا کو بلوا لینگی سب نے
کہا ملکہ گلپوش تخت پر سوار ہون تو ہم تخت لے چلین مگر کنیزین بڑا افسوس کر رہی
ہین اور کہتی ہین کہ ہمسے بڑی غفلت ہوئی کہ طلسم کشا نکل گئے گلپوش کو تخت پر
سوار کر لیا اور چالاک بھی ایک کنیز کی صورت پر حاضر خدمت ہے تخت اُڑتا
ہوا چلا مگر رستے مین بعد جانے جہانگیر کے سمک سے فرمانے لگے کہ جہانگیر کے
مزاج مین غرور ہے اے سمک میرا ارادہ ہے کہ جا کر اُنکو قید سے رہا کرون علامت وا

انکھولے گئے ہین جاکر خبر کیا ہوگا مین ایسے وقت پر پہونچون کہ جاکر رہا کر دون
تب سارا غرور نکلجائیگا یہ کہکر سوار ہوے سمک نے عرض کی کہ یہ مقدمۂ طلسم ہی
اگر ذرا بھی فرق پڑیگا تو اور مقام پر پہونچیے گا رستم نے جھلا کر جواب دیا کہ تجھے
اس مین کیا دخل ہی یہ فرماکر سوار ہوے سمک بھی پیچھے پیچھے رستم کے ساتھ چلا
مگر سوچ رہا ہی کہ شاہزادہ بے قاعدے جاتا ہی دیکھیے کہان پہونچتے اگر رستم جو
صحرا مین آئے جو درخت سامنے ملا اُسکو قلم کیا سامنے سے پہاڑ کے بیچے ہوے
جاتے ہین ایک نخل کلان چنار کا تھا رستم نے اُسکو بھی قلم کیا جب نخل گرا تو وہان
ایک غار تھا دیکھا ایک شیشہ رکھا ہوا ہی اُسپر موم کی ڈانٹ مضبوطی سے
لگی ہی ایک مار سرخ اُس شیشے مین بیٹھا ہی جیسے ہی رستم کو دیکھا فریاد کرنے لگا
کہ ای شہریار شیشہ نہ توڑیے گا ڈانٹ کھولیے تو مین نکل آؤن رستم نے ڈانٹ
کھولی وہ مار سرخ تڑپ کر نکلا زمین مین گر کر غلطان مارنے لگا بعد تھوڑی دیر
کے رستم نے دیکھا ایک جوان خوشرو تاج شہریاری سر پر مگر چہرہ اُداس سامنے
کھڑا ہی رستم کو دعائین دے رہا ہی کہتا ہی ای شہریار مین شہنشاہ جنات ہون
مجھسے کچھ خطا ہوئی تو ایک شاہ صاحب نے مجھکو سحر کرکے بند کر دیا آج کئی سو
برس کے بعد مین نے رہائی پائی آپ کو دعا دیتا ہون اب آپ میرے باغ
مین چلیے جو مراد آپ کی ہوگی وہ پوری کرونگا ہمیشہ حاضر خدمت رہونگا میرا
نام سرخ پوش جنی ہی رستم ہمراہ سرخ پوش کے چلے مگر سمک دور سے دیکھ
رہا ہی سمجھا کہ یہ فرزند صاحبقران ہین مدد غیبی شریک حال ہوئی یہ بھی پیچھے
پیچھے چلا تھوڑی دور جاکر دیکھا ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا سرخ پوش
رستم کو ساتھ لیے ہوے اُس باغ مین آیا رستم نے دیکھا کہ باغ ویران پڑا ہی
سرخ پوش نے عرض کی غلام کے نہ ہونے سے یہ باغ ویران ہوگیا کہ پہلوے
باغ سے دو جوان پیدا ہوے اُنھون نے آکر سرخ پوش کو سلام کیا اپنے
تاجدار کو دیکھکر بہت خوش ہوے کہا ای شاہ کیونکر رہائی پائی سرخ پوش نے

اشارہ کیا کہ اینکے تصدق سے رہا ہوا کیون شہریار آپ کی کیا آرزو ہی رستم نے
کہا ای سرخ پوش یہ آرزو ہی کہ اس طلسم کو تسخیر کرون اور جو قیدی یہان ہون انکو
رہا کرون سرخ پوش نے سر جھکایا خیال کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فتاح طلسم
اور شخص ہی مگر یہ جوان بدمزاج ہی اگر کہونگا کہ آپ فتاح نہین ہین تو رنجیدہ ہونگے اور بہانا لینے
کرینگے پھر سوچکر عرض کی کہ غلام فکر کریگا اُن دونون جوانون سے سرخ پوش نے
حکم دیا کہ کوہ نیرنگ پر جاؤ دیکھو وہان کیا سامان ہی دونون جوان روانہ ہو گئے
بعد تھوڑی دیر کے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار کوہ نیرنگ پر
میلہ ہو رہا ہی در وازہ کھلا ہی یقین ہی کہ عشرت خیز میلہ دھوم سے کرے یہ سنکر
سرخ پوش نے کہا تو آقا چلیے یہ نقش آپ کو دیتا ہون اسکو اپنے پاس رکھیے
آپ پہ سحر تاثیر نہ کریگا رستم سوار ہوے سرخ پوش ساتھ لیکر چلا تھوڑی دور
راستہ طی کیا تھا کہ آدمیون کی آواز کان مین آئی سرخ پوش نے کہا آقاے نامدار
آپ بالاے کوہ جائیے گا ایک تصویر سنگ مرمر ہی وہی سب کو آواز دیتی ہی اُس
تصویر کو توڑ ڈالیے گا یقین ہی اُس مین سے ایک ساحر نکلے آپ پر سحر کریگا آپ بھی
نقش چھپکا دیجئے گا اُسکا سحر تاثیر نہ کریگا اُس ساحر کا نقش نگار جادو نام ہی حضور
پہاڑ سے اُترائین وہ ساحر نکل آئیگا آپ پہاڑ سے اُترکر جب قصد کرینگے کہ نکل جاؤن
تو اہل میلہ روکین گے اُنسے مقابلہ پڑیگا غلام شرکت کریگا بخوبی رستم کو سمجھا کے
بالاے کوہ لایا رستم نے دیکھا کہ زیر کوہ میلہ جمع ہی ہر طرف دو کاندار بیٹھے
ہین بازار مین ناچنے والیان ناچتی پھرتی ہین جو کوئی سامنے آیا اُسکا دامن تھام
لیا کسی نے پیسہ دیا کسی فیاض نے چوانی دوانی دیدی ہر طرف تماشبینون کے ہجوم
ہین یہی بلا ہی کہ ظہور خداوند ہوا چاہتا ہی رستم قصد کر رہے ہین کہ دیر ہین جاؤن
کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ عشرت خیز آکر پہونچی دروازہ کھلا ہوا ہی تصویر سے
آواز آئی کیون عشرت خیز طلسم کشا کو لائین عشرت خیز نے جواب دیا کنیزین
لاتی ہونگی کہ آسمان سے برق چمکی گلفروش نقلی تخت پر سوار کنیزین تخت کو گھیرے

سہو سے آکر پہونچی عشرت خیز نے پوچھا طلسم کشا کہاں ہی گلفروش نقلی نے جواب دیا کہ
طلسم کشا نکل گیا یہ کہکر گلفروش نقلی کو ڈیوڑھی قریب تصویر کے پہونچی عشرت خیز نے کہا
ای گلفروش تصویر کے قریب نہ جانا مگر گلفروش نقلی نے نہ مانا طرف تصویر کے چلی اب
سماک نے رستم سے کہا آپ اپنے کو قریب تصویر کے پہونچائیے دیکھیے گلفروش
ہاتھ ڈالے جاتی ہی مگر یہ گلفروش نہیں ہی آنکھوں سے معلوم ہوتا ہی کہ شاہزادہ جہانگیر
ہی رستم نے جو نام جہانگیر کا سنا بڑا غصہ آیا جھپٹ کر بڑھے عشرت خیز نے چاہا روکے
مگر رستم کب رکتے ہین قریب تصویر کے پہونچے اور تصویر پہ ہاتھ ڈالکر جھٹکا مارا کہ
تصویر ٹوٹی ایک دھوان نکلا مگر عشرت خیز نے پکار کر آواز دی کہ ای اہل میلہ عین
طلسم کشا آگئے یقین تھا کہ وہ دھوان رستم کو گھیرے رستم نے نقش چمکایا سحر باطل
ہوا اور رستم باہر نکلے عشرت خیز نے پکار کر آواز دی سب میلے والے آمادہ رہین کہ
یہ شخص نیچے اترے تو اسکو مار لین لیکن شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا کہ رستم نے آکر
تصویر توڑی بہت ناگوار ہوا چابک سے کہا کہ دیکھا تمنے بھائی صاحب وقت پر
آئے اپنے نزدیک بڑا کام کیا مگر اس میلے مین جا کر گھر ینگے جب رستم کوہ سے
اترے کل اہل میلہ نے گھیر لیا رستم لڑنے لگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

مگر جہانگیر نے جو دیکھا کہ بھائی صاحب گھرے ہوئے ہین تاب نہ رہی پہاڑ سے
اترے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا نعرہ کر کے جا پڑے سماک وچابک بھی
لڑ رہے ہین مگر رستم عین گرمی جنگ مین انتہا کے زخمی ہوئے آخر ناچار ہو کر
ایک جانب لڑتے ہوئے چلے ادھر عشرت خیز نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا حسن
مین بےمثال ابرو رشک ہلال عارض ماہ کمال شیرانہ لڑ رہا ہی عشرت خیز کو بڑی
حیرت ہوئی کہ طلسم کشا یہانتک کیونکر پہونچا مگر دل بیقرار ہو رہا ہی سوچی کہ ای
عشرت خیز ایسا نہ ہو کہ اہل میلہ گھیر کر اس جوان کو مار لین تو بڑی خرابی ہوگی ای

عشرت خیز اگر ہوسکے تو دشمنون کے ہاتھ سے اس جوان کو بچاؤن یہ سوچکر بھاگی
باغ محفوظ مین پہونچی لوح محفوظ کو وہان سے لائی مین گری چنگ مین ایک کنیز نے
کہا یہ تختی لیجاؤ گلے مین اس جوان کے جو لڑ رہا ہی ڈالدو ایسا نہو کہ ساحر اسکو گرفتار
کرلین تو بڑی بات ہی وہ کنیز منتہر چاپاک تھا تختی لیکر خوشی خوشی قریب جہانگیر کے
آیا کہا ای شہریار اس تختی کو گلے مین ڈال لیجیے دشمن کو خدا نے دوست کیا کہ یہ تحفہ
ملا جہانگیر نے لوح محفوظ کو گلے مین ڈالا مصروف جنگ ہوے مگر رستم لڑتے
ہوے اُس میدان سے نکلے ایک صحرا مین پہونچے گوشے مین جھیل تھی گھوڑے
سے اُترے کہ زخمون کو دھوؤن خون پاک کرون جب قریب نہر کے آئے چاہا
زخمون کو دھوؤن کہ ہاتھ کانپا گر کر بیہوش ہوگئے مگر سرخ پوش بھی کہ تلاش مین
رستم کی نکلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر پہنچا دور سے دیکھا کہ رستم بیہوش
پڑے ہین اور گھوڑا چرا مین مصروف ہی جھپٹ کر قریب آیا رستم کے زخمون پر ٹانکے
دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین تب رستم کو ہوش آیا سرخپوش رستم کو ساتھ ایک طرف
اپنے باغ کے چلا راہ مین کہا ای شہریار ایک بڑی مشکل ہی کہ آپ فتاح طلسم نہین
ہین مین لاکھ کوشش کرون مگر لوح طلسم انھین کو ملیگی رستم نے جھلا کر جواب دیا کہ
کیا بیہودہ بکتے ہو جب تلوار کھینچیگی تب ساری فتاحی رہجائیگی تلوار کے آگے کسیکا
زور نہین چلتا یہ باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ رستم کے کان مین آواز توپ کی آئی
کہا ای سرخپوش کہین کوئی قلعہ لڑ رہا ہی کہ توپ موقوف ہوئی رستم نے کہا ای
سرخپوش توپ موقوف ہوئی اُسی طرف چلو سرخ پوش نے ہرچند روکا مگر
رستم اُسی جانب روانہ ہوے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا بالاے قلعہ ایک
بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہی کہ او تمہارا زندگی مین مجبور ہون ناچار ہون خراج میرے
کیے ادا نہین ہوسکتا زندگی جواب دیتا ہی کہ یہ پیام پہلے کیا ہوتا اول مین تو سرکشی
کی اب عاجز ہوے تو یہ کلام ہی بدون فتح قلعہ باز نہ آؤنگا رستم کو بہت ناگوار ہوا
وہین سے للکارے کہ او مغرور خبردار آگے نہ بڑھنا وہ بیچارہ عذر کرتا ہی تو عذر کا

جواب سخت دینا ہی اُس زنگی نے رستم کی آواز سُنی للکار کر آواز دی کہ تم اکر رو کو
مابدولت کو کون روک سکتا ہی رستم نے گھوڑا بڑھایا سامنے اُس زنگی کے پہونچے
مگر بادشاہ پیر نے جو بالاے قلعہ سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال میری مدد کو
آتا ہوا ور زنگی کے مقابلے میں پہونچا قلعے کو کھولکر نکل آیا فوج کو ساتھ لیے ہوے
صفین باندھکر کھڑا ہوا اُس زنگی نے نیزہ مارا رستم نے تلوار سے نیزے کو قلم کیا
ایسا غصہ تھا کہ ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے فوج والوں نے
جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا تلوارین کھینچکر آپڑے رستم تلوار کھینچکر فوج سے
لڑنے لگے وہ بادشاہ پیر بھی شریک ہوا آخر وہ شکست کھا کر بھاگے رستم نے
مال وغیرہ لٹوالیا بادشاہ پیر کے ملازموں نے خوب ہاتھ صاف کیے بعد فتح وغیرہ کی
رستم پلٹے اُس بادشاہ پیر نے آکر سلام کیا کہا حضور سب کے جان بخش ہین آج
دعوت قبول فرمائیے رستم نے کہا دعوت ہماری یہ ہی کہ مذہب اسلام قبول کرو
اگر کوئی تکرار ہو تو بیان کرو سوال کرو کہ مین جواب دون وہ بادشاہ پیر کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا افسران فوج کو مسلمان کیا رستم ساتھ اُس بادشاہ کے
قلعے مین آئے سب اہل قلعہ رستم کو سلام کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ آپ نے بڑا
احسان کیا ہم سب کی جان بچائی ورنہ نہین معلوم فہار زنگی کیا قیامت برپا کرتا
ہم سب آپ کے آزاد کردہ ہین رستم کہتے ہوے چلے کہ اب تم سب صاحب اعتقاد
اسلام کرو لات و منات پر لعنت کرو سب دو کاندار بھی اسلام اختیار کر رہے
ہین دار الامارہ مین آئے رستم آکر مقام صدر پر بیٹھے وہ بادشاہ پیر کہ نام جسکا
نیز تاجدار ہی رستم کی خدمت کر رہا ہی جام مے ارغوانی گردش مین ہے پاؤن
کے جام چل رہا ہی ایک خوش گلو سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی **نظم**

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پائی عندلیب	چھوڑ کر گلشن ترے کوچے مین آنکلی عندلیب
غنچے کہتے ہین چٹک کر یہ سحر گلزار مین	کیا ہنسی آتی ہی سنکے نالہ ہائے عندلیب
کیا وہ دم بھر آکے بیٹھی تھی تری دیوار پر	چومتا ہر غنچہ و گل ہی جو پائے عندلیب

کم رہا کنج قفس سے ظلم یہ اچھا نہیں — جا کے گلشن کی ہوا صیاد کھلائے عندلیب
قید سے کر دے رہا صیاد کو آجائے رحم — داستان غم اگر دم بھر سنائے عندلیب
فصل گل آئی ہے مجھکو اسی ہنگام چھوڑ دے — روز ہر صیاد سے یہ التجائے عندلیب
ہو گئے خوش چھوٹنا پہلا یہ میرے داغ دکھا آج — ارمغان لیجاؤنگا میں یہ برائے عندلیب
روضۂ شبیر بھی مسطور ہے اک باغ بہشت — نالہ ہر زائر کا ہے گویا صدائے عندلیب

رستم خوش بیٹھے ہیں مگر سرخ پوش نے عرض کی کہ حضور یہاں آرام فرمائیں غلام جاتا ہے جا بجا ملازمان حقیر مقید ہیں میں انکو جا کر رہا کر دوں رستم نے رخصت دی سرخ پوش روانہ ہوا اسی قلعے کے پہلو میں ایک گنبد تھا اسپر ایک طائر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا تھا سرخ پوش نے پہلو میں ایک درخت کے آکر تیر مارا کہ طائر گرا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ تھی مرا نام سن طیران جادو بعد سرخ پوش نے بڑھکر دروازہ کھولا کئی سو جوان قید آہن پہنے بیٹھے تھے سرخ پوش کو دیکھکر خوش ہو گئے عرض کی کہ آقائے نامدار آپ نے کیونکر رہائی پائی سرخ پوش نے کہا فرزند صاحبقران نے مجھکو رہا کیا اب میں انہیں کے پاس جاتا ہوں تم لوگ آراستہ ہو کر آنا رستم تو قلعۂ تیر تاجدار میں ہیں کہ انکا ذکر ہو گا مگر شاہزادہ جہانگیر نے جب لوح محفوظ پائی جس ساحر نے سحر کیا وہ خود مارا گیا لوح محفوظ چمکا رہے ہیں آخر سب شکست کھا کر بھاگے مگر عشرت خیز کہ عاشق جمال ہیپتال ہوئی ہے جب جہانگیر لڑتے بھڑتے نکل گئے تو عشرت خیز اپنے باغ میں آئی مگر نہایت اداس سر جھکا کر بیٹھی کنیزوں نے پوچھا کیوں واری کیسا مزاج ہے ملکہ نے کہا میں اپنا کیا حال بیان کروں فلک درپے آزار ہے دل بیقرار ہے آنکھیں اشکبار ہیں ہزار طرح کے خوف ہیں فناشاہ کے حال سے تم لوگ بخوبی واقف ہو کہ کیسا جابر و قاہر ہے اگر خبر سن پائیگا تو آفت برپا کریگا تم لوگوں نے ابھی غفلت کی کہ طلسم کشا تا بہ کوہ پہونچ گیا آخر کو مجھ بدنصیب نے انکو دیکھا حقیقت میں حسن طلسم کشا عابد کش زاہد فریب ہے جس وقت سے دیکھا ہے طبیعت قابو میں

نہین ہی آخر جوش محبت مین لوح محفوظ حوالہ کی اسی خیال سے کہ آپپر کوئی زوال نہ آجائے
اب آنکے پاس لوح محفوظ ہی کوئی ساحر کچھ نہین کرسکتا چاہتی ہون کہ خبر معلوم ہو
ایک کنیز نے کہا اگر حکم ہو تو مین جاکر خبر لائون ملکہ نے کہا تمھین اختیار ہی لیکن اگر
ملاقات کرنا تو میرا اشتیاق نہ بیان کرنا انکو غرور ہوگا مشہور کرینگے کہ عشرت خیز
مجھپر عاشق ہی کنیز واسطے خبر کے چلی یہان جہانگیر جو جنگ میدان سے پلٹے چاپک
ساتھ ہی راہ مین شاہزادے نے ذکر کیا کہ کیون چاپک یہ لوح محفوظ کیونکر ملی ہی
چاپک نے کہا اے شہریار ملکہ عشرت خیز آپ پر عاشق ہوئین آپ کو جنگ کرتے
دیکھا گھبرا گیئین کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر تسخیر کرکے گرفتار کرلے تو باعث خرابی ہوگا
مجھکو بلاکر لوح محفوظ دی کہا جاکر اپنے آقا کے گلے مین پہنا دو اسپر سحر تاثیر نہ کریگا
مین لوح لیکر آیا حضور تک پہونچائی مین دیکھون کہ وہی تختی ہی شاہزادے نے
بلا تکلف حوالے کی جیسے ہی لوح چاپک کے ہاتھ مین آئی زمین سے دھوان نکلا
چاپک کو دکر الگ ہوا شاہزادہ خاموش کھڑا رہا کہ اُسی دھوین سے ایک
ساحرہ سیاہ فام بدانجام پیدا ہوئی شاہزادے نے چاہا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالون
کہ اُس ساحرہ نے سحر کیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہاتھ پانوٗن بیکار ہوے
ساحرہ نے کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑی چاپک رونے لگا لشکر والے سب
دوڑے کہ کیون چاپک کیا ہوا چاپک سب سے بیان کررہا ہی کہ شاہزادیکو
ایک ساحرہ لے گئی لوح محفوظ میرے پاس تھی سب سردار رو رہے ہین کہ اب
وہ کنیز فرستادہ عشرت خیز آئی اور مضطر چاپک سے ملاقات کی اور شاہزادیکی
خیر و عافیت پوچھی چاپک نے سب حال بیان کیا وہ کنیز بھی حیران ہوگئی لیکن
پلٹ کر خدمت مین عشرت خیز کی آئی تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر مین اُنکے رونا
پڑا ہی کہ اسطرح سے ایک ساحرہ آئی اور شاہزادے کو اُٹھاکر لے گئی مگر پہلے
دھوان اُٹھا تھا عشرت خیز نے کہا مین سمجھ گئی کہ دخان لوحدار تھی اُسی نے
یہ کام کیا کیون صاحبو اب کیونکر مجھکو چین پڑے دخان لوحدار جوان ساحرہ ہی

وہ ضرور اُنپر عاشق ہوگی نہین معلوم کیا صدمہ اُنکو پہونچا ہے لہذا جاتی ہون کچھ جاکر تدبیر کرون اُنکو قید سے چھڑاؤن لوح کے ملنے کی تدبیر ہو کہ دخان ہی کے پاس لوح ہی معلوم ہوتا ہی کہ میلے سے وہ ساتھ آئی جب لوح محفوظا اُنھون نے جدا کی تب وہ اُٹھا لیگئی لیکن تم لوگ بہ اطمینان رہنا مین جاتی ہون اگر مین پڑے تو جا کر رہا کرون یا اپنی جان دون یہ کہکر اسباب سحر زات پر آراستہ کیا جانتی ہی کہ دخان ضرور پوچھیگی کہ لوح محفوظا طلسم کشا نے کیونکر پائی اپنے عیار کے پاس ہی خیر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ایسی باتین کرتی ہوئی طرف قصر دخان کے چلی یہان دخان جادو شاہزادے کو لیکر چلی جب بلند ہوچکی تو دیکھا کہ نہایت حسین وجمیل ہی قلب تھر آگیا دخان کا کلیجہ جلنے لگا چونکہ شاہزادہ بیہوش تھا راہ مین خوب گلے سے لگایا تلوون کے بوسے لیے جی مین کہتی ہی اب بڑے لطف سے گذریگی قمرشاہ کو کون خبر کریگا کہلا بھیجونگی کہ مین نے طلسم کشا کو مار ڈالا ایسے معشوق کیسے ملتے ہین ایسی ایسی باتین سوچتی ہوئی اپنے قصر مین آئی پہلے سب کنیزون کو جمع کیا کہا دیکھو صاحبو باہر اسکا ذکر نہ کرنا کہ دخان جادو طلسم کشا کو لیکر بیٹھی ہی میرے واسطے بدنامی ہوگی سب نے کہا حضور کیا مجال جو زبان سے نکالین ہم جہانتک ہوسکیگا چھپائینگے نہ کہ ذکر کرینگے یہ اقرار لیکر اور کنیزون کو ہٹایا آپ بنکر بیٹھی کہ نیلی کرتی پہنی ایک کمارے کی تہمد باندھی اور گھونگھٹ نکال لیا شاہزادے کو ہوشیار کیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہی اپنے کو آراستہ کر رہی ہی چراغ کا تیل سر مین ڈالا ہی لہسن و پیاز کی گٹھیون کے ہار بنائے ہین اُنکو پہنا ہی آخر اُسنے ہنسکر ہاتھ بڑھایا اور کہا کن انکھیون سے تو مجھے دیکھ رہا ہی دیکھ میرا دل دھڑکتا ہی میرا سن بہت کم ہی تخمیناً تین سو چالیس برس کا ہی میرے پاس غنچۂ ناشگفتہ ہی ابھی تک کسی مرد کی شکل نہین دیکھی ای جوان مین تجھپر عاشق ہون وہ مرتبہ تجھکو دون کہ عالم عالم رشک کرے ایسی زندہ تمکو بتا دون کہ جس سے مقابلہ کرو وہ تمھین زیر نہ کرسکے جہانگیر نے کہا آپ کی کمسنی پر مین نثار ہو گیا بیہودہ

بلتی ہی غنچۂ ناشگفتہ پر تیرے آفت پڑے بین ایسا غنچہ نہین چاہتا دخان بہت جھلائی
کبھی منتین کرتی ہی کبھی غصہ کرتی ہی آخر جھلا کر ایک قفس آہنی منگوایا اسمین جہانگیر کو
بند کر کے قفس لٹکا دیا بیٹھی سوچ رہی ہی کہ کیا کرون کہ برق چمکی عشرت خیز آگے
پہونچی عشرت خیز نے بڑا جانکر سلام کیا دخان نے پوچھا ای عشرت خیز بین تو
تمھاری فکر مین تھی یہ بتاؤ کہ لوح محفوظ طلسم کشا تک کیونکر پہونچی عشرت خیز نے
کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی کنیز ہماری طلسم کشا سے ملگئی ہین اسی فکر مین تمھارے
پاس آئی ہون جو کہو وہ کرون کیونکر لوح محفوظ ملے دخان نے کہا ای عشرت خیز
جس دن میلے مین یہ جوان لڑا اور مین نے دیکھا کہ اسپر سحر تاثیر نہین کرتا تو مین
ناچار ہوکر بھاگی لیکن ساتھ ساتھ اسکے تا بہ لشکر گئی جب اسنے لوح محفوظ عیار
کو دی تب مین اسکو لے بھاگی مگر راہ مین جو اس ظالم کی صورت دیکھی تو دیوانی
ہوگئی وہ مجھسے انکار کرتا ہی عشرت خیز نے کہا مجھکو حکم ہو کہ مین جا کر اسکو سمجھاؤن
دخان جادو نے عشرت خیز سے کہا اگر کہین یہ خبر پاس بادشاہ طلسم کے پہونچ
گئی کہ لوح محفوظ طلسم کشا پا گیا تو وہ تمسے بہت بگڑینگے یہی کہین گے کہ لوح محفوظ
کی حفاظت نہ کی مگر مین تمھارا راز چھپاؤنگی تم بخوبی جا کر سمجھاؤ عشرت خیز قریب
قفس آئی شاہزادہ ملول و حزین بیٹھا تھا عشرت خیز کا دل بیقرار ہوگیا قریب
آکر کہا کیون ای شہریار آپ دخان کو کیون نہین قبول کرتے ہین کسقدر حسین
ہی کہ ابتک مرد کی صورت نہین دیکھی شاہزادے نے جھلا کر کہا ای عشرت خیز
تم مجھکو نہ سمجھاؤ دیکھو شاعر کیا خوب کہتا ہی فرد حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل
فرش راہ ہے یہ تو کوئی مجھکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا ہہ ای عشرت خیز تمھارا البتہ
مجھپر احسان ہی کہ تمنے لوح محفوظ دی عشرت خیز نے کہا مین آپ کی رہائی کے
لیے آئی ہون جسطرح سے کہیے وہ تدبیر کرون جہانگیر نے کہا جو مزاج مین
آئے مگر لوح طلسمی کسی طریقے سے ملے عشرت خیز جہانگیر سے باتین کر کے پلٹی
اور دخان لوحدار سے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان تمپر مائل ہی

مگر عشق کو اپنے مخفی کرتا ہی یہ سنکر دخان خوش ہو گئی اور کہنے لگی ای عشرت خیز
تم جانتی ہو کہ اس کوٹھری میں لوح طلسم رہتی ہی کسکی مجال ہی کہ اس کوٹھری مین قدم
رکھے جلکر خاک ہو جائے عشرت خیز نے پوچھا وہ کیا صورت ہی دخان نے کہا
اس کوٹھری مین مار ان سیاہ بھرے ہین جو کوئی جائیگا اسکو لپٹ جائین گے یہ سنکر
عشرت خیز نے پوچھا لوح کس مقام پر رکھی ہی دخان نے کہا بوا عشرت خیز
تم تو اسطرح پوچھتی ہو کہ معلوم ہوتا ہی لوح لوگی عشرت خیز نے کہا ای دخان
یہ خیال خام ہی مین بادشاہ طلسم کی برائی چاہونگی یہ کہکر کہا مین جاتی ہون دخان
نے کہا تمنے اقرار کیا تھا کہ اس نوجوان کو راضی کر دونگی عشرت خیز نے کہا مین
آتی ہون تمسے کہونگی مگر یہ مقدمہ میری راے پر چھوڑ دو مین اقرار کرتی ہون کہ
اسکو تمھارے پہلو مین بٹھا دونگی اور تمسے راضی کر دونگی دخان نہ راضی ہوتی تھی
اور کہتی تھی کہ ای عشرت خیز بیٹھو شراب وغیرہ کا جرچا ہو عشرت خیز نے کہا مین
فکر مین لوح محفوظ کی جاتی ہون مین نے کچھ خبر پائی ہی کہ ایک کنیز نے قریب آکر کہا
کہ کیون ملکہ عشرت خیز کیسا مزاج ہی اور چٹکی لیکر کہا کہ مین ہون شاہزادے کا
عیار آپ جلسہ جمائیے مین وعدہ کرتا ہون کہ عشرت خیز کو بیہوش کرونگا غرض
عشرت خیز نے دخان سے کہا کہ اسوقت تمھاری کنیز نے یہ کہا کہ مین لوح محفوظ
کا پتہ لگا دونگی لہذا مین حاضر ہون کہ جلسہ آراستہ کیجیے دخان نے خوش ہوکر
کہا ای عشرت خیز بڑا احسان ہوگا جو یہ جوان راضی ہو گیا مین اقرار کرتی ہون
کہ بادشاہ طلسم سے اسکو چھپاؤنگی راز نہ کھلنے دونگی کیا تعجب ہی کہ اگر بادشاہ طلسم
بھیجر لشکر کشی کرین تو لوح اس جوان کو دیدون اور اسی سے طلسم کشائی کراؤن
یقین تو یہی ہی جو سب لکھے گئے ہین کہ یہ جوان طلسم کشا ہی یقین ہی کہ بادشاہ طلسم
زیادہ بھیجدیا تو تدابیر مین صاف صاف کہدونگی کہ مین اس جوان پر عاشق
ہون مین نے اپنے پاس رکھا ہی یہ کہکر دخان مسند پر بیٹھی کنیزون نے لاکر
اسباب عیش و نشاط مہیا کیا جا بجا ایک صبا رفتار دوڑ دوڑ کر کام کرنا عشرت خیز

کو اطمینان ہی کہ عین وقت پر عیار آیا حقیقت مین اسنے بڑا احسان کیا کیونکر یہانتک آیا
حقیقت مین بڑا عیار نظر آرہی ہی مگر چاپک صبا رفتار شراب مین بیہوشی ملا کر لاتا ہی گلابیان
رکھ رہا ہی کشتیان کباب کی آراستہ کر رہا ہی دخان نے کہا کیون شبو تجھکو کیا خوشی ہی کہ
دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہی چاپک نے جواب دیا کہ کنیز کو یہ خوشی ہی کہ آپ معشوق کو لیکر
بیٹھین تو ہم راضی ہون دخان نے ہنسکر کہا تیرے منھ مین گھی شکر کنیز نے عرض کی کہ
لونڈی کا امتحان تو کیجیے خواب مین سامری و جمشید آئے تھے یہی کہہ گئے ہین کہ دخان
تو حدار کو طلسم کشا مبارک ہو طلسم کشائی تو موقوف رہیگی اور مجھسے فرمایا کہ ہم تجھکو
علم موسیقی کا بادشاہ کرتے ہین یہ کہکر سامنے آبیٹھی باجا بجانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ
بہ آواز بلند گانے لگی

نظم

چین اک دم نہین گردش مین برابر مین ہون — یار کی آنکھ ہون یا اپنا مقدر مین ہون
لے چکے دل تو جتاتے ہو ستمگر مین ہون — اب بتا دو کوئی شکل ایسی کہ جانبر مین ہون
کیون گلے سے مجھے لپٹاتے ہو کہتا ہی وہ کر — تیغ مین ہون نہ چھری مین ہون نہ خنجر مین ہون
حشر مین کسکے ستم کی مین کرونگا فریاد — مجھسے کہتا ہی وہ بت داور محشر مین ہون
ہون وہ حیران کہ سب دیکھ رہے ہین مجھکو — آپ کی بزم مین آج آپ سے ششدر مین ہون
پوچھیے اسکا ٹھکانا تو یہ کہتا ہی وہ ماہ — چاند سورج کی طرح دیکھ لو گھر گھر مین ہون
چپکے قاصد سے وہ آئے جو سُنا حال مرا — مضطر انکو بھی کیا جسنے وہ مضطر مین ہون
آرزو ہی یہ کوئی آکے کہے میت پر — دیکھ لو کھول کے آنکھین ترے سر پر مین ہون
یون مجھے شوق نے بیخود جو کیا کیا حاصل — آپ پہلو مین ہون اور آپ ہی باہر مین ہون
کوہ بھی لائے تری برق تجلی کی نہ تاب — طور سے آئے صدا دل نہین پتھر مین ہون
ایسے مٹجانے کے بیہوش ہین ہم اے زاہد — جسکے ہر خم کا اشارہ ہی کہ کوثر مین ہون
روک لون اپنا گلا کاٹتے ہین ہاتھ کیون — یار کہتا ہی کہ زیر دم خنجر مین ہون
موج دریا سے الگ ہو نہین سکتی ہی چلا — آشنا ہو کے جدا یار سے کیونکر مین ہون

عشرت جنبر وجد کر رہی ہی جی مین کہتی ہی کیا گستاخ ہی کس لطف سے باتین کر رہا ہی کسی

مقام پر تامل نہین کرتا کس لطف سے گا رہا ہو کہ دخان لوحدار جھوم رہی ہو چابک نے
عرض کی کہ اے ملکۂ عالم ایک کمال مجھکو اور مرحمت ہوا ہو کہ جسطرح عمرو ساقی گری کرتا ہو
اسی طرح ساقی گری کرون کہ سر سے شراب پلاؤن دخان نے کہا اے شیوہ یہ تو بہت ہی
مشکل ہو چابک نے عرض کی ابھی ملاحظہ فرمایئے اگر خدا وند نے عطا فرمایا ہو تو ہرگز
شراب نہ گرنیگی اور جو بیسے دل مین فرق تھا اُدکمال نہین ملایہ کہکر گھنگرو پانوٗن مین
باندھے اور سامنے کھڑا ہو کر گت ناچنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ چابک
نے جھک کر جام لبریز کیا اور جام کو لبریز کر کے سر پر رکھا تو ڑے لیتا ہوا سامنے
دخان کے آیا سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے دخان
نے جام پی لیا ابتو چابک نے دورہ باندھا عشرت خیز کو جام سادہ پلایا اور کل
محفل کو آغشتہ بدار وے بیہوشی جام پلایا تھوڑے عرصے مین سب کو پلا کر بیہوش
کیا جب دخان جادوگر بیہوش ہوئی تو چابک نے عشرت خیز سے کہا کہ طلسم کشا
کو قید سے رہا کرو لوح محفوظ میرے پاس ہو شاہزادے کو دیکر کوٹھری مین بھیجدو
عشرت خیز نے اُٹھکر ایسا سحر کیا کہ قفس ٹوٹ گیا شاہزادہ نکلا چابک نے لوح محفوظ
گلے مین ڈالی شاہزادہ دروازہ کھولکر جو اندر آیا تو دیکھا کہ ہزار ہا مار ان سیاہ بھرے
ہوسے ہین شاہزادے نے لوح محفوظ چمکائی ماران سیاہ سب جل گئے مگر لوح طلسم کا
کہین پتہ نہین معلوم ہوتا ہو کوئی صندوق وغیرہ بھی نہین ہو شاہزادے نے کہا اے
عشرت خیز لوح کہان ہو عشرت خیز نے کہا یہ پتھر جو لگا ہو اِسکو اُٹھایئے کیا عجب ہو
کہ اِسکے نیچے لوح ہو شاہزادے نے بہ قوت صاحبقرانی اور برکت سے لوح محفوظ
کی وہ سنگ اُکھیڑا جیسے ہی پتھر ہٹا ایک روشنی ثابت ہوئی شاہزادے نے دیکھا
دو سرا تختۂ سنگ رکھا ہو اُسپر لوح طلسم فنا چمک رہی ہو شاہزادے نے وہ لوح
اُٹھا لی ملاحظہ جو فرمایا اُسمین لکھا تھا کہ لوح طلسم فنا شاہزادہ لوح کو گلے مین ڈالکر
باہر نکلا عشرت خیز کہتی تھی بس اب نکل چلیے مگر شاہزادے نے نہ مانا لوح پا کر چابک
سے کہا کہ اِسکو ہوشیار کرو چابک نے نہ مانا ایک خنجر مار دیا کہ دخان لوحدار نے

دو ٹکڑے ہوئے عشرت خیز نے کہا ایسے حضور چابک نے خاتمہ ہی کر دیا اب برائے
طلسم کشائی جائیے شاہزادے نے کہا اے عشرت خیز تمہاری جستجو سے لوح ملی اب
مین جاتا ہون مرحلجات کو شکست کرون عشرت خیز نے کہا قریب باغ سرخپوش
جنی کے فوج گران لیکر فناشاہ آئیگا مین بھی وقت پر پہونچونگی مین جا کر لشکر جمع کرونگی
یہ کہکر عشرت خیز تو روانہ ہو گئی شاہزادے نے باہر آکر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ صحراے بادانگیز مین جاؤ مگر لوح دمبدم ملاحظہ کرنا اگر لوح سے غفلت کی تو بڑی
خرابی ہوگی شاہزادہ طرف صحراے بادانگیز کے چلا اُس صحرا مین پہونچا کہ دیکھا ہوا
زور سے چل رہی ہی کہ قدم نہین بڑھتا شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ
سامنے قصر ہی بادانگیز جادو بیٹھی سحر کر رہی ہی شاہزادہ سامنے قصر کے پہونچا بادانگیز
نے جو قصر سے دیکھا کہ طلسم کشا آتا ہی گھبرا گئی ہرچند کہ ساٹھ ستر ہزار ساحر پشت قصر
پر موجود تھے مگر اپنے مقام سے اٹھی ساحرون کو تو اشارہ کیا کہ طلسم کشا آتا ہی اسکو
گھیر لو اگر ہو سکے تو قتل کرو مین جا کر بادشاہ سے اطلاع کرون وہ فوج لیکر آئینگے
اور شعبدے کرینگے تو کیا عجب ہی کہ طلسم کشا عاجز ہو یہ کہکر بپروا نہ پیدا کیے اڑتی
ہوئی چلی یہان فناشاہ اپنے قصر مین بیٹھا تھا کئی سو افسر گرد بیٹھے ہین کئی لاکھ ساحر
قریب قصر اترے ہوئے ہین اُسکو ابتک نہین معلوم کہ طلسم کشا آگیا کہ بادانگیز آکر
پہونچی کہا اے بادشاہ طلسم فنا آپ کو کچھ خبر ہی کہ کیا معرکہ ہوا طلسم کشا میرے صحرا مین
پہونچ گیا وہ صحراے بادانگیز جس مین کوئی قدم نہین رکھ سکتا طلسم کشا کو آتے ہوے
مین نے دیکھا مین بھاگی کہ آپ سے اطلاع کرون فناشاہ نے پوچھا کہ وہان پر
کیا گذری بادانگیز نے کہا آپ کو کچھ خبر ہی فناشاہ نے کہا مین نے اتنی خبر پائی ہی کہ
پری عشرت خیز بربادی طلسم کی تدبیر کر رہی ہین اور بھائی طلسم کشا کا باغ سرخپوش
جنی مین فروکش ہی یہی چاہتا ہی کہ لوح طلسم مین حاصل کرون اور طلسم کو توڑون
بھائیون مین جھگڑا ہی اپنی جرائت سے خواہان ہین بادانگیز نے کہا مین ابھی
جا کر تدبیر کرتی ہون فناشاہ نے کہا تم لشکر لیکر آنا مین جا کر باغ سرخپوش مین

آفت بر پا کرون پھر طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لون یہ کہکر فنا شاہ اُٹھا طرف باغ سرخپوش کے
چلا اگر سماک بلداقی بیرون باغ ٹہل رہا تھا فنا شاہ نے اول آکر سماک بلداقی کو گرفتار
کیا اور ایک گوشے مین ڈالدیا سماک کی شکل بنکر باغ مین آیا دیکھا رستم مسند پر بیٹھے ہین
سرخپوش جنی عرض کر رہا ہو کہ غلام جاکر اپنے لشکر کو لائے اب وقت اختتام طلسم ہو نقش
دیا ہوا امیر آپ کے پاس ہو سحر کسیکا آپ پر تاثیر نہ کریگا جرأت مین آپ کسی سے پایہ
کمی کا نہین رکھتے غلام بہت جلد آئیگا رستم نے کہا او سرخپوش تمنے بڑی کمی کی کہ لوح
طلسم ہمکو نہ دلوائی سرخپوش نے عرض کی آپ نے اکثر طلسم فتح کیے ہین طلسم کشا کی تدبیر
سے ہوتی ہو آپ کے واسطے یہی بڑا مرتبہ ہوا کہ آپ بہ آرام بیٹھے ہین نقش کسی کو نہ دیجیے گا
یہ تنبیہ کر کے سرخپوش روانہ ہوگیا فنا شاہ نے دیکھا اب رستم اکیلے بیٹھے ہوے
ہین بصورت سماک سامنے آیا کہا او شہریار مین ذرا نقش دیکھون رستم سوچے کہ
سماک مانگتا ہو نقش حوالے کیا جیسے ہی نقش پاس سماک نقلی کے آیا پکار کے
کہا مین ہون فنا شاہ بادشاہ طلسم فنا یہ کہکر آواز دی چند جادوگر گوشہ باغ سے نکلے
رستم کو سحر کر کے گرفتار کر لیا رستم نے ارادہ کیا تھا کہ تلوار کھینچون فنا شاہ نے سحر کیا
کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہاتھ پانون بیکار ہو گئے فنا شاہ نے کہا تم لوگ
اس جوان کو لیکر طرف قلعے کے چلو مین طلسم کشا کو بھی لیکر آتا ہون یہان جہانگیر
جب برابر قصر بادانگیز کے پہونچے ششتر ہزار ساحر نے آکر گھیر لیا جہانگیر نعرہ کر کے
لڑنے لگے لوح کو جو چمکایا ہزار ہا ساحر نابینا ہوے ہوا سے جادو کہ سبکا افسر تھا
اسنے بہت سحر کیے مگر طلسم کشا پر تاثیر نہ ہوئی ناچار ہوا چاہا بھاگ کر نکلجاؤن مگر
خیال ہو کہ باد انگیز کہیگی کہ ششتر ہزار ساحر تمھارے ساتھ تھے ایک شخص کو گرفتار نہ
کرسکے اور یہان سحر تاثیر نہین کرتا سحر کرنے والے نابینا ہوے جاتے ہین یہ سوچکر
سحر کرتا ہوا بڑھا جہانگیر نے قریب آکر چاہا کہ اسکو گرفتار کر لون ہوا سے جادو
نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوارین برسنے لگین مگر جہانگیر نے بڑھ بچا کر کلائی پکڑ لی ہتھ
ہوا سے جادو فریاد کرنے لگا کہ او شہریار اطاعت کرتا ہون عکس لوح کا مجھے پہچا

جلا جاتا ہون ایسا نہو کہ استخوان جل جائین مین غلامی اختیار کرتا ہون شاہزادے نے
ہاتھ چھوڑ دیا ہواسے جادو قدمون پر گرا اطاعت اسلام بصدق دل قبول کی ساحرونکو
منع کیا کہ اب نہ لڑو مین نے بدل اطاعت کی سب ساحر شاہزادے کے قدمون پر گرے
شاہزادہ اِن سب کو تسخیر کر کے ٹہل رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رُستم پیلتن ایک
مرکب پر سوار آتے ہین پکارتے ہوے کہ بھائی صاحب مجھے تمسے کچھ کہنا ہے جہانگیر آگے
بڑھے چابک نے کہا اے شہریار لوح کا خیال رکھیے گا اگر مانگین تو نہ دیجیے گا طلسم کا
خاتمہ ہے ایسا نہو کہ شاہ طلسم نے کوئی فریب کیا ہو جہانگیر نے کہا اے چابک مجھے بھی
خیال ہے کہ بھائی صاحب آتشخو شعلہ مزاج ہین آج کیا سبب ہوا کہ اس مہربانی سے
تشریف لاتے ہین کہ مجھکو بھائی صاحب کہا مجھکو اسکا خیال ہے لیکن شاید اصل مین ہون
تو آزردہ نہ ہوجائین جو فرمائین وہ بجا لاؤن حکم سے خلاف نہ کرون یہ کہتے ہوے
قریب پہونچے رُستم نقلی گھوڑے سے کود پڑے کہا بھائی مقام شکر ہے کہ تمنے لوح
پائی ذرا لوح مجھے دو ایک ساحر نے سحر کیا ہے میرے کلیجے مین درد ہو رہا ہے جہانگیر نے
لوح تو گلے سے اُتار لی مگر لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ خبردار لوح نہ دینا یہ رُستم
نہین ہین تمکو آگاہ کیا جاتا ہے کہ رُستم گرفتار ہوگئے یہ فناشاہ ہے اُنکی شکل بنکر
آیا ہے چاہتا ہے لوح لے لون مگر اے طلسم کشا جب لوح دیکھ لوگے کسیکا مکر نہ چلے گا
ہرچند کہ جہانگیر نے لوح دیکھ لی اور مطلب سے ماہر ہوے مگر خاموش کھڑے ہین
رُستم نقلی نے پھر کہا کہ بھائی صاحب لوح مجھے دیجیے جہانگیر نے ہاتھ بڑھا کر لوح کا عکس
ڈالا تاثیر سحر کی موقوف ہوئی جہانگیر نے للکارا او مکار اپنی صورت تو دیکھ یہ سُنکر
فناشاہ بھاگا سمجھ گیا کہ طلسم کشا ہوشیار ہے اب فوج لا کر اسکو گرفتار کراؤنگا مگر
جہانگیر نے ہوا سے جادو سے کہا کہ لشکر تیار کر دین برائے ملاقات رُستم جاؤنگا
چابک نے کہا آقا آپ لشکر تیار کرائیے مین آگے بڑھکر دیکھتا ہون کہ کیا رنگ
ہے یہ کہکر آگے بڑھا ایک مقام پر آکر ٹھہرا بلندی سے دیکھا کہ چند ساحر قید رُستم لیے
ہوے جاتے ہین اور رُستم مسلسل اراے پر بیٹھے ہین مگر زنجیر ہلا رہے ہین رُستم کو

بڑا قلق ہو کہ ای رستم اگر جہانگیر نے مجھکو رہا کیا تو اور زیادہ غرور کریگا مگر سمک ملیداقی
پر نہین معلوم کیا گذری کہ فناشاہ اُسکی شکل بنکر آیا اور نقش سے گیا اب مین کیا کرون
مگر جابک قید رستم دیکھکر پلٹا آکر جہانگیر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کے قیدیہ ہو گئے
مگر ہم ارادے بیٹھے ہین جہانگیر نے کہا یہ بڑی بات ہوئی سرخوش جتنی اُنکا مددگار
تھا کچھ نہ ہو سکا آخر گرفتار ہوے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا ہوا سے جادو نے کہا بھی کہ
حضور ٹھہر جاییے لشکر کو لیکر چلتا ہون ساحر تیار ہو رہے ہین جہانگیر نے کچھ جواب
نہ دیا اور گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے سامنے آکر پہونچے نعرہ کیا کہ بھائی صاحب آپ
نہ گھبرایئے گا غلام آپ کا آپہونچا رستم کو بہت شاق ہوا ہر چند زور کرتے ہین لیکن
زنجیرین نہین ٹوٹتین کہ سحر فناشاہ کا ہی جہانگیر آکر گرے ساحرون کو قتل کرنے لگے جسپر
ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے لوح کو جو گردش دی ساحر نابینا ہونے لگے کہ
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا فناشاہ ایک تخت پر سوار آتا ہو باد انگیز لشکر کی منتظم ہو
یہ جو دیکھا کہ طلسم کشا فکر مین ہین کہ بھائی کو رہا کرون فناشاہ نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی
مگر جہانگیر پر تاثیر نہین کرتی ساحر جلے جاتے ہین سب نے آواز دی کہ ای شاہ کیا
خوب سحر آپ نے کیا ہو کہ ہم لوگ مٹے جاتے ہین فناشاہ نے ہاتھ روک لیا مگر
تین لاکھ فوج کا بلوہ ہو جہانگیر ہر چند چاہتے ہین کہ لڑتا بھڑتا قریب رستم پہونچون
اور بھائی صاحب کو رہا کرون مگر ساحرون نے پرے باندھے ہین جہانگیر کو نہین
جانے دیتے ہین ہر صف مین روکے جاتے ہین جہانگیر نے جو مجمع ساحران دیکھا بیقرار
ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر دے کہ مین اس
آفت سے نجات پاؤن

نظم

سبکند خرد و کلان از حضرت دادار خوف　　رعب نیکوکار و در دل دارد و بدکار خوف
گل اگر باشد بجالت مہربان ای عندلیب　　نیست اندر بہار بوستان از خار خوف
کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان　　لیک در دل زد ان جناب لاابالی دار خوف
باش اندر دوستی با دوستان ثابت قدم　　اندر ان حالت مدار از دشمنان زنہار خوف

آنکہ از خوفش ہمین لرزد زمین و آسمان	دارد در دل ز ران خداوند جہان ای یار خوف
ہست شہراہ طریقت راست تر از ہر طریق	ہست از رہزن بہر منزل مگر ہر بار خوف
اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف و رجا	اہل ایمان دارد امید قوی بسیار خوف

جہانگیر نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا لکۂ ابر گلنار آسمان پر پیدا
ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ ملکہ عشرت خیز تخت پر سوار کئی ہزار کنیزین پشت پر آتی ہین
نعرہ کیا اور لڑنے لگی وہ سحر کیا کہ زمین سے دُھوان نکلنے لگا ہر نخل مثل شمع کا فوری جلنے
لگا کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوے مگر جہانگیر نے اِشارہ کیا کہ ای ملکہ اپنے کو قریب
بھائی صاحب کے پہونچاؤ انکو قید سے رہا کرو عشرت خیز یہ سُنتی ہوئی صفون کو
چیرتی ہوئی طرف رستم کے چلی اور آگ برساتی جاتی ہی ساحرون نے جو عشرت خیز
کو آتے ہوے دیکھا اپنے کو چھوڑ کر بھاگے مگر ساحرون کا بلوہ بیحد و بیشمار ہورہا ہی
فنا شاہ کہکر آیا ہی کہ یارو یہ جنگ آخر ہی آکر تماشہ دیکھ لو دشمنون نے اپنا کام کیا کہ
لوح طلسمی و لوائی دخان کو قتل کرایا کہ ساحر بولے ای شاہ عشرت خیز کو روکیے اُسکے سر سے
ہم جلے جاتے ہین مگر فنا شاہ جو کہکر آیا تھا رعایا والے بھی چلے آتے ہین پانچ چھ
لاکھ ساحر جمع ہین مگر ساحرون نے جو فنا شاہ سے فریاد کی یہ جھپٹ کر قریب اسکے
کے آیا پکار کر کہا ای عشرت خیز پلٹ جاؤ میرا سے رہائی رستم نہ آؤ ورنہ تمکو مٹادونگا
عشرت خیز نے نہ مانا فنا شاہ نے سحر کیا کہ زمین نے پاؤن عشرت خیز کے تھام لیے
ایک طوق آہنی گلے مین پڑ گیا فنا شاہ نے پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا تمھاری
معین کو تو مین نے گرفتار کرلیا اِنکو تو قتل کرتا ہون پھر تمسے بھی سمجھ لونگا آج اِس
جنگ مین خاتمہ کردونگا کیا مجال ہی کہ اِس جنگ کو چھوڑ کر جاؤن اب جہانگیر نے
سر اُٹھاکر دیکھا کہ ملکہ عشرت خیز ایک مقام پر حیران کھڑی ہی طوق آہنی گلے مین
پڑا ہی آنکھین نکلی آتی ہین حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی سحر یاد نہین آتا ہی گھبرا رہی ہی جہانگیر جو بڑھے کہ جاکر عشرت خیز کو رہا کرو ان ساحرون نے جہانگیر
کو روکا جہانگیر کو بہت شاق ہوا کہ مقام افسوس ہی جو ہماری معین تھی وہ لین

گرفتار ہوئی کیسی ناچار ہو رہی ہو یہ ہرچند کد و کوشش کر رہے ہین مگر ساحر نہین جانے
دیتے ہین جہانگیر نے پھر دعا کی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سرخپوش جنی مع بارہ ہزار
فوج کے آکر پہونچا دیکھا مغلوبہ ہو رہی ہو آکر شریک جنگ ہوا جہانگیر نے جو اتنی
مہلت پائی جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب عشرت خیز کے پہونچے جب لوح گاگس
دُّالا طوق آہن کٹکر گرا عشرت خیز نے رہائی پاکے وہ سحر کیا کہ کئی ہزار ساحر مرے
ہرکارون نے فناشاہ کو خبر دی کہ طلسم کشا نے عشرت خیز کو رہا کر لیا اب اُسنے آفت
برپا کی ہو سرخپوش جنی کے جنات عجب رنگ سے لڑ رہے ہین کہ ساحر کو مار ا اور
غرق زمین ہوے دوسرے مقام پہ جا کر نکلے دوسرے ساحر کو مارا بارہ ہزار
نے ساٹھ ستر ہزار جادوگر مارے مگر عشرت خیز لڑتی بھڑتی سامنے رستم کے پہونچی
رستم نے جھلا کر کہا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین رہائی قبول نہ کرونگا عشرت خیز
رک گئی جہانگیر نے دور سے دیکھا کہ عشرت خیز قریب بھائی صاحب کے پہونچگئی
تھی کیا سبب ہوا کہ رک گئی چالاک سے کہا ای چالاک دریافت تو کرو کہ عشرت خیز
نے بھائی صاحب کو کیون نہ رہا کیا اب چالاک صبا رفتار ساحر کی شکل بنا ہوا
بیچ سے ساحرون کے نکلتا ہوا قریب عشرت خیز کے پہونچا پوچھا ای ملکہ عالم شاہزادہ
پوچھتا ہو کہ بھائی صاحب کو کیون نہ رہا کیا عشرت خیز نے کہا وہ منع فرماتے ہین
کہ میرے قریب نہ آؤ چالاک نے آکر جہانگیر سے کہا ہرچند کہ جہانگیر کو ناگوار ہوا مگر
جانتا ہو کہ بھائی صاحب انتہا کے آنشخو ہین جہانگیر لڑتا ہوا چلا مگر سرخپوش جنی ہمراہ
رکاب ہی بڑھ بڑھکر ساحرون کو قتل کر رہا ہو اور کیا مجال ہو کہ کوئی ساحر قریب آسکے
جو پشت سے آیا اُسکو مار لیا اور جو سامنے آیا چاہا بڑھ دن مگر جہانگیر نے بڑھکر اُسکو
مار لیا کئی سو ساحر ایک مقام پر مارا گیا اب کوئی قریب طلسم کشا کے نہین آتا ہو
دور سے لینا لینا کر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ دور سے طلسم کشا کو مارین مگر جہانگیر
کو یہ خیال ہو کہ بھائی صاحب کو رہا کرون جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب ارایہ پہونچا
رستم نے کہا ای جہانگیر میرے قریب نہ آنا مجھکو اپنی رہائی منظور نہین جہانگیر نے

کچھ جواب نہ دیا اور قریب پہونچکر عکس لوح کا ڈالا رستم جو زنجیر پہنے ہوئے تھے وہ
زنجیرین ٹوٹین رستم اُٹھے جہانگیر نے تلوار ہاتھون پر رکھکر بطور نذر پیش کی مگر رستم کا
غصہ نہ اُترا تلوار اُٹھائی اور اُٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم پیلتن

ارشند اولاد امیر عرب	کہیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

سامنے ایک پہلوان آتا تھا اُسکو چیر کر پھینکدیا فرمایا اے پسر اور دیکھو یون لڑتے ہین
جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا ایک جانب سرخپوش جنی لڑ رہا ہے ایک طرف سے ملکہ
عشرت خیز نے سحر کیا ہے جس غول کو زیادہ دیکھا اُسی غول پر سحر کیا ہزارون کو عشرت خیز
نے جلایا تیغ سحر سے قتل کیا مگر عشرت خیز بھی چاہتی ہے کہ طلسم کشا لڑتے بڑھتے قریب
فناشاہ پہونچین کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے آگ برسنے لگی اور آواز
آئی کہ منم نقش نگار جادو جیسے ہی نقش نگار کا نعرہ ہوا جنات جلنے لگے مگر عشرت خیز
نے جو سر اُٹھا کر نقش نگار کو دیکھا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین حیران تھی کہ دیکھیے اب
کیا ہوتا ہے یہ وہ جادوگر ہے کہ کئی سال سے بالائے کوہ پر خدائی کرتا ہے طلسم کشا کے آنے سے
حال کھلا کہ جادوگر اندر تصویر سنگ کے رہتا تھا ناچار ہوکر نکلا اب مدد فناشاہ کو
آیا ہے دیکھیے کیا آفت برپا کرے طلسم کشا سے اشارہ کیا کہ آپ کسی پر توجہ نہ کرین اسم
لوح پڑھکر نقش نگار پر تیر مار دیجیے یہان طلسم کشا خود حیران ہین کہ کئی سو جنات جلگئے
سرخپوش آگے نہین بڑھتا اشارے سے عشرت خیز کے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ اسم
حاشیۂ لوح پڑھکر تیر مارو دیکھا عجب ہے کہ یہ مارا جائے نہایت ساحر زبردست ہے مگر اسم کو
بصحت پڑھنا جہانگیر نے اسم حاشیۂ لوح ورد کیا اور کمان کاندھے سے اُتار کر تیر پر
اسم دم کر کے طرف نقش نگار کے تیر پھینکا نقش نگار نے اپنے کو بچایا مگر عشرت خیز
نے دیکھا کہ شاہزادے نے کئی تیر مارے اور تیر خالی گئے ایک سحر کیا کہ ایک سنگ
کلان قریب سر نقش نگار آکر ٹھہرا یا شاہزادے نے پھر تیر مارا نقش نگار نے
چاہا کہ بلند ہون پتھر کی ٹھوکر لگی کہ الٹ گیا تیر نے خطا نہ کی سینۂ پُر کینہ پر پڑا کہ توڑ کر

پشت کو پار گذرا نقش نگار زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے میں
جہانگیر لڑتے بھڑتے قریب فناشاہ کے پہونچے فناشاہ نے جو دیکھا کہ نقش نگار
مارا گیا بہت گھبرایا چاہا کہ بھاگ جاؤں مگر ایسا بلوہ تھا کہ ایسے موقع نہ دیکھا جہانگیر برابر
پہونچ گئے فناشاہ نے پہلوانوں کو اشارہ کیا پہلوانوں نے بڑھ بڑھکر جہانگیر کو روکا
مگر جو روبرو جہانگیر کے آیا وہ مارا گیا چند پہلوان جب مارے گئے تو فناشاہ نے
تلواریں برسائیں مگر جہانگیر پر تاثیر نہ ہوئی آخر جہانگیر لڑتے بھڑتے سامنے فناشاہ
کے پہونچے ایک طرف سے عشرت خیز سحر کرتی ہوئی آئی ایک طرف سے سرخپوش
نے گھیرا جب فناشاہ نے دیکھا کہ کسی طرف سے نکلنے کا موقع نہیں ہے تب ہاتھ تلوار کا
مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا ادھر
عشرت خیز نے بھی سحر کیا سرخپوش جنی نے وار کیا مگر تلوار جہانگیر کی جو تڑپ کے
گری فناشاہ کی سپر کٹی سپر کو کاٹکر جو تلوار گری فناشاہ کے دو ٹکڑے ہوئے فناشاہ
کا فنا ہونا کہ ساحر گھبرا گئے اطاعت کے خواہان ہوئے سب ساحر جمع ہو گئے جمع
ہو کر قریب عشرت خیز کے آئے کہا اے ملکۂ عالم آپ تو ہماری افسر ہیں اب ہماری
خطا معاف فرمائیے ہم فناشاہ کے ملازم تھے اُسکی طرف سے لڑے اب جو
حضور سے لڑیگا اُس سے لڑینگے جہانگیر نے سب کو گلے سے لگایا کئی لاکھ ساحر
تھے کچھ مارے گئے کچھ بھاگ گئے اسی نوے ہزار ساحر مطیع ہوئے مگر رستم نے
جو دیکھا کہ جہانگیر غالب آیا خداوند طلسم بھی مارا گیا بادشاہ بھی قتل ہوا جہانگیر
نے چاہا تھا کہ بھائی صاحب کو نذر دوں کہ لڑائی فتح ہوئی مگر رستم نے جہانگیر سے
ملاقات نہ کی لڑتے ہوئے ایکطرف نکل گئے راہ میں سمک سے ملاقات ہوئی
سمک بلداقی نے دیکھا کہ رستم بڑے غصے میں ہیں پوچھا اسنے کہ اے شہریار آپکا
مزاج کیسا ہے رستم نے کہا جہانگیر نے طلسم فتح کر لیا سرخپوش جنی بھی جہانگیر کے
ساتھ ہو گیا اسی نے مجھکو محروم رکھا ورنہ میں ہی طلسم فتح کرتا سمک نے عرض کی
طلسم جسکے نام کا ہوتا ہے اسی سے فتح ہوتا ہے مگر حضور اُسکے معین تو رہے اگر آپ

اعانت نہ کرتے تو لڑائی فتح نہ ہوتی رستم خوش ہوگئے فرمایا اے سمک یہ تو تونے ٹھیک کہا خیر چھیوٹا بھائی ہی جو اُسنے کیا اچھا کیا مین تو لشکر مین جاتا ہون دیکھون جہانگیر کسطرحسے آتا ہی اگر بن پڑیگا تو اُسکو مین روکونگا چاہتا ہون کہ مال طلسمی چھین لون دیکھون کیا کرتا ہی سمک تو اُدھر واسطے خبر کے چلا رستم لشکر مین آئے مگر سمک بصورت میلے قلعۂ طلسمی پر آیا دیکھا بڑی گہما گہم ہی لشکر اُترا ہوا ہی جہانگیر داخل بارگاہ ہین عشرت خیز پہلو مین ہی چاپک بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی دلونکو لبھا رہا ہی نظم

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست
ہڈیون پہ میری لڑتے ہین سگان کوے دوست

حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی
ذکر کو جنت کے ہین سمجھا بیان کوے دوست

تشنۂ خون جہان ہی یہ تو وہ قتال خلق
آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست

قاصد کشتہ نظر آتا ہی ہر مردہ مجھے
مجھکو گورستان کے اوپر یہ ہی گمان کوے دوست

ہمنشین کہتے ہین افسانہ سے آجاتی ہی نیند
ہجر کی شب مین سنونگا داستان کوے دوست

رشک سے کٹتے ہین مین سے حادثات بیقرار
صورت دیوار اگر دیکھی میان کوے دوست

نقش پاے غیر پاتا ہون پس دیوار مین
آشنا سے در نکلا پاسبان کوے دوست

قاصد وسکے پاؤن توڑے بدگمانی نے مری
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست

آتش اہل کربلا سے جلکے اب کہتا ہون مین
اے خوشا طالع تمھارے ساکنان کوے دوست

سمک رات بھر لشکر مین پھر آکیا اُدھر طلسم سے مال بہت نکلا چھکڑے لدے ہوے کھڑے ہین صبح کو جہانگیر اُٹھے لشکر کو تیار پایا قصد ہوا کہ روانہ ہون مگر سمک کو بڑا تردد ہی کہ جب یہ چلین گے تب رستم روکین گے جہانگیر ایسے نہین ہین ضرور مقابلہ کرینگے خدا دونون کی آبرو رکھے کہ ناگاہ اُسے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر فوج بیحساب سامنے جہانگیر کے آیا پکار کر کہا کہ آپنے بڑی بیادبی کی کہ طلسم فنا کو فتح کیا منم شہباز بلند پرواز اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو مال طلسمی حوالے کرو جہانگیر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نکرو سامنے آکر مقابلے مین آتر پڑا سمک بھاگا کہ اب جاکر رستم سے کہون کہ شہباز نامے پہلوان مقابلہ

جہانگیر ہین آیا ہی اگر ہوسکے تو چلکر اُسے قتل کیجیے جہانگیر کو بچایئے یقین ہی کہ جہانگیر بہت شرمندہ ہونگے یہ سوچکر خدمت رستم مین آیا سب کیفیت بیان کی رستم نے حکم دیا کہ سب تیار رہیے ہم پہر رات رہے سوار ہونگے یہان شہباز نے طبل جنگی بجوایا جہانگیر کے لشکر مین بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان رہین صبح کو شہباز میدان مین آیا عشرت خیز نے عرض کی کہ آپ کیون تکلیف فرماتے ہین ایک سحر کرکے ان سب کو بھگائے دیتی ہون جہانگیر نے کہا خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا ہمارے لشکر مین یہ قاعدہ ہی کہ غیر ساحر سے ساحر مقابلہ نہین کرتا بھائی صاحب رنجیدہ ہو رہے ہین اور طعن و تشنیع کرینگے فرمائینگے ساحرہ کے بھروسے پر مقابلہ کیا مین کیا جواب دونگا وہ پکارتے نوین مقابلے مین جاؤن ای عشرت خیز تم لشکر سے الگ رہو ایسا نہو کہ یہ بھی باعث بدنامی ہو لاکھ تم کہو گی کہ مین نے سحر نہین کیا مگر وہ نہین مانینگے مین یہ نہین چاہتا کہ تا لون مین قبلہ و کعبہ کے فرق پڑے بھائی صاحب اور زیادہ غصہ کرینگے جہانگیر تو یہ باتین کر رہے ہین مگر شہباز نے گینڈا مہمیز کیا اور پکار کر کہا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جہانگیر نے قصد کیا تھا کہ مقابلہ شہباز مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی جہانگیر نے دیکھا کہ رستم آتے ہین مگر نہایت برہم تیور پر بل پڑے ہوے ہین آکر مقابلہ شہباز مین پہونچے شہباز نے جو جمال رستم دیکھا مثل آئینہ حیران ہو کے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی فرمایا او مغرور تو مال طلسمی لینے آیا ہی وہ میرا چھوٹا بھائی ہی مین کب گوارا کرونگا کہ تو اُسے قتل کرے یہی فکر تھی کہ مجھکو جاکر سزا دون شکر ہی کہ وقت پر پہونچا و ادکر باتین نہ بنا شہباز نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے نیزہ رستم نے شہباز کا نکالا شہباز نے غصے مین تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شہباز لپٹ پڑا آخر دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے رستم نے اُترتے ہی ونگ کر دیا جب پکڑ لاتے ہین تو وہ دو گھڑی نہین نکلنے دیتے تین پہر کشتی ہوئی پہر دن رہے شہباز نے کہا ای جوان دونون لشکر پریشان ہو رہے ہین ایک زور آخر کرتا ہون

رستم نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رکھیے شہباز رستم کو ریلکر لے دوڑا چند قدم پر
لا کر یکہ مارا کہ رستم کا بایان گھٹنہ جھکا شہباز اوپر آکر چھپا یا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا
لنگر رستم کو جنبش نہ ہوئی تھک تھک کر ہاتھ اٹھا لیا سوچا کہ جو مین نے لنگر نہین اکھیڑا
تو میرا لنگر بھی یہ نہ اکھیڑ سکین گے آواز دی کہ ای رستم اب تمھارے زور کا مشتاق
ہون رستم اپنے مقام سے اٹھے دونون مونڈھے شہباز کے تھامے ریلکر لے دوڑے
پندرہ سولہ قدم پر لاکر یکہ مارا کہ دونون گھٹنے شہباز کے آشنا بہ زمین ہوے
رستم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ شیرانہ کیا النعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب — کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور — کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور

زمین تھرا گئی درخت کانپنے شہباز کو اٹھا لیا چاہا زمین پر مارین کہ شہباز نے
عرض کی کہ مین تابعداری کرتا ہون امیدوار ہون کہ مجھکو اسلام تعلیم فرمایئے رستم
نے رکھدیا شہباز کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا جہانگیر نے آکر نذر دی رستم
بہت خوش ہوے کہا ای فرزند حقیقت مین کیا کار نمایان کیا ہی اور وہ بادشاہ جو
اپنے فرزند کی فریاد لیکر آیا تھا بیٹے کو باپ سے ملوایا رستم نے کہا ای مالک احمر تمنے
دیکھا کہ ہمارے بھائی نے کیا کار نمایان کیا جہانگیر عذر کر رہے ہین کہ آپ کے
بھروسے پر سب کام ہوا جانتا تھا کہ اگر کوئی مشکل پڑیگی تو بھائی صاحب آکے
شریک ہونگے اسوجہ سے طلسم ٹوٹا ہر مقام پر آپ ہی کو یاد کرتا تھا سرخپوش
جنی نے بھی قدمون کو بوسہ دیا جہانگیر نے کہا یہ مال طلسم موجود ہی اپنی فوج کو
تقسیم کیجیے رستم نے کہا مین نے شہباز کو زیر کیا ہی وہ بھی ضرور خراج دیویگا اب
رستم بہت خوش ہوے سمجھے کہ جہانگیر اپنے مجھسے دیتا ہی فوج گران ساتھ شکار
کھیلتے ہوے چلے ایک دشت مین آکر پہونچے کہ وہ صحرا نہایت گرم ہی کہ درخت
سوکھے ہوے کھڑے ہین پتون کا جابجا انبار زاغ و زغن کی پکار بونڈے گرد کے
اٹھ رہے ہین رستم نے فرمایا آگے بڑھ چلو یہ صحرا اس لایق نہین ہی کہ رات یہان

بسر کرین کہ سامنے سے رستم کے ایک آہو نکلا جست وخیز کرتا ہوا چلا رستم نے گھوڑا
پیچھے اسکے ڈالا فرمایا اے جہانگیر تم میرے پیچھے نہ آنا جہانگیر کو اطاعت منظور ہی جانتے
ہین کہ بڑے بھائی بجاے باپ کے ہین انکا حکم ماننا ضرور ہی جہانگیر تو رک گئے مگر رستم
آہو کے پیچھے چلے ہر مقام پر یہی چاہتے ہین کہ تیر ماردن مگر آہو نکلجاتا ہی اتنا راستہ طی
کیا کہ سوا اسکے سمک کے اور کوئی نہ جاسکا سمک الگ الگ چلا آتا ہی مگر حیران ہی کہ
شاہزادے کو کیونکر روک لون کہ اس آہو کا ناحق تعاقب کرتے ہین مگر جانتا ہی
کہ اگر عرض کرونگا تو خلاف گذریگا خاموش چلا آتا ہی مگر آہو بھاگتا ہوا سامنے ایک
باغ کے پہونچا باغ مین گھس گیا رستم غصے مین گھوڑے سے کود پڑے باغ مین آکر
داخل ہوے دیکھا آہو روش پر جاتا ہی تیر مارا کہ آہو شکار ہوا آکر اسکو ذبح کیا کہ
سامنے سے ایک مرد پیر دھوتی باندھے ہوے بیلچہ ہاتھ مین انتظام کرتا ہوا سامنے
سے آیا جمال رستم دیکھکر بہت خوش ہوا کہا آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے نام اصلی
بتایا کہا مین ایک تاجر کا نوکر تھا اسکو قزاقون نے لوٹ لیا مین اسطرف نکل آیا
مگر تمھارا کیا نام ہی اور یہ باغ کسکا ہی باغبان نے کہا میرا نام فولاد باغبان ہی مین
اس باغ کا منتظم ہون یہ سرحد قلعۂ صفدریہ ہی حاکم یہانکا صفدر جنگ آزما ہی
بیٹی اُسکی گلپیرہن ہی اسی کے نام سے یہ باغ ہی مین نے ملکہ کو پرورش کیا ہی اسوجہ
سے یہ باغ میرے سپرد ہی ملکہ شکار کو آئی ہوئی ہین یقین ہی تشریف لائین مگر ملکہ جب
تشریف لائین تو کنج باغ مین جو بنگلہ پڑا ہی وہ میرے رہنے کا ہی وہان جاکر اپنے کو
مخفی کیجیے گا آپ بیٹھیے مین نے آپ کو اپنا فرزند کیا رستم بھی بہتر ہی کہہ رہے ہین کہ
دروازے پر پکار ہوا کہ او فولاد کیا مر گیا دروازہ نہین کھولتا فولاد نے جو سنا
کہا آپ تو نکلجائیے بنگلے مین جاکر بیٹھیے رستم تو گئے فولاد نے جاکر دروازہ کھولدیا
ملکہ داخل ہوئین کنیزین ساتھ ہین کنیزون نے کہا کہ او فولاد ایسا غافل رہتا ہی کہ
آواز بھی نہین سنتا فولاد تو کنارے ہو گیا مگر کنیزین نوجوان چہلین کرتی ہوئین باغ
مین پھرنے لگین کوئی کسی سے گیند اچھالتی ہی کوئی چھوئی چھپیا کوئی آنکھ مچولا کھیل رہی ہی رستم

قریب بارہ دری کے پہونچے تھے کہ چند کنیزون کو دیکھا قریب بارہ دری کے پہونچ گئی
ہین رستم کو کچھ نہین پڑا بارہ دری مین سب چلے گئے پردہ اٹھا کر جو اندر آئے تو دیکھا
کہ تخت بچھا ہے اسباب عیش و نشاط مہیا جھاڑ وغیرہ لگے ہین رستم خاموش کھڑے تھے
کہ کنیزین پردے باندھنے لگین رستم گھبرائے پلٹ کر دیکھا کہ سیڑھیان بنی ہین ناچار
ہوکر چند سیڑھیان طے کین وہان پر موڑ تھا روشندان بنا ہوا تھا وہان رستم ٹھہرے
روشندان سے دیکھنے لگے کہ دیکھا گلبدن گشتہ چست پہنے ہوئے نیچہ ہاتھ مین
اکڑتی ہوئی بارہ دری مین آئی رستم کی جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوئے
آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین ملکہ نے قصد کیا
کہ جاکر تخت پر بیٹھون کہ آندھی سیاہ اٹھی جھاڑ وغیرہ ٹکرانے لگے ملکہ غل مچاتی ہین کہ
روشنی لاؤ کنیزین جو لالٹینین لیکر چلتی ہین جھونکے سے ہوا کے گل ہو جاتی ہین
ملکہ ناچار ہوکر طرف کوٹھے کے چلین ایک ہاتھ دیوار پر ایک ہاتھ آگے ادھر بھی
رستم بھی کھڑے تھے ایک ہاتھ دیوار پر ایک ہاتھ آگے بڑھا ہوا رستم کا ہاتھ تو سینے
پر پڑا اور ملکہ کا ہاتھ چہرۂ زیبائے رستم پر پڑا ملکہ تو ارے چور کہکر پیچھے ہٹین رستم
کود کر بھاگے اسی بنگلے مین آئے آکر بیٹھے مگر جوش محبت مین ملکہ کے کانپ رہے ہین
وہان آندھی دفع ہو گئی کنیزون نے دیکھا ملکہ بگڑی ہوئی بیٹھی ہین اور کہہ رہی ہین
نگوڑے فولاد کو بلاؤ کوٹھے سے چور اترا میرا طوق اتارتا تھا مگر مین نے نیچہ
جو چمکایا بڑا نامرد تھا کہ بھاگ گیا ورنہ ٹکڑے اڑا دیتی ایک کنیز نے کہا واری یہان
چور کہان کسی درخت وغیرہ کا سایہ پڑ گیا ہوگا ملکہ نے ایک نیچہ مارا کہ اس کنیز کے
دو ٹکڑے ہوئے اب کوئی کنیز قریب نہین آتی دور سے کہہ رہی ہین کہ حضور فولاد
کی یہ غفلت ہے حکم ہوا کہ فولاد کو لاؤ حبشیون نے آکر فولاد کو گرفتار کیا فولاد
روتا ہوا سامنے آیا ملکہ نے کہا کہ اسکو قتل کرو ایک حبشی نے تلوار کھینچی فولاد
گھبرایا دست بستہ عرض کی کہ حضور ہمیشہ سے [illegible] کی مجھکو مہلت دین مین اپنے بیٹے سے
رخصت ہو آؤن ملکہ نے کہا تو تو کہتا تھا کہ میرے کوئی اولاد نہین یہ فرزند کہان سے نکلا

فولاد وبولا طہران مین نوکر تھا نوکری چھوڑ کر آیا ہی مگر حضور نہایت خوبصورت ہی ملکہ نے کہا
جا دور ہو اُسکی خوبصورتی سے مجھے کیا کام ہی جاؤ جا کر ملو آؤ فولاد روتا ہوا سامنے
رستم کے آیا رستم نے جو فولاد کو روتے ہوے دیکھا بے اختیار ہنس پڑے فولاد
نے کہا آپ تو ہنس رہے ہین میری جان پر بنی ہی رستم نے پوچھا کیا ہوا کہا ملکہ فرماتی
ہین کہ چھوکرے کو مجھ سے اتر امیرا طوق اُتارتا تھا تو فرماتی ہین کہ تو نے چھوکرے بٹھا رکھے
اب آپ تو نکلجایئے آپ بڑے مبارک قدم ہین کہ آپ کے آتے ہی میرے قتل کا حکم
ہوا لہذا اب آپ رخصت ہون رستم نے کہا تم جا کر کہو کہ میرا فرزند طہران مین کوتوال
رہا ہی چھوکرون کو ڈھونڈھکر لائیگا فولاد نے کہا وہ نہایت بدمزاج ہی ایسا نہ ہو کہ مجکو
قتل کر ڈالے رستم نے کہا مجھکو گوارا ہی کہ مین قتل ہون مگر آپ بچ جایئے فولاد نے
کہا مین جا کر کہتا ہون فولاد آنسو پونچھتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ایک غلام کی
عرض ہی کہ میرے فرزند کو بلا کر خلعت کوتوالی بارِ دیجیے وہ بڑا نظرباز ہی چھوکرے کو پکڑ
لائیگا ملکہ نے حکم دیا چلمن ڈالدو مین چاہتی تھی کہ فولاد قتل نہ ہو خیر سبب نکل آیا اگر
اُسکا بیٹا کار نمایان کریگا تو اُسکو نوکر رکھوا دونگی فوج شاہی مین رہیگا فولاد نے
آکر رستم سے کہا چلیے آپکو ملکہ نے بلایا ہی رستم ہتھیار لگا کر روانہ ہوے ملکہ نے
جو دیکھا کہ دیر ہوئی چند کنیزون سے اشارہ کیا کہ دیکھو تو فولاد دم دیکر چلا گیا بیٹا
اُسکا آتا ہی یا نہین چند کنیزین جوان چلین راہ مین آکر دیکھا کہ رستم آگے
آگے فولاد پیچھے پیچھے مگر ہاتھ باندھے ہوے آتا ہی کنیزین حیران ہوگئین آپس مین
کہتی تھین کہ ارے یہ فولاد کا بیٹا ہی ایک نے کہا مان کا پیٹ اور کمہار کا چاک
ایک ہوتا ہی ایک نے کہا بوا دیکھو مثل غلامون کے آتا ہی یہ اُسکا بیٹا نہین ہی
نقرہ بنایا ہی مگر ایسا حسین ہی کہ ملکہ دیکھکر بیک جائینگی ایک نے آکر ہاتھ تھام لیا
کہا میان تمہارا کیا نام ہی باپ پیچھے اور بیٹا آگے رستم نے کہا او خبیث تیرا ہی باپ
ہوگا کنیز پیچھے ہٹی دوسری نے کہا میان کیون خفا ہوتے ہو بڑے تعجب کی بات ہی
کہ بیٹا آگے باپ پیچھے رستم نے اُسکو بھی جھڑک دیا سب سے باتین کرتے ہوے جب

سامنے بارہ دری کے آئے ملکہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال ہے سپاہی پیشہ تلوار ہاتھ میں حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہے جمال بیمثال دیکھکر ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرآگیا پسینے پسینے ہوگئی سر جھکا لیا رستم جب سامنے ملکہ کے آئے کنیزون نے کہنا شروع کیا کہ سلام کرو ملکہ نے کہا کیون اسکا پیچھا لیے ہو وہ سلام و بندگی کیا جانے رستم کرسی پر بیٹھ گئے ملکہ نے نام پوچھا رستم نے حسین نوجوان بتایا ملکہ نے کہا تم چور کو پکڑ لاؤ گے رستم نے کہا حضور کا اقبال گرفتار کریگا ملکہ نے خلعت منگایا رستم کو مخلع کیا رستم خلعت پہنکر بیٹھے ہاتھ باندھکر رستم نے عرض کی کہ مین اب رخصت ہوتا ہون ملکہ نے کہا باہر جاکر بستر لگاؤ رستم جب چلے تو ملکہ کا دل دھڑکنے لگا کنیز سے کہا کہ اس جوان کو پھر بلا لو کچھ اسکو سمجھادون رستم قریب آئے اور زانو کھڑے ہوے ملکہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا کہ کسی گانؤن مین خبر سنو کہ چور ہے اور وہان اکیلے چلے جاؤ کیونکہ گنوار گھیر لیتے ہین ایسا نہو کہ کچھ صدمہ پہونچے رستم نے کہا گنوارون کی کیا مجال ہے کہ ہم کو گھیر لین سبکو سمجھادونگا ملکہ نے کئی مرتبہ اسی طرح رستم کو بلایا کوئی بات کہدی رستم بھی جواب دیتے ہین کہ سرکار نہ گھبرائین غلام سمجھکر جائیگا ملکہ اس شائستگی پر تڑپی جاتی ہین وزیرزادی سے کہتی ہین کہ زبان تو اسکی اچھی ہے زبان سے تو نہین معلوم ہوتا کہ فولاد کا بیٹا ہے وزیرزادی نے عرض کی کہ بہت بجا ارشاد ہوا ملکہ کنیز کو تو یہ جوان بڑا عالی خاندان معلوم ہوتا ہے غرضکہ رستم رخصت ہوکر باہر آئے سپاہیون نے سلام کیا رستم کرسی پر بیٹھے فرمایا صاحبو تمکو بیدار رہنا چور نہ آنے پائے سب عرض کر رہے ہین بسر وچشم آپ کی خدمت مین حاضر رہینگے اب ایسا افسر ہمکو ملا ہم سب خوش ہوگئے جو حکم دیجیے گا وہ بجا لائین گے رستم انتظام کر رہے ہین مگر بعد جانے رستم کے ملکہ کی بیقراری بڑھی یہ اشعار زبان سے بیساختہ بیقراری مین نکل گئے نظم

شب فراق ستم مختصر نہین ہوتی ہے
یہ شمع آہ چراغ سحر نہین ہوتی

عدم کو جاتے ہین کیون لوگ ادھر سے جبتک ان
کبھی ادھر کی تو دنیا ادھر نہین ہوتی

غم فراق سے فارغ ہین محو وصلت دوست
کہ بلبلون کو خزان کی خبر نہین ہوتی

اثر ہونکا نہ پائے نگاہ زہر آلود | کرسکیگا کبھی قتل سنگ نہیں ہوتی
بیان میں نہیں آتی کشش کچھ اسکی صفیر | یہاں دام کمند نظر نہیں ہوتی

وزیرزادی نے گھبراکر پوچھا کیوں حضور کا مزاج کیسا ہی یہ کیا فرمایا میں اسکا مطلب
نہیں سمجھی ملکہ نے کہا اے گلپاش میں کیا بیان کروں جس جوان کو خلعت کوتوالی دیا ہی
جب سے اسکو دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی یہی خیال آتا ہی کہ باغبان کا بیٹا آسیر طبیعت مائل
ہوئی کل کو اگر یہ ظاہر ہوا تو تم لوگ کہوگے کہ باغبان بچے کو لیکر بیٹھی ہیں کیسی ذلیل
مزاج ہیں وزیرزادی نے کہا واری آپکو اختیار ہی جو چاہیے فرمائیے مگر یہ فولاد کا
بیٹا نہیں ہی نہیں معلوم کیا اتفاق ہوا کہ یہ طائر عنقا دام میں پھنسا ہی آخر کو حال کھلیگا
کہ یہ کسکا فرزند ہی ملکہ نے کہا اے گلپاش میری بھی خیال ہی لیکن جو امر ظاہر ہو اسے چھپایا
کرتی ہوں چاہتی ہوں کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ میں اسکو دیکھوں وہ مجھکو نہ دیکھے
ایک کنیز بول اٹھی کہ آجکل آپ کے والد نامدار لشکر کشی کا سامان کر رہے ہیں پہلوان
کو دیکھکر خوش ہونگے اسکو افسر کرینگے آپ جاکر باپ سے کہیے کہ ایک جوان اسطرح
آیا ہی اسکو نوکر رکھ لیجیے آپ کے والد کو ضرورت ہی وہ ضرور نوکر رکھ لینگے کوٹھے سے
آپ دیکھا کیجیے گا وہ آپ کو نہ دیکھ سکیگا ملکہ نے اس رائے کو قبول کیا حکم ہوا کہ جلد
سواری لاؤ محافہ در باغ پر آیا رستم کو جو معلوم ہوا کہ ملکہ جاتی ہیں آگے بڑھے ہوئے ملکہ
سوار ہوئیں اور محافہ چلا رستم بھی ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں ملکہ نے جو چلمن سے
دیکھا کہا وزیرزادی منع کر دے کہ تم کیوں آتے ہو تم یہیں رہو ملکہ کا پلوا ... رستم
جانے کو دیکھا کیے محافہ نظر سے مخفی ہوا رستم آکر بیٹھے ملکہ نے باپ کے محل میں اتر کر ناظر سے
حکم دیا کہ اباجان کو بلاؤ ناظر نے جاکر شاہ سے کہا شاہ فوراً تشریف لائے کہ بیٹی کو
بہت چاہتے تھے جیسے ہی اندر تشریف لائے ملکہ نے سلام کیا ملکہ نے گلے میں ہاتھ
ڈالدیا اور کہا میرے ابا آیا ایک جوان نہایت حسین وجمیل میرے باغ میں آیا
ہی میں نے اسکو عہدہ کوتوالی دیا ہے ایسا انتظام کیا کہ پھر چور نہیں آیا لہذا آپ
سامان لشکر کشی کر رہے ہیں اگر مناسب ہو تو اسکو بھی نوکر رکھ لیجیے وقت پر کام آئیگا

بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین ابھی بلواتا ہون باہر آکر چوبدار کو حکم دیا کہ حسین نوجوان کو بلا لاؤ چوبدار طرف باغ کے چلا یہان رستم انتظار مین تھے کہ چوبدار آکر پہونچا رستم سے کہا اے حسین نوجوان چلو تمکو بادشاہ نے بلایا ہی رستم گھوڑے پر سوار ہوے ہتھیار لگا کر چلے یہان بادشاہ دربار مین بیٹھا ہی سب سردار جمع ہین کہ رستم آکر پہونچے ملکہ چلمن مین بیٹھی چہرہ کو ان سے دیکھ رہی ہی مگر رستم جب دربار مین آئے تو بادشاہ خود ہی کھڑے ہوگئے کل اہل دربار اُٹھے سب نے استقبال کیا ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ اے نا للندی دیکھو بادشاہ نے استقبال کیا صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص بادشاہ ہی اور بسبب ملازم ہین کنیزون نے کہا واری حسیں طبیعت آتی ہی یہی رنگ ہوتا ہی کہ وہ سب سے بہتر معلوم ہوتا ہی ملکہ نے کہا اری بیوقوفو تم ہی انصاف کرو کہ وہ قریب تخت بیٹھے ہین کیسے رعنا و زیبا معلوم ہوتے ہین آخر بتاؤ کہ بادشاہ نے استقبال کیون کیا لیکن بادشاہ یعنی صفدر جنگ آزما رستم سے باتین کر رہا ہی کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایلچی حاضر ہی امیدوار باریابی ہی مگر بہت جلدی کر رہا ہی بادشاہ نے پوچھا نامہ کہان سے لایا ہی چوبدار نے عرض کی کہ شدّاد قوی ترکیب اپنا نام بتاتا ہی چوڑا تیغہ ہاتھ مین چمکا رہا ہی اور آپ جس بادشاہ کے خراج گذار ہین اسکا نامہ لایا ہی بادشاہ نے حکم دیا بلالو پہلوے تخت مین دنگل ہی اسپر رستم بیٹھے ہین کہ شدّاد نے آتے ہی بہ غرور سلام کیا ہر چند کہ بادشاہ کو ناگوار ہوا مگر جانتا ہی کہ جسکا مین خراج گذار ہون وہان سے نامہ لیکر آیا ہی سوچا کہ طرح دینا چاہیے بروقت ملاقات اُسی شاہ سے شکایت کرینگے اسنے جواب معقول ملیگا یہ شخص مقرر ہی عقل و فراست سے دور ہی مگر ایلچی نے بیٹھتے ہی فرمان سر سے کھولا بادشاہ کیطرف پھینک دیا کہا اسکو ملاحظہ فرمائیے اور جو اس مین تحریر ہی اُسپر کاربند ہوجیے ملک آفاق شاہ اسقدر بیقرار تھا کہ وہ دن خاصہ نہ نوش فرمایا تھا مجھکو حکم تھا کہ جلد جانا اور جلد آنا لہذا تحریر شاہی ملاحظہ فرمائیے اور بہت جلد کاربند ہوجیے باتین ایلچی کی رستم کو بہت ناگوار ہین مگر خاموش بیٹھے ہین بادشاہ نے نامہ کھولا جس مین القاب و آداب شاہی کچھ نہین صرف مہر یارتن

سلامت لکھا ہو بعد اسکے لکھا ہو کہ ای بادشاہ عالیجاہ تمھاری بیٹی کی تصویر ایک ناجیسے
مین نے لی جسوقت سے تصویر پر نگاہ پڑی ہوش وحواس پراگندہ ہوگئے ہر چند چاہا کہ
ضبط کرون مگر نہ ہوسکا لہذا آپکو لکھتا ہون کہ نامہ ہذا ملاحظہ فرماکر بطور ڈولے کے ملکہ کو
ہمراہ پہلوان مذکور روانہ کرو رستم قریب شاہ بیٹھے ہین نامے پر نگاہ پڑی اور معشوق
کا نام دیکھا نہایت غصہ آیا اور بادشاہ خود سوچ مین تھا کہ مین کیا جواب دون
ایسے ظالم کے ساتھ تو بیٹی کی شادی نہ کرونگا کرون تو باعث خرابی نہ کرون تو باعث
خرابی بادشاہ یہ سوچ رہا تھا کہ رستم نے نامہ ہاتھ سے شاہ کے لے لیا اور پھاڑ کے
سامنے شداد کے پھینکدیا شداد نے جو نامہ پھٹا ہوا دیکھا کہا او جوان تو نے ہمارے
شاہ کا نامہ پھاڑ ڈالا مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا بادشاہ ہان ہان کر رہا ہو کہ شداد
نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شداد لپٹ پڑا اور پیل
پیل کے زور ہونے لگے جب شداد دبلکے جاتا ہو تو رستم چار پانچ قدم سے زیادہ
نہین ہٹتے اور جب خود ریلکے جاتے ہین تو شداد بیس قدم تک لیجاتے ہین شداد
عاجز ہو رہا ہو ہاتھ سے خون بہہ رہا ہو زرہ پارہ پارہ مگر لڑے جاتا ہو یہی چاہتا ہو
کہ زیر کرون مگر جو پیچ باندھتا ہو رستم اسکا توڑ کرتے ہین دیکھنے والے تعریفین رستم
کی کر رہے ہین کہتے ہین حسین نوجوان بڑا طاقت دار ہو شداد کو دنگ کر دیا ہو مگر
ایک مرتبہ پھر رستم نے ٹکر مارا کہ دونون گھٹنے اسکے زمین پر گر سے شداد کو یقین ہوا
چینیان نکل گئین ہین مگر ضبط کیا رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن کشندہ

تن پیل و دیو ہندی نعرہ رستم

ازین عہد اولاد امیر عرب	کہیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیلزور	کہ بر تخت مرز و فنی افگندہ شور

نعرے سے رستم کے بارگاہ تھرا گئی کھینچکر شداد کا پھینکدیا ہمراہیان شداد جو بارگاہ
مین آنے لگے پر بیکار رستم سے ... وہ کا ملکہ کوٹھے پر خوشی کر رہی ہین کہتی ہین صاحب تختے
شاہ جو مین کہتی تھی میرا اقبال بخت نشین ہوا کنیزین کہتی ہین کہ اسکی ہمت پہلے کہتے

کہ تکو وڑے فولاد کی کیا حقیقت ہی یہ جوان کسی نسل اعلی سے ہی رستم جو لڑنے لگے ملازمان شاہی
بھی شریک ہوے جب رستم لڑتے ہوے باہر نکلے تو دوکاندارون نے بھی رستم کا ساتھ
دیا بنیون نے دوکانین بند کین پتھرون سے سپاہیون کو مارنا شروع کیا آخر سپاہی گھبرائے
لاشہ شداد کا لیکر بھاگے یہان شاہ نے وزرا سے کہا کیون صاحبو اب کیا ہوگا کہ ایلچی
شاہ کا مارا گیا اور آفاق تاجدار نہایت زبردست ہی اور مغرور انتہا کا ہی اسکو بہت
ناگوار ہوگا ملک نکال لیگا مین کیا تدبیر کرون سب نے کہا جب یہ جوان لڑکر پلٹے تو
اِسکی خوب خاطر کیجیے اب وہ جو لاشہ ایلچی کا لیکر گئے ہین یقین ہی کہ آفاق تاجدار خود
آئے اور فساد برپا کرے اُس وقت آپ اِسی جوان کو پیش کر دیجیے گا کہ یہ ہمارا نوکر
نہین اِسنے شداد کو مارا ہی یا گرفتار کرکے دیدیجیے گا بادشاہ خوش ہو جائیگا آپ کی خطا معاف
کریگا اور بیٹی کو سوار کرکے دیدیجیے گا بیشک بادشاہ کچھ نہ کہیگا سلطنت آپ کی قایم
رہیگی بادشاہ اِسی پر آمادہ ہوا تا جب رستم لڑبھڑکر پلٹے تمام افسران فوج رستم کی تعریف
کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کس دیو خصال کو آپ نے مارا فوج کو آپ نے شکست
دی بادشاہ نے رستم کی تعظیم کی اور برابر اپنے بٹھا لیا کہتا تھا زہے نصیب وری کہ
آپ نے مجھکو سرفراز کیا آپ فرزند صاحبقران ہین مگر اب مین آپ کو جانے نہ دونگا
سامنے کمرہ ہی اُس مین آرام فرمائیے خادم خدمتگار برائے خدمت حاضر ہین کوئی تکلیف
آپ کو نہ ہوگی مگر ملکہ نے جو یہ خبر سنی کہ بادشاہ کا یہ اِرادہ ہی بیقرار ہوکر کہا مین اپنے باغ
مین جاؤنگی ملکہ سوار ہوئین رستم نکل آئے تا ہمراہ محافے کے نہ جاسکے کہ ملازمان شاہی
کھڑے تھے بحسرت دیکھتے رہگئے پلٹ کر آئے کمرے مین بیٹھے مگر صورت زیبا سے
گلپیرہن آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین نظم

جلوۂ مہر جو پھیلا ترے رخسارون سے	روشنی اُڑ گئی جگنو کی طرح تارون سے
بہہ چلا یار پسینہ ترے رخسارون سے	باس پھولون کی نہ جائیگی ترے ہارون سے
لپٹے رہتے ہین گلے سے ترے ایچان شب بھر	رشک ہی دست تمنا کو ترے ہارون سے
عشق کے واسطے ہم لوگونکی خلقت ہی صغیر	بس یہی کام تو بن پڑتا ہی بیکارون سے

آخر رستم اسقدر بیقرار ہوے کہ نیند نہ آئی آنکھ نہ بند ہوئی آخر اُٹھے کمند ہاتھ مین لیکر قصر سے اُترے طرف باغ ملکہ کے چلے یہان ملکہ باغ مین بیقرار ہو رہی ہو کنیزون سے کہہ رہی ہو کہ کیا مشکل کی بات ہو کہ جس شخص نے مدد کی ان سب کا ارادہ ہو کہ اُسکو گرفتار کر کے حوالے کرین اگر باپ ایسا کرینگے تو مجھکو بھی صبر نہ آئیگا اپنی جان دونگی لڑ بھڑ کے مرونگی مگر فراق نہ سہونگی

نظم

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے ۔ بیٹھ رہتا ہو مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
سر ہو عشق نہ تھا زلف دوتا سے پہلے ۔ سانپ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
ہاتھ اُٹھنے بھی نہین پاتے کہ آجاتا ہو یار ۔ میری امید بر آتی ہو دعا سے پہلے
اصل ہی جان دی دردو کے لہو عاشق نے ۔ اُڑ گیا طائر جان رنگ حنا سے پہلے
اے طبیبو ہو یقین بیمار خط سبز صنم ۔ زہر دو گھول کے شربت مین دوا سے پہلے
اشہب ذہن رسا اُڑ کے دم فکر سخن ۔ باغ مضمون مین پہونچتا ہو صبا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا ۔ ربط ہوتا جو نہ اس ماہ لقا سے پہلے

اسقدر بیقرار ہوئی کہ آخر دروازے پر آکر کھڑی ہوئی انتظار کر رہی ہو کنیزین کہتی ہین واری رات کا وقت ہو اسوقت وہ کہان یہان آوینگے مگر ملکہ کی بیقراری نہین کم ہوتی ہو ہر مرتبہ فرماتی ہین جو میرا عشق صادق ہو تو اسی وقت آوینگے یہ کہہ رہی تھین کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی کنیز سے کہا جاکر دیکھ تو یہ روشنی کیسی ہو معلوم ہوتا ہو کہ جنگل مین چاند نکل رہا ہو کنیز دوڑی ایک نخل کے قریب پہونچی تھی کہ دیکھا رستم آتے ہین کنیز نے جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کیون گلرو تو اسوقت کہان تھی کنیز نے عرض کی ملکہ حضور کا انتظار کر رہی ہین اور فرماتی تھین کہ اگر میرا عشق صادق ہو تو اسی وقت آئینگے حقیقت مین واری وہ عاشق صادق ہین جو وہ فرماتی تھین وہی ہوا رستم نے پوچھا ملکہ کیا کرتی ہین کنیز نے عرض کی دروازے پر کھڑی ہین اور آپ کو یاد کر رہی ہین رستم بڑھے مگر کنیز بھاگی سامنے ملکہ کے آئی کہا واری آپ سچ کہتی تھین وہ جو سُنا تھا وہ آنکھون سے دیکھ لیا فرد دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر

از سرے کینہ کینہ وار نسوے مہر شہر پہ ملکہ یہ سنکر ہنسا گئیں کہا اگر وہ یہاں مجھکو دیکھ لینگے تو عاشق
صادق جانیں گے اور چاروں مشہور کرینگے کہ ملکہ مجھپر صرف ہی ہیں یہ نہیں چاہتی کہ مجھکو مطعون
کریں یہ ذکر تھا کہ رستم آپہونچے ملکہ برائے استقبال اٹھیں رستم کو لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا
اسوقت آپ کیونکر تشریف لائے ہیں اس اندھیری رات میں رستم نے کہا اے ملکۂ عالم جب
میں آنکھ بند کرتا تھا تو دل آواز دیتا تھا کہ باغ کو چلو میں نے دن کو دیکھا تھا کہ آپ
جانے پر سوار ہو کر آئیں ملکہ نے کہا اے شہریار مجھکو اسوجہ سے آپ کی ملاقات کی ضرورت
تھی کہ آپ یہاں سے نکل جائیے دشمنوں نے صلاح کی ہے کہ جب آفاق شاہ آوے تو آپکو
اسکے سامنے گرفتار کرکے بھیجیں اور اپنی سلطنت بچائیں لہذا آپ نکل جائیے جہاں
جائیے گا میں اپنے کو پہونچاؤنگی رستم نے کہا میں بھاگونگا نہیں شاہ سے کہدونگا کہ
جب آفاق شاہ آوے تو مجھکو اسکے مقابلے میں بھیج دیجیے اور کہدیجیے کہ انھوں نے
ایلچی کو مارا ہے اس سے سمجھ لیجیے جب مقابلہ پڑیگا تب حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا میں واسطے
بھلائی کے کہتی ہوں آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہکر کنیز کو اشارہ کیا کنیزیں اسباب
عیش و نشاط لیکر آئیں گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی لاکر پیش کیں اور ایک
خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

نقاب اٹھاؤ کہ لطف شراب کیا ہوگا
پڑا نہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا

ابھی سے قہر ہے فتنہ ہے اک قیامت ہے
ہے کمسنی میں یہ عالم شباب کیا ہوگا

ابھی نگاہ ٹھہرتی نہیں ہے گالوں پر
عروج حسن میں وہ آفتاب کیا ہوگا

برنگ زلف الجھنے سے فائدہ اے دل
خموش وہ بت حاضر جواب کیا ہوگا

کروگے مست کسے آج کسکو تاکا ہے
طلب جو شیشے میں شغل شراب کیا ہوگا

جو دوگے عارض سیمیں کا اک ہمیں بوسہ
خسارہ اے صنم لاجواب کیا ہوگا

فراق یار میں تنگ ہے چھٹنے وطن چھوٹا
اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا

ذرا سے رنج کی اے بحر جسم تاب نہیں
دل غریب سے نازک حباب کیا ہوگا

نہیں ہے ڈر ہمیں روز شمار کا اے نور
حساب پاک ہے اپنا حساب کیا ہوگا

رستم بیٹھے گانا سن رہے ہین جب دو پہر شب گذری رستم نشے ہین اُٹھے ملکہ کا ہاتھ تھاما
نشے ہین لڑکھڑاتے ہوے پلنگ پر جاکر لیٹے لیٹتے ہی سو گئے ملکہ نے بھی آرام کیا سوتے
سوتے آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ آفتاب بلند ہو آیا ہی رستم نے فرمایا ای ملکہ بڑا غضب ہوا کہ
تمنے ہمکو جگایا بھی نہین دن چڑھ آیا ہی یقین ہی کہ بادشاہ تلاش کرتا ہوگا کیا تعجب ہی کہ
لشکرکشی کرے ملکہ کو بھی سناٹا آگیا کہا ای شہریار باعث خرابی ہی یہان تو یہ ذکر تھا اُدھر
صفدر جنگ آزما جو دربار مین آیا خدمتگارون سے پوچھا کہ رستم کہان ہین سب
خدمتگارون نے عرض کی غلام سو گئے رستم نہین معلوم کہان گئے صفدر نے اپنے
عیار کو کہ برقان تیزرو نام ہی حکم دیا کہ ای برقان دریافت تو کر کہ رستم کہان گئے ہین
برقان چلا گھر گھر تلاش کرتا پھرتا ہی جب سارے شہر مین پھرا اور کہین نشان نہ پایا تو
خیال مین گذرا کہ باغ ملکہ بھی دیکھ لون شاید کسی کنیز نے بلایا ہو یہ سوچکر پشت باغ
پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا برقان نے دیکھا کہ رستم بیٹھے ہین ملکہ سے باتین کر رہے
ہین برقان کو نہایت ناگوار ہوا دیوار سے اُترا مگر سمک پلید اتفاق سے اپنے آقا کی تلاش
کرتا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ ایک عیار وضع دیوار باغ سے اُتر رہا ہی مگر غصے مین
کانپ رہا ہی سمک سوچا کہ شاید اسنے کچھ ایسا دیکھا کہ نہایت غصے مین ہی صورت اپنی
تبدیل کرکے سامنے برقان کے آیا جھک کر سلام کیا کہا مہتر صاحب کہانسے آتے ہو
برقان نے کہا ای برادر کیا کہون عجب زمانے کا رنگ ہی بیٹی نے باپ کے دشمن کو گھر
مین جگہ دی ہی سمک نے پوچھا وہ کون شخص ہی برقان نے کہا رستم فرزند صاحبقران
ہمارے ملک مین مکر سے آیا ایلچی کو آفاق شاہ کے مارا شاہ نے ارادہ کیا کہ اُسکی
خاطر کرون جب آفاق شاہ آوین اُسوقت رستم کو حوالے کردون اور آفاق شاہ
سے یہ کہدون کہ یہ قاتل ایلچی ہی شاہ سزا دیگا ہماری سلطنت بچ جائیگی رات کو وہ جوان
غائب ہوا اب آکر مین نے دیکھا کہ ملکہ پری پیکر کے پہلو مین بیٹھا ہی اب جاکر شاہ سے اطلاع
کرونگا کہ وہ آکر اُسکو سزا دین سمک نے کہا مہتر صاحب وہ شخص فرزند صاحبقران ہی
کسی سے نہ دبیگا چلو ہم تم چلین دونون ملکر گرفتار کر لین سامنے بادشاہ کے لے چلین

بادشاہ کو اختیار ہی جو چاہے سو کرین برقان نے کہا کہ خوب بات بتائی برقان آگے بڑھا سماک نے پیچھے سے حلقہ ہاے کمند مارے برقان گرفتار ہوا سماک نے برقان کو درخت سے باندھا اور طرف باغ کے چلا کمند مار کر دیوار پر آیا دیکھا رستم پہلوے گلپیرہن بین بیٹھے ہین سماک بصورت اصلی سامنے آیا کہا ای شہریار بڑے افسوس کی بات ہی کہ آپ تو یہان شادان و فرحان بیٹھے ہین اہل لشکر انتشار ہین ہین یہان کی بھی کچھ آپ کو خبر ہی عیار صفدر جنگ آزما کا آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کیا ورنہ وہ جاکر شاہ سے اطلاع کرتا اب بہتر یہ ہو کہ یہان سے نکل چلیے مین نے عیار کو درخت سے باندھ دیا ہی رستم تلوار ٹیک کر اٹھے کہا ملکۂ عالم نکل چلو ملکہ نے کہا مین آپ کے ساتھ ہون سماک نے گھوڑا رستم کا تیار کیا ملکہ نے بادبان کسوائی چند کنیزین ساتھ ہوئین سماک بلدا قی تو رستم کو ساتھ لیکر چلا کہتا ہوا کہ اپنے لشکر مین چلیے وہ لوگ سب انتظار مین ہین ایسا نہ ہو کہ انپر کوئی افتاد پڑے مگر یہان برقان کو جو ہوش آیا غل مچانے لگا کہ مجھکو کوئی رہا کر دے ایک رحم دل کا ادھر سے گذر ہوا اسنے آکر برقان کو کھولدیا برقان رہا ہوتے ہی بھاگا سامنے صفدر کے آیا کہا ای شہریار رستم باغ گلپیرہن مین بیٹھے ہین بڑے افسوس کی بات ہو کہ آپ کی بیٹی کے پہلو مین بیٹھے ہین یہ سُنکر صفدر نے حکم دیا کہ تیار ہو بارہ ہزار جوان تیار کرکے گینڈے پر سوار ہوا طرف باغ کے چلا برقان آگے آگے جاتا ہی دور سے اسنے دیکھا کہ ایک نقابدار پشت پر لگے آگے رستم جاتے ہین برقان پلٹا آکر صفدر سے کہا کہ وہ سامنے دیکھیے رستم جاتے ہین صفدر نے گینڈا بڑھایا اور للکار کر آواز دی کہ ای رستم تم کہان بھاگے جاتے ہو میرے مقابلے مین آؤ سماک نے عرض کی کہ حضور جواب نہ دین اور نکل چلین مگر رستم کو تاب نہ آئی گھوڑا بڑھایا صفدر کا لشکر جم گیا جیسے ہی رستم قریب پہونچے صفدر نے یہ کہکر نیزہ مارا کہ او جوان تیری وجہ سے میری سلطنت جاتی ہی رستم نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چالیس وار رد و بدل ہوے تھے کہ رستم نے نیزہ صفدر کا نکالا صفدر نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا

رستم اسکی تلوار کب کہاتے ہین خالی دیکر ہاتھ مارا کہ صفدر کا سر زخمی ہوا لوگ صفدر کو سامنے سے لے گئے اب رستم نے مرکب مہمیز کیا سماک بھی کتنا ہی پلٹ چلیے مگر رستم کو انتہا کا غصہ ہی آواز دے رہے ہین کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے کوئی پہلوان مقابلہ رستم مین نہین آتا ہی ملازمان صفدر بیقرار ہو رہے ہین کہ یا الٰہی دمنات بچانیے کوئی سامری جمشید کو پکارتا ہی کوئی پکارتا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی آکے بچانیے سب بیقرار یان کر رہے ہین اور رستم نعرہ کر رہے ہین کہ مین وہین آتا ہون وہان آکر سب کو قتل کرونگا صفدر نے تو ہوا وہ زخمی ہوکر پلٹ گیا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا سب نے کہ آفاق شاہ ایک فیل پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان مگر سب مسلح و مکمل وہ لوگ تھے ایلچی کے ساتھ تھے انھون نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ یہی جوان ایلچی کا قاتل ہی آفاق نے پوچھا کہ یہ جوان تو طرفدار صفدر کا تھا یہ کیا ہوا کسی شخص نے بڑھکر عرض کی کہ گلپیرہن کو لیے جاتا ہی اسی بات پر فساد ہوا اور آفاق شاہ نے یہ بھی دیکھا کہ رستم تو میدان مین ہین اور ایک نقابدار ایک طرف کھڑا ہوا ہی رستم کو پکار رہا ہی کہ ای شہریار پلٹ آئیے رستم جواب نہین دیتے آفاق نے کہا بڑے غضب کی بات ہی کہ میری معشوقہ کو لیے جاتا ہی مین اسکو سمجھا دونگا یہ کہکے گینڈے کو بڑھایا مقابلہ رستم مین آیا آتے ہی نیزہ مارا رستم نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا یہ کہکر مارا کہ اپنی پشت سے تو خبردار ہو جیسے رستم سمجھے کہ کوئی پشت پر آگیا رستم پلٹے آفاق نے ہاتھ مار دیا کہ سر رستم کا زخمی ہوا فوج نے جو آفاق کی دیکھا کہ ہمارے آقا نے حریف کو زخمی کیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے رستم نے جو دیکھا کہ فوج آتی ہی گھوڑا بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا مصروف جنگ ہوئے نعرۂ رستم

	کیست علمشاہ چو رستم لقب		ارشد اولاد امیر عرب	
	کہ بر تخت صر زوق افگندہ شور	دیگر	علمشاہ رومی شہ فیل زور	

مغلوبہ مین لڑتے لڑتے قریب آفاق کے پہونچے للکار کر کہا کہ او مکار اب تو میرے مقابلے مین آ آفاق نے بڑھکر سپر پا تھر مارا رستم نے خون چہرے کا پونچھکر ہاتھ تلوار

کا مار دیا کہ آفاق بھی زخمی ہوا فوج آفاق کو ہراس ہوا مگر ملکہ نے جو دور سے دیکھا کہ رستم انتہا کے زخمی ہیں سوچی کہ یہ لوگ رستم کو گرفتار کرکے مجھپر بلوہ کرینگے باگ کو پھیر اور سمک حیران ہو کہ مین کیا تدبیر کرون آفاق کے ساتھ رہون کہ ملکہ کے ساتھ جاؤن ایک درہ کوہ مین جا کر چھپ گیا یہان رستم جو دیر تک لڑے زخم سر اور رگ کھل گیا آخر رستم نے گھوڑے کی گردن مین ہاتھ ڈالدیے اور فرمایا کہ اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب دو لتیان مارتا ہوا اور پٹھکین اچھالتا ہوا رستم کو لے نکلا جسنے راہ مین روکا اسکو لپٹک ماردی وہ منھ کے بھل گرا گھوڑا آگے نکل گیا اسطرح لڑتا بھڑتا رستم کو لے نکلا سمک نے دیکھا کہ رستم کو گھوڑا لیے جاتا ہے پیچھے پیچھے چلا ایک صحرا مین جا کر پشت مرکب سے رستم گرے گھوڑا ٹہلنے لگا سمک نے آکر جو رستم کو اس حال مین دیکھا ٹانکے لگائے رستم نے آنکھ کھولی اپنے یار وفادار کو بالین پر پایا پوچھا اے سمک تم کیونکر پہنچے سمک نے کہا مین درہ کوہ سے دیکھ رہا تھا جب آپ کو گھوڑا لیکر نکلا مین پیچھے پیچھے آیا شکر ہے کہ آپ کو پا گیا اب گھوڑے پر سوار ہوجیے طرف اپنے لشکر کے چلیے رستم نے کہا مین گھوڑے پر سوار ہونے کے لایق نہین ہون اگر کسی مقام پر رہنے کی جگہ ملے تو مین صحت پاکر چلنے کے لایق ہونگا قضائے کار آفاق شاہ کا بھائی وفاق تیغ زن کہ آفاق شاہ اِسکو اپنے ملک کا حاکم کر آیا تھا کسی کام کو نکلا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال زیر نخل بیٹھا ہے اور ایک عیار خدمتگزاری کر رہا ہے گھوڑے کو بڑھا کر قریب آیا رستم کی شوکت دیکھکر گھوڑے سے اترا اور پوچھا مزاج آپ کا کیسا ہے رستم نے کہا مین زخمدار ہون میرے عیار نے ٹانکے لگائے ہین مگر مین ابھی اٹھنے کے لایق نہین ہون وفاق نے کہا غریب خانہ قریب ہے مجھکو سرفراز فرمایئے مین خدمت کرونگا یہ کہکر وفاق نے ہوادار منگایا رستم کو سوار کرکے لے چلا سمک بھی ساتھ ہے راہ مین وفاق نے پوچھا کہ شاید آپ کو قزاقون نے گھیر لیا تھا مگر آپ نے بڑا کام کیا اسقدر زخمی ہوے مگر مال اپنا بچا یا رستم نے کہا اے تاجدار قزاقون کی کیا مجال تھی کہ مجھکو گھیرتے مگر آفاق شاہ سے مقابلہ پڑا اسنے

مگر سے مجھکو زخمی کیا وفاق کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہی بڑے غضب کی بات ہی پھا بیتاب
کہینگے کہ میرے دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی کہا ای شہریار آپ کو مین قلعۂ آفاقیہ مین لیے چلتا
ہون کسی سے ذکر نہ کیجیے گا کہ مین آفاق کے ہاتھ سے زخمی ہوا ہون ورنہ آپ کے ساتھ
لوگ دشمنی کرینگے رستم نے کہا کیا فخر کی بات ہی کہ مین ذکر کرونگا مقابلہ پڑا اسکا مکر چلگیا مین
زخمی ہوا گھوڑا ادھر نکال لایا مگر وفاق کو غیرت آئی کہ اپنے ساتھ لیکر آیا ہون اب کیونکر
پھیر دون اس غیرت مین رستم کو لیکے قلعے مین آیا مقام مقفول پر رستم کو لاکر اتارا اسباب
عیش و نشاط مہیا کیے خدمتگزاری مین مصروف ہوا جب کئی دن گذرے تو رستم نے
کہا ہم ہوا سے شکار جاوینگے وفاق نے کہا ایسا نہ ہو کہ آپ کسی بلا مین مبتلا ہو جائین
تو غلام کو بڑی ذلت ہوگی رستم نے کہا مین شکار کھیلکر بہت جلد پلٹ آؤنگا وفاق ناچار
ہوا رستم کو حکم دیا رستم سوار ہوکر ہوا سے شکار چلے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے سماک سے
اشارہ کیا کہ پانی پینے کو لاؤ سماک ادھر گیا کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے آیا رستم نے
اسکو بھی شکار کیا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایک نقابدار بادلپوش گھوڑا اڑاتے
ہوے آتا ہی قریب پہونچکر آواز دی کہ او جوان تونے غضب کیا کہ میرے شکار کو شکار
کیا ہی شرط کہ مجھکو بھی شکار کر دون رستم نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہی جو ہوسکے وہ کر نقابدار
نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بار سپر بچاکر کلائی تھام لی کمر مین ہاتھ ڈالکر نقابدار کو اٹھالیا
مگر بند نقاب چہرے سے اٹھ گیا رستم کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین حورمثال پری تمثال **نظم**

جبین مطلع صبح امید حسن	بھوین دست و بازوے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین

حسین جمیل اپنے عاشق کی کفیل ہی رستم کا ہاتھ کانپا وہ نازنین ہاتھ سے چھوٹی اور
زمین پر گری رستم بھی غش کھا کر گرے اس نازنین نے سر رستم کا زانو پر رکھ لیا آنکھون
سے آنسو گرنے لگے عارض پر جو رستم کے پڑے ان اشکون نے کام گلاب کا کیا رستم
کی آنکھ کھل گئی سر اپنا زانو پر محبوب کے پایا چاہا آنکھیں بند کر لون وہ نازنین شرمائی
زانو سر کے نیچے سے ہٹا لیا سامنے سے دیکھا ایک عیار آتا ہی شرما کر اٹھی اور اپنے

مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی مگر سماک نے آکر دیکھا کہ رستم خاموش بیٹھے ہین کچھ کلام
نہین کرتے سماک نے پوچھا اے شہریار مزاج کیسا ہے رستم نے کہا اے یار وفادار فرو نہ پوچھ
حال کہ مین چوب خشک صحرا ہون ؎ لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا ؎ حفیظ نے بھی
اسی قافیے مین عرض کیا ہے لایق ملاحظہ ناظرین ہے فرد قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو ؎
صدا جرس کی سنی قافلہ روانہ ہوا ؎ سماک نے عرض کی کہ غلام نہین سمجھا کہ حضور نے کیا
ارشاد فرمایا رستم نے کہا اے سماک کیا پوچھتا ہے عجب رنگ ہے اگر معشوق سامنے ہوتی
تو کہتا فرد زلیس کہ حسن فزود غمش گداخت مرا ؎ نہ من شناختم اورا نہ او شناخت مرا ؎
حفیظ نے اس شعر کا بھی بدلہ نظم کیا ہے لایق ملاحظہ ہے فرد چمکایا اُنکو حسن نے ہم غم سے ڈھل گئے
وہ بھی کچھ اور ہو گئے ہم بھی بدل گئے ؎ ایک شاعر نے مصرعہ لگایا ہے اسی مصرعہ پر حفیظ نے
بھی مصرعہ لگایا ہے وہ یہ ہے فرد دود و بیٹھ تم اپنا ململ کا ؎ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا ؎
اور حفیظ مصرعہ اول یہ عرض کرتا ہے فرد عکس ڈالو نہ تم اپنے آنچل کا ؎ ناتوان ہون کفن بھی
ہو ہلکا ؎ مطلب سے الگ ہوا جاتا ہون القصہ رستم نے جو اسطرح کے اشعار پڑھے تو
سماک سمجھا کہ وہی نازنین جو یادیان پر سوار ہو کر گئی ہے اُسپر آقا مایل ہین اور پی در پی
زبان پر جاری ہے

نظم

ہین پاؤن بنے سرو پا کسطرح وہان کی خبر — پیمبرون کو نہ ایدل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پہ درد سے کام نہین — یہ کیا غضب ہے مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا — مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

سماک یلدا فی نے عرض کی حضور اسی مقام پر تشریف رکھین مین خبر لاتا ہون یہ کہکے
سماک روانہ ہوا النقش پا دیکھتا ہوا سامنے باغ کے پہونچا چند کنیزین کہ در باغ پر
تھین ایک کو بیہوش کر کے اسکی شکل بنکر اندر باغ کے آیا مگر حیران تھا کہ اپنا نام نہین
دریافت کیا کہ ایک خواص نے پکار کر کہا اے غنچہ دہن ایسی مغرور ہے کہ بات کا جواب
نہین دیتی سماک نے کہا خاموش رہ مین نہین معلوم کس فکر مین ہون یہ سوچتا ہوا
سامنے ملکہ کے پہونچا دیکھا ملکہ خاموش بیٹھی ہین اور یہ اشعار زبان پر ہین

نظم

وصل بیجے اُسے یہ مال ہر سستا ٹھہرا — دل کا اک بوسۂ گیسو پہ ہی سودا ٹھہرا
بھیجکر خط ہیں گنہگار سراپا ٹھہرا — میرا نامہ کوئی اخبار کا پرچا ٹھہرا
مبتلا سے غم جانکاہ رہا فرقت میں — درد سینے میں اُٹھا درد جگر کا ٹھہرا
باہمی بحث عنادل سے ہمیں کیا مطلب — قصۂ عشق نہ ٹھہرا کوئی جھگڑا ٹھہرا
چاند شرما گیا رخ کے جو مقابل آیا — ای حسین حسن میں تو بدر سے اچھا ٹھہرا
توڑ کر جوڑتے ہیں شیشۂ دل کو میرے — اُنکے نزدیک تو یہ کھیل تماشا ٹھہرا
یار کی حشر پہ موقوف ملاقات رہی — آج مشکل سے مگر وعدۂ فردا ٹھہرا
دل مرا لیکے وہ کس ناز سے فرماتے ہیں — اب تمہارا تو نہیں مال ہمارا ٹھہرا
تور آنے کا کیا یار نے وعدہ کیونکر — کسطرح طے یہ بکھیڑا ہوا اب کیا ٹھہرا

غنچہ دہن نقلی نے عرض کی جب سے حضور شکار سے پلٹ کر آئی ہیں حضور کو بہت پریشان پاتی ہوں لونڈی سے تو بیان کیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا ای غنچہ دہن کیا بیان کروں کہ دل کی کیا کیفیت ہی عجب صورت ہی کہ اگر ضبط کرتی ہوں تو دل بیقرار نہیں مانتا راز محبت کو کیونکر چھپاؤں اور کیونکر ظاہر کروں دل مثل ماہی بے آب طپان ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دل پر ہجوم غم والم ہی کچھ عجب عالم ہی غنچہ دہن نقلی نے عرض کی حضور نہ چھپائیں کنیز سے ظاہر کردیں کنیز علاج کردیگی دامن مدعا گوہر مدعا سے بھر دیگی یقین ہی کہ کنیز کے عرض کرنے سے حضور کو تسکین ہو ملکہ رونے لگیں کہا ای غنچہ دہن میں جو واسطے شکار کے گئی خود شکار ہو کے آئی ایک جوان آفتاب جمال سے دوچار ہوئی لیکن اسکو بھی نیم بسمل چھوڑا میں بھی تڑپتی ہوئی آئی اسی بیقراری میں دل کو چین نہیں یہی جی چاہتا ہی کہ گریبان پھاڑوں اور اسی جنگل میں جاؤں اور پہاڑوں سے سر ٹکراؤں مثل فرہاد جان شیریں تڑپ تڑپ کر دوں غنچہ دہن نقلی نے کہا ذرا گوشے میں چلیے تو میں عرض کروں ملکہ گوشہ میں آئیں سماک نے دست بستہ عرض کی کہ میں آپ کا غلام ہوں ملکہ گھبرا گئیں کہ یہ لونڈی ہی غلام کیسا گھبرا کر کہا میں نہیں سمجھی سماک نے کہا جس شہریار کو آپ دیکھکر

آئی ہین رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران ہین مین انکا عیار ہون حضور سمک میرا
نام ہی آقا کو جو بیقرار دیکھا آپ کی تلاش مین نکل آیا آپ کہ انسے زیادہ بیقرار پایا حضور کا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے کہا محبوب گیسو دراز میرا نام ہی بیٹی آفاق شاہ کی
ہون وہ سفر مین ہین مین برائے شکار گئی تھی تو یہ سودا لیکر آئی مگر ای متنفر دالا گھر آگر ہوسکے
تو شاہزادے کو یہان لاؤ ہر چند کہ باپ کا یہ حکم ہی کہ پہلو مین اسی باغ کے ایک کو فلک
شکوہ واقع ہی اسپر ایک طائر صبح کو آکر بیٹھتا ہی زمزمہ سرائی کرکے مثل انسان کے آواز دیتا ہی
کہ افسوس صد افسوس دنیا مقام عبرت ہی نہ مقام عشرت باپ نے اکثر حکیم ندیم بھیجے جو
گیا وہ پلٹ کر نہ آیا تو باپ نے یہ شرط مقرر کی ہی کہ جو کوئی مجھکو خبر دے کہ یہ طائر کون ہی اور
کیا آواز دیتا ہی تو اپنی بیٹی کی شادی کردون اسباب جہیز وغیرہ اسی مقام پر رکھوا دیا ہی
کئی ہزار سپاہی مقرر ہین اکثر جوان آئے شاہزادے وزیرزادے بڑے بڑے تاجر
جو گیا وہ پلٹ کر نہ آیا میری مجال نہین ہی کہ بے طائر کی خبر دیے کسی سے ملون مگر انکے
واسطے اس شرط کو موقوف کرونگی جو فرمائینگے وہ بجا لاؤنگی سمک نے کہا مین جا کے
شاہزادے کو لاتا ہون مگر اس شرط کی رستم کے سامنے تشریح نہ کرنا ورنہ وہ فوراً
آمادہ ہونگے مین انکو آپ کے پاس پہونچاؤن اور مین طائر کی فکر مین جاؤن اگر
خدا چاہے تو خبر مفصل لاؤن ملکہ نے کہا مین ذکر نہ کرونگی سمک جو پلٹا خدمت مین
رستم کی آیا دیکھا فرش خاک پر بیٹھے ہوئے ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین سمک نے
قریب آکر کہا چلیے تشریف لے چلیے ملکہ سے ملاقات کرا آیا حضور صاحب نصیب ہین
رستم نے سمک کو گلے سے لگا لیا اور بیقرار ہوکر فرمایا فرو قاصد رسید و نامہ رسید و
خبر رسید بلا در جبر تم کر جان بکدامی کنم نثار رہے ای سمک تو نے وہ خوشخبری سنائی ہی
کہ غنچۂ دل شگفتہ ہوگیا یہ کہکر اٹھے ساتھ سمک بلدافی کے چلے یہان ملکہ نے بعد جانے
سمک کے جلسے کو آراستہ کیا کنیزون سے کہدیا کہ ساتھ ادب کے کام کرنا نیا آدمی
صحبت مین آتا ہی ملکہ انتظار مین بیٹھی ہین کہ سمک نے آکر خبر دی کہ شاہزادہ آگیا ملکہ
برائے استقبال اٹھین دیکھا رستم روشون کو طی کرتے ہوئے آتے ہین ملکہ نے جو

رستم کو آتے ہوئے دیکھا چند قدم آگے بڑھ گئیں ہاتھ میں ہاتھ ڈالا یار رستم کو دولت کدہ میں ہاتھ آگئی سراپا کو دیکھتے ہوئے آکر مسند پر بیٹھے ایک کنیز خوش گلو سلسلے سے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز گانے لگی نظم

دن کی امید نہیں ہوتی جو شب ہوتی ہے ہجر محبوب میں تکلیف غضب ہوتی ہے
آشنا لب سے اگر بنت عنب ہوتی ہے بیخودی لذت وصلت کا سبب ہوتی ہے
چشم عاشق میں نہ کیونکر ہو زمانہ اندھیر الفت گیسوے شبرنگ غضب ہوتی ہے
گالیاں سنتے ہیں ہیں لیتا ہوں بوسے منھ کے سخت گوئی سبب ترک ادب ہوتی ہے
نہ الفت تا دم مردن نہیں جاتا دل سے وصل کی شب بھی عجب لطف کی شب ہوتی ہے
دن نکل آتا ہے رخ سے جو اٹھاتے ہیں نقاب زلف عارض پہ جو آجاتی ہے شب ہوتی ہے
خوف عشاق کے نالوں سے تمھیں لازم ہے آہ مظلوم کی واللہ غضب ہوتی ہے
آبلہ دل کا ٹپکتا ہے خدا خیر کرے ٹیس اس پھوڑے میں رہ رہ کے غضب ہوتی ہے
خاک کاٹے سے کٹے تو شب تار فراق غیرت عمر خضر ہجر کی شب ہوتی ہے

ملکہ نے باتیں کرتے کرتے کوہ طیران کا ذکر کیا کہ صاحب یہاں پہاڑ پر ایک طائر آکے بیٹھتا ہے وہ آواز افسوس دیتا ہے آخر کو پکارتا ہے کہ دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے بڑے بڑے شاہ پیدا ہوکر نابود ہوئے در و دیوار گو معبود ہوئے اسکی خبر یہ باپ نے میرے مشتہر کیا ہے کہ جو کوئی اسکی خبر لائے اسکے ساتھ بیٹی کی شادی کروں رستم پلٹن نے طرف سماک کے دیکھا سماک نے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ساحر کا مسکن ہے غلام جاکر اسکو مارتا ہے یہ کہکر سماک چلا اسی صحرا میں آیا دیکھا بالاے کوہ روشنی ہو رہی ہے اور رہ رہ کوہ سے گانے کی آواز آتی ہے کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہے نظم

طالب نہ دفن کے ہیں نہ جویا کفن کے ہیں اے ترک ہم شہید ترے بانکپن کے ہیں
دشمن جنون میں ہے گل خود رو سے کیا بہار شاید کہ پھول قیس غریب الوطن کے ہیں
جگنون اڑے جو کوہ سے شیرین نے دی صدا شعلے بلند آہ دل کوہکن کے ہیں

سماک بلیدا قی پھرنے لگا کہ چند کنیزیں نکلیں سماک نے ایک ساحر کی صورت بنکر ایک کنیز
کو اشارے سے بلایا الگ لا کر اُسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر آیا دیکھا ایک جادوگرنی
سیاہ فام بد انجام مسند پر بیٹھی ہے گرد کنیزیں ہیں سماک نے آتے ہی سلام کیا اُس جادوگرنی
نے دیکھتے ہی کہا اے گلفروش کیا خبر لائیں سماک نے دست بستہ عرض کی کہ آج وہ طائر یہاں
پہنچا نہیں آیا ساحرہ نے ہنسکر کہا کیوں گلفروش تجھے کیا کام ہے میں تیرا مطلب سمجھی جسواسطے
تو پوچھتی ہے میں خبر پا چکی کہ طلسم کشا کا بھائی باغ محبوب گیسو دراز میں آیا ہے تحقیقات
کو وہ ہو رہی ہے تو کوئی دم کا رہ ہے سماک نے کہا حضور میں تو آپ کی کنیز ہوں یہ کہکے چاہا
اُٹھکر بھاگوں کہ اُس جادوگرنی نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور زبان سے کہا زنجیر پیچ
پاؤں سماک کے تھام لیے اور رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا کنیزوں میں ہر ایک شیدا
کہ ارے یہ تو میں مانس ہے طیران جادو جو مسند پر بیٹھی ہے اُسنے حکم دیا کہ اسکو لیجا کے
قید کرو کنیزوں نے سماک کو لیجا کر ایک مکان میں قید کیا رستم نے رات بھر سماک
کا انتظار کیا صبح کو ملکہ سے کہا شاید ہمارے عیار پر کوئی افتاد پڑی کہ پلٹ کر نہیں آیا
اب ملکہ میں جاتا ہوں ملکہ رونے لگیں کہا اے شہریار اکثر لوگ گئے اب تک پلٹ کر نہیں
آئے میں افسوس کرتی ہوں کہ ایسا نہ ہو کسی بلا میں آپ پھنس جائیں تو کیا ہو
رستم نے کہا اے ملکہ عالم مت گھبراؤ انشاء اللہ ساحرہ کا سر لیکر آتا ہوں یہ کہکے رستم
روانہ ہوئے سامنے درہ کوہ کے آئے طیران جادو نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال اسطرف آتا ہے اپنے مقام سے اُٹھی اور گردہ پر آکر طائر بیٹھی پہلے تو خوب
زمزمہ سرائی کی پھر پکار کر آواز دی کہ اے مرد عاقل دنیا دنیائے بے مقام ہے گذرگاہ اسکا
نام ہے یہ کہکر تڑپ کر گری رستم کو اُٹھا لائی درہ کوہ میں لا کر مسند پر بٹھایا پوچھا کہ اے
شہریار آپ کا نام نامی کیا ہے رستم نے بگڑ کر جواب دیا کہ اے عیارہ تجھکو نام بتانے سے
کیا نفع طیران نے کہا اے جوان میری تجھ پر جان جاتی ہے اگر میرا وصل اختیار کریگا تو وہ
منتر تیرا کر دونگی کہ بڑے بڑے پہلوان رشک کریں جو تجھسے مقابلہ کرے
سے مقابلہ ہو تو سب پر غالب رہے رستم نے کہا اے عیارہ کیا کہتی ہے تجھسے

قصد رنہ کر طیران نے جھلا کر حکم دیا کہ اس جوان کو اسی مکان مین لیجا کر قید کرو جہان وہ عیار
قید ہی کنیزین رستم کو کشان کشان اسی مکان مین لائین سماک نے جو رستم کو دیکھا بیتاب
ہو گیا کہا ای شہریار اکثر قبلہ و کعبہ نے آپ کے سمجھایا ہی کہ جادوگرنی سے تکرار نہ کیجیے اگر
کیجیے تو فکر کرون ظاہر مین کہدیجیے کہ مین تجھپر مرتا ہون اور علحدہ لیجا کر اسکا علاج کیجیے
رستم سر جھکائے سن رہے ہین کہ طیران جادو خود آئی کہا ای جوان مین بہت بیقرار
ہون مجھکو قبول کر رستم نے کہا مجھکو تجھپر توجہ ہی لیکن ڈرتا ہون کہ تو ساحرہ ہی ایسا نہ ہو
فتنہ برپا کرے طیران قدمون پر گر پڑی کہا ای جوان کبھی تجھپر بدعت نہ کرونگی ہمیشہ
محبت صرف کرونگی رستم نے کہا پھر مجھسے چل کیون قید رکھا ہی مین نے جس وقت سے
تجھکو دیکھا ہی کیا کہون کہ دل کا کیا حال ہی تجھ ایسی خوبصورت کہان ملیگی طیران بحال
ہوئی نہال ہو گئی رستم کو قید سے رہا کر کے محل مین لائی کنیزون سے کہا ہٹ جاؤ
اب میرا معشوق راضی ہوا لطف زندگی حاصل ہوگا کنیزین ہٹین رستم نے طیران کو
شراب پلانا شروع کی طیران کہتی ہی آپ بھی شراب پیجیے رستم جواب دیتے ہین کہ تم
خوب پی لو پھر مین بھی پیونگا دو چار جام بڑے بڑے طیران کو پلائے طیران کی
آنکھین نکل آئین رستم نے ہاتھ تھاما کہا ملک کنارے چلو طیران لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی
مگر شاد ہو رہی ہی کہ اب رستم سے وصل ہوگا رستم اسکو گوشے مین لائے طیران نے
اپنے کو گرا دیا کہا دیکھو صاحب مجھکو ہاتھ نہ لگانا ایسا نہ ہو کہ میرا دم نکلجائے رستم نے
قاعدے سے بیٹھکر ارادہ کیا طیران نے منھ ڈھانپ لیا مگر ہاے وائے کیے جاتی ہی
رستم نے گلے پر ہاتھ رکھکر ایک گھونسہ مارا کہ سر طیران کا پھٹ گیا سماک بلدافی
یعنی قید سے چھوٹا اسنے آتے ہی طیران کا سر کاٹ لیا رستم سے کہا چلیے رستم چلین جو
سر طیران کا لیکر نکلے کئی ہزار سپاہی جو اترے تھے انھون نے جو دیکھا کہ ایک جوان
سر لیکر ساحرہ کا نکلا کوہ پہ جو درخت تھا وہ بھی جلگیا اور سپاہیون نے یہ بھی دیکھ لیا
کہ اسی جوان نے جا کر طیران کو مارا عیار سر پیٹے ہوے ساتھ ہو سب سپاہیون نے
آکر رستم کو سلام کیا کہا ای شہریار ہم لوگ آپ کے چاکر ہین منصبداروں نے سب

اسباب نکالا باجا بجنے لگا یہان وفاق شاہ رات سے انتظار کر رہا تھا کہ ہرکارے نے
آکر خبر دی کہ آپ کے مہمان نے جاکر ساحرہ کو مارا اسباب جہیز نکالا ہی وہ جوان طرف باغ
ملکہ کے جاتا ہی وفاق یہ خبر سنکر گھبرا گیا کہا لو صاحبو غضب ہوا اگر بھائی صاحب یہ خبر سنینگے
تو بہت رنجیدہ ہونگے مگر اشتہار عام دیچکے ہین کہ جو اس طائر کو مٹائے محبوب کے
ساتھ نکاح کر دون اسباب جہیز بھی رکھوا دیا ہی ادھر کنیز نے یہ خبر ملکہ کو پہونچائی کہ اُس
جوان نے جاکر جادوگرنی کو مارا اب برات لیے ہوے آتے ہین ملکہ تیاری کرنے لگین
کہ رستم آکر پہونچے ارادہ ہوا کہ اندر جاؤن کہ وفاق شاہ آکر دروازے پر کھڑا ہوا
کہا ای شہریار ملکہ محبوب گیسو دراز بیشک آپ کا ناموس ہی مگر مین نے خدمت کی ہی
معاوضۂ خدمت یہ چاہتا ہون کہ مین شاہ کو عرضی لکھون کہ فرزند صاحبقران نے آکر
اُس طائر کو مٹایا ایک ساحرہ تھی کہ وہی آواز دیا کرتی تھی دیکھون وہ کیا لکھتے ہین
رستم نے کہا ای وفاق تمھاری خاطر ہی ورنہ شرط تو مین پوری کرچکا سپاہی کہنے لگے
آپ مقابلہ کیجیے ہم آپ کے ساتھ ہین کئی جوان یہان مارے گئے جنھنے انکو قتل کیا
اب کیون نہ اطاعت کرین جو حکم دیجیے وہ بجا لائین رستم نے کہا یہ جوان محسن ہی
جو کہیگا وہ کرونگا وفاق شاہ اُسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور کہا مین بھی
آپ کے ساتھ ہون برات لیکر چلیے راہ مین آفاق شاہ آجائیگا جیسا چاہیے لیا
کیجیے یہان فساد نہ ہو مین نہین چاہتا کہ آپسے جنگ ہو مگر مجھے بدنامی سے بچایے
یہ کہکر عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ بھائی صاحب آپ تو معشوق لینے گئے ہین مگر رستم نے
یہان آکر طائر کو مٹایا برات لیے ہوے آتا ہی ہرچند کہ کوئی کلام آپ کو نہین ہی
مگر اطلاعًا گذارش کی شتر سوار کو نامہ دیا شتر سوار نامہ لیکر چلا یہان آفاق شاہ
خواہش مین معشوق کی اُترا ہی باپ کو ملکہ کے پیغام بھیجا ہی شاہ نے ناچار ہوکے
جواب دیا ہی کہ مین بیٹی دونگا مگر ملکہ نے جو سُنا تو بیٹھے لگین کہتی تھین مین اسکے ساتھ
نہ جاؤنگی کہ شتر سوار نے آکر نامہ دیا آفاق شاہ نے نامہ پڑھا جلگیا کہا او رغضب
دیکھو کہ وہ جوان زخمی ہوکر میرے ملک مین پہونچا اسنے شرط پوری کی مگر مین نے

شرط واسطے مسلمان کے نہ کی تھی ایسے گینڈا امیر انتیار کرو ہین راہ مین اُسے مارونگا
یہ کہکر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا رستم برات لیے ہوے آتے تھے وہی جوان
جہیز واسطے ساتھ ہین اسباب جہیز ہمراہ سونیکا پلنگ چھپر کھٹ وغیرہ اور باقی جملہ
اسباب بڑی بڑی دیگین اور تانبے کے مٹکے اونٹون پر لدے ہوے کشتیون مین
اسباب چنا ہوا صندوق پٹارون کے چھکڑے ہمراہ آفاق نے جو دیکھا گینڈا امیر
کیا سید ان مین آیا پکار کر آواز دی او جوان مین نے تیرے واسطے شرط نہین مقرر
کی تھی اتنے مین میرے مقابلے مین آ رستم نے مرکب بڑھایا آکر آفاق کو سلام کیا آفاق
اور بھی جلگیا کہا کیون سلام کرتا ہے مین کوئی عذر تیرا نہ مانونگا اور تجھکو قتل کرونگا
رستم نے کہا آپ بزرگ ہین جو چاہیے سزا دیجیے مین عذر نہ کرونگا مگر انصاف شرط
ہے کہ جو آپ نے شرط مقرر کی تھی وہ مین نے پوری کی اسباب سب ساتھ ہے آفاق نے
کہا مجھسے مقابلہ کر اگر مجھپر غالب آئیگا تو ملکہ کو لے جانا کہ سامنے سے ایک بونڈا گرد کا اُڑا
دیکھا خواجہ عمرو رستم کو تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے یہ حال جو سنا اور رستم کو
دیکھا کہ سامنے آفاق کے چپ کھڑے ہین آفاق کہتا ہے وار کیجیے رستم کہتے ہین کہ
میری کیا مجال ہے کہ آپ پر وار کرون عمرو نے کہا او جوانمرگ پرائی بہو بیٹی پر
نگاہ ڈالتا ہے کچھ تجھکو شرم نہین آتی آفاق شاہ انکو قتل کرو ہم انکے باپ سے
سمجھ لینگے آفاق شاہ نے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا رستم نے سر جھکا دیا کہ آفاق رک گیا
عمرو نے کہا بیٹا اب کیون دیتے ہو مقابلہ کرو اگر اسپر غالب آؤگے تو معشوق ملیگی
ورنہ شرمندہ رہوگے رستم نے مرکب جنبش کیا کہا او آفاق بسم اللہ جنگ شروع ہو
آفاق نے قریب آکر کہا بھائی صاحب آپ بدنام ہو جائیگا اور یہ بھی عرض کرتا
ہون کہ آپ اسپر غالب نہ آسکیگا اسنے جاکر ساحرہ کو مارا اور طائر سے کوہ کو پاک
کیا اب عذر نہ کیجیے بلکہ اگر مناسب ہو تو مسلمان ہو جائیے آفاق سمجھ گیا کہ اب
معشوق بھی گئی اور بیٹی بھی گئی اسی جوان کی اطاعت کرو کہ جان بچے قدمون پر
گر پڑا کہا مین اطاعت کرتا ہون معشوق بھی لیجیے اور بیٹی بھی لیجیے مین آپکا تابعدار

ہون رستم نے آفاق و وفاق کو مسلمان کیا با اسے قلعہ آئے دونون معشوقون سے
عقد کیا خواجہ نے عقد پڑھا اور بہت کچھ لڑکے لیا بیٹی کے باپ سے الگ لیا اور
رستم سے الگ لیا نامہ صاحبقران دیا رستم نے جو پڑھا یہ مضمون تھا کہ اے فرزند ارجمند
سعد شہریار طرف قصر ہفت رنگ کے جانے کین ہین تم بھی کوچ کر چکا تم بھی اپنے کو پہونچا
ایسا نہ ہو کہ بادشاہ سے مقابلہ پڑ جائے سنا ہی کہ جمشید ثانی نے فوجین بہت جمع کی ہین معرکہ
عظیم پڑیگا رستم نے خواجہ کو خلعت دیا خواجہ رخصت ہوے رستم نے حکم دیا سب
سردار تیار ہون ہمارا کوچ طرف قصر ہفت رنگ کے ہوگا جہانگیر نے کہا بھائی صاحب تم
مین پہلے جاؤنگا اسباب طلسمی بھی مجھکو تقسیم کرنا ہی یہ کہکر اول جہانگیر روانہ ہوے بعد
اسکے رستم چلے مگر فوج بے حساب ساتھ ہی منزل در منزل جاتے تھے ایک صحرا مین
پہونچے تھے کہ پہر رات رہے لشکر مین غل ہوا کہ آدمخوار لشکر مین گھس آئے ہین لوگون کو
مار رہے ہین چند آدمیون کو کھا گئے رستم جھلا کر اٹھے تیغہ پکڑکر چلے سامنے آکر دیکھا کہ
دو آدمخوار لشکر کو تباہ کر رہے ہین رستم نے للکارا ایک آدمخوار طرف رستم کے چلا
آکر چنگل مارا رستم نے دونون ہاتھ اسکے قلم کیے ہاتھ کٹوا کر خون بہتا ہوا وہ آدمخوار
بھاگا دوسرے نے جو دیکھا کہ ایک کے دونون ہاتھ کٹے وہ بھی بھاگا رستم پلٹن نے
گھوڑا ڈالا لوگ منع کر رہے ہین کہ آگے نہ جائیے وہان بیشہ آدمخواران ہی رستم نے
کہا وہان بیشہ آدمخواران ہی تو یہ بھیجا کیا سمجھے ہین کہ میرے لشکر پر آگرے یہ فرماکر مرکب
بڑھایا وہ دونون آدمخوار سامنے اپنے افسر کے پہونچے اخلاق آدمخوار اپنے مقام پر
بیٹھا جھوم رہا تھا دونون نے عرض کی کہ وہ جوان آتا ہی اخلاق اپنے مقام سے اٹھا
جھومتا ہوا سامنے رستم کے آیا بڑھکر چنگل مارا رستم نے کلائی تھام لی گھوڑے سے
کود دے اخلاق لپٹ پڑا تمام زرہ وغیرہ نوچ ڈالی مگر رستم نے تمام بال اسکے نوچکر
پھینک دیے ہین اخلاق بھی عاجز ہو رہا ہی مگر لڑے جاتا ہی رستم نے دونون مونڈھے
تھام کر ہکا مارا کہ اخلاق گرا رستم چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا حالا ور شناختن پروردگار
چہ میگوئی اخلاق نے عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم دل سے اطاعت کرتا ہون رستم نے

کلمہ پڑھایا اخلاق آدمخوار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اخلاق نے ایک چیخ ماری کہ بارہ ہزار آدمخوار آگرچیخ رہے رستم کو ڈرا اسنے لگے جینے ڈرایا رستم اُنپر جا پڑے تمام جسم مین ان سب کے بال ہین کہ وہی ستر جسم مین جیب دو چار زرہ ہوئے سب ڈرے گرے آپس مین کہتے ہین کہ یہ آدم زاد بڑا زبردست ہو یہان اہل لشکر سب رو رہے تھے اور غلغلہ تھا کہ آقا نے غضب کیا بیٹھے آدمخواران مین گھس گئے وہ تو آدمخوار ہین چیر پھاڑ کر کھا جاینگے اس انتظار مین کھڑے تھے یہ کسی کا حوصلہ نہین پڑتا کہ مدد کو جاتے مگر سمک بیقرار ہوکر گھس گیا دیکھا رستم آتے ہین سارے بدن سے خون بہتا ہو اخلاق مع کل آدم خوارون کے ساتھ ہو سب آدمخوار خاموش چلے آتے ہین اب جو لشکر کو دیکھا پھر ہیریان لینے لگے کہتے تھے یہ سب ہماری خوراک ہین رستم نے تلوار کھینچکر سبکو ڈرایا اور فرمایا کہ اگر ایک کو انہین سے کھاؤگے تو سب کو مار ڈالونگا آدمخوار سب سے ملنے لگے ہاتھ پھیلایا اور لپٹ گئے رستم نے لاکر سب کو اُتارا اور فرماتے تھے کہ یہ فوج خوب ملی یقین ہو کہ جمشید ثانی پرست ان سب کو دیکھکر بھاگین جو نہ بھاگیگا اسکو یہ کھا جائینگے رستم نے شب کو اُسی مقام پر مقام کیا اخلاق کو لاکر محفل مین بٹھایا جام جو گردش مین آیا ساقی نے جام اخلاق کو دیا اخلاق نے اُس شراب کو پھینکدیا اور ساقی بیچے کو ڈرانے لگا رستم نے اخلاق کی پھر گردن پکڑلی اور کہا یہ کیا حرکت ہو پھر گائن سے اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

کسی دن سیر کرنے کو جو وہ گلزار مین آئے	گلون مین بو بصارت نرگس بیمار مین آئے
قلم کرتے ہین وہ سر عاشقون کے اس صفائی سے	یہ کیا ممکن جو دھبا خون کا تلوار مین آئے
ہمین جلوہ نہ کوہ طور پر بھی تمنے دکھلایا	یہانتک ہم تمھاری حسرت دیدار مین آئے
عدم مین آکے پہونچے سیر کی شہر خموشان کی	کہانسے ہم کہان گھبرا کے ہجر یار مین آئے
اگر تو شربت دیدار کا اُس سے کرے وعدہ	ابھی صحت ہو وہ طاقت ترے بیمار مین آئے
شہادت چاہیو ان مین و لگے اگر تخیر ہو نیکی	ابھی تو خون کی بو سرخی سوفار مین آئے
ملک ہر سمت اُٹھے سرو قد تعظیم کی خاطر	ہوئی یہ منزلت عاشق جو بزم یار مین آئے

سنا ہی ہمنے یہان اکثر دعا مقبول ہوتی ہی | مرادین ہم بھی لینے کو تیری سرکار مین آئے
مسیحا سے حقیقت درد دل کی کہنے جاؤنگا | ذرا ہوش آئے مجھکو جان مجھ بیمار مین آئے
تلاطم ہوگیا ہر سمت انکی آمد آمد سے | قیامت ہوگئی برپا جو وہ دربار مین آئے
یہان تو اوہنہر پر اکثر قیامت رہتی ہی برپا | ہمارا سا جگر کرلے تو کوے یار مین آئے

سب آدمخوار اٹھکر ناچنے لگے اور گائن کو لپٹے جاتے ہین وہ گائن بھاگ کر پیچھے رستم کے چھپی رستم نے سب کو منع کیا رستم جب دیکھتے ہین کہ یہ لوگ نہین مانتے تو اٹھ کھڑے ہوئے ہین کسیکو دے مارا تب وہ لوگ مانتے ہین سردارون نے عرض کی کہ انکو صحبت مین جگہ نہ دیجیے رستم نے کہا ہم چاہتے ہین کہ انکو انسان بنائین یہ سب چلکر لشکر جمشید ثانی سے مقابلہ کرین دوسرے دن رستم نے کوچ کیا سب کو ساتھ لیکر چلے مگر شاہزادہ جہانگیر جو آگے بڑھ گئے تھے انکو ایک صحراے ویران ملا استخوان انسان جابجا پڑے ملے کہین ہڈی سر کی پڑی ہی کہین استخوان پا پڑے ہین بوے بد آرہی ہی چاپک نے لشکر کو اشارہ کیا کہ اسی مقام پہ اترو جہانگیر نے کہا بھی کہ یہ مقام اترنیکا نہین ہی مگر چاپک نے عرض کی کہ یہ صحراے غولان ہی یہان لشکر کو آزار نہ پہونچیگا آپ شیر بیشۂ جرأت ہین آپ کے لشکر مین غول نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو صدمہ اٹھائیگا لشکر اتر پڑا سب سردار متحمل رہے ہین دیکھا چند غول درۂ کوہ سے نکلے دور سے دیکھکر پھر بھاگ گئے کہ چاپک نے عرض کی حضور دیکھیے غول نکلے تھے مگر آپ کو دیکھکر بھاگ گئے جہانگیر نے کہا اے چاپک تم مجھے بناتے ہو چاپک نے عرض کی میری کیا مجال ہی کہ خلاف ادب عرض کرون آپ نے اس سن مین کیا کیا کارہاے نمایان کیے جسکا ذکر مصنف طلسم نوخیز جمشیدی لکھ رہے ہین اب وہ کتاب شایع ہوگی آپ نے طلسم فنا فتح کیا ایسا فتح کیا کہ آپ کے بھائی صاحب شرمندہ ہوے جہانگیر نے کہا کارہاے نمایان بھائی رستم سے سرزد ہوے کہ جسکا آجتک ذکر ہوتا ہی لندھور ایسے شخص کو مع ہاتھی اٹھا لیا تمام فرنگستان کے لوگ نام سے رستم کے کانپتے ہین یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے صحبت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق

ومطربان خوش آواز حاضر ہوے گائیبن خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگین نظم

دانا کیا ہی تونے جدا ای آسمان مجھے — پھینکیگی دانت دیکھکے سب چکیان مجھے
در پردہ قہر ہی ستم آسمان مجھے — معشوق بھی دیا ہی تو ایذا رسان مجھے
رشک وحسد سے دیکھتے ہین آسمان مجھے — اللہ نے دیا ہی جو نام ونشان مجھے
سودا ہی زلف یار کے حلقونکا خود ہون قید — صدا دیبین بہقاتے محبت بیڑیان مجھے
ای دل کسی نے یاد کیا ہی مجھے ضرور — ہیہ جہ آج آتی نہین ہچکیان مجھے
بلبل سے ہی غرض نہ کسی گل سے کام ہی — یکسان فراق مین ہی بہار وخزان مجھے
جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہین پسند — سم ہی ترے بغیر مے ارغوان مجھے
کیونکر رہون ہین چشم حسینان مین حسن ہو — سرمہ بنائے پیس سکے گر آسمان مجھے
تقدیر مین لکھی تھین اٹھائی جو سختیان — بیٹھے بٹھائے ہو گیا عشق بتان مجھے
پہلو سے چھینکر دل بیتاب اٹھ گئے — لیکن بتا گئے نہ وہ نام ونشان مجھے
بلبل پھڑک کے کہتی ہی فصل بہار مین — گلشن سے تو نکال نہ ای باغبان مجھے
ای یار انتظار آنکھون سے کچھ سوجھتا نہین — اندھیر ہی فراق مین سارا جہان مجھے
ہی خوف منزل گر کہین رہ نہ جاؤن مین — رکھا ہی ضعف نے جو پس کاروان مجھے
تیر نظر سے دل کو بچانا ضرور رہی — غصے سے دیکھتا ہی وہ ابرو کمان مجھے
بلبل وہ ہون کہ قید مین برسون گذر گئے — تنہا کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے
کہتی ہی ہجر گل مین ہر اک بلبل نحیف — لیجائیگی اڑا کے ہواے خزان مجھے
زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار — رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان مجھے
سطوت کی یہ دعا ہی کہ دوزخ سے حشر مین — آکر بچائیگا شہ انس وجان مجھے

جہانگیر مصروف عیش ونشاط ہین زلف لیلاے شب کو کرتے گذر چکی ہی کہ لشکر سے فریاد فریاد کی آواز آنے لگی جہانگیر نے کہا ادے دریافت تو کرو یہ کیسا ہلڑ ہی کہ چابک دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای آقا سے نامدار جلد چلیے ہزار ہا غولان بیابانی لشکر مین گھس آئے ہین سیکڑون بندگان خدا کو نیچا مار ڈالا ہر چند کہ پہلوان لڑ رہے ہین

سیکڑون غول بھی مارے گئے مگر وہ بھاگتے نہین اور صحرا سے تار بندھا ہوا ہی کہ جب وہ غل مچاتے ہین تو اور غول چلے آتے ہین اسوجہ سے جاو بہت ہو گیا ہی غلام نے بھی آپکے دس بیس غول مارے مگر وہ کسیطرح بھاگتے نہین جہانگیر نیمہ ٹیک کر اُٹھے باہر آکر دیکھا کہ ہزارہا غول بیابانی موے جسم لٹکتے ہوے چپد رستین ہاتھ مین جسکے چیت ماردی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مگر سرداران جہانگیر اُنسے لڑ رہے ہین جہانگیر نے فورًا آتے ہی نعرہ کیا نعرے سے زمین تھرّائی غول حیران ہوے جہانگیر کو جو آتے ہوے دیکھا ایک اُنمین غول کلان تھا اُسنے ایک چیخ ماری سب جمع ہو کر اُسی کے قریب آگئے وہ غول بھاگا سب اُسکے پیچھے چلے جہانگیر نے پیچھا کیا وہ غول بھاگ کر طرف صحرا کے نکل گئے جب قریب درہ کوہ کے پہونچے تب رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی درد رسیدہ بلک بلک کر رو رہا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ ای کریم کارساز داد رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم	عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ای شنہ فریاد رس فریاد رس	نفس و شیطان میکند بر من ستم
زآتشِ غم سینہ سوزد مثل برق	دیدہ مثلِ ابر گرید دمبدم
وای صد حسرت کہ در دنیای دون	نقد عمر خویش ضایع کردہ ام
از رجوعِ دل نماندم ای دریغ	بر طریق بندگی ثابت قدم
بر مآل کار خود و آخر تا	در دل اندیشہ نکردم بیش و کم
نیست اندیشہ ز بدخواہان مرا	تو کنی بر من اگر فضل اتم
وار چون گردون دون ای کردگار	گر دہم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا ای مصدر جود و عطا	کن کرم ای صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار

جہانگیر نے یہ صدائے دردناک جوہنہی سنی سوچے کہ کوئی اہل اسلام فریاد کر رہا ہی گھوڑے سے اُتر کر جیسے ہی اندر آئے دیکھا ایک جوان تاجدار زنجیروں مین بندھا پڑا ہی

اور بلک بلک کر دعائین کر رہا ہی سر جھکائے ہوئے رو رہا ہی جہانگیر نے پکارا ای جوان
کس مصیبت مین ہو جیسے ہی اُس جوان نے سر اُٹھایا پکار کر آواز دی کہ ای فرزند صاحبقران
خوب وقت پر آپہونچے مین تو آپ ہی کو یاد کر رہا تھا جہانگیر نے قریب آکر زنجیرین
کھولین کچھ توڑ ڈالین وہ جوان اُٹھتے ہی قدمون سے لپٹ گیا اسقدر رویا کہ پاؤن
جہانگیر کے تر ہوگئے کہتا تھا ای شہریار سفتون تاجدار میرا نام ہی مین یہان شکار
آیا تھا ان غولون نے گرفتار کر لیا بینالاک غول کہ سب کا افسر ہی اُسنے یہ کہکر سب سے
لے لیا کہ اسکو مین کھاؤنگا مگر اُسکی مادہ خبیثہ غولنی مجھپر عاشق ہی جب بینالاک نے
ارادہ کیا کہ مجھکو ذبح کرے خبیثہ نے آکر ہاتھ تھام لیا اور کہا کیون غریب کو مارتا ہی
ابھی قید مین رہنے دے کل آکر کھائینگے تب بینالاک باز آیا کل شب کو جو تڑپتے
تڑپتے سو گیا عالم خواب مین ایک بزرگ آئے انھون نے مجھکو مسلمان کیا اور
آپ کے آنے کی خبر سنائی کہ فرزند صاحبقران تمکو آکر رہا کریگا آپ ہی کی یاد مین
بیقرار تھا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ آپ تشریف لائے مذہب اسلام بھی اختیار
کیا جہانگیر نے سفتون تاجدار کو ساتھ لیا باہر نکلے لشکر والون نے جو جہانگیر کو
آتے ہوئے دیکھا سب نے دوڑکر قدمونکو بوسہ دیا عرض کرتے تھے ای شہریار ہملوگ
خوب خوب لڑے اور غولون کو مارا لیکن نہ بھاگتے تھے آپ کے ایک نعرے کی
آواز سے بھاگ گئے یہ ذکر تھا کہ پھر اسے گرد اُڑی آگے آگے بینالاک و خبیثہ
پشت پر ہزارہا غول بیابانی بینالاک پکارتا ہوا او جوان خبردار ہماری خوراک
کو کہان لیے جاتا ہی جہانگیر نے پھر نعرہ کیا تلوار کھینچکر بڑھے بینالاک نے آگے
بڑھکر چوبدست لگائی جہانگیر نے چوبدست کو قلم کیا دوسرا ہاتھ مارا کہ بینالاک کے
دو ٹکڑے ہوے خبیثہ چیخ مارکر دوڑی کہتی ہوئی کہ او جوان بڑا غضب کیا میرے ہمدرد
کو مارا اب مین کہان جاؤنگی قریب آکر جہانگیر سے لپٹ گئی جہانگیر نے ایک طمانچہ
مارا کہ خبیثہ کانپ گئی دوسرا گھونسہ مارا کہ خبیثہ کی پسلیان ٹوٹ گئین منہہ کے بل
گری جہانگیر نے اسکا بھی سر کاٹ لیا سب غول بھاگ گئے جہانگیر سفتون کو ساتھ

پیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے پھر بارگاہ آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشتا ہوش و نوشتا نوش بلند ہوئی ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی **نظم**

مضطر ہون آہ کیون میرے دیوانے دور ہون
گلگشت نہین کہ سیر گلستان سے دور ہون

قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہے مجھے
میرے ابرو کے ذبح شہیدان سے دور ہون

صاف اسقدر ہے چہرہ ترا دیکھکر جسے
رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون

پاتا ہون اسقدر دل عالم سیاہ مین
شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون

روباہ بازیون سے فلک کے قریب ہے
شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون

پست و بلند شعر ہزارون ہی ڈھل گئے
کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہون

آتش غم حسین مین روشن رہا ہے کیا
سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

سب خوش بیٹھے ہین گانے والی کی تعریفین کر رہے ہین کہ یکبیک جہانگیر نے دیکھا مفتون تاجدار بیٹھا ہوا رو رہا ہے جہانگیر نے پلٹ کر پوچھا کہ کیون اے مفتون خیر تو ہے مفتون اور زیادہ بیقرار ہوا کہا اے شہریار سامنے ایک کوہ ہے اوس پر ایک طلسم بنا ہے قزاق بالا کے کوہ رہتا ہے بیٹی اسکی بلاے روزگار ہے کوسے پر آئی تھی مین دیکھکر چلا جاتا تھا ایک دن جو آیا نظارہ معشوق کر رہا تھا اور اشارون مین باتین ہو رہی تھین طریقے سے معلوم ہوا کہ وہ بھی مجھکو چاہتی ہے جب غولون نے آکر مجھکو گھیرا اور مین مصروف جنگ ہوا تو وہ سر پیٹ رہی تھی اور چاہتی تھی کہ بام سے اتر آئے اور مجھکو بچائے مگر ہزارہا غول مجھپر ٹوٹ پڑے تلوار چھین لی گھوڑے کو چیر پھاڑ کر کھا گئے بیتال کٹ نے مجھکو لے لیا کہ حضور نے مجھکو رہا کیا اسوقت جو گائن نے اشعار عاشقانہ گائے غلام کو معشوقہ یاد آئی نام اسکا ماہ رخسار ہے حقیقت مین ماہ رخسار ہی ہے ایسی حسین عورت میری نگاہ سے نہین گذری اسوقت میری آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے اسی خیال سے روتا ہون یہ چاہتا ہون کہ اپنی جان دون جہانگیر نے کہا اے مفتون نگھبراؤ کل ہم تمکو ساتھ لیکر چلین گے قزاق سے پیغام کرینگے اور کہین گے مفتون تاجدار شاہزادہ ہے اسکو یہ دامادی قبول کرو اگر نہ قبول کریگا

تو اُس سے مقابلہ کرینگے اور بیٹی کو اُسکی لینگے تمھارے ساتھ عقد کرینگے انشاء اللہ تمھارا
مطلب پورا ہوگا مقتون تاجدار خوش ہوگیا شب بھر عیش و آرام میں بسر ہوئی صبح کو
جہانگیر مسلح ہوے مفتون سے کہا چلو وہ مقام ہمیں بتادو مفتون نے عرض کی غلام
نہیں چاہتا کہ آپ کو آفت میں پھنسائے وہ قزاق بلاے روزگار ہے اُسکو اپنی جرأت پر
بڑا ناز ہے جہانگیر نے کہا وقت پر معلوم ہو جائیگا دو تین سو جوان ساتھ لیے اور مفتون
کو تخت پر سوار کیا سامنے درۂ کوہ شلیم قزاق کے آئے اور آگے بڑھے شلیم نے بالاے
کوہ سے جو فوج کم دیکھی پہاڑ سے اُترا بارہ ہزار جوانوں کو ساتھ لیکر مقابلے میں آگیا
جہانگیر نے نامہ تیار کیا نامہ چہ کی پر لکھا پکار کر کہا آو اژدر دی اے سردار ان نامی و اے پہلوانان
گرامی ایک بہادر نامہ میرا لیکر چلے مگر نامہ ذلیل نہ ہو شرطیں پوری کرائے کسی نے
جواب نہ دیا دوبارہ جہانگیر نے کہا ہاں یاروں میں ایک جوان چاہتا ہوں کہ نامہ میرا
لیکر جائے اور جواب باصواب لائے چالاک صبا رفتار کرسی سے اُٹھا جام پیا
نامہ سر سے باندھا جہانگیر نے کہا اے مشہور میں پہلوان کو چاہتا تھا تمسے نہیں کہا تم
کیوں اُٹھے چالاک نے عرض کی اب تو غلام اُٹھ چکا جام بھی پی گیا اب تو ضرور جاؤنگا
آپ کے اقبال سے شرطیں پوری کراؤنگا کوئی بات باقی نہ رہیگی یہ نہ ہوگا کہ آپ کا
نامہ ذلیل ہو بہت آبرو سے لیکر جاؤنگا جہانگیر ناچار ہوے آخر اجازت دی چالاک
نامہ لیکر چلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے نامہ سر سے بندھا ہوا دیکھا قلعے سے ایک
جوان آتا ہے گینڈے پر سوار اسباب شکار ساتھ چالاک نے بڑھکر اُس جوان کو
سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے اور شلیم قزاق سے آپکو کیا واسطہ ہے اُس جوان
نے کہا دلیم قزاق میرا نام ہے اور شلیم کا بھائی ہوں برائے شکار جاتا ہوں تو کسکا
عیار ہے چالاک نے کہا شاید آپ نے نام سنا ہو چالاک بن عمرو عیار جہانگیر دلیم
گینڈے سے کود پڑا کہا اے منتظر و الا گہر میں نے شب کو تمکو خواب میں دیکھا ایک
بزرگ نے آکر تمسے ملوایا اور مجھکو کلمہ پڑھایا فرمایا تھا کہ تم برائے شکار جاؤگے راہ
میں چالاک سے ملاقات ہوگی جو وہ کہے سو کرنا اے منتظر و الا گہر کہاں جاتے ہو چالاک نے کہا

نامہ آقا کا لیے ہوئے جاتا ہون اور چاہتا ہون کہ طریقے مین فرق نہ پڑے دیلیم نے کہا
آج شب کو میرے یہان مہمان رہیے صبح کو جب مین بارگاہ مین جاؤنگا تب آپ آئیے گا
مین نیلم کو منع کرونگا کہ سرکشی نہ کرو ایسا تمکو چاپک نے حقیر جانا کہ عیار کو بھیس مین ایلچی کے
بھیجا ہی یقین ہی کہ میرے کہنے سے سرکشی نہ کرے اور نامہ داری تمہاری مع شیر و عطا
پوری ہوجائے چاپک نے دیلیم کا کہنا قبول کیا ساتھ دیلیم کے اسکی مقام پر اتر پڑا
دیلیم نے بارگاہ استادہ کرائی بڑی دھوم سے شب کو چاپک کی دعوت کی جسوقت جلسہ
آراستہ ہوا تو چاپک سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگا نظم

پائین نکالنے لگے خورشید و ماہ مین | جیتا نہین ہی کوئی تمہاری نگاہ مین
مشتاق قتل کے ابھی کتنے ہین راہ مین | کتنے سسک رہے ہین پڑے قتل گاہ مین
ظالم خدا کے واسطے کیون چھیڑتا ہی تو | ہلنے لگین گے عرش و سما ایک آہ مین
ہر روز کون کہتا ہی آنے کے واسطے | ای جان کیا مضائقہ ہی گاہ گاہ مین
کیونکر بچیگا خرمن صبر اپنا دیکھیے | ہی قہر کی تڑپ تری برق نگاہ مین
کوٹھے پہ جلوہ گر تمہین ای جان دیکھکر | پھرتی ہی کوہ طور کی بجلی نگاہ مین
قاتل نگاہ بد سے بچائے خدا تجھے | دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
اک دم کے دم نہ جاؤ تو کچھ اور لطف ہو | بسمل کا رقص دیکھ تو تو قتل گاہ مین
لازم ہی جستجو سے نہ ہون ہم بھی دست کش | ملجائینگے کبھی نہ کبھی وہ بھی راہ مین
مین بھی بغل مین بیٹھا ہون ظالم ادھر تو دیکھ | قصہ تمام ہی تری نیچی نگاہ مین
مشکل نہین ہی جاہ ہزار و لشے بن بڑی | ہی لطف ای صفیر تو اسکے نباہ مین

رات بھر مکان پر دیلیم کے جلسہ رہا صبح کو دیلیم نے کہا مین بارگاہ مین جاتا ہون
آپ میرے بعد آئیے یہ کہکر دیلیم روانہ ہوا اسکے بعد مہتر چاپک صبا رفتار قنطور
وغیرہ لگا کر نامے کو سر سے باندھکر طرف بارگاہ نیلم کے چلا مگر دیلیم جب بارگاہ مین آیا تو
نیلم نے پوچھا بھائی صاحب آج آپ سویرے کیون چلے آئے سنتا ہون کہ شکار
کو نہین گئے مین نے خبر پائی ہی کہ آپ مکان ہی پر رہے ہرکارے نے مجھکو خبر دی ہی

دیلم نے کہا غلام آپ کا برا سے شکار جاتا تھا راہ مین فرزند صاحبقران کے ایلچی سے
ملاقات ہوئی مین نے دریافت کرکے اُسکو روک لیا شب کو اپنے مکان پر آتا رہا
اب آتا ہوگا مین آپ سے یہ عرض کرتا ہون کہ پسر حمزہ نے آپ کو ایسا حقیر سمجھا کہ عیار
کی معرفت نامہ روانہ کیا اب آپ کی جلالت پہ ہوا اور سب پر ظاہر ہی ہر شخص آپ کی
جرأت سے ماہر ہی عیار کی کیا حقیقت ہی اگر آپ کا جی نہ چاہے تو وہ کیا کر سکتا ہی
اندر نہ بلائیے دروازے پر کھڑا رہے ذلیل ہو کر جائے مگر جرأت یہ چاہتی ہی کہ اُسکو
سامنے بلوائیے جو کہے وہ شرط پوری کیجیے اور خلعت دیکر روانہ کیجیے کہ فرزند حمزہ
کو بھی معلوم ہو کہ نیلم قزاق نہایت جری و بہادر ہی یہ سنتے ہی نیلم نے کہا ای برادر
سب کچھ تو مجھکو گوارا ہی لیکن دروازے پر جو درگہ سالار بیٹھا ہی اُس سے کہدو
کہ اگر ایلچی آئے تو اُسکو روکے پہر چار گھڑی نہ اندر آنے دے اگر اُسکو آنا منظور ہوگا
تو سو صورتین ہین ورنہ یقین ہی کہ بہت خفیف ہوگا دیلم نے کہا ای برادر یہ بھی بات
شناسا ہی نیلم نے کہا اتنے مین حکم دیکر زنبور نامے پہلوان دروازے پر بیٹھا ہی
خدمتگار کو اشارہ کیا کہ جاکر زنبور سے کہو کہ اگر کوئی جوان بطور ایلچی آوے تو
اُسکو دروازے پر روکنا بدون اطلاع نہ آنے دینا خدمتگار نے جاکر زنبور سے
کہا زنبور نے جواب دیا کہ میرا ابھی یہی ارادہ تھا اتنے مین حکم آیا اگر خود فرزند حمزہ آئے
تو نہ آنے دون خدمتگار تو چلا گیا مگر زنبور بیٹھا جھوم رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا کہ
مہتر چالاک صبا رفتار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی زنبور اور زیادہ تنا کہ چالاک نے
آکر سلام کیا زنبور نے جواب بھی نہ دیا چالاک سمجھا کہ یہ مغرور ہی عقل و فراست
سے دور ہی کہا ای پہلوان دوران مین اپنے آقا کا نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون
اندر جاؤن زنبور نے کہا ٹھہر جاؤ کوئی معقول آدمی آئے تو اُس سے کہلا بھیجین یہ سنکر
چالاک ٹھہر گیا اکثر چوبدار اندر سے آئے کچھ باہر سے اندر گئے چالاک نے کہا
ای پہلوان یہ چوبدار جو اندر گئے اِنسے نہ کہلا بھیجا یہ سب نا معقول تھے دیکھین
معقول کون آتا ہی ہم تو جاتے ہین ہمین دیر ہوتی ہی یہ کہکر چالاک چلا زنبور نے

ہاتھ تلوار کا مارا چالاک نے خالی دیا وار جو خالی گیا زنبور جھکا چالاک نے ہاتھ مارا
سرِ زنبور کا سر کٹ کر گرا اور دھڑ ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں پہونچا نیلم نے کہا ایسے درگہ سالار
کو کسنے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا چالاک اندر آیا پکار کر آواز دی ایہا الناس سلام
میرا اسپر ہو جو خدا کو واحد جانتا ہو میں مشرک پر سلام نہیں کرتا نیلم بہت جھلایا
ویلم نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ آپ کیوں غصہ کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو ملال پہونچے
مگر چالاک ٹہلتا ہوا قریب ویلم کے آیا کہا او پہلوان دوران آپ ذرا گل پر سے تھوڑی
دیر کے واسطے اٹھ جایئے کہ میں آپکے مالک سے کلام کرونگا نیلم نے اشارہ کیا
نہ اٹھنا مگر ویلم نے اپنے مقام پر بیٹھنے کی جگہ دی چالاک نے بیٹھتے ہی اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ چالاک بن عمرو

نسیم چالاک خوش میان خوش لقب	گل باغ اسلام شاہِ عرب
غلام جہانگیر والاشان	کہ او ہست دلبند صاحبقران
میں عیار و طرار و فرار ہوں	میں ابن عمرو شاہ عیار ہوں

یہ نعرہ کرکے آواز دی کہ سنو شہ نامدار دشمن نامدار ابے نیلم نے کہا نامہ لاؤ
چالاک نے کہا پہلے شرط یہ ہے کہ جیسے کہ میں ہوں موافق اپنی حیثیت کے اس نامے
نثار کرو قضا سے کارِ خواجہ عمرو پاس جہانگیر کے آئے جہانگیر کو بارگاہ میں دیکھا
چالاک کو نہ پایا پوچھا کہ آپکا عیار کہاں ہے جہانگیر نے کہا برسم سفارت دربار
نیلم میں گیا ہے خواجہ نے کہا یقین ہے کہ ہمارا ابھی کچھ حق ہو فورا روانہ ہوئے
خدمتگاروں میں مل کر کھڑے ہوئے چالاک نے کہا اس نامے پر نثار کیجیے
نیلم نے ویلم سے پوچھا ویلم نے جواب دیا جو کہتا ہے وہی کیجیے آپکی جرأت میں
فرق نہیں پڑتا نیلم نے چند کشتیاں جواہرات کی منگائیں سامنے چالاک کے
رکھیں چالاک نے کہا اسکو لٹا دیجیے میں کیا محتاج ہوں خدمتگاروں نے کشتیاں
اٹھائیں کہ لٹائیں کہ خواجہ نے جال الیاسی مارا اور آواز دی کہ ای جال نو
جنجال ہو کر گرنا ایک جبہ باہر نہ جانے پائے جیسے ہی جال مارا سب کشتیاں مع

جواہر جال مین اور خادم خدمتگار ون کی پگڑیان بھی جال مین آگئین خواجہ نے ایک
مٹھی شکر کے دانون کا اور چند کنکر پتھر بارگاہ مین پھینک دیے لوٹنے والے آسیر گرے
ایک نے کہا مین نے تو کچھ گول گول پایا ہی دوسرے نے کہا میرے ہاتھ مین تو کچھ
چھوٹا سا آیا ہی کہا بھائیو تم ہاتھ کھولو جسنے گول گول پایا تھا اسنے جو ہاتھ کھولا تو
شکر کا دانہ ہاتھ مین تھا اور جسنے چھوٹا کہا تھا اسنے جو ہاتھ کھولا کنکری ٹھیکری اسکے
ہاتھ مین تھی دونون نے سر پیٹ لیے کہا بار جواہرات لٹا ہماری تقدیر مین کنکر
پتھر لکھے تھے مگر تم ننگے سر کھڑے ہو آتش نے کہا بس اب باتین نہ بناؤ میری پگڑی دیدو
آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی نیلم نے جھلا کر کہا ان سب کو نکالو تم سب ننگے سر
ہو چاپک سے کہا اب نامہ دیجیے چاپک نے کہا سونے کا میر بھیجا ایسے پڑھنے والا
آسیر بیٹھے تو نامہ دون نیلم طرف ولیم کے متوجہ ہوا ولیم نے کہا ای شاہ آپکو یہی
مناسب ہی جو ایلچی کہتا ہو وہی کیجیے نیلم نے ولیم کو اشارہ کیا چاپک نے ولیم کو
نامہ دیا ولیم سینہ پر جاکے پڑھنے لگا مگر خواجہ مال لوٹ کر چلے گئے فرزند کی خبر بھی
نہ لی آکر جہانگیر سے کہا کہ آپ کا عیار دربار نیلم مین بڑی گستاخی کر رہا ہی ایسا نہو
کہ مارا جائے جہانگیر نے کہا آپ نہ ٹھہر گئے خواجہ نے کہا مجھے کیا مطلب ہی ایسے
نالائقون کے واسطے ٹھہرون آپ کو غرض ہو جائیے جہانگیر گھوڑے پر سوار
ہو کے چلے یہان ولیم نے نامہ شروع کیا اول تعریف پروردگار مرقوم تھی نظم

ظفر است بنام بادشاہی — کز راست چو عرش بارگاہی
سلطان سریر ملک ہستی — بنیاد دہ بلند و پستی

ای نیلم آگاہ ہو کہ مفتون تاجدار بادشاہ جلیل ہی تمھاری دختر پر عاشق ہی اور
مین نے مفتون کو فرزند کہا ہی بہتر اسی مین ہی کہ اپنی بیٹی کی شادی ساتھ مفتون
تاجدار کے کرو ورنہ سمجھ لونگا نظم

دو شعلہ زبانہ تیغ دارم چنگ — یکے نور صلح و دوم نار جنگ
[illegible] — حکایت برین ختم شد والسلام

نیلم نے چاہا کہ نامہ ہاتھ سے ویلم کے لیکر چاک کر دے کہ چابک اپنے مقام سے اٹھا اور
جست کر کے نامہ لیا نیلم نے کہا اسکو مار لو تمام اہل دربار تلوارین لیکر طرف چابک کے
چلے ویلم ہر چند منع کرتا ہی کوئی نہین مانتا آخر ویلم نے دیکھا کہ چابک لڑنے لگا اور دربار
بارگاہ پر انتہا کا مجمع ہی مگر چابک مثل برق چمک رہا ہی نیلم کہتا ہی بار بار ایک شخص ہی اسکو
گرفتار کر لو مگر چابک مثل برق جہندہ لڑ رہا ہی جسپر تیغ آیا اسکو ہاتھ مار دیا اسکے
دو ٹکڑے ہوئے کبھی جھککر نیچے مارا اور دو تین تین کے پانوٗن اڑا دیے کبھی جست کر
کسی کسی کے کاندھے پر پانوٗن رکھا دوسرے کا سر اڑا دیا صدہا جوان مار کر چابک نے
گرا دیے ویلم بھی بدحواس بلوے مین لڑ رہا ہی اسقدر زخمی ہوا کہ غش کھا کر گرا اب چابک
کو بڑی مشکل پڑی دل مین کہتا ہی کہ ایک مین تھا وہ بھی بیکار ہوا نیلم کہتا ہی کہ ویلم کا
سر کاٹ لو مین کیا جانتا تھا کہ ہمارا دشمن ہی اسی نے اپنے گھر مین شب کو مہمان رکھا انکو
سمجھا کے زرہ بکتر وغیرہ لٹوایا استقبال کرایا یہ تو میرا دشمن ٹھہرا مگر چابک گرد ویلم پھر رہا ہی
کہ دربارگاہ پر بلڑ ہوا سوارون کے گھوڑے جراغ پا ہونے لگے پیدل منہ کے بل
گرے سنا سب نے کہ نعرے کی شاہزادہ جہانگیر کے آواز آئی نعرۂ جہانگیر

بہ شوکت جوان و بہ تدبیر پیر
سکندر حشم شاہ گردون سریر
جہانگیر نامم بہ سر انجمن
منم تاج بخش شہان زمن

نعرہ کرکے جہانگیر لڑنے لگے دور سے دیکھا کہ ایک جوان زخمی پڑا ہی اور چابک
اسکے گرد پھر رہا ہی انتہا کا زخمی ہوا ہی مگر قریب سے اس جوان کے نہین ہٹتا ہی جو
چاہتا ہی کہ اسکا سر کاٹ لے چابک بڑھکر نیچے مار دیتا ہی کہ اسکے دو ٹکڑے ہوتے
ہین گرد چابک لاشے بہت سے پڑے ہین مگر چابک آقا کو دیکھکر چپک چمک کر
لڑنے لگا جہانگیر لڑتے بھڑتے قریب چابک پہونچے گھوڑے سے کود پڑے
چند جوانون کو مار کر چابک کا ہاتھ تھام لیا فرمایا او چابک تمنے بڑا کار نمایان کیا
چابک انتہا کا زخمی تھا غش آنے لگا جہانگیر نے چابک کو گود مین اٹھایا اور
گھوڑے پر سوار ہونے لگے چابک نے آنکھ کھول کر کہا حضور مجھکو چھوڑ دیجیے

مگر ویلیم کو بچائیے جہانگیر نے آکر ویلیم کو بھی اٹھایا دونون کو گھوڑے پر ڈال لیا اور
خود بھی گھوڑے پر سوار ہوئے لڑتے ہوئے چلے قضا سے کار ویلیم کا ایک بیٹا تھا
تدبیر جنگ آزما دور سے دیکھ رہا تھا کہ باپ میرا زخمی ہوا اور زخمی ہو کر گرا اور
جہانگیر ڈپٹ کر قریب اسکے پہونچے اور اسکو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال لیا ملازمان
نیلیم چاہتے ہین کہ اسکو چھین لین زندہ نہ جانے دین اپنے باپ کا یہ حال دیکھ کے
تدبیر جنگ آزما بیقرار ہو گیا نعرہ کر کے لڑنے لگا لڑتا ہوا قریب جہانگیر کے
آیا رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا آقائے نامدار باپ میرا غلام ہوا مین نے بھی اطاعت کی
لڑتے ہوئے باہر نکلیے غلام کے ہمراہی بارہ ہزار جوان دروازے پر مسلح کھڑے
ہین وہ سب شریک ہونگے مگر یہان سے نکلیے یہ کہکر آگے مرکب کے بڑھا نعرہ
کر کے آواز دی ای جوانو سنو مین تمھارا افسر ہون میرے شریک ہو ایسا آقا ملا ہی
کہ اپنے ملازم کے واسطے اپنی جان دیتا ہی تم بھی شریک ہو بارہ ہزار جوان سب
تلوارین کھینچکر آپڑے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ملازمان جہانگیر بھی آ گئے اب
غلغلہ ہوئی تھوڑے ہی عرصے مین ہزارہا لاشے گر گئے کسی نے جہانگیر کو نہ روکا اب
جہانگیر لڑتے بھڑتے اپنے ملازمون مین پہونچے سب نے شاہزادے کو گھیر لیا اور
جنگ کرتے ہوئے نکلے نیلیم کی یہ مجال نہ ہوئی کہ جہانگیر کو روک سکے جہانگیر نے
جنگ رستمانہ کی جو قریب آیا وہ مارا گیا لشکر مین اپنے پہونچے مگر نیلیم کو بڑا قلق ہوا کہ
ویلیم و تدبیر جنگ آزما زندہ نکل گئے رفقا سے کہہ رہا ہو کہ اب جو ان سے جنگ
مین مشکل پڑیگی کہیون صاحبو تم سب کی کیا صلاح ہو سب نے کہا ظاہر مین اطاعت
کیجیے باطن مین گرفتار کر لیجیے خدمت خداوند مین پہونچا دیجیے وہان جا کے یہ قتل
ہو جائینگے نیلیم کو یہ فریب پسند آیا چند تحفہ جات ساتھ لیے تلوار گلے مین ڈالے
خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہوا عرض کی میری دعوت قبول کیجیے مین مسلمان
ہوتا ہون جہانگیر نے نیلیم کو گلے سے لگا لیا نیلیم نے عرض کی کلمہ تعلیم فرمائیے
جہانگیر نے کلمہ بتایا نیلیم بظاہر مسلمان ہوا عرض کی کہ دعوت قبول فرمائیے یہ کہکے

جہانگیر کو اپنے قلعے مین لایا سامان دعوت مہیا کیا جام ہوا ارغوانی گردش مین آیا ایک گائن کو اشارہ کیا کہ اسنے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے **نظم**

حسرت تو نکلا اسقدر مجمع ہی میرے دل کے ساتھ
سانس اب سینے مین آتی ہی بڑی مشکل کے ساتھ

ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑون دین گالیان
یہ کلام سخت کچھ اچھے نہین سائل کے ساتھ

اسقدر فرط محبت ہو کہ بعد مرگ بھی
روح بھی میری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ

پاس لیلی کے ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین
آہ مجنون اسطرح ہی بند مین محمل کے ساتھ

کوئی او ظالم خطا ثابت مری تونے نہ کی
حکم دیکر قتل کا بھیجا مجھے قاتل کے ساتھ

ہین بڑے جاہل وہ سطوت جو لطافت سے بچے
شعر گوئی کا مزہ کچھ ہی تو اس کامل کے ساتھ

نیلم نے چاپک کو تو کسی تقرے سے باہر بھیجا جام شاہزادے کو آغشتہ بدارو بیہوشی دیا پیتے ہی شاہزادہ گھبرایا کہا کیون او نیلم اس جام مین کیا تھا کہ پیتے ہی دل گھبرانے لگا نیلم نے کہا او جہانگیر وقت مرگ تمہارا قریب آگیا جہانگیر تیغہ ٹیک کے اٹھنے کہتے ہوئے کہ او بیحیا تیری کیا مجال ہو کہ ہمکو روک سکے یہ کہکر جو اٹھے لڑکھڑا کر گرے گرتے ہی بیہوش ہوئے ملازمون نے چاپک کو گرفتار کرلیا آقا و ملازم دونون گرفتار ہوگئے نیلم نے لشکر تیار کیا لشکر جہانگیر پر شبخون مارا سب جوان زخمی ہوئے آخر شکست کھا کر بھاگے نیلم جہانگیر و چاپک کو اپنے پر ڈالکر لیچلا ایک صحرا مین جاکر پہونچے دھوپ پڑ رہی ہو جہانگیر نے کہا ہمارا ارادہ ابھی زیر نخل ٹھہراؤ مگر ملازمون نے نہ مانا جہانگیر نے عاجز ہوکر لنگر مارا نیلم کو خبر ہوئی کہ جہانگیر نے لنگر مارا ارادہ ٹھہر گیا لاکھ نگہبان کوشش کرتے ہین مگر ارادہ نہین بڑھتا اسنے ملازم کو اشارہ کیا کہ جہانگیر کا سر کاٹ لے ایک سپاہی تلوار کھینچکر بڑھا کہ جہانگیر کو قتل کرون چاپک گھبرا گیا دعائین مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر **نظم**

خداوند دو عالم ہست خلاق
کریم و باسط و فتاح و رزاق

خدا را می پرستند جملہ عالم
شب و روز و صباح و شام و اشراق

خدا را ہر وقت و ہر حال
کشادہ بر جہان ابواب ارزاق

تعلق رہین ہمیدار و ہدنیا / کہ باحق غیرِ حق را نیست الحاق
سزد بیرون ز صدق و راستی پا / کہ باشی بہر دیگر خلق مصداق
ز ناپرہیزی او دانا بپرہیز / کہ باشی تندرست و چابک و چاق
شنو د این نظم دلچسپ و تو ہندی / بفضل ایزدی مشہور آفاق

وہ سپاہی ہٹ کر ہٹو کرتا ہوا قریب جہانگیر پہونچا ولیم و تدبیر تڑپ گئے پکارتے تھے کہ او جلاد صاحب پیدا دے پہلے ہمکو قتل کر آقا کے قریب نہ جا مگر سپاہی نے آکے جہانگیر کو ہاتھ مارا جہانگیر نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑیاں کٹیں بس شاہزادے نے وہی ہتھکڑی سپاہی پر پھینک ماری کہ اسکا سر پھٹا نعرہ کر کے قید توڑ ڈالی لڑتے ہوئے قریب ولیم پہونچے ولیم نے کہا بھی کہ آقا سے نادار پہلے میرے فرزند کو رہا کیجیے جہانگیر نے کہا تم پہلے شریک ہو سے لہذا انتظار ا رہا ہونا واجب و لازم ہے یہ کہکر ولیم کو رہا کیا مگر نیلم نے جو دیکھا کہ ولیم بھی رہا ہو گیا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ تدبیر جنگ آزما کا سر کاٹ لے وہ سوار نیزہ اٹھا کر چلا باپ نے جب دیکھا کہ بیٹا قتل ہوتا ہے بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگا کہا اے کریم و رحیم میرے فرزند کو بچا لے میں یہ چاہتا ہوں کہ آقا سے نادار کے ساتھ رہے راہِ خدا میں جہاد کرے نظم

بود مردِ خدا مشہور آفاق / بخلق نیک و الطاف و با اشفاق
عزیز خالق و مخلوق گردد / بنی آدم با آداب و با اخلاق
بہر نامہ نوشتہ حمد باری / بہر نسخہ بہ از توحید اوراق
زمانہ ہر زمان محکوم فرمان / جہان حلقہ بگوش خلق مشتاق

مگر سوار نے بڑھکر چاہا کہ ہاتھ ماردن ولیم کلیجہ تھام کر جا پڑا اُس سوار کو مار بیٹھے کو رہا کیا مگر بلا زمان نیلم نے گھیرا ہے تلوار چل رہی ہے اور جہانگیر بن صاحبقران بجوش لڑ رہے ہیں مگر چابک جو چھوٹا حقہ ہاے آتشبازی مارنے لگا سیکڑوں کو جلا دیا جہانگیر نے خیال کر کے دیکھا کہ فوج بیحساب ہے فرمایا اے ولیم اتنا کا جماؤ ہے اگر تا بہ نیلم پہونچا تو لڑائی کو فتح کریں دونوں باپ بیٹے کوشش کر رہے ہیں لیکن نیلم

دور سے فوج کو اشارہ کر رہا ہی کہ اس جوان کو گھیر کر مار لو چہار طرف سے فوج کا بلوہ ہی نقیب آواز لگا رہے ہین کہ یارو دنیا نا پائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بقول شاعر **نظم**

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے ۔۔۔ مقابر جتنے ہمنے دیکھے خستی پائمالی سے تھے
یہ دو مصرعے لکھے اسپر یہ مضمون خیالی تھے ۔۔۔ مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

دیگر

ہمنے دیکھا ہی تو اسپیچ ہین ای اہل نظر ۔۔۔ ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہوا اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر ۔۔۔ یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بے خبریم

ہر طرف یہی ہنگامہ ہی جہانگیر نے جو بلوہ فوج کا دیکھا بیقرار ہو کر طرف آسمان کے متوجہ ہوے پکار اٹھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای مالک و پروردگار **نظم**

خداوندا شنیدم رار وزگردان ۔۔۔ چو روزا ندر جہان خیر و گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید ۔۔۔ درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ فریاد ہر کس ۔۔۔ بہ فریادم رس فریاد کن رس

بیقرار ہو کر جہانگیر نے جو دعا کی صحرا سے گرد اڑتی دیکھا رستم سیلتن آگے آگے آتے ہین اور لشکر پشت پر رستم نے جو دور سے دیکھا کہ جہانگیر گھرے ہوے ہین نعرہ کرکے آپڑے **نعرہ رستم**

ارشد اولاد امیر عرب ۔۔۔ کیست علمشاہ جو رستم لقب

دیگر

علمشاہ رومی شہ فیل زور ۔۔۔ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

رستم جو آکر گرے تلوار چلنے لگی رستم کو بڑی خوشی ہوئی کہ جہانگیر کو گھرا ہوا پایا لڑتے بھڑتے قریب جہانگیر پہونچے فرمایا ای برادر یہ کیا ہوا جہانگیر نے کہا مکر کفار سے گرفتار ہوا خدا نے آپ کو وقت پر پہونچایا آپ نہ مدد کرینگے تو کون مدد کریگا آپ بجاے باپ کے ہین رستم بہت خوش ہوے لیکن کہنے لگے کہ برادر

یہ کلمات خوشامد ہیں یا در اصل شاہزادہ جہانگیر نے کہا قبلہ و کعبہ میں تو آپ کا تابعدار ہوں
بلکہ اکثر خواہش رکھتا ہوں کہ آپ سے فنون سپاہ گری حاصل کروں مگر ایسا موقع
نہیں آیا کہ آپ کو تکلیف دیتا رستم نے گلے سے لگا لیا کہا اے بھائی تمکو ایرج سے
محبت ہی ہے میں بھی چاہتا ہوں کہ ہر مقام پر تمہاری شوکت بڑھے اب بڑھو نیلم کو لو
جہانگیر نے مرکب بڑھایا صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب نیلم پہونچے
نیلم نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے بار دہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر میں
ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نیلم کو اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا اور رستم سے آنکھ ملائی رستم
نے کہا اے سماک تو نے دیکھا کہ ابھی خوشامد ہیں کرتا تھا اب جدا الگ ہوا جرأت
دکھاتا ہے سماک نے کہا آپ اسکا خیال نہ کیجیے آپ کے فرزند نے کیا
کیا جرأتیں دکھائیں ہوشربا میں کس زور و شور سے راستہ طے کیا عجائب وغیرہ
سناتے ہوئے ہوشربا میں پہونچے جہانگیر کا قول تھا کہ کوکب کی کیا حقیقت
ہے ایک مرتبہ لوح لے چکا ہوں پھر جا کر دبا لونگا مگر سب مجبور و ناچار ہوئے
جب حضور پہونچے ہیں تب آپ کو دیکھا نہ جو کوکب نے ساتھ دیا آخر کی عیاری
خواجہ کی حقیقت میں کرامت تھی کس تکلف سے کوکب کو تسخیر کیا اور طلسم
فتنہ نور افشاں میں کیا کیا کار نمایاں کیے آپ کا بڑا مرتبہ ہے یہ صاحبزادے آپکا
کیا سامنا کر سکتے ہیں جس مقام پر کام پڑیگا آپ کو شوکت نہ دکھائیں تو پھر کیسے
دکھائیں آپ انکے باپ ہیں رستم خاموش ہو رہے مگر جہانگیر نے نیلم کو قتل
کیا اور لڑتے بھڑتے طرف قلعے کے چلے یہاں فوج والے بھاگ کر چاہتے
ہیں کہ قلعے میں جائیں نگہبانان قلعہ نے توپیں مارنا شروع کیں ہمراہیان نیلم طرف
صحرا کے بھاگے مگر شاہزادہ جہانگیر لڑتا بھڑتا برابر خندق کے پہونچا اہل قلعہ
فریاد کرنے لگے کہ اے شہریار ہم بصدق دل اطاعت کرتے ہیں ہمارا افسر مارا گیا
اب آپ ہمارے مالک ہیں جہانگیر نے گھوڑا روک لیا لیکن مفتون ناجدار
شاہزادے کے ساتھ ہی دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آقا سے نامدار قلعے میں جانیکا ارادہ

نہ کیجیے ایسا نہ ہو حضور کو کچھ صدمہ پہونچے کہ باعث خرابی ہو جہانگیر نے کہا ای مفتون مجھکو تمھاری پریشانی کا خیال ہی ادھر ماہ رخسار دختر نیلم اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزین روتی ہوئین سامنے آئین عرض کی واری بڑا غضب ہوا باپ آپ کے مارے گئے مگر مفتون تاجدار جہانگیر کے ہمراہ آیا ہی نگہبانون نے فقرہ کر کے روکا ہی مفتون تاجدار عاشق جمال جہانگیر ہی منع کر رہا ہی کہ قلعے مین نہ جایئے مگر شاہزادہ ہرگز نہین مانتا ماہ رخسار یہ سنکر اپنے مقام سے اٹھی نقاب چہرے پر ڈال لی نیمچہ ہاتھ مین لیے ہوئے بالاے قلعہ آئی نگہبانون سے کہا کیون صاحبو تمنے بصدق دل اطاعت کی ہی یا کچھ مکر منظور ہی سب نے کہا ہم تو آپ کے تابعدار ہین جو فرمایئے وہ بجالاوین ملکہ نے پکار کر کہا ای شہریار آپ بلا تکلف تشریف لایئے ہین آپ کی تابعدار ہون مفتون نے جو آواز معشوق کی سنی بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای یار جانی وای محبوب جادو دانی اپنا تو یہ حال ہی کہ اسکا بیان محال ہی جینا وبال ہی نظم

ای شہ حسن اگر بوسۂ رخ مل جاتا	کیا دعا دیتا ہوا آج یہ سائل جاتا
ساتھ ہو لیتے کہ معلوم نہین راہ ہمین	تا قلمرو عدم کا جو کوئی مل جاتا
بھیجتا اسکو خط شوق جو قاصد کے ہاتھ	چین آتا نہ کبھی ساتھ مرا دل جاتا
پہلو سے غیر ہین کیون ان بیٹھنے کو یان آتے	کیا مرے دل کے دکھانے سے نہین ہل جاتا
شعر کہنے کا کبھی شوق نہ ہوتا صاحب	گر لطافت سا نہ استاد مجھے مل جاتا

ملکہ نے جو معشوق کی زبان سے یہ اشعار عاشقانہ سنے دل پکڑ لیا نقاب چہرے سے اٹھا دی مفتون نے جو معشوقہ کو دیکھا شاہزادے سے کہا قلعے مین چلیے اب کچھ مقام خوف نہین ہی مین حضور سے عرض کرتا تھا کہ معشوق عاشق مزاج ہی اسکو بھی مجھپر توجہ ہی جہانگیر نے بڑھکر پھاٹک توڑا اندر قلعے کے چلے ملکہ نے آکر استقبال کیا کل نگہبان پشت پر دار الامارۂ شاہی مین تشریف لائے ملکہ کو شاہزادے نے تخت پر بٹھایا طرف وزرا کے دیکھکر فرمایا کہ صاحبو یہ انتظام تمام ملک کا ہو کہ تم سب کا نام ہو اگر کوئی حریف چڑھ آوے تو قلعہ بند کر لینا ہمکو نامہ لکھنا ہم آوینگے

اور دشمن سے تمہین بچا لینگے کل کی تاریخ فقد مفتون تاجدار ہوگا مفتون یہ باتین سن سنکر شاہزادے کے نثار ہورہا ہو کہتا ہو اے شہریار آپ نے کیا احسان کیا ہو یہ وہ وقت تھا کہ کسی نے ساتھ نہ دیا مگر حضور نے کیا بندہ نوازی کی کہ اگر عمر بھر خدمت مین رہون تو بھی احسان ادا نہو شاہزادے نے فرمایا تم ہمارے رفیق ہو جو ہمسے ہوسکے اسمین قصور نہ کرین وزرا اطرف ملکہ کے ہوے شاہزادہ طرف مفتون تاجدار کے ہوا بڑی دھوم سے باجا آیا مفتون تاجدار زعفرانی جوڑا پہنکر بیٹھا شاہزادہ مصروف اہتمام ہو جام ہوا ارغوانی گردش مین محفل عیش آراستہ ہو ایک خوش گلو بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

وہ دل مین آئے اور ہمین کچھ خبر نہ ہو
کیون جان ہے طرب کہین درد جگر نہ ہو

نالہ مرا وہ ہو کہ پیدا کرے یہ وصف
مین تو ہی سن سکے اور کسیکو خبر نہ ہو

کہتے ہین بیٹھے آپ ہی پردہ اٹھا دیا
تیری سی بیقرار کسیکی نظر نہ ہو

العمری چھوڑی کہ وہ پہلو مین بیٹھکر
لیا ہمین دل نکال کے ہمکو خبر نہ ہو

لے ڈالے خاک کعبے کی یا دیر کی جلال
کوشش کرے وہ لاکھ نہ دلمین گھر نہ ہو

لیکن ملکہ ماہ رخسار باغیچے کا جوڑا پہنے ہوے باغ مین پھر رہی ہین چند کنیزین ساتھ ہین کہ زمین باغ کی شق ہوئی ایک جادوگر نکلا اور ملکہ کو اٹھا لے گیا باغ مین غل ہوا کہ ایک جادوگر آیا اور ملکہ کو اٹھا لے گیا چند کنیزین روتی ہوئین سامنے شاہزادے کے آئین اور یہ عرض کی کہ اے شہریار بڑا غضب ہوا ایک جادوگر زمین سے نکلا اور ملکہ کو اٹھا کر لے گیا یہ سنکر مفتون تاجدار بیہوش ہو گیا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے مفتون تاجدار کیون گھبراتے ہو کسکی مجال ہو کہ تمہاری معشوقہ پر قبضہ کرے چابک صبا رفتار کو حکم ہوا کہ مہتر صاحب جاؤ اور دریافت تو کرو یہ کسنے بے ادبی کی اب تو ساحر بہت بڑے بڑے فساد برپا کرینگے کیونکہ اب وقت لشکر کشی ہو چابک صبا رفتار داخل باغ مین آیا کنیزون سے دریافت کیا کنیزون نے کہا چمن لالہ زار مین ملکہ عالم پھر رہی تھین کہ زمین شق ہوئی اور ایک جادوگر نکلا

ملکہ کو اتنی جلدی لے گیا کہ ہم لوگ قریب نہ پہونچ سکے چالاک نے پوچھا پھر وہ جادوگر
کس طرف گیا کنیزون نے اشارہ کیا کہ طرف مغرب کے گیا چالاک باغ سے نکلا اور
تلاش مین ملکہ کی چلا دور سے دیکھا کہ ایک جادوگر بہ منظر بھاگا ہوا جاتا ہی ایک نخل
کے سائے مین ٹھہرا اور پھر بھاگا چالاک نے پکارا میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ
مین تم سے کچھ بات کرونگا وہ جادوگر ٹھہر گیا چالاک قریب آیا کہا بھائی یہ دھوپ شدت
کی پڑ رہی ہی اور لون چلتی ہی ابھی ایک راہگیر گرا تھا گاؤن والے اُٹھا کر لے گئے ایسا
نہ ہو کہ جان پر بنے ایسی کیا ضرورت ہی اُس جادوگر نے کہا کہ ہمارے آقائے نامدار
بہزادِ زمین کن ایک شاہزادی پر عاشق ہین لاکھ تدبیرین کین مگر وہ نہین مانتی اُنھون نے
اپنے بھائی کو نامہ لکھا تھا کہ کوئی سحر ایسا بھیجو کہ وہ عورت مجھسے راضی ہو جائے اُنھون نے
خط لکھا ہی وہی جواب لیے جاتا ہون اگر دیر ہو گی تو آزردہ ہونگے تو اے بھائی ہمکو دھوپ
اور سایہ سب برابر ہی چالاک نے باتون مین لگا کر ایک حباب مار دیا کہ وہ جادوگر
بیہوش ہوا نامہ اُس کی کمر سے نکال لیا اُسی جادوگر کی شکل بن کر طرف بہزادِ زمین کن کے
چلا قلعے مین جو پہونچا ہر شخص سلام کرتا ہی اور پوچھتا ہی کہ ہمارا جواب نامہ لائے چالاک اشارہ
کر دیتا ہی کہ تمھارا خط نہین ملا وہ دکاندار خاموش ہو رہتا ہی اب لوگون سے پوچھتا ہوا
چالاک چلا کہ بہزادِ زمین کن کہان ہی لوگ کہتے ہین سامنے باغ ہی اُسی مین سیر کر رہے
ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین لیکن دیکھیے انجام کیا ہو چالاک پوچھتا ہوا در باغ پر
آیا نگہبانون نے کہا کہ کیون میان خط رسان تم نے تو بڑی دیر لگائی بادشاہ ہمارے
تمھارا انتظار کر رہے ہین کئی مرتبہ پوچھ چکے کہ خط رسان نہین آیا جلد جاؤ مگر کوئی بات
معقول بھی لائے چالاک نے جواب دیا ایسا فقرہ لایا ہون کہ فوراً فیصلہ ہو جائے یہ کہکر
اندر باغ کے آیا دیکھا باغ بہت معقول سرسبز و شاداب ہی نہرین لاجواب ہین سامنے
بہزادِ زمین کن ایک چمن کی سیر کر رہا ہی چالاک نے جھک کر سلام کیا اور بڑھکر خط دیا
بہزادِ زمین کن نے فوراً کھول کر پڑھا سر ہلانے لگا چالاک نے کہا حضور زبانی بھی مجھکو
ایک فقرہ بتایا ہی اور یہ فرمایا ہی کہ معشوق عاشق ہو جائے بے تمھارے دیکھے چین نہ پڑے

بہزاد زمین کن نے کہا کہ وہ کون بات ہی چاپاک نے کہا کہ انگیٹھی منگوائیے مین اُس مین
آگ روشن کرون تو آپ کو معلوم ہو خاص سحر سامری ہی فرمایا ہو کہ ایک پریزاد دھوئین
سے نکلے گی ایسا فقرہ بتائیگی کہ معشوق کے دل پر تاثیر ہو تمھاری محبت کا دم بھرے وہ
سحر ہی کہ جس سے سامری سامرن کو لائے سامرن ہمیشہ تابعدار رہین بہزاد یہ سُنکر
خوش ہو گیا اور انگیٹھی منگوائی چاپاک نے آگ سلگائی لوبان کمر سے نکالا کہا یہ لوبان
آگ مین ڈالیے اور بغور دیکھتے رہیے پریزاد پیدا ہوگی اور آپ کو کوئی سحر تعلیم کریگی
بہزاد زمین کن نے وہ لوبان لے کر آگ پر ڈالا اب جو دھوان اُس کا بلند ہوا مُنھ پر
بہزاد کے پڑا بہزاد بیہوش ہو کے گرا چاپاک نے اُسی مقام پر زمین کھودی اور
بہزاد زمین کن کو زندہ درگور کیا آپ بہزاد کی شکل بن کر بارہ دری مین آیا کنیزون کو
بُلایا کہا قفس اُس نامنصف کا لاؤ کنیزین جو کمرے مین گئین دیکھا ملکہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہین کنیزون
نے کہا چلیے آپ کے واسطے ہمارے مالک نے سحر تیار کیا ہی آپ کا رونا وغیرہ سب موقوف
ہو جائیگا ملکہ اور زیادہ بیقرار ہوئین دعائین مانگنے لگین کہ ای کریم و رحیم فضل و کرم اپنا
شریک کر اس ظالم کے مکر و فریب سے مجھے بچا لے مگر کنیزین قفس لے کر بہزاد نقلی کے پاس
آئین بہزاد نقلی نے سب کو بٹھایا کہا سب مل کے شراب پیو کنیزون نے شراب پی
سب کی سب شراب پی کر بیہوش ہوئین بہزاد نقلی نے سب کنیزون کو بھی قتل کر ڈالا ملکہ کو قفس
سے نکالا کہا ای ملکۂ عالم آپ کے عاشق کا عجب حال ہی غلام اُنھین سمجھا کر آیا ہی اب آپ
تشریف لے چلیے دیر نہ کیجیے ملکہ نے کہا بھیا باعث یہ ہوا کہ اس ظالم نے آکر سحر کیا کہ تمام
قلعہ آگ سے بھر گیا والد گھبرا رہے تھے کہ بہزاد سامنے سے آیا کہا ای تیلم اپنی بیٹی کی
شادی میرے ساتھ کر دو ورنہ تم سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا بسبب خوف میرے
باپ نے اُس بے حیا سے وعدہ کیا تھا کہ بعد سال بھر کے شادی کر دین گے اب جو اُسنے
سُنا کہ ملکہ کی شادی ہوتی ہی دوڑ پڑا مجکو اُٹھا لایا جب لایا تب مین بیقرار ہوئی ہر چند
اُسنے کہا کہ میری تمہیر جان جاتی ہو مگر مین نے کہا کہ او بے حیا اگر مجھے ہاتھ لگائیگا تو مجکو
زندہ نہ پائیگا اُس کو بھی یقین ہوا کہ یہ اپنی جان دے دیگی تب میری آبرو بچی ای چاپاک تمنے

بڑا کمال کیا چلو اب نکل چلین در باغ سے نکلے چاپک نے ایک مادیان ملکن کی ملکہ کو اُسپر سوار کیا آپ رکاب پر ہاتھ رکھا تھوڑی دور چلا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار کو دیکھا کہ بارہ ہزار جوان ساتھ ہین شکار کھیلتا ہوا آتا ہے دور سے ملکہ کو جو دیکھا دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای شہسوار ذرا ٹھہر جائیے چاپک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم بڑا غضب ہوا کہ یہ تاجدار تمپر عاشق ہوا اب یہان سے کیونکر نکلنا ہو ملکہ نے کہا کہ ای چاپک اگر جان لے تو اختیار رہے مین تو تیر مارتی ہون یہ کہکے ملکہ نے کمان کیانی اپنے کاندھے سے اُتاری مگر اُس تاجدار نے جو کمان دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای معشوقۂ سرکش اب تو میرا یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے	مینھ برستا ہے مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
سرِ مو عشق نہ تھا زلفِ دوتا سے پہلے	سابقہ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
قصد تو دل مین یہی ہے کہ بروز پرسش +	شکوہ اُس بت کا کرونگا مین خدا سے پہلے
ای طبیبو ہون مین بیمار خطِ سبز صنم	زہر دو گھولکے شربت مین دوا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا	ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے +

مگر ملکہ نے تیر مارا اُس تاجدار نے قلم کیا چاپک نے بھی گوشے سے تیر اندازی کرنا شروع کی اب یہ دونون تیر مار رہے ہین تاجدار نے جو دیکھا کہ معشوقۂ سرکش یون قبضے مین نہ آئیگی فوج کو اشارہ کیا سب بلوہ کرکے چلے ملکہ نے جو سوارون کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئی اور بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگی پکارتی تھی کہ ای ربّ بے نیاز و ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر اس بلا کو رد کر نظم

گر از عذاب غم و رنج بایدت تخفیف +	مکن ریاضت دنیا سے دون مباش خفیف
رضاے خالق اکبر جو در نکوکاری است	مباش بد دل و بدخو و بد مزاج و غنیف
بزور و شور جوانی و قوتِ بازو +.+.	بپیچ پنجۂ ہر زیر دست و طفل و ضعیف
رفیق راہ تو در راہ آخرت آخر +	بود نہ یار نہ ہمدم نہ مونس و نہ الیف
شود زمانہ مسخر بحسن اخلاقت + +	جہان مطیع تو گردد بجا دوے تالیف

تاآں نیاید بدار دچو مال و دولت و جاہ — چرا برائے حصولش تو میبری تکلیف +
نوشت ناظم ہندی بپارسی دیوان + — کہ خلق فائدہ حاصل کند ازین تصنیف

ملکہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار تاجدار تخت پر سوار اور چند کس پشت پر شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک عورت کو ہزارہا آدمی گھیرے ہوئے ہین وہ ناچار مادیان کو بھگائی پھرتی ہی ایک عیار حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی مگر جب مالک حکم دیتا ہی تب سوار گھوڑے بڑھاتے ہین وہ عورت فریاد کرتی ہی کہ او تاجدار مین صاحب شوہر ہون میرے قریب نہ آنا مگر وہ تاجدار نہین مانتا نقابدار تاجدار نے جو یہ معرکہ دور سے دیکھا پکار کر آواز دی او بادشاہ یہ کیا زبردستی ہی عورت فریاد کرتی ہی کہ مین صاحب شوہر ہون اور تو نہین مانتا تاجدار نے جواب دیا او مفلوک تو کون ہی جو اس مقدمے مین دخل دیتا ہی تو ہی آکر اس کی حمایت کر یہ سُنتے ہی نقابدار نے گھوڑا طلب کیا اور ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ ہان یارو اس کو مار لو اور گھوڑا بڑھا کر نعرہ کیا کہ منم پشت پناہ لشکر اسلام بس اب ہٹ جا کیون قضا دامنگیر ہی ہر چند کہ نقابدار کے ساتھ چند کس تھے مگر نیزے اُٹھا کر جا پڑے قتل کرنا شروع کیا جسکو نیزہ مارا گھوڑے سے گرا دیا دوسرے نے آکر سر کاٹ لیا مگر نقابدار لڑتا بھڑتا سامنے تاجدار کے پہونچا تاجدار نے نعرہ کیا کہ او نقابدار میرے قریب نہ آنا میری ضرب سے حریف نہین بچتا مگر نقابدار نے کچھ خیال نہ کیا جاہی پڑا ہر چند تاجدار پکارا کیا کہ منم شہ سبز تاجدار اسقدر فوج رکھتا ہون کہ گاؤ زمین جسکا بار نہ اُٹھا سکے مگر نقابدار نے قریب آکر اشارہ کیا کہ تلوار کھینچ کیون باتین بناتا ہی تاجدار نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ قلم کیا تاجدار نے تلوار کھینچی وار تلوار کا کیا نقابدار نے تلوار کو تلوار سپر زد کا جھکائی دے کر ہاتھ مار دیا تاجدار کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والے کچھ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگ گئے چالاک نے آکر نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تو کسکا عیار ہی چالاک نے جواب دیا کہ مین شاہزادۂ جہانگیر کا ملازم ہون یہ نازنین اُن کے رفیق کی معشوق ہی نقابدار نے ہنس کر کہا کہ ای مہتر چالاک ہماری طرف سے جہانگیر کو دعا کہنا اور یہ خبر دینا کہ ہم بھی تمھاری لشکر کشی مین آوینگے وجہ یہ ہی کہ

کہ شہر یار لشکر اسلام فتاح طلسم ہین اُن کی مدد کرنا ضرور ہی تم لوگون نے طلسم مین آ کے
بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے خود صاحبقران طلسم مین موجود ہین سب بھائی بھتیجے اُنکے
آ گئے سب نے مل کر طلسم فتح کرایا لہذا ہم بھی مدد کو ضرور آئینگے چالاک نے خیال کیا کہ
سامنے نقابدار کے سر جھکا جاتا ہی وہ رعب و دبدبہ ہی کہ سر نہ اُٹھ سکا نقابدار چند باتین
کر کے رخصت ہوا کہا ای چالاک جاؤ تا بہ لشکر پہونچنے کا تمھارا خیال رکھونگا جہانگیر
سے کہنا کہ اپنے کو جلد قصر ہفت رنگ تک پہونچاؤ ایسا نہ ہو کہ سعد بن قباد وہان
پہونچ جائین اور جنگ آغاز ہو جمشید ثانی نے فوجین بیحساب جمع کی ہین ایسا معرکہ پڑیگا
کہ بہت مشکل پڑیگی یہ کہ کر نقابدار روانہ ہو گیا چالاک ملکہ کو لیکر چلا دن بھر رہ ہر دی
کی شام کو باغ مین پہونچا ملکہ جو باغ مین آئین سب کنیزین دوڑ پڑین کہتی ہوئین کہ کیون
واری یہ جادوگر کون تھا جو آپ کو لے گیا تھا ملکہ نے کہا یہ اُس لائق تھا جو چالاک نے
اُس کے ساتھ سلوک کیا ملعون واصل جہنم ہوا خدا نے مجکو بخیر و عافیت یہان تک
پہونچایا مگر چالاک جو سامنے جہانگیر کے آیا سب کیفیت عرض کی جب حال نقابدار پر
آیا تو کہا ای شہر یار یہ شوکت و جلالت کسی مین نہین دیکھی جو اُس نقابدار مین تھی یہ جو کہا
کہ وہ نقابدار کہ گیا ہی کہ مین بیرا ے مدد سعد بن قباد آؤنگا جہانگیر کو بہت ناگوار
معلوم ہوا کہا وہ نقابدار کیا مدد کریگا ہم لوگ اُن کی خدمت کو حاضر ہین جادوگرنیان
بھی دہ وہ مہیا ہین کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہ دیسکیگا ایسا معرکہ پڑے کہ جمشید ثانی
بھی یاد کرے اور ہمارے شہریار زور مین طاقت مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین یہ سنکر
چالاک نے کہا ای شہر یار اُس کی باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ سے بڑا ہی اور آپکے
کچھ عزیزون مین ہی جہانگیر نے کہا خیر کسی مقام پر ملیگا تو سمجھا جائیگا یہان دوسرے دن
رسم حنابندی ہوئی بعد ساچق مفتون تاجدار کو دولھا بنایا خود جہانگیر گود مین لیکر
بیٹھے طرف باغ کے چلے راہ مین آتشبازیان چھوٹتی ہوئین روپیہ لٹتا ہوا اس دھوم سے
جا کر در باغ پر پہونچے دیکھا بیرون باغ ایک بارگاہ کلان استادہ ہی وزرا جو منتظم ہین برائے
استقبال کھڑے ہین جہانگیر نے آ کر دولھا کو اُتارا قضائے کار خواجہ عمرو راہ مین تھے کہ

خبر ملی کہ رفیق جہانگیر کی شادی ہوتی ہی قاضی بن کر بیٹھے قاضی اصلی کو نکال دیا اُس سے
ایسے ایسے سوال کیے کہ وہ عاجز ہوگیا پوچھا قاضی صاحب یہ تو بتائیے کہ جب قاضی گھر سے
چلتا ہی تو کیا پڑھتا ہی اور جب قریب مکان دلھن پہونچتا ہی تو کیا پڑھتا ہی قاضی نے کہا یہ
تو مین نے کسی کتاب مین نہین دیکھا خواجہ عمرو نے کہا تم قاعدہ نہین جانتے ہو ہماری کتاب
مین لکھا ہی تم کو خطبہ بھی نہ یاد ہوگا آخر قاضی بیچارے نکالے گئے اور سب نے کہا یہ جو
قاضی تو آیا ہی سب کچھ جانتا ہی خواجہ عمرو نے کہا چند نقل اُس کو بھی دیدو تا کہ محروم
نہ جائے اُس کے لڑکے بالے انتظار کر رہے ہونگے کہ بابا جان عقد پڑھنے گئے ہین غرضکہ
خواجہ عمرو نے قاضی بیچارے کو رخصت کرا کر خوب رنگ جمایا جہانگیر سے کہا مجھ مین اور
ایک کمال ہی قاضی لوگ گانے سے بھاگتے ہین مجکو سب کچھ یاد ہی جہانگیر سمجھ گیا اندر یہان
ہان کیے جاتا ہی پہچان گیا کہ یہ قبلہ و کعبہ ہین اگر کچھ دخل دونگا تو آزردہ ہونگے حکم ہوا
کہ اندر جاؤ دلھن سے اجازت لے کر آؤ خواجہ عمرو اندر گئے شاہزادیان پھر رہی تھین
کسی سے چوڑی مانگ لی کسی کا کنگن اُتار لیا کسی کا ازار بند کاٹا آخر اُس مقام پر آئے کہ جس
مقام پر دُلھن بیٹھی تھی پکار کر پوچھا کہ مفتون تاجدار سے تمھارا عقد ہوتا ہی صاف صاف کہو
رضامند ہو ماہ رخسار کہ خود مفتون تاجدار پر عاشق ہی بول اُٹھی کہ مجکو قبول ہی
اِدھر شاہزادیون مین غل ہوا کوئی کہتی ہی کہ میری چوڑی جاتی رہی کوئی کہتی ہی کنگن کی
چوڑی کیا ہوئی کوئی کہتی ہی ازار بند کٹ گیا قاضی صاحب ہنسے کہا صاحبو آخر تم سب
شربت پلائی دیتین کہ نہ دیتین ہمراہیان دولھا نے قبل سے لے لی زیادہ غلغلہ نہ کرو
ایسا نہ ہو بدنام ہو جاؤ سب خاموش ہوئین خواجہ عمرو باہر آئے مفتون تاجدار
سے آکر کہا کہ ملکہ ماہ رخسار دختر شاہنشاہ شلیم سے تمھارا عقد ہوتا ہی تم کو قبول ہی
مفتون مدت کا عاشق ہی بے اختیار بول اُٹھا کہ مجکو بدل و جان قبول ہی خواجہ
نے بیٹھ کر عقد پڑھا شاہزادہ جہانگیر نے چند کشتیان پیش کین خواجہ عمرو نے ہنسکر
کہا کہ فرزند صاحب قبراں ہو کر ایسی خست نکرو اور سب صاحب کچھ نہ دینگے سب سے
لڑ لڑ کر خواجہ نے لیا جب عقد پڑھ چکے اور رقم بھی حاصل ہوئی تو نذر نذر تبیل کرنے لگے

تب چابک نے ہاتھ تھام لیا عرض کی کہ قبلہ وکعبہ یہ نہ کہیے گا کہ مجکو کسی نے نہین پہچانا غلام اول ہی پہچان چکا تھا مگر اس وجہ سے دخل نہین دیا کہ حضور کے نفع مین فرق پڑیگا اب توکل اہل بارگاہ کو ظاہر ہوا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کچھ گائیے خواجہ عمرو نے سنبھل بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

عہد وپیمان کے مضمون تو اکثر اُلٹے + وصل کے نام سے اب پڑتے ہین تیور اُلٹے

بعد مدت کے رقیبون کے مقدر اُلٹے + خط یہان آئے وہان شکوون کے دفتر اُلٹے

مے کشی کی نہ رہی فصل ہی میخانہ اُداس + سرنگون رکھے ہین شیشے تو ہین ساغر اُلٹے

کوئی افسانہ نہین تیرے فسانے کی طرح + ساری تاریخین پڑھین سیکڑون دفتر اُلٹے

باغبانون کو یہ گلشن مین ہوا ہی کھٹکا + فرش گل کو نہ کہین آتے ہی صرصر اُلٹے

ہم بھی حاضر ہین تہ تیغ گلا رکھنے کو + آستینین تو وہ جلاد ستمگر اُلٹے

ٹوٹتا ہی کوئی تارہ تو سمجھتا ہون یہین + چرخ سے ہوکے شرر آہ کے اخگر اُلٹے

غم فرقت سے کوئی دم نہین تسکین ہر بر + خفقان سے نہ کہین یہ دل مضطر اُلٹے

خواجہ عمرو کے گانے سے سب تعریفین کرنے لگے مگر خواجہ عمرو نے جہانگیر سے کہا کہ اب اپنے کو جلد تا بہ قصر ہفت رنگ پہونچاؤ صاحبقران کوچ کرچلے صحراؤن کو طے کرتے ہوے جاتے ہین جہانگیر نے کہا آج ہی کوچ کرونگا مگر ای عم تا مدار یہ تو فرمائیے آجکل ایرج نوجوان کہان ہین اور نوراالدہر کیا کر رہے ہین خواجہ عمرو نے کہا اب مین سب کے پاس جاؤنگا تب حال معلوم ہوگا مگر سُنتا ہون نوراالدہر نے کارہاے نمایان کیے ایرج کے ساتھ فوج کم ہی جہانگیر نے کہا ایرج نوجوان کو فوج کی کیا ضرورت ہی وہ اکیلے کافی ہین خواجہ نے کہا ان جھگڑون کو تو مین نہین جانتا سب کے لیے خط لے کر نکلا ہون یہ فرماکر خواجہ عمرو جہانگیر سے رخصت ہوے ایک مقام پہ دیکھا چند سپاہی جمع ہین سولہی پھنکا رہی ہی خواجہ ایک شہدے کی شکل بن کر شریک جلسہ ہوے اور اپنی کوڑیان نکال کر ڈالین سب کو جیت لیا جب صحبت مین روپئے نہ رہے تو کہا ہم کھیل چکے جواری بگڑے کہ یہ کیسا کھلاڑی ہی مال موجود ہی اور نہین کھیلتا ہم نہ جانے دینگے

جواریون سے تکرار ہونے لگی سب نے مل کر خواجہ عمرو کو گھیرا چاہا مال چھین لین خواجہ عمرو
فریاد کرنے لگے کہ دوہائی ہی جہانگیری کی بجا دیہ سب لوٹے لیتے ہین کہ چابک آیا اُس نے
پہلے ہی پہچانا بس سب کو منع کر دیا کہ خبردار ان سے تعرض نہ کرو سب ہٹ گئے خواجہ عمرو
نکل کر بھاگے چابک نے چلتے وقت کہدیا کہ آپ قبلہ و کعبہ ہین یہ نہ فرمائیے گا کہ کسی
نے نہین پہچانا خواجہ نے کہا وہ دیکھو سامنے جہانگیر آتے ہین چابک جیسے ہی پلٹا
خواجہ نے کلاہ چابک کی لی اور جست کر کے بھاگے چابک غل مچاتا رہ گیا جواریون
نے کہا مہتر صاحب ہمارا بدلہ آپ کو ملا کہ آپ کی بھی کلاہ لے گیا چابک نے کہا وہ میرے
قبلہ و کعبہ تھے جو مناسب جانا وہ کیا چابک رنجیدہ پلٹا مگر خواجہ جو لشکر سے نکلے سامنے
سے دیکھا ایک مسافر آتا ہی مگر کمر اسقدر بھاری ہی کہ آہستہ آہستہ چل رہا ہی سمجھے کہ اس کی کمر
مین روپیہ بہت کچھ ہی ایک مسافر کی شکل بن کر دوڑتے ہوئے آئے کمر پر مسافر کی ہاتھ مارا کہا
بھائی مین آتا تھا ایک بیل نے دھکا مارا جس مقام پر مین نے تمھارے ہاتھ رکھا تھا اُسی مقام
پر دھکا لگا تھا دیر تک بیہوش پڑا رہا جب دن چڑھا تو اٹھا کنوئین پر پانی پی لو تو جانا مسافر کو
کنوئین پر لاکے کپڑے اُسنے اُتار کر رکھے لوٹا پانی کا کنوئین مین ڈالا خواجہ عمرو نے اُس
مسافر کو ڈھکیل دیا کپڑے اُسکے لیکر بھاگے مسافر بیچارہ کنوئین مین ڈوبا خواجہ عمرو
نکل گئے لیکن جمشید ثانی کہ بیرون قصر ہفت رنگ آکر اُترا ہی فوجین چلی آتی ہین جمشید
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ابر ہفت رنگ آسمان پر آیا جمشید دیکھنے لگا کہ وہ ابر آکر پھٹا دیکھا
ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار ہی تاج سر پر چند کنیزین گھیرے ہوئے
بیچ مین وہ آفتاب تابان گرد کنیزین مثل سیارگان ہنستی ہوئی آتی ہین جمشید نے جو اُس
مہ جبین کو دیکھا بیقرار ہو گیا گھبرا کے پوچھنے لگا کہ یہ بندی قدرت کون ہی وزیر اعظم اسکا
شمیم آسمان جو کہ پہلو مین بیٹھا ہوا ہی بول اُٹھا کہ یا خداوند یہ شاہزادی حسین و جمیل
طلسم زعفران زار کی رہنے والی ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہانکے شاہ کو آپ کی پریشانی
معلوم ہوئی اُسنے براے مدد بھیجا ہی جمشید ثانی جوش محبت مین کھڑا ہو گیا اور پکار کے
آواز دی کہ اے سردار حسینان آؤ تشریف لاؤ اُس نازنین نے سب سے پوچھا کہ تمھارے

خداوند کہان ہین سب شاہزادیان بول اُٹھین کہ یہی خداوند ہین کہ جو تمہارے استقبال کے
لیے اُٹھے وہ نازنین ہنسی اور مسکرا کر کہا یہی تمہارے خداوند ہین کہ ہمارے استقبال کے
واسطے اُٹھے ہمارے خداوند کو کوئی دیکھ نہین سکتا ہی جب لوگ جمع ہوتے ہین تب آواز آتی
ہی اُسی پر لوگ سجدہ کرتے ہین ایسے خداوند نہین دیکھے کہ سامنے بیٹھے ہین جمشید ثانی نے
ہنس کر کہا ای ملکۂ عالم قدرت نے تم کو کیسا جمال دیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو فوراً رال
ٹپک پڑے وہ نازنین خاموش ایک کرسی پر بیٹھی کئی سو تاجدار جمع ہین مگر شمیم آسمان سیر
بہت بیقرار ہی ہر مرتبہ جمال دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی ادھر جمشید نہایت
پریشان ہی دمبدم سراپا دیکھتا ہی اور سر جھکا لیتا ہی آخر تاب نہ آئی کہ میٹھا کہ ای معشوقہ
قدرت تجھپر مائل ہوے یہ سب شاہزادیان جو بیٹھی ہین یہ سب قدرت کی معشوق ہین دیکھو
ان کے کیا مرتبے ہین لہذا تم بھی ان مین شریک ہو کہ تم کو بھی مرتبۂ معشوقی ملے اور تمہارے
خداوند میرے بندے ہین مین نے اُن کو یہی حکم دیا ہی کہ کسی کو صورت نہ دکھاؤ پردے
مین رہو اور یا یہ دولت سامنے اپنے بندون کے بیٹھتے ہین کہ سب بندے زیارت سے
مشرف ہون مگر آپ کا نام نامی کیا ہی اُس نازنین نے ہنس کر کہا یا خداوند اپنی زبان
سنبھال لیجے ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے مین آپ کی بندی نہین ہون آپ نہین جانتے
نام میرا گلفام ہفت رنگ ہی در دولت پر اپنے قدرت کے نگہبان رہتی ہون
کہ اگر کوئی حریف آنیکا ارادہ کرے تو اُس کو قتل کرون کیسا ہی سرکش ہو مگر میرے
ہاتھ سے نہین بچ سکتا آج قصر سے آواز آئی تھی کہ ای گلفام جا کر جمشید ثانی کی مدد کر
ورنہ آخر مین بھاگ کر یہان آئیگا تب حال کھل جائیگا مین تو آپ کی مدد کو آئی ہون اور آپ
ایسا فرماتے ہین مین رخصت ہوتی ہون مجھسے یہ باتین نہین سُنی جاتین یہ کہکر اُٹھی ارادہ کیا
کہ تخت کو اُڑاؤن شمیم آسمان سیر اپنے مقام سے اُٹھا دامن پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم کہان
چلین ملکہ گلفام نے کہا کہ ای وزیر اعظم یہ دربار بیٹھنے کے لائق نہین ہی ہمارے خداوند
کے یہان کیا مجال ہی کہ کوئی بات کرے جسکو قدرت آواز دیتے ہین وہ اندر جاتا ہی یہ
کیسے قدرت ہین کہ بندون سے اپنے باتین کرتے ہین ہم جا کر الگ اُترین گے یہ دربار

قابل بیٹھنے کے نہین ہی معلوم ہوا اسی وجہ سے تمھارے قدرت نے شکست کھائی اور بھاگ کر یہان آئے مگر سُنتی ہون کہ مسلمانون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا سب یہان بھی چلے آئے اور ور بند فتح کر لیے مین یہ چاہتی ہون کہ اب لڑائی میرے سپرد کیجیے مین سمجھ لونگی طلسم کشا کا سر لاؤنگی یہ کہتی ہوئی باہر نکلی مگر شمیم ساتھ ساتھ ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ مطلب دل کھون مگر پھر سوچتا ہی کہ قدرت کا تو اِسنے ادب نہین کیا مجکو بھی جواب صاف دیگی بڑی مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی باہر آکر اشارہ کیا کہ آپ اس مقام پر اُتر پیے گلفام نے دیکھا کہ مین پرائے مدد آئی ہون میرے خداوند نے حکم دیا تھا کہ مدد کرنا اب یہان ٹھہرنا ضرور ہی گلفام نے اشارہ کیا کنیزون نے بارگاہ استاد کی گلفام جاکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی اور دروازے پر کنیزون کو مقرر کیا کہ کوئی اندر نہ آئے وزیر نے ارادہ کیا کہ اندر جاؤن کنیزون نے روکا اب شمیم ناچار ہوا اپنی بارگاہ مین آیا ملازم سب جمع ہوے سب کے سامنے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم بیجان کا +
نہین دیتا لہو ناک زخم تو چاکِ گریبان کا

جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہی
گلے ملنے کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا ++

گلون کی زخم بو دینے لگے اُٹھو باغبان جلدی
پڑا ہی جلوہ رخسار کس ماہِ درخشان کا

لحد مین بھی نہ پھیلا پائون تک احسان ظالم سے
مزہ بخشا مزار تنگ نے آغوش زندان کا

کدورت سے تعلق کیا اُنھین جو پاک طینت ہین
نہین ممکن جو اُلجھے خار سے دامن بیابان کا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
اثر ہی وعدۂ دلدار مین خواب پریشان کا

نہ کیونکر بلبلین چہکین دو فورِ گریہ سے میرے
نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہی گلستان کا

مصاحبون نے پوچھا حضور کا مزاج کیسا ہی وزیر نے جواب دیا جس وقت سے گلفام آئی ہی ہوش میرے درست نہین ہین مین اُس کی بارگاہ مین گیا تھا وہان روک ٹوک ہی ارادہ یہ ہی کہ شب کو جاکر اُسے اُٹھا لاؤن زبان مین سوزن دیکر اُس سے مدعاے دلی حاصل کرون سب نے کہا بہت مناسب ہی شمیم آسمان سیر نے تمام دن تڑپ تڑپ کر کاٹا رات کو اُٹھا دونون پائون زمین پر مارے غرق زمین ہوا نقب کاٹتا ہوا بارگاہ گلفام

مین آیا دیکھا ملکہ پڑی سو رہی ہین سحر کیا کہ سوتے مین بیہوش ہو گئی شمیم نے ملکہ کو اٹھا لیا
طرف صحرا کے روانہ ہوا ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر سر کوہ ٹھہرا ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ
کی جو آنکھ کھلی زبان مین سوزن پائی اور شمیم ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ اس
غلام کو اپنی غلامی مین قبول کیجیے عمر بھر تابعداری کرونگا ملکہ نے ہنس کر اشارے سے کہا
کہ کیون شمیم تم کیسے عاشق صادق ہو ہماری زبان مین سوزن دی کون ضرورت ایسی ہوگی
کہ تم کو نہ قبول کرے ہم نے جس وقت سے تم کو دیکھا ہوش درست نہین رہے شب کو کھانا
بھی نہین کھایا تڑپتے تڑپتے آنکھ لگ گئی تھی کہ تم گرفتار کر لائے زبان سے سوزن نکالو تو
باتین کرون اشتیاق میرا ظاہر ہو تم بھی بخوبی ماہر ہو یہ کیا حرکت ہی کہ جو زبان مین میرے
سوزن دی یہ سنتے ہی شمیم کا جوش و خروش بڑھ گیا اور زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی
سوزن نکلی ملکہ نے سحر کیا تمام قید بدن سے دور ہوئی طرف شمیم کے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ او بے حیا دور ہو کوئی خیال خام دل مین نہ لانا مجھے مرد کے نام سے نفرت ہی مین نہین
چاہتی کہ کسی کی تابعدار بن کر رہون لے مین جاتی ہون اب تو مجکو روک دیکھون تو کیسا
وزیر خداوند ہی یہ کہ کر اٹھی ادھر شمیم منتین کر رہا ہی کہ مین تو غلام ہون مگر ملکہ مین تمکو ہرگز
جانے نہ دونگا دیکھیے بیٹھ جائیے میرا سحر غضب خداوند ہی گلفام نے کہا کہ وہ غضب تیری ہی
جان پر ٹوٹیگا کیا آپ کے خداوند ہین کہ سب کے سامنے بیٹھے ہین سب بندے دیکھ رہے
ہین ہمارے خداوند کو کوئی نہین دیکھ سکتا سال بھر کے بعد باہر نکلتے ہین سب دیکھ لیتے
ہین اگر تم کو میرا روکنا منظور ہی تو اپنے مقام سے اٹھو یہ کہ کر جست کی زیر کوہ ایک نخل
تھا اسپر جا کر بیٹھی شمیم سحر کرنے لگا مگر گلفام پر تاثیر نہین ہوتی ایک مقام پر وزیر نے
سحر کیا گلفام نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری وزیر کے دو ٹکڑے ہوے وزیر کو مار کر
چاہا روانہ ہو جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی گلفام
دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے چند شتر سوار اہتمام کرتے ہوے سامنے سے نکل گئے بعد
ان کے کئی ہزار مرکب تازی و دکھنی و یمنی و عراقی اپشت پر ان کے پاکھرین موتیون کی
پڑی ہوئین دو دو سائیس گلس رانی کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے ان کے بعد

دیکھا کہ گئی سو تاجدار تاج شاہی بر سر چار قب شہنشاہی در بر سب کے آگے ایک نوجوان ہی
تاج الماس سر پر چہرہ آفتاب عالمتاب وضع مین لاجواب صاحب جاہ و جلال ابرو ہلال
عارض ماہ آسمان کمال آنکھین رشک نرگس شہلا پشت مرکب پر سوار تیغہ ہلالی داہنے ہاتھ
مین سپر مدور پشت پر ہلال اور بدر کا ساتھ ہی کمر چست ارادہ درست گلفام نے جو چہرہ زیبا
شاہ دیکھا مثل زلف پریشان وبشکل آئینہ حیران ہوگئی دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ کون شخص
ہی جسنے متاع صبر و شکیب لوٹ لیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرانے لگا پیشانی عرق
عرق ہوگئی چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد مگر اپنے کو سنبھالا وہ لشکر بھی آکر اُسی
صحرا مین اُترا کئی سو شاہزادیان سحر و ساحری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق بارگاہون
مین داخل ہوئین وہ شہریار انتظام کرتے پھرتے ہین مگر گلفام حیران جمال و محو دیدار
ہوکر نخل سے اُتری صورت اپنی سحر سے تبدیل کی کسی سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور یہ جوان
جو سب کو اُتار رہا ہی یہ کون ہی اس کا کیا نام ہی اُس شخص نے بیان کیا کہ یہ لشکر طلسم کشا
کا ہی اور یہ شہریار سعد بن قباد ہین چراغ لشکر اسلام بر سر جمشید ثانی جانتے ہین یہ سب
جادوگرنیان شاہزادیان ہین عاشق ہوکر ساتھ آئی ہین یہ دریافت کرکے گلفام سامنے
کوہ تھا اُسپر ٹھہری دو پہر رات گئے دیکھا کوہ سے آگ نکلنے لگی تمام صحرا آتش بہار ہوگیا
گلفام نے دیکھا کہ آگ کو دمبدم ترقی ہوتی جاتی ہی اہل لشکر جل رہے ہین فریاد فریاد کی
صدائین آتی ہین گھبراکر بادشاہ بھی نکل آئے ہین لوح طلسمی چمکاتے پھرتے ہین گلفام نے
جو بہ نگاہ غور دیکھا دیکھا درے سے اُسی کوہ کے آگ نکل رہی ہی آخر ناچار ہوکر پہاڑ پر سے
اُتری درۂ کوہ مین آکر دیکھا ایک ساحرہ جو اس صحرا کی حاکم ہی لیلائے شب گرد اُسکا نام
ہی بال کھلے ہوئے آگ سامنے روشن سحر کر رہی ہی اسی وجہ سے شعلے نکل رہے ہین گلفام
نے قریب آکر کہا کہ کیون اے لیلا تم کو اس سے کیا فائدہ ہی کہ بے گناہون کو جلا رہی ہو لیلا
نے کہا ارے تو کون ہی مین دشمنان خداوند کو ہلاک کرونگی تو کیون منع کرتی ہی گلفام کو
غصہ آیا کہا اے لیلا بس اب سحر موقوف کرو لیلا نے کہا مین تجکو بھی جلا دونگی یہ وہ آگ ہی
کہ جسے سامری روشن کر گئے ہین اس آگ کو کوئی بجھا نہین سکتا ہی گلفام نے ایک کرایا بد

ٹھوکر ماری انگیٹھی گری اور زیادہ شعلے بھڑکے لیلا اپنے مقام سے اٹھی کہا مین نے تمہین
پہچانا کہ تم طلسم زعفران زار کی رہنے والی ہو مین تم کو بھی جلا دونگی گلفام نے ایک تمانچہ
مارا اور کہا ہمارا کہنا نہین مانتی ہی مین مدد جمشید کو آئی تھی مگر جمشید نالائق ہی مین نے
طلسم کشا کا ساتھ دیا یہان تو آپسمین تکرار ہو رہی ہی وہان سعد شہریار لوح جھکاتے پھرتے
ہین کہ فیروزہ سامنے آیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای مہتر دالا گہر ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا سحر
ہی لو لوح محفوظ پہن لو کہ آگ تمپر تاثیر نہ کرے فیروزہ لوح پہن کر درہ کوہ کی طرف چلا اُسوقت
آکر پہونچا دیکھا ایک شاہزادی حور مثال پری تمثال ایک ساحرہ سیہ فام سے کلام کر رہی
ہی فیروزہ نے للکارا کہ او بے حیا شاہزادی سمجھاتی ہی اور تو نہین مانتی لیلا نے کہا ارے
تو کون ہی فیروزہ نے بیخوف قریب آکر خنجر مارا کہ لیلا کا شکم چاک قصہ پاک ہوا گلفام نے
فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی فیروزہ نے کہا کہ مین عیار فتاح
طلسم ہون مجکو چھوڑ دو ورنہ مین تم کو بھی قتل کرونگا گلفام نے ہنس کر کہا ای مہتر مہتران
دوست و دشمن کو نہین پہچانتے ہو مگر بہن لیلا کی کہ اس کا شب بھر نام ہی اپنے مقام پر
بیٹھی تھی کہ اس کو دریافت ہوا سحر نے اس کے خبر دی کہ کسی نے لیلا کو قتل کیا اپنے مقام
سے اُٹھی اُس وقت آکر پہونچی کہ گلفام فیروزہ سے باتین کر رہی ہی اور عشق اپنا سعد
سے ظاہر کر رہی ہی فیروزہ کہ رہا ہی کہ بارگاہ مین تشریف لائیے بادشاہ سے ملاقات کیجیے
گلفام کہتی ہی ای فیروزہ مین اُس خداوند کی معتقد ہون کہ تمام عالم کا حال جانتا ہی
اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ گلفام نے یہ حرکت کی فیروزہ نے کہا چالیس شاہزادیان حسین
و جمیل سحر مین مشاق اپنے کمال مین طاق بادشاہ پر عاشق ہین جمشید نے کیسے کیسے زور مارے
اکثر کو قید بھی کیا لیکن یہ عاشقان صادق اپنے قول سے نہین پھرین آخر رہا ہوئین اور
آکر بادشاہ سے ملین اگر آپ ایسا قصد کرین گی تو ہم آپ پر ظاہر کرتے ہین کہ ضرور طلسم
زعفران زار کا جو خداوند ہی ساحر زبردست ہوگا اُس کے علاج کو صاحبقران زماں
موجود ہین کہ مالک اسم اعظم الٰہی ہین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا جس وقت وہ پہونچین گے
مارے خداوند بھاگتے پھرینگے مگر گلفام کہتی ہی ای عیار طرار وہ مقام ایسا نہین ہی

کہ کوئی وہان جا سکے یا زبان ہلا سکے کہ شب ہجر آکر پہونچی دیکھا بہن کا لاشہ پڑا ہی اور ایک
شاہزادی اور ایک عیار کھڑے ہوے باتین کر رہے ہین شب ہجر نے للکارا کہ ارے تم کون
ہو کہ میری بہن کو مار کر پھر یہان کھڑے ہو مین تم دونون کو قتل کرونگی یہ سُن کر فیروزہ بن عمرو
خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے سامنے شب ہجر کے آیا کہا سحر کر کہ حوصلہ نہ باقی رہے
شب ہجر نے پنجہ کھینچ مارا فیروزہ نے لوح محفوظ چمکائی تلوار ٹوٹ کر گری فیروزہ نے کہا
اور سحر کر شب ہجر حیران ہی کہ یہ کون شخص ہی جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اور خود کہتا ہی کہ سحر کرو جو
سحر کرتی ہون وہ مٹ جاتا ہی مگر فیروزہ نے کہا دیکھ تیرے پیچھے کون کھڑا ہوا ہی
شب ہجر پلٹی فیروزہ نے پنجہ مارا شب ہجر کے بھی دو ٹکڑے ہوے کہا ای ملکۂ عالم اب مین
رخصت ہوتا ہون مگر آپ کچھ خوف نہ کیجیے گا ضرور تشریف لائیے گا مین بادشاہ سے اس
بات کا ذکر کرونگا وہ خود انتظار کر رہے ہین گے یہ کہکر فیروزہ درۂ کوہ سے نکلا دیکھا سب
لشکر آرام مین ہی آگ وغیرہ موقوف ہوئی بادشاہ خود اہتمام کر رہے ہین سب شاہزادیان
خیمون سے نکل آئی ہین اور افسوس کر رہی ہین کہ حقیقت مین یہ کوئی ساحر زبردست
تھا کہ جسنے یہ مبرائی کی ہم لوگ بخیر رہے کہ فیروزہ نے لاکر دونون سر قدمون پر بادشاہ
کے ڈال دیے اور سب حال بیان کیا مگر بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ اس وقت مین تم کو
عجیب حال مین پاتا ہون کچھ کہنے کا ارادہ کرتے ہو مگر رُک جاتے ہو فیروزہ نے کہا
بارگاہ مین چلیے تو مین عرض کرون بادشاہ بارگاہ مین تشریف لائے تخلیہ ہوا فیروزہ
نے سب کیفیت عرض کی کہ ایک شاہزادی طلسم زعفران زار سے آئی ہی مگر مشکر ہی کہ
آپ پر عاشق ہوئی اول اُسی نے جا کر لیلا کو روکا تھا مگر مین نے جاتے ہی اُس بے حیا کا
خاتمہ کر دیا دوسری بہن اُس کی آئی وہ بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوئی مگر اُس شاہزادی
نے وعدہ کیا ہی یقین ہی کہ حاضر ہو بادشاہ نے فرمایا یہان جادوگرنیون کی کیا کمی
ہی کیسی کیسی شاہزادیان موجود ہین کیا کوئی ان مین سے سحر مین کم ہی فیروزہ نے عرض کی
جو مجھے عرض کرنا تھا وہ کہچکا آئندہ حضور کو اختیار ہی مگر آج بارگاہ مین تخلیہ رہے
وہ ضرور تشریف لائین گی بادشاہ نے دوسرے دن شب کو جلسہ آراستہ کیا فیروزہ نے

بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا **نظم**

اُنکے آنیکے بھروسے پہ جو شادان دل ہوا — زندگی خوش ہی کہ اب مرنا مجھے مشکل ہوا
راحت مرگ محبت اُس سے پوچھا چاہیے — جو یہ سمجھے اپنے جی مین مین کبھی اس قابل ہوا
موت بھی قسمت نے کھوئی کیا بُری شی ہی امید — جب جُھکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا
نوجوانی کا بُرا ہو اُس کو ہر جائی کیا — جی ہٹا جاتا ہی جب وہ پیار کے قابل ہوا
قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی — جو تمھاری بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا
بیمروت تند خو نا آشنا بر ہم مزاج — رو بیے اُس شخص پر جو تجھسے کچھ سائل ہوا
گھیرے رہتے ہین عزیز و اقربا اُنکے اُنھین — ای نسیم اب دیکھنا بھی یار کا مشکل ہوا

محفل عیش و نشاط آراستہ ہی کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی در دولت پر ایک شاہزادی آئی ہین امیدوار باریابی ہین سعد شہریار نے حکم دیا بلا لو گلفام اندر آئی بادشاہ جمجاہ کو جُھک کر سلام کیا بادشاہ نے سراپا دیکھا کہ سراپا خوب محبوب مرغوب طالب مطلوب زلفین پر شکن فخر سنبل عارض رشک گل غنچہ دہن سیمتن رشک چمن بھولی بھولی صورت دریاے جواہر مین غوطہ زن سامنے کھڑی ہی مگر گھبرائی ہوئی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کیون ملکہ عالم بدحواس کیون ہو یہان کوئی نہین آسکتا گلفام نے جواب دیا ای شہریار ہمارے خداوند کو سب خبرین گذرتی ہین بعض خداوندون نے مقرر کیا ہی کہ طائر آتے ہین وہ خبر دیتے ہین مگر ہمارے خداوند جس قصر مین رہتے ہین کیا کسی کی مجال ہی کہ اُس قصر کے سامنے مین جائے زمین سے دھوان نکلا کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہی دھوان خبر دیتا ہی غیرون کی خبرین قدرت کو دیا کرتا ہی نہ کہ مین تو صحبت کی بیٹھنے والی اکثر ایسا اتفاق ہوا ہی کہ قصر مین گُھس گئی دیکھا تخت پر ایک جوان بیٹھا ہی مگر چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی صاف معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب عالمتاب کی ضو ہی کرنین نکلی ہوئی ہین ہزارہا بندے کہ جنکو ہم نہین پہچانتے سجدے کر رہے ہین اُنکا خداوند خورشید تابان لقب ہی جسنے سر سجدے سے اُٹھایا اُسکا کٹ کر گرا اور پھر سر جسم سے مل گیا وہ جوان سجدے کرنے لگا اور بہت سے پتلے پتھر کے چھت مین کرھوے ہین فریاد فریاد کر رہے ہین اور قدرت ہنس ہنس کے فرماتے ہین تم لوگون نے

دعویٰ باطل کیا اُسی کی سزا پائی ایک شخص گران ڈیل چھت مین لٹکا ہی اور پکار رہا ہی کہ منم
زبرجد شاہ مالک زبرجد نگار یا خداوند معاف کیجیے قدرت کہتے ہین او بیحیا اب دعویٰ
خدائی نہین کرتا ایک طرف قیطول لقا بنے ہوے ہین لقا بھی توبہ توبہ کر رہا ہی ایک طرف کو
فرعون شکالی کے قیطول آراستہ ہین وہ بھی فریاد کر رہا ہی ادھر جو لوگ بیٹھے ہوے ہین اُنکے
سر گر رہے ہین اور پھر زندہ ہوتے ہین ایک باغ ہی جنت نظیر ایک جانب آگ جل رہی ہی ہزار ہا
انسان سیہ فام اُس مین جل رہے ہین اور پکارتے ہین یا خداوند برحق ہماری خطا معاف کیجیے
فرشتے اُن کو گرز مار رہے ہین ایک جانب ایک بندریا بیٹھی ہی مگر کانپ رہی ہی چہرہ سیاہ حال
تباہ دھوان جو زمین سے نکل رہا ہی اُس مین سے آواز آتی ہی کہ یا خداوند فلان بندہ آپ کا
جو برائے شکار گیا تھا اُس کو شیر نے مارا دوسری طرف سے آواز آئی اُس شیر کو ہاتھی نے مارا
مگر ہاتھی سر ٹکرا کر مرا جنگل مین عجب قیامت برپا ہوئی سارا جنگل ویران ہو گیا خداوند نے جواب دیا
کہ ایک بندہ بے گناہ مارا گیا اُس کا بدلہ یہ ہوا کہ سارا جنگل ویران ہو گیا اب کسکی مجال ہی
کہ اُس جنگل کو آباد کرے اس طرح خبرین دھوان دیتا رہتا ہی اور بہت سے عجائب و غرائب
ایسے ہین کہ جنکے بیان کرنے مین طول ہی یہ مقام وہ نہین ہی کہ اُن سب کو اس وقت حضور
کے سامنے بتفصیل عرض کر سکون اگر حضور کی نظر پرورش کنیز پر ہو گی اور حضوری کا افتخار
حاصل ہو گا تو عرض کرونگی پس اے شہریار مجکو خوف ہی ایسا نہ ہو کہ وہ دھوان خداوند لقا سے
کہدے کہ گلفام ہفت رنگ محفل مین بادشاہ اسلام کی بیٹھی ہی تو ابھی آفت برپا ہو
بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ عالم مین نے بھی تم کو بہت پسند کیا اب اسی مقام پر رہو وہان نہ جاؤ
گلفام نے کہا کہ میری کیا مجال ہی جو وہان نہ جاؤن قدرت بلا بھیجین گے اور آپ روک
نہ سکین گے بادشاہ نے فرمایا یہ خیال خام و تصور نا تمام دل سے دور کرو یقین ہی یہان
تمپر کوئی دست انداز نہ ہو سکیگا گلفام نے کہا کہ اگر مین قلعہ آہن مین چھپونگی تو بھی قدرت
کو معلوم ہو جائیگا مجکو کوئی نہ روک سکیگا جس وقت سے دربار حضور مین آئی ہون خوف
سے قلب کانپ رہا ہی یہی خیال ہی کہ اب کوئی لینے کو آتا ہو گا وہی پتھر کے پتلے جا کر لے
آتے ہین اُس شخص کو پہونچا دیتے ہین جو کہ قدرت سے بھاگا اُس کا کہین ٹھکانا نہ لگا مین کہان

جا کر چھپون مجھسے بڑی گستاخی ہوئی دیکھیے اسکا انجام کیا ہو بادشاہ نے ہرچند سمجھایا مگر گلفام
روبرو کر کوسنی تھی کہ اے شہریار اپنا تو یہ حال ہے کہ بیان اُسکا اسوقت میری زبان سے محال ہے نظم

پھر غلغلہ ہے آمدِ فصلِ بہار کا + بگڑا مزاج میرے دلِ بیقرار کا
آرام کی ہوس دلِ بیتاب اس مین کیون + کیا پہلوِ مزار بھی پہلو ہے یار کا +
بوسے فریب سے جو لبِ یار کے لیے + برہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا
رحم آ چکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور + بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جانتے جگائے گی بر خیزِ حشر کی + احسان نہ لیتے راحتِ خوابِ مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو + کھٹکا نہ جائیگا مژۂ آبدار کا +
وصلت کی راحتو نسے شبِ غم نہ بھولنا + اے دل رہے ضرور لحاظ انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر + میرا اسا اتو حال ہوا روزگار کا
دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین + شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا
تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر + بدلا ہوا ہے حال کچھ اس خاکسار کا
آتے نہین وہ ہاے یہان حال غیر ہے + اقبال اوج پر ہے شبِ انتظار کا
پابوس آسمان سے شرف ہوتے ہین نصیب + پھر حوصلہ بلند ہے اپنے غبار کا +
وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہوا نسیم + مُنھ آبلون نے چوم لیا نوکِ خار کا

آخر محفل عیش سے اُٹھی سعد شہریار سے رخصت ہوئی مگر چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئیں
کہا اے شہریار مین رخصت ہوتی ہون مگر خیال رہے کہ اگر کنیز کے آنے مین دیر ہو تو آپ
جانیے گا کہ کنیز رخصت ہوئی راہی ملک عدم ہوئی امیدوار ہون کہ دریافت کر کے قبر
پر اس کنیز کی تشریف لائیے گا قبر پر فاتحہ خیر پڑھیے گا بقول شاعر فرد چو آید بہر دت
بعد مردن بر مزار ما + باستقبال او مستانہ بر خیزد غبار ما + بلکہ کیا عجب ہے کہ قبر سے کنیز
کی آواز آئے فرد اے شہسوار گورِ غریبان پر آ نکل + اپنی بھی مشت خاک ہے تیری رکاب
+ شاہزادے نے فرمایا اے ملکۂ عالم تم تو انتہا کی بدحواس ہو کیون گھبراتی ہو کچھ نہوگا
جمشید ثانی بعد جانے ملکہ گلفام کے اسقدر پریشان ہوا کہ عیار سے کہا ارے جاکر

خبر تو لاکہ ملکہ کہاں چلی گئیں اس عیار طرار کا نام بہرام تیز رو ہی بہرام بارگاہ سے نکلا باہر آکر خبر سُنی کہ وزیر اعظم اُسپر عاشق تھے وہ کہیں لے گئے بہرام ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہاں لاشہ وزیر کا پڑا تھا لاش وزیر دیکھ کر بہرام بہت گھبرایا ایک بلندی کے اوپر چڑھ کر دیکھا کہ سامنے ایک لشکر اُترا ہی ٹہلتا ہوا لشکر میں آیا سعد شہریار کا لشکر سات لاکھ غیر ساحر ہیں سرداروں کے نام ناظرین کو یاد ہونگے غیر ساحر چالیس شاہزادیاں ہیں ایک ایک بلائے روزگار ہیں وہ ایک طرف اُتری ہوئی ہیں ایک شخص کو کون دیکھے یہ پھرتا پھراتا دربارگاہ شاہی پر پہونچا خدمتگار ہیں کر اندر آیا دیکھا ملکہ گلفام پہلو میں سعد شہریار کے بیٹھی ہیں باتیں رخصت کی کر رہی ہیں بہرام یہ دیکھ کر پلٹا سامنے جمشید کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وزیر صاحب آپ کے مارے گئے گلفام کو دیکھا کہ پہلو میں سعد شہریار کے بیٹھی ہیں بادشاہ طلسم زعفران کو نامہ لکھیے یہ سُن کر جمشید بہت جھلایا اُسی وقت نامہ لکھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ بی گلفام جو میری مدد کو آئی تھیں میں نے اُنھیں لڑنے سے منع کیا میرا وزیر اعظم یعنے شمیم آسمان سیر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اُن کو اُٹھا کر لے گیا برابر کوہ نیتواز کے آپس میں مقابلہ پڑا وہیں لاشہ وزیر کا پڑا ہی بی گلفام نے وزیر کو مارا اور آپ جا کر خدمت سعد شہریار میں پہونچیں اطلاعاً تحریر کیا نامہ کو ملفوف کرکے بہرام کو دیا کہا ای بہرام برابر قلعۂ زعفران زار کے باغ آگے قلعے کے چمن زعفران زار ہی خبردار اُس طرف نہ دیکھنا ایک نخل کے نیچے خیال کرنا کہ زمین سے دھواں نکل رہا ہی وہاں اس نامہ کو ڈال دینا اور آواز دینا کہ یہ نامہ خدمت حضور اقدس بادشاہ زعفران زار پہونچے نامہ ڈال کر تو چلا آنا عیار نامہ لیکر چلا جب سامنے قلعے کے پہونچا تو اول نگاہ اِس کی چمن پر پڑی بے اختیار ہنسنے لگا مگر پلٹ کر دیکھا کہ نخل کے نیچے دھواں زمین سے نکل رہا ہی نامہ اُسنے پھینکا اور ہنستا ہوا بھاگا جب لشکر میں اپنے آیا جو کوئی پوچھتا ہی کہ مہتر صاحب کہاں سے آتے ہو بہرام ہنستا ہی اور کچھ جواب نہیں دیتا سُنا گیا اِس کے بھاگے سامنے جمشید کے آئے کہا عیار آپ کا ہنستا ہوا آتا ہی ہر بات پر ہنستا ہی بات کا جواب نہیں دیتا جمشید نے کہا اُس کو میرے پاس بلا لو ورنہ ہنس ہنس کر اپنی جان دیدیگا لوگ بہرام کو پکڑ کر سامنے جمشید کے لائے جمشید نے بہرام کا ہاتھ پکڑ کر

یا خداوند طلسم زعفران زار کہا بہرام کو فوراً ہوش آگیا جمشید ثانی نے کہا صبا جو نام
خداوند زعفران زار میں کیا برکت ہی میں تو اُسی کا معتقد ہوں مگر گلفام ہفت رنگ
سعد شہر یار سے رخصت ہو کر بیرون بارگاہ چلی بادشاہ بھی اشتیاق میں چلے آتے ہیں پلٹ پلٹ کر
گلفام بادشاہ جمجاہ سے کہہ رہی ہی کہ آپ تشریف لیجائیے بادشاہ فرماتے ہیں اے
ملکہ گلفام ہفت رنگ تمھارا جانا دل پر بہت شاق ہی مگر جلدی آنا ہم کو فراموش نہ کرنا
ہم کو تمھاری بڑی یاد رہیگی تمھارا جانا بہتر نہیں دل یہی چاہتا ہی کہ پلٹ چلو ہم چاہتے ہیں کہ ہم
اور تم ایک جگہ بیٹھیں کچھ حال دل کہیں ملکہ گلفام جواب دیتی ہیں کہ اے شہر یار اگر آئینگی
مہلت پاؤنگی تو ضرور حاضر ہونگی یہ کہہ کر گلفام ہفت رنگ نے قصد کیا کہ آگے بڑھیں
یکایک زمین سے دھواں نکلا کر مین گلفام کی لپٹ گیا گلفام نے آواز دی کہ اے شہریار
یہ کنیز رخصت ہوتی ہی امیدوار ہوں کہ کنیز کو بچائیے ورنہ کنیز کا خاتمہ ہونا ہی آپ کا فرمانا
کنیز کو بہت پسند آیا کہ سراسر سامان سحر ہی مگر ایسا انتظام بندھا ہی کہ اس کو کوئی سحر نہیں
کہتا اب کنیز سامنے اُسی شعبدہ باز کے پہونچیگی جسنے یہ سب سامان بنا رکھے ہیں دیکھیے
میرے ساتھ کس طرح پیش آئے بادشاہ جمجاہ دوڑے جادوگرنیوں نے بڑھ کر سحر کیے مگر
اُس دھوئیں نے گلفام ہفت رنگ کو نہ چھوڑا جس شاہزادی نے زیادہ بہادری کی
کہ جا کر گلفام کو لپٹ جاؤں جب قریب پہونچی تو خود غل مچانے لگی کہ کنیز کو بچائیے کنیز جلی جاتی
ہی دوسری شاہزادی نے آکر اُس کو کھینچ لیا اگرچہ چالیس شاہزادیاں ہیں ایک سے ایک
سحر میں زیادہ ہی مگر کسی کا زور نہ چلا اپنی جان بچانا دشوار تھی بڑی دور تک شاہزادیوں نے
پیچھا کیا مگر اُس دھوئیں پر کوئی غالب نہ آیا اور ایک آواز مہیب آئی کہ اے جادوگرنیو کیوں
شامت آئی ہی پلٹ جاؤ یہ مقدمہ طلسم زعفران زار ہی کسکی مجال ہی کہ مقدمہ قدرت میں
دخل دے اگر قریب آؤگی تو تم سب جل جاؤگی یہ صدا سُن کر جادوگرنیاں پلٹیں اور وہ دھواں
گلفام کو لے کر نکل گیا مگر کچھ حال مختصر گلفام کا عرض کرتا ہوں کہ وہ دھواں لیے ہوئے
اول چمن ہائے زعفران زار میں پہونچا ایک قہقہے کی آواز آئی اُسمیں یہ صدا تھی کہ اے گلفام
طلسم زعفران زار ہی در بند اول پر پہونچی ہو دیکھا دو پتلے پتھر کے کھڑے ہوئے ہیں پکار پکار کر

آواز دے رہے ہین کہ اے گلفام تمنے غضب کیا خداوند آفتاب تابان سے مُنھ پھیرا ہم نافرمانی
کرکے شرمندہ ہین دیکھو لٹکے ہوے ہین وہ دھوان لیے ہوے گلفام کو دوسرے دربند پر
پہونچا دیکھا زبرجد شاہ بھی فریاد کر رہا ہے قفس آہنی مین بند ہے اُس کے بعد قبیطول لقا نے
اُسنے بھی یہی آواز دی کہ اے گلفام خداوند آفتاب تابان سے بغاوت کی توبہ کرو اور
آگے بڑھی نمرود مردود شداد کی بلا اُسنے کچھ بھی سمجھایا گلفام خاموش ہے کسی کو جواب نہین
دینی چاہتی ہے سحر کرون مگر سب سحر فراموش ہو گیا اسی طرح سات دربند طے کرکے اُس قصر تک
مین دھوان پہونچا گلفام کو ڈالدیا گلفام نے دیکھا تخت پر ایک شخص بیٹھا ہے صورت اُسکی
ظاہر نہین ہوتی اسقدر روشنی ہے کہ چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی ہزارہا ساحر جمع ہین سر کٹ کٹکر
اُن کے گر رہے ہین اور پھر سر جل جاتے ہین ایک جانب آگ جل رہی ہے اُس مین ہزارون آدمی
جل رہے ہین اور پھر زندہ ہوتے ہین ایک طرف ایک باغ بنا ہے اُس مین جو لوگ بیٹھے ہین وہ
فرحان وشادان ہین دمبدم پکارتے ہین کہ یا خداوند آفتاب تابان تیری قدرت کے صدقے
ہم آرام کر رہے ہین بہشت کے میوے کھاتے ہین اور تجکو یاد کرتے ہین اُس تخت نشین نے
ایک آواز دی کہ او گلفام جب تونے وزیر کو جمشید کے مارا ہے تو ہم دیکھ رہے تھے
یہان تک تو عصمت دار تھی تیرے حسن نے وہ تاثیر کی کہ شمیم آسمان سیر نہ بچ سکا پھر
کیا حماقت کی کہ بارگاہ سعد مین پہونچی اب توبہ کر اور سجدے کو جھک ورنہ جہنم مین پھنکوا دونگا
گلفام کے تمام اعضا کانپ رہے ہین مگر کچھ جواب نہ دیا اُسی تخت سے ایک قفس آہنی نکلا
اُس مین گلفام بند ہو گئی حکم ہوا کہ اس کو باغ شداد مین لیجاؤ تکلیف بھی اُٹھائیگی اور راحت
بھی پائیگی وہ قفس بلند ہوا ایک مکان مین جا کر قایم ہوا اُس قصر کو گلفام نے دیکھا کہ جواہر
کے مکان بنے ہوے ہین اور جواہر کے درخت لگے ہین قفس آکر ایک درخت مین لٹک گیا
ایک جھونکا ہوا کا آتا ہے کہ بدن مین آگ لگ جاتی ہے دوسرا جھونکا آکر فرحت دیتا ہے گلفام
تو اس مصیبت مین ہے مگر بعد جانے گلفام کے بادشاہ جمجاہ دیوانے ہو گئے دوڑے دوڑے
پھر رہے ہین اور یہ اشعار پڑھتے ہین نظم

عضو تن میرے دیکھتے سب ہے افگار ہو کر	پرورش روح نے پائی تو خنجر ہو کر

اب تو بدخواہ بھی پیش آتے ہیں کمتر ہو کر ۔ تیغ ملتی ہی گلے سے مرے خنجر ہو کر
کیسا پایا قفس تنگ الٰہی تو بہ ۔ طائر روح رہا جسم میں بے پر ہو کر
ہاتھ بڑھ بڑھ کے بڑھے پر نہ بڑھے یہ قاتل ۔ رہ گئے زخم جگر عدہ مقدر ہو کر
روح بھی کوئی دلھن تھی کہ مرے قالب سے ۔ منھ چھپائے ہوئے نکلی تہِ خنجر ہو کر
یہ تمنا ہی کہ وہ بھی مری آغوش میں ہوں ۔ بھی میں ہی خلق کو لوں دامن محشر ہو کر
غیرت آتی ہی شب ہجر میں مرنے سے مجھے ۔ رنج دیتی ہی اجل طعنۂ دلبر ہو کر
خواہش وصل سے خط پڑھنے کے قابل نہ رہا ۔ پیٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر
اب تو شمشیر سے محروم نہ رکھ ای قاتل ۔ سوکھے جاتے ہیں لبِ زخم مرے تر ہو کر
کسقدر حسرت پرواز بھری ہی دلمیں ۔ روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر
دود پیچیدہ جو اٹھے تھے مری آہوں کے ۔ مدتوں چرخ سے لپٹے رہے اژدر ہو کر
کیا اثر ہی لبِ شیرین جو ترسے چوسے تھے ۔ زہر گھلتا ہی دہن میں مرے شکر ہو کر
مر کے ہٹ کرتے ہیں دیکھو تو عدم کے سفری ۔ حشر تک قبر سے اٹھتے نہیں بستر ہو کر
ذبح کے بعد بھی کم حسرتِ دیدار نہو ۔ گھورے روے قضا دیدۂ جوہر ہو کر
سر کٹا کر تجھے دکھلائیں گے جلوے قاتل ۔ شمع بن جائیں گے ہم قامت بے سر ہو کر
کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہی نسیم ۔ شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر

گرد بادشاہ کے تمام جادوگرنیاں جمع ہیں مگر بادشاہ جمجاہ دیوانہ وار وحشی مثال حرکات خلاف کر رہے ہیں جادوگرنیاں چاہتی ہیں سحر کریں اور بادشاہ کو ہوش میں لائیں لیکن ممکن نہیں ہوتا دمبدم بیقراری کی ترقی ہی فیروزہ حیران ہی کہ کیا تدبیر کروں کچھ بن نہیں پڑتا سب تاجدار رو رہے ہیں ورنہ بادشاہ چاہتے ہیں کہ گریبان پھاڑ کر طرف جنگل کے نکلجاؤں مگر تاجدار نہیں چھوڑتے فیروزہ بن عمرو دعائیں مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر تیری صفت کیا بیان کروں تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہی نظم

دلت نقش است چون نقش نگار ۔ سرنگون کن تا ببینی روے یار
بیرا این گلزار پر انوار کن ۔ ورنہ روزی بگذرد وقت بہار

چندروز است آب وتاب این چمن
هست چون امروز وقت کار تو
از متاع زندگی بردار سود
میکند آخر سفر در چندروز ++
فکر امروز و غم فردا مکن ++
ناگهان رحلت ازین دنیا کنی ++
از عزیزان بر زبان نارد کسے
کس نیابد از نشان تو نشان ++

بارنا ید در نظر جز نوک خار
کار کن صبح و مسا ای کردگار
زانکه این سودا نگردد بار بار
جان شیرین از سرائے جسم زار
نیست چون یکدم دمت را اعتبار
با غم و افسوس و رنج و اضطرار
نام تو بارد گرا ئے نامدار ++
بار دیگر تا قیامت در جهان ++

سب سردار بیقرار ہین کہ کیونکر بادشاہ کو اس آفت سے بچائین اور بادشاہ چاہتے ہین کہ
سب سے لڑ بھڑ کر نکل جاؤن جنگل مین پہونچون فرماتے ہین کہ یارو دیکھو کون روک سکتا ہی مین
گلفام کے پاس جاؤنگا اُس کو قید سے چھڑاؤنگا مین سامنے دیکھ رہا ہون کہ گلفام قفس مین
گرفتار ہی مجھکو پکار رہی ہی اگرچہ وہ مقام ایسا نہین ہی کہ مین پہونچ سکون مگر تا امکان کوشش
تو کرون سب تاجدار بلک رہے ہین کہ ای رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر سب نے جو بیقرار ہوکر
دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ صاحبقران زمان اشقر پر سوار گھوڑا اُڑاتے ہوے
آتے ہین سب سرداروں نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار ہمارے بادشاہ کا عجب حال ہی یہ سنکر
صاحبقران قریب آکے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ تھام لیا اور فرمایا ای فرزند تم فتاح طلسم ہو
اپنے کو سنبھالو معلوم ہوا کہ طلسم زعفران زار پہنچ جانا واجب و لازم ہوگا وہانکے حاکم
نے یہ شعبدہ دکھایا ہی مگر انشاء اللہ مین وعدہ کرتا ہون کہ تمھاری معشوقہ کو چھڑا لاؤنگا اور
تم سے ملاؤنگا بادشاہ ہوش مین آگئے صاحبقران بادشاہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے بارگاہ
مین آئے بادشاہ سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر سارا طلسم تمنے
فتح کیا مگر آسمان پر ہی رہا نہین ہو مین لوح ملاحظہ کرو بادشاہ نے لوح دیکھی مگر نہایت ملول
و حزین ہین ہر مرتبہ یہی فرماتے ہین کہ وہ قیدخانہ میری آنکھوں سے مخفی ہو گیا مجھکو بڑا
قلق ہی اُسنے میری محبت مین یہ آفتین اُٹھائین مگر کوچۂ عشق سے قدم نہ ہٹایا لوح کو جو ملاحظہ کیا

اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات طرف مشرق جاؤ مگر لوح کو قدم قدم پر دیکھنا اگر دھوکا پڑگیا تو لوح نکل جائیگی کچھ زور نہ چلیگا بادشاہ اُٹھے مگر فیروزہ بن عمرو کہ عیار کامل ہی اور عاشق جمال ہی یہ پیچھے پیچھے چلا صاحبقران نے خواجہ عمرو کو حکم دیا کہ تم بھی ساتھ جاؤ خواجہ بھی چلے مگر الگ الگ جاتے ہین اور دیکھ رہے ہین کہ بادشاہ ایک جنگل مین پہونچے وہان ایک بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین داخل ہوے فیروزہ گھبرایا کہ اندر کا حال کیونکر کھُلے خواجہ عمرو نے فرمایا تم جاؤ مین دیکھ رہا ہون فیروزہ جیسے ہی بڑھا ایک شیر سامنے سے پیدا ہوا فیروزہ نے چاہا بھاگون مگر زمین نے پاؤن تھام لیے وہ شیر فیروزہ کو لیکر غائب ہوگیا خواجہ عمرو پیچھے شیر کے چلے آگے بڑھکر اور ایک بارگاہ استادہ تھی وہ شیر فیروزہ کو لیکر اُس بارگاہ مین گیا اب خواجہ عمرو حیران ہین کہ کیا کرون اسی حیرانی مین کھڑے ہوے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا یاقوت جنّی ظاہر ہوا قریب خواجہ کے آکر عرض کی کہ اب جلدی کیجیے اپنے کو بارگاہ مین پہونچائیے ورنہ بادشاہ کے پاس سے لوح نکل جائیگی یہ کہکر یاقوت جنّی تو چلا گیا خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک بڈھے گویّے کی شکل بنکر اُسی مقام پر بیٹھے اور یہ اشعار گانے لگے

نظم

کہہ تو کیا ای چارہ گر تجکو ہوا منظور آج + گھورتا ہی بیطرح کچھ دیدۂ ناسور آج +
کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے — زخم کے مُنھ سے ٹپکتی ہی مئے انگور آج
ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشک قمر — جلوہ گر ہی بعد مدت خانۂ سینہ لور آج +
حشر کے سامان سے کم سامان فرقت بھی نہین — آرہی ہی میرے نالونسے صدائے صور آج
ہٹ پڑے آئے ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نہ کھا — ہم بھی ای دل کب کمی کرتے ہین تا مقدور آج
پوچھتے کیا ہو تپ فرقت کی ای جان گرمیان — ہاتھ بھی رکھنے نہین دیتا تن محرور آج +
برچھیان کھائین نظر کی اسقدر پیہم لنیم + دل ہمارا ہوگیا ہی خانۂ زنبور آج +

خواجہ کی جو آواز بلند ہوئی جانور درختون سے اُترنے لگے خواجہ عمرو کو گھیر لیا کہ اندر سے بارگاہ کے ایک جادوگر نکلا خواجہ کا گانا بیٹھ کر سننے لگا جب خواجہ نے نَے کو ہاتھ سے رکھا اُس جادوگر نے کہا بڑے میان صاحب آپ کا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے کہا اُستاد دل کشا میرا نام ہی

صحراے پر بہار مین بیٹھا تھا کہ خداوند جمشید ثانی آکے اور فرمایا کہ فلان صحرا مین جاؤ ہمارے
بندے وہان موجود ہین اُنکو شراب پلاؤ کہ سب کی عمر سو سو برس بڑھ جاے وہ جادوگر قدمون پر
گر پڑا کہتا تھا کہ اے اُستاد دلکشا مجکو دو جام پلاییگا مین فکر کر رہا ہون کہ طلسم کشا
سے لوح چھین لیجاے اب وقت قریب ہی خواجہ عمرو اُس جادوگر کے ساتھ اُٹھے اور
بارگاہ مین آکے دیکھا سعد بن قباد بیٹھے ہین ایک نازنین مسند پر بیٹھی باتین کر رہی ہی کبھی گاتی
ہی کبھی بتاتی ہی اور کہتی جاتی ہی کہ دونون لوحین مجکو دیدیجیے بادشاہ جمجاہ فرماتے ہین کہ میرے
ساتھ چلو بعد وصل تختیان دیدونگا کہ خواجہ عمرو نے آکر اُس نازنین کو سلام کیا اُس
جادوگر نے کہا کہ اے ملکۂ عالم اُستاد کو حکم ہوا ہی کہ شراب پلا کر سب کی عمر بڑھاؤ یہ وہ شخص
ہی کہ سامنے خداوند کے گاتا ہی قدرت کو شراب پلاتا ہی یہ کہکر گلابیان لایا خواجہ عمرو
نے سب مین بیہوشی ملائی اور کھڑے ہو کر ناچنے لگے پھر جام بھر کر سر پر رکھا اُس نازنین کے
قریب آکے یہ کہکر جام دیا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے مگر وہ جادوگر
جو خواجہ عمرو کو ساتھ لیکر آیا ہی دمبدم کہہ رہا ہی کہ اے ملکۂ عالم پی جائیے اے اُستاد
دلکشا مجھے بھی جام دیجیے مین دو جام پیونگا مجکو زندگی کی بڑی ہوس ہی اب شادی کرونگا
اُستاد تم بھی شریک ہونا خواجہ عمرو فرماتے ہین پہلے ملکہ پی لین تو تمکو بھی دون آج کوئی
محروم نہ رہیگا قدرت نے حکم دیا ہی مین بیدون حکم نہین آیا اُس نازنین نے جام ہاتھ مین لیکر
کہا کیون اُستاد پی جاؤن خواجہ عمرو نے کہا قدرت نے تو یہی حکم دیا ہی کہ پہلے مالک صحبت
کو پلانا مین نام تمھارا بھول گیا قدرت نے بتایا تھا کئی سو کوس کا راستہ جو طے کیا بھول گیا
نازنین نے کہا اُستاد میرا نام دلفریب ہی مین طلسم کشا سے لوح لیا چاہتی ہون یہ کہکر جام
پی گئی دوسرا جام بھر کر اُس جادوگر کو دیا وہ تو جام لیکر بہت اُچھلا اور کودا کہتا تھا جب میری
شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے مین باہر بیٹھا ہونگا دست جمع ہونگے کہ پردہ اُٹھا کے لڑکا
نکلے گا کہ بڈھا ابا جان ایک پیسہ دیجیے مین کہونگا دور ہو یہ کہکر جام پھینکدیا خواجہ نے کہا
یہ کیا غضب کیا تمھاری عمر گھٹ گئی میرا مطلب تو ہو چکا مین قدرت سے کہدونگا کہ اس نے
پھینکدیا وہ جادوگر زمین سے شراب اُٹھانے لگا زمین کو چاٹتا تھا خواجہ عمرو نے دوسرا

اور دیا اب تو وہ جادوگر بھی پی گیا کہا کیون اُستاد اب تو مطلب ہوا جو تمھاری خوشی ہو وہ
کرون مگر زندگی بڑے بڑی بڑی حسرتین دل مین ہین خواجہ عمرو نے کہا اب سب حسرتین تمھاری
نکل جائین گی دیکھو تو کیا ہوتا ہی یہ کہکر خواجہ نے دورہ باندھا مگر بادشاہ سر جھکائے ہوے
بیٹھے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے کہ اُس نازنین کو نشہ ہوا پکار کر کہا کہ ای شہریار مین لوح
نہ لونگی قدرت منع کر رہے ہین اب مین جاتی ہون قدرت سے پوچھ آؤن دیکھون اب کیا
حکم دیتے ہین خواجہ نے کہا جلدی جائیے وہ جادوگر تو کودتے کودتے گرا بیہوش ہو گیا مگر
وہ نازنین کچھ بکتی ہوئی اپنی مقام سے اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی خواجہ نے بادشاہ
سے اشارہ کیا اس کو قتل کیجیے بادشاہ نے فرمایا ای عمر نامدار بیہوشی مین جادوگرنی کو
قتل کرون ایسا نہو کہ داداجان کے خلاف ہو عمرو نے کہا ای شہریار یہ مقدمۂ طلسم ہی یہان
پابندی قانون نہ چلیگی مناسب یہ ہی کہ اس کو جلد قتل کیجیے ورنہ مجکو حکم دیجیے کہ مین خنجر
مارون اس کے دو ٹکڑے ہون کہ زمین شق ہوئی یاقوت جنی نے زمین سے سر نکالا نکلتے ہی
اُس ساحرہ کو قتل کیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے ہنگامہ برپا ہوا اندھیرا ہو گیا ایک پہلو سے فیروزہ
بن عمرو نکلا بادشاہ کے قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خدا نے آپ کو بچایا قبلہ وکعبہ
نے بڑا کام کیا خواجہ نے سب مُردون کے کپڑے اُتار لیے وہ خیمہ بھی جل گیا اور سب جادوگر
شعبدے کے بنے ہوے تھے صرف دلفریب دعوی کر کے آئی تھی اُسی کا لاشہ پڑا ہی جب
بادشاہ اُس مقام سے اُٹھے تو خواجہ نے گلیم اوڑھ لی بادشاہ کی نظرون سے مخفی ہوے
بادشاہ جمجاہ آگے بڑھے فیروزہ بھی الگ ہوا کہ بادشاہ جاتے تھے کان مین رونے کی آواز
آئی دیکھا سامنے سے ایک ضعیفہ کمر بخم کوزۂ آب لیے ہوے روتی ہوئی آتی ہی بادشاہ
نے پکارا کہ او ضعیفہ تھوڑا پانی ہمین پلا دے ضعیفہ نے کوزہ ہاتھ سے رکھدیا اور غل وشور
مچانے لگی کہ کیسا ستم ہی پانی لیکر گھر نہین جا سکتی ہون اور چند مسافر جمع ہو گئے سعد کو
سمجھاتے تھے کہ اس ظلم سے کیا فائدہ غریب کو کیون ستاتے ہو مگر بادشاہ نے آکر کوزہ کو
اُٹھا لیا ضعیفہ غل مچا رہی ہی کہ خبردار پانی نہ پینا ورنہ کلیجہ کٹ کر بہہ جائیگا بادشاہ نے چاہا
کوزہ منہ سے لگاؤن کہ زمین شق ہوئی یاقوت جنی نکلا بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا کہا پانی نہ

پہچیے گا ورنہ تباہ یابی مشکل ہوگی آبرو نہ بچیگی دریاے مکر کا جوش و خروش ہی دیکھیے وہ مکارہ بھی غائب ہو گئی سمندر جادو اسکا نام ہی غلام بھی اپنی جان لگا رہا ہی مگر اب حضور پر بڑی سختی پڑیگی زندان طلسمی قریب ہی خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ کہکر یاقوت جبشی نے وہ کوزہ توڑ ڈالا پانی جو زمین پر گرا زمین سیاہ ہوگئی دھوان نکلنے لگا چند کیڑے جو ریگ سے نکلے تھے اُن کے جلے ہوے سر پٹک پٹک کر مرے بادشاہ اسلام نے یاقوت جبشی کو گلے سے لگا لیا یاقوت جبشی نے قدمون سے لپٹ کر عرض کی کہ حضور لوح سے غفلت نہ کرین بیچ مین کئی مکار آئین گے سو سو طرح کے دھوکے دین گے مگر حضور کو مناسب یہ ہی کہ بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا اگر ایکی مرتبہ لوح گئی تو بڑی خرابی ہوگی بادشاہ نے فرمایا ای یاقوت جبشی دل مین یہی سوچ لیتا ہون مگر وقت پر کچھ ایسا اختلاف ہوتا ہی کہ لوح دینے کا ارادہ کرتا ہون یہ فرما کر آگے بڑھے دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک لڑکا بیٹھا رو رہا ہی ماں سے کہتا ہی کہ اپنی جان دو نگا ورنہ لوح طلسم مجکو دیجیے ماں اُسکی بہ نگاہ حسرت طرف بادشاہ کے دیکھنے لگی بادشاہ نے لوح اُتاری چاہا طفل کو دیدون وہ لڑکا ہاتھ پھیلاے ہوے کھڑا ہی مگر روئے جاتا ہی بادشاہ کو رونا اُس کا ناگوار ہی کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار خبردار لوح نہ دیجیے گا یہ طفل نہین ہی پیران جادو ہی لوح کو ملاحظہ فرمائیے ایسے غافل نہو جیے بادشاہ نے فوراً لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ لڑکے پر لوح پھینک ماریے بادشاہ نے لوح اُس طفل کے سر پر رکھدی اُس طفل نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی پھر ہاتھون سے شعلہ ہاے آتش نکلے وہ لڑکا جلنے لگا جل جل کر خاک ہوا مگر بادشاہ حیران تھے کہ یہ صدا کسنے دی پلٹ کر دیکھا کہ یاقوت جبشی پکار رہا ہی پھر یاقوت قریب آیا قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا عرض کی براے خدا حضور کے ہوش و حواس درست رہین بہت چالاک و چست رہین ایسا نہو کہ لوح نکل جائے اب زندان طلسم قریب ہی کئی لاکھ جادوگر جمع ہین غلام نے جاکر دیکھا تو جمشید ثانی نے الکن مردار خوار کو بھیجا ہی وہ ملعون دعوی کرکے آیا ہی جادوگر نیون کو بھیج رہا ہی جب مین گیا تھا تو کہہ رہا تھا کہ کسکی مجال ہی جو قریب قصر کے آئے مگر خدا آپ کو سلامت رکھے اگر آپ ہوشیار رہے تو کوئی کچھ نہین کرسکتا

آپ نے ساتون مرحلے شکست کیے ساحرون نے کیا کیا مگر کیے مگر آپ ہوشیار رہیے اب کیا
ہی کہ حضور بیقرار ہو جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا ای یاقوت جنی گلفام ہفت رنگ کا
قید ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا ہی مشتاق ہون کہ اپنے کو وہانتک پہونچاؤن اور اُس کو
چھڑاؤن یاقوت جنی نے عرض کی یہ بسا دشوار ہی کوشش بیکار ہی بادشاہ نے فرمایا
ہم جان دین گے ہجر مین گلفام کے زندہ نہ رہین گے اُس کی جدائی ہم کو بہت بیتاب کرتی
ہی اُس کی مجبوری دناچاری دیکھیے کیا دکھاتی ہی اپنا تو یہ حال ہی کہ ضبط اُسکا محال ہی نظم

لازم ہی کہ آغاز ہو انجام سے پہلے		لے لینے دو بوسہ مجھے دشنام سے پہلے
پھر طاقت پرواز مری پوچھنا صیاد		آزاد تو کر پھر خدا دام سے پہلے
اب مُنھ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کر چکے توبہ		تدبیر یہان ہو گئی الزام سے پہلے

یاقوت نے عرض کی کہ حضور صبر کرین اتنا عرض کرتا ہون کہ وہ معشوقہ حضور کو ملیگی مگر
بڑی کوشش پڑیگی طلسم زعفران زار عجب مقام سخت ہی اب بادشاہ جمجاہ یاقوت جنی
سے بخوبی باتین کرکے بہدایت لوح ایک جانب چلے مگر خواجہ عمرو دور دور آتے تھے
کہ راہ مین ایک طفل سے ملاقات ہوئی اُسنے قریب آکر کہا کہ میرے مان باپ مر گئے مجھے
اپنی غلامی مین لیجیے خواجہ عمرو نے اُس لڑکے کا ہاتھ تھاما مگر اُسنے خواجہ کی کمر مین ہاتھ
دیا خواجہ ہان ہان کرتے رہے مگر اُسنے نہ چھوڑا اپر پرواز پیدا کرکے لے اُڑا نعرے کرتا ہوا
جاتا تھا کہ منم پرواز جادو اُدھر سے گذرا کہ جدھر سعد شہریار ایک نخل کے سایے مین ٹھہرے
تھے خواجہ عمرو نے جو سعد شہریار کو دیکھا پُکار کر آواز دی کہ اس غلام کو بچائیے بادشاہ
نے دیکھا کہ ایک جادوگر بڈھا خواجہ کو لیے ہوے جاتا ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے
اُتاری اور تین پھال کا تیر بھر کمان مین پیوست کیا اسم جاشنیہ لوح پڑھا تاک کر تیر مارا
اُس ساحر نے چاہا بلند ہو کر اپنے کو بچاؤن مگر تیر قضا کب خطا کرتا ہی سینے پر اُس ساحر
کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا خواجہ عمرو اُس کے پنجے سے چھوٹے بادشاہ ہاتھ پھیلاکے
دے کہ خواجہ زمین پر نہ گرنے پائین ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم یاقوت جنی خواجہ عمرو کو
روکو اسعد شہریار تو بڑھ گئے لوح مین جو حکم دیکھا ہی اُسی راہ پر جاتے ہین مگر یہ

خواہش ہو کہ آج جدہ کو رہا کرون مگر الکن مردار خوار تین لاکھ فوج لیکر آیا اندر قید خانے کے گھسا ہوا آسمان پری سے کہتا ہو مین آپ پر عاشق ہون مجکو قبول کیجیے آسمان پری نے غصے مین جواب دیا او مردود کیا بیہودہ بکتا ہو الکن نے کہا ایسا سحر تیار کرون کہ تم بھی مجھپر عاشق ہو جاؤ یہ کہہ کے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ برگ سبز کچھ غنچہ کچھ گل نکالے سحر کرنے لگا گلدستہ بنا رہا ہو اور کہتا جاتا ہو کہ ای ملکۂ عالم یہ تم کو سنگھا دونگا جب اسکی بو دماغ مین پہونچیگی مثل میرے عاشق ہو جاؤگی ملکہ آسمان پری نے گھبرا کر طرف قریشہ سلطان کے دیکھا قریشہ سلطان بیقرار ہو گئی خیال کیا کہ ساحر یہانکے غضب کے ہین اگر اس بیحیا نے مادر مہربان کو گلدستہ سنگھایا تو بیشک ان کا قلب الٹ جائیگا قبلہ و کعبہ کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ فرمائینگے تو نے ہماری آبرو نہ بچائی ای کریم و رحیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے آبرو مین فرق نہ آئے تیری ہی ذات کا سہارا ہی نظم

دلش ہمیشہ بہ نور صفا است نورانی ‏ ‏ بخاک عجز ہر آنکس کہ سود پیشانی

خدا بہ روح بہ بخشد کمال روحانی ‏ ‏ کند بجسم عنایت جمال جسمانی

خدا بہ بندۂ کمزور زور می بخشد ‏ ‏ خدا بہ مور دہد رتبۂ سلیمانی

خدا بآدمی اوصاف آدمیت داد ‏ ‏ عطا نمود بانسان کمال انسانی

خدا حکومت و دولت دہد بخادم زار ‏ ‏ کند بہ بندہ عطا تاج و تخت سلطانی

خدا است مالک املاک ملک ہر دو جہان ‏ ‏ کہ ہست قصر دو عالم بنائے یزدانی

رسد بہ مطلب خود طالب خدا ہندی ‏ ‏ ز مدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی

سب سردار بیقرار ہین جو کہ ملکہ کے ساتھ قید ہین سب دعائین مانگ رہے ہین الکن جادو چاہتا ہو کہ گلدستہ ملکہ آسمان پری کو سنگھا دون ملکہ نے ناک بند کر لی ہو کہ بو پھولون کی ہمارے دماغ مین نہ جائے مگر الکن جادو گلدستہ لیے ہوئے پھر رہا ہی چاہتا ہو سنگھا دون مگر ملکہ اپنے کو بچا رہی ہین کہ بیرون قصر غلغلہ ہوا الکن جادو نے گھبرا کر کہا ارے دریافت تو کرو یہ ہنگامہ کیسا ہو کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آیا اسنے عرض کی ای افسر اعلی طلسم کشا کے لشکر والے جنگ کر رہے ہین آپکے لشکری فریاد و الغیاث کر رہے ہین الکن جادو گلدستہ پھینک کر باہر نکلا

مگر جھنجھلاتا اور کہتا ہوا کہ اگر چند ساعت طلسم کشا اور نہ آتا تو میرا مطلب ہو جاتا لیکن یہ مسلمان بڑے صاحب اقبال ہین باہر نکل کر دیکھا کہ طلسم کشا لڑ رہے ہین اور لوح چمکاتے جاتے ہین لوح کا عکس جو ساحرون پر پڑتا ہی تو سحر فراموش ہوتا ہی دریاے حیرت کا جوش ہوتا ہی بھاگتے پھرتے ہین الکن جادو نے سحر کرنا شروع کیا آگ برساتا جاتا ہی غل مچاتا ہی کہ ہان یارو تم بیجیاب ہو طلسم کشا کو گھیر کر مار لو سعد شہریار نے دیکھا کہ فوج کا اسقدر بلوہ ہی کہ مرکب بڑھ نہین سکتا جب لوح چمکاتا ہون تب راستہ ملتا ہی گھبرا کر درگاہ خدا مین دعا مانگنے لگے کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم مشکل کو آسان کر نظم

تازہ در باغ بدن تا کی بود گلزار دم + سبز کی ماند ہمیشہ گلشن بنجار دم +
از غم گل بلبل اندوہگین یابد خلاص + چون برآید از گلستان وجودش خار دم
گر نباشد دم نباشد ہمدم انسان کسے + زانکہ ہر یار است در دنیاے فانی یار دم
ہر زمان ہر وقت ہر دم روز و شب شام و سحر + اہل دم مشغول میباشد بشغل کار دم +
باش مثل نقطہ اندر حلقۂ طاعت مقیم + ہست تا وقتیکہ اندر گردش این پرکار دم
خانۂ عمر است تا روشن بنور فیض حق + روشنی چون شمع می بخشد بدل انوار دم
بر ہوا قایم بود بنیاد عمر آدمی + زانکہ باشد زیستش قایم باستقرار دم
پیش ناواقف نباشد سر معنی آشکار + محرم اسرار داند ہست یا اسرار دم +

ناگاہ صحراسے گرد اڑی نقابدار زرہ پوش بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا تلوار کھینچ کر جا پڑا بارہ ہزار جوان نے جو آکر حملہ کیا چند حملون مین فوج کو درہم برہم کر دیا مگر سعد شہریار جنگ رستمانہ کرتے ہوے سامنے الکن جادو کے پہونچے الکن نے بہت سحر کئے مگر کسی سحر نے سعد شہریار پر تاثیر نہ کی جب سب سحر کر چکا تو ناچار ہو کر تلوار کھینچی اور ہاتھ مارا سعد نے لوح کو چمکا دیا تلوار ہاتھ سے الکن کے گری اوپر سے شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ الکن مردار خوار کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی الکن کے سب ساحر بھاگے چند کس جو رہ گئے ہوے تھے وہ اسباب سحر پھینک پھینک کر قدمون پر سعد شہریار کے گرے اطاعت اختیار کی سعد شہریار اندر قید خانے کے آئے ملکہ آسمان پری کو سلام کیا آسمان پری نے

گلے سے لگا لیا فرمایا ای فرزند مین جانتی تھی کہ میرا قید ہونا آفت برپا کریگا خدا تم کو سلامت رکھے
کہ تم نے آکر رہا کیا سعد شہریار نے قید کاٹی ملکہ قریشہ سلطانہ کو سلام کیا قریشہ سلطانہ
نے سعد شہریار کی بلائین لین اور زنجیرین توڑ ڈالین سعد شہریاران سب کو ساتھ لیکر باہر نکلا
ملکہ آسمان پری کو تخت پر سوار کیا قریشہ سلطانہ مرکب پر سوار ہوئین پایہ تخت آسمان
پر ہاتھ رکھ لیا کہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران مع فوج آکر پہونچے اتنا بڑا لشکر آیا کہ تمام صحرا
فوج سے مملو ہو گیا مگر آسمان پری نے جو صاحبقران کو دیکھا ہنسکر کہا کہ کیون ای
عرب طوطا چشم ہماری رہائی کو تم نہ آئے ہمارے فرزند نے ہم کو رہا کیا صاحبقران نے
فرمایا وہ فتاح طلسم ہو لیکن ملکہ بخدا جس وقت مین نے خبر پائی کہ تم گرفتار ہو گئین اور
طلسم نوخیز جمشیدی والون نے تمہارے ساتھ بے ادبی کی کئی دن تک کھانا نہین کھایا
محلات مین نہین گیا شکر ہی پروردگار کا کہ تم نے رہائی پائی اب ایک جنگ اور باقی ہی
کہ جمشید ثانی قصر ہفت رنگ پر فروکش ہی بائیس لاکھ فوج جمع کی ہی اور آٹھ
نوسی نامدار ہین بڑے بڑے پہلوان جمشید نے بلوا لیے ہین کہ وہ سب دعوی رکھتے ہین کہ سبکو
گھیر کر مار لین گے اس جنگ مین البتہ لڑائی کا انتظام ہوگا تمام فرزندان نامی و سرداران گرامی
کو مین نے نامے لکھے ہین خواجہ سب کو نامے پہونچا آئے ہین وقت پر وہ سب آئینگے سبکی
جرأت کا امتحان ہوگا مگر یقین ہی فرزند میرا رستم بڑے جاہ و جلال سے آئے بدیع الزمان
و قاسم و ایرج و نور الدہر و جہانگیر و لندھور و مالک وغیرہ یہ سب وقت پر آئین گے
جمشید کو معلوم ہوگا کہ اہل اسلام لشکر کشی کر کے آئے ہرچند کہ فوج اُس کے پاس بہت ہی
مگر حال جرأت کھلیگا ملکہ آسمان پری باتین صاحبقران کی سُن کر بہت خوش ہوئین کہا
آپ کے دم سے پردہ قاف مین میری سلطنت ہی ہمیشہ قہقہہ حشمی لشکر کشی کر کے آتا ہی
مگر پھر بھاگتا ہی ایکی مرتبہ قلعۂ بلور پر سے ایسی شکست کھائی کہ کئی دن جنگل مین پڑا رہا مگر
نقابدار زرین پوش بڑے زور و شور سے جا کر قہقہہ حشمی پر گرا اور نقابدار زرین پوش
کو بڑا غرور ہی اُس نے نعرہ کر کے اپنے کو صاحبقران عصر کہا ملکہ کو بہت ناگوار ہوا گھوڑا
اڑا کر سامنے نقابدار کے پہونچی اور کہا ای بہادر ہرچند کہ آپ نے ہماری مدد کر کے اپنے کو

صاحبقران مت کہیے ہمکو ناگوار ہوتا ہی خدا صاحبقران کو سلامت رکھے جنکی ذات سے
تمام دنیا مین اسلام ہوا تو شیروان ایسے شاہ سے لڑے آخر کو شکست دی پھر پھر
ایسا ملک فتح کیا گنجاب کو شکست دی عجم ہوتے ہوے باختر مین پہونچے لقا ایسے شخص کو
شکست فاش دی آپ مجھسے مقابلہ کیجیے لقا بدار نے سر جھکا لیا اور کہا میری کیا مجال
کہ آپ سے مقابلہ کرون صاحبقران نے فرمایا وہ بڑا معقول شخص ہی مگر مجھی سے لڑنے کا
دعوی رکھتا ہی اکثر میرے فرزندون نے بھی اُس کو ٹوکا مگر اُسنے اُن سب کو یہی جواب دیا
کہ مین آپ لوگون سے نہ لڑونگا مجھسے کہتا ہی بانے صاحبقرانی کے مجکو دے دیجیے مجھسے مقابلہ
دیکھیے کسی دن مقابلہ ہوگا تو حال کھل جائیگا قریشہ سلطان نے کہا قبلہ و کعبہ آپ مجکو اُس سے
لڑوا ئیے صاحبقران نے فرمایا مین خود مقابلہ کرونگا حوصلہ اُس کا نکل جائیگا بادشاہ
نے حکم دیا لشکر اُسی مقام پر اُترا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی بادشاہ جمجاہ آکر تخت پر بیٹھے
آسمان پری کے لیے تخت الگ بچھا سب سردار آکر بیٹھے آسمان پری نے فرمائش کی کہ
خواجہ عمرو سے کہیے کچھ گائین صاحبقران نے فرمایا خواجہ کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے کہا کسی
گوئیے کو حکم دیجیے مین گویا نہین ہون میرا تو اور کام ہی اگر حکم ہو تو ساری محفل کو بیہوش کرون
سب کے کپڑے اُتار لون آسمان پری نے کئی لاکھ روپیے کا موتیون کا مالا گلے سے
اُتار کر دیا خواجہ عمرو نے کہا حمزہ دیکھ فیاض ایسے ہوتے ہین اب مین ضرور گاؤنگا یہ کہکر
بیچ مین آبیٹھے ز نبیل سے نکالی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

یقین ہو ذرون کو ہی آفتاب شیشے مین	ہنوز رہی کئی ساغر شراب شیشے مین
وہ میرزا منش آنکلے شاید ای ساقی	شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین
ہمارے گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دن کی	کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین
زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے	رہیگی دُرد کی مٹی خراب شیشے مین
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے	بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین
ہر اک ست کی ہوتی ہی نالۂ بلبل	شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین
بتا رکھنے ہین ساقی اگر دیا چاہیے	سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

سفید مو ہوسے ترک قدح کشی کیجے — عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین
پیو جو نشے مین ہو دیگی بے محل حرکت — شراب پی کے بھرینگے کباب شیشے مین
وہ ترک آکے تو دوے مین اپنے حاضر ہی — کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

رات بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو بادشاہ سب کے پہلے کوچ کر گئے اُنکے ساتھی اُنکے ساتھ گئے یہان جمشید ثانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی فوجین چلی آتی ہین کہ رہا ہی کہ ان فوجون کا کون مقابلہ کرسکیگا اشقال مردم درد میکال خیلسوار یہ دو لون پہلوان بجمعیت کثیر آئے ہین جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ایک طرف اُترو بھائیو اب جرأت کا کام ہی ایسے لڑو کہ طلسم کشا کو قتل کرو اشقال کہ رہا ہی یا خداوند میری تلوار کی پناہ نہین ہی دوسرا بھائی کہتا ہی کہ مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے میری عملداری مین کوئی ایسا نہین بچا کہ جسکو زیر نہ کیا ہو دیکھیے چالیس پہلوان ساتھ ہین اور تاجدار آتے ہین راہ مین تمام جنگل فوجون سے بھرے ہین سب یہین آتے ہین اور سب یہی چاہتے ہین کہ طلسم کشا کو مارین جمشید ثانی خوش بیٹھا ہی کہتا ہی جسکے اسقدر بندے ہون اُس کو طلسم کشا سے کیا خوف ہی کسقدر فوج لائین گے جنگل میرے بندون سے بھر گئے اور باقی کی آمد ہی مین حیران ہون کہ یہ سب کہان اُترین گے نمبردارون کو حکم دے رہا ہی کہ جنگل کاٹو میری فوج کیواسطے جگہ ہو جنگل کٹ رہے ہین خیمے بارگاہین استادہ ہو رہی ہین دکاندار دکانین درست کر رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایک میلہ عظیم الشان ہی سب طرح کے لوگ موجود ہین ایک طرف گل فروش بیٹھے ہوسے آوازین دے رہے ہین کہ بیلا بلنگ توڑ ہو البیلا اس کو لے ہار پہنے تو دماغ معطر ہو جائے ایک جانب ایک دیر بنا ہی اُس مین تصویر جمشید رکھی ہی پوجا پاٹ کرنے والے صبح کو نہا دھو کر لُٹیا پانی کی ہاتھ مین لیکر آئے ہین برہمن وغیرہ سنکھ بجا رہے ہین یا خداوند جمشید ثانی کا ہلڑ ہی کسبیون نے جو سُنا کہ فلان مقام پر بڑی لشکر کشی ہی لاکھون آدمی جمع ہین بہلیان چلی آتی ہین پالین استادہ ہو رہی ہین جا بجا میلہ ٹھنا ہی رہا ہی زور ٹاسارنگی کا بلند ہی تماشبینون کے جماؤ ہین کوئی جا کر بیٹھ گیا نائکہ نے نوچی کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر مجرا کرنے لگی اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پی کر گلابی ہو گیا
تجھے کہدین کیون گلِ احمر گلابی ہو گیا
کسقدر خوش رنگ ہی ساقی مئے رنگین عشق
سُرخ دامن سے جو میرے اشک پونچھے یار نے
جسمین لکھا حال تیرے عارضِ گلرنگ کا
جس نے شیدا سے رُخِ گلرنگ کو زخمی کیا
آئنہ خانے مین آیا وہ گلابی پوش جب
دیدۂ مخمور کی رنگت یہ آنکھون مین کھپی
اُسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی اسقدر
کون گلگون پیرہن تھا شب کو پہلو مین ہم

صاف رنگ چہرۂ انور گلابی ہو گیا
لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا
شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا
ہی غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہو گیا
واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہو گیا
یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا
یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہو گیا
روئے جب ہم رنگ چشم تر گلابی ہو گیا
لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہو گیا
صبح کو دیکھا کہ سب بستر گلابی ہو گیا

جمشید یہ ہنگامے سُن کر مغرور ہو رہا ہی کئی سو تاجدار گرد بیٹھے ہین پہلوان دنگلون پر بیٹھے ہوے جھوم رہے ہین قبضون پر ہاتھ رکھے ہوے لاف وگزاف کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اسی تلوار سے طلسم کشا کو مارین گے ہمارا وار خالی نہین جاتا جمشید کے سامنے دعوی کر رہے ہین کہ یا خداوند ہم کو بتا دیجیے گا کہ وہ طلسم کشا ہی ہم اُسی کو مارین گے جمشید نے جواب دیا کہ طلسم کشا خود ظاہر ہو جائیگا کہ سب کے آگے ہو گا لوجبن گلے مین ہو نگی یہی طلسم کشا کی پہچان ہی سب کہ رہے ہین کہ یا خداوند اس لڑائی کو یون فتح کرین کہ مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا بارگاہ مین جمشید کے عجب ہنگامہ ہی بڑے بڑے پہلوان جمع ہین اپنا اپنا دعوی کر رہے ہین کہ ہم طلسم کشا کو مارین گے صبح کا وقت ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی جمشید نے دیکھا کہ سعد شہریار آگے آگے پشت پر تمام لشکر چالیس شاہزادیان ایک جانب سو تاجدار اُن کی پشت پر ایک ابر پر ملکہ ہماے نازک ادا اور ایک ابر کے اوپر مشتاق کوہ گردان کہ وزیر جمشید ہی سعد شہریار کا مطیع ہوا ہی جمشید ثانی نے جو اُ... وزیر کو ہمراہ سعد شہریار دیکھا سبھون سے کہنے لگا کہ دیکھو صاحبو میرا وزیر طلسم کشا کا شریک ہو گیا لشکر سعد نہ ٹھہرنے پایا تھا کہ پھر گرد اُڑی سب نے دیکھا صاحبقران زمان

استقر دیو زاد پر سوار پشت پر تمام پہلوان اور کئی دیو اسنے زنجیرین ہلاتے ہوئے ہمراہ
ہین اور یہی چاہتے ہین کہ صاحبقران اشارہ کرین تو ہم لوگ جا پڑین جنگ شروع ہوجائے
خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس کر و فر سے صاحبقران بھی ایک جانب آکر فروکش
ہوئے ایک طرف لشکر طلسم کشا اُترا رہا ہی ہرچند کہ جمشید کانپ گیا مگر کہہ رہا ہی کہ دیکھو صاحب
طلسم کشا کو دیکھا یہ شاہزادیان جو ساتھ آئی ہین جا بجا ٹہل رہی ہین سب کی بارگاہین الگ
الگ استادہ ہوئی ہین سب ہمارے ساتھ کی ہین ہماری صحبت مین بیٹھتی تھین بس اسی قدر
لشکر مسلمانون کا ہی ہرکارون نے عرض کی اب سب شاہزادے آتے ہین فردًا فردًا آئین گے
آپ نے کا مقام دلیگا بھائی بھتیجے بھی سعد کے سب آئین گے جمشید نے کہا یارو تم مین کوئی
ایسا نہین ہی کہ سعد کو گرفتار کر لائے اشراق کوہ شکن ایک بادشاہ بیٹھا ہی کہ جیا
اُس کا طرار تیزرو تھا اُسنے بڑھکر عرض کی اگر غلام کو حکم ہو تو غلام سعد کو لائے یہان بادشاہ
کی جو بارگاہ استادہ ہوئی تو ملکہ قمر عذار و ملکہ لالہ عذار اور چند شاہزادیان پہرے پر
آکر بیٹھین لالہ عذار نے کہا بہن قمر عذار بادشاہ کی حفاظت واجب و لازم ہی ایک
بالائے بارگاہ جاکر بیٹھی اور ایک مثل نگہبانون کے در بارگاہ پر بیٹھی فیروزہ بن عمرو نے جو
یہ نگہبانی دیکھی کہ جملہ شاہزادیان کمر باندھے پھر رہی ہین فیروزہ نے سب کی تعریفین کین
اور اطمینان ہوا کہ بادشاہ کی بارگاہ کے قریب کوئی نہین آسکتا لشکر مین پھرنے لگا مگر طرار تیزرو
جو بہر اسیرگرفتاری بادشاہ آیا تھا دور سے دیکھا کہ جادوگرنیان گرد بیٹھی ہین اور کچھ پھر رہی ہین
کیا مجال ہی کہ ہوا کا بھی گذر ہو حیران تھا کہ کیا کرون دور سے اِسنے فیروزہ بن عمرو کو دیکھا
پہچانا کہ یہ عیار بادشاہ ہی ایک ہرکارے کی شکل بن کر سامنے آیا کہا مہتر صاحب مین ایک
خبر دینے آیا ہون ایک عیار جنگل مین چھپا ہی چلیے اُس کو بتا دون آپ گرفتار کیجیے فیروزہ
نے کچھ خیال نہ کیا اس کے ساتھ چلا جب فیروزہ لشکر سے نکل آیا تب طرار تیزرو نے حلقہ
کمند مار کر فیروزہ بن عمرو کو گرفتار کیا اور آپ فیروزہ کی شکل بن کر در بارگاہ پر آیا ملکہ
لالہ عذار کہ دروازے پر بارگاہ کے بیٹھی تھی فیروزہ نقلی کو دیکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا
مہتر صاحب کہان سے آتے ہو طرار تیزرو کہ یہ بڑا عیار مکار ہی تعریفین کرنے لگا کہتا تھا

ای ملکۂ عالم آپ نے خوب انتظام کیا اب کسی کی مجال نہین ہی کہ آسکے لیکن ایک غفلت کی ساحر
تو کوئی نہین آسکتا اگر کوئی عیار نقب دے کر اندر جائے تو شہریار کو گرفتار کرے آپ کو خبر
بھی نہ ہو لالہ عذار نے جواب دیا کہ اس کا بھی کچھ انتظام کرو فیروزہ نقلی نے کہا مین
اندر جا کر بیٹھون حفاظت شہریار کرون لالہ عذار نے کہا بسم اللہ اندر جاؤ تمسے زیادہ
کون نگہبانی کریگا طرار تیزرو اندر آیا بادشاہ جمجاہ کو بیہوش کیا اب سوچا کہ باہر کدھر سے نکلون
سب طرف سے بارگاہ گھری ہی آخر نقب کھودنے لگا ایک درخت کے سائے مین ٹھرا نقب
کا توڑا قضائے کار میثاق کوہ گردان وزیر اعظم پھرتا ہوا آتا تھا اسنے دور سے دیکھا
کہ ایک شخص زمین سے نکلا مگر پشتارہ بدوش ہی پکار کر آواز دی کون جاتا ہی طرار تیزرو
بھاگا میثاق کوہ گردان سمجھا کہ یہ کوئی دزد ہی اسنے سحر کیا کہ طرار تیزرو منھ کے بھل گرا
میثاق کوہ گردان نے آکر پشتارہ بادشاہ کا کھولا بادشاہ کو دیکھ کر حیران تھا کہ یہ ملعون
کیونکر لایا بادشاہ کو طرف بارگاہ کے روانہ کیا مگر طرار تیزرو کے منھ پہ ہاتھ پھیر دیا
طرار تیزرو دیوانہ ہو گیا کہتا تھا ای وزیر اعظم کیا حکم ہی کہ بجا لاؤن میثاق نے کہا
بہتر یہ ہی کہ جمشید کو چرا لاؤ طرار یہ کہکر چلا کہ حضور تامل کرین مین ابھی لاتا ہون سحر مین
میثاق کے پھنسا ہوا بھاگا لشکر جمشید مین آیا پھرتا ہوا پشت بارگاہ جمشید ثانی
پر پہونچا آکر جمشید کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرکے بھاگا طلائے پر وزیر جمشید ثانی کا کہ
ابلیس آوازہ زن نام ہی جب آواز دیتا ہی زمین تھرا جاتی ہی طلایہ پھر رہا تھا کہ طرار کو
آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون جاتا ہی طرار نے چاہا کہ بھاگون ابلیس نے سحر کیا
طرار کے پاؤن زمین نے تھام لیے ابلیس قریب آیا پشتارہ کھولا جمشید ثانی کو پشتارے
مین پایا حیران تھا کہ یہ عیار ہمارے لشکر کا قدرت کو کیون لیے جاتا ہی طرار سے باتین چوپین
طریقے سے معلوم ہوا کہ یہ کسی کے سحر مین مبتلا ہی اس کے پاؤن کی خاک اٹھائی اس پر
سحر کیا کہ اس خاک سے آواز آئی کہ یہ سحر میثاق کوہ گردان کا ہی ابلیس آوازہ زن
سوچا کہ میثاق نے تو فقرہ کیا اب مین بھی کوئی تدبیر کرون یہ سوچ کر اس نے پشت پر
رکے ہاتھ رکھا اور کہا جاکر میثاق کو لاؤ طرار تیزرو روانہ ہوا لیکن یہان

فیروزہ بن عمرو درخت سے بندھا ہوا تھا کاہ فروشون نے فیروزہ کو کھولا فیروزہ حیران
کھڑا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا وہی عیار آتا ہو حلقے کمند کے بچھا دیے ایک
گوشے مین آپ چھپ کر بیٹھا جب طرار وہان آیا تو فیروزہ نے شیر کی آواز دی طرار کا
فیروزہ نے جھٹکا مارا طرار تبریزرو گرا فیروزہ نے نکل کر حباب مار دیا کہ طرار تبریزرو
بیہوش ہوا فیروزہ نے اس کو درخت سے باندھا کوڑا پکڑ کر کھڑا ہوا طرار کو ہوشیار کیا
پوچھا ای عیار تو کون ہو یہ سحر مین ابلیس کے تھا بول اٹھا حضرت صاحب مین ملازم خداوند ہون
سعد شہریار کو چھڑانے آیا تھا مگر میثاق کوہ گردان نے پشتارہ چھین لیا اور مجھسے
کہا کہ خداوند کو لاؤ مین نے جا کر خداوند کو بیہوش کیا راہ مین ابلیس مل گیا اُسنے حکم دیا ہو کہ
میثاق کو لاؤ مین براے گرفتاری میثاق جاتا ہون فیروزہ نے پھر اس کو بیہوش کیا
اور پشتارہ باندھ کر چلا قضا ے کار بیٹی اسکی شمکین شیرین ادا اسنے جو خبر سُنی کہ باپ میرا اسیر
گرفتاری طلسم کشا گیا ہو سوچی کہ ایسا نہ ہو اُن پر کوئی افتاد پڑے با نہاے عیاری سے آراستہ
ہو کر چلی تھی اس وقت پہونچی کہ فیروزہ پشتارہ لیے جاتا ہو شب ماہ تھی شمکین شیرین ادا نے
پہچانا کہ میرے باپ کو کوئی لیے جاتا ہو پکار کر آواز دی او جانے والے ٹھہر جا فیروزہ نے
جو یہ آواز سُنی ٹھہر گیا دیکھا سامنے سے ایک عیارہ آفت جان نہایت حسین و جمیل نیچہ تھامے
ہوے آتی ہو اور یہی نعرہ ہو کہ پشتارہ رکھدے فیروز کو کچھ بن نہ پڑا پکار کر آواز دی کہ معشوق
کی خاطر واجب و لازم ہو ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان یہ کون ہو جو پشتارے
مین ہو شمکین شیرین ادا نے کہا میرا باپ ہو مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ دو دزیرون نے اسپر
سحر کیے یہ اپنے ہوش و حواس مین نہین ہو مین اس کو قدرت کے سامنے لیجاؤنگی وہ اسپر
سے سحر اُتارینگے اب مین خود آمادہ ہون طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤنگی مگر تم طلسم کشا کے
کون ہو فیروزہ نے کہا مین اُن کا عیار ہون ہر چند کہ اس مکار نے میرے ساتھ یہ حرکت
کی لیکن جو مجھسے کیے وہ کرسکتا ہون شمکین شیرین ادا نے کہا اس کو سامنے خداوند کے
لیے جاتی ہون دیکھون وہ کیا تقدیر کرتے ہین اُن کی تقدیر ہماری تدبیر جمشید ثانی کے
سامنے طرار تبریزرو کو جو لائی جمشید نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا طرار ہوش میں آیا کہا

ای خداوند فیروزہ نے مجکو پکڑ لیا تھا مگر مین رہا ہوکر لشکر مین حضور کے آیا اب جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن
جمشید ثانی نے کہا یا تو میثاق کو لاؤ یا سعد کو گرفتار کرو طرار نے کہا مین ابھی جاتا ہون
یہ کہکر روانہ ہوا یہان فیروزہ بعد جانے شمکین شیرین ادا کے جنگل مین دیوانہ پن کررہا ہی
کہ زناٹ کی آواز کان مین آئی دیکھا وہ ہی عیار پھر آتا ہی فیروزہ نے پھر حلقے کمند کے خس پوش
کیے ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھا کہ طرار تیز رو اُس مقام پر پہونچا فیروزہ بن عمرو نے شیر کی
آواز دی طرار رُکا فیروزہ نے جھٹکا مارا طرار گرا فیروزہ نے آتے ہی حباب مار کر اسکو
بیہوش کیا اور طرار تیز رو کو درخت سے باندھکر ہوشیار کیا کہا ای طرار مسلمان ہو طرار نے
کہا مین جاگتی جوت کے خداوند کو نہ چھوڑونگا فیروزہ نے طرار کو قتل کیا کپڑے اُس کے
اُتارنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی اب دیکھا وہ ہی معشوقہ خوبرو جست و خیز کرتی ہوئی آتی
ہی اپنے باپ کا جو لاشہ دیکھا تیغ کھینچ کر لڑنے لگی مگر فیروزہ ذار روک رہا ہی اپنا وار
نہین کرتا کہ ابلیس کو جو خبر ہوئی کہ ملکہ شمکین شیرین ادا بھی براے گرفتاری سعد شہر نا
گئی ہین یہ بھی شمکین پر عاشق ہی مگر بخیال جمشید ثانی آج تک خاموش رہا جب اس کو یہ
معلوم ہوا کہ ملکہ بھی گئی ہین تو اس فکر مین چلا کہ جا کر معشوقہ کی مدد کرون اُسوقت پہونچا
اور دور سے دیکھا کہ شمکین شیرین ادا فیروزہ پر برس رہی ہی مگر فیروزہ کہتا ہی ای
جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین سر جھکا دون تو ہاتھ تلوار کا مار میرا سر کٹ کر قدمون
پر گرے کہ سر کو قدمبوسی نصیب ہو مگر شمکین کب مانتی ہی جھلا کر جواب دیتی ہی کہ او بیحیا
تو نے غضب کیا کہ میرے باپ کو مار ڈالا مین ضرور تجھسے بدلہ لونگی ابلیس نے دور سے اپنے
نام کا نعرہ کیا کہ ملکہ تامل کرو مین اس کو آکر سحر سے گرفتار کیے لیتا ہون فیروزہ نے جو ابلیس
کو دیکھا جست کر کے بھاگا شمکین نے آواز دی کہ او مکار کہان جائیگا تجکو تلاش کر کے
مارونگی ابلیس نے قریب آکر شمکین شیرین ادا کا ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکۂ عالم مین فیروزہ
لاتا ہون اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرنا تم مت تکلیف کرو شمکین شیرین ادا نے ہاتھ
چھڑایا کہا ای ابلیس جو تمہارے دل مین خیال ہی اُس کو نکال ڈالو مین کیا کسی سے پایہ کمی
کا رکھتی ہون مین اُس کو گرفتار کر لاؤنگی ہرچند ابلیس نے روکا کہ ای ملکۂ عالم تم نہ جاؤ مین

ابھی اُسے لاتا ہون لیکن نمکین شیرین ادا نے نہ مانا ابلیس کو رخصت کیا کہا اے وزیر اعظم مین غم مین اپنے باپ کے ہون مجھسے زیادہ مسخرہ پن نہ کرو مین قبول نہ کرونگی دل چاہے تو خداوند سے کہنا مین سامنے خداوند کے گفتگو کر لونگی ابلیس ناچار ہو کر پلٹ گیا مگر نمکین باپ کا لاشہ پھلوا کر تلاش مین فیروزہ کی چلی فیروزہ کو کب چین پڑتا ہی لشکر جمشید مین داخل ہوا کسبیون کی پالون مین جا کر ایک نازنین گلنار پوش نامے کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بن کر بیٹھا کہ داروغہ نے آکر حکم دیا کہ گلنار پوش جاؤ فیروزہ اُس کے ساتھ ہوا ڈھلنیے بجنیے ساتھ مین دربار مین جمشید کے آیا سامنے جمشید ثانی کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگا نظم

درد سر کی مرے دوا کیا ہی ٭ خاک پا کے سوا بھلا کیا ہی ٭
نہین کھلتا ہی ماجرا کیا ہی ٭ دل پھڑکتا ہی کیون ہوا کیا ہی
کچھ نفس کا شمار باقی ہی ٭ تیرے بیمار مین رہا کیا ہی ٭
ابھی کمسن ہی وہ نہین واقف ٭ ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہی
نکلی جاتی ہی کیون یہ قالب سے ٭ روح کو آج ہو گیا کیا ہی ٭
جان لیتی ہی کیون شب فرقت ٭ مین نے اس کا گنہ کیا کیا ہی ٭
مین نے چھیڑا تو کس ادا سے کہا ٭ جان کی خیر ہی ہوا کیا ہی
جان لیتی تھی سنئے چکے صاحب ٭ جائیے اب یہان دھرا کیا ہی
محتسب گر نہین ہو شیشہ مے ٭ یہ بغل مین تری چھپا کیا ہی
کیون ہر بار آہ و نالہ کرتے ہو ٭ خیر تو ہی تمھین ہوا کیا ہی

فیروزہ گا رہا ہی کہ نمکین پلٹ کر آئی دیکھا کل اہل دربار گانے پر مبہوت ہو رہے ہین آنکھ ملائی پہچان گئی کہ یہ تو وہی مکار ہی مگر گانا سُن کر بیقرار ہو گئی دل سے کہتی ہی گانا تو اس کمبخت کا سحر ہی کیا خوش آواز ہی صدا مین سوز و گداز ہی مگر تاب نہ باقی رہی پکار اُٹھی کہ او مکار مین نے تجکو پہچانا اب کہان جائیگا فیروزہ اُٹھ کر بھاگا نمکین شیرین ادا لینا کرتی ہوئی چلی مگر فیروزہ خود کنا جاتا ہی کہ چور آگے گیا ہو جانے نہ پائے لوگ جانتے ہین کہ کوئی آگے گیا ہوگا فیروزہ نکل جاتا ہی نمکین آکر کہتی ہی کیون صاحبو تمنے گرفتار نہ کیا

وہ جواب دیتے ہین کہ وہ تو خود چور چور کرتا ہو ا جلتا ہے کسکو گرفتار کرین اسی وجہ سے ہم سنے
اُس پر ہاتھ نہین ڈالا کہ چور آسکے گیا ہوگا شمکین حیران ہوتی ہے اور دل سے کہتی ہے بڑا مکار
ہے حقیقت مین فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین ان کا باپ کیسا چالاک ہوگا جیسے ہی اسنے
عمرو کا نام لیا خواجہ عمرو ہیرا سے بالا دوہی نکلے تھے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین زیر نخل
کھڑی ہے اور سوچ رہی ہے سمجھے کہ فیروزہ اسی کے غم مین پریشان ہے ایک ضعیفہ فقیرنی کی شکل
بن کر سامنے آکر سوال کیا کہ حسن وجمال کو ترقی ہو عاشقون کی زیادتی ہو دشمن پامال ہون یہ
فقیرنی کئی دن سے بھوکی ہے شمکین نے جیب سے روپیہ نکالا چاہا فقیرنی کو دون فقیرنی نے
کہا واری آپ کے پیچھے کون کھڑا ہے شمکین پلٹی خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند مار کر شمکین
کو بیہوش کیا فیروزہ گوشے سے یہ سب معرکے دیکھ رہا تھا روتا ہوا سامنے آیا کہا قبلہ و
کعبہ اس کو چھوڑ دیجیے عمرو نے کہا تیری معشوقہ ہے اس کو لیجا فیروزہ نے کہا مین اسکو
گرفتار کرلونگا یہ نہین چاہتا کہ حضور کے ہاتھ سے گرفتار ہو اور مین قبضہ کرون خواجہ نے
شمکین کو ہوشیار کردیا شمکین جو اُٹھی دیکھا باپ بیٹے دونون کھڑے ہین فیروزہ نے کہا ای
ملکۂ عالم مجھے قتل کیجیے مجھسے بے ادبی ہوئی لیکن خواجہ عمرو نے کہا ای شمکین یہ تیرے
اوپر عاشق ہے ایسا نہ ہو گرفتار کرے شمکین نے کہا کہ تم دونون مجھپر حملہ کرو مین تم دونون
کو گرفتار کرلونگی خواجہ عمرو نے کہا بی بی یہ بہت دشوار ہے یہ تمھارا کہنا سراسر بیکار ہے
کہ تم ہم دونون کو گرفتار کرلوگی شمکین نے کہا ای فیروزہ ایک شرط میری محبت مین ہے
کہ ابلیس آوارہ زن جو وزیر جمشید ثانی کا ہے وہ مجھپر جان دیتا ہے آج چل کر مین اپنی
محفل مین جلسۂ عیش ونشاط آراستہ کرتی ہون تم اپنے کو پہونچاؤ اور اُس کو گرفتار کرکے
لیجاؤ اگر تم نہ پہونچوگے تو مین گرفتار کرلونگی پھر مجھسے دعوی عشق نہ کرنا فیروزہ نے کہا
جائیے مین آؤنگا جب شمکین چلی گئی تو خواجہ نے کہا مین جاؤن فیروزہ نے کہا نہین
مین گرفتار کرلاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوا مگر شمکین نے اپنی بارگاہ مین آکر جلسۂ عیش آراستہ کیا
طائفون کو حکم دیا کہ حاضر ہون ابلیس سے کہلا بھیجا کہ آج آکر صحبت مین شریک ہو جتنے
گنہگاری دعوت کی ہے ابلیس یہ سُن کر خوش ہوگیا فوراً روانہ ہوا صحبت مین شمکین کی آیا

مسند پر بیٹھا ایک نازنین مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

کہوں سر رکھکے قدموں پر انکھین سے ‎—‎ مٹا دو میرے لکھے کو جبین سے +
یہی شکوہ ہی بخت شرمگین سے ‎—‎ لڑی کیوں آنکھ اُس پردہ نشین سے
مری آنکھین تری صورت کو ترسین ‎—‎ گلہ ہی مجکو صورت آفرین سے
جھکانی ہی جو میری آنکھ تم کو + ‎—‎ ادھر دیکھو نگاہ شرمگین سے
نراکشتہ ابھی ہی خلد سے دور ‎—‎ بلائین لیتی ہین حورین وہین سے
خبر لیگا بام یار کی بھی + ‎—‎ اگر نالہ پھرا عرش برین سے
چلا گھر سے جو مین دشت جنون کو ‎—‎ لگا رہے ہوش ہم رخصت یہین سے
کبھی دست جنون کو جز گریبان ‎—‎ نہین دیکھا نکلتے آستین سے
مرا خط دے کے کہنا اُس سے قاصد ‎—‎ کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ تو کہین سے
ہمارا کام آخر ہو گیا تھا + ‎—‎ کسی بیت کی نگاہ اولین سے
جلال اُتری نہ مرکر بھی تب عشق + ‎—‎ بخار اُٹھتے ہین مرقد کی زمین سے

وہ نازنین اس زور و شور سے گا رہی ہی اور بتاتی جاتی ہی کہ سب محو ہو رہے ہین ہر چند کہ نمکین نے پہچانا مگر خاموش ہو رہی خیال مین یہ ہی کہ دیکھوں یہ کیا کرتا ہی اُس نازنین نے گاتے گاتے کہا ای ملکۂ عالم ایک دن مین دربار مین صاحبقران کے گئی تھی خواجہ عمرو نے ساقی گری کی ساری محفل کو شراب سر سے پلائی بڑی تعریف ہوئی مین نے بھی گھر مین آکر کثرت کی معلوم ہوا کچھ بات نہین جب چاہوں اس کام کو کرلوں لہذا میخانہ میرے سپرد ہو کہ مین بھی یہ کمال دکھاؤں آپ کو راضی کروں نمکین نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو دی فیروزہ میخانے مین آیا سب شراب کو خراب کیا اُس مین بیہوشی ملائی اور پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین آج کوئی باقی نہ رہے کنیزین اور خدمتگار دوڑے گلابیان اُٹھا کر لے گئے سارے لشکر مین شراب تقسیم ہوئی فیروزہ بن عمرو نے سو گلابیان نیار کین کشتی مین لگا کر محفل مین لایا نمکین نے دیکھا کر بڑے سلیقے سے شراب لایا ہی کہ جس رنگ کی گلابی ہی اُسی رنگ کی اُسمین شراب بھری ہی گھڑے اُن کے تامی سے باندھے ہین کشتی کا

شراب لایا ہی کہ دیکھنے والون کا دل للچاتا ہی کہ ضرور شراب پئین فیروزہ نے لاکر کشتی رکھی اور کھڑے ہو کر گت ناچنا شروع کی

نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا ۔ وجد کرنے لگا تدرو ادا
قواۂ آسمانکا تھا قول ۔ ایسا نہ تھا باربد بھی لاحول
گنج مرقد مین تانسین کی روح ۔ تڑپی مانند طائر مذبوح
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل ۔ ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
جسکی جانب بتا کے سسکی لی ۔ جان اسنے سسک سسک کر دی

پہلے جام فیروزہ سامنے ابلیس کے لایا ابلیس نے اسم سحر پڑھ کر جام پر ہاتھ ڈالا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی اور شعلہ بن کر اڑ گئی رنگ وروغن عیاری کا بھی چہرے سے فیروزہ کے اڑ گیا ابلیس نے للکارا کہ او ناعیار مین نے تجکو پہچانا فیروزہ بھاگا ابلیس پیچھے پیچھے چلا جب فیروزہ لشکر کفار سے نکلا ابلیس نے اپنے شانون پر سحر کیا پر پیدا ہوے اڑکر آسمان پر آیا فیروزہ ذرا رکا تھا کہ ابلیس کڑک کر گرا پنجہ کمر مین دے کے لے اڑا لیکن خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ فرزند کو ابلیس نے گرفتار کیا اور لیے جاتا ہی رنگ وروغن عیاری کا لگایا تمکین کی شکل بن کر تیار ہوے ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہو کر آواز دی ای عاشق صادق وای یار موافق اس نگوڑے کو کہان لیے جاتے ہو تمہارا رقیب ہی مین نے اسی واسطے جلسہ آراستہ کیا تھا کہ تمہارے سامنے عیاری نہ کر سکیگا تم نے خوب پہچانا ایسی نگوڑے نے صورت بنائی کہ مین نہ پہچان سکی مگر تم نے خوب پہچانا ابلیس نے جو معشوقہ کو دیکھا خوش ہو گیا آسمان سے اترا آیا فیروزہ کو ڈال دیا معشوق سے لپٹنے لگا ملکہ نقلی نے کہا او دیوانے کیون گھبراتا ہی مین نے تجکو قبول کیا عمر بھر ساتھ رہیگا لیکن اور مزہ دیکھو قدرت بھی آتے ہین ابلیس لپٹا مگر فیروزہ بن عمرو کی آنکھین کھلی ہین یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی جیسے ہی خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے ابلیس گرا خواجہ نے حباب مار کے کہا ای فیروزہ بھاگ فیروزہ نے کہا مین تو اس کے سحر مین ہون بغیر اسکے مرے رہائی اڑ لگا خواجہ عمرو نے پہلے ابلیس کے کپڑے اتارے موتیون کے مالے پہنے تھا وہ سب

اُٹھا رہے ہے اور خنجر مارا کہ ابلیس کا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا مگر شمکین بعد جانے ابلیس کے
جو چلی تھی کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ابلیس آوازہ زن بود سمجھی کہ عیار نے اُسکو
مار لیا اُسی آواز کے نشان پر چلی اُس وقت آکر پہونچی کہ فیروزہ و خواجہ کھڑے ہین اور لاش
ابلیس کا پڑا ہی خواجہ عمرو تو ہٹ گئے سمجھے کہ یہ دونون باتین کرینگے فیروزہ کا حال غیر ہی
ہم دو چار کوڑی کا روزگار کر چکے صبح صبح بُہنی تو ہوئی شمکین شیرین ادا نے آکر کہا کہ اے
فیروزہ تو نے بڑا کام کیا کہ اتنے بڑے جادوگر کو مارا دربار مین جمشید کے اسکا بڑا نام
تھا مجھے یقین نہ تھا کہ یہ یون مارا جائیگا اب یقین ہوا کہ جمشید ثانی بد اقبال ہو گیا مین
اور چلی آتی ہون فیروزہ نے کہا ملکہ بھائی بھتیجے شہریار کے سب آئینگے مگر تم ہم کو کب
سرفراز کرو گی شمکین شیرین ادا نے وعدہ کیا کہ مین کوئی کام کر کے آؤنگی یہ کہکر شمکین
روانہ ہوئی فیروزہ پلٹ کر لشکر مین آیا سعد شہریار نے حال پوچھا فیروزہ نے سب
حال بیان کیا اور عرض کی کہ ملکہ شمکین وعدہ کر کے گئی ہین ہین کبھی جا کر بیٹھیون کہ وہ آیا کرتی
ہین یہ کہکر فیروزہ چلا لشکر سے نکلا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ عمرو آتے
ہین فیروزہ نے سلام کیا خواجہ نے کہا بیٹا اب تو معشوقہ تمہاری راہ پر ہی دربار مین
جمشید ثانی کے ہنگامہ جشن ہی آج تو خود شمکین گا رہی ہی جمشید بیٹھا سن رہا ہی مین ابھی
وہین سے آتا ہون لیکن تم کیا عیاری کروگے فیروزہ نے کہا وقت پر جو بن پڑیگا وہ کرونگا
خواجہ عمرو نے سمجھا دیا کہ جو کچھ کرنا وہ سمجھ کر کرنا آج جمشید بہت آراستہ ہی اور شمکین پر
توجہ کر رہا ہی اسی فقرے مین وہ جمشید کو لیگی یہ کہکر خواجہ عمرو روانہ ہوئے مگر شمکین
نے دربار مین بیٹھ کر سامنے جمشید ثانی کے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا ۔ نہین تو دست دشمن کا گلا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری ۔ ابھی آفت زدون کا پوچھنا کیا
عدو مجھکو مبارک کیا دے بے سود ۔ بُری تقدیر والون کا بھلا کیا
بڑھا کر ہاتھ لین اُن کو یہ مشکل ۔ نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا
نہ گھبراؤ ابھی گردش نہ بدلو ۔ ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا

یہ کب تک پارسائی عاشقون سے
جگر پانی ہی صدمون سے لہو دل
نہین ممکن کہ تجکو رحم آئے
معاذ اللہ گر ہی نوجوانی

امان ہی درد دل مین جو کہون یاسے
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی
نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو

محبت ہی تو پھر ہم سے حیا کیا
مرے سینے مین او ظالم رہا کیا
وہ مین کیا اور میری التجا کیا
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
مزہ دیگا ہمارا ماجرا کیا
تعجب ہی یہ مجکو ہو گیا کیا
یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

شمکین یہ اشعار اس طرز سے گا رہی کہ جمشید اشارے کرنے لگا موتیون کا مالا گلے سے
اُتار کر دیا شمکین نے بھی اشارہ کیا کہ تخلیے مین چلیے میری بھی یہی مراد ہی کہ آپکی خدمت
مین رہون لوگ مجکو بھی سجدہ کرین جمشید تابی خوش ہو گیا شمکین کو ساتھ لیکر تخلیے مین
آیا شمکین کی ادائین اور عیاری کی باتین تہین کہ جمشید دیوانہ ہو رہا ہی اشارہ کیا کہ ای شمکین
شراب پیو شمکین نے گلابی اُٹھائی اور اشارہ کیا کہ ایک جام میرے ہاتھ سے پیجیے بڑی فرحت
حاصل ہوگی جمشید خوشی مین جام پی گیا شمکین نے باتون مین ٹالنا شروع کیا تھوڑی دیر
مین بیہوشی نے تاثیر کی گھبرا کر اُٹھا کہتا ہوا کہ مین آسمان پر جاتا ہون شمکین نے کہا جائیے
جاکر آسمان پر بیٹھیے زمین کی خبر لائیے جمشید گھبرا کر اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا
بیہوش ہوا شمکین نے پشتارہ باندھا اسقدر پشتارہ بھاری تھا کہ شمکین سے نہ اُٹھ سکا
گھبرا کر کہا مقام افسوس ہی پشتارہ نہین اُٹھ سکتا کہ پہلو سے فیروزہ آیا پکار کر کہا کہ ای
شہنشاہ ملک حُسن و خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی یہ گنہگار حاضر ہی مین پشتارہ اُٹھاؤنگا
یہ کہکر فیروزہ نے پشتارہ اُٹھایا بقچہ لیکر شمکین ساتھ ہوئی سراچہ چاک کرکے فیروزہ
پشتارہ لیکر چلا کہ سامنے سے دیکھا اہل طلایہ آتے ہین فیروزہ نے کہا ملکہ بڑھکر ان کو
منع کرو کہ اس طرف نہ آئین ورنہ حال کُھل جائیگا شمکین نے بڑھ کر آواز دی کہ میر طلایہ کا کیا
نام ہی سپاہیون نے آواز دی عشاق شگرد کوتوال ہی شمکین نے کہا کوتوال صاحب سے کہو
اُ جانب پلٹ جائین کچھ ضرورت ہی طلایہ والے اُس طرف ہٹے فیروزہ آگے بڑھا جب و

خبر کرتا ہوا لشکر سعد مین پہونچا میثاق کوہ گردان طلا کے پر تھا پکار کر آواز دی کہ کون جاتا
ہی فیروزہ نے کہا منم فیروزہ بن عمرو ای وزیر اعظم جمشید کو مین لایا جا کر بادشاہ کو خبر کرو
یہ سنتے ہی میثاق کوہ گردان خوش ہو گیا جا کر بادشاہ کو جگایا سعد شہریار اٹھکر بارگاہ
مین آئے سب سردار جمع ہونے لگے سب شاہزادیان بھی آئین اپنے اپنے مقام پر بیٹھین
جب دربار آراستہ ہو چکا تو فیروزہ آکر پہونچا تمکین نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے
کہا ای تمکین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا تمکین نے کہا آپ کے دشمن کو لائی ہون اور منظور یہ ہی
کہ خدمت مین حضور کی رہون بادشاہ جمجاہ نے فرمایا یہ تمھارا گھر ہی جس طرح چاہو رہو
ہم چاہتے ہین کہ تم کو تکلیف نہ پہونچے فیروزہ نے اشارہ ڈال دیا میثاق نے کہا اسکو
درخت یا ستون سے باندھو جمشید کو ستون سے باندھا یہان لشکر جمشید مین خدمتگارون
نے ہلڑ کیا کہ قدرت کو کوئی لے گیا لشکر مین ہلڑ جو زیادہ ہوا اسپ تاجدار دوڑ کر آئے
مختار تاجدار کہ ہم تاجدار دہم عیار ہو ہیرا سے خبر دوڑا تھوڑی دیر مین آکر خبر دی کہ قدرت
باندھے گئے ہین جسکو جانبازی منظور ہو وہ جائے مگر دربار شاہی جما ہوا ہی یہ سنکر بڑے بڑے
ساحر کوئی غرق زمین ہو کر چلا کوئی پر پرواز پیدا کرکے اڑا یہان بادشاہ نے فرمایا کیون ای
جمشید خدائی کرنے کا مزہ ملا اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو اپنے اوپر لعنت کرو
ورنہ ای فیروزہ جلاد کو بلاؤ سب شاہزادیان دیکھ رہی ہین کہ آسمان سے برقین چمکین اسقدر
اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا تاجدار زمین سے نکلے اور چند آسمان سے اترے
جمشید کو اٹھا لیا مگر میثاق کوہ گردان نے سحر کیا کہ اکلیل تاجدار کا سر اڑ گیا لاشہ
جو اکلیل کا گرا اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے مین سب جمشید کو لیکر نکل گئے جمشید ثانی نے
راہ مین کہا ای تمکین بھی کھڑی تھی اس کو نہ اٹھا لیا سب نے کہا یا خداوند ہم کو آپ کی
جان کی پڑی تھی جلاد آچکا تھا ہم کو یہ خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو آپ پر ہاتھ مار دے مگر جب
حکم دیجیے گا تب تمکین کو اٹھا لائین گے جمشید نے سب لشکر آکر ٹ کا کہا یارو جب تک معشوقہ
نہ آئیگی مین بارگاہ مین نہ جاؤنگا طیفور تاجدار کہ ساتھ کرتا تھا اسنے کہا یا خداوند مین
ابھی جاتا ہون تمکین شیرین ادا کو لیکر آتا ہون یہ کہکے طیفور روانہ ہوا یہان تمکین

حاضر ہو بادشاہ جمجاہ فرما رہے ہین کہ مین اپنے عیار کا دھوم سے نکاح کرونگا فیروزہ نے
عرض کی کہ جب سب سردار آلین تب اس غلام کا عقد ہو بادشاہ نے فرمایا ای شمگین ہم تمہارے
طرفدار ہین میثاق کوہ گردان نے عرض کی کہ فیروزہ ہمارا فرزند ہی ایسی دھوم ہو کہ سرکار
بھی فرمائین کیا خوب سامان کیا سعد شہریار نے فرمایا بعد قتل جمشید یہ سامان زیبندہ ہوگا
مگر شمگین شیرین ادا یہ سُن کر دل مین خوش ہو رہی ہی کہتی ہی کیا قدردانون کے جاؤن ایک
سے ایک بہتر ہی ملازمون کے ان کے کیا خوش نصیب ہین اتفاقاً شمگین کسی کام کو باہر نکلی
تھی کہ طیفور آکر پہونچا کڑک کر گرا اور شمگین شیرین ادا کو اُٹھا کر لے گیا خدمتگارون نے
بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ایک ساحر آیا ملکہ شمگین شیرین ادا کو اُٹھا لے گیا یہ سُنکر
میثاق کوہ گردان نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور سامنے سے جمشید کے شمگین شیرین ادا
کو لاتا ہون یہ کہکر میثاق نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا فرمایا
ای وزیر اعظم ہم خود جاتے ہین اور بنتا ہی تو شمگین کو لاتے ہین میثاق نے کہا غلام ضرور
آئیگا میرے فرزند کی شادی کسکے ساتھ ہوگی یہ سُن کر بادشاہ جمجاہ سوار ہوے سب شاہزادیان
رو رہی ہین اور کہتی ہین کیا غضب کی بات ہی کہ ہمارے حضور بارگاہ دشمن مین جاتے ہین
کل خبر پائی تھی کہ سترہ ہزار تاجدار و پہلوان دربار مین جمشید کے بیٹھے ہین وہ سب شاہ پر
حملہ کرینگے فیروزہ مرکب تیار کر کے لایا بادشاہ سوار ہوے بطرف لشکر کفار کے چلے
ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران زمان کو پہونچائی صاحبقران بھی سوار ہوے یہ فرماتے
تھے کہ سعد کے مزاج مین بڑی جہالت ہی مین بھی جاتا ہون اشقر پر سوار ہو کر چلے مرکب
بادرفتار ایسا عمدہ سوار گھوڑا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی اگر راہ مین کوئی نخل مل گیا تو
اُسے ٹھوکر مار کر گرا دیا اگر کوئی نالہ ملا تو اُسے فرا گیا اس طرح جاتا ہی کہ ہوا پیچھے رہی جاتی ہی
سایہ مرکب کا پیچھے رہا جاتا ہی بقول مصنف نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون + کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہی ++
ابھی عجب رنگ مشکین ہے اسکے + اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
نا ہو میدان جا بیجا ب دار + صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی

ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال ٭	قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون	وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

لیکن طیفور نمکین شیرین ادا کو لیے ہوے سامنے جمشید ثانی کے آیا جمشید تخت پر
بیٹھا ہوا ہی تمام امرا و وزرا حاضر ہین نمکین کو طیفور نے سامنے بٹھا دیا جمشید ثانی نے
پکار کر آواز دی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان قدرت نمبرے ہین کہ تمنے یہ مکر کیا
اگر قدرت تقدیر کرتے تو سب مسلمانون کو پتھر کا بنا دیتے مگر پھر رحم آیا کہ ان کو پیدا کیا
ہی ان کو کیا مٹاؤن نمکین شیرین ادا نے کہا یا خداوند خاموش رہیے آپکے سب مکر
کھل گئے اگر آپ کا کچھ بھی اختیار ہوتا تو آپ سعد شہریار کو زندہ نہ چھوڑتے لیکن اُن کا
خدا نگہبان ہی میرا ابھی کچھ نہ کر سکیگے گا یقین ہی کہ بادشاہ جہجاہ تشریف لائین اور مجھکو
رہا کر کے لیجائین جمشید ثانی نے کہا کیا مجال یہ وہ مقام ہی کہ اگر مسلمان آئین تو سب
گرفتار ہو جائین یا قتل ہون مین نے وہ لشکر جمع کیا ہی کہ گاو زمین بار نہین اُٹھا سکتی اگر میرا
لشکر غل مچائے تو لشکر اسلام کے کلیجے پھٹ جائین وہ زمانہ نکل گیا کہ بارگاہ مین گھس آتے
تھے اب مشکل پڑیگی وہ جاؤ ہین کہ پیک صبا کا نکلنا دشوار ہی ہان سردارو اپنا
اپنا لشکر تیار کرو اور ساحرون کو حکم دیا کہ ہوا پر نظر رکھو میثاق کو بڑا گھمنڈ ہی اگر وہ ہوا
پر آئے تو اُس کو روک لینا سب سردار اُٹھے لشکر تیار کر کے کھڑے ہوے اور بڑے بڑے پہلوان
دعوی کرتے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جہجاہ مرکب اُڑاتے ہوے آتے
تھے اور مین لگے مین پڑی ہوئین تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین وہین سے نعرہ کیا کہ اے
کافران بے حیا و اے نابکاران پُر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ نعرہ سعد شہریار سے منم
شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ تجلی دہ بزم اسلامیان ٭ نہال گلستان
صاحبقران ٭ نعرہ کر کے فوج پر آپڑے دو چار کو جو قتل کیا سب سامنے سے ہٹے لڑتا
ہوے بادشاہ صف اول سے گذرے دو پہلوان مریخ تیغزن و عقاب جنگ جو
صف سے نکلے اول مریخ نے للکارا کہ اے سعد آگے نہ بڑھنا سعد شہریار پلٹ پڑے

ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جمجاہ نے تلوار کو تلوار سپر روک کر تلوار علم کی اور للکارے کہ او نامرد پیچھے نہ ہٹنا دوسری طرف سے عقاب جنگ جو آیا کہ صف اول پر نعرۂ امیر ہوا نعرۂ صاحبقران سے امیر عرب ضیغم روزگار ۔ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ۔ ایک تیغ صمصام و قمقام نام ۔ ایک تیغ عقرب ایک ذوالحجام ۔ دور سے آواز دی کہ او عقاب خبردار آگے نہ بڑھنا ای شہریار ہوشیار رہیے بادشاہ جمجاہ پلٹے سامنے سے تومرنج نے وار کیا پشت پر سے عقاب نے ہاتھ مارا بادشاہ نے جب دیکھا کہ صاحبقران نعرہ کرتے ہوئے آتے ہیں دونوں کی کلائیاں پکڑ لیں تلواریں چھین کر پھینک دیں اور پکار کر آواز دی دادا جان آپ تکلیف نہ کیجیے میں ان سے سمجھ لونگا یہ فرما کر دونوں کو اٹھا لیا اور طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت تلوار مار دی دونوں کو چورنگ کیا صف اول کو درہم و برہم کر کے دوسری صف پر آئے کئی پہلوانوں کو مارا صاحبقران زمان بھی لڑتے ہوئے آئے انھوں نے آکر صف دوم کو درہم و برہم کیا ایک طرف سے نعرۂ سرداران صاحبقران ہوا امیتاق کوہ گردان مع چالیس شاہزادیوں کے لڑتا ہوا آیا آکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی شاہزادیوں نے سحر کیا کہ ایک ابر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا پانی ہو کر بہہ گیا کئی لاکھ آدمی شاہزادیوں کے سحر سے مارے گئے مگر سعد شہریار لڑتے بھڑتے تا بہ دربار گاہ جمشید ثانی پہونچے جمشید بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ سعد شہریار لڑتے ہوئے دربارگاہ پر پہونچ گئے ہیں اور شاہزادیوں کے سحر سے لشکر میں قیامت برپا ہے جمشید جھلا کر باہر نکلا سعد شہریار کی جو نگاہ پڑی سعد نے للکارا کہ او نامرد کہاں تک دعوی خدائی کریگا بندگان خدا کو گمراہ کر چکا آج تیری قضا ہے جمشید ثانی نے دیکھا لشکر پر پانی برس رہا ہے فوراً سحر کیا کہ پانی برسنا موقوف ہوا امیتاق کے سحر سے آگ برس رہی تھی وہ آگ اہل اسلام پر پلٹی اہل اسلام جلنے لگے کل لشکر آگیا ہے خوب جم کر تلوار چل رہی ہے ہزارہا اہل اسلام جل جل کر گر رہے ہیں خواجہ عمرو لڑتے ہوئے قریب صاحبقران کے آئے عرض کی ای یار غضب ہوا سب اہل اسلام جل رہے ہیں صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم الٰہی پڑھا بادشاہ نے لوح طلسمی کو گردش دی تب وہ آگ موقوف ہوئی اہل اسلام بچے امیر

سعد کو اشارہ کیا کہ بارگاہ مین گھس جاؤ مین تمھارے ساتھ ہون مین بھی آتا ہون سعد نے
پردہ بارگاہ کا اُٹھا یا دیکھا تمکین سامنے بیٹھی ہی مگر ماران سیاہ تمکین کو لپٹے ہوئے ہین تمکین
دعائین مانگ رہی ہی کہ ای مالک لیل ونہار وای پروردگار مجھے اس آفت سے بچالے نظم

خدا ہستی با قلیم خدا وندی خداوندا ۔ تو ئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
جہان محکوم فرمانت چہ دریست وچہ در بالا ۔ چہ در شہر وچہ در قریہ چہ در کوہ وچہ در صحرا
تو رزاقی تو خلاقی خدا سے جملہ آفاقی ۔ تو ہستی والی عقبیٰ تو ہستی مالک دنیا
بہر مسجد تو مسجودی بہر بتخانہ معبودی ۔ تو موجودی بہر خانہ تو مقصودی بہر یک جا
تو ئی حاضر بہر محضر تو ئی ناظر بہر منظر ۔ تو ئی ساکن بہر مسکن تو ئی قایم بہر ماوا
تو غفاری تو ستاری تو دلداری تو غمخواری ۔ عطا پوشی خطا پوشی کرم گستر کرم فرما
تو ئی اول تو ئی آخر تو ئی ظاہر تو ئی باطن ۔ نباشد صورتے خالی ز نورت در جہان اصلا

تمکین نے جو بادشاہ کی صورت دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز آپ کی بلا مین مبتلا
ہی بادشاہ نے بڑھ کر لوح کا جو عکس ڈالا وہ سب ماران سیاہ جسم سے تمکین کے گرے
بادشاہ نے فرمایا چلو تمکین خود عیار بھی ہی تڑپ کر جو اُٹھی کئی ساحر قتل کیے پیچھے پیچھے بادشاہ
کے نیچے لیے ہوے پشتی بانی کر رہی ہی جو پیشت پر بادشاہ کی آیا اُسے نیچہ مار کر گرا دیا اُدہر
بھی لڑتے ہوے اندر آئے فرمایا ای سعد کیا جرأت کی ہی تمھاری جرأت کا مین قائل ہوا
حقیقت مین کس زور و شور سے آئے ہو صاحبقران زمان نے جو سعد شہریار کی تعریف کی
اور زیادہ چمک کر لڑنے لگے مگر جمشید نے دور سے دیکھا کہ سحر اخر باطل ہوا میری فوج کے
لوگ چلے جاتے ہین آخر طبل بازگشت بجوایا پلٹ کر بارگاہ مین آیا دیکھا تمام بارگاہ لاشون سے
معمور ہی دریاے خون بہ رہا ہی بعضے تڑپ رہے ہین پکارتے ہین یا خداوند فریاد ہی جمشید
نے آکر زندون کو اُٹھوایا مردون کو پھنکوایا افسرون سے صلاح کرنے لگا کیون یارو کیا
صلاح ہی کیا صورت فلاح ہی سب نے عرض کی طبل جنگی بجوائیے ابھی فقط دو سردار آئے ہین
ایک صاحبقران زمان دوسرے سعد ہی تھا دونون کے ساتھ فوج بہت کم ہی جو
[illegible] لین گے آج کی جنگ کا خیال نہ فرمائیے ساحران [illegible] زیادہ [illegible] ہین

جلا دین پھر دو کس کا مارنا کتنی بڑی بات ہی جمشید بھی غصے مین تھا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون
سے پوچھا کہ فوج ہماری کسقدر رہی ہرکارون نے عرض کی کہ فوج خداوند اس وقت پچاس لاکھ
ہی اور مسلمان دس لاکھ ہین جب ہم لوگ سحر کرین گے تو اہل اسلام کے کلیجے پھٹ جاوینگے
پہلوانون نے عرض کی ہم لوگ دعوی کرتے ہین کہ صاحبقران و سعد کو مارلین گے اس گھمنڈ
پر جمشید نے طبل جنگی بجوا دیا یہ ایک مرد مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی سب نے یہ بھی کہا
کہ آج ہم لوگ بے سامان تھے جب تک تیار ہون تب تک وہ پلٹ گئے یا خداوند حکم دیجیے
کہ دس دس لاکھ کی پانچ صفین جمین جب اہل اسلام آئین تو ہر صف پر روکے جائین انکی جرأت
ہم دیکھین کہ کیونکر گذرتے ہین ہر صف مین چار چار سردار نامی موجود رہین جمشید کو یہ صلاح
پسند آئی اور حکم دیا کہ پانچ صفین جمین اہل اسلام کو بھی معلوم ہو کہ خداوند کے بندون
نے بڑا سامان کیا ہی وہ تلوار چلے کہ اہل اسلام بھی دنگ ہون اپنی زندگی سے تنگ ہون
لیکن ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار صاحبقران
مین آئے دیکھا بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہین اور صاحبقران زمان دنگل آصفی پر ہین تمام سردار
بیٹھے ہین جن دیوانون کو صاحبقران زیر کرکے لائے ہین بیٹھے جھوم رہے ہین زنجیرین ہلا رہے
ہین کہ ہرکارون نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ + گل سرخ تابد
چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو
دشمن کو سوز و گداز ہو جمشید ثانی نے طبل جنگی بجوایا ہی اور پانچ صفین جمین گی صاحبقران
نے فرمایا خداے ما بزرگ است ہان خواجہ عمرو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو
نقارخانے مین آئے داروغہ نقارخانے کے فلائیہ چینی و کیائیہ چینی براے استقبال عمرو
اٹھے دو دو اشرفیان نذر کی دین خواجہ عمرو نے نذرین اٹھالین اور فرمایا مین جانتا ہون
کہ تمھاری آمد کم ہی اور خرچ زیادہ ہی جو تم نے پیش کیا وہ ہی ہم نے بھی قبول کرلیا یہ کہکے
چوب اٹھائی نقارے پر لگائی سات سو نقارہ بجا بقول شاعر نظم

چو بر طبل اسکندر آمد دوال +	ز ناہید مریخ کرد این سوال +
جہان را گر روز آخر رسید +	سرافیل صور قیامت دمید

بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است	کز آواز او گوش گردون کر است

تمام لشکر مین آواز پہونچگئی سب کو معلوم ہوا کہ کل جمشید سے مقابلہ ہی دیکھین کل گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور تختۂ تابوت کسکے واسطے ہو نظم

در اندیشہ گردن کشان یک بیک	کہ فردا بکام کہ گردد فلک
کرا تاج اقبال بر سر نہند	کرا تخت تابوت در بر کشند

دیکھین کل کون نام پیدا کرتا ہی طلسم کشا کی مدد مین کون کون مرتا ہی حقیقت مین لشکر اسلام کا بڑا نام ہی مگر مقام افسوس ہی کہ رستم و جہانگیر و ابرج و نورالدہر و بدیع و قاسم و مالک و لندھور وغیرہ سب اسیر طرت آ گئے ہین مگر یہان نہین پہونچے لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین اور تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی بعض لوگ تیرون کو زہر سے آبداری دے رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ کل ایسا لڑین کہ دشمن کو بھی معلوم ہو ایسے ایسے سردار ہین کہ جی چھوڑ دے لیے بعض جو کہ نامرد ہین ڈھیل ہل سکے اپنے کو تیار کیا ہی اپنی زندگی بہت عزیز جانتے ہین کہہ رہے ہین بھائی یہ نوکری تو جان کی آفت ہی ابھی دن کو لڑ چکے ہین تجھے دیکھا ہوگا کہ ہم ہیں جو ان سے چار کو گھیر کر یا لیا ایک نے نیزہ مارا لیکن ہم نے دور سے تیر ہی مارکے ہین حریف کے قریب نہین جاتا یہ ضرور نہین ہی کہ تلوار سے جنگ کیجئے چاہیے کہ دشمن کو خوب تنگ کرے تم تو ہوا سے سیر جانتے ہین دوسرے نے کہا بھائی ہم بھی جانین گے اور لڑنے والا باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی کہ اے نور نظر قدم پیچھے نہ ہٹانا میرے سامنے سرخرو ہو کر آنا تب مین راضی ہونگا نمک شاہی ادا کرو مدت سے نمک کھاتے ہین ہمارے شاہ بہت آبرو کرتے ہین پس بات مین فرق نہ آنے پائے آج تک خدا نے بات رکھی ہر مقام پر سرخرو رہے اب ایسا نہو کہ بدنام ہو جائین بیٹا کہہ رہا ہی اے والد نامدار آپ ضعیف ہین ایسا نہ ہو کہ آپ زخمی ہو جائیں مین لڑونگا غرضکہ سب طرح کے لوگ جمع ہین بقول شاعر فرد کند ہم جنس با ہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز لشکر کفار مین تلاطم ہو رہا ہی ایک سے ایک کہتا ہی کہ بھائی ہم تو سحر جانتے ہین تلوار کی لڑائی کو ہم کیا جانین اور اہل اسلام ہیں جنگ کے عادی ہین دیکھیے کیا کیفیت کیسی کیسی شفقت کی ہی تب شانون پر گوشت چڑھا ہی سپاہی جیدر دا تھ مار دیتے ہین

پہنچا تا ہی لہذا ہم تو دور سے لڑتے ہین اگر سحر چل گیا تو سبحان اللہ اگر تاثیر نہ ہوئی تب بھی دور رہے تلوار کی لڑائی سے خداوند بچائین وہ وقت نہ دکھائین مگر سحر تیار کر رہے ہین اگر سحر بن گیا تو کل آگ برسا دین گے مسلمانون کو جلا دین گے بعضے بھاگے جاتے ہین کمیدان نے پوچھا خانصاحب کہان جاتے ہو خانصاحب نے جواب دیا کہ ہمارے پیٹ مین درد ہی دوا کھانے جاتے ہین بروقت جنگ آجائین گے کمیدان نے کہا بھائی وقت جنگ ضرور آجانا قدرت نے تاکید کی ہی ورنہ روزگار جاتا رہیگا وہ جوان بڑبڑاتا ہوا چلا گیا یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ہم نوکری سے باز آئے ہم وقت جنگ نہ آئینگے سامنے گاؤن ہی وہان ہمارے چچا رہتے ہین حال ہمکو دریافت ہوجائیگا اگر فتح ہوئی تو پھر آکر شریک ہونگے دونون لشکرون مین یہی ہنگامے ہین چار پہر رات تیاری مین گذری اب وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نظم

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار	ہوا انجم سپاہ رو بفرار

لشکر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے ہین مگر صاحبقران جو بارگاہ سے نکلے لشکر کفار کا جماؤ دیکھ کر دل ہل گیا در دولت شاہنشاہی پر آئے تسبیح خاک شفا ہاتھ مین ہی یہی دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم فضل و کرم اپنا شریک کر نظم

نیست این حاجت کہ باشد در خزانہ مال جمع	بلکہ کن در دار دولت مخزن اعمال جمع
بعد مرگت وارثان غارت بیک لحظہ کنند	آنچہ کردی گنج سیم و زر بماہ و سال جمع
چون نداری در جہان یک لحظہ امید حیات	چیست حاجت مال کردن بہر استقبال جمع
کی بماند با وجود حیلہ و مکر و فریب	مال در دست سخی و آب در غربال جمع
چون سفر در پیش میداری تو پس دور و دراز	زاد رہ نزد تو می باید بہر یک حال جمع
ہند یا روز قیامت پیش پیش حق شود	آنچہ ز افعال تو گردد در دفتر اعمال جمع

بیدار جو باہر آیا صاحبقران نے پوچھا برآمد ہوئے ہین سلطان گیتی ستان کے کیا دیر ہی چوبدار نے عرض کی حمام کر چکے اب برآمد ہوا چاہتے ہین صاحبقران کھڑے ہوگئے تاجدار و

سردار آکر جمع ہوے کہ سامنے سے خواجہ عمرو دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ اے شہریار نوراں آتے ہین فوج کثیر ساتھ ہی تبلیغ قزاق بارہ ہزار قزاقون سے ہمراہ ہی اور قحطاس مردم در ساٹھ ہزار فوج سے ساتھ ہی یقین ہی کہ وقت جنگ پہونچ جائین کہ لال پردہ چیرخیون پر کھنچا۔ سعد شہریار اس رنگ سے ہوئی کہ آگے آگے طفلان مہرصورت اشعار حمد الٰہی پڑھتے ہوے

وہ اشعار یہ ہین نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک
خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک

فی الحقیقت ہست خاکت ابتدا و انتہا
خاک بودی و دگر بارہ شوی ای یار خاک

جسم خاکی را چگونہ باشد امید قیام
زانکہ گردد جوہر این خاک آخر کار خاک

در تلاش مال دنیا بندۂ خاکی چرا
میکند برباد در ہر کوچہ و بازار خاک

خاک جسمت حق برای کار کردن آفرید
حیف باشد گر بود یک لحظہ این بیکار خاک

سرمۂ چشم دل و جان میکند از صدق دل
ہر کہ حاصل کرد زان دربار گوہر بار خاک

ماندہ روز و شب بدرد و محنت و رنج و الم
فائدہ زین خاک بیزی یافت دنیادار خاک

قطرہ زر گردد بہ تاثیر نگاہ اولیا
زر شود در دست مردان خدا ہر بار خاک

دولت عقبیٰ اگر خواہی و کنج عافیت
بر سر دنیا بیفشان ہند یا ہر بار خاک

سامنے سے وہ طفلان ماہرو گذر گئے اُن کے بعد چند کہاریان تخت شاہنشاہی کا ندھون پر رکھے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن سُنہری مچھلیان سرون پر لگی ہوئین پیدا ہوئین اول صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپکی ہمارے دل مین ہی باقی جملہ سرداروں نے سلام کیا سب کا سلام لیتے ہوے سواری کوچہ سلامت سے چلی فرد سوے دشت شہ کی سواری چلی ہے کہ توکہ باد بہاری چلی ہے طبل سکندر بجتا ہوا اس دھوم سے بادشاہ لشکر کو لیکر میدان مین آئے اور ایک جانب میثاق کوہ گردان چالیس شاہزادیان مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئین اسباب سحر جھولیوں مین کاتیان باندھے ہوے ملازمان اُن کے ڈیڑھ لاکھ ساحر پشت پر کھڑے ہین مگر صاحبقران نے دیکھا کہ لشکر کفار مثل مور و ملخ ہی ہر صف کے آگے چار چار پہلوان گینڈون پر سوار چڑھے تیغے ہاتھ مین مثل فیل مجسم [illegible] ہین

مگر صاحبقران مجمع کفار دیکھکر متردد ہین خواجہ عمرو سے فرماتے ہین کہ لشکر کفار بیحساب ہی دیکھیے کیا ہو مجھکو بڑا خیال سعد شہریار کا ہی اب لشکر جمے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے

نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی
کہ سلیمان کا ہر باد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا

اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

اُنکی صورت کو ترستی ہی نگاہ افسوس
صورت نور نظر آنکھون مین تھی وہ نقشا

جنکی آواز مین تھا مایۂ اعجاز مسیح
خواب مین بھی کبھی سُنتے نہین ہم اُنکی صدا

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
کیون مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

ہمسفر کیا ہوئین چُہلین جو بہم رہتی تھین
کیا ہوا ہم نفسو رابطۂ صبح و مسا

نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ بزم نشاط
نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا

ربط و اخلاص کے باہم جو تھے معمول سے گئے
دفعۃً ہم سفرو ایسا ہمین بھول سے گئے

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے غازیون کے چہرے سرخ ہوگئے قبضون پر ہاتھ پڑے کڑکیتون نے کڑکا کہکر آواز دی کہ کون ایسا بہادر ہی کہ میدان مین نکلے اور نام رستم و سام کا صفحۂ ہستی سے مٹا دے یہ کہکر کڑکیت ہٹے جمشید کا تخت صف آخر پر ہی کئی سو پہلوان اسکو گھیرے کھڑے ہین جمشید نے سر اُٹھایا اشتغال خارہ شگاف نامے پہلوان گینڈا بڑھا کر سامنے جمشید کے آیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوندا اجازت میدان جمشید نے کہا جا تجھکو خدمت کے سپرد کیا اشتغال گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جس کو مرگ کی ہو وہ نکلے سعد نے قصد کیا تھا نکلون کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ [illegible]

نور الدہر بن بدیع الزمان ایک طرف فیروزہ تاجدار ایک طرف قحطاس مردم دراور
ایک جانب دیواتہ بلند بالا زنجیرین ہلاتا ہوا ایک سمت اسلم قزاق پشت پر دو لاکھ فوج
آئے دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان میدان مین گھوم رہا ہی نور الدہر نے مرکب بڑھایا مقابلے
مین اشغال کے پہونچے اشغال نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال سامنے آیا اشغال نے
نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ اُس کا روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر نور الدہر نے
نیزہ اشغال کا گانٹھا تھپیڑا مار دیا نیزہ اُس کا ہوائی ہوا اشغال نے تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار
کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار سپر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا نور الدہر نے ہاتھ
تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا تیغہ جو چمک کر گرا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے مصاحبین
نے جمشید سے کہا کیون یا خداوند جنگ مغلوبہ کا سامان کرین کہ لشکر اہل اسلام پامال ہو جائے
کوئی مسلمان بچنے نہ پائے جمشید چاہتا ہی کچھ جواب دون کہ ایک پہلوان ہی جسکو شاہور
بلند قد کہتے ہین گینڈا بڑھا کر سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوند اجازت میدان جمشید
نے کہا ای شاہور جلدی کیا ہی یہی صلاح ہو رہی ہی کہ ابھی مغلوبہ نہ کرو بعد چند ساعت
دیکھا جائیگا اچھا میدان مین جاؤ مگر الگ سے مقابلہ کرو جہانتک ہو سکے قریب اس جوان کے
نہ جاؤ بلکہ مناسب یہ ہی کہ جا کر بادشاہ کو للکارو یقین ہی کہ تمھارے مقابلے مین آئینگے پھر تمھین
اختیار ہی جس طرح سے چاہنا مقابلہ کرنا ہر طرح غالب آؤ گے مگر لوح کے سلائے سے بچنا
شاہور نے کہا کہ یا خداوند آپ طرز جنگ میرا جانتے ہین کہ حریف کو حربہ نہین کرنے دیتا
فوراً مار لیتا ہون صدہا پہلوان میرے ہاتھ سے قتل ہوئے مجھپر کوئی وار نہ کر سکا ہین
جا کر طلسم کشا کو للکارتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا ان جوانون کے
بھروسے پر طلسم کشائی کو آیا ہی میرے مقابلے مین تو آ مین بھی تو امتحان کرون کہ تمھاری جرأت
کیسی ہی نور الدہر نے جو آواز شاہور کی سُنی جواب دیا کہ او مغرور تجھے بادشاہ سے کیا کام
ہی مین تیرا مقابل موجود ہون میدان مین تو آ یہ سُنکر شاہور نور الدہر پر جا پڑا تلوارین جھپٹ
جھپٹ کر مارنے لگا نور الدہر روک رہے ہین جب کئی وار کر چکا تب نور الدہر نے [illegible]
[illegible] کہا او پہلوان تجھکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی کئی وار کر چکا دستور یہ ہی کہ ایک وار [illegible]

دوسرا حریف کا چاہتے ہین اب میرا وار تو قبول کر یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہور نے اپنا ہم
آگے کر دیا تلوار جو پڑی شاہور کے دو ٹکڑے ہوئے وہ ٹکڑے زمین پر تڑپے بعد تھوڑی دیر کے
ویسے ہی دو پہلوان پیدا ہوئے اور نور الدہر سے لڑنے لگے نور الدہر نے پھر ایک کو مارا
وہ بھی مرکر گرا اب تین ہوئے جون جون نور الدہر قتل کرتے ہین وہ جوان بڑھتے جاتے ہین
بادشاہ نے جو یہ معاملہ دیکھا لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین نوشتہ پایا کہ یہ جوان ساختۂ سحر جمشید ہین
مناسب ہی تم خود مقابلے مین جاؤ لوح چمکادو تب ان جوانون سے مہلت ملیگی بادشاہ نے مرکب
بڑھایا دیکھا نور الدہر گھرے ہوئے ہین چہار طرف سے وہ جوان حربہ کر رہے ہین نور الدہر
اپنے کو بچاتے ہین کہ بادشاہ نے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار منم شاہ شاہان
فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران +
اُن جوانون نے جو صدائے نعرۂ سعد شہریار سُنی طرف صحرا کے بھاگنے لگے بادشاہ نے گھوڑا
بڑھایا ایک بر عکس لوح کا ڈالدیا جیسے ہی عکس لوح کا اُس پر پڑا ایک چیخ ماری اور جلنے لگا
سب جوان دوڑ کر اُسی سے لپٹ گئے سب جل کر خاک ہوئے جمشید نے حکم دیا کہ ان جوانون کو
گھیر کر مارلو گھٹا کفر کی چلی بادشاہ نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا مرکب بڑھادیا تیغہ طلسمی کھینچکر
جا پڑے نور الدہر کے برابر پہونچے صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ سعد گھرے ہوئے ہین
اشقر بڑھا کر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام + بت کافران از جہان پاک کرد + سر
سرکشان جملہ درخاک کرد + نعرہ کرتے ہی فوج کفار پر جا پڑے مگر ساحرون نے آگ برسائی
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا آگ برسنا موقوف ہوئی جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی کہ
ہان یارو سحر سے نہ لڑو جنگ شمشیر و نیزہ کرو سب ساحر سحر کرنا موقوف کرکے تلوار سے جنگ
کرنے لگے مگر دیوانۂ بلند بالا جو کہ ساتھ نور الدہر کے آیا ہی اُسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کہ آقا گھر گئے ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو غضب ہوا ہمارے آقائے شرخ کو گھیر لیا ہی چل کر
اُنہ بچاؤ یہ کہکر چوبدست ہلاتا ہوا بڑھا بارہ ہزار دیوا نے اس کی پشت پر چوبدستین ہلاتے
ہوسنل مچاتے ہوئے فوج مخالف پر جا پڑے جسپر چوبدست پڑی وہ پیوند زمین ہوا ان

بارہ ہزار اسنے چوبیس ہزار جوان مارے جمشید نے ایک پہلوان کو اشارہ کیا کہ اس دیوانے کو تو پکڑ لا وہ جوان جھومتا ہوا سامنے دیوانے کے آیا جیسے ہی دیوانے نے چوبدست لگائی اُس پہلوان نے چوبدست تھام لی ایک جھٹکا مارا کہ دیوانے نے چوبدست چھوڑ دی اُس پہلوان نے دیوانے کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور زور کرکے اُٹھا لیا چرخ دیتا ہوا لیچلا دیوانہ غل مچاتا ہی کہ اے آقائے سُرخ یہ مجکو لیے جاتا ہی مقام افسوس ہی کہ تم دیکھ رہے ہو اور مجکو رہا نہین کرتے یقین ہی کہ قتل ہو جاؤن نورالدہر نے جو دیکھا کہ دیوانے کو ایک جوان لیے جاتا ہی گھوڑا بڑھا کر قریب آئے چاہا اُس جوان پر ہاتھ مارون اُس جوان نے کلائی نور الدہر کی تھام لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور لیکر چلا قحطاس مردم دیو نے مڑکر دیکھا دیکھا آقا کو لیے جاتا ہی بڑھ کر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس جوان نے قحطاس کی بھی تلوار چھین لی اور قحطاس کو بھی اُٹھا لیا بادشاہ نے بھی دیکھا کہ تینون جوان گرفتار ہو گئے اور وہ جوان نعرے کرتا ہوا جاتا ہی کہ منم پہلوان قدرت خداوند مجکو کون مار سکتا ہی میری قضا ہی نہین کوئی کیونکر قتل کریگا اُدھر سے لڑتے ہوے صاحبقران آتے تھے دیکھا کہ نورالدہر و قحطاس و دیوانے کو اُٹھائے ہوے وہ جوان جاتا ہی صاحبقران نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر آواز دی وہ جوان رُک گیا اور خود گھوڑا بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پُکار کر آواز دی او جمشیدیان کردن سے کیا ہوتا ہی خدا بادشاہ کو سلامت رکھے صاحب لوح ہین کوئی امر تیرا مخفی نہ رہیگا سب حال کھل جائیگا جمشید نے للکار کر آواز دی او حمزہ میں اپنا تجکو نام بتا دیا کہ یہ جرأت نصیب ہوئی ورنہ کیا مجال تھی کہ میرے حریف ذلیل دیوانے یہ سامنے آتا ہی اس سے تو مقابلہ کر ایک پہلوان آ ہو پر سوار پہلو مین ہزار نعرہ اشارہ کیا کہ حمزہ کو تو روک لے وہ جوان بڑھا صاحبقران نے اُس کو دیکھ کر چاہا کہ اسم اعظم پڑھیں وہ اسم اعظم فراموش ہو گیا صاحبقران حیران حیران چار جانب دیکھ رہے ہین کہ سعد شہریار نے دور سے دیکھا کہ دادا جان حیران کھڑے ہین یقین کامل ہوا کہ دادا جان [illegible] نظر بند ہو اسکئے [illegible] میدان کشتہ مین گھوڑا بڑھا کر قریب صاحبقران آئے [illegible]

طلسم بڑا امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اسم اعظم پڑھکر اُس جوان پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے جمشید یہ معرکہ دیکھکر نہایت اُداس ہوا اور کہا یہ تقدیر قدرت سے ایسی کی تھی کہ حمزہ بیکار ہو جائیگا مگر لوح سے کوئی چارہ نہین لوح کا جو طلسم بڑا اسم اعظم کھل گیا اب دوسری تدبیر کرونگا یہ کہکر اسم سحر پڑھنے لگا ایک دستک دی کہ صحرا سے آواز آئی معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہے اُس آواز مین یہ صدا تھی نظم

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا
مٹانے کے لیے ہم کو بنایا

بشکل اشک ہون با قدر و بیقدر
وہ گوہر ہون کہ کھو یا جسنے پایا

نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام
عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا

ہماری چشم کوئی آبلہ تھی
جو نشتر نوک مژگان نے لگایا

وہ مشتاق شہادت تھا دم ذبح
گلے سے مجکو خنجر نے لگایا

نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے
عدم کا لطف ہستی مین دکھایا

ہوا اسرمہ بھی شاید حسن اغیار
جو ایسا تیری آنکھو مین سمایا

مزہ جوش محبت نے یہ بخشا
گلہ بھی شکر ہو کر لب پہ آیا

ہوئی جھوٹی قسم کھانی جو منظور
خوشا قسمت مین اُنکو یاد آیا

مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہے
کہ بیٹھا آپ اور مجکو اُٹھایا

بتسبیح اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ
ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

صاحبقران نے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین اشعار مذکور گاتی ہوئی آتی ہین بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا جو سب کے آگے ہے اُسپر لوح کا عکس ڈالو یہ نمود بے بود ہے بادشاہ نے لوح چمکائی اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ ای شہریار آپ مجکو کیا سمجھے ہین میرا نام ہے جام محبت جسنے میرے ہاتھ سے جام پیا وہ دیوانہ ہوا بادشاہ نے ابا جو لوح مجکو حکم دیگی وہی کرونگا وہ نازنین رونے لگی کہا ای شہریار آپ ایسا کلمہ فرمانے ہین میری محبت دل مین نہین سمائی اگر میری محبت آپ کے دل مین رہیگی تو ہمیشہ آباد رہیے لیکن آپ نے نوشتۂ لوح پر عمل کیا جو خوشی آپ کی مگر لوح کا عکس جو اُس نازنین

پھر پڑا اشتعل ہیزم خشک جلنے لگی اور سب عورتین اُس سے لپٹ گئین وہ بھی جلکر خاک سیاہ ہوگئین
اور آواز آئی کشتی مرا نام من جام محبت بود مرتے ہی جام محبت کے کل لشکر مل گیا ہی جمشید
شعبدے کر رہا ہی مگر جو شعبدہ کیا حکم نے لوح کے اُس کو مٹایا آخر جمشید نے حکم دیا کہ سب کو
گھیر کر مار لو پچاس لاکھ فوج نے بلوہ کیا بادشاہ بہت متفکر ہین فرماتے ہین کہ فوج بیحساب ہی
خدا ان کی بدعت سے بچائے دیکھیے انجام کیا ہوا ہی کریم و رحیم فضل و کرم اپنا شریک کر الہٰا
نہ ہو کہ سردارون کو انتشار ہوا ہی بے نیاز وقت مدد ہی نظم

چون ید بیضا چو آید در ضیا روشن چراغ	روشنی بخشد دل تاریک را روشن چراغ
صورت خورمی شود نورش محیط سرزمین	چون برافروزد ز حسن بے لقا روشن چراغ
کی بود انوار ذات از دیدۂ مردم نہان	ماند اندر پردہ پوشیدہ کجا روشن چراغ
ہست ز انوار الٰہی در شبستان جہان •	ابتدا روشن چراغ و انتہا روشن چراغ
سرزمین را حق عطا فرمود زان سان روشنی	کرد از خورشید بر اوج سما روشن چراغ •
زین تجلی مطلع انوار ہر روز و شب است	ہست زین خورشید ہر صبح و مسا روشن چراغ
این غزل موزون نوشتی در زبان پارسی •	کردہ از طبع روشن ہند یا روشن چراغ

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیلتن مع اپنے سردارون کے آکے
پہونچے ایک ساحرہ موسوم بہ گلپوش ابر پر سوار ساٹھ ہزار ساحر دو لاکھ غیر ساحر اور بہت
سے آدمخوار غل مچاتے ہوئے آکر پہونچے آدمخوارون نے جو مجمع انسان دیکھا مُنھ کھول کر چاہا پیرا
اور آدمخوارون نے جو آواز سنی کہ آقا نے نعرہ کیا سمجھے کہ ہم کو بھی حکم جنگ ہی جو سامنے آیا اُسکو
چیر پھاڑ کر کھانے لگے رستم نے جھڑکا کہ تم کو منع کر دیا ہی کہ آدمیون کا گوشت نہ کھایا کرو آدمخوارون
نے کہا آقا اے نامدار بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمین گوشت کھانے کو منع کرتے ہین ہم کیونکر باز رہین یہی ہماری
تو یہ خوراک ہی یہ کہکر لڑنے لگے کسکی مجال ہی کہ آدمخوارون سے مقابلہ کرے رستم پیلتن نے
آکر صفون کو توڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم سے ارشد اولاد امیر عرب [illegible]
چو رستم لقب • دیگر طلشاہ رومی شہ فیل زور • کہ بر تخت مرزوق افگند و شور [illegible]
پہونچے پہلوانون کو مارا اور آدمخوار غل مچاتے پھرتے ہین یار و یغت کبھی نہین [illegible] آدمی کو

چیرا اور چیر کر کھا لیا مگر رستم کو دیکھکر مخالف بھاگتے ہین جسطرف حملہ کیا صفون کو درہم و برہم
کر دیا ہر طرف یہی ہلڑ ہو کہ آدمخوارون سے کون مقابلہ کرے یا خداوند بچائیے کہ دوسری گرد
صحرا سے اُڑی دیکھا کہ شاہزادۂ جہانگیر مع اپنی فوج کے آکر پہونچے اور نعرہ کر کے لڑنے لگے
پھر ایکطرف سے گرد اُڑی شاہزادۂ خاور سپاہ بڑے زور و شور سے آکر پہونچے کئی سو
سردار ساتھ ہین آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم ؎ ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ✦
زنم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ ✦ ز آب دم تیغ شستم زمین ✦ ہمہ باختر شد بسر سبز نگین ✦ دیگر آفتاب
مشرق دین پروری ✦ شہسوار لال پوش خاوری ✦ ہمراہ ان کے شہر نگ تاجدار اور
آذر سنبت شکن و شاخسار جادو و سبہاے گوہر پوش ہین و ہلال دیوانہ بھی زنجیرین
ہلاتا ہوا آتا ہے دونون شاہزادیون نے جو دیکھا کہ جنگ سحر ہو رہی ہے بڑھ کر سحر کیا کہ آگ
برسنے لگی اس کے بعد پھر گرد اُڑی سب نے دیکھا شاہزادۂ بدیع الزمان بھی ڈیڑھ لاکھ فوج
سے آکر پہونچے ملکہ میمونہ نازک ادا ایک آہو پر سوار آتے ہی سحر کرنے لگی ایکطرف
بدیع الزمان کے ہلال دیوانہ ایک پہلو پر بہمن بلند بالا مع ساٹھ ہزار جوانون کے ساتھ
ہے سحاب ابر شکن باپ ملکہ کا دمواج قطرہ زن مان ملکہ کی شریک ہے یہ بھی آتے ہی سحر
کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے مالک و لندھور بھی آئے پہلے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ
کیا نعرۂ لندھور ؎ جزیرہ ہاے دریا اگر فتم تا بہ ہندوستان ✦ اگر نام پرسید انی منم
لندھور بن سعدان ✦ مالک نے جو نعرۂ لندھور کی آواز سنی بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ مالک ؎
منم مالک اژدر خشمگین ✦ سپہ دار در لشکر اہل دین ✦ مگر شاہزادۂ بدیع الزمان جو جنگ کرتے
ہوے آتے تھے قاسم و جہانگیر کو جو دیکھا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان ؎
بدیع الزمانم کہ در روز کین ✦ کشم آسمان را بروے زمین ✦ ز تیغم بسے ملک اسلام شد ✦
کہ ہر فتنۂ باختر نام شد ✦ دیگر ہو برج خوبی شہ انجمن ✦ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ✦ بدیع الزمان
کے نعرے کی صدا سن کر قاسم نے جہانگیر کو اشارہ کیا کہ کشتی گیر کو آگے نہ بڑھنے دو جہانگیر تلوار
کھینچ تھے مگر ہمراہ بدیع الزمان جو جادوگرنیاں ہین انھون نے بڑھ کر سحر کیا آہ [illegible] ہوگیا
بدیع الزمان پیچ صف مین لڑ رہے ہین اور جہانگیر کنارے پہ ہوگئے قاسم نے اشارہ کیا [illegible]

عمر نامدار بڑھ جاؤ جہانگیر نے اشارہ کیا کہ ای فرزند دیکھتے ہو فوجون کے کسقدر جماؤ ہین
گھوڑا بڑھ نہین سکتا قاسم کو بہت ناگوار ہوا سیارہ سے فرمایا کہ ای یار وفادار دیکھتے ہو کہ یہ
کشتی گیر تو وسط صف مین پہونچ گیا اور شاہزادہ جہانگیر کنارے پر لڑ رہے ہین سیارہ نے کہا
ای آقاے نامدار جرأت بدیع الزمان کا آپ ہی جواب دیسکتے ہین ادھر جمشید نے بلندی پر سے
دیکھا کہ فرزندان صاحبقران کس زور وشور سے لڑ رہے ہین ایک طرف رستم ایکطرف بدیع
وقاسم وجہانگیر و مالک کل دست چپیون کا جماؤ ہوا وجس طرف بدیع الزمان لڑ رہے
ہین لندھور بن سعدان ان کی پشت پر لڑتے ہوے آتے ہین ایک طرف صاحبقران زمان
لڑ رہے ہین اسقدر تیر کھائے ہین کہ تمام بدن غربال بنا ہی مگر مصروف جنگ ہین جس غول پر
ارادہ کیا جا پڑے بڑے بڑے ساحرون کو صاحبقران نے قتل کیا جو سامنے آیا ہاتھ سے
صاحبقران کے مارا گیا کئی دیو اسلئے امیر نے زیر کیے ہین وہ دیو انے بھی لڑ رہے ہین ہر طرف
یہی ہنگامہ ہی کہ جنگ مسلمانان کا کون جواب دے یا تو سب سردار الگ الگ تھے یا وقت پر
آکر شریک جنگ ہوگئے جو سردار آیا اسی طلسم کے تاجدارون اور پہلوانون کو مطیع کر کے
لایا وہ ہی ہماری جان کے دشمن ہین جمشید نے جو طرز جنگ مسلمانان دیکھا کہا کیون صاحبو اب
تم سب کی کیا صلاح ہی لڑائی تو یہ فتح نہ ہوگی رستم کے آدمخوارون نے قیامت برپا کی ہی جس
غول پر گرے ہزارون کو کھا گئے پرے کے پرے درہم وبرہم کر دیے اور جنگ دیوانون کی وہ
آفت ہی کہ کوئی ان کو روک نہین سکتا جس غول پر گرے مارے چوبدستون کے پامال کر دیا یہ کہکر
بہت گھبرایا آخر سب نے کہا یا خداوند ہم آپ کی وجہ سے لڑ رہے ہین مسلمانون کا سامنا نہین
کر سکتے کہ سامنے گئے اور قتل ہوے آپ نکل جائیے ہم لوگ سمجھ لین گے خواہ اطاعت کرین گے
خواہ بھاگین گے جمشید نے جھولی سنبھالی پر پرواز پیدا کیے تخت کو اڑایا مگر میثاق کوہ گردان
نے جو دور سے دیکھا روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار غضب ہوا جمشید جاتا
ہی اگر یہ نکل گیا تو بڑا فساد کریگا حضور تیر ماریں مین جا کر گھیرتا ہون چالیسون شاہزادیون کو
[illegible] سب شاہزادیان میثاق متفرق ہوے سب نے الگ الگ سحر کیے ان شاہزادیون کا
ادھر میثاق کوہ گردان کا سر جمشید کو معلوم ہوا کہ سامنے دیوار سنگ [illegible]

بہشت سے آواز آتی ہی کہ ای شہنشاہ کہان جلتے ہو ہم تمھاری تلاش مین آگئے ہین اور تمھارے مشتاق ہین جمشید نے پلٹ کر دیکھا کئی سو شاہزادیان زیور پھولون کا پہنے ہوے اور یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہین

نظم

آ دیکھ لے بیتابیِ بسمل کا ذرا رقص ٭ کرتے ہین پس ذبح بھی مشتاق قضا رقص
رہتا ہی ترے افعیِ گیسو کا تصور ٭ کرتی ہی مرے پیش نظر روز بلا رقص
ہی خواہش تعلیم جو اُتری ہی کمر سے ٭ سیکھے گی قدم سے ترے کیا زلف دوتا رقص
یاد آتا ہی جب لطف طوافِ درِ ایجاب ٭ کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص
وہ ناز اُٹھائے ہین دم مرگ تمھارے ٭ فرشِ سرِ مقتول پہ کرتی ہی جفا رقص
پردہ نہ رہا کچھ تری بیپردگیون سے ٭ کرنے لگے بیباختہ پابند حیا رقص
سٹو کرنے سکھایا تری انداز غضب خیز ٭ زیبا ہی جو چھپ چھپ کے کرے دزد حنا رقص
خود رفتگیِ کیفیت محبت سے خبر کیا ٭ مزدور کے نزدیک ہی حالِ فقرا رقص
غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سے مطلب ٭ کیا دیکھئے آئیگا گرفتار عزا رقص
ہی منزل بیتابیِ دل ضبط سے خالی ٭ بسمل ترے کرتے ہین دم ذبح نیا رقص
آنکھون کے اشارے کشش دلکو غضب ہین ٭ ہر ہر تری انداز سے ہوتا ہی نیا رقص
شب چادر مہتاب بچھاتی ہی سحر تک ٭ کرتی ہی یہان پیش لحد آکے صبا رقص
سوچو تو نسیم آپ کی کس لطف سے گذری ٭ برسون ہی سرِ شام سے تا صبح رہا رقص

جمشید نے جب دیکھا کہ چارون طرف بلا نازل ہی کس طرف جاؤن جس طرف جاؤنگا بلا مین مبتلا ہونگا آخر طرف زمین کے چلا مگر میثاق کو للکارا کہ او نمک حرام تونے بڑا فتور کیا مین کدھر جاؤن میثاق نے کہا طلسم کشا سے مقابلہ کیجیے آپ خداوند ہو کر بھاگے جاتے ہین جمشید نے کہا طلسم کشا کو مٹا کے جاؤنگا یہ کہتا ہوا زمین پر آیا سحر کرنے لگا وہ آندھی چلی کہ اندھیرا ہوگیا درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے سعد بن قباد نے جو دیکھا کہ اندھیرے مین کچھ نہین معلوم ہوتا لوح کو چمکایا جب لوح چمکی تب روشنی ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ جمشید زمین پر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی آگ برس رہی ہی بادشاہ نے پھر لوح کو چمکایا آگ برسنا موقوف ہوئی اب

جمشید نے پہلوانون کو اشارہ کیا کہ ہان یارو گھیر کر سعد کو مار لو اول اشقال سرمد ور گینڈا
چھیڑ کر آیا بادشاہ نے ہاتھ مار دیا اشقال کے دو ٹکڑے ہوے اسکے بعد میکال تیغ زن
آیا اسنے تکیے سے ہاتھ مارا کہ سعد شہریار کا شانہ نشانہ ہوا سعد زخم کھا کر مثل شعلۂ جوالہ مرکب کو چھیڑ
کرنے لگے آواز دی او بے حیا دیکھ تیری پشت پر کون کھڑا ہی وہ پہلوان پلٹا سعد شہریار نے
ہاتھ مارا اس کے بھی دو ٹکڑے ہوے ایک طرف سے آواز آئی ای سعد بس اب شمشیر زنی کر چکے
تلوار پھینک دو سعد نے پلٹ کر دیکھا ایک زنگی سیہ رو للکارتا ہوا آتا ہی فیروزہ برابر کھڑا تھا
آواز دی ای شہریار لوح ملاحظہ کر کے اس سے مقابلہ کیجیے سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ یہ زنگی سحر ساختۂ جمشید ہی لوح کو اسکے بدن سے مس کرو جل جائیگا کہ زنگی برابر
آیا سعد حیران ہین کہ کیونکر لوح مس کرون وہ زنگی برس پڑا مہلت نہین لینے دیتا آخر سعد نے
بمشکل تمام لوح کو اُس کے جسم سے مس کیا زنگی جل جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من
سیہ تاب جادو بود واضح ہو کہ اتنی پہلوان اسی طور سے مقابلۂ سعد مین آئے اور مارے گئے
جمشید کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی اور سحر پڑھنا موقوف نہین کرتا سعد گھوڑے کو ٹھکرا کر قریب جمشید
کے پہونچے جمشید نے آگ مُنھ سے چھوڑی صدہا شعلے بھڑک بھڑک کر گرے سعد پر تاثیر نہوئی
جمشید نے نعرہ کیا ای اژدران جادو یہ وقت سخت ہی جلد آؤ یہ کہتے ہی صحرا مین روشنی ہوئی
ایک اژدہا مثل کوہ مُنھ سے آگ چھوڑتا ہوا سامنے آیا فیروزہ نے پھر پکارا ای شہریار لوح
کو ملاحظہ کیجیے سعد نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ اژدہے پر لوح پھینک مارو جب وہ اژدہا
قریب آیا تو سعد نے لوح پھینکی جمشید نے چاہا مین لوح کو روک لون جیسے ہی ہاتھ ڈالا ہاتھ
پر آبلہ پڑ گیا اُف کر کے لوح کو چھوڑا لوح کے گرتے ہی جھکا کہ اُٹھا لون سعد نے اوپر سے ہاتھ
مارا جمشید نے ہاتھ سے اشارہ کیا کئی سپرین فولادی سر پر اس کے جم گئین گویا سینہ سپر
ہوئین مگر کیا ہو سکتا تھا تیغ طلسمی نے سپرون کو کاٹا تڑپ کر جو وہان سے گرا جمشید ثانی کے
سر آگے [illegible] دیا جمشید کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی جمشید کے ہنگامۂ عظیم ہوا مگر ایک
وزیر اسکا ہیران قتل کشش باقی تھا اُسنے لاش جمشید کا اُٹھایا طرف طلسم زعفران زار کے بھاگا
بعد مرنے جمشید کے [illegible] آکر قدمون پر سعد کے گرے کچھ بھاگ گئے کچھ ساتھ ہیران کے گئے

سب طرف امن و امان ہو گیا جنگ برطرف ہوئی اب بادشاہ وہانسے بفتح و فیروزی قلعۂ طلسمی
مین آئے یہانکے عجائب و غرائب ملاحظہ کیے یہ ہلڑ سنگر بیٹی اسکی ملکہ نہنگ دریا نشین محل سے
نکل آئی اور سعد شہریار پر عاشق ہوئی اسنے خزانے بتائے مال نکلوایا کئی ہزار چھکڑا اسباب
سے بھرا اس سب سامان کو ساتھ لیکر صاحبقران زمان مع اپنے سردارون اور جان نثارون
کے طرف غرو بیۂ باختر کے روانہ ہوگئے ادھر سعد شہریار نے انتظام کیا کہ سارے طلسم مین
جسقدر دیر تھے اُن سب کو منہدم کرا دیا اور انھین مقامات پر مسجدین تعمیر کرائین جابجا حاکم و ناظم
مقرر کیے اس انتظام سے فراغت فرما کے فیروزہ بن عمرو کا عقد ساتھ ملکہ شمکین شیرین کلام کے
بڑی دھوم سے کیا اب یہ حقیر عرض کرتا ہو کہ اگر فیروزہ کی شادی کا بیان بتفصیل تحریر کرتا تو طول ہوتا
اور ناظرین کا وقت عزیز فضول رائگان جاتا اس وجہ سے یہانپر تیسری جلد کو ختم کرتا ہون فقط

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب متخلص سہیل فرزند مصنف

بعد حمد محمود کل عالم معبود جن و ملائک و بنی آدم و نعت جناب سرور انبیا حبیب خدا صاحب
قاب قوسین او ادنی و منقبت شیر بیشۂ ہیجا معین و مددگار اشرف انبیا جناب علی مرتضے علیہم السلام
یہ حقیر پر تقصیر عرض کرتا ہو کہ جناب قبلہ و کعبہ حقیقت مین بےمثل و وحید ہین ناظرین تصور کرین کہ
بعد طلسم ہوشربا دو جلدین اُسی ہوشربا کی بقیۂ طلسم ہوشربا نام رکھکر تحریر کین جو کہ ناظرین
نے ملاحظہ فرمائین اس بقیہ مین کوئی مضمون نہین چھوٹا احباب کو حیرت تھی فرما [illegible] بقیہ ہوشربا
پھر بھی قلم اُٹھائیے گا اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ قبلہ و کعبہ نے تار باندھ دیا کہ ف[illegible] نورافشان جلد دوم
مین لکھا بعد فتنۂ طلسم ہفت پیکر تین جلدون مین تحریر فرمایا بعد اسکے طلسم خیال سکندری تین
جلدون مین تصنیف فرمایا ہومان نامہ کا ترجمہ کیا طلسم نوخیز جمشیدی یہ بھی کس آب و تاب سے
تین جلدون مین نئے رنگ پر تحریر کیا لطف یہ کہ ہر جلد اور ہر داستان کا نیا مضمون تھا ایک سے
دوسرا سے طرز جدا افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسے ذی کمال کا انتقال ہو گیا حقیر کے نزدیک
تو داستان گوئی اور سخن طرازی کا چراغ گل ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون نئے [illegible]
اور عیارون کی عیاریان اور بہادرون کی بہادریان اس طرح قلم سے داشت